BURAQ READER

حصار محبت *Season - 2*

تحریر :آن فاطمہ

یہ ایک بند کوٹھری نما بوسیدہ سا کمرہ تھا جہاں ہر سو تاریکی نے بسیرا کیا ہوا تھا کھڑکیاں دروازے بند ہونے کی بدولت روشنی کا اندر آنا ناگزیر تھا کمرے کی دیوار پہ ایک پیلا بلب لگا ہوا تھا جو ایک منٹ کیلیے چلنے کا کام سرانجام دیتا اور پھر بند ہوجاتا جس کے کمرے کا منظر مزید ہولناک ہوجاتا ایک جانب میز اور چند کرسیاں اس کے اردگرد رکھی ہوئی تھی۔ کرسیوں پہ دو دراز قد آدمی بیٹھے تاش کھیلنے کا کام سر انجام دے رہے تھے ساتھ ساتھ منہ میں دبا ہوئے سیگریٹ سے کمرے میں عجیب سی بدبو نے احاطہ کیا ہوا تھا وقتاً فوقتاً ان کی نگاہ کمرے کے عین وسط میں رکھی کرسی کی جانب اٹھتی جہاں ایک نسوانی وجود رسیوں میں دنیا مافیہا سے بے گانہ تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے شاطرانہ مسکرائے چہرے پہ سجاگئے جیسے ان کا کام اب مکمل ہوگیا ہو۔ دفعتاً موبائل سے آنے والی آواز پہ وہ دونوں گویا ہوش کی دنیا میں واپس آئے لیکن موبائل پہ آنے والی کال کی شخصیت کا نام دیکھ ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے ہڑبڑی میں تاش کے پتے اٹھاتے ایک بوسیدہ الماری کے کونے میں چھپانے والے انداز میں رکھے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر سکون کا سانس خارج کیا اور ڈرتے ڈرتے فون کان سے لگایا۔

"جی باس۔"

ایک آدمی کی سرسراتی ہوئی آواز گونجی جیسے ابھی بے دم ہوکر فرش پہ گرجائے گا۔دوسرے آدمی کی نگاہیں اس کرسی پہ بندھے ہوئے وجود کے آرپاڑ ہورہی تھی۔اس کے ساتھی کے ٹھوکا مارنے پر وہ درد کی شدت کی کراہ کر رہ گیا اور کرسی پر سے نظریں ہٹاتے خون آشام نگاہوں سے اسے گھورا۔

باس پہنچ گئے ہیں تم جلدی سے اس کرسی کو اس الماری میں رکھے کپڑے سے صاف" کرو اس سے پہلے کہ ان کا غصہ ہم پہ نکل جائے۔اور ویسے بھی آج تو خوشی کا دن ہے "جشن منائے گے ہم جب باس ہمارے کام سے خوش ہوکر ہمیں معاوضہ دیں گے۔

وہ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لیے بولا تو مقابل بھی مکروہ قہقہہ لگاکر ہنس دیا معاً ان کی نگاہ کرسی کی جانب اٹھی جہاں بیٹھا وجود درد کی شدت سے اپنا سر پکڑے کراہ رہا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے خباثت سے مسکرادیے۔کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس شخص نے کپڑوں سے اپنے ہاتھ صاف کرتے دروازہ کھولا تو چرڑ کی آواز سے دروازہ کھلتا چلاگیا۔دروازے کے کھلتے ہی ایک وجود سرعت سے اندر داخل ہوا اور داد دیتی

نگاہوں سے اس شخص کی جانب دیکھا اس کی بھوری کانچ سی آنکھیں کرسی پہ بیٹھے وجود کو دیکھتے چمک اٹھی جس کا رخ دوسری جانب تھا۔ اس بدولت وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا چہرے پہ پراسرار سی مسکراہٹ رقصاں تھی وہ اپنے چہرے سے ماسک ہٹاتا مضبوط قدم اٹھاتا اس کرسی کے عین پشت پہ جا کھڑا ہوا۔

"باس ہم نے آج آخر کار یہ کام مکمل کردیا ہے ہمیں امید ہے کہ آپ اس کام کا معاوضہ ہمیں اچھے سے اچھا دیں گے۔"

ایک آدمی دانت نکوس کے بولتے ہوئے میز کے پاس رکھی ایک کرسی اٹھالایا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ پوری شان ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پہ رکھے اس پر براجمان ہوگیا اور ساتھ ہی سگار سلگالیا۔اس نے ایک شخص کو کرسی گھمانے کا حکم دیا جس میں مسلسل ہلچل ہورہی تھی جس کا مطلب یہ تھاکہ وہ نسوانی وجود ہوش میں آرہا تھا۔

اس شخص نے مسکراتے ہوئے جیسے ہی کرسی کا رخ اس کی جانب موڑا اس کے چہرے سے مسکراہٹ لمحے بھر میں غائب ہوئی جبکہ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اس نے غیض

کے عالم میں کرسی سے اٹھتے وہی کرسی زمین پہ الٹ دی تو وہاں موجود دونوں آدمی اس کے غصے کے خوف سے تھر تھر کانپنے لگے۔

"یہ کسے اٹھالائے ہو جاہل آدمیوں ایک کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا مجھے بھی یہ بات اچھے سے ازبر ہے کہ میرا کوئی کام آج تک تم نے ڈھنگ سے نہیں کیا لیکن پھر بھی ہر بار ایک آخری موقعے کے طور پر تم دونوں کو وارننگ دے دیتا ہوں۔"

وہ تند نگاہوں سے انہیں گھورتے ہوئے چنگھارا اور سر کے بال مٹھی میں جکڑتے پورے کمرے کے چکر کاٹنے لگا غصے سے برا حال تھا آج اسے لگا تھا کہ وہ اس کام میں کامیاب ہوجائے گا لیکن یہاں بھی مات کھاگیا بے بسی کے عالم میں اس نے اپنے ہاتھ کا مکہ بنا کر اس لڑکی کی کرسی پہ مارا۔کرسی پہ بیٹھا وجود جو ہلکے ہلکے ہوش کی دنیا میں لوٹ رہا تھا اپنے سامنے ان اجنبی چہروں کو دیکھتے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے والی ہوگئی۔

"بابا ماما۔"

وہ کانپتے لہجے میں ہولے سے بولی پورا وجود درد سے دوہرا ہورہا تھا وہ تو یونی گئی تھی تو یہاں کیسے یہی سب سوچتے وہ خوف سے آنکھیں میچتے اپنے ماں باپ کو پکارنے لگی۔معاً اس کی

پکار پہ وہ تینوں چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئے وہ دونوں ہاتھ چہرے پہ رکھے تھر تھر کانپ رہی تھی کچھ سوچتے اس کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا وہ گردن پیچھے کو گرائے مکروہ قہقہہ لگاکر ہنس دیا۔

کوئی بات نہیں وہ نہ سہی یہ بھی اسی خاندان کا چشم و چراغ ہے نہ یہ ہی سہی جلدی" سے انتظامات کرو تم دونوں سارا سامان سمیٹنا شروع کردو جیمز کل رات تک یہاں پہنچ جائے گا پھر اسے اس کے ہاتھوں میں دے کر ہم لوگ یہاں سے فلائے کرجائیں گے "مزید وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔

وہ عجلت میں کہتا اس وجود کی جانب جھکا جو اس کی بات پہ سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہی تھی چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہورہا تھا اس کی حالت پہ وہ لڑکا مذاق اڑانے والے انداز میں قہقہہ لگااٹھا اور اپنی سرخ ہوتی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی۔

بہت جلد یہ سب ختم بے بی گرل۔ !پھر تم ہوگی اور وہ جیمز یا وہ تمہیں کسی اور کے" حوالے بھی کرسکتا ہے اس کے بعد تمہارا اس ملک سے کوئی رابطہ نہیں رہے گا اب تو

شام بھی ہو چکی تمہارے گھر والے تمہیں تلاش کرتے کرتے تھک ہار کر بیٹھ چکے ہونگے۔"

وہ مصنوعی افسوس کرنے والے انداز میں بولا جبکہ لہجہ صاف مذاق اڑاتا ہوا تھا وہ اس کی جانب دیکھتے سہمتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں مجھے جانے دیں پلیز میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں پلیز میرا کیا قصور ہے اتنا تو بتادیں ایسے مت کریں میرے ساتھ میرے گھر میں سب پریشان ہو رہے ہونگے۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے اس کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے ہاتھ جوڑ گئی بازو بندھے ہونے والی بدولت اس سب میں کافی مشکل پیش آرہی تھی لیکن اسے اپنی عزت بچانے کی بدولت یہ کرنا تھا۔

لیکن مقابل کے پتھر دل پہ اس کے آنسوؤں کا کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ اس کی بے بسی سے لطف اٹھا رہا تھا۔ تبھی اس کے سرخ ہوتے گال کو اپنی دو انگلیوں سے چھوا وہ نسوانی وجود اس کا غلیظ لمس اپنے چہرے پہ محسوس کرتے تڑپ کر پیچھے ہوا۔

اس کی مزید بکواس سننے کی ضرورت نہیں ہے اگر زیادہ بک بک کرے تو وہی کام کرنا جو" "کر کے اسے یہاں اٹھا کر لائے ہو۔

وہ تنبیہی لہجے میں انہیں باور کراتا سیٹی بجاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا وہ وجود چیخنا چلانا چاہتا تھا لیکن الفاظ جیسے سینے میں ہی دفن ہوگئے تھے دل تھا جیسے مردہ ہوچکا تھا وہ خالی خالی نگاہوں سے ان دونوں آدمیوں کو تک رہی تھی جو رومال پہ کچھ لگارہا تھا لیکن یہ سب فلحال اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

وہ ان پر سے نظریں ہٹاتے اپنے بازو پہ نظریں ٹکاگئی جہاں رسیاں باندھنے کی بدولت کھراچیں پڑ گئی تھی جن سے خون بھی رس رہا تھا۔ جلن کا احساس اتنا شدید تھا کہ وہ اپنی آنکھوں کو میچتے اپنے جان سے پیارے بابا کو یاد کرنے لگی معاً اپنے منہ پہ کلوروفورم سے لدھا رومال محسوس کرتے اس کی اپنے ہاتھوں پاؤں کو حرکت دینا چاہی لیکن بے سود۔ اس کا احساس اس قدر تھا کہ اس کے اعصابوں نے ساتھ دینا چھوڑ دیا اس کی گردن آہستہ آہستہ بائیں جانب ڈھلک گئی۔ جس کے ساتھ کمرے میں چلتا ہلکا ہلکا پیلا بلب جو فلحال

پوری آب و تاب سے جگمگا رہا تھا وہ بجھ گیا شاید اس کمرے کی تاریکی کی طرح اس کی زندگی بھی تاریک ہونے کا اندیشہ دے رہی تھی۔

پردوں کی اوٹ سے چھن کر آتی سورج کی کرنوں نے جیسے ہی اس کے چہرے کے گرد حصار قائم کیا تو وہ کسمسا کر کمفرٹ منہ پر ڈالتے کروٹ بدل گئی جبکہ مسلسل بجنے والی الارم کی آواز سے اس نے اپنی دوسری جانب سوتے ہوئے وجود کو ہلاتے ہوئے ہلکی سے آنکھیں واں کرتے اس کی جانب دیکھا جو پورا چہرے اپنے کمفرٹ میں ڈھکے کانوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر مزے سے دنیا سے بے خبر تھی۔

"امائزہ امائزہ اٹھو ناں یہ الارم بند کرو۔"

وہ ہاتھوں سے اس کا شانہ ہلاتے ہوئے الارم بند کرنے کا کہتے کسلمندی سے دوبارہ آنکھیں موند گئی جبکہ امائزہ نے بند آنکھوں سے ہی ہمم کہتے کمفرٹ سے ہاتھ نکال کر الارم کلاک کو بند کرنا چاہا جو بند ہونے کے ساتھ ساتھ کارپیٹ پہ گر گیا وہ چڑ کر کروٹ بدلتے آنکھیں موند گئی۔ فلحال نیند سے زیادہ کچھ بھی ضروری نہیں تھا۔

وہ جاگنگ سے فارغ ہوتے جوں ہی گھر پہنچا پورے ہال میں سناٹا دیکھ سنجیدگی سے اپنے کمرے کی سمت چل دیا اب لاؤنج میں صرف اس کے قدموں کی چاپ ہی سنائی دے رہی تھی۔ کمرے میں پہنچتے سب سے پہلے اس کا کام فریش ہونا تھا۔ اس نے کبڈ سے فارمل سی ٹراؤزر شرٹ نکالتے واشروم کا رخ کیا معاً اس کی نگاہ ٹھٹھک کر گھڑی کی جانب اٹھی جو صبح کے چھ بجا رہی تھی مطلب صرف آدھا گھنٹہ باقی تھا وہ سرعت سے واشروم میں بند ہوگیا کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ اپنے بال تولیے سے رگڑتے باہر نکلا تو گھڑی ساڑھے چھ بجا رہی تھی اس کی بھوری آنکھیں مسکرا اٹھی قد آور آئینے میں اپنا معائنہ کرتے اسکی نگاہ ایک جگہ ٹھٹھک کر رکی لیکن پھر سر جھٹکتے دوبارہ برش کی مدد سے اپنے بال بنانے لگا چہرے پہ ہنوز ایک سرد پن چھایا ہوا تھا جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا۔ بالوں کو سیٹ کرتے وہ عجلت سے اپنا موبائل اور گڑی کی چابی پکڑتے دروازہ کھولتے زینے اترنے لگا۔ نیچے کچن کی جانب سے آتی آوازوں کو پہچانتے وہ دھیمے سے مسکراتے ہوئے اسی جانب چل دیا جہاں محرم اور عزہ ناشتے کی تیاری میں مصروف تھیں۔

سنجیدگی سے انہیں سلام کرتے وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اس کے بیٹھتے ہی محرم نے اس کے آگے میز پہ بلیک کافی کا مگ رکھا جسے وہ شکریہ مم کرتے تھام گیا جبکہ محرم اس کو کافی پیتا دیکھ ناک منہ چڑھا گئیں۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں۔"

ادیان شاہ نے کافی کا کپ لبوں سے لگاتے ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے استسفار کیا۔

"کچھ خاص نہیں بس یہ ناشتے کی تیاری ہو رہی ہے۔"

محرم نے مسکراتے ہوئے اپنے خوبرو جوان بیٹے کو جواب دیا جو بلکل اپنے باپ کا پرتو تھا وہ اسے ایک نظر بھر کر دیکھتی دلکشی سے مسکرا دی۔

"اور خالہ آپ بتائیں فان چاچو دکھائی نہیں دے رہے۔"

ادیان نے محرم سے نظریں ہٹاتے سنجیدگی سے عزہ سے سوال کیا جبکہ آنکھوں میں مسلسل شرارت ناچ رہی تھی کیونکہ عفان کو ہمہ وقت عزہ کے پاس ہی دیکھا جاتا تھا

جیسے ایلفی سے جوڑ دیا گیا ہو اس کی بات پہ عزہ نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور اپنا ہی حکم جاری کیا۔

اچھا ادیان بہت باتیں ہوئیں چلو جا کر دونوں بہنوں کو اٹھاؤ مجال ہے جو یہ لڑکیاں کبھی خود سے جاگ جائیں۔ تنگ کر کے رکھ دیا ہے یونی جانا ہوتا ہے نا جانے کب بڑی ہوگی۔

وہ اپنے کام میں مصروف غصے سے بولنے لگیں تو ادیان سنجیدگی سے سر ہلاتے خالی کپ ٹیبل پہ رکھتے ان دونوں کا ماتھا چومتے ہوئے اپنی ان دونوں کے کمرے کی جانب چل دیا۔

"پتا نہیں کیا کھاتی ہیں دونوں جب تک ادیان جا کر نہ اٹھائے انکی صبح نہیں ہوتی۔"

عزہ نے چڑ کھتے آملیٹ کو پلیٹ میں رکھا محرم اسے ایک نظر دیکھتی مسکرا کر سر جھٹک گئی۔ جس کی عادت عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ کم نہیں بلکہ بڑھتی ہی چلی گئی تھی۔

عزہ تم یہ پورا کر لو میں تب تک باقی چیزیں ٹیبل پر رکھتی ہوں۔ شاہ بھی نہیں جاگے اب تک۔"

محرم کچن میں موجود گھڑی کو دیکھتی پریشانی سے بولی اور ساتھ ہی عزہ کو کہتے ٹیبل کی جانب چل دی۔ ٹیبل پہ چیزیں رکھتے ہی اس کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔

ادیان نے جوں ہی کمرے کا دروازہ کھولا تو حسب معمول ان دونوں کت آڑھا ترچھا لیٹا دیکھ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ معمول والا منظر دیکھتے پورے کمرے میں نظریں دوڑاتے مسکرا دیا جو تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا مطلب وہ دونوں جاگی تھی اور ایک بار پھر رات والا ماحول کرتے سونے کا کام سرانجام دے رہی تھی۔ بیڈ کی دائیں جانب امائزہ کمفرٹ میں خود کو اچھی طرح ڈھانپے بے خبر سورہی تھی تو دوسری جانب انابیہ کا بھی یہی حال تھا۔الارم کلاک پوری شان سے زمین پہ گری اپنی ناقدری پہ آنسو بہارہی تھی۔

کھڑکی سے آتی سورج کی کرنوں سے بچنے کے لئے انہوں نے کھڑکیوں کے پردے برابر کیے ہوئے تھے۔

وہ سنجیدگی سے مضبوط قدم اٹھاتا ان تک پہنچا اور ان کے قریب ہوتے دونوں کے چہروں سے کمفرٹ ہٹایا تو وہ نہیں بھائی کہتی کسمسا کر دوبارہ اپنا رخ بدل گئیں۔ مطلب وہ اچھے سے سے سمجھ چکی تھی کہ وہ آچکا ہے۔

"انابیہ امائزہ اٹھ جاؤ بچے۔"

وہ ان کے بال سہلاتے پیار سے پچکارتے ہوئے ان کو بٹھانے کی کوشش کرنے لگا جبکہ وہ دونوں ہمم کرتے پھر سوتی بن گئی۔

"اف یہ نہیں اٹھیں گی ایسے ادیان روز کیوں بھول جاتا ہے۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں خود سے مخاطب ہوتے آگے بڑھا۔اور امائزہ کی جانب آکر بیٹھا۔

امائزہ انابیہ کتنا سونا ہے اٹھ جاؤ اب۔"

ان کے شانے سے ہلاتے انہیں پھر مخاطب کیا مگر جواب ندارد۔

"تو ایسے نہیں اٹھو گی نا آپ دونوں۔"

اس کے وارننگ دیتے انداز پر دونوں نے ذرا سی آنکھیں وا کرتے اسے دیکھا اور زور کی طرح "بھائی پانچ منٹ "کہہ کر دوبارہ آنکھیں موند گئیں۔جبکہ ادیان صبر کے گھونٹ بھرتے رہ گیا۔

"چلو بچہ شاباش پانچ منٹ ہوگئے پورے اور اب ایک منٹ بھی مزید نہیں۔"

پانچ منٹ پورے گزرتے ہی ادیان نے دونوں کا کمفرٹ واپس چہروں سے ہٹاتے سخت لہجے میں باور کرایا جبکہ ان دونوں کے بہانے دیکھتے پہلے ہی وارن کر دیا۔

"بھائی پلیز تھوڑی دیر سونے دیں ناں سچ میں بہت اچھی نیند آرہی ہے۔"

امائزہ نے ایک اور ناکام سی کوشش کی جوکہ ادیان کو غصہ دلانے کا باعث بنا۔ تبھی وہ سرد لہجے میں تنبیہ کرنے والے انداز میں بولا۔

بالکل بھی نہیں یونی جانا ہے پہلے ہی لیٹ اٹھی ہو پھر اور دیر ہوگی جلدی اٹھو"

"شاباش۔ مزید کوئی ایسکیوز نہیں پڑھائی مذاق ہے کیا آپ کیلیے۔

جبکہ یہ بہانہ بھی ناکام ہوتے دیکھ منہ بسورتے ہوئے آہستہ سے اٹھ بیٹھی۔ اس کے سرد انداز پہ امائزہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ لیکن ادیان سرے سے ہی نظرانداز کرگیا۔

"انابیہ میں یہ لاسٹ ٹائم وارن کررہا ہوں آپکو۔"

اب ادیان کا رخ انابیہ کی جانب تھا جو موقع ملتے پھر سے سوگئی تھی۔

"بھائی پلیز آج نہیں جانا میں نے ایک دن تو آف لینے دیں۔"

آنکھوں پر ہاتھ رکھتے اس نے منت کرنے والے انداز میں کہتے دوبارہ سے کوشش کی۔ شاید آج نیند کا غلبہ زیادہ تھا رات بھر اسائمنٹ بنا کر وہ تین بجے تو سوئی تھی۔

''کیوں نہیں جانا آج اسائمنٹ جمع کروانی تھی آپ نے۔''

ادیان نے یاد دہانی کروانا ضروری سمجھا۔

''بھائی سچ میں کل تک کا ٹائم ہے پکا کل کروادونگی آج سونے دیں۔''

اس کے بہانے سن کر ادیان کے چہرے پر پھر سے مسکراہٹ رینگ گئی کہ روز ان دونوں کے یہی بہانے ہوتے تھے صبح نہ اٹھنے کے۔ناجانے اتنی پکی نیند انھوں نے کس سے چڑائی تھی ادیان ان دونوں کی ہٹ دھرمی پہ ایک ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

کوئی کل نہیں کروانی امائزہ میری جان آپ جاؤ فریش ہونے اور انابیہ یو ہیو اونلی ففٹین'' سیکنڈ ہری اپ گیٹ اپ ورنہ بعد میں کسی کی شاپنگ کا پلان کینسل ہوا تو میں بلکل ''بھی ذمہدار نہیں ٹھہرایا جاؤں گا۔یہ بات ذہن نشین کرلیں۔

ادیان کے شاپنگ کے لالچ دینے پر دونوں کی آنکھیں پٹ سے کھلیں تھی۔امائزہ تو سرعت سے کمفرٹ اٹھاتے الماری سے اپنے کپڑے لیتی واشروم میں بند ہوگئی مبادہ اس سے پہلے انابیہ نہ چلی جائے۔

''پکا والا پرومس کریں پھر آپ لے کر چلینگے شاپنگ کروانے۔''

انابیہ نے ادیان کی ہتھیلی پہ رکھی عینک لگاتے جلدی سے اپنا ہاتھ آگے کیا مبادہ بعد میں بھول ہی نہ جائیں۔جو کہ اس کی پرانی عادت تھی کہ ان سب کو وہ آفس کے کام کے معاملے میں وہ فراموش کر جاتا تھا۔

"اچھا بابا پرامس اب جلدی جاؤ فریش ہو کر آؤ ساتھ نیچے چلتے ہیں۔"

مسکراتے ہوئے انابیہ کو بھی فریش ہونے بھیجا۔

اسی دوران امائزہ فریش ہو کر باہر آگئی تو مجبورا منہ بگاڑتے انابیہ اٹھ کر الماری سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔ ادیان ان دونوں کو پانچ منٹ میں نیچے آنے کی تلقین کرتا باہر کی جانب چل دیا۔

امائزہ بھی کالج جانے کے لئے تیار ہونے لگی تو انابیہ بھی یونی جانے کا سوچتے اپنا ڈریس لے کر فریش ہونے چل دی۔

ادیان اپنے موبائل میں مصروف جوں ہی نیچے اترا معاً اذلان شاہ کی سنجیدہ پکار پہ وہ موبائل میں موجود مقابل کو الوداعی کلمات کہتے فون جیب میں رکھتے ڈائنگ کی جانب چل دیا جہاں سب ناشتے پہ انہی کا انتظار کر رہے تھے۔

مسٹر حمدانی سے ڈیلنگ کی بات ہوگئی ان کا آگے سے کیا ردِ عمل ہے مجھے کل اس"

"بابت پوچھنا یاد نہیں رہا۔

ادیان کے کرسی کھسکا کر بیٹھتے ہی اذلان نے سنجیدگی سے استسفار کیا اور ساتھ ہی ایک بریڈ کا پیس پکڑتے اپنی پلیٹ میں رکھا۔ان کی باتوں پہ محرم کے ماتھے پہ سلوٹیں پڑگئیں۔

"جی ڈیڈ"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا محرم ماتھے پہ بل ڈالتے غصے سے ان دونوں سے مخاطب ہوئی۔

آپ دونوں مہربانی فرما کر آفس کی باتیں آفس جاکر کیا کریں یہاں ناشتے کے ٹیبل پہ" بیٹھتے آپ لوگوں کی باتیں ہی ختم ہونے کا نام نہیں لیتی یہ نہیں فیملی ٹائم ہوتا ہے تو "گھر کے متعلق کوئی بات کرلیں بس آفس ہی رہ گیا ہے زندگی میں۔

وہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو ادیان ان کی بات پہ مسکراہٹ دباتے تابعداری سے سر ہلاتا ناشتے میں مصروف ہوگیا کیونکہ اپنی مم کی کوئی بھی بات ٹالنا اسنے سیکھا ہی نہیں تھا۔جبکہ اذلان کی نگاہیں ان کے چہرے کا طواف

کررہی تھی جو۔وقت کے ساتھ ساتھ مزید حسین ہوگئی تھیں یا اذلان شاہ کی محبت کا اعجاز تھا۔ محرم بچوں کے سامنے ان کی والہانہ نگاہیں اپنے چہرے پہ محسوس کرتے گڑبڑا گئیں۔

"شاہ ناشتہ ٹھنڈا ہورہا ہے۔"

وہ بیچارگی سے اس کا دھیان ناشتے کی جانب مبذول کراتے ہوئے بولی۔جبکہ کافی دیر سے ان دونوں کو دیکھتے عفان کی نگاہیں سرعت سے شرارت سے چمک اٹھی اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتے ادیان نے ان کا ہاتھ تھامتے باز رہنے کا اشارہ کیا جواباً وہ تند نگاہوں سے اسے گھورتے کرسی سے پشت ٹکا گئے۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ دونوں بھی تیار ہوکر ڈائننگ روم کی جانب آگئیں۔امائزہ تو آتے ساتھ ہی اذلان شاہ کی گلے میں باہیں ڈالتے محبت سے ان کا گال چوم گئی انابیہ نے بھی عفان شاہ کے ساتھ یہی عمل دہرایا اور اپنی اپنی کرسی کھسکاتے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"اٹھ گئیں دونوں اگر ادیان نہ اٹھائے تو تم لوگ تو سارا دن سوتی رہو۔"

ان دونوں کو آتے دیکھ محرم نے گھورتے ہوئے غصے سے کہنا ضروری سمجھا تو امائزہ ان کی جانب مسکرا کر دیکھتے ہوئے ایک نظر اپنے ڈیڈ کی جانب بیچارگی سے دیکھا کہ اب ڈانٹ سے بچانا ان کا کام تھا۔

"تو بھابھی ویسے بھائی کو بھی آپ نے ہی اٹھانے جانا ہوتا ہے وہ کونسا آپ کے بغیر اٹھ جاتے ہیں۔آپ انہیں ابھی تک صبح کی ڈوز کی طور پر چاہیے ہوتی ہیں۔"

عفان شاہ مزید ضبط نہ کرسکے تبھی شرارتی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے ان دونوں سے مخاطب ہوئے۔ محرم تو بچوں کے سامنے ایسی بے باکی پہ سمٹ کر رہ گئیں خجالت سے چہرہ سرخ پڑگیا تھا البتہ اذلان شاہ نے سرد نگاہیں عفان کے چہرے پہ ٹکائیں۔

"بیگم اب تو بچیاں آگئیں ہیں نہ انہیں جلدی سے ناشتہ دیں۔"

ازلان شاہ نے عفان کی بات سے مکمل طور پر بے نیازی برتتے ایک نظر امائزہ کو دیکھا جو انھی کی جانب متوجہ تھی پھر محرم کو دیکھتے ہوئے انکا دھیان ہٹانا چاہا جس میں وہ کامیاب بھی رہے۔وہ اب سنجیدگی سے اب امائزہ کی پلیٹ میں آملیٹ رکھ رہی تھیں۔

انابیہ ان سب کو ایک نظر دیکھتے اپنی ساتھ کرسی پہ بیٹھی عزہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ماما۔"

"جلدی سے ناشتہ کرو پہلے ہی اتنی دیر کر دی ہے آج۔"

عزہ نے اس کی جانب دیکھتے جوس کا جگ اٹھاتے اس کے سامنے رکھے گلاس میں ڈالا تو وہ بھی منہ بسورتے ہوئے عزہ کو دیکھ کر رہ گئی۔

"ماما مجھے نہیں پتہ مجھے یہ گلاسس ہٹا کر دیں میرا۔"

وہ روہانسا منہ بنا کر بولی۔ عزہ نے اس کی بات پہ ماتھے پہ بل ڈالے اس کی جانب دیکھا جیسے وہ بچپن سے گلاسس اتارتی آئی ہو جبکہ ڈائیننگ پہ موجود سب افراد نے مسکراہٹ دبائی کیونکہ اس بات سے سب ہی آگاہ تھے کہ اسے اپنے اس چشمے سے اسے جتنی چڑ تھی شاید ہی کسی سے ہوتی۔

"بیٹا جی یہ ہمارے ہاتھ میں تو نہیں ناں۔ دعا کرو ٹھیک ہو جائیں آنکھیں پھر ہٹ جائے گا یہ بھی۔"

عفان نے اسے اپنے ساتھ لگاتے پچکارتے ہوئے کہا تو وہ انہیں ایک نظر دیکھتی افسردگی سے چہرہ جھکا گئی۔

موبائل بھی کم چلایا کرو ناں تو جلدی ہٹے گی یہ گلاسس موبائل بھی اتنا ہی ٹائم چلانا"

"ہے پھر یہ بھی ہٹانا ہے۔

عزہ نے تند نگاہوں سے اسے دیکھتے گلاسس کی بات پر ہمیشہ والی بات کہنا ضروری سمجھا

اور اس کے رات بھر موبائل استعمال کرنے پر چوٹ کی تو انابیہ نے اپنی عینک درست

کرتے ایک نظر اپنے موبائل کی واحد دشمن اپنی ماں کو دیکھا۔

اچھا اب جلدی کرو دونوں دیر ہو رہی ہے پھر میں نے نہیں لے کر جانا۔ایک ضروری"

میٹنگ بھی ہے۔ڈیڈ چلو آپ دونوں آفس پہنچیں میں بس انہیں ڈراپ کر کے آتا

"ہوں۔

ادیان نے سنجیدگی سے اذلان شاہ اور عفان شاہ کو مخاطب کیا جس پر وہ دونوں سنجیدگی سے

اثبات میں سر ہلا گئے۔

"اوکے بھائی ہم بس ریڈی ہیں۔"

امائزہ پرجوش ہو کر اٹھی۔آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک تھی جسے دیکھ کر سب ایک لمحے

کو ٹھٹھک گئے۔

"ارے امائزہ ناشتہ تو کرلو۔"

انابیہ کے کہنے پر وہ کھسیا کر دوبارہ اپنے ناشتے کی جانب متوجہ ہوئی ورنہ اپنی جلد بازی پر محرم سے ڈانٹ پڑھ جاتی ابھی۔

"آپی جلدی کر لیں ناں میرا تو ہوگیا چلیں بھائی۔"

امائزہ کی جلدبازی پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔ جیسے اس کی خوشی کے بابت سمجھنا چاہ رہے ہو؟

"برخوردار کیا کہا ہے تم نے جو یہ اتنی پرجوش ہورہی ہیں دونوں۔"

عفان شاہ نے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا تو ادیان نے ان کی جانب رخ کیا۔

"کچھ خاص نہیں چاچو بس ہمیشہ والا حربہ آزمایا ہے خواتین کا پسندیدہ مشغلہ۔"

وہ اپنی گاڑی کی چابی ہاتھوں میں پکڑتے سنجیدگی سے کندھے اچکا کر انہیں جواب دیتے باہر کی سمت چل دیا۔ عفان اس کی بات پہ نفی میں سر ہلا کر رہ گئے۔

اذلان بھی رومال سے اپنا چہرہ تھپتھپاتے اٹھ کھڑے ہوئے ایک محبت بھری نگاہ اپنی زمزِ عشق پہ ڈالتے اپنے گھر کی رونقوں کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔ جواباً ان دونوں نے بھی عقیدت

سے ان کے ہاتھ چوم کر اپنی آنکھوں سے لگائے۔اور سب کو الوداعی کلمات کہتے باہر کی جانب دوڑ لگادی۔ان کی عجلت پہ ان سب کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

"ڈاکٹر صائم خان۔"

ہسپتال کے کمرے کے دروازے پہ لٹکی تختی کو پہ موجود نام پڑھتے اس آدمی نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا۔اور کمرے کا دروازہ بجایا معاً اندر سے آنے والی سنجیدہ بارعب آواز پہ اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا تو سامنے ایک فائل پہ جھکے وجود کو دیکھتے اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی اسے تو محسوس ہوتا تھا کہ شاید وہ کوئی جوان لڑکا ہوگا لیکن یہاں کسی جوان لڑکے کے باپ کو دیکھ کر اس کا منہ کھل گیا ڈاکٹر صائم خان نے مسلسل خاموشی سے اکتا کر جوں ہی گردن اوپر اٹھا کر اندر آنے والی شخصیت کو دیکھا تو اس شخص کو احساس ہوا کہ ان کی شخصیت ہی بارعب ہے دیکھنے میں وہ اتنے بھی بڑے نہیں لگ رہے تھے۔صائم کی نگاہیں گھومتی ہوئی اس کے ساتھ اس آدمی کو گھورتے وجود کی جانب گئی۔

"جی کچھ چاہیے تھا کیا آپکو۔"

انہوں نے فائل بند کرتے پین کا ڈھکن بند کرتے فائل کے اوپر رکھا اور سنجیدگی سے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملائے استسفار کیا تو اس آدمی نے ان کے جواب پہ اپنے ساتھ موجود نسوانی وجود کو ان کے سامنے پیش کردیا صائم خان کی آنکھوں میں واضح حیرانگی چھاگئی۔انہوں نے بھنویں اچکا کر ان دونوں کی جانب دیکھا اور ان دونوں کو سامنے رکھی کرسیوں پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔تو وہ پریشانی سے اس لڑکی کو بٹھاتے خود بھی دوسری کرسی پہ براجمان ہوگیا۔

ڈاکٹر صاحب ہم آپ کے پاس ایک بہت ہی ضروری مسئلہ لے کر پیش ہوئے ہیں" براہ مہربانی نظرکرم کریں۔یہ میری بیوی ہیں ان کے ساتھ آج کل ایک سنگین مسئلہ ہوا ہے ہماری شادی کو ابھی صرف ڈیڑھ ماہ ہوئے ہیں۔"

وہ اس وقت کو اس وقت حقیقتاً پریشان لگا۔صائم خان نے اثبات میں سر ہلاتے انہیں اپنی بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔معاً ان کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹک کر رک گئی کیونکہ اس

آدمی کی بیوی اپنے بیگ سے سیب نکالتے سکون سے کھانے میں مصروف تھی۔انہوں نے گڑبڑا کر نگاہوں کا زاویہ بدلا۔

"ڈاکٹر صاحب ہمارا یہ پہلا بے بی ہے لیکن اس کی خواہش سے میں پریشان ہوگیا ہوں دو دنوں سے عجیب عجیب سی بہکی بہکی باتیں کررہی ہے کہ ہمارے درجن بچے ہونے چاہیے اگر نہیں ہوئے تو مجھے میرے گھر چھوڑ کر آئیں اور یہ بھی کہ رہی ہے کہ بچے اگلے دو سالوں میں چاہیے اب مجھے بتائیے میں کیسے اس مسئلے سے باہر نکلوں۔کہی اس کے دماغ میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوگیا۔مجھے تو باقاعدہ ڈر ہے کہی اس کی دماغی حالت تو نہیں خراب ہوگئی۔"

وہ لڑکا ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر پریشانی سے بولا۔ جیسے اس سب سے اکتا گیا ہو صائم خان اس کی بات پہ صدمے کی کیفیت میں اس لڑکی کو دیکھنے لگے معاً کمرے کی فضا میں ان کا دلکش قہقہہ گونجا لیکن ان دونوں کو اپنی جانب حیرت سے تکتا پاکر وہ مسکراتے ہوئے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔اور مضبوط قدم اٹھاتے ان دونوں تک آئے۔

دیکھئے بیٹا جی یہ سب ہمارے بس کی بات نہیں ہے اپنی اسی بیوی سے رابطہ کریں وہ" اچھے سے نپٹ سکتی ہیں اور ایک مخلصانہ مشورہ دینا چاہوں گا کہ اپنی بیوی کی خواہش کو سر آنکھوں پہ رکھیئے گا ورنہ ساری زندگی طعنے سنتے گزر جائے گی۔ابھی فلحال میں نکلتا ہوں "مجھے کسی ضروری کام کی بدولت جانا ہے۔ محبت سے منائیے گا مان جائیں گی۔

وہ مسکراتے ہوئے اس لڑکے کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے بولے اور ساتھ بیٹھی بچی کا سر پہ ہولے سے ہاتھ رکھتے ہنس دیے۔انہیں اس لڑکی میں واضح آیت کا عکس دکھائی دیا تھا وہ بھی تو اس عمر میں ایسی ہی تھیں لاابالی سی پرسکون سی۔

اور ایک نگاہ گھڑی پہ ڈالی جو تقریباً دو بجارہی تھی وہ لیزے کو لینے کا سوچتے ہوئے ہسپتال کا خارجی دروازہ عبور کرگئے۔اور گاڑی میں بیٹھتے اس کا رخ اس کی یونی کی جانب موڑلیا۔

یونی کے گیٹ کے باہر اس کے انتظار میں گاڑی میں بیٹھے انہیں پانچ منٹ گزر چکے تھے کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ انہیں دور سے آتی دکھائی دی۔ حجاب کے ہالے میں لپٹا معصوم چہرہ اپنی بیٹی پہ انہیں بے ساختہ پیار آیا۔گاڑی کا دروازہ کھولتے ہی وہ

مسکراتے ہوئے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی تو صائم خان نے اس کے سر پہ مسکراتے ہوئے بوسہ دیا۔

"میری جان کا دن کیسا گزرا۔ بابا کو کتنا یاد کیا میرے بچے نے۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے تو لیزے نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"بابا کو بہت سارا یاد کیا ویسے بابا کبھی بھولتے ہی نہیں ہے جو انہیں یاد کیا جائے وہ تو شروع سے اس دل میں رہتے ہیں۔ اور یہ ہم کہاں جارہے ہیں یہ راستہ گھر کو تو نہیں جاتا۔"

اس نے ان کی گاڑی کا رخ دوسری جانب موڑتے دیکھ حیرت سے انہیں مخاطب کیا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے اذلان سے کچھ کام ہے اسی بدولت اس کے آفس جارہا ہوں آپ کچھ دیر وزیٹنگ ایریا میں انتظار کرلینا میں جیسے ہی لوٹوں گا ہم گھر چلیں گے۔"

انہوں نے سنجیدگی سے ساری بات لیزے کے گوش گزار دی۔ تو اس کا دل ایک لمحے کیلیے دھک سے رہ گیا۔ پھپھا کے آفس جانا مطلب اس دشمنِ جاں سے سامنا ہونا اس کا

دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا۔ لیکن خود پہ ضبط کرتی مشکل مسکراتی گاڑی سے باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔

آفس پہنچتے ہی صائم نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اذلان کے آفس کی سمت چل دیے ۔کافی وقت گزر جانے کے باوجود بھی جب وہ نہیں لوٹے تو وہ اکتا کر گھڑی پہ نگاہ ڈالتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

مجھے تو یہاں کا کچھ پتہ بھی نہیں ہے کہاں جاؤں بابا اس جانب گئے تھے ہاں یہی چلی" "جاتی ہوں۔

وہ پریشانی سے انگلیاں چٹخاتے ہوئے دل ہی دل میں بولی۔اور اپنے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیری۔اور اپنے قدم اس جانب بڑھائے جہاں سے صائم گئے تھے۔

بائیں جانب کمرے پہ نگاہ پڑتے ہی اس کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا اس نے بغیر سوچے سمجھے قدم اندر کی جانب بڑھائے تو چر کی آواز کے ساتھ دروازہ بند ہوگیا۔اندر پہنچتے ہی اندر کسی زی روح کا نام و نشان محسوس نہ کرکے وہ اس سے پہلے کے بیچارگی سے قدم باہر کی جانب بڑھاتی معاً اس کی نگاہ ایک جانب رکھی جہاں ٹیبل پہ رکھی ادیان کی

تصویر نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔وہ لب دانتوں میں دباتے اس کی تصویر کی جانب قدم بڑھانے لگی۔

''یہ تو اذلان پھپھا کر کیبن ہے تو دیان بھائی کی تصویر یہاں کیوں رکھی ہوئی ہے۔''

وہ نا سمجھی سے خود سے مخاطب تھی۔سامنے رکھی کرسی پہ نظر پڑتے ہی وہ آنکھوں میں چمک لیے اسی پہ براجمان ہوگئی اور سامنے میز پہ رکھی گلاسس اٹھاتے آنکھوں پہ لگاگئی۔ایکدم اپنی معصومانہ حرکتوں پہ خود ہی کھلکھلا کر ہنس دی۔

واؤ یہ سب کتنا حسین ہے نہ اور ڈریمی بھی جیسے میں کسی ناولز کے آفس میں آگئی ہوں۔معاً کھٹکے کی آواز پہ وہ چونک کر گلاسس آنکھوں سے اتارتے پورے کمرے میں نگاہیں دوڑانے لگی۔نگاہیں گھماتے ایک جانب نگاہ ٹھٹھک کر رک گئی جبکہ شدت سے دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔ادیان جو اپنی شرٹ پہ گرا جوس صاف کر کے واشروم سے باہر نکل رہا تھا اپنی جگہ پہ لیزے کو پوری شان سے براجمان دیکھ حیران رہ گیا۔

"لیزے آپ یہاں۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز نکلی تو وہ شرمندگی سے اپنے نچلا لب دانتوں تلے دبا گئی۔اور دل ہی دل میں اپنے آپ کو لعن طعن کرنے لگی کہ یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔

وہ دیان بھائی وہ بابا پھپھا سے ملنے آئے تھے اب وہ ان کے پاس جاکر ہی بیٹھ گئے" ہیں میں تو ان کی تلاش میں ہی نکلی تھی لیکن جانے انجانے میں یہاں آگئی مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ آپکا آفس ہے۔لیکن یہاں پہ سب کتنا حسین ہے نہ۔میں نے تو آج تک ایسے آفس صرف اپنے تصور میں ہی سوچے ہیں جب میں ناولز پڑھتی ہوں۔آج اپنی زندگی "میں پہلی بار یہ سب اصل میں دیکھا ہے۔

وہ معصومیت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے آنکھوں میں چمک لیے مخاطب ہوئی تو ادیان اس کی باتوں پہ مسکرادیا۔

"ویسے کرکیا رہی تھی میری پرنسز۔"

وہ شرارتی نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔شاید وہ اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کرچکا تھا وہ شروع سے ہی اسے امائزہ اور انابیہ کی طرح عزیز تھی۔اس نے کبھی بھی ان تینوں پہ

فرق نہیں کیا تھا لیکن لیزے کی معصومیت اسے اپنی جانب متوجہ کرتی تھی تبھی کبھی کبھار اس کی باتوں پہ وہ کھل کر ہنس دیا کرتا تھا۔آج بھی اس کی حرکتیں دیکھ کر اسے ہنسی تو بہت آئی لیکن ضبط کرگیا۔جبکہ اپنے آپ کو پرنسز کہے جانے پر لیزے کی آنکھوں کی جگنو پیدا ہوئے۔ وہ یک ٹک اس کے خوبرو چہرے کو دیکھے گئی جو اب دراز سے کچھ نکالنے میں مصروف تھا۔ بچپن سی اپنے وجود میں پنپتے اس محبت کے پودے کو اس نے اکھیڑنے کی بجائے ادیان کی یادوں کا پانی دے کر مزید پروان چڑھادیا تھا تبھی اتنی سی عمر میں ہی وہ شاید عشق سے بھی آگے کا سفر طے کررہی تھی جس میں بس محبوب کی مسکراہٹ ہی آپ کیلیے سکون کا کام سرانجام دیتی ہے۔

"چلو آؤ آپ کو ڈیڈ کے آفس میں چھوڑ دو مجھے کسی کام سے سائیٹ پہ جانا ہے۔"

وہ اس کے گرد بازو پھیلاتا ہوا محبت سے بولا تو وہ چونک گئی۔ اس کے وجود میں ادیان کا لمس محسوس کرتے سنسنی سی پھیل گئی۔چہرہ بے ساختہ سرخ پڑا۔اس نے کپکپاتے ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرے اور ایک نظر اس کی جانب دیکھا جو پرسکون سا موبائل میں مصروف تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے گرد پھیلا ہوا تھا۔وہ بھی سر جھٹکتے ہوئے جھجھکتے

ہوئے اپنے آپ کو اس کے حصار سے آزاد کرانے کی تگ و دو کرنے لگی کیونکہ اس سے زیادہ اس کی قربت محسوس کرنا اس کے بس سے باہر تھا۔اس نے بے ساختہ اپنے کپکپاتے لبوں پہ زبان پھیری۔ابھی وہ اسے دیکھنے میں مصروف تھی کہ ایک آفس سے نکلتے صائم اذلان اور عفان کو باتوں میں مصروف دیکھتے وہ بھاگنے والے انداز میں ان تک پہنچی تو اذلان اور عفان نے محبت سے اسے سینے سے لگاتے اس کے ماتھا چوما۔اذلان شاہ کو وہ بلکل محرم کی پرچھائی لگتی تھی۔آج سے اتنے برس پہلے انہیں بھی محرم کی معصومیت نے اپنی جانب مائل کیا تھا۔حجاب کے ہالے میں مزین سرخ و سفید یہ معصوم لڑکی پورے خاندان کو پیاری تھی۔

صائم ادیان کے گلے لگتے اس سے حال احوال دریافت کرنے لگے تو لیزے بھی مسکراتے ہوئے اذلان شاہ سے باتوں میں مصروف تھی۔جس کا جواب عفان شاہ درمیان میں ہی شرارت سے اچک کر دے دیتے تو وہ جھینپ کر مسکرا دیتی۔

"اچھا انشااللہ جلد ہی ملاقات ہوگی ابھی میں نکلتا ہوں ورنہ وہ جو گھر میں میری ایک بیگم ہے نہ پھر سے طعنے دے دے کر میرا بھرتہ بنا دے گیں۔"

صائم خان مسکراتے لہجے میں بولے ان کے بولنے کا انداز ایسا تھا کہ باقی سب ان کی بات کھلکھلا کر ہنس دیے۔

یہ یو۔کے کے شہر آکسفارڈ میں مقیم ایک فلیٹ کا منظر تھا یہ چھوٹا سا فلیٹ دو کمروں اور ایک ڈرائنگ روم میں مقید تھا۔اوپن سائز کچن پورے فلیٹ کو مزید خوبصورت بناتا تھا۔کچن میں رکھے کافی میکر کے پاس کھڑا وجود مسلسل کافی بنانے کی تگ و دو میں تھا۔لیکن وہ ناجانے کیوں چلنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔باہر دروازے پہ ہونے والے کھٹکے کی آواز پہ ایک نگاہ باہر کی جانب ڈالتا سر جھٹک گیا کیونکہ اس وقت ایک شخص کا آنا ہی ممکن تھا اور فلیٹ کی دوسری چابی بھی اسی کے پاس موجود تھی۔
کچھ لمحے پہلے ہی وہ آکسفارڈ کے بہترین ہسپتال سے واپس لوٹا تھا وہاں وہ اپنی ہاؤس جاب مکمل کرنے کا کام سر انجام دے رہا تھا۔ وہاں سے آتے ہی اس نے معمول کی مطابق اپنے کمرے کا رخ کیا۔اور اپنی ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھتے کبڈ سے کپڑے لیتا فریش ہونے واشروم کی سمت چل دیا۔ فریش ہو کر جوں ہی تولیہ اپنے شانوں پہ ڈالتے

زینے اترتے نیچے آیا تو تھکن کی بدولت کافی کی شدید طلب ہورہی تھی جس کی بدولت اس نے کافی بنانے کا سوچتے کچن کا رخ کیا پر وہاں ہوتی کھٹ پٹ پہ کچھ حیران ہوتا آگے قدم بڑھائے کہ اس وقت اس کے علاوہ فلیٹ میں کوئی بھی موجود نہیں ہوتا تھا تو یہ آواز کیسی۔ پر اس کا جواب بھی کچن تک پہنچتے ہی اسے مل گیا کہ آج فہیم گھر پر ہی موجود تھا۔اس کے ماتھے پر بے ساختہ بل پڑے۔

"ارے رائم بھائی آپ آگئے کافی پیئنگے میں اپنے لئے بنا رہا تھا۔"

فہیم نے رائم کی جانب دیکھتے مسکرا کر استفسار کیا تو وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے اثبات میں سر ہلا گیا۔

"آج تم جلدی آگئے یونی سے خیریت۔"

رائم نے کچن میں موجود کرسی کھینچتے اس پہ جگہ سنبھالتے استفسار کیا۔

جی بھائی آج کوئی لیکچر نہیں تھا ویسے بھی آخری دن ہے تو اس لئے زیادہ دھیان "نہیں دیا جارہا۔ یہ لیں آپکی کافی۔"

فہیم نے جواب دیتے کافی کا مگ اس کی جانب بڑھایا تو رائم نے اس کی بات سمجھتے فقط سر ہلانے پر اکتفا کیا اور کافی کا مگ لبوں سے لگایا ان دونوں نے اپنا مگ لیتے باہر لاؤنج کا رخ کیا۔

"تھینکیو۔"

رائم نے مسکراتے ہوئے کافی کے مگ کی جانب اشادہ کرتے شکریہ ادا کرتے ہوئے ماتھا مسلا تو فہیم نے تفکر سے اس کی سمت دیکھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو ایسے۔"

اس کے دیکھنے کے انداز پر رائم نے حیران ہوتے پوچھا۔البتہ ہنسی بھی بہت آئی کیونکہ یہاں آکر اس نے اس کی ماں کا رول بخوبی ادا کیا تھا اس کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خیال کرتے۔

"کچھ نہیں آپ کی طبیعت نہیں ٹھیک لگ رہی آپ کہیں تو چلیں ڈاکٹر کے پاس۔"

فہیم نے سنجیدگی سے فورا اسے اٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی مگ خالی کرتے وسط میں رکھے ٹیبل پہ رکھا۔

"نہیں یار بس ہلکا سا سر درد ہے ابھی ٹھیک ہو جائے گا تم فکر مت کرو۔اور ویسے بھی تم کس کام کے ڈاکٹر بن رہے ہو۔"

رائم نے مسکرا کر کہتے گویا اسے تسلی دی اور کافی کا مگ دوبارہ لبوں سے لگاتے شرارتی نگاہیں اس پہ ٹکائی تو وہ خجل سا ہوگیا۔

"رائم بھائی میں بتا رہا ہوں آپ کو میرا مزاق بنانا بند کردیں ورنہ میں اصل ڈاکٹری آپ پہ دکھادوں گا۔"

اس نے دھونس جماتے لہجے میں رائم کو مخاطب کیا تو رائم نے مسکراہٹ لبوں میں دباتے اثبات میں سر ہلایا۔۔

رائم یو۔کے میں اپنی اسٹڈیز کمپلیٹ کرنے کے توسط ہاؤس جاب کر رہا تھا وہ یہاں کارڈیولوجسٹ بن رہا تھا ہاؤس جاب مکمل ہوتے ہی وہ واپس پاکستان جاکر اپنے ذاتی ہسپتال میں کام کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جب کہ فہیم رائم کے آنے کے کچھ عرصے بعد اپنی اسٹڈیز کی غرض سے یہیں آگیا تھا کیونکہ یہاں میڈیکل کی پڑھائی کچھ زیادہ اچھی تھی رائم کے مطابق اسے یہاں بہترین مواقع ملے تھے تو اس نے فہیم کو بھی یہی آنے کی

تجویز دی تھی۔ ان لوگوں نے اپنی اسٹڈیز یہاں سے کرنے کا سوچا تھا اور گھر میں بھی کسی کو اس بات پر اعتراض نہیں تھا۔ دونوں ساتھ رہتے تھے تو وہاں موجود سب کو بھی کچھ تسلی تھی کہ کبھی کوئی مسئلہ ہو تو دونوں ساتھ ہوتے ہیں۔

"گھر بات ہوئی ہے کسی سے فہیم۔"

رائم نے کچھ چونکتے گھر کے متعلق پوچھا کہ آج اس نے گھر کال بھی نہیں کی تھی کیونکہ آج کام کا پریشر زیادہ ہونے کی بدولت وقت کی کمی تھی۔ نا گھر سے کسی کی کال آئی تھی فہیم کے نفی میں سر ہلانے پر اس نے گھر کال کا سوچتے اپنا لیپ ٹاپ آن کیا اور آیت کو کال کرنے لگا جو کہ کچھ ہی لمحوں کے توقف کے بعد اٹھالی گئی۔

سلام دعا کے بعد آیت نے اپنے سوالوں کا دور شروع کیا جسے سن کر فہیم اور رائم دونوں مسلسل مسکرا رہے تھے۔

"اچھا سب باتوں کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ کب آرہے ہو واپس۔"

آیت کے سوال پر ان دونوں نے مسکرا کر انہیں دیکھا رائم ان کے سوال پہ گہرہ سانس بھر کر رہ گیا۔ جن کا سوال ہر روز یہی ہوتا تھا۔یہاں تک کہ وہ بتا بتا کر اکتا چکے تھے۔ لیکن وہ بھی تو آخر ماں تھی اور اولاد کو دور دیکھتے کون ماں سکون سے رہ سکتی ہے۔

"کیا مام روز ویڈیو کال پر بات ہوتی ہے پھر بھی آپ یہی سوال کرتی ہیں آپ کو پتہ تو ہے ابھی ہی تو میری ہاؤس جاب اسٹارٹ ہوئی ہے اور فہیم کی بھی تو اسٹڈیز باقی ہیں تو کچھ عرصے میں آجائینگے ہم دونوں فکر مت کریں۔فہیم نے تو ہاؤس جاب ڈیڈ کے ہسپتال میں ہی مکمل کرنی ہے تو آپ کو مزید انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔"

رائم نے آرام سے بات سمبھالنی چاہی۔ساتھ ہی انہیں متانت سے تسلی بھی دے دی۔جسے سن کر آیت نے سکون بھرا سانس خارج کیا۔

"یہ بتائیں لیزو کہاں ہے کہی دکھائی نہیں دے رہی۔ورنہ تو میری کال پہ دوڑی دوڑی آتی ہے۔"

رائم نے علیزے کی غیر موجودگی کے متعلق نا سمجھی سے استسفار کیا کیونکہ جب بھی کال کرو وہ ہمیشہ سب سے آگے ہوتی تھی۔

"ناراض ہے تم سے مناؤ اسے اب۔"

یہ کہتے ہی آیت نے کیمرے کا رخ علیزے کی جانب کیا۔تو وہ ناراضگی سے رخ پھیر گئی جیسے ماننے کے بلکل آثار نہ ہو۔

"لیزو میرا بچا ناراض ہے مجھ سے کیوں بھائی سے ناراض ہیں۔ہمیں بھی تو پتہ چلے۔"

رائم نے پچکارتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں پوچھا تو وہ جواباً منہ بسور گئی۔

"لیزو بتاؤ نہ کیوں ناراض ہو۔"

اب کے فہیم نے بھی پوچھا تو وہ ایک نظر ان دونوں کو دیکھ کر رخ پھیر گئی پھر کچھ یاد آتے تند نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

میں آپ دونوں سے سخت والا ناراض ہوں میں نہیں بات کر رہی آپ لوگوں سے ہر بار" بول کر پھر آتے نہیں ہیں۔میں بھی چاہتی ہوں کہ میرے بھائی میرے پاس ہو۔ایک "وہ فتنہ ہے چھوٹا تنگ کر کے رکھا ہوا ہے اس نے مجھے۔

علیزے سے روہانسے لہجے میں بولتے اپنی ناراضگی کی وجہ بتائی تو ان دونوں نے مسکراہٹ چھپاتے سنجیدگی سے سر ہلایا۔

اوہ تو یہ مسئلہ ہے پر بھائی اب کہہ رہے ہیں ناں پکا کچھ ٹائم میں اپ کے پاس"
"ہونگے اب تو ناراضگی ختم کر دو۔اور وہ چھوٹا پیس ہے کہاں۔

رائم نے دوبارہ اسے پچکارتے ہوئے کہا۔اور ساتھ ہی ضرار کے متعلق پوچھا۔

نہیں آپ ہر بار کہتے ہیں میں نے اس بار نہیں ماننی بالکل بھی۔اور وہ یہی بیٹھا مجھے"
"گھور رہا ہے ساتھ میری چاکلیٹ ہڑپ رہا ہے بھوکا۔

علیزے بے ساختہ رو پڑی تو رائم سچ میں بوکھلا گیا۔اور سختی سے ضرار کو سامنے آنے کا اشارہ کیا وہ کھسیاتے ہوئے عجلت میں اپنے گندے ہاتھ جیکٹ سے رگڑتے اپنا چہرہ آستین سے صاف کرتے پوری فرمانبرداری سے کیمرے کے سامنے براجمان ہوگیا۔آیت نے ایک قہر بھری نگاہ اپنے اس نالائق بیٹے پہ ڈالی جس نے اپنے کپڑوں کا بیڑا غرق کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔کون کہ سکتا تھا کہ انہی کی اولاد ہے۔

اچھا لیزو رونا نہیں پلیز پکا کچھ عرصے میں آجائینگے ہم پر اگر آپ روئی تو میں ناراض"
ہوجاؤنگا۔اور آپ ضرار یہ کیا حرکت ہے ایسے کون تنگ کرتا ہے بہنوں کو میں آئندہ آپکی
"کوئی شکایت نہ سنو۔

وہ سرد لہجے میں اسے باور کرواتا ہوا بولا تو اس کا سرد انداز محسوس کرتے آیت اسے دیکھ کر رہ گئی انہیں کبھی کبھار حیرت ہوتی تھی کہ یہ ان کا بیٹا رنگ برنگی خوبیاں لے کر اس دنیا میں آیا ہے؟

رائم کی ناراضگی والی بات پر اس نے شکوہ کناں نظروں سے اس کی سمت دیکھا پھر اس سے وعدہ لیتے اس کی جان بخشی کی مبادہ کہیں مکر ہی نہ جائے۔

"لیکن بھائی۔"

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا وہ سنجیدگی سے ضرار کو ٹوک گیا۔

"نو مور آرگیومنٹس ضرار۔"

اس کے سنجیدہ لہجے پہ وہ کندھے اچکاتے منہ بسور گیا۔

اتنی دیر میں صائم خان بھی فریش ہوکر نیچے لاؤنج میں ہی آگئے اب وہ سب آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔ کافی دیر وہ لوگ آپس میں باتیں کرتے رہے گھنٹہ گزر جانے کے بعد آیت نے انہیں وقت کا احساس دلایا تو ان سب نے الوداعی کلمات کہتے فون

رکھا۔اس کے بعد فہیم نے عزہ کے نمبر پر کال ملائی تو وہاں بھی سب ایک ساتھ ہی لاؤنج میں موجود تھے البتہ امائزہ اور انابیہ غائب تھی۔

اچھے ماحول میں کافی دیر سب سے بات کرنے کے بعد انھوں نے لیپ ٹاپ رکھتے کچھ دیر آرام کرنے کا سوچا اور اپنی کمر سیدھی کرتے اپنے اپنے کمروں کا رخ کیا کہ ابھی تو کوئی کام بھی نہیں تھا اور گھر بھی بات ہو چکی تھی۔ فہیم ٹیبل سے مگ اٹھاتے کچن کی جانب چل دیا تاکہ دھو کر اپنے کمرے میں جاسکے جبکہ رائم پہلے ہی طبیعت خرابی کی بدولت اپنے کمرے میں جاچکا تھا۔

آج اتوار کا دن تھا تو سب گھر میں ہی باہر لان میں بیٹھے محرم کے ہاتھ کے بنے پکوڑوں سے لطف اندوز ہورہے تھے۔آسمان پہ کالے بادلوں نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی موجودگی میں وہ سب چائے کا لطف اٹھارہے تھے۔اور یہ سب خاص انتظام عفان شاہ کے کہنے پر کیا گیا تھا۔اس دوران پریشے اور معاذ خان کی آمد نے ماحول مزید خوشگوار

بنادیا تھا۔سب بڑے لان میں کرسیوں میں بیٹھے اپنی باتوں میں مصروف تھے۔جبکہ محرم کچن میں کھڑی سب کیلیے پکوڑے بنانے کے ساتھ ساتھ پریشے اور عزہ سے بھی باتوں میں مصروف تھیں۔سب بچے لاؤنج میں بیٹھے اپنی باتوں میں مصروف تھے۔انہیں بڑوں کی کسی بات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی البتہ روشانے سرے سے ہی وہاں سے غائب تھی۔ادیان بھی گھر موجود نہیں تھا اسے کسی کام کے بدولت اپنے دوست سے ملنا تھا فھد صوفے پہ بیٹھا حسبِ عادت انابیہ کو چھیڑنے میں مصروف تھا۔

شروع سے ہی فھد اور انابیہ کا خدا واسطے کا بیر تھا لیکن کیوں تھا آج تک یہ بات کوئی نہیں جان پایا۔

ویسے انابی چشماٹو تم نے یہ اتروائی نہیں۔کیا پسند آگئی ہے۔کہو تو اگلی سالگرہ پہ یہی" "تحفے کی صورت میں تمہارے آگے پیش نہ کردوں۔

وہ مسکراہٹ دبا کر صوفے سے پشت ٹکائے بوتل کا گلاس لبوں سے لگاتے گویا ہوا اور اس کے ردِ عمل کا انتظار کرنے لگا لیکن وہ اس سے مکمل بے نیازی برتتے خاموشی اختیار کیے اپنے موبائل میں مصروف بیٹھی رہی۔جیسے اسے جانتی بھی نہیں ہو۔امائزہ اپنی

مسکراہٹ چھپانے کو اپنا موبائل چہرے کے سامنے کرگئی تھی لیکن کوئی لاوا نہ پھٹتے دیکھ اس نے بھی حیرت سے بھنویں اچکا کر فہد سے استفسار کیا جواباً وہ ناسمجھی سے کندھے اچکا گیا۔اور ذرا سا کھسکتے ہوئے اس کے قریب ہوا تو وہ اس سے مزید دور کھسک گئی البتہ اس کی حرکتوں پہ غصے سے ناک کے نتھنے پھولنا شروع ہوچکے تھے۔

"اے ے چشمش۔"

شٹ اپ موٹے سانڈ شرم نہیں آتی اپنی بڑی بہن کو ایسے ناموں سے بلاتے ہوئے"

"خود کیا ہو تم گینڈرے پیٹ دیکھو کیسے باہر نکلا ہوا ہے جیسے چھٹا مہینہ۔

اس کا لاوا جو پھٹنا شروع ہوا تو کندھے پہ پڑنے والی جوتی سے ہی اس کی زبان کو بریک لگا معاً اپنی بات پہ غور کرتے اس کو اپنے کہے گئے الفاظ کا اندازہ ہوا تو چہرہ بے ساختہ سرخ پڑگیا۔

اس نے تھوگ نگلتے اپنا بازو سہلاتے ڈرتے ڈرتے نگاہیں ترچھی کرتے بائیں جانب دیکھا تو عزہ کو اپنے آپ کو خطرناک تیوروں سے گھورتے دیکھ اس کا حلق تک خشک ہوگیا۔جو

اپنی دوسری جوتی بھی اتارتی اسے ہی مارنے کی تیاریوں میں تھی اس نے سرعت سے اپنے آپ کو ان کے نشانے سے بچانے کیلیے فہد کے پیچھے چھپنا چاہا تو ان کی نشانہ لیتی جوتی اسے لگنے کے بجائے فہد کے ماتھے کو سلامی دے گئی ایکدم وہ کراہتے ہوئے اپنا سر تھام کر صوفے پہ بیٹھ گیا۔امائزہ نے اپنا حلق تر کرتے وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت جانی انابیہ اسے موقع سے فرار ہوتا دیکھ دانت پیس کر رہ گئی۔جبکہ امائزہ دوڑتے ہوئے محرم کے پاس کچن کی جانب گئی تاکہ انہیں صورتِ حال سے آگاہ کرسکیں۔وہ ہانپتے ہانپتے جیسے ہی کچن میں داخل ہوئی تو پریشے نے بے اختیار اسے ٹوکتے سہارا دیا۔

"کیا ہوا ایسے سانس کیوں پھول رہا ہے۔"

محرم نے کفگیر پلیٹ میں رکھتے پریشانی سے استسفار کیا اور پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوئی جواباً وہ گہرا سانس بھر گئی۔

"مم عزہ خالہ از آن فائر پلیز ہیلپ انابیہ۔"

وہ بیچارگی سے پھولتے سانس کے درمیان بولی تو پریشے اور محرم ایک دوسرے کو دیکھ کر بے ساختہ ہنس دیے۔انہیں اندازہ تھا کہ کہی نہ کہی یہی ہوا ہوگا اور اس کی بات پہ سر ہلاتے اس کی تلقید میں باہر کی جانب چل دیے۔

"پتہ نہیں جب اوپر والا شرم بانٹ رہا تھا تو تم کہاں تھی میں سوچتی تھی کہ میری بیٹی کس پہ گئی ہے اب آکر یہ بات سمجھ لگ رہی ہے کہ یہ تو غلطی سے اپنے باپ پہ چلی گئی ہے بس زبان فراٹے بھرنے سے باز نہیں آتی جو جی میں آتا ہے وہ بول جاتی ہیں کچھ شرم ہوتی کچھ حیا ہوتی ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورتے اپنی بات مکمل کرتی عفان شاہ نے عقب سے انہیں اپنے حصار میں لیتے ان کی بات اچک لی۔عزہ سب کے سامنے ان کی بے باکی پہ جھنجھلا کر رہ گئی۔آنکھوں سے باقاعدہ شعلے نکلنے لگے۔

"اور افسوس ہم باپ بیٹی دونوں کو ہی نہیں معلوم وہ کہاں ہوتی ہے۔شاید تمہارا بیٹا جانتا ہو۔"

وہ ان کا ناک دباتے بائیں آنکھ دباتے انابی کے گرد اپنے بازو محبت سے پھیلا گئے اور بے ساختہ اسے اپنے شانے سے لگاتے اس کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیا۔ انابی انہیں دیکھتے ناک پہ پھسلتا اپنا چشمہ درست کرتے تفاخر سے مسکرادی۔ جیسے اپنے باپ کی آمد پہ بہت خوشی محسوس کررہی ہو؟

ان کی حرکت پہ لاؤنج میں موجود افراد کھلکھلا کر ہنس دیے۔

تھینک گاڈ چاچو آپ آگئے ورنہ یہاں کسی ایک کا بھرتہ خالہ کے ہاتھوں پکا تھا کیونکہ وہ" "اپنے جلالی موڈ میں آچکی تھی۔ اس لیے تو میں کہتی ہوں کہ میرے چاچو بیسٹ ہے۔

امائزہ لاڈ سے ان کے گلے کا ہار بنتی ان کا گال چوم گئی تو انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے بھی اپنے حصار میں لیا اسی دوران ان سب کی نگاہ اندر آتے ادیان پہ پڑی جو تھکا تھکا سا اپنا ماتھا مسل رہا تھا لیکن اپنے گھر میں ایک عجیب سی رونق دیکھتے وہ ٹھٹھک کر رکا اور لاؤنج میں موجود تمام افراد کو دیکھتے اس کی آنکھیں چمک اٹھی اس نے اس وجود کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی جو اسے لاپرواہی سے زینے اترتا دکھائی دیا ساری تھکن ساری بیزاری جیسے جھٹکے میں ارنچھو ہوگئی وہ دلکشی سے مسکراتا ہوا ان سب تک پہنچا تو پریشے

نے بے ساختہ اس کا ماتھے پہ بوسہ دیا ادیان بھی ان سے ملتے معاذ خان سے سلام دعا کرتے وہ ان سب کے ساتھ ہی براجمان ہوگیا۔

"کیسے ہیں پھپھا آپ۔"

ادیان نے محرم کی تلاش میں نگاہیں دوڑاتے استسفار کیا۔

"الحمداللہ برخوردار آپ بتاؤ آفس کیسا جارہا ہے۔"

انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیتے سنجیدگی سے مخاطب کیا تو وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گیا۔

ارے روشانے آپی آپ کیا یہاں موبائل استعمال کرنے آتی ہے کبھی ہمارے ساتھ" بھی بیٹھ جایا کریں۔

"اس موبائل کی دنیا سے نکل کر۔

انابیہ آنکھیں چھوٹی کیے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تو وہ بھی مسکرا کر سر جھٹکتے ان کے ساتھ ہی جگہ سنبھال گئی جبکہ موبائل ابھی بھی ہاتھوں میں ہی موجود تھا۔ جبکہ انابی کی موبائل والی بات پہ ادیان کا اپنا کافی کا مگ پکڑتا ہاتھ خلا میں ہی ساکت

رہ گیا اس نے ماتھے پہ بل ڈالے ایک ترش نگاہ روشانے کے وجود پہ ڈالی جو اب لاپرواہی سے سب سے باتوں میں مصروف تھی۔ادیان کو اپنا وجود جھلستا ہوا محسوس ہوا۔ ایکدم کچھ سوچتے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اپنی چوڑی کلائی میں موجود قیمتی ڈائل کی گھڑی میں وقت دیکھا تو گھڑی دوپہر کے تین بجارہی تھی۔کچھ سوچتے وہ امائزہ کے ساتھ بیٹھتے اس کے ماتھے پہ بوسہ دے گیا۔جواباً اس نے بھی یہی عمل دہرایا۔

شاپنگ کا کس کس کا پلین تھا چلیں ہم سب موسم بھی خوشگوار ہے۔میں آج فری"

"ہوں ذرا۔

وہ خوشگوار لہجے میں ان کے پاس جاکر دھیمی لہجے میں بولا تو باقی سب کے چہروں پہ تو مسکراہٹ رینگ گئی جبکہ روشانے کے لبوں سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی وہ پریشانی سے موبائل کو دیکھتے انگلیاں چٹخانے لگی۔اس کی بے چینی ادیان کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔تبھی اس کی ماتھے کی رگیں غصے کی بدولت پھولنا شروع ہوگئی دل چاہ رہا تھا کہ سب کچھ تہس نہس کردے۔معاً اپنے آپ پہ قابو پاتے اسنے براہِ راست روشانے کو مخاطب کیا۔

"روشی چل رہی ہو نہ۔"

اس نے اپنا والٹ اور چابی ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے استسفار کیا تو وہ اس کے مخاطب کرنے پر ایک لمحے کیلیے بوکھلاگئی۔

ہاں نہیں میں نہیں جاسکتی میرے سر میں بہت شدید درد ہے میں سوچ رہی ہوں" "کچھ دیر آرام کرلوں۔

وہ تھوک نگلتے ہوئے ہکلاتے لہجے میں بولی اس دوران وہ اپنی نگاہیں ادیان سے چرا گئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی آنکھوں کو دیکھ کرکچھ بھی اخذ کرے اس کے انکار پہ اسے غصہ تو بہت آیا لیکن وہ اپنی بہنوں کو دیکھتے ضبط کرگیا۔جو اسی کی جانب متوجہ تھی۔

"آؤ ڈاکٹر پہ لے چلو زیادہ طبیعت خراب ہے تو۔"

وہ فوراََ سے پہلے سب کچھ چھوڑتے تفکر سے اس کا ماتھا چھوتا ہوا بولا تو روشانے نے اسے تسلی دینے کے خاطر مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔اور اس کا ہاتھ پیچھے ہٹاگئی۔

"چلو پھر ریسٹ کرو پھر کبھی سہی۔"

وہ محبت سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا تو روشانے پہ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے تسلی دینے والے انداز میں مسکرادی۔اس وقت ادیان یہ بات بلکل فراموش کرچکا تھا کہ وہ اس کے ساتھ جانے سے انکار کرچکی ہے۔اسے بس اس کی طبیعت خرابی کا سوچتے پریشانی ہونے لگی تھی؟

اسے تکلیف میں دیکھتے ادیان کا دل گویا کسی نے مٹھی میں جکڑلیا۔وہ آنکھوں میں سرخی لیے اسے دیکھے گیا۔جو اب امائزہ سے کوئی بات کرنے میں مصروف تھی۔

اسے اب موبائل میں مصروف دیکھتے وہ ان سب کو اٹھنے کا اشارہ کرتے وہ ازلان شاہ کو اپنے جانے کا آگاہ کرتے باہر کی جانب چل دیا لیکن اس دوران ہونٹوں پہ ایک زخمی مسکراہٹ نے احاطہ کیا ہوا تھا۔

"ایم سوری ادیان لیکن میں اس کی بات نہیں ٹال سکتی۔"

اس کو باہر کی جانب جاتا دیکھ وہ گہرا سانس بھرتے دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی۔اسے اس ماحول میں گھٹن ہونے لگی معاً موبائل پہ آنے والی کال پہ وہ سب کچھ

بھلائے دلکشی سے مسکرادی۔اور موبائل کان سے لگاتی باہر لان کی جانب چل دی۔تاکہ پرسکون ماحول میں بات کرسکے۔

"بڑوں کے جانے کے بعد گھر بہت بے رونق ہوجاتا ہے لیکن مجھے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے کہ انکل آنٹی کی وفات کے بعد محرم نے گھر کو بہت اچھے سے سنبھالا ہے اور ابھی بھی وہ منظر سے ہی غائب ہے۔"

معاذ خان کچھ یاد آنے پر پورے گھر میں نگاہیں دوڑاتے افسردہ لہجے میں بولے تو وہاں کا خوشگوار ماحول اچانک سے سوگوار ہوگیا۔لیکن جلد ہی عفان شاہ نے اپنی باتوں سے ان کا رخ دوسری جانب کرلیا۔

اذلان شاہ خاموشی سے وہاں سے اٹھتے مضبوط قدم اٹھاتے محرم کی تلاش میں کچن کی جانب چل دیے۔عزہ اور پریشے نے انہیں اسی جانب آتا دیکھ باہر نکل جانے میں ہی عافیت جانی۔تبھی آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کرتے باہر کی جانب چل دی۔

"عزہ ذرا بیسن پکڑانا۔"

محرم پکوڑوں کا مزید امیزہ بناتے ہوئے مصروف انداز میں اس سے مخاطب ہوئی لیکن دوسری جانب سے کوئی ردِ عمل نہ دیکھ کر انھوں نے جوں کی گردن ترچھی کی مقابل اذلان کو دیکھتے ہاتھوں میں موجود باؤل گرتے گرتے بچا۔اس نے حیرت سے اسے کرسی سے پشت ٹکائے کھڑے دیکھا؟

شاہ آپ یہاں کیا کررہے ہیں باہر جائیں۔کوئی آجائے گا ایسے اچھا نہیں لگتا سب کی "موجودگی میں آپ کچن میں آگئے ہیں۔

وہ انہیں آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی جیسے وہ ہمیشہ سے ان کی باتیں سنتے آئے ہو۔ان کی حرکت کو کسی کھاتے میں نہیں لاتے ہوئے وہ محرم کی جانب قدم بڑھانے لگے۔

اذلان شرم کریں کچن ہے یہ باہر آپکی جوان اولاد موجود ہے اور آپ یہ حرکتیں کرتے "پھررہے ہیں۔آپ کے اندر عفان کی روح کب سے آگئی ہے۔

وہ دانت پیستے ہوئے روہانسے لہجے میں بولی اور پریشانی سے اپنے سر سے پھسلتا ڈوپٹہ سر پہ دوبارہ سے جمایا۔

"یہ اذلان کیا ہوتا ہے۔"

وہ ماتھے پہ بل ڈالتے سرد لہجے میں بولے تو ان کو جلالی روپ میں آتا دیکھ محرم نے اپنا حلق تر کیا۔ اور بیچارگی سے ان کی جانب دیکھا۔

"سوری سوری شاہ جائیں نہ۔"

وہ اپنی بات کی تصحیح کرتی انکو باہر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولیں تو اذلان شاہ نے ان کا ہاتھ تھامتے لبوں سے لگایا محرم نے ہونقوں کی طرح ان کی جانب دیکھا۔

چلیں بس کریں حالت دیکھیں اپنی جلدی سے جاکر فریش ہو مجھے آپ اول جلول حلیے" میں دکھائی نہیں دینی چاہیے اور رہی بچوں کی بات تو بچے گھر پر نہیں ہے وہ ادیان کے "ساتھ شاپنگ پہ گئے ہیں۔

وہ ان کی صبیح پیشانی پہ پھول کھلاتے ہوئے بولے۔ تو محرم ہڑبڑا کر ان سے دو قدم دور ہوئی اور جھجھک کر ان کی جانب دیکھا جو محبت پاش نگاہوں سے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ بڑھتی عمر کے ساتھ وہ مزید دلکش ہوگئے تھے اب ان کے سر اور داڑھی کے بالوں میں ذرا سا گرے رنگ بھی دکھائی دیتا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ محرم کیلیے دنیا کے حسین ترین مرد تھے۔

"شاہ آپ بوڑھے ہوگئے ہیں۔ایسی حرکتیں مت کیا کریں آپ کو زیب نہیں دیتی۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر اسے چھیڑنے والے انداز میں بولی جواباً اذلان شاہ نے اپنے مخصوص انداز میں بھنویں اچکا کر اپنی زندگی کی جانب دیکھا۔

"بوڑھے لوگ زیادہ اچھے سے رومینس کرسکتے ہیں ثبوت چاہیے بیگم۔"

وہ اس کی کلائی کی نبض کو اپنی انگلیوں سے سہلاتے ہوئے بولے تو محرم اپنی کلائی چھڑواتی خجل سی ہوتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"آپ باہر چلیں جلدی۔"

وہ اسے باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی تو وہ مسکراتے ہوئے کچن کے دروازے پہ کھڑے ہوگئے اس سے پہلے کہ وہ کوئی پیش قدمی کرتے معاً ان دونوں کی سامنے کے منظر پر ٹھٹھک کر رک گئی۔جہاں سب گھر والے مسکراہٹ دبا کر اس منظر سے لطف اندوز ہورہے تھے۔محرم کا رنگ تیزی سے بدلا جبکہ سرد انداز میں عفان شاہ کو گھورنا نہ بھولے۔جو ہمیشہ کی طرح یہ کارستانی کرتے دانت نکوسنے میں مصروف تھے۔محرم ان

سب کو ایک نظر دیکھتی سرخ ہوتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ان کے اس طرح عجلت میں جاتے ہی سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ماما میں کیا سوچ رہا ہوں کہ اب مجھے بھی شادی کرلینی چاہیے۔آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں۔"

ضرار ایک نظر آیت کو دیکھتے ہوئے سوچنے والے انداز میں بولا جو کچن میں کھڑی زور زور سے ہنڈیا میں چمچ ہلانے میں مصروف تھی۔اور پھلوں کی ٹوکری سے سیب اٹھاتے آیت کے پاس ہی شیلف پہ براجمان ہوگیا۔آیت نے ایک نظر اسے دیکھ کر دوبارہ سے اپنی توجہ کھانے کی جانب مبذول کرالی۔جہاں ایک چولہے پہ گھر کا کھانا جبکہ دوسرے پہ زمان صاحب کیلیے کھچڑی رکھی ہوئی تھی۔

"اور یہ نادر خیال کیوں آیا آپ کے ذہن میں ارے نہیں نہیں اس بند ڈبے جیسے دماغ میں آکیسے گیا۔"

وہ سنک سے ہاتھ دھوتی اپنے اس سولہ سالا افلاطون اولاد پہ طنز کرنا نہ بھولیں جسے سن کا ضرار نے ایک ترچھی اپنی ماں پہ ڈالی۔

"بھائی تو یہاں موجود نہیں ہے میں ہی ہوں میری ہی شادی ہو سکتی ہے میری بیوی آئے گی تو آپ کی بھی مدد ہو جایا کرے گی۔اور وہ میری بھی۔

وہ اس کے فائدہ کا سوچتے مزے میں جبکہ آخر میں شرماتے ہوئے بولا۔آیت کا تو گویا منہ کھل گیا کیسے آگ لگی ہوئی تھی شادی کی۔

انہوں نے بیلنے کی تلاش میں نگاہیں ادھر ادھر دوڑائی جو اسے پاس رکھا دکھائی بھی دے دیا۔

"تم آج مجھ سے بچ جاؤ اب تو مجھے یقین ہونے لگا ہے کہ تم میرے ہی کرموں کا نتیجہ ہو۔"

اس سے پہلے کہ وہ بیلنے سے اس کا حشر کرتی ضرار نے بوکھلا کر شیلف سے چھلانگ لگاتے وہاں سے بھاگنا ہی بہتر سمجھا۔

"یااللہ اتنی بھی بے شرم نہیں تھی میں۔"

وہ ممنماتے کر شکایتی انداز میں آسمان کی جانب دیکھا۔

"اتنی نہیں بہت زیادہ تھی یہ میرے سے بہتر کون جان سکتا ہے آیت بی بی۔"

صائم خان جو پانی پینے کچن میں آئے تھے پہلے تو ان کی بات پہ بری مشکل قہقہہ ضبط کیا۔لیکن پھر کمال مہارت سے اپنی ہنسی چھپاتے چہرے پہ سنجیدگی طاری کیے بولے اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ انہوں نے کینہ توڑ نگاہوں سے اپنے عقب میں دیکھا جہاں وہ کھڑے انہی کی حرکتوں کا ملاحظہ کررہے تھے۔

بے شرمی کا ٹیگ ایسے نہیں مل جاتا کچھ ایسا کرنا پڑتا ہے جس کی توقع نہ کی جائے اور"

مجھے آپ ایسے بے شرم کہہ رہے ہیں جیسے آپ کی جگہ میں اپنی حرکتوں سے آپکا منہ سرخ کردیتی تھی۔"

وہ جھنجھلا کر بولتی ایکدم اپنی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔مشکل اپنا حلق تر کرتے اس نے کھسیاتے ہوئے صائم خان کی جانب دیکھا جو ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں سرخ اناری ہورہے تھے۔آیت بے ساختہ خجل سی ہوگئی معاً باہر کی آنے والی غیر متوقع آوازوں پہ اس نے نظریں چڑاتے صائم خان کو باہر جانے کا اشارہ کیا جبکہ خود رخ پھیرتے دوبارہ

اپنے کام میں مشغول ہوگئی۔انہیں رہ رہ کر رونا آرہا تھا کہ اس عمر میں بھی ان کی حرکتیں انہیں ذلیل کروا کے رکھ دیتی تھی۔

"تمہارا کچھ نہیں ہوسکتا آیت بی بی۔یو آر جسٹ سپیچ لیس۔"

وہ مسکراہٹ دباکر بولتے باہر کی جانب بڑھ گئے جبکہ وہ غصے سے ان کی پشت کو گھورتی رہ گئی۔

شدت سے دل چاہا کہ پاس پڑا بیلنا ان کی جانب اچھال دیں۔

ہولڈ آن آیت کام ڈاؤن وہ تمہارے مجازی خدا ہے۔اور مجازی خدا کو سب کے سامنے" "یوں زلیل نہیں کیا جاتا کمرہ کس لیے ہیں۔

وہ گہرا سانس بھرتے دل ہی دل میں عزم کرتے دانت پیستے ہوئے بولی اور سر جھٹکتے ہوئے باہر کی جانب چل دی۔باہر پہنچتے ہی جیسے ہی اس کی نگاہ لاؤنج میں بیٹھے وجود پہ پڑی وہ فوراً خوشی کا اظہار کرتے ان تک پہنچی اور اپنے بھائی کے سینے سے لگی سکون محسوس کرنے لگی۔ایان قریشی نے بھی ان کے سر پہ محبت بھرا بوسہ دیا تو وہ صائم خان کے ساتھ ہی سامنے رکھے صوفے پہ براجمان ہوگئی۔

"یہ لیزے کہاں ہے آیت۔"
حجاب نے ڈوپٹہ سر پہ درست کرتے استسفار کیا تو آیت ماتھے پہ ہاتھ مارتے اٹھ کھڑی ہوئیں۔
"رکو میں ابھی بلا کر لاتی ہوں دراصل اسے علم نہیں ہے کہ تم لوگ آئے ہو۔"
وہ مسکرا کر کہتی زینے چڑھ گئی اور علیزے کے کمرے کا دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوئی تو حسبِ معمول وہ ناول لیے بیٹھی تھی۔آیت کو غصہ تو انتہا کا آیا لیکن فلحال سب کی موجودگی کا سوچتے خاموشی اختیار کرگئی۔
"علیزے کیا کر رہی ہو یہاں۔ نیچے چلو سب آپکا انتظار کر رہے ہیں۔"
آیت اسے عجلت میں ناول تکیے کے نیچے کرتا دیکھ کر بولی تو علیزے نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔
"یہیں ہوں مام ویسے کون انتظار کر رہا ہے میرا۔کہی محرم پھپھو تو نہیں آئی۔"
علیزے نے انہیں دیکھتے جلدی سے ناول کی بک بند کرتے تکیے کے نیچے رکھی مبادہ ڈانٹ ہی نہ پڑ جائے۔اور آنکھوں میں چمک لیے استسفار کیا تو آیت بے ساختہ ہنس

دی۔ کیونکہ یہ بات انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ ان کے بعد وہ سب سے نزدیک محرم کے ہی ہے۔ تبھی تو سب اسے چھوٹی محرم کہتے تھے۔

"نیچے آپ کے ماموں کی فیملی آئی ہوئی ہے پوچھ رہے تھے آپکا۔اور حجاب پھپھو آئی ہے محرم آپی نہیں۔اب سوال جواب بعد میں پہلے فوراً سے پہلے نیچے پہنچو ایسے اچھا نہیں لگتا۔"

آیت نے ایان کی فیملی کی آمد کی بابت بتایا تو لیزے انہیں خوشی سے دیکھتے اثبات میں سرہلا گئی۔

"اوکے ماما آپ جائیں میں بس ابھی آئی۔وِدن فائیو منٹس۔"

چہکتے ہوئے بولتی علیزے نے جلدی سے واشروم کا رخ کیا۔تاکہ جلدی سے فریش ہوجائے تو آیت بھی مسکرا کر اسے ایک نظر دیکھتی نیچے کی سمت چل دیں جہاں باقی سب محوِ انتظار تھے۔

کچھ ہی دیر بعد علیزے فریش ہوکر گلابی اور ییلو امتزاج کا لان کا سادہ سوٹ پہنے شیفون کا دوپٹہ سر پہ اوڑھتے بالوں کو پونی میں مقید کر کے نیچے کی جانب چل دی نیچے ہال میں

پہنچتے ہی خوشدلی سے حجاب سے ملنے کے بعد اس نے ایان کا رخ کیا ان کے سینے سے لگاتے وہ وہی ان کے پاس صوفے پر براجمان ہوگئی۔ایان نے بھی اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"کسی ہو لیزو پڑھائی کیسی جارہی ہے۔"

حجاب نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔اور سامنے ٹیبل پہ رکھی لوازمات کی سمت متوجہ ہوئی۔

میں بالکل ٹھیک ہوں پھپھو اور پڑھائی بھی اچھی چل رہی ہے آپ بتائیں کیسی ہے"

"اور یہ زوہان اور ربان نہیں دکھ رہے۔

اس نے محبت سے جواب دیتے آخر میں ان دونوں کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں اور یہ دونوں لو وہ آگئے۔"

حجاب نے مسکراتے ہوئے اپنے دونوں بیٹوں کی جانب اشارہ کیا تو وہ دونوں بھی مسکراتے ہوئے وہی ساتھ جگہ سنبھال گئے۔

اب چائے کا دور چل رہا تھا ساتھ ساتھ سب خوش گپیوں میں بھی مصروف تھے۔

ابھی انہیں بیٹھے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ زوہان تو ربان تو ایک دوسرے کو بیچارگی سے دیکھتے ضرار کو اشارہ کرتے اندر کی جانب چل دیے کیونکہ ان تینوں کا ہی فلحال یہاں کوئی کام نہیں تھا۔ وہ بیٹھے بڑوں کی باتوں سے انتہا کی بوریت محسوس کررہے تھے اندر جا کر کھیلنے کا پروگرام بناتے ان سب نے اندر کی راہ لی۔

جبکہ باقی سب یہیں موجود باتوں میں مصروف تھے۔

"لیزو نانو اپنے روم میں ہیں کیا دکھ نہیں رہیں۔"

ربان ہانپتے ہوئے واپس آیا اور علیزے سے زمان صاحب اور تحریم بیگم کے متعلق پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"ابھی وہ ریسٹ کر رہے ہیں دونوں کچھ دیر بعد جاگ جائینگے تب مل لینا۔"

حجاب نے بیٹے کو جواب دیا جسے نانا نانی سے ملنے کی جلدی تھی۔اور وہ یہاں زیادہ تر ان کے پاس ہی پایا جاتا تھا۔

صائم بھائی آپ میری بہن کو کچھ پہننے کو نہیں دیتے کیا بچاری کی حالت دیکھیں۔ماسی "لگ رہی ہے۔

ایان نے عادت کے مطابق آیت کے حلیے کو نظروں میں لیتے چھٹکلہ چھوڑا تو سب بے ساختہ ہنس دیئے جبکہ آیت نے اسے گھورنا ضروری سمجھا۔

"ایان عمر دیکھو اپنی بڑھے ہو رہے ہو اور حرکتیں دیکھو۔ جیسے کسی ٹین ایجر کی ہو۔"

ایان کو گھورتے ہوئے آیت نے کہا تو ان کا منہ صدمے کی حالت میں کھلا رہ گیا۔

"کہاں ماما ابھی تو ینگ ہیں میرے ماموں۔"

علیزے نے فورا ماموں کی طرفداری کرتے ہوئے بولا تو آیت ان ماموں بھانجی کے پیار پہ دانت پیس کر رہ گئیں۔

"آیت پھوپھو آپ غصے میں اور پیاری لگتی ہیں کیوں پھوپھا۔"

ربان نے ان کو اپنے حصار میں لیتے شرارت سے سب کو مخاطب کیا تو سب مسکراہٹ چھپا گئے۔

"ہاں بہت زیادہ۔ تبھی تو چوبیس گھنٹے غصہ ناک پر سوار رہتا ہے۔"

جہاں سب نے ربان کی بات پر مسکراہٹ چھپائی تھی حجاب کے برخستہ جواب پر سب کے بلند بانگہ قہقہے بلند ہوئے۔

"چلیں سب اب اندر چلتے ہیں میں ماما بابا کو بھی اٹھاتی ہوں آپ سب بھی ڈائیننگ روم میں آجائیں۔"

آیت سب کو اندر انے کا کہتی زمان صاحب کے کمرے کا رخ کیا تو حجاب بھی ان کے ساتھ ان کی تلقید میں چل دی۔

"آیت بھابھی آپ کچن دیکھ لیں میں جاتی ہوں ماما بابا کے پاس۔"

آیت کے اثبات میں سر ہلانے پر حجاب زمان صاحب اور تحریم بیگم کے کمرے کی جانب چل دیں۔ ان سے ملنے کے بعد انہیں ساتھ لیئے ہی ڈائننگ روم میں آئیں جہاں سب پہلے سے موجود تھے۔ اور انہی کا انتظار ہورہا تھا۔ربان اور زوہان تو انہیں دیکھ کر کھل اٹھے اور خوب ساری باتیں کرنے کا سوچتے کھانے کی جانب متوجہ ہوئے خوشگوار ماحول میں کھانا کھانے کے بعد لاؤنج میں بیٹھ کر تمام بچے زمان صاحب اور تحریم بیگم کے سنگ خوب باتیں کرنے میں مصروف تھے۔جس میں سب سے زیادک منہ ربان کا ہی چل رہا تھا۔سب بڑے بھی ان کی باتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

اس نے ہسپتال کی عمارت پہ پسپا بڑی سی تختی کو فخر سے دیکھتے ایک نظر فہیم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ کر مسکرارہا تھا۔اس کے نام کو پڑھتے ان کی آنکھوں کی چمک میں مزید اضافہ ہوا۔ جہاں جوہن ریڈ کلف ہسپتال کا نام پوری شان سے جگمگارہا تھا۔ رائم خان نے گہرا سانس بھرتے اس ہسپتال کی خوشبو کو جیسے خود کے وجود میں سمانا چاہا۔یہی تو اس کے خوابوں کی تعبیر تھی۔

کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ کیا سچ میں خواب حقیقت کا روپ دھارتے ہیں؟ کیا پھر یہ سب دیکھ کر یہی بات ذہن میں آتی ہے بلکل ہم جو اپنی آنکھوں سے خواب دیکھتے ہیں ایک دن حقیقت بن کر ہمارے سامنے پیش ہوتے ہیں خیر تم یہی رکو میں نکی کو بھیجتا ہوں وہ تمہیں یونیورسٹی ڈراپ کردے گا تم گاڑی میں جاکر بیٹھو خود مت ڈرائیو کرنا مسئلہ ہوگا۔ نکی ول کم ان فائیو منٹس

وہ مسکراتے ہوئے اس کے بال بکھیرتا ہسپتال کا داخلی دروازہ عبور کرگیا۔ فہیم جو اس کی باتوں پہ مسلسل مسکرانے کا کام سرانجام دے رہا تھا اس کی بات پہ سنجیدگی سے ہلکا ہلکا لڑکھڑاتے ہوئے گاڑی کی سمت چل دیا۔

"Good morning Dr.Raim khan.Pleasure to see you."

مس نورا نے مسکراتے ہوئے اس کا ویلکم کیا تو اس نے جواباً مسکراتی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔ مس نورا اسے ایک نظر دیکھتی اپنے کیبن کی سمت چل دی۔ ہسپتال کا سارا سٹاف ہی اس کی شخصیت سے مرعوب ہوتا اس کی جانب متوجہ ہوگیا۔ سرخ و سپید رنگت سیاہ پرکشش آنکھیں جو کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑنے کا ہنر رکھتی ہیں جبکہ رائم اردگرد کی ستائشی نگاہوں سے بے نیازی برتتے سپاٹ چہرے کے ساتھ ناک کی سیدھ میں اپنے کیبن کی سمت جارہا تھا۔ مس زونا جو ایمرجنسی وارڈ میں موجود ایک پیشنٹ کو دیکھ کر اپنے کیبن کی جانب جارہی تھی رائم کو اسی جانب آتا دیکھ اپنا سانس روک گئی۔ گالوں پہ بے ساختہ شفق پھوٹ پڑی وہ آنکھوں میں واضح پسندیدگی لیے اسے دیکھے گئی۔ جبکہ رائم

ان کی آنکھوں میں اپنے لیے پسندیدگی دیکھتے ناگواری سے رخ پھیر گیا۔اور اپنے کیبن کا دروازہ کھولتے نکی کی جانب متوجہ ہوا جو دونوں ٹانگوں کو اس کی ٹیبل پہ رکھے جھلاتے ہوئے لاپرواہی سے دانتوں سے سیب کترنے میں مصروف تھا۔رائم اس کی حرکت پہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔لیکن فلحال اس سے کام نکلوانا تھا تبھی کچھ نہ بولنے میں ہی عافیت جانی۔اگر کچھ غصے میں کہ دیتا تو وہ قطعی اس کا کام نہیں کرتا۔اور ایسا اسے کسی صورت قبول نہیں تھا۔کہتے ہیں نہ کام کے وقت گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے بس ابھی اسے وہی کام کرنا تھا۔

"So Nikki I m here but i need some favour from you.please help me coz i m not feeling well today."

وہ اپنی آنکھوں میں بیچارگی سموتا نقاہت زدہ لہجے میں بولا تو اس کی توقع کے عین مطابق نکی پریشانی سے بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچا اور اس کا ماتھا چھو کر اس کی طبیعت جانچنی چاہی لیکن مقابل کا ٹمپریچر بلکل نارمل دیکھ کر مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"But i feel nothing like that."

اس کے بے نیازی سے کندھے اچکانے پر جواباً رائم نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے ہی گھورا۔

"Nikki like Seriously.Why don't you trust myself.I have sware headache."

وہ درد کی شدت سے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے بولا۔نکی نے بے ساختہ اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں کسی بھی شرارت کا نام و نشان نہیں تھا مطلب وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔تبھی کچھ سوچتے ہوئے وہ اس کی بات سنے بغیر حامی بڑھ گیا۔

"You asking me that why don't i trust you. Hehe its just because of you naughty."

وہ کینہ توڑ نگاہوں سے گھورتا ہوا بولا اور اس پہ یہ بات واضح بھی کردی کہ اس کی حرکتیں ہی اسے مشکوک بننے پر مجبور کرتی ہیں جبکہ رائم اس کی بات پہ خجل سا ہوتے اپنی ہلکی بیرڈ پہ ہاتھ پھیر گیا۔اور اپنے سر کے بال سہلاتے کھسکتے ہوئے اپنے ٹیبل کے پاس

پہنچا اور کرسی سے پشت ٹکائے ریلیکس انداز میں براجمان ہوتے اسے اپنی جانب گھومنے کا حکم کیا۔نکی اسے ایک نظر دیکھتے کوفت سے آنکھیں گھماتے ہوئے بولا۔

"Anyway tell me which kind of favour you want."

وہ تمام باتوں کو رفع دفع کرتے سنجیدگی سے مدعے کی بات پہ آیا تو رائم نے گہری مسکراہٹ سمیت اس ۔کی جانب دیکھا اور اسے ایک فلائنگ کس سے نوازا

جواباً وہ منہ بسورتے ہوئے غصے سے اسے پکڑتے اپنے دل کے مقام پہ رکھ گیا۔اس کی حرکت پہ رائم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"Ok Ok let me tell you Faheem is waiting outside for you kindly drop him to University."

اس نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پہ حقیقتاً بم پھوڑا تو نکی اس کی بات پہ آگ بگولہ ہوتے طیش کے عالم میں اس کی سمت بڑھا اور پیپر ویٹ اٹھاتے اس کی سمت اچھالا جسے رائم بروقت کیچ کرگیا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ خود کیوں نہیں یونیورسٹی جارہا کیونکہ وہ پروفیسر مارتھا کے لیکچر سننے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔کیونکہ ان کے پاس ایک بار بیٹھ جاؤ تو وہ لگلے انسان کو قبر میں اتار کر ہی دم لیں۔

"Ok i'll come in 10 mints Just wait and watch."

وہ اسے چیلنج کرنے والے انداز میں کہتے باہر کی جانب چل دیا۔تو رائم مسکراتے ہوئے سر جھٹکتے دوبارہ سے کرسی پہ براجمان ہوتے صائم خان کو فون ملانے لگا یہ اس کا معمول تھا کہ ہسپتال پہنچتے ہی وہ ابھی تک صائم خان کو اپنے آنے کی اطلاع دیا کرتا تھا۔

"کیسے ہو ڈاکٹر رائم خان۔"

دوسری جانب سے فون اٹھاتے ہی ہمیشہ کی طرح اپنے باپ کی پرجوش آواز پہ اس کے رگ و پے میں ایک سکون سا سرائیت کرگیا۔

"میں تو بلکل ٹھیک ہوں آپ کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے خیریت ہے۔"

اس نے شرارتی مسکان لبوں پہ سجائے استسفار کیا تو صائم اس کی شرارت سمجھتے بلبلا اٹھے۔شاید نہیں یقیناً وہ سمجھ چکا تھا وہ اس وقت کس کے شکنجے میں ہیں۔

خدا کی پناہ اللہ نے واحد پیس میری قسمت میں لکھا تھا جس نے میرا جینا مکمل طور پر"

"حرام کیا ہوا ہے۔

وہ الماری کی جانب جاتی آیت کو ایک نظر دیکھتے بیچارگی سے بولے جو اب الماری سے ٹائی نکالنے کے ساتھ ساتھ انہیں گھورنے کا فریضہ بھی سرانجام دے رہی تھی۔صائم خان نے منہ بنا کر ان کی جانب دیکھا۔جبکہ رائم ان کی بات پہ اپنا کب سے روکا ہوا قہقہہ مزید ضبط نہ کرسکا۔

اب کیا کردیا میری سویٹ سی مما نے آپکے ساتھ جو آپ اکتائے پھر رہے ہیں"۔"

اس نے نا سمجھی سے استسفار کیا اور دروازہ کھٹکھٹانے والے کو اندر آنے کی اجازت دی۔کچھ لمحوں میں ہسپتال کا پیون چائے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوا تو رائم نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا وہ بھی اسے موبائل میں مصروف دیکھ چائے کا مگ ٹیبل پہ

رکھتے باہر کی جانب چل دیا۔رائم نے چائے کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ایک گہرا سانس بھرا۔

اس کے سر درد کا علاج آچکا تھا۔

سویٹ کچھ خوف کرو مہربانی ہوگی بیٹا جی سویٹ لفظ کی توہین مت کرو سویٹ تو کہی سے "بھی نہیں ہیں شی از ہوریبل۔"

وہ موبائل اپنے منہ کے قریب لاتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولے تو رائم جو چائے کا کپ لبوں سے لگا چکا تھا ان کی بات پہ بری طرح اچھو لگ گیا اس نے سرعت سے پاس رکھا پانی کا گلاس اٹھاتے اپنے منہ کو لگایا اور ٹشو سے اپنا چہرہ تھپتھپایا۔

"ہوریبل کے کچھ لگتے ہونگے آپ"

آیت کی زیرک نگاہوں سے ان کی بات چھپی نہیں رہ سکی تبھی قہر آلود نگاہوں سے انہیں گھورتے ہوئے بولی تو صائم ان کی اچانک آمد پہ بوکھلاگئے جبکہ رائم ان دونوں کی نوک جھوک سے مسلسل لطف اندوز ہورہا تھا اس کا شدت سے دل چاہا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے گھر چلا جائے اور اپنی فیملی کو محسوس کرے لیکن فلحال ایسا ممکن نہیں

تھا۔آیت نے صائم کا موبائل پکڑتے سپیکر آن کرتے ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھا اور غصے سے منہ پھلا کر اس کی ٹائی باندھنے لگیں۔

"ویسے ہم ہوریبل بیوی کے سویٹ سے کھڑوس خان لگتے ہیں اگر یاد ہوتو۔"

وہ اس کے کمر کے گرد حصار باندھتے شرارتی نگاہیں ان کے چہرے پہ ٹکائے بولے تو دوسری جانب رائم ان کی بات کی زور و شور سے ہوٹنگ کرگیا۔

"ڈیڈ شاید آپ بھول رہے ہیں کہ آپ کا جوان جہان بیٹا آپ کی رومانوی گفتگو سے لطف اندوز ہورہا ہے تھوڑا خیال کیجیے کچھ کچھ ہوتا ہے۔"

اس کی پرشوق آواز پہ صائم خان نے ہڑبڑا کر آیت کے گرد حصار ڈھیلا کیا اور موبائل کا سپیکر آف کرتے اسے کان سے لگاتے آیت کو گھورنا نہ بھولے جو اب مسلسل انکی درگت بنتے دیکھ مسکرارہیں تھی۔

"بے شرموں کی طرح کسی کی پرائیوسی میں دخل اندازی کرنے سے اجتناب برتا کرو یہ نہ ہو کہ میں تمہاری پرائیوسی میں دخل اندازی کرنا شروع کردوں اور برخوردار منہ چھپاتے پھرے۔"

انہوں نے غصے سے کہتے کال کاٹ دی جبکہ رائم ارے ارے کرتا رہ گیا۔ موبائل پہ ٹوں ٹوں کی آواز پہ قہقہہ لگاتے نفی میں سر ہلاتے موبائل ٹیبل پہ رکھ گیا۔

معاً کمرے میں ہونے والے کھٹکے سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا تو مس نورا کو وہاں موجود دیکھ ان کے احترام میں فوراً سے پہلے کھڑا ہوگیا۔

"What happened miss nora?is everything ok?"

رائم نے ان کی پریشان شکل دیکھ خالی مگ ٹیبل پہ رکھتے اپنا موبائل اٹھاتے سنجیدگی سے استسفار کیا۔

"No everthing is not Ok dr.Saim please come with me in emergency ward it's an urgent case."

وہ افراتفری کے عالم میں کہتی باہر کی جانب چل دی جبکہ رائم کو بھی اپنا یہاں مزید رکنا ٹھیک نہیں لگا تو ان کی تلقید میں بھاگنے والے انداز میں باہر نکلا۔ لیکن وہاں کی صورت حال دیکھ لوگوں کے ہجوم کو ایک جانب کرتے وہاں پہنچا تو وہاں زونا کو موجود دیکھ اس

کے ماتھے پہ بل پڑے جو تکلیف کی شدت سے دوہری ہورہی تھی وہ سنجیدگی سے قدم بڑھاتے اس تک پہنچا اور وہاں موجود لوگوں کو ہٹنے کا اشارہ کیا۔

"Take a side docters Go back to your duties.I'll check her."

اس نے سنجیدگی سے اس کی صورت دیکھ سب کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو سب اس کی تائید کرتے اپنی اپنی ڈیوٹی پہ چل دیے۔رائم بھی سنجیدگی سے اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرتا اس تک پہنچا جو اب اپنا درد بھلائے اسی کو دیکھنے میں محو تھی۔اس کے اس سنجیدہ انداز کی تو وہ گرویدہ تھی۔رائم نے ایک سرد نگاہ اس کی جذبے لٹاتی آنکھوں میں گاڑھی اور اس کی کلائی کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑتے سختی سے جھٹکا دیا کہ وہ اپنے زخم پہ دباؤ محسوس کرتے سسک اٹھی۔

بہت درد محسوس ہورہا ہے کیا۔

اس نے کٹیلے لہجے میں استسفار کیا اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ زونا کو بے ساختہ اس سے خوف محسوس ہوا ایسا محسوس ہوا کہ ابھی اس کی آنکھوں سے خون رس آئے

گا۔اس نے کسمساتے ہوئے اپنی کلائی اس کے مضبوط ہاتھ سے چھڑوانی چاہی لیکن شاید مقابل فلحال ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

"Dr Raim khan now you're hurting me.Leave my hand."

وہ تنک کر آنکھوں میں واضح وارننگ لیے بولی تو رائم نے افسوس سے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا اور ایک زیرک نگاہ اس کے پورے وجود پہ ڈالی۔

جانتی ہیں دل کا درد کیسا ہوتا ہے نہیں بلکل نہیں جانتی ہونگی۔یہ ڈرامہ رچاتے ہوئے" ذرا بھی شرم محسوس نہیں ہوئی دل کا درد انسان کی جان لے لیتا ہے۔اور آپ یہاں یہ واحیات حرکتیں پھرہی ہیں ایک ڈاکٹر ہوکر صرف میری توجہ حاصل کرنے کیلیے۔دل شدت سے چاہ رہا ہے کہ آج آپ پہ یہ درد واضح کرہی دو۔اگر مجھے آئندہ ان آنکھوں میں اپنے لیے کوئی جذبہ دکھا تو آئی سوئیر مس زونا اپنے انہی ہاتھوں سے آپکی جان لے لوں گا۔آپ کو لگا ہوگا کہ آپ کے بولڈ انداز پہ میں آپ کے سامنے گھٹنے ٹیک دوں گا اور آپکی اس سوکالڈ محبت میں پھنس جاؤں گا تو میری بات کان کھول کے سن لیں رائم خان اتنا

سستا نہیں ہوا ابھی تک جو آپ جیسے لوگوں کی راہوں میں بچھا چلا جائے۔میری اس بات سے اپنی اوقات تو آپ کو واضح ہوگئی ہوگی۔اور ہاں ایک آخری بات جاننا چاہیں گی کہ کیسے ان آنکھوں کو پڑھ کر ہی صرف آپ کی اصلیت دکھادی تو میں محبت کو پرکھنا جانتا ہوں لوگوں کی آنکھوں سے ہی اندازہ لگالیتا ہوں کہ کون محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور کون ہوس کا پجاری ہے۔

وہ قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورتا ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔اس کی باتوں پہ زونا کا رنگ سپید پڑ گیا۔وہ گہرے گہرے سانس بھرتی جیسے اپنے اعصابوں کو پرسکون کرنے کی تگ و دو میں تھی۔ایک لمحے کیلیے تو دل میں آیا کہ اپنے سامنے کھڑے وجود کو ایک سیکنڈ میں دو کوڑی کا کردے لیکن اپنی شرط کا خیال آتے ہی وہ آنکھیں میچتے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پہ سجا گئی۔رائم کا جی چاہا اس کے چہرے کی یہ مسکراہٹ نوچ ڈالے یہ وہ لڑکیاں تھی جو اپنی عزت داؤ پہ لگانے کیلیے پیش پیش ہوتی تھی۔اسے اس کی شکل دیکھتے گھن سی آئی۔ رائم کے ساتھ رہتے ان لوگوں کو اتنی تو اردو آہی گئی تھی کہ وہ اس کی بات سمجھ جاتے لیکن انہیں بولنے میں ہمیشہ دقت آتی تھی۔

"Let see Dr Saim khan.but always remember one thing that one day i will get you.you just wait and watch."

وہ والہانہ نگاہوں سے اس کا چہرہ تکتے مخمور لہجے میں بولی لیکن رائم نے لہو چھلکاتے چہرے سمیت اس کا کانچ لگا بازو زور سے دبا دیا جواباً اس کی دوبارہ کراہ نکلی۔آنکھوں میں آسو جھلملانے لگے۔

"کسی کو زخم دینے نکلو گی تو خود بھی چوٹ کھاؤ گی میری بات ہمیشہ یاد رکھنا۔اور میرے ساتھ تو وہ اوپر والی ذات ہے جس پہ میرا کامل یقین ہے۔"

وہ پریقین لہجے میں بولتے اس کا حلق خشک کرگیا۔

"آئندہ اس قسم کا گھٹیا ڈرامہ کرنے سے پہلے یہ ایک بات کرلیناکہ آپکا سامنا اس ہسپتال کے بہترین کارڈیولوجسٹ سے ہوگا اور میں لوگوں کی آنکھیں پڑھنا جانتا ہوں۔"

وہ سرد انداز میں اس کا گال دو انگلیوں سے چھوتے ایک کٹیلی نگاہ اس کے وجود پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ایسا محسوس ہورہا تھاکہ ابھی غیض سے دماغ کی شریانیں

پھٹ جائے گی۔آنکھیں شدت گریہ سے سرخ پڑ رہی تھی۔اس نے سختی سے اپنے ہاتھ کی مٹھیوں کو بھینچ لیا۔معاً اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی اس نے بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا ایکدم لبوں پہ شوخ سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا چہرے پہ کسی بھی گزرے واقعہ کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

"اہم اہم میں نے کچھ نہیں دیکھا۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا شوخ دھن گنگناتا ہوا آخر میں مسخرے پن سے بولا تو ڈاکٹر نورا اور ڈاکٹر نکی بوکھلا کر ایک دوسرے سے دوری اختیار کر گئے۔

نکی اسے خون آشام نگاہوں سے گھورنا نہ بھولا۔ڈاکٹر نورا کا شرمندگی اور خجالت سے زمین میں گر جانے کو جی چاہا وہ جھجھکتے ہوئے اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔رائم انہیں ایک نظر دیکھتے زچ کرنے والی مسکراہٹ لبوں پہ سجاتے نکی کو آنکھ مارتے اس کا خون کھولا گیا۔

"Dr.Raim khan i will kill you today."

وہ گلاب کا پھول نورا کے ہاتھ میں تھماتا اس کے پیچھے بھاگا جو پورے ہسپتال میں اس سے بچاؤ کے خاطر چکر کاٹ رہا تھا۔یہاں تک کہ ہسپتال کا سارا سٹاف ان دونوں کا دیکھ

کر ہنس رہا تھا کیونکہ وہ سب اس چیز سے آگاہ تھے کہ ضرور رائم نے کوئی شرارت کی ہوگی تبھی آج نکی کے ہاتھوں اس کی شامت آئے گی۔

تو وہاں عاشقیاں کرتی پھرے اور میں منہ لے کر تجھے دیکھتا رہوں کچھ میرا خیال ہی"

"کرلیں مجھ جیسے معصوموں کو درد ہوتا ہے یہاں دل میں۔

وہ اپنے مخصوص امریکن لب و لہجے میں بولتا اسے مسکرانے پر مجبور کرگیا۔

اب دو دونوں سب کچھ بھلائے رائم اس کی عاشقی کے قصے سننے میں مصروف تھا۔اور وہ بے تحاشہ خوش بھی تھا کیونکہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو ڈیزرو کرتے تھے وہ دونوں دوست اسے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے تھے۔

یہ ایک آفس کا منظر ہے جہاں ایک تیس سالہ شخص کھڑا سب کو ہداہت کرنے میں مصروف ہے۔ایش گرے کلر کا کوٹ پہنے چہرے پہ سنجیدہ تاثرات سجائے احد فاروقی معاذ خان کا پرسنل اسسٹنٹ تھا۔جو تقریباً چھ سالوں سے ان کے ساتھ کام کررہا تھا۔جس پہ

وہ اپنی آنکھیں بند کرکے اندھا اعتبار کرتے تھے اور اس نے بھی یہاں جگہ بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔اس کا اخلاق ہی سب کو بہت بھاتا تھا اور اسی بدولت سب اس کی جانب متوجہ ہوتے تھے۔ابھی بھی وہ مکمل توجہ سے ان کے آنے سے پہلے ہی سب کچھ مکمل کرلینا چاہتا تھا تبھی سب کو سختی سے کام کی تاکید کرتے اس نے ان کے کیبن کی راہ لی۔تاکہ وہاں کے انتظامات ایک بار دیکھ لے۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد جوں ہی کمرے کا دروازہ کھلا احد جو ان کے انتظار میں صوفے پہ بیٹھا موبائل استعمال کررہا تھا مسکراتے ہوئے ان کے آمد پہ اٹھ کھڑا ہوا۔معاذ خان نے سنجیدگی سے اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور پوری شان سے سامنے رکھی کرسی پہ براجمان ہوگئے۔

"احد بیٹا پلیز وہ فائل لے آئے جس کا کل میں نے فون پہ ذکر کیا تھا۔"

وہ سنجیدگی سے اسے کہتے اپنے موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوگئے۔

زمان صاحب کی طبیعت خرابی کی بدولت معاذ نے ہی ان کے بزنس کو آگے بڑھایا تھا تبھی آج وہ کامیاب بزنس مین کی صورت میں سب کے سامنے تھے۔دنیا کی جانی مانی کمپنیوں میں ان کی کمپنی کا شمار ہوتا تھا۔

"ہیلو کیسے ہو مسٹر احد۔"

روشانے جو معاذ صاحب کے ساتھ ہی آفس آئی تھی۔اپنے دھیان میں چلتے ہوئے ان کے کیبن کی سمت بڑھ رہی تھی معاً اس کی نگاہ چونک کر ایک جگہ رکی تو دیکھتے ہی دیکھتے لبوں پہ دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ایکدم کچھ سوچتے وہ دھیمی چال چلتی اس تک پہنچی جہاں احد کرسی پہ بیٹھا چہرہ جھکائے پوری توجہ سے شاید کوئی فائل تلاش کرنے میں بلکل محو تھا یہاں تک کہ اردگرد کا کوئی ہوش نہیں تھا۔ماتھے پہ پڑتے بل اس کے مضطرب انداز کو ظاہر کررہے تھے۔

"ہیلو کیسے ہو۔"

روشانے اچانک اس سے مخاطب ہوئی۔احد جو پوری طرح اپنے کام میں مصروف تھا چونک کر آواز کی سمت متوجہ ہوا۔اور مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جہاں وہ معمول کے

مطابق جینز پہ لانگ قمیض پہنے ڈوپٹے کو اچھے سے سر پہ ٹکائے اسی سے مخاطب تھی۔اس کے ماتھے کے بل خود ہی ہٹنا شروع ہوگئے۔اور چہرے پہ ایک نرمی سا تاثر ابھر آیا۔

"پہلے تو بلکل ٹھیک تھا لیکن اب تمہیں دیکھتے حالت خراب ہونے لگ گئی ہے۔تمہارا چہرہ ہی تو میرے لیے انرجی کا کام کرتا ہے یو نو ویری ویل۔پھر بھی میرے سامنے آجاتی ہو۔"

وہ مسکراہٹ دباتے جذباتی لٹاتی نگاہوں سے اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے بولا۔تو وہ چہرہ جھکائے سرخ چہرے سمیت شرمیلی ہنسی ہنس دی۔آنکھوں میں چمک میں اس کے اظہار سے مزید اضافہ ہوا۔

"اپنے نگاہوں پہ قابو پائیں مسٹر ابھی میرے پاس بلکل بھی فارغ وقت نہیں ہے میں پاپا کے پاس جارہی ہوں ملتی ہوں تم سے آفس سے آکر۔"

ل

وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اشارہ کرتے اپنے چہرے پہ بکھری لٹیں کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے گویا ہوئی اور اسے ایک نظر دیکھتے آفس کی سمت چل دی۔جہاں معاذ خان اسی کا انتظار کررہے تھے۔

احد اس کی پشت دیکھتے سر جھٹکتے ہوئے دلکشی سے ہنس دیا۔اور مطلوبہ فائل ملتے ہی خود بھی ان کے کیبن کی سمت چل دیا۔جبکہ آفس کے کچھ ورکرز حیران نگاہوں سے ان دونوں کو مسکراتے ہوئے باتوں میں مصروف دیکھ رہے تھے۔

رات کی سیاہی آسمان پہ اپنے پر پوری طرح پھیلا چکی تھی۔معاذ خان بھی کھڑکیوں کے پٹ کھولے آسمان پہ چمکتے تاروں پہ نظریں ٹکائے کسی گہری سوچ میں گم تھے۔معاً کھٹکے کی آواز پہ انھوں نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا جہاں سے پریشے ہاتھ میں چائے کا مگ لیے کمرے کے اندر داخل ہورہی تھی انھوں نے بے اختیار اپنی سوچوں کا زاویہ

بدلا۔ وہ اپنی بے لگام سوچیں فلحال ان پر آشکار نہیں کرسکتے تھے تبھی ان کی جانب مسکرا کر دیکھتے کھڑکی کے پاس جاکر کھڑے ہوگئے پریشے بھی انہی کے تلقید کرتے ہوئے انہی کے کندھے پہ سر رکھتے ٹرے ان کی جانب کرگئی تو انہوں نے مسکراتے ہوئے چائے گا مگ تھام لیا۔ یہ ان کا روز کا معمول تھا اس وقت وہ دونوں اسی جگہ پہ بیٹھ کر چائے سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

"آپ کچھ سوچ رہے تھے کیا۔"

پریشے نے چائے کا مگ لبوں سے لگاتے نگاہیں ان پہ ٹکاتے استسفار کیا تو وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلاگیے لیکن وہ پریشے ہی کیا جنہیں تسلی ہوجائے تبھی ایک شکایتی نگاہ ان پر ڈالی۔

آپ بتانا نہیں چاہتے وہ بات کریں۔ ورنہ آپ کے چہرے سے ہی اندازہ ہورہا ہے کہ کوئی"
"بات آپ کو پریشان کررہی ہے۔

انہوں نے ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے اپنی طرف سے سو آنے بات کی تو معاذ ان کی فکر پر ہولے سے مسکرادیے۔ اور ایک گہری نگاہ ان پہ ڈالی۔

ویسے زیادہ ہی پہچاننے نہیں لگ گئی ہماری بیگم ہمیں۔جو صرف چہرے کو دیکھتے اندازہ"
"لگایا جارہا ہے۔میری بیوی اتنی سمجھدار کبھی نہیں تھی۔
وہ ان کی بات کو ٹالنے کی خاطر شرارت آمیز لہجے میں بولے تو پریشے نے ایک تنقیدی نگاہ
ان پہ ڈالی۔
جو اپنی بات گھمانے کی بھرپور کوششوں میں تھے لیکن وہ شاید بھول رہے تھے کہ مقابل
بھی پریشے معاز خان ہے۔
آپ بات کو گھمائیے مت ادھر آئیں میرے ساتھ۔یہں بیٹھے اور مجھے بتائیں کونسی"
"سوچیں پریشان کررہی ہیں کہی آفس میں تو کوئی بات نہیں ہوئی۔
پریشے نے انھیں بیڈ پہ بٹھاتے ان کا ہاتھ تھامتے پریشانی سے مخاطب کیا جواباً معاز خان
ایک گہری سانس بھر کر رہ گئے۔اور انھیں دیکھتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔پریشے
نے.نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔
آپ بتائیں گے تو میں بھی آپ سے بات کروں گی نہ۔"

بہت ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔اور رہی بات آپکی تو اگر آفس کی بات نہیں ہے تو پھر اتنے مضطرب کیوں ہیں۔"

انہوں نے ان کا ہاتھ سہلاتے ایک اچھی بیوی ہونے کا ثبوت دیا تو معاذ خان انہیں اپنے حصار میں لے گئے۔اور گلہ کھنکھارتے گویا اپنی بات کا آغاز کرنا چاہا۔

"پری میں سوچ رہا ہوں کہ روشانے اسی سال اٹھائیس کی ہونے والی ہے ماشااللہ۔اس کی عمر اتنی ہوگئی ہے کہ اس کی شادی کے متعلق سوچا جائیں۔تمہارا کیا خیال ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ وہ میرے اوپر یا اس گھر میں بوجھ ہے وہ میری وجود کا حصہ ہے۔بہت پیار کرتا ہوں اس سے لیکن اس عمر میں لڑکیاں اپنے گھروں میں ہی اچھی لگتی ہیں۔تمہاری کیا رائے ہے پھر۔"

انہوں نے ان کی جانب رخ پھیڑتے ٹھہرے ہوئے لہجے میں استسفار کیا تو پریشے نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"ارے میں بھی آپ سے اسی متعلق بات کرنے والی تھی۔میں بھی اب اپنی بیٹی کو دلہن بنتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہوں۔اس آفس کی جاب نے اس کا دماغ گھما دیا ہے

سونے پہ سہاگہ آپ کی بے وجہ چھوٹ نے اس کی ہمت بندھائی ہے ورنہ آج وہ میرے
اریان کی دلہن ہوتی۔"

وہ خطرناک تیوروں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جبکہ اریان کا نام لیتے وقت ان کے لہجے میں صرف محبت چھلک رہی تھی۔جبکہ معاذ خان سکتے کی کیفیت میں انہیں دیکھ رہے تھے۔

"اریان کے ساتھ یہ تمہیں کس نے کہا۔"

انہوں نے اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے ہوئے پوچھا تو پریشے نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"کہنے کی کیا ضرورت ہے۔وہ میرے بھائی کی اولاد ہے میں انہیں کہ سکتی ہوں مجھے پورا حق ہے اور محرم بھی مجھے امید ہے کہ اس بات سے اختلاف نہیں کرے گی آخر کو میری بیٹی میں کمی ہی کیا ہے۔"

انہوں نے آنکھوں میں چمک لیے ازلی بے نیازی سے ساری بات ان کے گوش گزار دی۔ معاذ خان نے سوچنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔ لیکن ایکدم کچھ سوچتے ان سے مخاطب ہوئے۔

لیکن پری خاندان میں کرنے کی کیا ضرورت ہے اور میرا نہیں خیال کہ ابھی ادیان کو" کوئی خاص جلدی ہے اس شادی کی۔ ہمیں سوچ سمجھ کر ہی کوئی قدم اٹھانا ہے۔ ہمیں اپنی بیٹی کے لیے باہر بھی بہت اچھے رشتے ملیں گے۔ میں یہ نہیں کہ رہا کہ ادیان میں کوئی کمی ہے لیکن ادیان ابھی اذلان کے ساتھ مل کر اپنا بزنس اسٹیبلش کررہا ہے جس "میں اسے وقت درکار ہے ابھی۔

انہوں نے متانت سے انہیں سمجھانا چاہا لیکن ان کی بات پہ پریشے کو پتنگے کی لگ گئے تبھی تیکھے چتونوں سے انہیں دیکھا۔

میں باہر دیکھو ہی کیوں جب میرا اتنا پیارا بھتیجا موجود ہے اور رہی بات اعتراض کی تو" کونسا روشانے نے اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ لینے ہیں کہ آفس نہ جائے۔ مجھے یقین ہے

اپنے بچوں پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔اچھا خیر آپ لیٹیں میں ذرا ان دونوں کو ایک بار دیکھ آؤں۔پاپا کو بھی دوائی دے کر لٹا آئی تھی اب تک تو وہ سو بھی چکے ہونگے۔

"آپ بھی لیٹیں میں پانچ منٹ میں آئی۔

وہ انہیں تاکید کرتیں ڈوپٹہ سر پہ جماتی ان کی سنے بغیر کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ معاذ ان کی پشت کو دیکھتے رہ گئے۔کیونکہ ان کے مطابق ایسے فیصلے جلدبازی میں لینا حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

وہ جوں ہی روشانے کے کمرے میں داخل ہوئی کمرے کی لائٹس آف تھی بس سائیڈ لیمپ کی مدھم سی روشنی نے کمرے میں بسیرا کیا ہوا تھا۔ وہ اسے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے بیٹھا موبائل میں مصروف دیکھ حیران رہ گئی انہوں نے ایک نظر دیوار پہ لگی گھڑی پہ ڈالی جس کی سوئیاں بارہ بجارہی تھی۔انہوں نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔اس دوران روشانے کی نگاہ ان پہ نہیں پڑی تھی۔وہ پوری دلجمعی سے مسکراتے ہوئے کسی سے بات کررہی تھی۔

"روشی کیا کر رہی ہو بیٹا اتنی رات کو کس سے لگی ہوئی ہو۔سوئی کیوں نہیں صبح آفس بھی جانا ہے۔پھر صبح تمہاری آنکھ نہیں کھلتی۔میں تو کہتی ہوں بس کرو اس آفس کو بس اب تمہاری شادی کر دینی ہے تاکہ ان جھنجھٹوں سے باہر نکلو تم۔"

وہ صوفے پہ بکھری اس کی چیزیں سمیٹتے ہوئے حیرت سے گویا ہوئی تو روشی اچانک ان کو اپنے کمرے میں دیکھ کر اپنا حلق تر کرتے ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔اور ایک سہمی ہوئی نگاہ ان پہ ڈالی کہ کہی انھوں نے کچھ دیکھ تو نہیں لیا۔کیوں کہ کمرے میں اندھیرا تھا تو کوئی کچھ دیکھ بھی لیتا تو مقابل کو پتہ نہیں لگنا تھا۔

"ماما کسی سے نہیں وہ ادیان کا میسج آیا تھا کل میری طبیعت کچھ ناساز تھی نہ تو بس اسی متعلق استسفار کر رہا تھا میں نے اسے تسلی دے دی ہے کہ اب میں بلکل ٹھیک ہوں۔اور آفس تو فلحال میں قطعی نہیں چھوڑنے والی اپنے ڈیڈ کے آفس جاتی ہوں کسی غیر کے نہیں جو آپ کو یوں پریشانی ہو رہی ہے اور رہی بات شادی کے بعد جاب کرنے کی تو مجھے امید نہیں یقین ہے کہ میرا شوہر مجھے اس چیز سے کبھی نہیں ٹوکے گا۔"

اس نے مسکراتے ہوئے گویا ان کی معلومات میں اضافہ کیا تو پریشے کی آنکھیں کسی خیال کے تحت چمک اٹھی۔انھیں محسوس ہوا کہ جیسے وہ یہ سب باتیں ادیان کیلیے کہ رہی ہے تبھی مسکراتے ہوئے اس تک آئی اور اس کے ساتھ جگہ سنبھالتے اس کا ماتھا چوما۔جواباً وہ بھی مسکراتے ہوئے ان کے سینے سے لگ گئی وہ اس کی ماں کم دوست زیادہ تھی اور اسے پوری امید تھی کہ جب بھی وہ گھر والوں کو احد کے متعلق بتائے گی تو کوئی بھی انکار نہیں کرے گا۔سب رضامندی دکھائیں گے۔یہی چیز اسے پرسکون کردیتی تھی۔ابھی بھی وہ ان کے سینے سے لگی آنے والے لمحات کے بابت سوچ رہی تھی۔

"بہت خوش لگ رہی ہے میری بیٹی خیریت تو ہے نہ۔"

انھوں نے مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما۔جس پہ ایک الوہی سی چمک دکھائی دے رہی تھی۔اس کے چہرے پہ پھیلے رنگ انہیں بہت کچھ سمجھا گئے تھے۔

"جی ماما میں آج بہت خوش ہوں۔"

وہ جھجھکتے ہوئے چمکتی آنکھوں سمیت بولی تو پریشے قہقہہ لگاتی اس کے گال پہ بوسہ دیا۔روشانے نے بھی ان کے ساتھ وہی عمل دہرایا تو وہ اس کا گال تھپتھپاتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

پریشے کا تو خوشی کے مارے چہرہ کھل اٹھا تھا ان کی دلی مراد کو بر آئی تھی۔وہ ادیان سے بات کررہی مطلب وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔اس سے تو ان کا رشتہ آسانی سے ہوجائے گا کیونکہ دونوں فریقین کی رضامندی جو ہوگی اس رشتے میں۔

"چلو اسے بائے بولو اور سوجاؤ اتنا لیٹ مت جاگا کرو۔میں ذرا آپ کے دادوں اور فہد کو دیکھ لوں"۔

پریشے اسے ایک نظر دیکھتی خوشی خوشی اسے کہتی مسکراتے ہوئے فہد کے کمرے کی سمت چل دی۔جبکہ روشانے نے ان کے جاتے ہی تشکر بھرا سانس خارج کیا اور ایک نظر موبائل کی سمت دیکھا جہاں نوٹیفیکشن میں احد کا نام جگمگارہا تھا۔

"شکر ہے ماما نے دیکھا نہیں ورنہ آج تو پکا پکڑی جاتی۔ادیان کا میسج بلکل ٹھیک وقت پہ آیا ورنہ ماما نے اچھی خاصی باتیں سنا دینی تھی۔

میں سونے لگی ہوں اب صبح بات ہوگی مزید پریشان مت کرنا اب مجھے میسج کرکے سوجاؤ سکون سے۔"

اس نے وٹس ایپ کھولتے میسج لکھتے احد کے نمبر پہ سینڈ کیا جو اگلے لمحے بلیو ٹک ہوگیا۔اس نے ہڑبڑی میں نیٹ آف کرتے موبائل کو لاک کیا۔لیکن پھر کچھ سوچتے نیٹ آن کیا تو اس کا میسج دیکھ اس کے چہرے پہ گلال بکھر گیا اس نے دل والا ایموجی بھیجتے نیٹ آف کردیا۔

اور آنکھیں میچتے اسے سوچتے مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

یہ سب سوچتے اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ باتیں اس کیلیے کتنی بڑی مشکلات کھڑی کرسکتی ہیں۔

اس نے سینے پہ ہاتھ رکھتے ایک نظر کمرے کے باہر جھانکا جہاں کسی زی روح کا نام و نشان نہیں تھا مطلب وہ اپنے کمرے کی سمت جاچکی تھی۔وہ بھی مسکراتے ہوئے الماری سے اپنا نائٹ ڈریس نکالتی گنگناتے ہوئے واشروم کی سمت چل دی۔

وہ اپنی مخصوص پروقار چال چلتا ہوا اپنے کیبن کی سمت جارہا تھا معاً اپنے عقب سے آنے والی عفان کی پکار پہ ٹھٹھک کر رکا اور بے ساختہ ایک گہرا سانس خارج کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے۔اذلان شاہ بھی ان دونوں کو دیکھتے اپنے پرسنل اسسٹنٹ کو اشارہ کرتے اپنے کیبن کی سمت چل دیے انہیں ان سب چیزوں میں فلحال کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"چاچو آپ جو بھی کہنا چاہتے ہیں میرے کیبن میں آکر کہہ سکتے ہیں میں فلحال یہاں کھڑا ہوکر آپ کی بات سننے سے رہا۔"

وہ اپنے مخصوص سپاٹ انداز میں کہتے اس سے پہلے کہ آگے کی جانب قدم بڑھاتا اس کی آواز پہ ایک بار مڑ کر اپنے عقب میں دیکھا۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو اتنا تو میری بیوی مجھے اکڑ نہیں دکھاتی جتنی تم نے مجھے اپنے پیدا ہونے سے لے کر اب تک دکھادی ہے۔"

وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتا ہوا دانت پیستے ہوئے بولا تو ادیان نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔ جیسے اس کی بات سے زرا بھی اتفاق نہ ہو۔اور ایک گہری نگاہ عفان شاہ پہ ڈالی جواباً اس کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے وہ ایک لمحے کو گڑبڑا گئے۔

جی جانتا ہوں بہت اچھے سے کیونکہ جب جب آپ بے عزت ہوئے ہیں خالہ کے" ہاتھوں مابدولت وہی پایا جاتا تھا۔ جتنی صفائی سے آپ جھوٹ بولتے ہیں نہ خدارا عزہ خالہ بلکل سہی جھاڑ پلاتی ہیں آپ کو میں ان کے ساتھ ہوں تنگ کر کے رکھ دیا ہے آپ نے "میری خالہ کو۔

وہ چڑانے والے انداز میں بولا تو عفان نے تند نگاہوں سے بھنویں سکیڑ کر اس کی جانب دیکھا۔

یہ امید نہیں تھی تم سے بھانجے بچپن میں اپنے بچوں سے زیادہ تم سے کیا ہے امید" "نہیں تھی کہ تم بھی یہ دن دکھاؤں گے افسوس ہورہا ہے خود پہ۔

وہ مصنوعی افسوس سے بولے تو ادیان نے بغور ان کے تیور دیکھے۔اور ایک سنجیدہ نگاہ ان پہ ڈالی۔

"تھوڑا پہلے خود پہ افسوس کرلیتے تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا آپکو۔"

سکون سے بولتے وہ عفان شاہ کو بے سکون کرگیا انھوں نے تلملا کر اذلان شاہ کے بعد اپنے سب سے بڑے دشمن کو دیکھا۔

"دونوں باپ بیٹے مفاد پرست ہو۔"

وہ دانت پیستے ہوئے ایک قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالتے ہوئے بولا تو ان کی توقع کے عین مطابق وہ سکون سے مسکرادیا۔عفان شاہ نے اچھنبے سے اس کا مسکرانا دیکھا۔

عفان سر اذلان سر آپ کو اپنے آفس میں بلارہے ہیں جلدی چلیں وہ غصے میں "ہیں۔"

اذلان شاہ کا پرسنل اسسٹنٹ ہانپتے ہوئے اس تک پہنچا اور اذلان کا پیغام ان تک پہنچایا۔ادیان نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے فخریہ انداز میں ان کی جانب دیکھا۔عفان کے تن بدن میں تو گویا آگ لگ گئی۔

"نہیں جاؤں گا میں بھی آج یہاں سے دیکھتا ہوں کیا کرتے ہیں بھائی۔"

وہ بھی ہٹ دھرمی سے دیوار سے پشت ٹکائے کھڑے ہوگئے اور ایک طنزیہ مسکراہٹ ادیان کی جانب اچھالی جو.اا ابھی بھی پرسکون سا مسکرارہا تھا اور اس کی یہی مسکراہٹ تو جلتی پہ تیلی کا کام کررہی تھی۔ عین اسی لمحے عفان شاہ کا موبائل بجا تو انہوں نے سنجیدگی سے موبائل جیب سے نکالا لیکن وہاں بھائی کالنگ دیکھ موبائل ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔اس نے تند نگاہوں سے ادیان کی سمت دیکھا وہی ہوا جس کی اسے توقع تھی۔

"ایک ویسے ہی انسان اپنی زندگی سے دکھی ہو سونے پہ سہاگا یہ جلاد فوراً فون کھڑکا دیتے ہیں جیسے میرے موقل انہیں اطلاع دے دیتے ہیں کہ میں یہ کارنامہ کرنے لگا ہوں۔"

وہ منہ بنا کر بولتے فون کان سے لگا گئے۔

"عفان فوراً سے پہلے میرے کیبن میں پہنچو۔یو ہیو اونلی فائیو منٹس ہری اپ۔"

اس نے سرد بے لچک لب و لہجے میں کہتے کال کاٹ دی جبکہ عفان شاہ صدمے کی کیفیت میں موبائل کو دیکھتے رہ گئے۔انہوں نے ایک نگاہ ادیان پہ ڈالی جو انہیں کسی جانب اشارہ کررہے تھے انہوں نے جوں ہی نگاہ اٹھائی اپنے سامنے ہی لگے کیمرے کو دیکھتے حلق تک کڑوا ہوگیا۔

ادیان مزے سے بائیں آنکھ دباتے اپنے کیبن کی سمت چل دیا۔ان کے درمیان شروع سے ہی دوستوں جیسا رشتہ استوار تھا تبھی ادیان عفان سے کوئی بھی بات کہتے ہچکچاتا نہیں تھا۔

اپنے کیبن میں پہنچتے ہی اس نے سکون سے اپنی جگہ سنبھالی اور ایک نظر پورے کمرے میں دوڑاتے اپنا موبائل نکالا اور اپنا وٹس ایپ کھولتے روشانے کا نمبر نکالا اور اپنی جانب سے میسج بھیجا جو صرف سنگل ٹک ہی ہوا۔

یہ اس کا روز کا معمول تھا لیکن روشانے کی جانب سے ہمیشہ اسے جواب دیری سے ہی موصول ہوتا تھا لیکن وہ ان چیزوں پہ دھیان دینا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔

ناجانے یہ لڑکی بھی کہاں گم رہتی ہے کوئی بات نہیں کچھ دیر ٹھہر جاؤ بہت جلد میں" ڈیڈ سے اس متعلق بات کرلوں گا اور تم ہمیشہ ہمیشہ کیلیے میری دسترس میں آجاؤ گی۔اور ادیان شاہ کی دسترس سے دور جانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔تمہیں کبھی بھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔کیونکہ روشانے خان پہ صرف ادیان شاہ کا حق ہے اور اپنا حق وہ کسی اور کو لینے یا چھیننے کا قابل بھی نہیں چھوڑتا۔اور اگر کسی نے ایسی جرأت بھی کی تو

ادیان شاہ کا وہ روپ دیکھنے کو ملے گا جو کسی نے کبھی دیکھا تو دور کی بات سوچا بھی نہیں ہوگا۔ادیان شاہ ایک بہت مشکل مسٹری ہے جسے وہی سمجھ سکتا ہے جو اس سے دلی لگاؤ رکھتا ہو جس کے دل میں بھی میرے لیے ویسی ہی محبت کی جڑیں ہو جیسی میرے دل میں ہیں تبھی تو یہ دل آپس میں ملیں گے اور یہ بات مجھے اچھے سے ازبر ہے کہ وہ "روشانے خان کے علاوہ کوئی اور لڑکی ہو ہی نہیں سکتی۔

وہ پیپر ویٹ گھماتا دل ہی دل میں روشانے کے تصور سے مخاطب تھا۔چہرے پہ ایک سرد سا تاثر تھا۔اس کا دل ہمک ہمک کر اب اس کی خواہش کرنے لگا تھا۔یہ تو بچپن کی محبت تھی جس نے بڑھتی عمر کے ساتھ اس کی جڑوں کو مزید مضبوط کردیا تھا۔آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک نے احاطہ کیا ہوا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے مسلسل اسی کے متعلق سوچ رہا تھا معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکا ہوا اس نے چونک کر کرسی سے ٹیک چھوڑی اور اذلان شاہ کو اندر آتا دیکھ حیران رہ گیا لیکن جیسے ہی نگاہ ان کے پیچھے دانت نکوستے عفان شاہ پہ پڑی سارا معاملہ لمحے بھر میں سمجھ آگیا اس نے ان دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ان کے ساتھ ہی جگہ سنبھال گیا۔

"ویسے میں مسٹر ہمدانی کے کیس کے متعلق بات چیت کرنے آنے والا تھا لیکن سی سی ٹی وی فوٹیج میں مجھے جو دیکھنے کو ملا وہ میرے لیے حیرانگی کا باعث ہے تو سوچا خود ہی جاکر اپنے صاجزادے کو پوچھا جایے۔"

انہوں نے سنجیدہ لہجے میں اسے جیسے مخاطب کیا ایک لمحے کیلیے ادیان جیسا انسان بھی جھینپ گیا اور ایک سپاٹ نگاہ عفان شاہ پہ ڈالی جو اسے چڑانے کو مسلسل بھنویں اچکا رہے تھے۔وہ سمجھ چکا تھا کہ ان کا اشارہ کس جانب ہے۔

"مجھے تو ایک لمحے کیلیے لگا کہ ہمارا بیٹا اکیلیے بیٹھا بیٹھا کہی پاگل تو نہیں ہوگیا لیکن پھر خیال آیا کہ محبت جیسے پاگل پن سے بھر کر کچھ بھی نہیں۔کہی محبت وحبت کے چکروں میں تو نہیں پڑگئے تم۔اگر پڑگئے ہو تو ہمیں کب بتارہے ہو ویسے بھی بھائی کی اب نانا بننے کی عمر ہے۔"

عفان شاہ نے سوچا موقع بھی ہے اور دستور بھی تو کیوں نہ موقع سے فائدہ اٹھایا جائے تبھی معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے استسفار کیا جیسے ان سے زیادہ دنیا میں کوئی معصوم ہے ہی نہیں۔

چاچو اتنے معصوم مت بنے جس سے مجھے آپکی دماغی حالت پہ شک و شعبہ ہونے لگے"

خیر پاپا میں سیدھی اور کھری بات کرنا بہتر سمجھتا ہوں تو جو بھی فلحال عفان چاچو نے کہا

"وہ بلکل سچ ہے۔اور میں شادی کیلیے بھی بلکل تیار ہوں۔

اس نے عفان شاہ کا منہ بند کراتے اذلان کے سامنے سنجیدگی سے اپنا مدعا رکھا۔اس کے سنجیدہ تیور وہ دونوں دیکھتے رہ گئے۔جو بغیر جھجھکے اپنی ہی شادی کی بات اپنے باپ سے کررہا تھا۔

"اچھا تو بتائیں کون ہیں وہ۔"

انہوں نے ایکدم کچھ سوچتے اپنے مخصوص انداز میں استسفار کیا۔تو ادیان نے ان دونوں کو دیکھ کر گہرا سانس خارج کیا۔اذلان کے ماتھے پہ باقاعدہ بل پڑنا شروع ہوگئے۔

یہ میں گھر میں سب کی موجودگی میں بتاؤں گا اب اتنی بھی جلدی نہیں ہے کہ میں"

اتنے آرام سے آپ کے گوش گزار دوں اور مجھے ان فضول کی رسموں کا قطعی شوق نہیں ہے بس سادہ سا نکاح چاہتا ہوں یہ ساری باتیں میں گھر کی خواتین کے سامنے کرنے سے رہا کیونکہ وہ میرا گریبان پکڑلیں گی یو نو ان کے مطابق گھر کی پہلی شادی اور ایسے

سادگی سے لیکن مجھے ہلہ گلہ ویسے ہی نہیں پسند۔وہ میں افورڈ نہیں کرسکتا ان سب کو سمجھانا آپ کا کام ہے۔میرا کام یہی تک تھا امید ہے آپ اس سب میں میری مدد لازمی کریں گے ڈیڈ۔"

اس کی باتوں پہ اذلان شاہ عش عش کراٹھے۔جن کے سامنے کسی کے بولنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی ان کا سرد انداز دیکھتے ہی خاموشی اختیار کرلیتے تھے آج ان کی اپنی اولاد ان پہ ایسے حکم چلا رہی تھی جیسے وہ اس کا باپ ہو اور وہ بیٹے۔انہوں نے بے ساختہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے داد دی۔

ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے عفان شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"اسے کہتے ہیں جیسے کو تیسا۔"

وہ مسخرے پن سے ان دونوں کو چڑانے والے انداز میں بولا تو ان دونوں کے چہروں پہ بھی بھم سی مسکراہٹ چھاگئی۔جبکہ اذلان کی پرسوچ نگاہیں اب عفان شاہ سے باتوں میں مصروف ادیان پہ جمی تھی جو بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس چہرے پہ ہلکی ہلکی بئیرڈ گھنی مونچھیں وہ انہیں اپنا ہی پرتو لگا۔

وہ دونوں اس وقت کلاس میں بیٹھی باتوں میں مصروف مس کے آنے کے انتظار میں تھی۔علیزے اور امائزہ دونوں فورتھ سیمسٹر کی اسٹوڈنٹس تھی جو کہ آئی۔ٹی ڈپارٹمنٹ میں انگلش کی کلاس میں بیٹھی لیکچر کے شروع ہونے کا انتظار کر رہی تھیں۔

لیکن شاید آج مس نے بھی نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی۔

"یار لیزو کہاں رہ گئے ہیں سر اس سے بہتر ہوتا ہم آج آتے ہی نہیں۔فضول میں ہماری نیند بھی خراب ہوئی۔"

امائزہ نے بے زاریت سے علیزے کو مخاطب کیا۔جس کا نیند کے جھونکوں سے برا حال ہے۔

"ہمم بالکل جیسے دیان بھائی نے تمہیں چھٹی کرنے دینی تھی ناں۔خواب بھی وہ دیکھو جو پورے ہوسکیں۔بس سونے کی پڑی رہتی ہے اتنی نیند کہاں سے لاتی ہو یار۔سوئی قوم فکر مت کرو آتے ہی ہونگے سر۔بس کہی تھوڑا وقت فری کا مل گیا ساتھ ہی امائزہ محترمہ کی نیند ان پہ حاوی ہونے لگتی ہے۔"

علیزے نے طنزیہ انداز میں اسے جھاڑ پلاتے بیگ ایک جانب رکھتی بک کھولی جبکہ امائزہ بمشکل اپنی نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو کھولتی منہ بسورتے ہوئے اسے دیکھتی کلاس شروع ہونے کا انتظار کرتی رہی۔

بس تمہیں تو موقع چاہیے میری بے عزتی کرنے کا کونسے جنم کا بدلا لیتی ہو میری سمجھ"
"سے باہر ہے کہی اپنے بھائی کا بدلا تو نہیں لیتی۔

وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے تند لہجے میں بولی اس سے پہلے کہ علیزے جواب دیتی اسی دوران کلاس میں لیکچرار داخل ہوئے تو سب بچے ان کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

اوہ فائلی اب جلدی یہ لیکچر ختم ہو پھر گراونڈ میں چلتے ہیں۔گرما گرم برگر کھائیں گے"
"مجھے تو بھوک بھی ستانے لگی ہے۔

امائزہ نے سرگوشی کرنے والے انداز میں علیزے کے کان میں کہا تو وہ نفی میں سرہلاتے اسے دیکھ کر رہ گئی جو ابھی نیند میں گم تھی اور اب بھوک سے بے حال ہوگئی تھی۔وہ اس کے متعلق سوچتے مسکراہٹ دبا گئی۔

ابھی لیکچر شروع ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ سی دوران امائزہ کی نگاہ علیزے کی جانب اٹھی جو کسی گہری سوچ میں گم غیر مرئی نقطہ پہ نظریں جمائے بیٹھی تھی۔امائزہ کو تجسس نے آن گھیرا جبکہ آنکھوں کی چمک میں بھی اضافہ ہوا۔

لیزے اتنی گہری سوچ میں گم ویسے کس کے متعلق سوچا جارہا ہے سب خیریت ہے"

"نہ۔

علیزے نے شرارت سے اسے ٹھوکا مارتے ہوئے استسفار کیا تو وہ جیسے ہوش کی دنیا میں آتے گڑبڑا گئی جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو اور اپنی بےاختیاری پہ شرمندہ سی ہوتی اسے ڈھنگ سے گھور بھی نہ سکی۔

"ہمم ہاں کیا ہوا۔"

اس نے چونکتے ہوئے سوال کیا تو امائزہ نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو اب اتنے بھولپن سے پوچھ رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

ایسا کیا سوچا جا رہا کہ دنیا سے ہی بے خبر ہو۔کہیں جو میں سوچ رہی ہوں ویسا ہی تو"

"نہیں۔آئی مین سمتھنگ سمتھنگ لائک ڈیٹ۔

امائزہ نے شرارت پر امادہ ہوتے دوبارہ مخاطب کیا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی بے ساختہ جھینپ گئی۔ آنکھوں میں گزرے دنوں کی شبیہ لہرائی تو چہرے پہ گلال سا پھیل گیا۔ ہتھلیاں پسینے سے نم ہوئی۔ جب وہ ادیان کہ آفس میں اس کی کرسی پر بیٹھی تھی اور وہ اتنے پیار سے اسے ٹریٹ کر رہا تھا یہ سوچ آتے ہی اس کی مسکراہٹ مزید گھری ہوئی معاً اس کی نگاہ امائزہ کی جانب اٹھی جو اسے ہی سنجیدگی سے دیکھ رہی تھی جبکہ آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔ جیسے اپنے شک پہ یقین کی مہر ثبت ہوتی محسوس ہورہی ہو۔

"شٹ اپ امائزہ۔ لیکچر پر دھیان دو۔ دنیا جہان کی فضول باتیں کروالو بس۔"

اس نے امائزہ کو گھورتے اپنی شرمندگی کو کم کرنا چاہا تو جواباً وہ منہ بسور گئی۔

میں بھی تو یہی کہہ رہی ہوں اپنے شہزادے کے خوابوں سے باہر آکر یہاں لیکچر پر" دھیان دو جہاں سکندر نے نہیں آنا لیکچر نوٹ کرنے۔ آئی بڑی کہی کی ملکہ نہ ہوتو زمین پہ "رہتی ہو زمین پہ ہی رہو آسمان پہ نہ اڑو۔

علیزے کے کہنے پر امائزہ اسے اس کی اوقات دکھاتے گھورتے ہوئے لیکچر کی جانب متوجہ ہوئی۔

لیکچر ختم ہوتے ہی وہ دونوں یونی گراؤنڈ کی جانب چل دیں جہاں کچھ دور ہی انہیں انابیہ کے ہونے کا گمان ہوا تو اسی سمت چل دیں۔

"ہیلو انابی آپی یہاں کیا کر رہی ہیں کلاس نہیں تھی آپکی۔"

علیزے نے اس کے پاس پہنچتے ہی سوال کیا جس پر وہ مسکراتی نفی میں سر ہلا گئی۔اور ایک نظر اپنی معصوم سی کزن کو دیکھا۔

ابھی کلاس لے کر ہی آئی تھی اور اب فری پیریڈ ہے تو سوچا یہاں بیٹھ کر نوٹس بنا"

"لوں۔پھر گھر جاکر وقت نہیں ملتا تو سوچا یہی سردرد ختم کردوں۔

انابیہ سیونتھ سمیسٹر میں سائیکولوجی پڑھ رہی تھی اس نے ان دونوں کو دیکھتے اپنے بیٹھنے کی وجہ بتائی ساتھ ان دونوں کو بھی اشارہ کرتے بیٹھنے کا کہا تو وہ لوگ وہیں اس کے پاس ہی جگہ سنبھال گئیں۔کیونکہ اگلا لیکچر ان کا فری تھا۔

ابھی کچھ دیر ہی انہیں ساتھ بیٹھے ہوئی تھی جب فہد جو کہ سکستھ سمیسٹر میں اسی یونی میں تعلیم حاصل کررہا تھا وہ بھی ان سب کو دیکھتے وہیں آگیا۔یہ سب کزنز نے پہلے ہی

سوچا ہوا تھا کہ سب ایک ہی یونی جائیں گے۔ عمروں میں کم ہی فرق ہونے کی بدولت ان کی بات بھی پوری ہوچکی تھی۔

"خیریت ہے آج سب یہیں کیا پڑھنا نہیں کسی نے کچھ۔"

وہ وہیں ان کے پاس جگہ سنبھالتے ہوئے گویا ہوا۔اور اپنا بیگ کندھے سے اتارتے جان بوجھ کر انابیہ کو تنگ کرنے کے خاطر اس کے بیگ کے اوپر رکھا۔جواباً وہ اس کی حرکت پہ تلملا کر رہ گئی اور خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

ہاں فہد بھائی فری لیکچر تھا تو بس آپ بتائیں آپ نے نہیں پڑھنا کچھ۔جو منہ اٹھا کر" "یہی چلے آئے یا اپنی دشمن کے بغیر دل نہیں لگا۔

امائزہ نے سوال کا جواب دیتے خود بھی سوال کیا۔ساتھ ہی شرارت آمیز نگاہوں ست اس کی سمت دیکھا۔

"اتنا پڑھنا کافی نہیں ہے کیا۔"

اس نے منہ بسورتے سوال کیا تو وہ جواباً کندھے اچکا گئی۔

"چلو کوئی نہیں میرے حصے کا یہ چشمش پڑھ دیگی ہے ناں چشمش۔"

فہد نے شرارت سے کہتے اپنی بات میں انابیہ کو شامل کرتے ان دونوں کی سمت دیکھا پھر انابیہ کی جانب متوجہ ہوا۔

"کیوں تمہارے پاس کون سی وقت کی کمی ہے پڑھو خود۔یا بس دنیا میں کھانے ہی آئے ہو۔"

اپنا چشمہ ناک پر درست کرتے ہوئے وہ تنک کر گویا ہوئی۔علیزے اور امائزہ نے ان کی تکرار پہ مسکراہٹ دبائی۔

"ارے چشمش میں نے کیا کہا ہے مجھ معصوم کی تھوڑی مدد کرنے میں کیا جائیگا۔سب کی کرتی ہو میری بھی کردینا تمہیں بھی کھلادوں گا کچھ ناراض نہ ہوا کرو میری چشمش۔اور ویسے بھی بندہ اب تمہارے جیسا تو ہونے سے رہا ہینگر میں لٹکا ہوا۔"

فہد معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے آنکھیں پٹپٹا کر بولا تو امائزہ اور علیزے اس کی درگت بننے کا سوچتے مسکراہٹ دبا گئیں۔جبکہ میری چشمش کہنے پر انابیہ کو تو پتنگے ہی لگ گئے۔

مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ بندہ کچھ شرم کرتا ہے کیا چشمش چشمش کر رہے ہو بڑی"
"بہن ہوں تمھاری کوئی شرم ہوتی ہے بندہ تمیز ہی کر لے۔

انابیہ کا غصے سے برا حال تھا اس کے چشمش کہنے پر ایک تو پہلے ہی وہ اس چشمے نامی بلا سے پریشان تھی دوسرا یہ بندہ اسے چشمش کہتا رہتا تھا۔ عجیب مصیبت سر پہ ناچ رہی تھی۔

تو کیا نہیں ہو چشمش اب ہو تو چشمش ہی کہونگا ناں۔اور حسینہ تو کہنے سے رہا اب حسین" کہنے کیلیے بھی حسین ہونا ضروری ہے لگلے کا میں کسی کا دل رکھنے کی خاطر جھوٹ سے تو "نہیں کام چلا سکتا نہ۔

فہد نے بیچارگی سے کہتے اس کی جانب دیکھا جو مسلسل نتھنے پھلائے غصے سے اسے ہی گھور رہی تھی۔ جیسے ابھی کچا چبا جائے گی۔

اور کوئی کام نہیں ہے جب دیکھو آجاتے ہو منہ اٹھا کر بھئی کچھ کام ہی کرلیا کرو اتنا" بھی کیا ویلا رہنا۔ اب جاؤ ہمیں سکون سے کام کرنے دو۔لڑکیوں کے بیچ کیوں گھستے " ہو۔ویسے ایک بات بتاؤں لڑکے ہی ہونہ

انابیہ نے اسے جانے کا کہتے اپنے نوٹس کی جانب متوجہ ہو گئی۔ لیکن کچھ یاد آنے پر اس کی جانب جھکتے رازدارانہ انداز میں بولی جبکہ اس کی بات پہ فہد نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"امائزہ کتنے بے مروت ہے ناں لوگ کل لوگوں کی وجہ سے مجھے اتنی زور سے خالہ کی جوتی نے سلامی پیش کی ہے اور لوگ ہیں کہ شکریہ تک نہیں کہا جاتا۔اوپر سے میرے پہ "فتوی جاری کیا جارہا ہے۔

مصنوعی افسوس سے اب فہد امائزہ کی جانب متوجہ ہوا تو اس نے بے چارگی سے اس کی سمت دیکھا جبکہ علیزے اب پوری طرح ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کیا ہوا تھا فہد بھائی مجھے بھی بتائیں۔"

علیزے کے کہنے پر انابیہ فوراً سے پہلے اس جانب متوجہ ہوئی جو گوہر افشائیاں اس نے کی تھی وہ کسی نے دہرائی تو اس کی بے عزتی ہونی ہے۔جبکہ اس کی سپید پڑتی شکل دیکھ فہد کیرگِ ظرافت پھر پھڑکی۔وہ گلہ کھنکھارتے لیزے کی جانب متوجہ ہوا۔

کچھ نہیں ہوا تھا لیزو اس کی حرکتیں ہی ایسی ہیں جبھی تو ماما سے جوتی کھائی تھی اور تم" ساری غلطی تمہاری تھی نہ تم مجھے اس نام سے بلاتے نہ وہ سب ہوتا تو پھر کس بات کا "شکریہ۔

انابیہ نے علیزے کے سامنے بات سنبھالتے فہد کو گھورتے ہوئے جواب دیا اور اپنے نوٹس بند کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے اب کہاں جارہی ہیں آپ۔"

امائزہ نے اسے جاتے دیکھ بے اختیار ٹوکا۔

"کلاس کا ٹائم ہورہا ہے وہیں جارہی ہوں تم لوگ بھی اگر کلاس ہے تو اٹینڈ کر لو۔"

امائزہ کو جواب دیتے وہ فہد کے ہاتھ پہ اپنا پیر رکھ کر کچلتی اپنے ڈپارٹمنٹ کی جانب چل دی۔ جبکہ وہ اس ظالم کی حرکت پہ کراہ کر رہ گیا۔

کیوں تنگ کرتے پھرتے ہیں فہد بھائی اپ کو پتہ ہے چشمش کہنے پر غصہ آجاتا ہے" "انہیں۔

علیزے نے وجہ جاننی چاہی۔

"بس مجھے مزہ آتا ہے انابی کا یوں تپا ہوا چہرہ دیکھنے میں۔"

شرارت سے کہتے وہ ان دونوں کی ناک دباتے بھی اپنی کلاس کی جانب چل دیا۔تو وہ دونوں بھی ایک دوسرے کو دیکھتے ہنس دی۔جبکہ دیوار کی اوٹ میں کھڑا وجود آج بھی اپنی ناکامی پہ ہاتھ ملتا رہ گیا۔

"کیا سوچ رہے ہو فہیم۔"

رائم نے اسے کسی گہری سوچ میں مبتلا دیکھتے استسفار کیا ساتھ اورنج جوس کا گلاس اس کی جانب بڑھایا تو اس نے بھی سر جھٹک کر مسکراتے ہوئے گلاس تھام گیا اور مشکل مسکرانت ہوئے چہرہ جھکا گیا۔

"کچھ نہیں بھائی۔"

افسردگی سے مسکراتے کچھ ناامیدی سے اپنے پیر کو دیکھے کہا۔رائم کے دل کو بے اختیار دھکا سا لگا۔اس نے اس کے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے محبت سے اس کے پاس جگہ سنبھالی۔

"کیا ہوگیا ہے فہیم کیوں اتنے ناامید ہوتے ہو سب بہتر ہوجائیگا۔امید پہ ہی دنیا قائم ہے۔ہماری زندگی میں جو بھی رنگ جتنی بھی خوشیاں ہے نہ وہ امید سے ہی جڑی ہے۔کیونکہ ہمارا دل ہمیں اس بات کی گواہی دیتا ہے کہی نہ کہی کہ سب کچھ بہتر ہوسکتا ہے۔تبھی تو کہتے ہیں کہ ناامیدی گناہ ہے۔"

رائم نے اسے افسردہ ہوتے دیکھ کر گویا تسلی دی۔تو وہ اس کے کندھے پہ سر ٹکا گیا۔

"نہیں بھائی بس میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کاش وہ دن ایسا نا آیا ہوتا اگر وہ ایکسیڈینٹ نہ ہوا ہوتا تو آج میں یوں لڑکھڑاتا نہیں۔مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آگر آگے زندگی میں سب کچھ ٹھیک نہ ہوا تو یہ سوالیہ نشان میرا منہ چڑاتا ہے۔"

فہد نے افسردہ لہجے میں کہتے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا۔تو رائم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"اتنے کمزور مت بنو فہیم شکر کرو اس دن زیادہ کچھ نہیں ہوا اور اور تمہارے ذہن میں یہ باتیں جب آنی چاہیے جب تم اپنی جانب سے کوشش کرنا چھوڑ دو ہمت ہار دو ناامیدی ان لوگوں کا خاصہ ہے جو کسی بھی قسم کی جدوجہد کرنے کی خاصیت نہیں رکھتے اور میں نہیں

چاہتا کہ میرے چھوٹے بھائی کا شمار اس میں ہو۔ سو بی بریو ہمارے بوائے۔ اور ڈاکٹرز کا بھی یہی کہنا ہے کہ کچھ وقت لگے گا پھر بالکل ٹھیک ہو جائیگا تمھارا پاؤں کوئی لڑکھڑاہٹ باقی نہیں رہے گی انشاءاللہ۔"

رائم نے بات سنبھالتے ساتھ محبت سے اسے اپنی باتوں کے سحر میں جکڑلیا۔

"انشآءاللہ۔"

جوس کا گلاس ختم کرتے فہیم نے مسکراتے ہوئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند لیں۔

"تمھاری گھر پر بات ہوئی عزہ پھوپھو محرم پھپھو سے۔"

رائم نے اس کا دھیان ہٹانے کی کوشش کرتے سوال کیا جس پر وہ فوراً سیدھا ہوتے بیٹھا۔ اور نفی میں سر ہلایا۔

نہیں بھائی میں کرتا ہوں کال ویسے بھی ابھی وہاں تقریباً نو بجے ہونگے۔ دیکھیے گا فوراً اٹھالیا جائے گا۔"

یہ کہتے ہی فہیم نے عزہ کے نمبر پر کال ملائی جو دوسری جانب سے کچھ ہی پلوں میں اٹھا لی گئی۔

"اسلام علیکم ماما کیسی ہیں آپ۔"

کال اٹھتے ہی فہیم نے محبت سے مخاطب کیا جس پر عزہ نے طنزیہ مسکراہٹ سے اسے دیکھتے ناراضگی کا اظہار کرنا ضروری سمجھا۔

اچھا ناں آپ ناراض کیوں ہورہی ہیں بس کچھ عرصہ پھر میں اپ کے پاس ہی آجاؤنگا"

ناراض تو مت ہوں۔آپ کا اکلوتا اکلوتا بیٹا ہو آپ کے بنا کہاں جاؤں گا آؤ گا تو اپنی ماں کے پلو سے بندھنے۔"

عزہ کی ناراضگی بھانپتے فوراً سے پہلے فہیم نے اسے مسخرے پن سے منانا چاہاکہ اگر ناراضگی بڑھ گئی تو منانا مشکل ہوگا اس کے منانے کے انداز اور ساتھ رائم کے بھی ساتھ دینے پر وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئیں جبکہ جلدی آنے کی تاکید کرنا نہیں بھولیں۔

"اچھا ماما یہ تو بتائیں ڈیڈ کہاں ہیں آج دکھائی نہیں دے رہے۔"

ان سے بات کرتے فہیم کا موڈ بحال ہوا تو شرارت پر آمادہ ہوا۔ عزہ اسے گھور کر رہ گئی۔

"ارے مجھے پتہ تھا کوئی یاد کرے نا کرے میرا بیٹا مجھے ضرور یاد کریگا بس اسی لئے میں جلدی سے آگیا۔"

اس سے پہلے عزہ کوئی بہانہ بنا کر اسے ٹالتی عفان شاہ جو شاید ابھی ہی آلئے تھے ان کے ساتھ ہی صوفے پر براجمان ہوتے فہیم سے بولے ان کی بات پر فہیم اور رائم بے ساختہ مسکرائے۔

"اور بتاؤ بھئی کیسی جارہی ہیں پڑھائی وہاں دونوں کی آنے کا دل ہی نہیں کرتا تم لوگوں کا یہاں ہماری بیگم کو ناراض کر کے بیٹھے ہو۔"

عزہ کا پھولا ہوا منہ دیکھتے ہوئے انہیں اپنے حصار میں لیتے بولے جبکہ ان کی حرکت پر وہ بس گھور کر رہ گئیں۔

"پھوپھا جی ہم نے تو منا لیا پر لگتا ہے اب آپ کی باری ہے سخت والا غصہ ہیں پھوپھو آپ پر۔"

رائم نے شرارت آمیز لہجے میں کہا تو عفان شاہ مسکرا دیئے۔

"کیا واقعی میری جان ناراض ہے مجھ سے۔"

عفان شاہ بھی کہاں کم تھے عزہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولے اور ساتھ بچوں سے آنکھ بچاتے شرارت سے آنکھ دبائی تو عزہ سٹپٹا گئیں۔

"نہیں میں نہیں ناراض کسی سے میں باقی سب کو کہتی ہوں بات کر لیں۔"

یہ کہتی وہ اس سے پہلے اٹھتی عفان شاہ نے روکتے ہوئے واپس بٹھاتے سامنے کی جانب اشارہ کیا جہاں سے امائزہ اور انابیہ ساتھ آرہی تھی۔

"ماما کیا فہیم کی کال ہے بات کروایں ذرا میری یہ تو وہاں جاکر بھول ہی گیا ہے کہ اس کی کوئی فیملی بھی ہے۔"

انابیہ اپنا چشمہ درست کرتے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گئی ساتھ امائزہ نے بھی جگہ سنبھالی جبکہ رائم کو دیکھ کر ایسا منہ بنایا جیسے کڑوا بادام چبا لیا ہو۔

"کیسی ہو دونوں۔"

فہیم نے مسکراتے ان دونوں سے استفسار کیا۔اور محبت سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔

"ہم تو ٹھیک ہیں البتہ اپ لوگ ٹھیک نہیں لگ رہے۔"

انابیہ نے مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے اچھنبے سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیوں انابی ہم تو بالکل ٹھیک ہیں بھئی۔"

رائم نے بھی اسی کی طرح سوال کیا۔

نہیں مجھے لگا شاید وہاں اس قدر آپ لوگوں کا دل لگ گیا ہے کہ یہاں کی یاد ہی نہیں "آتی کچھ تو گڑبڑ ہے ناں پھر رائم بھائی۔کہی کوئی گوری کے چکروں میں تو نہیں پڑ گیے۔

اس نے مسکراتے ہوئے اپنا شک ظاہر کیا تو ان دونوں کے قہقہہ بے ساختہ تھے جبکہ عفان شاہ بھی ان کی باتوں پر مسلسل مسکرا رہے تھے۔

ارے بھئی کیوں شک کرتی ہو تم ماما دیکھیں اس چڑیل کو بلا وجہ آپ کو شک میں ڈال "رہی ہے۔

فہیم نے ماں کو جتانا ضروری سمجھا جس کا اثر بھی ہوا کہ عزہ کی گھوری کا رخ اب انابیہ کی جانب تھا جو منہ بسورتے ہوئے فہیم سے ناراضگی جتا رہی تھی۔

مجھ سے اب بات نہیں کرنا تم بندر کہیں کے جب دیکھو ماما کو لے آتے ہو بیچ میں۔ ماما"
کے چمچے۔
ہاں فہیم بھائی غلط نات ہے آپ کو پتہ ہے ویسے بھی اپ تو اتنی دور ہیں اب خالہ کے
"غصہ کا گراف بڑھے تو بیچاری انابی آپی پر ہی اترتا ہے۔آپ مزید پھنسا رہے ہیں اسے۔
امائزہ نے انابیہ کی طرفداری کرنا ضروری سمجھا۔
"تم رکو انابی کی چمچی بتاتی ہوں تمھیں میں ابھی۔"
عزہ نے مصنوعی غصے سے کہا تو وہ قہقہہ لگاتی سرعت سے عزہ کے پاس آکر ان کے
ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔
"ارے خالہ میں تو مزاق کر رہی تھی آپ تو اتنی سویٹ ہیں کیوں چاچو ہیں ناں۔"
امائزہ نے جلدی سے مسکراتے ہوئے کہا تو وہاں موجود سب لوگ ہنس دیئے۔
"ہاں نا پھوپھو اتنی سویٹ ہیں تبھی تو پھوپھا ہر وقت ساتھ چپکے پائے جاتے ہیں۔"
رائم کی گوہر افشائی پر عزہ کا دل کیا ماتھا پیٹ لیں جبکہ عفان شاہ اب بھی مسکرا رہے
"تھے اور ان کا مسکرانا ہی جلتی پر تیل کا کام کر گیا۔

"فان دیکھیں اپنی حرکتوں کا نتیجہ شرم تو آپ نے بیچ کھائی ہے ناں۔"

عزہ نے دانت پیستے عفان شاہ سے استسفار کیا۔

"اب میں نے کچھ نہیں کیا بھئی اور تم لوگ تنگ مت کرو میری بیگم کو۔"

پہلی بات عزہ سے کہتے دوسری بات مصنوعی سنجیدگی سے کہتے اٹھ کھڑے ہوئے اور عزہ کو ساتھ لیتے کمرے کی جانب چل دیئے پیچھے سب بچے اب ویڈیو کال پر مصروف تھے۔

یہ مازا کہاں ہے انابی دکھ نہیں رہی کہیں یہ واقعی چڑیل تو نہیں بن گئی بار بار غائب "ہوجاتی ہے۔"

رائم سے رہا نہیں گیا تو امائزہ کے بارے میں پوچھ بیٹھا جو کہ کیمرے کی بیک سائیڈ پر تھی بقول رائم کے جب تک امائزہ کو تنگ نہ کرو کھانا ھضم نہیں ہوتا تھا انابیہ اٹھ کر امائزہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"کوئی چڑیل نہیں بنی میں اور میرا نام امائزہ ہے رائم بھائی۔نام مت بگاڑا کریں میرا۔"

امائزہ نے تپ کر جواب دیا۔

ہاں جو بھی ہے یار ایک بات تو بتاؤ کوئی کھانا نہیں دیتا یا ہمارے یہاں آنے کا غم لگ" گیا ہے جو سوکھتی جارہی ہو۔کپڑوں میں بھی جھول رہی ہو۔

رائم کے پوچھنے کا انداز ایسا تھا جیسے کتنی ضروری بات پوچھنی ہو اس کے سوال پر انابیہ اور فہیم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔جبکہ امائزہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان کا سر پھاڑ دے۔

آپ سے مطلب مجھے فہیم بھائی سے بات کرنی ہیں سائڈ ہوں ذرا۔فضول میں لوگ" "آجاتے ہیں منہ اٹھاکر۔

امائزہ کے کہنے پر رائم کا منہ کھلا رہ گیا مطلب سیدھا اتنی کھڑی بے عزتی۔

"امائزہ یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔"

اس سے پہلے کے رائم اپنے دفاع کیلیے کچھ بولتا اپنے عقب سے آنے والی محرم کی سنجیدہ آواز پہ امائزہ کے چھکے چھوٹ گئے۔جبکہ اس کے سپید پڑتے چہرے کو دیکھ رائم نے دقت سے چہرہ جھکائے مسکراہٹ ضبط کرنے کا فریضہ سرانجام دیا۔

"جان من ذرا اپنی حسین صورت ہی دکھادیں رات کو بہت پرسکون نیند آئے گی مجھے۔"

رائم کی شرارتی آواز پہ محرم بھی مسکراتے ہوئے وہی لیپ ٹاپ کے سامنے جگہ سنبھال گئی۔امائزہ نے دانت کچکچاتے ہوئے اپنی ماما کے ساتھ اس کا مسخرہ پن دیکھا۔

"اپھو یار ذرا روز صبح کے وقت اپنے دیدار سے میرا دن خوشگوار بنادیا کریں اور میں نے تو سوچ لیا ہے شادی تو میں آپ کے جیسی خوبصورت معصوم لڑکی سے کروں گا اور اس لڑکی کو ڈھونڈنے کا فریضہ آپ سرانجام دیں گی۔میرے آنے تک کسی لڑکی کا بندوبست کرلیجیے گا اور یہ ادیان کہاں غائب ہے لگتا ہے آفس کی دنیا میں گم رہتا ہے وہ۔"

وہ محبت سے ان کا چہرہ تکتے مسکراہٹ دبا کر بولا اسے اپنی تینوں پھپھو میں سے یہ محرم دل کے بہت قریب تھی۔

کیوں نہیں میری جان اپھو صدقے جائے۔ادیان شاور لے رہا ہے ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس سے لوٹا ہے میں اسے کہ دیتی ہوں کال کرلے گا آپ کو

وہ تو اس کی بات پہ صدقے واری چلی گئی۔اس کی جانب دیکھتے محبت سے بولی جبکہ امائزہ کے تن بدن میں ان کے محبت بھرے مظاہرے دیکھ آگ لگ گئی۔

اوہ اچھا ماما یہ بڑے ہیں تو بڑوں والی کوئی ایک حرکت بتائیں ذرا اب دیکھیں میں بتا رہی"
"ہوں مجھے بات کرنے دیں فہیم بھائی سے بہت ضروری بات ہے۔
انگلی اٹھا کر رائم کو کہتے وہ دوبارہ فہیم کی جانب متوجہ ہوئی۔تو محرم نفی میں سر ہلا کر رہ گئی
جبکہ رائم نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا یہ لڑکی اسے کہی سے بھی محرم کی بیٹی نہیں
لگتی تھی معصوم لفظ پہ کہی سے بھی پورا نہیں اترتی تھی۔

فہیم بھائی سچ سچ بتا دیں کیا ماجرہ ہے ہم لوگوں کو ناں یہ آپ لوگوں کا وہاں جانا اور پھر"
ہم سب کو بھول جانا سمجھ نہیں آرہا بات ہے کیا آخر بڑے مشکوک لگنے لگے ہیں آپ
"لوگ۔

امائزہ نے انتہائی سنجیدہ انداز میں اپنی بات کہی جو کہ انابیہ اور امائزہ کی مشترکہ سوچ تھی۔
"دیکھیں رائم بھائی ایسا کچھ ہے جو آپکا دل وہاں لگ گیا ہے تو بتا دیں ناں ہمیں۔"
اب کہ انابیہ نے کہا تو وہ دونوں حیرت سے ان دونوں کو دیکھتے رہ گئے۔

لڑکیوں خدا کا خوف کرو کیا بولے جارہی ہو۔ اس کا سیمسٹر پورا ہو تو آجائینگے ہم لوگ اور کیا"
"وجہ ہوگی یار۔

رائم اور فہیم نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ان کے جواب پر ان دونوں کو کچھ خاص تسلی نہیں ہوئی تھی جبھی امائزہ انہیں مشکوک نظروں سے گھورنے لگی۔

انابیہ بیٹا اس کو کچھ کھانے کو دو ورنہ کیا "بھروسہ یہ بھوکی ہمیں ہی کھا جائے دیکھو کیسے "گھور رہی ہے۔جیسے سالم نگل جائے گی۔

فہیم نے امائزہ کے انداز پر مصنوعی سہمتے ہوئے انابیہ کو مخاطب کیا تو وہ کھسیاتے ہوئے منہ پھلا گئی۔

فہیم بھائی آپ بھی نہیں مطلب رائم بھائی کے ساتھ رہ کر آپ بھی ان کے جیسے" "ہوگئے میں نے کیا بگاڑہ ہے آپ دونوں کا جلتے ہیں آپ لوگ مجھ سے۔

امائزہ نے پوری طرح ناراضگی جتاتے مصنوعی آنسو صاف کرتے جتاتے لہجے میں کہا تو وہ تینوں اس کی ڈرامے بازی پر عش عش کر اٹھے۔

اوئے ڈرامے باز لڑکی پہلے کچھ ایسا لاؤ خود میں کہ ہم جلیں تم سے۔پاگل سی ہو تم سے" "تو کوئی پاگل ہی جلے گا۔میں تو جلنے سے رہا۔

رائم نے تنک کر کوفت سے جواب دیا تو وہ دانت پیس گئی۔

اچھا اچھا بس کریں اب لڑنا نہیں آپ لوگ مہربانی فرما کر ورنہ میں نے ماما سے کہہ دینا

"ہے۔اور سو جائیں کافی دیر ہوگئی ہے ہم نے بھی سونا ہے۔

انابیہ ان کی لڑائی کی مدت بڑھتے دیکھ کر بولی تو سب بے ساختہ ہنس دیئے اسی طرح ہنستے مسکراتے کافی دیر تک ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول رہے پھر کال بند کرتے اپنے اپنے کمروں کا رخ کیا۔

اگلی صبح کا سورج بھی نئی امیدیں لے کر نمودار ہوا تھا۔ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی موجود تھی ایسے میں ادیان صبح سویرے لان کے چکر کاٹتا اپنے کسی ضروری کلائنٹ سے باتوں میں مصروف تھا وہ مکمل توجہ کے ساتھ انھی سے باتوں میں مصروف تھا۔معاً قدموں کی چاپ پہ اس کا ماتھا ٹھنکا اس نے حیرت سے آنکھیں ترچھی کرتے بائیں جانب دیکھا جہاں سے عفان ڈھیلے قدموں سے اسی کی جانب آرہا تھا ادیان نے اچھنبے سے انہیں

چوروں کی طرح اپنی جانب آتا دیکھا۔اور موبائل پہ موجود افراد کو الوداعی کلمات کہتے کال کاٹتے اس کی جانب رخ موڑ کھڑا ہوگیا اور دونوں ہاتھوں کو سینے پہ باندھ لیا۔

عفان جو شکر ادا کررہا تھا کہ اس کا دھیان اس جانب متوجہ نہیں ہوا لیکن اس کا رخ آہستہ آہستہ اپنی جانب ہوتا دیکھ وہ ٹھٹھک کر رہی رک گیا۔ادیان نے بھنویں اچکا کر ان کی جانب دیکھا تو جواباً وہ کھسیاتے ہوئے داڑھی سہلا گیا۔

"وہ میں تمہیں بلانے آرہا تھا۔"

ایکدم کچھ یاد آنے پر وہ چہک کر بولا تو ادیان نے گردن جھکاتے ان کے چہکنے پر مسکراہٹ ضبط کی لیکن اپنے تاثرات دوبارہ سے سپاٹ کرتے ان کی سمت متوجہ ہوا۔

"تو اتنا چہک کیوں رہے ہیں یہ بات آرام سے بھی کرسکتے تھے آپ۔"

اس نے ان کی جانب قدم بڑھاتے چبھتے لہجے میں استسفار کیا تو عفان بے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا اور ایک کٹیلی نگاہ اس کے چہرے پہ ڈالی ادیان نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سرعت سے ان کے شانے کے گرد بازو حائل کرتے ان کی گردن کو شکنجے

میں لے لیا جواباً وہ کراہ کر رہ گئے۔اور ایک زوردار پنچ اس کے پیٹ کے مارتے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

"اب بتائیں جاسوسی کس خوشی میں کررہے تھے۔آپ کیا بھول چکے ہیں میری حسیات اس معاملے میں بہت تیز ہیں۔"

وہ ان کی داڑھی سہلاتا ہوا انہیں پچکارتے ہوئے بولا تو عفان نے ایک زوردار مکہ اس کے منہ پہ مارا۔ادیان حیرت سے اپنے جبڑے پہ ہاتھ رکھتے دو قدم پیچھے ہوا اور ایک ساکت نگاہ ان پہ ڈالی جو ایک لمحے کیلیے اپنے جلالی روپ میں آچکے تھے لیکن دوسرے ہی لمحے ان کے چہرے پہ ہمیشہ والی معنی خیز مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔ادیان اپنا سر نفی میں ہلا کر رہ گیا۔

"بھتیجے مجھے ہلکا مت لینا سب مجھے اس معاملے میں جنونی کہتے ہیں اور ایک اور بات تمہاری انہی حرکتوں کا ملاحظہ کررہا تھا کہ کہی ہماری ہونے والی بھو سے تو نہیں باتیں کررہے تھے۔"

انہوں نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا اور محلے کی آنٹیوں کی طرح دونوں ہاتھ اپنی کمر پہ ٹکائے۔

ہنہہ ہونے والی بہو کر ہی نہ لے مجھ سے بات میرے میسج کا بھی سوچ سوچ کر" "رپلائے کرتی ہے وہ تو جیسے میں اس کا دوست نہیں دشمن ہوں۔

وہ بڑبڑانے والے انداز میں تلخی سے بولا لیکن عفان کے زیرک نگاہوں سے اس کی آواز مخفی نہ رہی انہوں نے حیرت سے اس کا سنجیدہ ہونا دیکھا جس کے چہرے پہ یکلخت سرخی چھاگئی تھی جیسے کسی غلط بات کا ذکر کردیا ہو۔

ہاں بات کرنے کیلیے بھی شکل کا اچھا ہونا ضروری ہے شکل بھی تمہاری زکوٹا جن جیسی" ہے جو بھی آئے گی اگلی صبح ڈر کر بھاگ جائے گی کہ بھئی میرا اس دیو کے ساتھ گزارا نہیں ہے تمہاری شکل دیکھ کر ہی اگلے بندے کا سانس خشک ہونے لگتا ہے۔ تبھی کہتا ہوں غلطی سے ہی سہی تھوڑا سا مسکرالیا کرو اندر ہی اندر گیس بھری جارہے ہو۔"تھوڑا اس کو باہر کی سمت آنا جانا زیادہ کرو گہری گہری سانسیں بھرا کرو۔

عفان سے اس کا سنجیدہ انداز برداشت نہ ہوا تو اپنے ازلی موڈ میں آتے مسخرے پن سے بولے تو ادیان کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ بے احاطہ کیا۔

"کیا چاچو کبھی تو لگلے انسان کو سیریس رہنے دیا کریں ہر وقت کا ہنسی مزاق۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے گھورتا ہوا بولا تو عفان نے محبت سے اس کے شانے پہ ہاتھ پھیلایا۔

دیکھو ادیان ایک لڑکی اپنے ہمسفر میں نہ ہمیشہ اپنے باپ کو تلاش کرتی ہے کہ اس کے" باپ جیسی خوبیاں اس کے شوہر میں پائی جائے اور ایک باپ اپنی بیٹی کا سپرہیرو ہوتا ہے لیکن اگر اس لڑکے میں جس سے اس کی کسی بھی طرح کی کمٹمنٹ ہو یہ سب نہ ملے تو وہ اس سے آہستہ آہستہ فاصلہ قائم کرلیتی ہے۔زندگی کو اتنا بھی سنجیدہ نہ لو کہ زندگی ہی آپ کو سنجیدگی سے لے کر چل پڑیں یہ ہنسی مذاق جو ہے نہ یہ ہمارے زندہ رہنے کیلیے بہت ضروری ہے۔یہی زندہ دل لوگوں کی نشانی ہوتی ہے۔اور آج تک ہم سب نے ہنسی خوشی ہر پل کو محسوس کیا ہے۔مجھے یقین ہے کہ میرا شیر اس ریت کو اگے "تک چلائے گا۔

وہ محبت سے اس کے ساتھ ہی ٹھنڈی گھاس پہ ہمقدم ہوتے اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے بولے تو ادیان نے انہیں جذبات کی شدت سے ملغوب ہوکر انہیں سینے میں بھینچ لیا۔

چلو اب اندر جو بات کرنے آیا تھا وہ تو بھول ہی گیا اذلان بھائی اندر بات کرچکے ہیں" "تمہاری آدھی ادھوری مکمل تم نے کرنی ہے۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا تو وہ ایک لمحے کیلیے خجل سا ہوگیا کہ اس بات کیلیے بھی ہمت چاہیے تھی لیکن دوبارہ وہ اپنے ادیان شاہ والے موڈ میں آتے گہری سانس بھرتے عفان کے سنگ اندر کی جانب چل دیا۔

شکر ہے آگئے ہو مجھے لگا تھا جیسے وہی جاکر سوگئے ہو۔ایک کام کہہ دو وہ بھی دو گھنٹوں" بعد پور ہوتا ہے یہاں"۔

اذلان سرد لب و لہجے میں ماتھے پہ تیوریاں چڑھائے مخصوص لہجے میں بولا تو عفان سٹپٹا گیا۔ادیان نے ان سب کو ایک نظر دیکھتے وہی جگہ سنبھال لی۔اور ایک نظر کلائی پہ بندھی ڈائل کی گھڑی میں وقت دیکھا جو تقریباً ساڑھے آٹھ بجارہی تھی امائزہ اور انابیہ آج

اسائمنٹ جمع کروانے کی بدولت جلدی یونی جاچکی تھی۔تو ان لوگوں نے ان کی غیر موجودگی میں اس متعلق بات کرنے کا سوچا۔محرم کی سنجیدہ آواز اسے سوچوں کے گرداب سے کھینچ کر واپس لائی وہ ایک نظر انہیں دیکھ کر اذلان کی سمت متوجہ ہوا۔

اب بول بھی چکو یا ڈھول بجواؤ ساتھ ساتھ بولو گے۔کل سے پیٹ میں درد کروایا ہوا" ہے۔"

عفان اس کی مسلسل خاموشی سے اکتاتے چڑ کر بولے تو اذلان نے ایک زبردست گھوری سے انہیں نوازا جن کی زبان بند ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔

"کون ہے وہ لڑکی ادیان۔"

محرم نے اپنا موبائل ٹیبل پہ رکھتے اذلان کے ساتھ ہی صوفے پہ جگہ سنبھالتے سنجیدگی سے استسفار کیا۔

"مم وہ میں روشانے کے متعلق بات کررہا ہوں۔"

اس نے گویا ان سب کے سروں پہ بم پھوڑا سب بے یقینی سے اس کے چہرے کی سمت دیکھ رہے تھے جو اب صوفے سے پشت ٹکائے اپنے مخصوص سپاٹ انداز میں ان

کے تاثرات کا ملاحظہ کررہا تھا۔البتہ باقی سب نے خاموش نگاہوں سے ایک دوسرے کی سمت دیکھا۔ادیان کو کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا وہ صوفے سے پشت چھوڑتے آگے کو ہوتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملا گیا۔

"کیا ہوگیا آپ لوگوں کو سانپ کیوں سونگھ گیا ہے۔کیا کچھ غلط کہہ دیا ہے کیا۔"

اس نے ایک نظر سب کے چہروں کو جانچتے سرد لہجے میں استسفار کیا معاً پورا لاؤنج ان چاروں کے قہقہوں سے گونج اٹھا ادیان نے مشکوک نگاہوں سے ان سب کی سمت دیکھا۔

شکر ہے کوئی ڈھنگ کی لڑکی پسند کی ہے مجھے تو ڈر تھا اپنے جیسے کوئی سڑی ہوئی نہ کرلیتے۔"

عزہ کی زبان کی ہمیشہ کی طرح فراٹے بھرنا شروع ہوچکی تھی جبکہ ادیان حیرت سے منہ کھولے ان کا چہرہ دیکھ رہا تھا جنھوں نے پہلی دفعہ اس کے بارے میں کوئی گل افشانی کی تھی۔عفان کی چٹکی کاٹنے پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔اور خجل سی ہوتے اس کی سمت دیکھا۔

"ہمیں اس رشتے پہ کیا مسئلہ ہونا ہمارا بیٹا خوش ہے بس اور کیا چاہیے روشانے گھر کی بچی ہے ماشااللہ سے پیاری ہے سمجھدار ہے ہمارے گھر میں رونق بن کر آئے گی اور کیا چاہیے ہمیں۔"

محرم مسکراتے لہجے میں بولتی ممتا بھرے انداز میں اس کا ماتھا چوم گئی جواباً اس نے محرم کو اپنے ساتھ بٹھاتے ان کا بھی ماتھا چوما۔

"شاہ آپ کل ہی معاذ بھائی کو فون کرکے اس بات کے متعلق ذرا سی آگاہی دے دیجیے گا۔پھر مل کر تمام معاملات طے کرلیں گے اب تو جتنی جلدی ہوسکے میں اپنے بیٹے کو دولہا بنادوں گی۔"

وہ محبت بھرے لہجے میں بولی جبکہ اس کی اتنی محبت پہ اذلان کے ماتھے پہ بل ڈلے۔جبکہ چہرے کے تاثرات سپاٹ ہوئے۔

"بیٹے کو اتنا پروٹوکول کچھ بیٹے کے باپ کا بھی حق بنتا ہے ہمیں تو آج تک آپ نے اتنے خوبصورت انداز میں پیش قدمی نہیں کی۔"

ان کی گھمبیر آواز پہ محرم کا ادیان کے سر کے بال سمیٹتا ہاتھ ایک لمحے کیلیے ساکت رہ گیا انہوں نے چور نگاہوں سے اردگرد کے حالات کا معائنہ کرنا چاہا تو باقی سب ان کے چہروں کو دیکھتے مسکراہٹ دبا رہے تھے۔ محرم کا چہرہ خجالت کے احساس سے سرخ پڑا۔وہ دانت پیستے ہوئے اذلان کی سمت متوجہ ہوئی جو جلنے والے انداز میں ان دونوں کے محبت بھرے مظاہرے دیکھ رہا تھے۔ محرم کو حیرانگی ہونے کے ساتھ ساتھ بے اختیار ہنسی بھی آئی لیکن وہ ضبط کرگئی۔

"شاہ ذرا سا لحاظ کرلیا کریں اور آپ اپنے بیٹے سے جیلس ہورہے ہیں اپنی اولاد سے کون جیلس ہوتا ہے۔"

وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ان کا سرد انداز دیکھ رہی تھی جنہیں ان کے بولنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑرہا تھا بلکہ وہ مسلسل ان دونوں کو گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

"ہاں تو اسے کہو کہ ایسے محبت بھرے مظاہرے میری بیوی کے ساتھ نہ کیا کرے اپنی پسند بتادی ہے نہ اس نے بہت جلد اسے پار لگاتے ہیں یہ اپنی بیوی کے ساتھ یہ سب کرے میری بیوی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔"

وہ چڑتے ہوئے اسے باور کرواتے ہوئے تند لہجے میں بولے تو ایسی صورت حال میں ادیان کا کب سے رکا ہوا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ڈیڈ میرے خیال سے آپ بھول رہے ہیں کہ یہ میری مم ہے اور ان پہ میرا پورا حق ہے یاد رکھیے گا میری بیوی کے آنے کے بعد بھی مجھ پہ پہلا حق میری ماں کا ہی ہوگا اور اس چیز کو میں کبھی فراموش نہیں کروں گا۔آپ نے ہی سکھایا تھا نہ اب بھگتے بھی۔"

وہ بھی شاید شرارت پہ آمادہ تھا تبھی شرارت آمی لہجے میں بولا جبکہ اس کی بات پہ عزہ اور عفان بھی شرارت سے مسکرادیے۔

"چلیں آپ میرے ساتھ میری آفس کی تیاری کروائیں۔"

وہ محرم کی کلائی تھامتے ہوئے بولے تو ادیان نے سرعت سے ان کی دوسری کلائی تھام لی۔ محرم ہونقوں کی طرح ان کی حرکات کا ملاحظہ کررہی تھی جو شاید آج انہیں پاگل کرنے

کے درپے تھے۔جبکہ عزہ اور عفان تو آرام سے صوفے پہ بیٹھے لطف اندوز ہورہے تھے۔محرم نے سب سے آنکھ بچاکر اپنی کلائی اذلان کی گرفت سے آذاد کرانی چاہی لیکن وہ بھی شاید آج ساری حدیں پار کرنے کی کوششوں میں تھے تبھی ہٹ دھرمی سے انہیں پکڑے رکھا۔

"چلیں ڈیڈ چھوڑدیا آپ کی بیوی کو اب جلدی سے پھپھو سے بات وغیرہ کرکے شادی کے معاملات ذرا جلدی طے کروائیں۔آپ کا احسان مند رہوں گا۔"

معاً وہ محرم کی کلائی چھوڑتے اپنے اذلی سنجیدہ طریقے سے بات کا اختتام کرتے ہوئے بولا تو اذلان نے بے ساختہ اس کا ہاتھ چھوڑنے پر گہرا سانس خارج کیا اور اس کی پیٹھ تھپتھپاتا محرم کو اشارہ کرتے کمرے کی سمت چل دیا۔محرم بھی ان سب کو ایک نظر دیکھتی اذلان کی تلقید میں چل پڑی۔

"بس اپنی منزل سے کچھ ہی قدم دور پھر تم مکمل طور پر میری،میری دسترس میں،میری دنیا میں جہاں تمہیں ادیان شاہ کے علاوہ کسی کے وجود تک رسائی حاصل نہیں ہوگی کیونکہ میں اپنی ملکیت پہ کسی کا ہلکا سا بھی سایہ برداشت نہیں کرسکتا۔

"اور اس کا اندازہ میرے ساتھ رہتے تمہیں بخوبی ہوگا۔یو جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔

وہ اپنی مٹھی کو بھینچتے پریقین لہجے میں دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھا۔چہرے پہ ایک عجیب سی چمک نے بسیرا کیا ہوا تھا۔

ادیان عفان اور شاہ تو جا چکے ہیں ہمیں ذرا آپ ماما بابا کی طرف چھوڑ دینا اتنا عرصہ ہوگیا"

"ہے بابا کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔

محرم اس کا کالر درست کرتے ساتھ ساتھ تاکید کرنا نہ بھولی جبکہ کافی پیتے ادیان نے ان کی بات پہ ہاں میں سر ہلایا اور موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوا۔

"چلیں مم

خالہ۔"

اس نے ان دونوں کو مخاطب کیا تو وہ بھی چادر اچھے سے اوڑھتی اس کی تلقید میں باہر کی جانب چل دی۔محرم ادیان کے ساتھ آگے والی سیٹ پہ جبکہ عزہ پچھلا دروازہ کھولتے بیٹھ گئی تو ادیان نے زن سے گاڑی آگے کی جانب بڑھادی۔

"ماما میں نہیں کھاؤں گی کیا دلیہ کون کھاتا ہے اتنا عجیب ذائقہ ہے اس کا۔"

وہ لوگ جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئے لیزے کی نقاہت ذدہ آواز ان تینوں کی سماعتوں سے ٹکرائی جو اپنے آپ کا آیت کے عتاب سے بچانے کیلیے سر دائیں بائیں کررہی تھی لیکن آیت نے بھی زبردستی اس کو آنکھیں دکھاتے اس کے منہ میں چمچ ڈال دیا جواباً وہ آنکھوں میں نمی لیے ٹیرھے میڑھے منہ بنانے لگی۔

جس کی طبیعت خراب ہونہ وہ ایسے ہی کھانے کھاتا ہے شکر ہے تمہارے ڈیڈ گھر نہیں" "ہے ورنہ تم نے بلکل نہیں کھانی تھی۔اب بتاؤ مزے کا ہے نہ۔

اس کو نوالہ نگلتا دیکھ آیت نے اس کے دائیں گال پہ ہاتھ رکھتے پچکارتے ہوئے مخاطب کیا تو وہ سرخ چہرے سمیت ناراضگی سے رخ پھیر گئی معاً اس کی نگاہ دروازے کی جانب اٹھی تو ٹھٹھک کر وہی رک گئی۔پہلے پہل آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلی پھر انھی انکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا۔اس کے شگرفی لب ایک خوشگوار مسکراہٹ میں ڈھلے۔اب اپنی ماں کے عتاب سے بچنے کا ایک ہی طریقہ تھا اور وہ تھا محرم پھپھو وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں ان تک پہنچی اور پرجوش سی ہوتی ان کے سینے سے لگی۔جبکہ آیت نے تعجب سے اس کا دو سو کی سپیڈ میں بھاگنا محسوس کیا۔

"پھپھو جان آپ کب آئی۔"

وہ بدستور ان کے سینے سے لگے محبت سے بولی تو محرم نے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ محبت سے لب رکھے اور اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

ادھر بھی آجاؤ یا صرف ایک ہی پھپھو ہیں تمہاری مجھے تو کوئی کسی کھاتے میں نہیں "لاتا۔"

عزہ جو کب سے ان کے محبت بھرے مظاہرے دیکھ کر ضبط کررہی تھی ضبط ٹوٹتے ہی اسے اپنی جانب کھینچتے چیخ کر بولی تو وہ سرخ چہرے سمیت مدھم سی ہنسی ہنس دی اور سرعت سے ان کی ناراضگی کا سوچتے ان کے سینے سے لگی۔آیت اب ادیان سے ملنے میں مصروف تھی۔

"کیسی ہو لیزے۔"

ادیان نے اس کا بخار کی تمازت سے سرخ اور تمتماتا چہرہ دیکھتے پریشانی سے استسفار کیا اور محبت سے اسے اپنے مضبوط بازوؤں کے گھیرے میں لیا اور تفکر سے اس کی جلتی پیشانی پہ ہاتھ رکھا اس کے ہاتھوں کا لمس اپنی پیشانی پہ محسوس کرتے لیزے نے گہرا سانس

بھرتے اس کے ہاتھ کی لزت کو اس نے اپنی روح تک اترتے محسوس کیا۔ایسا محسوس ہواکہ جیسے اس کے چھونے سے ہی ایک لمحے میں سب ٹھیک ہوگیا ہو۔

اس نے جلتی ہوئی پیشانی پہ جو ہاتھ رکھا۔

روح تک آگئی تاثیر مسیحائی کی۔

اس کی قربت پہ لیزے کا دل ایک لمحے کیلیے سکڑ کر پھیلا اس نے اپنا حلق تر کرتے ایک نظر سب کے چہروں کی سمت دیکھا لیکن وہاں سب بے دھیانی میں اپنی باتوں میں مصروف تھے اس نے جھجھکتے ہوئے نگاہ ادیان کی جانب اٹھائی تو وہ جیسے اس کے جواب کے انتظار میں اسی کے چہرے پہ نظریں جمائے بیٹھا تھا۔وہ محو ہوتے یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھے گئی۔سرخ و سپید رنگت،گہری سیاہ آنکھیں جن میں باقاعدہ ڈوبنے کو جی چاہے،گھنی مونچھوں تلے عنابی لب جو ہمہ وقت بھینچے رہتے تھے،ہلکی ہلکی بیرڈ لیزے کا بے اختیار جی چاہاکہ وہ اس کی چبھن کو اپنی ہتھیلی پہ محسوس کرے۔ادیان نے اس کی محویت محسوس کرتے گلہ کھنکھارا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آتے شرمندگی سے چہرہ جھکا گئی۔

"جی اب ٹھیک ہوں میں وہ ماما تو بس ایسے ہی پریشان ہوتی رہتی ہیں۔"

وہ ہلکے سے منمناتے ہوئے بولی تو ادیان اس کے اس طرح جواب دینے پر نفی میں سر ہلاتے ہنس دیا۔

"آپ تو ایسے ڈر رہی ہو لیزے جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔"

ادیان کی بات پہ اس کا چہرہ سرعت سے لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔دل کی دھڑکن باقاعدہ سست پڑی۔اس نے اپنے چہرے پہ لرزتے ہاتھ پھیرتے اپنی بوکھلاہٹ پہ قابو پایا اور مشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔ادیان کو کسی غیر معمولی پن کا احساس تو ہوا لیکن وہ فلحال اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گیا۔

"ماما ایسے ہی پریشان نہیں ہوتی اپنا دھیان کیوں نہیں رکھتی آپ۔"

محرم اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتے مشفقانہ انداز میں ہلکے سے ڈانٹتے ہوئے بولی تو وہ منہ بسورتے ادیان کا حصار توڑتے ان کی بازوؤں میں آسمائی۔

اب ادیان تحریم بیگم کے ساتھ بیٹھا سنجیدگی سے باتوں میں مصروف تھا جواباً وہ نحال ہوتے اس کا سر پہ محبت بھرا بوسہ دیتی۔

"اوکے میں اب نکلتا ہوں آفس کیلیے کافی دیر ہوگئی ہے آج تو ویسے بھی ایک بہت ہی ضروری کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ ہے۔"

وہ اپنی چوڑی کلائی میں موجود قیمتی ڈائل کی گھڑی میں نگاہ ڈالتا ہوا صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور ان سب سے ملتے باہر کی جانب چل دیا۔لیزے کی نگاہوں نے اس کے نظروں کے اوجھل ہوجانے تک اس کا پیچھا کیا۔

"ارے یہ تو وہ یہی چھوڑ گیا اپنا کی چین۔"

تحریم بیگم کی آواز پہ وہ سب باتوں میں مصروف ان کی سمت متوجہ ہوئے۔اور ان کے ہاتھ مین موجود کی چین کی سمت دیکھا جس پہ A حرف کندہ تھا یہ امائزہ نے خاص طور پہ اسے تحفے میں دی تھی تاکہ وہ ہر لمحہ اس کے آس پاس رہے۔

"دکھائیں میں دے کر آؤ۔"

اس سے پہلے کہ محرم ان کے ہاتھوں سے کی چین لیتی لیزے نے بیچ راستے میں ہی ان کے ہاتھ سے اچک لی۔

"میں دے کر آتی ہوں آپ باتیں کریں پھپھو۔"

وہ مسکراتے ہوئے آنکھوں میں جگنو لیے باہر کی جانب چل دی۔ایک جھجھک بھی آڑے آ رہی تھی لیکن اسی بہانے ایک بار اپنے محبوب کا دیدار اور سہی۔

ادیان جو گاڑی سٹارٹ کررہا تھا اسے باہر کی سمت آتا دیکھ حیرت سے اس تک پہنچا تو وہ اپنی ہتھیلی اس کی سمت بڑھا گئی جس میں اس کی کی چین موجود تھی۔

"تھینکیو گڑیا۔"

وہ محبت سے اس کے ہاتھ سے وہ لیتے اس کا گال تھپتھپاتا ہوا بولا اس کی بات پہ لیزے نے ماتھے پہ بل ڈالے اس کی سمت دیکھا جیسے اس کی بات بلکل پسند نہ آئی ہو۔

"ڈونٹ کال می گڑیا۔ناؤ آیم ناٹ الٹل گرل۔"

وہ اس کی بات پہ منہ پھلا کر شکوہ کناں نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی تو ادیان نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا

اچھا ذرا مجھے بھی تو پتہ چلیں کہ آپ کتنی بڑۓ ہوچکی ہیں۔پھر اس کے مطابق نام سوچ "لیں گے جو سوٹیبل لگا۔"

وہ ایکدم سوچنے والے انداز میں بولا تو لیزے چکمتی آنکھوں سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"I m twenty years old aDyan bhai."

وہ پرجوش سی بولی تو ادیان گردن جھکائے مسکراہٹ دبا گیا۔

"اوکے تو پھر لٹل گرل ڈن کرتے ہیں ہائیٹ بھی چھوٹی سی ہے۔"

وہ اپنے چہرے پہ سنجیدگی طاری کیے بولا جبکہ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔جبکہ اس کی بات پہ.لیزے نے ہونقوں کی طرح اس کی سمت دیکھا۔

"چھوٹی ہائیٹ یہ چھوٹی ہائیٹ ہوتی ہے۔"

وہ اس کے کندھے سے تھوڑا فاصلہ قائم رکھتی اس کی اور اپنی ہائیٹ کے مابین موازنہ کرتے ہوئے بولی جو اس کے کندھے سے بھی نیچے تک آ رہی تھی لیکن اپنے آپ کو لمبا کہ رہی تھی اس لمبے چوڑے چٹانی وجود کے آگے تو وہ مزید چھوٹی سی اور نازک سی گڑیا لگ رہی تھی۔لیکن ادیان اس کا دل رکھنے کے خاطر باقاعدہ اس کا دل بہلا گیا۔

بہت لمبی ہو آپ اس کے بات تفصیلی باتیں اس بابت ہم اگلی ملاقات میں ڈیسائیڈ"

"کریں گے اوکے اپنا خیال رکھنا اوکے۔اگلی ملاقات میں بلکل پرفیکٹ چاہیے آپ مجھے۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتا مسکراتے ہوئے اپنی گہری پرکشش سیاہ آنکھوں میں گلاسس لگاتے ہوئے اپنی مخصوص پروقار چال چلتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

لیزے نے اپنے گال کو دھیرے سے چھوتے اس کے لمس کو محسوس کرنا چاہا۔اپنی حرکت پہ وہ خود ہی سرخ پڑتی جھینپ کر چہرہ جھکا گئی۔وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ ادیان کے ہلکے سے چھونے سے ہی اس کی طبیعت اب بحال ہوچکی ہے اس کی موجودگی ہی اس کیلیے راحت کا باعث ہے۔معاً ہوش کی دنیا میں واپس آتے وہ اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارتے اندر کی جانب بڑھ گئی جہاں باقی سب اس کا انتظار کررہے تھے۔

"تم میری بھتیجی پہ ظلم کرتی ہو بھائی کی غیر موجودگی میں۔"

محرم کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی تو وہ آیت ایک لمحے کیلیے بوکھلا گئی۔

"ارے بابا آپ کب جاگے۔"

زمان صاحب کو لاؤنج میں آتا دیکھ ہمیشہ کی طرح عزہ اور محرم نے دائیں بائیں اپنی جگہ سنبھالی تو زمان صاحب نے اپنے جگر کے گوشوں کو اپنے سینے میں بھینچتے اپنے آپ کو ٹھنڈک پہنچائی۔

ارے ہاں میں آپ سب سے جو بات کرنا چاہتی تھی وہ تو ذہن سے ہی نکل گئی"

دراصل ہم لوگ ادیان کا رشتہ روشانے سے کرنا چاہ رہے ہیں ادیان کی بھی رضامندی

"شامل ہے اس میں وہ تو باقاعدہ بہت خوش ہے۔

محرم نے اپنی بات کے اختتام پہ سب کے چہروں کی سمت دیکھا جہاں مسکراہٹ واضح تھی۔

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے ماشااللہ گھر کی بچی ہے اور کیا چاہیے۔"

تحریم بیگم خوشی کا باقاعدہ اظہار کرتے ہوئے بولی تو زمان صاحب نے بھی ان کی تائید کی۔

"اللہ پاک دونوں بچوں کے نصیب اچھے کرے بس۔"

آیت محبت سے محرم کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔انہیں بھی یہ بہت پسند آیا تھا۔

جبکہ اندر آتی لیزے اس سب سے بے نیاز ابھی تک ادیان کے لمس کے حصار میں تھی اس سب سے انجان کے آنے والا کل اس کیلیے کس قسم کی مشکلات لانے والا ہے۔اگر اسے ادیان کے رشتے کی بابت بھنک بھی پڑتی تو محبت کا وہ تاج محل جسے اتنے عرصے میں سینت سینت کر رکھا تھا اور اب وہ عشق کی تمام حدیں پھلانگتے ہوئے جنون

کی معراجوں کو چھو رہا تھا وہ ایک لمحے میں گر کر چکنا چور ہوجاتا۔ابھی بھی وہ معصوم اس سب سے انجان اسی کی موجودگی کو محسوس کررہی تھی۔

وہ رات کے کھانے سے فارغ ہوتے ہی فریش ہوکے تازہ دم ہوکر باہر لان میں چہل قدمی کے مقصد سے آئی تھی ابھی بھی وہ نرم نرم اور ٹھنڈی گھاس کو وہ اپنے پیروں تلے روندتے ہوئے آسمان پہ نظریں ٹکائے کسی گہری سوچ میں گم تھی معاً موبائل پہ ہونے والی بیل سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور ایک گہرا سانس بھرتے تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے موبائل کی سمت متوجہ ہوئی جہاں احد کالنگ جگمگارہا تھا۔اس نے مسکراتے ہوئے کال پک کرتے فون کان سے لگایا تو دوسری جانب سے اس کی ہمیشہ کی طرح محبت بھری آواز سنتے روشانے کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"کیا ہوا مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم پریشان ہو از ایوری تھنگ اوکے؟"

اس کی خاموشی محسوس کرتے احد نے پریشانی سے استفسار کیا۔ورنہ فون شروع ہوتے ہی سب سے پہلے اس کی باتوں کا دور شروع ہوتا تھا وہ تو اگلے انسان کو بولنے کا موقع ہی نہیں دیتی تھی اور آج اتنی ہی خاموش تھی احد کو کچھ کھٹکھا۔

"نہیں بس ایسے ہی۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتے چہرہ جھکا گئی جبکہ احد کو اب مزید گھبراہٹ نے گھیر لیا وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک ہٹاتے سیدھا ہوکر بیٹھا۔

"روشی پلیز ٹیل می اب تم مجھے پریشان کررہی ہو اور کوئی بات نہیں ہے۔"

وہ تفکر سے بولا جبکہ لہجہ ہمیشہ کی طرح محبت بھرا روح میں اتر جانے والا تھا۔روشا نے اس کی محبت پہ فقط مسکرادی۔

احد میں ایک بات سوچ رہی ہوں آپ اپنے گھر میں ہماری شادی کی بات کب کریں" گے اب تو باقاعدہ میرے گھر والوں کو پریشانی ہونے لگ گئی ہے میری بڑھتی عمر سے آئی ایم ناؤ ٹونٹی ایٹ۔اور یہ فقط آپ پہ ہی منحصر ہے کیونکہ پہلے آپ بات کریں گے

تبھی میں اپنے گھر میں اس بابت ذکر کروں گی کیونکہ مجھے ذرا سا بھی اندازہ نہیں ہے کہ آپ کے گھر والوں کا ردِ عمل کیا ہونے والا ہے تو پلیز ذرا جلدی کیجیے۔"

وہ بے بسی سے بولتی اپنی پریشانی اس پہ عیاں کرگئی۔چہرے پہ ایک اذیت رقم تھی کل بھی پریشے کی باتیں اس کی شادی کے متعلق اور آج بھی رات کے کھانے کے وقت اس کا شادی کی بات کرنا کچھ تو ایسا ہورہا تھا جس سے روشانے آگاہ نہیں تھی اور وہ اس کچھ سے ہی بچنا چاہتی تھی تبھی احد کے سامنے ساری بات رکھ دی۔

"روشی تم کیوں پریشان ہورہی ہو میں جانتا ہوں کہ میرے گھر والے زیادہ ردِ عمل نہیں دیں گے کیونکہ میں ان کو ایک سے دو بار باتوں باتوں میں اس متعلق آگاہ کرچکا ہوں۔انھوں نے کچھ غلط نہیں سوچا میری ماں نے ہمیشہ ہر فیصلے میں میرا ساتھ دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس بار بھی ایسا ہی ہوگا تم کہتی ہو تو میں کل ہی انشاءاللہ اپنے گھر میں بات کرتا ہوں بس تم پریشان نہ ہو۔"

وہ مکمل تفصیل سے اسے آگاہ کرتے سمجھانے والے انداز میں بولا اور روشی کو اس کی یہی عادت تو بہت بھاتی تھی کہ وہ اپنی باتوں سے قائل کرنا جانتا تھا وہ اسے ہر قسم کے

معاملے میں سپورٹ کرتا تھا اسے سمجھتا تھا اس کی پریشانیوں کو اپنے سر پہ حاوی کرلیتا تھا۔ تبھی تو ان دونوں کی محبت کی جڑیں مضبوط سے مضبوط ترین ہوتی گئی تھی۔

تھینکیو احد آپ نے میرا بہت بڑا والا مسئلہ حل کردیا ہے کہ ناجانے اب کیا ہوگا ماما کا" بار بار ایک ہی بات دہرانا میرے لیے خطرے کی گھنٹی ہے ایک بار آپ بات کریں پھر "میں بھی موقع لگتے ہی گھر والو کو اطلاع دیتی ہوں اس متعلق۔

وہ تشکر بھرے لہجے میں بولی تو دوسری جانب احد اس کے پرسکون ہونے پر مسکرادیا۔ جیسے اس کے سر سے بھی کوئی بھاری بوجھ ہٹادیا گیا ہو۔

میری ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ روشانے صرف احد کی ہے اور احد صرف روشانے کا ہے" ہم دونوں کے وجود پہ ایک دوسرے کی نام کی ہی مہر لگے گی اور بہت جلد ہم ایک پاک "رشتے میں بندھ جائیں گے۔بس میرا یقین رکھو۔

وہ سحرانگیز انداز میں بولتے اسے مسحور کرگیا۔

"انشاءاللہ۔"

اس کی دھیمی سی سرگوشی احد کے دل میں پھوار کی صورت میں برسی۔

"روشانے بیٹا یہاں آپ ہوکیا۔"

معاذ کی آواز پہ اس نے ہڑبڑا کر فون بند کیا جبکہ چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا یہ سوچتے کہ اگع انہوں نے کچھ سن لیا ہوا تو۔اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے اس نے بے اختیار حلق تر کرتے اپنے عقب میں دیکھا جہاں سے معاذ خان چلے آرہے تھے روشانے سے بے ساختہ آسمان کی جانب دیکھتے شکر ادا کیا۔

"آپ اس وقت یہاں کیا کررہی ہو۔'

انہوں نے تعجب سے اسے لان میں کھڑے دیکھ کر پوچھا تو اس نے مشکل مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔

"بس جارہی تھی ڈیڈ تھوڑی سی چل قدمی کرنے آئی تھی ہوا اچھی چل رہی تھی نہ۔"

وہ ان کے گال پہ محبت بھرا بوسہ دیتے ہوئے بولی تو جواباً معاذ نے بھی اس کا ماتھا چوم لیا وہ مسکراتے ہوئے انہیں ایک نظر دیکھتی اندر کی سمت چل دی۔اس کی ایک پریشانی تو اتر چکی تھی کہ اب اسے چاہ کر بھی کوئی احد سے الگ نہیں کرسکتا۔

تقریباً آدھی رات کا وقت تھا۔اندھیری رات کا بسیرا ہر سو چھایا ہوا تھا ایسے میں حجاب بھی کچھ دیر پہلے اپنے دونوں بیٹوں ربان اور زوہان کو سختی سے سونے کی تاکید کر کے خود بھی سونے کے لئے لیٹ چکی تھی ابھی اس کی آنکھ لگے کچھ لمحے ہی ہوئے تھے اس سے پہلے کہ وہ گہری نیند میں جاتے نیند کی وادیوں میں گم ہوتی معاً کچھ غیر معمولی پن کے احساس سے اس نے کسمساتے ہوئے کروٹ بدلی اور دوبارہ آنکھیں موند گئی۔ اچانک اسے نیند میں ہی کسی آہٹ کا احساس ہوا تو وہ کچھ خوفزدہ ہوتے سرعت سے کمفرٹر ہٹاتے اٹھ بیٹھی اور ساتھ گہری نیند میں گم ہوئے ایان کا شانہ ہلایا۔لیکن وہ ٹس سے مس بھی نہ ہوا۔

"ایان ایان اٹھو ناں گھر میں کوئی ہے۔"

حجاب نے ڈرتے ہوئے سرگوشی میں اس کی جانب جھکتے اسے پکارا تو ایان کسمساتے ہوئے ہمم کرتے کروٹ بدل گیا اچانک دوبارہ سے کھٹکا ہونے پر وہ کھسک کے ایان کی طرف ہوئی اور اسے جھنجھوڑتے ہوئے دانت پیستے ہوئے اس کے کان میں چیخی۔

"کیا مسئلہ ہے حجاب اتنے وقت سے یہاں ہیں ہم کبھی کوئی آیا ہے جو اب آلئے گا سو جاؤ وہم ہوگیا ہوگا۔"

ایان نے اس کی چیخ سے اکتا کر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔لیکن آنکھیں اس کی نیند خراب کرنے کی بدولت آگ اگل رہی تھی۔

"میں کہہ رہی ہوں ناں کوئی ہے پلیز دیکھو پتہ نہیں کون آگیا ہے ہمارے گھر میں اوپر سے میرے دونوں بچے بھی الگ کمرے میں سو رہے ہیں جاؤ دیکھو ناں۔"

حجاب نے روہانسے ہوتے ہوئے اپنی بات مکمل کی تو ایان قہر آلود نگاہوں سے سے گھورتے اپنی شرٹ درست کرتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور احتیاط سے کھڑا ہوتے کمرے کا دروازہ کھولتے باہر کی جانب بڑھا جب کافی وقت گزر جانے کے باوجود بھی وہ واپس نہیں لوٹا تو حجاب کو باقاعدہ گھبراہٹ ہونے لگی اس نے بھی دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کرتے ڈرتے اٹھ کر کمرے سے باہر ربان اور زوہان کے کمرے کا رخ کیا اور بنا آہٹ کیئے ان کے کمرے تک پہنچی پر ان دونوں کو وہاں نہ پاکر یکدم گھبراتے ہوئے پیچھے مڑی جب اس کی نظر کسی کی پرچھائی پر پڑی تو سہم کر ہلکی سی آواز میں ایان کو پکارا۔

پر وہ سایہ فورا ہی ایک جانب ہوتے کہیں غائب ہوگیا۔ حجاب کے ماتھے پہ پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔ ہاتھ پاؤں باقاعدہ کانپنے لگے۔

"یا اللہ یہ کیا ہورہا ہے۔"

ایسی حالت میں حجاب کی انکھوں میں فوراً پانی سے لبریز ہوئی یہاں وہاں دیکھنے پر بھی جب کوئی نہ دکھا تو گھبرا کر باہر کی جانب جانا چاہا۔ اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے بھاگتی کسی سے زوردار تصادم کی صورت میں وہ سانس روکے دم سادھ گئی۔ معاً ربان اور زوہان کے قہقہہ کی آواز پر ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھول کر دیکھا تو حیرت سے منہ کھلا رہ گیا مطلب وہ جس سائے سے کب سے ڈر کر ان کی فکر میں ہلکان ہو رہی تھی وہ یہی دونوں افلاطون تھے۔ حجاب کا غصہ یہ سب سوچتے سوا نیزے پہ پہنچ گیا۔

ابھی حیرت کے اس جھٹکے سے باہر آئی نہیں تھی کہ سامنے سے آیان بھی آتا دکھائی دیا۔ اس نے ہونقوں کی طرح اس کی سمت دیکھا جو اپنے سر کے بالوں کو سہلا رہا تھا۔

"یار ماما آپ ڈر گئی ہم سے اتنی بڑی ہیں آپ لیکن پھر بھی ڈرتی ہیں۔"

زوہان نے زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے اسے چڑایا اس کی بات پہ حجاب نے غصے سے سرخ ہوتی اپنی چپل اتار کر اس کی جانب اچھالی۔

"شرم نہیں آتی تم لوگوں کو اتنا پریشان ہوگئی تھی میں تم لوگوں کی وجہ سے اور تم لوگ مجھے ہی ڈراتے پھر رہے ہو۔"

وہ غیض کے عالم میں بولی غصے کی بدولت تنفس تیز چل رہا تھا اس نے دانت پیستے ہوئے اپنا رخ اب ایان کی سمت کیا۔جو معصوم صورت بنائے اسی کی جانب متوجہ تھا جیسے دنیا میں اس سے زیادہ کوئی معصوم ہی نہ ہو۔

"اور تم۔۔۔ تم سے یہ توقع ہرگز نہیں تھی مجھے پینتالیس سے اوپر کو جارہے ہو لیکن بچپنا ابھی تک نہیں گیا اگر ابھی میرا دل بند ہوجاتا سانس رک جاتی یا پھر کڈنی میں ہارٹ اٹیک ہوجاتا تو کون ذمہدار ہوتا بولو۔"

جہاں اس کے غصے کو دیکھتے وہ لوگ خاموش ہوکر پوری توجہ سے اس کی ڈانٹ کا ملاحظہ کررہے تھے وہیں آخری جملے پر دوبارہ سارے کمرے کی خاموش فضا مین ان سب کے فلک شگاف قہقہے گونج اٹھے۔

حجاب تمہاری سب باتیں ٹھیک لیکن یہ کڈنی میں ہارٹ اٹیک کب ہوتا ہے۔کیسے ہوتا" "ہے اور کب سے یہ بیماری نکلی۔

ایان نے شرارت آمیز لہجے میں استسفار کیا تو وہ غصے سے ناراضگی کا اظہار کرتی رخ پھیر گئی۔

ربان زوہان بری بات ماما کو ناراض کر دیا ایسے کوئی ڈراتا ہے چلو سوری کہو"۔"

ایان نے مصنوعی غصے سے دونوں بچوں کو جھاڑ پلانا ضروری سمجھا تو وہ بھی حجاب کی جانب بڑھے اور اس کے سامنے آتے دونوں کانوں کو پکڑتے معصومیت سے سوری کہا اور اس کو دونوں اطراف سے اپنے حصار میں لیا۔

ان کی حرکت پر حجاب فوراً سے پہلے مسکرا دی۔ مگر ایان سے ناراضگی ہنوز قائم تھی۔

"اچھا اب ہٹو پیچھے اور سو جاؤ دونوں اور خبردار ایسی کوئی حرکت دوبارہ کی تو۔"

ایان کے کہنے پر دونوں بچوں نے منہ بسورتے اس کی جانب دیکھا پر ربان سے اس کی چالاکی محسوس کرتے مزید رہا نہ گیا تو بول اٹھا۔

بابا آپ بھی برابر کے شامل تھے اس کارستانی میں بھولیں مت ہماری مدد کس نے کی"
"تھی۔

ربان نے کہتے ساتھ ہی باہر کی جانب دوڑ لگا دی کہ اب ایان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ہی اسے نگل جانا تھا اسے جاتا دیکھ زوہان بھی جانے لگا تھا کہ ایکدم کچھ سوچتے سرعت سے ایان اور حجاب کی جانب بڑھتے ان کے گالوں کو چومتے اپنے بیڈ کی جانب چل دیا۔وہ دونوں اس کی معصومانہ حرکت پہ مسکرا دیے۔

حجاب اچھا سوری ناں مان جاؤ صرف مذاق کر رہے تھے ہم لوگ کافی دن سے کوئی"
"شرارت نہیں کی تھی تو۔

ایان صفائی دینے والے انداز میں گویا ہوا۔ پر اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی حجاب نے درمیان میں اچک لی۔

"تو آپ نے سوچا کہ کیوں ناں مجھے ڈرایا جائے اسی لئے ہوں ناں میں یہاں۔"

حجاب غصے سے کہتی تن فن کرتی وہاں سے واک آوٹ کر گئی جبکہ ایان بیچارگی سے اسکی پشت دیکھتے اس کی تقلید میں منانے کی غرض سے چل دیا۔

وہ دو تین ڈاکٹرز کے جلدی جانے کے بدولت آج کچھ زیادہ ہی مصروف تھا۔ تھکن سے برا حال تھا۔اس کا جی چاہ رہا تھا بس یہاں سے کسی طرح فرار حاصل کرلے۔چہرے کے تاثرات بھی اسی چیز کی گواہی دے رہے تھے اس نے ایک نظر دیوار پہ لگی گھڑی کی جانب ڈالی جو رات کے آٹھ بجارہی تھی۔اور ایک نظر اپنے سامنے موجود مریض کو دیکھا جس کے چہرے پہ اذیت آشکار تھی لیکن وہ نیند کے انجیکشن کی بدولت سونے کی تگ و دو میں تھا۔رائم نے اپنے پاس ہی فائل تھامے کھڑی نرس کو درد کم کرنے والا انجیکشن لانے کی تلقین کی تو وہ اثبات میں سر ہلاتے باہر کی جانب چل دی لیکن کچھ ہی لمحوں بعد ناامیدی سے واپس لوٹ آئی۔

"آپ اسی مریض کے پاس ٹھہرے میں ذرا ایک راؤنڈ فارمیسی کا لگا کے آتا ہوں۔کافی عرصے سے وہاں کا چکر نہیں لگا۔"

اس کی بات پہ رائم نے اسے وہی کھڑے رہنے کی تاکید کرتے خود ہی وہاں جانا بہتر سمجھا۔

وہ اپنی مخصوص چال چلتے ہوئے فارمیسی کی سمت جارہا تھا۔چہرہ ہمیشہ کی طرح سپاٹ تھا۔ فارمیسی کے باہر پہنچتے ہی اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔یہ جگہ کچھ سنسان تھی کوریڈور میں اکا دکا ہی لوگ تھے لیکن اب ان کی موجودگی بھی نہیں تھی رائم نے اردگرد نگاہ دوڑاتے جیسے اپنے شک کو کم کرنا چاہا لیکن وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔اس سے پہلے کہ وہ ڈسپنسری کا دروازہ کھولتے اندر قدم رکھتا معاً موبائل پہ ہونے والی بیل پہ بدمزہ ہوتے موبائل جیب سے نکالنے لگا لیکن موبائل پہ موجود نام کو دیکھتے اس کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔وہ مسکراتے ہوئے کال اٹھاتے فون کان سے لگا گیا۔

''جی کون میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔''

رائم کا دل مقابل کو تنگ کرنے پہ آمادہ تھا تبھی شرارت آمیز لہجے میں بولا جبکہ دوسری جانب موجود انسان اس کی حرکت پہ تپ اٹھا۔

''تم کیا تمہارے اچھے بھی جانتے ہیں۔''

ادیان کی سنجیدہ کرخت آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

آج کیسے یاد آگئی مصروف ترین انسان۔مجھے تو ایسا معلوم ہورہا تھا کہ تم بس اب اپنی" زندگی میں اور میں اپنی زندگی میں۔"

وہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولا تو ادیان نے مسکراتے ہوئے اس کا شکوہ سنا۔اور اپنے آپ کو آنے والے وقت کیلیے تیار کرنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب وہ اس سے جو بات کرنے لگا ہے اس کا ردِ عمل کس قدر شدید ہوسکتا ہے۔

نہیں اب ایسا بھی بلکل نہیں ہے۔تم جانتے ہو میری زندگی میں شروع سے ہی تم اور" روشی کس قدر اہمیت رکھتے ہو۔تو یہ بات کہنا بلکل فضول ہے۔بس اب کام کا بوجھ ہم سب کے اوپر اس قدر حاوی ہوگیا ہے کہ پہلے کی طرح سب ہونا ایک ناممکن سی بات لگتی ہے۔"

اس نے سنجیدگی سے اپنی بات کا اختتام کیا۔اس کی بات پہ رائم کی آنکھیں کسی احساس کے تحت چمک اٹھی۔اور دماغ میں کچھ خرافاتی گھومنے لگا جس پہ اس نے فوری طور پر عمل بھی کرنے کا سوچا۔

"جی جی یہ بات مجھے بہت اچھے سے ازبر ہے کہ آپ کی زندگی میں میں اور روشی کس قدر اہمیت رکھتے ہیں۔اور بتاؤ مجنو صاحب نیا پار لگی یا نہیں۔یا ابھی تک پاپڑ ہی بیل رہے ہو۔"

اس نے روشی کے نام پہ باقاعدہ. زور دیتے اسے چڑایا اور پرجوش ہوکر اس سے روشانے اور اس کے بابت پوچھا۔ادیان اس کی بات پہ مدھم سا ہنس دیا۔
آج کل صرف یہی بات اس کی خوشی کا باعث تھی یہ اس کا دل جانتا تھاکہ اس بات نے کس قدر خوشی اسے فراہم کی ہے اب جلد ہی تمام معاملات طے پاجائے گے تو وہ صرف اس کی ہوجائے گی۔
"اور اگر میں کہوں ہاں تو۔ "
وہ اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا کر بولا تو رائم کی آنکھیں پھٹنے والی ہوگئی۔اس نے بڑی مشکلوں سے اپنے حواس بحال کیے اور ایک نظر موبائل کی سمت دیکھاکہ یہ ادیان ہی ہے نہ۔

"پھر میں تیرا سر پھاڑوں گا مجھے بتا کیا ہوا ہے کیسے بات کی گھر والوں سے کیا ہو کیسے ہوا کب ہوا۔"

اس نے اپنی حیرانی پہ قابو پاتے تابڑ توڑ سوال کر ڈالے ادیان اس کی بے بسی پہ مسکراہٹ دبا کر رہ گیا۔ بچپن سے ہی رائم کو ادیان کی پسندیدگی کا کچھ کچھ اندازہ تھا تبھی یہاں آنے سے پہلے رائم نے کھلے لفظوں میں اس بابت پوچھ بھی لیا تھا اور ادیان نے بھی اپنے رازداں کی طرح بنا کسی تردد کے اپنی محبت آشکار کرا گیا تھا۔

"کیا ہوا کیسے ہوا کب ہوا کو چھوڑو تم جلد سے جلد یہاں پاکستان پہنچو اور میری اس خوشی میں شریک ہونا ہے لازمی تمہیں۔"

وہ سنجیدگی سے اس پہ اپنی بات واضح کرتا ہوا بولا تو رائم سر کجھا کر رہ گیا۔ لیکن فلحال وہ اپنے دوست کم بھائی کے لیے بے تحاشا خوش تھا۔ پوری بات وہ وہاں جاکر جاننے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"اوکے دیان میں گھر جاکر فری ہوکر بات کرتا ہوں میں فلحال آن ڈیوٹی ہوں۔"

رائم نے اسے الوداعی کلمات کہتے فون کاٹ دیا۔لیکن وٹس ایپ پہ لیزے کا میسج دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے اس کی چیٹ کھولی جہاں "آئی مس یو بھائی "پوری شان سے لکھا ہوا تھا۔

وہ ادیان سے بات کرنے کے دوران فارمیسی سے بھی کچھ دور آگیا تھا اور یہاں تو کسی ذی روح کا نام و نشان نہیں تھا۔

"آئی مس یو ٹو بھائی کا بچہ۔"

اس نے مسکراتے ہوئے میسج ٹائپ کیا اور سینڈ کردیا۔اس سے پہلے کہ وہ واپسی کے لیے مڑتا معاً اپنے پیچھے اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا دماغ نے تیزی سے کام کرنا شروع کیا اس سے پہلے کہ وہ پلٹتا اپنے بازو کے نیچے سے ہوتے ہوئے سینے کی جانب سرکتے ہاتھ کو دیکھتے اس کے چہرے کا رنگ تیزی سے پھیکا پڑا۔یہ منظر دیکھتے آنکھیں گویا شعلے نگلنے لگی۔اس نے سختی سے دانت پہ دانت جمائے۔غصے کی شدت سے ماتھے کی شریانین پھٹنے کو تھی۔مٹھیاں بھینچتے اس نے گہرا سانس بھرا اتنا تو اسے اس کا ہاتھ دیکھتے اندازہ ہوچکا تھا کہ یہ کوئی نسوانی وجود ہے اور وہ نسوانی وجود کس کا ہو سکتا تھا یہی

خیال ہی اس کے تن بدن میں اگ لگانے کو کافی تھا۔اس نے اپنے سینے پہ اس کے ہاتھ رکھنے سے پہلے ہی جھٹکے سے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑتے زور سے دبایا کہ اس وجود کی درد کی شدت سے کراہ نکلی۔رائم بغیر پلٹے ہی طزیہ مسکراہٹ سمیت ہنس دیا اور ایک جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنے مقابل کیا۔

چٹاخ۔

کوریڈور کی سنسان فضا تھپڑ کی گونج کے ساتھ اس وجود کی ایک زور دار چیخ بھی گونجی۔اس کے تھپڑ لگنے سے وہ منہ کے بل زمین بوس ہوضی اور حیرت کی ذیادتی سے اپنے گال پہ ہاتھ رکھتی تھر تھر کانپتے ہوئے اس کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھنے لگی۔جس کا اشتعال سے برا حال تھا۔زونا کو باقاعدہ اس سے خوف محسوس ہوا۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے اٹھ کر بھاگتی رائم نے نیچے جھکتے جھٹکے سے اپنے مدعے مقابل کیا اور اس کی تھوڑی کو سختی سے اپنے مضبوط ہاتھ سے جکڑ لیا۔زونا کی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی۔اتنی سختی تھی اس کی پکڑ میں ایک پل کیلیے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاگیا۔درد کی شدت

سے ایسا محسوس ہوا کہ ابھی اس نے مزید کچھ دیر تک اتنی سختی برتی تو وہ ضرور مرنے والی ہوجاتی۔

"ڈاکٹر رائم لیو می یو آڑ ہرٹنگ می۔"

وہ آنسو میں آنسو لیے منت کرنے والے انداز میں بولی تو اس کی بے بسی پہ رائم نے تمسخر سے اس کی جانب دیکھا۔

وہ اس کے ارادے اچھے سے جان چکا تھا وہ اس کے پتا لگے بغیر اس کے ساتھ ہی واحیات حرکتیں کرکے اسے ہراسمنٹ کے کیس میں پڑوانا چاہتی تھی ایک سنسان کوریڈور کوئی بھی موجود نہیں تھا اور اس پہ یہ کیس آرام سے ہوجاتا کیونکہ ایسی لڑکیوں کو اپنی عزت کی تو کوئی پرواہ ہوتی نہیں بس اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی عزت داؤ پہ لگاتی ہیں رائم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے انھی ہاتھوں سے اس کی جان لے لے۔

"ناؤ وائے آڑ یو ہرٹنگ مس زونا یہی تو آپ چاہتی تھی نہ۔"

وہ اس کے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتا طیش کے عالم میں اسے دیوار کے ساتھ لگاتے دھیمی آواز میں غرایا۔ کمر دیوار کے ساتھ لگنے سے درد کی شدت سے اس کی کراہ نکلی لیکن رائم کا تو اس کی حرکت پہ مسلسل خون کھول رہا تھا۔

"تم جیسی لڑکیاں نہیں عزت کے لائق ہوتی ہزار بار میرے مسلسل منع کرنے کے باوجود بھی واحیات حرکت میں نے پہلے بھی شاید ایک بار تمہیں اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ میرے عتاب سے بچ جانا کیونکہ میں اپنی عزت اپنے پروفیشن اپنے مستقبل پہ کوئی بات برداشت نہیں کرو گا تم میرا تصور ان سب کی نگاہوں میں ایک غلیظ گندہ شخص یا بھیڑیے کی طرح کرنا چاہتی ہوگی نہ ہے نہ لیکن میرا نام رائم خان ہے میں اپنی عزت پہ کوئی داغ برداشت نہیں کروں گا اس کے لیے چاہے مجھے تمہاری جان ہی کیوں نہ لینی پڑے۔"

وہ سرخ آنکھوں سمیت اس کی کان کے قریب جھکتے پراسرار لہجے میں دھاڑا۔ زونا کا پور پور اس کی سرگوشی پہ سنسنا اٹھا آنکھیں دیکھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے ابھی لہو چھلکا دیں گی۔

اسے صرف یہی پریشانی تھی کہ اگر پورے ہسپتال کے سٹاف میں یہ خبر پھیل جاتی تو اس کی کس قدر بدنامی ہوتی وہ رائم کا منہ کالا کرنے نکلی تھی اس دن کا بدلا لینے کی بدولت اسے نیچا دکھانا چاہتی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی چال اسی پہ بھاری پڑجائے گی۔اس رہ رہ کر اب اپنی کوتاہی پہ رونا آرہا تھا کہ کن لڑکیوں کے پیچھے لگ کر اس نے شرط لگائی اور آج یہ قدم تک اٹھانے پر مجبور ہوگئی تھی۔اور رائم کے تیور دیکھ کر تو اس کا وجود جھلس رہا تھا ایسا محسوس ہورہا تھا کہ ابھی سب ختم ہوجائے گا۔

"پلیز رائم سر لیو می ایم رئیلی سوری آئی ایم اشیمڈ۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی سسکتے ہوئے بولی ساتھ ہی ارد گرد نگاہ دوڑاتے کسی کے نہ ہونے پر شکر کرتے گہرا سانس خارج کیا اسے اپنا گال ابھی بھی جلتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔اس کی بات پہ رائم نے نفی میں سر ہلاتے دو قدم پیچھے ہوتے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو مٹھی میں بھینچ لیا۔

"کہا تھا نہ میں نے میری حس بہت تیز ہے کوئی کچھ بھی غلط کرنے کا سوچتا ہے مجھے اس بارے میں اندازہ ہوجاتا ہے۔"

وہ اس پہ اپنی بات جتا کر بولا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑ گئی۔

"What's going on here Raim and Miss zona.What are you doing here at this deserted place.it's not good for both of you.It can made alot of serious problems for you both."

اس کا دوست نار جو دور سے ہی وہاں سے گزرتے ہوئے دیکھ چکا تھا ان دونوں کا گمان ہوتے ہی بھاگنے والے انداز میں ان تک پہنچا۔ان دونوں کی حالت دیکھتے وہ ٹھٹھک کر رکا اور حیرت سے اپنے مخصوص امریکی لب و لہجے میں استسفار کیا۔اور جس جانب اشارہ کیا وہ دونوں بخوبی سمجھ چکے تھے اور یہی چیز رائم کے اشتعال کا باعث بنی۔ کیونکہ ان کی حالت اسے جس چیز کی جانب اشارہ کررہی تھی وہ اس بابت سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔زونا کا تو پتہ نہیں لیکن اسے اس معاملے میں رائم پہ پورا یقین تھا۔

نار میری بات کان کھول کر سن لو یا تو اس ہسپتال میں اب مزید میں رہوں گا یا یہ لڑکی" اگر تمہیں اسے نکالنے میں کوئی مسئلہ درپیش ہے تو مجھے بتا دینا مجھے یہاں سے جانے میں کوئی دقت نہیں ہے پاکستان میں میرے ڈیڈ کا اپنا ہسپتال ہے وہاں کم سے کم ایسی لڑکیوں سے سامنا تو نہیں ہوگا۔"

چہرے پہ سختی کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔وہ تنفر سے کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ اس کی بات پہ نار نے نا سمجھی سے جبکہ زونا نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جو اپنا فیصلہ سنا کر جا چکا تھا وہ اس کے جاتے ہی مزید پھپھک کر رو دی۔جبکہ نار اس کی حالت پہ افسوس سے اسے دیکھتا رہ گیا۔اور ایک نظر اس کے جھکے سر پہ ڈالتے رائم کے پیچھے چل دیا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ غصے میں آتے وہ کوئی غلط قدم نہ اٹھالے کیونکہ انسان غصے میں کچھ بھی کرنے سے گریز نہیں کرتا۔

"شاہ آپ نے معاذ بھائی کو فون کر دیا تھا نہ۔"

محرم کافی کا مگ ہاتھ میں تھامے اندر داخل ہوئی تو وہ بیڈ کراؤن سے پشت لگائے یپ ٹاپ پہ ای میلز وغیرہ چیک کررہے تھے۔ محرم نے کافی کا مگ سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ان کی جانب دیکھتے استسفار کیا۔اورا ایک نظر گھڑی کی جانب ڈالی جو چھ بجارہی تھی۔

جی میں نے کردیا تھا آپ بلکل تیار رہیں میں بس ایک یہ ضروری ای میل بھیج کر اپنی" "تیاری کرتا ہوں۔ہم انشااللہ وقت پہ پہنچ جائیں گے۔

وہ محبت بھری نظروں سے اسے دیکھتے سائیڈ ٹیبل سے کافی اٹھاتے لبوں سے لگاگئے۔ محرم ان کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے الماری سے اپنا سوٹ نکالنے لگی۔سوٹ نکالتے ہی اس کی ہم رنگ شال نکالتے وہ فریش ہونے واشروم کی سمت چل دی۔

"ڈیڈ میں آجاؤ۔"

محرم کے واشروم جاتے ہی امائزہ نے کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھولتے سرگوشی میں اذلان شاہ کو مخاطب کیا تو وہ چونک کر دروازے کی سمت متوجہ ہوئے جہاں امائزہ کھڑی انہیں ہی مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔انہوں نے اپنی باہیں اس کی جانب واں گی تو وہ خوش

ہوتے تقریباً بھاگنے والے انداز میں ان تک پہنچی اور محبت سے ان کے بازوؤں میں آسمائی۔اذلان نے اس کے سر پہ پیار دیا۔

"اپنی ماما کے ہوتے کیوں نہیں آئی آپ۔"

اذلان نے شرات آمیز لہجے میں استسفار کیا تو وہ محرم کے ذکر پہ منہ بسور گئی۔

"یو نو بیٹر دین می"

وہ آنکھیں گھماتے ہوئے بولی تو اذلان اس کی حرکت پہ ہنس دیا۔کیونکہ وہ جب جب اذلان کے پاس آتی تھی اس کی باتیں ختم ہونے کا نام نہیں لیتی تھی اور اسی بدولت اذلان کو عموماً آفس سے یا کسی بھی جگہ جانے میں دیری ہوجاتی تھی آج بھی محرم نے اسے سختی سے تاکید کی تھی کہ ہم نے کہی جانا ہے ڈیڈ سے آپ واپسی پہ دن بھر کی باتیں کرلینا لیکن جانے سے پہلے آپ اپنا یونی کا کام کریں گی لیکن وہ امائزہ ہی کیا جو اس کی بات مانے۔اذلان کے بغیر وہ اپنے ہی گھر میں بھی اداس اداس رہتی تھی کیونکہ پیدا ہوتے سے ہی وہ سب سے زیادہ قریب اذلان کے ہی رہی تھی یہ نہیں تھا کہ اسے محرم سے کوئی چڑ تھی ان کی روک ٹوک پہ۔وہ ان سے بھی بہت پیار کرتی تھی لیکن پھر بھی وہ

سب کو یہی کہتی تھی کہ میرے ڈیڈ اور بھائی میرے سپر ہیروز ہیں۔ابھی بھی وہ ان کے گلے سے لگی پورے دن کی روداد سنانے میں مصروف تھی جبکہ اذلان اپنا لیپ ٹاپ بند کرتے اس کے بال سہلاتے پوری توجہ سے اس کی باتیں سننے میں مصروف تھے۔

آپ کو میں نے منع کیا تھا نہ امائزہ اور شاہ آپ بھی باز مت آیا کریں اب میں تیار ہوں"
"بلکل مجھے اگلے دس منٹ میں آپ بھی نیچے چاہیے ہیں۔

وہ تنبیہی انداز میں بولتی اس سے پہلے کمرے سے باہر نکلتی اذلان کی شریر پکار پہ ان کے قدم باقاعدہ رکے۔

"جانم اب آپ اپنے مظلوم سے شوہر پہ ظلم کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر مظلومیت طاری کیے بولے تو محرم نے بھنویں اچکا کر ان کی جانب دیکھا اور ان کے ساتھ بیٹھی اپنی بیٹی کو جو مسلسل دانت نکال رہی تھی۔

مجھے بھی کبھی آپ کے معاملے میں یہی غلط فہمی لاحق تھی لیکن آپ کے ساتھ رہتے" یہ چیز تو اچھے سے مجھ پہ واضح ہوگئی ہے کہ آپ سے زیادہ ظالم اور چالاک کوئی نہیں ہے "چلیں اٹھیں اب اور آپ بھی فوراً سے پہلے اپنے روم میں۔

اس نے اذلان کو باور کراتے ایک کڑی نگاہ امائزہ پہ ڈالی تو وہ ہنستے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئی لو یو مم"

وہ ان کے گرد حصار باندھتی ان کے گال پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی تو محرم نے بھی جواباً اس کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیا۔

"آئی لو یو ٹو میرا بچہ چلو اب۔"

وہ اسے ساتھ لیتی اور اذلان کو دیکھتے گھڑی کی جانب اشارہ کرتی وارن دینے والے انداز میں باہر نکل گئی ان کے جاتے ہی اذلان نے بھی واشروم جانا ہی بہتر سمجھا۔

کچھ ہی دیر میں اذلان محرم عفان اور عزہ کا یہ چھوٹا سا قافلہ معاذ کے گھر کی جانب رواں دواں تھا۔آسمان پہ بادلوں نے بسیرا کیا ہوا تھا۔وہ لوگ اس حسین موسم میں ٹھنڈی ہوا لطف اندوز ہوتے تقریباً آدھے گھنٹے میں ان لوگوں کے گھر موجود تھے۔

اذلان اور عفان دونوں نے پریشے کے سر پہ پیار دیا تو معاذ ان سب کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود بھی سامنے صوفے پہ براجمان ہوگئے۔

"کیسے ہیں بھائی اور خیر سے آنا ہوا ورنہ تو آپ سو سو ہی آتے ہیں مجھ سے ملنے۔"

پریشے اپنا ہمیشہ والا شکوہ دہراتے ہوئے بولی تو سب اس کی بات پہ ہنس دیے۔کچھ ہی دیر میں مراد صاحب بھی وہی آگئے۔ملازمہ نے جوس سرو کرنے والی ٹرے پریشے کے حوالے کی اور خود باہر کی جانب چل دی پریشے سب کو جوس سرو کرتے وہی بیٹھ گئی اور استفامیہ نگاہیں ان سب کی سمت اٹھائی۔

دراصل ہم سب آپ کے پاس ایک فریاد لے کر آئے ہیں۔ہمیں یقین ہے کہ ہمیں" "انکار کسی صورت نہیں ہوگا۔

بالاخر اذلان نے گلاس سامنے رکھے شیشے کے میز پہ رکھتے بات کی تہمید باندھی اور ایک نظر اپنی شریک حیات کی سمت دیکھا جو انہیں بات جاری رکھنے کا کہ رہی تھیں۔پریشے اور معاذ نے نا سمجھی سے نگاہوں کا تبادلہ ہوا اور معاز نے اثبات میں سر ہلاتے گویا انہیں مزید بولنے کی اجازت دی۔

دراصل ہم سب آج یہ خواہش لے کر حاظر ہوئے ہیں کہ ہم روشانے کو اپنے گھر کی" بیٹی بنانا چاہتے ہیں آسان لفظوں میں ہم آپ کی ایک بہت ہی قیمتی شے کو اپنے گھر کی "زینت بنانا چاہتے ہیں۔

ان کی بات پہ پریشے اور معاذ نے سکتے ہی کیفیت میں ان سب کی جانب دیکھا اور حیرت بھری نظروں سے معاذ کی سمت دیکھا وہ بھی انہی کی سمت متوجہ تھے۔

باقی سب وہاں بیٹھے خاموشی سے ان کے تاثرات کا ملاحظہ کررہے تھے عفان نے تعجب سے ان کا ساکت ہونا محسوس کیا۔

ماشااللہ یہ تو بہت خوب سوچا اذلان بیٹا آپ نے۔ہمیں بھلا اس میں کیا مسئلہ ہوگا" "ہمارے سامنے کی ہمارے گھر کا بچہ جوان ہوا ہے۔

مراد صاحب نے ان کی بات پہ باقاعدہ خوشی کا اظہار کیا تو پریشے کے چہرے پہ بھی بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

وہ تو ابھی کل ہی اس متعلق معاذ سے بات کررہی تھی اور اللہ نے کیسے اگلے ہی لمحے ان کی سن لی ان کی بیٹی کا رشتہ خود ہی وہاں سے آگیا۔ان کیلیے اس سے زیادہ خوشی کی بات کیا ہوگی۔وہ تو خوشی سے پھولے نہیں سمارہی تھی۔

"بھائی مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ میں تو بہت خوش ہوں آپ کی سوچ پہ میری روشی اس گھر میں آجائیں گی میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی بات کیا ہوگی وہ بھی ادیان کی دلہن بن کر۔اور وہ تو ویسے بھی میرے دل کے بہت قریب ہے۔میں تو کسی صورت بھی اسے کھونا نہیں چاہتی۔"

انہوں نے تشکر بھری نظروں سے ان سب کو دیکھتے اپنی بات کا اختتام کیا۔خوشی ان کے چہرے سے چھلک رہی تھی .باقی سب نے ان کے بولنے پہ بے ساختہ شکر ادا کیا۔

"معاذ بھائی آپ نہیں کچھ بول رہیں خیریت کوئی مسئلہ ہے کیا۔"

عفان نے ان کی مسلسل خاموشی سے تنگ آکر پوچھا تو وہ چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئے۔

اور ساری باتوں کو ذہن سے جھٹک کر اپنا رخ اذلان کی جانب کیا۔

بھائی آپ نے ادیان سے اس کی رائے پوچھی میرا مطلب اسے کوئی اور نہ پسند ہو میں"
نہیں چاہتا کہ کسی ایک کی طرف سے بھی یہ رشتہ رضامندی کے بغیر ہو باہمی رضامندی
"ہونا بہت ضروری ہے ورنہ بہت برے نتائج سامنے آتے ہیں۔

معاذ نے اپنی تسلی کے خاطر پوچھنا ضروری سمجھا تو انہوں نے ان کی بات پہ مسکرا کر سر ہلایا۔ معاذ کو یک گونہ سکون سا محسوس ہوا۔

"یہ روشانے اور فہد کہاں ہیں دکھائی نہیں دے رہے۔"

عزہ نے اپنی نگاہیں ان دونوں کی تلاش میں گھمائی تو سب نے تائیدی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

روشی تو فریش ہورہی تھی اب تک ہوتو جانا چاہیے تھا اور فہد یونی سے لیٹ آیا تھا تو سورہا"
"ہے۔رکیں میں روشی کو بلاتی ہوں۔

پریشے نے ان کی بات پہ سنجیدگی سے جواب دیا اور روشانے کو بلانے کی خاطر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس سے پہلے کہ وہ باہر نکلتی گنگناتی ہوئی روشانے کو اندر آتا دیکھ انہوں

نے مسکرا کر اندر کی سمت اشارہ کیا تو وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے سب کو سلام کرتے وہی پاس جگہ سنبھال گئی۔

محرم نے اپنا بایاں بازو پھیلا کر اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ جھجھکتے ہوئے نا سمجھی سے ان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔عزہ نے بھی اس کے سر پہ پیار کیا۔روشانے کو ایک لمحے کیلیے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا تبھی اس نے استہفامیہ نگاہیں پریشے سمت اٹھائی جنہوں نے اسے مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں تسلی دی۔

"اچھا تو پھر یہ آج سے ہماری بیٹی ہوئی۔"

محرم نے اسے اپنے ساتھ لگاتے محبت سے معاذ اور پریشے کو مخاطب کیا تو وہ دونوں کو مسکرادیے جبکہ روشانے نے چہرے پہ نا سمجھی کے تاثرات لیے ان سب کی سمت دیکھا جو بہت خوش دکھائی دے رہے تھے۔

"میں تو پہلے بھی آپ کی بیٹی ہی ہوں ممانی۔"

اس نے ان سب کی باتوں سے یہی اخذ کیا تبھی حیرت سے بولی۔کیونکہ ان سب کی باتوں سے جو مطلب واضح ہورہا تھا اس بابت وہ سوچنا بھی پسند نہیں کررہی تھی۔

"ارے وہ تو وہ ہی لیکن اب ادیان کی حیثیت سے اس گھر کی بیٹی بن کر وہاں آؤ گی۔"

انہوں نے اس کی معصومانہ بات پہ ہنستے ہوئے اپنے ساتھ لگایا اور ساتھ ہی اس کے بال سنوارے۔جنکہ ان کی بات پہ روشانے نے جھٹکے سے پریشے کی جانب دیکھا جو محبت بھری نگاہوں سے اسے ہی تک رہی تھی معاز کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا جبکہ وہ اپنے سن ہوتے دماغ کے ساتھ ان سب کی باتیں سمجھنے کی تگ و دو میں تھی۔آنکھیں پل بھر میں آنسوؤں سے لبریز ہوئی اس نے مشکل مٹھیوں کو بھینچتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا ہاتھ پاؤں باواعدہ ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔وہ دھندلی نگاہوں سے ایک نظر سب کے ہنستے مسکراتے چہرے پہ ڈالتے بھاگنے والے انداز میں لاؤنج عبور کرتی زینے چڑھ گئی۔زینے چڑھتے دو بار آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجانے کی بدولت لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچی۔

اس کے یوں بھاگنے پر سب کے چہروں سے مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی انہوں نے پریشے کی سمت دیکھا تو وہ سر جھٹکتے ہوئے ہنس دی۔

"لگتا ہے شرما گئی ہے۔"

اس کے مسکرا کے کہنے پر سب ہنس دیے۔

اتنی دیر میں پریشے نے ملازمہ کے ساتھ مل کر کھانے کی ٹیبل کو اچھے سے سیٹ کیا۔طرح طرح کے لوازمات سے ٹیبل بھرا ہوا تھا۔مختلف کھانوں کی مہک سے سب کی بھوک میں مزید اضافہ ہوا۔اس دوران بھی وہ سب ہلکی پھلکی خوشگپیوں میں مصروف تھے۔

نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔یہ ٹھیک نہیں ہورہا ادیان ایسا کیسے کرسکتا ہے میں اسے یہ" حق بلکل نہیں دوں گی کہ کسی کے بھی جذبات کے ساتھ کھلوار کرے۔مجھے اس سے ملنا ہوگا اور اسے یہ بات باور کرانا ہوگی کہ روشانے خان نا کل اس کی تھی نا آج اس کی ہے اور نہ ہی آئندہ کبھی زندگی میں وہ اسے کوئی ایسا موقع فراہم کرے گی جس سے وہ اس کے وجود پہ اپنی مہر لگالئے۔وہ شروع سے ہی احد کی ہے اور اسی کی قسمت میں لکھی ہوئی ہے وہ میرے سے میری محبت نہیں چھین سکتا۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں اپنے بالوں کو بھینچے بے بسی کی انتہا پر تھی۔اسے بس اب کسی بھی طرح ادیان سے ملنا تھا۔

آج ہی تو احد گھر میں بات کرنے والا تھا اور اس نے بھی گھر والوں پہ یہ واضح کرنا تھا کہ وہ کسی کو پسند کرتی ہے لیکن قسمت نے اچانک یہ کیسا پلٹا کھایا تھا۔اس کی سمجھ سے باہر تھا۔اب وہ مسلسل اپنی بائیں ٹانگ جھلاتے کسی غیر مرئی نقطے پہ نظریں ٹکائے بیٹھی کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔یہ بات تو تھی کہ وہ اتنی جلدی ہار کسی صورت نہیں مانے گی۔

"ادیان شاہ تیار رہنا کل مجھ سے ملنے کیلیے اور یقیناً کل کے دن تم پہ جو انکشاف ہوگا وہ بہت قہر ڈھائے گا تم پہ۔تمہارے وجود کو ریزہ ریزہ کر رکھ دے گا۔میں ایسا قطعی نہیں چاہتی تھی لیکن اب میرے لیے اور تمہارے لیے اور اس تیسرے وجود کیلیے بہت ضروری ہوگیا ہے۔"

ایکدم وہ اپنے ہوش و حواس بحال کرتی مضبوط لہجے میں بولی۔اور ساتھ ہی سائیڈ ٹیبل پہ رکھے اپنے فون سے اس کو میسج سینڈ کرتے اپنے حواس بحال کرنے لگی۔

وہ رات کو تھکا تھکا سا آفس سے لوٹا تو لاؤنج میں ہی صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے آنکھیں موند گیا آج روشانے کے جلدی جانے کی بدولت اسکا دل کچھ اداس سا گزرا تھا ناجانے معاذ سر اسے کیوں جلدی لے گئے تھے اس کی سمجھ سے باہر تھا اب اس سے مل کر ہی معلوم ہونا تھا۔ ابھی اسے آنکھیں موندے کچھ لمحے ہی سر کے تھے کہ ہمیشہ کی طرح اپنی ماں کی مسکراتی آواز سن کر آنکھیں وا کرتے ایک نظر انہیں دیکھتے مسکرا کر سیدھا ہو کر بیٹھا اور ان کے ہاتھ ست پانی کا گلاس لیتے لبوں سے لگایا۔اور اسی کے پاس جگہ سنبھالی۔

"آج میرا بیٹا تھکا تھکا لگ رہا ہے کوئی پریشانی ہے کیا یا کام زیادہ تھا آج۔"

ہاجرہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ساتھ ہی اس کے بال سنوارے۔احد ان کا ہاتھ تھامتے لبوں سے لگا گیا۔

بس ماما تھوڑا تھک گیا ہوں آپ آج کچھ زیادہ ہی آپ ایسا کریں کھانا لگوائیں جلدی سے" بہت بھوک لگی ہے میں آتا ہوں فریش ہوکر پھر آپ سب سے ایک بہت ضروری بات "کرنی ہے۔

وہ مسکرا کر ان کے ماتھے پر بوسہ دیتا ہوا زینے چڑھتے اوپر کی جانب چل دیا تو وہ بھی اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے مسکراتے ہوئے کچن کی جانب چل دیں۔

اپنے کمرے میں آکر جلدی سے اس نے شوز اور موزے اتارتے الماری سے ایک طے شدہ آرام دہ ٹراؤزر شرٹ نکالتے ہی واشروم کی سمت چل دیا تاکہ فریش ہوکر وہ کچھ تازہ دم محسوس کرسکے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد فریش ہو کر باہر آتے اہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے بال بنا کر خود پر پرفیوم چھڑکتے گنگناتے ہوئے نیچے کی جانب چل دیا جہاں کھانے کی ٹیبل پر اسی کا ہی انتظار ہورہا تھا۔وہ ان سب کو ایک نظر دیکھتے اپنی کرسی کھینچی۔

"احد بھائی اب بیٹھ بھی جائیں پہلے ہی بہت بھوک لگی ہے۔آپ جانتے ہیں ایک بھی افراد یہاں نہ ہو تو ماما کھانا نہیں دیتی۔"

احد کی چھوٹی بہن منتہا نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے ماتھے پہ بل ڈالے کہنا ضروری سمجھا۔

ارے بھئی تم شروع کرو ناں میں بھی آگیا ماما کیوں ظلم کر رہی ہیں میری معصوم بہن"
"پر کھانا دیں اسے۔

احد نے شرارت سے کہتے اپنی جگہ سنبھالی اسی طرح ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان کھانا کھایا گیا۔

,احد بیٹا آپ نے کچھ بات کرنی تھی۔"

احد کے بابا نے رومال سے اپنا منہ تھپتھپاتے گویا بات کا آغاز کیا تو وہ بھی کچھ سنجیدہ ہوتے ان کی جانب متوجہ ہوتے اثبات میں سر ہلاگیا۔

جی بابا وہ ایکچولی مجھے آپ سب سے ایک بہت ہی اہم بات کرنی تھی امید ہے آپ"
لوگ میری بات سمجھیں گے اور نظرانداز تو بلکل بھی نہیں کرینگے۔کیونکہ اس متعلق ڈھکے
"چھپے لفظوں میں میں آہ دونوں کو پہلے بھی آگاہی دے چکا ہوں۔

احد گلہ کھنکھارتے بات کی تمہید باندھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں مخاطب کیا۔

"آپ بات کہو بیٹا کیا کہنا چاہتے ہو۔"

اب کہ ہاجرہ نے بھی نا سمجھی سے استسفار کیا تو احد نے اثبات میں سر ہلاتے ایک نظر ان سب پر ڈالتے دوبارہ بات کا آغاز کیا۔

"ماما بابا میں شادی کرنا چاہتا ہوں آئی مین میں کسی کو پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں آپ لوگ وہاں میرے رشتے کی بات کرنے جائیں۔"

احد کی بات پر ان سب نے حیران نگاہوں سے ایک دوسرے کی سمت دیکھا پھر احد کی جانب دیکھا جو انھی کی جانب متوجہ تھا جیسے ان کے جواب کا منتظر ہو۔

"کیا ہوا آپ لوگ ایسے کیوں گھور رہے ہیں مجھے۔"

احد نے کچھ پریشان ہوتے پوچھا تو اس کے مام ڈیڈ کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ اس سارے معاملے میں خاموش بیٹھی منتہا بھی مسکرادی۔

"بھئی ہم لوگ حیران تھے کہ شکر ہے ہمارے بیٹے کو آفس کے علاوہ بھی کسی چیز کا ہوش آیا۔"

ان کے اس طرح کہنے پر احد بھی چہرہ جھکائے جھینپ کر مسکرا دیا۔

"اچھا چلو بتاؤ کون ہے وہ جس نے میرے بیٹے کے دل میں گھر کر لیا ہے۔"

ہاجرہ نے خوش ہوتے ہوئے سوال کیا۔وہ تو سب سے زیادہ خوش اور پرجوش دکھائی دے رہی تھی۔

"مطلب آپ لوگوں کو کوئی اعتراض نہیں اوہ شکر ہے میں ایسے ہی پریشان ہورہا تھا۔"

احد نے سکون بھرا سانس خارج کیا۔اور تشکر بھری نظروں سے ان کی سمت دیکھا۔

کیوں بھائی ہمیں کیا اعتراض ہونا ہے چلیں اب بتا بھی دیں کون ہے میری ہونے" والی بھابھی۔"

منتہا نے بے صبری سے پوچھا۔تو احد اس کی جلدبازی پہ ہنس دیا۔

میں سب بتاتا ہوں ماما آپ یہ بتائیں پھر کب جائیں گے آپ لوگ بات کرنے وہ معاذ" سر کی ہی بیٹی ہے کافی عرصے سے ہم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ روشا نے "معاذ خان نام ہے اس کا۔

احد نے تفصیل سے بات مکمل کرتے ان سے بھی سوال کیا۔

چلو پھر جلد ہی جاتے ہیں ہم ایک دو دن کے اندر ہی بات کرتے ہیں ویسے بھی اب" "بس جلد از جلد میری بہو آجائے بس۔میں مزید دیری نہیں کرنا چاہتی۔

احد کی مام کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ تبھی چہکتے ہوئے محبت بھرے انداز میں اس سے مخاطب ہوئی۔

چلیں پھر آپ سب پلیننگ کریں میں تھوڑی دیر ریسٹ کر لوں آج کافی کام تھا تو" "تھک گیا ہوں۔

ان سب کو الوداعی کلمات کہتے مسکراتے ہوئے وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل دیا اور محبت سے اسے تصور میں سوچتے مسکرادیا۔کمرے میں پہنچتے ہی اس نے فوری طور پر روشانے کو میسج کیا تاکہ وہ اس سب کے متعلق اطلاع دے سکیں مگر وہ آفلائن تھی کال ملاتے ہی کافی دیر اس کے اٹھانے کا انتظار کیا لیکن وہ کال بھی پک نہیں کر رہی تھی احد کو پریشانی نے آن گھیرا۔

"یہ روشی فون کیوں نہیں اٹھا رہی یا اللہ سب ٹھیک ہو۔"

احد نے پریشانی میں بڑبڑاتے ہوئے بے ساختہ اس کی خیر و عافیت کی دعا کی۔

پھر ایسے ہی موبائل ساتھ لئے اس کے آنلائن ہونے کا انتظار کرتے اور کال کرتے کرتے تھکان کے باعث جانے کب نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔

معاذ پریشے کی طرف سے آنے کے بعد عفان تو فریش ہونے کمرے کی سمت ہی چلے آئے تھے عزہ نے بھی کچھ سوچتے ان کی تلقید کی۔

"فان آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ناں۔"

عفان شاہ جیسے ہی فریش ہوکر واشروم سے باہر نکلے اور آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے بال سنوارنے لگے لیکن عزہ کی بات پہ ان کا حرکت کرتا ہاتھ تھما انہوں نے چہرے پہ نا سمجھی سے تاثرات لیے عزہ کی سمت دیکھا جو اب عفان کا ماتھا چھوتے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہمم ٹھیک ہے مجھے کیا ہونا ہے بھئی۔"

عفان نے اس کے ہاتھ ماتھے سے ہٹا کر کچھ مشکوک ہوتے پوچھا۔تو عزہ بے ساختہ اپنے ماتھے پہ ہاتھ مار گئی۔

"نہیں بس ویسے ہی آج آپ انسانوں کی طرح رہے ناں معاذ بھائی کے گھر ورنہ تو آپ کو شرم رہتی ہی نہیں تو مجھے لگا شاید بخار وغیرہ نہ ہوگیا ہو۔"

عزہ کے شرارت سے کہنے پر انھوں نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا۔اور ستائشی انداز میں آئبرو اچکائی۔

"نہیں مطلب اب میں اپنے بھتیجے کے سسرال جاکر بھی بے شرمی کا مظاہرہ کرتا ہوا اچھا لگوں گا کیا؟"۔

ان کے جواب پر عزہ نے آنکھیں پورا طرح کھول کر انہیں دیکھا جیسے اس بات سے بہت حیرانی ہوئی ہو۔جبکہ وہ پھر سے بال سنوارنے میں مصروف ہوچکے تھے۔

"یہ آپ ہی ہیں ناں جس انسان کا شرم سے کوئی تعلق نہیں ہو وہ آج شرم کی باتیں کر رہا ہے"۔

عزہ کی حیرانی عروج پر تھی۔

"جانِ من اس ٹائم اس لئے تھوڑی شرم کا مظاہرہ کر دیا کہ میں وہاں سسرال والوں کی حیثیت سے موجود تھا پر یہاں تو نہیں ہوں ناں یہاں شرم کو سائیڈ رکھتے ہیں پھر"۔

یہ کہتے ہی عفان نے عزہ کو اپنی جانب کھینچتے حصار میں لیا ان کی اس پیش قدمی پر وہ کچھ کہتی کہ تبھی ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتے انابیہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"اوپسں سوری سوری میں نے کچھ نہیں دیکھا یو گائز کیری آن۔"

ان دونوں پر نظر پڑتے ہی وہ رخ موڑتے معصومیت سے بولی جبکہ اس کی آمد پر عزہ فوراً سے عفان کا حصار توڑتے پیچھے ہوئیں جبکہ عفان نے ایک مسکراتی نظر عزہ کو دیکھتے انابیہ کر مخاطب کیا۔

"انابی آجاؤ بچے کوئی بات کرنی تھی آپ نے۔"

ان کی بات سنتے وہ مسکراتے ہوئے عزہ کی جانب دیکھ کر آنکھ دباتی ان کے بازؤوں میں آسمائی۔ جبکہ اس کی حرکت پہ وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"کیا ڈیڈ میں ایسے ہی نہیں آسکتی آپ کے پاس۔"

وہ اپنا چشمہ درست کرتے ہوئے کچھ نروٹھے پن سے بولی۔

جی بالکل آسکتی ہیں پر اس وقت آپ اگر سو جائیں تو صبح ٹائم پر اٹھیں گی ورنہ بیہوش" "ہی رہے گی۔

عزہ نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے اسے لتاڑا اور ساتھ ہی شرم دلانا چاہی تو وہ ان کے طنز پہ منہ بسور گئی۔

"ڈیڈ دیکھیں یہ آپکی بیوی ہر وقت مجھے ڈانٹتی رہتی ہیں۔ اب مجھے نہیں نیند آرہی تو اپ بتائیں میں کیا کروں۔"

اس کی بات پر عفان نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اپنے ساتھ بٹھایا۔

"بھئی نہیں ڈانٹا کرو نہ میری بیٹی کو ہر وقت۔"

عفان نے انہیں دیکھتے کہا تو عزہ انہیں گھور کر رہ گئیں۔ جنہوں نے کچھ زیادہ ہی اسے سر پہ چڑھایا ہوا تھا تبھی وہ کچھ زیادہ ہی منہ پھٹ ہوچکی تھی۔

"آپ نے ہی سر چڑھایا ہے ہر ٹائم فون چلائے گی تو کیسے نیند آئے گی اسے۔"

اب کے ان کی توپوں کا رخ اپنی جانب ہوتا دیکھ وہ انابیہ کی جانب متوجہ ہوئے۔

"انابیہ ویری بیڈ کیوں اتنا فون چلاتی ہو جب ماما اتنا چلانے کا منع کرتیں ہیں تو اتنا نہیں بلکہ اتنا زیادہ چلایا کرو۔"

ان کی بات سنتے ہی انابیہ کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا جبکہ عزہ حیرت سے دونوں باپ بیٹی کی حرکات مظاہرہ کر رہی تھی۔جو اسے چڑانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہے تھے۔

"آپ لوگوں کو قدر ہی نہیں میری کوئی فہیم ہوتا تو وہ پوچھتا آپ لوگوں سے۔"

عزہ روہانسی ہوتے بیڈ کی دوسری طرف جا کر منہ پھلا کر بیٹھ گئیں جبکہ ان کی بات سنتے وہ دونوں مسکراتے ان کی جانب بڑھے۔

انابیہ نے ان کے ساتھ بیٹھتے اپنے حصار میں لیا۔

یار ماما ہم مذاق کر رہے تھے ہو نو ناں آپ کو تنگ کرنے میں جو مزہ ہے وہ کہیں" "نہیں۔

ہنستے ہوئے کہتی وہ عزہ کو بہت پیاری لگی تو وہ بھی مسکرا کر اسے اپنے ساتھ لگا گئیں جبکہ عفان بھی مسکراتے ان دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیتے ساتھ ہی براجمان ہوگئے۔

اسی طرح ہنستے مسکراتے باتوں میں مصروف ایک خوشگوار دن اپنے اختتام کو پہنچا۔

وہ شہر کے جدید ترین کیفے میں بیٹھی ادیان کا بے صبری سے انتظار کررہی تھی۔کل میسج پہ اس نے ادیان کو ملاقات کا عندیہ دے دیا تھا اور ادیان کو کیا چاہیے تھا بھلا اس نے بنا کسی تردد کے حامی بھر لی تھی۔اس کے خیال میں شاید روشانے شادی کے متعلق کوئی بات کرنا چاہتی ہوگی۔تبھی صبح وقت پہ ہی اس نے ایک کیفے میں ایک فیملی کیبن بک کروالیا تھا اور روشانے کو وقت پہ ہی اس کی لوکیشن بھی سینڈ کردی تھی ابھی بھی وہ اسی کیبن میں بیٹھی پریشانی سے انگلیاں چٹخارہی تھی۔ادیان کو تو بلا لیا تھا لیکن اب یہ بات سمجھ نہیں آرہی تھی کہ بات کا آغاز کیسے کرنا ہے لیکن یہ بات کو طے تھی کہ آج آر یا پار کا فیصلہ ہوکر رہنا تھا اس نے ایک نظر اپنی نازک کلائی پہ موجود قیمتی گھڑی پہ ڈالی کو دوپہر کے تین بجارہی تھی مطلب وہ پہنچنے والا تھا۔اسی سوچ نے اس کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ کردیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں اسے باہر قدموں کی چاپ سنی تو اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے اپنے آپ کو نارمل کیا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد کیبن کا دروازہ کھلا تو کیفے کے مینیجر کے ساتھ

اپنی مخصوص پروقار انداز میں اندر داخل ہوا اور مینیجر کو سپاٹ انداز میں باہر جانے کا حکم دیا وہ اس کی بات پہ اثبات پہ سر ہلاتے باہر کی جانب چل دیا۔روشانے بھی اسے دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اشتعال نئے سرے سے امنڈ آیا تھا۔ایک گہرا سانس بھرتے اس نے اپنے غصے پہ قابو پایا۔ادیان اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود بھی پوری شان سے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے سامنے صوفے پہ براجمان ہوگیا۔اور دلکش مسکراہٹ چہرے پہ سجائے اس کی جانب دیکھا۔اس کی مسکراہٹ نے جلتی پہ تیلی کا کام کیا تبھی وہ ناگواری سے رخ پھیر گئی۔اس کا یوں ناگواری سے رخ پھیرنا ادیان کو کچھ خاص پسند نہیں آیا تبھی مسکراتے لب فوراً سمٹے۔

"کیسی ہو روشی اوپس سوری مسز ادیان شاہ ٹو بی۔"

وہ اس کی جانب جھکتے اپنی سیاہ سحر انگیز آنکھوں میں دنیا جہاں کی محبت سجائے بولا تو کب سے خود پہ ضبط کر کے بیٹھی روشانے کا ضبط جواب دے گیا تبھی چیخ اٹھی۔

"بی ہیو ادیان شاہ۔"

وہ اس کی جانب انگلی اٹھائے تنبیہی انداز میں سرد لہجے میں اسے باور کرواتے ہوئے بولی اس کی حرکت پہ ادیان کے ماتھے پہ بل پڑنا شروع ہوگئے اس نے سرد نگاہوں نے اس کی انگلی کی سمت دیکھا اور ایک جھٹکے سے اس کی انگلی پہ اپنی گرفت مضبوط کردی روشانے جواباً کراہ کر رہ گئی۔

مسئلہ بتاؤ اپنا مسز ادیان شاہ ٹو بی۔کیوں اتنی ناگواری سے برتاؤ کررہی ہو کیا تمہیں یہ "بات نہیں پتا کہ ہونے والے مزاجی خدا کو کس طرح مخاطب کیا جاتا ہے۔

وہ طنزیہ مسکراہٹ چہرے پہ سجائے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے دھیمی آواز میں بولا۔ورنہ کوئی ادیان شاہ کو یوں مخاطب کرنا کسی کی اتنی جرأت نہیں تھی یہ اعزاز بھی صرف اسے ہی حاصل تھا جو یوں اس قدر سرد مہری سے اس سے مخاطب تھی ورنہ اپنے آپ کو یوں مخاطب کرنے والے کے وہ پرخچے اڑا دیتا۔ماتھے پہ ابھرتی رگیں اس کے ضبط کی گواہ تھی۔

جبکہ اس کی اتنی بڑی خوشفہمی پہ وہ تمسخر سے قہقہہ لگا کر ہنس دی اور تعجب سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہونے والے مزاجی خدا سے اچھے سے مخاطب ہوتے ہیں یہ بات مجھے اچھے سے ازبر ہے لیکن تم وہ کبھی نہیں ہوسکتے۔یہ بات بھی میں اچھے سے جانتی ہوں۔لہذا ہواؤں میں اڑان بھرنا بند کردو ادیان شاہ۔ہر بار فیصلہ تمہارے حق میں نہیں ہوگا۔"

وہ زور سے اپنے ہاتھ میز پہ مارتی دھیمے لہجے میں غرائی۔چیخنے کے باعث تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔

"تم چاہتی کیا ہو عزت سے تمہارے گھر رشتہ بھیجا ہے تمہیں اپنی بیوی کے رتبے پہ فائز کرنا چاہتا ہوں اس میں کیا برائی ہے اور مجھے اونچی آواز میں مخاطب کرنے والی لڑکیاں قطعی پسند نہیں ہے سو مائنڈ اٹ۔"

وہ اپنے مخصوص ٹھنڈے ٹھار لہجے میں دھاڑا اس کی سرخ آنکھیں دیکھتے ایک لمحے کیلیے روشانے کے وجود میں چیونٹیاں رینگنے لگی بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی اس نے حلق تر کرتے اس کی سمت دیکھا جو اپنی ہی ہانکے جارہا تھا لیکن اسے یہ بات باور کروانا بہت ضروری تھی کہ وہ اس کی نہ آج تھی نا کل ہوگی۔

"لیکن میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

اس نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹاتے مضبوط لہجے گویا اس کی سماعتوں میں صور پھونکا ادیان شاہ نے بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا جو اتنے آرام سے اس کے وجود کی نفی کررہی تھی کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ بچپن سے اس نے روشانے کو اسی نگاہ سے دیکھا ہے کسی بھی لڑکی کو اپنے اس قدر قریب اپنے حواسوں پہ طاری نہیں ہونے دیا۔چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑگیا اس نے غض کے عالم میں زور سے اپنا مکہ ٹیبل پہ مارا اور قہر برساتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو اسے انکار کرکے خود کتنی پرسکون دکھائی دے رہی تھی۔ایسا کیوں تھا کیا وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی۔

"تمہارہ ماننا نہ ماننا میرے لیے بلکل بھی ضروری نہیں ہے شادی تو تمہاری میرے سے ہی ہوگی اور سیج بھی تم میری ہی سجاؤں گی یہ بات ذہن نشین کرلو ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہوگی"۔

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتا ہوا گویا ہوا تو روشانے سکون سے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے ستائشی انداز میں بھنویں اچکا گئی جیسے اس کی بات پہ داد دینے کو جی چاہا ہو۔

"ادیان شاہ میں تم میں بلکل بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں تم بھی یہ بات ذہن نشین کرلو۔"

I m not intrested in you adyan Shah.Got it.

وہ لاتعلقی کی انتہا کرتے ہوئے بولی تو ایک لمحے کیلیے ادیان نے اذیت سے اس کی سمت دیکھا سرد آنکھوں میں کرب کی ایک لہر دوڑی لیکن دوسرے کی لمحے اپنا ماتھا مسلتے اپنے آپ کو پرسکون کرتے اس کی سمت دیکھا جو اب موبائل پہ مصروف تھی۔

"کس سے کرتی ہو پھر کون ہے وہ شخص۔جس کے لیے تم تمام بالائے طاق رکھتے میرے روبرو آتے یوں میرے سے شادی سے انکاری ہو۔"

کچھ لمحوں کے بعد اس کی سرسراتی ہوئی آواز کیبن کی خاموش فضا میں گونجی تو روشانے نے موبائل سے نظریں ہٹاتے استفامیہ نگاہیں اسکی سمت اٹھائی اور مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"وہی جس کیلیے تم نے اتنے عرصے پہلے مجھے دھمکی دی تھی اسی سے بے انتہا محبت کرتی ہوں اور ہمیشہ اسی سے کرتی رہوں گی وہی میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہے اور جس کسی نے بھی ہمارے درمیان آنے کی ہمت کی تو اپنے انہی ہاتھوں سے اس کی جان لے لوں گی تم مجھے جنونی بھی کہ سکتے ہو آئی نیور مائنڈ۔"

وہ پرسکون لہجے میں بولتی ادیان شاہ کی ذات ایک لمحے میں اپنے قدموں تلے روند گئی۔اس کی بات پہ ادیان نے چہرے پہ تنے تنے تاثرات سجائے اس کی سمت دیکھا جو کتنے سکون سے اس کا دل لہو لہان کرگئی تھی۔معاً اس نے اپنے جبڑے سختی سے بھینچ لیے۔

اوکے تو تم ابھی بھی اسی انسان سے محبت کی دعویدار ہو مجھے تو محسوس ہوا تھا کہ شاید" تم ٹین ایج والی بیماری میں مبتلا ہو۔لیکن خیر تم نے خود اس کا نام لے کر اس کی موت "کو دعوت دی ہے۔

وہ کھردرے لہجے میں سکون سے بولتے مقابل کا سکون تباہ کرگیا۔اس کی بات پہ روشانے سے تنے تنے تاثرات چہرے پہ سجائے اس کی جانب دیکھا۔

"تم ایسا نہیں کرسکتے ادیان میں سب کچھ تباہ کردوں گی۔"

وہ بے خوف لہجے میں پھنکاری اس کے لہجے میں خوف کا شائبہ تک نہیں تھا اور یہی چیز ادیان کے تن بدن میں آگ لگا رہی تھی سب خاندان میں سب اس کے غصے سے خوف کھاتے تھے تو مقابل کس بے خوفی سے اس سے مخاطب تھا۔

میں ایسا کروں گا اور ضرور کروں گا یو جسٹ ویٹ اینڈ واچ کیونکہ تم صرف ادیان شاہ کی" ملکیت ہو۔اب تم نے میرے سامنے مزید ایک بار پھر اس کا ذکر کیا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا روشی اینڈ اٹس مائی لاسٹ وارننگ آئی سیور آئی ول کل ہم۔"

اس کے الفاظ روشانے کو بارود کی طرح محسوس ہوئے جو اس کی روح تک کو جھلسا گئے۔اس نے مشکل اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے اپنے آپ کو پرسکون کرنا چاہا اور بے ربطتگی سے اس کی سمت متوجہ ہوئی جس کی کنپٹی کی رگیں پھولی ہوئی تھی جو کہ اس کے ضبط کی گواہ تھی۔

"تمہارے لیے یہ پیار محبت مذاق ہوگا تبھی تم نے اسے میری ٹین ایج کی ایک غلطی قرار دے دیا۔تو پھر تو تمہاری محبت بھی ایک غلطی ہی ہوئی نہ اپنے بارے میں کیا خیال ہے مسٹر ادیان شاہ۔اب یہ بات بھی آپ کی انا پہ آڑی کی طرح لگے گی کیونکہ میں اس معزز ہستی کے خلاف جو غلاظت بک رہی ہوں۔ایک لڑکا محبت کرلے تو وہ جنونی عاشق فلاں فلاں لیکن جب ایک لڑکی کسی سے محبت کرلے تو وہ بے شرمی غلاظت کی دوکان اسکی کوتاہی یا وہ ضرور کسی خراب انسان کے چنگل میں پھنس گئی ہوگی ہمیشہ اس معاشرے

میں لڑکوں کو ہی کیوں فوقیت دی جاتی ہے ایک میرے ماں باپ نے تمہیں دیکھ کر کچھ سوچنے سمجھنے کی. ضرورت ہی. نہیں سمجھی یہاں تک کہ مجھ سے پوچھنا تک گوارا بھی نہیں کیا کیا میرا وجود ان کیلیے اس قدر ارزاں ہے شروع سے میں تم سے فرینک تھی لیکن فقط ایک دوست کی حیثیت سے تم نے اس کو غلط معنوں میں لے لیا اور اسے میری محبت سمجھ بیٹھے۔ محبت دوستوں سے بھی کی جاتی ہے لیکن نہیں تم تو آج کی گفتگو کے بعد دوست کہلانے کے. لائق بھی نہیں ہو تمہاری ہٹ دھرمی نے آج مجھے یہ سب بولنے پہ مجبور کیا ہے اچھا بھلا میں گھر والوں سے احد اور اپنی شادی کی بابت بات کرنے والی تھی لیکن یہ ادیان شاہ کے نام کا کانٹا میرے گلے میں اڑ گیا ہے جو نہ تو نگلا جارہا ہے "اور نہ ہی اگلا جارہا ہے۔

وہ بولنے پہ آئی تو بولتی چلی گئی جبکہ اس کی باتوں پہ ادیان کا چہرہ بے یقینی سے دھواں دھواں ہوگیا۔ وہ سختی سے دانت پہ دانت جمائے ٹھہرے ہوئے لہجے میں اس کی باتیں سن رہا تھا۔ معاً اس کی بات کے اختتام میں اس کے چہرے کے تاثرات بری طرح بگڑے وہ جارحانہ انداذ میں اپنی گاڑی کی چابی اور موبائل اٹھاتے اس سے پہلے کے باہر

کی سمت بڑھتا اس کا مضبوط توانا بازو روشانے کی نرم و نازک گرفت میں تھا۔اس کی پیش قدمی پہ وہ سرعت سے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹک گیا۔

ادیان تم کوئی ایسا ویسا قدم قطعی نہیں اٹھاؤں گے میری بات یاد رکھنا تمہیں لیزے کی" قسم۔"

اس کی بات پہ ادیان کے قدم دروازہ کھولتے کھولتے ٹھٹھک کر رکے اس نے ماتھے پہ بل ڈالے سرد انداز میں چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے جھٹکے سے گردن موڑتے اس کی سمت دیکھا تو اس کی لہو چھلکاتی آنکھیں دیکھتے روشانے کو باقاعدہ خوف سا محسوس ہوا اس نے سہم کر دو قدم پیچھے لیے۔

"یہاں لیزے کا کیا ذکر روشانے"

اس نے تند نگاہوں سے اسے گھورتے اس کے بازو کو جھٹکا دیا تو وہ سی کر اٹھی.اور سختی سے اپنا بازو اس کے ہاتھ سے چھڑایا اور تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔ادیان کو اس کی مسکراہٹ دیکھ کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا ایک لیزے کا ذکر اس پہ اس کی مسکراہٹ ادیان کے ماتھے کے بل مزید گہرے ہوئے۔

"لیزے کا ہی تو ذکر ہے وہی تو ہر جگہ موجود ہے اس قصے کی سب سے اہم کردار تو وہ ہی ہے۔ محبت کے دعویدار ہو نہ وہ بھی مجھ سے تو دوسروں کی آنکھوں میں موجود محبت کے جذبے کو پنپتے ہوئے دیکھ سکتے ہوگے نہ اس سے بخوبی واقف ہوگے ہے نہ۔"

اس کے لہجے میں ایک نامحسوس سا افسوس محسوس کرتے ادیان نے شش و پنج میں مبتلا ہوکر اس کی سمت دیکھا جو اسی کی جانب دیکھتی جیسے اس کے جواب کے انتظار میں تھی۔ تو گویا فیصلے کی گھڑی آن پہنچی تھی۔ یہ سب بولتے ہوئے روشانے کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا اس نے سختی سے اپنی آنکھوں کو میچتے آنسوؤں کو اندر اتارا۔

"روشانے میں فلحال تمہاری کسی بھی بکواس میں دلچسپی نہیں رکھتا۔اور فضول میں محبت اور اس کا موازنہ کرنا بند کرو وہ چھوٹی ہے تم سے"

وہ اسے پہیلیاں بجھاتے دیکھ غراتے ہوئے بولا اور ایک سرد نگاہ اس کے وجود پہ ڈالی جو ٹھہرے ہوئے انداز میں اس پہ ہی نظریں جمائے کھڑی تھی۔

"اسی کا موازنہ کروں گی ہمیشہ عشق کا سوچتے اسی معصوم کا خیال آتا ہے جانتے ہو کیوں محبت عشق جنون اس سب کے بابت سوچتے سب سے پہلے میرے دل و دماغ

میں وہی وجود کیوں آتا ہے وہ اسلیے کیونکہ وہ عشق کی ماری ہوئی لڑکی ہے لیزے خان ادیان شاہ سے عشق کی دعویدار ہے تب سے جب وہ محبت کے معنوں سے بھی آشنا نہیں تھی جسے تمہارے وجود سے نہیں تمہارے چہرے کی اس مسکراہٹ سے غرض ہے صرف۔ جس کی آنکھیں تمہیں مسکراتا دیکھ چمک اٹھتی ہے۔ عشق لفظ بھی اس کے جذبات کے آگے بہت چھوٹا محسوس ہوتا ہے ادیان۔ وہ تو عشق کی حدوں کو بھی پھلانگ چکی ہے اور اس راہ پہ ننگے پیر چل پڑی ہے جہاں راستے میں اسے کنکر ہی کنکر ملیں گے جو اسے آنسو کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتے کیونکہ وہ نہیں جانتی اس کا واسطہ کس پتھر دل انسان سے پڑا ہے۔ لیکن وہ تو اس سب سے انجان عشق کی حدوں کو پھلانگتے اپنی ہی دنیا میں گم ہے تمہارے ہلکے سے لمس کیلیے ترستی ہے تمہیں ایک نظر دیکھتی ہے تو گھنٹوں اپنی آنکھوں کو خیرہ کرتی رہتی ہے۔

You are a stone man adyan.you are heartless.

لیزے خان کا جنون ادیان شاہ۔ جانتے ہو ہر نماز کے بعد اس معصوم کیلیے دعا کرتی ہوں کہ وہ جسے چاہتی ہے وہ مل جائیں کیونکہ اس کے چہرے کی مسکراہٹ کی سب کے دلوں میں خون فراہم کرنے کا کام انجام دیتی ہے خاندان بھر کی لاڈلی۔ تو سوچو پھر جب اسے

اس بابت علم ہوگا تو اس پہ کیا گزرے گی کیا بیتے گی اس پہ وہ تو کوئی غلط قدم اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرے گی یہاں تک کہ اپنی جان لینے سے بھی گریز نہیں کرے گی جانتے ہو کیوں وہ تمہیں خوش تو دیکھنا چاہتی ہے لیکن کسی اور وجود کا ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔ تمہاری کئیر تمہاری محبت کو وہ اپنا سب کچھ گردان چکی ہے تبھی میں ڈرتی ہوں "اس سب سے لیکن جب خود پہ گزری تو اندازہ ہوا کے یہ تو ایک فطری جذبہ ہے۔

لفظ تھے یا سیسہ جو ادیان کی سماعتوں پہ برسا تھا۔اسے ایسے محسوس ہوا کہ اس کیفے کی عمارت پورے قد سے اس کے اوپر ڈَھے گئی ہو۔اسے اپنی حسیات ایک لمحے کیلیے معطل ہوتی محسوس ہوئی۔اس نے بے یقینی سے روشانے کی سمت دیکھا جو دھندلائی نگاہوں سے اسی کی سمت دیکھ رہی تھی۔ادیان کا وجود جیسے ٹکروں میں تقسیم ہوا۔

وہ۔بے اختیار نفی میں سر ہلا گیا۔

نہیں ایسا کسی صورت ممکن نہیں ہے میں نے ہمیشہ اسے انابی اور مازہ جیسی سمجھا" ہے وہ اس حد تک کیسے گر سکتی ہے بھائی بھائی کہتے اس سب کے پیچھے یہ واحیات "حرکت کرتے ہوئے۔

وہ ایکدم طیش میں آتے پاس رکھی کرسی پہ لات مارتے پھنکارا اسکے لہجے میں اس کیلیے صرف نفرت ہی چھلک رہی تھی روشانے نے دونوں ہاتھ سختی سے لبوں پہ جما لیے۔

"ادیان شاہ یہی حقیقت ہے اور تمہیں اسے قبول کرنا ہی ہوگا میں اس کے ساتھ ناانصافی نہیں کرنے دوں گی۔آج تمہیں سمجھنا ہوگا۔میں اس بارے میں کوئی بھی بات کرکے تمہارے سامنے اس کی محبت کو آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اس سب کیلیے بھی تم نے ہی مجھے مجبور کیا ہے۔"

وہ اس کا بازو اپنے دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔تو ادیان نے اس کے ہاتھوں کو سختی سے جھٹکتے اس کے حجاب میں مقید جوڑے کو اپنی گرفت میں لیا۔اور سرد نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی۔

"دنیا کی کوئی بھی لڑکی ہو یا چاہے وہ علیزے خان ہو اٹ ڈزن میٹر۔میرے لیے میٹر یہی کرتا ہے کہ چاہے وہ مرے یا جئے مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بس میں اتنا جانتا ہوں شادی تو میری تم سے ہی ہوگی اور اس سو کالڈ علیزے کے سامنے میں بھی اس کی بے بسی کا تماشہ دیکھوں گا۔یقیناً تم بھی خوب لطف اندوز ہوگی اس سب سے اور

اب تو اور بھی شدت سے اس دن کا انتظار ہے۔ محبت اور اسے اوہ سوری محبت نہیں عشق جنون رائٹ یہ سب اس کے بس کی بات نہیں ہے کہنے کی باتیں ہے کر دکھانے کی نہیں۔ بس انتظار کرو جب اسی کے سامنے تمہارے اپنے قریب سے قریب تر کرلوں گا۔ یہاں تک کہ ہمارے درمیان کسی کی گنجائش نہیں نکلے گی اس علیزے کی بھی ہہنہ "معصوم ہنسی آرہی ہے اس کیلیے یہ لفظ استعمال کرتے ہوئے بھی۔

You just wait and watch.listen my words carefully that I m not intrested in aleezy khan I m intrested in you Roshany khan..so prepare yourself.

وہ کاٹ دار لب و لہجے میں اسے باور کراتا جھٹکے سے اس کے بال چھوڑتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آج کے دن ملنے والے ان جھٹکوں پہ سب تہس نہس کردے۔ اس سب باتوں نے اس کے اشتعال کو مزید ہوا دے دی تھی۔ اس کے

باہر جاتے ہی روشانے نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی. چھوڑی ہوئی جگہ کو دیکھا۔ اور دونوں ہاتھوں میں سر کو تھام لیا۔

"نہیں ایسا نہیں ہوسکتا میں کیا کروں مجھ سے یہ نہیں ہوگا۔"

وہ دھندلی نگاہوں سے غیر مرئی نقطے پہ نظریں ٹکائے مغموم سی بولی معاً کسی خیال کے تحت اس کی .آنکھیں باقاعدہ چمک اٹھی وہ بات پہ عمل کرنے کا سوچتی جھٹکے سے وہاں سے اٹھتی بھاگنے والے انداز میں کیفے سے باہر نکلی انگیشن میں چابی گھماتے سٹیرنگ پہ گرفت مضبوط کرتے زن سے گاڑی گھر کی جانب بڑھادی۔

"علیزے خان کا عشق ادیان شاہ۔"

وہ کیفے سے سیدھا گھر لوٹا تھا۔ دوبارہ آفس جانے کی زحمت اس نے نہیں کی تھی۔ یا یوں کہا جائے کہ اس کی وہاں جانے کی حالت ہی نہیں تھی۔ گھر پہنچ کر بھی وہ کسی کو بھی اپنی جانب متوجہ کیے بغیر اپنے کمرے کی جانب چل دیا تھا۔ بار بار دماغ میں روشانے کی

باتوں کی بازگشت ہو رہی تھی۔اور یہی سوچ سوچ کر اس کے دماغ کی شریانیں پھٹنے کے قریب تھی۔جبڑے بری طرح بھینچے وہ ضبط کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔روشانے کی باتوں سے اسے اپنا پورا وجود جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا پور پور آگ کی بھٹی میں جل رہا تھا۔آنکھیں گویا لہو چھلکا رہی تھی۔فضا یکدم بوجھل سی محسوس ہوئی۔اس نے الماری سے آرام دہ ٹراؤزر شرٹ نکالتے سرعت سے واشروم کا رخ کیا تاکہ ٹھنڈے پانی کے زور سے وہ سینے میں ہو رہی جلن کو کم کر سکے جو روشانے اپنی باتوں سے بری طرح لگا چکی تھی۔وہ شاور کھولتے کپڑوں سمیت ہی اس کے نیچے کھڑا ہوتے اپنے آپ کو بھگونے لگا تاکہ اس آگ کو بجھا سکے جو پوری طرح اس کے وجود کو اپنے لپیٹ میں لے رہی تھی۔اس کے انکار پہ تو وہ بکھرا ہی تھا لیکن اس پہ مزید یہ علیزے کا انکشاف اس کے وجود سے آدھی جان نکال گیا تھا۔وہ تو ہمیشہ سے اسے بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتا آیا تھا کبھی اس کیلیے ایسا محسوس نہیں کیا تھا بچوں کی طرح محبت کی تھی تو پھر اس کے کس عمل سے لیزے کو ایسا محسوس ہوا کہ وہ اس حد تک چلی گئی اور اس رشتے کو ہی فراموش کر گئی۔اسے سوچ سوچ کر شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔اپنے آپ سے ہی گھن آ رہی تھی اس کی نگاہوں کے

سامنے بے ساختہ علیزے کا معصوم سراپہ گھوما تو وہ طزیہ مسکراہٹ چہرے پہ سجائے ہنس دیا۔ غصت کی شدید لہر اس کے وجود میں کوندی تو وہ اپنے ہاتھ کا مکہ بناتے زور سے دیوار سے مار گیا۔ اور گہرے گہرے سانس بھرتے اپنے اشتعال کو کم کرنے لگا۔ اس وقت اسے کسی خاص کی کمی بہت محسوس ہوئی۔ جس کے سینے سے لگے وہ ساری باتیں کہہ دے۔ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرلے۔

مجھے انکار کردیا روشانے خان ادیان شاہ کو۔ میری انا پہ وار کیا ہے تم نے۔ محبت نامی" جذبے کی توہین کی ہے میری محبت کو ایک لمحے میں ہی دو کوڑی کا کردیا ہے لیکن مجھے یہ قطعی منظور نہیں ہے۔ تم نے یہ انکار کر کے بلکل بھی اچھا نہیں کیا بلکہ میرے ہاتھوں اپنی شامت بلوائی ہے پہلے تو ادیان شاہ تم سے محبت کا دعویدار تھا لیکن اب تم میری ضد بن چکی ہوں اب صرف تمہیں حاصل کرنا ہے اور اگر ایسا ممکن نہ ہوا تو یہ سب جس جس کی سبب ہورہا ہے ان کا نام و نشان ہی میں اس صفحہ ہستی سے مٹادوں گا۔ میری انا کو بری طرح کچلا ہے تم نے اپنے پیروں تلے۔ روند کے رکھ دیا ہے مجھے۔ میرے ہی سامنے اپنے اس عاشق کا نام لے کر۔ میں تم سے محبت کا دعویدار تھا

تمہیں عزت سے اس گھر میں لانا چاہتا تھا تم نے میری انا پہ وار کرکے میرے اندر کے سوئے ہوئے شیر کو بیدار کیا ہے۔"

وہ دانت پہ دانت جمائے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں سفاکی سے بولتا دونوں ہاتھ واشروم کی دیوار پہ رکھتا ضبط کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا۔کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں واضح تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب تہس نہس کردے۔

"دیان بھائی دیان بھائی۔"

علیزے کی مترنم آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ آنکھوں کو سختی سے میچ گیا۔سرد آنکھوں میں کرب کی ایک لہر دوڑی۔دونوں ہاتھوں سے ماتھے پہ چپکے بال پیچھے کرتے وہ شاور لیتے باہر نکل آیا لیکن اندر جل رہی آگ میں کسی قسم کا افاقہ نہیں ہوا تھا بلکہ وہ مزید بھڑک اٹھی تھی۔

"ادیان۔"

معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کے ساتھ محرم کی سنجیدہ آواز پہ اس نے اپنی لہو رنگ ہوتی آنکھوں کو زور سے میچتے آئینے میں خود کو ایک نظر دیکھا۔ماتھے پہ بکھرے بال سرخ

ہوتا چہرہ لہو چھلکاتی آنکھیں جیسے ابھی ان میں سے خون رس آئے گا۔ وہ اس وقت کسی پہ بھی کچھ آشکار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تبھی اپنے حواس بحال کرتے سنجیدگی سے کمرے کا دروازہ کھولا تو محرم کو اپنی جانب متوجہ پایا۔

"ادیان کب سے باہر کھڑی ہوں آج آفس سے جلدی لوٹ آئے خیریت ہے۔"

وہ پریشانی سے بولتے کمرے کے اندر داخل ہوئی لیکن اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا۔ اور چہرے پہ تفکر کی پرچھائیاں لیے اس کی سمت بڑھی جو اب انہیں سے نظریں چراتے بیڈ پہ بکھری فائلز سمیٹنے میں مصروف تھا محرم نے سنجیدگی سے اس کا بازو تھامتے اس کا رخ اپنی سمت کیا ادیان نے اس کی حرکت پہ بھنویں اچکا کر اس کی سمت دیکھا۔ جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ کیا ہوا۔ محرم نے اس کی حرکت پہ مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"کیا ہوا ہے میری جان طبیعت ٹھیک ہے یہ آنکھیں کیوں اتنی سرخ ہورہی ہیں چہرے کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے سب ٹھیک ہے نہ۔"

انہوں نے اس کے ہاتھ سے فائلز لیتے اسے بیڈ پہ بٹھایا اور خود ہی سب چیزیں اٹھاتے وہی جگہ سنبھال گئی۔ادیان نے ایکدم کچھ سوچتے ان کی گود پہ سر رکھ دیا۔ محرم نے چونک کر اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا۔اور اس کے سر کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔اور محبت سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔

''جی مم سب ٹھیک ہے آپ پریشان نہ ہو۔''

وہ محبت سے ان کا چہرہ تکتے بولا اچانک اس کی نگاہوں میں محرم کا چہرہ دیکھتے علیزے کا چہرہ گھوما وہ سختی سے دانت پہ دانت جماتے مٹھیاں بھینچ گیا اور ان کی گود میں چہرہ چھپائے کسی چھوٹے بچے کی طرح آنکھیں موند گیا۔ محرم کو ایک لمحے کیلیے اس کی حالت دیکھتے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا لیکن وہ اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گئی اور دوبارہ سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔دوسری جانب ادیان انہی کی گود میں سر رکھے آگے کا لائحہ عمل طے کررہا تھا۔

"مام ماما کہاں ہیں آپ۔"

روشانے کیفے سے آفس جانے کی بجائے سیدھا گھر ہی لوٹی تھی تبھی لاؤنج میں پریشے کی غیر موجودگی محسوس کر کے تقریباً چلانے والے انداز میں بولی اس نے سوچ لیا تھا کہ اس بابت اسے اب اپنی ماں سے ہی بات کرنی ہوگی اور کہی نہ کہی اسے یقین بھی تھا کہ اس کی ماں اس کا ساتھ ضرور دے گی اس کی چلانے پہ پریشے ہانپتی ہوئی کچن سے باہر نکلی اور اس کی حرکت پہ شرربار نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

کوئی طور طریقہ ہے یا نہیں جو یہاں کھڑی کھڑی چلا رہی ہو اور ایک سیکنڈ تم گھر کیا کررہی "ہو اس وقت یہ وقت تو تمہارے آفس جانے کا ہوتا ہے نہ۔

انہوں نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا تو وہ ایک لمحے کیلیے گڑبڑا گئی لیکن جو بات وہ کرنے جارہی تھی اس کیلیے ذیادہ سے ذیادہ ہمت درکار تھی تبھی گہرا سانس بھرتے اپنے آپ کو پرسکون کرنا چاہا اور اپنی تمام ہمت مجتمع کرتے ان تک آئی جو حیرت سے اس کی حرکات سکنات نوٹ کررہی تھی۔

"ماما مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے مجھے پورا بھروسہ ہے آپ اپنی بیٹی کو ضرور سمجھیں گی۔"

اس نے پریشے کا ہاتھ تھامتے صوفے پہ بٹھایا اور خود بھی اس کے عین سامنے بیٹھتے التجائیہ انداز میں بولی تو پریشے نے سر اثبات میں ہلاتے گویا اسے بولنے کی اجازت دی۔روشانے نے بھی مسکرا کر ان کی جانب دیکھا۔

"سب سے پہلے تو آپ تحمل مزاجی سے میری بات سنے گی پلیز غصہ مت کیجئے گا بس یہ سمجھ لیں کہ آپ کی بیٹی کی زندگی کیلیے یہ بہت ضروری ہوگیا ہے اب۔ماما میں ادیان سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

اس نے آنکھیں میچتے دھیمے لہجے میں اپنی بات مکمل کی لیکن دوسری جانب سے کوئی بھی جواب نہ پاکر اس نے حیرت سے آنکھیں واں گی تو پریشے سکون سے اسے ہی دیکھ رہی تھی ان کے چہرے کی سنجیدگی روشانے کے اردگرد خطرے کی گھنٹی بجاگئی۔اسے بے ساختہ اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

"ماما میں اس سے شادی نہیں کروں گی کیونکہ میں کسی اور سے محبت"

اس سے پہلے کے وہ بات مکمل کرتی منہ پہ پڑنے والے تھپڑ سے اس کی زبان کو بریک لگی۔وہ بے یقینی کی کیفیت میں منہ پہ ہاتھ رکھے انہیں دیکھے گئی جنہوں نے آج تک اس پہ ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہیں کی تھی اور آج مطلب اس کا یہ بھرم بھی ٹوٹ چکا تھا۔

"میری بات کان کھول کر سن لو روشانے ادیان مجھے بہت عزیز ہے میرے جان سے پیارے بھائی کی اولاد ہے وہ میں وہاں کسی صورت انکار نہیں کروں گی اتنی اچھی جگہ سے رشتہ آئے اور میں انکار کردوں نیور۔یہ خرافات اپنے ذہن سے نکال لو۔تمہاری شادی ادیان سے ہی ہوگی۔وہ تمہیں بے تحاشہ خوش رکھیں گا میری جان۔"

وہ سخت لہجے میں کہتے کہتے آخر میں دھیمی پڑی اور محبت سے اپنے ہاتھوں سے اس کے چہرے کے گرد ہالہ بنایا جسے وہ بے دردی سے جھٹک گئی اور دھندلی نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا۔

"ڈونٹ کال می میری جان ماما۔آپ کیلیے آپکی اولاد کوئی معنی نہیں رکھتی آج مجھے یہ بات اچھے سے ذہن نشین ہوگئی ہے۔اپنے بھائیوں سے پیار ایک الگ چیز ہے لیکن اپنی اولاد

کو فراموش کر کے اپنی بھتیجے سے پیار جتانا کدھر کا انصاف ہے ماما آج میں اتنے یقین سے آپ کے پاس آئی تھی کہ کوئی نہ سہی میری ماں مجھے ضرور سمجھے گی لیکن آج وہ یقین وہ بھرم چکنا چور ہوگیا ہے آپ کیلیے صرف آپکے بھائی ہی سب کچھ ہے ارے شادی سے پہلے مرضی پوچھی جاتی ہے لیکن آپ نے تو یہ بھی پوچھنا گوارا نہیں کیا بس جلدی سے کھونٹے سے باندھ دیا۔"

وہ اذیت بھرے لہجے میں بولتی پریشے کے دل کو لہو لہان کرگئی انہوں نے بے ساختہ آگے بڑھ کر اسے گلے لگانا چاہا لیکن وہ دو قدم مزید پیچھے ہوگئی۔

"اس دن میں تمہارے کمرے میں آئی تھی تم ادیان سے بات کررہی تھی اور اس رات بھی۔اور تمہارا خوش ہونا مجھے یہی لگا کہ تم دونوں آپس میں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو تبھی میں نے بغیر سوچے سمجھے ہاں کی ہے۔"

وہ سرد لہجے میں اسے جتانا نہ بھولی جبکہ ان کی بات پہ روشانے نے ٹھٹک کر ان کے تیور دیکھے۔اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا جب پریشے اس کے کمرے میں آئی تھی تو اس

نے جھوٹ کا سہارہ لیتے ادیان کا نام لیا تھا وہ پریشانی سے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام گئی اور اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبالیا۔

لیکن ماما وہ تو احد تھے میرے کولیگ جو ڈیڈ کے آفس میں کام کرتے ہیں میں انہیں" پسند کرتی ہوں اور وہ بھی انہوں نے تو باقاعدہ اپنے گھر میں بات بھی کرلی ہے ان کے گھر والوں کیلیے اس سب میں کوئی مضائقہ نہیں ہے آپ پلیز میرے کہنے پہ ماموں ممانی "سے بات کریں ایم شیور وہ ضرور سمجھیں گے آپ کی بات۔

وہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے باقاعدہ سسک اٹھی۔ پریشے نے نفی میں سر ہلاتے اس کی سمت دیکھا۔

یہ غلطی تمہاری تھی اس کا خمیازہ بھی تم ہی بھگتو شادی ہوجائے گی تو خود ہی سب" کچھ بھول جاؤ گی اب مزید بحث کرنے کی ضرورت نہیں اس مدعے پہ۔ تمہاری شادی "ادیان سے ہی ہوگی میرے لحاظ سے وہ تمہارے لیے ایک بہترین چوائس ہے۔

وہ سنجیدہ مگر جتانے والے انداز میں کہتی ایک ٹھنڈی سانس بھرتی واپس کچن کی جانب چل دی۔ جبکہ روشانے گرنے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھتی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رودی۔

معاً کسی خیال کے تحت اس کی آنکھیں چمک اٹھی اس نے اپنی آنکھوں کو رگڑتے صاف کیا اور صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ڈیڈ۔"

سرسراتی ہوئی آواز اس کے حلق سے نکلی تو وہ نم آنکھوں سمیت مسکادی۔

وہ ہاسپٹل کے کیبن میں بے تاثر چہرے کے ساتھ بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ ماتھے کی تنی رگیں اس کے بے انتہا غصے کا پتہ دے رہی تھی وہ کسی نادیدہ نقطے پہ نظریں جمائے کرسی پہ بیٹھا مسلسل اپنی ٹانگ جھلا رہا تھا۔ اچانک کچھ یاد آنے پر ایک لمبا سانس بھرتے اٹھا جیسے اپنے مسئلے کا حل تلاش کر لیا ہو معاً کچھ یاد آنے پر وہ اپنا

سٹیتھوسکوپ موبائل اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتے مضبوط قدم اٹھاتا کیبن سے باہر نکلا اور ایک نگاہ اپنے اردگرد دوڑاتے ہسپتال کے اونر ڈاکٹر جیک کے کمرے کی جانب چل دیا تاکہ جو سوچا ہے اس پہ سختی سے عمل کرسکے کیونکہ یہ معاملہ اب اس کی برداشت سے باہر ہوچکا تھا۔اب بات یہاں اس کی عزت پہ آئی تھی جس پہ وہ کسی.صورت بھی دڑار نہیں پڑنے دے سکتا تھا۔

وہاں پہنچتے اس نے کمرے کے دروازے پر ہولے سے دستک دے کر اندر جانے کی اجازت مانگی جو کچھ لمحوں میں فوراً ہی دے دی گئی۔

Hi! Dr.Raim How are you? Have a sit please.

ڈاکٹر جیک نے خوشدلی سے اسے بیٹھنے کی دعوت دی تو وہ بھی دھیمے سے مسکراتے سامنے رکھی کرسی پر براجمان ہوگیا۔اور گہرا سانس بھرتے جیسے بولنے کیلیے الفاظ تلاش کرنے لگا۔

I am Fine docter What about you? Actually I want some favour from you..

اس نے ان کا حال پوچھتے بات کرنے کی تمہید باندھی تو وہ بھی تمام کام ایک جانب رکھتے سنجیدگی سے اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

sure docter raim..

انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے بات جاری رکھنے کی اجازت دی۔تو وہ اثبات میں سر ہلاتے ان کی سمت متوجہ ہوا۔

Sir Actually i want leave from hospital for some time..

اس نے دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے سپاٹ انداز میں اپنی بات ان کے سامنے رکھی تو وہ اس کی بات پہ ایک نظر اسے دیکھتے سمجھتے اثبات میں گردن ہلاگئے۔

Ok But Why? Is every thing alright.?

ڈاکٹر جیک نے کچھ متفکر ہوتے جواب دیا کیونکہ رائم نے کبھی اس طرح کچھ عرصے کے لئے چھٹیاں نہیں لی تھیں تو ان کی بات پر وہ مبہم سا مسکرایا۔ کیونکہ وہ جانتا تؤکہ ان کا ردِ عمل یہی ہونے والا تھا۔

Yes. Every thing is alright..You don't worry..i m.little bit bored and tired from this hectic routine..And due to my cousin's marraige I have to go Pakistan That's why.

اس نے اپنی بات جاری رکھتے ان کی جانب اپنی درخواست بڑھائی جسے تھام کر انھوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

Ok DR Raim You application is accepted
Now enjoy the marraige.

ان کی اجازت ملنے پر وہ ان سے کچھ اور ضروری باتیں کرتا اٹھ کھڑا ہوا اور مصافحہ کرتے مسکراتے ہوئے باہر کی جانب چل دیا۔

ابھی وہ کچھ آگے ہی پہنچا تھا کہ راستے میں ہی اسے مس زونا مل گئی جو شاید اسی کی جانب آرہی تھی فرق صرف اتنا تھا کہ جو سر پہلے اٹھا کر چلا کرتی تھی آج اس کا سر جھکا ہوا تھا جیسے اپنی کیئے کا پچھتاوا ہو۔ لیکن رائم کو اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑا تبھی ایک سرد نگاہ اس کے جھکے سر پہ ڈالتے اسے مکمل طور پہ نظرانداز کرتے اپنے کیبن کی سمت چل دیا۔

Dr.raim please can you give me five minutes.

معاً عقب سے آنے والی زونا کی پکار وہ التجائیہ انداز میں بولی تو رائم کو حیرت تو بہت ہوئی مگر اپنی حیرت پر قابو پاتے اس سے بے نیازی برتتے آگے کی جانب بڑھنے لگا تو وہ بھی ہٹ دھرمی سے.اس کے پیچھے اس کے کیبن تک آگئی جیسے آج بات کرنے کی ٹھان ہی لی ہو۔

کیبن تک زونا کو اپنے ساتھ آتے دیکھ رائم کے ماتھے پر بل پڑنا شروع ہوگئے۔ مٹھیاں بھینچتے اس نے اپنے اندر ابلتے اشتعال پہ قابو پایا۔ ابھی غصے میں وہ کسی کو پکارتا یا اسے جھڑکتا وہ سرعت سے اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

Please I just want your 5 minutes. I felt sorry for all the things what i have done..

اس کے انداز پر رائم نے بھنویں اچکاتے ہوئے اس کی سمت دیکھا جیسے اس بات کی تصدیق چاہتا ہو پھر ایک نظر گھڑی کی جناب دیکھتے اس اپنی بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔

You have just five minutes.

یہ کہتے وہ اپنی کرسی پر بڑی شان سے براجمان ہوگیا۔اور سکیتھوسکوپ اٹھاتے ٹیبل پہ رکھا اور پین انگلی میں تھامتے گھمانے لگا۔

I am really sorry for all the thing please accept my appology I feel very ashamed.I have done all these thing just because of the company of bad friends group..

Please accept my apology..

زونا نے اپنی بات مکمل کرتے ڈرتے نگاہ اس کی سمت اٹھائی اور اس کے تاثرات جانچنے چاہے پر مقابل کا چہرے کسی بھی قسم کے تاثر سے عاری تھا۔

You know what miss zuna. I can't forgive you.

رائم کی بات سنتے زونا نے جھٹکے سے سر اٹھاتے اسے دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں جیسے واقعی اپنے کیئے کا پچھتاوا ہو۔

Please dr.raim I want just one chance please I won't do anything like that again just forgive me once.

زونا کے التجائیہ کہنے پر وہ کچھ سوچنے کے بعد بولا۔

Ok I mean It's Ok but remember that if you do anything cheap like these again so next time I Will not forgive you.it's your last warning..

وارن کرنے والے انداز میں اسے باور کراتا اپنی چوڑی کلائی میں موجود رولیکس کی گھڑی پر نظر ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔اور ایک سرد نگاہ اس پہ ڈالی جو ابھی بھی جوں کی توں کی کھڑی تھی۔

"آپکا ٹائم ختم ہوگیا ہے اب آپ جاسکتی ہیں۔"

سرد لہجے میں کہتے وہ اس کے پاس سے گزرتے خود بھی باہر کی جانب چل دیا کہ اس نے ابھی راؤنڈ لگانا تھا ہسپتال کا۔

اگلی صبح بادلوں کی جگہ دھوپ نے ہرجگہ بسیرا کیا ہوا تھا۔سورج کی کرنیں سب کے وجود پہ پڑتی ایک الگ سا سرور بخش رہی تھی سردیوں کی صبح ویسے بھی ٹھنڈی ہوتی تھی تبھی آج کرکراتی دھوپ نے ماحول کو پرسکون کیا ہوا تھا۔

Hey Chasmish opps sorry double batter..

وہ اپنی آنکھوں پہ چشمہ درست کرتے اپنا بیگ ٹھیک سے کندھوں پہ ڈالتی ناک کی سیدھ میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی سمت جارہی تھی۔معاً اپنے عقب سے آنے والی پکار پہ چونک کر قدم وہی ساکت ہوگئے۔اس نے ایک گہرا سانس بھرتے اپنے اشتعال کو کم کرنا چاہا اور

مٹھیاں بھینچتے پھر سے اپنے دھیان میں چلنے لگی لیکن ان لڑکوں کی آواز قریب سے قریب تر ہوتی جارہی تھی اسے بے ساختہ خوف محسوس ہوا ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس کے بلکل پیچھے چل رہے ہو۔

"ڈبل بیٹری آگے گہرا کھڈا ہے دھیان سے گر مت جانا۔"

ان کی سنجیدہ آواز پہ انابی ٹھٹھک کر رکی اور ایک نظر اپنے آگے ڈالی لیکن وہاں ایسا کچھ بھی نہیں تھا مطلب وہ اس کو اندھی کہنا چاہ رہے تھے۔اپنے پیچھے سے آنے والی قہقہوں کی آواز پہ وہ اپنا مذاق بنائے جانے پر جھنجھلا کر انہیں نظرانداز کرتی آگے کی سمت چل دی لیکن چشمے سے جھانکتی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنا شروع ہوچکے تھے۔لیکن وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتی اس سے پہلے مزید آگے قدم بڑھاتی وہ لڑکا عین اس کے سامنے آتے اس کا راستہ روک گیا انابی نے حیرت ذدہ آنکھیں اس کی سمت اٹھائی جو مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے اس کی سمت دیکھا۔

"کیا یہ چشمہ میرے پہ بہت حسین لگ رہا ہے۔"

اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر ایک نگاہ اردگرد دوڑاتے استسفار کیا تو وہ لڑکا دل پہ ہاتھ رکھتے لوفرانہ انداز میں ہاں میں سر ہلاگیا۔

ہاں نہ بہت حسین لگتا ہے شروع میں تو میں نے بھی بہت کوشش کی تھی لگوانے" کی۔مجھے چشمے والے لوگ بہت پرکشش لگتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے چشمے کی کشش مجھے اپنی جانب کھینچ رہی ہے راتوں کو موبائل استعمال کیا اتنا لیکن مجال ہے آنکھیں اثرانداز ہوئی ہوں اسی لیے روز تمہیں دیکھ دیکھ کر آہیں بڑھتا ہوں تمہارا یہ وجود مجھے رات بھر سونے نہیں دیتا تمہارا وجود مجھے اپنی جانب راغب کرتا ہے اور جانتی ہوں راتوں کی نیند خراب کرکے مجھے کیا کہتا ہے آجا بالما تیرا انتظار۔اسی لیے تو آج میری جانِ من تمہارے پاس کھڑا ہوں تاکہ تمہیں باہوں میں لے کر تمہارا ہاتھ تھام کر تمام حدیں پھلانگ "دوں آؤ کسی سنسان گوشے میں چلیں جہاں صرف تم ہو اور میں ہوں۔

وہ خباثت سے اس کے وجود کو جائزہ لیتا ہوا بولا تبھی جعلی ہنسی ہنستے ہوئے خباثت بھری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتا ہوا بولا اس کی الفاظوں سے صاف رال ٹپک رہی تھی لیکن اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو اپنی جانب تند نگاہوں سے دیکھتا پاکر اسے اندازہ ہوا کہ شاید وہ

مذاق اوور لوڈ کرگیا ہے تبھی کھسیاتے ہوئے سر کھجا گیا۔ لیکن انابی ضبط سے مٹھیاں بھینچ گئی تھی۔

اچھا یہ چشمہ لگوانا چاہتے ہو سچ سچ بتاؤ ایک حل ہے میرے پاس۔ سارے گلے شکوے" "دور ہوجائے گے بچے۔

انابی نے اپنے بیگ سے کچھ تلاش کرتے پرجوش لہجے میں اسے مخاطب کیا تو اس لڑکے نے ترچھی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔ وہ تو صرف اسے تنگ کرنے کے خاطر اس کا راستہ روکے کھڑا تھا تاکہ اس کا مذاق بنائے لیکن وہ تو سنجیدگی ہی اختیار کرگئی۔

لیکن کونسا اصل میں لگوادے گی پوچھ کر دیکھتا ہوں کیا ہے اس ڈبل بیٹری کے پاس بھی ایسا کچھ جس سے آنکھوں کو چشمے کی طلب ہوتی ہے۔ ویسے بھی مجھے تو بس یہ ہی چاہیے کونسا اس کی کسی چیز میں دلچسپی ہے۔

وہ دل ہی دل میں اس کی معصومیت پہ ہنستے خود سے مخاطب تھا۔ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ انابی کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھے۔ تبھی چہرہ جھکائے مسکراہٹ دبا گئی۔ اور ناک پہ پھسلتا چشمہ درست کیا۔ اس کو اثبات میں سر ہلاتا دیکھ اس نے لبوں پہ شاطرانہ

مسکراہٹ سجائے اس کی سمت دیکھا اس سے پہلے کہ انابی کا ہاتھ تھامنے کیلیے اس کی سمت ہاتھ بڑھاتا اس نے سرعت سے بیگ میں ہی اس شیشی کا ڈھکن کھولتے اچانک ہی وہ اس کی آنکھوں کے سامنے کرتے حملہ کردیا۔اس کے اچانک حملے سے وہ کیا سنبھلتا اس نے جلن کی شدت سے چیخنا چلانا شروع کردیا۔تکلیف سے کراہیں نکل رہی تھی کیونکہ اس نے اس کی آنکھوں پہ مرچی پاؤڈر سپرے کیا تھا۔وہ لڑکا اب زمین پہ گرنے کے انداز میں بیٹھا اپنی آنکھیں مل رہا تھا۔آس پاس کے طلبہ اس کی چیخوں پہ اس کے گرد دائرہ بنا کر کھڑے ہوگئے تھے۔اور حیرت سے اسے آنکھیں ملتا دیکھ رہے تھے۔انابی نے ایک تسمخر اڑاتی نگاہ اس پہ ڈالی۔

"تمہیں میں چھوڑوں گا نہیں یہ کیا حرکت تھی جاہل لڑکی۔"

معاً اس کی دھاڑ طلبہ کی بھیڑ میں گونجی تو انابی نے شرربار نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے اس کے ہاتھ پہ زور سے اپنے پاؤں سے حملہ کیا۔کہ وہ تڑپ کر رہ گیا اس کی چیخ پہ سب نے ناگوار نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

چھوڑوں گی تو اب تمہیں نہیں یہاں پڑھنے آتے ہو یا لڑکیوں کو تنگ کرنے تمہارا تو میں" آج پتہ صاف کرواتی ہوں آئے روز کسی لڑکی کو تنگ کرنا تمہارا پسندیدہ مشغلہ ہے نہ اور تم سب کو تنگ کرتا آتے جاتے آوازیں کستا ہے تم سے کوئی ایک بھی اس کی حرکت پہ آواز اٹھاتا تو آج سے منہ پھاڑ کر ہر لڑکی کو گندی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ منہ سے کچھ بولتی کیوں نہیں ہو ان جاہل گنوار لڑکوں کی واحیات باتیں سن کے چپ بیٹھنا کہاں کی عقلمندی ہے سیلف ڈیفینس کرنا سیکھو نہ کہ دوسروں کو زیادہ موقع دو کہ وہ آپ کی کمزوری پہ ہاتھ صاف کرے۔ لڑکیاں ہے تو کیا ہمیں بولنے کا حق نہیں ہے ہاتھ پاؤں چلانا نہیں جانتی نہ تو ان جیسے گلی کے آوارہ **کو قابو کرنے کا ایک بہت ہی اچھا طریقہ ہے سب سے پہلے اپنی باڈی لیگویج میں سدھار لاؤ ایسی جگہ وار کرو کہ وہ درد کی شدت سے بلبلا اٹھیں دوبارہ اٹھ کھڑے ہونے کی سکت نہیں رہے۔ آج کل کے دور میں ہر لڑکی کو اتنا مضبوط ہونا چاہیے اگر یہ بھی نہیں کرسکتی تو سب سے آسان طریقہ ایسا ایک پاؤڈر اور ہمیشہ ایک چھڑی اپنے بیگ میں رکھا کرو تاکہ جہاں ان جیسے لوگوں سے سامنا ہو وہی پتا صاف۔"

ساری لڑکیاں فخر سے اس کی سمت دیکھ رہی تھی جو سپرے کی چھوٹی سی شیشی بند کر کے اب بیگ میں ڈال رہی تھی۔اس کے ہر لفظ سے نفرت چھلک رہی تھی چہرے پہ سختی کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔امائزہ اور لیزے جو ابھی اپنا لیکچر لے کر کیفے کی سمت جرہی تھی ایک جانب لوگوں کا ہجوم دیکھ وہ بھی تجسس کے مارے وہی آگئی لیکن وہاں کھڑی انابی کی باتیں سنتے فخر سے گردن اکڑا کر اسکی سمت دیکھا۔

وہ لڑکا ابھی بھی زمین پہ گرا آہ و پکار کررہا تھا آنکھیں سے پانی نکل نکل کر برا حال تھا لیکن پھر بھی وہ اپنی زبان سے غلاظت بکنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا۔اشتعال کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں کوندی وہ جارحانہ انداز میں اس کی سمت بڑھی اور گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھتے افسوس کرنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تم جیسے لڑکے نہ میری جوتی کی نوک پہ ہوتے ہیں۔آج کل تم جیسوں کی ہی بدولت وہ سب کچھ عام ہوچکا ہے جسے سوچتے ہوئے بھی روح تک کانپ جاتی ہے۔اور ایک آخری بات چشمہ لگوالینا اب اچھے والا اب ڈاکٹر آرام سے لگادے گا کوئی مشکل نہیں پیش آئے گی۔"

وہ تنفر سے اسے ایک نظر دیکھتی اس سے پہلے کہ وہاں سے مڑتی سامنے کھڑی مازہ اور لیزے کو دیکھتے مسکرادی۔انھوں نے بھی جواباً مسکرا کر تھمبس اپ کا اشارہ کیا۔

"اپنا سیلف ڈیفینس خود کرنا سیکھو یقین کرو اگر ل لڑکیاں اپنی حفاظت کی بابت جان گئی نہ تو آج کوئی بھی لڑکی ان جیسے وحشی درندوں کی ضد میں نہ آئے گی۔ ہمیں ہماری اور ہمارے وقار کی حفاظت خود کرنی ہے اب کیونکہ یہاں جن مردوں کو عورتوں کا محافظ بنا کر بھیجا جاتا ہے وہ شاید اپنی راہ سے بھٹک چکے ہیں۔"

امائزہ ان سب کو دیکھتی مضبوط لہجے میں باور کرانے والے انداز میں بولی تو سب لڑکیوں نے کورس میں ہاں میں سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے انہیں تھمبس اپ کر اشارہ کیا۔معاً کالج ڈین کی آواز پہ وہ سب چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئی جو کڑک لہجے میں یہاں ہورہے تماشے کے بابت استسفار کررہے تھے۔انابی نے گہرا سانس بھرتے جیسے اپنے اعصابوں پہ قابو پایا کیونکہ ایک یہی تھے جنہیں جب بھی کسی کی شکایت لگائی ہے انہوں نے غلط کو غلط کہنے کی بجائے صحیح انسان کو ٹال کر ہمیشہ بھیج دیا تھا آج ان کو بھی سبق

سکھانا لازمی تھا تبھی امائزہ اور لیزے کی جانب دیکھتے ہاں میں سر ہلایا جیسے کچھ باور کروانا چاہ رہی ہو۔

"سر یہاں وہ ہو رہا ہے جو بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا۔"

وہ سرد نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی جو اب اپنی آنکھیں دھو رہا تھا۔ڈین نے بھی نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

لگاتار بلا ناغہ کوئی نہ کوئی لڑکی اس لڑکے کی شکایت لے کر آپ کے پاس آتی ہے یہ" سوچ کر کہ آپ کچھ اس کے خلاف کچھ ایسا عمل کریں گے جس سے ہمیں بھی سکون حاصل ہو گا لیکن یہاں بھی ایسا کچھ نہیں ہے لیکن اب پانی سر سے گزر چکا ہے اب مزید آپ کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں اب ہم لڑکیاں پوری جامعہ میں اس کے خلاف پروٹیسٹ کرے گی تاکہ سب کو معلوم ہو سکے کہ انتظامیہ غلط لوگوں کا کس قدر "ساتھ دے رہی ہیں

وہ چیختے ہوئے خون آشام نگاہوں سے انہیں گھورتے ہوئے بولی اس سے پہلے کہ ڈین اس کے جواب میں کچھ بولتا لیزے نے درمیان میں ہی اس کی بات اچک لی۔

اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔اس کے بعد میڈیا آئے گی کیونکہ سب" جانتے ہیں شہر کی جانی مانی اور سب سے بڑی جامعہ ہے آگ کی تیزی کی طرح خبر پھیلے گی اور یہاں ہوا آپ کا کام ختم "۔

وہ پرسکون لہجے میں دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ہوئے بولی تو ڈین بھی اور وہ شخص بھی ایک لمحے کیلیے بوکھلاگیا۔سب لڑکیوں نے گول دائرے کی صورت میں ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ان کو وسط میں گھیر لیا تھا۔ان سب کو اس انداز میں دیکھ کر اس لڑکے سمیت ڈین کی حالت بھی پتلی ہوگئی۔وہ سمجھ چکے تھے کہ سب آپس میں مل کر مزید مضبوط ہوچکے ہیں انہیں اب کوئی سخت ایکشن لینا ہی پڑے گا تبھی گلہ کھنکھارتے اس لڑکے کی سمت متوجہ ہوئے۔

You are expelled from this university.
Meet Myself in dean office..

انہوں نے گویا اس لڑکے کے کانوں میں صور پھونکا وہ ہونقوں کی طرح ساکت نگاہوں سے انہیں دیکھے گیا۔جو اب وہاں سے اپنے آفس کی سمت جارہے تھے وہ بھی پیر پٹختے

ہوئے جبڑے بھینچے ان کے پیچھے چل دیا۔اس کے ساتھی اپنے نکالے جانے کے خوف سے وہاں سے فرار ہوگئے جبکہ وہ اب نہایت بری طرح پھنس چکا تھا۔

ڈین کی بات پہ سب لڑکیوں نے فاتحانہ نگاہوں سے ایک دوسرے کی سمت دیکھا اور فخر سے مسکرادی۔

"واہ انابی آپی آج تو کمال کردیا آپ نے۔"

امائزہ ستائشی نگاہوں سے اسے دیکھتے شاباشی دینے والے انداز میں بولی تو انابی سب باتیں بھلائے لیزے کی سمت متوجہ ہوئی جو اب کسی گہری سوچ میں گم تھی۔دونوں نے حیرت سے نظروں کا تبادلہ کرتے کندھے اچکائے۔

"میں تو چلو بولی تم بھی بولی سمجھ میں آتا ہے یہ کیسی بولی اس میں بلکل سمجھ نہیں آتا۔جب یہ بول رہی تھی میں تو بھئی اس کی شکل ہی دیکھ رہی تھی بس۔

وہ لیزے کو ٹہوکا مارتی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بولی تو لیزے اسے گھور کر رہ گئی جبکہ امائزہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ایکسکیوزمی مس۔"

اپنے عقب سے آنے والی سنجیدہ لب و لہجے مگر پرکشش آواز پہ وہ تینوں چونک کر اس جانب متوجہ ہوئی جہاں ایک شوخ سا لڑکا ہاتھ میں بکے لیے انہی کی سمت متوجہ تھا۔سرخ و سپید رنگت جدید برینڈ کی پینٹ شرٹ پہنے اس پہ لیدر کی جیکٹ پہنے چوڑی کلائی میں رولیکس کی گھڑی باندھے وہ براہراست لیزے کی سمت متوجہ تھا ایک لمحے کیلیے تو لیزے کے علاوہ وہ دونوں اس کی خوبصورتی سے متاثر ہوتی دکھائی دی جو لبوں پہ دوستانہ مسکراہٹ سجائے ہوئے تھا شاید یہی چیز اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کررہی تھی۔

"جی کچھ چاہیے تھا کیا آپ کو۔"

معاً انابی نے اپنے دونوں آستینیں فولڈ کرتے لڑاکا انداز میں اس سے استسفار کیا تو لیزے نے بوکھلا کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اشارہ کیا۔اور خود ہی اس کی سمت متوجہ ہوئی۔

آپ ذرا سائیڈ پہ ہوکر میری بات سن سکتی ہیں آئی سوئیر میں ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں"

"بس آپ کے ہانچ منٹ لوں گا اس سے نا ذیادہ نہ کم

اس نے التجائیہ انداز میں اپنی بات مکمل کرتے لیزے کی سمت دیکھا تو وہ ایک نظر ان دونوں کو دیکھتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور انھیں اشارہ کرتے اس کی تلقید میں چل پڑی۔اب وہ دونوں ایک درخت کی چھاؤں میں کھڑے تھے پاس ہی ایک بینچ رکھا ہوا تھا۔اس لڑکے نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ سہولت سے انکار کرگئی اور اسے اپنی بات جاری رکھنے کا کہا اس دوران اس نے اس لڑکے کو دیکھنے سے بلکل گریز کیا۔

"مس میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا جیسے میں آپ سے کہ چکا ہوں سیدھا مدعے کی بات پہ آتا ہوں۔میرا نام رئید کریم ہے میں آپ ہی کے ڈیپارٹمنٹ میں ایک یچ سینئر ہوں۔دراصل میں نہیں جانتا کب سے لیکن آپ مجھے اچھی لگنے لگی ہیں۔ان دوستیوں وغیرہ کے چکر میں پڑنا مجھے کچھ خاص پسند نہیں ہے تبھی میں سیدھا یہی بات کرنے والا تھا کہ اگر میں آپ کے گھر رشتہ بھیجنا چاہوں تو۔"

وہ مقابل کے تاثرات کا ملاحظہ کیے بغیر اپنی ہی بول رہا تھا ضبط کی شدت سے لیزے کے نقوش میں سرخی پھیلنا شروع ہوگئی۔جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے اس کا بس

نہیں چل رہا تھا اپنے سامنے کھڑے شخص کا گلہ دبادے جو کتنے آرام سے اس سے شادی کی خواہش کررہا تھا۔

دیکھئے مسٹر اول تو میں آپ کو جانتی ہی نہیں ہو اور دوسری بات ابھی میرا شادی وغیرہ" کا کوئی سین وغیرہ نہیں ہے اور نہ ہی میں کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں مجھے مزید پڑھنا ہے ابھی۔آپ اپنے دماغ سے یہ خرافات نکال کر اپنی پڑھائی پہ دھیان دیجیے۔امید ہے ہمارا "سامنا آئندہ نہ ہی ہو۔

"رئید یار آ بھی جا سر کلاس میں آنے والے ہیں۔"

اس سے پہلے کہ وہ اس کی بات پہ کچھ بولتا اپنے عقب سے آنے والی اپنی دوست کی پکار پہ جھنجھلا کر رہ گیا۔

میں اپنی جانب سے پوری کوشش کرتا رہوں گا مجھے امید ہے یہ پتھر موم ہو ہی جائے" "گا۔

وہ ایک اذیت بھری مسکراہٹ چہرے پہ سجائے اس بلکے کی سمت اشارہ کرتے اپنے دوستوں کی سمت چل دیا جو بے صبری سے اس کا انتظار کررہے تھے لیزے نے اس

کے جاتے ہی ایک افسوس بھری نگاہ بکے پہ ڈالی اور سر جھٹکتے وہ وہی چھوڑتے ان دونوں کی سمت چل دی۔

"کیا کہ رہا تھا وہ۔"

فہد جو اس کے جانے کے کچھ لمحوں بعد ہی وہاں آگیا تھا اور اب انہی کے ساتھ بیٹھے باتوں میں مسروف تھا لیزے کو اپنی جانب آتا دیکھ پریشانی سے استسفار کیا تو وہ نگاہیں چراتے نفی میں سر ہلاگئی۔اس کی نہ میں ہلتی گردن انابی اور فہد نے اچھنبے سے جبکہ امائزہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا اسے اس کی یہ حرکت بنا کچھ کہے ہی بہت کچھ باور کرواگئی تھی۔ناگواری کی ایک شدید لہر امائزہ کے وجود میں پھیلی تھی جو مکمل طور پر اسے اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔

لیزے جوں ہی ڈرائیور کے ساتھ گھر واپس لوٹی۔آیت ملازمہ کو ہدایت دینے کے ساتھ ساتھ کسی سے موبائل پہ بھی مصروف تھی۔وہ عقب سے ان کی گردن پہ باہوں کا ہار

بناتے ان کے گال پہ محبت بھرا بوسہ دیا۔جو اب کچن میں کھڑی ہنڈیا میں چمچ ہلا رہی تھی۔لیزے فریش ہونے کا سوچتے انہیں ایک نظر دیکھتی اپنے کمرے کی سمت چل دی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور اپنا بیگ رائیٹنگ ٹیبل پہ رکھتے اپنی گھڑی اتار کر ٹیبل پہ رکھتی پنک اور وائٹ کی جدید طرز کی بنی ہوئی الماری کھولی اور سادہ سا سیاہ ڈھیلا سا قمیض شلوار نکالتی فریش ہونے واشروم کی سمت چل دی۔نہا کے تازہ دم ہونے کے بعد وہ گنگناتے ہوئے باہر نکلی تو پورے وجود میں ٹھنڈ کی بدولت کپکپی سی طاری ہوگئی جو اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کرگئی۔اس نے کپکپاتے ہاتھوں اور لبوں کے ساتھ کھڑکی کے پٹ بند کیے جو شاید ملازمہ صفائی کرتے ہوئے کھلا چھوڑ گئی تھی۔کمرے کا ہیٹر آن کرتے ٹمپریچر مناسب کرنا چاہا اور ڈرائیر کا سوئچ لگاتے بال سکھانے لگی۔جلدی جلدی ہاتھ چلاتے پیٹ میں اچھلتے چوہوں کی بدولت وہ ڈوپٹہ لاپرواہی سے بائیں شانے پہ ڈالتی باہر کی سمت چل دی۔زینے اترتے ہی آیت کو ابھی بھی موبائل پہ مصروف دیکھ اس نے حیرت سے آنکھوں ہی آنکھوں میں استسفار کیا کہ کون ہے تو انھوں نے اشاروں مین تسلی دیتے اپنی بات جاری رکھی۔وہ بھی لاپرواہی سے

کندھے جھٹکتے ہنڈیا کا ڈھکن اٹھا کر دیکھنے لگی تو بریانی کی سحرانگیز خوشبو نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔اس کی بھوک میں مزید اضافہ ہوگیا۔اس نے بے بسی سے ایک نگاہ آیت پہ ڈالی جو اب فون رکھ کر اسی کی سمت آرہی تھی۔

"کس کا فون تھا ماما۔"

اس نے تعجب سے ان کی لمبی چوڑی بات کرنے پر چوٹ کی تو انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کی سمت دیکھا۔

"ہاں محرم آپی کا فون تھا بہت خوش تھی وہ ادیان کیلیے ماشااللہ سے"

وہ مسکراتے لہجے میں آنکھوں میں محبت سموئے بولی تو لیزے نے چونک کر ان کی سمت دیکھا۔چہرے پہ نا سمجھی کے تاثرات واضح تھے۔

کیا مطلب دیان بھائی میں سمجھی نہیں۔

اس نے حیرت سے سائیڈ سے کیلا اٹھاتے اس کا چھلکا اتارا اور شیلف سے پشت ٹکاتے ان کی سمت متوجہ ہوتے استسفار کیا ساتھ ہی کیلے کی ایک بائٹ لی۔

"ہاں ادیان کا رشتہ پکا کردیا نہ روشانے کے ساتھ کل ہی۔"

انہوں نے مسکراتے ہوئے گویا اس کی سماعتوں میں صور پھونکا۔وہ جو مسکراتے ہوئے کھانے کی سمت متوجہ تھی ان کی بات پہ حلق میں ہی اڑگیا۔چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔جیسے کسی نے بھاپ سمیٹتا پانی اس کے وجود پہ انڈیل دیا تھا۔جو اس کے پورے وجود کو بھسم کررہا تھا۔اسے اپنی تمام حسیات معطل ہوتی محسوس ہوئی معاً آنکھوں کے سامنے اچانک اندھیرا چھانے کی بدولت وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی۔شیلف کا سہارہ لیتے اس نے اپنے آپ کو گرنے سے بچایا۔بے یقینی ہی بے یقینی کی کیفیت تھی۔

کیا اس کی خوابوں کا تاج محل پوری طرح تعمیر ہونے سے پہلے ہی بری طرح زمین بوس ہوگیا تھا۔

اسے فضا ایکدم بوجھل سی محسوس ہوئی ایسا محسوس ہوا کہ کوئی آتی جاتی سانسیں بھی کھینچ رہا ہے۔اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتے جیسے اس نے اپنے دل میں بڑھتے ہوئے درد کو کم کرنا چاہا۔آنسو ضبط کرنے کے چکر میں چہرہ بے ساختہ سرخ پڑا۔اس سے پہلے کہ وہ اپنے ساکت بے جان وجود کے ساتھ اپنے آپ کو گھسیٹتی اپنے کمرے کی سمت بڑھتی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے کی بدولت ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے وہی زمین پہ گرتی

چلی گئی۔ جبکہ اپنے عقب سے آنے والی دھڑام کی آواز پہ آیت نے جوں ہی گردن پیچھے موڑی لیزے کو ہوش و حواس سے بیگانہ دیکھ اس کی چیخیں نکل گئی۔ جا کا چہرہ خطرناک حد تک سفید پڑ رہا تھا۔

اس نے پاکستان کی سرزمین پہ قدم رکھتے ہی اس کی فضا میں گہرہ سانس بھرتے جیسے اپنے وطن کی مٹی کی خوشبو کو محسوس کیا تھا ایک طمانیت کا احساس تھا جو اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا دونوں ہاتھوں سے اپنے ماتھے پہ بکھرے بال پیچھے کرتے اس نے ایک نگاہ فہیم پہ ڈالی جو فون پہ کسی سے مصروف تھا۔اس نے فہیم کو اپنے گھر چلنے کا کہا تھا لیکن وہ فلحال گھر جاکر سب کو سرپرائز کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تبھی دونوں الگ الگ ٹیکسی پکڑتے ہاتھ جھلاتے ہوئے اپنی اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہوگئے۔کسی کو ان کی واپسی کا علم نہیں تھا اسی بدولت گھر سے ڈرائیور نہ آنے کی وجہ سے انہیں ٹیکسی کا انتخاب کرنا پڑا۔

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے جیسے ہی اس نے گھر کا داخلی دروازہ عبور کیا عجیب سی خاموشی محسوس کرتے گھر میں اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔خالی خالی اور عجیب سا سناٹا گھر میں دیکھ اس کی کشادہ پیشانی پہ بل نمایاں ہوئے۔اس نے حیرت انگیز طور پہ نگاہیں پورے گھر میں دوڑائی جہاں کسی زی روح کا نام و نشان نہیں تھا معاً اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی جہاں تحریم بیگم پوری محویت سے نماز کی ادائیگی کرنے میں مصروف تھی اس کے چہرے پہ بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا وہ چہرے پہ دلکش مسکان سجائے مضبوط قدم اٹھاتا ان تک پہنچا اور عقب سے ہی انہیں اپنے حصار میں لیتے ان کا سر چوما۔مانوس سے لمس پہ انہوں نے دعا مانگتے ہوئے بھونچکا ہوتے جوں ہی گردن پیچھے کی جانب موڑی۔وہاں رائم کو کھڑا دیکھ ان کی آنکھوں میں ایک لمحے کیلیے بے یقینی چھائی انھق نے اپنے تذبذب کا شکار ہوتے تصدیق کیلیے اس کا سینہ چھو کر دیکھا تو ان کے شک پہ یقین کی مہر ثبت ہوگئی۔ جبکہ رائم جو سوچ رہا تھا کہ وہ اسے دیکھ کر خوش ہونگی ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ تڑپ کر ان کے پاس پہنچا اور ان کے آنسو صاف کیے۔

"دادو کیا ہوا ہے آپ ٹھیک ہے نہ باقی سب کہاں ہیں دادوں ماما ڈیڈ لیزو۔ لیزو کہاں ہے سب سے پہلے میں اپنے بچے سے ملوں گا پھر ہی میں کسی اور سے بات کروں گا کیونکہ سب سے زیادہ وہی مجھ سے اداس ہے۔"

وہ نگاہ پورے گھر میں دوڑاتا بے چینی سے بولا تو تحریم بیگم کی آنکھوں سے مزید سیل رواں ہوگیا۔ رائم نے چونک کر ان کی سمت دیکھا ان کا رونا اس کی سمجھ سے بالاتر تھا. معاً اپنے کندھے پہ دباؤ محسوس کرتے اس نے چونک کر گردن گھمائی لیکن وہاں کھڑے زمان صاحب کو دیکھ کر وہ سرعت سے صوفے سے اٹھتے ان کے سینے سے لگا جیسے برسوں کی پیاس بجھارہا ہو۔ زمان صاحب نے بھی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"دادوں آپ بتائیں سب کہاں ہے کوئی نظر کیوں نہیں آرہا مجھے ایسا کیوں محسوس ہورہا ہے میں یہاں اچانک آکر آپ سب کو سرپرائز کرنے والا تھا لیکن یہاں مجھے ہی کوئی سرپرائز ملنے والا ہے۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتے بے بسی سے دونوں ہاتھوں میں سر تھام گیا۔کیونکہ ان دونوں نے تو کچھ بھی نہ بولنے کی قسم کھائی ہوئی تھی جیسے۔

"رائم وہ دراصل سب ہسپتال گئے ہیں۔"

انہوں نے اسے تسلی دینے کے خاطر اس کے چوڑے شانے کو دبایا لیکن ان کی بات پہ رائم نے جھٹکے سے گردن اوپر اٹھائی اور پریشان نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا۔

"وہ لیزے کی طبیعت کافی ابتر تھی تو وہ سب وہی اسی کے پاس ہے۔"

انہوں نے اپنی بات مکمل کرتے اس کی سمت دیکھا جبکہ ان کی اگلی بات پہ رائم سکتے کی کیفیت میں انہیں دیکھے گیا۔چہرہ بے ساختہ سرخ پڑا اس نے دونوں ہاتھ چہرے پہ پھیرتے جیسے اپنے اعصابوں پہ قابو پایا۔

"کونسے ہسپتال ڈیڈ والے۔"

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔تو انہوں نے ہاں میں سر ہلاتے اس کی جانب دیکھا۔وہ ان کے اثبات میں سرہلانے پر تقریباً بھاگنے والے انداز میں باہر کی سمت بڑھا۔گاڑی میں بیٹھتے انگیشن میں چابی گھماتے اس نے زن سے

گاڑی ہسپتال کی سمت بڑھادی۔ جبکہ دل میں یہی سب کچھ گھوم رہا تھا کہ اتنی طبیعت خرابی کہ ڈیڈ گھر پہ اس کا علاج نہیں کرسکے بلکہ انہیں پسپتال جانا پڑا۔ ہسپتال کا داخلی دروازہ عبور کرتے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا تو کئی ستائشی نگاہیں اسکی جانب اٹھی۔ وہ بلاشبہ صائم خان کی جوانی کی طرح ایک وجیہہ مرد تھا۔ صائم خان کی کاپی کہے تو غلط نہیں ہوگا۔ ہوبہو وہی چہرہ نین نقوش چوڑے شانے وہ بلکل اپنے باپ کا پرتو تھا لیکن وہ ان سب کی ستائشی نگاہوں سے بے نیاز تقریباً بھاگنے والے انداز میں ریسیپشن تک پہنچا اور لیزے کے متعلق استسفار کیا تو انہوں نے ایک پرائیوٹ روم کی جانب اشارہ کردیا۔ معاً اس کی نگاہ ایک جانب ٹھہر سی گئی جہاں ہمیشہ کی طرح ڈاکٹر کوٹ میں ملبوس گلے میں اسکیتھوسکوپ ڈالے ڈاکٹر صائم خان دوسرے ڈاکٹر کے ساتھ پریشانی میں کسی بات پہ بحثو مباحثہ کررہے تھے وہ بغیر کوئی وقت ضائع کیے ان تک پہنچا اور انہیں اپنے سینے میں بھینچ لیا۔ اتنے عرصے بعد اپنوں کو سامنے دیکھ وہ مزید ضبط نہیں کرسکا تھا وہ یہاں ان کے ساتھ وقت گزاری کرنے آیا تھا لیکن ان کی صورت دیکھتے اسے اندازہ ہوا کہ اب اس کے باپ کو اس کی اشد ضرورت ہے۔

"رائم۔"

ان کی آواز کسی سرگوشی سے کم نہیں تھی بلکہ باقاعدہ خوشی سے کانپ رہی تھی۔وہ ڈاکٹر بھی مسکراتے ہوئے ان دونوں کو ایک نظر دیکھتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔صائم نے محبت سے اسے خود سے الگ کرتے اس کا ماتھا چوما۔

"آپ یہاں اچانک۔"

انہوں نے اپنی حیرت پہ قابو پاتے بھنویں اچکائی۔

ڈیڈ فلحال یہ سب چھوڑیں لیزو کیسی ہے۔

اس نے مضطرب انداز میں ان سے بازپرس کی جبکہ اس کے متوازن انداز پہ صائم خان کے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جارہا تھا۔تکلیف ان کے چہرے سے عیاں تھی ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے صدیوں کی تھکن ان کے وجود میں اتر آئی ہو۔وہ اپنے اندر تمام ہمت متجمع کرتے اس سے مخاطب ہوئے۔

رائم وہ ٹھیک نہیں ہے وہ بلکل ٹھیک نہیں ہے ہم سب بچپن سے اس کا سہما سہما" انداز محسوس کرتے تھے لیکن کوئی خاص ٹریٹمینٹ یا توجہ نہیں دی اس سب میں اپنی

بچی پہ۔رائم میری بچی بہت تکلیف میں ہے تم بھی تو ایک کارڈیولوجسٹ ہونہ۔تمہیں بھی اس بارے میں معلومات ہونگی۔ڈاکٹر نعیم نے مکمل طور پر اس کے ٹیسٹ وغیرہ کروائے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ لیزے کا دل عام لڑکیوں کی نسبت نہایت کمزور ہے۔وہ تبھی اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو جلدی محسوس کرجاتی ہے۔ سہمی سہمی رہتی ہے۔کسی سے زیادہ مخاطب نہیں ہوتی۔آج اس کے اچانک سے دل میں درد اٹھا تھا اگر آیت کے کہنے پہ میں بروقت وہاں نہ پہنچتا تو میری بچی رائم وہ آج یہاں نہ ہوتی۔پچھلے چار گھنٹوں سے وہی اسی بستر پہ پڑی ہے اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے لیکن میں "بھی کیسا بے بس باپ ہوں جو اپنی جان سے پیاری اولاد کیلیے کچھ نہیں کرپارہا۔

وہ اضطراب کے عالم میں بولتے رائم کے دل پہ چھریاں چلا رہے تھے اسے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی مسلسل اس کے دل پر وار کررہا ہے۔اس نے اس انکشاف پہ بے ساختہ دیوار کا سہارا لیتے خود کو گرنے سے بچایا چہرہ لٹھے کی مانند سفید چکا تھا۔

"نہیں خان ایسے مت کہیں۔"

معاً اپنے عقب سے آنے والی دل کو چیر دینے والی پکار پہ ان دونوں نے جھٹکے سے گردن موڑی تو آیت روتے ہوئے مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی ان دونوں کا دل گویا کسی نے مٹھی میں جکڑلیا۔رائم جھٹکے سے رخ موڑتے ان تک پہنچا اور انہیں اپنے حصار میں لیتے خاموش کروانے لگا۔ اس کا حصار پاتے ہی وہ مزید شدتوں سے رودی۔ صحیح کہتے ہیں اولاد کا دکھ تمام دکھوں پر حاوی ہوتا ہے یہ آج کوئی ان سب سے پوچھتا جن پہ ایک لمحے میں قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔

"کچھ نہیں ہوگا ہمارے بچے کو دیکھئے گا میں بلکل ٹھیک کردوں گا اسے۔وہ ایسے کیسے کمزور پڑسکتی ہے اسے ہمت دکھانی ہوگی۔دونوں جانب سے کوشش لازمی ہے نہ پھر۔بس کوئی بھی اس سے اس متعلق بات مت کرے کوئی بھی ہم سب کی توجہ اور محبت اسے ہماری پرانی لیزے بنالئے گی۔"

وہ ان کا سر سہلاتے اس کے سر پہ اپنی ٹھوڑی ٹکاتے ضدی انداز میں بولا اور انہیں اپنے ساتھ لیتے اپنا دل مضبوط کرتے اندر کمرے میں قدم رکھا جہاں وہ دنیا مافیہا سے بے گانہ اپنی ہی دنیا میں گم تھی۔درد کی کمی کیلیے اسے کوئی ہیوی انجیکشنز دیے گئے تھے

تبھی اسے اب تک ہوش نہیں آیا تھا۔رائم اس کی حالت دیکھتے ضبط سے اپنی آنکھیں میچ گیا۔انتہائی کمزور وجود۔اس آنسو آنکھ سے گرتے اس کے گال پہ بہہ گیا۔اس کا ذردی مائل چہرہ کمزور نحیف وجود وہ اسے اس کی لیزو تو نہیں لگی تھی جب وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا وہ تو ہنستہ مسکراتی کھلکھلاتی تتلی کی مانند تھی جو ہر سوں اپنے رنگ بکھیرنے کا کام سر انجام دیتی تھی تو آج اس کی یہ حالت۔اس کا دم گھٹنے لگا۔

"لیزو بچے آنکھیں کھولو۔"

وہ حسرت سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو تک رہا تھا جیسے وہ ابھی اس کی پکار پہ جی بھائی چیخ کر کہتے اس کے سینے میں آسمائے گی اور اس کی باہوں سے لگے تمام راز ونیاز کرے گی محبت سے اس کے گال پہ بوسہ دے گی جیسے ہمیشہ کی اس کی عادت تھی اور وہ بھی تو جواباً محبت سے میرا بچہ کہتے اس کا سر سہلاتے اپنی تھکن مٹائے گا۔اتنے عرصے کی اپنی پیاس بجھائے گا لیکن دوسری جانب تو مکمل خاموشی تھی ایک جامد خاموشی۔وہ اذیت سے اس کا کینولا لگا نحیف سا ہاتھ تھامتے اس کی انگلیاں اپنی آنکھوں سے لگا گیا۔کمزوری کی بدولت ہاتھوں کی رگیں ابھر کر باہر کو آگئی تھی۔وہ اس

سے جھنجھور کر پوچھنا چاہتا تھا کہ میرے جانے کے بعد ایسا کیا ہوا ہے اس کی زندگی میں جو وہ اپنا آپ بھی نہیں سنبھال پائی۔

اسے بیہوش ہوئے مسلسل یہ پانچواں گھنٹا تھا اور جوں جوں وقت گزر رہا تھا ان سب کی پریشانی بھی میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ان سب کی کیفیت حد درجہ منتشر تھی۔آیت کا رو رو کر برا حال تھا۔رائم دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ تھامے اس کے ماتھے پہ لب رکھ گیا۔

بس کرے نہ گڑیا اٹھ جائے میرا بچہ اب کتنا امتحان لو گی دیکھو مجھے صرف آپ کیلیے "لوٹ کر آیا ہوں۔ بھائی کے سینے سے نہیں لگو گی۔"

وہ ضبط کی حدوں کو چھوتا ہوا بھاری لہجے میں بولا جیسے مشکلوں سے اپنے آنسوؤں پر پل باندھا ہو۔آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہورہی تھی۔

کسی نے کاٹا تھا یا کچھ باریک سا اس کے بازو پہ چبھا تھا۔اس کے ذہن پہ چھائی تاریکی سمٹنے لگی لاشعور سے شعور کی منزل طے کرتے ہوئے اس نے بمشکل بھاری ہوتی آنکھیں کھولی اور دھندلائی نگاہوں سے اردگرد دیکھا۔وہ شاید ہسپتال میں تھی۔ایک نرس بیڈ کے

دائیں طرف کھڑی اس کے ہاتھ پہ کچھ کررہی تھی۔سر پہ ایک شدید درد کی لہر دوڑی۔بے اختیار ہی اسے سب کچھ یاد آیا تو اس کی ساری حسیات بیدار ہوگئی۔وہ ایکدم سب یاد آنے پر تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھی لیکن اچانک اٹھنے کی بدولت ہاتھ میں لگا کینولا اس کا ہاتھ بری طرح زخمی کرگیا۔وہ درد کی شدت سے اپنا سر دوبارہ تکیے پہ پٹخ گئی۔

"بھائی۔"

ایسی صورت حال میں رائم کو یاد کرتے اس کے منہ سے بے اختیار سسکی نکلی۔سب تفکر سے اس کی طرف متوجہ ہوچکے تھے جو اب اپنا سر پٹختی درد سے دوہری ہورہی تھی۔

"بھائی کا بچہ آنکھیں کھولیں دیکھیں ادھر۔"

وہ بے بسی سے اس کے چہرے پہ جھکا بولا اور اس کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیا۔اس کی آواز پہ لیزے نے جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولی اور بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا۔آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی۔اس کا چہرہ سینے بازو چھو کر جیسے وہ یقین کرنا چاہ رہی تھی کہ وہ سچ میں اتنے سالوں بعد لوٹ آئے ہیں۔اس کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔

"بھائی آپ سچ میں آگئے۔"

وہ دھندلی نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے نقاہت ذدہ آواز میں بولی تو رائم نے محبت سے اس کی دونوں سوجھی ہوئی آنکھوں کو چوما اور اسے اپنے ساتھ لگاتے سہارہ دے کر بٹھایا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے کہ میرا بچہ مجھ سے کوئی فرمائش یا مجھے کوئی حکم کرے اور میں اس کی حکم عدولی کرو۔آپ نے مجھے بلایا اور میں بھاگا بھاگا آپ کے پاس۔"

وہ اس کی صورت دیکھتے مشکل اپنے آنسوؤں پہ ضبط کرتے ہوئے محبت سے اس کے بال سنوارتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا۔

اس کی بات پہ وہ جو کب سے خود سے ضبط کے پہاڑ بٹھائے بیٹھی تھی۔چور چور ہوتے ہی دھندلی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے ہچکیوں سے رودی۔ جیسے اپنے بھائی کو سامنے دیکھ پھر سے سارے زخم ہرے ہوگئے تھے۔اسے شاید اپنی جان سے پیارے بھائی کی صورت میں ایک غمگسار مل گیا تھا۔اس کے رونے میں شدت محسوس کرتے رائم نے تفکر بھری نگاہیں صائم خان اور آیت کی جانب اٹھائی جو خود بھی اس کی حالت سے پریشان

نظر آرہے تھے۔ناجانے اسے کیا ہوگیا تھا اس کی حالت دیکھتے ان کے دل کو بے اختیار دھکا سا لگا۔

ویسے مجھے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ میری لیزو مجھے ایسے خوش آمدید کہے گی پاکستان"

"میں تراہ نکال دیا میرا۔

وہ ناراض نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے شکوہ کرنے والے انداز میں بولا تو وہ بھیگی سی ہنسی ہنس دی۔رائم نے اس کا ہنسی کا صدقہ اتارتے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھے۔

"اب آپ آگئے ہیں نہ میں بلکل ٹھیک ہوجاؤں گی۔"

اس نے اپنی عادت کے عین مطابق اس کے گال پہ محبت بھرا بوسہ دیا تو اس کا سر سہلاتے وہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور صائم کو پاس آنے کا اشارہ کیا۔

"ڈیڈ آپ یہی رکیں میں ذرا لیزے کی فائل لے کر آتا ہوں۔"

اس سے پہلے کہ ڈاکٹر نعیم کے کیبن کی سمت بڑھتا لیزے نے سہم کر اس کا ہاتھ تھام لیا جیسے وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا رائم نے بیچارگی سے اس کی سمت دیکھا۔

میرا بیٹا تھوڑا سا ریسٹ کرے اوکے میں بس آپ کی فائل لے کر آتا ہوں پھر ہم سب "مل کر گھر چلیں گے ٹھیک ہے۔

وہ اس کا گال سہلاتے پچکارنے والے انداز میں بولا تو اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا رائم اسے ایک نظر دیکھتے باہر کی جانب چل دیا اس کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی آیت اور صائم نے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا لیکن اس کا وجود وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھا وہ اتنی جلدی کمزور پڑ رہی تھی اسے تو اپنے محبوب کی خوشی میں شریک ہونا تھا ہنسی خوشی اس کی خوشیوں کی نظر اتارنی تھی۔اسے مضبوط بننا تھا۔ان کی شادی میں شرکت کر کے صرف اس کی خوشی کو محسوس کرتے خود بھی خوش ہونا تھا لیکن وہ اس دل کا کیا کرتی جس کا درد یہ سب سوچتے بڑھتا ہی چلا جاتا تھا۔وہ اپنی آنکھوں میں چمکتی نمی کو صاف کرتے اپنا دھیان مکمل طور پر اس طرف

لگانے لگی۔ جہاں اس کی اصل خوشیاں موجود تھی جن میں اسے اب جینا تھا۔ کیونکہ محبت کا وجود کو اکھاڑ کر کسی نے بے دردی سے کچل دیا تھا۔

گاڑی گھر کی جانب رواں تھی جبکہ وہ اتنے سالوں بعد اپنے وطن کی ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کرتا سکون سے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔ گھر والوں کے سامنے اچانک جاکر ان سب کو سرپرائز کرنے کا ارادہ ان دونوں کا تھا ابھی بھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ ان سب کا ردِ عمل کیا ہوگا اسے یوں اچانک اپنے سامنے دیکھ کر معاً عزہ کا خیال آتے اس کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا اسے اندازہ تھا کہ سب ہی اسے دیکھ کر بہت خوش ہونگے اسی وجہ سے تو ان سب کو بے خبر رکھا تھا گھر پہنچتے ایک نظر باہر سے پورے ولا کی سمت دیکھا پھر مسکراتے ہوئے اپنا سامان گاڑی سے نکلواتے ساتھ رکھ کر ٹیکسی کو پیمنٹ دیتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

گھر کے اندر قدم رکھتے ہی اسے کسی کو ڈھونڈنے کی زیادہ زحمت نہیں کرنی پڑی کیونکہ سب ہی لاؤنج میں موجود خوش گپیوں میں مصروف تھے معاً انابیہ کی نظر اچانک خارجی

دروازے کی جانب اٹھی تو وہ اپنا وہم سمجھ کے سر جھٹک گئی لیکن امائزہ کو بھی اسی جانب تکتا پا کر اس نے تصدیق کرنی چاہی۔

"امائزہ کیا تمھیں بھی دروازے پر فہیم دکھ رہا ہے یا یہ صرف میرا ہی وہم ہے۔"

اس نے امائزہ کے قریب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں استفسار کیا جبکہ سامنے ہی کھڑا فہیم ان کے چہرے کے تاثر دیکھ کر مسلسل مسکرا رہا تھا۔اسے اندازہ تھا یہ یہی کچھ دیکھنے کو ملے گا۔

یہ فہیم بھائی مجھے بھی دکھ رہے ہیں لگتا ہے ہم دونوں نیند میں ہیں۔وہ کیسے آسکتے ہیں" "یہاں اور وہ بھی یوں اچانک۔

امائزہ نے کہتے ساتھ ہی اپنی پلکیں جھپکائی اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی ساتھ انابیہ کو بھی ہاتھ پکڑ کر اٹھنے کا کہا ان کے یوں اٹھنے پر سب نے اچھنبے سے ان کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا کہاں جا رہی ہو آپ دونوں۔"

عزہ کی پشت فہیم کی سمت تھی تبھی وہ دیکھ اسے نہیں سکیں تھیں۔

"کہیں نہیں ماما ہمیں لگتا ہے ہم پاگل ہوگئے ہیں اور کچھ نہیں ہے۔"

انابیہ نے اپنا چشمہ درست کرتے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں بیٹا جی ہم جانتے ہیں کہ آپ پاگل ہیں۔ اب بیٹھ جاؤ۔"

عزہ نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

نہیں ماما واقعی آج سب جگہ فہیم دکھ رہا ہے مجھے واقعی لگ رہا ہے میں پاگل ہوگئی"

"ہوں۔وہ بھلا کیسے آسکتا ہے۔

انابیہ نے دوبارہ سے اپنی بات پہ زور دیا تو وہ کچھ حیران ہوئی۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو انابیہ اس نے آنا ہوتا تو پہلے اطلاع تو دیتا آپ کو وہم ہوا ہوگا۔"

محرم کے کہنے پر وہ دونوں ان کی جانب متوجہ ہوئیں۔

مم مجھے تو وہم نہیں ناں ابھی میں نے فہیم بھائی کو وہاں دیکھا تھا۔میں مذاق نہیں"

"کررہی۔ڈیڈ آپ بھی دیکھیں وہاں پہ۔

دروازے کی جانب اشارہ کرتے امائزہ نے ان سب سے کہا تو سب نے اس کی بات پہ عمل کرتے دروازے کی سمت دیکھا مگر کسی کو نا پاکر ان دونوں کو گھورا۔

"کیا ہوگیا ہے آپ دونوں کو نہیں ہے فہیم اب بیٹھ جاؤ۔"

عزہ نے جارحانہ انداز میں انابی کی سمت دیکھا تو ان دونوں نے جواباً ایک دوسرے کے ساتھ نگاہوں کا تبادلہ کیا پھر ایک نظر سب کو دیکھا۔

"ماما ہم لوگ ایک بار دیکھ لیتے ہیں ناں چلیں ڈیڈ آپ دیکھیں فہیم دکھا تھا مجھے سچ میں۔"

عزہ سے بات کرتے انابیہ نے ساتھ ہی بیٹھے عفان کا بازو پکڑتے انہیں اٹھنے کا کہا۔

اذلان اور ادیان بھی سنجیدگی سے ان کی باتوں کا ملاحظہ کررہے تھے۔

"اچھا چلو دیکھ لیتے ہیں۔"

عفان جان چھڑانے والے انداز میں بولتے ان دونوں کو لے کر دروازے کی جانب چل دیئے جہاں انہیں فہیم کے ہونے کا گمان ہوا تھا پر وہاں کسی کو نہ پاکر ان دونوں کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر ماتھے پر بوسہ دیتے گویا ہوئے۔

نہیں ہے فہیم یہاں اب تسلی ہوگئی آپ لوگوں کو چلو اب اندر آپ لوگوں کو وہم ہوا ہوگا"

"چل کر بات کر لو اس سے۔لگتا ہے ذیادہ ہی یاد ستارہی ہے اس کی۔

عفان نے انہیں سمجھانے والے انداز میں کہتے ساتھ مفت کا مشورہ دیا تو وہ دونوں منہ بسورتے ہوئے اندر کی سمت چل دیں پر دل ابھی بھی اکسا رہا تھا کہ فہیم یہیں کہیں ہے۔

ابھی وہ جا کر بیٹھی ہی تھی کہ دوبارہ دروازے پر کسی کے ہونے کا گمان ہوا۔اس نے سرعت سے عزہ کو مخاطب کیا۔

"ماما آپ ادھر بیٹھیں خود دیکھیں فہیم ہے وہاں۔"

انابیہ نے دوبارہ دانت پیستے ہوئے کہا تو عزہ نے جواباً ذبردست گھوری سے اسے نوازا۔

کوئی نہیں ہے انابیہ چپ کر کہ بیٹھ جاؤ اب میں ابھی کال کرتی ہوں بات کرلو فہیم "سے۔

ابھی وہ اور بھی کچھ کہتی معاً اپنے بازوؤں پر عفان کے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے دانت پیس کر رہ گئیں۔ بس انہیں موقع مل چکا تھا اور وہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے لگے تھے۔

"بس کر دو یار بچیاں ہیں یاد آگئی ہوگی بھائی کی۔"

ان کے معصومیت سے کہنے پر باقی سب نے تو مسکراہٹ دبائی جبکہ عزہ انہیں گھور کر رہ گئیں پر اچانک اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ سر جھٹکتے سے اٹھتی پیچھے مڑی باقی سب بھی حیران ہوتے پیچھے مڑے اور اپنے سامنے کھڑے فہیم کو دیکھ کر ایک لمحہ تو وہم ہونے کا گمان ہوا مگر سب کو ایک ساتھ وہم تو نہیں ہوتا ناں۔

"فہیم۔"

عزہ کے لب بےآواز ہلے تھے انہیں دیکھتے وہ مسکراتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ان کی جانب بڑھا اور انہیں اپنے محبت بھرے حصار میں لیا۔

"فہیم تم یوں اچانک بتایا بھی نہیں۔"

محرم بھی کچھ حیران ہوتے گویا ہوئی تو وہ عزہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے ساتھ محرم کو بھی اپنے حصار میں لیا اور ان کے ماتھے پر بھی بوسہ دیا۔

جی بڑی ماما میں یوں اچانک پر لگتا ہے آپ لوگوں کو میرا سرپرائز کچھ خاص پسند نہیں "آیا۔

اس نے شرارت سے کہتے ان سب کو دیکھا جو کچھ سکتے کی کیفیت میں تھے۔

"ارے یار سچ میں آگیا ہوں میں آپ لوگ مان لیں اب۔"

اس نے دوبارہ جتایا اور ان دونوں کو اپنے حصار سے آزاد کرتے عفان ازلان اور ادیان کی سمت بڑھا۔

"کیا ادیان بھائی آپ کو تو میری یاد بھی نہیں آئی ناں دل ہی توڑ دیا آپ نے میرا۔"

اس نے مصنوعی آنسو صاف کرتے کہا تو وہ اس کی ڈرامے بازی پہ مسکرا دیا یہ تو وہ ہی جانتا تھا کہ یوں سب کے سامنے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بیٹھنا کتنا دشواری والا کام ہے پر وہ فلحال وہ بات ان پہ ظاہر کرتے اپنی فیملی کو دلبراشتہ نہیں کر سکتا تھا۔

کہاں بھولنے دیتے ہو تم ابھی بھی سب کو دکھائی دے رہے تھے دیکھو میری دونوں "

"بہنوں کو صدمے میں پہنچا دیا ہے تم نے۔

ادیان نے اس سے گلے ملتے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو وہ ہنس کر ان دونوں کی جانب بڑھا۔

اور بڑے بابا آپ کیسے ہیں بہت ڈیشنگ لگ رہے ہیں ہمیشہ کی طرح کیا کر رہے ہیں"

"آجکل۔

اس نے شرارت سے ازلان کو دیکھتے مخاطب کیا تو وہ اس کی بات پہ مسکرا دیئے۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا یہ بتائے آپ نے بناتے کا تکلف کیوں نہیں کیا۔"

ازلان کے سنجیدگی سے پوچھنے پر وہ ایک لمحے کیلیے کھسیا گیا۔

"ارے بڑے بابا اپنے گھر میں آنے میں کیا تکلف کرنا میں نے سوچا سرپرائز دونگا سب کو یہاں تو وہ دونوں صدمے میں آگئیں۔"

اس نے ہستے ہوئے کہا تو لاؤنج میں موجود سب افراد مسکرا دیئے۔

عفان کی جانب بڑھتے اس نے ایک مشکوک نظر ان کی سمت اچھالی جو مسلسل اسے ہی گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

"کیا ڈیڈ ایسے کیا گھور رہے ہیں اب یہیں ہوں آپ کے پاس بعد میں گھور لیجیئے گا۔کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مابدولت ہی آپ کے گھورنے کا باعث ہے۔"

اس نے مسکراہٹ دباتے شرارت آمیز لہجے میں کہا تو عفان نے آنکھیں چھوٹی کرتے ایک نظر عزہ کو دیکھا جو اپنے بیٹے کو نہارنے میں مصروف تھیں۔

بس آگیا میرا دشمن اب میری بیوی پر قبضہ جمائے گا یہ بھئی پہلے ہی بتا رہا ہوں میری "بیوی سے دور رہنا تم۔آس پاس بھی نہ بھٹکنا۔

عفان کے چڑ کر کہنے پر عزہ نے حیرت سے انہیں دیکھا جو ابھی بیٹے سے ملنے کے بجائے یہ بات کر رہے تھے۔اور مشکوک نگاہوں سے اسے گھورتے ہڑبڑا کر ان سے دو قدم دور ہوئی۔

"میں تو اپنے بیٹے کے ساتھ رہوں گی۔اتنے عرصے بعد وہ واپس لوٹا ہے۔میری جان۔"

وہ فہیم کے ماتھے پہ ممتا بھرا بوسہ دیتے ہوئے مخاطب ہوئی تو عفان نے دانت پیستے ہوئے دونوں فسادی ماں بیٹے کی سمت دیکھا۔

"دیکھ لیں بھئی میری ماما ہیں میں نے تو اب آل ٹائم انھی کے ساتھ رہنا ہے۔"

دل جلانے والی مسکراہٹ عفان کی جانب اچھالتے وہ ان سے ملا پھر مازہ اور انابی دونوں کی جانب بڑھا اسے ہلکا لڑکھڑاتے ہوئے دیکھ کر عزہ کی آنکھیں پل بھر میں آنسوؤں سے لبریز ہوئی انہیں دلبراشتہ دیکھ کر محرم نے انہیں اپنے حصار میں لیتے گویا تسلی دی۔تو وہ

سرعت سے اپنے آنسو صاف کرگئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اتنے خوشگوار ماحول میں ان کی بدولت کوئی بدمزگی ہو۔

"اور چڑیلوں کیسی ہو۔"

وہ خوشگوار انداز میں ان دونوں کے پاس پہنچتے دونوں کو اپنے حصار میں لیتے وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔اب اس کے دائیں جانب انابی اور بائیں جانب مازہ تھی جو اپنی ناراضگی کا بھرپور اظہار کررہی تھی۔

آپ بات ہی نہیں کریں فہیم بھائی انسان بتا کر آتا ہے اور آپ ہیں کہ ایسے ہی آگئے" "کہ کہی وہاں سے ہم آپ سے کچھ منگوا نہ لیں۔بھوکے ہیں آپ بہت ویسے۔

امائزہ نے منہ بسورتے شکوہ کرنا ضروری سمجھا۔

ارے اگر میں بتا کر آتا تو تم دونوں کی یہ شکلیں کیسے دیکھنے کو ملتی جو خود کو ہی پاگل کہہ" "رہی تھیں۔

اس نے مدھم سا قہقہہ لگاتے کہا باقی سب بھی ساتھ ہی براجمان ہوگئے تھے۔

"تم بدتمیز کب سے ہمیں پریشان کر رہے تھے شرم نہیں آتی تمھیں۔"

انابیہ نے اس کے ہاتھ پر تھپڑ لگاتے کہا اور ناراضگی سے رخ پھیر کر بیٹھ گئی۔یہی تو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا چھوٹی چھوٹی باتوں پہ ناراضگی سے رخ پھیر لینا۔

اچھا ناں چلو بس مان جاؤ دیکھو اتنا تھک کر آیا ہوں تمھیں کوئی قدر نہیں میری بندا کوئی" "پانی پوچھتا ہے یہاں تو روٹھنے کا سیکشن شروع ہے۔

اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو وہ اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"اتنی آسانی سے نہیں مانوں گی مناؤ گے تم مجھے۔"

انابیہ نے انگلی اٹھاتے تنبیہ کرنے والے انداز میں کہا۔

"چلو یہ سب بعد میں ناں ابھی تو منہ ٹھیک کرو اپنا۔"

فہیم نے پیار بھرے لہجے میں پچکارتے ہوئے کہا تو وہ فوراً مسکرا دیں۔باقی سب ان کی پیار بھری نوک جھوک سے محفوظ ہو رہے تھے۔

"رائم نہیں آیا کیا۔"

محرم کے اچانک پوچھنے پر وہ چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوا۔

بڑی ماما وہ آئے ہیں سیدھا گھر ہی گئے ہیں ہم دونوں نے ہی نہیں بتایا تھا کہ ہم" آرہے ہیں تو وہ بھی سب کو سرپرائز دینے کی غرض سے گھر کی جانب گئے ہیں۔اب تک "تو پہنچ بھی چکے ہونگے۔

اس نے رائم کے متعلق تفصیل بتائی تو ان سب نے اثبات میں سر ہلایا اور ساتھ ہی کل اس سے ملنے جانے کا پلان بھی ترتیب کرلیا۔

اس کے بتانے پہ باقی سب نے تو باقاعدہ خوشی کا اظہار کیا جبکہ امائزہ نے اس کے ذکر پہ اکتا کر سب کی سمت دیکھا جیسے ناجانے کون آگیا ہو جو سب اتنی خوشی کا اظہار کررہے ہیں۔

"چلو بیٹا آپ جلدی سے فریش ہوجاؤ میں کھانا لگوا دیتی ہوں۔"

محرم نے فہیم کو براہ راست مخاطب کیا تو وہ ان کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے اپنے روم کی جانب چل دیا۔ عزہ اور محرم نے بھی سنجیدگی سے کچن کا رخ کیا جبکہ باقی سب وہیں لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف ہوگئے۔

دسمبر کی سرد رات میں معمول کی طرح آج پھر کالے بادلوں نے آسمان پہ ڈیرا جمایا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ان کے وجود میں ایک عجب سا سرور بخش رہی تھی۔ ابھی بھی وہ اپنے کمرے کے ٹیرس پہ بیٹھے اس خوبصورت موسم کو محسوس کرتے ساتھ کافی سے بھی لطف اندوز ہورہے تھے یہ معاذ کا پسندیدہ مشغلہ تھا تبھی پریشے کو بھی اس کا ساتھ دینے کے لیے اتنی ٹھٹھرتی ہوئی رات میں بیٹھنا پڑتا تھا ابھی بھی پریشے اپنا کافی کا خالی مگ لیے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

معاذ آپ جلدی سے اندر آجائیں میں تو چلی بہت سردی ہے مجھے تو ایسا محسوس ہورہا" "ہے کہ ابھی گئی بس میں۔

وہ اپنا بازو سہلاتے اپنے آپ کو گرمائش پہنچاتے ہوئے اسے تاکید کرتا نہ بولی اس کی بات پہ معاذ نے مبہم سے انداز میں سر ہلاتے دوبارہ کافی کا مگ لبوں سے لگالیا۔ معاً موبائل پہ رنگ ٹون کی آواز پہ انہوں نے سامنے ٹیبل سے موبائل اٹھاتے میسج بھیجنے والے کا نام دیکھا تو روشانے کا نام اوپر جگمگارہا تھا اس نے اچھنبے سے موبائل کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا آیا کہ یہ روشانے نے ہی بھیجا ہے نہ۔

"ڈیڈ آئی رئیلی نیڈ یو۔"

اس کے آگے سیڈ ایموجی بنایا ہوا تھا معاذ کو پریشانی نے آن گھیرا اس سے پہلے کہ وہ ہڑبڑی میں اٹھتے اس کے کمرے کی سمت جاتا موبائل دوبارہ رنگ ہوا اس نے حیرت سے موبائل کی سمت دیکھا۔

"ڈیڈ پلیز ماما کے سامنے مت آئیے گا ورنہ وہ آپ کو آنے نہیں دیں گی۔"

اس کا میسج پڑھتے اس کے اعصاب تن گئے۔

کیا ان کی غیر موجودگی میں یہاں ایسا کچھ ہوا تھا جس بابت انہیں علم نہیں تھا۔وہ اپنی داڑھی سہلاتے ہوئے پریشانی سے کسی گہری سوچ میں گم تھے۔انہوں نے ایک نظر اندر کی جانب دیکھا پریشے ہلکے ہلکے پردے ٹیرس کے آگے شاید سونے کیلیے لیٹ چکی تھی۔وہ سنجیدگی سے ٹیرس کا دروازہ بند کرتے کمرے میں آئے تو پریشے ان کی سوچ کے عین مطابق سو چکی تھی انہوں نے بے ساختہ سکون بھرا سانس خارج کیا اور کمرے کے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مارتے لائٹ آف کرتے روشانے کے کمرے کی سمت بڑھے۔لاشعوری طور پر ان کا سارا دھیان اب روشانے کی جانب لگ چکا تھا۔

کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے وہ جوں ہی کمرے میں داخل ہوا پورا کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ان کو پریشانی نے آن گھیرا۔ناجانے روشانے کو کیا ہوا ہوگا۔اندھیرے میں سوئچ بورڈ ٹٹولتے انھوں نے کمرے کی لائٹ آن کی تو ان کا دل تڑپ کر رہ گیا کیونکہ وہ گٹھری بنی بیڈ پہ لیٹی رونے کا شغل فرمارہی تھی۔وہ پریشانی سے بھاگنے والے انداز میں اس کی سمت بڑھے اور اس کے بالوں کو سہلایا تو وہ مہربان لمس پاتے ہی جھٹکے سے اٹھتی ان کے سینے سے لگی آنسو بہانے لگی۔اس غیر متوقع صورت حال میں ایک لمحے کیلیے معاذ خان بھی بوکھلاگئے۔اتنا شدید ردِ عمل انھیں بلکل توقع نہیں تھی۔

روشی میرے بچے کیا ہوا ادھر اپنے ڈیڈ کی طرف دیکھیں اور بتائیں مجھے کیا ہوا ہے۔کیوں" "رو رو کر حالت بگاڑی ہوئی ہے۔

وہ اس کا مسلسل رونے کی بدولت سرخ ہوتا چہرہ تھامتے پریشانی سے گویا ہوئے تو اس نے اپنے آنسو آستین سے رگڑ ڈالے۔معاذ خان کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑلیا۔انھیں یاد نہیں پڑتا تھا کہ آج تک وہ اس قدر روئی ہو انھوں نے تو کبھی ہاتھ اٹھانا

تو دور کی بات ہلکا سا جھڑکا بھی نہیں تھا کیونکہ شروع سے ہی وہ ان کا سب سے فرمانبردار بچہ تھا۔

"ڈیڈ میں آپ سے کچھ مانگوں آپ مجھے دیں گے کیا۔پلیز انکار مت کیجیے گا۔"

اس نے التجائیہ نگاہیں ان کی سمت اٹھاتے ایک آس سے سوال کیا اور ان کا ہاتھ تھام لیا کیونکہ وہی اب اس کا واحد سہارہ تھا۔معاذ نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلاتے اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔اور اس کے بال سہلائے۔

ڈیڈ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی پلیز آپ کسی طرح روک دیں۔میں جانتی ہوں آپ"
"میری بات کبھی نہیں ٹالیں گے۔

وہ آنکھیں میچتے اپنی بات مکمل کرتی اپنے گال پہ ہاتھ رکھتے سہمتے ہوئے کھسک کر پیچھے ہوگئی۔معاذ نے اس کی بات پہ حیرت سے اس کی سمت دیکھا لیکن زیادہ الجھن انہیں اس کی حرکت پہ ہوئی کہ وہ کیسے ان کی مار کے ڈر سے ان کا حصار توڑتے پیچھے ہوگئی تھی۔ان کی کشادہ پیشانی پہ اس کی حرکت پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی تھی۔

"میں نے آپ کو کچھ کہا کیا جو آپ یوں سہم کر پیچھے ہوئی ہو۔ادھر آئیں واپس۔میں ویسے بھی اپنے بچے سے اس متعلق پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا کیونکہ آپکی اجازت کے بغیر تو کچھ نہیں کروں گا نہ میں کبھی۔جب تک آپ کی رضامندی نہیں ہوگی آپکے ڈیڈ کچھ نہیں ہونے دیں گے۔"

انھوں نے اپنی باہیں پھیلاتے محبت سے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ بے یقینی سے ان کی جانب دیکھتے ان کے سینے پہ سر رکھ گئی معاز نے عقیدت سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا اور اس کی سرخ ہوتی ناک کو دیکھا۔

"وہ مجھے لگا ماما کی طرح آپ بھی میری بات پہ غصہ ہوتے تھپڑ لگائیں گے اسی لیے میں ڈر گئی تھی۔"

اسنے ان کے سینے پہ سر رکھے کی دھیمے سے وضاحت دی تو اس کی توقع کے خلاف اس کی بات پہ اس نے اس کا سر اپنے سینے سے اٹھایا۔

"کیا پری نے آپ پہ ہاتھ اٹھایا ہے۔"

وہ اس کا گال سہلاتے ہوئے سرد لہجے میں گویا ہوئے تو اس نے بے ساختہ حلق تر کرتے دل ہی دل میں اپنے آپ کو لعن طعن کی کہ بھلا کیا ضرورت تھی یہ بکواس کرنے کی۔اگر اب معاذ کا جلالی موڈ آن ہوگیا تو۔

"ڈیڈ آپ سچ میں مجھ سے پوچھنے والے تھے۔آپ سچ میں ورلڈ کے بیسٹ ڈیڈ ہیں۔وہ ڈیڈ" "ایک اور بات۔

اس نے ان کی بات کو نظرانداز کرتے پرجوش لہجے میں کہتے ان کے گال پہ بوسہ دیا لیکن کچھ یاد آنے پر جھجھک کر رک کر ان کی سمت دیکھا جو اسے بات جاری رکھنے کا اشارہ کررہے تھے۔

"وہ دراصل ڈیڈ میں احد کو پسند کرتی ہوں مطلب ہم دونوں کرتے ہیں اور اس نے تو اپنے گھر میں اس بابت بات بھی کرلی ہے اور یہی بات کرنے میں کل جلدی گھر لوٹ آئی تھی تاکہ مما سے بات کرلوں وہ آگے آپ تک پہنچا دیں گی لیکن انہوں نے غصے میں ڈانٹ کر مجھے یہاں تھپڑ مار دیا۔"

وہ دھندلی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے شکایت لگانے والے انداز میں منہ بسورتے ہوئے بولی تو معاذ نے اس کی بات سمجھتے اثبات میں سر ہلایا۔

"پریشے کو یوں ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا آپ پہ۔آپ بلکل بھی پریشان نہ ہو جب تک آپکے ڈیڈ آپ کے ساتھ کھڑے ہیں نہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دوں گا اور یہ آپ نے بہت اچھا کام کیا کہ گھروں میں اس بابت پہلے ہی سب کے گوش گزار دیا تاکہ بعد میں کوئی مسائل نہ ہو۔آپ ایسا کرے احد کو کہیں کہ بہت جلد ڈیڈ اس سے آفس میں بات کریں گے۔ایک تفصیلی ملاقات اس بارے میں بھی ہوجائے۔"

انہوں نے سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کی تو روشا نے خوشی کے مارے ان سے لپٹ گئی۔معاذ نے اس کی حرکت پہ ہنستے ہوئے اپنے سینے سے لگایا۔

"لیکن ڈیڈ مما اور وہ ماموں ادیان وغیرہ۔ان کا ردِ عمل ناجانے کیا ہوگا۔"

اس نے ڈرے ڈرے لہجے میں استسفار کیا۔

"اپنی مما کو تو آپ فلحال چھوڑ ہی دیں ان کی کلاس تو میں لیتا ہوں ابھی۔رہی بات اذلان بھائی کی تو میرا نہیں خیال کہ وہ ایسے رشتوں میں زبردستی کے قائل ہیں میں ان

سے خود ہی مل کر ساری بات واضح کردوں گا وہ ضرور سمجھیں گے ادیان کا مجھے کوئی اندازہ نہیں ہے اس کا ردِ عمل کیسا ہوگا لیکن اذلان بھائی وہاں بھی سنبھال لیں گے انشاآللہ
"آپ پریشان نہ ہو۔
وہ اس کا سر سہلاتے تسلی آمیز لہجے میں بولے تو روشا نے انہیں ایک نظر دیکھتی طمانیت سے مسکرادی۔اسے یک گونہ سکون محسوس ہوا تھا کہ اس کی سب سے بڑی سپورٹ اس کے ڈیڈ زبردستی کچھ نہیں ہونے دیں گے۔
چلیں اب جلدی سے لیٹیں کافی وقت ہوگیا ہے۔اس سے پہلے وہ میری جنگلی بلی اٹھ "کر یہی آجائے سکون سے سوجائے میرا بچہ۔
"You Dad is always stands with you.I promise.."

وہ محبت سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے اس پہ کمفرٹر درست کرتے سوئچ بورڈ کی جانب بڑھے اور لائٹ آف کرتے اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئے۔باہر نکلتے ہی ان کے چہرے پہ سنجیدگی چھاچکی تھی اب ان کا دماغ تیزی سے اگلا لائحہ عمل طے کررہا تھا۔

اگلا دن ان سب کے لئے نئی امنگیں لے کر طلوع ہوا تھا سب نے اچھے ماحول میں ناشتہ کیا اور ناشتے کے بعد وہ سب اپنی اپنی تیاری کیلیے اپنے اپنے کمروں کی سمت چل دیلے کیونکہ ان سب کا ارادہ خان ہاؤس جاکر ذاتی طور پہ رائم سے ملنے کا تھا تو آج انابیہ اور امائزہ نے یونی سے آف لیا تھا۔امائزہ کا ذرا بھی ارادہ نہیں تھا جانے کا لیکن محرم نے سختی سے اسے تاکید کی تھی تبھی وہ ان کی بات پہ جھنجھلاتے ہوئے اپنے کمرے کی سمت چل دی۔ کسی نے وہاں فون نہیں کیا کہ سب کو اچانک جاکر سرپرائز دینگے اس بات سے بے خبر کے وہاں جاکر وہ لوگ ہی سب سے زیادہ سرپرائز ہونے والے ہیں۔

"انابیہ امائزہ آپ دونوں تیار ہو۔"

محرم نے ان دونوں کو پورے گھر میں منڈلاتے دیکھ کر استسفار کیا تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلاکر وہیں صوفے پر بیٹھ کر موبائل میں مصروف ہوتے باقی سب کا انتظار کرنے لگیں۔ محرم ان دونوں کو ایک نظر تاسف سے دیکھتی اپنے کمرے سے شال لینے چل دی۔

باقی سب بھی تیار ہی ہیں چلو پھر ہم سب نکلتے ہیں ویسے بھی پہلے شاہ اور عفان نے" "بھی وہیں چلنا ہے بعد میں آفس جائیں گے وہ لوگ۔

اپنی شال اوڑھتے محرم نے یہ بات سب کو تاکید کی اور ادیان کو چلنے کا اشارہ کیا جواباً وہ اکتا کر رخ پھیر گیا۔اس کا جانے کا بلکل ارادہ نہیں تھا وہ محرم کو پہلے بھی کہ چکا تھا وہ تو صبح ہی صبح آفس جانے والا تھا لیزے کا سامنا وہ فلحال تو قطعی نہیں چاہتا تھا۔اس کا دل مزید بدگمان ہورہا تھا۔لیکن محرم نے ناجانے کیاکہ کر اسے منالیا تھا تبھی ان کی بات کارگر ثابت ہوئی اور وہ جھنجھلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلیں پھر آپ سب آجائیں میں گاڑی نکالتا ہوں۔"

ادیان ان سب کو ہدایت دیتا خارجی دروازہ عبور کرگیا۔ باقی سب اس کی تقلید میں ساتھ چل دیئے۔

شاہ ولا سے دو گاڑیاں خان ہاؤس روانہ ہوئیں۔

اچھے موسم میں ہنستے مسکراتے سب نے راستہ کاٹا اور وہاں پہنچ کر خوشی سے اندر کی جانب بڑھ گئے مگر معمول سے ہٹ کر خاموشی پر آنکھوں میں حیرانی در آئی کیونکہ ضرار کی

بدولت گھر میں خوف رونق لگی رہتی تھی اور اب تو رائم بھی آچکا تھا مگر آج پورا گھر سناٹوں کی ضد میں تھا۔معاً موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوتے ادیان نے ان سب کو اندر چلنے کا اشارہ کیا اور خود موبائل کان سے لگاتے ایک طرف ہوگیا۔

اس غیر معمولی پن کو یکسر نظر انداز کرتے وہ لوگ اندر کی جانب بڑھے پر خالی لاونج دیکھ کر کچھ پریشانی نے آن گھیرا ان سب کو لاؤنج میں رکھے صوفوں پہ بیٹھنے کی تاکید کرتے اب کے محرم اور عزہ کا رخ تحریم بیگم کے کمرے کی جانب تھا اذلان اور عفان بھی تعجب سے ان کی حرکات کا معائنہ کررہے تھے وہ لوگ کمرے میں داخل ہوتے ہی ان سے ملیں تو تحریم بیگم چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئی محرم نے سب کے متعلق استسفار کیا تو تحریم بیگم نے آنکھوں میں آنسو لیے کل والی بات ان دونوں کے گوش گزاردی کہ کس طرح علیزے اچانک بے ہوش ہو گئیں تھی اور پورا دن پھر ہاسپٹل میں گزار کر آئی ہیں ان کی بات سن کر کچھ لمحے تو وہ دونوں سکتے کی کیفیت میں کچھ بول نہیں پائی۔ابھی فلحال تحریم بیگم نے انہیں پوری بات سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ وہ مزید پریشان نہ ہو۔ انہیں تسلی دیتے وہ لوگ پریشانی سے علیزے کے کمرے کی جانب چل دیں جبکہ فہیم

اور باقی سب اپنے نانا نانی سے ملنے میں مصروف تھے۔ علیزے کے کمرے تک پہنچتے انہیں دروازہ ناک کرنے کی ضرورت ہی ہی محسوس نہیں ہوئی کیونکہ دروازہ پہلے سے ہی کھلا ہوا تھا اور سب اس کے بیڈ پہ ڈیرہ ڈالے لیزے کے پاس ہی موجود تھے۔ انہیں دروازے پر دیکھ کر آیت چہرے پہ حیرانگی کے تاثرات لیے آیت ان تک آئی اور اندر چلنے کا اشارہ دیا۔

"ارے محرم آپی عزہ کیسی ہیں اور آئیں ناں اندر یہاں کیوں کھڑی ہیں۔"

آیت کے کہنے پر وہ دونوں ہوش میں آتی اندر کی جانب بڑھی جہاں علیزے نڈھال سی شاید سو رہی تھی صائم خان وہیں موجود اس کی دوائیاں وغیرہ دیکھ رہے تھے۔

"یہ کیا ہوا ہے اور تم لوگوں نے ہمیں بتانا تک گوارا نہیں کیا۔"

علیزہ کا ماتھا چھوتے انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔

صائم بھائی کیا ہوا ہے لیزو کو اس دن تک تو ٹھیک تھی بلکہ کل بھی یونی گئی تھی تو" "اچانک ایسے۔

عزہ نے بھی وہیں جگہ سنبھالتے پوچھا۔

"پتہ نہیں کیسے اچانک اس کی طبیعت کل خراب ہوگئی ہاسپٹل لے کر گئے تو کافی دیر بعد ہوش آیا پریشانی میں یاد نہیں رہا آپ لوگوں کو بتانا رائم بھی آیا تو اچانک پریشان ہوگیا۔"

صائم نے ساری بات ان کے کانوں سے گزار دی۔

"کوئی وجہ تو ہوگی نا بھائی ایسے کیوں بچی بیہوش ہوگئی۔وہ بھی اچانک آپ کو مکمل تفصیل لینی چاہیے تھی اور ماشاءاللہ سے ہمارا رائم بھی تو اب کارڈیولوجسٹ ہے۔"

ان کے پریشانی کو بھانپتے صائم خان نے گہرا سانس لیتے اذیت سے پوری بات انہیں بتانا شروع کی۔

"ہم لوگوں کو پتہ نہیں تھا اتنا زیادہ مسئلہ بن جائے گا وہ پہلے سے ہی اتنی نازک مزاج اور حساس ہے کل ہاسپٹل جا کر پتہ چلا کہ نارمل لڑکیوں کی نسبت لیزو کا دل کمزور ہے اچانک کوئی بھی خبر چاہے وہ خوشی ہو یا غمی اس کو شاکڈ میں لے جا سکتی ہے جس سے اس کے دل پہ گہرا اثر پڑے گا۔ اس وجہ سے ایسا ہوا ہے اب بس تھوڑا خیال اس بات کا رکھنا ہے کہ کوئی بھی ایسی خبر لیزو کو اچانک سے اس تک نہیں پہنچانی ورنہ دوبارہ

اس طرح کا کچھ بھی ہوسکتا ہے مجھے تو خود پر بھی غصہ آرہا ہے کیسے میں خود ایک ڈاکٹر ہوکر اپنی بچی کی پریشانی کو نہیں پہچان سکا۔"

صائم خان کی بات سنتے ان دونوں نے سکتے کی کیفیت میں انہیں دیکھا محرم تو فوراً سے پہلے اٹھ کر اس تک پہنچی اور اس کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیا۔اتنی دیر میں امائزہ اور انابیہ بھی ان کے کمرے میں آگئی اور حیرانگی سے اسے پرمژدہ حالت میں بیڈ پہ لیٹے دیکھا وہ ایکدم تڑپ کر اس کی سمت بڑھی۔

"مم ممانی یہ لیزو۔"

تکلیف سے الفاظ ان کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔محرم نے بے ساختہ انہیں ساتھ لگاتے نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں میرا بچہ بس ذرا سی طبیعت خراب ہے ابھی ٹھیک ہوجائے گی۔"

محرم نے آیت کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے کچھ نہ بولنے کی تاکید کی اور ان دونوں کو دلاسہ دیا۔

عزہ نے صائم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے حوصلہ دیا تو وہ بمشکل مسکرائے۔

ایسے کمزور نہیں پڑیں بھائی ہماری لیزو بہت مضبوط ہے بس اس نے کچھ ایسا سن لیا"
ہوگا یا دیکھا ہوگا کچھ تبھی ایسا ہوا ہے اب تو کافی بہتر ہے پر آپ سب بتاتے تو اس
"وقت آپ سب کو ہماری ضرورت تھی اور ہمیں کسی نے بھی نہیں بتایا۔

عزہ نے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئے۔

اس وقت جلد بازی میں کچھ سمجھ نہیں آیا ورنہ میں ضرور بتادیتا آپ لوگ بتاؤ رائم سے"
"ملے۔

آیت اور صائم باقی سب سے ملنے نیچے کی جانب چل دیں تو وہ لوگ بھی علیزے کے
آرام کا خیال کرتے نیچے کی جانب چل دیئے۔جبکہ محرم فلحال وہی بیٹھی تھی۔اس کا تو
لیزے کی حالت دیکھتے براحال تھا۔

"نہیں بھائی ماما نے جیسے ہی بتایا ہم یہیں آگئے۔ اب ملیں گے رائم سے۔"

آپس میں باتیں کرتے وہ سب بھی باقی سب کے پاس نیچے کی جانب بڑھ گئے۔ تو ان
سب نے بھی لیزے کی طبیعت کے متعلق پوچھا اور رائم سے ملنے کے بعد ازلان شاہ کی
میٹنگ کی غرض سے ازلان اور عفان شاہ شام کو واپسی پر علیزے سے ملنے کا ارادہ

کرتے ہوئے آفس کی جانب چل دیئے۔جبکہ ادیان جو ابھی اندر داخل ہوا تھا ان کی باتوں پہ حیرانگی سے رائم سے ملا جس کی آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہورہی تھی اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔البتہ لیزے کے دکھائی نہ دینے پر اس نے تنفر سے سر جھٹکتے سکون بھرا سانس خارج کیا کہ اس سے سامنا نہیں ہوا مبادہ وہ کچھ ایسا ظاہر کردیتا جو اس کیلیے بلکل ٹھیک نہ ہوا اس سب سے انجان جس سے وہ دل ہی دل میں نفرت کے دعوٰے کرتا پھر رہا ہے وہ خود اس وقت زندگی اور موت کے درمیان ایک جنگ لڑرہی ہے۔اور کیا وہ سچ میں اس سے نفرت کا دعویدار ہے۔

رائم ان سب کو ایک نظر دیکھتے محرم سے ملنے لیزے کے کمرے کی سمت چل دیا۔جو انہیں بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے بیٹھی دکھائی دی۔

"اپھو۔"

اس نے ان کے قریب جاکر دھیمے محبت بھرے لہجے میں انہیں مخاطب کیا تو وہ چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئی اور خوشی خوشی اسے اپنے سینے سے لگاگئی۔اس نے بھی ان کی گرمجوشی کا جواب دیا۔

"کیسے ہو۔"

انہوں نے اس کے بال سہلاتے پوچھا جواباً وہ آنکھیں موندے گہرا سانس بھرگیا۔

اچھو لیزے ٹھیک ہوجائے گی نہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ میں تو اس سے ملنے آیا تھا"
"لیکن یہ تو مجھ سے ہی روٹھ کر بیٹھی ہے۔

اس نے نم نگاہوں سے انہیں تکتے اذیت سے پوچھا تو محرم نے پریقین لہجے میں اثبات میں سر ہلایا اور اس کا ماتھا چوما جبکہ رائم کی بات پہ اندر آتا ادیان ایک لمحے کیلیے ٹھٹھک کر رکا۔

میں تو خود شکر کررہا ہوں کہ اس کی بات مانتے میں یہاں پاکستان آگیا میں یہاں نہ آتا تو" آج یہاں میری بہن اس تکلیف ذدہ ماحول میں اکیلی تڑپ رہی ہوتی اچھو۔ ماما ڈیڈ اکیلیے پڑجاتے. کون سنبھالتا انہیں۔ ڈیڈ کے چہرے کی تھکن ان کا ستا ہوا چہرہ میرے چہرے سے مخفی نہیں ہے میرا دل چیر رہا تھا۔ میں ان کا جوان بیٹا ہوں مجھے ان کا بازو بننا ہے ان کو ہمت دینی ہے اب لیزے کا ذیادہ سے ذیادہ خیال رکھنا ہے تاکہ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے اس کا دل بہت کمزور ہے اچھو میں نے کل ڈیڈ کو مزید کچھ نہیں بتایا اس

بیماری میں انسان کا سروائیو کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا اسے کیا ہوا ہے لیکن اس بات پہ شک نہیں مجھے یقین ہے کہ اس نے کوئی ایسی بات ایسی عادت دل کو لگالی ہے جس کے لیے اس کا دل واقع کمزور ہے۔ میں کیسے پتہ لگاؤں کہ اسے کس قسم کی پریشانی ہے۔"

وہ ان کی گود میں چہرہ چھپائے سسک اٹھا۔ وہ جوان مرد اپنی جان سے پیاری اور اکلوتی بہن کے غم میں اکیلا ہی گھل رہا تھا آج محرم کے سامنے خود پہ مزید ضبط نہیں کرسکا تبھی اپنا دل کھولتے ان کے سامنے رکھ دیا۔ محرم نے اپنی نم ہوتی آنکھیں صاف کرتے بے ساختہ نفی میں سر ہلاتے اپنی نظریں لیزے پہ جمادی۔ جبکہ باہر کھڑے ادیان کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے کوئی آہستہ آہستہ جان نکال رہا ہو۔ چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا تھا۔ تو کیا روشانے اس دن ٹھیک کہ رہی تھی کہ وہ اس سے عشق سے بھی آگے کا سفر طے کرتے جنون کی منزل پہ نکل چکی تھی۔ جہاں صرف ادیان کا خیال ہی اس کیلیے سب کچھ ہے اپنا آپ تو وہ کمال مہارت سے فراموش کرچکی ہے۔ اس کے ذہن

کے پردوں میں بے ساختہ اپنے پسندیدہ استاد کا سکول کے دنوں کا ایک شعر اس کے سماعتوں میں گونجا جو وہ اکثر خود بھی بولا کرتا تھا۔

"کھلا یہ راز بھی، صدیوں کی خاکساری میں،
عشق اگر خاک نہ کردے
تو خاک عشق ہوا۔"

وہ اپنے کمرے میں موجود بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھے۔ معاً پریشے رات کے کاموں سے فراغت حاصل کر کے کمرے میں داخل ہوئی اور ایک نظر معاذ کو دیکھا جو کتاب میں سر گھسائے بیٹھے تھے انہیں کل سے ہی ان کا رویہ تھوڑا بہت کھٹکا تھا لیکن وہ اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گئی تھی لیکن ابھی بھی معاذ انہیں ایک نظر دیکھتے دوبارہ سے کتاب کی سمت متوجہ ہوگئے۔ پریشے سے حیرت سے ان

کا نظرانداز کرنا محسوس کیا تبھی کھڑکی کے پردے برابر کرتی سنجیدگی سے ان کے ساتھ ہی براجمان ہوتے انہیں دھیمے سے پکارا۔

"معاذ کچھ ہوا ہے کیا۔"

انہوں نے ناسمجھی سے جس جانب اشارہ کیا وہ معاذ بخوبی سمجھ گئے۔ ان کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا اس دوران انہوں نے پریشے کو دیکھنے کی بلکل بھی زحمت نہیں کی۔وہ کل سے ہی اس سے بات کرنے ک موقع تلاش کررہے تھے لیکن کل پریشے کے کمرے میں آنے سے پہلے ہی وہ سو چکے تھے آج انہیں بات کرنا مناسب لگا تبھی ان کے انتظار میں نظریں جمائے بیٹھے تھے۔

"معاذ آپ ایسے کیوں کررہے ہیں کچھ ہوا ہے کیا۔"

وہ پریشانی سے ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے گویا ہوئیں تو وہ ایک غصیلی نگاہ ان پہ ڈالتے ان کا ہاتھ جھٹک گئے۔ پریشے نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا۔ وہ ایسا کیوں کررہے تھے اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

"آپ ایسا کیسے کرسکتے ہیں۔"

وہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے چیخ کر بولیں۔
"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو پری مجھے قطعاً ایسی امید نہیں تھی تم سے میں تو سمجھتا تھا کہ ہم اپنے بچوں کو سب سے زیادہ سمجھتے ہیں ہم نے انہیں وہ اعتبار سونپا ہے کہ وہ بغیر ڈرے سہمے بلا جھجک کوئی بھی بات ہم سے آرام سے کہ دیں لیکن میں غلط تھا تم نے مجھے مایوس کر دیا ہے۔"
وہ تاسف سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے مخاطب ہوئے تو پری شے نے نا سمجھی سے ان کی سمت دیکھا جیسے سمجھنا چاہ رہی ہو کہ وہ کس بابت بات کر رہے ہیں۔
"تو ہم سمجھتے تو ہیں ایسا کیا ہوگیا جو آپ یہ بات کر رہے۔"
وہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔
"میں روشانے کے متعلق بات کر رہا ہوں پری تم نے اس پہ ہاتھ اٹھایا ہے پرسوں تمہیں اپنی حرکت پہ ذرا بھی افسوس نہیں ہے جوان اولاد ہے وہ تمہاری تم یہ بات سمجھ سکتی ہو کہ اس عمل سے وہ ہم سے بدگمان ہو کر کوئی بھی غلط قدم اٹھانے سے گریز

نہیں کرتی۔ شکر اس نے سہی وقت پہ مجھ سے ذکر تو کیا ورنہ اکیلی ہی گھٹ گھٹ کر کچھ کر لیتی خود کو۔"

وہ سخت لہجے میں گویا ہوئے لیکن پریشے کو تو یہ ہی جان کر پتنگے لگ گئے کہ وہ یہ سب معاذ کے کانوں سے نکال چکی ہے۔

"تو آپ نے اس کی بات سنی تھی ہم بھائی وغیرہ کو ایک طرح سے ہاں بول چکے ہیں وہ سب اس کے بارے میں کیا سوچیں گے اور ادیان میں کوئی بھی برائی نہیں ہے اچھا سلجھا ہوا بچہ ہے وہ خوش رہے گی اس کے ساتھ۔ اور جس کے بارے میں وہ بات کر رہی تھی اس کے بارے میں ہم کچھ بھی نہیں جانتے معاذ آپ اس کی طرفداری کیسے کر سکتے ہیں فلحال۔"

وہ ابھی بھی اپنی ہی بات پہ قائم تھی معاذ گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔

"کس نے کی ہاں اس رشتے کیلیے آپ نے کی یا میں نے ہمیں اس رشتے کیلیے خوشی ہے بہت ہے میں مانتا ہوں وہ تمہارا بھتیجا ہے مجھے بھی بے حد عزیز ہے اس سب کیلیے میں اپنی بیٹی کی زندگی تو داؤ پہ نہیں لگا سکتا نہ جو بھی ہو مجھے ادیان سے زیادہ روشانے ہی

عزیز ہے لیکن شاید تمہیں نہیں اور اپنے پچھلے عمل سے تم یہ بات اچھے سے میرے پہ واضح کرچکی ہو۔"

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولے۔تو پریشے نے باقاعدہ دانت پیسے۔

"میں اس کی ماں ہوں معاز میں اس کیلیے کچھ بھی غلط نہیں سوچ سکتی آپ تو اس بات کو سمجھیں۔اتنا اچھا رشتہ آیا ہے کیسے گنوادوں میں۔"

وہ پریشانی سے اپنا سر ہاتھوں میں تھام گئی۔

"یہ اس کی عمر ہی ایسی ہے اب ہزار رشتے آئیں گے ہم سب کے سب تو نہیں کردیں گے نہ اور ایسے رشتوں پہ جلدبازی سے کام نہیں لیا جاتا سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے اپنی اولاد کے متعلق بھی سوچیں کس زبردستی کے رشتے میں اسے باندھنا چاہ رہی ہو جس میں اس کی خوشی ہی نہیں شامل۔ایسے رشتے تبھی کامیاب ہوتے ہیں جب دونوں فریقین کی رضامندی شامل ہو اس میں۔"

وہ آخری بار اسے سمجھانے والے انداز میں بولے لیکن جواباً وہ ہٹ دھرمی سے خاموشی اختیار کیے رہی معاذ کے غصے کا گراف ان کی حرکت پہ مزید ہائی ہوگیا وہ کب سے پاگلوں

کی طرح انہیں ایک ہی بات سمجھانے کی کوششوں میں تھے اور وہ تھی کہ اپنی ہی بات پہ اڑی ہوئی تھی۔

"جو جی میں آتا ہے نہ تمہارے وہ کرو میں مزید کوئی بات نہیں کروں گا لیکن آئندہ میری بیٹی پہ ہاتھ اٹھانے کی کوشش بھی مت کرنا پری وہ بھی اس بات پہ جس میں اس کی سرے سے کوئی غلطی نہ ہو بیٹیاں ہمیشہ ماؤں سے ہی ایسی باتیں کرتی ہیں تاکہ وہ سمجھیں انہیں لیکن یہاں قصہ ہی الٹ ہوگیا اس نے اتنے یقین سے تم سے بات کی کہ تم اسے سمجھوں گی لیکن جواباً تم نے اس پہ ہاتھ ہی اٹھادیا تحمل سے اس کی بات سنتی لیکن نہیں یہاں بھی جلدبازی۔ خیال کرنا تمہاری یہ جلدبازی میری بیٹی کی زندگی خطرے میں نہ ڈال دے۔ میں یہ قطعی برداشت نہیں کروں گا۔"

وہ تنبیہہ لہجے میں انگلی اٹھائے انہیں باور کرانے والے انداز میں بولے تو پریشے نے جواباً شکایتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے شادی کے اتنے عرصے میں کبھی بھی اس طرح سے مخاطب نہیں کیا تھا انہیں اور اب اس قدر سختی سے بات کررہے تھے۔

وہ نم نگاہوں سے انہیں دیکھتے سر جھٹکتے ہوئے کمفرٹر اوڑھتے اپنے جگہ پہ لیٹ گئی معاذ بھی ان پہ ایک سرسری سی نگاہ ڈالتے باہر ٹیرس کی سمت چل دیے۔

انہوں نے سوچ لیا تھا کہ اب انہیں کس سے اس متعلق بات کرنی ہے اور یہ بات بھی انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ وہ ضرور ان کی بات سمجھیں گے تبھی کچھ پرسکون تھے۔

جبکہ دروازے کے پار کھڑی روشانے جو کچن سے پانی لینے جارہی تھی ان کی اونچی ہوتی آوازوں کو دیکھتے اپنے ہاتھ چہرے پہ رک گئی جبکہ آنکھوں سے بےآواز آنسو بہہ رہے تھے۔اس نے ایسا تو کبھی نہیں چاہا تھا کہ اس کی بدولت اس کے ماں باپ میں کوئی جھگڑا ہو لیکن یہاں اس کی بدولت سب کچھ خراب ہوتا دکھائی دے رہا تھا وہ سختی سے آنکھیں میچتے پانی کا خالی جگ دیکھتے کچن کی جانب چل دی۔

وہ آفس میں اپنے کیبن میں کرسی پہ جھولتے روشانے کے متعلق سوچ میں محو تھا کہ اچانک یاد آنے پر انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے احد سے ان دونوں کے متعلق بات کرنے کا سوچا یہ سوچ آتے ہی انہوں نے مزید دیری کیے بنا انٹرکام اٹھاتے ہی احد کو آفس میں

بلوایا اور ساتھ ہی روشانے کو بھی کیبن میں آنے کا میسج کرتے ان دونوں کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔

ابھی میسج گئے کچھ لمحے ہی سر کے تھے کہ روشانے ناک کرتے اندر داخل ہوئی اور حیرانگی سے ان کی جانب دیکھا۔

"ڈیڈ آپ نے بلایا تھا کوئی کام ہے کیا۔"

وہ سیدھی چال چلتی ان تک آئی اور ان کے اشارے پہ معاذ کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ کر پوچھنے لگی۔

"جی آپ بیٹھو مجھے کچھ بات کرنی تھی احد آجائے تو کرتے ہیں۔"

معاذ کے جواب دینے پر وہ بے چینی سے سر جھکائے انگلیاں چٹختی آنے والے لمحات کے متعلق سوچنے لگی معاً دروازہ ناک ہونے پر اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا اس نے. سرعت سے اندر آنے والی شخصیت کو دیکھا معاذ کے اجازت دیتے ہی احد مہذب انداز میں چلتا ان کی جانب آیا ایک نظر روشانے کو دیکھا اسکی حیرت میں مزید اضافہ ہوا۔

سر آپ نے بلایا تھا۔

احد نے ایک نظر روشانے کر دیکھتے معاذ سے استفسار کیا۔

''جی آپ بیٹھیں بات کرنی ہے مجھے کچھ۔''

ان کی بات سنتے وہ سانس بھرتے وہ روشانے کی ساتھ رکھی کرسی پر براجمان ہوگیا ناجانے اب کیا ہونے والا تھا۔

روشانے نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے احد اب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا'' آپ دونوں واقعی ایک دوسرے کے ساتھ مخلص ہیں۔ اور روشی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ گھر میں بھی بات کر چکے ہیں کیا یہ ساری بات درست ہے میں اس لئے سب بات ''آپ دونوں کے سامنے کر رہا ہوں کہ بعد میں کوئی مسئلہ نہیں ہو۔

معاذ نے سنجیدگی سے مدعے کی بات پہ آتے پوچھا تو احد بھی ان کی جانب پوری طور متوجہ ہوا۔

جی سر روشانے نے جو آپ سے کہا وہ سب ٹھیک ہے ہم مخلص ہیں تبھی آپ کے'' سامنے اپنی بات کر رہے ہیں میں گھر میں بھی بات کر چکا ہوں میری فیملی میں کسی کو

بھی اس چیز پہ اعتراض نہیں بلکہ وہ آپ کے گھر آنا چاہ رہے ہیں میں آپ سے اس متعلق بات کرنے ہی والا تھا۔"

احد نے جواباً متانت سے اپنی بات کہی تو روشانے اسے دیکھتی رہ گئی جبکہ معاذ نے متاثر کن نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہے اگر آپ کی فیملی کو کوئی اعتراض نہیں تو یہ اچھی بات ہے پر کچھ وقت رک جائیں آپ کو پتہ ہوگا ابھی گھر میں جو معاملات ہیں میں پہلے خود گھر میں بات کرنا چاہ رہا ہوں اس کے بعد آپ کی فیملی آجائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

معاذ نے اپنی بات سمجھانی چاہی جس پر اس نے سمجھتے اثبات میں سر ہلایا کیونکہ وہ بھی واقف تھا کہ ابھی گھر میں اچانک بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

"ویسے تو میں آپ کو اچھے سے جانتا ہوں اور اس بات کا بھی اندازہ ہے کہ میری بیٹی کی پسند میں کچھ تو خاص ہوگا لیکن بذاتِ خود میں چاہونگا کہ جو بھی میری بیٹی کا لائف پاٹنر ہو اس کی جانب سے میری بیٹی کو کبھی کوئی تکلیف نہ ہو وہ ہمیشہ خوش رہے وہ۔ مطلب

میں پوری تسلی کرنا چاہ رہا تھا امید ہے آپ میری بات کو سمجھیں گے کہ ایک باپ کے اپنی بیٹی کو لے کر کیا احساسات اور خدشات ہوتے ہیں۔"

معاذ کی سنجیدہ بات پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"سر مجھے اچھے سے یہ بات ازبر ہے اور روشی جتنی آپ کو عزیز ہے اتنی ہی مجھے بھی ہے اس لئے آپ بے فکر ہو جائیں اس بارے میں باقی آپ پھر مجھے بتا دیجیئے گا کہ کب میں بھیجوں اپنی فیملی کو آپ کے گھر میری ماما ساری تیاریاں کر کے بیٹھی ہیں۔"

ماحول میں چھائی کشیدگی کو کم کرنے کی غرض سے احد نے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔

"جی بالکل میں بتا دونگا آپ کو بس گھر میں ایک بار بات کر لوں ویسے اتنی جلدی نہیں دینے والا میں اپنی بیٹی تو تسلی سے کام لیں۔"

معاذ نے بھی شوخ لہجہ اپناتے کہا تو روشا نے مبہم سا مسکرا دی۔

"اب آپ لوگ فکر نہ کریں اور کام پر دھیان دیں اور ہاں آفس میں کسی کو ابھی یہ بات پتہ نہیں ہے تو آپ لوگوں نے پتہ چلنے بھی نہیں دینی اپنی پرسنل اور پروفیشنل لائف الگ الگ رکھیے گا۔"

معاذ نے سمجھانے کے انداز میں کہا تو احد بھی اجازت ملنے پر باہر کی جانب چل دیا جبکہ روشا نے مسکراتے ہوئے خوشدلی سے ان کا ماتھا چوم گئی۔

"ڈیڈی یو آر بیسٹ آئی لو یو۔"

وہ مسکرا کر بولی تو معاذ بھی مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے کو چھوتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ویسے شرم تو نہیں آتی میرے سامنے ہی اسے لتارنے میں مصروف تھی۔انسان اپنے باپ کے سامنے ہی تھوڑی سی جھجھک کھالیتا ہے لیکن نہیں۔"

وہ اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے بولے تو وہ خواباً کھلکھلا کر ہنس دی۔

"کیوں آپ ماما کو دیکھ کر کیا پلکیں جھپکاتے تھے مما مجھے سب بتاتی ہے کیسے دیدے پھاڑ پھاڑ کر آپ انہیں دیکھا کرتے تھے تو بس پھر میں بھی اپنے گریٹ ڈیڈ پہ چلی گئی ہوں۔"

وہ فخر سے گردن اکڑا کر بولی تو معاذ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"یہ حرکتیں اپنی ماں کے سامنے کروگی نہ تو دوسرے گال پہ بھی کھینچ کر لگائے گی پھر روتے ہوئے میرے پاس نہ آنا کہ مجھے مارا ہے۔"

وہ اس کی نقل اتارتے ہوئے بولے تو روشانے کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"میری بیوی کو ناراض کروادیا میرے سے۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولے تو وہ ان کے بچوں کی طرح روٹھنے پہ مسکراہٹ دبا گئی۔

"چلیں آپ جائیں باہر اب بہت مذاق ہوگیا میں میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی مجھے کسی ضروری کام سے جانا ہے۔"

وہ ان کی بات پہ چونک کر اثبات میں سر ہلاتی باہر کی جانب چل دی تو معاذ خان بھی اپنے کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ کے متعلق سب ڈسکس کرنے لگے۔

دن اسی طرح سبق رفتاری سے گزر رہے تھے۔سب اپنی اپنی زندگیوں میں بے انتہا مصروف تھے۔لیزے کی طبیعت اب قدرے بہتر تھی اور اس میں زیادہ ہاتھ رائم کا ہی تھا جو روز یا تو اسے اپنی بونگی باتوں پہ ہنسانے کا کام سر انجام دیتا یا سیر و تفریح کیلیے لے چلتا۔اس سب میں لیزے کے ساتھ ساتھ ضرار کی بھی موجیں لگی ہوئی تھی۔آج بضی وہ بڑی مشکلوں سے منت سماجت کرتے وہ پورے چار دنوں بعد یونی آئی تھی رائم نے پہلے تو بہت سمجھایا کہ اس کا ابھی جانا بلکل نہیں ٹھیک طبیعت ابھی ہی کچھ بحال ہوئی ہے لیکن لیزے کی ایک ہی ضد تھی کہ اس نے جانا ہے تبھی رائم کو تھک ہار کر اس کی بات ماننا ہی پڑی تبھی وہ ہی اسے یونی چھوڑنے آیا تھا اور یہ تاکید کرنا نہ بھولا کہ واپسی پہ بھی وہ ہی لینے آئے گا۔ ابھی بھی وہ اور امائزہ لیکچر سے فری ہوتے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے گراؤنڈ میں بیٹھی پوری توجہ سے کام کرنے میں مصروف تھی۔معاً امائزہ کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی وہ پین رجسٹر پہ رکھتے اس کی سمت متوجہ ہوئی جو اب اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھے بیچارگی سے اس کی سمت دیکھ رہی تھی لیزے اس کی بات سمجھتے اس کی حرکت

پہ تاسف سے سر ہلا کر رہ گئی کیونکہ وہ ابھی ہی سینڈوچ کھا کر فری ہوئی تھی لیکن اس کا بھوک کا کچا ہونا لیزے کو ہنسا گیا۔

"تم ایسا کرو یہی بیٹھو میں لے کر آتی ہوں یا نہیں رہنے دیتی ہوں پہلے کام مکمل کرلیتے ہیں پھر کھالیں گے۔"

وہ اپنا دل مارتے دوبارہ وہی گھاس پہ بیٹھ گئی کیونکہ ابھی اس کا کہی بھی جانے کا دل نہیں تھا لیزے اس کی حرکت پہ ایک نظر اسے دیکھتے دوبارہ رجسٹر پہ جھک گئی۔ معاً امائزہ کے ذہن میں بجلی کی تیزی سے ایک بات کوندی تو وہ لیزے کا بازو تھامتی اس کا رخ اپنی جانب کرگئی۔ اور ایک نظر اس کے کمزور نحیف وجود کو دیکھا جو گزرے دنوں کی داستان سنا رہا تھا پہلے بھی وہ کمزور سی تھی لیکن اس طبیعت خرابی نے اس کی صحت پہ گہرا اثر ڈالا تھا جو وہ گزرے دنوں میں برسوں کی بیمار دکھنے لگی تھی امائزہ کی آنکھوں میں اس کی حالت دیکھتے نمی سی جاگی۔

"کیا ہوا۔"

لیزے نے دھیمے لہجے میں استفسار کیا۔اور حیرانگی سے اس کی آنکھوں میں چمکتے موتی دیکھتے پریشانی سے اس کی سمت متوجہ ہوئی کہ اچانک اس کے ساتھ کیا ہوگیا۔

"تم سے ایک بات پوچھوں؟"

امائزہ نے تھوک نگلتے بالاخر اپنی بات کی تمہید باندھی تو لیزے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔

امائزہ نے اس کا سرخ و سفید ابھرتی رگوں والا چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا اور اس کی جانب دیکھا کیونکہ وہ اب جو بات پوچھنے والی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے بعد اس کا ردِ عمل کیا ہوگا۔

وہ جو اس دن لڑکا آیا تھا تمہارے پاس کوئی گراؤنڈ میں تھے ہم جب وہ تم علیحدہ لے" "جاکر کیا کہ رہا تھا۔کیا بات کی تھی اس نے تم سے تم نے بتائی ہی نہیں۔

اس نے اپنی تمام ہمت متجمع کرتے اپنی بات پہ اختتام پہ اس کی جانب نظریں اٹھائی جس کا رنگ تیزی سے پھیکا پڑا تھا جبکہ امائزہ کے ہاتھوں پہ اس کی گرفت ڈھیلی پڑی وہ بے ساختہ نظریں چراتے نیلے افق پہ نظریں ٹکا گئی۔امائزہ کو بے ساختہ اس کی خالی آنکھیں

دیکھ خوف سا محسوس ہوا جس پہ ایک اذیت رقم تھی لیکن وہ یہ سب سمجھنے سے قاصر تھی کہ ایسا کیوں ہے۔

"لیزو ادھر تو دیکھو طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔"

امائزہ نے محبت سے اس کا چہرہ تھامتے اپنی جانب کیا تو وہ بمشکل مسکراتی اسے تسلی دینے کے خاطر اثبات میں سر ہلا گئی۔

دیکھو لیزو اگر کوئی بات ہے تو تو مجھ سے تو شئیر کرہی سکتی ہے تو جانتی ہے ہم دونوں" ایک دوسرے کے رازدان ہے اور یہ سب میں اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ پچھلے چار دن مسلسل تیری غیر موجودگی میں وہ تیرے متعلق پوچھتا رہا ہے اور یہی بات ہمارے لیے "حیرانگی کا باعث ہے۔

وہ واقع ہی پریشان دکھائی دے رہی تھی لیزے اسے دیکھ کر رہ گئی لیکن وہ اسے کیسے بتاتی کہ وہ اجنبی اس سے شادی کا خواہشمند ہے جس کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتی اور ایک اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہے۔اس کے جواب نہ دینے پر امائزہ نے جھنجھلا کر گہرا سانس خارج کیا۔

"کیا تم دونوں آپس میں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو۔"

اس کی بات پہ لیزے کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلتا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے امائزہ کی سمت دیکھا تو وہ بھی تڑپ کر رہ گئی۔

پلیز مازہ آج تم نے یہ بات کرلی ہے آئندہ ایسی کوئی بات مت کرنا جسے سہنے کی میرے" میں سکت نہ ہو۔آج یہاں زندہ ہوں جی رہی ہوں نہ تو یہ صرف میں جانتی ہوں کہ یہ سب کس قدر مشکل ہے ورنہ تو کب کی مرچکی ہوتی میرے اندر کچھ نہیں رہ گیا چاہے تو جھانک کر دیکھ لو خالی ہو بلکل۔خیر چھوڑو اس سب کو میں بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی ہو۔"

وہ ستے چہرے کے ساتھ تھکن ذدہ انداز میں بولی اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔اپنی بات پہ اس کا ساکت چہرہ دیکھ لیزے کو اپنی کوتاہی کا احساس ہوا تو سرعت سے بات کا رخ بدلتے بمشکل اپنے چہرے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے

بولی۔امائزہ نے بھی مزید کوئی بھی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا اس کی طبیعت کا سوچ کر۔اب وہ دونوں کیفے کی سمت جانے کیلیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ایکسکیوزمی مس علیزے کیسی ہیں آپ۔"

اس سے پہلے کہ وہ دونوں کیفے کی جانب جاتی ابھی وہ گراؤنڈ کے آخری حصے میں پہنچی ہی تھی کہ اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ امائزہ نے ناک منہ چڑھاتے جبکہ لیزے نے آنکھیں میچ کر گہرا سانس خارج کرتے اپنے عقب میں دیکھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی کافی کمزور لگ رہی ہیں۔"

اس نے اس کا نقاہت زدہ چہرہ دیکھ پریشانی سے اسے مخاطب کیا تو امائزہ نے ماتھے پہ بل ڈالے اس کی سمت دیکھتے دانت پیسے جبکہ لیزے نے استفامیہ نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائی جیسے "پوچھنا چاہ رہی ہو کہ کوئی کام تھا کیا۔

"آپ شاید کچھ کہنے والے تھے۔

اس نے چہرہ جھکاتے مشکل اپنے اشتعال پہ قابو پاتے دھیمے لہجے میں استفسار کیا تو وہ بھی اس کی آواز پہ شرمندہ ہوتا اس کے چہرے سے نظریں ہٹاتا اپنی نگاہیں پھیر گیا۔

"جی وہ میں آپ اگر سائیڈ۔"
اس نے ہچکچاتے ہوئے اس کی سمت دیکھا جیسے اپنی بات سمجھانا چاہ رہا ہو۔ لیکن اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی لیزے نے بیچ میں ہی اچک لی امائزہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے ان دونوں کی باتیں سمجھنے کی تگ و دو میں تھی۔
"آپ یہاں بھی کرسکتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"
وہ اپنا لہجہ مضبوط بناتے ایک نظر امائزہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بے نیازی سے ہلکی سی آواز میں بولی۔
آپ نے پھر کیا سوچا اس متعلق۔ میں نے آپ سے اس دن بھی یہی بات کی تھی کہ" میں شادی کے پہلے والے ریلشنز پہ یقین نہیں رکھتا مجھے آپ پسند ہے تو اس دن یہ بات آپ کے کانوں سے نکال دی تھی میری یہی بات ہے کہ اگر آپ کو کوئی مسئلہ نہ ہو تو "میں اپنی فیملی کو آپ کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔
اس نے سنجیدگی سے اپنی بات کا اختتام کیا تو لیزے نے سکون سے جبکہ امائزہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی کہ یہ کون بیٹھے بٹھائے لیزے کا معشوق نکل آیا

اس سے پہلے کہ وہ اس کو جواب دیتی لیزے کی آواز پہ اس نے سکتے کی کیفیت میں اس کی سمت دیکھا آنکھوں میں بے یقینی چھائی ہوئی تھی۔

"ایم سوری اس دن میں کچھ ذیادہ ہی ہارش رویہ اختیار کرگئی تھی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے میں گھر میں اس متعلق بات کر کے آپ کو بتادوں گی اس سے پہلے میں آپ کو کوئی جھوٹی تسلی نہیں دینا چاہتی امید ہے آپ میری بات کو سمجھیں گے۔"

اس نے متانت سے کہتے اپنی بات مکمل کی اور تھکن ذدہ مسکراہٹ اپنے چہرے پہ سجالی۔امائزہ نے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا اسے لیزے سے قطعاً ایسی امید نہیں تھی۔

"بہت شکریہ آپ کا میں آپکی جانب سے مثبت جواب کا انتظار کروں گا۔"

وہ خوشگوار لہجے میں کہتے دلکش مسکراہٹ اپنے چہرے پہ سجائے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔کہی نہ کہی لیزے نے ایک امید کا سرا اس کے ہاتھوں میں تھمادیا تھا۔اس کے جاتے ہی لیزے نے اپنی آنکھوں کو سختی سے میچ کر آنسو اپنے حلق میں اتارے۔امائزہ سختی سے اس کی نازک کلائی تھامتے یونی کے کسی سنسان گوشے کی سمت چل دی جبکہ

وہ حیرت سے اس کے ساتھ کھینچی چلی جا رہی تھی۔اس نے ڈیپارٹمنٹ کے بیک سائیڈ پہ آتے اس کی کلائی چھوڑتے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جس میں اب اس سے نگاہیں ملانے کی سکت نہیں تھی۔

"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو لیزے۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز نکلی جبکہ اس کی بات پہ لیزے کے چہرے پہ نا سمجھی کے تاثرات واضح تھے۔امائزہ نے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی سمت دیکھا۔

"میں سمجھی نہیں مازہ۔"

وہ بھی جواباً پریشانی سے گویا ہوئی تو امائزہ نے داد دیتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

تم ایسا نہیں کر سکتی تم کسی بھی ایرے غیرے سے یہ بات کیسے کہ سکتی ہو جسے تم" "سرے سے ہی نہیں جانتی۔

وہ جھنجھلاتے لہجے میں دانت پیستے ہوئے دھیمی آواز میں غرائی۔لیزے نے گہرا سانس ہوا میں خارج کرتے جیسے اپنے اعصابوں کو پرسکون کرنا چاہا اور اطمینان سے اس کی جانب دیکھا جو ابھی بھی اسے ہی ناراض نگاہوں سے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

کونسا کسی نے ہاں کردینی ہے مکمل جانچ پڑتال ہوکر ہی کچھ ہوگا نہ کیا پتہ نہ ہو یا کیا"
"پتہ ہوجائے۔اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہی نہ کہی تو ہونی ہی ہے نہ۔
اس نے کندھے اچکاتے حد درجہ معصومیت سے کہتے بے نیازی کی انتہا کردی جو کہ امائزہ کے اشتعال کا باعث بنی۔اس نے جھٹکے سے اس کا ہتھیلی تھامتے اس کے دل کے مقام پہ رکھی جس کی دھڑکن بہت سست چل رہی تھی۔لیزے کا دل رک سا گیا۔
ف"رق پڑتا ہے بہت پڑتا ہے کیونکہ جتنا میں جانتی ہوں لیزے پہ تو صرف ادیان کا حق
"نہیں تھا۔تو آج پھر ان کے درمیان کوئی تیسرا وجود کیسے۔
اس کی بات پہ لیزے نے جھٹکے سے گردن گھما کر اس کی سمت دیکھا جبکہ رنگت متغیر پڑگئی۔آنکھوں میں باقاعدہ وحشت ناچ رہی تھی اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس پوری جامعہ کی عمارت اس کے سر پہ آگری ہو۔اس نے سرعت سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے تھوگ نکلا۔اس کیلیے یہی بات حیرت انگیز تھی کہ جس راز کو وہ اکیلی سالوں سے اپنے سینے میں دفن کیے بیٹھی ہے اس سے کوئی اور بھی آگاہ ہوسکتا ہے لیکن فلحال اسے زور و شور اس بات کی نفی کرنی تھی۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہوگیا یہ کیسی باتیں کررہی ہو۔اور چھوڑو ان سب باتوں کو۔"
اس نے بمشکل اپنے بھاری پن پہ قابو پاتے ہکلاتے لہجے میں اس کی بات کی نفی کی تو امائزہ نے تلخی سے اس کی سمت دیکھا۔

بس کرو لیزے کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہو کس قدر جھوٹ کا سہارہ لوگی ابھی" گزرے دو دنوں کا ساتھ نہیں ہے یہ بلکہ بیس سالوں کا ساتھ ہے ہمارا میں تمہیں پہچاننے میں ہرگز کسی بھی قسم کی کوتاہی نہیں کرسکتی اس بات میں تو مجھے پورا یقین ہے "ویسے مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تمہاری محبت اس قدر کمزور ہے۔

وہ اسے سرزنش کرنے والے انداز میں رندھے لہجے میں بولی لیزے جو اس کی بات پہ لب کاٹ رہی تھی اس کی آخری دل چیر دینے والی بات پہ نم آنکھوں سے اسے تکتے درمیان میں ہی ٹوک گئی۔امائزہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس کا سرخ سفید چہرہ ضبط کے چکر میں مزید سرخ ہورہا تھا جبکہ ہاتھ پیر باقاعدہ کانپ رہے تھے۔امائزہ نے اس کی حالت پہ متفکر ہوتے سرعت سے اسے اپنے دوستانہ حصار میں لیتے پاس رکھے بینچ پہ بٹھایا اور پانی کی بوتل اسکے منہ کو لگائی وہ دو گھونٹ بھرتی بوتل پیچھے کرگئی۔

ہاں میں ہوں کمزور ان کے معاملے میں، صرف ان کے چہرے کی ایک مسکان کیلیے" مجھے وہ ہمیشہ برقرار چاہیے وہ چاہے پھر میری موجودگی میں ہو یا پھر میری غیر موجودگی میں اگر ان کی خوشی کیلیے مجھے کچھ بھی ایسا کرنا پڑا تو میں تمہاری بات سے سو فیصد متفق ہو میری محبت میری دللگی کمزور ہی سہی۔اپنے دل پہ لگے زخم میں سہہ لوں گی اپنے اللہ کے ساتھ درد بانٹ لوں گی میں جانتی ہوں وہ ذات کبھی مجھے ٹھکرائے گی نہیں کسی بھی طرح لیکن ان کو میں چاہ کر بھی کسی قسم کے دکھ یا زخم سے دوچار نہیں کرسکتی میں انہیں یہ نہیں بتانا چاہتی کہ جب آپ کو محبت نہ ملے تو کتنی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سب سے میں گزر رہی ہو کیونکہ اگر انہیں اندازہ ہوگیا تو سب ختم ہوجائے گا اور لیزے اپنے ہوتے ایسا کبھی نہیں ہونے دے گی میرے لیے ہمیشہ سے ہی میری ذات سے بڑھ کر ان کی ذات ہے اپنی خوشی کو فراموش کرکے ان کی خوشی کو عزیز رکھا ہے ان کے مسکراتے ہوئے جب ان کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوتا ہے نہ تو میرا یہ دل میرے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلتے ہیں اگر میرا یہ بے لوث عشق تمہاری نگاہ میں اگر کمزور ہے تو کمزور ہی سہی کیونکہ میں بہت کمزور ہوں ادیان شاہ کے معاملے میں لیزے واقع ہی

کمزور ثابت ہوئی ہے ان کے معاملے میں کوئی بات نہیں میں یہ الزام بھی سہ لوں گی کیونکہ ان کی خوشی سے بڑھ کر نہ میرے لیے کل کچھ تھا نہ آج کچھ ہے اور نا آئندہ کچھ ہوگا ان کی زندگی میں رنگ اگر روشی آپی کی سنگ ہیں تو میری بھی دلی خوشی ان دونوں کے ساتھ ہے کیونکہ جس جس شے یا شخص سے ادیان شاہ محبت کرنا جانتے ہیں اس سے یہ ناچیز جنون کی حد تک عشق کرنا جانتی ہے۔

میری الفت کی ابتدا بھی وہی ہیں اور الفت کی انتہا بھی۔لیکن افسوس پھر بھی یہ تشنہ "کام محبت ہے۔

وہ دلگیر لہجے میں بولتی امائزہ کو ایک لمحے کیلیے سن کرگئی۔اس کا لہجہ آزردگی لیے ہوئے تھا جبکہ اتنی سی عمر میں اس کی اس قدر گہری باتیں امائزہ کا دل ریزہ ریزہ کرگئی۔وہ یہ تو جانتی تھی کہ لیزے ادیان بھائی کو پسند کرتی ہے لیکن یہ اس کے لیے بلکل غیر متوقع تھا کہ وہ اس حد تک اس کیلیے دیوانی ہے جو اس کی فقط ایک مسکراہٹ کیلیے اپنا سب کچھ وارنے کو تیار بیٹھی ہے لیکن روشی آپی کا یہاں ذکر اسے ناگوار گزرا تھا جس کا اس نے برملا اظہار کرنا بھی ضروری سمجھا۔

"یہ روشی آپی کا یہاں کیا ذکر۔ بھائی روشی آپی دونوں میں کچھ سمجھی نہیں۔"

امائزہ نے الجھن ذدہ لہجے میں اسے مخاطب کیا جبکہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے اپنے سینے میں بھینچ کر اس کے حق کی تمام خوشیاں اس کے سر پہ وار دے۔

کیا مطلب تمہیں آگاہی نہیں ہے کیا اس بات سے کہ ادیان بھائی کا رشتہ روشی آپی" "کے ساتھ ہو چکا ہے۔

لیزے نے اس کی بات پہ آنکھوں میں واضح حیرانی لیے اس کی سمت دیکھا۔امائزہ ہکا بکا سی اسے دیکھنے لگی جسے اس بارے میں کوئی سرے سے ہی علم ہی نہیں تھا۔

نہیں ایسا کیسے ممکن ہے روشی آپی کیوں تم بھی تو ہو سکتی تھی لیزے تم ہار کیوں مان" "رہی ہو تم کم سے کم ایک بار بھائی سے بات کر کے تو دیکھو۔

اس نے اس کا ہاتھ تھامتے التجائیہ لہجے میں کہنا ضروری سمجھا۔

محبت اگر بھیک میں مانگ لی جائے مازہ تو وہ محبت کیسی۔ویسے بھی اس کا رنگ کسی" کسی پہ چڑھتا ہے یہ رنگ سب کیلیے تھوری ہوتا ہے کسی خاص کا ہی انتخاب کیا جاتا ہے ضروری نہیں کہ اگر ایک فریق محبت جیسے احساس سے دوچار ہو تو دوسرا بھی اسی راہ کا

مسافر ہو نہ ہی ہم اسے ذبردستی گھسیٹ کر اپنے ساتھ اس دنیا میں لے جاسکتے ہیں یہ اس پہ منحصر ہے کہ وہ کس راہ کا مسافر بنتا ہے۔"

وہ زخمی مگر دھیمے لہجے میں بولتی مازہ کی آنکھیں نم کرگئی۔مازہ نے محبت سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا جس نے اس موقع پہ بھی ضبط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا اور اس کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیا اس نے اسے بہن صرف کہا نہیں مانا بھی تھا تبھی اس کا درد تکلیف اپنے دل پہ پتھر کی طرح لگتا محسوس ہورہا تھا۔

"چلو کافی ٹائم ہوگیا ہے میرے خیال سے بھائی مجھے لینے آنے والے ہونگے تمہیں بھی گھر ڈراپ کردیں گے ویسے بھی فلحال کوئی لیکچر نہیں ہے نہ تو یہاں اکیلیے رہنا بھی ٹھیک نہیں انابی آپی اور فہد بھائی بھی نہیں آئے آج تو کیا کروگی اکیلی چلو تمہیں گھر ڈراپ کردے۔"

وہ اپنی کتابیں وغیرہ بیگ میں ڈالتی مصروف سے انداز میں گویا ہوئی تو مازہ نے بھائی کے نام پہ ایسا منہ بنایا جیسے کڑوا بادام چبالیا ہو۔

"ان جیسے سستے شاہ رخ خان کے ساتھ۔"

وہ منہ بنا کر اکتائے لہجے میں بولی تو لیزے نے بھنویں اچکا کر اس کی جانب دیکھا جو اس کے سامنے ہی اس کے اتنے ڈیشنگ بھائی کی برائی کرنے کی غلطی کر رہی تھی۔

"ہاں ہاں چلو پتہ ہے مجھے کہ وہ تمہارے انتہائی دلکش بھائی ہیں۔"

وہ منہ پھلا کر ناراضگی سے بولی تو لیزے اس کے سر پہ چپت لگاتے اسے لیے باہر گیٹ کی جانب چل دی۔

رائم جو کافی دیر سے جھنجھلاتے ہوئے اپنی سیاہ مرسڈیز سے پشت ٹکائے بھوری آنکھوں پہ گاگلز لگائے سرخ و سپید رنگت بال لاپرواہی سے ماتھے پہ بکھرے ہوئے بلیک جینز ساتھ بلیو ٹی شرٹ میں ملبوس وہ لیزے کے انتظار میں کھڑا وہاں کھڑی ہر لڑکی کی نظروں کے حصار میں تھا لیکن وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ اس سب سے بے نیاز بار بار لیزے کو کال ملانے میں مصروف تھا معاً اس کی نگاہ ڈیپارٹمنٹ سے باہر آتی ان دونوں کی جانب اٹھی تو وہ تاسف سے اس کی چلنے کی رفتار دیکھتا رہ گیا جو کچھوے کی چال چل رہی تھی۔

"لیزو کیا یار مفتے کا مال اٹھا کر لے آتی ہو۔"

وہ امائزہ کا پھولا ہوا چہرہ اپنے نگاہوں کے حصار میں لیتا شرارت آمیز لہجے میں بولا تو حسبِ عادت امائزہ اس کی بات پہ جل کر راکھ ہوگئی کیونکہ وہ جانتی تھی یہ نیا لقب بھی اسی کو دیا گیا ہوگا۔

"آپ سے مطلب نہیں لے کر جانا تو بتادیں مری نہیں جارہی اس کھٹارہ گاڑی میں بیٹھنے کیلیے۔"

وہ جلے کٹے انداز میں اس کی بلکل نئی گاڑی کو ٹھوکر لگاتے ہوئے بولی تو رائم نے تند نگاہوں سے اسے گھورا جبکہ لیزے ان دونوں کی ہمیشہ والی حرکت پہ ماتھا پیٹ کر رہ گئی۔

"بھائی ماذہ چلیں ہم سارے ہماری طرف ہی متوجہ ہورہے ہیں۔"

اس نے اردگرد نگاہ دوڑاتے باور کرانا ضروری سمجھا تو ماذہ لاپرواہی سے ہاتھ جھلاگئی۔ جبکہ رائم ان دونوں کو ایک نظر دیکھتے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتے گاڑی سٹارٹ کرگیا وہ دونوں بھی سر جھٹکتے آگے پیچھے بیٹھ گئی۔

"ہر وقت مقناطیس کی طرح تمہارے سے چپکی رہتی ہے یہ۔ کوئی اور نہیں ملا تھی کیا۔"

وہ ابھی بھی اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آیا اور یہی چیز مائزہ کو غصہ دلانے کا سبب بن رہی تھی۔

"تو اس کے ساتھ چپکتی ہوں نہ آپ کے ساتھ تو نہیں چپکتی نہ سستے شاہ رخ خان۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو رائم بھی اس نام پہ جلتے بھنتے پوری طرح رخ موڑتے اس کی سمت متوجہ ہوا۔

"تو چپک جاؤ میرے ساتھ بھی چھمک چھلو۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے لوفرانہ انداز میں اس کی جانب جھکتے ہوئے بولا تو لیزے چہرہ جھکائے مسکراہٹ دبا گئی جبکہ امائزہ اس کی بے باکی پہ سرخ پڑتے مٹھیاں بھینچ گئی۔

آپ کیا سمجھ رہے ہیں کہ آپ کو شاہ رخ کہہ دیا ہے تو اس کی طرح بننا شروع کر دیں گے تو لڑکیاں آپ بھی فدا ہو جائے گی۔ لگتا ہے غور سے نہیں سنا سستا بھی ساتھ ہی ہے اس کے رومینس کا جادو پوری دنیا میں SRK کہا ہے لیکن ایک بات یاد رکھیں وہ چلتا ہے ایوی تو نہیں انہیں کنگ آف رومینس کہتے لیکن افسوس آپ بلکل بھی رومینٹک نہیں لگ رہے بلکہ انتہا درجے کے ٹھرکی ثابت ہوئے ہیں۔"

وہ اس کی شخصیت کا فالودہ نکالتے ہوئے جتانے والے انداز میں بولی جبکہ رائم اس کے اس قدر گہرائی سے نقشہ کھینچنے پر بلبلا کر رہ گیا۔

"ایک سیکنڈ کسی خوش فہمی میں مت رہنا۔ میں یہاں میں درجنوں ثمرن اور درجنوں انجلی کی لائن لگوا سکتا ہوں تم یہ سب دیکھ کر ہی کڑھ کڑھ کر کالی ہوجاؤ گی دیکھنا ذرا۔ میری ایک بار باہیں پھیلانے کی دیر ہے لڑکیوں کے گھیرے میں ہوگا رائم خان۔"

وہ فخر سے اپنا سینہ پھلاتے ہوئے گردن اکڑا کر بولا اس کی بات پہ ہنسی کا ایک فوارا تھا جو اس کے منہ سے نکلا تھا ہنستے ہنستے وہ دونوں ہاتھ پیٹ پہ رکھتے دوہری ہوگئی۔ جبکہ اب کی بار لیزے بھی اپنی ہنسی پہ قابو نہ رکھ پائی۔

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گا بچ کر رہنا میرے سے۔"

وہ قہر آلود نگاہوں سے اسے ہنستا دیکھ کر جل کر بولا جس کی آنکھوں میں ہنستے ہوئے اب باقاعدہ نمی جاگ رہی تھی۔ اس نے سٹیرئینگ پہ مکہ جڑتے جھٹکے سے گاڑی سٹارٹ کرتے زن سے گاڑی گھر کی سمت بڑھالی۔ لیکن اس کا ہنسنا بدستور جاری تھا۔

لیزے ان دونوں کو دیکھتی تاسف سے نفی میں سر ہلا گئی کیونکہ بچپن سے ہی ان کا خدا واسطے کا بیر تھا جو بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہونے کی بجائے شدت اختیار کرگیا تھا۔

"ماما آپ کہاں ہیں۔خالہ ماما کہاں ہیں۔"

امائزہ نے یونی سے آتے ہی محرم سے بات کرنے کا سوچتے وہ چلاتے ہوئے گھر میں داخل ہوئی اور بیگ صوفے پہ پھینکتی کچن کی جانب چل دی لیکن کچن میں محرم کی غیر موجودگی محسوس کرتے استسفار کیا۔

"آپی ابھی کمرے میں گئی ہے وہی جاکر مل لو۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتی دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوگئی جبکہ امائزہ ان کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے اپنا بیگ اٹھاتی زینوں کی جانب چل دی۔ محرم کے کمرے میں پہنچتے ہی دروازہ ناک کیا تو کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد دروازہ کھول دیا گیا امائزہ انہیں

ایک نظر دیکھتے منہ پھلا کر اندر داخل ہوئی محرم نے حیرت سے اس کی حرکات کا ملاحظہ کیا اور آئینے کے سامنے کھڑی اپنے گیلے بال سکھانے لگی۔

"ماما آپ سے ایک بات پوچھوں۔"

وہ دھیرے سے قدم اٹھاتی ان کے سامنے ہی ڈریسنگ پہ چڑھ کر بیٹھ گئی محرم نے اس کے بیٹھنے پر ایک زبردست گھوری سے اسے نوازتے نیچے اترنے کا اشارہ کیا لیکن وہ نفی میں سر ہلاتی ان کا ہاتھ تھام گئی لیکن وہ ایک ناراض نگاہ اس پہ ڈالتے وارڈروب میں کپڑے سیٹ کرنے لگیں۔

"ماما میں آپ سے سخت والا ناراض ہوں آپ نے اتنا بڑا فیصلہ لے لیا اور ہم میں سے کسی کو بھنک بھی نہیں پڑنے دی۔"

اس نے ناراضگی دکھاتے اپنی بات کا آغاز کیا۔تو محرم نے اس کی بات پہ اچھنبے سے اس کی سمت دیکھا۔

"کیوں ناراض ہو بھئی اور یہ یونی سے سیدھا یہیں کیوں آگئیں پہلے فریش ہوجاؤ پھر بات کر لینا جو کرنی ہے۔"

محرم نے کچھ حیران ہوتے سہولت سے اسے کمرے میں جانے کا کہا ناجان کیوں وہ آج یونی سے آتے یہاں سیدھا آگئیں تھیں ورنہ ہمیشہ پہلے فریش ہوکر پھر جو کام ہو یا بات کرنی ہو تو کرتی تھیں۔

"نہیں مجھے آپ سے پہلے کچھ پوچھنا ہیں آپ بیٹھیں ناں یہاں پلیز۔"

انابیہ نے کپڑے ان کے ہاتھ سے لے کر بیڈ پر رکھتے التجائیہ انداز میں کہا۔

"اچھا پوچھو کیا پوچھنا ہے۔ سب ٹھیک تو ہے ناں۔"

محرم گہرا سانس بھرتے اس کی ایک ہی تکرار پہ تھک ہار کر مکمل طور پر ان کی جانب متوجہ ہوئیں کہ اب اس نے اپنی بات کر کے ہی سکون سے بیٹھنا تھا اور وہ اس کی اس عادت سے اچھا خاصہ چڑتی بھی تھیں۔

نہیں کیا ٹھیک ہے آپ بتائیں۔ مم یہ میں کیا سن رہی ہوں گھر میں ادیان بھائی کی" شادی کی باتیں چل رہی ہیں مجھے کسی نے بتایا نہیں آپ کو پتہ ہے مجھے لیزو سے پتہ چلا "اور آپ لوگوں نے سب اتنی جلدی بھی پلین کر لیا مجھے بتایا بھی نہیں۔

امائزہ نے نروٹھے پن سے شکوہ کناں نگاہوں سے انہیں دیکھتے کہا تو اس کی بات پر وہ جو پریشان بیٹھی تھی سر جھٹکتے ہوئے مسکرا دیں۔

"ارے ابھی تو بس بات ہوئی ہے ناں جب کنفرم ہوجاتا تو سب سے پہلے آپ لوگوں کو ہی بتانا تھا ناں ہم نے ساری تیاری جو آپ نے کرنی ہے۔"

محرم نے مسکراتے لہجے میں اسے کہا تو اس کا رہا سہا سکون بھی غائب ہوگیا اس نے کمال ضبط سے ان کی جانب دیکھا وہ چاہ کر بھی لیزے کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتی تھی یہی اس کی سب سے بڑی بے بسی تھی

"ارے میرا بچا ہم سب نے بڑوں سے بات کرلی ہے اور کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہے پر روشی سے پوچھنا تو باقی ہے ناں معاذ بھائی نے کچھ دن تک جواب دینے کا کہا ہے۔ ویسے مجھے نہیں لگتا کوئی اعتراض ہوگا اب اور ادیان بھی تو اتنا خوش ہے اس رشتے پر۔"

محرم نے پوری بات مکمل تفصیل سے اسے بتائی تو اس کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا۔ بھائی کی خوشی

مطلب اس کے ساری باتیں بلکل ٹھیک تھی روشی آپی تو کبھی بھی انکار نہیں کرے گی۔

اس نے بے چینی سے انگلیاں مڑورتے لب کاٹے۔آنکھوں میں آنسو جمع ہونا شروع ہوگئے۔وہ کیا کرے اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

"ماما لیکن روشی آپی ہی کیوں کوئی اور بھی تو ہوسکتی تھی مطلب لیزے بھی تو ہوسکتی تھی۔"

اس نے چور نگاہوں سے انہیں دیکھتے اپنی بات کے اختتام پہ اپنی آنکھیں میچ لی جبکہ اس کی بات پہ محرم نے ماتھے پہ بل ڈالے ان کی سمت دیکھا کہ یہ وہ کس قسم کی بات کررہی تھی۔

"امائزہ آپ شاید بھول رہی ہیں اس کی اور ادیان کی عمر میں اچھا خاصہ فرق ہے اس لیے یہ بات کرنا بھی مناسب نہیں لگا۔اب آپ مزید اس بارے میں کوئی بات نہیں کرے گی سمجھ رہی ہیں میری بات۔یہ بڑوں کی باتیں ہیں۔"

اس نے متانت سے اس کی عمر کے مطابق سمجھانا ضروری سمجھا۔تو امائزہ کی آنکھوں میں باقاعدہ نمی سی جاگی اس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرالیا۔

محرم نے پریشانی سے اس کی سمت دیکھا۔اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ روشانے کا ذکر امائزہ کو اس قدر ناگوار کیوں گزر رہا ہے۔لیکن وہ مزید کوئی بات کر کے اس مزید بولنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھیِ

چلو اب جاؤ جلدی سے فریش ہو جاؤ پھر میں کھانا لگواتی ہوں۔

اس کو فریش ہونے کا کہتے وہ بھی کپڑے ایک ایک طرف کرتے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ساتھ اسے بھی چلنے کا اشارہ کیا تو وہ بھی بمشکل مسکراتی ان کی تقلید میں اپنے کمرے کی جانب چل دیں۔

جبکہ باہر کھڑے ششدرہ وجود کی آنکھوں سے گویا چنگاریاں سی نکلنے لگی۔ماتھے کی رگیں اشتعال کے عالم میں بری طرح ابھری ہوئی تھی۔ضبط سے بھینچے ہوئے جبڑے اس کے ضبط کے گواہ تھے۔ایک اسی بات نے اس کے جسم میں آگ لگادی کہ لیزے نے اس سب میں امائزہ کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لیا ہے۔وہ تو اس سب سے سرے سے

ہی بے خبر تھی نہ وہ اپنی یہ درد بھری کہانی سنا کر سب کی ہمدردیاں سمیٹتی پھر رہی تھی.اسے بے ساختہ لیزے سے نفرت سی محسوس ہوئی۔دانت پیستے ہوئے اس نے اپنے ہاتھوں کا مکہ بنا کر دیوار سے مارا۔آنکھیں گویا لہو چھلکانے لگی۔

نہیں لیزے خان یہ تم ٹھیک نہیں کررہی بلکل بھی۔تم اس سب میں باری باری" سب کو اپنا مہرہ بنارہی ہو تاکہ سب تمہارے اشاروں پہ چلے لیکن میرے ہوتے ایسا کبھی ممکن نہیں ہوسکتا۔پچھلے دنوں تمہاری حالت دیکھتے جو ذرا سا نرم گوشہ میرے دل کے کسی کونے میں جاگا تھا نہ وہاں تمہاری انہی حرکتوں نے دوبارہ سے ایک نفرت کی ایک عمارت تعمیر کردی ہے۔اب اگر تمہاری بدولت میری زندگی میں کسی بھی قسم کا بھونچال آیا تو میں اپنے انہی ہاتھوں سے تمہاری بھی جان لے لوں گا اور اپنی بھی۔پھر تو قصہ ہی "تمام ہوجائے گا نہ بچے کا سانپ نہ ہی بچے کی لاٹھی۔

وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتے تنفر سے سر جھٹکتے بے خوف سپاٹ لہجے میں پھنکارا۔آج پھر وہ ایک بپھرا ہوا شیر ہی لگ رہا تھا جس کو کسی نے چھیڑنے کی کوتاہی کی تھی اب اسے

سنبھالنا مزید مشکل ہوگیا تھا اس دن کے بعد سے تو اس کی روشانے سے بھی کسی قسم کی ملاقات نہیں ہوئی تھی اور یہ چیز بھی اس کے غیض میں اضافہ کررہی تھی۔ غلط فہمی کی دیوار مزید پروان چڑھ چکی تھی اور ساتھ اس نام و نہاد نفرت کی بھی۔

اتوار کا دن تھا تو خان ہاؤس کے تمام مکین باہر لان میں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہورہے تھے ساتاح ساتھ خوش گپیوں میں بھی مصروف تھے۔شام کے وقت رائم زمان صاحب اور صائم کے ساتھ ہسپتال کی بابت باتیں کرنے میں مصروف تھا جبکہ ضرار پاس ہی کرسی پہ بیٹھا منہ بناتے ہوئے پڑھائی کرنے میں مصروف تھا اس نے رائم کو دیکھتے ناک منہ چڑھائی اور دوبارہ بک پہ جھک گیا لیکن اس سے پڑھا ہی نہیں جارہا تھا۔

بھائی بس کرے ٹائم دیکھ لیں آپ پورے پندرہ منٹ پڑھا ہے میں نے اس سے زیادہ" "ہم سے نہ ہو پائے گا۔

وہ کتاب بند کرتے اکتائے لہجے میں بولا لیکن اپنی کمر پہ پڑھنے والے ڈنڈے سے منہ بناتے کراہ کر رہ گیا۔اس نے دھندلی نگاہوں سمیت مدد طلب نظروں سے باقیوں کی سمت دیکھا لیکن سب رائم کے ڈر سے گردن جھکاتے چائے کا کپ لبوں سے لگاگئے۔کیونکہ رائم کا خاص حکم تھا کہ پڑھائی کے دوران کوئی اسے کچھ کہنے کا حق نہیں رہتا جس دن سے وہ لوٹا تھا اسی دن سے ہی ضرار کی اچھی خاصی شامت آئی ہوئی تھی اس پہ کوئی اس کی آہ و پکار بھی نہیں سن رہا تھا۔

"چپ کرکے اپنی نظریں کتاب پہ جمالو ورنہ میرا یہ ڈنڈا ہوگا اور تمہارا پورا جسم پھر کہی بھی لگا نہ اس کا ذمہ دار میں نہیں ہونگا میری بات ذہن نشین کرلو تم نے پڑھائی کو جو مذاق بنایا ہوا ہے۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے گھورتے لتاڑتے ہوئے بولا جواباً کسی خیال کے تحت اس کی آنکھیں باقاعدہ چمک اٹھی وہ منہ پہ ہاتھ رکھے اپنی ہنسی روک گیا۔

"اب یہ تو کسی کتاب میں نہیں لکھا۔"

وہ شان بے نیازی سے کتاب بند کرتے کرسی سے پشت ٹکا کر گویا ہوا جواباً اپنے سر پہ پڑھنے والے ڈنڈے سے اس کا وجود سنسنا کر رہ گیا وہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھے گیا جو ظالم سماج بن کر اسے کہی بھی مارنے سے گریز نہیں کررہا تھا۔

ڈیڈ ابھی اور اسی وقت اس کا فون میرے حوالے کریں آپ جو یہ سوشل میڈیا کی دنیا"

"میں بہتا چلا جارہا تھا واپس اٹھا کر زمین پہ پٹخو اسے۔

اتنے سنجیدہ ماحول میں بھی اس کی مسخریاں ختم نہ ہوتے دیکھ رائم نے سختی سے صائم خان کو مخاطب کیا جواباً وہ بے نیازی سے کندھے اچکا گئے کہ بھئی جو دل میں آئے وہ تم کرو وہ اسے اس چیز کی کھلی اجازت دے چکے تھے اس کی بے نیازی پہ ضرار تڑپ کر رہ گیا۔

"ماما۔"

آیت جو شامی کباب فرائی کررہی تھی لیزے کی پرسوچ آواز پہ اس کی سمت متوجہ ہوئی جو ان کے پاس ہی شیلف پہ بیٹھی کسی نادیدہ نقطے پہ نظریں جمائے کسی گہری سوچ میں گم

تھی آیت نے متفکر انداز میں اس کی سمت دیکھا جو انہیں پکار کر اب ان کی سمت متوجہ نہیں تھی۔

"ہاں بولو میری جان۔"

ان کی محبت بھری آواز پہ وہ جو سوچوں کے گرداب میں پھنسی ہوئی تھی چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئی لیکن ان کی پریشان صورت دیکھتے ہنس دی۔آیت نے اس کے مسکرانے پہ سکون بھرا سانس خارج کیا ورنہ اس کی سنجیدگی انہیں کوئی اچھا اشارہ نہیں دے رہی تھی۔

آپ سے ایک بات کہوں۔آپ ایک بار سن لیجیے گا اور میں پہلے ہی بتادوں کہ میری اس" میں کوئی رضامندی نہیں ہے مطلب کہ جو میں بتانے جارہی ہے میں وہ چاہتی نہیں "ہوں۔

وہ جھجھلاتے ہوئے آدھی ادھوری بات کرتے ہوئے بولی تو آیت نے چولہے سے نگاہیں ہٹاتے نا سمجھی سے اس کی سمت دیکھا جو اب لب چپانے میں محو تھی جیسے بولنے کیلیے الفاظ نہیں مل رہے ہو۔

"اچھا بتاؤ تو میں سن رہی ہو جو بھی دل میں ہے وہ مجھ سے شئیر کردو جلدی سے۔دل میں نہیں رکھتے ورنہ وہ دل سے ہوتے دماغ پہ حاوی ہوجاتی ہے۔"

انہوں نے اس کا حوصلہ بڑھانے کو پچکارتے ہوئے کہنا ضروری سمجھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ کوئی بھی بات اپنے دل میں رکھے جو بعد میں اس کی بطبیعت خرابی کا باعث بنے تبھی اس کا اعتماد بحال کیا۔

"ماما وہ میرے ڈیپارٹمنٹ میں ایک لڑکا ہے۔میں پہلے ہی بتارہی ہوں میں اسے نہیں جانتی تھی۔"

دفعتاً اس نے سرسراتے لہجے میں کہتے دانستاً سہمتے ہوئے بات ادھوری چھوڑی۔آیت جو غور سے اس کی بات کا مطلب سمجھنے کی تگ و دو میں تھی اس کے دوبارہ سے بات نامکمل کرنے پر اسے خفگی سے دیکھنے لگی۔لیزے نے سیز فائر کرنے والے انداز میں دونوں ہاتھ اٹھائے۔

اوکے اوکے تو میں یہ کہہ رہی تھی وہ لڑکا روز میرے پاس آتا ہے اور ایک ہی بات کہتا ہے میں نہیں جانتی اس کی بات میں کس قدر سچائی ہے لیکن میں اس سب سے اکتا چکی ہوں۔"

وہ تھک ہار کر ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے جھنجھلائے لہجے میں بولی تو آیت نے مشفقانہ انداز میں اپنی پھول جیسی بیٹی کو اپنے حصار میں لیا اور اس کا ہاتھ سہلاتے اس کی ڈھارس بندھائی۔

"جو بھی بات ہے کھل کر کرو مجھ سے یہاں ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہے چلو بتاؤ اب پریشان نہیں ہو۔"

وہ اس کی چھوٹی سی پیشانی سے پسینے کے قطرے پونچھتے اس کی جانب دیکھا جو بیچارگی سے انہی کی جانب دیکھ رہی تھی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس طرح اپنی بات مکمل کرے یہ بات وہ اپنے ہی منہ سے کیسے کریں اپنی بربادی اپنے ہی ہاتھوں سے وہ کیسے لکھ سکتی تھی اس کے وجود یہ سب سوچتے جھلسنے لگا۔دل چاہ رہا تھا کہ اپنی بے بسی پہ دھاڑے مار مار کر روئے لیکن یہ سب ممکن ہی نہیں تھا نہ ہی کوئی فائدہ۔

وہ کیا تمہیں تنگ کرتا ہے مجھے بتاؤ ابھی رائم کو بتاتی ہوں کل اس کا کچھ بچے گا ہی"

"نہیں۔

آیت اپنی جانب سے قیاس آرائی کرتے ہوئے بولی تو لیزے ان کی بات پہ ناچاہتے ہوئے نم آنکھوں سمیت ہنس دی۔

"نہیں میری پیاری ماں دراصل وہ گھر اپنا رشتہ بھیجنا چاہتا ہے۔"

اس نے انگلیاں مسلتے کرلاتے دل کے ساتھ اپنا مسئلہ ان کے سامنے رکھا تو آیت نے حیرانگی سے اس کی سمت دیکھا۔

"کس کا۔"

انہوں نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جو اب چہرہ جھکائے اپنے انگلیوں کو مسل رہی تھی۔"ڈونٹ ٹیل می لیزے کہ یہ تم اپنے بارے میں بات کررہی ہو۔

انہوں نے خشمگین نگاہوں سے اسے گھورتے گویا ہوئی تو وہ بھی ان کے تیور دیکھتے بوکھلاگئی۔

"ماما میں نے کچھ۔"

"ماما آپ اسے کیوں بول رہی ہیں اس بابت بات تو میں اس لڑکے سے براہ راست کروں گا کسی بھی لڑکی کو سرراہ تنگ کرنا اور آپ پریشان کیوں ہورہی ہو مجھے بتاتی جب میں یونی سے لینے آتا رہا ہوں اسی وقت ذرا حال احوال پوچھ لیتا۔"

معاً اپنے عقب سے آنے والی سرد آواز پہ وہ اچھل کر کرسی سے کھڑی ہوئی اور سہمی نگاہوں سے آیت کی سمت دیکھا جن کا رنگ اس حالت میں خود بھی اڑ چکا تھا۔رائم نے ان دونوں کی حالت سے حظ اٹھاتے مضبوط قدم ان کی سمت اٹھائے اس کا اٹھتا قدم لیزے کی حالت مزید ابتر کررہا تھا اسے محسوس ہوا کہ وہ اس سے ناراض ہوجائیں گے۔ رائم نے ان کے قریب آتے لیزے کو اپنے حصار میں لیتے اسے تحفظ کا احساس دلایا تو وہ تشکر بھری نظروں سے اپنے جان سے پیارے بھائی کو دیکھنے لگی۔وہ کیسے ان کا غرور خاک میں ملاسکتی تھی یہ ہی تو اس کے خالص اپنے تھے اس کے سینے پہ سر رکھتے لیزے کا اپنے فیصلے پہ ڈٹے رہنے کا فیصلہ مزید مضبوط ہوگیا تھا۔

"بھائی لیکن وہ تنگ نہیں کرتے یہ میں اس لیے نہیں کہ رہی میں بھی انہیں جانتی ہوں یا پسندیدگی کا عنصر میرے میں بھی ہے یہ میں اس لیے بتارہی تاکہ آپ کو غلط قدم

نہ اٹھالے پہلی بار تو انہوں نے علیحدہ میں بات کی تھی لیکن کل مازہ کی موجودگی میں یہ بات ہوئی ہے میں نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا ابھی کیونکہ اس متعلق کوئی بھی آئیڈیا نہیں ہے میں نے سوچا تھا ماما سے بات کرلوں گی ایک بار۔ لیکن اب آپ نے بھی سن لیا ہے۔"

اس نے دھیمے لہجے میں پچھلے دنوں کی تمام تفصیل اس کے گوش گزار دی اس کی بات پہ رائم سمجھنے والے انداز میں سر ہلاگیا اور ایک نظر اس پہ ڈالی جو اب معصومیت سے اس کا چہرہ تک رہی تھی اس کے چہرے پہ کسی بھی قسم کی کوئی بھی پسندیدگی واضح نہیں تھی۔

"ٹھیک ہے میں دیکھ لوں گا اس بارے میں آپ کو بلکل بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے فلحال آپ اپنی پڑھائی پہ دھیان دو اس بارے میں کوئی ذکر بھی آپ کی زبان پہ نہیں آنا چاہیے۔ ناجانے لڑکے کیوں اتنی جلدبازی کا مظاہرہ کرجاتے ہیں اس کی عمر دیکھ کر تو بات کرے وہ انسان۔ چھوٹی سی ہے وہ اور اس کے دماغ میں کیا خناس بھر رہا ہے۔"

رائم نے عقیدت سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے اسے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا۔
وہ اس کی بات پہ سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے کچن سے باہر کی سمت چل دی لیکن اس کی اگلی سرد آواز پہ اس کے قدم ٹھٹھک کر زمین پہ رکے حلق میں باقاعدہ کانٹے سے چبھنے لگے۔چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔اس نے بے ساختہ اپنا حلق تر کرتے گردن گھما کر اپنی پشت پہ دیکھا جہاں سے رائم کی باقاعدہ پشت واضح دکھ رہی تھی اور وہ آیت سے کسی بات میں مصروف تھا۔
اگر بھائی کو میرے متعلق کچھ بھی پتہ چل گیا تو وہ تو مجھ سے کبھی بھی بات نہیں" کریں گے۔اس عمر میں ان کا کسی اور کا مجھ سے اس قسم کی بات کرنا ناگوار گزرا ہے تبھی ان کا رِدِ عمل اتنا شدید ہے لیکن کبھی اگر ان کو پوری بات سے آگاہی ہوئی تو وہ تو "مجھے جان سے ہی ماردیں گے۔نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔

وہ ہراساں ہوتے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں ڈھک گئی۔آنکھوں میں اپنے سے دور ہونے کا خوف ابھی سے منڈلانے لگا۔وہ لرزتے ہاتھوں سے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے کانپتی ٹانگوں کو گھسیٹتی کمرے کی سمت چل دی۔

"کاش جو آپ کے دل کے قریب ہو وہ بنا مانگے ہی آپ کو عطا ہوجائے تو زندگی کتنی حسین ہونہ۔لیکن میں نہیں مانگوں گی اب کسی کو نہیں پتہ چلنے دوں گی مزید کہ میرے دل کے دروازے کس کے نام پہ کھلے تھے میں کسی کو بھنک بھی نہیں پڑنے دوں گی میں نے اب اس بات پہ اپنا پختہ یقین مان لیا ہے کہ جو چیز آپ کے نصیب میں ہوگی وہ آپ کو مل کے ہی رہے گی۔اور مجھے بھروسہ ہے اس پاک ذات پہ وہ میرے حق میں کوئی بہترین فیصلہ ہی کریں گا۔"

وہ آس سے کھڑکی کے پاس کھڑی ہلکے ہلکے تاریکی میں ڈوبے افق پہ نظریں ٹکاتے اپنے آپ سے مخاطب تھی۔ محبت سے دستبردار ہونا کتنا تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے نہ ایسا محسوس ہوتا ہے کوئی آپکی سانسوں کو قید کررہا ہوں۔ہوا کا عمل دخل بلکل بند ہوگیا

ہو۔ زندہ رہنے کی امنگ ہی نہیں رہتی۔ لیکن کبھی کبھی کسی بہت اپنے کی خوشی کے خاطر اپنا آپ مارنا پڑتا ہے۔

ایک گہرا سانس بھرتے دور کہی مسجد سے اذانوں کی آواز پہ وہ بے دلی سے کھڑکی کے پٹ بند کرتے وہ وضو کرنے واشروم کی سمت چل دی ابھی فلحال اسے بس اپنے اللہ سے محبت کا ثبوت دینا تھا۔

میری بات کان کھول کر سن لو تمہارا کل سے آفس جانا بلکل بند ہے اس گھر سے باہر تم بلکل بھی قدم نہیں نکالو گی خدا کی پناہ اولاد ہر قدم پھونک کر رکھتی ہے کہ اس کی بدولت ماں باپ میں کوئی بدمزگی نہ ہو لیکن یہاں اولاد ہی ایسی نوازی گئی ہے جو دونوں کے درمیان جانتے بوجھتے اس سب کا سبب بن رہی ہے۔"

پریشے صوفے پہ ریلیکس انداز میں بیٹھی روشانے کو دیکھتے دانت کچکچاتے ہوئے تند لہجے میں بولی روشانے جو ادیان کی بار بار آتی کالز سے پریشان ہوتے ابھی موبائل میں گیم لگا کر

بیٹھی تھی کہ دماغ کو تھوڑا پرسکون کر سکے اپنے عقب سے ہونے والی گولہ باری پہ بیچارگی سے موبائل کو دیکھتے صوفے پہ ہی ڈھے سی گئی۔

"ماما لیکن میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں بتایا ڈیڈ کو وہ میں رو رہی تھی تو انہوں نے خود ہی پوچھ لیا تھا تو میرے منہ سے پھسل گیا۔"

وہ کھسیاتے لہجے میں بولی تو پریشے نے قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورا۔

"جی جی بیٹا جی زبان پہ گھی میں ہی تو مل کر آئی تھی کہ جاؤ اور اپنے باپ کے سامنے پھسل جاؤ ہے نہ۔"

وہ جیسے آج سارے حساب کتاب چکتا کرنے کے چکروں میں تھی تبھی جھنجھلاتے ہوئے اس کے قریب ہی جگہ سنبھال گئی۔

"ماما کیا ہروقت مرچیں چباتی رہتی ہیں۔"

فہد جو ابھی اپنے دوستوں سے ساتھ سے گھر واپس لوٹا تھا انہیں آپس میں تکرار کرتا دیکھ ناک منہ چڑھا کر بولا جبکہ اس کی بات پہ پریشے کی توپوں کا رخ اب اس کی جانب ہو چکا تھا۔

"تم سب باپ بچے پکڑ کر مجھے مار ہی ڈالو میں ویسے بھی تم لوگوں کو یہاں بیٹھی بولتی اچھی نہیں لگتی۔"

وہ رندھے لہجے میں شکوہ کرنے والے انداز میں بولی اس کی بات پہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ دروازے پہ کھڑے دونوں وجود بھی نفی میں سر ہلاتے اس کی سوچ پہ افسوس کرتے رہ گئے۔

"ویسے میں سوچ رہا ہوں میرے بچے کی یہ سوچ پہلے تو کبھی نہیں تھی اب کیا ہوتا جارہا ہے آپکو۔"

معاً اپنے عقب سے آنے والی سرد آواز پہ پریشے صوفے سے اچھل کر کھڑی ہوئی اور تھوک نگلتے ہوئے ان دونوں کی جانب دیکھا فہد تو چہرہ جھکائے مسلسل ہنس رہا تھا البتہ روشانے کے چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہوچکے تھے۔اس نے ہراساں نگاہیں اذلان شاہ کی بارعب شخصیت سے ہٹاتے معاذ خان کی سمت دیکھا تو وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے ہی تسلی دے رہے تھے۔اس نے اپنی خشک ہوتی زبان کو تر کیا۔اور سہمی ہوئی نگاہوں سے سب کی جانب دیکھا نا جانے اب کیا ہونے والا تھا۔

"بھائی آپ اس وقت یہاں خیریت تھی۔"

اس نے ان سے نظریں چراتے ہکلاتے لہجے میں پریشانی سے استسفار کیا۔ان کی آمد اس کیلیے بلکل غیر متوقع تھی۔اس کا جی چاہا شرمندگی سے کہی روپوش ہوجائے کس حال میں اذلان بھائی کا اس سے سامنا ہوا جب وہ بچوں سے کس طرح بات کررہی تھی اب وہ اس پہ غصہ ہونگے اسے یہی سوچ کھائے جارہی تھی۔اس کی شخصیت کا ہی خاصہ تھا کہ آج بھی اچھے اچھوں کے اس کے سامنے بولتی بند ہوجاتی تھی۔

"کیوں آنا منع ہے کیا۔"

وہ اپنی مخصوص پروقار چال چلتے اس تک آئے اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہمیشہ کی طرح ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیا اسی طرح باری باری فہد اور روشانے کو پیار دیتے وہی سامنے رکھے صوفے پہ جگہ سنبھال گئے۔معاذ خان بھی ان کے ساتھ ہی جگہ سنبھال گئے اور بے رخی سے نگاہیں پریشے کے چہرے سے ہٹالی۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اذلان شاہ نے سنجیدگی سے فہد کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا تو وہ ان کی بات کے احترام میں اٹھتے فوراً اپنے کمرے کی جانب چل دیا اب انھوں نے

اپنی نگاہیں روشانے کے چہرے سے ہٹاتے پریشے کی جانب دیکھا جو ساری بات سمجھنے کی کوششوں میں تھی۔

"پریشے یہ میں کیا سن رہا ہوں آپ کے بارے میں۔"

اس نے گہرا سانس بھرتے اپنی بات کا آغاز کیا تو پریشے نے ہونقوں کی طرح معاذ کو دیکھا تو مطلب وہ یہ بات اذلان بھائی تک پہنچا چکے تھے اور ان سے بات کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا ان کے دل میں مزید بدگمانی نے جنم لیا وہ اپنے اندر اٹھتے ابال پہ قابو پاتے چہرہ جھکا گئی اور سختی سے لب آپس میں پیوست کرلیے۔

مجھے جب معاذ نے اس متعلق بتایا میں تو حیرت سے کنگ کھڑا رہ گیا کہ پریشے ایسا بھی" "کرسکتی ہے مجھے تو بلکل امید نہیں تھی آپ سے۔آپ نے

"بھائی لیکن۔"

اس سے پہلے کے وہ اپنے مخصوص سرد انداز میں اپنی بات مکمل کرتے پریشے درمیان ہی انہیں ٹوک گئی اپنی کوتاہی کا اندازہ انہیں اذلان کے ماتھے پہ پڑنے والی شکنوں سے

ہوا۔وہ کیسے بھول گئی تھی کہ اذلان کو درمیان میں ان کی بات کاٹنے والے شروع سے ہی ناگوار گزرتے ہیں۔

"میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔"

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں گویا ہوئے ان کے انداز میں پریشے کے ساتھ ساتھ روشانے کے وجود میں بھی پھریری سی دوڑ گئی۔اس نے روہانسی نگاہوں سے معاذ کی سمت دیکھا اسے اب باقاعدہ اذلان کی نگاہوں سے ہی خوف محسوس ہورہا تھا۔

مجھے حیرت اس بات پہ ہورہی ہے کہ آپ کا ایسا رویہ روشانے کے ساتھ رکھنا تب بنتا" ہے جب آپ کی شادی کی باری ہم نے آپ سے اس رشتے کے بابت نہ پوچھا ہو جب آپ نے ہاں کی اس رشتے کیلیے معاذ کیلیے۔آپ کی آنکھوں میں واضح جگنو میں نے دیکھے تھے ورنہ تو میں بھی کوئی نہ کوئی نقص نکال کر اس رشتے کو رفع دفع کرسکتا تھا لیکن نہیں مجھے اپنے بچے کی خوشی سے زیادہ عزیز کچھ نہیں دکھا۔تو آج آپ ایسا کیسے کرسکتی ہو کیا ہم نے آپ کے ساتھ آج تک کسی بھی رشتے کو لے کر کسی بھی قسم کی کوئی زور زبردستی کی۔"

انہوں نے مشکل اپنے اکھڑ لہجے پہ قابو پاتے دھیمے لہجے میں استسفار کیا تو پریشے نے بنا کسی تردد کے نفی میں سر ہلایا۔

"تو اب آپ کا رویہ میں کیا سمجھوں اسے۔آپ کو یہ بات اچھے سے ازبر ہے کہ یہ رشتے دو دنوں کے نہیں دو لمحوں کا نہیں بلکہ پوری زندگی کا ہوتا ہے اس میں دونوں فریقین کی رضامندی ہونی چاہیے اگر ایک فریق بھی اپنی رضامندی نہیں دیتا چاہے وہ کسی بھی بدولت ہو میں اس رشتے کا سرے سے ہی قائل نہیں ہو۔آپ کو سب سے پہلے روشی کو اپنے اعتماد میں لینا چاہیے تھا پھر مزید آگے بات بڑھائی چاہیے تھی۔میری فکر چھوڑدیں میں نئے رشتے جو ابھی تک بنے ہی نہیں ان کیلیے پرانے رشتے کسی صورت نہیں چھوڑوں گا۔یہ خرافات اپنے دماغ سے نکال دو آپ۔بس اپنے مفروضے پال کر تو بچوں کی زندگی برباد کرنی ہے نہ؟"

اذلان شاہ نے سنجیدگی سے اسے سمجھانا ضروری سمجھا ساتھ ہی طنزیہ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔جن کی آنکھوں میں اب باقاعدہ نمی جاگ رہی تھی۔

میں یہاں آنا نہیں چاہتا تھا نہ ہی میرا ایسا کوئی ارادہ تھا کہ میری باتوں پہ کوئی ہرٹ ہو" لیکن پوری بات جاننے کے بعد مجھ سے رہا نہیں گیا جب ہم نے آپ کا ہر قدم پہ ساتھ دیا ہے تو مجھے آپ سے بھی یہی امید کرنی چاہیے کہ آپ بھی اپنی اولاد کو سمجھیں ان کی پسند کو پرکھے تبھی کوئی فیصلہ لیں۔معاذ کی بات نہ سن کر آپ نے مجھے ہی افسوس میں مبتلا کردیا ہے اسلام میں بھی اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ بیٹیوں سے پوچھنا چاہیے۔ ان کی بات کو سننا فرض ہے لیکن آپ کے آثار مجھے کچھ اچھے نہیں دکھ رہے اس نے جب مجھ سے پریشانی سے ذکر کیا تبھی میں یہاں آیا۔کس قدر پریشان ہے وہ اندازہ ہے آپکو۔"

وہ اپنا سر مسلتے مزید تفصیل بتاتے ہوئے متفکر انداز میں بولے۔اور ایک نظر روشی کو دیکھا جو اردگرد نگاہیں دوڑا رہی تھی۔

"سوری بھائی۔"

ان کی منمناتی ہوئی آواز نکلی تو اذلان شاہ نے گہرا سانس بھرتے انہیں اپنے شفقت بھرے حصار میں لیا ان کا مقصد یہاں آکر انہیں سمجھانے کا تھا اور اب وہ پورا ہوچکا

تھا مزید کسی بات کی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی۔معاذ خان اس کی درگت بنتے دیکھ مسلسل مسکرانے رہے تھے۔انہوں نے محبت سے روشانے کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ جھجھکتے ہوئے ان کے ساتھ ہی جگہ سنبھال گئی کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ اپنی کلائی میں موجود گھڑی پہ وقت دیکھتے صوفے سے اٹھ کھڑے ہوئے جو رات کے نو بجارہی تھی انہیں مزید دیری کرنا مناسب نہیں لگا۔

اب سکون سے رہیں خود بھی اور اس مظلوم بندے کو بھی رہنے دے اچھا خاصہ" پریشرائز کیا ہوا ہے اسے بھی۔اور رہی ادیان کی بات تو پریشان مت ہو میں اسے سمجھا لوں "گا۔پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپ سب کو۔

وہ ان دونوں کا سر تھپتھپاتے فہد کو پیار دیتے معاذ کے گلے لگے۔

شکریہ اذلان بھائی آج صرف آپ کی بدولت یہ ممکن ہوپایا ہے ورنہ مجھے ایسا محسوس ہورہا" "تھا کہ پریشے اس بار ہمیں ناک و چنے چبوانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وہ ماحول میں چھائی کشیدگی کو کم کرنے کے خاطر شرارتی لہجہ اپناتے ہوئے بولے تو ان کی بات پہ وہاں موجود سب افراد ہنس دیے۔جبکہ روشانے کے دماغ میں تو صرف ایک ہی

بات گھوم رہی تھی کہ ناجانے ماموں کے بات کرنے کے بعد اس کا ردِ عمل کیا ہوگا۔ کیونکہ اس دن کیفے میں اس کا جو روپ وہ دیکھ چکی تھی اسے سوچ کر ہی اسے باقاعدہ جھرجھری آئی۔

ناجانے علیزے کیسے اس جلاد کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی ہوئی ہے کتنی کمزور" سی ہے اس کے سامنے تو بلکل ہی بچی لگتی ہے۔اور وہ ادیان خود کیا ہے ان کی جوڑی تو وہ باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے جھرجھری لے اٹھی۔ دیکھنے والا تو یہی سمجھے گا کہ کسی دیو نے ایک چھوٹی سی پری کو اپنے طلسماتی حصار میں بری طرح قید کرلیا جہاں سے پرندہ پر بھی نہیں پھرپھرا سکتا اور رہائی ناممکن سی چیز ہے لیکن یہاں تو پری خود ہی اس ظالم دیو کی قید میں آنے کو خوشی خوشی تیار بیٹھی ہے۔

"ناجانے اس کہانی کا اختتام کیسا لکھا ہے۔

وہ دل ہی دل میں خود سے تانے بانے باندھنے میں مصروف تھی۔دوسری جانب یہ خوف بھی تھا کہ ادیان ناجانے یہ سب جان کر کیا کرے گا لازماً وہ کچھ بھی کرنے سے گریز تو ہرگز نہیں کرے گا۔

وہ دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کرتے اپنے کمرے کی جانب چل دی تاکہ احد کو فون کر کے یہ خوشخبری اس تک پہنچا سکے۔

وہ اس وقت ابتر حالت میں اپنے بیڈ پہ لیٹا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔سائیڈ لیمپ کبھی جلاتا تو کبھی بند کرتا وہ اس وقت ضبط کی اتھاں گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ بھوری کانچ سی آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی کمرے میں دھیمے سروں میں بجتا گانا اس کے حواس ایک لمحے کیلیے سنسنا اٹھے۔اس کا ردھم اسے ایک عجیب سے احساس سے دوچار کررہا تھا۔اچانک ضبط سے مٹھیاں بھینچتے وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھامتے بے ساختہ چیختے ہوئے وہاں سے اٹھ بیٹھا۔ایسا کرتے وہ اسے کوئی پاگل ہی محسوس ہورہا تھا وہ پاگلوں کی طرح اپنے بیڈ سے چادر کھینچتے تکیے کے نیچے کچھ تلاش کرنے لگا معاً کمرے میں داخل ہوتے سہمے سے پندرہ سالہ وجود کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کیلیے ٹھٹھک کر رکا اور ایک ترچھی نگاہ اس پہ ڈالی وہ وجود مزید سہم کر دیوار سے جالگا۔ہاتھ پاؤں کپکپانے لگے۔

"یہ کھانا۔"

وہ ڈرتے ڈرتے اس کی جانب دیکھتے کھانے سے بھری ٹرے اس کے آگے کرگئی جواباً اس نے طیش کے عالم میں بری طرح وہ ٹرے اس کے ہاتھ سے جھٹکتے دور پھینکی جس کے نتیجے میں گرم سالن کی پلیٹ اس کے پیروں کو بری طرح جھلسا گئی وہ کراہتے ہوئے اپنے پاؤں تھامتی وہی زمین پہ بیٹھتی رونے لگی۔معاً اس کے چہرے پہ ایک استہزائیہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا وہ لڑکھڑاتے قدموں سے مکروہ مسکراہٹ چہرے پہ سجائے اس کے پاس بیٹھا اور سختی سے ٹھوڑی اپنی ہاتھ میں پکڑتا اس کا چہرہ اپنے برابر کرگیا۔اور اپنی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی۔

جلدی سے یہ بیڈ شیٹ بدل اور میری الماری سے مشروب لے کر میرے پاس آ۔آج "تجھے بھی ایک نئے لطف سے دوچار کرواؤں گا۔"

وہ خباثت بھری نظروں سے اس کا کمسن وجود گھورتے اپنا نچلا لب سہلاتے ہوئے بولا۔اس بچی کی سمجھ میں تو البتہ کچھ نہ آیا لیکن اس کے دیکھنے کے انداز سے ہی اس کی چھٹی حس نے کام کرنا شروع کردیا۔عورت اپنے اوپر اٹھنے والی ہر بری نظر کو پہچان جاتی ہے اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

"مہربانی کریں میرے پہ مجھے یہاں سے جانے دیں میں کہی بھی چلی جاؤں گی مجھے یہاں نہیں رہنا مجھے گھر واپس جانا ہے۔"

وہ ایکدم چلاتے ہوئے بولی لیکن اچانک اپنے بالوں پہ اس کی گرفت محسوس کرتے تکلیف سے اس کی آنکھیں باقاعدہ باہر کو ابلنے لگی۔اس نے سختی سے آنکھیں میچی۔اس شخص نے بالوں سے اسے گھسیٹتے بری طرح بیڈ پہ پھٹکا۔

"ارے نہیں میرا بے بی تیرا باپ تجھے جوے میں ہار کر مجھے سونپ گیا ہے اس بے غیرت باپ کو جب شرم نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے تو پھر میں کیسے تجھ جیسی کمسن کلی کو اپنے ہاتھوں سے جانے دوں اور تجھ پہ ترس کھاؤ تجھے مسلنے میں جو مزا آئے گا وہ کسی پکے ہوئے پھل میں بھی نہیں ہے۔"

اس کے لہجے سے باقاعدہ رال ٹپک رہی تھی۔وہ شیطانی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے اس کی سمت بڑھا وہ چھوٹی سی لڑکی ڈر سے چیخنے چلانے لگی۔

"میرے بابا ایسے نہیں ہیں وہ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں وہ ایسا کبھی نہیں کرسکتے ماما بابا کہاں ہیں آپ پلیز اپنی گڑیا کو بچائیں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ماما۔"

لیکن وہ اس کی آہوں اور سسکیوں کو نظرانداز کیے وحشی بنا اس کے وجود پہ حاوی ہوگیا اور سیگریٹ سلگاتے اس کے چہرے اور پیروں پہ اس کے نشان چھوڑنے لگا۔۔یہ سب کرتے وہ کوئی وحشی ہی معلوم ہورہا تھا۔وہ لڑکی باقاعدہ اپنی مدد کیلیے تکلیف سے کسی کو پکارنے لگی لیکن آہستہ آہستہ اس کی بربریت کے آگے ہار مانتے وہ معصوم کلی جھٹکے سے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوگئی۔جبکہ وہ شخص ابھی بھی اپنی حیوانیت دیکھانے میں مصروف تھا۔

وہ دونوں گراؤنڈ میں بیٹھی باتوں میں مصروف تھیں کیونکہ ان کا یہ لیکچر فری تھا تو دماغ فریش کرنے کے لئے تازہ ہوا لینے کی غرض سے وہ لوگ گراؤنڈ میں اس سردی کے موسم میں دھوپ سے لطف اندوز ہورہی تھی۔

"علیزے سنو ناں کینٹین چلیں۔"

امائزہ نے علیزے کو ریلکیس ہوتے دیکھ کر کہا۔

"ڈونٹ ٹیل می امائزہ تمھیں بھوک لگی ہے ابھی تو تم چپس کھا کر بیٹھی ہو۔"

علیزے اس کی بار بار کھانے پر چوٹ کرتے ہوئے گویا ہوئی۔ ساتھ ہی آنکھیں دکھا کر اسے دیکھا۔

تو اب تمھیں نہیں لگ رہی اس لئے مجھے لگ گئی اب چلو ناں۔ مجھے لگتا ہے تمھاری" بھوک میرے پاس آگئی ہے۔ اگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو میں اکیلی ہی چلی جاتی ہوں۔"

امائزہ نے سنجیدگی سے پوری بات واضح کی تو علیزے اس کے بھوک ٹرانسفر ہونے والی بات پر ناچاہتے ہوئے بھی ہنس لگی۔

"اب چلو ناں بعد میں پھر یہیں آجائیں گے۔"

امائزہ نے اس کے ہنسنے پر شکر ادا کرتے اٹھنے کا کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"یار ایک کام کرتے ہیں ناں تھوڑی دیر بعد چلیں گے۔"

اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے کہا تو امائزہ نے اس کی بات پہ اسے گھورا جو اب بیٹھی دوبارہ اپنے نوٹس پہ جھک چکی تھی۔امائزہ اس کی حرکت پہ دانت پیس کر رہ گئی جس نے اس کی بھوک کو مذاق ہی بنالیا تھا۔

ابھی انہیں بیٹھے کچھ دیر ہی ہوئی کہ سامنے سے رئید ادھر آتا نظر آیا جسے دیکھ کر امائزہ نے تو منہ بنا لیا ناجانے کیوں یہ ہاتھ صرف ہاتھ نہیں سب کچھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گیا تھا امائزہ کے مطابق۔اور علیزے کو بروقت اٹھنے کا اشارہ کیا پر ان کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ ان تک وہاں پہنچ چکا تھا۔

"مس علیزے وہ میں۔"

ابھی وہ آگے کچھ کہتا کہ امائزہ نے اس کی بات بیچ میں ہی اچک لی۔

مسٹر آپ کے پاس اور کوئی کام نہیں ہے نہیں مطلب جب دیکھو یہاں آجاتے ہیں" اتنا فارغ کوئی کیسے ہوسکتا ہے۔گھر والے جوتا نہ دیتے ہیں نہ کہ تم سے زیادہ ویلا کوئی نہیں تو دل کرتا ہے انہیں کہو کہ ہے ہماری یونی میں ایک شخص اس سے ویلا دنیا جہان "میں کوئی نہیں ہے۔

امائزہ نے منہ بگاڑتے ہوئے اس کی بات کو جیسے ہوا میں اڑاتے کہا ساتھ ہی اگلے پچھلے حساب برابر کیے۔ علیزے اس کی فر فر چلتی زبان دیکھ حیرت سے کنگ کھڑی رہ گئی جبکہ رئید بھی حیرت سے اس چھوٹی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے ناک منہ چڑھائے اپنی ناپسندیدگی اس پہ ظاہر کرتی اسے غصے سے گھور رہی تھی۔

"مجھے بس کچھ بات کرنی تھی اس لئے۔"

رئید نے مشکل اپنے لہجے پہ قابو پاتے اسے جواب دیتے ہوئے ایک نظر علیزے کو دیکھا۔جو اب نظریں جھکائے اپنے ناخن کھرچ رہی تھی۔

"جی کہیں اب آپ کیونکہ ایسے تو آپ نے جانا نہیں۔"

مصنوعی مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔

"علیزے میں نے بس یہی پوچھنا تھا کہ آپ نے بات کرلی ہو تو بتا دیں۔"

رئید نے امائزہ کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے گویا اسے جانچنا چاہا۔

"وہ میں۔"

علیزے نے ہکلاتے لہجے میں کچھ کہنا چاہا کہ امائزہ پھر سے درمیان میں بول اٹھی۔

"افففف آپ کچھ دن صبر تو کریں ایسے ہی وہ گھر میں کس طرح بات کر لے آپ یہ بھی تو سوچیں ناں کیا کسی لڑکی کا منہ پھاڑ کر گھر میں بات کرنا آسان ہوتا ہے کیا۔ کچھ دن رک جائیں ویسے بھی آپ نے ابھی کل ہی اس سے کہا ہے۔کونسی ٹرین چھوٹ رہی ہے آپکی۔"

امائزہ نے پھر سے تنک کر کہتے اسے خاموش کروا دیا۔

"اوکے پھر میں اب کچھ دن تک آپ کو پریشان نہیں کرونگا آپ بات کر لیں پھر ہوسکے تو خود ہی بتا دیجیئے گا۔"

سنجیدگی سے یہ کہتے وہ جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ وہی فہد آگیا۔

"کیا ہوا ہے لڑکیوں کون ہے یہ۔"

فہد نے اپنا بیگ ایک طرف رکھتے تعجب سے استسفار کیا جبکہ اس کے پوچھنے پر علیزے نے ایکدم گھبرا کر امائزہ کا ہاتھ تھام لیا۔

"وہ بھائی کچھ نہیں بس ہم سے نوٹس کا پوچھ رہا تھا تو میں نے منع کر دیا۔"

امائزہ نے علیزے کی گھبراہٹ کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس کے ہاتھ پر دباؤ دیتے آنکھوں سے تسلی دی اور ساتھ فہد کو جواب دیا۔ جس سے وہ کچھ حد تک مطمئن بھی ہوگیا۔

"اوہ اور کوئی بات تو نہیں ناں کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ۔"

فہد نے وہیں ان دونوں کو دوبارہ بیٹھتے دیکھ کر خود بھی جگہ سنبھالی۔

"نہیں فہد بھائی بس لیزو کا سر تھوڑا درد کر رہا ہے اور تو کچھ بھی نہیں۔"

اس نے فہد کو تسلی دی پر وہ کچھ پریشانی سے ان دونوں کو دیکھنے لگا پھر علیزے سے مخاطب ہوا۔

"لیزو زیادہ درد ہے تو گھر چلیں ریسٹ کر لینا۔"

اس کی بات پر علیزے نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"آج چشمش نہیں دکھ رہی کدھر ہے ویسے۔"

فہد نے علیزے کی تسلی ہونے پر شرارت سے ان دونوں کو مخاطب کیا تو وہ دونوں شرارت سے ایک دوسرے کو دیکھتی مسکرا دیں۔

"افففف بھائی اب ہر کوئی آپ کی طرح نالائق تھوڑی ہے کلاس میں ہونگی اپنی۔اور ویسے بھی آپ کا بھی ان کے بغیر دن ہی نہیں گزرتا بڑے ہی کوئی دل پھینک ہیں آپ۔"

امائزہ کے جواب پر فہد اسے دیکھتا رہ گیا جبکہ اس کے دل پھینک کرنے پر تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جبکہ علیزے مسکراہٹ دبا گئی۔

"تمھیں میں نکما لگتا ہوں اور تو اور دل پھینک بھی کہ دیا۔"

فہد نے صدمے کی کیفیت میں پوچھا۔

"ارے لگتے کیا ہیں آپ ثبوت دیتے ہیں دیکھیں اگر نکمے نہیں ہیں تو یہاں کیا کر رہے ہیں ہمارا تو فری لیکچر ہے یہ اور دل پھینک تو ہیں ہم تتلیوں کے اردگرد منڈلاتے رہتے ہیں۔"

اب کے علیزے نے پچھلی بات کو ذہن سے جھٹکتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں مخاطب کیا۔

"ارے دیکھو تو دونوں مجھے ایسے کہہ رہی ہو بھئی میرا بھی فری لیکچر ہے تم لوگوں نے تو مجھے دل پھینک کہہ کر دل ہی توڑ دیا میرا۔"

فہد ڈرامائی انداز میں اپنی ہی بولے جارہا تھا جب پیچھے سے آتی آواز کی جانب متوجہ ہوا۔

"کونسا فری لیکچر ذرا بھائی صاحب کا شیڈول دیکھو پتہ چلے گا ساری کلاسس تو بنک کرتا ہے یہ۔"

انابیہ جو ابھی ہی آئی تھی ان کی آخری کی بات سن کر دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگی۔ تو وہ دونوں ان دونوں کی نوک جھوک کا سوچتے مسکرا دیں۔

"چلو ایسا ہی سہی اسی وجہ سے چشمے نامی بلا سے محفوظ ہوں بتاؤ کیا فائدہ ساری کلاسس اٹینڈ کرنے کا بندہ چشمش ہی بن جاتا ہے۔"

فہد نے موقع ملتے ہی اس کے چشمے پر چوٹ کی۔

"تمہیں شرم نہیں آتی ناں ایسے بات کرتے ہوئے بڑی ہوں کچھ ادب سیکھ آؤ کہیں سے۔"

انابیہ نے غصے سے اپنا چشمہ صاف کرتے کہا۔

"خود ہی سکھا دیں ادب محترمہ اب میں معصوم کہاں کسی کو ڈھونڈو کہ مجھے ادب سکھادو۔"

معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے فہد نے کہا تو علیزے اور امائزہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

میرے پاس اتنا فضول ٹائم نہیں ہے اور تم کیوں بار بار لڑکیوں میں آجاتے ہو جا کر"

"کام کرو اپنا تم دونوں کیا ہنس رہی ہو چلو کینٹین بھوک لگی ہے مجھے۔

فہد سے کہنے کے بعد وہ امائزہ اور انابیہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

"جی آپی مجھے بھی بھوک لگی ہیں چلتے ہیں۔"

امائزہ کہتے ہوئے اٹھی علیزے اور فہد بھی جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم کہاں بھئی ہم تینوں جا رہے ہیں صرف جا کر کچھ پڑھو پہلے ہی کھا کھا کر نہیں تھکتے۔"

فہد کو بھی ساتھ اٹھتے دیکھ کر انابیہ نے فوراً سے دانت کچکچاتے ہوئے اسے گھورا۔

کہاں سے میں تمھیں موٹا لگتا ہوں اتنی اچھی پرسنالٹی کو موٹا موٹا کہتے ہوئے خود نہیں"

"تھکتیں۔

فہد نے خود کو دیکھتے انابیہ کو گھور کر کہا تو وہ سر جھٹک کر بنا جواب دیئے آگے بڑھنے لگی کہ ایکدم اچانک پتھر لگنے کی بدولت لڑکھڑا کر پیچھے کی جانب ہوئی جس سے اس کا پاؤں بری طرح مڑا وہ سی کر کے رہ گئی اور وہیں زمین پر بیٹھ کر اپنے پاؤں کا معائنہ کرنے لگی۔

آنکھوں میں فوراً درد کی شدت سے آنسوں بھر گئے اسے گرتا دیکھ وہ تینوں بھی جلدی سے آگے بڑھے۔

"انابی کیا ہوا یوں اچانک کیسے گری۔"

فہد نے آگے بڑھ کر پریشانی سے پوچھا تو اپنی آنسو بھری آنکھوں سے اسے گھورا جیسے اس کی وجہ سے گری ہو۔

"بات مت کرو مجھ سے تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ۔"

فہد تو اس کے الزام پر تلملا کر رہ گیا۔

"چپ کر کے دکھاؤ کہاں لگی ہے۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تو امائزہ اور علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"نہیں دکھانا مجھے ٹوٹ نہیں گیا اٹھ جاؤنگی خود"

انابیہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے تند لہجے میں کہا تو فہد نے غصے سے اسے گھورا۔

"خاموشی سے بیٹھی رہو ادھر اور دکھاؤ اپنا پیر۔"

فہد نے کہتے اس کا پیر پکڑتے دیکھا تو وہ اس کا لمس اپنے پیروں پہ محسوس کرتے اپنا حلق تر کرگئی امائزہ تو حیرت سے آنکھیں پھاڑے جبکہ لیزے مسکراتی نگاہوں سے انہیں مسلسل دیکھ رہی تھی۔فہد نے ایک نظر اس کی میچی آنکھوں کو دیکھتے ایک نظر ان دونوں کی سمت دیکھا اور پاؤں کو ایک زبردست قسم کا جھٹکا دیا تو انابیہ کی فلک شگاف چیخ پورے گراؤنڈ میں گونجی۔ان تینوں نے باقاعدہ کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے۔انابیہ بھی اس کے کندھے پہ ایک جھانپڑ مارتی اسے سخت سست سناتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس دوران لیزے کی آنکھوں کے سامنے ایکدم اندھیرا چھایا وہ اس سے پہلے لڑکھڑاتی اس نے امائزہ کا بازو تھامتے اپنے آپ کو سنبھالا اب وہ تینوں پریشانی سے اس کی سمت متوجہ ہوچکے تھے۔

"ایک منٹ رکو میں رائم بھائی کو ابھی کال کرتی ہوں وہ اسے لے کر جائیں طبیعت صحیح نہیں لگ رہی اس کی۔"

انابیہ نے یہ کہتے ساتھ ہی پریشانی سے رائم کو کال ملائی اس سے پہلے لیزے اسے ٹوکتی وہ کال ملا کر ایک جانب جاچکی تھی اس کی کال کا ہی اثر تھا کہ کچھ ہی دیر میں رائم

وہاں موجود تھا۔امائزہ اسے گیٹ تک چھوڑتے دوبارہ اندر جاچکی تھی رائم اس کو اندر جاتا دیکھ پریشانی سے لیزے کی سمت متوجہ ہوا۔

"ایسا کرتے ہیں پہلے ہم یہاں سے ڈاکٹر پہ چلتے ہیں زیادہ طبیعت تو نہیں نہ خراب میری جان کی۔"

وہ اس کو اپنے حصار میں لیتے ماتھے پہ عقیدت بھرا بوسہ دیتا ہوا بولا تو وہ اس کی محبت پہ تشکر سے اس کی سمت دیکھتی نفی میں سر ہلاگئی۔رائم نے اسے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے اندر بٹھایا اور خود بھی بھاگنے والے انداز میں دوسری جانب آتے اپنی جگہ پہ بیٹھتے اپنا موبائل اور گاگلز اتارتے دیش بورڈ پہ رکھتے سنجیدگی سے اس کی سمت متوجہ ہوا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی طبیعت مزید بگڑے تبھی ساری بات جاننے کی تگ و دو میں تھا۔

"مجھے سچ سچ بتاؤ کہی کوئی درد تو نہیں ہورہا۔ جھوٹ نہیں بولنا میرے سے۔چکر وغیرہ تو نہیں آرہے آپکو۔"

اس نے اس کے دونوں ہاتھ تھامتے ہراساں ہوتے اس سے استسفار کیا اس دن اچانک طبیعت خراب ہونے کی بدولت وہ سب ہی اس قدر ڈر چکے تھے کہ بات بات پہ یہ پوچھنا

سب پہ قرض ہوچکا تھا۔لیزے نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا جو بلاناغہ اس سے
ناجانے کیوں یہ بات پوچھ رہے تھے۔
بھائی کیا ہوگیا ہے گھر میں سب کو ذرا سا سر درد ہو تو آپ یہ پوچھتے ہیں حتیٰ کہ کہی"
بھی درد ہو تو گھر میں موجود ہر فرد کا یہی جواب ہوتا ہے مجھے کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا
ہے کہ میں بہت ہی خطرناک قسم کی بیماری میں مبتلا ایک مریضہ ہوں اور باقاعدہ میری
"موت واقع ہونے والی ہے تبھی آپ سب میرا اتنا خیال۔
اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی رائم کی دھاڑ پہ تھر تھر کانپتے گاڑی کے دروازے
سے جالگی جو اب خون آشام نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا لیزے کا دل باقاعدہ لرزنے لگا
اس نے دھندلی نگاہوں سے رائم کی سمت دیکھا جس کے چہرے پہ خوف کے تاثرات
صاف واضح تھے وہ شش وپنج میں مبتلا اسے دیکھے گئی۔
"بھائی آپ۔"
اس سے پہلے وہ رندھے لہجے میں شکایتی انداز میں اسے کچھ کہتی رائم نے سختی سے اسے
اپنی سمت کھینچتے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔اور اس کے ماتھے پہ جابجا لب رکھنے لگا۔یہ

خیال ہی اس کیلیے سوہان روح تھا جس بابت وہ کتنے آرام سے بات کررہی تھی۔اس کے دل کی دھڑکن سست پڑگئی۔

بھائی کی جان پلیز آئندہ ایسی کوئی بات نہیں کرنی آپ نے ورنہ بھائی آپ سے ناراض" "ہوجائیں گے آپ پہ آئی آپ کا بھائی نہ لے لے خود پہ۔

وہ دلگیر لہجے میں اسے ہنوز سینے میں سموئے بولا اور اس کا کمزور سا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کی آنکھوں پہ شفقت بھرا بوسہ دیا جہاں سے آنسو بہنے کو تیار تھے۔معاً اپنے آپ پہ قابو پاتے وہ اس کے آنسو صاف کرتے اس سے دوری اختیار کرگیا لیزے حیرت سے اس کا اس قدر جذباتی رویہ سمجھنے کی کوشش کررہی تھی۔جس کے ویران چہرے پہ شادابی پھر سے لوٹ آئی تھی اب وہ انگیشن میں چابی گھمارہا تھا لیزے بھی تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹک گئی۔

اس نے سٹیئرنگ پہ ہاتھ رکھتے گاڑی زن سے آگے کی سمت بڑھادی۔لیزے محبت سے اس کے شانے پہ اپنا سر ٹکاگئی رائم نے بھی اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے جیسے تحفظ کا احساس دلایا۔

"بھائی یہ ہم کہاں جا رہے۔"

اس نے حیرت سے اسے مخالف سڑک کی سمت گاڑی دوڑاتے دیکھ حیرت سے مخاطب کیا کیونکہ نہ یہ روڈ صائم خان کے ہسپتال کی جانب جا رہی تھی اور نہ ہی گھر کی جانب۔وہ پریشانی سے اسے دیکھنے لگی۔

دراصل ادیان کو میں نے کیفے بلایا ہے قریبی جب سے آیا ہوں ملنا پلین کیا ہوا تھا لیکن" ملنا نہیں ہو پارہا تھا ابھی بھی میں وہی جانے کیلیے تیار ہو رہا تھا جب انابی کی کال آئی تو میں سارے کاموں کو وہی چھوڑتے یونی آگیا آپ کو لینے اب وہ انسان میرا وہاں انتظار کر رہا ہوگا مابدولت کا فرض بنتا ہے وہاں جانا اب اسی لیے بس میری جان پندرہ منٹ اپنے "بھائی کو دے دو۔

وہ التجائیہ انداز میں بولا تو لیزے جو ادیان کے سامنے سے ہی کھار کھائے بیٹھی تھی بمشکل مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلا گئی۔دل کی دھڑکن سست پڑگئی۔ابھی کل ہی تو اپنے آپ سے اسے بھولنے کے وعدے وعید لیے تھے کہی آج اس کی صورت دیکھتے ہی بہہ نہ جائے اس کا دل باقاعدہ آنے والے لمحات کا سوچتے تھر تھر کانپ رہا تھا۔وہ بے دلی سے

گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھتے وہاں کے نظاروں سے لطف اندوز ہونے کی کوشش کرنے لگی جبکہ دلچسپی ذرا سی بھی نہیں تھی ان سب میں۔دل تو رائم کی بات سنتے ہی مر چکا تھا۔

کچھ دیر ہی مسافت کے بعد اس کی سیاہ مرسڈیز ایک پر تعیش سے کیفے پہ باہر رکی اس نے لیزے کو اترنے کا اشارہ کیا۔

"لیزے آپ ایسا کرو میں نے روم بک کروایا ہوا ہے وہاں چلو میں بس یہ گاڑی پارک کر کے آیا رش بھی کافی ہے آج تو پارکنگ میں۔"

وہ دور سے ہی گاڑیوں کی لمبی قطاریں دیکھ اکتائے لہجے میں بولا تو اکیلیے جانے کے خوف سے ہی لیزے کی ٹانگیں لرزنے لگی اس نے سہمی نگاہوں سے رائم کی سمت دیکھا جو اب اس کی سمت متوجہ ہی نہیں تھا بلکہ پاس کھڑے گارڈ سے باتوں میں مصروف تھا۔وہ تھوک نگلتے مرے مرے قدموں کے ساتھ اندر کی جانب چل دی۔

"ہاؤ آر یو میم پلیز ہیو آ سیٹ۔"

کیفے کا مینیجر اس کے قریب آتے کرٹسی نبھانے کو بولا لیکن وہ آلریڈی بکڈ کیبن کا بتاتے اس کے اشارتاً کمرے کا بتانے پہ شکریہ کہتی آگے کی سمت بڑھ گئی معاً اپنے پیچھے سے آنے والی آوازوں پہ اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

"کیا اکیلی آئی ہو ہم بھی اکیلے ہیں آؤ مل کر اس دن کو رنگین۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی غلیظ زبان سے مزید غلاظت بکتا اپنے منہ پہ پڑنے والے مکے سے اس کے چودہ طبق روشن ہوگئے۔

وہ خوف سے تھر تھر کانپتی اس شخص کو اپنی جانب آتے دیکھ رہی تھی چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا تھا۔ہاتھ پیر اس افتاد پہ ٹھنڈے پڑگئے تھے معاً عجیب سے شور پہ اس نے اپنی میچی ہوئی آنکھیں کھولی تو ادیان کو اس لڑکے کو مارتا دیکھ اس کا حلق تک سوکھ گیا۔

بول کیا بک رہا تھا۔تیری زبان کو کاٹ کر کتوں کو نہ کھلائی تو میرا نام بھی ادیان شاہ" "نہیں۔

وہ لڑکا ادیان کے معاملے میں نسباً کافی کمزور تھا جبکہ ادیان ایک مکمل وجاہت لیے ایک مرد تھا چوڑا سینا کسرتی وجود لمبا قد وہ مردانہ وجاہت کا ایک شاہکار تھا اس کے کسرتی وجود

کے آگے وہ لڑکا کوئی بچہ ہی معلوم ہورہا تھا۔جو اب اس کی سرخ لہو ہوتی آنکھوں کو دیکھ ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ادیان نے اپنے ہاتھ کا ایک مکہ بناتے اس کا بازو مڑورا اور اس کے منہ پہ زوردار پنچ مارا جواباً وہ تکلیف کی شدت سے کراہ اٹھا۔

جبکہ لیزے سپید چہرے کے ساتھ رائم کے آنے کی.دعا مانگ رہی تھی کیونکہ ادیان کے غصے سے خاندان میں ہی سب ہی واقف تھے۔اس کے سر میں باقاعدہ ٹیسیں سی اٹھنے لگی۔کیفے کے. مینیجر نے بڑی مشکلوں سے ادیان کو اس لڑکے سے الگ گیا اور معذرت کرتے اس لڑکے کو اپنے ساتھ گھسیٹتے باہر کی جانب لے گیا ادیان بھی طیش کے عالم میں اپنا کوٹ جھٹکتے اسے جاتا دیکھتا رہا معاً لیزے کا خیال آتے ہی اشتعال کا ابال تھا جو اس کے سینے میں ابلا تھا وہ جھٹکے سے پیچھے مڑتے جارحانہ انداز میں اس کی سمت لپکا جو دیوار کے ساتھ چپکی سہمی ہرنی سی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ادیان نے اس کی کمزور سی کلائی کو اپنی سخت گرفت میں لیا اور فیملی کیبن کی سمت چل دیا۔لیزے نے روہانسی نگاہوں سے اسے دیکھتے باقاعدہ ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی گرفت مزید مضبوط کرگیا۔

"ادیان بھائی ہاتھ۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی ادیان نے جھٹکے سے اس کی کلائی چھوڑتے غیض کے عالم میں اس کا رخ اپنے سامنے کیا تو وہ اس کا جلالی دیکھتے مزید سہم گئی۔اس نے طزیہ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جیسے اس سے ذیادہ معصوم یہاں کوئی ہوگا ہی نہیں۔اور یہی چیز اس کے اشتعال میں اضافے کا سبب بنی۔

ڈیم اٹ ڈونٹ کال می بھائی کیوں اس لفظ کا استعمال کر کے اس پاکیزہ رشتے کی توہین"

"کر رہی ہو۔

وہ دھاڑ کے ساتھ اس کے قریب آتے سرد برفیلے لہجے میں پھنکارا تو لیزے نے سکتے کی کیفیت میں اس کی سمت دیکھا۔گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔وہ کس طرح اس سے مخاطب ہو رہے تھے۔

"مطلب ادیان بھا۔"

بکواس بند میرے سامنے یہ جو اپنی معصومیت کا لبادہ ہے نہ وہ مت اوڑھنا مجھے لوگوں" کو پرکھنا آتا ہے کیا میں نہیں جانتا کہ ظاہری طور پر مجھے بھائی جیسے پاکیزہ رشتے میں

باندھنے والی یہ معصوم لڑکی اندر سے کتنی کھوٹ ذدہ ہے کہ اپنے ہی بھائی کو یہاں بسائے بیٹھی ہے۔شرم نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے۔"

وہ اچانک اس کے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتا زہر خند لہجے میں گویا ہوا اس کے لمس پہ وہ گویا پتے کی طرح لرزنے لگی بدن پہ سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ لیزے کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے بے دردی سے اس کی ذات کے پرخچے اڑا دیے گئے ہو۔فضا میں آکسیجن کی کمی شدت سے محسوس ہوئی وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی اور بے یقینی سے ادیان کی سمت دیکھا۔ آج اس کا وجود پورے قد سے ڈھے گیا تھا۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے ادیان کی سمت دیکھا۔

"کیوں لحاظ نہیں کیا اس رشتے کا بتاؤ مجھے آج جواب دو کہاں گئی تھی تمہاری وہ سو کالڈ معصومیت کہاں گئی بولو جواب دو اپنے اس کھیل میں باری باری سب کو مہرہ بنا کر میرے تک آنے کا رستہ صاف کررہی ہو۔"

وہ تمسخرانہ نگاہوں سے اس کے وجود کا جائزہ لیتے اسکی ذات کی دھجیاں اکھیڑ گیا دل میں درد کی ایک ٹیس سی اٹھی چہرہ تکلیف کی شدت سے سپید پڑگیا۔اس نے دونوں ہاتھوں کو کان پہ رکھتے جیسے ان آوازوں کو خود تک پہنچنے سے روکنا چاہا۔

"نہیں ایسا نہیں۔"

وہ بگڑے تنفس کے ساتھ بولی دل کا درد شدت اختیار کرتے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا لیکن وہ اردگرد کے موحول سے انجان اپنی زبان کے نشتر سے اس کا وجود لہو لہان کررہا تھا۔

ایسا ہی ہے مزید میرے ساتھ جھوٹ مت بولو اس سے پہلے کہ میں خود پر ضبط" کھودوں۔'پہلے روشانے کو بھڑکا کر اسے میرے سے دور کردیا پھر کل امائزہ میری چھوٹی "سی بہن کے دماغ میں کیا خناس بھررہی ہو تم۔

وہ اسے جھنجھورتے ہوئے بولا۔جواباً لیزے کے حرکت کرتے ہاتھ رکے اور وہی ساکت ہوتے اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔لب جو بولنے کی کوشش میں تھے وہی ساکت ہوگئے۔چہرے کا رنگ اڑگیا۔

"امائزہ نہیں وہ کیسے یہ کر سکتی۔ اتنا بڑا دھوکا اتنی ذلت اس قدر رسوائی تم نے تو میرا بھرم میری عزت میرا وقار سب کو خاک میں ملا دیا۔روشی آپی تک یہ سب پہنچادیا۔لیزے پہلے ہی ختم تھی تم نے آج اسے مار ہی دیا۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولی سکتہ تو کب سے طاری ہوچکا تھا جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں یہ کوئی لیزے سے پوچھتا وہ دھندلی نگاہوں سے ابھی بھی ادیان کو گھور رہی تھی۔

"ادیان یہ کیا کررہے ہو۔"

معاً کیبن کا دروازہ کھولتے رائم اندر داخل ہوا لیکن اندر کی صورتحال دیکھتے گویا اس کے دل پہ کسی نے بھاری سل رکھ دیا۔لیزے کا رنگ خطرناک حد تک سفید پڑرہا تھا جبکہ وہ ساکت کھڑی ادیان کے سینے پہ نظریں جمائے ہوئی تھی ادیان نے سختی سے اس کے دونوں بازوؤں کو تھام رکھا تھا رائم نے سرعت سے آگے بڑھتے اسے اپنے حصار میں لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اسے سینے سے لگاتا لیزے اس کی باہوں میں ہی جھول گئی۔ادیان کا حال ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔رائم پاگلوں کی طرح اس کا گال

تھپتھپارہا تھا لیکن وہ دنیا مافیہا سے بے خبر تھی۔اس کے دماغ میں ڈاکٹرز کی باتوں کی بازگشت ہونے لگی۔

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے میں مرنے والی ہو۔"

"نہیں نہیں لیزے میری جان آنکھیں کھولو پلیز بھائی کی بات مانو ایسے مت کرو میرے ساتھ آپکا بھائی جیتے جی مرجائے گا۔کاش میں تمہیں سیدھا گھر ہی لے جاتا میں کیوں یہاں لے آیا تمہیں۔"

وہ روتے ہوئے اس کے پیشانی پہ اپنی پیشانی ٹکاگیا۔معاً عقب میں کھڑے ادیان کی موجودگی کا احساس کرتے وہ جھٹکے سے پیچھے مڑا۔

"کیا کہا ہے ادیان تو نے اسے بتا مجھے تو جانتا تھا نہ وہ نہیں ٹھیک ہے وہ ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرپاتی۔تو نے اس کی جان کو ہی خطرے میں ڈال دیا ادیان۔بول ایسا بھی کیا کہا ہے تو نے۔"

وہ غیض کے عالم میں آنکھوں میں نمی لیے پھنکارا۔تو ادیان بھی گویا ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور بے ساختہ اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

میری بات کان کھول کر سن لے اگر میری بہن کے ساتھ کچھ بھی ہوا نہ ادیان تو ہم" وہ نہیں رہے گے جو تھے سب ختم ہوجائے گا۔ پھر ادیان رائم شاید کبھی بھی ایک نہ ہوپائیں۔"

وہ تنبیہی لہجے میں اس کی سماعتوں میں بم پھوڑتے اسے اپنی باہوں میں بھرتے بھاگنے کے انداز میں وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ جبکہ اس کے جاتے ہی ادیان بے دم سا ہوکر گرنے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھا۔

"یہ کیا کردیا ادیان جذباتی پن میں۔"

وہ سرخ چہرے سمیت شیشے کا گلاس سامنے دیوار پہ مارتے پھنکارا لیکن اس کی شکل یاد کرتے ایک بار پھر پچھتاوے نے گھیر لیا وہ اس کے پیچھے بھی نہیں جسکتا تھا رائم کا ردِ عمل ناجانے کیسا ہوتا۔

رات کے وقت نیلے افق پہ سیاہ بادلوں نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ کالی رات مزید تاریک ہوتی جارہی تھی۔ لیکن اس کی آنکھوں میں نیند تک کا شائبہ نہن تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں چلنے کی

بدولت لان سے پتوں کی سرسرانے کی آواز ایک عجیب سا شور برپا کررہی تھی ایسے موسم میں وہ فارمل سا سیاہ رنگ کا ٹراؤزر شرٹ پہنے ٹیرس پہ کھڑا ریلنگ سے ٹیک لگائے ٹھنڈی ہوا کو اپنے وجود میں سرائیت کرنے کی کوشش کررہا تھا تاکہ سینے میں جلتی آگ ٹھنڈی ہوسکے وہ جتنا ان معاملات کو سلجھانا چاہ رہا تھا وہ مزید الجھتے جارہے تھے۔وہ انہی سوچوں کے گرداب میں گرتا ہی چلا جارہا تھا۔آج بھی کیفے میں لیزے سے اس کی ملاقات بلکل غیر متوقع تھی۔اس کا سامنے آنا ہی ادیان کے سارے زخم ہرے کرگیا تکلیف کی شدت اس قدر تھی کہ آنکھیں ضبط سے سرخ پڑگئی۔اس نے سختی سے لب آپس میں پیوست کرلیے۔اسی دوران رائم کی وہاں موجودگی اسے مزید پریشانی میں مبتلا کرگئی تھی۔وہ کیا کرنے جارہا تھا اور اپنے گرم مزاج کی بدولت کیا کربیٹھا تھا اس کی جان کو ہی خطرے میں ڈال بیٹھا تھا۔ظاہری سی بات ہے کوئی بھی بھائی اپنی جان سے پیاری بہن کے ساتھ ایسا رویہ کبھی بھی برداشت نہیں کرے گا لیکن لیزے اتنا سب کچھ ہوجانے کے بعد بھی اتنی معصومیت سے کیسے استسفار کرسکتی ہے کیا وہ یہ سب نہیں جانتی کہ جو بھی کچھ ہورہا ہے وہ اسی کی بدولت ہورہا ہے۔رائم سے اپنی دوپہر کو ہونے والی بحث کا

سوچتے وہ سختی سے ریلنگ پہ مکہ جڑ گیا۔وہ بس صحیح سلامت گھر پہنچ گئی ہو۔وہ بے چینی سے اپنا سینہ مسلتے پھولوں سے آراستہ ٹیرس کے وسط میں رکھی کرسی پہ براجمان ہوتے سیگریٹ سلگا کر بیٹھ گیا۔وہ دنیا مافیہا سے بے خبر اپنی ہی دھن میں سیگریٹ پہ سیگریٹ پھونکتے دھوئیں کے مرغولے چھوڑ رہا تھا۔آنکھیں باقاعدہ سرخ ہو رہی تھی۔ دل کا درد مزید شدت اختیار کررہا تھا ایک بار پھر روشانے کی باتیں اس کے ذہن میں گڈ مڈ ہوتے بازگشت کرنے لگی وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامتے بے بسی سے سر جھٹک گیا۔معاً اس سخت جان کی بائیں آنکھ سے نکلتا ایک آنسو اس کی کنپٹی پہ بہہ گیا۔اس نے ایسا تو کبھی نہیں چاہا تھا کہ یہ سب رشتے برباد ہو آہستہ آہستہ سب ختم کیوں ہوتا جارہا تھا اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتا ایک نظر دیوار پہ لٹکی گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے دس بجا رہی تھی۔اس نے دونوں ہاتھوں سے ماتھے پہ گرے بال پیچھے کرتے ایک گہرا سانس بھرا۔

"اس وقت کون آگیا۔"

وہ ماتھے پہ بل ڈالتے بڑبڑانے والے انداز میں خود سے ہی گویا ہوا۔ساتھ ہی دروازہ کھولتے باہر کھڑے وجود کی جانب دیکھا تو اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی جبکہ محرم اور اذلان اس کی پھیلی سیاہ آنکھیں دیکھتے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔ادیان نے تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا اور سپاٹ چہرے سمیت دروازہ کھول کر ہی اندر کی جانب چل دیا۔

شاہ مجھے بہت خوف محسوس ہورہا ہے ناجانے یہ سب جاننے کے بعد کیسا برتاؤ کرے گا"

"میرا بیٹا۔

وہ ہراساں نگاہوں سے گلاس میں پانی انڈیلتے ادیان کی جانب دیکھتے ہوئے گویا ہوئی تو اذلان نے ماتھے پہ شکنیں سجائے ان کی جانب دیکھا جو ماں ہوکر اپنی ہی اولاد سے ڈر محسوس کررہی تھی۔

"کیا ہوگیا ہے آپ کو محرم وہ کم سے کم ہم سے تو ایسا ویسا کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کرے گا اور اگر ایسا کچھ ہوا بھی تو میں آپ کے ساتھ ہی ہوں مجھے سنبھالنا آتا ہے وہ مزید بدمزگی نہیں کرے گا ہم سے۔"

وہ سمجھانے والے انداز میں بولے تو ان کی بات پہ وہ بے دھیانی سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"کیا ہوا ڈیڈ مم آجائیں اندر کہ وہی کھڑے رہنے کا ارادہ ہے۔اور ویسے اس وقت خیر سے آپ لوگ میرے کمرے میں آئے ہیں میرا مطلب ہے کہ کبھی اس طرح آئے نہیں نہ۔"

اس نے اذلان کے سپاٹ انداز کو دیکھتے دانستاً بات ادھوری چھوڑی تو وہ اس کی بات پہ سرہلاتے بیڈ کے سامنے رکھے صوفے پہ جگہ سنبھال گئے۔محرم نے بھی بیڈ پہ بیٹھ کر ادیان کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اس نے نا سمجھی سے محرم کی سمت دیکھا اور ڈھیلے قدموں سے چلتا بیڈ پہ گرنے کے انداز میں بیٹھا۔

"آج آپ کی رائم سے ملاقات ہونی تھی کیا بنا اس کا۔"

انہوں نے کچھ سوچتے اپنی بات کا آغاز اس طرح سے کیا انہوں نے خود ہی فلحال وہ بات کرنے سے گریز کیا تاکہ وہ شدید ردِ عمل نہ دکھائے اور وہ اس کو پرسکون کرسکے کیونکہ وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ اس معاملے میں وہ کس قدر جذباتی ہے۔

جی ڈیڈ بس ہوگئی آپ یہ سب چھوڑیں اور وہ بات کریں جو کرنے آئے ہیں بات" "لٹکانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

وہ اپنے شانے اچکاتے بے نیازی سے لٹھ مار انداز میں گویا ہوا لیکن لہجے میں اس کا مخصوص سا سرد تاثر ابھی بھی موجود تھا جسے دیکھ کر اذلان نے تو باقاعدہ صوفے کی پشت پہ بازو پھیلاتے ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی البتہ محرم بے ساختہ جھرجھری لے اٹھی۔اب وہ اپنی سیاہ آنکھیں اذلان کی آنکھوں میں گاڑھے بیٹھا انکی بات کے انتظار میں تھا۔

لیکن میں تو آپ سے یہی بات کرنے آیا تھا آپ کو کس نے کہا ہے کہ میں کسی اور چیز" "کے متعلق بات کرنے آیا ہوں حالانکہ میں نے تو اس قسم کا کوئی ذکر بھی نہیں کیا۔

ازلان شاہ نے اپنے مخصوص اکھڑ انداز میں ماتھے پہ بل ڈالتے استسفار کیا تو ادیان ان کی بات پہ سر جھٹکتے ہنس دیا جیسے کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہو۔

"ڈیڈ ڈونٹ ٹیل می آپ صرف یہی پوچھنے آئے ہیں کیونکہ کم سے کم میرے لیے یہ بات ناقابلِ قبول ہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں ان کی بات کی نفی کرتا ہوا بولا تو ازلان شاہ اس کی ہٹ دھرمی پہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئے جبکہ محرم نے دل ہی دل میں ان کے ضبط کو بے ساختہ داد دی۔

"تو چلیں اتنا تو جان گئے ہیں نہ کہ اس بات کیلیے ہم آپ کے کمرے میں نہیں آئے تو یہ بات بھی آپ کو ازبر ہوگی کہ ہم کیوں یہاں آئے ہیں ذرا بتانا پسند کریں گے بیٹا جی۔"

انہوں نے اس کی بات پہ بھنویں اچکاتے طنزیہ لہجے میں استسفار کیا تو وہ جواباً قہقہہ لگا اٹھا لیکن اس کی مسکراہٹ خالص بلکل نہیں تھی اس کی ہنسی میں بھی ایک خالی پن تھا جو ان دونوں کے دلوں کو گویا مٹھی میں جکڑ گیا لیکن فلحال انہیں یہ بات بھی اس کی سماعتوں سے نکالنی تھی تاکہ دیری کے چکروں میں معاملہ مزید نہ بگڑ جائے۔

وہ کیا ہے نہ ڈیڈ میں وہی باتیں بس یاد رکھتا ہوں یا پتہ لگواتا ہوں جس میں صرف میرا"
فائدہ ہوتا ہے اس معاملے میں آپ مجھے پکا کھلاڑی یا مفاد پرست بھی کہہ سکتے ہیں اور میری ایک آخری بات اپنی انا پہ آئی بات مجھے قطعی برداشت نہیں ہے
"اس لیے جو بھی بات کرے بہت سوچ سمجھ کر پلیز۔

وہ ان کے تاثرات سے یکسر انجان جتانے والے انداز میں اذلان شاہ سے گویا ہوا تو وہ اس کی بات پہ سر جھٹک گئے جیسے انہیں کوئی خاص فرق نہ پڑا ہو۔

اگر انا کی بات ہے نہ ادیان شاہ تو یہ بات یاد رکھنا میں بھی یہ عمر گزار کر یہاں تک پہنچا"
ہوں اور تمہارا باپ ہوں۔ہلکا مت لینا مجھے کبھی بھی۔

"ہاں بس ایک معاملے میں ابھی بھی کمزور ترین انسان ہوں۔آپکی مم کے معاملے میں۔

وہ بھی جواباً موقع ملتے ہی جتانا نہ بھولے ادیان انہیں دیکھ کر رہ گیا جنہیں اس کے بولنے سے کوئی اثر ہی نہیں ہورہا تھا نہ ہی وہ اصل بات اس کے سامنے رکھ رہے تھے۔جبکہ ان کے اچانک حملے پہ محرم کا رنگ بے ساختہ سرخ پڑا انہوں نے اذلان شاہ کو گھورنا چاہا لیکن ان کی پرشدت نگاہوں کی تپش کی تاب نہ لاتے ہوئے چہرہ جھکا گئی جبکہ ادیان ان

دونوں کی حرکت کا ملاحظہ کرتے دل ہی دل میں ان کی نظر اتار گیا۔اس کیلیے تو یہ دنیا کا سب سے مکمل منظر تھا۔

ڈیڈ اٹس انف ناؤ آپ بات کریں جو کرنے آئے ہیں۔مم کو بعد میں اپنے کمرے میں جانے کے بعد گھور لیجیے گا۔"

وہ اپنے چہرے کے تاثرات بحال کرتا اکتائے لہجے میں مخاطب ہوا کشادہ پیشانی پہ سلوٹ نمودار ہونا شروع ہوئی تو اذلان بھی گہرا سانس بھرتے سنجیدہ ہوئے اور دونوں ہاتھوں کو باہم ملاتے اس کی جانب جھکتے گلہ کھنکھارتے گویا اپنی بات کا آغاز کرنا چاہا۔

ادیان میں جو کچھ بھی بولوں گا اس کے بعد مجھے آپکا بلکل بھی ہارش رویہ نہیں چاہیے بلکہ میری بات کو پوری طرح سننا اور سمجھنا ہے۔"

انہوں نے تنبیہی انداز میں کہتے گویا اپنی بات کی تمہید باندھی تو مارے باندھے مشکوک نگاہوں سے اذلان کو دیکھتے چہرہ جھکا گیا البتہ ہاں یا ناں میں جواب دینا ضروری ہی نہیں سمجھا۔حالانکہ وہ لاشعوری طور پر اس کے جواب کے منتظر تھے۔ اس کا دماغ اب سرعت سے تانے بانے باندھنے میں مصروف تھا۔

دیکھو میں ایسے رشتوں میں شروع سے ہی کسی قسم کی زبردستی کا قائل رہا ہی نہیں" ہوں نا ہی کبھی بیٹے بیٹی میں فرق کیا ہے کہ بیٹے کو جو پسند ہے وہ اسے چھین کر بھی دے دیا جائے اور بیٹی کو جو پسند ہو اسے ڈانٹ ڈپٹ کر خاموش کرادیا جائے میں ناانصافی کرنا بلکل پسند نہیں کرتا اسی لیے سب کے باہمی مشورے کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ان سب کو یہ رشتہ جوڑنے سے پہلے ہی آگاہی دے آیا ہوں کہ یہ رشتہ نہیں ہوسکتا کیونکہ روشی آلریڈی اپنے کولیگ کو پسند کرتی ہے اور معاز کی اس سے بات بھی ہوچکی ہے۔تمہیں اس معاملے میں اب تحمل سے کام لینا ہوگا۔کیونکہ اس قسم کے نام و نہاد رشتے پائیدار نہیں ہوتے۔"

اذلان شاہ نے اس کی حالت کی پیشِ نظر رک رک کر اپنی بات مکمل کی اور اس کے چہرے کے تاثرات جانچنا چاہے جو ان کی بات پہ بگڑتے چلے جارہے تھے۔اسے فضا ایکدم بوجھل سی محسوس ہوئی۔حتیٰ کہ اس کی ضبط سے بھینچی ہوئی مٹھیاں بھی ان کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہی۔معاً اس نے طیش کے عالم میں سامنے ٹیبل پہ رکھی تمام

چیزیں زمین پہ الٹ دی۔ وہ خون آشام نگاہیں زمین پہ ٹکائے کھڑا تھا۔اس کا بگڑا تنفس اس کے اندر لڑنے والی جنگ کا پتہ دے رہا تھا۔

ڈیم اٹ اس نے جو کہا وہ اس نے کر دکھایا ڈیڈ لیکن اب جو میں کروں گا میں جانتا" ہوں وہ کسی کو کسی صورت بھی قابلِ قبول نہیں ہوگا میری بات یاد رکھیے گا۔اس نے مجھے للکارا ہے نہ تو میں بلکل بھی پیچھے نہیں رہوں گا۔مجھے مات دی نہ اس نے اس سے "بری ہار دوں گا اسے وہ افسوس کرے گی خود پہ۔

وہ جو کب سے خود پہ ضبط کیے بیٹھا تھا ان کی بات پہ دھیمی آواز میں غراتے ہوئے بولا کنپٹی کی رگیں بری طرح پھولی ہوئی تھی۔ کمرہ ساؤنڈ پروف ہونے کی بدولت آوازوں کا اندر باہر ہونے کا عمل دخل نہیں تھا۔مغرور کھڑی ناک کے نیچے گھنی مونچھوں تلے کٹاؤ دار لب بری طرح بھینچے ہوئے تھے آنکھوں سے باقاعدہ شعلے نکل رہے تھے جیسے ابھی سب کچھ بھسم کردیں گے۔تنفس انتہائی تیز چل رہا تھا۔

اتنی ذلت کہ وہ ادیان شاہ کو انکار کرگئی اور کس کی بدولت علیزے خان کی بدولت۔اس کی زندگی تو ان دو لڑکیوں کے ہاتھوں کھیل ہی بنتی جارہی تھی۔

ایک بار پھر سے ساری باتیں اس کے دماغ میں گڈمڈ ہونے لگی اسے ایسا محسوس ہوا کہ ان سوچوں کے یلغار میں بہتے اس کی شریانیں پھٹ جائیں گی۔آنکھیں لہو رنگ ہوگئی۔

"بیہیو یور سیلف ادیان۔تمیز سے بات کرو۔"

معاً اذلان جو خاموشی سے بیٹھے اس کی حرکات سکنات محسوس کررہے تھے اس کا ردِ عمل شدید ہوتا دیکھ سرد برفیلے لہجے میں ٹوکے بنا رہ نہ سکے۔

کیسے کروں ڈیڈ میں ضبط خود پہ وہ میرے منہ پہ انکار کی صورت میں طمانچہ مار گئی ہے"

اور میں یہاں ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے بیٹھا رہوں اتنا اچھا آپ کا بیٹا کبھی نہیں ہوا اس نے "اپنے ساتھ تو کیا ہی غلط ہے لیکن اپنے اس عاشق کو بھی اس سب میں۔

اسے باقاعدہ اس سب سے وحشت سی ہونے لگی۔

لینگویج ادیان اس سے پہلے کہ میں بھول جاؤ کہ آپ میری اولاد ہے۔اپنی زبان کو لگام "دیں۔

اس سے پہلے کہ وہ سائیڈ ٹیبل کے رکھا گلدان زمین پہ مارتے اس کی بات مکمل ہوتی اس کے اتنے گرے ہوئے لفظوں پہ افسوس کرتے کمرے کی فضا میں اذلان شاہ کی دھاڑ

گونجی۔ان کی دھاڑ پہ محرم آج بھی سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی اور ایک نظر ادیان کو دیکھا تو ادیان سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھ کر رہ گیا۔ان دونوں باپ بیٹے کو آمنے سامنے دیکھتے محرم پریشانی سے کچھ سوچتے ان تک پہنچیں۔

"آپ دونوں خود کیوں لڑنا شروع ہوگئے ہیں ادیان تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی بیٹا ایسے معاملات ایسے نہیں سلجھائے جاتے میری جان آرام سے بیٹھ کر سوچو صبر و تحمل سے کبھی بھی کسی کی بھی غلطی نہیں دکھے گی بس قسمت میں ایسا ہونا لکھا تھا۔"

محرم سے ان کی بات بڑھتا دیکھ برداشت نہیں ہوا تو ان کے درمیان حائل ہوتے انہیں غصے سے ٹوکتے بیچارگی سے اس کی سمت دیکھا لیکن وہ ان کی بات پہ سختی سے سر جھٹکتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا واشروم کی سمت چلا گیا۔اس کے جاتے ہی وہ دانت پیس کر رہ گئے۔

"شاہ آپ جانتے تھے نہ اس کا ردِ عمل ایسا ہی ہوگا آپ ذرا پیار سے مخاطب کرلیتے لیکن نہیں دونوں کو لڑنے کی پڑی ہوئی تھی جائیں اب آپ کمرے میں۔میں آتی ہوں ذرا دیکھ کر اسے۔"

انہوں نے پریشانی سے واشروم سے بند دروازے کی سمت دیکھتے اذلان کو مخاطب کرتے انہیں جانے کا اشارہ کیا۔ان کی طرفداری کرنے پر وہ تعجب سے انہیں دیکھتے رہ گئے لیکن پھر سر جھٹکتے کمرے کا دروازہ ذور سے بند کرتے باہر نکل گئے۔ان کا غصہ بھی جائز تھا لیکن فلحال کسی کو تو ٹھنڈا کرنا بنتا تھا نہ۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ادیان تولیے سے منہ رگڑتا جوں ہی واشروم سے باہر نکلا محرم کو اپنے کمرے میں دیکھتے ایک لمحے کیلیے ٹھٹھک کر رکا لیکن پھر سر جھٹک کر رہ گیا جبکہ محرم جو اس کے انتظار میں صوفے پہ ہی براجمان تھی اس کی سرخ ہوتی آنکھیں دیکھ کر تڑپ کر رہ گئی۔

"ادیان میری بات تو سنو اپنی مم کی بات نہیں مانو گے۔"

انہوں نے محبت سے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ مزید خود پہ ضبط نہ کرسکا اور سرعت سے بیڈ پہ لیٹتے ان کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موند گیا۔محرم نے ممتا بھرے انداز میں اس کے ماتھے سے لب مس کیے اور اس کے گھنے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔

"مم میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا میں تو اسے بچپن سے چاہتا تھا نہ وہ کیسے میرے ساتھ ایسا کر سکتی ہے۔"

وہ ان کے دونوں ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے اپنی آنکھوں پہ رکھ گیا جیسے خود کو سکون پہنچانا چاہتا ہو جلتے سینے میں ٹھنڈک چاہتا ہو۔لیکن وہ آگ مزید بھڑکتی ہی جارہی تھی۔

"اس نے کچھ بھی نہیں کیا میری جان جیسے آپ نے اسے پسند کیا ویسے ہی روشی نے بھی کسی اور کو کرلیا اور ویسے بھی محبت میں زور زبردستی نہیں ہونی چاہیے اگر زور زبردستی ضد انا یہ چیزیں محبت میں آجائیں تو محبت کیسی وہ محبت نہیں ہوتی بس آپ کی ضد ہوتی ہے جسے آپ نے حاصل کرنا ہوتا ہے چاہے اس کی قیمت جو بھی ہو۔اسے محبت کا نام دینا چھوڑ دو اور آج مجھے کیوں اپنے بیٹے میں انا دکھی بہت بری چیز ہے یہ انا نامی بلا رشتوں کو تباہ کردیتی ہے۔اور جن رشتوں میں محبت نہیں بلکہ انا ہو نہ ان رشتوں کو تو سرے سے ہی اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیے "

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی دھیمے لہجے میں اسے سمجھانے والے انداز میں بولی لیکن وہ بدستور آنکھیں موندیں پڑ رہا۔اس کے چہرے کو دیکھتے ان کا دل ہولانے لگا جہاں پہ ایک درد بھری داستان رقم تھی۔

"یاد ہے میں نے کہاں تھا جب آپ چھوٹے سے تھے کہ میرے ادیان کیلیے ایک چھوٹی سی پری آئیگی جو ہمیشہ کے لیے اس کے پاس رہے گی۔"

معاً وہ کچھ یاد آنے پر ہنستے ہوئے گویا ہوئی تو ادیان نے فقط ہمم کہنے پر اکتفا کیا۔ان دونوں کے زہن کے پردوں پہ پرانے دنوں کی شبیہہ لہرائی۔

"لیکن وہ روشانے خان تو نہیں ہوگی نہ۔"

اس نے اذیت ذدہ لہجے میں بولتے گویا اپنے ہی دل پہ تیر چلایا۔محرم افسردگی سے دیکھ کر رہ گئی۔

"ہاں وہ روشانے خان نہیں ہوگی لیکن وہ مسز ادیان شاہ ہوگی اس کی پہچان فقط تم ہوگے .جو صرف اس دل میں بستی ہوگی اور آپکو بے حد عزیز ہوگی۔ دیکھنا جب وہ آئے گی

جب آپ پہ بات واضح ہوگی کہ نکاح کے بعد والی محبت اصل محبت ہے کیا پتہ آپ

"محبت سے بھی آگے کا سفر طے کرجاؤ۔

وہ مشفقانہ انداز میں لہجے میں یقین سموئے اسے دیکھتے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی تو وہ تلخی سے ہنس دیا۔اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کوئی اس کے زخم کرید رہا ہو۔سرد آنکھوں میں کرب کی ایک لہر دوڑی۔جی تو چاہا ان کی بات پہ قہقہہ لگا کر ہنسے خود کا مذاق بنائے۔ اپنی ہی بے بسی پہ بیک وقت ہنسی رونا غصہ سب کچھ آرہا تھا کیفیت ہی اس قدر عجیب تھی۔لیکن وہ مضبوط اعصاب کا مالک تھا خود پہ ضبط کرنا خوب جانتا تھا۔تبھی ان کی بات کا جواب دیے بغیر ان کی گود میں ہی سر رکھے کچھ پل سکون لینے کے خاطر آنکھیں موند گیا۔جبکہ محرم وہی بیٹھی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے کسی نادیدہ نقطے پہ نگاہیں جمائے بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی ان کے دماغ میں اب کل کی امائزہ کی باتیں گردش کررہی تھی۔اس کی ایسی بات کا مقصد انہیں سمجھ تو نہیں آیا تھا البتہ وہ آنے والے وقت سے انجان اپنے دماغ میں تیزی سے اگلا لائحہ عمل طے کرنے میں مصروف تھا۔

"جلدی سے یہ میڈیسن لو اور کوئی ضرورت نہیں ہے صبح یونی جانے کی۔"
رائم اس کے ہاتھ میں پین کلر رکھتا سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ پکڑتے اسے گلاس میں انڈیلتا ہوا سختی سے گویا ہوا لیزے جو اس وقت ایک دم سے شاک ملنے کی بدولت بے ہوش ہوگئی تھی کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ہوش آیا تو رائم نے اسے انجیکشن لگاتے ساتھ سرد لہجے میں تنبیہہ کرنا نہ بھولا جواباً وہ سن دماغ کے ساتھ چہرہ جھکا گئی۔ دماغ ابھی بھی ادیان کی باتوں میں اڑا ہوا تھا۔ سوچ سوچ کر دماغ کی شریانیں پھٹنے والی ہوگئی تھی اس کے احساسات جذبات کا مذاق بنایا گیا تھا اور سب سے بڑی بات ادیان کو اس سب کے متعلق کس طرح معلوم ہوا حالانکہ وہ تو اس سب سے پیچھا چھڑانے کی کوششوں میں تھی۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام گئی۔ رائم نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔
"کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے نہ سر پہ زیادہ درد ہورہا کیا۔"

اس نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگاتے استسفار کیا ساتھ ہی ہولے ہولے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے اسے دبانے لگا۔لیزے تھکے تھکے سے انداز میں اس کے شانے سے سر ٹکاگئی لیکن سکون سے کہی بھی نصیب نہیں تھا نیند بھی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔معاً رائم نے کچھ سوچتے گلہ کھنکھارتے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی۔

"جی بھائی پوچھیں۔"

وہ نقاہت ذدہ لہجے میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے گویا بولی تو رائم نے ترچھی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

کیفے میں ایسا کیا ہوا تھا جو ادیان اس قدر غصہ تھا میں جانتا ہوں وہ گرم مزاج ہے لیکن" اس قدر شدید ردِ عمل وہ تب ہی دکھاتا ہے جب معاملہ خطرناک حد تک سنجیدہ ہو سب ٹھیک تھا نہ وہاں۔اگر آپ ابھی نہیں بتانا چاہتی تو میں فورس نہیں کروں گا لیکن مجھے "ادیان سے پوچھنے میں بھی کوئی عار نہیں ہے۔

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے جتانے والے انداز میں بولا لہجے میں نرمی سموئی ہوئی تھی لیکن چہرہ کسی بھی قسم کے تاثر سے پاک تھا۔لیزے کو باقاعدہ جھرجھری سی آئی وہ اس کے تیور دیکھتے ایک لمحے کیلیے خوفزدہ ہوگئی تھی تبھی ایکدم کچھ سوچتے اس کی سمت متوجہ ہوئی۔رائم نے بھی سوالیہ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی۔

"بھائی وہ ہمارے درمیان کچھ نہیں ہوا تھا آپ جانتے ہیں اچھی طرح وہ مجھ سے کبھی بھی ایسے مخاطب نہیں ہوتے اگر ہو بھی تو کبھی جزباتی ہوتے تو فوراً سوری کرلیتے ہیں بس وہ آج آپ نے جب مجھے اندر بھیجا تھا تو ایک کونے والی میز پہ دو لڑکے موجود تھے اور مجھے دیکھ کر آوازیں کس رہے تھے تو وہ مجھے بس اسی بدولت ڈانٹ رہے تھے کہ ان کے سامنے بولی کیوں نہیں تھی میں۔"

اس نے ہکلاتے لہجے میں بولتے بے ربطتگی سے بات سنبھالنی چاہی لیکن اپنی بات کے اختتام پہ اس کے چہرے کے بگڑتے تاثرات دیکھتے اس نے بے ساختہ تھوگ نگلا اور انگلیاں چٹخاتے چور نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جس کی ماتھے کی رگیں ابھری ہوئی

تھی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس بابت رائم ادیان سے کوئی بھی بات کرے تبھی آدھی ادھوری بات اس کے گوش گزار دی۔

اس کی بات پہ ایکدم رائم کو شرمندگی سے آن گھیرا۔اس نے سختی سے اپنے لب آپس میں پیوست کرلیے۔

"تو میں نے فضول میں ہی اسے سنادی وہ تو تمھارے بھلے کیلیے ہی بول رہا تھا لیکن اس نے جیسے آپکے بازو کپڑے ہوئے تھے ایسا محسوس ہورہا تھا وہ بہت شدید غصے میں ہے سونے پہ سہاگہ آپ کا یوں اچانک بیہوش ہونا۔افف ابھی فون کرتا ہوں اسے۔سارا معاملہ خراب ہوگیا لمحوں میں۔"

وہ خفت سے کیفے کی بات اس کو بتلاتے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھانے لگا تاکہ ادیان کو کال ملا سکے۔لیکن اس کی بات پہ لیزے کا دماغ تو وہی اٹک گیا تھا معاً اس نے حیرت سے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

آپ نے ان سے تلخ کلامی کی کیا۔ان کا تو کوئی قصور بھی نہیں تھا بھائی۔ویسے کیا کہا" تھا آپ نے انہیں آپ ان سے ابھی اپنے الفاظ کی معافی مانگے ان کو کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی۔"

وہ مضطرب انداز میں اپنی انگلیاں چٹخاتے گویا ہوئی تو رائم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

اس وقت میرے دماغ نے جہاں تک رسائی حاصل کی میں وہ سب بول آیا اسے اور" آپ کس خوشی میں اس کی طرفداری کررہی ہو اس نے میری بہن کو رلایا ہے چاہے وہ کسی بھی بدولت ہوا ہو سب کچھ۔"

وہ بے اعتنائی برتتے اس سے مخاطب ہوا تو وہ اس کے ایسے سوال پہ بدحواس سی ہوتی اپنے خشک لبوں پہ زبان پھیر گئی۔رائم اس کی گھبراہٹ پہ شش و پنج میں مبتلا ہوتے ادیان کا نمبر ملاتے فون کان سے لگاگیا۔لیزے نے اس کے کمرے سے باہر جانے پہ سکون بھرا سانس خارج کیا۔لیکن سکون اب کہاں آنا تھا رائم کے سامنے تو اپنے آپ کو وہ بلکل ٹھیک دکھارہی تھی لیکن دماغ انہی پراگندہ سوچوں میں الجھا ہوا تھا سب سے اول

تو اس کیلیے یہی بات حیران کن تھی کہ امائزہ ایسا کبھی نہیں کرسکتی تھی لیکن اس سب کے بابت صرف اسے ہی آگہی تھی۔ایک بار پھر کیفے کا منظر اس کی نگاہوں کے سامنے کسی فلم کی صورت میں چلنے لگا۔آنسو ایک سیل کی صورت میں آنکھوں سے رواں ہوگئے۔

"مازہ تم نے تو اس سب کو مذاق ہی بنادیا اگر میرا راز جان ہی گئی تھی تو ایک اچھی دوست ہونے کی حیثیت سے میری ہمراز بنتی ناکہ میرا غرور مجھ سے چھینتی میں نے ان کو بھلانے کی کوششوں میں تھی ابھی وہ زخم نہیں بھرے تھے کہ تم نے نئے زخم سے دوچار کروادیا۔"

وہ تھکن ذدہ لہجے میں بولتی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی۔ مسلسل رونے کی بدولت آنکھوں میں باقاعدہ جلن کا احساس ہورہا تھا۔

یہاں شاید اس کے علاوہ کوئی لڑکی ہوتی تو وہ.ضرور اپنی عزت اپنے وقار کے خاطر اس شخص سے نفرت کرنے پہ مجبور ہوجاتی جس نے اس کے کردار کی دھجیاں بغیر کچھ سوچے سمجھے ادھیری ہوتی لیکن یہی تو مخصوص فرق تھا باقی لڑکیوں میں اور علیزے خان میں وہ

چاہ کر بھی کبھی اس کا برا نہیں سوچ سکتی تھی کیونکہ وہ تو ادیان شاہ کی دیوانی تھی۔معاً کچھ سوچتے ہوئے اس نے اپنے رخسار پہ بہتے آنسوؤں کو سختی سے رگڑ ڈالا۔

رائم فون کان سے لگاتے زینے اترتے نیچے کی جانب چل دیا لیکن نیچے سے آنے والی آواز پہ اس کے قدم بے ساختہ زمین میں ہی گڑھ گئے اس نے شاکی نگاہوں سے موبائل میں مصروف آیت کی سمت دیکھا جو شاید محرم سے کال پہ مصروف تھی اس کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹوں کا جال بچھا۔

روشی نے رشتے سے انکار کردیا وہ بھی ادیان کیلیے۔ہاؤ از اٹ پوسیبل ان دونوں کے درمیان تو خوب جمتی تھی۔

وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھا معاً اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا وہ گہرا سانس بھرتے اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ گیا۔اسے اب معلوم ہوا کہ ادیان اتنی جلدبازی میں اس سے کیوں ملنا چاہ رہا تھا۔اسے ایک بار پھر شرمندگی سی ہونے لگی۔

وہ پہلے ہی پریشان تھا میں نے مزید اپنی باتوں سے اسے اذیت دے دی۔ناجانے اس پہ کیا بیت رہی ہوگی روشی کے ساتھ اس کا لگاؤ اس قدر تھا ناجانے اب کیا سوچ کے بیٹھا ہوگا وہ۔

وہ اضطراب کے عالم میں اپنا ماتھا مسلتا ایک بار پھر فون ملاتے کان سے لگا گیا یہ مسلسل چوتھی بار تھا لیکن دوسری جانب سے فون نہیں اٹھایا جارہا تھا۔معاً دوسری جانب سے آنے والی آواز پہ اس نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔

"کہاں ہو تم۔"

اس نے فون چھوٹتے ہی.بے چینی سے استسفار کیا دوسری جانب ادیان اس کا نارمل رویہ دیکھ حیرت کی ذیادتی سے گنگ رہ گیا اسے تو لگا تھا کہ لیزے کی طبیعت خرابی کی بدولت وہ اسے کھڑی کھوٹی سنائے گا لیکن یہاں تو ایسا کچھ بھی نہیں نظر آرہا تھا۔

"تمہاری طرف ہی آرہا ہوں امائزہ نے آفس سے بلوایا ہے اسے لیزے سے کچھ کام ہے۔"

وہ بمشکل اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے گویا ہوا رائم نے اس کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔ معاً کچھ یاد آنے پر وہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا۔

ادیان تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ تم لیزے کو کیوں ڈانٹ رہے تھے میں جانتا ہوتا"
"تو تم سے اس طرح مخاطب تو نہیں ہوتا کم سے کم۔
وہ پشیمانی سے لب چباتے مخاطب ہوا ادیان اس کی بات پہ تلخی سے ہنس دیا۔
تمہیں شاید یہ ناگوار گزرتا تمہیں کیا اگر تمہاری جگہ کوئی بھی بھائی ہوتا تو اسے ناگوار ہی گزرتا"
یہ سب اور ویسے بھی تم اس وقت اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھے تبھی تمہیں کچھ بتانا ضروری نہیں سمجھا اس وقت غصے میں اگر کوئی غلط قدم اٹھایا جاتا تو وہ کسی کیلیے بھی ٹھیک نہیں تھا۔

وہ دھیمے مگر سپاٹ انداز میں گویا ہوا تو رائم نے اچھنبے سے اس کا سنجیدہ انداد دیکھا وہ اس قدر سنجیدہ کیوں تھا اس سے سمجھ سے بالاتر تھا۔

"تم جانتے ہو اس کی طبیعت خراب رہتی ہے میں نے بس اسی لیے کہا کہ اگر اس سے آرام سے مخاطب ہوتے تو اس کی یہ حالت نہ ہوتی اس کے علاوہ مجھے کسی بھی قسم کا کوئی مسئلہ لاحق نہیں ہے تم جانتے ہو کہ ڈاکٹر۔"

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتا ادیان نے سختی سے ہی اس کی بات درمیان ہی اچک لی آنکھوں میں سرد سا تاثر ابھر آیا تھا مطلب وہ اپنی بہن کو غلط ماننے سے ہی انکاری تھا۔اسے ادیان کو سمجھانے کی بجائے لیزے کو سمجھانا چاہیے تھا تاکہ وہ اس سب سے باہر نکلے لیکن اسے ابھی بھی ادیان کی حرکت ہی ناگوار گزری تھی۔

"رائم شاید تمہیں یہ بات بھول رہی ہے یا پھر سرے سے ہی ازبر نہیں ہے کہ یہ بات تو بھائیوں کی غیرت پہ تازیانے کی طرح لگتی ہے اور تم کس قدر آرام سے اس کی بات سن کر مجھ سے ہی اس طرح مخاطب ہو رہے ہو کہاں گئی تمہاری غیرت عزت۔بتانا پسند کرو گے۔اتنی چھوٹی سی ہے وہ اس کے ساتھ یہ سب شہبہ دیتا ہے کیا۔مجھے تو لیزے کی حرکت نے کہی منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے آنکھوں میں مخصوص سرد پن لیے کٹیلے لہجے میں گویا ہوا آنکھوں سے باقاعدہ شعلے سے نکلنے لگے اس کی بات پہ رائم کے ماتھے کے بلوں میں ہی اضافہ ہوا۔ناجانے وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔اس نے آنکھیں میچ کر کھولتے ایک گہرا سانس بھرا۔

اذیان ایک لڑکے نے چھیڑ دیا اسے تو اگر وہ آگے سے کچھ نہیں بولی تو یہ غلط ہے میں مانتا ہوں لیکن ایک بھائی ہونے کی حیثیت سے تم اس کے محافظ تھے تم نے اپنی طرف سے بلکل ٹھیک کیا لیکن اتنے سخت طریقے سے بات کرنا اٹس ناٹ گڈ یار۔اپنے مزاج کو ٹھنڈا رکھا کرو اور پہلی فرصت میں یہاں پہنچو مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

اس نے سنجیدگی سے کہتے ساتھ ہی کال کاٹ دی اور کچن کی سمت چل پڑا تاکہ کھانے کو کچھ دیکھ سکے۔

جبکہ اس کی بات کے اختتام پہ اذیان ساکت سا فون کان سے لگائے سن دماغ کے ساتھ کھڑا رہا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ لیزے کو جاکر جھنجھوڑ کر پوچھے کہ وہ اس قدر چالاک ان معاملات میں کیسے ہوئی اسنے وہ بات بتانا بھی گوارا نہیں کیا جس سے اس کی عزت پہ حرف آئے اور آدھی ادھوری بات اس کے گوش گزار دی۔

"محافظ بھائی محافظ بھائی۔"

یہ الفاظ اس کے ذہن میں مسلسل بازگشت کررہے تھے اس نے طیش کے عالم میں کانچ کا ٹیبل زمین پہ الٹ دیا۔اس کے ٹوٹنے کی آواز نے اس کی سماعتوں پہ گہرا اثر چھوڑا۔چہرہ غیض کی بدولت سرخ پڑا ہوا تھا۔چہرے پہ مخصوص سرد پن چھایا ہوا تھا۔سینے میں باقاعدہ جلن کا احساس ہوا اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا پورا وجود آگ کی بھٹی پہ جھلس رہا ہو۔

اس رشتے کا تو اس نے مذاق بنادیا ہے تمہاری بہن نے ہر حد پھلانگ دی ہے رائم"

"خان۔میں یہ کرنا تو نہیں چاہتا لیکن سب کچھ ختم ہورہا ہے۔

وہ خون آشام نگاہیں کسی نادیدہ نقطے پہ ٹکائے دھاڑ اٹھا۔اس کی دھاڑ کے کمرے کے درودیوار بھی لرز اٹھے۔اس نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچتے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور ایک نظر کمرے میں دوڑائی جس میں کانچ پھیلنے کی بدولت کمرے کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا اور یہی چیز اس کی طبیعت پہ ناگوار گزری اس نے ریلنگ پہ جھکتے دھاڑتے ہوئے اپنے گھر کے خاص ملازم کو اوپر بلایا تو وہ بھی اس کی پکار پہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں

زینے چڑھتا اوپر پہنچا اور ہانپتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا باقی سب بھی اس کی پکار پہ سہم کر الرٹ ہوچکے تھے ایک گھر میں اس کے غصے سے ہی سب کو باقاعدہ خوف محسوس ہوتا تھا اس نے غصے میں بھی کبھی کسی ملازم سے بدتمیزی نہیں کی تھی لیکن پھر بھی سب اس سے بات کرتے ہوئے بھی سہم جاتے تھے۔ محرم عزہ بھی اس کی آواز پہ اچھلتی ہڑبڑاہٹ میں کچن سے باہر نکلی لیکن تمام ملازمین کو ایک قطار میں سر جھکائے کھڑا دیکھ حیرت سے نظریں اوپر اٹھائی تو ادیان شدید غصے کے عالم میں شرفو پہ برس رہا تھا۔ محرم کے وجود میں بھی غصے کا ایک ابال اٹھا وہ عزہ کو کچن کا کام سونپ کر تن فن کرتی اس تک پہنچی اور شرفو کو نیچے جانے کا کہتی سختی سے اس کی چوڑی کلائی تھامتے اندر آنے کا اشارہ کیا وہ اپنا ماتھا مسلتے شرافت سے ان کے پیچھے ہی ہولیا۔

"یہ سب کیا ہے ادیان یہ کیا طریقہ ہوا۔ میرا بیٹا تو صفائی کے معاملے میں اس قدر کونشئیس ہے تو پھر یہ کمرہ کیوں بکھرا ہوا ہے بتانا پسند کرو گے۔"

وہ سختی سے اس کا چہرے کا رخ اپنی جانب کرتی گویا ہوئی۔

مم یہ بس اچانک گزرتے ہوئے ہوا ہے آپ فکر مت کریں میں مازہ کو لے کر ماموں کی"
"طرف جارہا ہوں میرے آنے تک یہ صاف ہوجائے گا۔

وہ انہیں تسلی دینے والے انداز میں گویا ہوا تو محرم طنزیہ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا لیکن اس کی سرخ سوجھی آنکھوں کو دیکھتے ایک لمحے کیلیے ٹھٹھک گئی جن کے نیچے ہلکے ہلکے حلقے پڑنا شروع ہوچکے تھے لب بھی مسلسل سیگریٹ پینے کی بدولت سیاہ پڑ چکے تھے انہوں نے مضطرب انداز میں اس کی سمت دیکھا ان کا بیٹا تو اپنی ہر چیز کے معاملے میں اس قدر پوزیسو تھا تو پھر آج اس کی حالت دیکھتے انہیں کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

"ادیان میری جان سب ٹھیک ہے نہ۔"

انہوں نے مشفقانہ لہجے میں بولتے اس کے بال سنوارے۔ادیان ان کا وہی ہاتھ تھامتے اس کی ہتھیلی پہ لب رکھ گیا۔

"سب ٹھیک ہے مم آپ پریشان نہ ہو میں اب رات میں ملتا ہوں آپ سے اللہ حافظ"

وہ ان کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیتے انہیں تی کرا لینے کے بعد کمرے سے نکلتا چلا گیا لیکن محرم مطمئن ابھی بھی نہیں ہوئی تھی۔

"بھائی کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے ناراض ہوں۔"

ادیان کی گاڑی خان ہاؤس کی جانب رواں دواں تھی جب امائزہ نے گویا اس کو یاددہانی کروانا ضروری سمجھا اس کی پکار پہ ادیان جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھا چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا جو منہ پھلائے اس سے ناراضگی کا اظہار کررہی تھی ادیان نے آنکھوں میں واضح حیرت لیے اس کی سمت دیکھا۔

"کیوں بھئی ایسا کیا ہوگیا جو بھائی کی جان مجھ سے ناراض ہے۔"

اس نے تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے سٹیرنگ گھماتے اس کی جانب رخ کیے بولا تو وہ دھندلی نگاہوں سے اسے دیکھتے رخ پھیر گئی جیسے اسے یہ بات بلکل بھی پسند نہ آئی ہو۔ادیان تو اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر تڑپ ہی اٹھا تھا۔

بھائی آپ بدل گئے ہیں اب نہ آپ صبح مجھے اٹھانے آتے ہیں نہ ہی مارننگ وش"
کرتے ہیں ناجانے میرے بھائی کہاں چلے گئے ہیں مجھے میرے پرانے والے بھائی
واپس چاہیے"۔

ناجانے ایکدم اسے کیا ہوا وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھپھک پھپھک کر
رودی۔ادیان نے اس کے اچانک رونے پہ پریشان ہوتے گاڑی ایک سائیڈ پہ کرتے
بریک لگائی اور پوری طرح اس کی سمت متوجہ ہوا جو اب اس کی شرٹ کی آستین سے
اپنی ناک رگڑ رہی تھی ادیان اس کی حرکت پہ تاسف سے نفی میں سر ہلاگیا۔

کیا ہوا میری زندگی کیوں رورہا ہے میرا بچہ بتائیں مجھے کسی نے کچھ کہا ہے کیا میری جان"
کو"۔

وہ محبت سے اسے پچکارتے ہوئے بولا امائزہ نے غور کیا تو اس کے چہرے پہ اس سے
مخاطب ہوتے نرمی کا تاثر ابھر آیا تھا اس نے سرخ چہرے سمیت نم نگاہوں سے اس
کی سمت دیکھا۔

"بھائی آپ اپنی زندگی میں اس قدر مگن ہوچکے ہیں کہ آپ اب نہ میرا خیال کرتے ہیں نہ مم کا اور نہ ہی ڈیڈ کا آپ کو پتہ ہے کل مم آپ کی بدولت سے رو رہی تھی انہیں دیکھ کر مجھے بھی رونا آگیا پھر میں نے یہ سوچا ہمارے ادیان بھائی ایسے تو نہیں تھے کیا ہوگیا ہے آپ کو اچانک۔کیوں اس طرح کا برتاؤ رکھا ہوا ہے آپ نے سب سے آج آپ کی بدولت گھر کے مکین تکلیف میں ہیں۔"

وہ اس کے سینے پہ سر رکھے مسلسل روتے ہوئے بولی رونے کی بدولت اس کی ناک بھی سرخ پڑچکی تھی جبکہ ادیان ساکت سا بیٹھا اس کی باتوں کا ملاحظہ کررہا تھا سہی ہی تو کہہ رہی تھی وہ اس نے اپنے آپ پہ ایک سرد سا خول چڑھالیا تھا اور اسی بدولت وہ اپنے گھر والوں کو پریشان کررہا تھا۔

اس نے محبت سے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھے۔

"بس میری جان اب نہیں رونا سب ٹھیک ہوجائے گا آپ کو بھائی سے جو بھی شکایت ہے بھائی وہ ساری پھر سے ختم کردیں گے اوکے۔اب بلکل نہیں رونا کیونکہ آپ جانتی ہو نہ۔"

"کہ بھائی کو اس کے جگر کے ٹکرے کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے۔"

اس نے ادیان کو بات درمیان میں ہی اچکتے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے مکمل کی۔ادیان بھی اس کی بات پہ سب کچھ بھلائے دلکشی سے مسکرادیا اور اس کی بھیگی آنکھوں پہ عقیدت سے لب رکھے جسے رو رو کر اس نے سرخ کیا ہوا تھا۔اور اتنے عرصے بعد یہ اس کے چہرے پہ کھلتی ہوئی خالص ہنسی تھی جو سب سوچوں کو پرے کرتے وہ یونانی دیوتا جیسا شخص مسکرایا تھا۔

اس نے انگیشن میں چابی گھماتے گاڑی کا رخ خان ہاؤس کی جانب موڑا۔کچھ دیر کی مسافت کے بعد گھر کے پورچ میں گاڑی روکتے ہی امائزہ کو بنا کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اپنا بیگ اٹھاتے اندر کی سمت بڑھ گئی جبکہ ادیان اب گاڑی کو لاگ کررہا تھا کہ اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ وہ ٹھٹھک کر جوں ہی پیچھے مڑا رائم کو دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے کھڑا دیکھ مسکرادیا رائم نے بے ساختہ اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"ادیان یہ سب کیسے اور کیوں ہوا۔روشی نے ایسا۔"

اس سے پہلے کہ وہ مزید اسکے دل پہ چھریاں چلاتا ادیان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ٹوک دیا۔کچھ لمحوں پہلے جو مسکراہٹ اس کے چہرے پہ تھی اب وہ سرے سے ہی معدوم ہوچکی تھی مطلب کہ یہاں اسے روشی کا ذکر حد درجہ ناگوار گزرا تھا۔

"پلیز رائم نو مور ڈسکشن اباؤٹ دس ٹاپک۔"

وہ اس کے کندھے پہ دباؤ ڈالتا سرد لہجے میں گویا ہوا تو رائم بھی اس سب کو چھوڑتے مسکراتے ہوئے اسے لیے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

آیت سے ملتے وہ سنجیدگی سے لاؤنج میں رکھے صوفے پہ ہی جگہ سنبھال گیا۔آیت تو اتنے دنوں بعد اسے یہاں دیکھ صدقے وارے نہیں جارہی تھی۔

یہ سستی لڑکی کہاں میرا مطلب ہے مازہ کہاں گئی۔

رائم نے حیرت سے اس کے غائب ہوجانے پہ اس کا ہی منتخب کیا ہوا نام لیتے اس پہ چوٹ کی لیکن ادیان کی گھوری پر گڑبڑا کر صحیح طریقے سے دانت پیستے ہوئے اس کا نام لیا۔

وہ تو مجھ سے ملتے ساتھ ہی لیزے کے پاس چلی گئی آپ دونوں باتیں کرو میں کھانا" "لگواتی ہوں کھا کر جانا۔

ادیان ان کی بات کے جواب میں سختی سے انہیں ٹوک اٹھا۔

نہیں ممانی میں بلکل بھی کچھ نہیں لوں گا بلکل موڈ نہیں ہے اور ویسے بھی آپ یہ"

"بات جانتی ہیں کہ میں آئلی چیزیں نہیں کھاتا۔

وہ سنجیدگی سے انہیں اپنی بات باور کراتا ہوا بولا تو آیت نے اس کی بات کو جیسے ہوا میں

اڑادیا رائم نے بھی ان کی حرکت پہ دل ہی دل میں انہیں داد دی۔

ڈائٹ کونشئیس انسان کو ہونا چاہیے لیکن اس قدر بھی نہیں چپ کر کے کھالینا نہیں"

"ہوتے تم موٹے۔

وہ اس کے پیٹ پہ مکہ مارتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں بولا تو اس نے.استفامیہ

نگاہیں اس کی سمت اٹھائی۔کچھ ہی دیر میں وہ دونوں سنجیدگی سے اپنی باتوں میں مصروف

تھے۔

"لیزے کیسی ہو۔"

امائزہ اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے گلے کا ہار بنتی خوشدلی سے بولی تو

لیزے جو اس کی اچانک آمد پہ حیران تھی اس کے گلے لگنے سے اپنے لب سختی سے

آپس میں پیوست کرگئی اور اپنی مٹھیوں کو آپس میں بھینچ لیا۔جب کافی لمحوں بعد تک بھی اس نے امائزہ کی کمر کے گرد بازوؤں کا گھیرا نہیں بنایا تو وہ بھی اپنا حصار ڈھیلا کرتے ٹھٹھک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی جس کے اظہار میں کوئی گرمجوشی نہیں تھی اس نے حیرت سے اس کا نظرانداز کرنا محسوس کیا۔

"لیزے کیا ہوا تمہیں خوشی نہیں ہوئی میرے یہاں آنے پہ۔"

امائزہ شش وپنج میں مبتلا بمشکل مسکراتے ہوئے کھوکھلے لہجے میں بولی۔تو وہ سختی سے نظریں جھکائے بیٹھی رہی لیکن کسی بھی قسم کا ردِ عمل ظاہر نہیں کیا۔ سختی سے لب بھینچ کر بیٹھی رہی۔

لیزے۔

اس نے تعجب سے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے اسے متوجہ کرنا چاہا لیکن وہ سختی سے اس کا ہاتھ اپنے شانے سے جھٹکتے سرخ لہو رنگ ہوتی آنکھوں سے اسے گھورنے لگی۔امائزہ کا اہانت کے احساس سے چہرہ سرخ پڑگیا۔اس نے دھندلی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جہاں کہی سے بھی پرانی لیزو کی جھلک نہیں دکھ رہی تھی۔

بس کرجاؤ خدارا مازہ بس کرجاؤ سب کچھ کرنے کے بعد بھی پوچھ رہی ہو کہ تم نے کیا کیا"
"تم نے سب ختم کردیا ہے۔

وہ نڈھال سی بولی جیسے بولنے میں دقت ہورہی ہو لیکن امائزہ کا چہرہ تو لٹھے کی مانند سفید پڑگیا کہ اس نے ایسا کیا کردیا۔

"لیزے میں نے کیا کیا ایسا جو تم ایسا برتاؤ کررہی ہو۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں حیرانگی سموئے مخاطب ہوئی تو وہ اس کی ناسمجھی پہ اذیت سے ہنس دی۔اس کی آنکھوں میں واضح تڑپ تھی جو مازہ کا دل جلا کر راکھ کرگئی۔

تم نے کیوں کیا ایسا مازہ تم نے کیوں وہ سب روشی آپی اور انہیں بتایا کیوں مجھ سے" میری ہی ذات کا بھرم چھین لیا اگر میری آنکھوں کو پڑھ کر میرا راز جان گئی تھی تو میری رازدان بنتی ناکہ میرے کردار پہ ہونے والی بات کا سبب۔میں تو انہیں بھولنے کی پوری کوشش کررہی ہوں۔میں نہیں چاہتی انہیں۔مجھے ان کے وجود سے کسی بھی قسم کا غرض نہیں ہے اپنی قسم کھا کر کہتی ہوں میں مجھے صرف ان کی ایک مسکراہٹ چاہیے تھی اسلیے میں نے اپنا دل ماردیا۔لیزے کو مار دیا۔یہ جو تمہارے سامنے بیٹھی ہے یہ وہ ہنستی

مسکراتی جیتی ہوئی لیزے نہیں ہے یہ وہ لیزے ہیں جو اپنی زندگی سے تھک چکی ہے۔ کچھ نہیں چاہتی یقین جانو صرف ماما بابا بھائی ان سب کی بدولت ان سب کی وجہ سے لیزے یہاں ہے ورنہ آج میں کسی اور جہاں کی باسی ہوتی۔ جانتی ہو یہ سب سوچ کر سر اتنا پھٹتا ہے نہ نہیں ہوتا برداشت بہت درد ہوتا ہے مازہ بہت زیادہ کیا کروں مجھے سکون دے دو پلیز کہی سے لادو تھوڑ سا سکون۔ اس زندگی سے اکتارہی ہوں میں۔ دل چاہتا ہے اس دل کو چیڑ کر نکالوں اور اس میں نے ان کی ہر قسم کی یاد ان کا وجود کی مٹادوں۔ اذیت ہوتی ہے بہت کیا کروں مجھے بتاؤ اور تم نے یہ سب ان کے سماعتوں سے گزار کر مجھے مزید تکلیف سے دوچار کرایا ہے۔"

وہ سسکتے ہوئے اس کے سینے پہ مسلسل اپنا سر مار رہی تھی اس کی ترڑپ دیکھتے امائزہ جو ساکت بیٹھتی اس کی باتیں سن رہی تھی ترڑپ کر اسے سینے پہ بھینچتے اس کے سر پہ بار بار لب رکھ گئی۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے لیکن زبان سے کہنے کو کچھ نہیں۔ معاً اس کے گہرے گہرے سانس بھرنے پر امائزہ کی حالت ایسی ہوگئی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اس نے کانپتے ہاتھوں سے پانی گلاس میں ڈالتے اس کے لبوں سے لگایا تو وہ ایک

گھونٹ بھرتے دوبارہ اسی کے کندھے پہ سر رکھتے آنکھیں موند گئی۔امائزہ نے خاموش آنسو بہاتے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"میرا یقین کرو لیزے میں نے بھائی کو کچھ نہیں بتایا مجھے بھی میری قسم میں کیوں ایسا کروں گی مجھے بتاؤ میں ایسی نہیں ہوں تم تو میری جان ہو میں کیوں تمہارے ساتھ کچھ غلط کروں گی۔تم خود سوچو میں تو کافی عرصے سے یہ بات جانتی ہوں تو میں نے پہلے کیوں نہیں بتایا بھائی کو اب ہی کیوں آخر تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میری جان۔"

وہ اس کے گال پہ ہاتھ رکھتی اپنی بات کا یقین دلاتے ہوئے بولی تو لیزے بھی بے دھیانی میں سر ہلا گئی۔

"تم دیکھنا تمہاری زندگی میں جو آئے گا نہ وہ تمہیں اس قدر محبت دے گا تمہاری اتنی قدر کرے گا تمہیں کسی سے کوئی بھی شکوہ نہیں رہے گا۔"

"نہیں نہیں کوئی نہیں چاہیے بس ایک چیز چاہیے چھٹکارہ چاہیے اس سب سے۔میں مضبوط بننا چاہتی ہوں تمہیں پتہ ہے نہ تمہارے سامنے بہت کوشش کی ہے میں اس قدر

اپنی ہی نظروں میں نہیں گرنا چاہتی تھی۔اللہ سے بہت دعا کی اللہ پاک کیوں نہیں سن رہے میری۔پلیز تم بھی دعا کرو نہ میرے لیے کہ میرا دل مضبوط کردے وہ تاکہ مجھے ان کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہ پڑے تم کروگی نہ دعا میرے لیے۔"

وہ روتے روتے بولتی تڑپ کر بولتی اس کا اور باہر کھڑے وجود کا دل لہو لہان کرگئی۔اس نے اپنی آنکھ سے گرتا ایک واحد آنسو سختی سے رگڑدیا۔

"چلو بس کرو اب ورنہ وہ سستے شاہ رخ خان نہ نیچے وہ کسی جنگلی شیر کی طرح میرے اوپر چھپٹ پڑیں گے کہ میں نے ان کی جان سے پیاری بہن کو رلادیا ہے۔"

معاً وہ اپنے آنسو صاف کرتے اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہلکے پھلکے انداز میں بولی تو وہ بھی بمشکل مسکرادی۔

"مجھے لگتا ہے تو ابھی اس حالت میں نہیں ہے کہ مجھ جیسے نالائق کو کچھ سمجھاسکے میں ایسا کرتی ہوں آیت ممانی کے پاس سے ہوکر آتی ہوں تم واشروم جاکر فریش ہو ایسا محسوس ہورہا ہے جیسے صدیوں کی بیمار ہو۔"

وہ اس کے گال پہ محبت بھرا بوسہ دیتی کمرے سے نکل گئی۔کمرے سے نکلتے ہی وہ سختی سے اپنے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھکتے اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹ گئی باہر بھی وہ اسی بدولت نکلی تھی کہ اس کے سامنے مزید رو کر وہ اسے مزید اذیت نہیں دینا چاہتی تھی۔وہ اپنے چہرہ کو صاف کرتی کچھ سوچتی ہوئی زینے اترگئی۔اس کے جاتے ہی کچھ لمحوں بعد رائم کمرے میں داخل ہوا تو وہ چپل پیڑوں میں اڑستے کھڑی ہونے کے چکروں میں تھی رائم نے جلدی سے اسے سہارہ دیا تو وہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی جو اسے ہی دیکھ کر مسکرارہا تھا۔

"بھائی میں فریش."

اس نے دھیمی آواز میں کہتے اپنی بات ادھوری چھوڑی رائم نے اس کی بات پہ ایک زبردست گھوری سے نوازا۔آنکھوں میں واضح تنبیہہ تھی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی فلحال آرام کرو صرف میں کچھ ہی دیر میں لنچ لے کر آتا"

"ہوں اوکے۔

وہ اس کا گال تھپتھاتے اس کے سر پہ بوسہ دیتے ہوئے گویا ہوا اور اس کی ٹانگوں پہ کمفرٹر درست کیا۔وہ اس کی اتنی فکر پہ چہرہ جھکا گئی۔

"چہرہ ہی دھونا ہی ہے صرف بال بھی بنا لیتی ہوں بھائی تو ابھی ٹھہر کر ہی آئیں گے۔انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔"

وہ ایکدم کچھ سوچتے چپل پیروں میں اڑستے اپنی جگہ سے اٹھی اور ہولے ہولے دیوار کا سہارہ لیتے واشروم کی سمت چل دی۔کمزوری کی بدولت چکر بھی آ رہے تھے۔

وہ جیسے ہی تھکن سے سرخ ہوتی آنکھوں اور سرخ پڑتے چہرے کو تولیے سے رگڑتی باہر نکلی اور آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے بھورے لمبے بالوں کو جوڑے سے آذاد کرتی انہیں سنوارنے لگی۔بال کھلتے ہی بھورے لمبے بالوں کا آبشار اس کی پوری کمر کو ڈھک گیا۔معاً اس کی نگاہ آئینے کی سمت اٹھی لیکن اپنے عقب میں صوفے پہ بیٹھے وجود کو دیکھتے اس کی سانسیں تھم گئی۔سارا جسم سن پڑ گیا۔

"دیان۔"

وہ زبان سے کچھ نہ بولی کیونکہ لب آپس میں سختی سے پیوست تھے جبکہ دھڑکنوں نے ایک الگ ہی پڑلے پہ دھڑکتے دھیمے سے سرگوشی کی۔اس کا رواں رواں کانپ اٹھا۔اس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تبھی اس کی گہری رات کی تاریکی جیسی سیاہ آنکھیں اس کی بھوری کانچ کی آنکھوں سے ٹکرائی لیزے کا وجود سنسنا اٹھا اس نے حیرت سے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا اور ایک نظر صوفے پہ ریلیکس انداز میں بیٹھے ادیان شاہ کو جو صوفے سے پشت ٹکائے اپنا ایک بازو اس پہ پھیلائے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے اپنی مخصوص انداز میں سرد و سپاٹ چہرے سمیت پوری شان سے براجمان تھا۔اس نے سہم کر اس کی جانب دیکھا۔جس کی نگاہیں اس کے وجود کا جائزہ لینے میں مصروف تھی وہ تو کبھی دھڑلے سے اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا تو آج یہ سب۔اس کا دل آنے والے لمحات کا سوچتے لرزنے لگا۔

ادیان نے آنکھوں میں مخصوص چمک لیے اس کی سمت دیکھا جس کا کمزور وجود گلابی ڈھیلی سی قمیض شلوار میں ہولے ہولے لرز رہا تھا۔گلابی چہرہ کسی بھی سجاوٹ سے مبرا تھا البتہ ایک تھکن سی چہرے پہ چھائی ہوئی تھی گلابی بھرے بھرے لب جن پہ پانی کی

بوندوں نے اپنا بسیرا کیا ہوا تھا چہرے پہ بھی پانی کی بوندیں ادیان کو تو شبنم کے قطرے کی محسوس ہوئے جو ایک گلابی پھول پہ اپنی موجودگی کا احساس دلا رہے تھے۔اس کی آنکھوں کی چمک میں مزید اضافہ ہوا۔اس نے سر جھٹکتے ہوئے بے ساختہ اس کے وجود سے نگاہیں پھیری۔

"ادیان بھا۔"

اس سے پہلے کہ وہ ہکلاتے لہجے میں بولتی اپنی بات مکمل کرتی ادیان ایک ہی جست میں تمام فاصلے سمیٹتے اس تک پہنچا تو وہ سہم کر مزید ڈریسنگ سے جالگی اور اپنے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیری۔ حقیقتاً یہ سوچ کر اس کی جان آدھی ہوئی جارہی تھی کہ اگر کسی نے ایسے دیکھ لیا تو اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

انہوں۔نہیں بلکل بھی نہیں تمہارے لبوں سے بھائی وائی بلکل بھی اچھا نہیں" لگتا۔میرے سینے میں ایک آگ سی جلنے لگتی ہے۔جس لفظ کو کہنے پہ دل نہ امادہ ہو نہ اس لفظ کو ان نازک لبوں کو نکالنے پہ بھی امادہ نہ کرو کہ وہ ہلکان ہی ہوجائے اس لفظ کا "بوجھ اٹھاتے۔میں مزید ان لبوں پہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔

وہ جذبات کی رو میں اس سے پہلے بہکتا اپنا سر جھٹکتے مخصوص برفیلے کاٹ دار لہجے میں دھیمی آواز میں پھنکارا۔ اس کی دھاڑ پہ علیزے کا کمزور وجود ہولے ہولے لرزنے لگا۔گردن کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

پلیز آپ یہاں سے جائیں کوئی دیکھ لے گا تو کیا سوچے گا۔آپ یہاں کیوں آئے ہیں" آپ کو شرم نہیں آتی کسی لڑکی کے کمرے میں یوں بلا اجازت آتے ہوئے۔کیوں مجھے "بدنام کرنا چاہتے ہیں آپ۔

وہ خود پہ قابو پاتی اپنے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے تنک کر بولی چہرہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔البتہ آنکھیں اس کے الفاظوں کا ساتھ دینے پر آمادہ نہیں تھی۔ادیان نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا اور اپنے مخصوص انداز میں بیئرڈ سہلائی جیسے اس کی اس قدر دیدہ دلیری پہ داد دینے کو جی چاہا ہو۔جس کا تنفس اب باقاعدہ تیز ہوچکا تھا۔ادیان نے ایک ٹھنڈی سرد سانس ہوا میں خارج کرتے دونوں ہاتھ جیبوں میں پھنسائے۔

پہلی بات شرم کا مجھ سے سرے سے ہی کوئی لینا دینا نہیں۔میں کسی بھی وقت کسی" کو بھی کچھ بھی کہہ دیتا ہوں یا یوں کہو کہ مجھے کسی بھی قسم کی عار محسوس نہیں ہوتی۔دوسری بات میں جہاں بھی جاؤ جیسے بھی جاؤ کوئی مجھے ٹوک نہیں سکتا تم بھی نہیں اور تیسری بات جب تمہیں یہ سب کرتے شرم نہیں آئی تو پھر مجھ سے کس چیز کی توقع کررہی ہو۔اور ویسے بھی میں اپنے حساب سے چلتا ہوں اور تمہیں بھی اب اس کی عادت اپنانی ہے۔"

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتے اس کے وجود میں ایک سرد لہر دوڑا گیا اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑ گئی۔اس نے حلق تر کرتے بند دروازے کی سمت دیکھا اس سے پہلے کے وہ اس کے تیور سے ڈرتے دروازے کی سمت بڑھتی کارپیٹ سے پیر اٹکتے لڑکھڑانے کی بدولت اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی ادیان نے جھٹکے سے اسکی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے اپنی سمت کھینچا اس اچانک ہوئی افتاد پہ اس کا سر اس کے کشادہ سینے سے ٹکرایا وہ ایکدم کراہ کر رہ گئی۔چہرہ اس قدر نزدیکی پہ لہو چھلکا گیا اپنی کمر کے گرد اس کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتے لیزے کے وجود میں چیونٹیاں سے رینگنے لگی۔وہ

تڑپتے ہوئے اس کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے لگی جو زچ کرنے والی مسکراہٹ سے اسے ہی تک رہا تھا۔

پلیز مت کریں ایسے آپ جو کچھ بھی میرے بارے میں سوچ رہے ہیں میں سچ میں" ایسی نہیں ہوں میں اب آپ کو دیکھو بھی نہیں پکا پلیز اب آپ جانے دیں مجھے کوئی بند دروازہ دیکھ کر کیا سوچے گا۔"

وہ اس کے سامنے اپنے کمزور سے لرزتے ہاتھ جوڑتے دھندلی نگاہوں سے اسے تکتے معصومیت سے منت سماجت کرنے لگی۔آج وہ اس کے اس قدر قریب تھا کہ وہ اسے چھو سکتی تھی لیکن وہ ایسا نہیں کرسکتی تھی تبھی سختی سے احتجاج کرتے اپنے آپ کو اس کی مضبوط گرفت سے آذاد کروانے لگی۔

اونہوں اب تو بلکل بھی نہیں چھوڑوں گا کیونکہ اب تمہیں صرف مجھے ہی دیکھنا ہے" مجھے ہی سوچنا ہے میرے ساتھ چلنا ہے میری ہاں تمہاری ہاں میری ناں تمہاری ناں۔تمہارے دل میں دماغ میں تمہاری سوچوں میں تو پہلے ہی میں ہوں اس بات کا مجھے بخوبی اندازہ ہے لیکن اس عادت کو مزید پختہ کرلوں کیونکہ مجھے اپنی چیزوں پہ کسی کی بھی

دخل اندازی قطعی پسند نہیں ہے حد سے زیادہ شدت پسند ہوں اپنی چیزوں کے معاملے میں خاص طور پہ اب تمہارے معاملے میں۔سو بی کیئرفل۔یہ کھیل تم نے شروع کیا تھا نہ لیکن یہ مت سوچنا کہ تمہیں قبول کرلینے کے بعد تمہاری جیت ہوجائے گی اونہوں مجھے ایسے مشکل کھیل بہت مزا دیتے ہیں سو بی ریڈی بہت جلد تمہاری یہ نازک جان ادیان شاہ کے قبضے میں ہوگی۔"

اس کا سرد گھرا پرتپش لہجہ اس کی سانسیں روک گیا۔جبکہ ادیان اب اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتے دلچسپی سے اس کے اڑے اڑے حواسوں کو تک رہا تھا جس کی آنکھوں میں باقاعدہ خوف ناچ رہا تھا ادیان کو اس کی یہ حالت باقاعدہ مزہ ہی دے گئی۔

"پلیز یہ آپ کیا بول رہے ہیں میں ایسا بلکل نہیں چاہتی جانتی ہوں اس سب کے پیچھے بھی آپ کی کوئی سوچی سمجھی بات ضرور ہوگی میں کوئی کھلونا نہیں ہوں کسی کے لیے بھی کہ کوئی آیا اور اس کا جب جی چاہا مجھ سے کھیل کر چلا گیا۔خدارا جینے دیں مجھے میں تھک گئی ہوں۔بھول جاؤ گی میں آپ کو یا یوں کہوں کہ بھول رہی ہوں۔"

اس نے جھٹکے سے اس کا حصار توڑا اور لرزتے ہاتھوں سے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے کپکپاتے لبوں کے درمیان یہ قہر برساتے الفاظ ادا کیے۔ادیان کے تن بدن میں اس کی حرکت سے آگ لگ گئی۔

واؤ امپریسو علیزے زمین سے تو تم نکلی نہیں پوری طرح یہ باتیں کہاں سے سیکھ" لی۔ محبت تو بہت دور کی بات ہے میرے دل میں تمہیں لے کر نفرت کے سوا کوئی جذبہ نہیں ہے اسی لیے خوشفہمیاں پالنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔تمہیں بس اپنی دسترس "میں لیا اور وہی میں تمہیں مات دے دوں گا اپنے ہر عمل سے۔

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اپنی مخصوص پروقاد چال چلتا اس تک آیا جس کی آنکھیں مسلسل رونے کی بدولت سوجھ چکی تھی۔چھوٹی سی ناک جو سرخ پڑچکی تھی۔اس کا ہولے ہولے کانپتا وجود دیکھتے ادیان تمسخرانہ انداز میں ہنس دیا۔اور تنے تنے تاثرات لیے اس کی جانب جھکتے پھنکارا اس کی بات پہ سبکی کے احساس سے مقابل کا چہرہ دھواں دھواں ہوا لیکن وہ پھر بھی مکمل بے نیازی برتتے مسلسل نظریں جھکائے ڈریسنگ ٹیبل پہ اپنے ناخن کھرچنے میں مصروف تھی ایک بے مول آنسو اس کی آنکھ سے گرتے

رخسار پہ بہہ گیا۔ ادیان نے ناگواری سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا۔اور ایک جھٹکے سے اس کا چھوٹا سا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں قید کرتے اس کی ہاتھ کی نبض سہلانے لگا۔ لیزے کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا ابھی اپنی کمر اس کا سرسراتا لمس ابھی بھی محسوس ہورہا تھا اور اب وہ اس کے ہاتھ تھامتے اسے اپنی انگلیوں سے سہلاتے اسے تڑپنے پہ مجبور کرگیا۔اس سے پہلے کہ وہ ڈھے کر گرتی ادیان نے اسے اپنے قریب کرتے اس کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھی۔اسکی گہری سانسوں کی تپش لیزے کا چہرہ جھلسانے لگی۔

"تمہارا سوچنا صرف میری ذات تک ہونا چاہیے گوٹ اٹ۔ بہت جلد اپنی دسترس میں لے کر اس مٹھی میں قید کرلوں گا۔اور یہ جو زبان چل رہی ہے آئندہ میرے سامنے اونچے لہجے میں بات کرنے سے گریز کرنا کیونکہ ان کو قابو کرنے کیلیے پھر مجھے مخصوص تالے کا استعمال کرنا پڑے گا جو میں کرنا بخوبی جانتا ہوں۔ مسز ادیان شاہ بننے کی تیاری کرو ۔اگلے پندرہ دن میں تمہارے وجود پہ اپنے نام کی مہر ثبت کروں گا۔"

اس کے دیکھنے کا انداز اس قدر گہرا تھا کہ لیزے کا چہرہ اس کی ذو معنی بات پہ سرخ پڑ گیا۔ وہ اتنی ہی دیر میں اس کی دھڑکنیں بری طرح متزلزل کر گیا تھا۔ اسکا کمزور سا دل یہ سب سہنے سے انکاری تھا لیکن وہ خود پہ حیران تھی کہ وہ اب تک کھڑی کیوں ہے۔ ادیان نے اس کی لامبی پلکوں پہ پھونک مارتے پوری طرح اپنے سحر میں جکڑ لیا۔ اس نے کپکپاتے ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرے اور جوں ہی نظریں اٹھائی وہ گہری نگاہیں اس کے وجود پہ ہی ٹکائے کھڑا تھا۔

لیزے بھاگنے والے انداز میں واشروم میں بند ہوتے اس کا دروازہ لاک کرتے اس سے ٹیک لگائے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ جبکہ اس کے جاتے ہی ادیان کا طنزیہ چہرہ سپاٹ ہو چکا تھا۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتا کمرے کا دروازہ کھولتا ایک نگاہ باہر کی جانب ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔"

وہ اپنے چہرے پہ پانی کے چھپاکے مارتے ہوئے سختی سے آنکھوں سے بہتے آنسو رگڑتے ہوئے دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوتے پرعزم لہجے میں بولی۔دل کہی نہ کہی اس کی اتنی جانلیوا اور جھلساتی ہوئی قربت کا سوچتے بری طرح دھڑک رہا تھا۔

عزہ کچن میں محرم کے ساتھ رات کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھی جب باہر سے آتی آوازوں پہ کسی کی آنے کا گمان ہوا۔ان دونوں نے کام سے ہاتھ روکتے حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ محرم نے گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے سات بجارہی تھی۔

"آپی میں دیکھ کر آئی شاید کوئی آیا ہے۔"

عزہ سنک سے ہاتھ دھوتے ہوئے گویا ہوئی اور ساتھ ہی ملازمہ کو سلاد کاٹنے کا کہتے خود باہر کی جانب چل دی۔

"ٹھیک ہے تم مجھے بتاؤ میں بھی بس آئی۔"

محرم نے اسے کہتے سرعت سے اپنا کام سمیٹنا شروع کیا۔

عزہ جوں ہی کچن سے باہر نکلی تو حجاب کی فیملی کو صوفے پہ براجمان سب سے باتوں میں مصروف دیکھ مسکراتے ہوئے ان سب تک آئی۔

"ارے حجاب کیسی ہو تم۔"

وہ آگے بڑھتے ہوئے محبت سے اس سے ملی اتنی دیر میں آوازیں اونچی ہوتی دیکھ محرم بھی باہر آگئیں۔

"میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ سب کہاں ہیں۔"

اس نے لاؤنج کی جانب دنظریں گھمائی جو خالی اسے منہ چڑھارہا تھا۔

بچے اپنے کمروں میں ہیں۔ اور آپی لو آگئی۔ باقی فان اور بھائی نے آنا ہے آفس سے" "آتے ہی ہونگے بس۔

اسے جواب دیتے وہ ربان اور ضرار کی جانب متوجہ ہوئی۔ اور ان کے ماتھے پر پیار دیتے ساتھ ہی بیٹھتے بات کرنے لگی جبکہ محرم حجاب سے حال احوال استفسار کرنے لگی پھر اٹھ کر بچوں کو ان کی آمد کا بتانے زینے اوپر کی جانب چل دیں۔

انابیہ امائزہ کو حجاب کے آنے کی اطلاع دے کر نیچے انے کا کہتے خود نیچے کی جانب چل دیں۔

ابھی انہیں باتیں کرتے کچھ دیر گزری تھی کہ انابیہ اور امائزہ کے ساتھ فہیم بھی ان کی جانب چلا آیا۔ حجاب سے ملتے انابیہ اور امائزہ نے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے ربان اور ضرار کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوگئی جبکہ فہیم ایان سے مل کر وہیں بیٹھ گیا۔

"آپ لوگ بیٹھیں میں ذرا کچن دیکھ لوں۔"

عزہ نے محرم کی جانب اشارہ کرتے اسے وہیں بیٹھنے کا کہتے خود کچن کی جانب چلی گئی۔

"اور بتاؤ فہیم کیسے ہو آگے کا کیا ارادہ ہے تمھارا۔"

ایان کے پوچھنے پر فہیم ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"کچھ خاص نہیں خالو بس اب ہاسپٹل میں ہاؤس جاب شروع کرنی ہے۔"

فہیم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اور اب کیسا ہے تمھارا پاؤں فہیم۔"

حجاب کے پوچھنے پر وہ چونک کر ان کی جانب دیکھتے سنجیدہ ہوا۔

"کافی بہتر ہے خالہ بس آپ دعا کریں مکمل طور پر ٹھیک ہوجائے۔"

فہیم نے بمشکل مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں انشاءاللہ ٹھیک ہوجائے گا فہیم تم فکر مت کرو۔"

محرم نے بے ساختہ اسے ساتھ لگائے تسلی دی جس کا چہرہ ہمیشہ کی طرح اس ذکر پہ اتر چکا تھا وہ ان کی بات پہ طمانیت سے مسکرایا۔

"ادیان اور بھائی وغیرہ کب آئینگے۔"

حجاب کے پوچھنے پر سب اسی جانب متوجہ ہوئے۔

"وہ بس آنے ہی والے ہونگے کچھ دیر تک۔"

محرم انہیں جواب دے ہی رہی تھی کہ عزہ نے کھانا لگنے کا بتایا تو وہ سب ڈائننگ ہال کی جانب چل دیئے۔

"ماما میں آج یہیں رک جاؤں پلیز۔"

کھانے کے دوران زوہان نے کہا۔

معصومیت سے پوچھتے وہ سب کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"کیوں بھئی پھر اسکول کون جائے گا بالکل کوئی چھٹی نہیں ہے اسکول کی۔"

حجاب نے اسے گھورنا ضروری سمجھا۔

"ماما مجھے اپنی دونوں آپی کے ساتھ رہنا ہے ان کے ساتھ کھیلنا ہے۔"

زوہان نے منہ بسورتے ہوئے افسردگی سے کہا۔

"زوہان جب اسکول آف ہوگا تب رک جانا ناں ابھی ایسے آپکی اسٹڈی ویسٹ ہوگی۔"

امائزہ نے محبت سے اس کے بال بگاڑتے خوشامدی لہجے میں کہا۔

"پھر ماما پرامس کریں مجھے بھیجیں گی یہاں۔"

زوہان نے حجاب کی جانب دیکھتے ان کی تصدیق چاہی تو وہ سب اس کی بے اعتباری پہ تاسف سے نفی میں سر ہلا گئے۔۔

اوکے ماما کرتی ہیں پرامس بھیج دینگی جب آف ہوگا پر ابھی آپ نے بالکل ضد نہیں کرنی۔"

حجاب نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر خوش ہوتے کھانے کی جانب متوجہ ہوگیا۔

اسی طرح خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا جبکہ محرم کی نظر گھر کے دروازے کی جانب بار بار اٹھ رہی تھی کیونکہ نو بج چکے تھے لیکن کسی کا اتا پتہ نہیں تھا۔

آج احد کی پوری فیملی معاذ کے گھر پریشے کے رشتے کے بابت بات کرنے آنے والے تھے اور یہ دو دن پہلے ازلان کی سمجھائی ہوئی بات کا ہی اثر تھا کہ پریشے آج کچن میں ان کی میزبانی کی خاطر تیاریوں میں مصروف تھیں۔یہاں تک کہ انہیں اردگرد کا ہوش تک نہیں تھا۔انہوں نے ایک نگاہ گھڑی کی سمت ڈالی جو رات کے ساڑھے آٹھ بجا رہی تھی۔انہوں نے وقت کا خیال کرتے تمام کام ترک کرتے کمرے میں ہی جانے میں عافیت جانی۔

ان سب نے معاذ کے آفس سے آنے کے بعد آنا مناسب سمجھا کہ سب کے سامنے بات کرنا زیادہ مناسب ہے ابھی وہ کچن کی تمام تیاریاں مکمل دیکھ کر باہر کی جانب آئیں تو

فہد وہیں صوفے پر لاپرواہی سے بیٹھا گیم کھلینے میں مصروف تھا۔انہیں تو اسے دیکھ کر پتنگے ہی لگ گئے۔

فہد جاکر تیار ہو وہ لوگ آجائینگے پھر جا کر ریڈی ہوگے بس ہر وقت گیم کھیلنا ہوتا"
"ہے۔کوئی اور کام زندگی میں رہ ہی نہیں گیا تمہارے۔

پریشے نے فہد کے مسلسل ایک ہی زاویے پہ بیٹھ کر گیم پر چوٹ کرتے کہا۔

"مام بس یہ ہوجائے تو جاتا ہوں بس پورا ہوگیا۔"

ایک نظر پریشے کو دیکھتے ٹالنے والے انداز میں کہتے دوبارہ اپنے گیم کی جانب متوجہ ہوگیا۔

جلدی کرو میں بھی جا رہی ہوں روم میں فریش ہونے اور روشانے کو بھی دیکھ لوں۔"
"واپس پر تیار ملو مجھے۔

اسے غصے سے گھورتی دندناتی ہوئی وہ اپنے کمرے کی جانب چل دیں کمرے میں داخل ہوتے ہی الماری کھولتے جلدی سے اپنا گرے اور سرخ امتزاج کا لیلن کا خوبصورت سا ڈریس نکالتے فریش ہونے کے لئے واشروم کی سمت چل دیں کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہوتی ہلکا ہلکا سا تیار ہوتے اپنی تیاری پہ مکمل نظرِثانی کرتے

انہوں نے روشانے کے کمرے کا رخ کیا جہاں وہ بلیو ٹراؤزر پر سی گرین فراک زیب تن کیے پونی ٹیل باندھے تیار تھی پریشے کو اپنے روم میں دیکھ کر ان کی جانب مڑی اور استفہامیہ نگاہیں ان کی سمت اٹھائی۔

"روشی تیار ہو بیٹا ارے ماشاءاللہ اتنی حسین لگ رہی ہو۔"

وہ مسکراتے ہوئے روشانے کی جانب بڑھتے اس کا ماتھا چومتے بولیں جو ہلکے ہلکے میک اپ کیے اس کے چہرے کے نین نقش مزید نکھر گئے تھے تو روشانے بھی مسکرا کر ان کے گلے سے لگتی ان کا گال چوم گئی اور دل میں معاذ اور ازلان شاہ کا شکریہ ادا کیا جن کی وجہ سے آج یہ سب ممکن ہوا تھا ورنہ ناجانے کس قدر پاپڑ بیلنے پڑتے

چلو میں نیچے ہوں دیکھتی ہوں تم بھی آجانا تھوڑی دیر میں۔ یا ایسا کروں گی میں بلالوں گی۔"

روشانے کو ایک نظر دیکھتی وہ سنجیدگی سے کہتی وہ لاؤنج کی جانب چل دیں جہاں اب فہد موجود نہیں تھا البتہ سامنے داخلی دروازے سے معاذ خان کے ساتھ ہی ازلان اور عفان

شاہ اپنی مخصوص پروقار چال چلتے باتوں میں مصروف اندر کی جانب آرہے تھے اپنے بھائیوں کو دیکھتے وہ مسکراتی ان کی جانب بڑھ کر ان سے ملنے لگیں۔

یہ بھی معاذ خان نے ہی ان سے کہا تھا کہ اگر وہ ان لوگوں کی موجودگی میں یہاں موجود ہو اذلان شاہ بنا کسی تردد کے ان کی بات مان گئے تھے۔ابھی ان کو آئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ باہر سے آنے والی ہارن کی آواز پر وہ لوگ اس سمت متوجہ ہوئے۔ جہاں احد کی فیملی آچکی تھی۔

ان سب سے مصافحہ کرتے وہ لوگ مسکراتے ہوئے ساتھ ہی براجمان ہوگئے۔

"آپ لوگوں کو تو ہمارے یہاں آنے کا مقصد معلوم ہی ہے تو کیا تمہید باندھنی۔"

احد کے ڈیڈ نے مسکراتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

جی بالکل ہم چاہتے ہیں کہ آپ روشانے کو اب جلد ہی ہماری گھر کی بیٹی بنادیں ویسے "وہ ہے کہاں۔

اب کہ احد کی ماما نے بھی ان سب کی بات میں حصہ لیا۔تو پریشے نے چونک کر ان کی سمت دیکھا۔

"وہ روم میں ہے میں ابھی بلاتی ہوں۔"
پریشے مسکرا کر کہتی اٹھ کر روشانے کو بلانے کی غرض سے اس کے کمرے کی جانب چل دیں۔
معاذ صاحب ہم یہ باقی فضول رسومات کے حق میں بلکل بھی نہیں ہیں تو ہم چاہتے"
"ہیں کہ سیدھا نکاح اور ساتھ ہی رخصتی کا فنکشن کریں آپ سب کا کیا خیال ہے۔
انہوں نے اپنی بات کے اختتام پر ان کی جانب دیکھا۔اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ بولتے اپنے پاس سے آنے والی آواز پہ ان کی سمت متوجہ ہوئے۔
"ارے روشانے بیٹی ماشاءاللہ کتنی پیاری لگ رہی ہو بیٹھو یہاں میرے پاس۔"
انہوں نے اسے اپنی ساتھ جگہ بناتے بٹھایا تو وہ جھجھکتے ہوئے وہاں بیٹھ گئی۔انہوں نے مسکراتے ہوئے روشانے کا ماتھا چوما۔انہیں احد کی پسند حقیقتاً پسند آئی تھی۔
"بھابھی یو آر سو بیوٹیفل۔"
احد کی چھوٹی بہن منتہا اس کی تعریف کیۓ بنا نہ رہ سکی۔
"آپ لوگوں نے بتایا نہیں کیا خیال ہے آپکا۔"

احد کی مام نے ان سے سوال کرتے دوبارہ ان سب کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا تو وہ ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

دیکھیں ہم رشتوں میں جلدی اور زبردستی کے قائل تو نہیں پر یہاں بچے بھی کافی" عرصے سے خود کو جانتے ہیں اور معاذ بھی احد کو اچھے طرح جانتا ہے تو ویسے تو اس میں "کوئی مضائقہ نہیں ہے پھر بھی ایک بار مشورہ کر لیں گھر میں پھر بتاتے ہیں آپ کو۔

ازلان سے متانت سے بات مکمل کرتے ان کی جانب دیکھا تو انہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلادیا۔

"آپ لوگ کچھ لے کیوں نہیں رہے یہ سب آپ کے لئے ہے کھائیں پلیز۔"

عفان شاہ جو کب سے خاموش بیٹھتے سے اکتا گئے تھے مسکرا کر کھانے کی جانب ان سب کی توجہ دلائی ان کی بات پر سب مسکرا کر کھانے کی جانب متوجہ ہوگئے جو ابھی ہی ملازمہ میز پر سیٹ کر گئی تھیں۔

خوشگوار ماحول میں کھانا کھانے کے بعد یونہی شادی کے متعلق کچھ باتیں کر کے انہوں نے وقت کا خیال کر کے گھر کی راہ لی۔

اب ہم بھی نکلتے ہیں کافی وقت ہوگیا ہے ادیان نے تو گھر جاکر بتادیا ہوگا لیکن پھر "
"بھی میری بیگم نے اچھا خاصا ناراضگی کا اظہار کرنا ہے مجھ سے۔
اذلان شاہ ان کے جاتے ہی اپنی مضبوط چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔سب ان کی بات پہ بے ساختہ مسکرادیے۔

صائم خان ہسپتال سے جوں ہی لوٹے زمان صاحب اور تحریم بیگم سے ملتے فریش ہونے کا سوچتے اپنے کمرے کی ست چل دیے۔آج ویسے بھی کام ذیادہ ہونے کی بدولت انہیں گھر آتے دیری ہوچکی تھی۔ان کی مصروفیت کا سوچتے رائم نے بھی آج ہسپتال کا رخ کیا۔انہوں نے دروازہ ہولے سے کھولتے جیسے ہی اندر قدم رکھا منہ پہ پڑنے والے کشن سے ہڑبڑاتے اس ہونے والی افتاد کا ملاحظہ کرنے لگے لیکن سامنے ٹرٹر کرتی اپنی بیوی کو دیکھتے ان کو بخوبی اندازہ ہوچکا تھا کہ آج ان کی خیر نہیں تھی۔

کیا ہوگیا ہے آیت ہر ٹائم تمہاری چک چک سنتے رہو بس جتنی تیزی سے زبان چلتی ہے"

"اتنی ہی تیزی سے میرے آنے سے پہلے کام ختم کر کے کمرے سے باہر چلی جایا کرو۔

وہ پہلی بات اونچی جبکہ باقی ساری بات دل ہی دل میں بولے۔اونچی بولنے کا مطلب گویا شیر کے منہ میں انگلی دینے کے برابر تھا۔ان کی بات پہ آیت نے انہیں ایسے گھورا جیسے کوئی ناممکن بات کہ دی ہو۔

آپ تو فلحال خاموش ہی اختیار رکھیں میرا منہ مت کھلوائیں آج تک آپ نے میری کوئی" بات ماننا گوارا کی بھی ہے جو آئندہ کیلیے میں آپ سے کسی قسم کی کوئی خاص امید "رکھوں۔

وہ بیڈ شیٹ ہلکے ہلکے ہاتھوں سے درست کرتی ساتھ ساتھ ماتھے پہ بل ڈالے بڑبڑانے کا شغل بھی فرمارہی تھی دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ آج ساری بھڑاس نکال کر صائم کے منہ پہ مار دے جو ہمیشہ کی طرح انہیں محرم کے گھر جانے کا کہ کر خود ہی بھول چکے تھے۔

صائم جو ابھی ہسپتال سے تھکے ہارے ڈھیلے قدموں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تھے اس کا غصے سے سرخ چہرے سمیت بڑبڑاہٹ والا کام ان کی سمجھ سے باہر تھا کہ وہ ناراضگی کا اظہار کیوں کررہی ہے کیونکہ اب تو اس سے کوئی ایسی کوتاہی سرزد نہیں ہوئی تھی جس کیلیے انھیں اتنا کچھ سننا پڑتا۔

"اب میں نے کیا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے ایسا آیت بی بی جس کا مجھے بھی اندازہ نہیں ہے۔"

وہ جو اپنے دماغ کو پرسکون کرنے گھر آئے تھے تاکہ گھر جاکر کچھ دیر آرام کرکے دماغ کو سکون فراہم کرسکے اسے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتا دیکھ خود بھی تپتے ہوئے صوفے سے پشت ٹکائے آنکھیں موند کر ٹانگ جھلانے لگے لیکن ان کی اگلی بات پہ صائم کی آنکھیں پٹ سے واں ہوئی آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے ساری بیزاری ان کی بات پہ اڑنچھو ہوچکی تھی۔

وہ منہ پہ ہاتھ پھیرتے مسکراہٹ دباگئے۔

چپ کرجائیں مزید کچھ مت بولئے گا آج ہم نے محرم آپی کی طرف جانا تھا شاید اور غلطی" سرزد کا تو مت ہی پوچھیے آپ نے گناہ کیا ہے میں تو کہتی ہوں آپ جیسا شوہر کسی کو نہ عطا کرے اللہ جو بیوی کی خواہش بھی سر آنکھوں پہ نہ رکھیں مجھے تو اپنا ایک ہی غم نہیں بھولتا باقیوں کا کیا ذکر کروں میں مجال ہے جو میری بارہ بچوں والی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش بھی کی ہو آپ نے مجھے اتنی شدت سے خواہش تھی کہ چھ بچے ایک جانب اور چھ بچے دوسری جانب ہو اور میں وسط میں کھڑی چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ سجائے ایک تصویر کھنچوا کر پورٹریٹ کرواتی"۔

وہ آنکھوں میں الوہی سی چمک لیے حسرت ذدہ لہجے میں بولی ساتھ ساتھ ہاتھ پھرتی سے کام کرنے میں بھی مصروف تھے لیکن صائم کے چہرے پہ نظر پڑتے ہی اسے شدت سے اندازہ ہوا ہمیشہ کی طرح کوئی گل افشانی کر چکی ہے تبھی سرخ چہرے سمیت کھسیانی ہنسی ہنستے الماری کھولتے صائم کیلیے آرام دہ سوٹ نکالنے لگی تاکہ وہ فریش ہوسکے اور وہ اس کی معنی خیز نگاہوں سے بچ سکیں جو پوری طرح اسے پریشان کرنے کی تگ و دو میں تھی دل ہی دل میں وہ اپنے آپ کو لعن طعن کرنا نہ بھولی۔

شادی کے اتنے سال بعد گزر جانے کے باوجود بھی ان کی اس عادت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی بلکہ اب تو صائم کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وقت کے ساتھ ان کی یہ عادت مزید پختہ ہوگئی ہے ہمیشہ غلط بات کرنے والی۔

وہ مضبوط چال چلتے چہرے پہ معنی خیز مسکراہٹ سجائے ان تک پہنچے اور الماری کے دونوں اطراف اپنے بازو رکھتے اسے اپنے حصار میں لیتے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ آنکھوں میں شرارت لیے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا تو میں کہا گیا پھر بچے پیدا ہم دونوں نے کیے تصویر تم اکیلی کیوں کھنچواؤ گی۔"

وہ انگلی کی مدد سے ان کے چہرے کا رخ اپنی جانب کرتے ہوئے اپنے مخصوص بھاری لہجے میں مصنوعی ناراضگی سے بولے تو آیت کمال مہارت کے ساتھ عجلت میں ان کا حصار توڑتی پیچھے ہوئی اور اپنے خشک حلق کو تر کیا۔

آپ تصویر کھینچے گے نہ خیر میں کیوں صفائیاں دے رہی ہوں کونسا ہوگئے ہیں ہمارے" "اب جو تین ہیں انہیں ہی سنبھال لیں۔

ان کی نگاہوں کا ہی کمال تھا کہ اتنے سالوں بعد بھی وہ بولتے بولتے ان کی باتوں سے گھبرا جاتی تھی تبھی نگاہیں چڑاتے ہوئے لٹھ مار انداز میں بولی اور اس کے کپڑے صوفے پہ رکھتے انہیں جانے کا اشارہ کیا۔ صائم خان ان کے طنز پہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئے۔

"ماما آپ پریشان ہی کیوں ہوتی ہیں آپ کی خواہش کی تکمیل پاپا نہیں کرپائے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ کا یہ بیٹا کس کام آئے گا آپ کے بارہ بچوں کا خواب میں پورا کروں گا اور اس دن آپ کو مجھے اس دنیا میں لانے پہ فخر محسوس ہوگا پھر انہیں آپ دونوں جانب کھڑا کر کے انہیں تصویر بنوا لیجیے گا میں آپ کے شوق کیلیے کوئی کومپرومائز نہیں کرسکتا۔ اور میری ماں کی خواہش کا احترام میرے پہ فرض ہے۔"

آیت کی ہی طرح رائم جو خود بھی صائم کے ساتھ ہسپتال سے آیا تھا غلط وقت میں اینٹری مارتے اپنی بکواس کرنا ضروری سمجھا آیت تو اس کی بات پہ صدقے واری جاتی اس کا ماتھا چوم گئی اور ممتا بھری نہارتی نظروں سے اس کی سمت دیکھا اس کی توقع کے عین مطابق صائم نے اپنے سب سے اول دشمن کو دیکھا جو ہمیشہ غلط وقت پہ آکر ان کے

موڈ کا ستیاناس کرنے میں کوئی کسر نہیں جانے دیتا تھا۔آج بھی اس نے اپنی کام میں کوتاہی نہیں برتی تھی وہ دانت کچکچا کر اسے دیکھتے رہ گئے۔

وہ چہرے پہ تنے تنے تاثرات لیے اسی کی جانب متوجہ تھے رائم نے آیت کو ایک طرف کرتے شرارت آمیز نگاہوں سے انہیں تکتے صائم کا ماتھا چوم لیا اور اسے دیکھتے شرارت سے آنکھ دبائی۔صائم تو اس کی حرکت پہ ایک لمحے کیلیے بوکھلا گئے۔

قسم سے بڑے ہی ان رومانٹیک واقع ہوئے ہیں آپ میری ماں کا ایک خواب تھا وہ" بھی پورا نہیں کرپائے لیکن اب مجھے آپ کے تاثرات سے اندازہ ہورہا ہے جیسے آپ کو بھی مزید بارہ بچوں کا ارمان ہے لیکن میں اس میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکتا کیونکہ میں اپنی بیوی پر اتنا ظلم نہیں ڈھا سکتا بارہ بچے بہت ہیں ہمارے لیے مزید بارہ کیلیے اپنے چھوٹے سپوت سے رابطہ کریں میں اپنی ہونے والی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں اسے "اتنی پریشانی میں مبتلا کرنے کا خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا۔

وہ ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھپتھپاتے ہوئے لہجے میں افسردگی سموئے بولا تو صائم جو کب سے اپنے غصے پہ ضبط سے کڑے پہرے بٹھائے بیٹھے تھے وہ ٹوٹ گیا اور تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔

واہ صاجزادے صاحب کے خوابوں کا تو ذرا ملاحظہ فرمائیں شرم کدھر بیچ کر آئے ہو۔"

ایسی فضولیات بکتے شرم نہیں آتی تمہیں اپنے ماں باپ کے سامنے۔ اور دل تو چاہ رہا ہے کان کے نیچے دو لگاؤ گھوڑے جتنے ہوگئے ہو لیکن شرم تمہارے اندر ایک ریت کے ذرے کے برابر بھی نہیں ہے کون میاں بیوی کے کمرے میں ایسے منہ پھاڑ کر گھستا ہے اور ایسے بے شرموں کی طرح ایسی باتیں کرتا ہے۔"

انہوں نے غصے سے اس کا کان جکڑتے کرخت لہجے میں استسفار کیا تو اس نے ڈھیٹوں کی طرح دانت نکوستے ہوئے ان کی جانب دیکھا جیسے ان کے بولنے سے کوئی خاص فرق نہ پڑا ہو۔

"بس کیا کروں غلطی سے آپ کی بیوی کے چلا گیا ہوں۔"

وہ اپنے لہجے میں بیچارگی سموئے بولا لیکن آنکھوں میں واضح شرارت ناچ رہی تھی جبکہ قہقہہ ضبط کرنے میں چکر میں چہرہ سرخ پڑتا جارہا تھا اس کی بات پہ اس کے صدقے واری جاتی آیت کے چہرے سے مسکراہٹ لمحے میں غائب ہوئی انہوں نے ہونقوں کی طرح اس کی بات سمجھنے کی کوشش کی شعور کی منزل طے کرتے ہی انہوں نے تیکھے چتونوں سمیت اسے گھورنا ضروری سمجھا۔

"ارے آپ کیوں گھور رہی ہیں مجھے آپ ان کی بیوی تھوڑی ہیں آپ تو ان کی آیت بی بی ہیں ویسے ایک بات نہیں سمجھ آتی بی بی کی کیا لوجک ہے۔بے بی کہتے تو سمجھ میں بھی آتا۔ ذرا رومانوی سا احساس ہوتا ہے آپ کی بیوی کے دل میں بھی محبت بھرا احساس جاگتا لیا پتہ اسی طرح ہی بارہ بچے ہوجاتے۔میں تو اپنی بیوی کو بے بی کہ کر مخاطب کروں گا تاکہ جلد سے جلد بچے اس دنیا میں آئیں۔"

وہ مسخرے پن سے انہیں سمجھانے والے انداز میں بولا تو صدا کی جھلی آیت نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا صائم کا چہرہ خجالت سے سرخ پڑگیا لیکن جیسے ہی وہ اس کی بات نے آیت کے دماغ تک رسائی حاصل کی وہ دونوں دانت پیستے ہوئے اس کی جانب لپکے

لیکن وہ ہمیشہ کی طرح انہیں چکمہ دے کر وہاں سے روپوش ہوچکا تھا اب ان دونوں کے پاس ضبط سے مٹھیاں بھینچنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

آیت تمہیں مجھ سے شکوہ ہے نہیں مجھے تم سے شکوہ ہے اسے کہاں سے اٹھالائی"

"ہو۔یہ میری اولاد قطعی نہیں ہوسکتا۔

وہ دونوں ہاتھوں میں سر کو گرائے روہانسے ہوتے صوفے پہ ڈھے گئے جبکہ ان کی اس بات پہ آیت تن فن کرتی ان کے سر پہ کھڑے ہوتے اپنے دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے انہیں گھورنے لگی۔

ابھی تو آپ کہ رہے تھے کہ بچے میں نے اکیلی نے تھوڑی پیدا کیے ہیں آپ کا بھی"

"عمل دخل ہے تو اب اس کی باری وہ عمل دخل چننے بیچنے گیا تھا۔

وہ چہرے پہ تننے تننے تاثرات لیے منہ پھاڑ کر بولی تو صائم نے قہر آلود نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنے شبِ خوابی کا لباس اٹھاتے پیر پٹختے ہوئے واشروم کی سمت چل دیے ان کے جاتے ہی آیت مشکوک نگاہوں سے ان کا رویہ جانچنے لگی۔

"لکی میں نے جو کام تجھے کہا تھا وہ ہوا یا نہیں۔"

وہ ریوالونگ کرسی پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا سیگریٹ کے گہرے کش لیتے اپنے خاص آدمی سے مخاطب تھا۔لکی نے اس کی سرخ نگاہیں دیکھتے ہڑبڑا کر نظریں جھکالی اور مکروہ مسکراہٹ سمیت اثبات میں سر ہلایا۔جبکہ اس کی سر ہلنے پہ کرسی پہ بیٹھا وجود چمکتی آنکھوں سمیت خباثت سے مسکرادیا۔جس سے اس کی آنکھوں کی چمک میں مزید اضافہ ہوا۔

"چودھری صاحب آپ کے کہے کے مطابق اس کالج کی تین لڑکیوں کو ہم نے موقع سے ہی اٹھالیا ہے اور تینوں ہی کیا مست مال ہے دل میں عجیب سی گدگدی ہوتی ہے آپ کیوں اتنا مست مال اپنے پاس آکھٹی کرتے آگے کو بیچ دیتے ہو۔کچھ مزے ہماری چھوٹی قسمت میں بھی لکھ دو صاحب۔"

وہ چہرے پہ کمینگی لیے اپنا نچلا لب مسلتے ہوئے بولا تو چودھری نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی اور اس کی بات پہ تمسخرانہ انداز میں قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"تو چل اگلی باری تیری ڈن کر ابھی رات تک رومیل امریکہ سے پہنچتا ہی ہوگا کچھ دن تو یہی رہے لیکن پورا خیال کرنا ہے کسی کو بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیے۔ ہمیں ان سب لڑکیوں کو اگلے مہینے رات کے سناٹے میں ہی اس کے ساتھ ہی روانہ کرنا ہے۔اگر مزید دیری کی تو اگلا دھندا کیسے شروع کریں گے اور ممکن بھی ہے پولیس ہمارے اڈے تک پہنچ جائے ہمیں ہوشیار رہنا ہوگا ہر طرح سے۔"

وہ چہرے پہ چٹانوں جیسی سختی لیے اس سے گویا ہوا تو وہ بھی ساری بات سمجھتے سنجیدگی سے ہاں میں سر ہلایا۔ لیکن اس کی بات پہ ہلکی ہلکی افسردگی بھی چھاگئی تھی۔

"اور لیکن اتنی حسین حسین لڑکیاں دیکھ دل للچاتا ہے ایک آگ لگ جاتی ہے سینے میں اس آگ کو بجھانے کا ایک مخصوص طریقہ وہی ہے۔"

وہ آنکھوں میں پراسراریت لیے بولا جواباً وہ دونوں ہی اپنی بات پہ قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

"رائمہ کو بلا اور اسے کہہ تیار کرے اس میں سے ایک حسین ہیرے کو اور میری خدمت میں پیش کرے۔"

وہ اپنی ہاتھ کی مٹھی کو مسلتے ہوئے ہوس بھری نگاہوں سے اس لڑکی کا تصور اپنی آنکھوں میں سموتے ہوئے بولا اور مشروب کی بوتل پکڑتے گلاس میں انڈیلتے اس میں کوئی گولی ملاتے اپنے لبوں سے لگاگیا لکی اس کی حرکت پہ مسکراتے سر جھٹکتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"صاحب وہ۔"

تو اس کمرے میں کیا کررہی ہے میرے پوچھے بغیر تو نے کمرے میں قدم بھی کیسے رکھے" "بتا مجھے۔

چودھری جو ریلیکس انداز میں صوفے پہ بیٹھا سیگریٹ پینے میں مشغول تھا معاً کسی کی پکار پہ جوں ہی گردن ترچھی کرتے پیچھے کی جانب دیکھا اس بچی کو اپنے کمرے کے باہر کھڑا دیکھ اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی وہ غصے میں تن فن کرتا اس تک پہنچا اور اس کا بازو زور سے جھٹکتے حلق پہ بل دھاڑا۔اس پہ جھٹکا دینے پر اس لڑکی کے وجود میں باقاعدہ ٹیس سی اٹھی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کا بازو تن سے ہی جدا کردیا ہو۔وہ

بغیر آواز کے آنکھیں میچے رونے لگی لیکن رونے سے بھی آنکھوں میں مرچیں سی لگ رہی تھی۔

وہ وہ رائمہ بیگم نے کھانا بھیجا ہے میں تو بس وہ ہی لے کر آئی تھی۔ میں یہاں خود" "نہیں آئی چھوڑیں مجھے۔

وہ سہمی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے روتے ہوئے اپنی صفائی دینے والے انداز میں گویا ہوئی اس کے قریب آنے سے سیگریٹ کی بدبو سے سانس لینا محال ہورہا تھا۔کمرے میں ایک گھٹن نے احاطہ کیا ہوا تھا اس نے گہرے گہرے سانس بھرتے جیسے اپنے اعصاب پہ قابو پانا چاہا۔اسے باقاعدہ ابکائی کا احساس ہوا۔

لگتا ہے تو بھول گئی ہے میری کہی بات۔جو کل تیری گردن پہ نشان ڈالے ہیں وہ آج" تیرے پاؤں پہ بھی ڈالنے پڑے گے۔پھر تجھے اندازہ ہوگا کہ چوہدری اپنے کہے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔تو جو بار بار اپنی اوقات بھول جاتی ہے۔ایک ہی بار تیرا بھیجا کھول کر اس میں "انڈیلنا پڑے گا سب۔

وہ دحشت ذدہ نگاہوں سے اسے تمسخرانہ انداز میں دیکھتے پھنکارا جبکہ اس کی بات پہ اس کی آنکھیں خوف سے پھٹنے والی ہوگئی۔پورا وجود تھر تھر کانپنے لگا۔پور پور جیسے کل کی دی جانی والی اذیت کا سوچتے جلنے لگا۔ماں باپ کی یاد شدت سے ستائی۔

نہیں میں خود نہیں آئی یہاں پلیز مجھے جانے دو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی منہ پہ" "قفل لگا لوں گی پلیز جانے دو۔مجھے گھر بھیج دو پلیز میرے ماما پاپا کے پاس۔

وہ وحشت ذدہ نگاہوں سے اسے دیکھتی روتے اس کے سامنے باقاعدہ اپنے زخموں سے چور ہاتھ جوڑ گئی۔لیکن وہ تو جیسے ترس کھانے کی حالت میں ہی نہیں تھا۔تبھی اپنی انگلیوں سے اس کی تھوڑی کو سختی سے تھاما کہ وہ کراہ اٹھی۔

تو ایک بکاؤ مال ہے تیرے ماں باپ چند پیسوں کے عوض تجھے بیچ چکے ہیں۔اب" صرف تیری جسم فروشی کرنا باقی ہے لگتا ہے بہت چھوٹی ہے نہ ابھی اس لیے دماغ "میں باتیں نہیں گھستی۔

وہ اس کی کنپٹی کے انگلی کا دباؤ دیتا ہوا سرد لہجے میں بولا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی اور بے ساختہ وہ دن یاد کرنے لگی لیکن اسے تو کچھ یاد ہی نہیں تھا بس اتنا یاد تھا کہ وہ

اپنے بھائی کے ساتھ آئسکریم پارلر گئی تھی۔دماغ پہ زور ڈال کر بھی کچھ یاد نہ آیا تو وہ پھپھک پھپھک کر رودی۔

وہ غصے سے اسے گھورتے للی کو چیخ کر پکارنے لگا جیسے برداشت کی حد ختم ہوگئی ہو۔

تجھے میں نے کیا کہا تھا کہ یہاں سے باہر جانے کی بات منہ سے نہ نکالی ابھی تو تجھے" "یہاں سے بھیجنا ہے اور بھی بہت کچھ باقی ہے ابھی تو۔

وہ حلق کے بل چلاتے ہوئے اس کے بال مٹھی میں جکڑگیا۔اس لڑکی کو ایسا محسوس ہوا جیسے ابھی جڑ سے اکھڑ جائیں گے تکلیف کی شدت سے وہ آنکھیں میچ گئی۔اتنی سی عمر میں وہ ان سب چیزوں کا مطلب بھی نہیں جانتی تھی تو اسے کن کن تکالیف سے گزرنا پڑرہا ہے اس ظالم شخص نے زندگی کی تمام تلخیوں سے اسے روشناس کرایا تھا۔

"جی صاحب آپ نے بلایا۔"

للی فوراً ہانپتا ہوا اس تک پہنچا اور ہلکاتے لہجے میں گویا ہوا۔چودھری نے اس کی بات پہ دھوئے کا مرغولہ اس بچی کے منہ پہ چھوڑا وہ کھانس کھانس کر دوہری ہوگئی اس نے پھینکنے والے انداز میں اسے للی کی سمت دھکا دیا۔

اسے نیچے تہ خانے میں لے جاؤ اور باقی لڑکیوں کے ساتھ قید کردو۔تو میری بات کان" کھول کر سن تیری سزا رات پہ پینڈنگ کرتے ہیں آج پاؤں میں ایسی چوٹ دوں گا دوبارہ "چلنے کے قابل نہیں رہے گی۔

جبکہ اس کی اتنی ہولناک بات پہ بڑی مشکلوں سے اس نے اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹا اور دل ہی دل میں اپنے ماں باپ کو شدت سے یاد کرنے لگی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ بھاگ کر ان کے پاس پہنچ جائے۔

اور ہاں اگلا ٹارگٹ ہمارا کسی بھی یونیورسٹی کا رکھو بڑی رنگ برنگی تتلیوں کا دیدار ہوگا اپنی" آنکھیں ٹھنڈی کرلینا۔اب وہاں سے قیمتی ہیرے چرانے کا وقت آگیا ہے۔ جتنی سنہری "مرغیاں اتنا شاندار دھندا۔

وہ خباثت سے قہقہہ لگاتے ہوئے کھردرے لہجے میں بولا تو وہ مزید سہم کر دیوار سے جالگی جبکہ لکی اسے کھینچتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔اس کے جاتے ہی چودھری دوبارہ کرسی سے پشت لگاتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا گیا۔

"صائم خان تمہاری بربادی کا وقت شروع کاؤنٹ ڈاؤن سٹارٹ کردو۔"

وہ اپنے سامنے رکھی ٹیبل پہ ٹائم پیس کو الٹا کرتا آنکھوں میں شیطانی چمک لیے سرد لہجے میں پھنکارا۔ معاً فون پہ آنے والی کال پہ وہ تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتا آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوگیا۔

"شاہ۔"

اذلان شاہ جو شاور لینے کے بعد آفس کیلیے تیار ہوتے ہوئے آئینے کے سامنے کھڑے سنجیدگی سے اپنے اوپر پرفیوم سپرے کرنے میں مصروف تھے ان کی پریشان سی آواز پہ ان کے حرکت کرتے ہاتھ رکے۔ انہوں نے استفہامیہ نگاہیں محرم کی سمت اٹھائی جو انہیں اب کوٹ پہنانے کے ساتھ غیر مرئی نقطے پہ نظریں ٹکائے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی چہرے کے تاثرات پریشان کن تھے جو ایک لمحے کے اندر اندر اذلان کو بھی بے چین کرگئے۔

"کیا ہوگیا جانم۔ پریشان کیوں ہیں۔"

انہوں نے محبت سے اپنی محبوب بیوی کا ہاتھ تھامتے ان کے چہرے کا رخ اپنی جانب کیا جن کے بالوں میں بھی ہلکی ہلکی چاندی دکھنے لگی تھی آج بھی وہ انہیں پہلے دن ہی کی طرح عزیز تھیں۔ لیکن ان کے مخاطب کرنے کے بعد بھی ان کی بے چینی میں کوئی خاص فرق نہیں محسوس ہوا۔اب کے سچ مچ انہیں تشویش نے آن گھیرا۔انہوں نے محرم کے شانے پہ ہاتھ جماتے جیسے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا۔

شاہ میں سوچ رہی ہوں کہ ادیان کا قصہ تو روشی کے ساتھ ختم ہوچکا ہے تو کیوں نہ ہم" کہی اور اس کا رشتہ کے بابت بات چلائیں۔اس کا اداس چہرہ مجھ سے نہیں دیکھا "جاتا۔شادی ہوگی تو اپنی زندگی میں مصروف تو ہوگا کم سے کم۔

وہ ممتا بھرے انداز میں کہتے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرگئی۔اذلان نے سرد انداز میں ان کی جانب دیکھا جو پھر سے آنسو بہارہی تھی انہیں ہمیشہ سے ہی ان کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں تھے لیکن ان کی بات کچھ حد تک درست بھی تھی اور اس کے

ماں باپ ہونے کے بدولت انہیں ہی کچھ کرنا تھا ورنہ وہ اس روگ کو اپنے دل پہ بہت بری طرح لگالیتا جس کا اس کی صحت پہ کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا تھا۔

"لیکن میرا نہیں خیال اس سب سے باہر نکل کر وہ جلد ہی کسی اور رشتے کیلیے راضی ہوگا۔اٹس سیمز تو بی ڈیفیکلٹ۔باقی آپ اپنی جانب سے پوری کوشش کرکے دیکھ لیں یا ایسا کرتے ہیں آج آفس جاکر میں ہی اس سے اس متعلق کھلے لفظوں میں بات کرتا ہوں آپ بلکل بھی پریشان مت ہو۔"

وہ ان کا گال سہلاتے اس کی پیشانی پہ محبت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے تسلی دینے والے انداز میں گویا ہوئی اور دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہوگئے لیکن ان کی بات پہ مزید پرسکون ہونے کی بجائے محرم کے چہرے کے طوطے اڑگئے۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کو اس سے بات کرنے کی دونوں بات کم کرتے ہیں لڑتے زیادہ ہیں میں خود ہی کرلوں گی آپ آفس جائیں ادیان نے ویسے بھی کچھ دیر تک ہی آنا ہے میں سہی وقت دیکھ کر خود ہی بات کرلوں گی۔"

وہ ناراض نگاہوں سے انہیں تکتے ان کی بات پہ جھنجھلانے والے انداز میں بولی کیونکہ جب جب ان کے درمیان کسی بھی مدعے پہ بات ہوئی تھی وہاں بات تلخ کلامی تک جا چکی تھی لیکن محرم اب مزید یہ برداشت نہیں کرسکتی تھی تبھی خود ہی بات کرنے کا سوچا اور انہیں بتانا کم جتانا بھی ضروری سمجھا۔

آپ مجھے میرے ہی بیٹے سے بات کرنے سے روک رہی ہیں محترمہ اب اسے میں کیا" "سمجھو۔

وہ ترچھی نگاہوں سے انہیں دیکھتے انہیں اپنی جانب کھینچتے اپنے حصار میں لیتے مخاطب ہوئے تو انہوں نے مسکراہٹ دبا کر ان کی جانب دیکھا۔چہرے پہ ہلکا ہلکا گلال بکھر گیا تھا۔

ماںڈ اٹ مسٹر میں اس وقت آپ کو آپ کے بیٹے سے نہیں بلکہ ادیان شاہ سے بات" کرنے سے روک رہی ہوں۔کیونکہ دونوں ہی کا پتہ نہیں چلتا بات کس رخ لے جائیں۔ویسے مجھے انتہا کی حیرت ہوتی ہے کہ وہ کس پہ چلا گیا ہے خدا کی پناہ گھر میں کسی "کا بھی غصہ اس قدر خطرناک نہیں ہے جتنا اس کا ہے۔

وہ تصور میں ہی اس کے غصے کا سوچتے جھرجھری لیتے ہوئے گویا ہوئی تو اذلان بے ساختہ مسکرادیے معاً اپنے موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوئے جہاں ان کے پرسنل سیکرٹری کا نام جگمگارہا تھا۔

"اوکے میں نکل رہا ہوں آپ اپنا خیال رکھیے گا رات میں ملاقات ہوتی ہے۔ہوسکے تو اس مسئلے کا حل تلاش کیجیے گا۔"

وہ ان کے سر پہ ہولے سے لب مس کرتے ہوئے محبت سے اپنی محبوب بیوی سے گویا ہوئے تو وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلاکر اپنے محبوب شوہر کو دیکھنے لگی جنھوں نے قدم قدم پہ ان کا ساتھ دیا تھا چاہے کسی بھی قسم کے حالات ہو۔

اذلان کے کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ بھی ہلکا ہلکا کمرے کا حلیہ درست کرتے بیڈ کی چادر ٹھیک کرتے ادیان سے بات کرنے کا سوچتے اس کے کمرے کی سمت چل دی۔لیکن اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ وہ چونک کر پیچھے مڑی تو امائزہ ہاتھ میں آئل کی شیشی پکڑے التجائیہ نگاہوں سے ان کی سمت دیکھ رہی تھی محرم کو سارا قصہ سمجھنے میں سیکنڈ نہیں لگا۔آج کوئی ضروری لیکچر نہیں تھا تبھی امائزہ نے یونی سے آف لے لیا

تھا اسی لیے وہ محرم کے انتظار میں منڈلاتی پھر رہی تھی تاکہ وہ اچھے سے اس کے سر پہ مالش کردے۔

ایسا کرو نیچے چلو میں بھائی سے بات کر کے نیچے ہی آتی ہوں۔آج آپکی آنکھ کیسے کھل گئ" یونی جانا ہو تو ایسے سویا جاتا ہے جیسے اس سے ضروری کام کوئی نہیں۔اور چھٹی والے دن "صبح صبح ہی پورے گھر میں منڈلارہی ہو۔

وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے ڈانٹنے والے انداز میں بولی تو وہ ان کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتی انہیں ایک فلائنگ کس سے نوازتی بھاگتے ہوئے زینے اتر گئ۔ محرم اس کی حرکت پہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتی ادیان کے کمرے کی سمت چل دی یہ بات انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ امائزہ کو اپنے لمبے بالوں سے کس قدر عشق ہے آئے دن کوئی نیا ٹوٹکہ کرنے میں مصروف ہوتی تھی انہوں نے ادیان کے کمرے کے قریب پہنچتے ہی تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے ہولے سے اس کے کمرے کے دروازے پہ دستک دی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اندر سے آنے والی آواز پہ وہ دروازے آہستہ سے واں کرتی کمرے میں داخل ہوئی تو وہ آئینے کے سامنے کھڑا بال بنانے میں مصروف

تھا آئینے سے اپنے عقب میں نظر آنے والے عکس پہ نظر پڑتے ہی اس کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے اس نے ٹھٹھک کر محرم کو اس وقت اپنے کمرے میں دیکھا اور ایک نظر گھڑی کی جانب اٹھائی جو صبح کے نو بجا رہی تھی۔اس کیلیے یہ بات حیران کن تھی کہ وہ صبح ہی صبح اس کے کمرے میں موجود ہیں۔

مم کتنی بار آپ سے کہا ہے روم میں آتے ہوئے دروازہ مت ناک کیا کرے ایسا محسوس" "ہوتا ہے جیسے اپنے بیٹے کے نہیں کسی غیر کے کمرے میں آرہی ہیں۔

وہ برش ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھتا ایک تنقیدی نگاہ خود پہ ڈالتے اپنی مخصوص پروقار چال چلتے ان تک آیا اور ان کو اپنے حصار میں لیتے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیا جواباً وہ بھی اس کے بال سنوارتے کشادہ پیشانی چوم گئی۔

"آفس جارہے تھے کیا۔"

انہوں نے بات کی تہمید باندھتے انتہائی کوئی بے تکی بات کی تو ادیان نے مشکوک نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا معاً لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کرتے امنڈ آنے والی مسکراہٹ کو حلق میں ہی دبالیا۔

"جی شاید آپ بھول رہی ہیں میں اس وقت آفس ہی جاتا ہوں آپ بتائیں خیریت سے آئی ہیں۔کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتی۔"

وہ اپنی چوڑی کلائی میں مخصوص برانڈ کی قیمتی رولیکس کی گھڑی باندھتے ہوئے اپنے مخصوص سنجیدگی چہرے پہ طاری کیے سوالیہ نگاہیں ان کی سمت اٹھائی تو محرم نے اس کی بات پہ تند نگاہوں سے اسے گھورنا ضروری سمجھا۔

"ہاں کچھ ضروری بات ہی کرنی تھی پہلے تم ادھر آؤ میری بات سنو میرے پاس بیٹھو مجھے روشانے اور تمہارے متعلق بات کرنی ہے۔"

وہ اس کے تاثرات کا ملاحظہ کرتے ہوئے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے بولی جس کے چہرے کے تاثرات روشانے کے ذکر پہ تن چکے تھے۔محرم نے ایک ٹھنڈی گہری سانس ہوا کے سپرد کی اور استہفامیہ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی جو خود پہ پرفیوم چھڑکتا اب اس کا ڈھکن بند کرتے انھی کی سمت آرہا تھا۔ان کے پاس بیٹھتے ہی اس نے محبت سے ان کے ہاتھ چومے۔

سب کچھ پوچھیں لیکن اس متعلق کوئی بات مت کیجیے گا جو مجھے ناگوار گزرے اس" "روشانے کے متعلق تو بلکل نہیں۔

وہ تلخی سے انہیں باور کرواتا ہوا جتانے والے لہجے میں بولا تو محرم نے شکایتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جیسے اس کا روشی کو اس کہنا بلکل پسند نہیں آیا ہو۔

"یہ اس کیا ہوتا ہے ادیان۔میں نے پہلے بھی آپ کو سمجھایا تھا کہ ادیان وہ نئے رشتے جن کا سرے سے ہی فلحال ہماری زندگی میں کوئی وجود نہیں ہے ان کے لیے پرانے رشتوں کو نظرانداز مت کرو یہ فقط اذیت کے علاوہ مزید کچھ نہیں فراہم کرسکتے۔نئے رشتوں کو پرانے رشتوں پہ حاوی مت ہونے دو ہم لوگ انا اور ضد میں آکر پہلے سب کچھ ختم تو کردیتے ہیں لیکن اسی انا میں لیے گئے فیصلے ہمارے لیے کبھی نہ کبھی زندگی میں پچھتاوے کا سبب ضرور بن جاتے ہیں وہ اپنی زندگی کسی اور کے ساتھ گزارنے کی خواہشمند تھی وہ اس کے حق میں بہتر تھا تبھی اس کی دعائیں اس کے حق میں رنگ لے آئی اور وہ اس کے نام کی جلد ہی ہونے جارہی ہے۔اب آپ بھی اپنے حق میں جلد "سے جلد کوئی فیصلہ لے لو۔

وہ اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے سمجھانے والے انداز میں بولی آنکھوں میں ایک آس سی تھی کہ کاش وہ سمجھ جائے اور اپنی زندگی میں بھی آگے بڑھنے کا سوچے۔ جبکہ ان کی بات پہ وہ اپنی نگاہیں پھیر گیا۔

"مم لیکن۔"

اس سے پہلے کہ وہ سختی سے بولتے اپنی بات مکمل کرتا محرم نے سنجیدگی سے اس کی بات درمیان سے ہی اچک لی اور شاکی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جس کے ٹھیک ہونے کے فلحال کوئی آثار نہیں دکھائی دے رہے تھے۔

"ادیان ان گزرے کچھ دنوں کو اپنی زندگی سے نکال کر اس احساس کو اپنے دل سے نکال کر ان کا ساتھ محسوس کرو۔ تم روشی اور رائم ہر حال میں اچھے دوستوں کی طرح ساتھ رہنے والے تھے دنیا میں محبت کے علاوہ ایک دوستی کا رشتہ اس قدر مضبوط ہے اور یہی بات ہے روشی نے کبھی بھی آپ کو اپنے ایک اچھے دوست یا کزن کے علاوہ دل میں کوئی تیسرا مقام نہیں دیا تو وہ کیسے ذبردستی اس رشتے کو قائم کرنے کا سوچتی جس کا اس

کے دل و دماغ میں کوئی تصور ہی نہیں تھا۔اب مزید ہم روشی کے مدعے کو یہی پہ ختم کرتے ہیں اب آگے بتاؤ کیا ارادہ ہے آپکا۔"

انہوں نے گہرا سانس بھرتے جیسے اسے سمجھانے کی آخری کوشش کی تھی لیکن اس کے چہرے کے بگڑتے تاثرات نے انہیں بات ختم کرنے کا ہی اشارہ کیا تبھی جھنجھلاتے ہوئے بات کا رخ بدل گئی۔

"کوئی ارادہ نہیں ہے میرا فلحال جیسا ہوں خوش ہوں آپ بھی خوش رہیں اور سکون کا سانس لیں۔فضول میں بھو لاکر اس کے چونچلے برداشت کرنے ہیں آپ نے۔"

وہ اپنا کوٹ پہنتے ان کی بات کو مذاق سے ہوا میں اڑا گیا۔تو محرم نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو سنجیدگی سے اپنی بال ایک بار پھر درست کررہا تھا۔کیسا لاپرواہ ان کا بیٹا تھا انہیں تو حیرت ہوتی تھی کبھی اس کے پرسکون انداز پہ۔دراصل وہ اپنے بیٹے کے ارادوں سے ہی بے خبر تھی۔ادیان نے آئینے سے ہی چور نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا جو چہرے پہ پریشانی کے تاثر لیے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی مطلب اس کا پلین

کسی حد تک کامیاب ہوتا دکھ رہا تھا اس کے لبوں پہ ایک پراسرار مسکراہٹ نے احاطہ کیا لیکن ان کا سوچتے دوبارہ ازلی سرد پن اس کے چہرے پہ عود آیا۔

کیوں نہیں سوچا تم نے اس متعلق۔ جلدی سے کچھ سوچنا ہے تو سوچو ورنہ مجھے سوچنے" میں وقت نہیں لگنا میں آج ہی کسی اچھی سی رشتے والی کو کہ کر تمہارا رشتہ دیکھنے کی بات کرتی ہوں۔اور جن چونچلوں کی بات تم کرر ہے ہو وہ چونچلے نہیں ہوتے وہ محبت ہوتی ہے۔جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر یہاں آلئے گی صرف تمہارے لیے اس لڑکی کی قدر کرنی چاہیے ان کی.چھوٹی سی چھوٹی خواہشات کا بھی خیال کرنا چاہیے میں اپنے بیٹے سے بھی یہی "توقع کرتی ہوں کہ آگے جاکر اس متعلق مجھے کوئی شکایت سننے کو نہ ملیں۔

وہ اس کی جانب انگلی اٹھائے تنبیہی انداز میں گویا ہوئی تو ادیان نے بھنویں اچکا کر ان کی جانب دیکھا جو اسے ایسے سبق پڑھا رہی تھی جیسے کل ہی اس کی شادی ہو۔وہ بیزاری سے ان کی بات پہ "رخ پھیر گیا۔

مم کوئی ضرورت نہیں ہے میرے لیے لڑکی دیکھنے کی آپکو جب لڑکیاں آپ کے آس پاس موجود ہو تو نگاہیں اردگرد بھی دوڑالینی چاہیے۔ناکہ فضول لڑکیوں کو دیکھ کر وقت ضائع کرنا چاہیے۔"

وہ موبائل پہ کسی کو میسج ٹیکسٹ کرتے لاپرواہی سے بولا۔محرم نے اس کی بات پہ تعجب سے اس کی سمت دیکھا جیسے اس کی بات سمجھنے کی تگ و دو میں ہو جس کا چہرے اپنی بات کے اختتام پہ سپاٹ ہوچکا تھا۔

"ادیان مجھے یہ آدھی ادھوری باتیں سمجھ میں نہیں آتی تو اس لیے بہتر ہے کہ میں اردگرد نگاہ دوڑانے سے بہتر کوئی اچھا رشتہ ہی دیکھ لو اور اردگرد کون ہے بھلا روشی کا سارا معاملہ کلئیر ہے انابی تم سے چھوٹی ہے۔ناجانے کیا کیا بولتے رہتے ہو میں جارہی ہو کچھ سوچنا ہو تو شام تک بتا دینا مجھے ورنہ میں رشتے والی کو فون کردوں گی میرے شہزادے کیلیے کونسا رشتوں کی کمی ہے۔"

وہ اس کے عزائم سے یکسر انجان حتمی لہجے میں بات ختم کرتے ہوئے بولی یہ سب بولتے ہوئے ان کے وہم وگمان میں ہی نہیں تھا کہ ان کے شہزادے کے دماغ میں

چل کیا رہا ہے اس وقت وہ لیزے کو اس سارے قصے سے پوری طرح فراموش کر چکی تھی کیونکہ لیزے تو انابی سے بھی چھوٹی تھی اس بارے میں سوچنا بھی انہیں ٹھیک نہیں لگا۔ادیان نے انکی معصومانہ بات پہ دونوں ہاتھ جیبوں میں گھساتے الجھ کر ان کی جانب دیکھا جبکہ گھنی مونچھوں تلے کٹاؤدار لبوں پہ ایک طنز بھری مسکراہٹ نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ محرم اس بات سے انجان ایک نظر اسے مسکرا کر دیکھتی اس سے پہلے کمرے سے باہر نکلتی ادیان کی سرد آواز پہ ان کے قدم بے ساختہ زمین میں ہی دھنس گئے انہوں نے جھٹکے سے گردن ترچھی کرتے بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا۔

"میں علیزے صائم خان کی بات کررہا ہوں۔"

محرم کے بے اعتباری سے دیکھنے پر اس نے سرعت سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا اور نگاہیں بیڈ کے اوپر لگی اپنی شاندار پورٹریٹ پہ جمادی۔چہرے کے تاثرات ہنوز سپاٹ تھے۔اس کی حرکت پہ محرم ہوش کی دنیا میں واپس لوٹتے حیرت سے اپنے قدم اس کی سمت بڑھانے لگی۔

آپ جانتے ہو کہ آپ کس کی متعلق بات کررہے ہو۔جسے بچپن سے آپ نے ہمیشہ"
"ایک چھوٹے بچے یا امائزہ کی طرح سمجھا ہے۔
انہوں نے سختی سے جتانا ضروری سمجھا لیکن اس نے محرم کی بات پہ مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔
امائزہ کی طرح سمجھا ہے سمجھنے میں اور ہونے میں بہت فرق ہے ماما اور میں اس"
متعلق مزید بات نہیں کرنا چاہتا اس گھر میں علیزے ہی آئے گی میری بیوی کی حیثیت
"سے۔یہ بات اپنے ذہن میں بٹھالیں آپ۔
اس نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے ساری بات ان کے گوش گزار دی۔ لہجے میں ہلکا ہلکا ٹھنڈا تاثر ابھی بھی موجود تھا وہ چاہتا تو ابھی لیزے کی حرکت ان تک پہنچا سکتا تھا لیکن وہ ناجانے کیوں چاہ کر بھی ایسا نہیں کرسکا۔اس کی بات پہ محرم کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی انہوں نے تند نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو اتنی بڑی بات کرکے بھی کس قدر پرسکون تھا۔روشانے کے بعد اچانک یہ فیصلہ انہیں کچھ خاص ہضم نہیں ہوا۔

"ادیان یہ سب اچانک اس کے پیچھے کیا کوئی وجہ ہے تو تم مجھے بتا سکتے ہو اور مزید لیزے ہی کیوں پھر تو انابی اس سے بڑی ہے آپ اس سے بھی اس قسم کا رشتہ استوار کر سکتے ہو۔"

انہوں نے اکھڑ انداز میں اس کی بات کی سختی سے نفی کی اور طنزیہ مسکراہٹ سمیت اس کے سامنے ایک اور پیشکش رکھی جبکہ ان کی بات پہ ادیان کا سکون ایک لمحے میں رفع دفع ہوا اس نے شکایتی نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا۔

"علیزے مطلب علیزے ہوتا ہے سمجھ رہی ہیں نہ میری بات آپ مم۔بس یہ سمجھ لیں آپ کے بیٹے کی خواہش ہے جو آپ کو پوری کرنی ہے۔اور کسی بھی صورت میں کرنی ہے۔"

وہ بمشکل اپنے اشتعال پہ قابو پاتے اپنے لہجے میں نرمی سموئے انہیں سمجھانے والے انداز میں گویا ہوا تو محرم کو مزید گھبراہٹ نے گھیر لیا۔

"ادیان کیا ہو گیا ہے اپنی اور اس کی عمر میں فرق دیکھو اپنا آپ دیکھو اور اس کو دیکھو تمہارے سامنے وہ کیا لگتی ہے سب یہی سمجھیں گے کہ اتنے بڑے نوجوان سے بیاہ دیا

بچی کو اور مزید سب سے اہم بات تمہارا اپنے غصے پہ کوئی قابو نہیں ہے اور وہ تو ذرا ذرا سی بات پہ گھبرا جاتی ہے سہم جاتی ہے تم تو اس کی جان ہلکان کیسے رکھوں گے۔میں اپنی پھول سی بچی پہ یہ ظلم کے پہاڑ نہیں توڑ سکتی مجھے وہ بے حد عزیز ہے یہ بات "تمہیں بھی اچھے سے ازبر ہے۔

وہ بے حسی کی انتہا کرتے ہوئے سختی سے اس کی بات رد کرتے ہوئے تحکمانہ انداز میں بولی۔اب کی بار ادیان اپنے ماتھے پہ پڑنے والوں بلوں کو گہرا ہونے سے روک نہیں پایا اس نے شاکی نگاہوں سے اپنی ماں کی سمت دیکھا جو اس وقت اسے اپنی سب سے بڑی دشمن لگ رہی تھی۔

مم یہ کیا وجوہات ہے شادی نہ کرنے کی بے تکی وجوہات آپ مجھے نہ دیں میرے لیے" "یہ سب نہایت ہی فضول ہیں سب۔

اس نے اکتائے لہجے میں اپنی بات پہ زور دیا۔

ادیان وہ آپ کے ساتھ سروائیو نہیں کر سکتی۔اس میں اپنا آپ سنبھالنے کی سکت نہیں ہے آپ جیسے پتھر انسان کو کیسے سنبھالے گی تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔اس کا بھی خیال کرنا ہے ہمیں۔

وہ جھنجھلائے لہجے میں غصے سے گویا ہوئی تو ادیان کے لبوں کے گوشوں پہ طنزیہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

اور اگر میں یہ کہوں کہ مجھے سنبھالنے کی، مجھے سمجھنے کی، میرے ساتھ رہنے کی، میرے" موڈ سوئینگز کو برداشت کرنے کی، حتیٰ کہ میرے ساتھ جینے کی سکت بھی اسی میں ہے تو پھر کوئی اور لڑکی مجھ جیسے پتھر اور سخت دل انسان کے ساتھ نہیں جی سکتی لیکن "علیزے خان کو یہ صلاحیت بھی حاصل ہے۔

وہ سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے سرد لہجے میں تقریباً دھیمی آواز میں گرجا محرم نے اس کے بولنے کے انداز پہ سرعت سے اس کا کان اپنی سخت گرفت میں لیا جبکہ چہرے پہ کرختگی چھائی ہوئی تھی۔

جناب کی فرمائشیں چیک کرو مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ یہاں ہو کیا رہا ہے اچانک تمہارا"
یہ فیصلہ سونے پہ سہاگہ لیزے سے شادی کرنے کا کیا تک۔کیا آپ نہیں جانتے اس
کی طبیعت خرابی کے متعلق۔ناجانے صائم بھائی اور آیت یہ سب چاہتے ہیں یا نہیں
اتنی جلدی تو انہوں نے سوچا بھی نہیں ہوگا فلحال ہمیں تو آپ کی شادی کی جلدی بھی
"ہے اور وہ ابھی امائزہ جتنی ہے۔

انہوں نے اپنی لہجے میں نرمی سموتے اسے ٹالنا چاہا لیکن وہ سختی سے سر جھٹک گیا جیسے
ان کی بات سے کوئی خاص فرق نہ پڑا ہو۔

طبیعت خرابی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے مجھے میرے پاس آکر اسے کونسا سانس نہیں"
آنا۔اگر کبھی ایسا مسئلہ ہوا تو میں فراہم کردوں گا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اور دوسری بات
یہ آپ کا مسئلہ ہے کہ آپ کیسے بات کرتی ہیں ماموں ممانی سے۔یہ آپ کا درد سر ہے
تیسری بات چھوٹی ہونے کی تو ابھی بس سیدھا آپ نے نکاح کی بات کرنی ہے اور شاید
آپ بھول رہی ہیں آپ میں اور ڈیڈ میں بھی عمروں کا فرق تھا۔ رخصتی ہم جلد ہی

کرلیں گے جب وہ اپنے آپ کو اس قابل سمجھے گی۔سارے مسئلے حل ہوگئے مزید کوئی بات ہوتو بتائیں۔"

اس نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں اپنی بات مکمل کرتے ہوئے استفامیہ نگاہیں ان کی جانب اٹھائی جو پہلے تو اس کی بے باکی پہ حیرت سے اسے دیکھے گئ جبکہ اب نکاح کی بات پہ دانت کچکچاتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی ادیان نے گھڑی پہ نظر ڈالتے ان کی توجہ وقت کی جانب کروائی جو ان کے بات کرتے کرتے ہی دس بج چکے تھے۔

"میں شاہ سے بات کرتی ہوں اس متعلق۔"

وہ چند لفظوں میں بات سمیٹتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تو ادیان نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکا کر ان کی سمت دیکھا کیونکہ اب دوسرا جھٹکا دینے کی باری تھی۔

"اور مجھے وہ اپنے نکاح میں اگلے پندرہ دنوں میں چاہیے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے ان کی سمت دیکھتے ان کی سماعتوں پہ بم پھوڑا یہاں تک کہ اس کی بھوری کانچ کی آنکھیں بھی اس کی مسکراہٹ کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی اس کی مسکراہٹ نے محرم پہ جلتی تیلی کا کام کیا۔

"وہ کوئی چیز نہیں ہے۔"

وہ تنک کر بولیں۔ادیان نے ان کی حالت پہ مسکراہٹ چھپاتے ان کی جانب دیکھا۔

جانتا ہوں وہ کوئی چیز نہیں ہے اور یہ بات بھی اچھے سے ازبر ہے کہ وہ بہت قیمتی" "ہے کیونکہ وہ ادیان شاہ کی ہونے والی بیوی ہے۔

وہ اپنی ذات کا حوالہ دیتے جتانے والے انداز میں بولتے اپنی گاڑی کی چابی اور موبائل اٹھاتے ان کا ماتھا چومتے باہر کی جانب چل دیا کیونکہ اس سب میں اچھی خاصی دیر ہوچکی تھی۔

محرم اس کے جاتے ہی پیر پٹختے ہوئے اس کی تلقید میں چل پڑی جس نے اس کو حواس سلب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔اب کے سچ میں انہیں پریشانی نے آن گھیرا۔وہ مضطرب انداز میں انگلیاں مسلتے نیچے کی جانب چل دی اب انہیں فقط اذلان شاہ کے آنے کا انتظار تھا تاکہ ان کو بھی ان کے سپوت کے کارنامے کے متعلق آگاہ کرسکیں۔

دوپہر کا وقت تھا آیت نے کچن میں کھڑی اپنے تمام تر کام سے فراغت حاصل کرتے ایک گہرا سانس بھرا اور ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو دو بجا رہی تھی۔انہوں نے ایک نظر باہر صوفے پہ بیٹھی علیزے جو دیکھا جو امائزہ سے مسلسل فون پہ باتوں میں مصروف تھی وہ تاسف سے انہیں دیکھ کر رہ گئی جو یونیورسٹی نہیں گئی تو اب سارا کوٹا گھر میں صوفے پہ پسارے بیٹھ کر پورا کررہی تھی وہ علیزے کو اپنے فریش ہو کر آنے کی اطلاع دیتی اپنے کمرے کی سمت چل دی۔ علیزے بھی کسی کی موجودگی نیچے نہ محسوس کرتے انھی کی تلقید میں زینے چڑھ گئی۔

انہیں ابھی اپنے کمرے میں گئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کے گھر میں کچھ مہمانوں کی اچانک آمد پہ ملازمہ نے حیرت سے استسفار کیا۔

"ہمیں صائم صاحب سے ملنا ہے۔"

اس آدمی کی بات پہ وہ اثبات میں سر ہلاتے ان سب کو ڈائننگ ہال میں بٹھاتے آیت

کو ان کے آنے کی اطلاع دینے کی غرض سے ان کے کمرے کی سمت بڑھ گئی چہرے

سے بے چینی عیاں تھی۔زینے چڑھتے ہی ان کے کمرے کے باہر کھڑے ہوتے وہ

کمرے کا دروازہ ہولے سے ناک کرتے دوسری جانب سے جواب کا انتظار کرنے لگی اندر

سے آنے والی آیت کی جھنجھلاتی آواز پر وہ ہڑبڑا کر اندر کی سمت چل دیں۔

بیگم صاحبہ وہ باہر کچھ مہمان آئے ہیں میں نے انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا ہے"

"آپ آکر مل لیں۔

ملازمہ نے سنجیدگی سے انہیں اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو آیت کی پیشانی پہ اس کی

بیوقوفی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

نائمہ تم نے کسی کو بھی اندر کیسے بٹھالیا تم نہیں جانتی آج کل کے حالات کیسے ہیں"

ناجانے کیا کرتی پھرتی ہو تم۔ایک بار دروازے پہ لگے ہول سے ہی جھانک لیتی کہ کون

"ہے۔

وہ اس کی لاپرواہی پہ غصے سے اس پہ برس پڑی جواباً وہ اپنی کوتاہی پہ شرمندگی سے نظریں جھکا گئی۔

سوری بیگم صاحبہ وہ کہ رہے تھے کہ انہیں صاحب سے ملنا ہے انہوں نے باقاعدہ" "صائم صاحب کا نام بھی لیا تھا مجھے لگا کوئی جان پہچان کے ہونگے۔

وہ انہیں تفصیل سے آگاہ کرتی پشیمانی سے گویا ہوئی تو انہوں نے گہرا سانس بھرتے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے آپ جائیں اور ان کے کھانے پینے کا انتظام کریں ویسے ہے کون۔"

آیت نے حیرت سے پوچھا کیونکہ اس وقت تو کسی کے آنے کا اندازہ نہیں تھا۔

"پتہ نہیں میں نے بھی پہلی بار دیکھا ہے انہیں آپ آجائیں میں کچن دیکھتی ہوں۔"

ملازمہ کے جواب پر انہوں نے ہاں میں سر ہلاتے اپنا دوپٹہ سر پر اوڑھتے باہر کا رخ کیا۔

نیچے ڈرائنگ روم میں پہنچتے اس نے حیرت سے کچھ اجنبی چہروں کی سمت دیکھا وہ بھی جیسے حیرانگی سے انہیں ہی دیکھ رہے تھے کیونکہ سارے چہرے نئے تھے جن کو وہ سرے سے ہی نہیں جانتی تھیں سب سے زیادہ حیران کن بات ان کیلیے وہاں رائم کی

موجودگی تھی وہ پہلے سے وہاں موجود تھا اور کسی لڑکے سے مسکراتے ہوئے مصافحہ کر رہا تھا شاید وہ بھی ابھی ہی آیا تھا۔

"اسلام علیکم۔"

آیت نے اندر آکر مسکراتے ہوئے سلام کیا اور ایک نظر صوفے پر بیٹھتے رائم کی جانب دیکھا تو وہ ان کی حیرانگی بھانپتا ان تک آیا۔

"ماما یہ رئید ہے اور یہ ان کی بہن اور والد علیزے کا یونی فیلو میری ملاقات ہوئی تھی یونی میں ہی ان سے جب میں اسے چھوڑنے گیا تھا وہاں۔"

رائم نے پوری بات ان کے گوش گزار دی تو ان کی حیرانی کچھ کم ہوئی۔ لیکن پھر بھی وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورنا نہ بھولی۔

"بہن آپ کو پتہ تو ہوگا اس بات کا کہ ہمارے آنے کا مقصد کیا ہے پھر بھی واضح کر دیتا ہوں یہ میرا بیٹا ہے رئید جو کہ آپ کی بیٹی کو پسند کرتا ہے ہم اسی سلسلے میں یہاں آئے ہیں کہ باقاعدہ طور پر رشتے کی بات کر سکیں۔"

رئید کی والد نے اپنی بات کا آغاز کیا تو وہ بھی سنجیدگی سے ان کی جانب متوجہ ہوئیں۔

کیونکہ رئید کے والدہ کی وفات کافی عرصے پہلے ہوئی تھی تبھی اس کی بہن بھی انہی کے ساتھ آئی تھی۔ان کی بات پر آیت نے اپنی حیرت پہ قابو پاتے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ کی بات بلکل درست ہے اس سلسلے میں گھر والوں سے بات کر کے پھر میں آپ کو اس بابت کوئی جواب دونگی لیکن ایک بات میں واضح کردو میں کوئی مثبت جواب نہیں دے سکتی جس کی وجہ میری بیٹی کی طبیعت ہے وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کو سر پہ حاوی کرلیتی ہے عمر بھی ان کی نسبت کافی چھوٹی ہے جس کی بدولت اس کی طبیعت اکثر خراب رہتی ہے۔"

آیت نے بہت سوچ سمجھ کر یہ جواب دیا اور استفامیہ نگاہیں ان سب کی سمت اٹھائی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی بھی چیز سے ان سب کو اندھیرے میں رکھا جائے تبھی سچائی سے کام کیا۔وہ چاہتی تھی کہ جو بھی لڑکا اس کی زندگی میں آئے وہ پورے سچے دل سے اسے اپنائے۔اور ابھی تو صائم خان بھی گھر نہیں تھے ایسے وقت ان کی آمد اور اچانک رشتے کی بات۔

جی بالکل ہمیں کوئی ایسے جلدی نہیں ہے نہ ہی اس چیز پہ کوئی اعتعاض ہے آپ" "پہلے معمومات وغیرہ لے لیں اچھے سے گھر میں بات کرلیں پھر جواب دے دیجیئے گا۔
رئید کے والد نے ان کی بات سنتے سنجیدگی سے کہا تو انہوں نے بمشکل مسکراتے ان سب کی توجہ کھانے کی جانب مبذول کروائی۔ان کے جانے کے بعد وہ رائم کی پکی کلاس لینے کے موڈ میں تھی جس نے گھر کچھ بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔
"علیزے کہاں ہیں۔"
رئید کی بہن نے مسکراتے ہوئے انہیں مخاطب کیا تو وہ جو گہری سوچ میں گم تھی چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئی۔
"اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے تو وہ آرام کررہی ہے۔"
آیت نے سنجیدگی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئیں جبکہ رائم اب رئید سے کچھ بات کرنے میں مصروف تھا اسی دوران چند اور بات کرتے وہ ان کے جواب کے منتظر اپنے گھر کی جانب روانہ ہوئے۔

ان کے جاتے ہی آیت نے بری طرح گھورتے دانت کچکچاتے ہوئے رائم کو دیکھا۔

"کیا ہوا مام ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں۔"

رائم نے حیران ہوتے انہیں دیکھتے پوچھا جن کے گھورنے میں کچھ خاص افاقہ نہیں ہوا تھا۔

تم نے انہیں آج آنے کا کہا تھا تو اتنا ہی خیال کر لیتے کہ خان ابھی گھر پر نہیں ہیں" ان سے ہی پہلے

بات کر لیتے۔ خود نکل پڑے ہو لیزے کے اباجان بن کر۔ جانتے ہو یہ وقت ماما بابا کے.

"بھی آرام کرنے کا ہوتا ہے اور ایسے موقعوں پہ بڑوں کی موجودگی یقینی ہوتی ہے۔

آیت نے اسے تنک کر کہتے اپنی بات سمجھانا ضروری سمجھا تو وہ ان کی فکر پہ مسکرا دیا۔

ماما یار وہ مجھے ملا تھا یونی میں میری بات ہوئی تھی اچھا لگا تھا مجھے اپنی لیزے کیلیے تو" میں نے کہہ دیا ویسے بھی کونسا سب کچھ کر رہے ہم ابھی پوری طرح معلومات وغیرہ کے کر تسلی کر کے کچھ سوچیں گے ناں ویسے بھی میں نے رئید کو اس لئے آج آنے کا کہا کہ

"وہ اب ہر روز علیزے سے اس بابت بات نہ کرے۔

رائم نے اپنا نظریہ ان کے سامنے پیش کیا تو آیت نے سکون کا سانس خارج کیا کہ ایک طریقے سے جو بھی ہوا درست تھا وہ صائم خان اور ماما بابا سے رات میں بات کرنے کا ارادہ کرتی وہیں رائم کے ساتھ بیٹھتے ان کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے لگی۔

رات کے نو بج رہے تھے موسم میں ہلکی پلکی خنکی چھائی ہوئی تھی اسی دوران ازلان شاہ کمرے کے گلاس ڈور کے پاس ہی رکھے صوفے پر بیٹھے لیپ ٹاپ گود میں رکھے کچھ ضروری میلز کا ملاحظہ کر رہے تھے ساتھ ساتھ لبوں پہ دبا ہوا سیگریٹ ہمیشہ کی طرح دھوئیں کے مرغولے چھوڑ رہا تھا جب محرم کی پریشان آواز سنتے انہوں نے انکی جانب دیکھا جو مضطرب انداز میں وارڈروب سیٹ کرتے ساتھ ساتھ بولنے کا شغل بھی فرمارہی تھی۔

''جی بولیں کوئی بات پریشان کر رہی ہے کیا۔''

اذلان شاہ نے سنجیدگی سے لیپ ٹاپ سے نگاہیں پھیرتے ان کی جانب دیکھتے پوچھا تو وہ الماری ذور سے بند کرتی انھی کی جانب آتی پریشانی سے صوفے پر براجمان ہوگئیں۔

"پہلے یہ تو بند کریں اور یہ بھی آفس کیا کرنے جاتے ہیں۔"

وہ ان کے ہاتھ سے سیگریٹ لیتے ایش ٹرے میں پھینک گئی اور لیپ ٹاپ بند کرتے غصے سے شیشے کی میز پہ پٹخ گئی ان کی حرکت پہ اذلان شاہ نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا جو صبح سے بھی زیادہ پریشان دکھ رہی تھیں۔

"اب بولیں کیا ہوا۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامتے محبت سے اپنا پورا دھیان ان کی جانب کیا۔

وہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا مطلب ادیان کا رویہ میرا مطلب وہ سمجھ تو گیا کے روشانے" کے متعلق بات کو مگر آج میری جب اس سے بات ہوئی تو اس نے مجھ سے اپنی شادی "کے متعلق بات کی۔

محرم نے اپنی پریشانی کی وجہ دھیمے لہجے میں ان کی سماعتوں تک پہنچائی اور ایک نظر ان کی جانب دیکھا جو پوری طرح انہی کی جانب متوجہ تھے۔ محرم نے بے ساختہ تھوک نگلا ناجانے یہ سب سن کر اذلان کا ردِ عمل کیا ہوگا۔انہیں پریشانی نے آن گھیرا۔

"تو اس میں مسئلہ کیا ہے اچھی بات ہے ناں یہ تو کہ وہ اپنی زندگی میں آگے بڑھنا چاہتا ہے۔آپ ایسا کریں لڑکیاں دیکھنا شروع کریں اپنے صاجزادے کیلیے آپ کی خواہش بھی پوری ہوجائے گی۔"

اذلان شاہ نے سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھتے کہا۔انہیں ان کی پریشانی کی وجہ ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"نہیں شاہ آپ نہیں سمجھ رہے وہ ضد میں یہ سب کہہ رہا ہے اس نے کہا ہے اگلے پندرہ دن کے اندر نکاح کرنا ہے۔"

اذلان شاہ کی بات سنتے انہوں نے جھنجھلاتے ہوئے اپنی بات مکمل کی تو وہ بھی حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگے جیسے انہوں نے کوئی ناممکن بات کردی ہو۔

نکاح کرنا ہے سمجھ میں آتا ہے لیکن ان پندرہ دنوں میں لڑکی کہاں سے آلئے گی یہ بھی"

"ذرا اپنے صاجزادے سے پوچھ لینا تھا۔ناجانے کیا کیا بولتا رہتا ہے وہ۔

وہ سرد لہجے میں گویا ہوئے تو محرم نے حلق تر کرتے ان کی جانب دیکھا۔

"شاہ وہ وہ علیزے سے شادی کی بات کررہا ہے۔"

انہوں نے آنکھیں میچتے اپنی بات مکمل کی تو اذلان کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی انہوں نے بے یقینی سے ان کی سمت دیکھا۔

اس کا اصل میں دماغ خراب ہوچکا ہے اس کا دماغ مجھے ہی ٹھکانے لگانا پڑتا ہے بس" وہ چاہتا ہے کہ ایک حکم جاری ہوچکا ہے اسے پورا کردیا جائے کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے وہ ہم دونوں کا باپ ہے۔کیا وہ نہیں جانتا اس کی طبیعت کے متعلق وہاں سے کوئی بھی "راضی نہیں ہوگا۔

وہ غصے سے تن فن کرتے اٹھ کھڑے ہوئے چہرہ ضبط سے سرخ پڑگیا۔انہوں نے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا۔

"پر علیزے تو ابھی چھوٹی ہے اور فلحال اس کی طبیعت بھی خراب ہے ایسے میں اس طرح کی بات کرنا کیسے مناسب ہوگا اور ادیان نے ضد باندھ لی ہے کہ پندرہ دن کے اندر ہی نکاح کرنا ہے۔"

محرم کی بات سنتے اذلان شاہ سختی سے دانت پہ دانت جمائے کچھ گہری سوچ میں گم ہوگئے۔

"آپ پریشان نہیں ہوں میں کرتا ہوں کچھ۔یا تو اس کے ہوش ٹھکانے لگاؤں گا یا اس کی ضد کا کچھ کرنا پڑے گا۔"

ازلان شاہ نے اپنی جانب سے گویا تسلی دینی چاہی۔

"کیسے پریشان نہ ہوں شاہ ایسے کیسے ہم اس بچی کا نکاح اتنی جلدی کروا سکتے ہیں۔"

محرم نے دوبارہ اپنی بات دوہرائی انہیں فلحال علیزے کی فکر تھی ایک تو ابھی کچھ دن پہلے ہی اس کی اتنی طبیعت خراب تھی اور وہ تھی بھی تو چھوٹی ساتھ ہی ادیان نے جس طرح سے ضدی انداز میں کہا تھا کچھ بعید نہیں تھی کہ وہ کچھ کر گزرے۔

اوکے آپ ریلیکس ہوجائیں میں کرتا ہوں کچھ ویسے بھی وہ ابھی نکاح کا کہہ رہا ہے ناں" رخصتی کا ہم پھر دیکھ لیں گے ایک بار بات کر لیتے ہیں صائم سے نجانے ان کا رِدِ عمل کیا ہوگا اور سونے پہ سہاگہ رائم بھی یہی ہے وہ سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ لے گا۔اور اس سب میں ہمیں اس بار ادیان کو بھی مدِنظر رکھنا ہوگا کیونکہ اب اگر اس جانب سے بھی انکار ہوا تو وہ کسی کی نہیں سنے گا۔"

ازلان شاہ نے آہستہ سے انہیں پوری بات سمجھائی چاہی اور کچھ سوچ کر کل ہی خان ہاؤس جانے کا فیصلہ کیا۔ تو ان کی بات پر کچھ ہلکی پھلکی ہوتے محرم بھی اثبات میں سر ہلا گئی۔

معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ وہ دونوں دروازے پہ آنے والی شخصیت کی سمت متوجہ ہوئے۔

"کم ان۔"

ازلان کی سنجیدہ بارعب آواز پہ امائزہ ہولے سے دروازہ واں کرتے دانت نکوستے اندر داخل ہوئی تو ازلان شاہ نے محبت سے اس کی جانب اپنی باہیں واں کی وہ مسکراتے ہوئے

بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی اور ان کے بازوؤں میں آسمائی اذلان نے اس کا ماتھا چومتے اپنے وجود کو ٹکرے کو اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"کیسا ہے میرا بچہ آج ڈیڈ کی یاد کیسے آگئی۔"

وہ شفقت سے اس کی آنکھوں پہ بوسہ دیتے اسے ساتھ لیے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئے امائزہ نے بھی بیڈ پہ چڑھتے ان کے سینے پہ سر رکھ لیا۔ محرم ان دونوں کو ایک نظر دیکھتی وارڈروب سے شبِ خوابی کا لباس نکالتے واشروم کی سمت چل دی۔

"ڈیڈ میں آج یہاں سو جاؤ پلیز مم کو منانا آپ کا کام ہے اوکے۔"

وہ ہنوز ان کے سینے پہ سر رکھے التجائیہ انداز میں بولی اور سستی سے آنکھیں موند گئی۔ اذلان نے اس کی بات پہ سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ سو بھی گئی۔"

محرم نے حیرت سے اسے اذلان کے سینے پہ سر رکھے آنکھیں موندے دیکھا تو اذلان شاہ نے اس کا سر اپنے سینے سے ہٹاتے تکیے پہ رکھا۔ محرم نے اس کی دوسری جانب جگہ سنبھالتے اس کے ماتھے پہ بکھرے بال سہلائے۔

"شاہ ہم کل کس وقت جائیں گے۔"

انہوں نے امائزہ کے سنہری بالوں میں انگلیاں چلاتے سوالیہ نگاہیں ان کے چہرے پہ جمائی جو خود نیم دراز سے امائزہ کے چہرے پہ نظریں ٹکائے ہوئے تھے محرم کی بات پہ چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئے۔

شاہ میں کیا سوچ رہی ہوں ہمیں اس متعلق پہلے ہی سوچ لینا چاہیے۔اس سے پہلے" معاملات بگڑے مجھے ناجانے کیوں خوف آرہا ہے اس سب سے اس متعلق بات بھی کیسے ہوگی۔ہمیں لیزے کی طبیعت کا بخوبی اندازہ ہے وہ اس رشتے کے تقاضوں کو سمجھے "گی نہ۔

انہوں نے بے چینی سے ان کی سمت دیکھا اور اپنا ماتھا سہلایا۔ان کی بات پہ اذلان نے دھیرے سے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے سہلایا۔

کیوں پریشان ہورہی ہیں ہم کل بس رشتے کی بابت بات کرنے جارہے ہیں رشتہ پکا" کرنے نہیں آخری فیصلہ تو صائم وغیرہ کا ہی ہوگا ان رشتوں کے معاملے میں ہم کوئی تلخ "کلامی نہیں کرسکتے۔

انہوں نے پہلے ہی آنے والے وقت کا نقشہ کھینچا جو محرم کی گھبراہٹ کو ہوا دے گیا۔

کیا کہا آپ دونوں نے مام ڈیڈ لیزے کا رشتہ وہ بھی بھائی کیلیے کیا سچی میں افف میں" "آپ دونوں کو بتا نہیں سکتی میں کس قدر خوش ہوں دونوں کیلیے۔

امائزہ جو کب سے سونے کی کوششوں میں تھی ان کی آواز پہ ٹھٹھک کر موندی آنکھوں سے ان کی بات کا ملاحظہ کرنے لگی لیکن ان کی بات پوری ہوتے ہی مزید ضبط نہ ہوا تو چلاتے ہوئے اٹھ بیٹھی اس کے اچانک چیخنے پر وہ دونوں ایک لمحے کیلیے ہڑبڑا گئے۔جو اب ان دونوں کے گلے میں باہیں ڈالے اپنی خوشی کا بخوبی اظہار کررہی تھی۔وہ دونوں بھی تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے اس کا ماتھا چوم گئے جو اب ان دونوں کو اپنے حصار میں لیے ناجانے کون سی کہانیاں سنارہی تھی کیونکہ اس کے مطابق اسے یہ سب سننے کے بعد نیند نہیں آنی تھی جبکہ محرم اور اذلان ایک کھنی بیڈ پہ رکھے نیم دراز سے لیٹی اس کے بالوں میں انگلیاں چلارہی تھی۔

اگلی صبح کا سورج بھی نئی امیدیں لے کر نمودار ہوا تھا۔ سخت سردی کے اس موسم میں افق پہ موجود سورج نے اپنی کرنیں پھیلاتے سب کو بے ساختہ شکر ادا کرنے کا موقع دیا تھا ورنہ گزرے دو دنوں میں ٹھنڈے موسم سے سب لوگ سردی سے ٹھٹھرتے پھر رہے تھے۔

ابھی بھی محرم عزہ کے ساتھ مل کر کچن میں بیٹھی مٹھائیوں کے ڈبے پیک کرنے میں مصروف تھی جو انہیں خان ہاؤس لے کر جانے تھے انہوں نے ایک نگاہ گھڑی کی جانب ڈالی جو دوپہر کے تین بجارہی تھی مطلب ان دونوں کی یونی سے واپسی ہونے والی تھی۔

"آپی بس یہ کام مکمل ہو ہی گیا ہے میں اسے ایک جانب کردیتی ہوں آپ فریش ہوجائیں پھر میں بھی انابی اور مازہ کے آنے کے بعد اپنے کمرے میں جاتی ہوں آپ جانتی ہیں اذلان بھائی کو دیری بلکل پسند نہیں ہے۔"

وہ افراتفری میں چیزیں سمیٹتے گویا ہوئی تو محرم اس کی بات پہ دھیمے سے مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی ابھی ان دونوں کے یونی سے آنے کے بعد ان سب نے خان ہاؤس جانا تھا ادیان کو صبح ناشتے کی ٹیبل پہ ہی اس چیز سے آگاہ کردیا گیا تھا جواباً وہ

سنجیدگی سے سر ہلا گیا تھا اذلان شاہ کو اس کا سنجیدہ انداز کھٹکا تو بہت لیکن وہ اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گئے۔

معاً باہر سے آنے والی آواز پہ وہ دونوں تاسف سے نفی میں سر ہلاتے باہر کی سمت چل دی۔

"کیا ماما آپ لوگ ابھی تک تیار نہیں ہوئے کیا ارادہ ہے جانا ہے نہ ہم نے میں نے تو لیزے سے اس متعلق کوئی ذکر نہیں کیا اسے سرپرائز دیں گے۔"

امائزہ پرجوش انداز میں اپنا بیگ شانے سے اتارتی صوفے پہ رکھتے ہوئے بولی تو انابی بھی بیگ سمیت صوفے پہ بیٹھتی ٹانگیں اوپر کرتے سکون سے کچھ لمحوں کیلیے آنکھیں موند گئی۔

"اچھی بات ہے کہ کوئی ذکر نہیں کیا ابھی فلحال کوئی ذکر نہیں ہوا وہاں اس طرح پہلے ہی کوئی ایسی بات ہو جس سے اس کے دل میں بات آئے اچھا نہیں لگتا اور لڑکیاں تو اس معاملے میں کچھ زیادہ ہی نازک ہوتی ہے میں تو ابھی تک پریشان ہوں یہی سوچ سوچ کر کہ ناجانے ان سب کو کیسا ردِ عمل دیکھنے کو ملے گا۔"

محرم پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتے تھکے تھکے اعصابوں سمیت گویا ہوئی کل رات سے ہی سوچ سوچ کر ان کا برا حال تھا لیکن پرسکون ہونے کا کوئی سرا بھی ہاتھ نہیں آرہا تھا۔

آپی آپ کیوں پریشان ہورہی ہیں آپ اپنے بھائی کے گھر جارہی ہیں ہمت رکھیں ساری" "بات تو ویسے بھی اذلان بھائی نے ہی کرنی ہے۔

عزہ ان کی بات پہ ان کے ساتھ ہی صوفے پہ جگہ سنبھالتی ان کے شانے پہ دباؤ ڈالتی تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوئی تو وہ بھی تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتی اثبات میں سر ہلاگئی۔

"اور ویسے بھی لیزے تو صرف ادیان بھائی کیلیے ہی بنی ہے۔"

امائزہ کی پریقین بات پہ محرم نے جھٹکے سے صوفے کی پشت سے گردن اٹھا کر تیکھے چتونوں کی اس کی سمت دیکھا تو عزہ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی کیونکہ فلحال اس کی شامت آنے والی تھی۔

نہیں ایک منٹ میری بات سنو یہ آج کل ہوکیا رہا ہے یہ لیزے کا بھوت سر چڑھ کر" "کیوں ناچ رہا ہے سب خیریت ہے نہ۔

انہوں نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا تو وہ ایک لمحے کیلیے اپنی جلدبازی پہ خود کو کوستی خجل سی ہوتی سر کھجا گئی۔ محرم اسے ایک نظر دیکھتے سر جھٹک گئی۔

چلو آپ دونوں فریش ہوجاؤ جلدی سے ہم لوگ بھی بس جارہے ہیں اس سے پہلے مرد" "حضرات گھر میں انٹری لیں۔

محرم ان سب کو کمرے میں جانے کا اشارہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے مخاطب ہوئی تو وہ دونوں ان کی بات پہ سرعت سے اپنے بیگ اٹھاتے خوشی خوشی بھاگنے والے انداز میں زینے چڑھتی اپنے کمروں کی سمت بڑھ گئی۔ وہ دونوں تو جیسے پورے ولا میں اس رشتے پہ باقاعدہ خوشی کا اظہار کرتے نہیں تھک رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں سب مرد حضرات بھی آفس سے آگئے سوائے ادیان کے۔ اب ملازم گاڑی میں مٹھائیوں کے ٹوکرے اور دیگر سامان رکھوا رہا تھا۔ مازہ اور انابی نے ایک جیسا کرتا زیب تن کیا ہوا تھا سب رنگوں کا فرق تھا انابی کا کرتا پیلے اور گلابی رنگ میں تھا جبکہ مازہ کا گرے اور گلابی رنگ میں تھا جس کے ساتھ وہ بلیو جینز پہنے ڈوپٹے کو مفلر کی طرح گلے میں لپیٹے وہ دونوں جانے کیلیے مکمل تیار تھی۔ اذلان شاہ تیار صوفے پہ بیٹھے کسی سے

فون پہ میٹنگ کی بات کرنے میں مصروف تھے معاً محرم کی آواز پہ وہ چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئے جو اپنی سیاہ اونی شال درست کرتے انہی کی سمت آرہی تھی۔اذلان شاہ بھی سنجیدگی سے عفان شاہ کو اشارہ کرتے باہر کی سمت چل دیے تاکہ سارے سامان پہ ایک بار نظرثانی کرسکیں۔

کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد یہ کچھ افراد پہ مشتمل چھوٹا سا قافلہ دل میں امید کے ہزار جگنو لیے خان ہاؤس کی جانب رواں دواں تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ سب خان ہاؤس موجود تھے۔لیزے جو صوفے پہ لیٹی ناول پڑھنے میں پوری طرح مشغول تھی۔

"لیزو اٹھو جلدی یہ میڈیسن کھاؤ۔"

رائم کی آواز پہ لیزے بری طرح منہ بناتے صوفے پہ ہی لیٹی لیٹی کروٹ بدل گئی لیکن اگلے ہی لمحے وہ ہڑبڑا کر وہاں سے اٹھتی اپنا ڈوپٹہ درست کرنے لگی کیونکہ دروازے پہ سب مسکراتے ہوئے کھڑے اسی کی حرکات کا ملاحظہ کرنے میں محو تھے علیزے کی نگاہ ان کے ہاتھ میں موجود مٹھائیوں کی ٹوکریوں پہ ٹھٹھک کر رکی۔مطلب ان کا رشتہ روشی

آپی کے ساتھ پکا ہوچکا ہے۔یہ خیال آتے ہی اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔وہ رائم کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے بمشکل مسکراتے ہوئے صوفے سے اٹھی اور دھیمے قدموں سے چلتے ہوئے ان کے قریب پہنچتی محرم کے سینے سے لگی جواباً انہوں نے بھی شفقت سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

ارے آپی آپ سب کیسے ہیں۔یوں اچانک یہ بار بار سرپرائز دینے کا خیال کیسے آجاتا ہے" "آپ کو۔کم سے کم بتا تو دیا کریں۔

آیت عزہ سے گلے ملتے محرم سے شکوہ کرنا نہ بھولی تو وہ محبت سے اس کا گال تھپتھپا گئی۔رائم بھی ان سب سے ملتے شرارت سے امائزہ کے بال کھینچتے فریش ہونے اپنے کمرے کی سمت چل دیا۔کیونکہ وہ اور صائم خان ہسپتال سے کچھ دیر کیلیے فریش ہونے گھر آئیں تھے پوری رات ڈیوٹی دینے کی بدولت آنکھیں بھی اچھی خاصی درد تھی۔ ان سب کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر ملازمہ کو سرو کرنے کا کہتے وہ صائم خان کو اطلاع دینے کمرے کی سمت چل دی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد رائم بھی فریش ہوکر آتے انھی کے ساتھ براجمان ہوگیا آتے ساتھ ہی امائزہ کو دیکھتے آنکھ دبانا نہ بھولا جبکہ وہ سب

کے سامنے اس کی ایسی بے باکی پہ جل کر راکھ ہوگئی اور کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو اب مسکراتے ہوئے محرم کو بازوؤں کے گھیرے میں لیتے جیسے ان کی ناراضگی ختم کرنے کی تگ دو میں تھا۔

کچھ ہی دیر میں صائم خان بھی آتے سب سے ملے اور امائزہ کو بازوؤں کے گھیرے میں لیتے وہی صوفے پہ براجمان ہوگئے۔

"ماموں جان آپ ابھی تک ماشاآللہ جوان ہے انہیں کہاں سے اٹھا لائے ہیں۔ تھوڑے سے اپنے جیسے گٹس ان میں بھی شامل کردیں۔"

سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس صائم کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے شرارت آمیز لہجے میں گویا ہوئی۔ امائزہ کو تو ابھی تک وہ ایک جوان لڑکے ہی دکھتے تھے تبھی ان کے ساتھ اس کی اچھی خاصی بونڈنگ تھی۔

"پرنسز وہ کیا ہے نہ یہ مجھے بھی نہیں معلوم کہ آپ کی ممانی اسے کہاں سے لے کر آئی ہیں کل میں بھی ان سے یہ ہی پوچھ رہا تھا آگے سے انہوں نے مجھے ہی جھڑک دیا۔

انہوں نے منہ بسورتے ہوئے شکایتی انداز میں اسے مخاطب کیا تو ان کے انداز پہ وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔سب نے اس کی ہنسی پہ حیرت سے ان کی جانب دیکھا جو آپس میں سرگوشیوں میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

"ازلان یہ سب کیا ہے مطلب اس قدر مٹھائیاں۔"

معاً امائزہ سے دھیان ہٹاتے صائم خان کی نگاہ میز پہ رکھی مٹھائیوں کی ٹوکریوں پہ پڑی تو وہ حیرت کا اظہار کرنا نہ بھولیں۔چہرے پہ نا سمجھی کے تاثر عیاں تھے۔ان کی بات پہ محرم نے سہم کر ازلان شاہ کی جانب دیکھا جو ان کو آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دے رہے تھے۔سامنے۔صوفے پہ رائم کے ساتھ بیٹھی آیت کی نگاہوں سے محرم کی یہ حرکت مخفی نہ رہی انہیں اچانک پریشانی نے آن گھیرا۔انہوں نے سوالیہ نگاہیں عزہ کی جانب اٹھائی جو انہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں حوصلہ رکھنے کی تلقین کررہی تھیں۔

"ہاں یہ مٹھائیاں یہی کیلیے لے کر آیا ہوں میں اور ساتھ سمجھ لو ایک فریاد بھی۔"

انہوں نے گویا بات کی تمہید باندھی تو محرم کے شانے سے لگی لیزے کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا لیکن فریاد والی بات پہ اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی۔دل کسی انہونی

کے خیال سے دھڑک اٹھا اسنے شاکی نگاہوں سے امائزہ اور انابی کی سمت دیکھا جو اسے ہی نظروں کے حصار میں لیے مسلسل شرارت سے مسکرا رہی تھی علیزے کو ان کا مسکرانا ایک آنکھ نہ بھایا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔"

انہوں نے سنجیدہ ماحول دیکھتے صوفے سے پشت چھوڑی اور سیدھا ہوکر حیرت کا مظاہرہ کیا۔آیت کی بھی تمام حسیں انھی کی جانب متوجہ ہوچکی تھی۔

"ہم اپنے ادیان کیلیے علیزے کا رشتہ لے کر آئے ہیں۔"

انہوں نے مسکراتے لہجے میں بولتے جیسے ان سب کی سماعتوں پہ بم پھوڑا۔علیزے کو باقاعدہ تھر تھر کانپنے لگی۔اس نے بے یقینی سے ان سب کی سمت دیکھا جو کچھ زیادہ ہی خوش دکھائی دے رہے تھے مطلب انہوں نے اپنی ضد پوری کرلی تھی۔اسے اپنی تمام حسیات معطل ہوتی محسوس ہوئی آیت صائم نے سکتے کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا جیسے انہیں اس چیز کی بلکل توقع نہ ہو جبکہ زمان صاحب اور تحریم بیگم کو تو باقاعدہ خوشی ہوئی تھی کہ اسی بدولت ان کے بچوں کا رشتہ مزید مضبوط ہوجائے گا۔ رائم کی کشادہ

پیشانی پہ ایک لمحے کیلیے سلوٹیں نمودار ہوئی۔اپنی بات کے جواب میں ان سب کی جانب سے خاموشی محسوس کرتے اذلان نے استفامیہ نگاہیں صائم کی سمت اٹھائی جو اب کسی گہری سوچ میں گم تھے۔علیزے تو باقاعدہ وہاں سے بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی آنسو آنکھوں سے نکلنے کو بےتاب تھے۔سب نے حیرت سے اسے باہر کی جانب جاتا دیکھا۔

"لیکن اذلان اس قدر اچانک یہ بات کرنا مطلب سب ٹھیک ہے نہ اور تم اس بات سے اچھے سے آگاہ ہو کہ اس کی طبیعت کس قدر نازک ہے اور ادیان اسے بھی اچھی طرح ہم آگاہ ہے اور وہ تو ہمیشہ سے اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا آیا ہے اچانک یہ سب۔"

انھوں نے اپنی حیرت کا اظہار کرنا ضروری سمجھا دل میں عجیب سے وسوسے آرہے تھے ایک لمحے کیلیے تو ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہوچکی تھی انہیں ادیان جان سے بھی ذیادہ پیارا تھا لیکن اس کا غصہ وہ انہیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کررہا تھا۔

"صائم میں بہت امید سے تمہارے پاس آیا ہوں ہمیں پورا یقین ہے دونوں آپس میں بہت خوش رہیں گے اور رہی بچوں کی طرح برتاؤ کرنا یا چھوٹے ہونے کی بات تو ہمیں یاد

ہے کہ آیت بھی شاید تمہیں صائم بھائی ہی کہتی تھی شادی سے پہلے عمروں کا فرق تو

"کوئی میٹر ہی نہیں کرتا میری نگاہ میں۔

اذلان کے یوں اچانک خود پر ہی حملہ آور ہونے پر وہ دونوں ہی ایک لمحے کیلیے بوکھلا گئے

اس بات پہ نوجوان پارٹی کا قہقہہ بے ساختہ تھا لیکن رائم ان کی باتوں کو نظر انداز کیے ہاتھ

کی مٹھی بنائے لبوں پہ دبائے کسی گہری سوچ میں گم تھا۔اس کے وجود میں سوچوں کا

ایک ابال اٹھ رہا تھا۔

سب لوگ اسی ہنسی مزاق میں مشغول تھے معاً رائم کی سرد وسپاٹ آواز پہ وہ سب چونک

کر اس کی سمت متوجہ ہوئے۔

اذلان پھوپھا لیکن علیزے کا رشتہ تو کہی اور سے بھی آیا ہوا ہے اور کل ہی آیا ہے۔ہم"

"تو انہیں جواب دینے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

رائم نے سختی سے انہیں جتانا ضروری سمجھا۔اس کے چہرے کے تاثرات خطرناک حد

تک سنجیدہ تھے۔اذلان کو کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا اس کی بات پہ آیت نے

مشکل اپنے اشتعال پہ قابو پاتے اس کی سمت دیکھا جو بولنے سے کچھ بھی سوچنا سمجھنا

نہیں پسند کرتا تھا جب ایک جگہ سے اچھا رشتہ آرہا ہے تو وہ کیوں اسے ٹھکرا کر کہی اور رشتہ جوڑنے کا سوچتے بھی۔

رائم کی آواز پہ ماتھا تو امائزہ کا بھی ٹھنکا اس نے مٹھیاں بھینچتے رائم کو دیکھا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ ان کا گلہ انہی ہاتھوں سے دبا دے جو فضول بولنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے رائم ان سب کو اپنی بات باور کراتے مضبوط قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا امائزہ کو یہ اس سے بات کرنے کا بلکل ٹھیک موقع لگا وہ بھی سب سے معذرت کرتی تن فن کرتی اسی کی تلقید میں بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی۔

"رائم بھائی بات سنیں۔"

امائزہ کی آواز پہ وہ جو راہداری عبور کرتے اپنے کمرے کی سمت جارہا تھا ٹھٹھک کر جیبوں میں ہاتھ ڈالتے مڑا اور سوالیہ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا امائزہ نے ایک نظر اسے دیکھتے ناک منہ چڑھائی جن کے چہرے کے تاثرات ہنوز سرد تھے۔

آپ اندر یہ کیوں کہہ کر آلئے کہ کہی اور سے بھی رشتہ آیا ہے لیزے کا آپ بھائی پہ"
"کسی اور کو فوقیت دینا چاہ رہے ہیں۔
اس نے بے خوفی سے اس کی سرد نگاہوں میں اپنی آنکھیں گاڑھی اور بنا کوئی تمہید باندھے طزیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔اس کے مطابق ڈرتی تو کسی کے باپ سے بھی نہیں تھی۔
دیکھو مازہ اس وقت یہ بات ہی میرے اعصابوں پہ ہتھوڑے کی طرح برس رہی ہے"
اسے ہضم کرلینے دو میں آپ سے کسی بھی قسم کی بات کرنے کی حالت میں نہیں
"ہوں۔یہ نہ ہو کچھ سختی سے کہہ دوں۔
اس سے پہلے کہ وہ سختی سے اس کی جانب انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولتے جانے کیلیے مڑتا اپنی چوڑی کلائی پہ کسی کا نرم و نازک لمس محسوس کرتے اس نے مشکل اپنے اندر اٹھتے غصے میں قابو پاتے اس کی سمت دیکھا جو ماتھے پہ بل ڈالے اسی کی سمت دیکھ رہی تھی۔

"لیکن مجھے ابھی ہی بات کرنی ہے اور کیوں نہیں ہو رہی یہ بات ہضم۔ اتنے پیارے تو لگیں گے ساتھ اور میری ایک بات سن لیں اس رشتے سے انکار نہیں کریں گے آپ۔ سمجھ رہیں ہیں نہ آپ۔"

وہ اپنے دانت پہ دانت جمائے دھیمے لہجے میں اس کی سمت دیکھتی غرائی تو رائم نے اس کے بولنے کے انداز پہ ٹھنڈے ٹھار انداز میں اس کی جانب دیکھا اس کے دیکھنے کے انداز پہ ہی امائزہ کے وجود میں برقی سی دوڑ گئی لیکن فلحال اسے ہمت نہیں ہارنی تھی تبھی دونوں ہاتھ کمر پہ رکھے وہی ڈٹ کر کھڑی رہی۔

"اور تمہیں یہ خوشفہمی کیوں لاحق ہے کہ میں تمہاری بات مانوں گا۔ وہ روشانے کو پسند کرتا ہے مائنڈ اٹ اور اب علیزے سے شادی میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چاہ رہا ہے لیکن اس سے کوئی بھی بات کیے بغیر میں اس رشتے پہ رضامند نہیں ہونگا یاد رکھنا میری بات۔ اور میرے سامنے اپنی زبان کو لگام دینا آئندہ۔ مجھے فضول میں چلانے والی لڑکیاں بلکل نہیں پسند۔"

وہ سختی سے اپنی بات پہ زور دیتے والے انداز میں بولا ساتھ ہی اپنی دو انگلیوں سے اس کے گال پہ دباؤ ڈالا اس کے لمس پہ مازہ کا پور پور سلگ اٹھا۔اس نے تھوک نگلتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جبکہ آنکھوں میں ہلکی ہلکی سرخی سی چھاگئی تھی۔

کیونکہ اب جو وہ بولنے جارہی تھی وہ فلحال ضروری ہوگیا تھا دل تو آنے والے لمحات کا سوچتے باقاعدہ کپکپارہا تھا سونے پہ سہاگہ رائم کا بات کرنے کا انداز اس کے ہاتھ پیڑ ٹھنڈے پڑگئے۔

کسی اور کی خوشی عزیز ہو یا نہ ہو آپکو لیکن اتنا تو مجھے یقین ہے کہ اپنی بہن کی خوشی" "بے حد عزیز ہوگی آپکو۔

وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں اس پہ یہ بات باور کراتی شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی اب وہ واضح الفاظ میں بھی اس پہ یہ بات نہیں کرسکتی تھی کیونکہ فلحال ایک بھائی کی غیرت پہ یہ بات گوارا نہیں کرتی اور وہ اس کا راز کسی پہ آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی وہ تو شروع سے ہی یہ سب جاننے سے پہلے بھی لیزے کو ہی

اس روپ میں دیکھتی آئی تھی تبھی ادھوری بات کی۔اس کے خیال میں اگر وہ عقل سے پیدل نہ ہوا تو ضرور سمجھ جائیں گے۔

اس کے جاتے ہی رائم نے شش و پنج میں مبتلا ہوتے اس کی پشت کی جانب دیکھا جہاں سنہری بالوں کی آبشار بکھری ہوئی تھی اور وہ زینے چڑھتی شاید لیزے کے کمرے کی سمت ہی جارہی تھی۔معاً اس کے دماغ میں اس کی بات بار بار دوہراتے جھماکہ سا ہوا اس نے یقینی کی کیفیت میں امائزہ کی پشت کو دیکھا جو اب وہاں سے غائب تھی شاید وہ لیزے کے کمرے میں پہنچ چکی تھی اس نے مشکل دونوں ہاتھوں سے اپنے چکراتے سر کو سنبھالا کیونکہ جس بات کی جانب وہ اشارہ کرگئی تھی وہ بات رائم سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا زبان کو گویا قفل لگ گیا تھا۔اس نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرتے اپنے سن ہوئے اعصابوں کو حواسوں میں لانا چاہا اور دھیمے قدم اٹھاتا چہرے پہ مصنوعی مسکراہٹ سجاتا ڈرائنگ روم کی جانب چل دیا جہاں سے سب کی خوش گپیوں کی آوازیں آرہی تھی۔وہ بھی ان کے ساتھ جگہ سنبھالتے وہی صوفے پہ براجمان ہوگیا۔

اذلان میں انشاآاللہ ایک دو دنوں تک جواب دوں گا تمہیں میں لیزے کی مرضی کے بغیر"
"کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتا فلحال۔

صائم نے اسے آنے والی صورتحال سے آگاہ کرنا چاہا تو اذلان بھی اس کی بات سمجھتے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلاگیا۔ محرم نے رائم کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ ناراضگی سے ان کے ساتھ ہی جگہ سنبھال گیا۔ محرم نے مسکراتے ہوئے اس کے سر کے بال بکھیرے۔ کچھ ہی لمحوں بعد وہ سنجیدگی سے ان سے باتوں میں مصروف تھا۔آیت ان سب کو ایک نظر مسکرا کر دیکھتی کھانے کی تیاری دیکھنے عزہ کو ساتھ لیے کچن کی جانب چل دی۔

امائزہ جو کب سے لیزے کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹارہی تھی لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملنے پر وہ حیرت سے دروازہ خود ہی کھولتی اندر داخل ہوئی لیکن اندر داخل ہوتے ہی خالی

کمرہ اسے منہ چڑھارہا تھا وہ حیرت سے اندر کمرے میں داخل ہوئی کمرہ پوری طرح سیٹ تھا بیڈ پہ ایک شکن بھی نہیں تھی مطلب وہ کمرے میں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے۔اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر نکلتی سسکیوں پہ آواز پہ وہ چونک کر پورے کمرے میں نگاہیں دوڑانے لگی معاً اس کی نگاہ ٹیرس کے کھلے دروازے پہ ٹھٹھک کر رکی وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی جو کرسی پہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی اس نے پریشانی سے اس کا چہرہ تھامتے اس کا رخ اپنی جانب کیا جس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔امائزہ اس کی حالت پہ تڑپ کر رہ گئی اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی لیزے نے بے دردی سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔امائزہ نے بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا۔لیکن پھر اس کا اچانک ردِ عمل سوچتے خود ہی ہنس دی۔

"کیسا لگ رہا ہے میری مستقبل میں ہونے والی چھوٹی سی بھابھی۔"

وہ خوشگوار لہجے میں بولتے کرسی میں بیٹھی لیزے کا رخ اپنی جانب کرتے اس کی حرکت کو سرے سے ہی نظرانداز کرگئی کیونکہ وہ کل سے ہی بے انتہا خوش تھی لیزے کیلیے تبھی اس کی حرکت پہ غور ہی نہیں کیا لیکن لیزے نے اس کی بات پہ قہر آلود نگاہ اس پہ

ڈالی جس کی بدولت آج وہ اس مقام پہ تھی۔ غصے کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں اٹھی۔

"تم جاؤ یہاں سے مجھ سے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آج تمہاری وجہ سے یہ سب ہورہا ہے۔ تم نے انہیں جاکر بتایا ہے نہ۔ تم نے بہت غلط کیا ہے مازہ۔ ایسا محسوس ہورہا ہے بھرے بازار میں برہنہ ہوگئی ہوں۔"

وہ سسکیاں بھرتی اس کا ڈوپٹہ دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑتے ہوئے غصے سے چیخی تو امائزہ نے اس کی بات پہ نا سمجھی سے نفی میں سر ہلایا جو آج پھر اس دن والی بات دہرا رہی تھی اس نے بے ساختہ لیزے کی غلط فہمی کو دور کرنا چاہا لیکن وہ سرخ آنکھوں سمیت اپنے ہاتھ کے اشارے سے ہی اسے روک گئی۔ اور سرد نگاہوں سے اس کی سمت دیکھی۔

"کچھ مت بولنا آج امائزہ تم۔ اس دن بھی تم نے جھوٹ کا سہارہ لیتے مجھے اپنے جھوٹے جال میں پھنسادیا اور اب مزید تم نے ناجانے کیا کیا کیسے کیسے کہاں ہوگا ان سے جو وہ یہ قدم اٹھانے پہ مجبور ہوئے ہیں ترس کھارہے ہیں وہ میری ذات پہ کہ شاید وہ نہ ملیں تو

میں مرجاؤں گی لیکن میں تو جینا سیکھ رہی تھی ان کے بغیر۔ تم نے ان تک یہ بات پہنچا

"کر بہت غلط۔

اس سے پہلے کہ وہ ہچکیوں کے درمیان اپنی بات مکمل کرتی امائزہ سختی سے اسے درمیان میں ہی ٹوک گئی لیزے اس کی اچانک دھاڑنے والے ردِ عمل پہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

بکواس بند کرو تم اپنی۔ جسٹ شٹ اپ۔ تمہیں یہ کہتے ہوئے ذرا سا بھی احساس نہیں" ہورہا نہ کہ کس قدر غلط کررہی ہو تم۔اس دن بھی تم نے تابڑ توڑ الزامات لگائیں میرے پہ کہ میں نے بھائی کو یہ سب بتایا ہے ان کی سماعتوں سے یہ بات گزاری ہے۔ میں کیوں بتاؤں گی انہیں مجھے آج تم اتنا بتادو مجھے کیا ملنا تھا کسی لڑکی کی عزتِ نفس پہ بات کرکے۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اگر آج میں کسی کو رسوا کروں گی تو اللہ پاک قیامت کے روز مجھے بھی ذلیل و رسوا کرے گا۔میرے پاس تمہاری جانب سے یہ ایک امانت تھی میں کیوں اس میں خیانت کرتی۔ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے:

جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ دنیاوآخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(صحیح ابن ماجہ:2078)

لیکن افسوس تمہیں شاید میرے پہ یقین ہی نہیں ہے۔اس دن تو سمجھ آتا ہے تم اپنے حواسوں میں نہیں تھی میں سمجھ گئی تھی لیکن آج پھر تم وہی غلطی دہرا رہی ہو میرا اس سب میں کیا قصور ہے بار بار ایک ہی بات دہرا کر مجھے پشیمان کردیتی ہوں بنا کسی قصور کے ہوتے ہوئے بھی۔بس ایک غلطی ہوئی میرے سے کہ تمہارا درد شاید اپنے دل پہ محسوس کرگئی پاگلوں کی طرح اور تمہاری ہی نظروں میں مشکوک بن گئی۔ہم اس رشتے سے پہلے کزنز ہونے سے پہلے صرف دوست ہیں نہ لیزے لیکن تم نے آج میری ہی نگاہوں میں مجھے بری طرح گرادیا ہے۔میں مزید نہ اب تم سے اس ٹاپک پہ کوئی بات کروں گی نہ کچھ۔شاید ہمارا ساتھ یہی تک تھا ابھی بھی فیصلہ تمہارے حق میں ہیں تم جس سے بھی شادی کرنا چاہو۔تمہارے ساتھ زبردستی کرکے اپنے آپ کو مزید تکلیف میں مبتلا نہیں کرسکتی میں لیکن اتنا ضرور کہوں گی تمہاری بات نے مجھے توڑدیا ہے۔کہتے ہیں نہ کسی کیلیے اس قدر بھی اچھائی نہ دکھاؤ کہ وہ برائی بن کر آپ کے وجود سے ہی لپٹ

جائے میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔پھر بھی یہی دعا کروں گی تمہارے حق میں

"ہمیشہ جہاں رہو خوش رہو۔اللہ حافظ۔

وہ اس کی روز روز کی ایک ہی تکرار سے تنگ آکر بولی تو بولتی چلی گئی اور ایک نم شکوہ کناں اس کے ساکت اور بےیقین چہرے پہ ڈالتے کمرے کا دروازہ کھولتے باہر نکلی لیکن باہر کھڑے رائم کو دیکھتے وہ گال پہ بہنے والے آنسو صاف کرتے وہاں سے بھاگنے والے انداز میں زینے اتر گئی۔رائم بے بس نگاہوں سے اندر بےتاثر چہرے کے ساتھ کھڑی لیزے اور روتی ہوئی امائزہ کو دیکھتی سختی سے لب آپس میں پیوست کرگیا۔ناجانے یہاں ہو کیا رہا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

"مازہ کہاں ہے دکھائی نہیں دے رہی۔"

رات کو کھانے کی ٹیبل پہ سب کھانے میں مصروف تھے جب امائزہ کی غیر موجودگی کو ادیان نے شدت سے محسوس کیا تبھی کرسی کھسکاتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس کی طبیعت نہیں ٹھیک ذرا جب سے واپس آئی ہے وہاں سے سر درد ہے اس کا تو میں نے پین کلر دے کر سلادیا تھا۔"

محرم اس کی پریشان صورت دیکھتے تفصیل سے بتاتے ہوئے گویا ہوئی جواباً وہ پرسکون ہونے سے بجائے مزید پریشان ہوتے مازہ کے کمرے کی سمت بڑھ گیا محرم اسے دیکھتے اذلان شاہ کی جانب متوجہ ہوگئی۔ادیان اس کے کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے اندر کمرے میں داخل ہوا تو نیم تاریکی چھائی ہوئی تھی اور وہ بیڈ کراؤن سے پشت لگائے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔ادیان حیرت سے کمرے کا سوئچ بورڈ ٹٹولتے لائٹ جلاتے اس تک پہنچا تو وہ چونک کر سر اٹھا کر آنے والے کو دیکھنے لگی لیکن سامنے سے آتی ادیان کو دیکھتے اس کے آنسو مزید چھلکنے کو بے تاب تھے آنسو ضبط کرنے کے چکر میں اس کی گردن کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"کیسا ہے میرا بچہ آنکھیں کیوں اس قدر سوخ ہورہی ہے۔"

ادیان نے متفکر انداز میں اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے اس کی طبیعت کا اندازہ لگانا چاہا جواباً وہ مسکراتے ہوئے اس کا وہی ہاتھ تھامتی اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ ادیان کے سامنے رو کر وہ اس پہ کچھ بھی آشکار کرے۔

"کچھ نہیں بھائی بس سر درد تھا ذرا اب بہتر ہوں۔"

وہ اس کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگا کر بولی تو ادیان نے محبت سے اسے اپنے سینے میں بھیچتے اس کی نم آنکھوں کو عقیدت سے چھوا۔

"بھائی کی زندگی کو کوئی کچھ کہے تو سہی اسے بھائی سے پھر کوئی نہیں بچاسکتا۔"

معاً کمرے کے دروازے پہ ہونے والے کھٹکے سے وہ دونوں چونک کر دروازے کی سمت متوجہ ہوئے جہاں محرم کھڑی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

ادیان آپ ذرا میرے سے مل کر جانا۔ہمارے کمرے میں ہی آجانا۔اور مازہ آپ سو جاؤ" "سر درد صبح تک ٹھیک ہوجائے گا انشااللہ۔

محرم اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی۔ادیان ان کے چہرے پہ سنجیدگی دیکھتے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے ایک نظر دیکھتے اذلان شاہ کے کمرے کی سمت چل دیا۔محرم بھی

اس کے اوپر کمفرٹر ڈالتی لائٹ بند کرتے کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ امائزہ آنے والے لمحات کے بابت سوچ رہی تھی کیونکہ محرم کا انداز کہی نہ کہی اسے ٹھٹھکا چکا تھا اتنا تو اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ ضرور اسی متعلق بات ہونے والی ہے ادیان کے غصے کا سوچتے وہ جھرجھری لے اٹھی۔

"جی مم ڈیڈ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں۔"

اس نے ان دونوں کی صورت ایک نظر دیکھتے سامنے ہی صوفے پہ جگہ سنبھالتے حیرت سے استسفار کیا تو اذلان چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئے۔

"ہم آج گئے تھے صائم کے ہاں جانتے ہو نہ۔"

انہوں نے گویا بات کی تہمید باندھی تو محرم نے انگلیاں مسلتے اس کی جانب دیکھا کیونکہ اصل ردِعمل تو پوری بات جاننے کے بعد پتہ لگے گا۔ادیان نے اذلان شاہ کی بات پہ صرف بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا۔

"بات کی ہی ہم نے ان سے۔"

انہوں نے بات کرتے کرتے رک کر اس کے تاثرات جانچنا چاہے جو ان کی بات پہ فلحال تو سنجیدہ ہی تھے۔

"جی جانتا ہوں اور یہ بھی اندازہ ہوگا کہ انکار تو کسی صورت نہیں ہوا ہوگا۔"

وہ بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے پریقین لہجے میں بولا تو اذلان شاہ نے ماتھے پہ بل ڈالتے اس کی سمت دیکھا جیسے اس کی بات بلکل پسند نہ آئی ہو۔

ایسی خوشفہمیاں پالنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے تمہیں اور اب جو میں بولنے جارہا ہوں"

" تحمل کا مظاہرہ کرنا اس کے بعد جلاد بننے کی ضرورت نہیں ہے زیادہ۔

وہ تنبیہی انداز میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے مخاطب ہوئے۔تو ادیان کے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے وہ دانت پہ دانت جمائے ان کی اگلی بات کا منتظر تھا۔

یہی بات روشانے کی باری بھی کہی تھی آپ نے کیا یہاں سے بھی انکار سجا کر لے"

"آئیں ہیں ڈیڈ۔

وہ تلخی سے اذلان شاہ کی جانب دیکھتے بولا تو محرم نے تڑپ کر اس کی سمت دیکھا جو کچھ زیادہ ہی ناامید دکھائی دے رہا تھا۔لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ ناامید تھا نہیں بلکہ

اپنے آپ کو ظاہر کررہا تھا کیونکہ یہی بات اسے اچھے سے ازبر تھی کہ یہاں سے تو کسی صورت اسے منفی رِدِ عمل نہیں مل سکتا۔وہ ایک بہت ہی اعلیٰ پائے گا گیمر تھا جسے اپنے تاثرات چھپانا اچھے سے آتے تھے۔

"میری بکواس سن لو اگر سن سکتے ہو تو۔"

وہ اس کی بے وجہ بے تکی بات پہ بگڑتے ہوئے گرجے ان کی بولنے پہ محرم نے ان کے بازو پہ ہاتھ رکھتے انہیں پرسکون رہنے کا اشارہ کیا۔

رشتے کی بات کی ہے میں نے وہاں لیکن ان کی بھی وہی باتیں ہیں جو خدشات تمہاری" ماں کو لاحق ہیں اور اس کے علاوہ ایک اہم بات انہوں نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا "کیونکہ کل لیزے کا رشتہ کہی اور سے آچکا ہے ہم سے پہلے۔

انہوں نے اس کے بگڑتے تاثرات سے نگاہیں پھیرتے سختی سے اپنی بات مکمل کی تو ان کی بات پہ سخت طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔آنکھیں سرخ ہونے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگا۔

اور وہاں میرے پہ کسی اور کو فوقیت دی جارہی ہے ڈیڈ۔میں آپ پہ ایک بات واضح" کردینا چاہتا ہوں کہ میں روشانے کی طرف سے تو خاموشی اختیار کرگیا لیکن اس جانب سے بلکل نہیں کروں گا چاہے مجھے اس کیلیے کسی بھی حد سے گزرنا پڑے۔یہ جو در پہ در انکار ہورہے ہیں نہ یہ میری انا پہ کاری ضرب لگارہے ہیں اور کوئی بات نہیں ہے۔بس آپ میری یہ بات ذہن نشین کرلیں اچھے سے۔مجھ سے اس کے بعد کسی قسم کی اچھی امید "مت رکھیے گا۔

اس نے سرد نگاہیں دیوار پہ جماتے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں انہیں مخاطب کیا اس کے جنجر کی طرح نوکیلے الفاظ محرم کو باقاعدہ خوف محسوس ہونے لگا۔

ادیان میری جان بات سنو ابھی انکار ہوا تو نہیں نہ ابھی انہوں نے لیزے سے بات" کرنی ہے سارا کچھ سوچ کر ہی وہ اپنی بیٹی کیلیے کوئی فیصلہ لیں گے نہ۔آپ خود سوچ کر بتائیں اگر اس کی جگہ مازہ ہوتی تو بھائی ہونے کی حیثیت سے سوچ سمجھ کر ہی کوئی "فیصلہ کرتے نہ پھر دوسروں سے اچانک ہی مثبت جواب کیوں چاہیے۔

محرم اس کے بازو پہ ہاتھ رکھتی التجائیہ انداز میں سمجھانے والے انداز میں گویا ہوئی لیکن وہ ان کی بات پہ سختی سے سر جھٹک گیا۔اسے تو یہ ہی بات ہضم نہیں ہورہی تھی کہ اس کیلیے کسی اور لڑکے کا رشتہ آیا ہے۔کنپٹی کی رگیں پھولنا شروع کوچکی تھی۔آنکھوں سے شعلے نکلتے محسوس ہورہے تھے۔اندر ایک آگ تھی جو جل رہی تھی ایسا محسوس ہورہا تھاکہ سب کچھ بھسم کردے گی۔اس نے مشکل اپنے حواس بحال کیے جو ان کی بات پہ سلب ہوتے جارہے تھے۔

"ادیان شاہ یہی غصہ اسی ایک غصے کی بدولت سب تم سے دور بھاگتے ہیں تمہیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی اپنے حواس مت کھویا کرو۔تمہارے انھی شدید ردِ عمل کی وجہ سے آج تک تمہاری ماں کو خوف محسوس ہوتا ہے تو وہ تو پھر ایک نازک جان ہے۔تم نے تو اسے کہی کا نہیں چھوڑنا۔"

ان کی بات پہ ایک استہزائیہ مسکراہٹ ادیان کے لبوں کے گوشوں پہ پھیلی اس نے اپنی چمکتی ہوئی کانچ سی نگاہیں ان دونوں کی سمت اٹھائی اور مضبوط قدم اٹھاتا اذلان شاہ کے عین سامنے کھڑا ہوگیا۔ان کے جبڑے باقاعدہ طور پہ تن چکے تھے۔

"وہ کر لے گی ڈیڈ۔"

اس نے برفیلے لہجے میں کہتے گویا انہیں چونکنے پر مجبور کیا وہ پوری طرح اس کی سمت متوجہ ہوئے۔

"کون کر لے گی۔"

محرم نے ہونقوں کی طرح سوال کیا تو ادیان نے مسکراتے ہوئے اپنا رخ ان کی جانب کیا۔

علیزے خان کو میں اس غصے کے ساتھ، اس جلاد پن کے ساتھ، اس جذباتی پن کے" ساتھ بھی قبول ہونگا جی چاہے تو آپ آزما کر دیکھ لیجیے گا۔ کیونکہ آنا تو اس نے اسی گھر میں ہے میری بیوی بن کر آپ کی بہو کی حیثیت سے اور سب سے ضروری اور اہم بات آپ کو دادا دادی بھی وہی بنائے گی۔ تو اس لیے بلکل بھی پریشان مت ہو کیونکہ جواب چاہے آج آئے کل آئے یا مہینے بعد آئے اتنا تو مجھے یقین ہے آئے گا وہ میرے حق "میں ہی۔

وہ محرم کے گال پہ بوسہ دیتے اذلان کی جانب ایک آنکھ دباتے کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ اس کی اچانک حرکت پہ وہ ایک لمحے کیلیے سٹپٹا گئی اس کے جانے کے بعد بھی اذلان کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھی جبکہ ادیان کے تاثرات کمرے سے باہر نکلتے ہی غضب ناک ہوچکے تھے جیسے ابھی سب تہس نہس کردے گا۔اس نے سرعت سے ٹراؤزر کی جیب سے موبائل نکالتے کسی کو فون ملایا جبکہ یہ کام کرتے وقت آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک نے احاطہ کیا ہوا تھا۔دوسری جانب سے فون سے ابھرنے والی آواز پہ اس کے لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

کیا تم یہ بات نہیں جانتی کہ کسی بھی انجان نمبر سے کال یا میسج آئے تو وہ نہیں اٹھانا" "چاہیے۔

وہ اپنے کمرے کا گلاس ڈور کھولتے ریلنگ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا سرد لہجے میں گویا ہوا تو مقابل کو اس کی آواز سن کر سانپ سونگھ گیا۔زبان ساتھ دینے سے انکاری ہوگئی۔دھڑکنوں کی رفتار تیز ہوگئی اس کا تیز تیز سانس لینے کی آواز ادیان کی سماعتوں سے مخفی نہیں رہی اور یہی چیز اسے ایک عجیب سا سرور بخش رہی تھی۔

علیزے جس کو رائم رات کا کھانا کھلا کر ابھی ابھی دوائی کھلا کر کمرے سے باہر نکلا تھا۔اس کے ہوتے ہوئے اس نے بمشکل اپنے آنسوؤں پہ ضبط کیا ہوا تھا ورنہ تو امائزہ کی باتیں مسلسل اس کے وجود کو کچوکے لگارہی تھی ناجانے غصے میں اسے کیا کیا بول دیا تھا دوپہر کو اور وہ اس قدر شدید ناراض ہوگئی اور یہی چیز اس سے سہن نہیں ہورہی تھی آنکھیں رو رو کر سرخ ہورہی تھی گالوں پہ سردی کی بدولت ہلکا ہلکا گلابی پن چھایا ہوا تھا وہ ایک بار پھر مازہ کی باتیں یاد کرتے سائیڈ لیمپ جلاکر گھٹنوں میں سر دیے پھپھک پھپھک کر رودی۔ایکدم کچھ سوچتے اس نے سرعت سے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتے امائزہ کو فون ملایا لیکن دوسری جانب سے کوئی نہیں اٹھارہا تھا اسے ایک بار پھر خود پہ شدید قسم کا تاؤ آیا اس سے پہلے کہ وہ موبائل زمین پہ پٹختی موبائل پہ آنے والی کال پہ خوشگوار انداز میں بنا نام دیکھے فون کان سے لگاگئی لیکن دوسری جانب سے آنے والی آواز پہ اسے جیسے سکتا ہوگیا۔دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی۔سانسیں باقاعدہ تیز ہوگئی۔

"دیان۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔دل ایک الگ ہی پر لے پہ دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر نکل آئے گا۔

"جی دیان کی جان۔"

جواباً اس کی جذبوں سے چور بوجھل خمار آلود آواز پہ وہ سٹپٹاتے ہوئے فون کاٹ گئی اور دونوں ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرتے جیسے اپنے جو اس قابو میں کرنے چاہے جو اس کی گھمبیر آواز سنتے جھنجھنا اٹھے گے۔گال سرخ اناری ہوگئے جیسے ان میں سے ابھی خون چھلک پڑے گا۔ادیان سے اسے اس قسم کی بےباکی کی قطعی توقع نہیں تھی۔

دوسری جانب ادیان اس کے فون کاٹنے پہ سختی سے اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتے دوبارہ سے فون ملاتے کان سے لگا گیا۔لیزے جو گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی دوبارہ سے فون آتا دیکھ وہ باقاعدہ رونے والی ہوگئی کیونکہ ادیان اپنے نمبر سے نہیں بلکہ دوسری سمت سے کال کررہا تھا اس نے اس کے غصے کے خوف سے سہمتے ہوئے حلق تر کرتے فون کان سے لگایا۔

"کال کیوں کاٹی تھی۔"

وہ دھیمی سرد آواز میں غرایا تو وہ ہڑبڑاتے ہوئے فون کان سے ہٹا گئی۔اور اپنے خشک لبوں پہ زبان پھیرتے انہیں تر کیا۔

"وہ وہ آپ ایسی باتیں کیوں کررہے ہیں۔"

وہ روہانسے لہجے میں گویا ہوئی تو ادیان نے لبوں کو سکیڑ کر اس کی بات سنی۔

"تو تمہارے ساتھ ہی کرنی ہے ایسی فضول باتیں بھی اور ایسی فضول حرکتیں بھی۔"

اس کی اس قدر بے باک گفتگو پہ اس کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

خیر میں نے کسی بھی قسم کی فضول بات کرنے کیلیے کال نہیں کی ایک یہی بات باور" کروانے کیلیے کی ہے جو میرے علاوہ جس بھی جگہ سے رشتہ آیا ہے وہاں کل ہی انکار "پہنچ جائیں ورنہ پتا ہے میں کیا کروں گا۔

اس نے اکھڑے لہجے میں بولتے اچانک ہی سوالیہ انداز میں پوچھا تو وہ اس کے سخت لہجے میں ہانپتی فقط ہمم پہ ہی اکتفا کرگئی۔

میں اس شخص کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔اور پھر تمہیں ایک خونی کے "
"ساتھ گزارا کرنا پڑے گا۔کرلوں گی برداشت لیزے خان۔
وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تو اس کی حالت مزید خراب ہوگئی شکر تھا کہ اسے رئید کے بارے میں علم نہیں تھا ورنہ آج اس کا سچ میں قصہ تمام ہوجاتا۔ آنکھوں سے آنسو چھلکنے کو بے تاب تھے اس کا رویہ کس قدر سخت تھا کیسا دھوپ چھاؤں جیسا مزاج تھا کہ اس کی سمجھ سے بھی بالاتر تھا کبھی حد سے زیادہ میٹھا کبھی حد سے زیادہ کڑوا اسے پتہ ہی نہیں چلا یہ سب سوچتے کب اس کے منہ سے بےاختیار سسکی سی نکلی وہ سختی سے دونوں ہاتھوں کو منہ پہ جماگئی۔جبکہ دوسری جانب ادیان جو اس کے بولنے کا منتظر تھا اس کی سسکی پہ چونک کر تمام حسیات لیزے کی سمت کرلی۔
"علیزے کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو۔"
اس کی حالت کے پیشِ نظر اس نے نرمی والا رویہ اختیار کیا اور پچکارتے ہوئے استسفار کیا لیکن اس کا اس قدر میٹھا انداز لیزے کے حلق میں ہی اڑگیا۔ وہ یہ سوچ میں پڑگئی کہ کیسے اسے جواب دے۔دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہوا جارہا تھا۔

"نہیں کچھ نہیں۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی جلدی سے آنسو پونچھ گئی جبکہ اس کے اس قدر سفید جھوٹ پہ ادیان کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی مٹھیوں کس سختی سے بھینچ لیا۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا ہوا ہے اور مجھے جواب چاہیے۔باقی زبانیں مجھے سمجھ نہیں آتی۔"

وہ برفیلے انداز میں اپنے ایک ایک الفاظ پہ زور دیتا ہوا گویا ہوا تو وہ کپکپا کر رہ گئی آنسو مزید شدت کے ساتھ بہنے لگے۔ادیان نے کوفت سے آنکھیں گھمائی اس کے مسلسل رونے پہ۔لیزے سے مزید برداشت نہ ہوا تو وہ جذبات کی رو میں بہتے اپنا دل اس ستمگر کے آگے کھول گئی۔

"وہ مازہ میں نے کچھ نہیں کیا وہ ناراض ہوگئی ہے میرے سے۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولتی آہستہ آہستہ ساری بات اس کے گوش گزارتے سختی سے اپنی آنکھوں کو میچ گئی کہ وہ کیسے یہ ساری بات بتا گئی وہ بھی جانے انجانے میں جذبات کی رو میں بہتے ہوئے اس وقت اسے اپنی کوتاہی پہ مزید غصہ آیا۔ ناجانے ان کا ردِ عمل اب کیا ہوگا۔اس کی بات پہ ادیان کے اعصاب تننا شروع ہوگئے تو مازہ اس وجہ سے اپنی

طبیعت خراب کر کے بیٹھی ہے اس وقت اسے لیزے پہ انتہا کا غصہ آیا لیکن وہ اسے بھی کچھ کہ نہیں پایا کیونکہ اس وقت وہ بھی اسی کیلیے رو رہی تھی۔دونوں لڑ کر بھی ایک دوسرے کیلیے رو رہی تھی وہ تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا۔

"اسی لیے کہتے ہیں کہ پہلے ساری بات پتہ کرو پھر کسی پہ الزام تراشی کرو۔اس طرح کسی کی ذات پہ ایک ہی بات کر کے بار بار اسے دکھ اور اذیت دینا کہاں کی اچھائی ہے۔خیر میں اس سے بھی بات کروں گا اب رونا بند کرو۔"

ادیان نے سختی سے اسے مخاطب کیا تو وہ روتے ہوئے لبوں کو بھینچتی شرمندگی سے اپنا چہرہ جھکا گئی ادیان نے دوسری جانب سے مسلسل رونے کی آواز محسوس کرتے ایک نظر گھڑی کی سمت دیکھا جو رات کے بارہ بجا رہی تھی۔اس نے کس بات کیلیے فون کیا تھا لیکن یہاں پہ تو وہ ہی اس کا درد بانٹنے لگ گیا۔

"اور اب یہ فضول کے ٹسوے بہانا بند کرو تمہارے ان آنسوؤں سے ادیان شاہ کسی صورت نہیں پگھلنے والا۔اور کل مجھے ہاں میں جواب چاہیے آخری بار کہ رہا ہوں اینڈ ناؤ نو مور آرگیومنٹس۔"

اس نے مزید دیری کیے بغیر بے دردی سے اس کے کانوں میں صور پھونکتے سختی سے کال دی اس کے بات کرنے کے انداز میں ایک بے مول آنسو ٹوٹ کر لیزے کے گال پہ بہہ گیا۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا اور اس کی سوچوں کا محور علیزے اور ادیان کے رشتے کی بات تھی جو کل ہی گھر میں ہوئی تھی انہی سوچوں کے درمیان اچانک روشانے کا خیال آتے ہی دماغ میں جھماکہ سا ہوا تو وہ سیدھا ہوکر بیٹھا۔بے چینی حد سے سوا تھی۔ اس نے ادیان سے صاف الفاظ میں بات کرنے کا سوچتے سرعت سے اسے کال ملائی جو دوسری بیل پر اٹھالی گئی۔

"ہیلو ادیان شاہ اسپیکنگ۔"

ادیان جو غالباً اپنی کسی فائل کی جانب متوجہ تھا بنا دیکھے کال اٹینڈ کرتے دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

"ادیان مجھے ضروری بات کرنی ہے کیا تم فری ہو۔"

اس کی مصروف سی آواز پر رائم نے گویا تمہید باندھی اور اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا جبکہ اس کی بے چین آواز پہ ادیان شاہ کے لبوں پہ ایک بھم سی مسکراہٹ ابھری۔

"ہمم کہو تم کیا کہنا ہے۔"

ادیان نے مصروف سے انداز میں کہا تو رائم دانت پیس کر رہ گیا۔

مجھے ضروری بات کرنی ہے ادیان شاہ اپنی مصروفیت کو کچھ دیر سائیڈ پر کر دو۔اور پوری "توجہ سے میری بات سنو۔

رائم نے دانت کچکچاتے اسے باور کرانا ضروری سمجھا تو ادیان اس کے انداز پر فون کر گھور کر رہ گیا جیسے اس کی جگہ رائم ہو اور وہ اسے گھور رہا ہو۔

"اچھا ٹھیک ہے بولو تم کیا بات ہے۔"

وہ فائل بند کرتے ہوئے گویا ہوا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگاگیا۔

"تم مجھے بتاؤ گے یہ سب چل کیا رہا ہے آج کل یہ سارا معاملہ اب کیا ہے۔"

رائم نے خود پہ ضبط کرتے اس سے پوچھا تو وہ پراسرار سا مسکراتا چیئر کی پشت سے سر ٹکاتے آنکھیں موند گیا۔

"اب تو کوئی معاملہ نہیں اور جو ہے سب کے سامنے ہے۔"

ادیان نے سکون سے کہتے اس کا سکون غارت کیا۔

کیا مطلب ہے ادیان اتنا سب چل رہا ہے یہاں اور تم اتنے سکون میں ہو مجھے پوری" طرح سے کھل کر بتا ہی دو کہ چاہ کیا رہے ہو ابھی روشانے والی بات تھی کل تک آج علیزے کا رشتہ آگیا تمہارے لئے یہ سب کیا سمجھوں نیں تم اسے پسند کرتے ہو تو میں اپنی بہن کے بارے میں کیسے تمہیں سوچ لوں۔جب میں جانتا ہوں کہ ایسا تمہارے جیسے "شدت پسند انسان کیلیے کسی صورت ممکن نہیں ہے۔

رائم نے ماتھا مسلتے پریشانی سے استفسار کیا کہ کل تک جس انسان کو روشانے ازحد عزیز تھی آج اسی کے لئے اپنی بہن کا رشتہ کسی جھٹکے سے کم نہ تھا۔

رائم میری بات اب دھیان سے سنو آئندہ روشانے کا نام میرے ساتھ مت لینا وہ کل" تک تھی اور آج نہیں ہے۔ رہی بات علیزے کی تو میری رضامندی سے ہی سب ہو رہا ہے تمہیں اس بابت پریشان نہیں ہونا چاہیئے کہ میں یہ بات تم پر واضح کر دوں کہ "روشانے خان میری پسند تھی مگر اب سے نہیں ہے۔سو نیکسٹ ٹائم بی کیئرفل بڈی۔

ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہتے وہ تمام بات رائم پر واضح کر گیا۔

تم نہیں سمجھ رہے ادیان روشانے تمھاری پہلی ترجیح تھی اور اب تم علیزے سے" شادی کرنا چاہتے ہو میری سمجھ سے باہر ہے یہ سب کل تک تم اس کے لئے اتنے جنونی ہو رہے تھے آج علیزے۔وہ میری بہن ہے میں اس کیلیے آخری دم تک یہی "کنسرن دکھاؤں گا۔میری بات سمجھ رہے ہو نہ۔

رائم نے پریشانی سے اسے اپنی بات سمجھانی چاہی جبکہ ادیان شاہ اس بات کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا کہ علیزے خان اس کی ضد بن چکی تھی۔اس کے چہرے پہ اس کی مسلسل ایک ہی تکرار پہ سرد سا تاثر ابھرا۔

رائم تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو پر ابھی تم نے خود کہا وہ میرا گزرا ہوا کل تھی اور"
علیزے میرا آنے والا کل تم علیزے کے لئے پریشان ہو میں سمجھ سکتا ہوں بھائی
ہونے کی حیثیت سے تمھیں یہ فکر ہوگی کہ کہیں میں دوبارہ مڑ کر اپنے گزرے ہوئے کل
کی طرف نہ دیکھوں تو اتنا تو تم بھی مجھے جانتے ہو کہ میں ایسا نہیں ہوں اب سے
روشانے میرے ماضی کی ایک پسندیدہ شخص تھی جو کہ میرے نصیب میں نہیں۔ پر
علیزے میرا مستقبل ہے اور مجھے امید ہے میرا نصیب بھی۔ باقی تم اس سے چاہے
"پوچھ لو ویسے بھی آخری فیصلہ جو بھی ہو اس کا ہی ہوگا۔

ادیان نے سکون سے اس کی پریشانی دور کرتے آخر میں سارا فیصلہ علیزے کی رضامندی
پر چھوڑ دیا تو رائم بھی کسی حد تک مطمئن ہوا۔

ہم آخری فیصلہ تو اس کا ہی ہوگا لیکن میں تمھیں بھی بتا دوں کہ کبھی تمھاری طرف"
"سے مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہیئے۔

رائم نے آخر میں شوخ لہجہ اپناتے ہوئے کہا تو ادیان اس کے لہجے پر تلخی سے مسکرا دیا
اور دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ وہ مطمئن تو ہوا ورنہ سارا معاملہ بگڑ جاتا۔

"تو پھر میں ہاں سمجھوں۔"

ادیان نے آنکھوں میں مخصوص چمک لیے مسکراتے لہجے میں کہا۔

"چلو اب تم زیادہ فری مت ہو مجھے پوچھنے دو اپنی بہن سے پھر کچھ سوچ کر بتاؤنگا۔"

اس نے رعب جھاڑتے ہوئے کہا تو وہ شانے جھٹک گیا۔

اسی طرح کچھ اور باتیں کرتے رائم نے فون رکھتے کچھ دیر سکون سے آنکھیں موندی معاً کچھ سوچتے نیچے کی جانب چل دیا جہاں سب لوگ پہلے سے موجود تھے وہ بھی وہیں جاکر سب کے ساتھ ہی صوفے پر براجمان ہوگیا۔

"اور ڈیڈ کیا ہورہا ہے مام کہاں ہیں۔"

رائم نے مسکراتے ہوئے صائم خان سے پوچھا۔

مت پوچھو بھئی بہت غصے کے عالم میں ہیں محترمہ پتہ نہیں کس بات پر غصہ ہوتی رہتی ہیں۔"

صائم خان نے بھی کچن کی جانب نگاہ کرتے مسکرا کر جواب دیا۔

"پھر سے آپ نے کچھ کہا ہوگا ہے ناں۔"

رائم نے ماں کی سائیڈ لیتے کہا تو صائم خان اسے گھور کر رہ گئے۔

کچھ نہیں کہا میں نے بھئی میں کچھ کیوں کہونگا پوچھ لو اپنے دادا دادی سے میں نے"
"کچھ نہیں کہا۔

انہوں نے فوراً زمان صاحب اور تحریم بیگم کو مخاطب کیا تو وہ لوگ دونوں باپ بیٹے کی اس نوک جھوک پر مسلسل مسکرا رہے تھے۔

"جی بیٹا انہوں نے کچھ نہیں کیا بلکہ ہم نے کیا ہے۔یہ کبھی کچھ کرتے بھی ہیں۔"

زمان صاحب نے مسکراتے لہجے میں صائم خان پہ طنز کرتے ہوئے کہا تو وہ بھی سر جھٹکتے مسکراہٹ دبا گیا۔ ابھی آگے کچھ بات ہوتی کہ آیت واپس آکر اپنی جگہ سنبھال گئیں۔

چھوڑیں سب باتیں مجھے یہ بتائیں کہ آپ سب نے کیا سوچا ہے پھر آپی کو جواب دینے"
"کے بارے میں۔

آیت نے ان سب کو ایک نظر دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا مطلب ماما آپ لوگ ادیان والی بات پر ڈسکس کر رہے ہیں۔"
رائم بھی سنجیدہ ہوتا ان کی جانب متوجہ ہوا اور بازپرس کی۔
"جی بیٹا جی بالکل ایسا ہی ہے آپ کو کوئی اعتراض ہے۔"
آیت نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
دیکھ لیں آپ سب لیکن پہلے رئید کا رشتہ آیا تھا اور اسے منع کرنا یوں مناسب نہیں"
"لگتا۔
رائم نے اپنی رائے کا اظہار کرنا ضروری سمجھا۔
دیکھو رائم ادیان اور رئید دونوں الگ ہیں مانا رشتہ وہاں سے پہلے آیا تھا پر ہماری نظر میں"
بہترین آپشن ادیان ہی ہے کیونکہ وہ ہم سب کا دیکھا بھالا ہے دوسرا اس کا مزاج ہم
سب اچھے سے جانتے ہیں ہاں غصے کا تھوڑا تیز ہے لیکن پھر بھی ہماری نگاہوں کے
"سامنے ہے اور اس رشتے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔
آیت نے اپنے طور بات سمجھائی جس پر تحریم بیگم نے بھی ان کی تائید کی۔
"آپ ٹھیک کہہ رہی ہے لیکن آپ لوگوں نے علیزے سے پوچھا وہ کیا چاہتی ہے۔"

رائم نے بھی ان کی بات سمجھتے سوال کیا۔
"نہیں اس سے آپ پوچھ لینا ہم سب ایک دوسرے کی رائے سے تو متفق ہی ہے کہ علیزے کے لئے ادیان بہترین انتخاب رہیگا اب آپ علیزے کی مرضی پوچھ کر بتا دو تو پھر ہم وہاں جواب دیں دینگے۔"
صائم خان نے سب کی باہمی رضامندی رائم پر واضح کرتے علیزے کی مرضی پوچھنے کا اختیار بھی اسے ہی دیا تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔
"چلیں آپ لوگ بیٹھیں پھر میں آتا ہوں ویسے لیزو جاگ رہی ہے ناں۔"
رائم نے اٹھتے ہوئے پوچھنا چاہا کہ کہیں اس کو بیدار نہ کر دے۔
"جی جاگ رہی ہے آپ چلے جاؤ ابھی روم میں ہی گئی ہے اپنے۔"
آیت جواب دیتے زمان صاحب کی جانب متوجہ ہوئی جو اسی سلسلہ میں کچھ بات کر رہے تھے تو رائم بھی سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے اوپر کی جانب چل دیا۔
کمرے کے باہر پہنچ کر دروازہ ناک کرتے علیزے کو مخاطب کیا۔
"لیزو جاگ رہی ہو۔"

"جی بھائی آجائیں آپ بھی ناں اس وقت کون سوتا ہے۔"

علیزے کی مسکراتی آواز پر وہ مسکراتا ہوا اندر کی جانب داخل ہوا۔

"کیا کر رہیں تھیں آپ۔"

اس کا ماتھا چھو کر طبیعت کو دیکھتے سوال کیا۔

کچھ خاص نہیں ابھی کچھ دیر پہلے ہی آئی تھی روم میں ابھی اسٹڈی کرنے کا سوچ رہی" تھی۔"

ساری بات بتا کر بیچ سے اپنے ناول پڑھنے والی بات چھوڑ دی کہ مبادا کہیں ڈانٹ نہ سننی پڑے۔

"آہاں ناول کون پڑھ رہا تھا پھر۔"

رائم نے شوخی سے کہا۔

"بھائی آپ نے دیکھ لیا ناٹ فیئر۔ویسے آپ کو کوئی کام تھا مجھ سے۔"

وہ لاڈ سے اس کے گلے میں بازو ڈالتے بولی تو رائم بھی سر تھپک کر ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"نہیں کام نہیں تھا بس کچھ بات کرنی تھی۔"

رائم نے تمہید باندھی۔

"سب خیریت ہے ناں بھائی۔"

اس کی تمہید پر علیزے نے بھنویں اچکاتے استسفار کیا۔ حالانکہ اس کی سنجیدگی جس جانب اشارہ کررہی تھی لیزے کا دل اچھل کر حلق میں آگیا اس نے حلق تر کرتے اس کی سمت دیکھا۔

ہاں جی سب خیریت ہی ہے بس مجھے یہ پوچھنا تھا کہ آپ کو پتہ ہی ہے ادیان اور رئید" کی طرف سے آپکا پرپوزل آیا ہوا ہے تو میں آپ کی رائے جاننا چاہ رہا تھا کہ آپ کیا چاہتی ہو میرا مطلب ہے کہ ساری بات آپ پر منحصر ہے ویسے تمام گھر والوں کی پہلی ترجیح ادیان "ہے کیونکہ اسے ہم سب اچھے سے جانتے ہیں پر پھر بھی جو آپ کہوگی وہی ہوگا۔

بغور اس کے تاثرات دیکھتے رائم نے اپنی بات مکمل کی۔ علیزے کا دل اس کی بات پہ دھک سے رہ گیا لیکن ادیان کی دھمکی یاد کرتے اس کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی جاگی۔ دماغ کہہ رہا تھا کہ انکار کردے لیکن پھر اس دل کا کیا کرتی جو اسی کے نام کی مالا جپتا تھا۔

"بھائی پر میں کیسے مطلب آپ لوگوں کے بغیر نہیں رہنا مجھے کہیں میں آپ سب کے ساتھ رہونگی۔"

علیزے نے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے اسے دیکھتے سسکتے ہوئے کہا تو رائم نے تڑپ کر اسے اپنے حصار میں لیا۔

"ارے تو کون اپنے بچے کو خود سے دور کر رہا ابھی تو بس ہم رشتے کی بات کر رہے ہیں آپ اپنی رضامندی بتاؤگی تبھی ہم کوئی فیصلہ کرینگے ناں۔ چلو پھر بتاؤ کیا چاہتی ہو آپ۔کوئی ذور زبردستی نہیں کررہا آپ نے سکون سے سوچ کر بتاؤ۔"

رائم نے اسے پچکارتے ہوئے اس کے بال سنوارتے کہا تو وہ مشکل آنسو پیتی اثبات میں سر ہلا گئی۔ایک بار اس کا گزشتہ دنوں کا رویہ اس کے ذہن کے دریچوں میں فلم کی مانند چلنے لگا۔

"بھائی آپ اور باقی سب کیا چاہتے ہیں۔"

علیزے نے کسی خیال کے تحت سوال کیا تو وہ سر جھٹک کر مسکرادیا۔

ہم چاہتے ہیں ہماری لیزو خوش رہے اور رشتے والی بات ہے تو سب کی رائے ادیان پر" متفق ہے کیونکہ وہ ہم سب کا دیکھا بھالا ہے اور ہم سب اسے جانتے بھی ہیں اچھے "سے۔

رائم نے اس کا موڈ بحال کرتے سب کی رائے بتائی۔

"بھائی جیسے آپ سب کی مرضی پر میں آپ سب کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤنگی۔"

علیزے نے اپنے تمام فیصلے ماں باپ کے سپرد کردیئے کہ بے شک ماں باپ اپنی اولاد کے حق میں جو فیصلہ کریں وہ بہتر ہی ہوتا ہے۔

ارے میری جان ہم کہیں نہیں جانے دے رہے اپنی گڑیا کو اوکے چلو اب یہ رونا" بالکل بھی نہیں ہے چلو اسی ہم کہیں آوٹنگ پر چلتے ہیں آپ ریڈی ہو جاؤ میں ماما بابا کو "بتا دیتا ہوں کہ ہم باہر جارہے ہیں۔

اس کا ماتھا چومتے رائم نے جلدی سے آؤٹنگ کا پلین بنایا تو وہ بھی مشکل مسکراتی اثبات میں سر ہلا کر فریش ہونے چل دی تاکہ اس کا بھائی اس کے آنسوؤں سے پریشان نہ ہوجائے۔

رائم بھی مسکراتا نیچے کی جانب چل دیا جہاں سب کو علیزے کا مثبت جواب دینا تھا۔

آج سب لوگ نکاح کی ڈیٹ فکس کرنے کی بدولت شاہ ہاؤس جمع تھے۔ابھی بھی وہ سب مرد حضرات لاؤنج میں بیٹھے اپنی باتوں میں مصروف تھے ساتھ ساتھ بات چیت نکاح کے متعلق ہورہی تھی جبکہ تمام خواتین کچن میں کھانے کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔کچھ ہی دیر میں احد کی فیملی بھی وہی آنے والی تھی کیونکہ ان لوگوں کو نکاح کی جلدی تھی تو اذلان شاہ نے بھی ادیان کے نکاح کی بدولت بات کرنے کیلیے وہی دعوت دے دی تھی۔ ان سب کو بھی اس چیز میں کوئی مضائقہ نہیں لگا تھا۔پوری ینگ پارٹی باہر لان میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھی۔البتہ مازہ ان سب کے درمیان ہوتے ہوئے بھی گم سم ہی تھی۔

"آیت تم لیزے کو کیوں نہیں لے کر آئی کہی کوئی پابندیاں تو نہیں لگادی تم نے اس پر"۔

محرم مہارت سے سلاد کاٹتی تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے گویا ہوئی تو وہ بے ساختہ نفی میں سر ہلا گئی۔ کیونکہ انہوں نے تو اسے آنے کی پیشکش کی تھی لیکن ناجانے کیوں وہ جو یہاں آنے کیلیے ہمیشہ تیار رہتی تھی آج انکار کرگئی تھی انہیں حیرت تو بہت ہوئی تھی لیکن پھر اس کی شرم سے تشبیہ دیتے وہ اس بات کو نظرانداز کرگئی تھی۔

نہیں آپی سچی میں میں نے ایسا کچھ نہیں کہا اسے۔ ناجانے کیوں اس نے انکار کردیا" "شاید یونی میں پیپرز کا کوئی سین ہے کہ رہی تھی کہ تیاری کرنی ہے۔

وہ ان کے پاس ہی جگہ سنبھالتے سنجیدگی سے مخاطب ہوئی۔ ساتھ ہی پاس رکھی کھیر میں گارنیشنگ کرنے لگی تو وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلاگئی لیکن پھر ٹھٹھک کر ان کی سمت متوجہ ہوئی۔

پیپرز کا سین حیرت ہے لیکن میرا نہیں خیال کیونکہ اگر ایسا کچھ ہوتا تو امائزہ بھی اس" وقت پڑھ رہی ہوتی لیکن وہ تو روشانے اور انابی کے ساتھ سکون سے باتوں میں مصروف "ہے ورنہ وہ بھی اس وقت پڑھ ہی رہی ہوتی۔

وہ باہر کھڑے وجود کی آمد سے بے خبر سنجیدگی سے اپنی باتوں میں مصروف تھیں۔ پریشے بھی وہی کھڑی ان سے باتوں میں مصروف کباب فرائی کرنے میں مصروف تھی۔ اس بات سے انجان کے ادیان شاہ دروازے پہ ایستادہ ان کی باتوں سے لطف اندوز ہورہا تھا لبوں کے گوشوں پہ ایک پراسرار سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ معاً اس کی کشادہ پیشانی پہ شکنوں کا جال ابھرا وہ سرعت سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا لیکن اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ وہ ٹھٹھک کر مڑا۔ لب آپس میں سختی سے پیوست تھے بمشکل گہرا سانس بھرتے اس نے اپنے اعصابوں پہ قابو پایا اور سپاٹ چہرے سمیت دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالتے اپنی پشت پہ کھڑی روشانے کی سمت متوجہ ہوا جو اتنے عرصے بعد براہراست اسی سے مخاطب تھی۔

"کیسے ہو۔"

اس نے دوستانہ مسکراہٹ سمیت نرمی سے استسفار کیا اس کے اتنے پرسکون انداز پہ ادیان نے جبڑے سختی بھینچ لیے اور ایک قہر برساتی نگاہ اس بے خبر وجود پہ ڈالی جو خود

ہی چوٹ دے کر خیر و عافیت دریافت کررہی تھی دل کیا اسے ایسی سزا دے جو وہ ساری عمر یاد رکھے لیکن پھر بے بسی سے کندھے جھٹک گیا۔

"کام کی بات کرو۔"

اس نے تلخی سے کہتے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا جیسے اس کی صورت دیکھنے پر بھی روادار نہ ہو۔ جبکہ اس کے انداز پہ روشانے کے چہرے سے مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی۔اس نے تنک کر اس کی سمت دیکھا جو سرد تاثرات لیے سامنے دیوار پہ نظریں جمائے کھڑا تھا۔

"ادیان تم ابھی تک ناراض ہو اس بات پہ۔"

اس نے اپنے اشتعال پہ قابو پاتے دانت پیستے ہوئے اسے مخاطب کیا بس نہیں چل رہا تھا اس کا گلہ دبادے۔جو اب لیزے سے بھی رشتہ جوڑنے جارہا تھا لیکن پھر بھی اس سے اتنی سختی سے مخاطب تھا۔کیوں وہ سب کچھ بھول نہیں پارہا تھا۔

"اس بات سے روشانے خان اب ہم کبھی راضی نہیں ہوسکتے یہ بات ذہن نشین کرلو۔
قبل ہمارے درمیان اگر کوئی دوستی کا رشتہ تھا تو وہ ختم ہوچکا ہے۔اس کا اب اس دل
میں کوئی وجود نہیں ہے یاد رکھنا میری بات۔ تم نے اسی دن اپنے دوست کو کھودیا تھا۔"
وہ کٹیلی نگاہ اس پہ ڈالتے تند لہجے میں گویا ہوا تو اس نے ماتھے پہ سلوٹیں پڑی۔
"اور ادیان شاہ اگر اب بھی اس دل میں میں ہوں نہ تو اسے مٹادو کیونکہ تم اب کسی
کے نام سے جڑنے جارہے ہو کسی اور کا وجود تمہاری زندگی میں شامل ہونے جارہا ہے میرا
نہیں خیال کہ تم پہ یہ چیزیں سوٹ کرتی ہیں کہ دل میں کوئی اور زندگی میں کوئی اور۔وہ
بہت معصوم ہے اس کے ساتھ کوئی کھیل کھیلنے کی کوشش بھی مت کرنا ادیان۔
جتنے تم شدت پسند ہو نہ مجھے تم سے کوئی خاص امید نہیں ہے۔سو بی کیئرفل۔"
وہ تنبیہی انداز میں اس کی جانب انگلی کرتے ہوئے دھیمی آواز میں چیخی۔چہرہ شدت گریہ
سے سرخ پڑگیا تھا یہی سوچ کرکہ ابھی اگر وہ وہی بات نہیں بھول پایا تو لیزے سے
رشتہ جوڑنے کی کیا تک ہے۔یہی سوچ آتے ہی اس کا دل ڈوب رہا تھا۔اسے یہ سب
سوچتے لیزے پہ بھی سخت قسم کا تاؤ آیا کہ اسے بھی ایک یہی انسان ملا تھا۔

بی ان یور لمنٹس روشانے خان میں نے آج تک کسی کو یہ حق نہیں دیا کہ میرے" سامنے انگلی اٹھائے۔آئندہ خیال کرنا ورنہ یہی انگلی توڑ کر دوسرے ہاتھ میں تھمادوں گا۔اور رہی بات تمہاری بات ماننے کی تو اپنے مفت مشورے اپنے پاس رکھو یہ میری زندگی ہے اور میں جانتا ہوں اسے کیسے لے کر چلنا ہے اور کس کو اپنی زندگی میں کیا مقام دینا "ہے۔

اس کی انگلی اپنی جانب دیکھ کر اس کے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی تبھی اس کی انگلی سختی سے اپنے ہاتھ میں جکڑتے دھاڑ اٹھا۔روشانے نے گھبرا کر اردگرد نگاہ دوڑائی کہ کہی کوئی سن نہ لے اور ایک شکایتی نگاہ اس کی سرد آنکھوں میں ڈالی جس میں اس کیلیے نفرت کے سوا فلحال کوئی جذبہ نہیں دکھ رہا تھا۔

"یہاں کیا ہورہا ہے۔"

معاً اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ روشانے کو تو سانپ سونگھ گیا جبکہ ادیان کے چہرے پہ ایک اذیت بھری مسکراہٹ ابھری وہ جھٹکے سے اس کی انگلی چھوڑتے طنزیہ

مسکراہٹ سمیت اس کی سمت متوجہ ہوا۔روشانے تو احد کی یہاں موجودگی دیکھ باقاعدہ گھبرا گئی دونوں ہاتھ چہرے پہ پھیرتے اس نے اپنے اعصابوں پہ قابو پانا چاہا۔

تمہیں کیا لگا کہ تم اس کی انگلی چھوڑ دو گے تو مجھے پتہ نہیں لگے گا کہ کس طریقے سے" "تم روشی سے مخاطب تھے کہی ڈر تو نہیں گئے مجھ سے۔

احد جو کچھ دیر پہلے ہی وہاں پہنچا تھا اور روشانے کی تلاش میں اردگرد نگاہ دوڑا رہا تھا۔ یکلخت اس کی نگاہ ایک منظر پہ چونک کر رکی چہرے کا رنگ تیزی سے بدلا۔ آنکھوں سے باقاعدہ شعلے سے نکلنے لگے وہ بمشکل مسکراتے ہوئے وہاں موجود سب افراد سے ایکسکیوز کرتا تن فن کرتا ان تک پہنچا لیکن اس کے وہاں پہنچتے ہی ادیان اس کی انگلی چھوڑ چکا تھا۔

تبھی تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہنس دیا۔ادیان نے ٹھنڈے ٹھار انداز میں اس کی سمت دیکھا اور ایک جھٹکے سے بنا کسی تردد کے روشانے کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے احد کے سامنے لہرائی جو اس کی جرأت پہ طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ادیان کو اس کی حالت مزہ ہی دے گئی وہ عجیب سے انداز میں چمکتی آنکھوں سمیت مسکرایا۔

اذیان شاہ نے کبھی کسی سے ڈرنا نہیں سیکھا مسٹر احد۔البتہ ڈرانا وہ بخوبی جانتا ہے۔آج" تک کوئی ایسی چیز یا کوئی بھی ایسا وجود نہیں ہے جو اس کی کمزوری رہی ہو۔مجھے چیلنج کرنے کا آئندہ سے سوچنا بھی مت ورنہ بہت بری طرح منہ کے بل گرو گے۔ سمجھ تو گئے ہی ہو گے میری جرأت۔اور میری بات کی تصدیق چاہتے ہو تو لو اپنی ہونے والی بیوی کی "شکل تو دیکھو کیسی سہمی ہوئی لگ رہی ہے۔

وہ بھوری کانچ سی آنکھوں میں چنگاریاں لیے آگ برساتے لہجے میں پھنکارا اور اس کے ہاتھ کے گرد گرفت ڈھیلی کی۔جواباً وہ ایک شکوہ کناں نگاہ اذیان پہ ڈال کر اپنی کلائی سہلانے لگی جہاں اس کی مضبوط گرفت کے بدولت انگلیوں کے نشانات واضح تھے۔اذیان نے ایک خونخوار کاٹ دار نگاہ ان دونوں پہ ڈالی جو ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے اس کے سامنے ڈٹ کر کھڑے تھے۔

کوئی بات نہیں اذیان۔کوئی کمزوری نہیں ہے نہ تمہاری مگر بہت جلد تمہیں اس چیز کا" اندازہ ہوگا اور بخوبی ہوگا۔ڈر بھی لگے گا شاید تڑپو بھی۔ بس یہ جو دل میں ایک دڑار سی ہے نہ تمہارے غرور اور تکبر کی۔قدم قدم پہ جو انا لیے پھرتے ہو۔سب کو اپنے پیروں کی

ڈھول سمجھتے ہو۔ وہ ختم ہونے کی دیر ہے اس دن میں تم سے پوچھوں گی اب کہ کمزوری کا معنی جان گئے یا نہیں۔اور ایک آخری بات وہ دن جلد ہی آنے والا ہے۔سو "جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔

روشانے احد کا ہاتھ مضبوطی سے تھامتی سارے لحاظ بالائے طاق رکھتی سرد مہری سے بولی اور ایک الوداعی نگاہ اس پہ ڈالتی احد کو ایک نظر مسکرا کر دیکھتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ نہیں۔

اس کے جاتے ہی ادیان طیش کے عالم میں اپنے ہاتھ کی مٹھی سختی سے پلر کے ساتھ مار گیا۔

"امائزہ یہاں کیوں بیٹھی ہو ہمارے پاس آؤ نہ۔"

انابی اسے مسلسل ایک ہی زاویے میں صوفے پہ بیٹھا دیکھ اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ جواباً وہ سہولت سے انکار کر گئی۔ فہد فہیم نے بھی حیرت سے اس کا رویہ محسوس کیا۔ پچھلے دو دنوں سے نا جانے اسے کیا ہوا تھا وہ کسی سے بھی زیادہ مخاطب نہیں ہو رہی تھی۔

"لگتا ہے اسے لیزے کی یاد آرہی ہے۔کیوں امائزہ۔"

فہیم اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتا ہوا شرارت آمیز لہجے میں بولا جواباً وہ مسکرا بھی نہ سکی البتہ اس کے ذکر پہ آنکھوں میں نمی ضرور جاگی تھی۔فہیم نے حیرت سے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھی اور اس کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتے اس کا رخ اپنی جانب کیا لیکن وہ اپنا ضبط ٹوٹنے سے پہلے ہی وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی سمت بھاگ گئی۔

"مازہ کو کیا ہوا وہ رو کیوں رہی تھی۔"

ربان جو مکمل توجہ سے ویڈیو گیم کھیلنے میں مشغول تھا اسے اوپر کی جانب بھاگتا دیکھ حیرت سے بولا تو سب لاعلمی سے کندھے اچکا گئے۔

"میں پتہ کرتی ہوں کیا ہوا ہے۔"

اس سے پہلے کہ انابی وہاں سے اٹھتی روشانے نے اس کے شانے پہ دباؤ ڈالتے واپس بٹھادیا۔

"تم رکو میں پتہ کرتی ہو کہ اسے کیا ہوا ہے۔"

وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے احد کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے اس کی تلقید میں اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اس سے پہلے کہ وہ دروازے پہ دستک دیتی اس کے ہاتھ رکھنے پہ ہی چرڑ کی آواز سمیت کھلتا چلا گیا۔وہ دھیمے دھیمے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی تو وہ لاپرواہی سے اوندھے منہ بیڈ پہ گری رونے کا شغل میں مصروف تھی۔روشانے پریشانی سے بھاگنے والے انداز میں اس کی جانب بڑھی اور بیڈ پہ اسی کے پاس بیٹھتی اس کے بال سہلاتے اپنی جانب متوجہ کیا۔

"مازہ کیا ہوا ہے۔"

روشانے کی آواز پہ وہ جھٹکے سے وہاں سے اٹھتی سرعت سے اپنے آنسو صاف کرگئی اور بمشکل مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔روشانے نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔جو اب سائیڈ ٹیبل میں آڑھی ترچھی لکیڑیں کھینچ رہی تھی۔

"علیزے کی یاد اس قدر آرہی ہے کہ تم رونا شروع کردو۔یہ بات میں نہیں مانتی اب جلدی سے بتاؤ کہ کیا ہوا ہے اپنی روشی آپی کو۔شاباش۔"

وہ بڑی بہنوں کی طرح اس کے بال ماتھے سے سنوارتی محبت آمیز لہجے میں گویا ہوئی تو وہ اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔روشانے تو اس کے اس قدر شدید طریقے سے رونے پہ ایک لمحے کیلیے بوکھلا گئی۔

"وہ میرے سے ناراض ہے روشی آپی۔حالانکہ میری کوئی غلطی بھی نہیں۔اس نے تو مجھے فون بھی نہیں کیا۔مجھے اس سے اس قدر لاپرواہی کی امید نہیں تھی ایک تو غصہ کیا اس پہ منانے کیلیے فون بھی نہیں کیا۔اب دیکھیں وہ آئی بھی نہیں۔ایسا بھی کون ناراض ہوتا ہے۔"

وہ نروٹھے پن سے آدھی ادھوری بات کرتے ہوئے پھر سے رو پڑی۔روشانے نے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی سمت دیکھا جس نے ایک لمحے کیلیے اس کا سانس ہی روک دیا تھا وہ تو ناجانے کیا کیا سوچ بیٹھی تھی۔

"حد ہوگئی ہے مازہ ڈرا کر رکھ دیا مجھے۔اگر اس نے فون نہیں کیا تو آپ کرلیتی دونوں اپنی اپنی انا کی جنگ لڑرہی ہو۔اگر دو فریقین کی بات ہو تو جھک جانا اچھی بات ہے ویسے مجھے

ایسا بلکل نہیں لگتا کہ اگر تم اسے یاد کررہی ہو تو وہ نہ کررہی ہو۔موبائل کہاں ہے آپکا۔چیک کیا آپ نے کیا پتہ اس نے فون کیے ہو۔

معاً کچھ چونکتے ہوئے وہ اس کا چہرہ جانچتے مخاطب ہوئی تو مازہ کو بھی اپنی کوتاہی کا احساس ہوا اس نے اپنے موبائل کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی جو اسے رائٹنگ ٹیبل پہ رکھا دکھائی دیا وہ خجالت کے احساس سے انگلیاں چٹخانے لگی۔

"وہ روشی آپی موبائل تو میں نے تب سے بند کیا ہوا ہے۔"

وہ دھیمی آواز میں شرمندگی سے بولی تو روشانے نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا مازہ جھجھک کر سرعت سے موبائل پکڑتی آن کرنے لگی لیکن آن کرتے ہی میسجز اور کالز کی بوچھاڑ دیکھتے اس نے ترچھی نگاہوں سے روشانے کی سمت دیکھا جو اسے ہی گھورنے میں مصروف تھی امائزہ اس کے تاثرات دیکھتے کھسیانی ہنسی ہنس دی۔

روشانے اس کا مسئلہ حل ہوتے دیکھ تاسف سے نفی میں سر ہلاتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اوکے تم اپنا مسئلہ سلجھاؤ میں چلتی ہوں۔میں نہیں جانتی کیا ہوا ہے یا کیا نہیں لیکن"
"اگر ایک دوسرے کے بغیر رہ نہیں سکتی تو ایسی حرکتیں کیوں کرتی ہو دونوں۔

وہ اس کے سر پہ چپت مارتی ایک نگاہ اس کے روئے روئے چہرے پہ ڈالتی کمرے سے باہر نکل گئی اس کے جاتے ہی مائزہ نے میسج سین کرتے موبائل کو لاک لگاتے دوبارہ سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دیا۔

اب آئے گا مزا جب وہاں سین شو ہوگا تمہیں۔اتنی جلدی تو میں بھی تمہیں معاف"
"نہیں کرنے والی۔سونے پہ سہاگہ تم یہاں بھی نہیں آئی۔مزید سزا کے حقدار ہو تم۔

وہ آنکھوں میں چمک لیے پرعزم لہجے میں بولتے واشروم کی سمت چل دی تاکہ خود کو فریش کرتے نیچے جاسکیں جہاں سب اس کے رونے پہ پریشان ہورہے ہونگے۔

میں سوچ رہا ہوں کہ اسی جمعے ہم احد اور روشانے کا نکاح کی تقریب کرلیتے ہیں اور ہم تو" نکاح کے ساتھ ہی رخصتی چاہتے ہیں ولیمے کا فنکشن ہم گرینڈ کرلیں گے آپ لوگ بتائیں
"کہ آپ سب کی کیا رائے ہے۔

احد کے والد چائے کا کپ لبوں سے لگاتے سنجیدگی سے گویا ہوئے تو معاذ خان نے اذلان شاہ کی جانب دیکھا جو کسی گہری سوچ میں دکھائی دے رہے تھے۔

"جی بلکل مجھے کوئی مضائقہ نہیں ہے اس کے ساتھ ہی ہم ادیان اور لیزے کا نکاح بھی ساتھ ہی کر دیتے ہیں رخصتی اس کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد طے پائے گی۔کیا خیال ہے صائم تمہارا۔تیاریاں وغیرہ کیلیے پریشان ہونے کی.ضرورت نہیں سب کام ہوجائے گا ابھی بھی تین دن ہے ہمارے پاس میں کل ہی اپنی کمپنی کے ایونٹ آرگنائزر کو ہائر کرتا ہوں۔"

اذلان شاہ نے اپنی بات کے اختتام پہ صائم خان کی جانب دیکھا جو انھی سب کی جانب متوجہ تھے۔اذلان کی بات پہ سنجیدگی سے ہاں میں سر ہلا گئے لیکن کہی نہ کہی دل میں ایک درد سا اٹھا اپنی جان سے پیاری اولاد کو خود سے دور کرنے کا لیکن پھر اپنے آپ کو یہ سوچتے تسلی دی کہ ابھی رخصتی انجام نہیں پانی تھی۔

"ناجانے یہ رائم اور ادیان کہاں غائب ہیں۔رائم تو ابھی تک ہسپتال سے پہنچ ہی نہیں پایا وہ دوسرے نواب زادے سرے سے ہی غائب ہے۔"

عفان شاہ ان دونوں کی غیر موجودگی شدت سے محسوس کرتے تنک کر بولے۔معاً اپنے گرد کسی کا حصار محسوس کرتے انہوں نے چونک کر اپنے بائیں جانب دیکھا تو رائم انہیں ہی دیکھ کر مسکرارہا تھا۔

"میں تو اتنی دیر سے نکلا ہوا ہوں مگر راستے میں ٹریفک ہی اس قدر تھی پھر لیزے کو بھی ذبردستی تیار کیا ہے اس میں مزید دیر ہوگئی۔"

وہ سب کو اپنی جانب متوجہ دیکھ سب کو تفصیل سے آگاہ کرتے ایان کے ساتھ ہی صوفے پہ خالی جگہ دیکھتے وہی جگہ سنبھال گیا۔

اب وہ بھی ان سب کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوتے سب کچھ فراموش کرگیا لیکن نگاہیں بار بار بھٹک کر امائزہ کی تلاش میں گھوم رہی تھی وہ اس سے اس دن کے بابت معافی مانگنا چاہتا تھا۔کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس دن وہ کچھ ذیادہ ہی ہرٹ ہوگئی تھی۔

"یہ ادیان کہاں ہے۔"

رائم نے اس کی غیر موجودگی کو شدت سے محسوس ہوئی کیونکہ یہاں پہ اسی کی نکاح کی ڈیٹ فکس ہورہی تھی اور وہ ہی سرے سے غائب تھا۔اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

"وہ آفس گیا ہے کسی کام سے کچھ ہی دیر میں آتا ہوگا۔"

اذلان شاہ نے اس کی پریشان صورت دیکھ سہولت سے بات بنانی چاہی اور دل ہی دل میں اذلان سے سخت نالاں تھے جو ان سب کو بتائے بغیر ناجانے کہاں غائب تھا۔

علیزے جو رائم کے اصرار کرنے پہ شاہ ولا آئی تھی کیونکہ وہ کسی صورت بھی اسے اکیلے گھر چھوڑنے پہ رضامند نہیں تھا۔دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کرتے وہ شاہ ولا آتو گئی تھی لیکن زبان پہ صرف ایک ہی دعا تھی کہ اس کا سامنا ادیان سے نہ ہو اور وہاں پہنچتے ہی اس کی غیر موجودگی محسوس کرتے اس نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔ اور باقی سب سے ملتے محرم کے ساتھ ہی صوفے پہ جگہ سنبھال گئی۔باقی سب ینگ پارٹی شرارتی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے اسے ہی دیکھ رہے تھے جو گلابی اور سیاہ امتزاج کے کرتا پہنے ڈوپٹہ سلیقے سے سر پہ اوڑھے۔آنکھوں میں کاجل کی باریک سی دھاڑ ڈالے لبوں پہ

ہلکی ہلکی گلابی لپسٹک لگائے انگلیاں چٹخاتی کوئی گلابی موم سی گڑیا ہی لگ رہی تھی جو بے تحاشہ کنفیوز تھی لیکن ان سب نے تنگ بھی کرنا تھا تبھی شرارتی مسکراہٹ سمیت ایک دوسرے کی سمت دیکھا اور گلہ کھنکھارتے اس کی سمت متوجہ ہوئے۔

"ہاں جی چھوٹی سی بھابھی ذرا ادھر توجہ فرمائیے۔"

لیزے جو محرم کے ساتھ لگی دھیمی آواز میں باتوں میں مصروف تھی۔فہد کے طرزِ مخاطب پہ سٹپٹاتے ہوئے اس کی سمت متوجہ ہوئی جو اسے ہی دیکھ کر مسخرے پن سے ہنس رہا تھا۔

کیسا محسوس ہورہا ہے پورے خاندان کے سب سے جلاد ترین انسان کے نکاح میں" جانے کیلیے تیار ہیں پھر آپ۔ناجانے کیا حال ہوگا ہماری نازک سی لیزے کا کیوں روشی "آپی۔

فہد نے اپنی باتوں میں انابی سے باتوں میں مصروف روشانے کو بھی گھسیٹ لیا تو وہ قہقہہ لگاکر ہنس دی۔

"میرے خیال میں ہی نہیں صرف بلکہ پورا یقین ہے وہ جو جلاد صفت انسان ہم سب کیلیے ہے نہ وہ اپنی نازک سی ہونے والی بیوی کیلیے اتنا ہی نرم دل ہوگا۔دیکھ لینا تم سب ایک ایک حرکات و سکنات کو محسوس کرنا اس کی۔خود ہی اندازہ ہوجائے گا تم سب کو"۔

روشانے محبت بھرے انداز میں اس کا سرخ چہرہ نظروں کے حصار میں لیے مزے سے بولی تو وہ بوکھلا کر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ویسے لیزے بھابھی ہم کبھی سوچتے تھے کہ ناجانے کون ہوگی ادیان بھائی کی بیوی جو آ کر ان کے غصے پہ فل سٹاپ لگوائیں گی لیکن تمہیں دیکھ کر اندازہ ہورہا ہے کہ ان کے غصے پہ کبھی فل سٹاپ نہیں لگے گا۔کیونکہ تمہاری ساری زندگی ہی ان سے سہم سہم کر گزرے گی تم کیا سنبھالو گی انہیں۔انھوں نے ہلکے سے غصے سے تمہارا ہاتھ ہی پکڑتا ہے ابھی تم تو وہی بے ہوش ہوجاؤ گی"۔

انابی شرارت سے ہنستے ہوئے بولی ساتھ ہی باقی سب سے تصدیق چاہی تو روشانے نے بھی زوروشور سے اثبات میں سر ہلایا۔لیزے کو سراسر یہ اپنی بے عزتی محسوس ہوئی تبھی

شرمندگی سے آنکھوں میں نمی لیے امائزہ کے کمرے کی سمت چل دی۔دل ابھی بھی دھڑک دھڑک کر پاگل ہورہا تھاکہ اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر ناجانے اس کا ردِ عمل کیا ہوگا۔باقی سب اس کے اٹھ کر جانے کو شرم سمجھتے سر جھٹک کر ہنس دیے اور دوبارہ اپنی شادی کی تیاریوں کی بابت باتوں میں مصروف ہوگئے۔

"مازہ کیسی ہو۔"

لیزے نے اس کے قریب جاتے دھیمے سے پشیمان لہجے میں اسے مخاطب کیا تو وہ اسے نظرانداز کرتے دوبارہ آئینے کی سمت متوجہ ہوتے بالوں میں برش پھیرنے لگی۔نیچے سے آنے والی آوازوں پہ اسے یہ تو اندازہ ہوچکا تھاکہ لیزے آئی ہے اور وہ یہی دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کمرے میں آتی ہے یا نہیں ابھی بھی اپنے پلین پہ یقین کی مہر ثبت ہوتا دیکھ اس کا شدت سے جی چاہاکہ اسے سینے میں بھینچ لے لیکن فلحال تھوڑی سی سزا کی مستحق وہ بھی تھی۔تبھی بے نیازی برتتے ہوئے اپنے کام میں مصروف رہی۔علیزے کی آنکھوں میں نمی تیرنا شروع ہوگئی۔

"مازہ پلیز ایک بار سن لو۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنا ڈوپٹہ اوڑھتی کمرے سے باہر نکلتی لیزے نے باقاعدہ اسکا ہاتھ تھامتے التجائیہ انداز میں کہا۔ مازہ کا دل تو چاہا کہ ایک سیکنڈ میں ساری ناراضگی ختم کردے لیکن اس نے بھی تو اتنا کچھ کہا تھا اسے وہ کیوں بلاتی۔

"مازہ مت کرو مجھ سے نہیں سہی جارہی ہے بے رخی تم جانتی ہو کہ میں یہ سب برداشت نہیں کرسکتی۔ میں پاگل ہوگئی تھی اس وقت۔ جذباتی پن میں وہ سب کچھ بول گئی۔ سمجھ ہی نہیں آیا مجھے کچھ بھی اچانک رشتہ آجانا۔ میری توقع کے خلاف تبھی اتنا شدید ردِ عمل تھا مجھے معاف کردو پلیز۔ میں نہیں جانتی وہ یہ سب کیوں کررہے ہیں لیکن وہ یہ سب اپنی دل آمادگی سے نہیں کررہے۔ ان کے لہجے میں میرے سے بات کرتے وقت ایک نامعلوم سی نفرت امنڈ آتی ہے اور اس وقت مجھے اپنے آپ سے ہی گھن آنے لگتی ہے۔ اگر انہیں یہ سب نہیں پسند تو وہ کیوں میری ذات کو میری ہی نگاہوں میں گرارہے ہیں۔"

وہ باقاعدہ اس کے گلے سے لگی آنسو بہانے لگی۔آنکھوں میں ایک درد سا ہلکورے کھارہا تھا۔آنکھیں رو رو کر باقاعدہ سوجھ چکی تھی۔مازہ اس کی حالت پہ تڑپتے اسکے گرد حصار قائم کرگئی۔

اس کے بازوؤں کی گرفت اپنی کمر پہ محسوس کرتے وہ اور پھپھک پھپھک کر رودی۔

وہ روشانے سے اس قدر تلخ ملاقات کے بعد تن فن کرتا غصے سے گھر سے باہر تو نکل گیا تھا اور تین گھنٹے بے مقصد ہی گاڑی لمبی چوڑی سڑکوں پہ گھماتا رہا تھا۔آنکھوں میں ایک جلن کا احساس تھا جو ان دونوں کو ایک دوسرے کے قریب دیکھ کر ہوا تھا۔اس کا پورا وجود جیسے کسی نے ایندھن کی بھٹی میں جھلسنے کیلیے چھوڑ دیا تھا اسے تو فلحال یہی محسوس ہورہا تھا۔ابھی بھی وہ سڑک کے کنارے گاڑی روک پر سیگریٹ سلگانے میں مصروف تھا۔عادت کے مطابق پینٹ کوٹ میں ملبوس ماتھے پہ بال بکھرے ہوئے آنکھیں میں ایک سرد سا تاثر چھایا ہوا تھا۔معاً موبائل پہ آنے والی کال پہ وہ چونک کر موبائل کی سمت متوجہ ہوا لیکن مم کالنگ دیکھ سرعت سے سیگریٹ کھڑکی سے باہر

پھینکی اور حواس بحال کرتے فون کان سے لگایا۔فون چھٹتے ہی محرم کی پاٹ دار آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تو وہ پریشانی سے سر مسل گیا۔

"ادیان وقت کا کوئی ہوش ہے کس وقت کے تم نکلے ہوئے ہو گھر میں آپکے ڈیڈ پریشان ہیں۔یہاں آپکی نکاح کی ڈیٹ فکس ہورہی تھی اور وہی سے آپ غائب تھے۔سب ملے بغیر ہی چلے گئے۔فوراً سے پہلے گھر پہنچو۔"

وہ سختی سے اسے تنبیہ کرتی کال کاٹ گئی۔وہ بھی ان کی بات پہ کندھے جھٹکتا کلائی میں بندھی گھڑی کی سمت متوجہ ہوا جو رات کے گیارہ بجارہی تھی وہ کس وقت کا باہر تھا یہی سوچ آتے ہی وہ اپنی پیشانی مسلتے گاڑی کا گئیر بدلتے گھر کی جانب موڑ گیا۔اب فلحال اسے گھر جانے کی جلدی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد اس کی گاڑی شاہ والا کے گیراج میں داخل ہوئی تو چوکیدار جو باہر ہی بیٹھا نیند سے اونگھ رہا تھا ہارن کی آواز پہ ہڑبڑا کر اٹھتے گیٹ کھول گیا۔ادیان گاڑی سے نکلتے ہی گاڑی کی چابی اس کی سمت اچھالتے اندر کی سمت بڑھ گیا۔فلحال اسے کافی کی شدید طلب ہورہی تھی وہ محرم اذلان کے کمرے میں جانے کا

ارادہ ترک کرتے اپنے کمرے کی سمت چل دیا تاکہ فریش ہوکر کافی پی سکے لیکن کافی کا کیسے کیسے۔

مم تو اس وقت شاید سو بھی چکی ہونگی۔خالہ کے کمرے میں جانا بھی مناسب نہیں" لگتا ایسا کرتا ہوں امائزہ کو کہ دیتا ہوں تاکہ میرے فریش ہونے تک کافی بنادے لیکن اگر اس کی طبیعت خراب ہوئی تو۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے جھنجھلانے والے انداز میں صوفے سے اٹھتا امائزہ کے کمرے کی سمت چل دیا۔تھکان سے جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا اس وقت اسے کافی کی شدید طلب تھی۔اس کے کمرے میں قدم رکھتے ہی اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی۔کمرے میں نیم تاریکی چھائی ہوئی تھی۔اس قدر ٹھنڈ میں ہیٹر کی بدولت ایک نرم گرم سا احساس اس کے وجود میں سرائیت کرتا چلا گیا۔صرف واشروم کی لائٹ جل رہی تھی اسے حیرت تو ہوئی لیکن پھر یہ سوچ کر سر جھٹک گیا کہ کیا پتہ اسے خوف محسوس ہورہا ہو اکیلے کمرے سے۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا ہوا اس تک پہنچا جو سر تک کمفرٹر اوڑھے کروٹ کے بل لیٹی ہوئی نیند کی وادیوں میں تھی۔ادیان نے جھک کر محبت سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس کے سر پہ ہولے سے لب مس کیے تو وہ نیند میں ہی کسمساکر دوبارہ سے آنکھیں موند گئی۔

سوئی ہے اٹھانا مناسب نہیں لگ رہا ایسا کرتا ہوں صبح ہی پی لوں گا۔فضول میں ہی" "اس کی نیند بھی خراب کروں۔

وہ اس کا سر سہلاتے اس سے پہلے کہ ایک بار پھر اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوتا غیر معمولی پن کے احساس سے ایک لمحے کیلیے کا حرکت کرتا ہاتھ رکا۔

مازہ ہٹو پیچھے کیا اب سانس بند کرو گی۔پتہ نہیں نیند میں کونسے دوڑے پڑتے ہیں" "تمہیں۔

وہ موندی آنکھوں سمیت بڑبڑاتے ہوئے اس کی جانب رخ کرگئی۔اس کی صورت دیکھ ادیان کی آنکھوں میں واضح حیرانگی کا تاثر ابھرا اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا اس کی بات پہ تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اٹھ بھی جاؤ کیا ہے کس قدر موٹی ہوگئی ہو تم۔افف موٹی بھینس۔"

اس سے پہلے کہ جھنجھلاتے لہجے میں بولتی اپنے اوپر گرے وجود کو خود سے دور کرتی کسی کو خود پہ جھکا دیکھ اس کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھی اس سے پہلے کہ وہ ڈر کر چیخنے کیلیے منہ کھولتی ادیان ہوش کی دنیا میں لوٹتے سرعت سے اپنا بھاری مضبوط ہاتھ بے دردی سے اس کے منہ پہ رکھتے اس کی چیخوں کا گلہ گھونٹ گیا تھا۔

تم یہاں کیا کررہی ہو پاگل لڑکی۔ وہ بھی رات کے اس پہر۔اور چیخ کر سب پہ کیا ثابت"

"کرنا چاہتی ہوں دماغ تو نہیں خراب ہوگیا۔

وہ غصے سے بولتا اپنا چہرہ اس کے چہرے کے مزید قریب لایا تھا۔اس کی اس قدر نزدیکی پہ وہ سانس روک گئی تھی۔وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اس کی آنکھوں میں دیکھے جارہی تھی۔ادیان کے وجود سے آنے والی سیگریٹ اور کلون کی مسحور کن مہک نے اسے اپنے حواسوں میں جکڑ لیا تھا۔اسی مہک کی تو وہ دیوانی تھی۔

"سورہی تھی۔"

جواباً وہ اس کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے معصومیت بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔اس کی بات پہ ادیان کے سپاٹ چہرے پہ ایک لمحے کیلیے نرم سا تاثر ابھرا۔اس کے تنے ہوئے تاثرات ڈھیلے پڑے۔نیند کے خمار سے بوجھل ہوتی آنکھیں وہ اس کی لامبی پلکوں پہ پھونک مار گیا۔کمرے میں موجود نیم اندھیرا ماحول کو مزید فسوں خیز بنارہا تھا۔ان حیران سہمی ہوئی ہرنی جیسی بھیگی آنکھوں میں دیکھتا ادیان ایک لمحے کیلیے سب کچھ بھولا تھا۔صرف یاد تھا تو یہ کہ بیت جلد یہ لڑکی اس کی دسترس میں ہوگی۔

معاً اس کے کسمسانے پہ وہ بے ساختہ ہوش میں واپس آیا تھا تبھی سرعت سے اپنا ہاتھ اس کے لبوں سے ہٹا گیا۔جہاں ہلکی ہلکی سرخی چھائی ہوئی تھی۔لیزے کو ایسا محسوس ہوا جیسے ابھی دل پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔اپنے بالوں میں اس کا لمس ابھی بھی محسوس ہورہا تھا۔

"وہ میں مازہ کے پاس آیا تھا مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہاں تم ہو۔"

وہ سب کچھ فراموش کیے سرد و سپاٹ لہجے میں بولا چہرے سے نرمی معدوم ہوچکی تھی اور ایک سرد نگاہ اس کے لاپرواہ حلیے پہ ڈالی جو امائزہ کے ہی بے بی پنک کلر کے نائیٹ

ڈریس میں ملبوس تھی وہ بے ساختہ اس کے حلیے سے نظریں چرا گیا اس کی نگاہوں کا ارتکاز خود پہ محسوس کرتے اس نے بے ساختہ نگاہیں جھکائی تھی لیکن نظر جوں ہی اپنے وجود پہ گئی اپنا لباس دیکھتے اس کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ دل گویا کانوں میں دھڑکنے لگا تھا وہ بے ساختہ سرخ پڑتے اپنا رخ پھیر گئی۔ یکلخت اس کے سسکنے کی آواز پہ وہ ٹھٹھک کر اس کی سمت متوجہ ہوا اور حیرت سے اسے روتے دیکھا۔

"اب کیا ہوا ہے ایسے کیوں رو رہی ہو جیسے میں نے تمہیں جان سے مار دیا ہے۔"

وہ اس کے رونے دھونے پہ چڑ کر بولا تو اس کے رونے میں مزید تیزی آگئی اب کی بار ادیان سے برداشت نہ ہوا تو وہ جھٹکے سے اس کی کلائی تھامتے اسے اپنے مدمقابل کرگیا تھا اس کی جرأت پہ لیزے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتی حلق تر کرگئی۔

"وہ وہ آپ نے مجھے۔"

وہ ہلکاتے لہجے میں بولی۔ چہرہ ابھی بھی اس کی قربت کا سوچتے سرخ پڑ رہا تھا۔ ادیان نے آنکھیں میچتے جیسے اپنے اشتعال پہ قابو پایا تھا۔

آگے بولیں یا آپ کی راہوں میں پھول بچھانے پڑیں گے کہ محترمہ اپنی زبان سے پھول" "جھڑیں گی۔

وہ اس صورتحال میں بھی طنز کرنے سے باز نہ آیا۔لیزے نے بے ساختہ اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑوانے کی سعی کی اور اپنا آپ ڈھانپنا چاہا لیکن ادیان نے اس کی جھجھک دیکھتے اسے چھوڑنے کی بجائے سائیڈ پہ رکھا ڈوپٹہ اس کے گلے میں ڈال دیا۔لیزے کا رواں رواں کانپ اٹھا۔

"وہ وہ آپ نے یہاں مجھے۔"

وہ اپنے بالوں کی جانب اشارہ کرتے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں ڈھانپتے شدتوں سے رودی جبکہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے ادیان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہونے کاروائی کی سمت اشارہ کررہی تھی۔تو وہ کیا اسے غلط سمجھ رہی تھی اشتعال کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں کوندی۔وہ تن فن کرتا اس کے سر پہ پہنچا اور جھٹکے سے اسے اپنی سمت کھینچا وہ ٹوٹی ڈال کی طرح اس کے سینے میں آسمائی۔ادیان نے اس کے گرد اپنا گھیرا مزید تنگ کردیا۔وہ اس کی اس قدر قربت پہ باقاعدہ لرزنے لگی۔

یہ تو ابھی کچھ بھی نہیں تھا جو کچھ بھی ہوا یہ تو جانے انجانے میں ہوا۔ خیر سمجھ لو یہ" تمہارے لیے ایک چھوٹا سا ٹریلر تھا۔ایک خوبصورت شدت سے بھرپور پکچر بہت جلد دکھاؤں گا تمہیں۔اور میری بات یاد رکھنا یہ نازک مزاجی میرے سامنے نہیں چلے گی۔جس دن تم میری دسترس میں آگئی اس دن سے میری شدتیں میری جھلسا دینے والی قربت برداشت کرنا تم پر فرض ہے۔ سمجھ تو گئی ہوگی کہ میں کس متعلق بات کررہا ہوں یا ایک بار پھر وہ "کاروائی سرانجام دو۔

اس کے گہری سانسوں کی تپش اور گہرے لفظوں کا چناؤ اس کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ہاتھ پیر باقاعدہ ٹھنڈے پڑگئے۔وہ یک ٹک اس کے ہلتے لبوں اور کشادہ پیشانی پہ موجود سلوٹوں کے جال کو دیکھ رہی تھی معاً اس کی گہری پرتپش نگاہیں اپنے چہرے پہ محسوس کرتے اس کے دل کی دھڑکن سست پڑگئی۔

لیکن ایک آخری بات اس میں محبت کسی طور پہ نہیں ہوگی جانتی ہو کیوں۔کیونکہ تم" سے تو ادیان شاہ نے صرف ایک ہی رشتہ نبھانا ہے اور وہ ہے نفرت کا۔اسی لیے کسی بھی قسم کی خوشفہمی مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔تمہاری یہ ظاہری شخصیت میرے

لیے بلکل معنی نہیں رکھتی تمہاری معصومیت مجھے قطعی اپنی جانب راغب نہیں کرسکتی کیونکہ میں ادیان شاہ ہوں اور ادیان شاہ اپنے جذبات یوں ہی کسی پہ بھی نچھاور نہیں کرتا۔"

وہ برفیلے لہجے میں بولتے ایک لمحے کیلیے اسے سن کرگیا۔اس کی آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے۔اس کے الفاظ تو خنجر سے بھی نوکیلے تھے جو اس کے وجود کو مکمل طور پر لہو لہان کرگئے۔سینے میں موجود گوشت کے لوتھرے میں ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے ذہر بھردیا ہو۔وہ جانتی تھی کہ ادیان نے کبھی اس کے متعلق ایسا نہیں سوچا اس کے بارے میں لیکن اس قدر نفرت اس کا پور پور جھلس اٹھا ایک درد سا تھا جو اس کے دل میں اٹھا تھا۔

"امائزہ واشروم میں ہے چھوڑیں مجھے۔"

ایکدم وہ سپاٹ چہرے سمیت دھیمے لہجے میں گویا ہوئی اور کسمساتے ہوئے اپنا آپ چھڑوانے کی سعی کرنے لگی۔اسے باقاعدہ اس گھٹن ذدہ ماحول سے وحشت سی ہونے لگی تھی۔

ادیان نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی قید سے آذاد کیا جواباً وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی اور ایک شکایتی نگاہ اس پہ ڈالی جو اب صوفے پہ پوری شان سے براجمان گہری نگاہوں سے اسے ہی تک رہا تھا۔

"ارے بھائی آپ کب آئے اور لیزو تم تو سوئی تھی نہ۔"

مازہ جو ابھی ابھی نہا کر واشروم سے نکلی تھی ادیان کو اپنے کمرے میں دیکھ تعجب سے گویا ہوئی تو ادیان اسے ایک نظر دیکھ کر دلکشی سے مسکرادیا۔

جی کافی کا کہنے آیا تھا لیکن یہاں آپکی بھابھی سے ملاقات ہوگئ تو سوچا کیوں نہ اپنی"

"ہونے والی بیوی کو پرسنلی مل کر مبارکباد دے دو۔

اس کے لہجے میں ایک تپش سی تھی۔لیزے کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی اپنی کم مائیگی کا احساس پوری شدت سے اس کے وجود میں سرائیت کرگیا۔

"اینی ویز مازہ ایک کپ کافی میرے روم میں پلیز۔"

وہ التجائیہ انداز میں کہتے ایک سرد نگاہ چہرہ جھکائے لیزے پہ ڈالتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے باہر نکلتے ہی لیزے نے کسی احساس کے تحت نظریں اٹھائی تو مازہ کافی بنانے کیلیے جا چکی تھی معاً وہ کچھ سوچتی تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس کے پیچھے بھاگی جو اپنے کمرے کی سمت جا رہا تھا۔اس نے سختی سے اپنی مٹھیوں کو بھینچ لیا اور بھاگ کر سرعت سے اس کا راستہ روک گئی۔ادیان نے حیرت سے اپنے دونوں اطراف میں اس کے نازک وجود کا گھیرا دیکھا۔

اور استھفامیہ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی۔

آپ کو میرے سے شادی نہیں کرنی تو کیوں زبردستی یہ سب کر رہے ہیں پلیز میری" ذات کو میری ہی نگاہوں میں اس قدر مت گرائے کہ میں دوبارہ نگاہیں ہی نہ "اٹھا سکوں۔آپ یہ رشتہ ختم کردیں۔

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی آنسو صاف اس کی آنکھوں میں چمک رہے تھے۔ادیان کے لبوں کے گوشوں پہ مبہم سی زچ کرنے والی مسکراہٹ ابھری وہ ایک نگاہ اپنے اطراف پہ ڈالتے جھٹکے سے اسے حصار میں لیتے پلر کے پیچھے ہوگیا۔لیزے کا

دل اچھل کر حلق میں آگیا وہ ہر جانب سناٹا دیکھ دل ہی دل میں لاحولہ کا ورد کرنے لگی اور اس کے چوڑے سینے پہ اپنے نازک ہاتھ رکھتے اسے دور کرنا چاہا مگر مقابل کی گرفت قابلِ ستائش تھی۔

"ویسے میں کیا سوچ رہا ہوں۔"

اس نے اس کی تھوڑی پکڑتے اس کا چہرہ اونچا کرتے بھاری گھمبیر لہجے میں بازپرس کی۔یہاں تک کہ اس کی گرم پرتپش سانسیں اس کا چہرہ جھلسانے لگی۔لیزے کی دھڑکنیں اس کو بولتا دیکھ متزلزل ہوئی اس کے حصار میں قید وہ اس قدر نزدیکی پہ تھر تھر کانپنے لگی۔اس کا یوں لرزنا ادیان کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔ تبھی وہ اسے مزید تنگ کرنے کی بدولت اسے بلکل اپنے سینے سے لگاتے اس کے کان کے قریب جھکا۔لیزے آنکھیں میچ کر اس سفاک انسان کے بولنے کا انتظار کرنے لگی جو شاید دل توڑنے میں ماہر تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اس حلیے میں میرا ایمان بری طرح ڈگمگارہا ہے تمہیں دیکھ کر ایسے نائٹ ڈریسز کی تو مجھے پھر اپنی وارڈروب میں لائن لگوادینی چاہیے۔جلد ہی آرڈر کردوں گا پھر ہر رات یہی پہن کر میرے قریب آنا مجھ پہ اپنی محبت نچھاور کرنا۔"

وہ بے باکی سے خمارآلود لہجے میں بولتے اس کی سماعتوں میں سور پھونک رہا تھا۔لیزے کا یوں حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔وہ اس کے کان کی لو سے اپنے لب جوڑتا اس کے جسم سے جان نکال گیا۔ادیان کی جرأت پہ تو وہ جیسے مرنے والی ہوگئی تھی۔گلابی بھرے بھرے لب بری طرح کپکپارہے تھے۔ادیان نے اپنی انگلی کے پوروں سے اس کے اس کے گلابی پنکھری جیسے لبوں کو محسوس کرنا چاہا لیکن اس سے قبل ہی وہ اس کا حصار ڈھیلا کرتی بھاگنے والے انداز میں امائزہ کے کمرے میں جاتی کپکپاتے ہاتھوں سے دروازہ بند کرتے اس کے ساتھ پشت ٹکاتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔معاً کمرے میں ہونے والی دستک پہ وہ رونے والی ہوگئی۔

"کون۔"

اس نے کپکپاتے لہجے میں پوچھا کہ کہی دوبارہ ادیان تو نہیں آگیا۔

"کھول لیزو میں ہوں اور کون ہوگا۔"

جواباً امائزہ کی جھنجھلاتی آواز پہ وہ سرعت سے رخ پھیرتی سکون کا سانس خارج کرتی دروازہ کھول گئی۔امائزہ نے حیرت سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔

"تمہیں کیا ہوا ایک سیکنڈ میں اتنی سرخ کیوں ہورہی ہو۔"

وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی معاً کچھ کچھ سمجھ آنے پہ اس نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"میں آئندہ کبھی بھی تمہارے کہنے پہ یہاں نہیں رہوں گی۔ بہت بے شرم ہو تم۔"

وہ روہانسے لہجے میں بولتی بستر میں جھپاک سے گھستے آنکھیں میچ گئی اس کی بات پہ امائزہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ویل اب میں تو بلکل بھی بے شرم نہیں ہوں۔ہاں البتہ بھائی کا لگ رہا ہے کہ وہ اچھی خاصی بے شرمی دکھا چکے ہیں۔ تبھی تو سرخ ٹماٹر بنی ہوئی ہو بتاؤں ایسا بھی کیا کہا بھائی نے۔اور رہی بات تمہارے یہاں رہنے کی آنا تو اسی گھر میں ہے تمہیں اور انھی کے کمرے میں۔"

وہ مزے سے تصور میں ہی یہ سب سوچتے آنکھیں میچ کر بولی تو لیزے ناراض نگاہوں سے اسے دیکھتی اس کے شانے پہ جھانپڑ رسید کرگئی۔

سو جاؤ کل ویسے بھی ہم سب نے شاپنگ کیلیے جانا ہے۔ صبح آنکھ نہ کھلی تو ماما سے اچھی خاصی ڈانٹ پڑجانی ہے۔دن پہلے ہی کم ہیں ہمارے پاس۔میں بھی بس سونے لگی

"ہوں۔اچھا ویسے بتاؤ تو ایسا بھی کیا کہا بھائی نے۔

امائزہ کے دوبارہ اصرار کرنے پہ وہ کمبل میں منہ چھپاتے اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹنے لگی۔اس ستمگر کی باتیں اس کا کھردرا لہجہ اب بھی بری طرح دل پہ حاوی ہوتے اس کے وجود کے ساتھ لپٹ چکی تھا جو لمحہ بہ لمحہ اس کے درد میں اضافے کا باعث بن رہا تھا۔

اگلی صبح بہت سی خوشیوں کی داستان سناتی ہوئی آئی تھی شاہ ولا میں معمول سے ہٹ کر گھما گھمی تھی کہ دو دن بعد روشانے اور علیزے کی مہندی تھی اور اس کے لگلے دن

نکاح کی تقریب منعقد ہوئی تھی چونکہ مہندی کی رسم شاہ ولا میں ہی ہونی تھی تو اس کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ آج سب نے لڑکیوں اور خواتین نے تقریب کے لئے شاپنگ کرنے جانا تھا اور انہیں لے جانے کی زمہداری فہد فہیم اور رائم کو سونپی گئی تھی جبکہ باقی تمام فرد گھر کی تیاریوں میں ہی مصروف تھے۔ادیان اپنے معمول کے مطابق آفس کے کاموں میں مصروف تھا اسے کوئی ہوش ہی نہیں تھا کہ گھر میں کیا ہورہا ہے۔

"لیزو تم تیار ہو چکیں سب انتظار کر رہے ہیں باہر۔"

امائزہ اور انابیہ نے اپنی تیاری مکمل کرتے علیزے کا رخ کیا جو بے دلی سے جانے کے لئے تیار ہورہی تھی۔ اب بھی وہ ان لوگوں کو گھور رہی تھی جو ذبردستی اسے شاپنگ پہ لے کر جارہی تھیں اس کا کہنا تھا کہ مام وغیرہ خود شاپنگ کر لینگے لیکن امائزہ کے اسرار پر مجبوراً اسے جانے کے لئے ہامی بھرنی پڑی۔

چلو اب اپنا یہ موڈ ٹھیک کرو جلدی سے آجاؤ نہ اتنا مزہ آئیگا۔ویسے میں تو سوچ رہی تھی" "کہ بھائی بھی ہمارے ساتھ چلتے لیکن ان کو اپنے کاموں سے فرصت ملے تو پھر نہ۔

امائزہ اسے اپنے ساتھ لگاتی پرجوش لہجے میں بولی تو وہ بھی اس کی بات پہ سر جھٹکتے مسکرا کر ان کے ساتھ باہر کی جانب چل دی جہاں سب لوگ موجود انہی کا انتظار کر رہے تھے۔

ان کے نیچے اترتے ہی شاہ ولا سے تین گاڑیاں شاپنگ کے لئے مال کی جانب رواں ہوئیں کچھ ہی دیر کی مسافت طے کرتے ہنستے مسکراتے وہ لوگ شہر کے مشہور مال پہنچے اور ایک بوتیک کا رخ کیا جہاں سے ان سب نے اپنے کپڑے لینے تھے۔

روشانے اور علیزے کے لئے شراروں کے ڈیزائن اور کلر سلیکٹ کرتے باقی سب نے اپنی اپنی بھی شاپنگ شروع کردی جبکہ لڑکے سب دوسرے جانب بنی بڑی دکان میں اپنی چیزیں لینے کی غرض سے چل دیئے۔

لیزو یہ دیکھو کیسا ہے۔

ایک خوبصورت سا نفیس فراک اسے دکھاتے امائزہ نے پوچھا تو علیزے آنکھوں میں ستائش لیئے اس جانب متوجہ کوئی اور اسے سراہے بنا نہ رہ سکی کہ واقعی وہ ہلکے کام والا ٹیل فراک بہت خوبصورت تھا۔

چلو میرا تو ہوگیا مم آپ سب یہ چیزیں دیکھیں ہم نے اب جیولری اور سینڈلز وغیرہ لینی ہے۔"

امائزہ محرم کو کہتی ایک طرف ہوکر بیٹھ گئی جبکہ وہ سب بھی اپنی اپنی پسند کے مطابق اپنے سوٹ سلیکٹ کرنے لگی۔

"ماما یہ دیکھیں میں یہ لے لوں کیسا رہے گا۔"

انابیہ نے ایک خوبصورت میکسی جس پر شادی کی مناسبت کے مطابق ہلکا کام ہوا تھا ان کی جانب کرتے اشارہ کیا تو وہ سب اس میکسی کو دیکھتے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئیں۔

"لے لو بچے بہت پیاری ہے یہ۔"

عزہ نے مسکرا کر اسے جواب دیتے آیت کی جانب متوجہ ہوئیں جو انہیں سے مخاطب تھیں ان کے ہاں کہتے ہی وہ کاؤنٹر پر اپنے لیئے ہوئے ڈریس دینے کے بعد وہ بھی باقی سب کے ساتھ آگئی کہ اب باقی کی چیزیں بھی لینی تھیں۔

حجاب اور آیت ضرار اور ربان کی چیزیں لینے کی غرض سے دوسری دکانوں کی جانب چل دیں۔

"آپی ہم لوگ سامنے والی شاپ میں ہیں پھر ہم بھی وہیں آتے ہیں۔"

آیت نے محرم سے کہتے باہر کا رخ کیا تو وہ بھی ان سب کی جانب متوجہ ہوئیں۔

آپ سب کے ڈریسز سلیکٹ ہوگئے تو باہر کی طرف چلیں یہ سامان میں گاڑی میں رکھوا"

"دیتی ہوں باقی اب پہلے جیولری دیکھ لیتے ہیں پھر سینڈلز وغیرہ بھی لینی ہے۔

محرم نے ان سب کو باہر کی جانب چلنے کی تاکید کی اور خود بھی ان سب کی طرف چل دیں۔

تھوڑا آگے جاتے جیولری کی شاپ پر سب نے اپنے ڈریسز کی مناسبت سے جیولری پسند کری انابیہ امائزہ نے تو زرقون کی ہلکے سیٹ لئے تھے جبکہ علیزے اور روشانے کے لئے نکاح کی مناسبت سے بھاری جیولری کا انتخاب کیا تھا۔

روشی آپی یہ دیکھیں کیسا لگے گا یہ اتنا ہیوی بھی نہیں ہے اور اچھا بھی ہے آپ پر"

"سوٹ کریگا۔

علیزے نے مسکرا کر ایک موتیوں کا ہار روشانے کی جانب بڑھایا جسے وہ مسکراتی نظروں سے تھام گئی نکاح کی مناسبت سے وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

"یہ بہت پیارا ہے ہم دونوں ایک جیسا لیتے ہیں ٹھیک ہے۔"

روشانے نے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئیں۔

اسی طرح باقی چیزیں دیکھنے لگیں کہ کچھ ہی دیر میں فہد بھی فہیم کے ساتھ انہی کی جانب آگیا ان سب کی تیاری مکمل ہوتے ان لوگوں نے باہر کی جانب رخ کیا۔ معاً اپنے موبائل پہ آنے والی کال پہ محرم چونک کر موبائل کی سمت متوجہ ہوئی جہاں ادیان کالنگ جگمگا رہا تھا وہ مسکراتے ہوئے فون کان سے لگا گئی۔

"مم کونسی بوتیک میں ہیں آپ۔"

اس نے فون چھوٹتے ہی اپنے مخصوص سپاٹ انداز میں استسفار کیا تو محرم نے حیرانگی سے موبائل کی سمت دیکھا جیسے انہیں سمجھ نہ آئی ہو کہ وہ کیوں پوچھنا چاہ رہا ہے۔ لیکن پھر بھی سر جھٹکتے وہ اسے ایڈریس بتاتی اس کا انتظار کرنے لگی۔ کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد سامنے سے اپنی مخصوص پروقار چال چلتے پینٹ کوٹ میں ملبوس آنکھوں میں گاگلز

لگائے ادیان شاہ آتا دکھائی دیا محرم تو مسکراتے ہوئے نہارتی نگاہوں سے اسے تک رہی تھی۔

"شاپنگ کرلی آپ لوگوں نے۔"

اس نے ان کے نزدیک آتے ہی موبائل جیب میں ڈالتے سنجیدگی سے استسفار کیا ساتھ ہی کلائی میں بندھی قیمتی رولیکس کی گھڑی میں وقت دیکھا۔

ہاں جی ہو تو گئی ہے آپ بتائیں مجھے امید نہیں تھی کہ آپ یہاں آؤ گے تبھی میں"

"نے پوچھا بھی نہیں۔

انہوں نے اپنے تیہ بات سنبھالنی چاہی تو ادیان کے چہرے پہ مبہم سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

"آ"پ جانتی ہیں میں سب کی توقع کے برخلاف ہی کام کرتا ہوں۔

وہ شانِ بے نیازی سے کندھے اچکاتے خشک لہجے میں گویا ہوا تو محرم اس کی بات پہ سر پیٹ کر رہ گئی۔

خیر لیزے کہاں ہے مجھے اسے شاپنگ کرانی ہے پرسوں کی تقریب کے لحاظ سے"
"میرے پاس وقت کی بہت کمی ہے۔
اس نے اردگرد نگاہ دوڑاتے سنجیدگی سے بھنویں اچکاتے انہیں سوالیہ انداز میں مخاطب کیا تو محرم کے ماتھے پہ شکنیں نمودار ہوئی۔
"کیا مطلب اس کی شاپنگ ہوچکی ہے اب کونسی شاپنگ کرنی ہے تم نے۔"
انہوں نے کینہ توڑ نگاہوں سے اسے گھورتے کڑک لہجے میں پوچھا۔ادیان نے ان کی بات پہ ستائشی انداز میں بھنویں اچکاتے اپنی ہلکی ہلکی بئیرڈ کھجائی۔
"مم دلہن کس کی ہے وہ۔"
اس نے معصومیت سے استسفار کیا البتہ لہجے میں نرمی معدوم تھی۔
"آپ کی ظاہر سی بات ہے۔اس سوال کا کوئی تک۔"
انہوں نے ہونق پن سے جواب دیتے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔
"اسے دیکھنا اور سراہنا کس نے ہے۔"

اس نے دونوں ہاتھ اپنی جیبوں میں اڑستے سرگوشی میں پوچھا۔ محرم کو تو اس کے انداز پہ آگ ہی لگ گئی۔

''آفکورس آپ نے۔ حد ہے اس جگہ پہ ان سب باتوں کا مطلب۔''
اس نے اکتا کر جھنجھلاتے ہوئے چیخ کر جواب دیا۔

''تو اس کیلیے ڈریس بھی میں آرڈر کرچکا ہوں۔آپ پریشان مت ہو۔''
وہ ان کا گال تھپتھپاتے سنجیدگی سے علیزے کی تلاش میں اردگرد نگاہ دوڑانے لگا جو اسے سامنے ہی بوتیک پہ دکھائی دی اس کی آنکھوں کی چمک میں اسے دیکھتے اضافہ ہوا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں تک پہنچا تو امائزہ تو اسے وہاں دیکھ خوشی کے مارے چیخ اٹھی جبکہ لیزے کا رنگ بے ساختہ اڑا۔

میں نے سوچا آپ کی بھابھی کیلیے شاپنگ میں خود کروں گا اسی لیے میں سب کچھ خود'' ہی آرڈر کرچکا ہوں۔ بس ایک چیز کا انتظام باقی ہے اور وہ آپ کی بھابھی کے بغیر ممکن ''نہیں۔

وہ جذبے لٹاتی نگاہوں سے اسے تکتے گھمبیر پرتپش لہجے میں گویا ہوا۔اور سب کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر اس کا ہاتھ تھامتے باہر کی جانب چل دیا۔

ایک سنسان جگہ پہ پہنچتے اس نے جھٹکے سے اس کی کلائی چھوڑتے اسے اپنے مقابل کیا تو وہ سہم کر باقاعدہ اپنا سانس روک گئی۔

"آپ ایسے کیوں لائے ہیں یہاں۔"

اس نے سہمی ہرنی جیسی نگاہوں سے اسے دیکھتے گھبرائے لہجے میں بولی تو ادیان نے جھلساتی ہوئی نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو اسے اپنے مقابل دیکھتے جھکی چلی جاتی تھی۔

تمہارے فگر کا جائزہ لینے وہ کیا ہے نہ تمہارے سائز کے کپڑے مشکل سے مل رہے" ہیں۔مجھے تو باقاعدہ حیرت ہورہی ہے میری ہونے والی بیوی وہ بھی اس قدر نازک۔میری بیوی کو کم سے کم مضبوط ہونا چاہیے تھا آخر کار مجھ جیسے انسان کی دسترس میں آرہی ہے "وہ۔

اس نے قدرے بے باکی سے اس کے قریب جھکتے اس کے کان میں مغرورانہ انداز میں سرگوشی کی تو لیزے نے تڑپ کر اس کی سمت دیکھا۔چہرہ گویا لہو چھلکانے لگا۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

"کمر تو کچھ زیادہ ہی نازک ہے۔"

اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھوں کا لمس اس کے پورے وجود پہ اپنی مہر ثبت کرتا لیزے نے سرخ چہرے سمیت اسے سرعت سے پیچھے دھکا دیا اا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی لیزے نے مشکل اپنے حواس بحال کرتے چہرے پہ اپنے کانپتے ہاتھ پھیرے اور چور نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو اپنی تخریب کاریوں سے اس کی جان لینے کے در پہ تھا۔

"میں آپ کو سائز سینڈ کردوں گی۔انچ ٹیپ کے بغیر بھلا کون سائز ناپتا ہے۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں ہڑبڑاہٹ میں جو منہ میں آیا وہ بول گئی ادیان کی گہری نگاہوں سے اندازہ ہوا کہ وہ اپنی ماں کی طرح غلط وقت پہ غلط الفاظ استعمال کرگئی ہے تبھی بھاگنے والے انداز میں بکھرے حلیے سمیت سب گھر والوں کی سمت چل دی۔ بھاگتے

ہوئے دل ہی دل میں وہ خود کو کوسنا نہ بھولی جبکہ اس کے جاتے ہی ادیان کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوتے ایک بار پھر اس کا چہرہ سپاٹ ہو چکا تھا۔

"مم خالہ بہت بھوک لگی ہے اور میں کچھ کھانے سے پہلے گھر نہیں جانا۔ آپ لوگوں کو بھی بھوک لگی ہوگی ناں پھر پہلے ہم کچھ کھاتے ہیں۔"

امائزہ نے لاڈ سے کہتے جلدی سے پلان بنایا ساتھ ان سب کی اجازت لینا چاہی۔ لیزے تو گھبرا کر بار بار اردگرد نگاہ دوڑا رہی تھی اسے ابھی تک اس کی نگاہوں کا حصار اپنے اردگرد محسوس ہو رہا تھا جو اسے سرخ اناری کر دیتا سب کے پوچھنے پہ اس نے ادیان کی ایمرجنسی میں جانے کا کہتے بات ٹال دی تھی۔ کیونکہ اس میں ہمت نہیں تھی کہ کسی کو بھی اس کی کارستانیوں کے متعلق بتاتی۔

سب کے ہاں کہنے پر ان لوگوں نے مال میں ہی موجود اوپر فلور پر بنے ریسٹورینٹ کا رخ کیا اپنی پسند کا کھانا آرڈر کرتے سب نے توجہ کھانے کی جانب مبذول کروائی۔ کھانا کھاتے ہوئے انابیہ نے سب کی تمام توجہ کھانے کی جانب دیکھتے شرارت سے امائزہ کی جانب جھکتے کچھ کہا جس پر وہ بھی مسکرا دی۔

تو آپ سب تھک گئے ہیں شاپنگ کر کے اور بھوک بھی بہت زیادہ ہی لگی ہے تو"
"سب پیٹ بھر کر کھائیے گا ویسے بھی آج کے لنچ کا بل فہد نے دینا ہے۔
انابیہ نے کہتے سب کو ایک نظر دیکھا تو عزہ کی گھوری پر ذرا سا گھبرائی مگر پھر امائزہ اور علیزے کے ساتھ دینے پر بات مکمل کی اور فہد جو پوری طرح سے کھانے کے ساتھ انصاف کر رہا تھا اپنا نام سنتے ہی زور سے کھانسنا شروع کیا۔
اسے یوں کھانستے دیکھ کر ساتھ بیٹھے فہیم نے پانی اس کی جانب بڑھایا جسے پی کر اس نے ایک نظر سب کو دیکھتے دانت پیستے ہوئے انابیہ کی جانب دیکھا جو جانتے بوجھتے اسے زچ کرنے پر تلی ہوئی تھی۔
"جی بالکل آپ لوگ آرام سے کھائیں یہ لنچ میری طرف سے۔"
اس نے بھی زچ کردینے والی مسکراہٹ سمیت انابی کی سمت دیکھا۔اس کے کہنے پر ان سب نے ہونقوں کی طرح دیکھا کہ انابیہ اور امائزہ کا ارادہ اسے تنگ کرنے کا تھا پر آسانی سے مان گیا انہیں حیرت تو ہوئی مگر کندھے اچکا گئیں جبکہ رائم بیٹھا امائزہ کو منانے کا

طریقہ سوچ رہا تھا اسے واقعی اب برا لگ رہا تھا کہ اس دن اتنے برے طریقے سے اس سے بات کی تھی۔

کھانا کھاتے ساتھ ہی تمام لوگ ان کی نوک جھوک سے مسکراتے ہوئے کھانے سے فارغ ہوتے پھر گھر کی جانب روانہ ہوئے۔

مہندی کی تقریب کا اہتمام شاہ ولا میں کیا گیا تھا۔کیونکہ یہ صرف لیڈیز کا فنکشن تھا تو یہ گھر میں کرنے کو ہی ترجیح دی گئی تھی۔ ہر طرف گہما گہمی چھائی ہوئی تھی۔شاہ ولا کے کشادہ لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔برقی قمقموں سے سجا یہ لان رات میں دن کا پہر محسوس ہورہا تھا آنکھوں کو چھندھیا کردینے والی روشنی سب چمکتی آنکھوں سے اس بدلے ہوئے منظر کو تک رہے تھے۔ ساتھ ہی روح کو معطر کردینے والی سفید اور گیندے کے پھول گھر کے چاروں جانب اپنی بہار دکھا رہے تھے۔رنگ برنگی قمقموں کی لڑیاں لان کے کونے کونے میں لگی ہوئی تھی اس کی خوبصورتی کو دوبالا کرنے کیلیے۔مہمانوں کی آمد کا سلسلہ

جاری تھا۔لان میں داخل ہوتے ہی سامنے دو تخت بچھے ہوئے تھے جس کے اردگرد رنگ برنگے کشنز اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کررہے تھے۔ تخت کے عقب میں اس کے پشت پہ جالی دار رنگ برنگے پردے لٹکائے ہوئے تھے۔ مہمان آہستہ آہستہ اندر بڑھتے جارہے تھے سب حیرانگی سے اس شاندار طریقے سے سجے لان کو دیکھ کر سراہ رہے تھے۔جس کی نگاہ سجاوٹ پہ پڑتی اس کے منہ سے بے ساختہ ماشاآللہ نکلتا تھا۔

سب مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام لان میں ہی کیا گیا تھا۔لان میں کرسیوں کو گول میز کے اردگرد لگایا گیا تھا جس پہ سفید اور ییلو رنگ کا کپڑے سے کور کیا تھا۔ مہمان جوں ہی لان میں آکر بیٹھتے جاتے ویٹرز مسکراتے چہرے کے ساتھ ان کو جوس وغیرہ سرو کررہے تھے کیونکہ یہ اذلان شاہ کا خاص حکم تھا کہ مہمانوں کی مہمان نوازی میں کسی بھی قسم کی کمی نہیں آنی چاہیے۔وہ نہیں چاہتے تھے کہ اگر وہ خود مصروف ہو تو مہمان ناراض گھر لوٹ جائیں۔ ہر طرف شور شرابا مچا ہوا تھا۔لان کے ایک جانب بڑے بڑے ڈیک رکھے ہوئے تھے۔ان دونوں کی مہندی میں ڈے۔جے کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا تھا اس کا

چارج کوئی اور نہیں بلکہ فہیم اور فہد سے سنبھالا ہوا تھا۔لیکن فلحال وہ دونوں خود گانے لگا کر وہاں سے غائب سب کی تیاریوں میں مدد کررہے تھے۔

شاہ جلدی کرلیں آپ کی بیٹے کی یہاں شادی ہے اور آپ کے کام ہی ختم نہیں"

"ہورہے۔

محرم جو خود نفیس سے پستہ رنگ کے فراک میں ملبوس تھی جس کے گھیرے پہ خوبصورت نگینوں اور موتیوں کا کام ہوا تھا۔بالوں کی چوٹی بنا کر بائیں شانے پہ ڈالی ہوئی تھی ڈوپٹے کو سیٹ کرکے پن کی مدد سے سر پہ رکھا ہوا تھا۔نفیس سی جیولری پہنے وہ سہی دلہے کی ماں ہونے کا حق ادا کررہی تھی۔اذلان شاہ کی نگاہیں ہمیشہ کی طرح ان پہ جم کر رہ گئی۔وہ خود بھی اس وقت بلیک ٹیکسڈو میں ملبوس ایک بار پھر جوان ہوگئے تھے۔ادیان اور ان میں کوئی خاص فرق نہیں نظر آتا تھا فرق صرف اتنا تھاکہ ازلان کے بالوں میں گرے رنگ اب واضح دکھتا تھا۔اذلان نے آئینے میں نظر آتے ان کے عکس کو دیکھتے بھم سے مسکراہٹ سمیت رخ موڑا۔

"جانم ویسے آپ تو کہی سے بھی ادیان کی ماں نہیں لگ رہی۔آپ کو دیکھ کر میرا ایمان پہلے کی طرح کی ڈگمگا جاتا ہے۔اس کا کوئی خاص حل۔"

وہ گہری نگاہوں سے ان کا سراپا دیکھتے گھمبیر لہجے میں بولے تو محرم ان کو دیکھتے جھینپ گئی لیکن اپنی جھینپ مٹانے کو سرخ چہرے سمیت انہیں گھور کر رہ گئی۔

وہ آج بھی پہلے دن کی طرح ہی تھیں۔اذلان کی چھوٹی موٹی گستاخیوں پہ شرم سے سرخ پڑجاتی تھی اور ان کی شرم و جھجک کے ہی تو اذلان شاہ دیوانے تھے۔وہ شوخ نگاہوں سے ان کا جائزہ لینے لگے۔

"بھولیں مت آپ کے لایا ہوا ڈریس ہی زیب تن کیا ہے۔ورنہ اس عمر میں فراک کون پہنتا ہے۔لیکن میں پہلے ہی بتادوں کہ اب اگلی بار سے بلکل بھی نہیں آپ کے کہنے پہ کچھ پہنوں گی۔"

وہ تنبیہی انداز میں اس کو مخاطب کرتی ڈریسنگ سے پرفیوم اٹھاتی ان پہ سپرے کرنے لگی اذلان شاہ نے ان کی پیشانی سے ہولے سے لب مس کیے۔

"خیر باقی باتیں بعد میں آپ کو زکام ہے اور آپ نے پتہ بھی نہیں لگنے دیا میں نے پہلے ہی وارن کیا تھا کہ آپ اس سب کاموں میں مصروف ہوکر اپنی طبیعت قطعی خراب نہیں کریں گی۔ چلیں یہ میڈیسن پکڑیں اور جلدی سے کھائیں۔آپ جانتی ہیں اب تک آپ کے معاملے میں ذرا بھی کوتاہی برداشت نہیں کرتا۔"

اذلان نے سخت نگاہ اس پہ ڈالتے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے میڈیسن نکالتے محرم کی ہتھیلی پہ رکھی۔ محرم جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی بڑبڑاتے ہوئے پھیلاوا سمیٹ رہی تھی ان کی بات پہ جھنجھلا کر ان کی جانب متوجہ ہوئی اور ان کی ناراضگی کے ڈر سے دوائی منہ میں ڈالتے پانی کا گلاس منہ سے لگا گئی۔

"آپ نیچے پہنچے۔ مہمان آنا شروع ہوگئے ہیں۔روشانے آیت حجاب وغیرہ سب بھی آنے والے ہونگے۔ میں مازہ اور انابی کو دیکھ کر آتی ہوں۔آپ مہمانوں کو رسیو کرلیں۔ عزہ اور عفان بھی نیچے ہی موجود ہیں۔"

اذلان شاہ ان کی بات پہ سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے کوٹ پہنتے ان کا گال تھپتھپاتے کمرے سے باہر نکل گئے۔ان کے جاتے محرم بھی اپنا موبائل اٹھاتی سنجیدگی سے اپنے پیروں میں نازک سی جوتی پہنتی مازہ کے کمرے کے سمت چل دی۔

بیک ٹو بیک چار گاڑیاں شاہ ولا کے گیراج میں آکر رکی۔تو پھولوں کی روش کے اردگرد قطار میں کھڑی لڑکیوں نے ہنستے ہوئے دھیمے سے سرگوشیاں کرنا شروع کردی۔ان سب نے ہاتھوں میں گلاب کے پھولوں سے بھری تھال اٹھا رکھی تھی۔سب سے پہلے گاڑی سے صائم خان اور رائم خان باہر نکلے۔آیت سرعت سے لیزے کو باہر نکالنے کا سوچتے فرنٹ ڈور کھولتی بیک ڈور کی سمت آئی اور اس کا گھیردار فراک سمیٹتے آرام سے اسے اپنے حصار میں لیتے باہر نکالا جو پیلے رنگ کی بھاری سی پاؤں کو چھوتی ہوئی میکسی پہنے جو پورا نگینوں سے بھرا ہوا تھا۔اس وقت اس کا نازک وجود بھی اس کا بوجھ اٹھانے سے انکاری تھا لیکن فلحال یہ ڈریس خاص طور پہ ادیان کی پسند کا تھا تبھی بغیر کسی تردد کے اس نے اسے زیب تن کیا تھا۔گلابی رنگ کا ڈوپٹہ جس پہ گوٹے کا کام ہوا تھا ایک شانے پہ پھیلا رکھا تھا جبکہ دوسرا جالی دار ڈوپٹہ پن کی مدد سے بالوں میں اڑایا ہوا تھا۔جو چلتے ہوئے

زمین کو چھو رہا تھا۔نازک سی جیولری پہنے ہلکے پھلکے گلابی میک اپ میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔اس کا سب کچھ خاص طور پر ادیان شاہ کی پسند کا تھا۔سب نے باقاعدہ اس کی پسند کو سراہا بھی تھا۔شرم سے پلکیں جھکی چلی جا رہی تھی۔رائم نے محبت سے اپنی جان سے پیاری بہن کو اپنے حصار میں لیا۔اسی دوران معاذ خان نے اپنی گاڑی کا بیک ڈور کھولتے روشانے کو سہارا دے کر باہر نکالا تو پریشے نے مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری۔

جو مہندی رنگ کا شرارہ کرتی پہنے جس پہ رنگ برنگے نگینوں کا کام ہوا تھا اس کا جالی دار ڈوپٹہ بھی سر پہ ہی سیٹ کیا گیا تھا البتہ بالوں کو کرل کرتے ایک شانے پہ ڈالا ہوا تھا۔لبوں پہ پیچ رنگ کی لپسٹک بہار دکھا رہی تھی۔

معاذ خان کی آنکھیں اسے گاڑی سے نکالتے باقاعدہ نم ہوئی تھی۔بیٹیاں تو پھر سب کو عزیز ہوتی ہیں۔ اس دوران ایان حجاب بھی اپنے بچوں سمیت ان کے قریب ہی پہنچ چکے تھے۔گھر کے بڑوں کو پہلے ہی اندر بھیج دیا گیا تھا کیونکہ ان کا ذیادہ دیر کھڑا ہونا ٹھیک نہیں تھا۔

ان دونوں کے اپنے بڑوں کے حصار میں ململ کے بچھے دبیز قالین پہ اپنے پاؤں رکھتے اپنی پاؤں کو چھوتی میکسیوں کو چٹکیوں میں پکڑتے قدم اندر کی جانب بڑھائے اسی دوران فضا میں گلوگار کی سحر انگیز آواز گونجی۔

میری راہیں تیرے تک ہے،
تجھ پہ ہی تو میرا حق ہے
عشق میرا تو بے شک ہے،
تجھ پہ ہی تو میرا حق ہے

گانا چلاتے ہی فہد نے شرارتی مسکراہٹ سمیت فہیم کو دیکھتے آنکھ دبائی۔تو عفان شاہ نے اس کی کمر تھپتھپاتے اسے باقاعدہ شاباشی دی کیونکہ ایسے کاموں کی توقع پہلے ان سے کی جاتی تھی۔فہیم وہی بیٹھا ان دونوں کو دیکھ کر سر جھٹکتے ہوئے مسکرادیا۔

گانے کے بول پہ لیزے نے سختی سے رائم کے بازو کو تھامتے آنکھیں میچ لی۔دل تیز رفتاری سے دھڑکنے لگا۔ماتھے پہ ننھے منھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے اس کے

برعکس روشانے اس کی نسبت پرسکون تھی۔اس کے لبوں پہ مسلسل ایک مسکراہٹ رقص کررہی تھی۔

ان سب بڑوں کی تلقید میں ان دونوں نے قدم اندر کی جانب بڑھائے۔لڑکیوں نے قہقوں اور سرگوشیوں سمیت ان پہ پھول برسائے۔حجاب کے دونوں بیٹے اور آیت کا چھوٹا بیٹا ضرار گردن اکڑا کر اپنی اہمیت جتانا چاہ رہے تھے۔ لڑکیاں ان کی حرکتیں دیکھ کھلکھلا کر اندر کی جانب بڑھ گئی ان کے یوں نظرانداز کر کے جاتے ہی وہ تینوں منہ بسور گئے۔

"ہمیں تو کوئی منہ ہی نہیں لگاتا آجا اپنی عمر کی کوئی بندی ڈھونڈیں۔"

ضرار سرگوشی میں ان دونوں سے مخاطب ہوا تو وہ دونوں بھی اس کی بات پہ سنجیدگی سے ہاں میں سر ہلاگئے جیسے مسئلہ کشمیر ہاتھ لگ گیا ہو۔

ساتھ چھوڑوں گی یا تیرے پیچھے آؤں گی

چھین لوں گی یا خدا سے مانگ لاؤں گی

تیرے نال تقدیراں لکھواؤں گی

میں تیری بن جاؤں گی

صائم خان نے اپنی جان سے پیاری بیٹی کو ایک نظر دیکھتے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا۔وہی تو ان کا کل سرمایہ تھی جو ان کے ہسپتال سے آتے ہی ان کے سینے سے لگتے پورے دل کا حال احوال سنایا کرتی تھی ویسے بھی بیٹیاں باپ کے زیادہ قریب ہوتی تھی لیکن دنیا کا بھی ناجانے یہ کیسا دستور ہے کہ بیٹیاں شروع سے ہی پرائی ہوتی ہے انہوں نے ایک نہ ایک دن چھوڑ کر جانا ہی ہوتا ہے۔اذلان شاہ نے سنجیدگی سے ان کی پیٹھ پہ تھپکی دی اور متلاشی نگاہیں محرم انابی اور مازہ کی سمت اٹھائی جو ناجانے کہاں غائب تھی۔

ان دونوں کو اپنی اپنی جگہ پہ بٹھانے کے بعد وہ سب بھی اپنی اپنی نشستیں سنبھال گئے۔گھر کے مرد وہاں سے باہر جاچکے تھے کیونکہ مردوں کے بیٹھنے کا ارینج باہر لاؤنج میں ہی تھا یہ خاص طور پہ عورتوں کا فنکشن تھا۔

عزہ اور آیت نے ان کے بیٹھتے ہی ان دونوں کے ڈریسز کو سلیقے سے پورے اطراف میں پھیلادیا۔

"بھاؤوو۔"

لیزے جو اپنی ہاتھوں کی لکیروں میں کھوئی ہوئی ناجانے کیا تلاش کررہی تھی اچانک اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ ہڑبڑا کر گردن پیچھے موڑ گئی لیکن امائزہ پہ نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پہ اس کو دیکھتے ہی بھولی بسری مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

"ماشاءاللہ بہت حسین لگ رہی ہو۔ویسے میں کیا سوچ رہی ہوں کہ تمہیں بھی یہی کوئی ہینڈسم کا لڑکا مل جانا چاہیے۔تاکہ جلد از جلد تمہارے فرض سے بھی سبکدوش ہوجائیں سب۔"

لیزے اسے اپنے سامنے کرتی شرارتی نگاہوں سے اس کا سراپا دیکھتے ہوئے بولی جو ملٹی رنگ کے گھیردار فراک زیب تن کیے بالوں کو درمیانی مانگ نکال کر دونوں شانوں پہ کرل کر کے ڈالا ہوا تھا درمیان میں ہی بڑی سی بندی اپنی بہار دکھارہی تھی کانوں میں چھوٹے چھوٹے آویزے پہنے گلابی گلابی سا میک اپ کیے وہ تو کسی ریاست کی شہزادی ہی لگ رہی تھی۔انابی اور اس نے مل کر ہر دن کی ایک جیسی شاپنگ کی تھی بس رنگوں کا فرق تھا۔انابی نے آج عینک اتار کر لینز لگانے کو ترجیح دی تھی تبھی آج اس کی رنگ ڈھنگ ہی نرالے تھے۔

مجھے کوئی شوق نہیں ہے فلحال اس قسم کے جھنجھٹ میں پڑنے کا۔میں سنگل ہی کول ہوں۔"

وہ بیزار لہجے میں گویا ہوئی تو لیزے مسکرا کر کندھے جھٹک گئی۔

ہر طرف شور شرابا تھا۔شہر کی بہترین بیوٹیشن کا ارینج کیا گیا تھا۔گلوگار کی آواز ہرسوں بکھری ہوئی تھی۔لڑکیاں ان کے پاس ہی کشنز پہ بیٹھی ایک پاؤں پہ نقش و نگار بنا رہی تھی بلکہ دوسری ہاتھوں کو تھام کر مسکراتے ہوئے اس چھوٹی سی کامنی سی دلہن کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے سے ہی معصومیت چھلک رہی تھی اس کے چہرے سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ خوش ہے یا دکھی۔ان سے مزید برداشت نہ ہوا تو وہ سرگوشی میں ان کو مخاطب کر بیٹھی۔مائزہ جو اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے میں مصروف تھی ٹھٹھک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی۔

"ویسے ان کی عمر خاصی چھوٹی لگ رہی ہے اور صحت کے حساب سے یہ تو ابھی مزید۔چھوٹی سی نازک سی لگ رہی ہے اتنی جلدی شادی کیوں کررہے پھر آپ لوگ۔میں تو کہتی ہوں شادی ایک عمر کے بعد ہی کرنی چاہیے یہ تو کوئی نازک دوشیزہ ہی لگ رہی

ہے کیسے برداشت کرے گی یہ سب۔اتنی جلدی شادی کرنے کا کیا فائدہ جب اگلے سال ہی گودوں میں بچے ہی کھیلانے ہیں۔ہاں یہ والی۔دلہن کا سمجھ آتا ہے شکل سے ہی میچور لگ رہی ہیں۔''

وہ مہندی والی شاید کچھ ذیادہ ہی بے باک تھی تبھی ان دونوں دلہنوں کی شکل دیکھتے ان کی عمروں کا اندازہ لگاتے قدرے کھلے الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے گویا ہوئی۔اس کی بات پی انابی اور امائزہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔اس کے اس قدر بے باک انداز پہ لیزے کا رنگ فق ہوا اور لیزے کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے تھے۔ذہن کے پردوں میں پچھلی دو ملاقاتوں والا ادیان شاہ گھوما جس کی شدتیں نفرت میں اس قدر آگ برساتی تھی تو وہ شادی کے بعد اس کے ساتھ مزید کیا کرے گا یہی سوچ آتے ہی اس کے وجود میں برقی سی دوڑ گئی۔وہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔اسنے باقاعدہ شکر ادا کیا کہ آج کسی صورت بھی ادیان سے سامنا نہیں ہونا تھا اس کا اور رخصتی بھی ابھی قرار نہیں پائی تھی یہی سب سوچتے اس نے تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیاالبتہ اس کے

برعکس روشانے مسلسل ہنستے ہوئے اس مہندی والی کی باتوں کا جواب دے رہی تھی۔شاید اس کا نیچر ہی ایسا تھا کہ وہ ذرا بھی نہ گھبرائی تھی۔

وہ کیا ہے نہ اس کے ہونے والے مزاجی خدا کو بہت جلدی تھی انہیں اپنی پناہوں" "میں لینے کی۔میرے بھائی ایکسٹرا فاسٹ جاتے ہیں۔

امائزہ بے شرمی سے بائیں آنکھ دباتی اسے ٹھوکا مارتے ہوئے اس لڑکی سے بولی تو انابی نے شرارت سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے مسکراہٹ دبائی ایسا محسوس ہورہا تھا کہ ابھی لہو چھلک پڑے گا۔معاً ذہن میں کچھ سوچتے وہ گلہ کھنکھارتے ان دونوں کی سمت متوجہ ہوئی۔

ویسے لیزو اور روشی آپی ایسا ممکن تو نہیں ہے کہ ایک بار بھی آپ لوگ شادی سے پہلے" ادیان بھائی یا احد بھائی سے نہ ملی ہو تو شادی سے پہلے کا کیا تجربہ تھا کتنے کو رومانوی "خیالات رکھتے ہیں ہمارے دونوں بھائی۔

انابی شرگوشی میں بولتے ان دونوں کے مزید قریب ہوئی اس کی بات پہ لیزے کے وجود میں پھریری سی دوڑ گئی لیکن اس کے بولنے سے پہلے ہی اپنے عقب سے آنے والی آواز

پہ وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی لیکن اپنے مقابل فہد کو دیکھتے اس کا سارا سکون غارت ہوگیا وہ سرعت سے خجالت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس موٹے فہد کا منہ توڑدے جس نے ہمیشہ غلط وقت پہ آنے کا ٹھیکا لے رکھا تھا۔

"میں بتاؤں کیسا تجربہ ہوتا ہے۔ کبھی فرصت کے لمحات میں میسر آنا۔"

فہد جو روشانے سے ملنے ان سب کی جانب ہی آرہا تھا انابی کی بات سنتے مشکل اپنا قہقہہ ضبط کرتے سنجیدگی سے بولا البتہ آنکھوں میں مسلسل شرارت ناچ رہی تھی۔اس کی بات پہ انابی شرمندگی سے انگلیاں چٹخاتے دنگ سی صدمے کی کیفیت میں بیہودہ انسان کو دیکھنے لگی۔

تمہیں شرم نہیں آتی ایسی باتیں سنتے ہوئے بے شرم انسان۔ تھوڑی سی کوئی حیا ہو"

"تم میں تو میں کہوں۔ چھوٹے ہو میرے سے تم اپنی حد میں رہا کرو۔

وہ اپنی شرمندگی کو رفع دفع کرتی خون آشام آشام نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی تو فہد نے بھنویں اچکا کر اس کی سمت دیکھا۔

تمہیں شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے بے شرم انسان۔ تھوڑی سی کوئی حیا ہو"
"تم میں تو میں کہوں۔اور چھوٹے بڑوں سے ہی سیکھتے ہیں سب۔
وہ بھی بغیر رد و بدل کے اسی کی بات اسی کو لٹاتے ہوئے مزے سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے گویا ہوا تو باقی سب کو مسکراہٹ دبا گئے جبکہ انابی ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھتے ناک منہ چڑھا گئی۔روشانے نے انابی کو اپنے پاس بٹھاتے اسے ذبردست گھوری سے نوازا جو فضول میں ہی ہانکی جارہا تھا۔
نہیں آپی رکیں ذرا ایک منٹ تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہاری اس قسم کی بے ہودہ" گفتگو پہ شرمیلی لڑکیوں کی طرح گھونگھٹ نکال کر بیٹھ جاؤں گی اور دانتوں میں انگلیاں "دوں گی تو میری بات کان کھول کر سن لو موٹے۔آئی ایم ناٹ ڈیٹ ٹائپ آف گرل۔
وہ اپنی شارٹ شرٹ پہ بازو چڑھاتی تن فن کرتے اس کے قریب پہنچی اور منہ پھاڑ کر ناک منہ چڑھا کر بولی تو فہد نے اس کی بات پہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائی۔

تجربے کے متعلق میں تو نہیں پوچھ رہا تھا یہاں کوئی اور ہی پوچھ رہا تھا۔اور میرے" سے پہلے ایسی بے ہودہ گفتگو تم نے ہی شروع کی ہے۔خیر چشمش ایک بات تو بتاؤ مجھے۔"

وہ انتہائی سنجیدگی اپنے چہرے پہ طاری کرتا اس کے قریب جھکا تو انابی نے اس کے بازو پہ زور سے چٹکی بھرتے اس کو پیچھے کی جانب دھکا دیا تو وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا اور کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"اب بولو۔میں ایسے بھی سنتی ہوں۔"

وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکا کر بولی تو فہد نے اس ظالم حسینہ کو ایک نظر دیکھتے ٹھنڈی آہ بھری۔

مجھے لگا شاید آنکھوں کے ساتھ ساتھ کان بھی خراب ہے لیکن اب اندازہ ہوگیا ہے کہ" تمہارا سب کچھ ٹھیک ہے البتہ اگر ایسے ہی حالات رہیں تو تم سے کوئی بعید نہیں کہ مجھے ہی خراب کردو۔"

وہ اپنی بازو سہلاتا ہوا گویا ہوا تو وہ نے نیازی سے کندھے اچکا کر ایک جانب ہوگئی۔فہد بھی عزہ کی پکار پہ ان کی بات سننے ان کی سمت چل دیا۔

"دولہے میاں کا نام بتادیں۔"

روشانے کے قریب بیٹھی لڑکی نے مصروف سے انداز میں اسے مخاطب کیا تو اس نے شرمیلی.مسکراہٹ سمیت احد کا نام لیا۔لیزے نے رشک بھری نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جس کے چہرے پہ محبت کے رنگ پوری طرح اپنی بہار دکھارہے تھے۔بات بات پہ قہقہہ لگاتی اس کی آنکھوں کی چمک میں مزید اضافہ ہورہا تھا۔لیزے نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتارتے اپنی نگاہ اس کے سرخ پڑتے چہرے سے ہٹالی معاً اپنے بازو پہ پڑنے والے تھپڑ سے وہ چونک کر اپنی بائیں جانب متوجہ ہوئی جہاں امائزہ بیٹھی اسی کو گھور رہی تھی۔

"کیا ہوا۔"

اس نے ہونقوں کی طرح سوال کیا تو وہ اس کی بے خبری پہ دانت پیس کررہ گئی۔

دوسروں کو دیکھنے سے فرصت مل جائے تو ان کی بھی سن لو وہ دولہے کا نام پوچھ رہی "

"ہیں بتائیں اپنے ہونے والے مزاجی خدا کا نام۔

وہ کھلکھلا کر بولی۔شاید ایک وہی تھی جو ان دونوں کی شادی پہ بے تحاشہ خوش تھی۔بات بات پہ اپنی خوشی کا باقاعدہ اظہار کرنا نہ بھول رہی تھی۔

"ادیان شاہ۔""

سرگوشی میں اس مغرور انسان کا نام اس کے گلابی پنکھڑیوں جیسے لب سے ادا ہوا۔نام لیتے ہی اس کے پور پور میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی اسے ایسا محسوس ہوا کہ ابھی بھی وہ اس کی گہری نگاہوں کے حصار میں ہے۔اس کا پورا وجود اس کی پر تپش سانسوں کا سوچتے سلگ اٹھا۔

مہندی والی مسکراتے ہوئے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔روشانے سے فارغ ہوتے ہی وہ اب امائزہ کے ہاتھوں پہ لائٹ سی مہندی لگا رہی تھی۔

ابھی ہلکا ہلکا گانوں کے بول پہ جھومتے وہ سب مہندی لگوانے میں مصروف تھی معاً گھر کی لائٹس مکمل طور پہ بند ہوتے ہی صرف ایک سپورٹ لائٹ نے لان کے وسط میں گول

دائرے کی صورت میں احاطہ کرلیا۔سب نے چونک کر تاریک ہوتے لان کو دیکھا اچانک وہاں ہڑبڑی سی مچ گئی معاً پریشانی سے اردگرد نگاہ دوڑاتے درمیان میں نگاہ پڑتے ہی روشانے باقاعدہ منہ پہ ہاتھ رکھتے حیران کن تاثرات لیے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔انابی کے مہندی کا یاد کروانے پہ وہ گڑبڑا کر ہاتھ نیچے کرگئی۔

جہاں اس سپورٹ لائٹ میں پستہ رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس احد ہاتھ میں گٹار تھامے محبت بھری نظروں سے اسے ہی تکتے اپنی پوری لگن سے گانے کے سر بکھیر رہا تھا۔اس کے لبوں سے ادا ہوتا ایک ایک لفظ اس کے جذبات کی ترجمانی کررہا تھا۔

روشانے کی آنکھوں میں اس سرپرائز کو دیکھتے باقاعدہ نمی سی جاگی۔اسے بلکل بھی احد سے ایسی توقع نہیں تھی۔باقی سب لڑکیوں نے رشک سے اس کی سمت دیکھا جو ساکت کھڑی تھی البتہ امائزہ کی نگاہ لیزے پہ ہی جمی تھی جو بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی خوشی میں شریک ہونے کی کوشش کررہی تھی۔اپنی کم مائیگی کا احساس شدت سے اس کے پور پور میں سرائیت کرگیا۔ادیان نے تو کبھی غلطی سے پیار سے مخاطب تک نہیں کیا تھا یہ سب جاننے کے بعد۔

او تیرے سنگ یارا خوش رنگ بہارا

میں تیرا ہوجاؤں جو تو کردے اشارہ

وہ ہولے ہولے قدم اٹھاتا اس تک پہنچا اور آنکھوں میں محبت کے دیپ جلائے اس کا بغیر مہندی والا ہاتھ تھامتے اس لائٹ کے درمیان میں لاتے گانے کے بول بولنا شروع کیے۔آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک نے احاطہ کیا ہوا تھا۔وہ ہولے ہولے اسے لیے درمیان میں ہی جھومنے لگا۔

رائم جس کی بدولت یہ سب ممکن ہوا تھا وہ بھی پریشے کے گرد حصار باندھے مسکراتی نگاہوں سے اسے ہی تک رہا تھا۔

سب کچھ میرے لیے تیرے بعد ہے

سو باتوں کی اک بات ہے

میں نہ جاؤں گا کبھی تجھے چھوڑ کر

یہ جان لے۔

وہ مسکراتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا اور ایک بوکس کھول کر اس کی سمت بڑھایا جس پہ ول یو میری می کے الفاظ کندہ تھے۔سب لڑکیوں نے باقاعدہ ہوٹنگ کرتے احد کے اس انداز کو باقاعدہ سراہا۔لیزے نے بھی تمام تلخ سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے اس سب میں لڑکیوں کا بھرپور ساتھ دیا وہ کیوں اپنے آپ کی اداسی کی بدولت کسی دوسرے کی خوشی میں نحوستی پھیلاتی۔تبھی بھرپور انداز میں مسکرادی۔

"ویسے یہ کام مجھے بھی ہماری مہندی کی رات کو کرنا چاہیے تھا۔تمہیں یہ آئیڈیا ہماری باری کیوں نہیں آیا۔رائم کے بچے۔"

عفان شاہ اس کے شانے پہ مکہ جڑتے تند نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے گویا ہوئے۔

"کیونکہ اس کیلیے آپ کو اوپر میرے پاس آنا پڑتا۔میں تو اس دھرتی پہ ہی نہیں اترا تھا ابھی لیکن آپ اوپر آسکتے تھے۔"

وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا کر بولا تو عفان شاہ تڑپ کر اس کے شانے پہ پنچ مار گئے۔

میری باری تمہارے باپ کو مجھے ڈرانا یاد آگیا تھا ایک تو تمہاری پھپھو کو پرپوز کیا لیکن "

"صائم بھائی نے تو کیفے میں ہی تراہ نکال دیا تھا میرا۔

وہ منہ بسورتے ہوئے اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کرتے گویا ہوئے تو رائم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

اب سب لڑکیوں کے پرزور اسرار پہ روشانے نے یس کرتے ہی احد نے مسکراتے ہوئے اس کی انگلی میں وہ قیمتی ڈائمنڈ کی انگوٹھی پہنائی اور اسی کا ہاتھ تھامتے اٹھ کھڑا ہوا پورا ہال تالیوں کی بھرپور آواز سے گونج اٹھا۔

روشانے نے نم آنکھوں سمیت دل ہی دل میں اسے شکریہ کہا۔پریشے بھی اپنی بیٹی کی قسمت پہ رشک سے مسکرادی۔انہیں اب معاذ خان کا فیصلہ درست لگا تھا۔

"مائزہ بات سنو میری۔"

محرم کی آواز پہ امائزہ جو لیزے کی سمت جارہی تھی چونک کر محرم کی سمت متوجہ ہوئی جو اسی سے مخاطب تھی اور اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کررہی تھی۔ان کی آواز پہ سنجیدگی سے اپنا ڈوپٹہ سیٹ کرتے ان کی جانب چل دی۔

مازہ آپ کے کمرے میں شاید میرا موبائل رہ گیا ہے۔"

"اوکے ماما میں دیکھ کر آتی ہوں۔

ان کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ مسکراتے ہوئے ان کے کمرے کی سمت چل دی۔رائم جو عفان شاہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا ٹھٹھک کر اس کی سمت متوجہ ہوا تو نگاہیں اچانک ہی اس کے سراپے سے الجھ کر رہ گئی۔ مشکل اس پر سے نگاہ ہٹاتے وہ اپنے آپ کو دل ہی دل مین لعن طعن کرتے اس سے بات کرنے کا سوچتے اسی کی تلقید کی چل پڑا۔کیونکہ اس دن بھی بات نہیں ہوپائی تھی وہ مزید ناراضگی بلکل بھی افورڈ نہیں کرسکتا تھا۔

اپنے عقب سے آنے والی قدموں کی چاپ پہ امائزہ ٹھٹھک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی لیکن وہاں کھڑے رائم کو دیکھتے ایکدم جھماکہ سا ہوا اس دن کا طرزِ مخاطب یاد کرتے اس کی آنکھیں باقاعدہ نم ہوئی وہ کیسے اس سے اتنے برے طریقے سے بات کرسکتا تھا وہ جھٹکے سے ناراضگی کا اظہار کرتی سنجیدگی سے رخ پھیرتی تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئی۔

"امائزہ میری بات سنو یار۔"

وہ بھی بھاگنے والے انداز میں اس کے قریب پہنچا لیکن اس کی بے رخی پہ تڑپ کر رہ گیا۔دل ہی دل میں خود کو ہزار بار کوسا کہ کیا ضرورت تھی اسے ناراض کرنے کی جب برداشت نہیں ہورہی ناراضگی۔ایک بار پھر شرمندگی نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ تبھی وہ منت کرنے والے انداز میں بولا۔

"سوری نہ بابوں۔اس دن بس غلطی سے ایسے مخاطب کربیٹھا تھا تمہیں۔ تم جانتی ہو میں نے کبھی بھی تم سے ایسے بات نہیں کی اس دن میں کچھ پریشان تھا بس۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا امائزہ اس کی بات درمیان میں ہی کاٹتی چیخ اٹھی۔

"بس کرجائیں آپ۔ جھوٹ بولتے ہیں آپ۔ میں یہاں سب کیلیے ناکارہ ہوں۔جس کا جی چاہتا ہے مجھ سے ایسے ہی روکھے انداز میں بات کرتا ہے اور چلا جاتا ہے میں کسی کیلیے کوئی معنی نہیں رکھتی میں جانتی ہوں۔سب کو ہر چیز میں میری ہی غلطی دکھائی دیتی ہے۔اس دن بھی اتنے مان سے آئی تھی آپ کے پاس کہ ضرور آپ میری بات پہ عمل کریں گے لیکن ملا کیا جواب میں آپ کا سرد انداز تلخ رویہ۔"

وہ اس کا تلخ رویہ یاد کرتے روہانسے لہجے میں گویا ہوئی آنکھوں میں نمی سی جاگی تھی۔اس کی بات پہ رائم نے سختی سے اس کی بات پہ نفی کرتے اسے اپنی سمت کھینچا تو وہ جھٹکے سے اس کی سمت کھینچی چلی آئی۔رائم نے سختی سے اس کے گرد اپنا حصار باندھ لیا۔امائزہ کا وجود اس اچانک ہوئی افتاد پہ سن پڑگیا۔اس نے سراسیمہ ہوکر رائم کی سمت دیکھا جس کی آنکھوں میں جذبوں کا ایک الگ جہاں آباد تھا۔اسے باقاعدہ کسی انہونی کا احساس ہوا دل کی دھڑکن باقاعدہ سست پڑی۔

"چھوڑیں رائم بھائی۔"

اس کی آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے۔وہ سہمے سہمے انداز میں کسمسا کر بولی لیکن رائم کی رگِ ظرافت اس کے ماتھے کی بندی ٹھیک کرتے پھر سے پھڑکی۔

"اب تو بلکل نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے اس کی حالت کے پیشِ نظر اس کے گرد سے حصار توڑتے امائزہ کی کلائی اپنی گرفت میں لے گیا۔

"رائم بھائی چھوڑیں مجھے آپ کو شرم نہیں آتی یہ سب کرتے ہوئے۔چھوڑیں یہ آپ ٹھیک نہیں کررہے۔"

وہ اس کی اس قدر نزدیکی پہ بگڑے تنفس سمیت بولی آج تک اذلان شاہ یا ادیان کے علاوہ اسے کسی نے چھوا تک نہیں تھا اور آج رائم نے کس جرآت کے ساتھ اس کے ساتھ یہ حرکت کی تھی۔اس کے ہاتھوں کا لمس اپنی کمر پہ محسوس کرتے اس کا پور پور سلگنے لگا۔وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔جو اب اس کی کلائی تھامے ہوئے تھا جبکہ رائم تو اردگرد سے نے نیازیک ٹک اسکے حسین چہرے کو تک رہا تھا جس پہ اس کی حرکت پہ غصے کی بدولت ہلکی ہلکی سرخی چھائی ہوئی تھی۔رائم نے اشتیاق سے اس کے تاثرات کا ملاحظہ کیا۔

"تم ناکارہ نہیں ہو بلکل بھی نہیں ہو اس ناچیز کیلیے ۔اس دل سے پوچھو جہاں ہر طرف صرف تمہارا نام ہے۔دل میں جو مقام تم رکھتی ہو وہ آج تک کوئی نہیں لے پایا۔یہ دل تو تم کے نام پہ ہی دھڑکتا ہے تمہارے نام کی سرگوشیاں کرتا ہے تمہارے نام کی مالا جپتا ہے۔ہر لمحہ تمہیں پکارتا ہے تم میں تو رائم خان کی جان بستی ہے۔بچپن سے اب تک

تمہارا میری باتوں پہ چڑنا مجھ پہ غصہ ہونا مجھ سے لڑنا یہی میری زندگی میں اس قدر حیثیت رکھتا ہے تو بس تم اس بات کا اندازہ لگاؤ کہ تم پوری کی پوری پھر میرے لیے کس قدر اہمیت کی حامل ہوگی۔"

اس کے لفظوں کی تاثیر سے امائزہ کا چہرہ سرعت سے دھواں دھواں ہوا۔اس کے گھمبیر پرتپش لہجے پہ اس کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔ہاتھ پاؤں کی حرکت رک گئی۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے رائم کی سمت دیکھا جو شاید اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا۔اس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑگئے۔آنکھوں میں باقاعدہ نمی سی جاگی۔اس نے جھٹکے سے تمام ہمت متجمع کرتے اس کا حصار ڈھیلا کیا۔عین اسی وقت راہداری میں زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی جو رائم کے ساتھ ساتھ اس کے دل کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر گئی۔وہ تو صرف اپنی محبت کا اظہار کررہا تھا ہاں وہ ذرا جلدبازی سے کام لے گیا تھا لیکن امائزہ نے تو اسے ایک لمحے میں ہی حقیقت سے روشناس کرادیا۔اسے آسمان سے زمین پہ پٹخ دیا تھا۔رائم کے وجود سے شعلے سے نکلنے لگے۔وہ ساکت نگاہوں سے اس کی سمت متوجہ ہوا جو آنکھوں میں نفرت لیے نم نگاہوں سمیت اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس کا وجود ہولے

ہولے لرز رہا تھا۔اس نے خوش آشام نگاہوں سے امائزہ کی سمت دیکھا جو اب اپنا حلق تر کررہی تھی۔

"اور۔آپ کو شرم نہیں آتی میرے ساتھ یہ حرکت کرتے ہوئے بھائی کہتی ہوں میں آپکو۔آپ نے ایک لمحے میں اس قدر پاکیزہ رشتے کو ختم کردیا آپ نے مجھے میری ہی نظروں میں گرادیا ہے۔میں آپکو کبھی معاف نہیں کروں گی۔نہ ہی آپ میری پسند کل تھے نہ آئندہ ہونگے۔تو آئندہ کیلیے ایسی واہیات بات کرنے سے پہلے سوچ لیجیے گا کہ مقابل کون ہے۔"

وہ سسکتے ہوئے اذیت بھرے لہجے میں اپنی سرخ ہوتی آنکھیں اس کی سرد آنکھوں میں گاڑھ کر دھاڑی۔لہجے میں افسوس پنہاں تھا۔ رائم کی سرد آنکھوں میں کرب کی ایک لہر دوڑی۔گردن کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔معاً وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے جارحانہ انداز میں اس کی سمت بڑھا۔

"ابھی۔تم نے ہاتھ اٹھا کر بلکل اچھا نہیں کیا مجھ پہ۔اس کا مداوا تو تمہیں کرنا ہی ہوگا۔تک صرف اپنے بھائی کی ضد سے واقف ہوگی اسی کے غصے سے پالا پڑا ہوگا نہ لیکن اب

سے تم میری ضد دیکھو گی میرا جنون دیکھو گی۔کیا کہ دیا میں نے تمہیں ایسا بھی۔کبھی چھوا،کوئی نازیبا حرکت کی، غلط الفاظ استعمال کیے، نہیں نہ۔ لیکن تم نے ایک لمحے میں بغیر کچھ سوچے سمجھے میرے جذباتوں کا خون کردیا ہے۔رائم خان کو زندہ زمین پہ گاڑھ دیا ہے تم نے امائزہ شاہ۔آج تک صرف تمہیں سوچا کسی لڑکی کو اپنے آس پاس بھٹکنے نہیں دیا صرف اسی بدولت کیونکہ میرے خیال میں مجھ پہ صرف تمہارا حق تھا۔میں سمجھتا تھا کہ "میں محبت کا اظہار کروں گا تو تم خوش ہوگی لیکن نہیں یہاں تو کایا ہی پلٹ گئی۔

وہ خالی پن سے حتمی لہجے میں بولتے ایک قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالتے اس کے وجود کو ایک جھٹکا دیتے اذیت بھری نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے نیچے کی سمت چل دیا۔امائزہ کو اپنی تمام حسیات معطل ہوتی محسوس ہوئی۔اس کے جاتے ہی امائزہ نے سرعت سے اپنے کمرے میں گھستے دروازہ لاک کرلیا اس نے کمرے میں قدم رکھتے ہی شرٹ کی آستین سے اپنے گال رگڑ ڈالے اور سختی سے اپنی مٹھیوں کو بھینچ لیا جس سے اس نے رائم پہ ہاتھ اٹھایا تھا معاً محرم کا خیال آتے ہی وہ جلدی جلدی سے اپنے چہرے پہ میک اپ کا ٹچ دیتی اپنے حواس بحال کرتی کمرے کا لاگ کھول گئی۔آنسو باہر نکلنے کو پھر سے بے تاب

تھے۔اس نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے قدم نیچے کی جانب بڑھادیے جہاں سب بڑے رسم کرنے میں مصروف تھے۔گھر کی رونق میں مزید اضافہ ہوگیا تھا۔وہ بمشکل مسکراتی محرم تک پہنچی اور موبائل ان کے حوالے کیا اس سے پہلے کہ وہ واپس مڑتی اذلان شاہ نے ٹھٹھک کر اسے اپنے حصار میں لیا انہیں کسی غیر معمولی پن کا احساس شدت سے ہوا۔

"کیا ہوگیا میری جان کو اتنی اداس کیوں ہے۔"

اذلان شاہ نے محبت سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے استسفار کیا تو وہ آنسو حلق میں اتارتی ضبط سے نفی میں گردن ہلاگئی۔

"وہ بس لیزے کو دیکھ کر رونا آگیا ڈیڈ میں کبھی بھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔"

وہ اس کی جانب دیکھتی اپنی بات پہ تصدیق چاہتی تھی اذلان شاہ اس کی بات پہ نم آنکھوں سمیت ہنس دیے اور اثبات میں سر ہلاتے اس کا سر تھپتھپاگئے۔یہی سوچ ان کے دل میں بھی آئی تھی کہ جب اپنی بیٹی کو رخصت کرنے کی باری آئے گی تو ناجانے ان کا ردِ عمل کیسا ہوگا لیکن جو بھی ہوتا بات وہی ہے بیٹیاں تو ازل سے ہی پرایا دھن

ہے ایک نہ ایک دن تو ماں باپ کا گھر چھوڑ کر انہیں جانا ہی پڑتا ہے۔کتنی نازک ہوتی ہے نہ یہ بیٹیاں بھی۔

وہ اس کا سر سہلاتے دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھے۔

"جاؤ مازہ رسم کرلو لیزے کب سے آپکا پوچھ رہی ہے۔"

حجاب کے بلانے پہ وہ اثبات میں سر ہلاتی لیزے کی جانب چل دی جو اسی کی راہ تک رہی تھی۔

جبکہ رائم کی لہو رنگ آنکھیں ابھی بھی اس کی پشت پہ جمی تھی امائزہ کسی کی نگاہوں کی تپش کا احساس اپنی پشت پہ محسوس کرتے آنکھیں میچ گئی۔دل میں ایک درد سا اٹھا تھا کہ اچانک کیا سے کیا ہوگیا اس نے تو کبھی رائم سے ایسی توقع ہی نہیں کی تھی۔رائم نے مشکل اپنے اندر ابلتے اشتعال پہ قابو پایا اور اس کے چہرے سے نگاہ ہٹاتے ضرار کی سمت متوجہ ہوا جو مسلسل اسی سے مخاطب تھا۔وہ چہرے پہ مصنوعی مسکراہٹ سجاتے اب اذلان شاہ سے بات چیت میں محو تھا۔

لیزے کو جو سب سے زیادہ بات کھٹکی وہ ادیان کی سرے سے ہی غیر موجودگی تھی۔ہاں وہ اس کا فلحال سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن کیا وہ یہ نہیں جانتا تھاکہ آج اسے اسی کے نام کی مہندی لگائی جارہی ہے۔وہ تو آج اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ سب تعریف کرتے نہیں تھک رہے تھے لیکن جس کے نام کی مہندی لگائی جارہی تھی اس نے تو اسے سراہنا تو دور کی بات دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔لاشعوری طور پہ وہ فلحال اس کی توجہ چاہتی تھی۔وہ سختی سے آنسو اندر ہی اتار گئی معاً رائم کی پکار پہ وہ مشکل مسکراتی رائم کی سمت متوجہ ہوئی جو اس کے قریب جھکا کوئی بات کررہا تھا لیکن اس کی شرر بار نگاہیں امائزہ پہ ہی جمی تھی امائزہ اس کی آگ برساتی نگاہوں سے خائف ہوتے لاپرواہی سے اپنے موبائل پہ مصروف ہوگئی رائم کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹ نمودار ہوئی اس نے لیزے کو اپنے سینے میں بھینچتے ایک بار اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیا۔ اس کی نظروں کی تپش سے اس کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔اسے اس ماحول سے باقاعدہ وحشت سی ہونے لگی۔

عزہ تم نے کبھی علاج نہیں کروایا فہیم کا۔ مجھے تو افسوس ہورہا ہے اس کی حالت پہ"
"جوان جہان اولاد ہے اور وہ بھی لنگڑی۔
ایک عورت ان کے پاس آتی مصنوعی افسوس اپنے لہجے میں سموئے بولی لیکن انداز صاف مذاق اڑاتا تھا عزہ جو کسی سے کال میں مصروف تھی ان کی پکار پہ ٹھٹھک کر ان کی سمت متوجہ ہوئی لیکن ان کی بات کے اختتام پہ عزہ شاہ کے چہرے کا رنگ ایک لمحے میں فق ہوا۔ انہوں نے جھٹکے سے گردن موڑ کر فہیم کی جانب دیکھا سختی سے لب آپس میں پیوست کرگیا تھا۔
آپ کا اس سب سے کوئی کنسرن نہیں ہے۔ دوسروں کے .احساسات کی قدر کرنا" سیکھیں مہربانی ہوگی آپکی۔ آئندہ میرے بیٹے کے متعلق کچھ بھی برا کہا تو مجھ سے برا کوئی "نہیں ہوگا۔
وہ سرد انداز میں انہیں تنبیہہ کرنا نہ بھولی تو وہ اس کی بات پہ سر جھٹک گئی۔
"بہن حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا کون کرے کا اس سے شادی بتانا ذرا۔"

وہ منہ پھاڑ کر طنزیہ نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے گویا ہوئی تو احساسِ توہین سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"آنٹی کسی سے بھی میں خود ہی نہیں کروں گا شادی آپ میرے بارے میں پریشان ہونا چھوڑ دیں بس اپنی بیٹی پہ توجہ دیں جو دوسروں مردوں کو رجھانے کا کام سر انجام دے رہی ہے۔"

اس نے تلخی سے کہتے ان کی توجہ اپنے سے ہٹاتے ان کی بیٹی کی سمت مبذول کرائی جو رائم کے اردگرد منڈلا رہی تھی اس کی بات پہ وہ سرعت سے بوکھلاتے کھسیاتے ہوئے وہاں سے کھسک گئی۔

"آپ پریشان مت ہو میں ٹھیک ہوں۔"

اس سے پہلے کہ عزہ کچھ بولتی فہیم ان کی بات کاٹتا انہیں تسلی دیتے لڑکھڑاتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھ گیا جبکہ عزہ نم نگاہوں سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔

کافی دیر فنکشن میں ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے رہنے کے بعد وہ کافی تھک چکی تھیں تھکن اس کے چہرے پر عیاں تھی اور کچھ اس کی نازک طبیعت کا بھی اثر تھا کہ کچھ ہی دیر میں وہ بہت ڈل لگنے لگی تھی تو اس کی طبیعت کا خیال کرے محرم نے اسے امائزہ کے کمرے میں جاکر آرام کرنے کی ہدایت دی تھی جبکہ مہندی کا فنکشن اب بھی زور وشور سے جاری تھا۔

علیزے بیٹا آپ ایسا کرو جا کر ریسٹ کر لو کچھ دیر یہ فنکشن تو کافی دیر جاری رہے گا"
"ایسے بیٹھے بیٹھے تھک گئی ہو۔

سامنے بیٹھی لڑکیاں ڈھولک بجانے میں مصروف تھی جبکہ علیزے نے ان کی بات پر مسکرا کر نفی میں سر ہلایا کہ اس طرح سے جانا مناسب نہیں ہے۔

اچھا ایک کام کرو پھر کچھ دیر جا کر ریسٹ کر لو پھر فریش ہوکر آجانا تو تھکان نہیں"
"ہوگی۔

محرم نے پیار سے سمجھاتے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے انابی کی مدد سے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس کے اٹھتے ہی امائزہ اور انابیہ کو اسے روم تک چھوڑ کر آنے کا کہتی وہ مہمانوں کی طرف چل دیں۔

لیزو مہندی تو تمھاری تقریباً سوکھ ہی گئی ہے پر اسے اتارنا نہیں ایسے ہی ریسٹ کر لینا" "کلر اچھا آئیگا۔

سیڑھیوں کی جانب چلتے ہوئے امائزہ نے اپنی طرف سے بڑی بوڑھیوں کی طرح ہدایت دینا ضروری سمجھا تو وہ ہاں دھیمے سے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔ ابھی ان لوگوں نے آدھی زینوں تک ہی سفر طے کیا ہوحا جب امائزہ کو اشارہ کرتے حجاب نے نیچے بلایا تو وہ ان کی پکار پہ بیزاری سے روہانسا منہ بناتے انہیں روم میں جانے کا کہتی خود ان کی بات سننے چلی گئی تو وہ دونوں بھی اوپر کمرے کی جانب گامزن ہوئیں۔ کمرے میں پہنچتے ہی علیزے نے سکون کا سانس خارج کیا اور بیڈ کی جانب رخ کیا بیڈ پر بیٹھتے ہی وہ بیڈ کراون سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گئی نیچے اتنی اونچی آواز میں گانوں کی بدولت اس کے کان کے پردے پھٹنے والے ہوگئے تھے جبکہ انابیہ نے تھک ہار کر بھی ساتھ ہی جگہ سنبھالی کیونکہ کمرا اوپر تھا تو نیچے جاری رہنے والے فنکشن کا شور اوپر نہیں آرہا تھا اوپر

سکون زدہ ماحول چھایا ہوا تھا اور فلحال یہاں کوئی تھا بھی نہیں تمام مرد حضرات باہر تھے جبکہ باقی تمام فرد نیچے ہی فنکشن میں تھے اسی لئے یہاں مکمل طور سکون تھا معاً اس خاموش کمرے کی فضا میں انابیہ کے فون کی رنگ ٹیون کی آواز گونجی تو دونوں نے جھٹکے سے آنکھیں کھول کر موبائل دیکھا جہاں مام کالنگ جگمگا رہا تھا۔

"جی ماما۔ نہیں میں اوپر ہوں لیزو کو روم میں چھوڑنے آئی تھی اوکے آتی ہوں۔"

ان کی بات سنتے اس نے جلدی سے فون رکھا پھر جانے کے لئے اٹھی۔

لیزو ماما نے بلایا ہے میں کچھ دیر تک آتی ہوں یا مازہ کو بھیجتی ہوں تب تک تم تھوڑا "ریسٹ کر لو اوکے۔

علیزے کو بات سے آگاہ کرتے وہ نیچے کی جانب چل دی اور علیزے یونہی آرام دہ حالت میں لیٹتے آنکھیں موند گئی کچھ دیر بعد پیاس لگنے کی بدولت اٹھ کر بیٹھی تو سائیڈ ٹیبل پہ رکھے جگ کی جانب نگاہ اٹھی لیکن مہندی کے خیال سے احتیاط سے گلاس میں پانی انڈیلتے لبوں سے گلاس لگایا معاً بائیں جانب سے آنے والی کھٹکے کی آواز پر اس نے

جھٹکے سے گردن ترچھی کرتے اپنے عقب میں دیکھا پر وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔اس کی آنکھوں میں باقاعدہ حیرت در آئی۔

اوپر کا پورشن پورا خالی تھا جسکا علم اسے بھی تھا اس لئے ہی گھبراتے ہوئے پورے کمرے میں نظر گھماتے دوبارہ سے بیٹھ گئیں معاً دوبارہ آہٹ پر خوفزدہ ہوتے سرعت سے دروازے کی جانب دیکھا کمرے میں طائرانہ نگاہ دوڑائی لیکن وہاں تو کسی. زی روح کا نام و نشان نہیں تھا۔ وہ کچھ سوچتے اٹھ کر کھڑکی کی جانب بڑھی اور اس کے پٹ بند کرتے دروازہ بند کرنے کی غرض سے اس جانب چل سی ابھی وہ دروازے کے نزدیک پہنچی ہی تھی کہ اچانک کسی نے اپنا بھاری ہاتھ اس کے منہ پر رکھتے اندر کی جانب کھینچا اور دروازہ بند کرتے اسے دروازے کے ساتھ جھٹکے سے لگایا جبکہ علیزے کی حالت ایسی صورتحال میں غیر ہوگئی کہ وہ اکیلے کمرے میں بلکہ پورے خالی پورشن میں وہ اکیلی تھی امائزہ بھی جانے کہاں رہ گئی تھی۔ اس حالت میں وہ خود کو کسی غیر کے نزدیک پا کر دم سادھے کھڑی سن دماغ کے ساتھ خود کو چھڑوانے کی سعی کرتی ہلکان ہورہی تھی مگر مقابل کی پکڑ قابلِ رشک تھی۔

"آپ۔"

علیزے کی سرسراتی ہوئی آواز پہ ادیان نے پرسکون انداز میں گہرا سانس بھرتے اپنے چہرے سے ماسک اتارا اور صوفے سے پشت ٹکائے گہرا سانس خارج کیا۔لیزے نے الجھے انداز میں اس کا پرسکون انداز دیکھا۔

آپ یہاں کیا کررہے ہیں امائزہ یہاں آجائے گی اگر اس نے دیکھ لیا تو وہ کیا سوچے "گی۔"

وہ گھبرائے لہجے میں اس کے نزدیک آتے ادیان کے حواسوں پہ ایک سرور سا طاری کرگئی۔چوڑیوں کی چھنکار نے ایک سحر سا طاری کردیا کمرے کی فضا میں۔ادیان نے گہری جھلساتی نگاہوں سے اس کا بھرپور جائزہ لیا جو اسی کے لائے گئے ڈریس میں اسے فلحال دنیا کی حسین ترین لڑکی لگی۔پیلے رنگ کے پاؤں سے ہوتے ہوئے زمین کو چھوتے فراک میں وہ اسے پھول محسوس ہوتے ایک خوشگوار احساس میں مبتلا کرگئی۔اس کے وجود سے

ہوتے ہوئے اس کی نگاہیں لیزے کے چھوٹے نازک سے ہاتھوں پہ ٹھہری جہاں اس کے نام کی مہندی اپنے رنگ بکھیر رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ مکمل طور پہ بہک جاتا اگلے ہی لمحے وہ اپنے حواسوں پہ قابو پاتا سرعت سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔وہ اس کی معصومیت کے آگے زیر کبھی نہیں ہوسکتا تھا یہ تو اٹل تھا۔وہی اس کی مغرور کھڑی ناک۔کیونکہ اس کے مطابق۔

No one can let him down.

"ابھی تم ہی تو چاہتی تھی کہ تمہیں دیکھا جائے سراہا جائے اور جب سراہنے والا دیکھنے والا تمہارے سامنے ہی موجود ہے تو پھر یہ جھجک کیسی۔آؤ قریب آؤ تمہیں دیکھوں غور سے"۔

اس نے استہفامیہ انداز میں بھنویں اچکاتے بے باک نگاہوں سے اوپر سے نیچے تک اس کا جائزہ لیتے گھمبیر پرتپش لہجے میں بازپرس کی۔اس کی فضول بے ہودہ باتوں پہ لیزے بھونچکا رہ گئی۔

"آپ کو میں نے ایسا کب کہا آپ کو شرم نہیں آتی مجھ سے ایسی باتیں کرتے ہوئے۔
میں ایسی لگتی ہوں کیا۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے بوکھلاتے لہجے میں بولی جس پہ ادیان نے فقط آئبرو اچکانے پہ اکتفا کیا۔چہرے پہ سرعت سے سختی کا تاثر ابھرا جس نے لیزے کو کپکپانے پہ مجبور کردیا۔اس نے خفت سے اس کی سمت دیکھا جس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اسے کمرے سے باہر پھینک دیتا۔

"مجھے جھوٹ قطعی نہیں پسند۔جھوٹ بولنے والوں سے مجھے ایک عجیب سی نفرت ہوتی ہے اسی لیے سچ بولو لیزے۔"

وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور مضبوط قدم اٹھاتا اس کے عین سامنے آ کھڑا ہوا جو اب اردگرد نگاہ دوڑانے میں مصروف تھی جیسے اس سے ضروری کام کوئی ہو ہی نہ۔اس کے کسرتی وجو کے آگے وہ نرم و نازک سی سجی سنوری کوئی گڑیا ہی معلوم ہورہی تھی۔ادیان کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پہ بھم سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔لیزے نے

ہونقوں کی طرح اسے مسکراتے دیکھا لیکن اس کی بھوری کانچ سی آنکھوں میں عجیب سی چمک دیکھتے وہ پھر سے گھبرا کر نظریں جھکاتے آنکھیں میچ گئی۔

"میں جھوٹ نہیں بول رہی میں نے سچ میں ایسا کچھ نہیں کہا۔"

وہ تھک کر ہار صفائی دینے والے انداز میں اس سے مخاطب ہوئی۔بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے کھینچ کر باہر نکال دے لیکن وہ چاہ کر بھی ایسی جرأت نہیں کر سکتی تھی ورنہ کل اس کا کچھ نہیں ملتا کیونکہ وہ تو نکلتا نہیں کمرے سے البتہ لیزے ضرور کمرے سے باہر ہوتی۔وہ تو کمرے میں آرام سے خاطر آئی تھی اور یہ انسان اسے مزید تھکن دینے آگیا تھا اس نے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی سمت دیکھا لیکن مقابل کی گہری نگاہیں خود پہ جمی دیکھ کر وہ کھسیاتے ہوئے سرعت سے رخ پھیر گئی۔

لیکن مجھے تو پیغام ملا تھا کہ میری ہونے والی بیگم شدت سے مجھے پکار رہی ہیں اور میں"

"ٹھہرا ازل سے حکم کی تعمیل کرنے والا تو پہنچ گیا یہاں بھی۔

اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر وہ اسے اپنی جانب کھینچتے اس کی ٹھوڑی انگلی کی مدد سے اوپر کرتا ہوا گویا ہوا تو ہمیشہ کی طرح اس کی قربت پہ لیزے ٹھنڈی پڑگئی اس نے حلق تر

کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا لیکن نگاہیں ملانے کی سکت ہی نہیں تھی۔چہرہ بے ساختہ سرخ پڑا۔جبکہ دل ہی دل میں وہ یہی سب سوچنے میں محو تھی کہ اس نے تو اس بات کا ذکر کسی سے کیا بھی نہیں پھر ادیان تک یہ بات کیسے پہنچی۔ادیان تو اب کسی صورت اس کی جان نہیں بخشے گا۔اس کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

اس سے پہلے کہ کوئی خوبصورت لمحہ ان دونوں وجود کے درمیان حائل ہوتا معاً باہر دروازے پہ ہونے والے کھٹکے کی آواز پہ لیزے کا رنگ سرعت سے فق ہوا اس نے روہانسی نگاہوں سے ادیان کی سمت دیکھا جو پرشوق نگاہوں سے اس کا چہرہ تک رہا تھا جس کی آنکھیں نیند کے خمار کی بدولت سرخ پڑ رہی تھی۔تھکن اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

پلیز وہ دیکھیں باہر کوئی آیا ہے کیا کہے گے سب۔آپ "جائیں پلیز آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں نے آپ کو بلکل بھی نہیں بلوایا نا ہی کسی کے ہاتھ پیغام بھجوایا ہے۔"

وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے کبھی دروازے کو دیکھ رہی تھی تو کبھی ادیان کو جو زچ کر دینے والی مسکراہٹ سمیت اس کا گال سہلا رہا تھا لیزے نے جھٹکے سے اپنے چہرے کا رخ بدلا۔اب اس کی شفاف صراحی دار گردن ادیان کی نگاہوں کے سامنے تھی۔

اس دوران وہ دونوں دروازے پہ موجود انسان کو سرے سے ہی فراموش کر چکے تھے۔

"جانتی ہو مجھے کس نے بلایا کس کی بدولت آج میں تمہارے سامنے ہوں۔اس کی بدولت۔"

اس نے گہرے پر تپش لہجے میں کہتے دونوں کے درمیان فاصلے کو مزید کم کرتے اس کے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھ دیا۔لیزے تو اس کی اچانک کی گئی جرأت پہ ساکت رہ گئی۔دل گویا کانوں میں دھڑکنے لگا۔لب آپس میں سختی سے پیوست تھے وہ یک ٹک اس کی آنکھوں کو تک رہی تھی جس میں جذبات کا ایک جہاں آباد تھا۔اس کی لرزیدہ پلکوں کا منظر ادیان کا ضبط آزمانے لگا وہ بے خود انداز میں اس کے گال کے قریب جھکا اور دھیمے سے اس کے گال سے گال سہلایا۔لیزے کے وجود میں اچانک ہوئی افتاد کی بدولت برقی سی دوڑ گئی۔اس کی بیئرڈ کی چبھن محسوس کرتے اس کا پور پور سلگ اٹھا۔

وہ ہڑبڑاتے ہوئے اس کا حصار توڑتی پیچھے ہوئی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتے اس کی کپکپاہٹ پہ قابو پانے لگی۔پلکوں کی چلمل عارض پہ کبھی جھک رہی تھی تو کبھی اٹھ رہی تھی ادیان نے اشتیاق سے اس کے تاثرات کا ملاحظہ فرمایا۔

اس دوران جو کوئی بھی دروازے پہ ایستادہ اس پہ دستک دے رہا تھا کوئی جواب نہ ملنے پہ تھک ہار کر وہاں سے جا چکا تھا۔ادیان نے سکون سے دوبارہ صوفے پہ بیٹھتے سگار سلگایا اور دھوئیں کے گہرے کش لینے لگا۔لیزے کو اس لمحے یہ سیگریٹ اپنا سب سے برا رقیب لگا۔ جتنی اسے اس چیز سے نفرت تھی وہ اتنا ہی اس کے سامنے شان سے براجمان ہوتے پیتا تھا۔اس کے رعونت ذدہ تاثرات ادیان کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھے تبھی اس کے چہرے پہ ایک محفوظ کن مسکراہٹ جھلک دکھا کر غائب ہوئی۔

"اب تو تمہیں بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا کہ مجھے کس نے بلایا تھا کیوں بلایا تھا اور مزید ایک اور ٹریلر تم تک پہنچ بھی چکا ہے۔میری شدتیں سہنا بلکل آسان کام نہیں ہے یہ شرمانا گھبرانا تو ٹھیک ہے لیکن یہ کانپنا میرے کام میں رکاوٹ بن سکتا ہے جو مجھے کبھی بھی

منظور نہیں ہوگا۔بے بی کی شادی ہورہی ہے اتنا تو اندازہ ہوگا ہی کہ میں کس متعلق بات کررہا ہوں۔"

وہ دھوئیں کا مرغولہ فضا میں خارج کرتا پرسکون لہجے میں مغرورانہ انداز میں گویا ہوا۔اس کا طمانیت بھرا لہجہ لیزے کو ایک لمحے میں سلگا گیا۔

شاید کھسیا گئے ہینکونسی کل رخصتی ہے جو میں ان سے ڈرو۔جب ہوگی تب دیکھی جائے "گی ابھی تو بلکل بھی نہیں گھبرائے گی لیزے۔بی بریو۔آئے دن کمزور ہونے کے تانے دیتے رہتے ہیں آدھی جان تو میری ان کی ان سرد اور غصیلی آنکھوں نے ہی کھالی ہے۔میں بھی اب بلکل نہیں ڈروں گی۔"

وہ دل ہی دل میں تانے بانے باندھتے پرعزم لہجے میں بولی اور ایک بے خوف نگاہ ادیان پہ ڈالی لیکن اس کے چہرے کے تنے تنے تاثرات ایک بار پھر اس کا خون خشک کرگئے۔اس نے بے ساختہ اپنے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیڑی۔ادیان اس کی ادا پہ

مسرور ہوتے چہرہ جھکائے بہم سا مسکرادیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے مغرور چہرے کی مسکان کوئی بھی دیکھے۔

اور ایک آخری بات۔ادیان شاہ اتنا عام نہیں ہے جو سب کے سامنے اپنے جذبات" احساسات کھول کر رکھے وہ اپنے خول میں رہنا جانتا تھا دنیا جہاں کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کرنا یہ تو بہت عام بات ہے۔اور سب کی نگاہ میں ادیان شاہ ٹھہرا جذبات سے عاری انسان۔مگر ادیان شاہ خاص ہے تو ظاہری سی بات ہے اس کی بیوی بھی خاص ہی ہوگی اور میں یوں سستے طریقوں سے یہ سب کرنے سے رہا۔اسی لیے کسی اور کو دیکھ کر احساسِ کمتری میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔بہت جلد ایک خاص طریقے سے اپنے احساسات سے متعارف کرواؤں گا۔اب تم سوچ رہی ہوگی کہ میں یہ سب کیسے جانتا ہوں تو میرے لیے یہ سب بلکل بھی ناممکن نہیں ہے۔ایک ایک لمحے کی خبر رکھتا ہے ادیان شاہ اپنوں کے متعلق۔وہ بلکل بھی باخبر نہیں ہے تمہاری ایک ایک ادا، حرکات و سکنات پہ میری نگاہ ہوتی ہے۔ بس یہ سمجھ لو ایک عام انسان کی دو آنکھیں ہوتی ہے لیکن ادیان شاہ ایک ہی وقت میں چاروں جانب نظر رکھتا ہے۔جہاں بھی جاؤں گی میری

نگاہوں کی تپش تمہیں یہ احساس دلاتی رہے گی کہ تم ادیان شاہ کی امانت ہو۔ڈیٹس

''اٹ۔سوو بی ریڈی چھوٹو سا بے بی کل کے سرپرائز کیلیے۔

وہ اس کا ملائم روئی جیسا گال چھوتے اس کی لامبی پلکوں پہ اپنا گرم سانسوں کا احساس چھوڑتے دو ٹوک انداز میں بولتے ہوا کے جھونکے کی مانند وہاں سے غائب ہوگیا۔اس کے جاتے ہی لیزے اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھے اس کی باتیں یاد کرتے اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی۔

اس بند کوٹھری نما کمرے میں دلخراش چیخوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔معاً کمرے سے دھواں اٹھتا دیکھ رائمہ نے گھبرا کر لکی کی سمت دیکھا جو پرسکون انداز میں دیوار سے پشت ٹکائے اندر کے سازگار حالات کا معائنہ کررہا تھا معاً دھوئیں کو زدت اختیار کرتے دیکھ رائمہ نے کھانسنا شروع کردیا لکی نے گھبرا کر اس کی سمت دیکھا جس کی حالت غیر ہورہی تھی۔اس نے سرعت سے اس کا ہاتھ کھینچ کر کے جاتے کچن کی جانب قدم بڑھائے اور

فریج سے پانی کی بوتل نکالتے اسے گلاس میں انڈیل کر رائمہ کے حوالے کیا جسے اس نے تھام کر جلدی سے منہ سے لگالیا۔اسے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ اس گھٹن سے اس کی جان ابھی نکل جائے گی۔آہ و پکار کی آواز بلند ہوتی جارہی تھی رائمہ نے سہم کر لکی کی سمت دیکھا۔

لکی تو دیکھ لے چودھری صاحب بہت زیادہ تشدد کررہے ہیں اس بچی پہ۔وہ جان سے" ہی ناجائے مجھے بہت گھبراہٹ ہورہی ہے تو روک نہ جاکر انہیں تو جانتا ہے وہ صرف "تیری بات سنتے ہیں۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے منت سماجت کرنے لگی۔وہ بھی تو یہاں اسی لیے لائی گئی تھی لیکن اپنی عزت اور آبرو کی حفاظت کرتے کرتے وہ اس غلط کام میں ملوث ہوگئی تھی۔اس کا بھی ایک خاندان تھا جو اس ظالم شخص نے لوٹ لیا تھا۔اسے صاف اس بچی میں اپنا عکس دکھتا تھا کیونکہ پہلے وہ بے خوف انداز میں چودھری سے مخاطب ہوجایا کرتی تھی اور اب وہ بچی۔اس کا دل ماہی بےآب کی طرح تڑپنے لگا تبھی لکی کی سمت دیکھا جو کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

دیکھ رائمہ میں چودھری کے خلاف جاکر کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا۔تو جانتی ہے وہ"
اپنے خاص سے خاص ملازم کو بھی مارنے سے دریغ نہیں کرے گا اگر کوئی اس کے
"خلاف جانے کی سوچے گا بھی تو اسے جو کررہا ہے وہ کرنے دے۔

وہ جھنجھلاتے لہجے میں بولتے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتے یہ جا وہ جا۔رائمہ ہکا بکا سی اسے جاتا دیکھتی رہی۔

یا اللہ اپنی عزت کی حفاظت کرتے کرتے مجھ جیسی لڑکی ان حالات کی بھینٹ چڑھ گئی"
ہے میرا تو یہاں سے نکلنا اب جیسے ناممکن ہوگیا ہے میں آپ سے اپنی خیریت نہیں
مانگتی اس بچی کی مانگتی ہوں اگر کوئی خود آگے نہیں بڑھ رہا تو مجھ میں وہ ہمت ڈال
"طاقت ڈال جو میں کسی بھی مظلوم کو ان کی قید سے چھڑوا سکوں۔

وہ دھندلی نگاہیں آسمان کی جانب اٹھاتے دعا کی طرح ہاتھ اٹھاتے سسک اٹھی۔اس کی چیخیں سن سن کر ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے کان کے پردے پھٹ جائیں گے۔صبح ہی جب اس بچی کی زبان درازی کی بدولت زخمی شیر کی مانند بپھرتے ہوئے چودھری نے رائمہ کو پانی گرم کرنے کی تلقین کی تھی دل تو اس کا اسی لمحے رک گیا تھا۔اس نے تو

اپنی جانب سے پوری کوشش کی تھی کہ وہ اسے ٹال سکے لیکن اس کی گن کا رخ اپنی جانب دیکھتے وہ سہمتے ہوئے یہ کام کرنے پہ مجبور ہوئی تھی اگر آج اپنی جان سے چلی جاتی تو اس بچی کا کیا ہوتا تبھی کسی صورت میں بھی وہ چودھری کی حکم عدولی نہیں کرسکتی تھی معاً دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ وہ اس سے پہلے کہ سوچوں کے گرداب میں پھنستی چلی جاتی وہ سرعت سے سینک پہ جھکتے اپنے چہرے پہ ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مارنے لگی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو بھی علم ہو کہ ظاہری کٹھور دکھائی دینے والی رائمہ دل کی کیسی ہے کیونکہ ایسی جگہوں پہ دل کی نرماہٹ کسی کام کی نہیں ہوتی۔بس اپنے آپ کو سخت جان بنانا پڑتا ہے اور یہ کام رائمہ بخوبی سر انجام دے رہی تھی۔

"اے رائمہ اس لڑکی کو کھانا دے یا کھانا رہنے دے صرف پانی پلا وہ بھی ترسا ترسا کر چودھری کو اکڑ دکھائے گی جانتی نہیں ہے وہ کہ کس کے سامنے گز بھر زبان چلاتی ہے۔ہزار بار سمجھانے کے باوجود آج اسے اپنی اوقات اچھے سے سمجھ آگئی ہوگی۔ باقی لڑکیوں کا بھی دھیان کری۔"

اس کی کڑک سرد آواز پہ وہ کانپتے دل سمیت چہرہ جھکائے اثبات میں سر ہلا گئی۔چودھری ہنکارہ بھرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کا بیٹھک میں جانے کا وقت ہوگیا تھا۔

"اے لکی گاڑی نکال وقت بہت کم ہے میرے پاس۔"

معاً اس کی آواز پہ رائمہ نے سکون بھرا سانس خارج کیا اور اپنی پھپھڑی ذدہ لبوں پہ زبان پھیرتی پرعزم انداز میں کچن کی سمت چل دی اور سرعت سے کھانا نکالتے اسے ٹرے میں رکھا پانی کا گلاس اور جلے پہ لگانے والی ٹیوب لیتے وہ بھاگنے والے انداز میں کمرے کے نزدیک پہنچی اور ہلکے ہاتھوں سے دروازہ کھولنے لگی اندر کا منظر اس کی سوچ سے بھی زیادہ ہولناک تھا اس نے مشکل دیوار کا سہارہ لیتے خود کو گرنے سے بچایا آنسو آنکھوں سے نکلنے کو بےتاب تھے وہ ساکت نگاہوں سے اسے زمین پہ گرا تڑپتا ہوا دیکھ رہی تھی جو مسلسل اس حالت میں اپنی ماں کو یاد کررہی تھی۔

وہ تڑپ کر بھاگنے والے انداز میں اس کے قریب پہنچی تو اس بچی کی آنکھوں میں باقاعدہ خوف لہرایا اور یہ چیز اسکی نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکی اسے ایکدم اپنا پچھلا رویہ یاد کرتے شرمندگی نے آن گھیرا لیکن وہ یہ سب صرف اس چودھری کی بدولت کرتی آئی تھی۔

"ادھر دیکھ تھوڑی سی ہمت کر بیٹھ میں یہاں ٹیوب لگادیتی ہوں ساتھ ہی یہ دوائی کھالینا درد میں افاقہ ہوگا اس سے زیادہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتی بہت بے بس ہوں میں۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے والے انداز میں بولتی پھپھک کر رو دی۔اس کے جلے ہوئے بدصورت پاؤں دیکھتے اسے باقاعدہ ابکائی سی آئی اسے یاد ہے پہلے دن وہ جب یہاں آئی تھی اسے کس قدر معصوم اور پیاری نازک سی لگی تھی لیکن ان درندوں نے تو اسے کہی بھی شکل دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا تھا۔جگہ جگہ داغ کے نشان اس کا خوشنما چہرہ کس قدر بدنما دکھائی دے رہا تھا اس کی بات پہ اس بچی نے ہمت کرتے اٹھنے کی کوشش کی لیکن درد کی شدت سے کراہ کر دوبارہ وہی لیٹتے سسک اٹھی۔

رائمہ نے ٹرے ایک جانب رکھتے ہمت متجمع کرتے اسے بیٹھنے میں مدد کی اور پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا اس کا نحیف وجود دیکھتے ایک بار پھر اس کی آنکھوں سے سیل رواں ہوگیا۔اسے مشکل بٹھاتے روٹی کے لقمے بناتی اس کے منہ کے آگے کیا لیکن وہ تکلیف سے رخ پھیر گئی۔اس کے اصرار پہ دو تین نوالے ذہر مار کرنے کے بعد اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

"ماما بہت درد ہورہا ہے۔"

وہ روتے روتے چلائی جیسے درد برداشت کرنے کی سکت ختم ہوگئی ہو۔رائمہ کے دل کی دھڑکن ایک لمحے کیلیے سست پڑی اس نے اس کے گال پہ بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا۔ایکدم اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا وہ کھانے کی ٹرے ایک جانب بنی شیلف پہ رکھتے اس کا پاؤں اپنی گود میں رکھتے اس میں دوا لگانے لگی جس میں ابلا ہوا پانی ڈالے جانے کی بدولت بڑے بڑے چھالے بنے ہوئے تھے اس کے ہاتھ کپکپانے لگے۔

"اگر میں تجھے یہاں سے نکالنا چاہوں تو۔"

معاً اسے ٹیوب لگاتے لگاتے کمرے کے سناٹے ذدہ ماحول میں اس کی مدھم سی آواز گونجی تو اس بچی نے چونک کر اس کی سمت دیکھا آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے وہ اسے چھو کر دیکھنے لگی آیا کہ وہ مذاق تو نہیں کررہی۔

''میں باہر یہاں سے کیسے جاؤں گی۔''

وہ اپنی تکلیف بھلاتے لبوں پہ درد بھری مسکراہٹ سجائے بولی آنکھوں میں نمی ابھی بھی تیر رہی تھی۔

مجھے یہی مار دو آپ میرے پاس کچھ نہیں بچا میرا سب کچھ ختم ہے اندر سے۔میری'' عزت آبرو وہ وحشی درندہ لوٹ چکا ہے میرے وجود پہ جگہ جگہ اس کے بربریت کے نشانات ہے۔میرا چہرہ سب کچھ ختم کردیا ہے اس نے۔مجھے ماردو میں اپنے ماں باپ کو ''اپنی اتنی گندی صورت نہیں دکھانا چاہتی۔پلیز ماردو نہ۔

وہ اچانک اس کے دونوں ہاتھ تھامتی اپنے گلے پہ دباتے ہوئے اذیت بھرے لہجے میں بولی۔چہرے کے زخموں سے بھی کچھاؤ کی بدولت خون رسنا شروع ہوچکا تھا۔تکلیف کی ایک لہر تھی جو رائمہ کے وجود میں سرائیت کرگئی۔

جا چلی جا۔یہاں سے چلی جا۔ صبح صبح کا وقت ہے تو بھاگ جائے گی اپنی مزید عزت" لٹنے سے بچالے اور باہر جاکر خاموش نہ بیٹھی تجھے ان لڑکیوں کو بھی بچانا ہے میں جانتی ہوں تو بول سکتی ہے تو حق کیلیے لڑنا جانتی ہے میں جانتی ہوں چل اٹھ ہمارے پاس وقت کی بہت کمی ہے وہ لوٹ آیا تو ایک بار پھر وہی ذلت اور رسوائی ہے۔ میں چادر دیتی ہوں تجھے۔لیکن ان زخموں سے چور بدن کے ساتھ تجھے اسی کھڑکی سے نکلنا ہوگا۔خون بھی رسے گا تکلیف بھی ہوگی لیکن وہ وقتی ہوگی تو یہاں سے چلی گئی نہ پھر میں بھی سکون میں آجاؤں گی۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتی مضبوط لہجے میں اسے باور کرانا نہ بھولی وہ اس چھوٹی سی لڑکی کے دماغ میں سب کچھ ڈالنا چاہتی تھی تاکہ وہ لڑے اس سب لڑکیوں کے حق میں۔

وہ بچی اس کی بات پہ مشکل اثبات میں سر ہلاتے رائمہ کی مدد سے اٹھ کھڑی ہوئی۔پاؤں میں تازہ تازہ زخم ہونے کی بدولت حد درجہ تکلیف تھی لیکن اسے یہ سب برداشت کرنا تھا وہ دونوں دل ہی دل میں اللہ پاک کے مبارک ناموں کا ورد کرتے گھرے گھرے

سانس بھرنے لگی۔رائمہ نے سرعت سے کرسیاں لاکر ایک دوسرے کے رکھی.اور اس چھوٹی سی کھڑکی کھولتے ایک نظر گھڑی میں ڈالی جو نو بجارہی تھی اسے اپنے کندھے پہ بٹھاتے اس نے کھڑکی پہ بٹھایا۔

بہت شکریہ آپکا میں آپ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گی میں بہت جلد آپ سب کو" "اس زندان سے نکال لوں گی۔

وہ اس کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگاتی زاروقطار روتے حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوئی تو رائمہ کے لبوں پہ تلخ مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

کیا پتہ اس سے پہلے ہی وہ پاک ذات مجھے اس زندان سے نکال لے۔بس تجھے بھیج رہی" "نہ اب اپنے اللہ کے سامنے شکل دکھانے کے لائق ہونگی۔

وہ اس کا گال سہلاتے ہوئے محبت سے بولی تو اس بچی نے نا سمجھی کے تاثرات لیے اس کی سمت دیکھا معاً رائمہ کے دھکا دینے پر وہ دلخراش چیخ سمیت زمین پہ گری۔ایک بار پھر زخموں سے خون رسنا شروع ہوچکا تھا۔لیکن اب اسے یہاں سے کسی بھی صورتحال میں نکلنا تھا۔نازک سا دل آنے والے لمحات کا سوچتے تھرا رہا تھا۔اتنی سی عمر

میں ہی زندگی کی اس قدر بڑی تلخیوں سے انجان وہ ایک بار پھر نئے سفر کی تلاش میں نکل پڑی تھی۔آنکھوں کے سامنے مسلسل اندھیرا چھارہا تھا لیکن اسے ہمت نہیں ہارنی تھی تبھی ایک طائرانہ نگاہ چاروں جانب ڈالتے ایک جانب جاتی ہوئی سڑک پہ بھاگنا شروع کردیا۔پاؤں سے ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔رستا ہوا خون ہر جگہ اپنی چاپ چھوڑ رہا تھا سانس بری طرح اکھڑ چکا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر گرتی ایک درخت کے تنے کا سہارہ لیتے اس نے مشکل اپنے آپ کو گرنے سے بچایا اور خوفزدہ نگاہوں سے اردگرد دیکھنے لگی اسے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ اردگرد موجود لوگ وحشی درندے ہیں جو بھوکوں کی طرح اس پہ نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔

"یہ آپ کہاں جارہے ہیں صبح صبح۔"
آیت جو ابھی ابھی ضرار کو تحریم بیگم کو دوا دے کر کمرے میں داخل ہوئی تھی۔صائم خان کو نک سک سا تیار دیکھ تفشیشی انداز میں گویا ہوئی تو صائم خان نے انہیں ایک نظر

دیکھتے تاسف سے نفی میں سر ہلایا جو دس تقریباً دس بجے کو صبح صبح سے تشبیہہ دے رہی تھی۔

"بیگم شاید آپ بھول رہی ہیں کہ دس بج چکے ہیں لیکن آپ سست قوم دیر سے جاگے گی تو یہی حالات ہونگے مجھ جیسے جیدار بندے سے پوچھیں جو صبح صبح جاگ کر روز ہسپتال جاتے ہیں۔"

وہ ان کی صورت دیکھ طنز کے نشتر چلانے سے باز نہ آئے جبکہ ان کی بات وہ بلبلا اٹھی۔

"بس کریں اب امیوں کی طرح تانے تو مت دیں۔چھوڑیں سب بتائیں کہاں جارہے ہیں۔گھر میں اتنے کام ادھورے ہیں ابھی۔"

وہ جھنجھلاتی ہوئی ان کے قریب آتے خود ہی ان کی ٹائی کی ناٹ باندھتے ہوئے بے بسی سے بولی تو انھوں نے گہرا سانس بھرتے ان کی جانب دیکھا۔

"میرا جانا بہت ضروری ہے آیت۔ایک بس کا حادثہ پیش آیا ہے۔میں آج آف لے بھی لیتا کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن اس مجبوری میں مجھے ہی اپنے بھائیوں کی مدد کرنی ہے

کیونکہ تم جانتی ہو خدمتِ خلق کا بیڑا ہم نے ہی اٹھایا ہے۔اور رائم کو میں خود ہی پریشان
"نہیں کررہا رات بھی کافی تھکان ہوگئی تھی اسے۔
وہ اپنا کوٹ پہنتے سنجیدگی سے بولے۔چہرے پہ پریشان کن تاثرات چھائے ہوئے تھے معاً
موبائل پہ آنے والی کال پہ وہ اس کی سمت متوجہ ہوئے جہاں اذلان کالنگ جگمگارہا
تھا۔انہوں نے آیت کا ماتھا چومتے اپنی گاڑی کی چابی پکڑی اور فون کان سے لگائے
بھاگنے والے انداز میں زینے اترنے لگے۔
"ارے ڈیڈ واٹ ہیپنڈ اتنی جلدبازی کس چیز کی ہے۔"
رائم جو ابھی ابھی گھر کے کاموں کے خیال سے نیند سے بیدار ہوا تھا صائم کو افراتفری
سے سیڑھیاں اترتا دیکھ ٹوکے بغیر نہ رہ سکا۔
رائم ہسپتال میں ایک ایمرجنسی ہوگئی ہے میں وہی جارہا ہوں۔اگر ہوسکے تو پلیز تم بھی"
وہاں پہنچو فوراً سے۔اس سے پہلے کام مزید بگڑ جائے۔ایک بس کا روڈ ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔
"سب مریضوں کی حالت کافی تشویشناک ہے۔

انہوں نے کسی کو کال ملاتے مصروف انداز میں اس پہ حکم جاری کیا تو آیت نے پریشانی سے اس کی سمت دیکھا جو خود بھی جا رہے تھے اور رائم کو بھی لے جا رہے تھے۔نکاح کی تیاریاں کیسے ہوگی انہیں تو یہی پریشانی کھائے جا رہی تھی۔

"خان آپ جانتے ہیں گھر میں نکاح ہے تیاریاں وغیرہ رہتی ہیں۔تو سب کیسے ہوگا۔"

اس نے ڈرتے ڈرتے اپنا خدشہ ظاہر کیا کہ کہی صائم خان اس حالت میں ان پہ ہی بھڑک اٹھے۔وہ خود بھی ان سے بات کرتے ہوئے اس وقت اجتناب کرتی تھی جب کبھی بھی وہ پریشانی میں مبتلا ہو۔

آیت ہم وقت پہ پہنچ جائیں گے۔لیکن فلحال ہسپتال جانا بہت ضروری ہے۔لیزے کو" کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے پریشان ہوگی فضول میں۔اب میں نکل رہا ہوں رائم "آپ فریش ہوکر میری تلقید میں ہسپتال پہنچو۔

وہ سختی سے ان دونوں کو باور کراتے خارجی دروازے کی سمت بڑھ گئے۔اس نازک صورتِ حال میں رائم بھی انہیں تسلی دیتے سرعت سے اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا تاکہ فریش ہوکر وقت پہ وہاں حاضری لگوا سکے۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ گرے ہالف سلیوز ٹی شرٹ ساتھ بلیک پینٹ پہنے نک سک سا تیار بال بناتے وہ جوں ہی نیچے اترا آیت تحریم بیگم کے ساتھ صوفے پہ براجمان اسی کا انتظار کررہی تھی۔

اس کے آتے ہی آیت نے آیت الکرسی پڑھ کر اس پہ پھونکی۔وہ ان کی حرکت پہ مدھم سا مسکراتا ان دونوں سے اجازت لیتا وہ بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر باہر کی سمت بڑھ گیا۔ان دونوں خواتین نے اسے دعاؤں کے حصار میں الوداع کیا۔

چلیں ماما میں باقی کی تیاریاں دیکھ لوں آپ بھی تھوڑی دیر آرام کرلیں پھر شاہ ولا جاکر" "سارا وقت بیٹھنا ہی ہے۔

آیت انہیں آرام کی غرض سے سہارہ دیتے اٹھاتے ہوئے بولی۔ان کی بات پہ تحریم بیگم نے اثبات میں سر ہلاتے ان کا ہاتھ تھامتے اپنے کمرے کا رخ کیا۔

رائم نے گاڑی کا اگلا دروازہ کھولتے سرعت سے اپنی جگہ سنبھالی۔اپنی گاگلز اور موبائل ڈیش بورڈ پہ رکھتے اس نے انگیشن میں چابی گھمائی اور گاڑی کا گیئر بدلتے اس کا رخ بائیں جانب موڑتے گاڑی ہسپتال کی سمت موڑ لی۔

ناچاہتے ہوئے بھی ایک بار ذہن میں امائزہ کی باتیں گڈ مڈ ہونے لگی۔ڈرائیونگ کے دوران ذہن ایک بار پھر گزری ہوئی کل ہی منتشر باتوں پہ جاکر اٹک گیا۔ایک ایک لمحہ کسی فلم کی مانند اس کے ذہن کے دریچوں پہ چلنے لگا۔غصے سے چہرہ بے ساختہ سرخ پڑا۔آنکھوں میں ویرانی سی چھاگئی۔وہ کل کس قدر خوش تھا کہ وہ اس سے اظہار کرے گا تو وہ بھی شرم و جھجھک کے بعد اس کے اظہار کو قبول کرے گی۔ لیکن امائزہ نے تو اسے ایک لمحہ بھی نہیں لگایا عرش سے فرش پہ پٹخ دیا تھا۔اسے فضا ایکدم بوجھل سی ہوتی محسوس ہوئی۔اس کے ہاتھوں کی گرفت سٹیرئینگ پہ مضبوط ہوئی۔ایکدم آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھایا وہ ایک جھٹکے سے گاڑی کو سڑک کے کنارے بریک لگاتے سیٹ سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گیا۔

امائزہ خان کس قدر سفاکی سے تم نے میرے جذبوں کی توہین کی ہے۔اب رائم خان پہ" تمہیں سوچنا بھی حرام ہے۔تمہیں چاہ کر کونسا گناہ سرزد کیا تھا۔تمہیں اپنا کر تمہارے ساتھ ایک پاکیزہ رشتہ استوار کرنا چاہتا تھا۔لیکن اب سمجھ میں آگیا ہے ہماری کہانی کا اختتام "ایسا ہی لکھا تھا۔اب مجھے اس کہانی کو ایک نیا رخ دینا ہے۔

وہ تھک ہار کر اذیت ذدہ لہجے میں بولتے اپنا سر سٹئرنگ پہ جماگیا۔وہ اس دل و دماغ کی ہونے والی جنگ میں فلحال دماغ کی سننا چاہتا تھا کیونکہ اگر دل کی سنتا تو وہ ہمک ہمک کر امائزہ شاہ کی خواہش کرتا۔اس سے قبل کے وہ اپنی تمام تلخ سوچوں کو جھٹک کر گاڑی سٹارٹ کرتا معاً باہر کے نظاروں پہ نظریں دوڑاتے اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی۔ماتھے پہ سلوٹ نمودار ہوئی۔گہری سیاہ آنکھوں میں حیرانی کا عنصر نمایاں تھا۔

ایکدم کچھ سوچتے وہ اپنی حیرت پہ قابو پاتے نا سمجھی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلا اور مضبوط قدم اٹھاتا اس درخت کی سمت چل دیا جہاں اسے کسی وجود کا گمان ہوا تھا جو درد کی شدت سے کراہ رہا تھا۔اس نے ایک طائرانہ نگاہ پوری سڑک پہ ڈالی جہاں معمول کے مطابق اکا دکا گاڑیاں تھی وہ ہمیشہ ہسپتال جانے کیلیے اسی رستے کا انتخاب کرتا تھا کیونکہ سنسان سڑک ہونے کی بدولت اسے ذیادہ رش یا ٹریفک کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔وہ جوں ہی اس وجود کے قریب پہنچا اس سے پہلے کہ کسی کے قدموں کی چاپ پہ وہ وجود چلاتا رائم نے سرعت سے اپنی مضبوط ہتھیلی اس کے لبوں پہ جمادی اور سرد انداز میں اسے آنکھیں دکھاتے اسے خاموش رہنے کی تلقین کی۔

وہ لڑکی جو چوہدری کے اڈے سے بھاگتے ہوئے اس لمبی سڑک پہ پہنچ چکی تھی اسے بلکل بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کی منزل کہا ہے لیکن رائمہ کے کہنے کے مطابق وہ اللہ کے پاک کلام کا ورد کرتے بس بھاگے چلی جارہی تھی۔ مسلسل بھاگنے کی بدولت جلے پاؤں پہ جو چھالے بنے تھے ان میں سے خون رسنا شروع ہوچکا تھا معاً لگاتار بھاگنے کی بدولت سانس پھول چکا تھا وہ کچھ دیر سستانے کی بدولت چھپتے چھپاتے ایک درخت کے تنے سے پشت ٹکاتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ پورا جسم کی زخموں سے چور تھا۔ تکلیف اس قدر شدید تھی کہ ایسا محسوس ہورہا تھا کہ اپنے ماں باپ کو دیکھے بغیر ہی وہ اس دنیا سے رخصت ہوجائے گی۔ ایکدم نجانے سے کیا ہوا کہ وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپائے پھپھک کر رودی۔ اچانک اپنے قریب سے آنے والی قدموں کی چاپ کی آواز پہ اس کا رنگ فق ہوا۔ چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔ آنسو زخموں سے چور عارض پہ ہی تھم گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے بچاؤ کے خاطر اٹھ کر وہاں سے بھاگتی کسی نے اچانک ہی اسے عقب سے جھپٹتے اپنے حصار میں لے لیا۔ وہ چیخنا چلانا چاہتی تھی لیکن رائم کا ہاتھ سختی سے اس کے منہ پہ جما تھا۔

آنسو لڑیوں کی صورت میں بہنا شروع ہوئے۔اس لڑکی کے چہرے پہ تکلیف کے آثار دیکھ رائم نے اپنا ہاتھ جھٹکے سے پیچھے کیا معاً اس کی نگاہ ٹھٹھک کر اس کی سمت ٹھہر سی گئی بکھرے بال روئی روئی آنکھیں۔چہرے پہ نشانات ڈوپٹہ شانے پہ ڈھلکا ہوا پاؤں میں چپل ندارد حتیٰ کہ اس کے پورے وجود پہ جگہ جگہ زخموں کے نشان تھے۔پیروں پہ نظر پڑتے ہی اس کا حال تو ایسا تھا کہ گویا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔پورے پاؤں خون سے لدھے ہوئے تھے اور وہ خود تکلیف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے کسی نے اسے ابلتے پانی سے جلایا ہو۔اس سے پہلے کہ وہ اس سب کے بابت کچھ بھی استسفار کرتا وہ بچی اس کے سامنے اپنے خون سے رنگے ہاتھ جوڑ گئی۔

"مجھے معاف کردیں میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں مجھے وہاں مت لے کر جائیں مجھے اس زندان میں نہیں جانا واپس۔میں آپ کی ساری زندگی خدمت کروں گی۔"

وہ آنکھیں میچتے وحشت ذدہ لہجے میں ارد گرد نگاہ دوڑاتے ہوئے چلائی تو رائم نے مشکل اپنے اعصاب پہ قابو پایا ورنہ اس کی حالت دیکھتے اس کی خود کی حالت غیر ہورہی

تھی۔اسے اپنی تمام حسیات معطل ہوتی محسوس ہوئی۔اس نے سرعت سے اسے ہسپتال لے جانے کا سوچے اور اسی پہ عمل پیرا ہونے کے خاطر اس کی سمت بڑھا۔

"دور ہوجائیں نہیں آئے قریب۔پکڑنے سے بہت درد ہوتا ہے۔خون بھی نکلتا ہے پلیز مجھے وہاں نہیں جانا۔آپ کیوں ایسے کرر ہے ہیں۔مجھے میری ماما پاپا کے پاس چھوڑدیں۔"

اس کے لفظوں کی تاثیر سے اس کے سامنے کھڑے رائم کا چہرہ دھواں ہوا اس کے الفاظ بارود کی طرح اس کی روح تک کو جھلسا گئے۔وہ اسے بھی گزرے واقع کے خوف کے زیرَاثر تھی اور اسے بھی اسی خیال کے تحت غلط انسان گردان رہی تھی مگر اس وقت اس کی حالت کے پیشِ نظر اس نے نرمی سے اسے مخاطب کرنا ضروری سمجھا ورنہ وہ اس سے مزید بدگمان ہوجاتی۔

"میری بات سنو میں آپ کو ڈاکٹر پہ لے کر جاؤنگا۔میں کوئی ایسا ویسا انسان نہیں ہوں.بس آپ کا خون بہت زیادہ بہہ گیا ہے اسے ٹھیک کردیں گے پھر آپکو آپ کے گھر بھیج دیں گے آپکا میں بس۔"

اس سے پہلے کہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں اپنی بات کا اختتام کرتا اس بچی کی آنکھوں کے سامنے اس کی بات سنتے سرعت سے اندھیرا چھایا اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوتی رائم نے دو قدم کا فاصلہ بھی مٹاتے اسے اپنے حصار میں لیا اور ایک نگاہ اس کے وجود پہ ڈالی۔وہ غنودگی میں بھی اپنے آپ میں کچھ بڑبڑانے میں مصروف تھی۔شاید سوتے ہوئے بھی کسی چیز کا خوف اس کے حواسوں پہ سوار تھا۔کچھ تو غلط تھا جو اسے بری طرح کھٹک رہا تھا۔اس نے پرسوچ نگاہیں اس بچی کی سمت اٹھائی جو اسے مشکل چودہ پندرہ برس کی لگی تھی۔اب جو بھی اس کے ساتھ ہوا تھا وہ تو اب یہ ہوش و حواس میں لوٹنے کے بعد ہی بتا سکتی تھی۔ہسپتال جلدی پہنچنے کے چکر میں اسے اچھی خاصی دیر ہوچکی تھی۔اس نے کشمکش میں سرتاپا اس بچی کی سمت دیکھا وہ گھر سے کیا سوچ کر نکلا تھا اور یہ کیا ہوگیا تھا اس کے ساتھ۔وہ بے بسی سے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ گیا۔

"بس اب جلد از جلد سب کام نپٹا کر گھر پہنچنا ہے۔مام پریشان ہورہی ہوگی۔آج ویسے بھی نکاح ہے ان کے مطابق کسی چیز میں بھی کمی نہیں ہونی چاہیے جلدی کر رائم۔"

وہ ہوش و حواس سے بیگانہ وجود کو ایک نظر دیکھتے گاڑی سٹارٹ کرگیا جس کی گردن ایک جانب کو لڑھکی ہوئی تھی۔اس نے زن سے گاڑی ہسپتال کی سمت بڑھادی۔

ہسپتال پہنچتے ہی اس لڑکی کو فوراً ایمرجنسی میں لے جایا گیا وہ تھکے تھکے قدموں سے صائم خان کے کیبن میں داخل ہوا تو وہ سنجیدگی سے کسی کی فائل کا ملاحظہ کرنے میں مصروف تھے اس کے اندر آتے ہی فائل ایک جانب رکھتے اس کی سمت متوجہ ہوئے جس کے چہرے سے تھکن صاف عیاں تھی۔

"کیا ہوگیا تھا جو اس قدر لیٹ ہوگئے آپ پورے دو گھنٹے لیٹ ہو۔اب تک تو میرا سارا سٹاف آن ڈیوٹی آچکا ہے۔"

انہوں نے گلے سے اپنا سٹیتھوسکوپ اتارتے خشمگین نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بزپرس کی تو اس نے چونک کر اپنا ماتھا مسلا اور دو منٹ کمر سیدھی کرتے پھر سے سیدھا ہوکر بیٹھتے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو باہم ملاگیا۔

"ڈیڈ وہ۔"

اس نے تشویش سے مختصر لفظوں میں تمام بات ان کے گوش گزاردی۔اس کی بات پہ صائم خان نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو کسی کو بھی اپنی گاڑی میں بٹھا کر ہسپتال کی سیر کرانے لے آیا تھا۔

"واہ صاجزادے صاحب ہسپتال کیوں لائے گھر ہی لے جاتے اسے۔نکاح کا فنکشن ہی انجوائے کرلیتی۔صرف تھوڑی سی سیر سے جی نہیں بھرتا۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے اس کی لاپرواہی پہ طنز کرنا نہ بھولے تو رائم نے ترچھی نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا جو اس کی بات کو سنجیدہ نہیں لے رہے تھے۔

"ڈیڈ بی سیریس اس لڑکی کی حالت اس قدر خراب ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا اس کی عمر بھی چھوٹی سی ہے۔ضرار جتنی کہ لیں آپ اسے۔اتنی چھوٹی سی عمر میں اس قدر تشدد میرا تو دل ناجانے کیوں بیٹھا جارہا ہے۔آپ میرے ساتھ چلیں ایک بار ساتھ ہی اسے ایگزیمن کرلیں گے۔"

وہ سرعت سے ان کا ہاتھ تھامتے متانت سے انہیں سمجھانے والے انداز میں بولا تو صائم خان نے ان کی بات پہ پرسوچ انداز میں سر ہلایا اور اپنا سکیتھو سکوپ لیتے ایمرجنسی

وارڈ کی سمت چل دیے۔رائم نے بھی اپنا کوٹ اور سٹیتھوسکوپ لاکر سے نکالتے ان کی تلقید کی۔

ڈاکٹر رائم وہ بچی کسی کے قابو میں نہیں آرہی۔اس نے چیخ چیخ کر پورا وارڈ سر پہ اٹھالیا" "ہے۔اس کی بدولت سارے مریض پریشان ہورہے ہیں۔

ایک نرس پھولے سانس سمیت بھاگتے ہوئے اس کے نزدیک آئی اور بے بسی سے وارڈ کی سمت اشارہ کرتے ہوئے بولی جہاں سے توڑ پھوڑ کی آوازیں آرہی تھی۔رائم نے پریشانی سے صائم خان کی سمت دیکھا جو اسے ہی نا سمجھی سے دیکھ رہے تھے۔

وہ بھاگتے ہوئے وارڈ میں داخل ہوئے تو وہ ہاتھ میں سرنج پکڑے کسی کو بھی اپنے قریب آنے سے روک رہی تھی۔اس کی اس قدر سنگین صورتِ حال دیکھ صائم خان کو تو سکتہ ہوگیا۔اس قدر ملگجے حلیہ اس پہ پورے وجود گھاؤ سے لدا ہوا۔چہرے پہ خراشیں پڑی ہوئی تھی۔انہیں سرعت سے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

کوئی میرے قریب نہ آئے میں سب کو یہ ماردوں گی آپ لوگوں کو عار محسوس نہیں" "ہوتی کسی بھی لڑکی کے ساتھ ایسا رویہ رکھتے ہوئے۔ہٹیں پیچھے کوئی قریب مت آئے۔

وہ وحشت ذدہ سی خالی خالی نگاہوں سے سب کو گھور رہی تھی۔اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی۔ حزن و ملال چہرے پہ عیاں تھا۔

کسی چیز کی چھبن کا احساس تھا جو اس کے وجود میں سرائیت کرتا چلا گیا۔تکلیف سے شدت سے کراہ بھی نہیں پا رہی تھی معاً اس کی گردن جھٹکے سے ایک جانب لڑھک گئی رائم نے احتیاط سے اسے بیڈ پہ لٹاتے دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے گہرا سانس بھرا اس قدر پریشان کن صورتِ حال یہ سب ان دونوں کی تو سمجھ سے باہر تھا۔

رائم مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ اس بچی پہ نہ صرف ذہنی طور پہ تشدد کیا گیا ہے بلکہ" جسمانی اعتبار سے بھی اچھا خاصہ تشدد کیا گیا ہے اور جہاں تک اس کی حالت دیکھتے میں "اندازہ لگا پایا ہوں اٹس آ ریپ وکٹم آلسو۔

صائم خان نے ہکلاتے لہجے میں بولتے اپنی بات کے اختتام میں اس کی سمت دیکھا جو سرخ لہو رنگ آنکھوں سے انہیں ہی گھور رہا تھا۔ بھینچی ہوئی مٹھیاں اس کے ضبط کی گواہ تھی۔

"لیکن ڈیڈ وہ بچی ہے ابھی یہ سب۔"

اس کے تو باقاعدہ رونگٹے کی کھڑے ہوگئے تھے اس سب سن کر۔کوئی اتنی چھوٹی لڑکی کے ساتھ ایسا وحشیانہ رویہ کیسے اختیار کرسکتا تھا۔اس نے لب آپس میں سختی سے پیوست کرلیے اور ان کے جواب دینے کے قبل کی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

ہمارے معاشرے ک یہی تو المیہ ہے آئے روز ایسے واقعات سننے کو ملتے ہیں لیکن یہ" جو ہمارے ملک کے جو قوانین ہیں یہ ہمیں کہی کا نہیں چھوڑتے۔کوئی حق کی آواز بلند کرنے والا نہیں ہے یہاں۔

خیر اب اس بچی کا ڈی این اے ٹیسٹ ہوگا تبھی ہم کوئی پروپر ایکشن لے سکیں گے کہ "آگے کیا کرنا ہے اس رپورٹ میں سب ظاہر ہوجائے گا ہم پہ۔

وہ ساری تفصیل اس کے گوش گزار کرتے اسی بچی کی فائل کی سمت متوجہ ہوئے جو ابھی ابھی ایک نرس ان کی ٹیبل پہ رکھ کر گئی تھی۔جبکہ رائم ابھی بھی انہی کی باتوں کے حصار میں تھا۔کس قدر تلخ نظام تھا اس ملک کا۔آج سے اتنے عرصے پہلے بھی سب کچھ ایسا ہی تھا جیسا آج ہے۔حکومت کو تو چاہیے تھا کہ ایسے درندوں کو کھلے عام پھانسی کے

پھندے پہ ٹانگنا چاہیے تاکہ کسی کی بھی دوبارہ ایسا کام کرنے سے پہلے روح تک کانپ جائے۔

ڈیڈ اب ہمیں بھی گھر چلنا چاہیے انجیکشن لگانے کی بدولت وہ فلحال ہوش میں نہیں" آئے گی اور اسی کی بے ہوشی میں ہی سب زخموں کا معائنہ ہوجائے گا۔پاؤں بھی بری "طرح جھلس چکے ہیں اس کے۔مام انتظار کررہی ہوگی۔

وہ سپاٹ انداز میں بولتا اذیت ذدہ چہرے سمیت باہر کی سمت چل دیا۔اس کے چہرے پہ چٹانوں جیسی سختی تھی۔صائم خان جان چکے تھے کہ وہ اس قصے کو کچھ ذیادہ ہی اپنے دماغ پہ حاوی کررہا ہے۔

خان کاؤس میں آج روشنیوں کا بسیرا تھا البتہ نکاح کا انتظام بینکویٹ میں کیا گیا تھا لیکن گھر کو بھی برقی قمقموں اور پھولوں کی لڑیوں کی مدد سے سجایا گیا تھا کیونکہ آج یہاں کے مکینوں کی لاڈلی بیٹی کا نکاح تھا وہ کسی بھی قسم کی کوئی بھی کمی نہیں رہنے دینا چاہتے تھے۔معاذ خان کی پوری فیملی بھی یہیں موجود تھی ان سب نے ایک ساتھ جانے کو ترجیح

دی تھی۔ دونوں دلہنیں علیزے کے روم میں موجود تھیں۔ شہر کی مشہور بیوٹیشنز کا ارینج کیا گیا تھا۔خاندان کی پہلی پہلی شادی جو تھی کمرے میں بیوٹیشنز مہارت سے انہیں تیار کرنے میں مصروف تھی وہ ان کے حسین نقوش کو سنوارتی مزید دوشیزہ بنارہی تھیں۔ باقی سب بھی اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے کچھ دیر میں ہی ان سب کو بینکویٹ کے لئے نکلنا تھا۔

میم یہ شیڈ آپ پر سوٹ کریگا یہ لگوالیں پہلے ہی آپ نے زیادہ ہیوی میک اپ نہیں" "کروایا۔نکاح کے مناسبت کے لحاظ سے یہ اچھا لگے گا۔

پارلر والی نے علیزے کو مخاطب کیا جو کرسی سے پشت ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی اس کی بات پہ وہ سر اٹھا کر اپنا عکس مجبوراً آئینے میں دیکھنے پہ مجبور ہوئی جہاں وہ خوبصورت سے گہرے سرخ رنگ کے لہنگے میں نکاح کی مناسبت سے میک اپ کئے اور نازک سی جیولری کے ساتھ گلے سے لگا ہوا نازک سا نیکلش پہنے اور خوبصورت سے ہیئر اسٹائل میں کوئی الگ ہی علیزے لگ رہی تھی۔

اپنا مکمل جائزہ لینے کے بعد اس نے ایک نظر لپ اسٹک کے شیڈ کو دیکھتے اثبات میں سر ہلادیا۔ادیان کی نگاہوں کی تپش کا احساس ابھی سے ہونے لگا تھا۔اس کے گالوں پہ گلال سا بکھر گیا۔ جبکہ اس کی نسبت روشانے تھوڑا ہیوی میک اپ کیئے بارات کی دلہن کے روپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

ریڈ اور گولڈن رنگ کا شرارا پہنے اس کی مناسبت سے لی گئی جیولری اور برائیڈل میک اپ میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

دونوں نے مکمل تیار ہوتے ایک نظر آئینے میں خود کو دیکھتے دوپٹہ سیٹ کروایا اور ایک دوسرے کو دیکھ کر سراہے بنا نہ رہ سکی۔

"کیا ہوا ایسے کیوں کپکپا رہی ہو۔"

روشانے نے اسے مسلسل بے چین دیکھ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھے دھیمے سے استسفار کیا تو وہ مشکل آنسو پیتی نفی میں سر ہلا گئی۔روشی نے مشکوک نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

ڈر لگ رہا ہے نہ۔کیوں ڈر رہی ہو کونسی ابھی رخصتی ہو رہی ہے بس نکاح ہی"

"ہے۔پرسکون رہو ایسے چہرے پہ ایک مسکراہٹ رکھو اس سے بھی زیادہ حسین لگو گی۔

اس نے متانت سے لیزے کے گال پہ ہاتھ پھیرتے بڑی بہنوں کی طرح محبت سے سمجھانا ضروری سمجھا اس کی بات پہ لیزے چہرہ جھکائے مدھم سا مسکرادی۔دل زوروں سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔وہ سہی کہتا تھا کہ وہ جہاں بھی ہوگی اس کی نگاہوں کی تپش اسے یہ احساس اچھے سے باور کرائے گی کہ وہ ادیان شاہ کی امانت ہے۔اس نے ہولے سے اپنے لرزتے لبوں پہ زبان پھیری۔

"آپ بہت خوش ہیں نہ آپی۔"

لیزے نے اپنی جھجھک کم کرنے کے خاطر بات کا رخ بدلنا ضروری سمجھا۔اس کی اچانک بات پہ روشانے کے شگرفی لبوں پہ خوبصورت سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا وہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتے اثبات میں سر ہلاگئی۔

"ہاں میں الحمداللہ بہت خوش ہوں اور تمہیں بھی خوش ہونا چاہیے کیونکہ جو چیز آپ کو آسانی سے مل جائے اس کیلیے گھبرانا یا ڈرنا نہیں چاہیے۔آج تم اس کے نام کی ہوجاؤں

گی اس کے نام سے پہچانی جاؤ گی جسے تم اپنا سب کچھ مانتی آئی ہو۔جس کے سوا کسی کو سوچنا بھی گناہ سمجھتی تھی اب اسی کی دسترس میں جارہی ہو تو کھل کے مسکراؤ جیوں ''اس لمحے کو۔ناکہ اپنے اس خاص لمحے کو یوں روتے ہوئے ضائع کرو۔

اس سے پہلے کہ لیزے جو سکتے کی کیفیت میں اس کی باتیں سن رہی تھی حیرت سے کچھ بولنے کیلیے لب واں کرتی معاً آیت اور پریشے کی کمرے میں آمد پہ وہ سرعت سے اپنے لب آپس میں پیوست کرگئی لیکن دل میں یہ خوف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھا کہ اس متعلق کون کون آگاہی رکھتا ہے۔اس کی سوچ کے سارے دھاگے فلحال ادیان سے ہٹ کر روشانے کی سمت ہوگئے تھے دل جو پہلے تیز تیز دھڑک رہا تھا اس کی رفتار بھی سست ہوچکی تھی جیسے کسی چیز کا خوف ہو۔

ماشاء اللہ نظر بد دور کس قدر حسین لگ رہی ہیں میری شہزادیاں۔ اللہ تم دونوں کے'' ''نصیب بھی اس قدر خوبصورت بنائیں۔

پریشے نے مسکراتے ہوئے دونوں سے ماتھے چومتے دعا دی تو وہ مدھم سا مسکائی۔ان کے یوں پیار دینے پر روشی کی آنکھوں میں نمی سی جاگی کیونکہ اس نے تو آج رخصت بھی

ہو ہی جانا تھا۔ البتہ علیزے آیت کے ساتھ لگی کھڑی مسکراتے ہوئے انہیں ہی دیکھ رہی تھی وہ اس جانب سے مکمل طور پہ پرسکون تھی۔

"چلو اب رونے مت لگنا پھر سارا میک اپ خراب ہوجائے گا۔ بس اب ہم لوگ نکلتے ہیں بینکویٹ کے لئے مہمان وغیرہ تو پہنچ گئے ہیں ہمارے پہنچتے ہی شاہ فیملی بھی وہی آئے گی۔"

آیت نے روشانے کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر فوراً اسے ٹوکا اور ساتھ ہی وقت کا بھی احساس دلایا وہ لوگ باہر جانے کے لئے بڑھ ہی رہیں تھیں کہ راستے میں ہی رائم، ضرار اور فہد سے سامنا ہوا جو انہی کے کمرے کی جانب آرہے تھے۔

"ارے ارے کہاں بھئی ہم آہی رہے تھے۔"

رائم نے مسکراتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں کہا تو ضرار نے بھی زوروشور سے گردن ہلا کر اس کی تائید کی۔

"تم لوگ ان دونوں کو اندر جا کر ہدایت کرو اور ذرا مدد بھی کروا دینا چادریں دو انہیں بس اس سے پہلے دیری ہو ہم نکلتے ہیں۔ پریشے آپی آپ نے سارا سامان دیکھ لیا تھا جو رسوم

وغیرہ سرانجام دینی ہے اس کی چیزیں سب رکھ لیں یاد سے وہاں جاکر کوئی جھنجھٹ نہ ہو بس۔"

آیت نے سنجیدگی سے کہتے ایک نظر دیوار پہ لٹکی گھڑی کی سمت دیکھا اور ان سب کو ہدایت کرتی پریشے کو ساتھ لیتے باہر کی سمت چل دی تاکہ سب سامان وقت پہ بھی اپنی نگرانی میں گاڑی میں رکھوالیں۔

"میرا بچا کتنا پیارا لگ رہا ہے۔"

ان کے جاتے ہی اس کے ماتھے کو چھوتے رائم نے آسودگی سے اسے اپنے سینے میں بھینچا کہ اس کی شادی کا اتنی جلدی کو بالکل نہیں سوچا تھا۔

"جی بھائی مجھے پتہ میں سب سے پیارا لگ رہا ہوں شکریہ۔"

ضرار نے دوسری طرف سے آکر شرارت سے اسے مخاطب کیا اور علیزے کو نیچے ہونے کا اشارہ کیا جو ہیل پہن کر زیادہ ہی لمبی ہوگئی تھی اس کی بات پہ وہ پلکیں چھپکتی تھوڑا سا جھکی تو اس نے بھی رائم کی طرح اس ماتھے پر بھرپور انداز میں بوسہ دیا اس کی حرکت پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"میں بھی ہوں بھئی کوئی لفٹ ہی نہیں کراتا مجھ معصوم کو۔"

فہد نے منہ بناتے ہوئے گویا اپنی موجودگی کا احساس دلایا جو سب لیزے میں مصروف اسے فراموش کرچکے تھے تو اس کی بات پہ سب کے بلند بانگہ قہقہے بلند ہوئے۔

آجاؤ تم بھی فہد کو بلاتے ان سب نے روشانے کو بھی ساتھ لگاتے پیار دیا اور ان دونوں کو چادر اوڑھاتے اپنے اپنے حصار میں لیتے لاؤنج میں چلے آئے جہاں صائم خان اور معاذ خان تحریم بیگم اور زمان صاحب کے ساتھ ان کے انتظار میں محو تھے۔

"ارے آگئی میری بیٹیاں۔"

ان دونوں کے خوبصورت من موہنے چہروں کو نظروں کے حصار میں لئے وہ پیار سے بولے تو وہ دونوں ان کی سمت آگئی پہلے زمان صاحب اور پھر تحریم بیگم سے نم آنکھوں سمیت دعائیں لیں۔صائم خان اور معاذ خان نے اپنے اپنے جگر کے گوشوں کو اپنے سینے میں بھینچ لیا۔ وہ بھی ان کے حصار میں چھپ گئیں۔ان سب کی آنکھوں میں نمی دیکھ لیزے بھی ناجانے کیوں اپنے آنسوؤں پہ پل نہ باندھ پائی۔صائم خان نے مشکل اس کی کمر سہلاتے اسے خاموش کرایا اور محبت سے اس کے آنسو صاف کرتے اس کے چادر سے

ڈھکے سر پہ ہولے سے لب مس کیے۔وہ نم آنکھوں سے اپنے جان سے پیارے باپ کو دیکھتے مسکرادی۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وقت کا خیال کرتے وہ لوگ بینکویت کی جانب روانہ ہوئے۔خان ہاؤس میں چار گاڑیاں روئیل بینکویٹ کی سمت روانہ ہوئی۔

"دولہے میاں جلدی کر لو اتنی دیر تو مجھے بھی نہیں لگتی تیار ہونے میں۔"

عفان شاہ جو جانے کب سے ادیان کے تیار ہونے کا انتظار کر رہے تھے اکتا کر اب اس کے کمرے کا دروازہ کھولتے اس سے مخاطب ہوئے جو اپنے اوپر مخصوص برینڈ ارمانی کا پرفیوم چھڑک رہا تھا۔

ادیان نے لاپرواہی سے ایک نظر ان کے چہرے پہ ڈالی جہاں بیزاری رقم تھی۔

چلوچو آپ کے پاس ایک عدد بیوی ہے جو آپ کی مدد کر دیتی ہیں اب مجھ جیسے شریف" "النفس معصوم انسان کے پاس ایسا کچھ نہیں ہے تو وقت تو درکار ہوگا نہ۔

ادیان نے بے نیازی سے کہتے جیسے ان کے جلے پہ نمک چھڑکا اور تیکھی مسکراہٹ سمیت بائیں آنکھ دبائی عفان شاہ اس کی حرکت پہ بلبلا کر رہ گئے۔

تم جانتے ہو میری بیوی آج کل مجھے منہ لگانا تو دور کی بات مخاطب کرنا بھی پسند نہیں کررہی کیوں میرے دل کے ٹکرے ٹکرے کررہے ہو۔

وہ صوفے پہ گرنے کے انداز میں بیٹھتے دہائی دینے والے انداز میں گویا ہوئی تو ادیان نے اپنی کلف ذدہ سوٹ کے بٹن بند کرتے استفامیہ نگاہیں ان کی سمت اٹھائی۔

رہنے دو بھیی بیوی والوں کو زیادہ وقت لگنا چاہیئے۔کیونکہ کبھی بھی کچھ بھی چالو ہوجاتا" "ہے۔ یہاں تمھیں گھنٹے لگ رہے ہیں جبکہ باہر سب تیار بیٹھے ہیں اب جلدی کرو۔

عفان شاہ نے اسے گھرکتے ہوئے تند نگاہوں سے اسے دیکا تو وہ ان کی گھوری کو سرے سے نظر انداز کرتا بالوں میں برش پھیرنے لگا۔

"ادیان بس کرو بن گئے ہیں بال چلو اب سب انتظار کر رہے ہیں۔"

ابھی وہ مزید کوئی گل افشانی کرتے کہ باہر دروازے کے پاس سے گزرتی عزہ نے ان کی ہمیشہ والی باتیں سنتے تاسف سے نفی میں سر ہلا کر ادیان کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

خالہ بس آرہا تھا یہ آپ کے شوہر نامدار نے دیر کروادی چلیں۔وہ کیا ہے نہ الٹے" سیدھے مشورے دے رہے تھے مجھے۔میں تو ناجانے کتنی دیر سے انہیں کہ رہا ہوں اٹھیں۔"

تپانے والی مسکراہٹ سمیت کہتے ادیان نے عزہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور انہیں ساتھ لئے تمسخرانہ انداز میں عفان شاہ کو دیکھتے اگے کی جانب چل دیا جبکہ اس کی حرکت پہ عفان شاہ محض دانت کچکچاتے رہ گئے۔

"بے شرم انسان آرہی ہے ناں تمھاری بیوی اسے لے کر گھومنا میری کو چھوڑو۔"

ان کے پیچھے سے احتجاج کرنے پر اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں ان کی جانب دیکھا اور نظر انداز کرتا آگے چل دیا۔عفان شاہ مٹھیاں بھینچتے اس کی تلقید میں چل پڑے۔ محرم نے مسکراتے ہوئے اسے خوش آمدید کہا جو نکاح کی مناسبت کے لحاظ سے سفید رنگ کی کلف لگا کرتا پہنے اپنی سحر انگیز شخصیت سمیت ان سب کو ایک لمحے کیلیے مبہوت کرگیا۔محرم نے محبت سے اس کے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے اس کی کشادہ پیشانی چومی۔اذلان شاہ نے بھی سنجیدگی سے اپنے شیر جوان کی پیٹھ سہلائی۔

باقی تمام لوگوں کو تیار دیکھتے اس نے محرم کے سر پہ ہولے سے لب رکھے اور وہاں سے ہوتا انابیہ اور امائزہ کی سمت آتے ان دونوں کو اپنے شفقت بھرے حصار میں لیا۔ جو پنک اور گولڈن کلر کے لہنگے چولی میں ہلکے میک اپ کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

"چلنا نہیں ہے کیا پہلے ہی دیر ہو رہی ہے۔"

ازلان شاہ نے سنجیدگی سے سب کو مخاطب کیا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے فہیم کو اٹھنے کا اشارہ کرتے اٹھ کھڑا ہوئے۔

باہر نکلتے تین گاڑیاں شاہ ولا سے بینکویت کی جانب روانہ ہوئیں تھی۔

پورا بینکویٹ جگمگا رہا تھا۔ ہر طرف برقی قمقموں سے کونا کونا روشن کیا ہوا تھا۔ سرخ و سفید پھولوں سے پورا روئیل بینکویٹ سجا ہوا تھا۔ جس سے اٹھتی مہک نے سب کے حواس جکڑے ہوئے تھے۔

اذلان شاہ نے تو سب کو نکاح شاہ ولا میں کرنے کی پیشکش کی تھی لیکن صائم خان کسی طور پہ رضامند نہیں ہوئے۔معاذ خان نے بھی اپنی بیٹی کو ایک طرح سے اپنے گھر سے رخصت کرنا تھا۔

اذلان شاہ نے بھی سہولت سے ان کی بات رکھ لی تھی بیٹیاں کہی سے بھی رخصت ہو دلوں میں تو کوئی فرق نہیں تھا نہ۔ویسے بھی روشانے کی ہی رخصتی صرف آج طے پائی تھی لیزے کی تو اس کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد سوچا ہوا تھا۔

نکاح کی مناسبت سے خوبصورت سا سٹیج بنایا ہوا تھا جہاں درمیان میں ایک جالی دار سرخ پردہ حائل تھا۔یہ تمام تیاریاں رائم نے ہی اپنی زیر نگرانی کروائی تھی۔اس جالی دار پردے کے اوپر تازہ گلاب کی لڑیاں لگائی گئی تھی جو اس کی خوبصورتی کو مزید نکھار رہی تھی۔

وہاں پہنچتے ہی کر وہ لوگ چہرے پہ مسکراہٹ سجائے اندر کی جانب داخل ہوئے وہاں کی سجاوٹ دیکھتے سب کے چہروں پر خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا ہر طرف خوبصورت رنگ برنگی برقی قمقموں کی روشنی کا احاطہ تھا ساتھ گلاب کے پھولوں کی خوشبو تمام جگہ پھیلی ہوئی تھی۔

احد اور صائم کی فیملی پہلے سے وہاں موجود تھی۔ دونوں دلہنوں کو برائیڈل روم میں بیٹھایا گیا تھا۔

گولڈن اور سرخ امتزاج کے لہنگے میں ملبوس جس پہ بھاری نگینوں سے سجا ڈوپٹے کا گھونگھٹ ڈالے گردن میں بھاری سونے کے زیورات پہنے روشانے دونوں مہندی سے سرخ ہوتے ہاتھوں سے اپنا لہنگا تھامے پریشے خان اور عزہ شاہ کی سنگت میں سٹیج کی جانب آرہی تھی۔اسے دیکھتے ہی سرخ پردے کے ایک جانب بیٹھے احد کے لبوں پہ دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا جو ناجانے کتنی دقتوں سے خود پہ ضبط کیے بیٹھا تھا ورنہ محبت مل جائے توکون اس قدر سکون سے بیٹھا ہوتا ہے۔اسے بھی اتنے جتنوں کے بعد یہ سب حاصل ہوا تھا۔

"ارے ارے بھائی حوصلہ کریں آپی یہی آرہی ہیں۔"

انابی نے اس کی شکل دیکھ شریر انداز میں سرگوشی کی تو سٹیج کے پاس موجود سب لوگ کھلکھلا کر ہنس دیے۔

ماشاآللہ بہت حسین لگ رہی ہو۔اللہ پاک نظرِ بد سے بچائے۔ہمیں ان کا صدقہ لازمی "دینا چاہیے تھا۔"

محرم نے اس کے ماتھے پہ ممتا بھرا بوسہ دیتے پریشے کو مخاطب کیا تو وہ اثبات میں سر ہلاگئی۔مازہ جو ایک جانب بیٹھی مسکراتے ہوئے سارے مناظر سے لطف اندوز ہورہی تھی اپنے وجود پہ کسی کی نظروں کی.تپش کا احساس سے وہ گردن ترچھی کرتے بائیں جانب دیکھنے پہ مجبور ہوئی لیکن وہاں تو کوئی تھا ہی نہیں۔اس نے بے نیازی سے کندھے جھٹکتے دوبارہ اپنا رخ سٹیج کی جانب کرلیا جہاں اب روشانے کو بٹھایا جارہا تھا۔ کچھ دیر پہلے جو بولڈ بن کر لیزے کو پرسکون رہنے کی تلقین کررہی تھی اب اس کے ہاتھوں کے طوطے بھی اڑچکے تھے۔دل باقاعدہ کانپ رہا تھا۔یہی خیال بار بار ستارہا تھا کہ یہاں سے سیدھا وہ احد کے گھر جائے گی نا کے اپنے۔اس کے بیٹھتے ہی فہد نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے تسلی دی۔

دو الگ الگ سٹیج بنائے گئے تھے اور دونوں جانب سرخ پردہ حائل کیا گیا تھا۔

ایک جانب احد جبکہ دوسری جانب ادیان شاہ کروفر سے ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔آنکھوں میں عجیب سی چمک رقصاں تھی۔وہ اپنی سحر انگیز شخصیت سمیت پورے ماحول پہ چھایا ہوا تھا۔امائزہ بھی اپنے بھائی کے ساتھ ساتھ تھی اور ہوتی بھی کیوں نہ اس کے اکلوتے بھائی کی شادی تھی۔اذلان شاہ کے آفس کے معزز لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا خاندان کے لوگ بھی اس جوڑی کو سراہ رہے تھے معاً مولوی صاحب کی پکار پہ آیت اور امائزہ لیزے کو لینے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"بس آرہی ہے دلہن۔"

محرم نے مسکراتے ہوئے انہیں جواب دیا اور خود اذلان شاہ کے ساتھ ہی پاس رکھے صوفے پہ براجمان ہوگئی۔اذلان شاہ ہمیشہ کی طرح گرے پینٹ کوٹ میں ملبوس تھے البتہ باقیوں نے نکاح کی مناسبت سے کلف لگی شلوار قمیض پہ کوٹ پہننے کو ترجیح دی تھی۔

معاً پورے بینکویٹ پہ طائرانہ نگاہ دوڑاتے ادیان شاہ کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی۔دل بے ساختہ دھڑک اٹھا جیسے اس کی آمد کا پروانہ دے رہا ہو۔

ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا زیب تن کیے جس پہ بھاری نگینوں کا کام ہوا تھا۔چہرے پہ جالی دار گھونگھٹ ڈالے جس پہ ذرک کا کام اپنی بہار دکھا رہا تھا۔

ہاتھوں میں بھر بھر کر سونے کے کنگن پہنے،یہ صبح ہی محرم نے کچھ زیور اس کیلیے خان ہاؤس بھجوائے تھے کچھ آیت نے بھی بنوائے تھے۔نازک مخروطی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنے،گلے سے لگا ہوا نیکلیس،کانوں میں بڑے بڑے آویزے پہنے وہ آسمان سے اتری ہوئی کوئی حور ہی لگی تھی ہاں البتہ ایک کمی اس میں ادیان کو شدت سے محسوس ہوئی تھی جو وہ بہت جلد پوری کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔وہ دھیمے دھیمے قدم اٹھاتی سٹیج کی جانب آرہی تھی لہنگے کی ٹیل پوری جگہ کو گھیرے ہوئے تھی۔جو اس کی نازک سی جان کو ہلکان کیے ہوئے تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے آپ کو اس جھنجھٹ سے آذاد کرا لے۔

ادیان شاہ کے کہے کے مطابق اس پہ نگینوں سے سجا ڈوپٹہ گھونگھٹ کے طور پہ اس کے چہرے پہ ڈالا گیا تھا۔

آیت نے آرام سے اس کا لہنگا سمیٹتے اسے روشانے کے پہلو میں بٹھایا تو اس کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا۔لب بری طرح کپکپارہے تھے وہ سختی سے انہیں کاٹتی باقاعدہ کپکپارہی تھی۔لبوں پہ ڈیپ ریڈ لپ سٹک لگائے آنکھوں میں لہنگے کے حساب سے میک کیے وہ قیامت انگیز لگ رہی تھی۔اس کے بیٹھتے ہی امائزہ نے ادیان کو چھوڑتے اب لیزے کے ساتھ جگہ سنبھال لی اور دھیرے سے اس کے ٹھنڈے پڑتے مہندی سے لدے ہاتھ سہلانے لگی۔اس کی یہ حرکت ادیان شاہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔

"ڈیڈ۔"

اس کی آواز سرگوشی سے کم نہیں تھی اس کے کہتے ہی صائم خان نے محبت سے اسے اپنے حصار میں لیا جس کی دھڑکنیں اسے دغا دینے پہ تلی ہوئی تھی۔اپنی غیر ہوتی حالت سے پریشان وہ ان کا ہاتھ تھام گئی۔

"نکاح کی رسم شروع کریں۔"

مولوی صاحب نے اجازت چاہی۔اذلان شاہ کے سنجیدگی سے اقرار میں سر ہلانے پہ مولوی نے نکاح کے کلمات ادا کرنا شروع کیے۔محرم نے سختی سے سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔مولوی صاحب پہلے احد اور روشانے کی سمت متوجہ ہوئے۔

قرآن کی تلاوت مکمل ہوتے ہی انہوں نے احد کو مخاطب کیا۔

احد علی ولد علی مہر کیا آپکو یہ نکاح روشانے خان ولد معاذ خان کے ساتھ بعوض حق مہر "پچاس ہزار سکہ رائج الوقت قبول ہے۔

انہوں نے سنجیدگی سے احد کو مخاطب کیا تو اس نے ایک نظر مسکراتے ہوئے اس کی سمت دیکھا۔

قبول ہے۔

معاً اس کی بھاری آواز خاموش فضا میں گونجی۔

اسی طرح تین بار یہ کلمات ادا کرنے کے بعد اس نے سرعت سے نکاح کے کاغذات پہ دستخط کیے۔اور ہمیشہ کیلیے اسے اپنا بنالیا تھا کیا کیا سوچا تھا اس نے کہ کس قدر مشکل ہوگا یہ سب لیکن آج وہ اس کے سامنے تھی صرف اور صرف اسکی۔

وہ وہاں سے رخ موڑتے اب روشانے خان کی سمت متوجہ ہوئے۔اور یہی کلمات دہرائے۔اس کے قبول ہے کہتے ہی ہر طرف مبارک باد کی آوازیں گونجنے لگی۔

اب کہ مولوی صاحب کا رخ ادیان شاہ کی جانب تھا۔جو جو مسلسل لیزے خان کو اپنی نظروں کی حصار میں لیے ہوئے تھا جیسے اپنی نگاہوں کی تپش سے وہ اسے جھلسانا چاہتا ہو۔

"ادیان شاہ ولد ازلان شاہ کیا آپکو یہ نکاح علیزے خان ولد صائم خان کے ساتھ بعوض حق مہر پچاس ہزار سکہ رائج الوقت قبول ہے۔"

مولوی صاحب کی آواز پر اس کا دل یک باری سے دھڑکا تھا اس کی نظروں میں بے ساختہ علیزے کا ڈرا سہما چہرا گھوما۔

اس نے تو ایسا کبھی نہیں چاہا تھا لیکن یہ سب کرنے پہ بھی ان لوگوں کی ضد کا ہی ہاتھ تھا۔روشانے خان کی بدولت آج وہ اس کا جنون بن چکی تھی۔

"قبول ہے۔"

مسکراتے ہوئے اس نے قبول کیا پھر اسی طرح تین مرتبہ قبول کرنے کے بعد نکاح کے پیپرز پر سائن کیئے۔

علیزے نے ذرا سی پلکیں واں کر کے اس کی سمت دیکھا جو گہری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس نے گھبرا کر نگاہیں جھکالی۔

ادیان کے چہرے پہ فتح مندی کے تاثرات ابھرے۔تو مطلب آج سے اور ابھی سے وہ اس کی دسترس میں آچکی تھی۔وہ اسے حاصل کرچکا تھا۔اسی احساس نے اس کے عنابی لبوں پہ تبسم بکھیر دیا۔

ادیان کا نکاح ہوتے ہی مولوی صاحب نے علیزے کی جانب رخ کیا جو وہیں اسٹیج پر پھولوں سے آراستی جالی دار پردے کے دوسری جانب بیٹھی تھی۔آیت نے باقاعدہ اسے ساتھ لگا کر تسلی دی جو رونے کو تیار بیٹھی تھی۔امائزہ اور انانی مسکراتی نگاہوں سے اسی کی سمت متوجہ تھی۔باقی لوگ بھی سرگوشیوں میں دلہنوں کی تعریف کرتے نہیں تھک رہے تھے۔

آپکا نکاح ادیان شاہ ولد اذلان شاہ سے سکہ رائج الوقت پچاس ہزار حق مہر کے عوض"
"طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے۔
مولوی صاحب کے پوچھنے پر اس نے سہمی نگاہوں سے امائزہ کی سمت دیکھا جو حیران نگاہوں سے اسے ہی تک رہی تھی۔
"قبول ہے۔"
اس نے ہکلاتے لہجے میں بولتے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لی۔اس کے قبول کرنے پہ سب نے باقاعدہ شکر ادا کیا۔جسے سن کر سب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔لیزے کو آنے والے لمحات سے مزید خوف محسوس ہونے لگا۔
آپکا نکاح ادیان شاہ ولد اذلان شاہ سے سکہ رائج الوقت پچاس ہزار حق مہر کے عوض"
"طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے۔
میری شدتیں سہنا اتنا آسان نہیں ہے لیزے خان۔
اس نے اپنے ماتھے پہ کپکپاتے ہاتھوں سے پسینہ صاف کرتے تیسری بار قبول ہے کہتے ہی خود کو ہمیشہ ہمیشہ کیلیے اس ستمگر کو سونپ دیا۔

تین بار قبول کرتے اس نے بھی نکاح کے پیپرز پر سائن کرے تو سب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دعا مکمل ہوتے ہی کر طرف مبارکباد کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب لوگ آکر ان دونوں کو مبارکباد دے رہے تھے جسے وہ مسکراتے ہوئے قبول کر رہے تھے۔

آنسو آنکھوں کی باڑ توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھے۔

نکاح مکمل ہوتے ہی سب نے مبارکباد دی۔

"مبارک ہو ہماری چھوٹی سی بھابھی۔"

انابیہ امائزہ نے ساتھ بیٹھے ہی اسے اپنے ساتھ لگاتے کہا تو وہ مسکرا بھی نہ سکی وہ انہیں کیا بتاتی کہ اسے کس قدر خوف محسوس ہورہا ہے۔

نکاح کی رسم ہوتے ہی کچھ دیر کیلیے دلہنوں کو ایک جانب بنے کمرے کی سمت لے جایا گیا تو سب نے وہاں ڈیرا جمالیا۔

"چلیں پھر باہر آپ کے دولھے بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔"

فہد نے پیچھے سے آتے لقمہ دیا۔

دولھوں کو کہیں صبر سے کام لیں آب ان کی ہیں یہ لڑکیاں۔

امائزہ نے مسکراتے لہجے میں کہا۔

"روشی آپی لیزو آپی نکاح مبارک۔"

ضرار اور ربان نے وہاں آتے ہی زور سے کہا تو ان کی معصومانہ حرکت پر وہ سب مسکرا دیئے۔

"چلیں ہم لوگ لے چلیں آپ کو باہر یہ لوگ تو جانے نہیں دے رہے۔"

ضرار نے آنکھیں چھوٹی کرتے انہیں گھورا۔

"اوئے چھوٹے پیکٹ رائم بھائی، فہیم کو آنے دو پھر ساتھ چلتے ہیں۔"

انابیہ نے اسے دیکھ کر کہا تو وہ منہ بسور گیا۔

قریباً دو منٹ میں ہی رائم اور فہیم اندر داخل ہوئے رائم کو دیکھتے ہی مازہ کو کل کا وہ واقعہ یاد آیا تو وہ سرعت سے نظر پھیرتے علیزے سے بات میں مصروف ہوگئی جبکہ اس کی غصے بھری نظریں خود پر محسوس کرتے وہ جھرجھری لے اٹھی۔

"چلیں بھائی آگئے اب چلتے ہیں۔"

ربان نے کہا تو سب نے انہیں دیکھا۔

"کونسی جلدی ہے بھئی ابھی رکو ناں۔"

رائم نے سنجیدگی سے کہتے علیزے کے ماتھے پر پیار دیا۔

اتنی محبت پر ان کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"چلو چلتے ہیں پھر کچھ دیر میں روشی کی رخصتی ہے تو دیر ہوجائے گی۔"

ایک نظر سب پر ڈالتے رائم نے علیزے کو کھڑا کیا تو دوسری جانب ضرار بھی بھائی ہونے کا فرض نبھانے کھڑا ہوگیا اور روشانے کی جانب فہد بڑھا ساتھ ہی فہیم بھی۔

وہ دونوں اپنے بھائیوں کے سنگ اسٹیج کی جانب بڑھ رہیں تھیں جہاں سے اب حائل ہوا پردہ ہٹا دیا گیا تھا۔جبکہ صوفوں کو ساتھ ہی جوڑ دیا گیا تھا جبکہ امائزہ اور انابیہ بھی ان سے دو قدم آگے ایک سائیڈ کی جانب چل رہی تھیں۔

ان لوگوں کے اسٹیج کے قریب پہنچتے ہی وہ دونوں اپنی جگھوں سے اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے اپنی اپنی طرف سے آگے بڑھ کر روشانے اور علیزے کے لئے ہاتھ بڑھایا جسے روشانے نے تو تھام لیا اور علیزے نے ایک نظر ادیان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے اپنا کپکپاتا نازک سا ہاتھ اس کی مضبوط چوڑی ہتھیلی پہ رکھ دیا جسے ادیان نے مضبوطی سے

تھام لیا اوپر اسٹیج پر صوفوں پر بیٹھتے بھی وہ کچھ احتیاط برتتے تھوڑا سا فاصلے پر بیٹھی جس کو محسوس کرتے ادیان کے ہونٹوں کو مبہم مسکراہٹ نے چھوا اس نے استفامیہ نگاہیں لیزے کی سمت اٹھائی جو ہلکا ہلکا لرز رہی تھی۔

ادیان ایک نظر دوسرے صوفے کی جانب ڈالی پھر پورے اسٹیج پر دیکھا تو سب اپنی باتوں میں مصروف تھے کسی کو اپنی جانب نا پاکر خود علیزے کی جانب جھکتے سرگوشی میں بولا۔

"چھوٹے سے بے بی نے جب آنا ہی میرے پاس ہے تو یہ گریز کیوں پھر۔"

معنی خیز لہجے میں بولتے علیزے کو جھرجھری لینے پر مجبور کر گیا۔اس کے وجود میں برقی سی دوڑ گئی اس کا لہجہ دیکھتے۔

"کہاں تھا نہ میں نے بعد میں یہ ڈر جھجھک خوف کہی دوڑ پھینک دینا۔ابھی تو اصل کھیل شروع ہونا ہے مسز ادیان شاہ۔میری سانسوں میں بسنے کیلیے تیار ہوجاؤ۔"

وہ سرد تاثرات چہرے پہ سجائے بہم مسکراہٹ سمیت بولا۔لیزے اس دھوپ چھاؤں سے مزاج انسان کو دیکھتی رہ گئی جو جان بھی خود نکالتا تھا اور زندگی کی نوید بھی وہی سناتا

تھا۔ناجانے یہ شخص اس سے چاہتا کیا تھا۔البتہ اس کی باتوں پہ سنسنی سی ضرور دوڑ گئی۔وہ سختی سے اپنے لب چبانے لگی۔

"اونہوں یہ میرا کام ہے۔"

وہ گھرے پرتپش لہجے میں خمارآلود آواز میں بولا تو لیزے کا چہرہ اس کی بات پہ لہو چھلکانے لگا۔دل کانوں میں دھڑک رہا تھا۔وہ کانپتے ہوئے دونوں کے درمیان مزید فاصلہ قائم کرگئی۔اس شخص کا بے باک انداز اس کی جان نکالنے کے در پے تھا۔

"ادیان بھائی تھوڑا دھیان یہاں بھی دے دیں بھئی۔"

امائزہ نے مسکراتے کیمرے کی جانب اشارہ کیا تو وہ سر جھٹکتے مدھم سا سرشاری کی کیفیت میں مسکرا دیا۔

"کیا بھئی صرف بھائی کی ہی پکس لینی ہے ہم بھی ہیں یہاں چلو سب ساتھ لیتے ہیں۔"

فہد نے کہتے سب کو اسٹیج پر آنے کا کہا اور اس طرح ان سب کا کزنز گروپ کیمرے کی آنکھ میں قید ہوگیا۔

دونوں کپلز کے ساتھ تصویریں لیتے ہنسی مزاق کرتے وقت کب گزرا پتہ ہی نہیں چلا۔

اب سب رسوم ادا کرنے کا وقت تھا۔روشانے کی رسمیں کرنا ضروری تھا کیونکہ اس کی.رخصتی بھی ساتھ ہی طے پائی تھی۔البتہ لیزے اس معاملے میں پرسکون تھی۔ آدھے گھنٹے میں تمام بڑوں نے رسومات سرانجام دیتے سب سے کڑا مرحلہ طے کرنا تھا۔وہ سب لوگ رخصتی کیلیے اٹھ کھڑے ہوئے۔امائزہ لیزے کو پہلے ہی برائڈل روم میں لے جاچکی تھی۔کیونکہ اس قدر بھاری سوٹ اور زیورات کے ساتھ کھڑا رہنا بے تحاشہ مشکل کام تھا۔

احد بھائی میری بہن اب آپکی ذمہ داری ہے ان کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے"

"چاہیے۔

فہد نے احد سے گلے .ملتے ہوئے کہا تو اس کی بات پر احد کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی مسکرا کر اسے دیکھا جو بہن کو حصار میں لے کر کھڑا تھا اور تنبیہی انداز میں اسے وارن کررہا تھا۔

"بالکل بے فکر ہوجاؤ بھئی بہت خوش رکھونگا میں روشی کو۔"

احد نے مسکراتے لہجے میں کہا۔

رخصتی کے وقت روشانے سب سے ملتے ہوئے مسکراتی ہوئی جانے لگی پر اپنے ماں باپ کی آغوش میں آتے ہی آنسوؤں پر بند باندھنا مشکل ہوگیا۔وہ بہادر تھی لیکن ماں باپ کا گھر چھوڑنا کہاں آسان ہوتا ہے۔ بچپن سے جہاں پلی بڑھی وہی سب چھوڑ دینا بہت اذیت ناک ہوتا ہے بیٹیوں کیلیے۔

معاذ خان نے نم آنکھوں سمیت اس کی سمت دیکھا۔

محبت پا لینے کی خوشی تھی پر ماں باپ اور بھائی کو چھوڑنے کا دکھ بھی توگہرا تھا۔ کچھ ہی دیر میں سب سے ملتے وہ احد کے سنگ ایک نئے سفر کی جانب چل دی۔ان کے جاتے ہی شاہوں کی کچھ رسومات کی بدولت لیزے کو شاہ ولا لے کر جانا ضروری تھا تبھی اذلان شاہ نے صائم خان کو اس متعلق آگاہ کیا انہوں نے بغیر کسی تردد کے حامی بھرلی۔اب کچھ مہمانوں سمیت یہ قافلہ شاہ ولا کی جانب رواں دواں تھا۔

عفان شاہ روشی کی رخصتی سے فارغ ہوتے ہی شاہ ولا پہنچ کر کچھ مہمانوں کے ساتھ باتوں میں پوری طرح محو تھے۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ رسموں وغیرہ سے فارغ ہوئے

تھے۔اب کھانے کا دوڑ چلا ہوا تھا۔اپنے موبائل پہ آنے والی کال پہ چونک کر جیب سے موبائل نکالتے اس کی سمت متوجہ ہوئے جہاں چھوٹے شاہ نام جگمگارہا تھا وہ چہرے پہ نا سمجھی کے تاثرات لیے سب سے معذرت کرتا ایک جانب ہوا اور فون اٹھاتے کان سے لگایا۔

چاچو جلدی سے میرے کمرے میں آئیں مجھے ضروری بات کرنی ہے۔اینڈ نو ایکسکیوز" "پلیز۔

فون چھٹتے ہی ادیان کی سنجیدہ سپاٹ آواز سن کر عفان کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا اس شوخے انسان کی اگلی بات پہ لب آپس میں سختی سے پیوست کرلیے۔

آیا بڑا نو ایکسکیوز کرنے والا۔حکم ایسے چلاتا ہے جیسے میں اس کا چاچا نہیں یہ میرا چاچا ہے۔

وہ بڑبڑاتے ہوئے خود سے ہی مخاطب جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے تھے معاً اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ انہوں چونک کر اپنی پشت پہ دیکھا جہاں امائزہ کھڑی ان سے ہی مخاطب تھی۔

آئیں چاچو تصویریں لیں آج تو آپ نے کیمرے میں بھی پکس نہیں لی میری۔ورنہ اس" کام میں تو آپ ہمیشہ پیش پیش ہوتے ہیں چلیں آپ میں لیتی ہوں لیزے کے ساتھ "آپکی۔

وہ عفان کا بازو کھینچتے ہوئے لیزے کے پاس سٹیج پہ لے جاتے ہوئے گویا ہوئی تو عفان نے دانت کچکچاتے ہوئے اوپر ریلنگ کی سمت دیکھا جہاں ادیان بھنویں اچکاتے ہوئے انہیں اوپر آنے کا اشارہ کررہا تھا۔عفان شاہ اس کی حرکت پہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئے۔رائم جو ہسپتال فون کرکے اس بچی کی طبیعت کے متعلق استسفار کررہا تھا ٹھٹھک کر اپنے عقب سے آنے والی نسوانی آواز کی سمت گھوما جہاں امائزہ لیزے کے ساتھ تصویریں بنواتے پوری شان سے کھلکھلارہی تھی۔وہ اس ظالم حسینہ کو دیکھ کر ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

"میں کیوں اس کا روگ لگارہا ہوں خود کو۔اگر وہ اپنی زندگی میں خوش اور مگن ہے یہ سب کرنے کے بعد تو میں کیوں نہیں رہ سکتا۔میرا جتنا اس سے سامنا کم ہو اتنا ہی بہتر ہے ورنہ میرے اندر یہ سب برداشت کرنے کی سکت ختم ہوجائے گی۔"

وہ پلر سے پشت ٹکائے گہرا سانس بھرتے تلخی سی ہنس دیا۔

"مجھے جانے دو میری ماں ورنہ جو اوپر اس کا مجازی خدا بیٹھا ہے مجھے ہی نہ خدا کے پاس پہنچا دے۔جس قدر وہ سفاک انسان ہے۔"

عفان شاہ اپنا رونا روتے ہوئے گویا ہوئے تو امائزہ تو بے ساختہ اپنا سر پیٹ لیا جبکہ مجازی خدا کہنے پہ لیزے کا دل ایک لمحے کیلیے سکڑ کر پھیلا۔اس کا وجود خوشکن احساس میں گھر گیا۔تو آخر کار اس کی خواہش پوری ہوچکی ہے وہ اب اس کے نام سے جانی جائے گی۔اس کے وجود میں ایک پھریری سی دوڑ گئی۔

"اللہ رحم کرے چاچو یہ کس طرح کی اناپ شناپ باتیں بول رہے ہیں آپ۔"

امائزہ اس کی بات پہ دہل کر بولی ان دونوں نے بات پہ غور ہی اب کیا تھا تبھی انہیں ناراض نگاہوں سے تکتے ہوئے بولی۔ باقی سب گھر والے مہمانوں کے ساتھ ڈیلنگ کرنے میں مصروف تھے۔

چلو میں جارہا ہوں اب یہ چارج اپنی پھپھی یا خالہ سے کہو وہ سنبھال لے گی۔ ورنہ ادیان" "شاہ سے کسی نرمی کی توقع مت کرنا۔

وہ سنجیدگی سے انہیں باور کراتے ادیان کے کمرے کی سمت چل دیے۔ ان کے جاتے ہی وہ دونوں تاسف سے سر ہلاکر رہ گئی۔

اس کے کمرے کا دروازہ ناک کرتے ان کے دماغ میں سب کچھ گھوم رہا تھا کیونکہ اس وقت ادیان شاہ کو یوں چوڑی چھپے اسے یوں کمرے میں بلانا انہیں کوئی اچھی وائبز نہیں دے رہا تھا اور اس انسان سے کچھ بھی کرنے کی توقع کی جاسکتی تھی۔ معاً کمرے پہ کھٹکے کی آواز پہ دروازہ چڑ کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا وہ تن فن کرتے اندر کمرے میں داخل ہوئے تو وہ پوری شان سے صوفے پہ براجمان سیگریٹ پینے میں مصروف تھا۔ عفان شاہ کے تو تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔

چرسی انسان مجھے کیوں بلایا ہے یہاں نیچے اتنے مہمان لیے میرا یوں اچانک اوپر آنا سب"
"کو کھٹکا ضرور ہوگا۔

وہ اس کے ہاتھ سے اس نشے کو جھپٹتے ایش ٹرے میں مسلتے دھیمی آواز میں چلائے تو
ادیان نے سکون کے ساتھ ان کی سمت دیکھا۔اس کے آنکھوں کے سرخ ڈورے دیکھ
عفان شاہ کو کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

چاچو اب جو میں کہنے جارہا ہوں آپ کو کسی بھی صورت میں وہ کام کرنا ہے۔وہ آپ کی"
اپنی مرضی ہے یا مسئلہ ہے کہ کیسے کرنا ہے لیکن سب کو راضی کرنا ہے۔اور مجھے یہ کام
"کسی بھی صورت میں ابھی اور اسی وقت ڈن چاہیے۔

اس نے آگے کو ہوتے بیڈ پہ براجمان عفان شاہ کی سمت نگاہیں جماتے دونوں ہاتھوں
کو باہم ملاتے سرد انداز میں ان کو مخاطب کیا اور استفامیہ نگاہیں ان کی سمت اٹھائی۔

"کام بولو کام۔فضول کی بکواس بعد میں کرنا۔"

عفان شاہ اس کی بات سے بے نیازی برتتے سپاٹ انداز میں گویا ہوئے تو ادیان شاہ کے چہرے پہ سختی کا تاثر پنہاں ہوا معاً ایک دلکش مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا۔

"چاچو یو نو واٹ میں نے آپ کو یہاں کیوں بلایا ہے کیونکہ آپ ماشاءاللہ سے بہت ذہین فطین انسان ہے تبھی تو سمجھ رہے ہیں مجھے خیر آپ کو نیچے جاکر لیزے کی رخصتی کی بات کرنی ہے اور مجھے رخصتی ابھی اور اسی وقت چاہیے۔اگلے دو گھنٹوں میں وہ میرے کمرے میں ہو ڈیٹس اٹ"۔

وہ سکون سے بولتا ان کا سکون غارت کرگیا۔اپنی بات مکمل ہوتے ہی وہ ہاتھ جھاڑتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔عفان شاہ سکتے کی کیفیت میں اس کے چہرے کے تاثرات جانچ رہے تھے جہاں مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔یکلخت ان کے چہرے پہ غصے کی پرچھائیاں ابھری۔

"تم جانتے ہو کیا بول رہے ہو ایسا کسی صورت ممکن نہیں ہے جس کی رخصتی تم چاہتے ہو اس کے بابت شاید تم بھول رہے ہو کہ اس کا باپ اور بھائی ماشاءاللہ سے ابھی

حیات ہے وہ کسی بھی صورت میں یہ نہیں ہونے دیں گے اور تمہیں یہ سب عین وقت پہ کیوں یاد آتا ہے۔"

وہ تنبیہی انداز میں بولتے بولتے آخر میں کڑے انداز میں دھاڑے تو ادیان نے مصنوعی سہم کر ان کی جانب دیکھا جیسے وہ ڈر گیا ہو معاً اس کے لبوں کی تراش پہ تمسخر اڑاتی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

"آپ کو یہ بات اچھے سے ازبر ہوجانی چاہیے کہ ادیان شاہ جو بھی کرتا ہے وہ ڈنکے کی چوٹ پہ کرتا ہے۔"

وہ شانِ بے نیازی سے کندھے اچکاتے سیگریٹ کا ایک گہرا کش لیتے فضا میں دھوئیں کا مرغولہ چھوڑتے ہوئے برفیلے انداز میں بولا۔ عفان شاہ نے بے بسی سے اس کی سمت دیکھا جو اپنے موقف سے ہٹنے کو تیار ہی نہیں تھا۔

"مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ تم بیوی کے اس قدر شودے ہو۔"

وہ دانت پیستے ہوئے اپنے بال دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے بولے۔ادیان نے آنکھیں چھوٹی کرتے ان کی جانب دیکھا اس کی بھوری کانچ سی آنکھوں میں مخصوص چمک لہرائی۔

"بس کیا کرو آپ پہ چلا گیا ہوں۔"

وہ بیچارگی سے آنکھیں گھما کر ان کی ذات پہ وار کرتا ہوا بولا اس کی بات پہ عفان شاہ بلبلا اٹھے۔

"میں کچھ سوچتا ہوں کہ کیا ہوسکتا ہے۔"

وہ بے بسی سے کہتے کمرے سے نکل گئے جبکہ ادیان نے حیرت سے ان کا سرد انداز دیکھا مگر پھر کندھے جھٹکتے اپنی بات مکمل ہونے کا انتظار کرنے لگا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد نیچے سے آنے والی دلخراش چیخ و پکار کی آواز پہ ادیان کا سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا۔

ادیان نیچے سے آنے والی آوازیں سنتے سرعت سے ددوازہ کھولتے نیچے کی سمت بھاگا لیکن زینوں پہ ہی عفان شاہ کو اپنی کمر پہ ہاتھ رکھے گرے دیکھ اس کے اعصاب جھنجھنا اٹھے۔وہ زور و شور سے تکلیف سے کراہ رہے تھے۔اس اچانک ہوئی افتاد پہ ایک لمحے کیلیے گھر میں کہرام مچ گیا۔اذلان شاہ نے ایک تند بھری نگاہ ان سب پہ ڈالی جنہیں بات کا بتنگر بنانے کے علاوہ کوئی کام نہیں آتا تھا۔

"ہائے میں مرگیا مجھے بچالو میں نہیں بچتا آج۔"

وہ اپنی بے بسی کا رونا روتا ہوا بے بسی سے اپنے نادیدہ آنسو پونچھتے ہوئے بولے تو اذلان شاہ جو ان کے گرنے پہ اچھے خاصے گرنے پہ پریشانی سے ان کی جانب ہاتھ بڑھا رہے تھے ان کی بات پہ ٹھٹکتے ہوئے سرعت سے اپنا ہاتھ پیچھے کرگئے۔اتنی دیر میں ادیان بھی زینے اترتے ان کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔عفان شاہ نے اپنا ڈرامہ جاری رکھتے ادیان کا حیران کن چہرہ دیکھتے بائیں آنکھ دبائی۔ادیان نے دانت کچکچاتے ہوئے ان کی سمت دیکھا۔

عفان کیا ہوگیا ہے ہمت کرو اتنے بڑے ہو کر چھوٹے بچوں کا والا برتاؤ اچھا لگتا ہے"
"کیا۔

صائم خان نے بھی موقع کی مناسبت دیکھتے انہیں لتاڑنا ضروری سمجھا لیکن وہ ان کی بات سرے سے نظرانداز کرتے اپنا بین کرتے رہے۔

انسان بوڑھا ہو کر ایک بار پھر بچہ بن جاتا ہے تو کیا ہوا بالوں میں چاندی آگئی ہے دل تو" ابھی بھی بچہ ہے نہ۔وہ گانا سنا ہے نہ آپ نے دل تو بچہ ہے جی۔بس ویسی ہی "صورتحال ہے یہاں بھی۔

وہ زوروشور سے ان کی بات پہ نفی کرتے گہرا سانس بھرتے ہوئے بولے۔گہرے گہرے سانس بھرتے وہ سب کو یہ محسوس کروا رہے تھے جیسے انہیں سانس لینے میں دقت پیش آرہی ہے۔ان کی حرکت پہ صائم خان نے پریشانی سے ان کی سمت دیکھا البتہ اذلان شاہ سنجیدگی سے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے ان کی حرکات کا جائزہ لے رہے تھے جسے دیکھتے ان کے اعصاب تننا شروع ہوچکے تھے۔

میں کہہ رہا ہوں میں مرنے والا ہوں۔مرنے سے پہلے اپنی جان سے پیارے بھتیجے کی" رخصتی دیکھنا چاہتا ہوں۔وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے اگر مجھے کچھ ہوگیا تو وہ بھی میرے بغیر زندہ نہیں رہ پائے گا اور اگر اس کا بھی میرے ساتھ رام رام ستیئے ہوگیا تو وہ بیوی کا سکھ کیسے حاصل کرپائے گا۔دو دن کی زندگی ہے اب بچی دے دو اسے۔"

وہ ابھی بھی اپنی کمر تھامے اپنی ہی ہانکے جارہے تھے ان کی اس قدر فضول بکواس پہ سب نے ہونقوں کی طرح ان کی سمت دیکھا البتہ ادیان ان کی اداکاری دیکھ کر بلبلا اٹھا جو اپنے ساتھ ساتھ اس کا بھی خاتمہ کررہے تھے۔چہرے پہ سرد سا تاثر ابھر آیا۔جبکہ اب کی بات پہ باقی کسی کا تو نہیں البتہ اذلان شاہ کا ماتھا بری طرح ٹھنکا۔انہوں نے تیز نگاہوں سے عفان شاہ کو دیکھتے ایک سرد نگاہ ادیان شاہ پہ ڈالی جو بے نیازی سے اس سارے قصے میں انجان کھڑا تھا۔چہرے سے اکتاہٹ عیاں تھی۔انہیں ایک لمحہ لگا تھا یہ سارا معاملہ سمجھنے میں۔

"عفان پھپھا ونس مور مزا نہیں آیا۔"

رائم نے مسکراہٹ دباتے شریر انداز میں ٹکرا لگایا تو صائم خان نے بے ساختہ اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا۔

"شکر ہے لیزے یہاں موجود نہیں ورنہ کھڑے کھڑے بیہوش ہوجاتی۔"

آیت نے گہرا سانس بھرتے محرم کو مخاطب کرتے تشکر بھرا سانس خارج کیا تو محرم بھی اس کی بات پہ مسکراہٹ دبا گئی۔مگر ابھی بھی عفان شاہ کی طبیعت ان کیلیے پریشانی کا سبب تھی۔

"عفان یو ہیو اونلی ٹین سیکنڈز گیٹ اپ کو لگی۔"

معاً اذلان شاہ کی سردوسپاٹ آواز پہ لاؤنج میں سرگوشیوں کا طوفان تھما اب سب حیرت سے ان دونوں کی سمت دیکھ رہے تھے ایک تو آنکھوں سے نگلنے کا ارادہ رکھتا تھا البتہ دوسرا اپنی فالتو کی اداکاری کو فل سٹاپ لگاتے اپنا حلق تر کرگیا۔اذلان شاہ کی سنجیدگی دیکھتے اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

اٹھ جا عفان ورنہ ان دو کے درمیان تیرا کچومر نکل جائے گا۔ایک پھنساتا ہے تو دوسرا "مارتا ہے۔

وہ دل ہی دل میں ادیان کو صلواتیں سناتے کھسیاتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا ورنہ اذلان شاہ سے کوئی بعید نہیں تھا جو چوٹ اسے لگی بھی نہیں وہ پیچھے ہی دھکا دیتے اسے لگوا دیتے۔ تبھی زینوں سں ہٹتے ان کے مدِ مقابل آئے۔مگر ادیان کو دیکھتے دانت پیسنا نہ بھولیں جو گرل کے ساتھ پشت ٹکائے مزے سے کھڑا آنے والے لمحات کا انتظار کررہا تھا۔

اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے لاؤنج میں گھمائی لیکن اس کا چھوٹو بے بی اسے کہی دکھائی نہیں دیا۔

خیر ہے آرام کرلے کیونکہ اصل نیند تو اب حرام ہونی ہے۔جب میری پناہوں میں آکر" خود کو بے تحاشہ بے بس محسوس کرے گی۔میری جھلساتی ہوئی قربت کو برداشت کرنا "تمہارے بس کا روگ نہیں ہے لیزے بے بی۔

وہ تنسخرانہ انداز میں دل ہی دل میں خود سے ہی مخاطب تھا۔معاً اذلان کی کڑک آواز پہ وہ جھٹکے سے اپنی گردن ترچھی کرتے اپنے باپ کی سمت دیکھا۔انابی اور امائزہ نے سختی سے

ایک دوسرے کا ہاتھ آپس میں پیوست کرلیے۔ عزہ نے بھی بے بسی سے محرم کی سمت دیکھا جو خود بھی پریشان نظر آرہی تھی۔

''بتانا پسند کریں گے کہ یہ سب کیا تھا اور کیوں تھا۔''

اذلان شاہ نے سرد انداز میں بولتے استفہامیہ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی جواباً وہ خفت سے چہرہ جھکا گیا وہ یہ کیسے بھول سکتا تھا کہ کوئی واقف ہو یا نہ ہو اس سے اذلان شاہ اس کی رگ رگ سے واقف ہے۔اسے اب اپنے کیے پہ باقاعدہ پچھتاوا ہونے لگا۔

بھائی وہ بس کافی دنوں سے کوئی شغل میلا نہیں لگا تھا تو سوچا کیوں نہ آج کی شام'' ''رنگین۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا اذلان شاہ نے درمیان میں ہی سرد انداز میں بولتے اس کی بات اچک لی تبھی وہ گڑبڑاتے ہوئے چہرے پہ سنجیدگی طاری کرگیا۔

جی ضرور بھائی بتانا پسند کروں گا۔آپ میرے ساتھ چلنا پسند کریں گے کیا۔صائم بھائی'' ''آپ بھی۔

اس نے سرعت سے مزاج کا رنگ بدلتے سنجیدگی کا رنگ اختیار کیا تو ادیان کے لبوں کے گوشوں پہ بھم سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا وہ ملازمہ کے ہاتھ سے بلیک کافی لیتے خود سکون سے صوفے کی پشت ٹکاتے کافی کا مگ لبوں سے لگا گیا۔فلحال اسے اس چیز کی شدید طلب ہورہی تھی۔

عفان شاہ کی بات پہ اذلان کو کسی انہونی کا احساس ہوا وہ صائم خان کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ڈرائنگ روم کی سمت چل دیے۔ان کے جاتے ہی سب خواتین کے چہروں پہ نا سمجھی کے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔رائم کی کشادہ پیشانی پہ ادیان کا پرسکون انداز دیکھتے بل پڑے۔ایکدم وہ کچھ سوچتا مضبوط قدم اٹھاتا اس تک پہنچا اور اس کے ساتھ ہی صوفے پہ جگہ سنبھال گیا ادیان نے اس کے یوں اچانک یہاں آنے پہ استہفامیہ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی۔

ڈرائنگ روم میں پہنچتے ہی عفان شاہ نے ان دونوں کو صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا کیونکہ جو خبر اب وہ انہیں دینے والا تھا وہ ان دونوں کے اعصابوں پہ بجلی بن کر گرنی تھی اتنا تو اسے اندازہ تھا۔

"پانی پیئے گے آپ دونوں۔"

اس نے دانت نکوستے ہوئے اپنی جانب سے مسخرے بننے کی بھرپور کوشش کی جواباً ان دونوں کے سپاٹ انداز دیکھتے وہ بھی سارا ہنسی مزاق ایک جانب رکھتے سنجیدہ ہوا۔

"بھائی وہ۔اب جو میں بولنے والا ہوں اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے مجھے ماننی پڑی ہے تبھی آپ کے سامنے یوں پیش ہوں۔ تحمل سے میری بات سنئے گا پہلے۔"

عفان شاہ نے بات کو پھر سے طول دیتے گلہ کھنکھارتے تنبیہہ کرنا ضروری سمجھا۔ان کے بلاوجہ بات کو لٹکانے پہ صائم خان نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"بھائی وہ ادیان آج ہی رخصتی چاہتا ہے۔"

عفان شاہ نے ان کے ڈر سے مضطرب انداز میں بولتے زبان دانتوں تلے دباتے آنکھیں میچ لی۔ان کی بات پہ تو صائم خان تو ہونق ذدہ رہ گئے کہ وہ یہ کیا بول رہا ہے جبکہ ان کی بانسبت اذلان شاہ پرسکون تھے جیسے وہ اس بابت پہلے سے آگاہ ہو۔

"اذلان یہ سب کیا ہے اب۔میں نے صرف نکاح تمہارے کہنے پہ اس قدر جلدی کیا ہے مجھے ادیان بہت عزیز ہے کیونکہ وہ میری جان سے پیاری بہن کا بیٹا بھی ہے لیکن میں

لیزے پہ کبھی بھی یہ سب ذمہداری نہیں ڈال سکتا۔مجھے امید ہے کہ تم میری بات ضرور سمجھو گے۔"

انہوں نے سہولت سے انہیں سمجھاتے انکار کرنا چاہا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا کہ ادیان سامنے آئے اور وہ اس کے منہ پہ ایک رکھ کر لگائے۔

"لیکن صائم بھائی لیزے اپنوں کے گھر ہی آرہی ہے اس میں کسی بھی قسم کا مضائقہ نہیں ہے۔"

عفان شاہ نے بھی ان کی بات پہ حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔وہ چاہتے تھے کہ کسی بھی صورت ان کی بات رکھی جائے۔جبکہ اذلان شاہ اس سب سے بے نیاز کسی گہری سوچ میں غلطاں تھے۔

"صاف صاف لفظوں میں کہوں تو وہ ابھی چھوٹی ہے میں ایسا کبھی نہیں چاہوں گا اس قدر جلدی وہ ان ذمہدادیوں میں پڑے۔امید ہے تم دونوں سمجھ چکے ہوگے میں کس بابت بات کرنا چاہ رہا ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے اپنی بات کا اختتام کرتے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ معاً اذلان شاہ کی پکار پہ وہ ٹھٹھک کر رکے اور حیران کن تاثر سمیت ان کی سمت دیکھا جو انہیں دوبارہ بیٹھنے کا اشارہ کررہے تھے وہ بے بس ہوتے دوبارہ وہی براجمان ہوگئے۔

"اور اگر میں یہ کہوں کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں تو۔"

اس نے بھنویں اچکاتے ان کی سمت دیکھا تو صائم خان کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں نمودار ہوئی۔

"اگر تمہیں اس چیز کا خوف ہے کہ لیزے چھوٹی ہے ان سب ذمہداریوں کیلیے تو اس کے لیے پریشان مت ہو کیونکہ یہاں باقی سب بھی موجود ہے اور دوسری اور سب سے اہم بات میرا بیٹا چاہے جیسا بھی ہو دکھنے میں سرد مزاج، اکھڑ مزاج لیکن یہ بات بھی اسے اچھے سے ازبر ہے کہ لیزے اب اس کی عزت ہے وہ معاملات کو سلجھانا جانتا ہے۔ نکاح تو ہو چکا ہے رخصتی آج ہو یا مہینوں بعد کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ویسے بھی ایسے رشتوں کو لٹکانا بھی نہیں چاہیے۔"

اذلان شاہ نے متانت سے ساری بات ان کے گوش گزار دی۔ان کی بات کرنے کا انداز ہی اس قدر پرسکون تھا کہ صائم خان کو دل ہی دل میں تسلی ہو چکی تھی۔

جی اور ایک بات مزید ادیان نے اگلے مہینے دبئی بھی تو جانا ہے بزنس میٹنگز اٹینڈ" کرنے۔اس کی بیوی ساتھ ہوگی تو یہاں ہم سب کو بھی پریشانی نہیں ہوگی۔"

عفان شاہ نے اپنی بونگی سی دلیل دینا تو ضروری سمجھا تو وہ دونوں تاسف سے سر ہلا کر رہ گئے۔

باقیوں سے میں بات کرلیتا ہوں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔امید ہے کوئی" میری بات نہیں ٹالے گا۔"

اذلان شاہ صوفے پہ دباؤ ڈالتے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اب ان کا رخ باہر لاؤنج کی جانب تھا۔صائم خان کا دل تو تڑپ رہا تھا۔انہیں تو باقاعدہ اپنی جان سے پیاری بیٹی کی فکر ہے ناجانے یہ سب جان کر اس کا ردِ عمل کیا ہوگا۔معاً وہ اپنے کندھے جھٹکتے باہر کی جانب ان دونوں کی تلقید میں چل دیے۔

رائم تو ان کی بات سن کر بھڑک ہی اٹھا۔وہ تو اتنی جلدی نکاح پہ رضامند نہیں تھا مزید رخصتی۔اسے تو سخت قسم کا جھٹکا لگا تبھی لمبے لمبے ڈگ بھرتا صائم خان کی سمت آیا جو سپاٹ چہرے سمیت دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے کھڑے تھے۔باقی سب کا حال بھی مختلف نہیں تھا اس سارے قصے میں صرف ایک ہی ذات پرسکون تھی جو اپنی فتح پہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سرشاری سے چمکتی آنکھوں سمیت سب کو دیکھ رہا تھا۔ مائزہ اور انابی کی آنکھیں بھی یہ سب سنتے چمک اٹھی تھی انہیں اور کیا چاہیے تھا۔

آناً فاناً ہی سب ہوا تھا کہ سب اب رخصتی کی تیاریوں میں مصروف ہوچکے تھے اذلان شاہ نے خود ہی رائم کو پرسکون کرلیا تھا مگر اس کا دل نا جانے کیوں ابھی بھی ہولا رہا تھا۔اب اذلان شاہ اور صائم خان کا رخ امائزہ کے کمرے کی جانب تھا جہاں لیزے آرام کررہی تھی۔تمام خواتین نے دیگر کام سنبھال لیے تھے محرم ایک شکوہ کناں نظر ادیان پہ ڈالتی اس کے کمرے کے سمت چل دی۔

لیزے جو نیند سے ہڑبڑا کر جاگی تھی اپنے آپ کو تن تنہا کمرے میں پاکر اس سے پہلے کمرے کا دروازہ کھولتی اندر آنے والی شخصیات کو دیکھتے اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت

سے پھیل گئی اس نے سوالیہ نگاہیں انھی کے عقب میں آتی آیت کی سمت ڈالی جو مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔لیزے کو سرعت سے غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اذلان شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا تو اس نے چونک کر اچھنبے سے ان کی سمت دیکھا۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔"

انہوں نے محبت سے اس کا ماتھا چوما اور صوفے پہ بیٹھتے اسے اپنے حصار میں لیتے مشفقانہ لہجے میں استسفار کیا تو وہ جھجھکتے ہوئے نظریں جھکاتے اثبات میں سر ہلاگئی۔ناجانے کیوں دل بے تحاشہ گھبرا رہا تھا جیسے کچھ غیر متوقع ہونے والا ہے۔

"اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو آپ میری بات مانو گے۔"

انہوں نے اس کی تھوڑی پہ دو انگلیوں کی مدد سے اونچی کرتے متانت سے استسفار کیا۔لیزے نے کسی احساس کے تحت نظریں اٹھا کر صائم خان اور آیت کی سمت دیکھا جو اسی کی جانب نظریں جمائے بیٹھے تھے اس کے دیکھنے کا انداز ہی اس قدر شکوہ کناں

تھا کہ صائم خان تڑپتے دل سمیت اس کی دوسری جانب جگہ سنبھال گئے اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"لیزے بیٹا اگر آپ کی رخصتی آج ہی کردے تو۔"

نہیں نہیں ڈیڈ یہ بات نہیں ہوئی تھی نہ تو یہ سب اچانک کیوں۔مجھے نہیں کرنی" "رخصتی پلیز مجھے گھر واپس جانا ہے۔

اس نے بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ روتے روتے ہوئے گویا ہوئی اور منت کرنے والے انداز میں بولتے صائم خان کا ہاتھ تھام لیا۔اس کی حرکت پہ اذلان نے سختی سے لب آپس میں پیوست کرلیے۔آیت نے بھی پریشانی سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا جو اب صائم خان کے سینے سے لگی رونے کا شغل کررہی تھی۔مطلب انہوں نے نکاح کی ضد پوری کرنے کے بعد یہ ضد بھی پوری کرنی تھی۔وہ ایسا کیسے کرسکتے ہیں۔انہیں نے تو مجھے کٹھ پتلی ہی سمجھ لیا ہے جو ان کے اشاروں پہ ناچی جائے۔دل کی دھڑکنوں نے الگ ہی شور مچارکھا تھا۔اگر یہ رخصتی انجام پاگئی تو وہ میری آدھی بچی جان بھی کھینچ کر نکال دیں گے۔

وہ دل ہی دل میں اس کی باتیں یاد کرتے پھر سے سسک اٹھی۔اس کے وجود میں پھریری سی دوڑ گئی۔

معاً کسی سے بھی سنبھلتا نہ دیکھ انہوں نے آخری حربہ ازمانے کا سوچا تبھی آیت ان کے اشاروں کی زبان سمجھتی محرم کو بلانے باہر کی سمت چل دی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد محرم آرام دہ کپڑوں میں جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی تو اذلان شاہ نے انہیں دیکھتے لیزے کی سمت اشارہ کیا وہ ان کی بات پہ پیچ وتاب کھا کر رہ گئی۔ان باپ بیٹے میں سے کوئی بھی کم نہیں تھا اگر ایک خواہش کا اظہار کرتا تھا تو دوسرا اس کی تکمیل میں جی جان لگا دیتا تھا اور اس سب میں پستا کون تھا محرم بیچاری۔

وہ ایک غصے بھری نظر اذلان شاہ پہ ڈالتی مضطرب انداز میں انگلیاں مڑوڑتی لیزے کی سمت متوجہ ہوئی۔

"آپ سب باہر جائیں۔"

اس نے بھی تو ناراضگی کا بھرپور اظہار کرنا تھا تبھی لیزے کو اپنے حصار میں لیتی نروٹھے لہجے میں بولی ان کی بات پہ اذلان شاہ بہم مسکراہٹ سمیت ان سب کو لیتے کمرے میں باہر نکل آئے جاتے جاتے وہ کمرے کا دروازہ بند کرنا نہ بھولیں۔

"پھپھو جان میں نے نہیں رہنا یہاں آپ سب کو کہیں نہ۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

وہ بے بسی سے محرم کی سمت دیکھتے ان کا ہاتھ تھام گئی تو محرم نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو کس قدر رو رہی تھی۔انہیں یہ بات سمجھ نہیں آئی۔

ادھر دیکھو نکاح بھی تو اسی گھر میں ہوا ہے آپکا۔آج آؤ یا کچھ مہینوں بعد آنا تو یہی ہے" نہ۔اور ڈر کس سے لگتا ہے ادیان سے خوف محسوس ہوتا ہے کیا اس نے کچھ کہا ہے آپ سے۔"

محرم کو اسے اپنے اعتماد میں لینا بہت ضروری تھا تبھی شگفتگی سے گویا ہوئی اور اس کے چہرے پہ نگاہ دوڑاتے اس کے تاثرات جانچنے چاہے جو اب اضطراب کے عالم میں انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی۔اس کی آنکھوں میں ایک خوف ناچ رہا تھا۔وہ انہیں

اب کیا بتاتی کہ خوف کس چیز کا ہے۔وہ تو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے نگلنے کو تیار بیٹھا ہے۔اس کی شدتیں سی کی گہری پرتپش باتیں یاد کرتے اس نے بے ساختہ تھوک نگلا۔ میری بیٹی میری بات تو مانے گی نہ۔اور دیکھنا وہ آپ کو کچھ نہیں کہ سکتا۔اس نے ہی" تو رخصتی کی بابت بات کی ہے۔میری جان میرے پاس آجائے گی ہمیشہ کیلیے اور کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کی میں کلاس لوں گی کل آپ پرسکون رہو۔ٹھیک ہے میں جانتی ہوں میری جان میری کوئی بات نہیں ٹالتی۔"

وہ اس کے بال سنوارتی ممتا بھرے لہجے میں بولی تو لیزے نے ان کی بات پہ دل پہ بھاری سل رکھتے مشکل اثبات میں سر ہلایا۔آنسوؤں کا گولہ حلق میں اٹکا۔اس نے اپنے آنسو ضبط کرنے کے چکر میں مٹھیاں سختی سے آپس میں بھینچ لی۔اسے اس ماحول سے ہی عجیب سی گھٹن کا احساس ہورہا تھا۔ناجانے کیا ہونے والا تھا لیکن یہ سب اچانک وہ اپنے ڈیڈ اور بھائی سے سخت قسم کا ناراض ہوچکی تھی اور ادیان شاہ کو تو وہ ناک و چنے چبوانے کا سوچ چکی تھی۔سیاہ گہری آنکھوں میں پرعزم سی ایک چمک لہرائی۔

اس کے ہاں کرنے کی دیر تھی کہ اسے ادیان کے کمرے میں رخصت کرنے کی تیاریاں شروع ہوگئی۔ عزہ اور آیت اس کے چہرے پہ ہلکا ہلکا ٹچ اپ دے رہی تھی جو کھوئی کھوئی سی بیٹھی اپنے مہندی سے بھرے ہاتھوں کو خالی خالی نگاہوں سے تک رہی تھی جہاں بھری مہندی کے عین وسط میں دل بنا کر وہاں اس ستمگر ادیان شاہ کا نام پوری شان سے جگمگا رہا تھا۔اس کی مہندی کا گہرا رنگ دیکھتے سب نے خوب چھیڑا تھا کہ اس کا شوہر اس سے بہت محبت کرتا ہوگا جبکہ ان سب کی باتوں پہ وہ تلخی سے ہنس دی تھی کیونکہ اس کے نزدیک ایسا ناممکن سی چیز تھی۔ لیکن خود کا کیا کرتی وہ نام تو اس کا دل پہ بھی نقش تھا تو وہ کیوں ناشکری کررہی تھی۔ کیونکہ وہ گناہ کا ازتکاب کررہی تھی۔

اتنی آسانی سے آپ میرا نصیب بنادئے گئے ہیں تو کیونکر میں ناشکری کرو۔ میں ناشکری نہیں ہوں بلکہ میں تو خوش قسمت ہوں جسے ادیان شاہ کا ساتھ ملا ہے۔ جانتی ہوں ابھی صرف میں ہی اس راہ کی مسافر ہوں لیکن خود پہ پورا یقین ہے مجھے آپ کو بھی بہت جلد اسی راہ کا مسافر بناؤں گی کیونکہ مجھے ہمیشہ آپ سے دو قدم پیچھے رہنا ہے۔آپ کا ہاتھ تھام کر ہر سفر خوشی طے کرنا ہے۔

وہ دل ہی دل میں بولتی گہرا سانس فضا میں خارج کرتی ایک شرمیلی مسکراہٹ لبوں پہ سجاگئی۔ڈر اپنی جگہ تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس شخص سے وہ کبھی نہیں جیت سکتی۔اور اسے ادیان شاہ کے آگے یہ ہار بھی قبول تھی۔

رائم تو اسے گلے لگاتے بار بار اس کے ماتھے پہ لب رکھتے رودیا۔اس نے تو بہت احتجاج کیا تھا لیکن صائم کی بات بھی کسی حد تک ٹھیک تھی تبھی تھک ہار کر خاموشی اختیار کرلی۔ادیان شاہ تو اپنا کام مکمل ہوتے سرے سے ہی منظر سے غائب ہوچکا تھا۔

امائزہ اور انابی سمیت آیت نے اسے ادیان کے کمرے میں لے جاکر بٹھایا یہ کمرہ کسی اعلیٰ پائے شخص کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا۔فرش پہ دبیز سا قالین بچھا ہوا تھا۔ہلکے رنگوں سے سجا یہ طویل و عریض کمرہ بہت پرسکون تھا اپنی مالک کی عادت کے برعکس تھا بلکل لیزے نے تو سوچ کے ہی بے ساختہ جھرجھری لی۔دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔گلاس ڈور پہ دبیز پردے لٹکے ہوئے تھے۔

محرم نے امائزہ کو اسے بٹھانے کا اشارہ کیا تو مازہ نے محبت سے اسے ادیان کے جہازی سائز بیڈ پہ بٹھاتے اس کا لہنگا اچھی طرح پھیلادیا۔لیزے نے ایک طائرانہ نگاہ پورے

کمرے میں دوڑائی جہاں ہر چیز قابلِ ستائش اور قیمتی تھا۔اس قدر بڑا کمرہ اسے اپنے گھر کا کمرہ یاد آیا ابھی ان کا گھر بھی اچھا خاصہ بڑا تھا لیکن یہ کمرہ ان کے دو کمروں کے مطابق تھا۔

"بیسٹ آف لک میری جان۔"

امائزہ نے شدت گریہ سے مرعوب ہوتے اس کا گال چوم لیا اس کی اچانک حرکت پہ وہ سٹپٹا گئی۔

ویسے لیزو ایسا بھی کیا جادو کیا ہے ہمارے بھائی پہ کہ وہ راتوں رات رخصتی انجام دینے" "پہ تل گئے ہاں بتاؤ ذرا۔

انابی آنکھیں نچا کر بولی تو اس کی بے باک بات پہ وہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔ہاتھ پیر باقاعدہ ٹھنڈے پڑ گئے۔

بکواس نہ کیا کرو ۔ویسے لیزے تجھے دیکھ کر لگتا ہے بھائی کا ایمان بری طرح ڈگمگا گیا" ہے۔میں وہی کہوں تو مجھے اتنی حسین لگ رہی ہے وہ تو پھر بھائی ہیں۔

امائزہ انابی کو منہ بند کرنے کا کہتی لیزے کے گال پہ چٹکی بھرتے پرجوش لہجے میں بولی۔

"پلیز مازہ۔"

وہ شرم کے مارے بس یہی بول پائی۔

"ارے تمہارے گال پہ ایک پاری لے لو چھوٹے سے بے بی۔"

انابی کا اسے چھوٹے سے بے بی کہنا ایک لمحے کیلیے اس کا دل دھڑکا گیا۔ایسے تو صرف ادیان ہی اسے مخاطب کرتا تھا۔

شرم کرلو آج کے دن یہ سب کرنا بھائی کی ذمہداری ہے۔ہماری چھوئی موئی کی لڑکی" "ہمیں بس زندہ سلامت واپس مل جائے۔

اس کے اس قدر بے باک انداز میں لیزے اسے دیکھ کر رہ گئی وہ سچ میں آج اسے ادیان شاہ کی بہن لگی تھی اس معاملے میں۔

صبح ملتے ہیں بھابھی ہیو اگڈ اینڈ میموریبل نائٹ۔اوپس رومینٹک آلسو میری جان۔بس" "یہ اتنا شرما ورما کر میرے بھائی پہ ظلم مت ڈھانا۔

امائزہ اس کے قریب جھکتے شرگوشی کرنے والے انداز میں بولی لیزے کا چہرہ اس کی بات پہ سفید پڑگیا۔وہ دونوں اس کی حالت پہ کھلکھلا کر ہنس دی۔وہ کیوں نہ تنگ کرتی اسے

اول تو وہ اس کی جان سے پیاری دوست پھر بہن اور اب اس کے جان سے پیارے بھائی کے ساتھ جو رشتہ جڑا تھا وہ اسے دل و جان سے بھی قریب تر تھا۔وہ تو بے تحاشہ خوش تھی۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وقت کا خیال کرتے عزہ نے ان دونوں کو کمرے سے باہر جانے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں آنکھ دباتے ایک شرارت بھری نگاہ اس پہ ڈالتے باہر کی سمت چل دی۔اس سے پہلے کہ عزہ بھی کمرے سے باہر نکلتی لیزے نے گھبرا کر بے ساختہ ان کا ہاتھ تھام لیا۔عزہ نے بے ساختہ اس کی حالت کے پیش نظر اسے ساتھ لگاتے تھپکی دی اور محبت سے اس کے گھونگھٹ سے ڈھکے سر پہ لب رکھتی کمرے سے باہر نکل گئی کیونکہ گھڑی رات پہ دس بجا رہی تھی۔

کیا سے کیا ہوگیا تھا اس کے ساتھ۔وہ تو گھر جاکر ان بھاری کپڑوں سے چھٹکارا حاصل کرتے لمبی تان کر سونے کا ارادہ رکھتی تھی اور یہاں سرے سے ہی اس کی نیند چین سکھ قرار سب کچھ لوٹ لیا گیا۔

گھر پہنچتے احد اور روشانے کی کچھ رسومات ادا کرنے کے بعد روشانے کی تھکن کا احساس کرتے اسے کمرے میں بھیج دیا گیا ایک تو لمبا سفر تھا دوسرا اس قدر بھاری لہنگا اس کی تو باقاعدہ کمر دکھنے لگی تھی وہ جلد سے جلد کمرے میں جاکر آرام دک سوٹ پہننا چاہتی تھی مگر یہ تو وہ گھر نہیں تھا جہاں وہ پرسکون سی ہر کام کرلیتی لیکن اس کی ماما کی بات پہ اس نے تشکرانہ نگاہیں ان کی سمت اٹھائی۔ بڑوں کے اشارہ کرنے پر احد کی بہن اور کچھ اس کی بڑی کزنز روشانے کو کمرے میں بٹھانے کے غرض سے اسے اپنے حصار میں لیے کمرے کی سمت بڑھی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ اس طویل و عریض اور خوبصورت کمرے کو دیکھتے گہرا سانس خارج کرتے مسکراتے ہوئے منتہا کی سمت دیکھا۔اسے جہازی سائز بیڈ پہ بٹھاتے ہی ان لوگوں نے باہر کی جانب قدم بڑھائے تاکہ اپنے بھائی سے نیگ لے سکے ورنہ انہوں نے ایک لمحہ نہیں لگانا کمرے میں آنے میں۔ وہ سب وہیں دروازے سے پشت ٹکائے کھڑی احد کا انتظار کرنے لگیں۔

کمرے کے وسط میں رکھے بیڈ پر بیٹھے وہ گھونگھٹ کے اندر سے ہی کمرے کا جائزہ لینے لگی جو رہنے والی کی اعلی پسند کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

معاً اس کے لبوں پہ ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔کیا سچ میں وہ اس کی شادی احد اے انجام پاچکی تھی۔وہ جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔

احد دروازے کے پاس پہنچتے ان سب کو یوں کھڑا دیکھ کر کچھ حیران ہوا جو تیکھے چتونوں سے اسے ہی گھور رہی تھی وہ کھسیاتے ہوئے اپنے سر سہلاگیا۔معاً سب سمجھ آنے پر اس نے جان کر بھی ان کی جانب انجان بنتے سوالیہ انداز میں ان کی جانب دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں بھائی ٹیکس دیں پھر ہی اندر جانے دینگے ہم ورنہ آپ کی انٹری نہیں ہوگی۔بھابھی سے پھر کبھی مل لیجیے گا۔ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا یہ آپ پہ منحصر ہے اب کہ آپ کو اپنی بیوی سے ملنے کی کس قدر جلدی ہے۔"

اس کی ایک کزن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسا ٹیکس اپنے کمرے میں جانے کا۔اور کوئی جلدی نہیں ہے جاؤ تم لوگ میری بیوی کے ساتھ انجوائے کرو۔"

احد نے ابرو اچکاتے حیرت سے پوچھا ساتھ ہی بے نیازی سے کہتے اس سے پہلے کہ وہ زینے اترتا تو وہ سب حیرت سے چلا اٹھی۔

"آپ کو نہیں پتہ یہ رسم ہے آپ کو پوری کرنے ہی ہوگی بھائی۔"

اپنی جان سے پیاری بہن کے کہنے پر وہ مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے مسکرا کر ان کی مطلوبہ رقم تھوڑا تنگ کرنے کے بعد دیتا اس کا ماتھے پہ بوسہ دیتے اندر کی جانب چل دیا۔

دروازے پر کھٹکے کی آواز پر روشانے جو ریلیکس سی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے بیٹھی تھی سرعت سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

احد نے وہیں دروازے سے ایک نظر اسے محبت سے دیکھتے دروازہ لاک کیا اور مضبوط قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھا۔

بیڈ کے قریب آتے اس نے اپنی شیروانی کے بٹن کھولتے سب سے پہلے اس گھٹن زدہ ماحول سے چھٹکارا پایا اور سلام کرتے وہیں بیڈ پہ براجمان ہوکر اس کا گھونگھٹ میں چھپا چہرہ تکنے لگا اس کی نگاہوں کی تپش کے احساس سے وہ جھجھکتے ہوئے انگلیاں چٹخا گئی۔

"امم ہمم۔ مت کرو یار۔"

اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے احد نے سرزنش کی تو وہ اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا گئی۔ روشی نے اس سے ہاتھ چھڑوانے کی سعی کی مگر مقابل گرفت مضبوط کرتے اس کے ہاتھوں میں اپنے نام کی مہندی کا رنگ دیکھنے لگا جو کہ خوب گہرا جما تھا ایکدم کچھ سوچتے وہ انھی ہاتھوں کو اپنے لبوں سے چھو کر واپس اس کی گود میں رکھتے سائیڈ ٹیبل کی دراز سے ایک مخملی ڈبی نکالتے اس کا رخ کرتے خوبصورت سا بریسلیٹ نکالتے اس کے ہاتھ کی زینت کیا اور گھونگھٹ اٹھانا چاہا معاً اس کی اجازت چاہنے کیلیے اسے مخاطب کر بیٹھا۔

"مے آئی۔"

اس نے گھونگھٹ ہاتھ میں پکڑتے چاہت ست استسفار کیا تو روشانے نے جھکے سر سمیے ہلکے سے سر کو جنبش دی جس پر وہ مسکراتے اس کا گھونگھٹ پلٹتے اس کے خوبصورت چہرے کو تکنے لگا۔احد کو تو اس کی سادگی ہی بہت بھاتی تھی اور آج تو وہ پور پور اس کیلیے سجی سنوری تھی تو وہ کیوں نہ سراہتا۔احد نے اس کے ماتھے پر شدت سے محبت کی پہلی مہر ثبت کی۔روشانے کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

تمھیں پتہ ہے روشی کس قدر اہم ہوگئی ہو میرے لئے تم میں لفظوں میں بیان نہیں"
"کر سکتا پر اتنا ضرور جان لو تم بہت قیمتی ہو میرے لئے۔

اسے اپنے محبت بھرے حصار میں لیتے وہ خمارآلود لہجے میں گویا ہوا تو وہ پرسکون سی اس کے سینے پہ سر رکھتے آنکھیں موندتے مسکرادی۔

"جانتی ہوں احد آپ بھی بہت اہم ہیں میرے لئے۔"

وہ بھی جواباً محبت سے بولی۔اس کا یہی بولڈ انداز احد کو بہت بھاتا تھا ابھی بھی وہ دل پہ ہاتھ رکھتے فدا ہونے والے انداز میں اس کی سمت دیکھا وہ جھینپ کر نظریں جھکا گئی۔

"اوہ شکر تم کچھ بولی تو سہی ورنہ میں سمجھا تھا کہ تم نے نہ بولنے کی قسم کھائی ہے۔"

اچانک وہ شرارت سے کہتا اس کے چہرے پہ جھکا اور ایک شدت بھری جسارت کی۔اس کی حرکت پہ بوکھلاتے ہوئے اس کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔احد اس کو ریلیکس کرنے کے خاطر اسے سنگھار میز کے پاس رکھی کرسی پر بٹھاتے اس کی بھاری بھرکم جیولری اور بالوں پہ لگی درجنوں پنز لگے دوپٹے کو نکالنے میں اس کی مدد کرنے لگا۔

"کیا گھونسلا بنایا ہوا ہے یار رکھل ہی نہیں رہا۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر اسے تنگ کرنے کی غرض سے منہ بناتے ہوئے گویا ہوا۔

اس کی بات پر وہ خفا خفا نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ارے یار مذاق کر رہا ہوں۔ ویسے بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

اسے اس جھنجھٹ سے آذاد کرتے وہ اپنے مقابل کرتے اپنے حصار میں لیتے بولا۔اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے وہ دونوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ سمیٹے اس کے گال کو لبوں سے چھوگیا۔اسی طرح دوسرے گال کو بھی اپنے لمس سے روشناس کراتے وہ اسے کپکپانے پہ مجبور کرگیا۔روشانے نے لرزتے ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتے اسے دور کرنا چاہا جو اب اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئے تھا۔

انھوں آج جائے فرار کسی صورت ممکن نہیں ہے۔

اس نے اسے اپنی باہوں میں لیتے اس کی آنکھوں کو لبوں سے چھوا وہ اس کی عنایت پہ آنکھیں میچتی اس کے سینے میں چہرہ چھپاگئی۔احد نے مسکراتے ہوئے اپنا گھیرا اس کے گرد مزید تنگ کردیا۔

"بھائی آپ نے میری نازک سی جان پہ بہت ظلم کیا ہے آپ جانتے ہیں کہ وہ ابھی اس سب کیلیے تیار نہیں تھی پھر بھی۔"

ادیان جو زینے چڑھتے اپنے کمرے کی سمت جارہا تھا امائزہ کی شکوہ کناں پکار پہ اس کے پیر زمین پہ بھی جم گئے وہ کندھے جھٹکتا لبوں پہ بھم مسکراہٹ سجائے اس کی سمت مڑا۔

"آپکی نازک سی جان کی آج جان نکالنے کا میں ارادہ رکھتا ہوں۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولا تو امائزہ نے کان لگا کر اس کی بات سننے کی بھرپور کوشش کی لیکن ناکام رہی۔

"بھائی ویسے مجھے بلکل بھی علم نہیں تھا کہ اتنے سالوں سے آپ جو انکار پہ انکار کررہے تھے اس کے پیچھے ہماری سب سے نازک لیزے تھی۔کیا بھائی خود کو دیکھیں اور اس کو دیکھے وہ تو مزشکل آپ کے سینے تک آتی ہے سنگل پسلی ہے ہماری لیزے۔کیوں بیچاری بچی پہ تشدد کرنا چاہ رہے ہیں آپ کی تو شکل بھی ایسی ہے کہ اگلا ڈر کے بھاگ جائے۔"

فہد جو وہی ٹھہرا تھا غلط وقت پہ اینٹری مارتے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ادیان کو تنگ کرنے سے باز نہ آیا۔اب باقی سب بھی اسے تنگ کرنے کی بدولت وہی جمع ہوگئے تھے۔وہ ان سب کی باتوں سے خوب محفوظ ہورہا تھا۔وہ سب ادیان کو گھیرے میں لیے اس کی ٹانگ مسلسل کھینچ رہے تھے۔

فہد ہم تمہارے لیے موٹی دلہن لے آئیں گے پھر اگلے دن ہمیں اس سے زیادہ تمہاری" "فکر ہوگی کہ زندہ بھی ہو یا نہیں۔

فہیم اپنی عادت کے برخلاف قہقہ لگا کر بولا تو سب بھی اب فہد کی درگت بنتے دیکھ ہنس دیے۔

وہ ان سب کو وہاں باتوں میں مصروف دیکھ اپنے دراز قد سمیت وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔نفاست سے ترتیب دیے گئے سیاہ بال،ہلکی ہلکی شیو،گھنی مونچھیں اس پہ مغرور کھڑی ناک اور آنکھوں میں ہمہ.وقت رہنے والے سردپن نے اس کی شخصیت کا رعب ہی دوگنا کردیا تھا۔وہ ایک باوقار مرد تھا۔مردانہ وجاہت کا شاہکار۔وہ ان سب کی گل افشانیوں کو نظرانداز کرتا زینوں کی جانب بڑھ گیا۔

سب کے کمرے سے نکلتے ہی اس کے نین کٹوروں میں پانی بھرنا شروع ہوگیا۔دل بہت بری طرح گھبرا رہا تھا۔

''ایسا کرتی ہوں کمرے سے باہر نکل جاتی ہوں۔''

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ وہاں سے اٹھی تو چوڑیوں کی چھنکار نے الگ شور برپا کیا۔وہ خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیرتی کپکپاتے ہاتھوں سے اس سے پہلے کہ کمرے کا دروازہ کھولتی باہر سے آنے والی قدموں کی چاپ پہ اس کا اوپر کا سانس اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا۔وہ بھاگنے والے انداز میں بیڈ تک پہنچی اور سرعت سے بیٹھتے اپنے اوپر گھونگھٹ کرتے آنکھیں میچ کر انگلیوں کو سختی سے آپس میں پیوست کرلیا۔اسے ادیان کی نگاہوں کی تپش کا احساس اس کی غیر موجودگی میں بھی ہورہا تھا ایسا محسوس ہورہا تھا کہ کوئی اسے گہری نگاہوں سے تک رہا ہو۔

معاً کمرے میں کھٹکے کی آواز پہ سختی سے بیڈ کی چادر کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔اس نے یہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا کہ کون اندر آرہا ہے۔

ادیان محرم کی ناراضگی دور کرتے فتح یابی سے چلتے ہوئے اپنے کمرے کی سمت قدم بڑھا رہا تھا۔ کیونکہ جسے اس نے حاصل کرنا چاہا تھا آج وہ اس کے کمرے میں اسی کے وجود سے منسلک اسی کی محو انتظار تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ابھی فالوقت اس کی حالت کیا ہو رہی ہوگی۔ اسے ڈرا کر ادیان شاہ کو نا جانے کونسا سرور بخش احساس ہوتا تھا۔ ابھی بھی وہ اس کی سہمی ہوئی آنکھوں کو تصور میں لیتے جوں ہی کمرے کا دروازہ ہلکے سے واں کرتے اندر داخل ہوا تو سیدھا نگاہ بیڈ کی سمت اٹھی جہاں وہ گٹھری بنی بیٹھی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

اس کا کمرہ ایک نسوانی وجود سے آباد ہو چکا تھا۔ اس کے دل کے حال سے بھی وہ بخوبی واقف تھا۔ گھونگھٹ میں ہونے کی بدولت وہ اس کا چہرہ تو نہیں دیکھ پایا تھا۔ اس کے کٹاؤدار لبوں کے گوشوں پہ بھم سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ لیزے قدموں کی چاپ اپنے نزدیک تر ہوتے دیکھ بیہوش ہونے کو تھی آنسو پلکوں کی بار توڑنے کو بے تاب تھے۔

اس سے پہلے کہ ادیان اپنی مخصوص چال چلتا اس تک جاتا معاً گزرے دنوں کی تمام باتیں اس کے ذہن کے دریچوں میں فلم کی مانند چلنے لگی۔آج روشانے کی جگہ لیزے کیوں تھی یہاں۔اس سب کی وجہ۔

معاً اس کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات نمایاں ہوئے۔ماتھے کی رگیں بری طرح ابھر چکی تھی جیسے ابھی پھٹ جائے گی وہ سرعت سے اپنا رخ ڈریسنگ کے دراز کی سمت کرتے وہاں سے اسیگریٹ اور لائٹر نکالتے اسے اپنے لبوں میں دبا گیا اور مغرورانہ انداز میں ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے گہرے کش لگانے لگا۔جبکی نگاہیں بھٹک کر اس کی معصوم حسن کی جانب اٹھ رہی تھی جس سے شاید وہ بھی بے نیاز تھی۔لیزے جو ادیان کے قریب آنے سے باقاعدہ سہم رہی تھی کمرے میں اچانک خاموشی چھاجانے کی بدولت وہ حلق تر کرتے اپنا چہرہ اوپر کرنے پہ مجبور ہوئی مگر اسے اپنے چہرے کے اس قدر نزدیک دیکھ اس کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا آنسو پلکوں کی بار توڑتے باہر نکل آئے۔ادیان شاہ نے ایک دھوئیں کا مرغولہ اس کے گھونگھٹ سے چھپے ہوئے چہرے پہ چھوڑتے طنزیہ

مسکراہٹ سمیت جالی دار ڈوپٹے سے اس کا چہرہ دیکھا چہرے سے نگاہ ہوتے ہوئے اس کی سیاہ تاریک آنکھوں پہ جا کر ٹک گئی جہاں آنسو پوری شان سے چمک رہے تھے۔

"خوش ہو نہ اپنی جیت پہ۔"

وہ لہو رنگ آنکھوں سے اسے دیکھتے زہر خند لہجے میں دھیمی آواز میں غرایا تو لیزے نے اس کے نفرت آمیز لہجے پہ بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا۔اس کا جب جی چاہتا تھا وہ اس کی زات کو ایسے ہی بے مول کردیا کرتا تھا۔کیا اس کی نگاہوں میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔اس کی آنکھوں میں کرب کی ایک لہر دوڑی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

وہ رندھی نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتی سہمتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی تو ادیان نے سرعت سے اس کا گھونگھٹ الٹتے اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو پہلے ہی اپنی مضبوط انگلی کے پوروں پہ جذب کرلیا۔اس کا نوخیز حسن دیکھتے وہ مبہوت ہوتا اسے ہی دیکھے گیا۔اس کی دھڑکنوں نے الگ ہی شور برپا کیا ہوا تھا وہ اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا لیکن کچھ انوکھا کچھ اپنا سا احساس اس کے وجود میں

سرائیت کرگیا۔ دل سرگوشیوں میں اسے اجازت دے رہا تھا کہ آج وہ تمہاری دسترس میں ہے جی بھر کر وہ اسے دیکھ سکتا تھا اسے چھو سکتا تھا۔ معاً چوڑیوں کی چھنکار پہ اس کا سکتا ٹوٹا وہ گہرا ٹھنڈا سرد سانس فضا میں خارج کرتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھ سے شادی کا تمہارا شوق پورا ہوگیا ہو تو اپنا یہ وجود لے کر میری نظروں کے سامنے سے غائب ہوجاؤ نہ مجھے تمہاری ذات میں پہلے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی اب ہے تم میرے لیے ایک ناقابلِ قبول وجود ہو جسے میں فقط اپنی ماں کی خوشی کی بدولت اپنا گیا ہوں۔ مہربانی کرکے کسی بھی قسم کی خوش فہمیوں پہ پڑنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ صرف تمہاری تکلیفوں میں اضافے کا باعث ہوگا مجھ سے کسی قسم کی نرمی کی توقع مت رکھنا۔"

وہ پھولوں کی لڑیوں سے سجے بیڈ کے درمیان میں سجی سنوری بیٹھی اپنی نئی نویلی دلہن کی کلائی اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑتے بیڈ سے اٹھا کر دھکا دیتا ہوا رعونت ذدہ لہجے میں بولا یہ تیاری بھی اس نے پہلے ہی کروالی ہوئی تھی کیونکہ وہ یہ بات اچھے سے جانتا تھا کہ

رخصتی تو آج ہی ہونی ہے۔باقی سب نے بھی نیچے اس سے ناراضگی کا اظہار کیا تھا کہ سب کچھ تیاریاں خود ہی سرانجام دے دی کسی کو بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا وہ اس کے اچانک دھکا دینے پہ بری طرح لڑکھڑائی اور آنکھوں میں حیرت لیے اس سنگدل کی جانب دیکھا جس کے بھوری کانچ سی آنکھوں میں اس کیلیے ایک نفرت کے سوا کوئی جذبہ نہیں تھا سیگریٹ کی بدولت ہلکے ہلکے سیاہ ہوتے لب آپس میں بری طرح پیوست تھے اسے بخوبی اندازہ تھا کہ اس نے یہ عادت کس سے چرائی ہے۔

تو پھر آپ نے میرے ساتھ شادی کیوں کی میں آپکے پیروں میں پڑ کر گڑگڑائی نہیں" تھی نہ ہی میرے والدین کیلیے میری ذات کوئی بوجھ تھی جو وہ آپ کے سامنے میری محبت کی بھیک مانگنے آئے تھے۔

"آپ نے اتنے گواہوں کی موجودگی میں مجھے پوری رضامندی سے اپنے نکاح میں لیا ہے۔ وہ اس کی بھوری آنکھوں میں نظریں گاڑھے دبے دبے سرسراتے لہجے میں بولی دل آنے والے لمحات کا سوچتے لرز بھی رہا تھا لیکن وہ اپنے ڈر کو ایک جانب رکھتے اس سے مخاطب تھی کیونکہ یہ سب اسی کی بدولت تو ہورہا تھا اب نام وہ محرم کا لگا رہا تھا۔

کیا کچھ نہ تھا اس کی آنکھوں میں ادیان کو بے ساختہ نگاہیں چرانی پڑی۔ وہ مزید اس کی صورت دیکھتے کمزور نہیں پڑسکتا تھا تبھی تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

سب کے سامنے ڈری سہمی رہنے والی اس چھٹانک بھر لڑکی کی گز بھر زبان اپنے سامنے قینچی کی طرح چلتی دیکھ اس کا غصہ سوا نیزے تک پہنچ گیا جبڑے سختی سے بھینچتے وہ مضبوط قدم اٹھاتا تن فن کرتا اس تک پہنچا جس کا بھاری کام دار ڈوپٹہ ڈھلک کر اب شانوں پہ گرچکا تھا گھنی مونچھوں تلے عنابی لب اس کی بے خبری پہ طنزیہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔اس نے گہری نگاہوں سے اس کے سراپے کا جائزہ لیا۔

"کہاں گیا تمہاری معصومیت کا وہ لبادہ جو ہر وقت تم نے اپنے اوپر چڑھایا ہوتا تھا میرے سامنے تو زبان تمہاری فر فر چلتی ہے اور میری ایک بات کان کھول کر سن لو مجھے وہ لڑکیاں قطعی نہیں پسند جو شادی سے پہلے ہی کسی کو اپنے دل میں بسا کر اپنی محبت کا پرچار کرتی پھرے۔"

وہ اس کے وجود کی رعنائیوں سے نظریں چراتا اس کے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے طیش کے عالم میں بولا تو اس نے تڑپ کر اس کی سمت دیکھا لیکن اس کی گرفت میں

بھی نرمی محسوس کرتے وہ اس سے سہمنے کے بجائے لبوں پہ بہم سی مسکراہٹ چھاگئی۔ اسے خود پہ حیرت ہورہی تھی کہ وہ کیسے اس کے سامنے مضبوطی کے ساتھ اپنے حق کیلیے آواز اٹھارہی ہے البتہ آنکھوں میں اپنی بے قدری پہ ہلکی ہلکی نمی جاگ رہی تھی ایک درد تھا جو اس کی آنکھوں میں ہلکورے کھارہا تھا۔ مقابل نے حیرت سے اس کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھی جو کسی کو بھی زیر کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ اس کے دل کی دنیا بھی ایک لمحے کیلیے اتھل پتھل ہوئی وہ مبہوت سا اس کے شگرفی لبوں پہ رقصاں مسکراہٹ کو دیکھ رہا تھا۔جس پہ گہرے سرخ رنگ کی لپ سٹک اپنی بہار دکھارہی تھی۔ادیان کا بے ساختہ جی چاہا کہ اس کے لبوں کے اس گلابی رنگ کو چرا لے۔

"لڑکیاں دل ہی دل میں کسی کو پسند کرلے تو وہ گناہ کے زمرے میں آتا ہے لیکن جب لڑکے ایسا کوئی کام سرانجام دیں تو انہیں پوچھنے والا کوئی کیوں نہیں ہوتا کیا وہ غلط نہیں کرتے وہ تو جیسے ثواب کا کام سرانجام دیتے ہیں۔میں جانتی ہوں مجھ سے نکاح اور اب یہ رخصتی آپ نے اپنی انا اور غرور برقرار رکھنے کیلیے کی ہے۔روشانے آپی نے انکار کیا تو آپ نے مجھے کھیل سمجھ لیا۔"

وہ ایکدم سے اس کا حصار توڑتی تلخی سے بولی۔ لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی آنکھیں شدت گریہ سے سرخ ہورہی تھی لیکن پھر بھی اس نے ضبط کا دامن نہیں چھوڑا اس کی سرخ آنکھیں دیکھ مقابل کی گرفت میں خودبخود نرمی در آئی وہ بے ساختہ اس سے نظریں پھیر گیا ایک طلسم سا اس کے گرد بندھا ہوا تھا مگر اسے پیچھے ہٹتا دیکھ وہ جیسے ٹوٹ گیا اس کو نگاہیں چڑاتا دیکھ لیزے کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔

"ہاں نہ یہی تو ساری بات ہے پہلے میں سوچتا تھا کہ روشانے نے انکار کرکے میری انا پہ وار کیا ہے لیکن اس کے بعد میں نے اگلا داؤ کھیلنے کا سوچا۔ جب تک کھیل میں ہار نصیب نہیں ہوگی تو جیتنے کا جنون نہیں سوار ہوگا ایسے ہی روشانے کے معاملے میں ہار کو تسلیم کرتے ادیان شاہ نے تمہیں اپنا جنون بنالیا۔"

وہ اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے متبسم سا مذاق اڑانے والے انداز میں بولا تو لیزے نے حلق تر کرتے سرخ آنکھوں سمیت اس کی سمت دیکھا۔

جانتے ہیں مجھے افسوس ہورہا ہے کہ میں نے آپ جیسے شدت پسند انسان سے شادی" کیلیے حامی ہی کیوں بھری۔ کاش۔ !میں ڈیڈ کے پوچھنے پر اپنے لیے آنے والے دوسرے رشتے کیلیے حامی بھرلیتی تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا اور نہ ہی اپنی بے قدری پر یوں آنسو بہا "رہی ہوتی۔

اس نے اذیت بھرے لہجے میں بولتے گویا اندھیرے میں تیر چلایا جو سیدھا نشانے پہ لگا تھا اس کا مقصد اسے مزید بولنے پر اکسانا تھا اس کی بات مقابل کے وجود پہ تازیانے کی طرح لگی تھی تبھی بلبلا اٹھا اور کٹیلے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا جو اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ اب دیوار سے لگی تھر تھر کانپ رہی تھی ساری دیدہ دلیری ہوا میں اڑ چکی تھی۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ تمہاری زبان پہ اب میرے علاوہ کسی اور کا ذکر بھی آیا یا" اس دماغ میں کسی اور اور بٹھانے کی جرأت کی تو تم میرے اس جلالی روپ سے آگاہ ہوگی جو آج تک کسی کی نگاہوں میں نہیں آیا تم اب صرف ادیان شاہ کی ملکیت ہو اور ادیان شاہ اپنی چیزوں سے دستبردار کسی صورت نہیں ہوتا جو میرا ہے وہ صرف میرا ہے اس پہ کسی کی نظر تک برداشت نہیں کرتا میں۔ میری بات ذہن نشین کرلو میری شدت پسندی کا

اندازہ تمہیں اب ہو گا جب میں تمہارے اس نازک سے وجود پہ اپنی ذات کی مہر لگاؤں گا۔"

وہ اس کی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں دیکھتے اسے اپنے قریب کرتے معمولی سا فاصلہ بھی سمیٹ گیا۔ وہ اس روتے بلکتے وجود کی صبیح پیشانی پہ اپنا دہکتا لمس چھوڑتے بھاری گھمبیر لہجے میں اسے باور کرا گیا تو مقابل کے اعصاب اس کی عنایت پہ جھنجھنا اٹھے اس کا پور پور سلگنے لگا چہرہ مقابل کی عنایت پر لہو چھلکانے لگا وہ اس کی شرٹ کو شدت سے اپنی دونوں مٹھیوں میں بھینچ گئی۔ وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ناجانے کیسا سحر طاری ہوا تھا وہ اب اسے شدت سے اپنے سینے میں بھینچے اس کے بال سہلا رہا تھا۔اور بار بار اس کے بالوں پہ لب رکھ رہا تھا۔اس کے چوڑے شانے اورکسرتی وجود کے آگے وہ کوئی نازک سی گلابی سی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔

لیزے اس کے سینے سے لگی سسکیاں بھرتے اس کے اس دھوپ چھاؤں سے مزاج پر الجھ کر رہ گئی۔کیا یہ وہی شخص تھا جو ابھی اس کے وجود سے ہی انکاری تھا اس سے

شدید نفرت کا دعویٰ کرتا نہیں تھک رہا تھا اور ابھی ہی وہ اسے اپنا نام دے کر اس کے دل میں اپنی قدر و منزلت بڑھا گیا تھا۔

اب ادیان اس کا لہو چھلکاتا چہرہ اپنے مقابل کرتے بغی توجہ سے اس کے بھرے بھرے ہونٹوں سے وہ سرخ رنگ اپنے انگوٹھے کی مدد سے مسلنے لگا۔

اور دوسرا ہاتھ اس کی شفاف صراحی دار گردن پہ رکھتے انگلیوں کی مدد سے اسے سہلایا۔لیزے اس کی پکڑ میں ماہی بے آب کی طرح پھڑپھڑا اٹھی۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

ادیان اس کی حالت کی پرواہ کیے بغیر اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے اسے اپنے لمس سے روشناس کرا گیا۔اس کی مونچھوں کی چبھن سے لیزے کے وجود میں سرد لہریں دوڑ گئی اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اب وہ ایک ہاتھ سے اس کا جوڑا کھولتے جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے کمر پہ پھیرتے اس کی گردن پہ جابجا اپنا لمس چھوڑ رہا تھا۔جتنے اس کے بال نازک تھے اتنی ہی وہ خود بھی نرم و نازک تھی۔

لیزے کی جان اس کے پرتپش لمس پہ آدھی ہوگئی وہ تھر تھر کانپنے لگی۔اس کے حصار میں مقید اس کا وجود لرزنے لگا تھا۔اپنی پشت پہ اس کے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے وہ نڈھال سی ہوتی اس کے سینے میں چہرہ چھپاگئی۔چہرہ باقاعدہ لہو چھلکا رہا تھا۔اس کا یوں لرزنا ادیان شاہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا اس کی بگڑے تنفس کی آواز ادیان شاہ کی سماعتوں میں گونج رہی تھی۔

لیزے کا حال ایسا تھا جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اس کیلیے یہی بات ناقابلِ یقین تھی کہ وہ اس سے نفرت کا دعویدار ہے تو پھر یہ سب کیوں۔یہ سوچتے ہی وہ اپنی آنکھیں میچتے مزید اس کے سینے میں چھپ گئی۔

اس کے لبوں کا لمس اسے اب اپنے گالوں پہ محسوس ہورہا تھا۔اسے تو یہ ہی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ ابھی تک زندہ کیسے ہے۔سانسیں دھونکی کی مانند تیز تیز چل رہی تھی۔اسکے کلون کی خوشبو اور سانسوں کی گرمی سے کمرے کی فضا بھاری ہونے لگی یہاں تک کہ اسے سانس لینے میں بھی دقت پیش آرہی تھی۔

"دیان چھوڑیں۔"

اس کی ستم گریفی پہ وہ ٹوٹی بکھری سانسوں کے درمیان ہکلاتے لہجے میں بولی ادیان نے اس کی حالت دیکھتے اپنی شیؤ کو اس کی گردن پہ سہلایا وہ تڑپ کر اس کا حصار توڑتی پیچھے ہوئی۔اور سرخ ڈوروں والی آنکھوں سمیت اس کی بھوری کانچ کی آنکھوں میں دیکھا اس کی آنکھوں میں جزبات کی شدت محسوس کرتے وہ گھبراتے ہوئے چہرہ جھکا گئی۔

"پلیز جزبات کی رو میں بہتے ہوئے ایسا کوئی کام سرانجام مت دیجیے گا جس کے کیے کا بعد میں آپ کو پچھتاوا ہو میں کسی کیلیے بھی پچھتاوے کا سبب نہیں بننا چاہتی۔آپ اس وقت اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے۔"

وہ نم نگاہوں سمیت اسے دیکھتے ہوئے اذیت زدہ لہجے میں بولی تو ادیان جو کچھ وقت پہلے سچ میں اس کی قربت میں اپنے حواس کھو رہا تھا اس کے یوں ٹوکنے پر غصہ نئے سرے سے عود آیا۔وہ ماتھے پہ سلوٹیں ڈالتے اس کی سمت مضبوط قدم اٹھاتا بڑھا جو اب دیوار سے لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔لیزے کو اپنے حواس سلب ہوتے محسوس ہوئے۔

ادیان نے اس کے نزدیک پہنچتے جھٹکے سے اسے اپنی سمت کھینچا اور اس کے روئی جیسے گال پہ اپنی گال سہلائی۔لیزے اس کی گرم سانسوں کی تپش اپنے لبوں پہ محسوس کرتے پھڑپھڑا اٹھی۔سانس دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔چہرہ شدت گریہ سے سرخ پڑرہا تھا۔
مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہاری قربت اس قدر نشہ آور ہے جو مجھ جیسے سخت پتھر دل"
"انسان کو بھی پگھلا دے گی۔۔خیر چینج کرو ورنہ تمہارا کام تمام ہوجائے گا میرے ہاتھوں۔
وہ اس کی سوجھی آنکھوں پہ اپنے لب رکھتے جیسے انہیں سکون پہنچانا چاہ رہا تھا۔سرعت سے اپنی بات کا رخ بدلتے واشروم کی سمت چل دیا۔لیزے بھی اس کے جاتے ہی کانپتے ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرتی ڈریسنگ روم کی سمت چل دی تاکہ اس بھاری جوڑے سے نجات حاصل کرسکے۔ابھی بھی اس کا لمس اپنے پورے وجود پہ محسوس ہورہا تھا جو اسے کپکپانے پہ مجبور کررہا تھا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ جوں ہی سادہ سی گلابی اور گرے امتزاج کی قمیض شلوار پہنتے باہر نکلی اس کی نگاہ باہر کی منظر پہ ٹھٹک کر رکی۔آنکھوں میں بے یقینی در آئی کیونکہ وہ بھی سیاہ ٹراؤزر شرٹ پہنے آرام دہ حالت میں جائے نماز بچھائے پوری لگن اور خشوع و خضوع کے ساتھ عشاءٔ کی نماز ادا کرنے میں محو

تھا۔ نماز پڑھتے ہوئے اس کے چہرے پہ ایک عجیب سی چمک نے احاطہ کیا ہوا تھا کوئی سرد پن کوئی مغرور پن نہیں تھا بس ایک الوہی ہی چمک اور نرمی چھائی ہوئی تھی۔

ادیان شاہ مطلب آج آپ نے مجھے اپنے ایک اور بہت ہی اہم پہلو سے روشناس کرایا" ہے"۔

وہ دل ہی دل میں بولتی نم نگاہوں سے اسے دیکھتی واشروم کی سمت چل دی تاکہ فریش ہو سکے۔

وہ فریش ہوکر جوں ہی واشروم سے باہر نکلی نگاہیں سیدھا بھوری کانچ سی آنکھوں سے ٹکرائی جو بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ اس کا حلق تک سوکھ گیا۔ اس کا بے باک انداز دیکھنے کے بعد اب مزید اس میں سکت نہیں تھی کہ اس کو دیکھے گی کجا کہ پاس بھی جانا۔ اور سونے پہ سہاگہ بیڈ پہ سونا۔ وہ جھرجھری لے اٹھی۔ ادیان شاہ نے سگریٹ سلگاتے اسے لبوں میں دبالیا اور خود پرسکون سا اسے پینے میں محو ہوگیا۔ علیزے دھیمے سے چلتے بیڈ کی بائیں طرف رکھے

صوفے کی جانب آئی صوفے پہ بیٹھ کر انگلیاں چٹخانے لگی۔اپنی بے بسی پہ اسے شدید غصہ اور رونا دونوں آرہا تھا۔

ابھی اسے صوفے پہ بیٹھے کچھ دیر ہی ہوئی تھی ادیان نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھتے بٹن کی مدد سے پورے کمرے کی لائٹس بجھادی۔اس قدر تاریکی میں لیزے کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔وہ دل ہی دل میں صائم خان اور رائم کو یاد کرنے لگی سب جانتے تھے کہ اسے اندھیرے سے کس قدر خوف آتا ہے۔

اس سے پہلے کہ وہ ہڑبڑا کر سہمتے ہوئے بیڈ پہ گرتی دو مضبوط ہاتھوں نے اسے گرنے سے بچایا۔اور جھٹ سے کمرہ روشنیوں میں نہا گیا۔لیزے نے حیرت بھری آنکھوں سے پورے کمرے کا جائزہ لیا۔ادیان نے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے سرخ ڈوروں والی آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو اسے گہرائی میں ڈوبانے کا ہنر رکھتی تھی۔اس میں اندھیرے کے خوف کی بدولت نمی تیر رہی تھی اور لب باقاعدہ آپس میں کپکپا رہے تھے۔وہ جانتا تھا کہ لیزے کو اندھیرے سے ڈر لگتا ہے تبھی یہ حربہ آزمایا۔

"اوہ چھوٹا سا بے بی ڈر گیا۔"

وہ اس کا گال سہلاتے پچکارتے ہوئے بولا تو لیزے کے آنسو گالوں پہ لڑھک آئے۔

"چپ کر کے یہاں بیڈ پہ سو۔صوفے وغیرہ پہ سو کر فضول کی ڈرامے بازیاں لگانے کی ضرورت نہیں ہے میں نفس کا بھوکا نہیں جو کسی کے بھی وجود پہ زبردستی برتری حاصل کرلوں۔یہاں سے ہلتی ہوئی نظر نہ آؤ مجھے سمجھی۔"

اس نے سختی سے لیزے کو تاکید کی۔چہرے پہ ازلی سرد پن پھر سے عود آیا تھا۔لیزے اس کے نزدیک آنے پہ سانس روکتے گھبراتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتے اپنے اوپر کمفرٹر اوڑھتے آنکھیں میچ گئی۔ادیان تلخی سے سر جھٹکتے لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گیا۔

اپنے پاس ہوتی کھٹ پٹ سے اس نے دھیمے سے مندی مندی آنکھیں واں کی اور ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی۔آہستہ آہستہ ذہن شعور کی منزل طے کرتے ٹھکانے پہ آیا۔ذہن بیدار ہوتے ہی اس نے جھٹکے سے گردن موڑتے اپنی بائیں جانب دیکھا جہاں اس کے سونے سے پہلے لیزے سو رہی تھی لیکن اب وہاں اس کا نام و نشان نہیں

تھا۔اس نے آنکھیں مسلتے نیم دراز ہوتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائی اور ایک نظر دیوار پہ لٹکی گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے چھ بج رہے تھے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی وہ ابھی گھنٹہ پہلے تو نماز ادا کر کے سویا تھا اس نے حیرت سے اپنی آنکھیں لیزے کی تلاش میں پورے کمرے میں دوڑائی تو وہ اسی صوفے پہ سکڑی سمٹی گٹھری بنی سورہی تھی۔مطلب ابھی کچھ دیر پہلے جو کھٹ پٹ ہورہی تھی وہ اسی کی بدولت ہورہی تھی مگر حیران کن بات یہ تھی کہ وہ اس قدر جلدی سو بھی گئی۔اس کی ہٹ دھرمی پہ اس کی آنکھوں میں سرد سا تاثر ابھرا۔پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی اس نے سرعت سے چپل پیروں میں اڑستے اس کی سمت قدم بڑھائے جو شدید سردی کے موسم میں بغیر کسی کمفرٹر کے سورہی تھی۔ادیان نے اس کے قریب پہنچتے ہی بغیر اسے مخاطب کیے جھٹکے سے اپنی باہوں میں بھرا۔اپنے وجود پہ جھٹکا لگنے کی بدولت لیزے نیند میں کراہ اٹھی۔

"ایک وہ روکھے انسان جاگتے ہوئے جھٹکے دیتے رہتے ہیں اور اب نیند میں بھی جھٹکے آرہے ہیں میری کمر یہی نہ پوری ہوجائے۔"

وہ نیند میں ہی بڑبڑاتے ہوئے اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتے اس کے بارے میں گل افشانی کرتے اس کے سینے کو تکیہ سمجھتے وہی چہرہ چھپاگئی اس کی گرم سانسوں کی تپش ادیان کو اپنی گردن پہ محسوس ہورہی تھی۔ مطلب وہ نیند کی اس قدر پکی تھی کہ اسے اندازہ ہی نہیں تھاکہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔اس کے لبوں پہ بھم سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ وہ اسے بیڈ پہ لے کر پٹخنا چاہتا تھا لیکن چاہ کر ہی وہ ایسا کرنہیں پایا شاید اس کی نیند خراب ہونے کا خوف تھا۔ تبھی نرمی سے اس کے نرم و نازک وجود کو بیڈ کی زینت بناتے وہ اس کے اوپر کمفرٹر اوڑھاگیا۔کمرے کا ہیٹر آن کرتے وہ خود فریش ہونے واشروم کی سمت چل دیاتاکہ اسے گرمائش مل سکے اب وہ بھی پرسکون سی آنکھیں موندے سورہی تھی۔

تقریباً بیس منٹ کے وقفے کے بعد وہ فریش ہوتے جیسے ہی باہر نکلا وہ ابھی بھی پرسکون سورہی تھی۔اس نے برش کی مدد سے آئینے کے سامنے کھڑا ہوتے اپنے بال سنوارتے ایک سنجیدہ نگاہ اس کے بے خبر وجود پہ ڈالی۔ معاً گھڑی پہ نظر پڑتے ہی وہ مضبوط قدم

اٹھاتا اس تک پہنچا اور اسے آواز دی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ادیان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ لیے۔

"یہاں دو کیا کم تھی جو تیسری بھی آگئی افف۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے دیکھتے بڑبڑاتے ہوئے اس کے قریب جھکا معاً آنکھوں میں شرارتی چمک نے احاطہ کیا وہ مزید نیچے جھکتے اس کے کان کی لو کو اپنے دانتوں میں دبالیا۔لیزے اس اچانک ہوئی افتاد پہ کراہ کر رہ گئی۔جیسے ہی ذہن بیدار ہونا شروع ہوا کل رات کا منظر ذہن کے دریچوں میں فلم کی مانند چلنے لگا وہ تو صوفے پہ چلی گئی تھی تو واپس بیڈ پہ۔کہی ادیان نے تو۔یہی سوچ آتے ہی وہ سرخ چہرے سمیت جھٹکے سے وہاں سے اٹھی اسی اثنا میں اس کے نرم و نازک لب خود پہ جھکے ادیان کے گال کو ہولے سے چھوگئے۔ادیان کے لبوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔لیزے کی آنکھیں اپنے اس قدر نزدیک ادیان کو دیکھتے پھٹی کی پھٹی رہ گئی اپنی خودساختہ حرکت پہ اس کا چہرہ باقاعدہ لہو چھلکانے لگا۔اس نے سہم کر بے ساختہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے پیچھے ہی کھسکتے ہوئے بیڈ کراؤن سے پشت لگاتے چہرہ جھکاتے انگلیاں مسلنے

لگی۔ادیان نے آنکھوں میں عجیب سی چمک لیے اس کی نرم انگلیوں کو اپنی مضبوط انگلیوں میں الجھاتے اس کے صبیح پیشانی پہ شدت بھرا لمس چھوڑا لیزے نے آنکھیں میچتے اس کے سلگتے لب اپنے ماتھے پہ محسوس کیے۔وہ جوں ہی اس سے دور ہوا لیزے اپنے کپڑے درست کرتے نظریں چراتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سرخ پڑتے چہرے سمیت فریش ہونے سے اس سے پہلے کہ واشروم کی سمت بڑھتی اپنے عقب سے آنے والی سرد آواز پہ اس کے قدم باقاعدہ زمین میں ہی گڑھ کر رہ گئے۔اس کی آنکھوں کی پتلیاں اس کی بات پہ حیرت سے پھیلیں۔

"یونی جانے کیلیے کوئی آرام دہ سوٹ منتخب کرنا یہ چمکتے دمکتے کپڑے پہننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔جلدی سے نیچے پہنچو میں سٹڈی میں ایک فائل لیتے نیچے ہی آرہا ہوں۔"

وہ اپنے اوپر پرفیوم چھڑکتے مصروف انداز میں اس سے مخاطب تھا۔

"لیکن۔"

لیزے نے حیرت سے کچھ بولنے کیلیے لب واں کیے ہی تھے ادیان نے درمیان میں ہی سختی سے اس کی بات اچک لی اور سرد نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جیسے اس کی بات

کہنے سے پہلے ہی سمجھ آگیا ہو۔وہ اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا اپنے مخصوص پروقار انداز میں چلتے اس تک پہنچا اور جھٹکے سے اسے اپنی سمت کھینچا۔

لیکن ویکن کچھ نہیں چھوٹو سے بے بی۔خیر مضائقہ بھی کیا ہے ہمارے درمیان کونسا" ایسا رشتہ استوار ہوا ہے جو میں تمہاری تعریفوں کے پل باندھوں جس دن ایسا ویسا کچھ بھی ہوا نہ اگلے دن سے ہی تمہیں خود ہی اندازہ ہوجائے گا کہ نئی نویلی دلہن کیسی ہوتی "ہے۔جاؤ اب یو ہیو اونلی ٹین منٹس۔تمہاری وجہ سے باقی دونوں کی بھی دیر ہوجائے گی۔

وہ ہولے سے اس کی ناک دباتے سپاٹ انداز میں گویا ہوا اس کے لفظوں کی تاثیر سے لیزے کا چہرہ ایک لمحے کیلیے ریزہ ریزہ ہوا۔وہ سمجھ چکی تھی کہ یہ رخصتی اسے مات دینے کیلیے کروائی گئی ہے۔اس کی آنکھوں میں دکھ ہلکورے کھارہا تھا جو ادیان کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا وہ اس کی سیاہ گہری آنکھوں سے گریز برتتے سٹڈی کی سمت چل دیا اس کے جاتے ہی وہ سر جھٹکتے فریش ہونے چل دی۔کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ سیاہ اور گلابی امتزاج کا خوبصورت کا گھٹنوں تک آتا فراک جس کے گلے پہ کرھائی ہوئی تھی وہ جلدی جلدی میں اپنے بال ڈرائیر سے خشک کرتے اس نے پھرتی سے اپنے چہرے کے

گرد ڈھیلے سے حجاب کا ہالہ بنایا اور لبوں میں ہلکے گلابی رنگ کا گلوز لگاتے ایک تفصیلی نگاہ آئینے پہ ڈالی وہ ادیان کے نکلنے سے پہلے کمرے سے فرار چاہتی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ جانے کیلیے رخ موڑتی اپنی کمر کے گرد اس کے مضبوط ہاتھوں کا لمس اور اسکی مخصوص کلون کی خوشبو محسوس کرتے وہ بے بسی سے آنکھیں موند گئی۔ادیان نے اس کے شانوں پہ دباؤ ڈالتے اس کا رخ اپنی جانب موڑا جس کی لامبی پلکیں گلابی عارض پہ سایہ فگن تھی جیسے کسی منظر پہ گھنا سایہ ہوا ہو۔پلکیں ہولے ہولے لرز رہی تھی مگر وہ اسے دیکھنے سے مکمل اجتناب برت رہی تھی۔ادیان کی ایکسرے کرتی نگاہیں اس کی پلکوں سے ہوتی ہوئی اس کے گلابی لبوں پہ آکر جم گئی جنہیں وہ بے دردی سے دانتوں سے کچلنے میں مصروف تھی۔ادیان نے سرد انداز میں اس کی سمت دیکھا اور سرعت سے اپنے انگوٹھے کی مدد سے اس کے لبوں کو دانتوں سے آذاد کرایا۔اس کی اس قدر گہری نگاہیں خود پہ محسوس کرتے اس کے وجود میں سرد لہریں دوڑ گئی۔وہ مبہوت ہوتے اس کے گال پہ جھکا اور شدت سے اپنے لب جمادیے۔لیزے نے اس کے چوڑے شانوں کا سہارہ لیتے خود کو گرنے سے بچایا۔آنکھوں کو ڈورے سرخ ہورہے تھے۔ حلق میں کانٹے

سے چبھنے لگے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ اس کے معصوم حسن کے آگے مزید جھکتا وہ اپنے حواس قابو کرتا سرعت سے سیدھا ہوا اور استفامیہ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی جس کے چہرے پہ ابھی ہوئی کاروائی کے آثاد نمایاں تھے۔

بھاگ کیوں رہی تھی میرے سے۔اور کیا تم جانتی نہیں کہ یہ رنگ میری کمزوری ہے"
"آئندہ اس رنگ کے کپڑے پہن کر میرے سامنے مت آنا۔

اس نے واپس اپنی ازلی انداز میں آتے برفیلے لہجے میں استسفار کیا تو لیزے نے بوکھلا کر اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں میں تو نہیں بھاگ رہی تھی۔"

جواباً اس نے دھیمے لہجے میں بازپرس کی تو ادیان نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا جیسے اس کے جھوٹ بولنے پہ محفوظ ہوا ہو۔

اچھا ابھی نہیں بھاگ رہی تھی نہ تو کل میرے کمرے میں آنے سے پہلے کیوں بھاگ"
"رہی تھی کہ وہ بھی میراتھون میں بھاگنے کی تیاری کررہی تھی۔

وہ اس کی حالت سے بے خبر طنز کے نشتر چلانے سے باز نہیں آیا اسکی بات پہ وہ جو حیرت سے پورا منہ کھولے اس کی بات سن رہی تھی خجالت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔ناجانے کتنی بار اس شخص کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔مزید یہ کہ اس کے کی گہری پرتپش نگاہیں اس کی زبان کو قفل لگا دیتی تھی۔

"آپ کا کیسے پتہ۔"

وہ بولنا کچھ اور چاہتی تھی لیکن بے دھیانی میں یہ الفاظ منہ سے ادا ہوئے جو ادیان کے لبوں کے گوشوں پہ طنزیہ مسکراہٹ سجا گئے۔اس نے خود ہی اپنے شک پہ یقین کی مہر ثبت کردی تھی۔معاً کمرے کے دروازے پہ دستک کی آواز پہ ادیان اس پر سے نظریں ہٹاتا دروازے کی سمت چل دیا دروازہ کھولتے ہی امائزہ کی مسکراتی صورت دیکھتے وہ محبت سے اسے اپنے حصار میں لیتے اندر داخل ہوا اور اس کی پیشانی پہ لب رکھے۔لیزے ان دونوں کے محبت بھرے مظاہرے دیکھ جلتی بھنتی ڈریسنگ ٹیبل پہ چیزیں پٹخ رہی تھی۔ادیان کی زبان صرف اس کیلیے ہی شعلے اگلتی تھی باقی سب سے تو وہ ہمیشہ محبت سے پیش آتا تھا اپنی کم مائیگی کا احساس اسے شدت سے ہوا لیکن امائزہ کے سامنے رو کر

وہ اپنے آپ کو کمزور نہیں دکھا سکتی تھی تبھی مشکل اپنے چہرے کو ہشاش بشاش بناتے اس کی جانب رخ پھیرا تو امائزہ نے بے ساختہ اسے سینے میں بھینچ لیا جبکہ ادیان جو اپنا موبائل اور گاڑی کی چابیاں اٹھانے ڈریسنگ ٹیبل کی سمت آیا تھا اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ ٹھٹھک گیا۔معاً ان سب سوچوں کے گرداب سے نکلتے وہ پروقار چال چلتا نیچے کی سمت چل دیا۔

"اہم اہم چہرے پہ دیکھو کیسے گلال بکھرا ہوا ہے۔"

امائزہ اس کی حالت دیکھتے اسے تنگ کرنے کی خاطر مزے سے اس کے شانے کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے بولی تو لیزے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

کیسا گلال کدھر کا گلال چلو یونی چلیں۔یہ دن بھی دیکھنا تھا کہ شادی کے اگلے دن ہی" یونی جاؤ ابھی میں اپنے گھر ہوتی تو سکون سے سو رہی ہوتی۔تمہارے بھائی نے میری نیند "خراب کردی۔

وہ جنجھلاتے لہجے میں بولتے ایک بار پھر ڈھیلا سا سکارف پن اپ کر رہی تھی اس کی بات پہ امائزہ نے ہونقوں کی طرح اس کی سمت دیکھا جیسے وہ اس کی بات سمجھنا چاہ رہی ہو۔

"مازہ ذرا اپنی بھابھی سے یہ بھی پوچھنا کہ بھائی نے نیند کیسے خراب کی ہے۔"

ادیان جو کسی نیچے صائم خان اور آیت کی موجودگی محسوس کرتے دوبارہ اسے لینے اپنے کمرے میں آیا تھا اس کے نروٹھی آواز اس کی اسماعتوں سے ٹکرائی وہ لبوں پہ معنی خیز مسکراہٹ سجائے کمرے میں داخل ہوا اور خمار آلود نگاہوں سے اسے تکتے گھمبیر لہجے میں بولا اس کی آواز سنتے لیزے کا سارا لہو جیسے چہرے پہ سمٹ آیا اس کی صبح والی جسارت لیزے کو ابھی بھی کپکپانے پہ مجبور کررہی تھی یہ تو طے تھا کہ ادیان شاہ کی شدتیں برداشت کرنا سچ میں اس کے بس کی بات نہیں ہے۔

معاً ادیان کی پکار پہ وہ چونک کر اس کی جانب دیکھنے پہ مجبور ہوئی۔

"محترمہ خود پیروں پہ چلیں گی یا شاہی سواری کا بندوبست کروں۔"

ابھی بھی اس کی زبان مسلسل گل افشانی کررہی تھی۔ لیزے نے اس کے طنز پہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔ اور ایک نظر دانت نکوستی امائزہ کو دیکھا جو مسلسل اسے متبسم نگاہوں سے دیکھتی شرمندہ کرنے کی بھرپور کوشش کررہی تھی۔

ادیان شاہ نے اسے وہی جما دیکھ اس کا بازو سختی سے دبوچا لیکن اس کے چہرے پہ نرمی کے تاثر دیکھ وہ سرعت سے اپنی گرفت ڈھیلی کرتے اسے سہلاگیا۔اس کی حرکت پہ لیزے کی پلکیں لرز اٹھی وہ ایک نظر اسے دیکھتے اپنی لرزیدہ پلکوں کی چلمن گراگئی۔تینوں ایک دوسرے کی تلقید میں نیچے اترے۔محرم نے تو باقاعدہ ملازمہ سے کہتے سرخ مرچیں منگواتے ان دونوں کی نظر اتاری جو ساتھ کھڑے ایک مکمل تصویر کا خوبصورت اور حسین سا منظر معلوم ہوتے تھے۔محرم لیزے کے ماتھے پہ بوسہ دیتی ڈائننگ کی سمت چل دی جہاں صائم خان اور آیت ناشتہ لے کر آئے ہوئے تھے لیزے آیت سے تو محبت سے ملی البتہ بات سے ناراضگی کا اظہار کرنا ضروری سمجھا لیکن وہ بھی کب تک جب جان سے پیارے ڈیڈ اس کے سامنے تھے تو وہ کیونکر بے نیازی برتتی تبھی جھٹکے سے دھندلی نگاہوں سے انہیں دیکھتی ان کے سینے میں آسمائی صائم خان نے بھی اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

''بھائی نہیں آئے اور ضرار۔''

لیزے نے ایک آس سے اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی لیکن نگاہیں مایوسی سے واپس لوٹ آئی۔ صائم خان نے اس سے گھر جاکر پکا بات کروانے کا وعدہ لیا۔رائم کو اچانک ہسپتال میں کوئی کام پڑگیا تھا تبھی اسے وہاں کیلیے نکلنا پڑا تھا۔

"ولیمے کا کیا سین ہے احد اور روشی کا تو کل انجام پانا ہے کیوں نہ ہم ادیان اور لیزے کا بھی ساتھ ہی کردیں۔"

عفان شاہ کی بات پہ لیزے جو ادیان کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھی تھی نگاہیں پھیرتی ناشتے کی سمت متوجہ ہوگئی البتہ ادیان نے کڑی نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا جو اب اسے دیکھتے بائیں آنکھ دبا رہے تھے۔

"چاچو کیوں حرام ولیمہ کھانا چاہتے ہیں۔تھوڑا سا سکون لیں آپ کو حلال ولیمہ کھلاؤں گا۔"

اس کی ذو معنی بات پہ جہاں لیزے کو کھانا کھاتے زوردار پھندا لگا وہی باقی سب ایک دوسرے کے اندر شرمندگی سے سر دھنسنے لگے۔ادیان گلاس میں پانی انڈیلتے سرعت سے اس کے گلابی لبوں سے لگاگیا جس کا چہرہ مسلسل کھانسنے کی بدولت سرخ اناری ہورہا تھا۔اذلان شاہ اسے تاسف سے دیکھتے رہ گئے۔وہ ناشتے سے فارغ ہوتا خود تو وہاں سے اٹھ

کھڑا ہوا البتہ لیزے نے چور نگاہیں سب کی سمت گھمائی جو چہرہ جھکائے ناشتہ کرنے میں محو تھے۔

"چلیں یونی۔"

اس نے براہ راست لیزے کو مخاطب کیا تو سب نے اس کی آواز پہ ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا۔

محرم نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو ناجانے آج کل کیا بنا پھر رہا تھا۔

ادیان امائزہ اور انابی جارہی ہیں بس لیزے کا شادی کے بعد ابھی پہلا دن ہے گھر"

"میں۔

محرم نے متانت سے اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ نفی میں سر ہلاتے ان کی بات سرے سے ہی رد کرگیا۔

مجھے لگتا ہے آپ کا دماغ نے کام کرنا بند کردیا ہے۔مجھے کوئی سخت ردِ عمل دکھانے پر"

"مجبور مت کریں ادیان۔ نتیجہ بہت برا ہوگا۔

اذلان شاہ نے اس کے تیور دیکھ تنبیہی انداز میں اسے باور کرانا ضروری سمجھا۔ادیان نے مخصوص انداز میں انگوٹھے کی مدد سے اپنی بئیرڈ سہلائی۔لیزے نے جگر جگر کرتی نگاہوں سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا تھا۔جو بلیک پینٹ کوٹ پہنے جس کا اوپری بٹن کھلا ہوا تھا۔ کلائی میں عادت کے مطابق گھڑی پہنے وہ لیزے کو دنیا کا سب سے دلکش اور حسین مرد لگا۔عین اسی وقت ادیان نے اس کی جانب رخ کیا اس کی والہانہ نگاہیں اپنے چہرے پہ محسوس کرتے وہ سٹپٹا کر نگاہیں جھکا گئی۔

"گھر بیٹھ کر کیا کرے گی یہ مم۔ویسے بھی یونی میں فائنلز ہونے والے ہیں اینڈ یو نو میں پڑھائی کے معاملے میں کوئی کومپرومائز نہیں کرتا۔اور ڈیڈ یقین کریں آپ کا بیٹا ہوں کبھی کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جس سے آپ کا سر جھکے۔"

وہ ٹھنڈے لہجے میں اپنی بات خصوصاً محرم اور اذلان اور گھر کے مکینوں کو باور کراتے باہر کی سمت چل دیا اس کے جاتے ہی لیزے بھی سب سے ملتی مرے مرے قدموں سے باہر چل دی۔اس نے تو اپنی نیند بھی پوری نہیں کی تھی۔انابی اور امائزہ مسلسل ہنستے ہوئے اسے چھیڑنے میں مصروف تھے۔

"ویسے پہلی دلہن دیکھ رہے ہیں جو اگلے دن ولیمے کی تیاری کرنے کے بجائے یونی کی تیاری کررہی ہے۔"

انابی امائزہ کے ساتھ ہاتھ مارتی اسے تنگ کرنے کی غرض سے قہقہہ لگا کر بولی۔ لیزے روہانسی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتی تن فن کرتی خارجی دروازہ عبور کرگئی۔

امائزہ نے اسے آنکھیں دکھاتے آگے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ ناک سکوڑتے گاڑی کا اگلا دروازہ کھولتے زور سے دروازہ مارتی اندر بیٹھ گئی۔ یہ اس کی ناراضگی کا واضح اظہار تھا مگر وہ سرے سے بھول چکی تھی کہ مقابل کو اس کی ناراضگی سے کوئی غرض نہیں ہے۔

"میں اپنی چیزوں کے معاملے میں بہت کونشیئس ہوں آئندہ خیال کرنا۔ میں اس پہ ذرا سی بھی خراش تک برداشت نہیں کرتا۔"

اس نے ٹھہرے لہجے میں لیزے کو مخاطب کیا لیکن اس کے لفظوں سے نکلتی تپش سے لیزے کے حواس جھنجھنا اٹھے۔

ایک نظر ان تینوں پہ ڈالتے ادیان نے مخصوص سرد انداز میں اپنا موبائل ڈیش بورڈ پہ رکھتے گاڑی زن سے آگے بڑھادی۔

لیزے کا تو سارا راستہ خاموشی سے باہر کے مناظر دیکھنے میں گزرا اس کا موبائل اور بیگ دونوں چیزیں خان ولا میں تھی اور وہ خود یونی جارہی تھی۔اسے تو یہی سوچ سوچ کر تاؤ آرہا تھا۔آنسوؤں تھے کہ نکلنے کو بےتاب تھے اس نے ضبط کت چکر میں سرخ پڑتے چہرے سمیت مشکل حلق تر کرتے اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا۔

یونی کے باہر گاڑی روکتے ہی لیزے تو کھوئی کھوئی سی گاڑی سے پشت ٹکائے وہی بیٹھی رہی۔مائزہ اور انابی اس کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے مسکراہٹ دباتے ہوئے اس کے ہوش میں آنے سے قبل ہی داخلی دروازہ عبور کرگئی ان کے جانے کے بعد بھی وہ گم سم ہی بیٹھی تھی۔ادیان نے متبسم نگاہوں سے اس کا سراپا دیکھتے گاڑی کے شیشوں پہ بلیک ونڈو شیٹس لگاتے اس کی گردن کے تل کو اپنی نگاہوں کے حصار میں لیا۔کل رات کو اسے وہ زیوارات پہنے کی بدولت دکھائی نہیں دیا تھا آج وہ پوری آب و تاب سے اس کی نگاہوں کے سامنے جگمگارہا تھا۔وہ والہانہ نگاہوں سے اس کی گردن کو نظروں کے حصار میں لیتے اس سے پہلے کہ وہ اپنی خرافاتی دماغ کی بات پہ عمل پیرا ہوتا لیزے جو گم صم

سی بیٹھی تھی گرم سانسیں اپنی صراحی دار گردن پہ محسوس کرتے چونک کر سیدھی ہوئی لیکن تب تک وہ اس کی گردن پہ شدت بھرے انداز میں اپنا لمس چھوڑ چکا تھا۔

"کیا کر رہے ہیں دیان پیچھے ہو ہم گاڑی میں ہے اور یونی آگئی کیا۔"

اس نے بوکھلا کر کانپتے ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتے دور کرنا چاہا ساتھ ہی ہونقوں کی طرح کھڑکی سے باہر دیکھا کیونکہ وہ یونی پہنچ چکی تھی۔

گاڑی میں مسئلہ درپیش ہے چھوٹے سے بے بی کو۔تو ہم اپنے کمرے میں"

"چلیں۔ساری حدیں پار کردیں گے آج۔

وہ خمار آلود نگاہوں سے تکتے اس کے گلابی لبوں کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا جواباً لیزے کو کب سے خود سے ضبط کیے بیٹھی تھی وہ پھٹ پڑا۔

ادیان شاہ بھولیں مت آپ نفرت کے دعویدار ہے مجھ سے اور یہ شادی بھی شاید ضد"

"میں ہی کی گئی ہے اور ایسی شادیوں میں یہ سب نہیں ہوتا۔

وہ خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنے لہجے میں تلخی سموئے بولی اس کی اس قدر گہری بات پہ ادیان کا حرکت کرتا ہاتھ تھما اس نے خون آشام نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"ایسی باتیں کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو میری ایک بات اپنے اس خالی دماغ میں بٹھالو مجھے تم سے زیادہ یہ بات اچھے سے ازبر ہے اور ایسی شادیوں میں تو یہ سب کچھ زیادہ چلتا ہے اس کا فل پروف پلین آج رات ملے گا تمہیں۔شادی سے پہلے حد درجہ معصومیت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا یہ میرے سامنے زبان میں کونسی چھریاں لگ جاتی ہیں۔"

وہ لہو رنگ آنکھوں سے اسے گھورتے تنے تنے تاثرات سمیت اس سے بولا تو لیزے دلکش مسکراہٹ چہرے پہ سجاتے اس کے نزدیک ہوتے اس کی بھوری کانچ سی آنکھوں میں اپنی گہری سیاہ آنکھیں ڈال گئی۔

"کیونکہ پہلے میں لیزے صائم خان تھی لیکن اب میں لیزے ادیان شاہ ہوں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحبت بہت بری طرح اثرانداز کرتی ہے۔"

وہ فل تپانے والے انداز میں بولتی اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے آنکھوں میں چمک لیے گویا ہوئی۔یہ سب بولتے حلق میں باقاعدہ کانٹے چبھ رہے تھے اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ ادیان کی حسوں سے مخفی نہیں تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ

پہ رکھتا لیزے اپنی بے خبری پہ خود کو دل ہی دل میں لعن طعن کرتی سرعت سے گاڑی کا دروازہ کھولتے تیز تیز قدم اٹھاتی یونی کی سمت چل دی۔

ادیان کے ساتھ یہ حرکت کرتو آئی تھی لیکن اب دل زور زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔اس نے مشکل اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے شور مچاتی دھڑکنوں کو خاموش کروانا چاہا۔

ادیان تو اس کی ادا پہ مسرور ہوتا چہرہ جھکائے دھیمے سے ہنس دیا۔جیسے ہی وہ یونی کا گیٹ عبور کرگئی۔اس کے جاتے ہی ادیان کے چہرے کے تاثرات پھر سے برفیلے ہوچکے تھے۔اپنی چوڑی کلائی میں بندھی رولیکس کی گھڑی میں وقت دیکھتے اس نے گاڑی آفس کی سمت بڑھادی۔

"لگتا ہے بھائی کا رومینٹک موڈ آن ہوچکا تھا۔تبھی تو بڑی دیر کردی مہرباں آتے آتے۔"

وہ دونوں گیٹ کے پاس ہی کھڑی اس کا انتظار کررہی تھی اسے اندر آتا دیکھ انابی اسے ٹھوکا مارتی آنکھیں نچا کر بولی جواباً وہ سرخ چہرے سمیت اس کے بازو پہ دھموکا جڑگئی۔

"ویسے لیزے آن آ سیرئس نوٹ۔ بھائی ایسا بھی کیا کرتے ہیں اوکے بھائی کا مت بتاؤ اپنا ہی بتادو کونسی اداؤں سے قابو کررہی ہو انہیں ہماری بھی مستقبل میں مدد ہوجائے گی۔"

امائزہ اپنا ڈوپٹہ دانتوں میں دباتی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت بولی تو لیزے کے تو تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔

"تمہیں تو میں تمہارے شوہر کے سامنے ہر چیز سے آگاہی دوں گی۔بدتمیز انسان شرم نام کی چیز ہی نہیں ہے تم دونوں کے اندر۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے خالی ہاتھ ہی گراؤنڈ کی سمت چل دی اس سے پہلے کہ وہ مطلوبہ جگہ پہ پہنچی رئید اسے اتنے دنوں بعد یونی دیکھتے سرعت سے اس کی راہ میں حائل ہوگیا۔لیزے اسے اپنے عین سامنے محسوس کرتے سانس روک گئی یکلخت چہرے پہ غصے کے تاثرات نمایاں ہوئے۔

"آپ کو تمیز نہیں ہے ایسے کون کسی لڑکی کا راستہ روکتا ہے۔"

وہ جو پہلے ہی تپی ہوئی تھی رئید کی شکل دیکھتے ہی پھٹ پڑی امائزہ اور انابی نے نگاہوں کا تبادلہ کرتے اسے ٹھنڈا کرنے کی خاطر اس کا ہاتھ تھاما۔

"میرا کوئی غلط ارادہ نہیں تھا میں تو بس اسی چیز سے آگاہی لینے آیا تھا کہ آپ کے گھر والوں نے ہمارے رشتے کے متعلق کیا سوچا۔آپ اتنے دنوں سے غائب تھی آپ ٹھیک تو ہیں نہ۔"

اس نے اس کے تاثرات دیکھتے فاصلہ قائم کیا اور متانت سے اپنی بات مکمل کرتے اس کی سمت دیکھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی امائزہ کی بات وہ اسے دیکھنے پہ مجبور ہوگئ جو مسکراتے ہوئے رئید سے مخاطب تھی۔

"شادی شدہ لڑکیوں پہ ڈورے نہیں ڈالتے مسٹر کیوں لیزے بھابھی۔"

امائزہ اس کے شانے کے گرد بازو حائل کرتی تمسخرانہ مسکراہٹ سمیت اسے جلانے والے انداز میں بولی تو اس کے چہرے کا رنگ سرعت سے فق ہوا اس نے بے یقینی سے

لیزے کی سمت دیکھا جس نے اسے سبز باغ دکھا کر خود شادی رچا لی تھی۔اس کے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔لیزے نے گھبرا کر امائزہ کا ہاتھ تھام لیا۔

"چلو لیزو۔"

انابی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں لیتی اس سے پہلے کہ مڑتی لیزے کا ہاتھ کسی کی مضبوط گرفت میں تھا اس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر اپنے عقب میں دیکھا تو وہ سرخ آنکھوں سے اسے ہی گھورتے اس کا ہاتھ تھام چکا تھا اس کی جرآت پہ لیزے کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔دل کی دھڑکن بے ساختہ سست پڑی۔اس نے ہمت کرتے اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑوانی چاہی لیکن وہ اپنی گرفت سخت سے سخت تر کرتا جارہا تھا۔اس کی آنکھوں میں آنسو جگمگانے لگے۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں۔"

اس نے مشکل اپنے آپ قابو پاتے کپکپاتے لہجے میں کہا لیکن مقابل پہ کوئی اثر نہیں ہورہا تھا امائزہ نے غصے سے آگے بڑھتے اس کا ہاتھ چھڑواتی رئید کے دوست نے سرعت

سے اسے پیچھے کی جانب دھکا دیا۔اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوتی دو مضبوط ہاتھوں نے اسے تھامتے گرنے سے بچایا۔

"بھائی۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔امائزہ کو اس کی سرخ پڑتی آنکھیں دیکھ بے ساختہ خوف محسوس ہوا۔ادیان جو لیزے کو موبائل دینا مکمل طور پہ بھول چکا تھا آدھے راستے سے وہی لوٹانے دوبارہ یونی آیا تھا۔وہ پہلے ہی اپنے گھر کے ملازم شرفو سے کہ کر اس کا موبائل خان ہاؤس سے منگوا چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ امائزہ کو کال ملا کر ان کے متعلق پوچھتا سامنے کا منظر اس کی آنکھیں جلانے کو کافی تھا۔اس کے تیور سامنے کا منظر دیکھ خطرناک حد تک خراب ہوچکے تھے۔

"آپ ٹھیک ہو۔"

ادیان نے نرمی سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے استسفار کیا تو وہ دھیمے سے اثبات میں سرہلا گئی۔ابھی لیزے اور انابی کی نگاہ اس پہ نہیں پڑی تھی۔اس نے امائزہ کو ایک جانب کیا اور خود سرد تاثرات چہرے پہ سجاتے اس کی سمت متوجہ ہوا۔

"ہاتھ چھوڑ اسکا۔"

اس نے اپنے لہجے کو حد درجہ سخت بناتے اسے تنبیہ کی۔اس کی آواز پہ ایک سکون کا احساس تھا جو لیزے کے رگ و پے میں سرائیت کرگیا۔اس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر اپنے عقب میں دیکھا جہاں ادیان دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے براہ راست اپنی لہو رنگ انکھیں رئید کی آنکھوں میں ڈالے اسی سے مخاطب تھا اس کی بات پہ رئید کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس نے ایک نظر اس حسن کے بادشاہ پہ ڈالی جو سختی سے جبڑے بھینچے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"میں نے کہا ہاتھ چھوڑ اسکا۔"

وہ اپنی بات پہ زور دیتا ہوا تقریباً دھاڑا۔اس کی دھاڑ پہ آس پاس کے سٹوڈنٹس اسی کی سمت متوجہ ہوچکے تھے۔مگر رئید ابھی بھی ہٹ دھرمی سے اس کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔اور یہی ادیان کا ضبط چھناکے سے ٹوٹا تھا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک پہنچا اور اس کی شرٹ کا کالر اپنے ہاتھوں میں جکڑتے اسے جھٹکا دیتے اس کے اسی ہاتھ پہ دباؤ ڈال کیا تکلیف کی شدت سے رئید کی آنکھیں باہر کو ابل پڑی وہ جھٹکے سے اس کی کلائی

چھوڑتے پیچھے ہوا۔ لیزے نے سرعت سے ادیان کا کوٹ اپنے لرزتے ہاتھوں سے مضبوطی سے تھام لیا۔ اس کی سرخ پڑتی کلائی دیکھ ایک ابال تھا جو ادیان کے وجود میں اٹھا تھا ادیان نے نرمی سے اسے امائزہ کے جانب کرتے اپنی آستین چڑھائی۔

"پتہ کیا بات ہے تم جیسے خبیث لوگ مجھے بہت اٹریکٹ کرتے ہیں ہاتھوں میں شدید قسم کی خارش ہوتی ہے۔ پہلی باری میں تمیز سے مخاطب تھا لیکن ایک بات تو اچھے سے سمجھ میں آگئی کہ تم جیسے لوگ پیار کی زبان کے نہیں لاتوں کے بھوت ہو۔ کوئی بات نہیں اب لاتیں کھانے کیلیے تیار ہوجا پھر۔"

اس نے خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتے پھنکارتے ہوئے اس کے منہ پہ ایک زوردار مکہ جڑا۔ وہ منہ پہ ہاتھ رکھے لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا۔ ادیان نے سختی سے اس کا جبڑا اپنے ہاتھوں میں دبوچتے اس کے پیٹ پہ ایک ٹانگ ماری وہ تکلیف کی شدت سے کراہ کر رہ گیا۔ وہ در پے در اس کے منہ پہ مکے برسارہا تھا یہاں تک کہ وہ بلکل ہی ادھ موا ہوکر رہ گیا۔ لیزے نے سہم کر امائزہ کی جانب دیکھا کیونکہ وہ بپھرا شیر کسی کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔

"اسی ہاتھ سے ہاتھ تھاما تھا نہ میری بیوی کا۔"

وہ کٹیلے لہجے میں پھنکارا لیکن رئید نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ اس کے چہرے کے تاثرات بری طرح بگڑ چکے تھے۔ادیان نے پیچ و تاب کھاتے سرعت سے اس کا وہی بازو مڑوڑ دیا اس کی دلخراش چیخ یونی کی فضا میں گونجی۔ادیان تمسخرانہ انداز میں اسے دیکھتے ہاتھ جھاڑتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

یہاں پہ موجود ایک ایک انسان میری بات ذہن نشین کر لے ادیان شاہ کی گھر کی" عورتوں پہ کسی نے غلط نگاہ ڈالنے کی کوشش بھی کی تو وہ دن اس کا اس دنیا میں آخری دن ہوگا۔جن آنکھوں سے ان پہ اپنی گندی نگاہیں ڈالی انہی میں سیسہ پگھلا کر ڈالوں گا اور تڑپا تڑپا کر ماروں گا اور تم تمہارا ابھی پروپر بندوبست کرنا باقی ہے یہ تو فقط ایک ٹریلر تھا۔تمہیں دوسرا موقع میں غلطی سے بھی نہیں دے سکتا کیونکہ ادیان شاہ اپنے مقابل "انسان کو دوسرا وار کرنے کا موقع کبھی نہیں دیتا پہلے وار میں ہی خلاص۔

اس نے سفاکی سے اس کی سماعتوں میں زہر انڈیلا۔باقی تمام سٹوڈنٹس میں بھی سرگوشیاں جارہی تھی ان تینوں کا حال بھی مختلف نہیں تھا۔

"یہاں کیا ہورہا ہے اور آپ کون۔ارے ادیان صاحب آپ کیسے ہیں یہاں کیسے آنا ہوا۔"

یونی کے ڈین جو وہاں کی صورت حال دیکھتے کرخت لہجے میں بولتے ادیان کو دیکھتے وہ گڑبڑاتے ہوئے شیریں لہجے میں بولے۔کیونکہ اتنے بڑے بزنس مین کو کون نہیں جانتا ہوگا جس کے شہر شہر چرچے تھے۔

میں تو بلکل ٹھیک ہو صدیقی صاحب لیکن اگر یہاں کا ماحول آپ ٹھیک نہیں کرسکتے تو" بتادیں مجھے میری ایک کال کی دیر ہے لگلے دن یہ یونی سرے سے ہی بند ہوگی۔یونی "سنبھالی جاتی ہے آجاتے ہیں اسے چلانے۔

وہ سرد لہجے میں بولتے انہیں باور کرانا نہ بھولا۔اس کے لہجے میں کسی قسم کی رعایت نہ تھی چہرے پہ نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔اس نے ایک قہر برساتی نگاہ رئید پہ ڈالتے بھاری بوٹ میں مقید پاؤں مضبوطی سے ان تینوں کی جانب اٹھائے اور لیزے کی وہی کلائی اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑتے باقی دونوں کو اشارہ کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"بھائی آپ لیزو کو لے جائیں ہم اپنی کلاسس میں ہی جارہے ہیں ویسے بھی۔"

امائزہ نے سہولت سے اسے انکار کیا تو وہ اس کی بات پہ سنجیدگی سے سرہلاتے انہیں اپنا خیال رکھنے کی تاکید کرتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔امائزہ نے اس کا گال تھپتھپاتے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ مرے مرے قدموں کے ساتھ گاڑی کے نزدیک پہنچی تو ادیان نے سپاٹ چہرے سمیت اس کا ہاتھ تھامتے اندر بٹھایا اور خود دوسری جانب آتے اندر بیٹھا۔وہ گاڑی کے دروازے سے لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"میرے سامنے تو بہت زبان چل رہی تھی کہ میں مسز ادیان شاہ ہوں کہاں ہے وہ اب یا یونی جاتے ہی سر نیم چینج کرلیا تھا۔"

ڈرائیونگ کے دوران اس کا طنز میں ڈوبا ہوا نشتر اس کی سماعتوں میں جوں ہی اترا وہ اپنی آنکھیں سختی سے میچ گئی۔تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔ادیان نے سنسان روڈ پہ ایک کنارے پہ گاڑی روکتے اس کی جانب رخ موڑا تو لیزے دروازے کے ساتھ لگتے سہمی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی جو اب اپنے ہاتھ بڑھاتے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔اور اب نرمی سے اس کی کلائی کو دھیرے دھیرے سہلا رہا تھا جیسے مسیحائی کرنا چاہ رہا ہوں۔

علیزے کا پور پور اس کے لمس پہ سلگ اٹھا۔اس کے سلگتے لبوں کا لمس اپنی کلائی پہ محسوس کرتے اس کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر اس کے سرخ گال پہ گرا۔لیزے نے فرطِ مسرت سے آنکھیں موندتے اس احساس کو محسوس کرنا چاہا وہ ایک بار پھر اس کی معصومیت کے آگے اپنے حواس کھو رہا تھا۔

"میڈیسن کہاں ہے تمہاری۔"

اس نے کرخت لہجے میں استفسار کیا۔

معاً ناجانے اس کے دماغ میں کیا سمایا وہ جھٹکے سے اس کا ہاتھ جھٹکتے دوبارہ سے اپنے ازلی انداز میں لوٹ آیا۔

"وہ گھر۔"

اس نے ہکلاتے لہجے میں بولتے سہمی ہرنی جیسی نگاہیں اس کی سمت اٹھائی جس کے موڈ کا بھی پتہ نہیں چلتا تھا۔

لاپرواہی کی بھی حد ہے ویسے۔رات کو لیتا آؤں گا میں۔اور میں نے تمہیں کیا کہا تھا کہ" میں اپنی چیزوں پہ ایک خراش تک برداشت نہیں کرتا تو پھر یہ غلطی کیوں ہوئی۔آئندہ

چھوٹو سا بے بی اس بات کا خاص خیال رکھیں کیونکہ اس وجود کو ابھی ادیان شاہ کا سراہنا باقی ہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتے آخر میں سختی سے اسے باور کراتے گھمبیر پرتپش لہجے میں گویا ہوا۔لیزے کو اپنے حواس مختل ہوتے محسوس ہوئے۔وہ اس کی بار بار چھوٹو بے بی کی تکرار سے تنگ آچکی تھی لیکن کچھ کہ کر وہ اپنے گلے نہیں پڑوانا چاہتی تھی تبھی چپ سادھ لی۔ادیان نے ایک غلط نگاہ اس پہ ڈالتے گاڑی زن سے گھر کی جانب بڑھادی تاکہ اسے گھر ڈراپ کرتے آفس جاسکے۔

ہسپتال کے کیبن میں بیٹھے وہ کسی اہم مریض کی فائل کی ورق گردانی کرنے میں مصروف تھا۔ آج اس نے صبح ہی لیزو سے ملنے جانا تھا پر یہاں ایک ایمرجنسی کیس کے سلسلے میں آنا پڑا تو وہاں جانے کا ارادہ فلحال کے لئے ترک کرتے وہ ہسپتال پہنچ چکا تھا جہاں کچھ بہت ہی پیچیدہ کیسز تھے ابھی وہ ان سب کاموں سے فراغت حاصل کرکے

بیٹھا ہی تھا معاً فہیم کیبن کا دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوا۔ جسے رائم نے ہی بلایا تھا وہ بھی ابھی ایک مریض کا معائنہ کر کے آرہا تھا۔رائم اسے اندر آتا دیکھ سنجیدگی سے اس کی سمت متوجہ ہوا جو کچھ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔

"خیریت ہے رائم بھائی کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔"

اندر داخل ہوتے ہی اس نے عجلت میں استسفار کیا تو رائم نے بھنویں سکیڑ کر بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

نہیں بس وہ کچھ کیسز ایسے آئے ہیں انہیں کی فائل پڑھ رہا تھا۔ عجیب عجیب حالات" "ہوچکے ہیں اس ملک کے میری سمجھ سے بالاتر ہے یہ سب۔

رائم سنجیدگی سے دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے آگے کی جانب جھکا اسی دوران اس کا فون بجا فون پر ڈیڈ کالنگ دیکھتے اس نے سرعت سے کال پک کی مبادہ کہی بند نہ ہوجائے۔

"جی ڈیڈ۔"

اس نے اپنی تمام مصروفیات ترک کرتے اپنا دھیان موبائل کی سمت لگایا۔

"رائم سب ٹھیک ہے وہاں کوئی زیادہ پریشانی کی بات تو نہیں ہے۔"

صائم خان نے پریشانی سے بازپرس کی تو ان کی فکر پہ وہ ہولے سے مسکرادیا۔وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ اس بچی کی متعلق پوچھ تاچھ کرر ہے ہیں۔

نہیں ڈیڈ اب سب ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں اور ویسے بھی فہیم ہے میرے ساتھ تو" آپ آرام سے آیئے گا ویسے بھی اب سب ٹھیک ہے۔اگر کوئی مسئلہ ہے تو مت آیئے "گا ہم سب سنبھال لیں گے یہاں۔

رائم نے متانت سے ساری بات ان کے گوش گزار دی۔

اوہ اللہ کا شکر ہے اچھا کیا تم نے فہیم کو بلا لیا۔ ویسے بھی میں اس سے کہنے ہی والا تھا" کہ اب ہسپتال آجایا کرے۔اس کا دھیان ہی ہٹ جائے گا۔ویسے بھی خاموش خاموش "سا رہتا ہے۔

صائم خان نے مسکراتے لہجے میں محبت سے کہا۔

جی ڈیڈ اب سے وہ روز ہی آئے گا پھر بھی آپ چاہیں تو کر لیجیئے گا بات یہ بتائیں وہاں" "لیزو کیسی ہے۔

اس نے مسکراتے لہجے میں سادی بات کہے علیزے کی بابت فکر مندی سے پوچھا۔

"بالکل ٹھیک کے وہ تو ناراض ہو رہی تھی تم فری ہو جاؤ تو بات کر لو اس سے۔"

انہوں نے آنے والے طوفان کے پیشِ نظر مزاقاً اسے آگاہ کرنا ضروری سمجھا وہ دو دھیمے سے چہرہ جھکائے ہنس دیا۔

"اوکے ڈیڈ پھر میں گھر آکر ہی کرونگا بات ابھی رکھتا ہوں فون۔"

بات مکمل کرتے فون سامنے ٹیبل پہ رکھتے وہ دوبارہ فائل کی جانب متوجہ ہوا جبکہ فہیم کرسی کی پشت سے سر ٹکاتے آنکھیں موند کر ابھی کچھ لمحے پہلے ریلکیس ہونے کی غرض سے بیٹھا ہی تھا معاً ایک نرس ہانپتے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔

اسے یوں آتے دیکھ وہ دونوں پریشانی سے اس کی جانب متوجہ ہوئے جو اب پریشانی سے سر مسلتے انہی کی سمت دیکھ رہی تھی۔رائم نے بھنویں اچکا کر اس کے یہاں آنے کی وجہ جاننا چاہی۔

"وہ ڈاکٹر آپ پلیز چلیں وہ بچی اس کی طبیعت نہیں ٹھیک وہ۔۔"

پھولتے سانس کے ساتھ اس نرس نے اپنی بات مکمل کی تو اس کی بات پر فہیم نے نا سمجھی سے اس کی سمت دیکھا جو بہت زیادہ گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی ناجانے وہ کس پیشنٹ کے متعلق بات کرر ہے تھے۔

"کس کی بات کر رہی ہیں آپ۔"

فہیم نے اچھنبے سے سوال کیا۔

وہ وارڈ نمبر پندرہ میں ہے وہی بچی جنہیں آپ نے کل انجیکشن لگایا تھا وہ ابھی بھی"

"بے قابو ہورہی ہے ڈاکٹر رائم۔

پہلی بات فہیم کو بتاتی وہ رائم سے بولی تو رائم کا دل بے ساختہ عجیب سی کشمکش کا شکار ہوگیا وہ چاہ کر بھی اس کا سامنا نہیں کرپاتا تھا جب جب وہ اس سے دور بھاگتی تھی تو اسے اس شخص سے ہی ایک عجیب سی نفرت محسوس ہوتی تھی۔جو اس سب کا باعث ہے۔

فہیم پلیز تم اسے دیکھ لو مجھے یہ فائل ریڈ آؤٹ کرتے ہی راؤنڈ پر جانا ہے سب مریضوں"

"کا چیک اپ کرنا ہے ورنہ میں ضرور چلا جاتا۔اور ذرا سنبھل کر۔

رائم نے اسے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے پریشانی سے اسے جانے کا کہا تو وہ اس کی طبیعت کے پیشِ نظر سہولت سے اثبات میں سر ہلاتا نرس کو چلنے کا اشارہ کرتے خود بھی لڑکھڑاتے قدموں سمیت اسی کی تلقید میں وارڈ کی جانب چل دیا۔

وارڈ کے اندر داخل ہوتے ہی وہ نرس اچھل کر ایک سائیڈ ہوئی کہ سامنے کھڑی اس لڑکی نے بنا کسی کو دیکھے سائیڈ پر پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر وحشت سے دروازے کی جانب مارا تھا جسے فہیم نے بروقت کیچ کر لیا ورنہ سیدھا اس کے سر پر بجتا۔اس نے حیرت سے اس لڑکی کی سمت دیکھا جو اب ایک کونے پہ کھڑی دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

پورے وارڈ کی بکھری حالت دیکھ کر اس نے تند نگاہوں سے ایک نظر اس بچی کو دیکھا۔جو دکھنے میں ہی کافی چھوٹی لگ رہی تھی۔

"کیا حال کیا ہوا ہے یہ روم کا آپنے۔ہاں یہ کونسا طریقہ ہے۔"

غصے سے کہتے وہ نرس کو وہیں رہنے کا اشارہ کرتے خود اس کی کلاس لینے کی خاطر اندر کی جانب بڑھا جہاں اب وہ سہمی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔چہرے پہ زخموں کے

نشان فہیم نے حیرت سے اس کی سمت دیکھا وہ رائم سے تو پوچھنا بھول ہی گیا تھا کہ اس بچی کے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے۔

"نہیں۔ نہیں پلیز مم۔ میرے قریب مت آنا مم۔ میں نن۔ نہیں آنا یہاں پلیز۔"

روتے ہوئے آس پاس دیکھتے وہ قدم پیچھے لیتے ہوئے ہکلاتے لہجے میں بولی۔

اس کی حالت دیکھتے فہیم نے ایک نظر نرس کی جانب اٹھائی جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ اس لڑکی کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اس کے نگاہ خود پر سے ہٹنے کی ہی دیر تھی کہ اس نے سرعت سائیڈ پر رکھے ٹرالی سے قینچی اٹھالی۔

"میرے پاس ن۔ نہیں آنا ورنہ مم۔ میں مار دونگی دد۔ دور رہو۔"

وہ وحشتزدہ ہوتی اس نئے چہرے کو دیکھتے چیخ رہی تھی جبکہ اس کی حالت دیکھتے وہ سہی معنوں میں پریشان ہوا تھا۔

"یہ کیا کر رہی ہو لٹل گرل رکھو اسے شاباش۔"

اس کی حالت کے پیشِنظر فہیم نے پچکارتے ہوئے نرمی سے کہا۔ ناجانے کیوں اس کی حالت دیکھتے وہ زیادہ دیر غصے میں نہیں رہ پایا۔ اس کے چہرے پہ ازلی نرمی عود آئی۔

"نہیں نہیں مجھے ماردوگے مم۔ میں نہیں آنے دونگی دور رہوو۔"

پینک ہوتے ہوئے وہ چھری اس کی جانب دکھاتے کپکپاتے لہجے میں بولی۔ فہیم نے ضبط سے ایک گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔

"کوئی نہیں ماریگا آپ کو ادھر دو یہ لگ جائے گی آپ کو جلدی سے دو کوئی نہیں ماریگا۔"

وہ پھر سے اسے بچوں کی طرح سمجھاتے ہوئے بولا ساتھ نرس کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتی باہر کی جانب چل دی۔ فہیم نے نرس کے باہر جاتے ہی خود دو قدم اس کی جانب آگے بڑھائے۔

جس پر وہ خوفزدہ سی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"دیکھو لٹل گرل میں نہیں کہہ رہا کچھ آپ کو چلو اب رکھ دو اسے اور بیٹھو یہاں شاباش۔"

اس کے قریب ہوتے سرعت سے بغیر اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیے اس کے ہاتھ سے چھری لینے کر بعد ایک سائیڈ پر رکھی اور اسے بیڈ پر بٹھایا۔

"آپ مم مجھے مار دوگے مجھے درد ہوتا ہے ماما بابا کے پاس جانا ہے جانے دو مجھے۔"

وہ وہیں بیٹھ کر روتے ہوئے بولی تو فہیم نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا وہ اس قدر ڈری سہمی تھی کہ اسے یہی لگ رہا تھا سب اسے مارنا چاہتے ہیں۔ فہیم تاسف سے نفی میں سر ہلا گیا۔

ششش کوئی نہیں مار یگا اگر کسی نے کچھ کہا آپ سے تو میں ڈانٹوں گا اسے آپ یہ پانی" "پیو اور اب نہیں رونا۔ بلکل ریلیکس ہوجاؤ۔

گلاس میں پانی انڈیلتے فہیم نے اس کی جانب بڑھایا جسے وہ ڈرتے ہوئے لبوں سے لگا گئی۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں مجھے نہیں مارینگے وہ مارتا تھا بہت میں نے کہا بھی میں سب کام" "کرونگی مت مارو اس نے پھر بھی مجھے بہت مارا۔

آنکھوں میں الوہی سی چمک لئے وہ پوچھ بیٹھی ساتھ ہی پھر سے روتے ہوئے اذیت بھرے لہجے میں بولی۔اس کی بات پر فہیم نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس کے سفید ہاتھوں پر جلے کے نشان صاف واضح تھے پاؤں پوری طرح زخمی تھے اور چہرے بھی مرجھایا سا وہ عجیب پژمردہ حالت میں تھی۔

اس کی حالت دیکھتے فہیم نے بے ساختہ نظریں چرائیں کچھ حد تک تو وہ معاملے کو سمجھ گیا تھا کہ اس لڑکی کو اچھا خاصہ ٹارچر کیا گیا ہے پر وہ سوچ ہی اس کے لئے دہلانے والی تھی کہ سامنے بیٹھی اس چھوٹی سی لڑکی نے اتنا کچھ سہا ہے۔ لیکن اصل چیز تو صحیح طرح رائم ہی اسے بتائے گا۔

"جی بالکل نہیں ماریگا کوئی آپ کو آپ بے فکر رہو چلو اب اپنا نام بتاؤ مجھے۔"

اپنی تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے وہ اس کے جانب متوجہ ہوا جو آنسو بھری آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"فاریہ۔"

وہ دھیمے لہجے میں بیڈ پر کھسکتے ہوئے بھاری لہجے میں بولی۔ مسلسل رو رو کر آنکھیں بھی بری طرح سوجھی ہوئی تھی۔

"ہم تو فاریہ یہ بتائے مجھے کہ آپ نے یہ فروٹس کھالئے کیا۔"

اس کی حالت کو دیکھتے اسے بہلانے کی غرض سے فہیم ادھر ادھر کی باتیں کرتے اسکا دھیان بٹانے لگا۔ جس سے اس کا دھیان بٹ سکے اور ہوا بھی یہی اس کی باتوں کا ہی

اثر تھا کہ وہ کافی حد تک بہتر ہوگئی تھی۔ فہیم نے اب موقع دیکھتے مطلب کی بات کرنے کا سوچا۔

"لٹل گرل یہ بتاؤ آپ کس کا کہہ رہیں تھیں کون مارتا تھا آپ کو۔"

اسے فروٹس کے بعد دوائی دیتے فہیم نے اپنا لہجہ سرسری سا بناتے پوچھا جس پر وہ پھر سے خوفزدہ ہوکر اسے دیکھنے لگی۔

"وہ نن۔ نہیں وہ وہ پھر مارے گا میں نن۔ نہیں بتاؤنگی آپ کو بھی ماردیگا سب کو ماردیگا وہ ماما۔ بابا مجھے لیں جائیں۔"

وہ وحشرزدہ ہوکر پھر سے چیخنے چلانے لگی جس پر فہیم نے بہت مشکل سے قابو کرتے اسے پرسکون ہونے کا انجیکشن لگایا۔

"کوئی نہیں ماریگا بس خاموش ہوجاؤ آرام کرو۔"

فہیم نے اسے غنودگی میں جاتے دیکھ آہستہ سے اس کے بال سہلاتے کہا جیسے ہی اس کی آنکھیں بند ہوئی فہیم نے پرسکون ہوتے کمفرٹر اس پہ اوڑھایا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

باہر آتے فہیم نے ایک نرس کو تمام صورتحال سے آگاہ کرتے اسے سمجھایا کہ اس کو کس طرح ٹریٹ کرنا ہے کہ وہ پینک نہیں ہو اور دوائی ٹائم پر لیتی رہے۔ تو وہ نرس بھی سمجھ کر سر اثبات میں ہلاتی اس لڑکی کے وارڈ کی جانب چل دی۔

رائم سے باقی کی بات بعد میں پوچھنے کا ارادہ کرتے وہ اپنے کیبن کی جانب چل دیا یہ سوچ اسے اب بھی پریشان کر رہی تھی کہ وہ بچی جس کی عمر قریباً چودہ پندرہ سال ہوگی اس کو اس قدر وحشتزدہ کر دیا گیا ہے کہ وہ اب کسی پر بھروسہ بھی نہیں کر پا رہی بلکہ ایک الگ ہی خوف میں مبتلا تھی۔ رائم کے بعد اب اس کا دماغ اس سب میں بری طرح الجھ چکا تھا۔

ایک وحشتناک شام ایک بار پھر چوہدری کے اڈے پہ اتری تھی جہاں کا ذکر کرتے ہوئے بھی کوئی کانپ جائے۔ ایک خوف سا ہر کسی کے وجود میں سرائیت کر جاتا تھا۔ یہ جگہ جنگل کے بیچوبیچ تھی تبھی تلاش کرنا ناممکن سی چیز تھی۔ اس اڈے کے ایک کمرے

میں چوہدری ریوالونگ چیئر پہ بیٹھے سگریٹ کے گہرے کش لگاتے مسلسل جھول رہا تھا۔ کچھ ہی دنوں میں مائیک یہاں آنے والا تھا اور وہ کڈنیپ کی ہوئی لڑکیوں کو یہاں سے بھیج کر اپنا ٹھکانہ بدلنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ابھی بھی وہ پوری دلجمعی سے انہیں سوچوں میں گم تھا معاً کھٹ پھٹ کی آواز پہ وہ چونک کر آنکھیں کھول گیا۔ جہاں سامنے رائمہ چہرہ جھکائے اس کے سامنے مشروب کی بوتلیں رکھ رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ جانے کیلیے مڑتی اپنے عقب سے آنے والی کرخت آواز پہ وہ ٹھٹھک کر رکی لیکن چہرہ اس کی جانب کرنے کی زحمت نہیں کی۔

اے رائمہ اس کمرے میں دیکھ جاکر کہی تکلیف ست تڑپ تڑپ کر مر تو نہیں گئی" وہ۔ اگر ہوش میں نہ آئے تو بالوں سے کھینچ کر میرے پاس لے آنا ہوش دلوانا اچھے سے "آتا ہے مجھے۔

وہ کھردرے لہجے میں اسے باور کراتے گلاس میں مشروب انڈیلنے لگا۔ رائمہ اس کی بات پہ سختی سے مٹھیاں بھینچتی اثبات میں سر ہلاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی وہ جانتی تھی چودھری کو جب بھی.اس کے متعلق علم ہوا وہ سب کچھ

تہس نہس کردے گا۔یہ بھی ہوسکتا تھا کہ اسے جان سے مار ڈالے لیکن اسے ہمت کرنی تھی تبھی لڑکھڑاتے قدموں سمیت اس بند کمرہ نما کوٹھری کی جانب چل دی۔جو کل کا پورا دن بند رہنے کے بعد چودھری کو آج کھولنا یاد آیا تھا یہاں اگر سچ میں کوئی رات بسر کرتا تو صبح اس کی لاش ہی ملتی۔اس نے لرزتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا تو سب کچھ ویسے ہی رکھا تھا۔اب اسے اپنے پلین پہ عمل درآمد کرنا تھا۔

"چودھری صاحب چودھری صاحب وہ بچی اس کمرے میں موجود نہیں ہے۔"

اس نے چہرے کے تاثرات کسی حد تک نگاڑتے ہڑبڑاہٹ میں اس کے کمرے کا رخ کیا اور ہانپتے لہجے میں گویا ہوئی اس کی بات پہ اس کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی اسنے باقاعدہ اپنے کان صاف کرتے بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا کہ کہی کچ غلط تو نہیں سن لیا جس کے چہرے سے گھبراہٹ عیاں تھی۔

اے لڑکی تیرا دماغ ٹھکانے پہ ہے یا نہیں۔وہ یہاں سے کہاں جاسکتی ہے تیری"
"آنکھیں ہے یا کچ بٹن۔

معاً وہ دھاڑتے ہوئے اس کے نزدیک آیا اور اس کے بازو کو بے رحمانہ انداز میں جھٹکا دیتے ہوئے بولا تو رائمہ نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔

صاحب مجھے کچھ نہیں پتہ آپ نے مجھے کہا میں دیکھ آئی اب آپ خود ہی دیکھ لیں۔ "کل رات سے آپ کے کہنے پہ میں اس کمرے میں نہیں گئی اس کے بعد میں نہیں جانتی کیا ہوا۔"

وہ مصنوعی آنسو بہاتے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی تو وہ رعونت سے اس کے وجود کو دھکا دیتے تن فن کرتا اس کمرے تک پہنچا لیکن اندر قدم رکھتے ہی کھلی کھڑکی، کرسی اور رسی دیکھتے اسے سارا معاملہ ایک لمحے میں سمجھ آگیا۔ اس نے چنگھارتی آواز میں للی اور رائمہ کو وہاں بلایا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب کا کام تمام کردے اس قدر سکیورٹی میں وہ کہاں جاسکتی ہے۔ وہ باقاعدہ اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے وحشت ذدہ سا چلایا۔ اس کے چلانے پہ رائمہ اور للی جو دوڑے دوڑے اس کی سمت آئے تھے اسے چلاتے دیکھ سہم گئے کیونکہ جب اس کی ہار ہوتی تھی تبھی وہ چلاتا تھا۔

چودھری کے چنگل سے نکلنا ناممکن ہے۔یہاں کوئی سازش کھیلی گئی ہے میرے"
خلاف مجھے بتا تم دونوں میں سے کس نے اس کے بھاگنے میں مدد کی ہے۔اور سچ بولنا
"ورنہ اس بندوق سے تم دونوں کا بھیجا اڑا دوں گا۔

وہ دیوار پہ لٹکی ہوئی بندوق اٹھاتے اس کی نال ان دونوں کی سمت کرتے ہوئے پھنکارا تو
وہ دونوں بے ساختہ اپنا حلق تر کر گئے۔

صاحب اتنے سالوں کے کام کے بعد ہم پہ اتنا تو بھروسہ رکھو آپ آج تک ایسا کبھی ہوا"
"ہے کیا۔جو آج ایسا ہونے پہ آپ مارنے پہ آگئے ہیں۔

رائمہ اس کے پاؤں میں گرتی ٹسوے بہاتی ہوئی بولی اسے کسی بھی صورت میں اسے شک
و شہبات میں مبتلا ہونے نہیں دے سکتی تھی۔

اس حرام **کو تو کسی صورت نہیں چھوڑوں گا میں اس کی موت میرے ہاتھوں ہی"
"ہوگی مجھے چکما دے کر بھاگی ہے نہ وہ۔

وہ شاید اپنی ہار برداشت نہیں کرپارہا تھا اس بچی کے ہاتھوں تبھی رائمہ کو ٹھوکر مارتے غرایا تو اس نے سہم کر اس کے طور اطوار دیکھے۔جو کسی کو زندہ بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

لکی تیاری پکڑ اگلے دو دنوں میں مزید لڑکیوں کا بندوبست کرنا ہے سب سے پہلے تو اس" شخص کی بیٹی کا جس کی بدولت آج میں اس مقام پہ ہوں۔تڑپا تڑپا کر ماروں گا اسے۔موت "سے بھی بدتر موت دوں گا اسے۔کہ چاہ کر بھی کوئی اس کی فریاد سن نہیں سکے گا۔

وہ سرد لہجے میں لکی کی سمت دیکھتے گویا ہوا تو وہ اس کی بات پہ سرعت سے ہاں میں سر ہلاگیا۔

ساری معلومات نکلوالی یونی وغیرہ کی۔جہاں سے لڑکیاں اٹھوانی ہے۔

وہ اس بار کسی صورت بھی مائیک کو ناراض نہیں کرسکتا تھا وہ ان سب لڑکیوں کو اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھ دوسرے ملک بھیجتے اچھا خاصہ معاوضہ کمانے کا ارادہ رکھتا تھا۔البتہ اس بچی کو وہ ڈھونڈ کر جان سے مارنے کا ارادہ کرچکا تھا۔

جی باس میں نے پتہ لگوالیا ہے اس جامعہ میں اگلے تین دن بعد کسی قسم کی تقریب"
"ہے اسی تقریب میں یہ سب کام سرانجام دینا ہے۔

اس نے دونوں ہاتھ کمر پہ باندھتے مودب انداز میں بولا تو چودھری لہو رنگ آنکھوں سمیت اثبات میں سر ہلاگیا اور اپنی بندوق اٹھاتے اپنے خاص خاص آدمیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے باہر کی سمت بڑھ گیا۔تاکہ اس بچی کو تلاش کرسکے وہ جلے پیروں اور زخموں سے چور بدن کے ساتھ اس جنگل سے کیسے باہر نکل سکتی تھی یہ سب اس کی سمجھ سے باہر تھا اس کے چہرے پہ ایک وحشی پن چھایا ہوا تھا۔رائمہ نے اس کے تیور دیکھتے دل ہی دل میں اس بچی کی خیروعافیت کی دعا مانگی۔کیونکہ اگر وہ چودھری کو مل جاتی تو وہ ایک لمحہ نہیں لگاتا اسے اوپر پہچانے میں۔

اس کے دل میں ایک خوف کنڈلی مارے بیٹھ گیا۔ تھا۔معاً لکی کی ہتھیلی اپنی نگاہوں کے سامنے محسوس کرتے اس نے ناراضگی سے رخ پھیرا اور خود ہی زمین کا سہارہ لیتے کراہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کے جاتے ہی لکی بے بسی سے لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کرگیا۔

ادیان اسے اس دن گھر چھوڑتے خود آفس کیلیے نکل چکا تھا اس کے گھر آنے پر سب نے حیرت کا اظہار تو کیا لیکن وہ اپنی طبیعت خرابی کا کہ کر ٹال گئی تھی۔

اگلے دن وہ سب کے ساتھ بیٹھی باتوں میں مشغول تھی طبیعت خرابی کا کہ کر وہ شوشہ تو چھیڑ چکی تھی اسی بدولت کسی نے آج اسے یونی نہیں جانے دیا تھا اور ویسے بھی آج ایک دن کے فرق سے روشانے کا ولیمہ تھا تو سب اسی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔وہ بھی اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی معاً محرم کی پکار پہ چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئی جو اسی سے مخاطب تھی۔

"جی پھپھو۔"

اس نے محبت سے ان کی جانب دیکھتے استسفار کیا۔

"پھپھو کی جان ابھی کچھ دیر میں بیوٹیشن آجائے گی۔روم میں ڈریس رکھوایا ہے آپ کا وہ پہننا ہے آپ نے اوکے۔روشی کے ولیمے کیلیے وقت پہ نکلنا ہے۔ویسے بھی دوپہر کا ولیمہ ہے۔"

انہوں نے سنجیدگی سے اسے باور کراتے خود کچن کا رخ کیا تاکہ ملازمہ کو دیکھ سکیں۔وہ بھی ان کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے اب عزہ سے باتوں میں مصروف ہوگئی اس نے ایک نگاہ اپنی کلائی پہ بندھی گھڑی پہ ڈالی جو گیارہ بجارہی تھی ابھی بھی ان دونوں کو آنے میں کافی وقت تھا وہ بجھے دل کے ساتھ اٹھتی اپنے روم میں آگئی۔کیونکہ گھر میں فلحال کوئی کام نہیں تھا اور اسے تو کچھ آتا بھی نہیں تھا۔

"ابھی کافی وقت ہے ایسا کرتی ہوں کچھ دیر آرام کرلیتی ہوں وقت بھی گزر جائے گا اور میری نیند بھی پوری ہوجائے گی۔"

وہ کندھے اچکا کر اپنے پسندیدہ مشغلے کے بابت بے نیازی سے بولتی لمبی تان کر سونے کا ارادہ کرتی بیڈ پہ کمفرٹر اوڑھ کر لیٹ گئی۔کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔ابھی اسے سوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی معاً اپنے قریب سے چنگھاڑتی ہوئی آواز پہ وہ

جھنجھلا کر سائیڈ ٹیبل پہ ہاتھ مارا اور موبائل کو مسلسل بجتا دیکھ دیکھے بنا ہی کال کاٹ گئی اس دوران وہ سرے سے ہی فراموش کرچکی تھی کہ وہ کس گھر میں کس حیثیت سے موجود ہے۔ایک بار پھر فون کی آواز نے اس کی نیند میں خلل ڈالا۔اس نے مندی مندی آنکھوں سمیت جارحانہ انداز میں سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا اور کان سے لگاتی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی کہ دوسری جانب وجود اس کے انداز پہ لب بھینچ گیا ساتھ ساتھ اسے بھی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔

"کون پاگل ہے جسے صبح صبح ہی دوڑے پڑنا شروع ہوگئے ہیں۔دو گھڑی کا سکون نہیں ہے۔"

وہ نیند میں ہی غصے سے سرخ چہرے سمیت بولی لیکن دوسری جانب سے مستقل خاموشی محسوس کرتے وہ مزید چڑ گئی۔ایک تو فون کیا مزید وہ کچھ بول نہیں رہا۔

"آئندہ میری کال کاٹنے کی ہمت بھی مت کرنا لیزے ادیان شاہ اور مجھے مجبور مت کیا کرو" "کہ میں اس ننھی سی جان سے برا پیش آؤ۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی گل افشانی کرتی اس کی سرد آواز پہ اس کا دل ایک لمحے کیلیے دھک سے رہ گیا۔دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے اس نے اپنا حلق تر کرتے میچی آنکھوں سمیت موبائل سامنے کیا تو ادیان کالنگ دیکھ رونے کیلیے لب پھیلاگئی۔اور بے دردی سے اپنے لبوں کو دانتوں سے کچلنے لگی یہاں تک کہ اس میں سے خون رس آیا۔ہمیشہ اسی کے سامنے شرمندگی کیوں۔

"دیان آپ۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز پہ آفس میں بیٹھے ادیان کے لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ اس نے ایک نگاہ لیپ ٹاپ پہ چلتے مناظر پہ ڈالی جہاں وہ سرعت سے اٹھ کر بیٹھتی اپنے بال سمیٹ رہی تھی ساتھ ساتھ لبوں کو کچلنے کا بھی کام جاری ہے۔یہ منظر دیکھتے اس کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس نے تند نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"لیو یور لپس لیزے۔"

اس کی سرد مصروف آواز لیزے کی سماعتوں سے جوں ہی ٹکرائی اس کے حواس جھنجھنا اٹھے۔اس نے سرعت سے اپنا ڈوپٹہ ٹھیک سے اوڑھتے اردگرد نگاہ دوڑائی لیکن وہ تو یہاں موجود نہیں تھے تو اسے کیسے معلوم ہوا یہ سب۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔اس نے سرعت سے اپنے لبوں کو دانتوں کی گرفت سے آزاد کیا اور گہرا سانس بھرتے خود کو پرسکون کرنے لگی۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ کیسے اس پہ نظر رکھے ہوئے تھا۔

"لسن وارڈروب کھولو وہاں میرا منتخب کیا گیا ڈریس رکھا ہوا ہے۔مم کو میں خود ہی کہ دوں گا ان کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس ڈریس کے علاوہ کچھ بھی پہننے کی ضرورت نہیں ہے لیزے ادیان شاہ۔ ورنہ میں سزا بہت کڑی دیتا ہوں جو تمہاری نازک جان پہ بھاری پڑسکتی ہے۔گوڈ اٹ۔"

اس کی بات پہ لیزے کے ماتھے پہ پسینے کے ننھے منھے قطرے نمودار ہوئے۔اپنی اعصاب بحال کرتے اسنے صرف ہمم کرنے پہ ہی اکتفا کیا۔

اس کی صورت دیکھتے ادیان کے لب دھیما سا مسکرائے تھے جو اس نے فوراً ہی سمیٹ بھی لیے تھے۔اپنی کام کی بات کرتے ہی اس نے کال کاٹ دی تھی لیزے نے بھی کانپتے ہاتھوں سے سائیڈ ٹیبل پہ موبائل رکھا اور ڈریس دیکھنے کی خاطر وہاں سے اٹھ کر وارڈروب کی سمت چل دی۔

"اتنے بڑے بڑے تھیلے پہنا دیتے ہیں پہن کر چلا بھی نہیں جاتا ناجانے اب کونسا ڈریس سیلیکٹ کیا ہوگا۔"

وہ جھنجھلا کر بڑبڑاتی ہوئی وارڈروب کا پٹ کھولتی کپڑے دیکھ رہی تھی معاً ایک ڈریس پہ اس کی نگاہ ٹھٹھک کر رکی تھی۔وہ گلابی رنگ کا خوبصورت سا نیٹ کا فراک تھا لیزے کے لب خوشگواریت سے مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔گلابی اور سیاہ رنگ ادیان کا شروع سے ہی پسندیدہ رہا تھا یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی۔ ابھی بھی وہ ستائشی انداز میں اس پہ ہاتھ پھیر رہی تھی معاً اچانک کمرے میں انابی اور مازہ دونوں کی آمد پہ وہ سٹپٹا کر وارڈروب بند کرگئی تھی۔اور تعجب سے گھڑی کی سمت دیکھتے ان کی جانب دیکھا جو بارہ بجارہی تھی۔

"تم لوگ اتنی جلدی آگئی۔"

اس نے بیڈ پہ ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتے حیرت سے بازپرس کی تو امائزہ اثبات میں سر ہلاتی چمکتی آنکھوں سمیت اس کی سمت متوجہ ہوئی۔

انابی بھی تکیے سے پشت ٹکا کر آرام سے وہی براجمان ہوگئی۔

"یو نو پرسوں یونی میں کیا ہے۔"

امائزہ دانت نکوستے ہوئے گویا ہوئی تو لیزے نے اچھنبے سے اس کی سمت دیکھا جو کس قدر خوش دکھائی دے رہی تھی۔انابی ان دونوں کی باتوں سے بے نیاز تکیے پہ سر رکھے ہی آنکھیں موند چکی تھی۔

پرسوں یونی میں کنسرٹ ہے۔میں تو باقاعدہ شکر ادا کررہی تھی کہ کوئی تقریب کا اہتمام" "کیا ہے ان سوئے ہوئے لوگوں نے۔پڑھ پڑھ کر تنگ آگئی ہوں میں۔

اس نے اکتائے لہجے میں کہا۔چہرے سے بھی بیزاریت چھلک رہی تھی۔لیزے اس کی بات پہ تند نگاہوں سے اسے دیکھتے تاسف میں سر ہلا کر رہ گئی۔اسے تو اس سب سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔تبھی خاموش نگاہوں سے اسے تکتی گویا ہوئی۔

میرا تو کوئی موڈ نہیں ہے جانے کا۔میرا تو بس چلے وہاں قدم بھی نہ رکھوں ایک عجیب "
"سی بے چینی ہونے لگتی ہے اب۔

وہ دل پہ ہاتھ رکھتی گھبراہٹ سے بولی تو امائزہ نے حیرت سے اس کی بات پہ اس کی جانب دیکھا معاً ساری بات سمجھ آنے پہ وہ دلکشی سے قہقہہ لگاتے اسے چھیڑنے والے انداز میں ٹھوکا مار گئی۔

"ہاں نہ اب سارا سکھ چین سیاں جی کی باہوں میں ہی آتا ہے۔آئی نو ویری ویل۔"

وہ شرارتی نگاہوں سے اسے تکتی شرارت آمیز لہجے میں بولی تو لیزے کا چہرہ اس کی بات پہ تمتما اٹھا۔اس نے اسے گھورنا چاہا لیکن چاہ کر بھی نہ گھور سکی۔اس کے قہقہے پہ انابی بھی گھبرا کر اٹھ چکی تھی۔

"در فٹے منہ منحوس انسان۔میری نیند خراب کردی ہے پکڑ کے۔اپنی جناتی قہقہوں سے۔"

وہ اس کی کمر پہ دھموکا جڑتی جلے بھنے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے پھنکاری۔امائزہ اپنی کمر سہلاتے اسے گھور کر رہ گئی جو اب تن فن کرتی چپل پیروں میں اڑستی کمرے سے جا رہی تھی تاکہ سکون سے اپنی نیند پوری کرسکے۔وہ دونوں بھی کچھ سوچتے اسی کی تلقید میں نیچے

لاؤنج کی سمت چل دی۔اسی طرح باتوں میں مصروف ایک بج چکا تھا۔ان سب نے تیار ہونے کا سوچتے اپنے اپنے کمروں کا رخ کیا۔

"واؤ امائزہ کس قدر خوبصورت ڈریس لگ رہا ہے۔تم بھی بہت حسین لگ رہی ہو۔"

لیزے نے محبت سے اس کا جائزہ لیتے اس کے گال کو چھوا جو پیچ کلر کی پاؤں کو چھوتی میکسی پہنے جس پہ ہلکا ہلکا نگینوں کا کام ہوا تھا۔بالوں کو کرل کرکے ایک شانے پہ ڈالا ہوا تھا۔پیروں میں نازک سی سینڈل پہنے لبوں پہ پیچ رنگ کی لپ سٹک اپنی بہار دکھا رہی تھی۔

ابھی وہ اسی کو دیکھنے میں مصروف تھی معاً محرم کی آواز پہ ان کی سمت متوجہ ہوئی۔

لیزے یہاں کیا کررہی ہو۔روم میں چلو اپنے چینج کرو تب تک میں بیوٹیشن کو بھیجتی"

"ہوں۔

اس کی لاپرواہی پہ محرم نے ماتھے پہ بل ڈالتے اسے جھڑکنا ضروری سمجھا تو وہ خجل سی ہوتی ان کے گال پہ پیار دیتی اپنے کمرے کی سمت چل دی۔

اس کا دلایا گیا ڈریس زیب تن کرتے اس نے آئینے میں نظر آتے سراپے پہ نگاہ دوڑائی

گلابی رنگ کی نیٹ کی پاؤں کو چھوتی ہوئی میکسی اس کا بیک گلا کافی ڈیپ تھا۔لیزے کا رنگ فق ہوا اس نے اپنی خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری اس فراک میں اس کے سراپے کی ساری دلکشیاں نمایاں تھی۔اسے پریشانی ہونے لگی ناجانے سب کا سامنا کیسے کرے گی۔یہی سوچ آتے ہی اس نے اپنا حلق تر کیا۔کچھ ہی دیر میں بیوٹیشن گھر کی ملازمہ سمیت کمرے میں داخل ہوئی تو لیزے سنجیدگی سے آئینے کے سامنے رکھی کرسی پہ جگہ سنبھال گئی۔بیوٹیشن نے اس کے بیٹھتے ہی مہارت سے اس کے چہرے پہ ہاتھ چلانا شروع کردیا تھا۔اس نے پہلے ہی سے لائٹ میک اپ کرنے کی تلقین کردی تھی۔

"ماشاءاللہ میم آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔"

بیوٹیشن کی آواز جیسے ہی اس کی سماعتوں سے ٹکرائی اس نے آنکھیں واں کرتے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔

جوڑے میں بندھے سیاہ بال جن میں سے چند ایک لٹیں چہرے پہ جھول رہی تھی۔لائنر اور مسکارے سے بوجھل سیاہ گہری آنکھیں، گلابی عارض کو مزید گلابی کیا گیا تھا اور ڈریس کی مناسبت سے لائٹ سی گلابی لپ سٹک لگائے وہ مکمل طور پہ تیار تھی۔

"ارے مشاءاللہ یہ ڈریس ادیان نے پسند کیا تھا کیا۔"

محرم جو اس کی تیاری دیکھنے کمرے میں داخل ہوئی تھی اس پہ نگاہ پڑتے ہی ستائشی انداز میں اس کا جائزہ لیتے ہوئے بولی تو وہ جھینپ کر ہاں میں سر ہلا گئی۔ محرم اس کے سر پہ بوسہ دیتی اسے جیولری پہننے کی تاکید کرتے کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ اب جیولری بوکس میں سے میچنگ جیولری نکال رہی تھی۔ اپنے کام میں وہ پوری طرح محو تھی معاً کسی کی نگاہوں کی تپش کا احساس تھا اس کا رواں رواں کانپ اٹھا۔ جو سوچ اس کے دماغ میں آئی تھی وہ اسے سختی سے جھٹلانا چاہتی تھی۔ کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز پہ اس کا دل باقاعدہ ڈوب کر ابھرا۔ مطلب سچ میں وہ آگیا تھا۔ اس نے سختی سے اپنی آنکھوں کو میچ لیا۔

"یا اللہ پلیز ہمت دے تھوڑی سی۔ یہ انسان تو نظروں سے ہی مار ڈالے گا مجھے۔"

کپکپاتے ہاتھوں سے رنگ چھوٹتے کارپیٹ پہ گر چکی تھی لیکن اس نے جھکنے کی زحمت نہیں کی تھی ادیان نے والہانہ نگاہوں سے اس کا پچھلا گلہ تکا جو کافی ڈیپ تھا۔ جس سے اس کی سرخ و سفید صراحی دار گردن مزید نمایاں ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھیں لو دینے

لگی۔اس کی غیر ہوتی حالت ادیان کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔ادیان کی مخصوص قدموں کی چاپ لیزے کے دل پہ پڑرہی تھی اس نے سختی سے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کرلی۔

"ویسے آج تو چھوٹو سا بے بی میرے ہوش اڑانے کیلیے سارے ہتھیاروں سے لیس ہے۔ خوب آگاہی ہے تمہیں کہ کیسے کسی کو اپنے قابو میں کرنا ہے ہاں۔"

عقب سے اپنے کان پہ اس کا سلگتا لمس محسوس کرتے اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوچکے تھے۔ادیان نے اس کے شانوں پہ دباؤ ڈالتے اسکا رخ اپنی جانب کیا جو اب اس کی قربت پہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"اس طرح کے لباس زیب تن کرکے میرے حواسوں کو بے قابو کرنے والی تھی نہ۔"

اس نے زہرخند لہجے میں بولتے اسے کان کی لو کو اپنے دانتوں میں دبالیا۔لیزے اس کی حرکت پہ سی کرتے تڑپتے ہوئے اچھل کر رہ گئی اور بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا جو

خود ہی اس کیلیے ایسا لباس لاکر اب اسے ہی ایسا القابات سے نواز رہا تھا۔ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس کے اندر خود سر لیزے نے سر اٹھایا وہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

مت بھولیں یہ لباس آپ نے ہی سیلیکٹ کیا ہے میرے لیے ورنہ مجھے کوئی شوق" "نہیں ہے ایسے سنی لیونی بن کر آپ کے قریب آؤ۔

بے دھیانی میں جو اس کے منہ میں آیا وہ فراوانی میں بول گئی اپنی غلط بات کا اندازہ اسے ادیان کی حیرت سے واں کی ہوئی آنکھوں سے ہوا۔اس کا چہرہ بے ساختہ اپنی ہی حرکت پہ لہو چھلکانے لگا۔اس نے سہمی نگاہوں سے ادیان کی سمت دیکھا جو اب اس کا قندھاری گال سہلاتے والہانہ نگاہوں سے اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ لیزے کو اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"ادیان ٹائم نہیں ہے پلیز آپ ریڈی ہوجائیں سب انتظار کررہے ہیں نیچے۔"

وہ اس کی سفید شرٹ کو دونوں مٹھیوں میں بھینچتی سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔ادیان جو اس کی گردن پہ جھکا ہی تھا اس کی بات پہ ماتھے پہ بل ڈالتے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا۔

یہ بال کھولو اور اپنی بیک ڈھکو۔ میں شاور لے کر آرہا ہوں۔ ویسے بھی سب گھر والے "بینکویٹ کیلیے نکل چکے ہیں۔ تمہیں مجبوراً میرے ساتھ ہی جانا پڑے گا۔"

وہ برفیلے انداز میں اسے تنبیہہ کرتے اپنا ڈریس لیتے اس کی دونوں میچی آنکھوں کو اپنے لمس سے روشناس کراتے واشروم میں بند ہوگیا۔ ایک لمحے میں ہی وہ اسے شاید اس کی اوقات دکھادیتا تھا۔ اس کے سرد انداز پہ لیزے کی آنکھوں سے ایک آنسو بہتا اس کے سرخ عارض پہ گرا تھا۔ اپنے حواس بحال کرتی وہ بیڈ پہ بیٹھتے اپنے سینڈیل کا سٹریپ بند کرتے اب آئینے کے سامنے کھڑی اپنے جوڑے سے پنز نکال رہی تھی۔ جوڑا کھلتے ہی اس کے گھنے لمبے سیاہ بال اس کی کمر کو پوری طرح ڈھک چکے تھے اپنے ہاتھوں سے انہیں جلتی جلتی سنوارتے اس نے ایک تفصیلی نگاہ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پہ ڈالی تھی۔ اب وہ انگلیاں چٹخاتی اس کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔

کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ جوں ہی واشروم سے باہر نکلا وہ بے چینی سے انگلیاں مسلنے میں بری طرح محو تھی۔ وہ ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا اور اسے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ لیزے حلق تر کرتے اس کے قریب گئی اور سوالیہ

نگاہیں اس کی سمت اٹھائی۔ادیان نے اسے بغیر کچھ سمجھنے کا موقع دیے کمر سے اٹھاتے ڈریسنگ پہ بٹھایا تھا لیزے کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے والی ہوگئی۔وہ اب کیا کرنے والا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ نیچے اترتی ادیان نے ایک سخت سرد نگاہ اس پہ ڈالتے اپنی چوڑی کلائی اس کے آگے کرتے اس کے ہاتھ میں اپنی گھڑی تھمائی تھی۔لیزے کے پاس مزید کوئی حل نظر نہیں آیا تبھی لرزتے ہاتھوں سے اس کی ہاتھ سے گھڑی لیتے اس کی چوڑی کلائی کی زینت بنا گئی تھی۔ساتھ ہی انگلی کے پوروں کی مدد سے اپنی آنکھوں کے نم کنارے صاف کیے تھے۔وہ جب اس قدر نفرت جتاتا تھا تو اس قدر حق کیوں جماتا تھا۔یہ سب سوچتے اسے شدت سے رونا آیا۔ادیان کی نگاہوں سے اس کی آنکھوں کی نمی مخفی نہیں تھی وہ سر جھٹکتے اپنے کوٹ کے بٹن بند کرتے پیچھے ہوا تو لیزے بھی سرعت سے وہاں سے اترتے کمرے کا لاک کھولتے باہر نکل گئی ادیان جو خود پہ پرفیوم سپرے کررہا تھا ایک سرد آہ خارج کرکے رہ گیا۔

گاڑی میں اپنی جگہ سنبھالتے ہی اس نے اس کی گود میں ایک سیاہ ویلوٹ کی شال پھینکی تھی۔ لیزے نے حیرت سے اپنی گود میں رکھی ہوئی شال کو دیکھا۔

''اسے اوڑھو فوراً۔''

وہ گیئر سے گاڑی کا رخ بدلتے اپنے مخصوص ٹھنڈے

لہجے میں گویا ہوا لیزے نے ایک شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالتے وہ اچھی طرح اپنے شانوں کے گرد اوڑھ لی۔تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ دونوں شہر کے مشہور ہوٹل میں موجود تھے جہاں روشی اور احد کے ولیمے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ادیان نے اپنی مضبوط ہتھیلی میں اس کا نرم و نازک ہاتھ تھاما لیزے نے ایک پل کو اس کی جانب دیکھا جو سیاہ پینٹ کوٹ پہنے گلے میں اس کے فراک سے میچنگ ٹائی لگائے ہلکی ہلکی بیئرڈ گھنی مونچھوں تلے ہلکے ہلکے ہوتے سیاہ لب جو بھینچے ہوئے تھے۔وہ مکمل طور پر مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا اور اب اس کے حواسوں پہ چھایا تھا۔ان کے یوں اندر داخل ہونے پہ کئی ستائشی اور کئی حسد بھری نگاہیں ان کی سمت اٹھی تھی۔

جدید طرز کے بنے اس ہوٹل کو لائٹنگ اور پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ان دونوں کو دور سے دیکھتے ہی سب نے دل ہی دل میں خوب نظر اتاری تھی وہ ساتھ لگ بھی تو مکمل رہے تھے۔سب سے ملتے ملاتے وہ دونوں سٹیج کی جانب چل دیے تاکہ روشانے اوع احد سے مل سکے۔ادیان کا دل تو ذرا سا بھی نہیں تھا لیکن محرم کے کہنے پہ وہ مجبوری میں آگیا تھا۔سٹیج پہ پہنچتے ہی لیزے تو روشی کے گلے سے لگی البتہ ادیان بری طرح ان دونوں کو دیکھ کر سرے ہی نظرانداز کرچکا تھا۔لیزے نے بیچارگی سے اس کی سمت دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات خطرناک حد تک سپاٹ تھے اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ تھامتے ہلکا سا دبایا تھا۔اپنے ہاتھوں پہ نرم گرم نازک سا لمس محسوس کرتے ادیان کی حسیں ایک لمحے میں بیدار ہوئی تھی۔اس نے جھٹکے سے گردن موڑتے اس کی سمت دیکھا جو التجائیہ انداز میں اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ناجانے کیسا سحر طاری ہوا تھا وہ رخ موڑتے احد کے گلے لگا تھا۔

"ماشاآللہ بہت پیارے لگ رہے ہو دونوں ساتھ میں۔"

روشانے نے خود ہی بات کا آغاز کرنے کا سوچا تبھی مسکراتے ہوئے محبت سے ان دونوں کو دیکھتی ہوئی گویا ہوئی۔

"آئی نو ہمیں ان تعریفوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس کے روکھے کھردرے لہجے پہ ان تینوں کے مسکراتے لب فوراً سمٹے تھے۔لیزے نے مشکل مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ آذاد کیا تھا۔اس کا روشی کو یوں مخاطب کرنا لیزے کو ذرا سا بھی پسند نہیں آیا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ابھی بھی شاید روشی کو پسند کرتا وہ تو ایک ان چاہا وجود ہے جسے ادیان شاہ نے اپنی ضد بنالیا تھا۔ادیان ایک قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالتے سٹیج سے اتر گیا تھا۔لیزے نے اس کے جاتے ہی اس کی جانب سے ایکسکیوز کرتے وہی جگہ سنبھال لی تھی۔ایسے یوں منہ پھیر کر جانا اسے مناسب نہیں لگا۔معاً اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی جہاں وہ انابی اور امائزہ نے دھیمے سے ہنستے ہوئے باتیں کررہا تھا۔

"خوش ہو تم۔"

روشی نے اپنی حسیات کے تمام دھاگے اس کی سمت مبذول کرائے جو شاید یہاں ہوکر بھی یہاں نہیں تھی۔

"جی آپی ہاں جی میں تو خوش ہوں آپ بتائیں۔"

وہ فلحال ان تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتی اس کی سمت متوجہ ہوئی تھی جو اس کے ہی تاثرات کا ملاحظہ کررہی تھی اس کے اس قدر سنجیدگی سے دیکھنے پر وہ سٹپٹا گئی۔

"چھوٹی ہو میرے سے لیکن یہ سب چھپانا کیسے سیکھا۔"

وہ محبت سے اس گال چھوتے بولی تو وہ اسے جواباً سرخ آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی جو ضبط کے چکر میں سرخ پڑرہی تھی۔اس نے مشکل اپنے ہاتھوں کی لغزش پہ قابو پایا۔

"جب سے ان راہوں کی مسافر بنی ہو۔"

وہ کھوئی کھوئی سی بولی معاً جلد ہی سنبھلتے اپنے آپ کو خوب لعن طعن کرتے اس کی سمت متوجہ ہوئی۔

"میرا مطلب ہے کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے روشی آپی وہ تو بہت اچھے ہیں۔یہ سب چھوڑیں آپ اپنا بتائیں کہاں گھومنے پھرنے کا پلان بنا۔"

وہ اذیت ذدہ لہجے میں بولتی اپنی باتوں کا رخ ان کی جانب مبذول کرگئی۔اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں محسوس کرتے روشی سختی سے لب آپس میں پیوست کرگئی۔

"ہاں ہم انشاءاللہ کل رات کو ہی جارہے ہیں لندن۔"

وہ شرمیلی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے بولی تو آنسو ضبط کرنے کے چکر میں لیزے کی گردن کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔اس کے چہرے پہ بکھرے گلال کو اس نے رشک سے دیکھا۔وہ ہر حال میں خوشقسمت تھی۔

"ماشاءاللہ خیر سے جائیں بھئی۔"

وہ بھی ان کی خوشی میں شریک ہوتے ہوئے بولی۔

لیزے تمہیں اس سٹون مین کو اپنے قابو میں کرنا ہے۔اور مجھے پورا یقین ہے کہ تم یہ" "کرسکتی ہو۔

وہ اس کا گال تھپتھاتے ہوئے پریقین لہجے میں بولی تو وہ تلخی سے مسکرادی۔

عین اسی وقت انابی امائزہ فہد اور باقی سب بچوں نے بھی سٹیج پہ دھاوا بول دیا۔احد ان سب سے معذرت کرتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تاکہ وہ سب سکون سے بیٹھ کر باتیں کرسکیں۔

"رائم شادی پہ بھی نہیں آیا چچی اس قدر مصروف ہوگیا ہے وہ۔"

روشی براہراست آیت کو مخاطب کرتی شکوہ کرتے ہوئے بولی تو انہوں نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

خان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو اس نے یہی کہا ہے کہ آپ شادی پہ چلیں جائے وہ ہسپتال چلا جائے گا بس یہی مصروفیات ہیں اس کی۔

وہ اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کے گوش گزارتی سٹیج سے اتر گئی۔جبکہ امائزہ کا چہرہ اس کے ذکر پہ سپاٹ ہوچکا تھا۔اس کیلیے تو اچھا ہی تھا کہ وہ نہیں آئے کیونکہ اس کے مطابق اس میں اس دن کے واقعے کے بعد سامنا کرنے کی سکت نہیں ہوگی وہ تلخی سے سر جھٹک گئی۔

"کبھی میری بھی شادی ہوگی میں بھی ایسے ٹھاٹھ سے یہاں بیٹھوں گا اور میرے برابر میں میری دلہن بیٹھی ہوگی۔"

فہد کی آواز پہ ان سب نے جھٹکے سے گردن موڑ کر اس کی سمت دیکھا جو تصور میں ہی مسکراتے ہوئے خیالی پلاؤ بنارہا تھا۔انابی کو سرعت سے ایک شرارت سوجھی وہ ان کو دیکھتی بائیں آنکھ دباتی اس کے کان کے قریب جھکی۔

"ہاں اور تمہاری بیوی موٹی بھدی کالی بھینس ہوگی جو بڑی بڑی آنکھوں سے والہانہ انداز میں تمہیں دیکھے گی تم بھی جواباً اس کے قریب ہونا۔اس کیلیے صوفہ ہم لوہے کا لگوائے گے موٹی ہوگی نہ تو ایسا صوفہ توڑ ہی نہ دے پھر اگر اس نے توڑ دیا تو تم بھی گرو گے اس سب چکر میں نقصان تمہارا ہی ہوگا کیونکہ تمہاری کمر اللہ کو پیاری ہوجائے گی۔"

انابی کی بات پہ جہاں وہاں سٹیج پہ قہقہوں کا طوفان اٹھا وہی وہ جل بھن کر راکھ ہوگیا۔

"دفعہ ہوجاؤ چشمش اللہ کرے تمہیں ملے موٹا بھینسا۔"

بولتے ہی اس نے دل ہی دل میں توبہ کرتے لاحولہ پڑھی کیونکہ وہ ہی تو ہوگا اس کے ساتھ۔

ڈیڈ میں لیزے کو لے کر گھر جارہا ہوں۔اس وقت مجھے کافی کی شدید طلب ہے آپ"

"لوگ آجائیے گا۔

وہ باتوں میں مصروف اذلان شاہ کو تاکید کرتا خود سٹیج کی جانب چل دیا جہاں وہ سب کے ساتھ ہنسنے میں مصروف تھی۔اس نے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے جھٹکے سے اپنے مقابل کھڑا کیا تو سب کی زبانوں کو اس کی حرکت پہ بریک لگی۔لیزے نے حیرت سے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے جو سپاٹ تھے۔وہ اسے اپنے ساتھ کھینچتا لے جارہا تھا اور سب ہونقوں کی طرح ان کو جاتا دیکھ رہے تھے۔اسے گاڑی میں پٹخنے والے انداز میں بٹھاتے وہ خود بھی اپنی جگہ سنبھال گیا۔

"ادیان وہاں سب۔"

اس نے مضطرب انداز میں کچھ کہنا چاہا معاً وہ درمیان میں ہی سرد انداز میں اس کی بات کاٹ گیا۔

"مجھے تمہاری آواز نہ آئے لیزے ادیان شاہ۔"

وہ سٹئیرنگ پہ مکہ مارتے دھاڑ اٹھا۔اس کی آواز پہ وہ اچھل کر گاڑی کے دروازے سے جالگی اور خوفزدہ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔اس کا شدت سے جی چاہا کہ گاڑی سے نکل کر ان سب کے پاس جائے اور ہنسی مذاق کرے لیکن یہی سب سے بڑی دیوار حائل تھی تبھی چپ سادھ لی۔

اس کے بعد سارا راستہ مکمل خاموشی سے کٹا۔ادیان سختی سے اپنی مٹھی لبوں پہ جمائے کسی گہری سوچ میں غلطاں ساتھ گاڑی بھی رفتار سے دوڑا رہا تھا جبکہ لیزے تو جیسے وہاں ہوکر بھی موجود نہیں تھی۔

وہ گاڑی گیراج میں کھڑی کرتے چابی چوکیدار کے حوالے کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا گھر کا داخلی دروازہ عبور کرگیا جبکہ وہ ساکت نگاہوں سے اسے اندر جاتا دیکھ رہی تھی اس قدر بے قدری اس کے آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے وہ اپنے آنسو صاف کرتی باہر نکلی اور ایک نظر سنسان گیراج پہ ڈالتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ابھی مکمل طور پہ اندھیرا نہیں ہوا تھا البتہ پانچ بج رہے تھے ہلکی ہلکی تاریکی ماحول پہ چھائی ہوئی تھی۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی وہ وارڈروب کھولے اس میں سے کچھ تلاش کررہا تھا۔لیزے اپنی تمام ہمت متجمع کرتے اس کے عین عقب میں جاکر آکھڑی ہوئی۔ادیان جو کسی کی موجودگی اپنے پیچھے محسوس کرتے اس سے پہلے اپنا رخ موڑتا اس کی سرسراتی ہوئی آواز پہ وہ ساکت رہ گیا۔

"بدلہ لے رہے نہ مجھ سے۔روشی آپی کے انکار کا۔کیونکہ آپ کے خیال میں تو میں اس سب کی وجہ ہوں۔"

وہ جواب طلب نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے ہوئے بولی جس کا رخ دوسری جانب تھا۔اس کی غیر متوقع بات پہ وہ جھٹکے سے اپنا رخ موڑتے اپنا سارا دھیان اس کی سمت لگاچکا تھا۔اسے قطعاً لیزے سے ایسی امید نہیں تھی کہ وہ کبھی براہ راست اس سے مخاطب ہوسکتی ہے۔

"بولیں بدلہ لے رہے ہیں نا۔ضد تھی نہ میں آپکی توڑنا چاہتے تھے نہ مجھے۔کٹ پتھلی بنانا چاہتے تھے نہ مجھے جس پہ آپ حکم چلائیں اور وہ آپ کے اشاروں پہ ناچتی جائے۔"

وہ اس کا بازو جھنجھوڑتی ہوئی آنکھوں میں آنسو لیے بولی تو ادیان کے ماتھے پہ بل پڑنا شروع ہوگئے۔اس نے ایک لمحے میں اپنا بازو اس کی نرم گرفت سے آذاد کرانا چاہا لیکن وہ گرفت مضبوط کرگئی۔ہاتھ اور لب باقاعدہ کپکپارہے تھے۔آنکھوں میں خوف کا سایہ لہرارہا تھا۔

ہاں تمہیں پانا میرا جنون تھا پالیا تو قصہ ختم۔"

"لیزے ادیان شاہ نہ میرے لیے کل کوئی معنی رکھتی تھی اور نہ ہی آج۔

کیسا شخص تھا اپنا نام بھی ساتھ جوڑ رہا تھا اور اسے اس کی اہمیت بھی جتارہا تھا۔لیزے کا فلحال دماغ یہ لفظ چھوڑتے باقی باتوں میں اڑ چکا تھا۔

اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے جیسے اسے موت کی نوید سنائی تھی۔اس کی گرفت اس کے بازو پہ بے ساختہ ڈھیلی پڑی۔خنجر کی طرح نوکیلے الفاظ تھے جو لیزے کے وجود کو لہو لہان کرگئے۔اس نے مشکل اپنے دل میں اٹھتے درد پہ قابو پایا۔

اس کی سفید پڑتی شکل دیکھ ادیان کو شدت سے کسی انہونی کا احساس ہوا اس سے پہلے کہ وہ لیزے کی سمت بڑھتا وہ ہاتھ کے اشارے سے ہی اسے ٹوک گئی۔

نہیں دیان۔ بس اب مزید کچھ نہیں۔ مجھے چھوا مت کریں آپ۔ میرا دل خوش گمانیوں" میں گھرتا ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے شاید میرے میں اتنی سکت ہے کہ میں کسی کا بھی دل جیت سکتی ہوں لیکن آج اندازہ ہوا ہے میری ذات آپ کیلیے کس قدر ارزاں ہے۔ ان گزرے دو دنوں میں سب کچھ فراموش کرگئی تھی کہ اس سے پہلے کیا ہوا کیا نہیں۔ آپ کا رویہ کیا تھا کیا نہیں۔ کیا کروں لڑکی ذات ہوں نہ نرم سا دل رکھتی ہوں۔ آپ نے پیار سے مخاطب نہیں کیا اور میری تمام حسیں آپ کی جانب لگ جاتی لیکن لڑکیوں کے پاس بھی تو دل ہوتا ہے نہ مگر کمبخت یہ دل بھی تو میرا نہیں ہے۔ اس قدر تضحیک اور کم مائیگی پہ جی چاہتا ہے کہ سب کچھ ختم کردو خود کو ہی ختم کردوں لیکن پھر یہ دل آڑے آجاتا ہے۔ آپ مت چھوا کریں مجھے۔ میرے غلیظ وجود سے آپ کے ہاتھ ناپاک ہوجائیں گے۔ جس چیز کو حاصل کرکے کسی بھی قسم کی خوشی نہ ہو نہ اسے اپنی زندگی سے بے دخل کردینا چاہیے۔ ابھی بھی جیسے آپ مجھے لے کر آئیں ہے نہ اتنی ہتک کافی ہے میرے لیے"

اس کی دلخراش باتوں پہ ادیان کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔وہ فق چہرے کے ساتھ اس کی جانب دیکھ رہا تھا جو خود پہ ہی ہنستے ہوئے اپنی بے بسی کا اعلان کررہی تھی وہ بھی اسی کے سامنے۔جس کی بدولت وہ آج اس حال میں تھی۔

"اچھا تو تمہیں دکھ ہورہا ہے۔تمہیں ان سب سے دور لے آیا وہاں بیٹھ کر جو قہقہے لگارہی تھی فہد وغیرہ کے ساتھ۔"

اس کی بات پہ لیزے نے تڑپ کر اس کی سمت دیکھا۔چہرے کے تاثرات ایکدم سپاٹ ہوئے وہ اس کے بغیر کچھ سوچے سمجھے الزام لگارہا تھا اب لیزے کو بھی حساب بے باک کرنا تھا لیکن ایک ڈر آڑے آرہا تھا۔اس نے حلق تر کرتے ادیان کی جانب دیکھا۔

"اچھا میرا تکلیف دے رہا ہے ان سب سے باتیں کرنا خود جو انابی سے باتیں کرتے ہیں وہ سب کیا ہے۔"

اس نے اندھیرے میں تیر چلایا جو ٹھیک نشانے پہ لگا تھا وہ بلبلا کر رہ گیا اور جارحانہ انداز میں اس کی سمت بڑھتے اس کے دونوں بازوؤں کو سختی سے جکڑلیا۔

بہن ہے وہ میری آئندہ ایسی بکواس کرنے سے پہلے سوچ لینا کیونکہ اس کے بعد میں"
"اگلے کو اگلا سانس لینے کے بھی قابل نہیں چھوڑتا۔

یہی بات ادیان یہی بات جس سے آپ کو مسئلہ ہورہا ہے وہ میرے بھائی ہیں۔اپنا"
رشتہ خراب ہوتے نہیں دیکھ سکتے نہ تو مہربانی ہوگی خدارا میرا رشتہ بھی خراب مت کریں
"اور ادیان آپ میری ایک بات مانیں پلیز۔

اچانک وہ اس کے دونوں ہاتھ تھامتی التجائیہ انداز میں بولی تو ادیان کو اپنی جلدبازی پہ ایک لمحے کیلیے افسوس ہونے لگا۔معاً اس نے ادیان کے دونوں ہاتھ اٹھاتے اپنی گردن پہ جمائے۔

آپ مجھے مار دیں۔آپ کا بدلہ بھی پورا ہوجائے گا۔ اور میرا دل بھی مردہ ہوجائے گا۔میں"
مرکر بھی آپ کیلیے دعا کروں گی آپ خوش رہیں مگر مزید خود کو آپ کے سامنے نہیں گرا سکتی۔ نہیں ہوتی یہ بے رخی برداشت۔دل میں درد ہوتا ہے۔اس سے تو بہتر ہے میں مر ہی جاؤں میرا وجود کسی کام کا نہیں ہے۔ماریں مجھے۔نہ میں رہوں گی اور نہ ہی آپ کی تکالیف میں اضافہ ہوگا۔لیزے ٹوٹ گئی ہے دیان ٹوٹ گئی ہے۔آپ نے اپنی ضد آج

سہی معنوں میں پوری کرلی ہے۔دل میں اگر روشی آپی ہے ابھی بھی تو میں اس کمرے
"میں کیا کررہی ہوں۔

وہ اس کے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن پہ زور دیتی زخمی لہجے میں پھنکاری۔ادیان جو کب سے ضبط کیے اس کی تلخ باتیں سن رہا تھا صبر کا پیمانہ لبریز ہوتے ہی جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑاتے اس کی سمت متوجہ ہوا اور اس کا چہرہ دبوچتے اپنے مقابل کیا۔لیزے کا دل دھک سا رہ گیا۔آنکھوں میں خوف کے سائے لہرائے۔ادیان تمسخر سے ہنسا۔

اتنی آسانی سے چھوٹو سے بے بی۔ابھی سے ڈر گیا بے بی۔نہیں یہ سب کچھ اتنا آسان" نہیں ہے۔تمہیں جب جب اپنے روبرو دیکھتا ہوں تو میرے بھی دل میں درد ہوتا ہے لیکن کیا کرو مرد ذات ہو نہ سب کے سامنے اپنا دل چیڑ کر نہیں دکھاسکتا۔اب تمہیں ہی
"سب برداشت کرنا ہوگا۔سو بی سٹرونگ۔

وہ اس کا چہرہ جھٹکتے تنفر بھرے لہجے میں بولا۔لیزے نے سہم کر اس کی جانب دیکھا۔ ادیان کو اندازہ ہوا کہ وہ باقاعدہ کانپ رہی ہے۔وہ ایسا کرنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن اس کی مرنے مرانے باتوں پہ اس کے حواس جھنجھنا اٹھے تھے۔وہ کیسے اتنی آسانی سے اسے

چھوڑ کر جانے کی بات کرسکتی تھی۔ایک سرد نگاہ اس کے سن کھڑے وجود پہ ڈالتے وہ وارڈروب سے کپڑے نکالنے لگاتاکی فریش ہوسکے۔

"ادیان آپ دیکھیے گا ایک دن روتے رہ جائیں گے لیکن میں نہیں ملوں گی آپکو۔سارے منظر سے غائب ہوجاؤں گی میں مرجاؤں گی۔"

وہ چیختے چلاتے بولتی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپاگئی اور سسک سسک کر رودی۔ادیان کی دھاڑ پہ اس نے ہاتھوں سے چہرہ اٹھاتے کانپتے ہوئے اس کی سمت دیکھا وہاں سے ہوتے ہی ہوئے اس کی نگاہ ادیان کے اٹھے ہوئے ہاتھ پہ گئی تھی۔اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلی۔ اس نے بے یقینی سے دونوں ہاتھ منہ پہ جمالیے۔مطلب وہ اس پہ ہاتھ بھی اٹھانے والا تھا۔

"اگر آئیندہ مرنے کی بات بھی منہ سے نکالنے کی جرأت کی نہ تو انہی ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گا۔"

وہ کڑے تیوروں سے بولتے اپنی اٹھے ہوئے ہاتھ کی مٹھی بناتے نیچے کرگیا اور سرد نگاہیں پھیرتے اپنا ڈریس اٹھاتے واشروم میں بند ہوگیا۔

اس کی حرکت پہ لیزے کو اپنی تمام حسیں مفلوج ہوتی محسوس ہوئی۔

"رائم بھائی آپ سے ایک بات پوچھنی تھی۔"

فہیم نے اس کے سامنے ہی رکھی کرسی پہ جگہ سنبھالتے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا۔رائم جو کرسی سے پشت ٹکائے کسی گہری سوچ میں گم تھا اس کی آواز پہ ہوش میں آتے اس کی سمت متوجہ ہوا اور فقط ہمم کہنے پہ اکتفا کیا۔

یہ وارڈ نمبر پندرہ کی جو پیشنٹ ہے فاریہ اس کا مسئلہ کیا ہے مطلب کوئی خاص بات" ہے کیا جہاں تک مجھے اندازہ ہوپایا ہے اسے مینٹلی اور فزیکلی ٹارچر کیا گیا ہے لیکن اس کی "رپورٹس سے آپ ہی مجھے اطلاع دے سکتے ہیں۔

اس نے دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے اپنی بات مکمل کرتے اس کی سمت دیکھا تو رائم جو اس کی بات پہ سن رہ گیا تھا اپنا سر جھٹکتے ہنکارہ بھر گیا۔پاس رکھی لاتعداد فائلز میں سے اس کے نام کی سیاہ فائل نکالتے اس نے فہیم کے آگے کھسکائی جسے اس نے بنا کسی تردد کے تھام بھی لیا۔

پڑھ لو لیکن ذرا ہمت سے میں ذرا ہسپتال کا راؤنڈ لگا آؤ مجھے پھر لیزے سے ملاقات کیلیے تمہارے ساتھ وہی جانا ہے کل سے مجھے فون پہ فون کررہی ہے مگر میں مصروفیت کی بدولت اٹھا نہیں پارہا۔وہ اچھا خاصہ پریشان ہوچکی ہوگی۔"

وہ تھکے تھکے انداز میں بولتا اس کا شانہ تھپتھپاتے باہر کی سمت بڑھ گیا۔فہیم نے بھی اس کی بات پہ ہاں میں سر ہلاتے فائل کھولی اور اس کا ملاحظہ کرنا شروع کیا۔جیسے جیسے وہ فائل پڑھتا جارہا تھا اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی جارہی تھی۔اسے اپنے حواس مختل ہوتے محسوس ہوئے۔مزید سکت نہ ہوئی تو وہ فائل بند کرتے کرسی سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گیا۔اس کا دماغ سائیں سائیں کررہا تھا اس قدر معصوم بچی کے ساتھ یہ سب۔وہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے اس لڑکی کے وارڈ کی سمت چل دیا۔اس بچی کو کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتا پاکر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"ہیلو لٹل گرل کیسے ہو آپ۔"

فہیم نے ہولے اس کے بال سہلاتے استسفار کیا تو وہ اچانک سہم کر اس کی جانب متوجہ ہوتے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ معاً آنکھوں میں شناسائی کی رمک ابھری جسے دیکھ فہیم مسکرادیا۔ اس بچی نے بھی اس کی بات پہ ہاں میں سر ہلایا۔

"سب سے پہلے ہم سارا معائنہ کرلیتے ہیں آپکا پھر ہم باتیں کریں گے اوکے۔ کیونکہ اب ہم دوست بن چکے ہیں نہ۔"

اس نے اس کا ہاتھوں کو پکڑتے زخم پہ پاؤڈین لگائی اسی طرح پاؤں کا زخم بھی صاف کرتے اچھی طرح اس پہ دوائی لگائی اس دوران وہ بلکل خاموش بیٹھی تھی جیسے کوئی تکلیف محسوس نہ ہورہی ہو۔

"آپ نے ابھی کہا کہ ہم دوست بن گئے ہیں لیکن ہم دوست کب بنے۔"

اس نے معصومیت سے استسفار کیا تو فہیم اس کی ناک ہولے سے دباتا ہنس دیا۔ وہ چاہ کر بھی اسے کچھ نہیں کہ پارہی تھی شاید اس کی نرم مزاجی کا ہی اثر تھا جو وہ خاموشی سے اس سے چیک اپ کروارہی تھی۔ کمرے میں موجود نرس بھی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ارے یہ ڈول ابھی مجھے دیکھ کر مسکرائی تھی شاید مینز ہم دوست ہوئے نہ۔ "چلیں نہیں بھی ہوئے تو ہم بن جاتے ہیں کیوں۔ بنے گی آپ میری کیوٹ سی چھوٹی سی دوست۔"

وہ شرارت سے بولتا اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلا گیا۔ وہ خود پہ حیران تھا کہ وہ اس قدر خشک مزاج کسی سے بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا اور آج وہ اس سے کتنے آرام سے مخاطب تھا۔ جبکہ فہیم کی بات پہ کچھ لمحے تو وہ ساکت نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر ایکدم ناجانے کیا سوچتے اس نے اپنا جگہ جگہ سے جلا نازک سا کپکپاتا ہاتھ اس کے مضبوط ہتھیلی پہ رکھ دیا۔ فہیم نے مسکراتے ہوئے اس کی سمت دیکھا جو دھیما سا مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ہنستے ہوئے اس کے گال پہ پڑتا ڈمپل دیکھ اسے اندازہ ہوا تھا کہ اس قدر خوبصورت پھول کو انہوں نے بے دردی سے کچلنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

لیکن وہ ایسے ہی اس کا اعتماد بحال کرتے اس سے سب کچھ جاننے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ اسے جلد از جلد اس ٹروما سے باہر نکالنا چاہتا تھا۔

"چلیں اب جلدی سے یہ فروٹس فنش کریں۔پھر یہ دودھ کا گلاس بھی پینا ہے۔"
اس نے رعب جماتے ہوئے اس کی پشت پہ تکیہ رکھا تاکہ وہ آرام سے بیٹھ جائے۔وہ اس کی بات پہ ہاں میں سر ہلاتے سیب اٹھا کر کھانا شروع ہو چکی تھی۔جبکہ فہیم کی نگاہیں پرسوچ انداز میں اس کے چہرے پہ جمی تھی۔

اپنی ہاسپٹل کی مصروفیات کی بدولت وہ دو دن سے علیزے سے مل کی نہیں سکا تھا البتہ فون پر اس سے بات ضرور کی تھی کہ کہیں زیادہ ناراض نہ ہوجائے کسی حد تک اس کی ناراضگی کم کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا اور آج اپنی تمام تر مصروفیات کو بالائے تاک رکھ کر اور علیزے سے ملنے کا وعدہ کیا تھا جسے پورا کرنے کی غرض سے ہی وہ شاہ ولا کے لاونج میں صوفے پر براجمان تھا۔ابھی ابھی وہ فہیم کے ساتھ ہی شاہ ولا میں آیا تھا۔
"ارے بھائی آپ کب آئے۔"

علیزے جو زینے اترتے نیچے کی آرہی تھی رائم کو فون پر کچھ ٹائپ کرتے دیکھ کر خوشی سے اس کی جانب بڑھی۔دو دنوں بعد اسے سامنے دیکھ اس کا بے ساختہ دل چاہا کہ اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھ دے۔مشکل آنسوؤں پہ پل باندھتے وہ اس کی جانب آئی۔

"بھائی کا بچہ کیسا ہے میں تو آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔بھائی کی یاد آئی یا نہیں۔"

اس کے ماتھے پر پیار کرتے ساتھ بٹھایا تو علیزے منہ بسورتے بنا جواب دیئے رخ موڑ گئی۔اسے باقاعدہ یاد آیا وہ تو اس سے ناراض تھی۔

محرم عزہ ان دونوں کو دیکھتے مسکرادی۔وہ بھی تو اپنے وقت میں صائم کے ساتھ یہی سب کیا کرتی تھی۔

ارے ارے اب کیوں ناراض ہو بھائی آئے تو ہیں ملنے۔میری جان کچھ مصروفیات"

"تھیں بس اسی بدولت نہیں آسکا نہ۔آپ تو مجھے سمجھتی ہو نہ۔

رائم نے پچکارتے ہوئے کہا۔

"آپ کو میری یاد نہیں آتی اور وہ ضرار کا بچہ بھی بھول گیا مجھے۔"

اس نے شکوہ کرتے ہوئے بیچارگی سے نا آنے کی وجک بتائی تو اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"اچھا اب میں ضرار کو بھی لاؤنگا اگلی بار اور میں مصروف تھا ناں بتایا تو تھا۔"

چلو اب موڈ ٹھیک کرو جلدی سے اور یہ دیکھو میں گفٹس لایا ہوں آپ کے لئے بتاؤ کیسے لگے۔اور ادیان کہاں ہے۔"

اس کا موڈ بہال کرنے کے لئے اس نے اپنی طور کوشش کی جس سے علیزے کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔ باقی سب چائے پیتے ان دونوں کی نوک جھوک سے لطف اندوز ہورہے تھے۔امائزہ تو وہاں سے سرے سے ہی غائب تھی۔

"وہ آفس میں۔"

ابھی وہ مزید کچھ کہتی معاً رائم کا فون بجنے لگا۔اس نے جیب سے نکالتے چیک کیا تو ایک ضروری کال تھی۔ ضروری کال دیکھتے وہ سرعت سے فون کان سے لگاتا علیزے اور باقی سب کو اشارہ کرتے باہر کی جانب چل دیا۔تاکہ شور کی آواز دوسری جانب نہ جائے۔

لان میں پہنچتے ہی اس نے تسلی سے دوسری جانب کی بات سنی پھر ماتھا مسلتے ہوئے اس نرس کو کچھ ضروری ہدایت دی اور اپنے جلدی ہاسپٹل آنے کا کہتے فون رکھتے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی جہاں مکمل طور پہ اندھیرا چھا چکا تھا۔ اس کا ارادہ اندر جا کر لیزے کے پاس کچھ وقت بیٹھ کر کچھ دیر میں واپس جانے کا تھا کہ ہسپتال میں کچھ مریضوں کا علاج رائم ہی کر رہا تھا تو انہیں اسی نے دیکھنا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اندر کی جانب بڑھتا ایک جانب سے آنے والی کھلکھلاتی آواز پہ وہ حیرت سے اس جانب چلا آیا معاً اس کی نگاہ ایک منظر پر ٹھٹھک کر رکی جہاں امائزہ ہنستے ہوئے لان میں چہل قدمی کے ساتھ شاید کسی کو میسج بھیج رہی تھی۔ یہ منظر دیکھتے اس کی نظروں میں پچھلے دنوں کی شبیح لہرائی۔ غصے ایک نئے سرے سے عود آیا اس کی آنکھوں سے باقاعدہ شعلے نکلنے لگے۔وہ کس قدر پرسکون تھی نہ اپنی زندگی میں۔وہ تلخی سے ہنس دیا۔ ابھی وہ یونہی کھڑا تھا کہ اچانک امائزہ نے نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتے جوں ہی پیچھے مڑی تو رائم کو دیکھ کر دل دھک سے رہ گیا۔اس کے تیور دیکھتے اس کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔ مہندی کی رات کا منظر آنکھوں میں لہرایا تو اس نے سرعت اس نے

ناگواریت سے رخ پھیر لیا۔رائم کو اس کا یوں ناگواری سے رخ پھیرنا مرچیں ہی لگا گیا۔ ابھی وہ کچھ قدم آگے ہی بڑھی تھی کہ اسکا شیفون کا دوپٹہ قریب ہی رکھی کرسی سے اٹکا۔اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کا ڈوپٹہ کھینچ رہا ہے اور وہ کوئی کون ہوسکتا ہے یہی خیال اسے تپانے کو کافی تھا۔ دوپٹہ کھیچنے کی بدولت وہ ایکدم رکی اور غصے سے پلٹ کر دیکھا تو دوپٹہ کرسی سے ہی اٹکا ہوا تھا جبکہ رائم کچھ فاصلے پر کھڑا اس سارے منظر سے لطف اندوز ہورہا تھا چہرے پر ایک استہزایہ مسکراہٹ رقصاں تھی۔ وہ چند قدم اس کی جانب بڑھا اور طنزیہ لہجے میں گویا ہوا۔

"کیا ہوا تمہیں یہی لگا نہ کہ میں سستے عاشقوں کی طرح تمہارا ڈوپٹہ پکڑوں گا تمہاری منت و سماجت کروں گا۔ہے نہ۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں بولتے اس کے قریب جھکا تو امائزہ نے دانت کچکچاتے ہوئے رخ پھیرتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے۔

"آپ سے کوئی بعید بھی نہیں ہے۔"

اس نے سکون سے بولتے رائم کو بے سکون کیا۔

"میں اب اس قدر سستا بھی نہیں امائزہ شاہ کہ تمہارے اس قدر نکھروں کے باوجود تم پہ بچھا چلا جاؤں۔ میرا اپنا ایک لیول ہے اور اس بات کا مجھے اندازہ ہوگیا ہے اچھے سے کہ شاید تم میرے لیول کو کبھی نہیں چھو سکتی۔"

اس کے اس طرح کہنے پر امائزہ کا چہرہ سرعت سے متغیر ہوا۔ معاً اپنے حواس بحال کرتی اپنی سوچ پر بے ساختہ اس نے لعنت بھیجی کہ اس نے خیال بھی کیسے کیا کہ رائم نے اسکا دوپٹہ پکڑا ہوگا۔ وہ اس سے بے نیازی برتتے رخ پھیر کر جانے ہی لگی تھی کہ دوبارہ رائم کی آواز نے اس کے قدم جکڑے۔

"تمہیں یہ لگ رہا تھا ناں کہ میں نے یہ بے ہودہ حرکت کرنے کی کوشش کی ہے تو یہ مت بھولو محترمہ کہ تمہارے مقابل رائم خان ہے اور میں اپنی ناقدری کرنے والوں کو بھولتا نہیں یاد رکھنا۔"

اپنی بات کہتے ہی وہ تن فن کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا جبکہ امائزہ اس کی باتوں پر حیران سی اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی جو پل میں تولہ اور اگلے ہی پل ماشہ تھا۔ وہ اس پہ تف بھیجتی خود ہی غصے سے سر جھٹکتے لان میں لگے جھولے کی جانب بڑھ گئی۔

"لکی تجھے میں نے جو کام کہا تھا وہ ہوا یا نہیں۔"
چودھری سگار کا گہرا کش لگاتے لہو رنگ آنکھیں اس پہ ٹکاتے ہوئے بولا تو لکی نے اس کی شکل دیکھ حلق تر کیا۔
وہ باس میں نہیں گیا اس کے گھر میں سکیورٹی اس قدر شدید ہے میں چاہ کر بھی اندر" داخل نہیں ہوسکا۔ جامعہ بھی نہیں جا پایا۔ دو تین دنوں سے وہ آ ہی نہیں رہی وہاں بھی۔"
لکی نے ڈرتے ڈرتے اپنی بات مکمل کی۔ اس کی بات پہ چودھری نے وحشت سے ساری مشروب کی بوتلوں کو ہاتھ مارتے میز سے الٹ دیا۔ جبکہ باہر کھڑی چوری چھپے باتیں سنتی رائمہ نے باقاعدہ آسمان کی جانب دیکھتے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔ شکر تھا کہ لکی کو کوئی بھی نہیں ملا۔

لکی تجھ سے ایک کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا اب مجھے ان دو بندوں کا ہی بندوبست کرنا" پڑے گا۔وہ ضرور میرا کام پورا کرے گے۔اور وہ حرام **میرے پاس ہوگی کل کی "شام۔میں اپنی فتح کا جشن مناؤں گا۔تم کیوں پریشان ہوتے ہو تمہیں بھی مدعو کروں گا۔ وہ خباثت سے قہقہہ لگاتے ہوئے دھاڑ اٹھا۔اس کی دھاڑ پہ اندر کھڑے لکی کے ساتھ ساتھ باہر کھڑی رائمہ بھی اچھل پڑی۔اب وہ بار بار گلاس بھرتے بیک ٹو بیک وہ مشروب پینے کا شغل کررہا تھا۔لکی کو تو باقاعدہ خوف آنے لگا۔

"باس میں آج بھی جاؤں گا وہاں اگر کوئی جگاڑ لگ گیا تو۔"

اس نے اپنا حلق تر کرتے بات کا آغاز کیا تو وہ سمجھنے والے انداز میں ہاں میں سر ہلاگیا جگاڑ نہیں لگانا کام پورا کرنا ہے کمبخت ورنہ تو یہاں سے فارغ ہے میری بات کان کھول" "کر سن۔

وہ طیش کے عالم میں اس کی سمت بڑھتے اس کی گردن کو جکڑتے پھنکارا تو وہ جلدی جلدی ہاں میں سر ہلاگیا اور اس کے پیچھے ہوتے ہی بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی چودھری کے تنے تنے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھی۔

شاہ ولا میں ایک خوشگوار شام اتری تھی۔ایک اتوار کا ہی دن ہوتا تھا جب گھر کے مکین ایک ساتھ بیٹھتے تھے ابھی بھی وہ سب آپس میں خوشگپیوں میں مصروف تھے۔معاً لیزے چائے کی ٹرے لیتے مسکراتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئی۔اس کی سوچ کے سارے دھاگے اس وقت ادیان کی جانب تھے کل سے ان کے درمیان ہنوز سردمہری قائم تھی۔وہ اپنے ہی دھیان میں ہی چلتی لاؤنج کی جانب آرہی تھی ادیان بھی اسے ایک نظر دیکھتے دوبارہ اپنے موبائل میں مصروف ہوچکا تھا۔جیسے اس کی موجودگی سے کچھ خاص فرق نہ پڑا ہو۔

"لیزو دھیان سے۔"

اچانک امائزہ کی چیخ پہ ادیان نے سرعت سے نگاہوں کا زاویہ موڑتے لیزے کی جانب دیکھا تھا جو کارپیٹ سے پاؤں اڑنے کی بدولت بری طرح لڑکھڑائی تھی اس سے پہلے کہ وہ

ٹرے سمیت زمین بوس ہوتی ادیان ایک جست میں موبائل صوفے پہ پھینکتا اس تک پہنچا تھا اور اس کے بازو تھامتے اسے گرنے سے بچایا تھا۔جو اب گھرے گھرے سانس لیتی اپنے بچنے پہ شکر ادا کررہی تھی لیکن پھر بھی کچھ چائے چھلک کر لیزے کے ہاتھ کو جھلسا گئی تھی وہ تکلیف کی شدت سے آنکھیں میچ گئی۔سب پریشانی سے اس کی سمت متوجہ ہوچکے تھے۔ادیان نے سرعت سے اس کے ہاتھوں سے ٹرے لیتے امائزہ حوالے کی تھی۔

"دھیان کہاں ہے تمہارا ابھی بری طرح جل جاتا۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے گھورتے ترش لہجے میں بولتے اس سے پہلے کے اس کا ہاتھ تھامتا لیزے نے سختی سے اس کا ہاتھ جھٹکتے ناراض نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔جیسے تنبیہ کرنا چاہ رہی ہو کہ کہا تھا نہ کہ مجھے چھونا مت۔

آپ کی جانب تو بلکل نہیں تھا۔بہت شکریہ اس کرم نوازگی کیلیے۔آپکا احسان لوٹا دوگی" "آپکو۔

وہ دھیمے لہجے میں بولتے خالی خالی نگاہوں سے اسے تکتے مشکل مسکراتے ہوئے صوفوں کی جانب آئی اور ان سب کو تسلی دیتے سب کو چائے سرو کرتے آخر میں کافی کا مگ اٹھاتے اس کے حوالے کیا تھا۔وہ جو اس کی بات پہ سن کھڑا تھا۔ جھنجھلاتے ہوئے ہوش کی دنیا میں لوٹا اور ایک قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالی جو اس سے مکمل بے نیازی برت رہی تھی۔اور اب واپس صوفے پہ جاکر بیٹھتے چسکیاں بھر رہی تھی۔

"ماما آپ نے ابھی میرے ساتھ چل کر سوٹ سلیکٹ کروانا ہے جو میں پرسوں پہن کر جاؤں گی میں ہی کیوں ان دونوں کا بھی ساتھ ہی۔اگر کوئی سوٹ نہ پسند آیا تو بھائی کل نیا دلوادیں گے۔"

امائزہ ایکدم یاد آنے پہ سر کے ہاتھ مارتے ہوئے بولی تو محرم نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا باقی سب کی توجہ کا مرکز بھی اب وہی تھی۔

"ارے ہاں یاد آیا کہ پرسوں یونی میں کنسرٹ ہے اس کی تیاریوں کی بات کررہی ہوں۔" وہ مکمل جوش میں بولی تو اذلان شاہ تاسف سے نفی میں سر ہلا گئے۔

"ہنہ تو ہم کیا کرے میں سمجھا شاید ادیان کا حلال ولیمہ کھانے کو ملے گا۔"

عفان شاہ موقعے پہ چوکا مارا تھا۔ان کی بات پہ ادیان نے دانت پیستے ہوئے ان کی جانب دیکھا اور ایک غلط نگاہ لیزے پہ ڈالی تھی جو شرمندگی سے چہرہ جھکائے ناخنوں سے کھیلنے میں مصروف تھی معاً اس کی آنکھوں میں مخصوص چمک لہرائی۔

"وہ کیا ہے نہ چاچو۔مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے میں بیوی نہیں بے بی لے آیا ہوں۔"

اس کی بات پہ عزہ کے منہ سے چائے پیتے پیتے پھوار کی صورت میں باہر نکلی تھی جبکہ لیزے کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔اس قدر شرمندگی شاید ہی زندگی میں کبھی ہوئی ہو۔مازہ اور انابی نے حیرت سے لیزے کی جانب دیکھا جو روہانسی ہوتے لب کچلتی وہاں سے جانے کو پر تول رہی تھی۔فہیم بھی چائے کا کپ لبوں سے لگاتے اپنی امنڈ آتی مسکراہٹ کو روک گیا۔

"ادیان بیہیو یور سیلف۔"

اذلان شاہ نے لیزے کی حالت دیکھ سختی سے اسے ٹوکنا ضروری سمجھا۔محرم بھی اپنے بیٹے کو ایک نظر دیکھتی تاسف میں سر ہلا گئی۔اذلان شاہ نے محبت سے لیزے کو اپنے

پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ جھجھکتے ہوئے ان کے قریب آئی۔انھوں نے محبت سے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"آپ نے کونسا ڈریس سلیکٹ کیا ہے کنسرٹ میں پہن کر جانے کیلیے۔"

انھوں نے بات کا رخ بدلنے کے خاطر ہلکے پھلکے انداز میں استسفار کیا تو اس نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"پھپھا میرا دل نہیں ہے جانے کو مازہ اور انابی جائیں گی بس۔"

اس نے کہتے ہی جیسے بات ختم کرنی چاہی اس کی بات پہ محرم اذلان سمیت سب نے تعجب سے اس کی سمت دیکھا جبکہ ادیان پرسکون سا صوفے سے پشت ٹکائے اسے دیکھا کیونکہ وہ ذاتی طور پر یہی چاہتا تھا اب جب وہ خود ہی انکار کرچکی تھی تو اس کے بولنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔تبھی لاپرواہی سے موبائل نکالتے اس میں مصروف ہوگیا۔

ڈیڈ آپ کہیے نہ اسے۔کیا گھر میں خاموش خاموش رہتی ہے باہر نکلے گی تازہ ہوا کھائے گی"

"تو بہتر محسوس کرے گی۔

مازہ نے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور اذلان شاہ کے بازو کے ہاتھ رکھتے اسے منانے والے انداز میں بولی اس سے پہلے اذلان شاہ اس کی بات پہ لیزے کو کچھ کہتے محرم درمیان میں ہی ٹوک گئی۔

"سہی کہ رہی ہے لیزے کوئی ضرورت نہیں ہے اسے لے کر جانے کی۔طبیعت ویسے ہی خراب ہے ایسی رش والی جگھوں پہ جائے گی تو مزید نہ بگڑ جائے۔"

محرم نے تفکر سے اس کے بال سہلاتے بات کی ختم کرنا چاہی لیکن اب کی بار اذلان انہیں ٹوک گئے۔

"یہ کیا بات ہوئی محرم ہماری بیٹی گھر سے باہر نکلے گی تازہ ہوا جس قدر صحت کیلیے ضروری ہے اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے آپ سے کم سے کم مجھے اس سے کی کوئی امید نہیں تھی۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے لیزے کی جانب متوجہ ہوئے جو مضطرب انداز میں ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

بھائی آپی آپ دونوں خود ٹام اینڈ جیری بنتے لڑنا شروع ہوچکے ہیں ذرا اس کا بھی خیال"
"کرے جس کی وجہ سے بات اس قدر آگے بڑھی ہے۔
عزہ نے ان دونوں کی توجہ لیزے کی جانب مبذول کرائی تو وہ خجل سی ہوگئی۔
آپ سب تو ایسے پریشان ہورہے ہیں کہ ایسی جگھوں پہ جاکر میں نے واپس ہی نہیں"
"لوٹنا
ان الفاظوں پہ امائزہ نے کھردری نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔ در و دیوار جیسے کانپ اٹھے تھے ۔باقی سب نے بھی تڑپ کر اس کی سمت دیکھا اس کی بات پہ ادیان کا چہرہ خطرناک حد تک سنجیدہ ہوچکا تھا اسے تو اس لڑکی کا شدید قسم کا تاؤ آرہا تھا جو کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچتی سمجھتی ہی نہیں تھی۔
مازہ آپ بلکل بھی پریشان نہ ہو۔لیزے جائے گی بلکہ آپ تینوں جاؤ گے۔اور لیزے"
"ایسی باتیں نہیں کرتے۔
انہوں نے اپنے بازوؤں کے حصار میں مقید اپنی تینوں بیٹیوں کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیا۔اور ساتھ ہی اسے سمجھانا بھی ضروری سمجھا۔

"لیکن ڈیڈ جب اس کا دل نہیں ہے تو آپ کیوں زبردستی کررہے ہیں۔"

وہ یہ نہ کہ سکا کہ اس نے پہلی بار تو کوئی ڈھنگ کی بات کی ہے۔وہ خود بھی نہیں چاہتا کہ وہ جائے۔

"میں جاؤں گی پھپھا کل یونی۔ایسا ہوسکتا ہے آپ کچھ کہیں اور میں ٹال دوں۔"

اس سے پہلے کہ اذلان شاہ اسے جواب دیتے لیزے کے جواب پر وہ سب چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئے۔ادیان کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی وہ جان چکا تھا کہ لیزے اسے نیچا دکھانے کی خاطر یہ کررہی ہے۔اس کے سرد تاثرات دیکھتے لیزے نے اپنا حلق تر کیا۔اب اتنی ہمت کا مظاہرہ کرہی دیا تھا تو پھر ڈر کس بات کا۔ تبھی خود کو مضبوط کرتی نگاہیں پھیر گئی۔

ادیان تنے تنے تاثرات سمیت اسے دیکھتے وہاں سے اٹھتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی سمت چل دیا۔ کنپٹی کی رگیں پھولی ان سب کو ان دونوں کے درمیان کشیدگی کا شدت سے احساس ہوا۔

"لیزے چلو آپ بھی روم میں۔ چلیں آپ سب بھی اٹھیں۔ کافی وقت ہوگیا ہے۔"

محرم نے حالات کے پیشِ نظر فلحال لیزے کو اس منظر سے ہٹاتے ادیان کے پیچھے جانے کا کہا کیونکہ یہ بات انہیں اچھے سے سمجھ آچکی تھی کہ ان دونوں کے درمیان کشیدگی چل رہی ہے۔اس سے پہلے کہ وہ انکار کرتی محرم نے تنبیہی نگاہوں سے اسے دیکھتے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا۔وہ بھی ان کی بات پہ منہ بسورتے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے مرے مرے قدموں سے اپنے کمرے کی سمت چل دی۔

اس نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ ہلکے سے واں کیا اور گردن اندر کی جانب گھماتے اس کی تلاش میں نگاہیں گھمائی تو کوئی دکھائی نہیں دیا اس سے پہلے کہ وہ تشکر بھرا سانس خارج کرتی عین اسی وقت کسی نے جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچتے عقب سے ہی اسے اپنے حصار میں لیا۔لیزے اپنی کمر پہ کسی کی گرفت مضبوط کرتے سرعت سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔تبھی اس کی شیو کی چبھن اپنے گال پہ محسوس کرتے وہ تڑپ کر اس کا حصار توڑنے کی سعی کرنے لگی جو اب اس کی کان کی لو کو لبوں سے چھورہا تھا۔لیزے کی جان آدھی

ہوگئی اس کی قربت پہ۔اس نے بے ساختہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری اور اپنی کمر کے گرد اس کے بندھے ہاتھوں پہ ناخن کھبودیے۔

"چھوڑیں مجھے دیان میں نے کہا تھا نہ مجھے ہاتھ مت لگائیے گا۔"

ادیان نے اس کی حرکت پہ تمسخر سے ہنستے اس کا رخ اپنی جانب موڑا اور اس کے بالوں کو کیچر سے آذاد کردیا گھنے بالوں کی آبشار سے سرعت سے اس کے گلابی چہرے کو اپنے حصار میں لے لیا۔ادیان نے مبہوت ہوکر یہ منظر دیکھا تھا۔

میرے چھوٹو سے بے بی میں اب اتنی بھی ہمت نہیں ہے اب کہ وہ مجھے اس سب" "سے روک سکے۔

وہ اس کی تیکھی ناک کو ہولے سے لبوں سے چھوتے اس کے گال پہ شدت سے جھک گیا۔لیزے نے سختی سے اس کے دونوں شانوں کو جکڑلیا۔وہ سہی تو کہ رہا تھا کہ وہ بڑے بڑے دعوے کرلیتی تھی لیکن بعد میں اسے اس سب سے روک نہیں پاتی تھی۔ابھی بھی وہ اپنی منمانیوں پہ تلا ہوا تھا۔اس کے لبوں کا سلگتا لمس اپنی شہ رگ پہ محسوس کرتے وہ تڑپ کر اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔آنکھوں میں باقاعدہ نمی سی جاگی۔

ارے اتنی سی قربت پہ یہ آنسو۔ابھی تو اصل امتحان باقی ہے۔جب میں تمہارے پور پور'
''کو خود میں سمو لوں گی۔تمہارے پاس فرار کی کوئی راہ نہیں بچے گی۔

ادیان نے مسرور ہوتے اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھائی اور اس کے ہاتھوں کی نرماہٹ کو لبوں سے محسوس کیا ساتھ ہی اس کی کلائی سہلانے لگا جہاں چائے چھلکی تھی۔لیزے نے تیز نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔ادیان اس کی ادا پہ قربان ہوتے اسے سختی سے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔اور شدت سے اس کے بالوں پہ لب رکھے۔

مت کیا کرو ایسی حرکتیں جو بعد میں تمہارے لیے مشکل کا سبب بنے۔جتنا دیر مجھے''
''کرواؤں گی اتنی ہی شدت سے تمہیں اپنی شدتوں سے روشناس کرواؤں گا۔

لیزے کا دل ہولانے لگا یہی سوچ کر کہ ابھی وہ اس پہ اپنی محبت لٹا کر عرش پہ بٹھارہا ہے لیکن اگلے ہی لمحے اسے زمین پہ پٹخ دے گا۔یہی سوچ آتے ہی اس کی تکلیف میں اضافہ یوا۔اس نے جھٹکے سے اس کا حصار توڑا اور سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتے کانپتے لرزتے آنکھوں میں آنسو لیے نے ساختہ نفی میں سر ہلاگئی۔ادیان جو اس کی آنکھوں کو

اپنے لمس سے روشناس کرارہا تھا جھٹکا لگنے دو قدم پیچھے ہوا۔اور تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔

"دیان ہوگئی نہ آپکی منمانی۔اب ہر بار کی طرح کوئی ایسے الفاظ استعمال کرے جس سے مجھے اندازہ ہو کہ میری اوقات کیا ہے آپ کی نگاہوں میں۔میں جانتی ہوں آپ صرف اپنی انا کے زعم میں رہنا جانتے ہیں آپ کیلیے میں کوئی معنی نہیں رکھتی ہوں۔نمازیں پڑھتے ہیں یہ بھی جانتے ہونگے کہ بیویوں کو مطلب کیلیے نہیں استعمال کرنا چاہیے۔"

وہ ترش لہجے میں اس پر باور کراتے ہوئے ہوئی۔لیکن اس لہجے میں بھی ایک عجیب سی قسم کی اداسی رقم تھی۔ادیان نے اس کی بات پہ سختی سے اپنے جبڑے بھینچ لیے۔جب وہ اسے غلط گردان ہی رہی تھی تو وہ کیوں پیچھے رہتا۔

"تمہارے قدم پرسوں یونی جانے کیلیے اس گھر سے باہر نہ نکلے میری بات ذہن نشین کرلو۔اور رہی بات نمازوں کی تو وہ تو تم بھی پڑھتی ہو یہ تو علم میں ہوگا کہ شوہر کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کرنا چاہیے اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں۔"

اس نے تمسخرانہ انداز میں اس کی سمت دیکھا جس کا چہرہ ایک لمحے کیلیے متغیر ہوا تھا۔

"صرف اپنے مطلب کی باتیں سنتے ہیں آپ باقی آپکی بلا سے جائیں بھار میں۔"

وہ چیخ کر کہتی اس سے پہلے واشروم کی سمت بڑھتی ادیان نے ایک بار پھر اس کے وجود کو جھٹکا دیتے اپنی سمت کھینچا۔ لیزے اسکی گرفت میں کراہ کر رہ گئی۔اس کے تیور دیکھتے اب اسے باقاعدہ خوف محسوس ہورہا تھا۔

باقی بھی بہت کچھ معلوم ہے کہو تو تمہیں بھی بتاؤ نہیں نہیں عملی طور پہ کرکے دکھاتا" ہوں۔اور رہی بات بھاڑ میں بھیجنے کی تو اگر میرا بے بی کہی چلا گیا تو میں اپنا وقت کیسے "گزاروں گا۔مجھے تو اس کی بہت ضرورت ہے ابھی۔

وہ دونوں بازو اس کے گرد حائل کرتے اس کی گردن کے تل پہ اپنا لمس چھورتے خمارآلود لہجے میں بولتے اسے پاگل کرنے کے درپے تھا۔وہاں سے ہوتے ہوئے وہ اس کے قندھاری گال کو دانتوں میں دبا گیا۔لیزے دھندلی نگاہوں سے اسے دیکھتے سی کرکے رہ گئی۔جبکہ اسکا میرا بے بی کہنا شدت سے اس کا دل دھڑکا گیا تھا۔اس نے سرعت سے اپنی لرزتی ہوئی پلکوں کی چلمل گراتے نگاہیں پھیریں کہ کہی وہ اس کی آنکھوں میں رقم پیغام نہ پڑھ لیں۔

"دیان چھوڑیں پلیز مجھے چینج کرنا ہے۔"

اس نے کانپتے ہاتھوں سے اس کا حصار توڑنا چاہا۔

جس میں وہ ک کامیاب بھی ہوگئی۔اس کی قربت میں اس کے حواس سلب ہونا شروع ہوجاتے تھے۔

جاؤ چینج کرو وارڈروب میں ہرطرح کے نائٹ ڈریس موجود ہے لیکن جو نظارہ اس دن دیکھا تھا بلکل ویسا ہی آج بھی چاہیے۔جب تم پوری گلابی ہوکر مجھے بے قابو کررہی تھی۔"

اس نے سپاٹ انداز میں بولتے اشارہ وارڈرب کی سمت دیکھا اس کی بات پہ لیزے کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا۔ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑگئے۔اسے بے ساختہ شادی سے پہلے کی رات یاد آئی اس کا پورا وجود سنسنا اٹھا۔

"نہیں بلکل بھی نہیں۔"

اس نے ہکلاتے لہجے میں بولتے اپنے ہاتھوں کی لرزش پہ قابو پانا چاہا اور ایک سہمی ہوئی نگاہ اس پہ ڈالی جو دوبارہ برفیلے لہجے میں دوبارہ اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کررہا تھا۔

"لیزے یہاں آؤ۔فوراً سے پہلے۔"

اس نے سختی سے اسے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا لیکن وہ سرے سے ہی اس سے بے نیازی برتتے وارڈروب کی سمت متوجہ ہوچکی تھی.اس کی حرکت پہ اشتعال سے ادیان کے ماتھے کی رگیں نمودار ہوئی۔

"لیزے میں تم سے مخاطب ہو۔"

معاً وہ ترش لہجے میں دھاڑ اٹھا۔اس کی دھاڑ پر اچھل کر وہ وارڈروب سے لگتے حلق تر کرگئی۔اور مٹھیوں کو سختی سے آپس میں بھینچ لیا۔

"کسے بلا رہے ہیں آپ۔"

اس نے اچانک ہی رخ موڑتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے اردگرد نگاہ دوڑائی جیسے وہاں اس کے علاوہ سو لوگ موجود ہو۔اس کی بے تکی حرکت پہ ادیان کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا۔

یہاں تمہارے علاوہ کوئی موجور ہے کیا۔

اس نے دانت پیستے ہوئے استسفار کیا تو وہ معصومیت سے پلکیں جھپکاتی ہاں میں سر ہلا گئی۔

ہاں نہ یہ بیڈ، یہ وارڈروب، یہ ڈریسنگ ٹیبل، اور بھی بہت کچھ ہے اور یہ سب چیزیں" بھی آپ کے عتاب کا کہی نہ کہی نشانہ بنی ہے۔میں معصوم تو ابھی پھنسی ہو لیکن یہ تو ناجانے کتنی دیر سے آپ کو برداشت کررہی ہے۔غصے میں آپ کا کہا پتہ لگتا ہے کہ کس "کو کچا چپا جائیں۔

وہ بچوں کی طرح منہ بنا کر گویا ہوئی اس کی بات پہ ادیان نے گہرا سانس بھرتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا اور ایک قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالی جو اسے زچ کرنے کا پورا ارادہ کرکے بیٹھی تھی۔

"لیزے تم مجھ سے بچ جاؤ اب۔"

وہ جارحانہ انداز میں اس کی سمت بڑھا اس سے پہلے کہ وہ اسے اپنی گرفت میں لیتا وہ بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلتی واشروم میں بند ہوگئی۔ادیان تند نگاہوں سے بند دروازے کو دیکھتا رہ گیا۔اس نے طیش میں آتے ایکدم دروازے پہ مکہ مارا تو وہ اندر واشروم میں جو گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی ہمت کو دل ہی دل میں داد دے رہی تھی اچھل کر رہ گئی۔حلق میں اس کے غصے کا سوچتے کانٹے سے چبھنے لگے۔

کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ فریش ہوتے جوں ہی باہر نکلی تو ادیان کمرے میں موجود نہیں تھا۔اس نے ڈرتے ڈرتے ایک طائرانہ نگاہ کمرے میں دوڑائی لیکن اسے وہاں موجود نہ دیکھ تشکر بھرا سانس اس سے پہلے خارج کی اپنی کمر پہ کسی کا سرسراتا لمس محسوس کرتے اس کا سانس حلق میں ہی اڑ گیا۔

"سوری سوری دیان۔اب پکا نہیں کرتی میں کچھ۔"

وہ آنکھیں میچ کر بولتی روہانسی ہوتی اس سے معافی تلافی کرنے لگی اس کی حرکت پہ ادیان جو مسکراہٹ دبا کر اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا مزید ضبط نہ ہونے کی صورت میں قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔اس کے دلکش قہقہے پہ لیزے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے گئی۔وہ کس قدر خوبصورت لگ رہا تھا ہنستے ہوئے۔سحر انگیز ہنسی کا مالک جو اتنا کم مسکراتا تھا۔وہ جگر جگر نگاہوں سے اسے کے ہنستے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"ارے میرا معصوم بے بی ڈر گیا۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر اس کی ناک ہولے سے دباتا ہوا بولا تو لیزے نے ناراضگی سے منہ پھلاتے رخ پھیر لیا۔اس کی ناراضگی محسوس کرتے ادیان نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اسے اپنے نزدیک کیا اور اس کی کنپٹی پہ اپنا لمس چھوڑا۔

"مت امتحان لو میرے ضبط کا کیونکہ جس دن میں امتحان لینے پہ آیا تو سچ مچ جان نکال کر رکھ دوں گا۔"

وہ اس کے گھنے بالوں میں ایک گہرا سانس بھرتے خمارآلود آواز میں بولتے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے واشروم میں بند ہوگیا۔اس کے جاتے ہی لیزے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے اپنے حواس بحال کرنے لگی۔کپکپاتے ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرتے اس نے خود پہ قابو پانا چاہا ایک بار پھر اس کی ذو معنی بات یاد کرتے اس کے چہرے پہ گلال سا بکھر گیا۔ معاً گلاس ڈور کے پاس کھٹکے کی آواز پہ وہ ٹھٹھک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی۔گردن کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"یہ کیسی آواز تھی۔"

اس کی آواز سرگوشی سے کم نہ تھی۔ دل میں ایک عجیب سا خوف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ دیان بھی نہیں تھا یہاں اسے مزید خوف آنے لگا۔ معاً وہ اپنا دل مضبوط کرتی دبے قدموں سے گلاس ڈور کی جانب آئی جہاں باہر لان کی ہلکی ہلکی روشنی پڑ رہی تھی لیکن پھر بھی کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے احتیاطاً گلاس کا واس اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔

نہیں میں نہیں جاسکتی وہاں۔ لیکن وہاں کون ہوسکتا ہے۔

اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتی اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے گلاس ڈور کا دروازہ ہلکے سے واں کیا۔ وہ کھلتے ہی اپنے سامنے کسی نقاب پوش کو دیکھتے اس کی باقاعدہ چیخ نکل گئی چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کلوفورم سے لدا رومال اس کے چہرے پہ رکھتا لیزے نے عقل کو استعمال میں لاتے ہی پھرتی سے گلاس واس سے اس کے اسی ہاتھ پہ حملہ کیا۔ وہ نقاب پوش اس کی اچانک ہوئی افتاد پہ کراہ کر رہ گیا۔ لیزے نے سرعت سے کپکپاتے ہوئے سے گلاس ڈور بند کرتے چلانا شروع کردیا ادیان جو اس کی مسلسل ہوتی چیخ و پکار پہ ڈر کر بغیر شرٹ پہنے سرعت سے باہر نکلا تھا اس کو دیوار پہ ساتھ لگا تھر تھر کانپتا دیکھ بھاگتا ہوا اس کی

سمت آیا۔لیزے کا پورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔وہ اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھے کانپ رہی تھی ادیان کو شدت سے کسی انہونی کا احساس ہوا۔ادیان نے گھبرا کر اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹائے تو وہ بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے لرزتے ہوئے اس کے سینے میں پناہ تلاش کرنے لگی۔

"لیزے کیا ہوگیا ہے۔"

اس نے اچانک اس صورتحال پہ خود بھی گھبراتے اس کی کمر سہلاتے محبت سے استفسار کیا تو وہ سختی سے نفی میں سر ہلاتے سسکتے ہوئے اسے مزید پریشانی میں مبتلا کررہی تھی۔آنسو مسلسل گال کو بگھو رہے تھے۔

"ادھر دیکھو کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ۔"

اس کا چہرہ مشکل سے اپنے مقابل کرتے اس نے پچکارتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو وہ اس کے انداز پہ ہچکی لے کر رہ گئی۔وہ حقیقتاً اچانک یہ سب ہونے پہ خوفزدہ ہوچکی تھی۔

"دیان وہ وہاں کوئی تھا۔اس نے نقاب کیا ہوا تھا۔"

اس نے روتے روتے اپنی بات مکمل کی اس کی بات پہ ادیان نے حیرت سے اس کی سمت دیکھا جو گلاس ڈور کی جانب اشارہ کررہی تھی۔اس کی پیشانی پہ بل پڑنا شروع ہوگئے۔وہ اس سے اپنا آپ چھڑواتے اس سے پہلے گلاس ڈور کی سمت بڑھتا لیزے سہمتے ہوئے اس کی چوڑی کلائی تھام گئی۔ابھی وہ شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھی تبھی اس کا شرٹ لیس ہونا نہ محسوس کرپائی۔اس کی حرکت پہ ادیان بے بسی سے اس کی سمت آیا۔

"ادھر دیکھو بلکل نہیں ڈرنا میں یہی ہوں اوکے بس ایک بار دیکھ لوں۔"

وہ اس کے ماتھے پہ اپنے تشنہ لب رکھتے ہوئے گویا ہوا تو وہ اس کی بات پہ سسکی لیتے اثبات میں سر ہلاگئی ادیان مضبوط قدم اٹھاتا گلاس ڈور کی سمت چل دیا۔اندر جاتے وہ اس نے بٹن دبایا تو وہاں کی تمام لائٹس روشن ہوگئی۔اس نے ریلنگ سے نیچے جھانکتے کسی کو موجودگی کو محسوس کرنا چاہا لیکن وہ جو کوئی بھی تھا شاید فرار ہوچکا تھا۔ اس نے ایک طائرانہ نگاہ وہاں پہ دوڑاتے پورے کمرے میں بھی دوڑائی لیکن نگاہیں ناامیدی لیے

واپس لوٹ آئی۔وہ سنجیدگی سے دروازہ بند کرتے وہاں کے پردے برابر کرتے جیسے ہی اس کے قریب آکر بیٹھا لیزے نے استفامیہ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی۔

"دیان وہاں تھا نہ کوئی۔"

اس نے اس کا بازو تھامتے رندھے لہجے میں بازپرس کی تو ادیان نے اس کی حالت دیکھتے ایک گہرا سانس خارج کیا جو ناجانے کیا دیکھ چکی تھی اور اب اس کی یہ حالت تھی۔ناک رو رو کر سرخ ہوچکی تھی۔

"کوئی بھی نہیں ہے لیزے۔میں سارا دیکھ آیا ہوں۔"

اس نے نفی میں سر ہلاتے اس کی حالت کے پیشِ نظر نرمی سے اسے مخاطب کیا تو وہ سختی سے اس کی بات جھٹلا گئی۔

نہیں تھا وہاں کوئی اس نے وہ رومال بھی میرے چہرے پہ رکھنا چاہا تھا وہ دیکھیں وہ"

"واس میں نے اس کے ہاتھ پہ مارا تھا تبھی وہ فرار ہوگیا۔آپ میرا یقین کریں نا۔

اسے ابھی بھی وہاں سے خوف محسوس ہورہا تھا جو ناجانے کہاں سے کون آگیا تھا ادیان نے پرسوچ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی جس کی حالت غیر ہوتی جارہی تھی۔ادیان نے

اسے قریب کرتے اسے اپنے سینے سے لگالیا معاً اس کے چوڑے شانے اور مضبوط سینے کو دیکھتے وہ جھٹکے سے پیچھے ہوتے شرم کے مارے چہرہ جھکا گئی۔چہرہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑگیا تھا۔وہ تو اس سب میں اس کا شرٹ لیس ہونا محسوس ہی نہیں کرپائی تھی۔ادیان نے دلچسپی سے اس کے چہرے پہ پھیلتے رنگوں کو دیکھا تھا لیکن فلحال وہ سے تپانے کا ارادہ ترک کرتے وہ مضبوط قدم اٹھاتا وہاں سے اٹھتے وارڈروب سے شرٹ نکالتے زیب تن کرتے واپس اس کے پاس آیا جو مضطرب انداز میں انگلیاں چٹخاتے کسی نادیدہ نقطے پہ نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

ادیان نے اسکا ہاتھ تھامتے اپنے مقابل کیا تو وہ اپنی سوجھی ہوئی سرخ آنکھیں اس کے چہرے پہ ٹکا گئی۔ادیان نے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑتے بیڈ پہ لاکر بٹھایا اور خود دوسری جانب سے بیڈ پہ آکر براجمان ہوا۔

"چلو لیٹ جاؤ جلدی سے۔"

ادیان نے مسلسل بیٹھا دیکھ ٹوکنا ضروری سمجھا اس کے سوتے ہی وہ ایک بار لیپ ٹاپ پہ دیکھنا چاہتا تھا کہ گھر میں کون آیا تھا۔ اس کی بات پہ ایک بار پھر رونے کیلیے اپنے

لب پھیلا چلکی تھی۔ادیان نے بے بسی سے اس کی سمت دیکھتے اس کو اپنے قریب کیا تو وہ کسی کٹی ڈور کی مانند اس کی سمت کھینچی چلی آئی۔ادیان نے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے نیم دراز ہوتے اس کا سر اپنے سینے پہ رکھا اور اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اس پہ ایک سرور سا طاری کرگیا۔وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے اسے ہی دیکھے جارہی تھی۔ادیان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ اس کی بھاری ہوتی آنکھوں پہ لب رکھ گیا۔وہ شاید اسی واقعے کے زیرِ اثر تھی تبھی کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کررہی تھی۔

"کیا ہوا۔"

اس کی ناک سے ناک سہلاتے اس نے گھمبیر لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"وہ وہاں کوئی تھا دیان۔"

وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنی بات پہ اٹل تھی۔ادیان نے ایک گہرا سانس بھرتے اپنے اعصاب پہ قابو پایا۔

وہ جو بھی تھا میں کل اس سے پوچھوں گا کہ میرے چھوٹو سے بے بی کو تنگ کیوں" کیا۔اوکے اب بلکل نہیں رونا صرف سونا ہے اوکے۔ طبیعت مزید خراب نہیں کرنی ہم نے اوکے۔"

وہ اس کے آنسو اس کے لال گال سے انگوٹھے کی مدد سے صاف کرتا محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا ساتھ ہی اس کے نازک سی انگلیوں کو اپنے لبوں سے چھوا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے اس کی شرٹ سے اپنا چہرہ صاف کرتے اس کے سینے سے ہی لگی آنکھیں موند گئی۔ادیان اس کی حرکت پہ تاسف سے اپنی شرٹ کو دیکھا جو اس نے ابھی ہی زیب تن کی تھی۔ سوتے سوتے بھی وہ اس کے گرد اپنا معصومانہ حصار ڈالنا نہ بھولی۔ادیان کو اس سب میں شدید سیگریٹ کی طلب ہورہی تھی وہ صرف اس کے سونے کے انتظار میں تھا کہ مزید خوفزدہ نہ ہوجائے۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اس کے سونے کا یقین کرتے اس نے وہاں سے اٹھنا چاہا لیکن وہ سوتے سوتے ہی اس کی شرٹ پہ گرفت مضبوط کرگئی۔ادیان بے بس نگاہ اس پہ ڈالتے اپنا سر دوبارہ بیڈ کراؤن سے لگاگیا۔معاً کچھ سوچتے اس نے لیزے کا سر تکیے پہ رکھا ابھی بھی اس نے ادیان کی شرٹ کو سختی سے

جکڑا ہوا تھا جیسے اس بات کا خوف ہو کہ وہ اسے چھوڑ کر کہی چلا نہ جائے۔اس نے اس کے گلے سے ڈوپٹہ نکالتے سائیڈ پہ رکھا وہاں سے ہوتے ہوئے اس نے سوتے ہوئے اس معصوم چہرے کو دیکھا جو صرف اس سے بات کرتے ہوئے کبھی شیرنی تو کبھی بھیگی بلی بن جاتی تھی۔وہ سچ میں ایک ساحرہ تھی جو اس پہ اپنا سحر طاری کردیتی تھی یہاں تک کہ اس کے معصوم چہرے کے آگے وہ سب کچھ بھول جاتا تھا۔کچھ لمحے آنکھوں کے راستے اس کا چہرہ اس نے اپنے دل میں سمایا اور اپنے دل کی آواز پہ لبیک کہتے شدت بھرے انداز میں اس کے چہرے کے نقوش کو لبوں سے چھوا وہ اس کی حرکت پہ کسمساتے ہوئے اسی کی جانب کروٹ بدل گئی۔ وہ گھڑی پہ ایک نگاہ ڈالتے اس نازک وجود کو اپنے سینے میں بھینچتے آنکھیں موند گیا۔سونے سے پہلے بھی صرف یہی سوچ اس کے ذہن میں آئی تھی کہ اس قدر سخت سکیورٹی ہونے کے باوجود کون اندر چوری چھپے آسکتا تھا۔اس کے سوچ کے سارے دھاگے اسی واقعے سے بندھے تھے۔اور یہ اس کی زندگی کی وہ واحد رات تھی جب وہ بغیر سیگریٹ پیئے ہی آنکھیں موند گیا تھا۔

روشانے جو کب سے اپنے کمرے میں بیٹھی احد کا انتظار کررہی تھی لیکن وہ آ ہی نہیں رہا تھا اسے تو اب پہ شدید قسم کا تاؤ آرہا تھا جب وہ جانتا تھا کہ آج انہیں نکلنا ہے لندن کیلیے تو ابھی تک کمرے میں کیوں نہیں آیا وہ تن فن کرتی کمرے میں چکر پہ چکر کاٹ رہی تھی معاً وہ تھکا تھکا سا کمرے میں داخل ہوا تو روشی اسے دیکھتے ہی پھٹ پڑی۔

احد تم بدل گئے ہو تم اب میرے ساتھ بلکل بھی ویسے نہیں رہے۔اب تم میرے" ساتھ بات بھی نہیں کرتے ،پیار بھی نہیں کرتے۔

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے رخ بدل کر بیٹھ گئی اور یہ اس کی ناراضگی کا واضح اظہار تھا۔احد ایک گہرا سانس بھرتے اس کے قریب ہوا۔ایک تو باہر اس کی ماں کی طبیعت خراب تھی دوسرا روشانے کی ناراضگی وہ اچھا خاصہ اکتایا ہوا تھا۔

روشی یار باہر میری ماں کی طبیعت نہیں ٹھیک میں انہیں اس حال میں چھوڑ کر کہی" نہیں جاسکتا ہوں۔ماما تو مجھے بارہا بار کہہ چکی ہیں میں انہیں ٹال آیا ہوں۔ہم کچھ دنوں تک "چلے جائیں گے۔

احد نے محبت سے اس کا ہاتھ تھامتے پچکارتے ہوِ سمجھایا لیکن اس کی بات پہ غصے سے سرخ پڑتی وہ اس کا ہاتھ سختی سے جھٹک گئی۔احد نے حیرے بھری نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

احد امی کے پاس پاپا اور منتہا بھی ہیں۔ہمارا

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی احد نے سختی سے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا اس کی حرکت پہ روشانے کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ریلہ تھا جو بہ نکلا تھا اپنی جلد بازی اور کوتاہی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔

"ایم سوری احد وہ بس میں جلدبازی۔"

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی احد جو استہفامیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے تمسخر سے ہنسا۔

روشی جلدبازی ہر کام میں جلدبازی اور جہاں تک مجھے لگتا ہے ادیان اور لیزے میں" غلط فہمی کا باعث بھی تم ہی ہو۔تم نے ہی کوئی ایسی بات کی ہے جس سے ادیان کا "لیزے کے ساتھ رویہ یہ ہے میں سہی کہ رہا ہوں نہ۔

وہ تند نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کے وجود کو جھٹکا دیتے ہوئے بولا تو اس نے تڑپ کر اس کی سمت دیکھا جو اسے سراسر غلط سمجھ رہا تھا۔

احد یہ تم کیا کہ رہے ہو میں کیوں ایسی حرکت کروں گی وہ بھی جانتے بھوجتے۔ہاں میں" نے ادیان کو بتایا تھا لیکن اس انٹیشن سے نہیں۔میں نے کبھی بھی یہ نہیں چاہا کہ "میری بدولت کسی کا رشتہ اثرانداز ہو۔

وہ اس کی بات کو سختی سے جھٹلاتے اس کے دونوں بازو تھامتے اپنی بات کا یقین دلانے والے انداز میں بولی۔احد نے ایک گہرا سانس بھرتے اپنے اعصابوں پہ قابو پایا اور اس کے مہندی لگے ہاتھوں کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں تھاما۔

روشی میری جان تم نے ایسا نہیں چاہا بلکل بھی میں یقین کرلیتا ہوں۔لیکن جب یہ" بات لیزے کو پتہ چلے گی وہ مزید بدگمان ہوجائے گی تم سے۔تم ادیان کو بتاتی اس کے بارے میں لیکن اس طرح نہیں جس طرح تم نے اسے بتایا۔جلدبازی بہت بری چیز ہے اور کہی نہ کہی تم یہاں شادی کرنے کیلیے یہ حرکت ناچاہتے ہوئے بھی غلط کرچکی

ہو۔ان کا رشتہ تو اثرانداز ہورہا ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ ہمارا رشتہ بھی اثرانداز ہونا شروع ہوجائے میں یہ چیز قطعی نہیں چاہتا۔ تم مجھے بے حد عزیز ہو۔"

وہ اس کے ماتھے پہ اپنے تشنہ لب رکھتے ہوئے محبت سے گویا ہوا ساتھ ہی اس کے گال پہ بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا وہ ہچکی لیتی اثبات میں سر ہلا گئی۔شاید نہیں یقیناً اس سے گناہ سرزد ہوگیا تھا۔اب اسے ہی یہ سب ٹھیک کرنا تھا لیکن کیسے یہ سوالیہ نشان اس کے ذہن میں منڈلارہا تھا۔

"احد تم مجھ سے کبھی ناراض نہ ہونا۔روشی تمہارے ہونے سے ہی مضبوط ہے تم نے رخ پھیرا تو روشی کمزور پڑجائے گی۔"

وہ اس کے سینے سے لگی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے گویا ہوئی تو احد نے مسکراتے ہوئے اس کے گرد اپنا حصار قائم کیا اور اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب مس کیے۔اس کیلیے یہی کافی تھا کہ وہ اس کی بات سمجھتے اپنی غلطی مان چکی ہے۔

گلاس ڈور سی آتی سورج کی تیز کرنوں سے اس کی نیند میں خلل ڈالا تھا۔وہ مندی مندی آنکھیں کھولتے ہیٹر آف کرگیا تھا معاً اس کی نگاہ ٹھٹھک کر اپنی بائیں جانب اٹھی جہاں وہ دنیا جہاں کی معصومیت سجائے نیند کی وادیوں میں گم تھی۔چہرہ بے تحاشہ سرخ پڑرہا تھا ادیان کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی اس نے سرعت سے اس کے سر کے نیچے سے بازو نکالتے اس کا ماتھا چھوا تو اسے ہلکی ہلکی حرارت کا احساس ہوا۔اسے پریشانی نے آن گھیرا۔

"لیزے۔"

اس نے نیم دراز ہوتے اس کا گال سہلاتے اسے جگانا چاہا لیکن وہ کسمساتے ہوئے کروٹ بدل گئی۔ادیان ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا اس نے اس کے بال سہلاتے اس کے سر پہ ہولے سے لب مس کیے اور کمفرٹر پیچھے کرتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔اسے اندازہ تھا کہ یہ طبیعت خرابی کل رات کے واقعے کے زیراثر ہے۔اس نے گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے سات بجارہی تھی۔اب اسے لیپ ٹاپ پہ کل رات کی ساری ریکارڈنگ دیکھنی تھی۔وہ اپنے بال ہاتھوں سے سنوارتا گلاس وال کے پردے برابر کرتا وارڈروب سے اپنے

کپڑے لیتے ہوئے واشروم میں بند ہوگیا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ تولیے سے سر رگڑتے باہر نکلا تو وہ ہنوز نیند پوری کرنے میں مصروف تھی۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اس نے برش کی مدد سے بال سنوارے اور خود پہ پرفیوم چھڑکتا ایک تفصیلی نگاہ اپنے آپ پہ ڈالی۔ تسلی ہوتے ہی وہ اپنی مخصوص پروقار چال چلتے مضبوط قدم اٹھاتے اس تک پہنچا اور اسکے قریب جھکتے سائیڈ ٹیبل سے اپنا پرسنل لیپ ٹاپ اٹھاتے صوفے پہ براجمان ہوگیا ساتھ ہی ایک سیگریٹ سلگاتے لبوں میں دبالی۔

کل رات بارہ بجے کے قریب کی ریکارڈنگ لگاتے وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے صوفے سے پشت ٹکاکر بیٹھ گیا۔ جیسے جیسے ریکارڈنگ چلنا شروع ہوئی اس کی پیشانی پہ سلوٹیں بھی نمودار ہونا شروع ہوگئی۔ وہ آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے حیرت سے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتا لیپ ٹاپ کی جانب جھکا معاً سکرین پر مکمل طور پر اندھیرا ہوجانے کی بدولت وہ طیش کے عالم میں لیپ ٹاپ ہی الٹ گیا۔

"آہہ۔ ڈیم اٹ۔"

وہ میز پہ مکہ مارتے دھاڑ کر بولتا گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔آنکھیں شدت گریہ سے سرخ پڑ رہی تھی۔اس کا دماغ یہی سوچ سوچ کر پھٹے جارہا تھا کہ وہ شخص کون تھا اور اتنی رات کو ادیان شاہ کے کمرے میں گھس کر اس ہی کی بیوی کو ہراساں کرنے کی کوششوں میں تھا۔وہ تیز تنفس سمیت پورے کمرے کے چکر کاٹ رہا تھا معاً دماغ میں جھماکہ ہوتے ہی وہ کسی کو کال ملا گیا تھا۔

"مجھے کل رات کی باہر والے سی سی ٹی وی کیمرے کی مکمل فوٹیج چاہیے۔مکمل تحقیق کر کے اس کی پروپر ویڈیو رات تک مجھے بھیجو۔آہ نہیں!"

"Meet myself tonight at sharp 8'o clock."

اس نے سرد انداز میں کہتے کال کاٹ دی اب وہ ٹائی کی ناٹ ٹھیک کرتے ایک نگاہ سوئی ہوئی لیزے پہ ڈالتے کمرے کا دروازہ کھولتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"نواز الدین۔"

ادیان جو نک سک سا تیار زینے اتر رہا تھا۔لاؤنج میں آتے ہی گارڈ کو آواز دی لیکن مقابل کی جانب سے جواب نہ پاکر دھاڑ کر اسے اندر بلایا۔اس کی تیز دھاڑ لاؤنج کی در و دیوار ہلا گئی۔اس کی دھاڑ کا ہی اثر تھا کہ اگلے ہی لمحے دوڑا دوڑا ہانپتا ہوا لاؤنج میں داخل ہوا اور

سہمی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالتے برفیلے انداز میں اسے ہی گھور رہا تھا۔باقی سب جو ناشتے کی ٹیبل میں موجود تھے وہ بھی سب اپنا ناشتہ چھوڑتے پریشانی سے وہی آچکے تھے اور استفہامیہ نگاہیں اس کے سرخ پڑتے چہرے کی سمت اٹھائی۔

"ادیان کیا ہوگیا ہے۔یہ کیا طریقہ ہے کسی کو مخاطب کرنے کا۔"

اذلان نے اپنی عادت کے مطابق کڑی نگاہوں سے اسے دیکھتے اسے ڈپٹنا ضروری سمجھا۔ادیان ان کی بات پہ اثبات میں سرہلاتے نواز دین کی جانب متوجہ ہوا۔

"تم یہاں باہر ڈیوٹی کرنے آتے ہو یا اپنی نیند پوری کرنے مجھے اس بات کا جواب دو۔"

اس نے دانت کچکچاتے کھردرے لہجے میں استسفار کیا تو وہ شرمندگی سے نگاہیں جھکا گیا۔اذلان عفان نے بھی حیرت سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ اس سے ایسی کوتاہی پہلے کبھی بھی سرزد نہیں ہوئی تھی۔

"وہ سر میں کل رات کو ذرا طبیعت خراب۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا اذلان درمیان ہی ہی نرمی سے اسے ٹوک گیا۔

"نواز الدین آپ ہمیں پہلے بھی اس چیز سے آگاہ کر سکتے تھے۔ہم کل کیلیے شرفو کو آن ڈیوٹی رکھ لیتے۔اللہ کرے ایسا کبھی نہ ہو لیکن اگر کوئی سنگین حادثہ پیش آجاتا تو کس قدر مشکل پیش آتی۔آپ کو اس چیز کا اندازہ ہے۔"

اذلان شاہ نے سختی سے اسے مخاطب کیا تو وہ اپنے نرم دل صاحب کا سخت انداز دیکھتے حلق تر کرگیا۔ادیان نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کا جھکا سر دیکھا۔

"ڈیڈ حادثہ پیش آتے آتے بچا ہے کل لیزے نے گلاس ڈور میں کسی کی موجودگی کو محسوس کیا ہے۔میں اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھا۔وہ چیخ رہی تھی تبھی میں کمرے میں آیا۔وہ اس واقع سے اس قدر ڈر چکی ہے تبھی میں نے اسے نہیں جگایا۔"

اس کی بات پہ سب سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہے تھے جبکہ انابی اور امائزہ نے سرعت سے اس کو دیکھنے کے خاطر اس کے کمرے کا رخ کیا۔

"تم اپنے کمرے میں نہیں تھے تو کہا تھے اتنی رات کو۔"

عفان شاہ نے دانت پیستے ہوئے استسفار کیا تو ادیان نے ترچھی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جو اب عزہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کر رہے تھے۔

"میں فریش ہونے گیا تھا۔"

اس نے مختصراً جواب دیتے اپنی نگاہیں نوازدین پہ ٹکائی جس سے اب اذلان شاہ سنجیدگی سے بازپرس کرنے میں مصروف تھے۔

"مطلب اب تمہارا ولیمہ پکا۔"

وہ دبی دبی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے شرارت آمیز لہجے میں گویا ہوئے تو ادیان نے ان کی بات پہ ان کو تو نہیں البتہ اپنے آپ کو ہزار بار ضرور کوسا کہ وہ کس کے سامنے بکواس کر بیٹھا ہے۔

"چاچو فار گاڈ سیک لیٹ دس ٹائم آئی ایم سیریس۔"

اس نے سنجیدگی سے انہیں باور کرایا تو عفان نے اس کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑادیا۔

"لیٹ ڈیٹ ٹائم کو تو گولی سے اڑاؤ ایوری ٹائم کہو۔"

وہ منہ بگاڑتے دانت کچکچاتے ہوئے بولے تو محرم اور عزہ ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھتی تاسف سے سر ہلاگئی۔

یہ بات کس قدر حیران کن ہے کہ وہ تمہاری ہی غیر موجودگی میں اس کمرے میں"

"آیا۔ مطلب کیسے۔

اذلان شاہ نے پریشانی سے پیشانی مسلتے ادیان سے استسفار کیا جو اب کسی سے فون پہ بات کرنے میں مصروف تھا۔

ڈیڈ میں نے گارڈز کا ارینج کیا ہے ایمرجنسی میں۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر کی کسی" بھی عورت پہ کسی کی نگاہ ہو۔ ویسے میں نے تمام تحقیقات کرنے کا بھی کہ دیا ہے فلحال میں ان دونوں کو ڈراپ کردوں گا یونی۔ واپسی سے یہ لے کر جب تک حالات بہتر نہیں

"ہوجاتے گارڈز ان کے ساتھ ساتھ ہی رہے گے۔

اس نے متانت سے ساری بات ان سب کے گوش گزاری تو وہ سب بھی اس کی بات پہ مطمئن ہوتے اثبات میں سر ہلا گئے۔

"انابی مازہ بچے آجاؤ۔"

اس نے باہر جاتے جاتے ہی انہیں آواز لگائی تاکہ انہیں یونی ڈراپ کرتے آفس کیلیے جاسکے۔معاً محرم کی آواز پہ وہ سنجیدگی سے ان کی سمت متوجہ ہوا اور بھنویں اچکا کر ان کی جانب دیکھا۔

"ادیان بیٹا ناشتہ۔"

"مم ابھی فلحال بلکل بھی بھوک نہیں ہے۔"

اس نے سہولت سے انہیں انکار کرتے ان کا ماتھا چوما اور باہر کی سمت چل دیا اور گاڑی سے پشت ٹکائے ان کا انتظار کرنے لگا۔دس منٹ گزر چکے تھے اسے وہی کھڑے ان کے انتظار میں۔اس سے پہلے کہ وہ جارحانہ انداز میں گھر کا داخلی دروازہ عبور کرتا سامنے سے باتوں میں مصروف ان تینوں کو آتا دیکھ اس کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا۔وہ سختی سے جبڑے آپس میں پیوست کرتے تن فن کرتے ان تک پہنچا اور ایک قہر آلود نگاہ لیزے پہ ڈالی جو ہونقوں کی طرح اس کا سرخ چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"تم کہاں جارہی ہو۔"

اس نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے استسفار کیا تو انانی اور مازہ نے حلق تر کرتے ایک دوسرے کی جانب دیکھا کیونکہ ان دونوں نے تو کافی منع کیا تھا اسے کہ آج نہ جائے ورنہ بھائی کے غصے سے وہ دونوں واقف تھی لیکن لیزے گھر میں رہ کر اکتا گئی تھی تبھی انہیں پانچ منٹ کا کہتے ان کے ساتھ ہی نیچے چلی آئی۔

"یونی جارہی ہوں۔"

اس نے بمشکل مسکراتے انگلیاں چٹخاتے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"کس سے پوچھ کر یونی جارہی ہو۔ طبیعت تمہاری خراب ہے کوئی ضرورت نہیں ہے کہی بھی جانے کی۔"

اس کی بات پہ لیزے کو تو پتنگے ہی لگ گئے۔وہ مشکل خود پہ ضبط کرتی مٹھیاں بھینچ گئی۔ادیان نے اس کے چہرے کے تاثرات جانچنا چاہے جہاں گزری رات کا کوئی.شائبہ تک نہیں تھا رات کی نسبت وہ اب پرسکون محسوس کررہی تھی۔

"یونی جانے کیلیے کس کی اجازت درکار ہوتی ہے اور ویسے بھی آج تو ہم تینوں نے یونی کے کیفے سے گول گپے کھانے ہیں آپ ہمارا بنا بنایا پلین نہ خراب کرے پلیز۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی جبکہ اس کی بات پہ انابی اور مازہ کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا کیونکہ یہ بات انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ ادیان کسی کو بھی باہر سے کوئی چیز نہیں کھانے دیتا کیونکہ اس کے مطابق ناجانے ان چیزوں میں کس چیز کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ادیان نے اس کی بات پہ قہر برساتی نگاہوں سے ان کے عقب میں کھڑی مازہ اور انابی کی جانب دیکھا۔

شٹ اپ لیزے کوئی گول گپے کچھ بھی باہر سے کھایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں" ہوگا۔طبیعت خراب ہے محترمہ نے گول گپے کھانے ہیں اور آپ دونوں میں نے کتنی بار "کہا ہے کہ باہر سے کوئی بھی ایسی ویسی چیز نہیں کھانی۔

اس نے تنبیہی انداز میں ان تینوں کی سمت دیکھا۔

تو لیزے کو سارا معاملہ اب سمجھ میں آیا اب اس کا حال بھی باقی دونوں سے مختلف نہیں تھا۔

"آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔"

وہ منہ بناتے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتی رخ بدل گئی۔ادیان نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔اس سے مکمل نظراندازی برتتے لیزے نے چور نگاہوں سے مازہ کی جانب دیکھا جو اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں نگلنے کا ارادہ کررہی تھی۔لیزے نے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا۔

"بھائی وہ سوری۔"

مازہ منمناتے ہوئے بولی تو اس نے اپنا غصہ ضبط کرتے ان سب کو گاڑی میں چلنے کا اشارہ کیا۔ان تینوں کے جگہ سنبھالتے ہی ادیان نے گاڑی یونی کی سمت بڑھادی۔

وہ تینوں یونی میں گراؤنڈ میں بیٹھی باتوں میں مشغول تھی اور باتوں کا کا عنوان گارڈز تھا جب سے گاڑی میں ادیان نے انہیں اس متعلق بتایا تھا تو لیزے تو اس کی بات پہ خاموش ہوتے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی لیکن وہ دونوں سارے راستے کلستی آئی تھی ابھی بھی وہ اسی بارے میں بولتے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی کیونکہ ابھی اگلی

کلاس شروع ہونے میں اچھا خاصہ وقت تھا۔ معاً انابی کی آواز پہ دو دونوں چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی جو اکتا کر ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"یار مازہ میں کیا سوچ رہی تھی ابھی ہم گھر چلیں ویسے بھی فری تو ہیں ہی۔ تھوڑا سا سو ہی لے گے۔"

انابیہ نے بے زاریت بھرے لہجے میں کہا۔ تو ان دونوں نے تند نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جسے سونے کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔

"نہیں اس کے بعد ایک کلاس ہے میری وہ لے کر چلیں گے۔"

امائزہ نے سر نوٹس سے نکال کر اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا اور دوبارہ اسی میں جھک گئی اس کے برعکس لیزے رات والے واقع کے متعلق سوچ رہی تھی۔

"اچھا سنو یہ سامنے وہی رئید ہے ناں۔"

انابی نے اس کا شانہ ہلاتے آنکھیں چھوٹی کر کے چشمے کو درست کیا اور ان دونوں کی جانب دیکھتے جیسے ان کی تصدیق بھی چاہی۔

"ہاں وہی ہے لگتا ہے اسے سکون نہیں ملا تھا کل جو آج پھر سے آگیا ہے۔منہ دیکھو
لگ رہا ہے سڑا ہوا بینگن۔"

امائزہ منہ بگاڑتے ہوئے تنفر سے بولتی سر جھٹک گئی۔

"اب۔انھوں تم دونوں اپنی بکواس بند کرلو۔کل جو بھی ہوا تھا اس کا نتیجہ وہ دیکھ چکا ہے
مزید کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا اور ویسے بھی ہم کیوں اپنی زبان گندی کرے۔"

لیزے نے ان کی باتوں پہ سر جھٹکتے ہوئے کہا تو وہ اس کی تائید کرتے اثبات میں سر
ہلا گئی۔

"ہاں ناں دفع کرو ویسے وہ اس طرف سے ہی جائیگا مجھے لگ رہا ہے تو کیوں ناں خیریت
معلوم کر لیں۔بڑا مزا آئے گا۔"

اس نے آنکھوں میں ایک الگ ہی شرارتی چمک لیتے ہوئے کہا جیسے دماغ میں کچھ
خرافاتی چل رہا ہو تو امائزہ بھی اس کی جانب دیکھتے شرارت سے مسکرا دی جیسے اس کی
بات دماغ تک رسائی حاصل کرچکی ہو۔ان کے برعکس لیزے ہونقوں کی طرح ان کی

سمت دیکھ رہی تھی جو اب اپنا بیگ بینچ پہ رکھتے خود اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور ساتھ اپنے ہاتھ جھاڑ رہی تھی۔

ابھی وہ ان سے کچھ فاصلے پر تھا کہ امائزہ نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اسے پکارا۔لیزے نے دانت پیستے ہوئے اس کا ڈوپٹہ کھینچتے باز رہنے کا اشارہ کیا۔اس دن کا واقع ایک بار ذہن میں تازہ ہوچکا تھا۔

"مسٹر مجنوں بات سنیں گے۔"

اس کی آواز کو اپنا وہم سمجھتے رئید لڑکھڑاتے ہوئے پھر سے آگے کی جانب ہوگیا۔

"مسٹر رئید آپ سے کہہ رہی ہوں۔"

اب کے وہ براہ راست اسی سے مخاطب ہوئی۔انابی مسلسل منہ نیچے کیے اپنی ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں لال ہورہی تھی۔

"جی کہیں کیا کام ہے اب آپ کو۔"

رئید نے طنزیہ کہتے اپنا رخ ان کی جانب کیا۔اور ایک تنفر بھری نگاہ ان تینوں پہ ڈالی۔

وہ ہمیں کچھ خاص کام نہیں ہے ویسے تو بس آپ کی خیریت پوچھنی تھی کہ کہیں زیادہ" ہوش میں تو نہیں آگئے مطلب کہ زیادہ تو نہیں لگ گئی۔اوہو لگتا ہے لنگڑے ہوگئے "ہیں۔اللہ آپ کو صحت دے۔

انابیہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولتی قہقہہ لگا کر ہنس دی تو وہ اس کے اس قدر مزاق بنانے پہ ضبط سے دانت پیس کر رہ گیا۔اس کا وجود ان کی باتوں پہ جھلسنے لگا۔

"محترمہ بہت شکریہ آپکا کہ آپ نے پوچھنا گوارا کیا لیکن اب آپ اور زحمت نہ کریں۔" بڑے ضبط سے یہ کہتے وہ جانے کے لئے مڑا تھا کہ اس کے الفاظ پھر سے اس کے قدم جکڑ گئے۔

کوئی شوق سے نہیں پوچھ رہے ہم وہ تو بتانا چاہ رہی ہوں کہ ایک بار سبق اچھا ملا۔ہے" تو کافی ہوگا تو آئندہ محتاط رہنا مسٹر کہ اس بار تو ہم نے برداشت کر لیا وہ تو بھائی نے صرف عقل دلائی ہے اگلی بار ساری یونی کے اسٹوڈینس مل کر اس عقل کو جگہ پر لانے کا کام سرانجام دیں گے۔ اس لئے آئندہ احتاط برتنا کہ کسی شادی شدہ لڑکی پر ڈورے نا "ڈالو۔آیا بڑا مجنوں۔

سنجیدگی سے اس کے مقابل آتے ٹھنڈے لہجے میں کہتی وہ واقعی ادیان شاہ کی بہن ہی لگی تھی اس کے کہنے پر رئید جھرجھری لیتا ایک قدم پیچھے ہوا۔ کہ ادیان کے دیئے زخموں کو پھر سے تازہ کر دیا تھا ان لڑکیوں نے۔ وہ غصے سے ان کو گھورتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس سے پہلے گراؤنڈ سے جاتا معاً تمسخرانہ مسکراہٹ لبوں پہ سجائے ایک بار پھر اس کے مقابل آیا۔

"اس کی بدولت آج میں اس مقام پہ ہوں نہ لڑکھڑا کر دوسروں کی طنز بھری نگاہوں کا سامنا کرنا پڑرہا ہے لیکن اب میری باری ہے مس علیزے اپنے اس سو کالڈ شوہر کو کہ دیکھیے گا کہ میں کسی کو لڑکھڑا کر چلنے کے قابل بھی نہیں چھوڑتا۔ میں اس کی مضبوط کمر کو ہی توڑ دوں گا اور وہی سے اس کے ضبط کا شیرازہ بکھرے گا۔"

وہ برفیلے لہجے میں انہیں باور کراتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی لیزے دم سادھ کر بیٹھی رہ گئی۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

اس کے جاتے ہی دونوں کچھ لمحے تو اس کی باتوں کے زیر اثر رہی لیکن اچانک واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتے ایک دوسرے کو دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس دیں جیسے بہت بڑا مہاز سر انجام دیا

ہو۔ان دونوں کو اس کی باتوں سے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا۔لیزے نے تند نگاہوں سے ان دونوں کی سمت دیکھا۔

"اب اگر اس میں غیرت کوئی ناں تو کسی کہ پیچھے نہیں پڑیگا۔"

مازہ نے سپاٹ انداز میں کہتے اپنے کندھے جھٹکے۔ انابیہ بھی اس کی بات پہ تائیدی انداز میں سر ہلا گئی۔اس دوران وہ دونوں جو ایک لمحے کیلیے لیزے کی موجودگی فراموش کرچکی تھی چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی جس کا چہرہ پریشانی سے سفید پڑرہا تھا۔رئید کی بات مسلسل اس کے ذہن میں بازگشت کررہی تھی۔

تم دونوں نے اچھا نہیں کیا تم نے دیکھا نہیں وہ کیسے ادیان کے بارے میں کیا کیا کہہ گئے۔"

اس کا دل رئید کی بات پہ بے ساختہ ڈوب کر ابھرا تھا تبھی خاموش نہ رہ پائی۔

وہ سہمی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتی ناراضگی کا بھرپور اظہار کرتے تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔جبکہ مازہ نے اس کے جاتے ہی حیرت سے واں ہوئے لب آپس میں پیوست کرلیے۔

اسے کیا ہوگیا ہے۔کیا یہ بھائی کو نہیں جانتی بھائی ایسے لوگوں کے چنگل میں آنے" "والوں میں سے بلکل نہیں۔

وہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بولی تو انابیہ نے فطری ردِ عمل کا سوچتے اسے تسلی دینا ضروری سمجھا۔

چلو تم کلاس لے آؤ اور ہوسکے تو اس سے بھی بات کرلینا میں تو فلحال فری ہوں کیفے" "جارہی ہوں تم بھی وہی آجانا پھر گھر چلیں گے۔

انابیہ نے اسے کلاس جانے کا کہتے خود کیفے کا رخ کیا جبکہ امائزہ بھی پرسوچ نگاہوں سے اسے تکتی اپنی کلاس کی جانب چلی گئی۔

وہ لوگ ہاسپٹل میں صائم خان کے کیبن میں موجود فاریہ کی فائل ڈسکس کرنے میں محو تھے کیونکہ گھر میں شادی کی بدولت انہیں ٹھیک سے موقع ہی نہیں ملا تھا اس بچی کی فائل پر غور کرنے کا تو آج کا دن منتخب کر کے رائم اور فہیم کے ساتھ موجود اسی کیس پر

ڈسکس کر رہے تھے۔ جیسے جیسے وہ پڑھ رہے تھے ان کی پریشانی اور تکلیف میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ انہیں تو باقاعدہ اپنے گھر کی بیٹیوں کی فکر ستانے لگی تھی۔

"اس کیس میں تم دیکھو بہت سے مسائل ہیں۔ وہ شخص کافی عرصے سے فزیکلی ٹارچر کرتا رہا ہے اسے۔ لیڈی ڈاکٹر کے مطابق اس کے جسم کے ہر ہر حصے پر نشانات ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسے بہت بری طرح ٹارچر کیا گیا ہے۔ یہ اب ہمیں اس بچی سے ہی تصدیق کرنی پڑے گی کہ وہاں اسے کہاں رکھا تھا اور کیوں رکھا تھا اسے اچھے سے معلوم ہوگا ناں کون لوگ تھے جو اتنا جبر کر رہے تھے اس معصوم پر۔"

صائم خان نے کچھ سوچتے ہوئے ان دونوں کو مخاطب کیا تو رائم ان کی بات پہ کانپتے دل کے ساتھ اثبات میں سر ہلا گیا۔

"جی ڈیڈ پر جب بھی اس سے کچھ پوچھنے کی کوشش کرو وہ پینک کرنے لگتی ہے بہت ڈرایا گیا ہے اسے وہ کسی بھی نئے چہرے کو دیکھ کوئی بھی قدم اٹھانے سے گریز نہیں برتتی۔ مجھے تو لگتا ہے اسے اس ہسپتال کا ماحول بھی کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔ ہمیں ویسے اس متعلق پولیس کو اطلاع دینی چاہیے۔"

رائم کی اچانک بات پر وہ ہنکارہ بھرتے کسی سوچ میں گم ہوگئے۔فہیم بھی سنجیدگی سے ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا ملاحظہ کررہا تھا۔

"ایک کام کرتے ہیں ہم ایک بار کوشش کر لیتے ہیں شاید وہ کچھ کہہ دے اب تو کافی دن بھی ہو گئے ہیں اتنا تو وہ تم دونوں کو پہچان گئی ہوگی۔رہی اس کی ہسپتال میں رہنے کی بات تو اس کا ٹھکانہ سوچتے ہیں ہم۔"

سنجیدگی سے کہتے وہ اپنا سکیتھوسکوپ گلے میں ڈالتے اس کی فائل اٹھاتے باہر کی جانب چل دیے تو رائم اور فہیم بھی ان کے پیچھے ان کی تلقید میں چل دیئے۔

"جی ماموں پہچان تو جاتی ہے پر کچھ بھی بتاتے ہوئے وہ بہت ڈرتی ہے ناجانے کس چیز کا خوف ہے اسے۔ناجانے کون ظالم لوگ ہے۔"

اس کے وارڈ تک پہنچتے وہ لوگ یہی ساری باتیں ڈسکس کرتے رہے تھے۔اب کہ ان تینوں کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھی۔

وہ تینوں جیسے ہی وارڈ میں داخل ہوئے تو ان کی نگاہ اس پہ ٹھٹھک کر رکی جو معمول کی طرح کسی غیر مرئی نقطئے کو گھورنے میں اس قدر محو تھی کہ ان لوگوں کے اندر آنے کا جائزہ ہی نہیں لے سکی۔

اے لٹل گرل کیسے ہو آپ۔کیا کر رہی ہو۔ چلو جلدی سے ٹھیک ہوکر بیٹھیں شاباش"

"چیک اپ کا ٹائم ہو گیا ہے۔

فہیم نے آگے بڑھتے اسے بیٹھنے کا تاکید کی تو وہ اسے دیکھ کر وہ یک ٹک اسے دیکھتی اٹھ کر بیٹھ گئی کہ پیچھے کھڑے رائم سے تو وہ کچھ حد تک مانوس ہو گئی تھی البتہ صائم خان کو دیکھ کر ڈرتے ہوئے بالکل فہیم کے پیچھے ہوتے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑ گئی۔

"نن نہیں مم مجھے نہیں کروانا وہ وہ بھیج رہا ناں وہ مار دیگا۔۔"

صائم خان کو دیکھتے ہی وہ پھر سے بہت گھبرا گئی تھی۔اس کے حواس اس کا ساتھ دینا چھوڑ رہے تھے اور وہ سمجھتے بھی تھے کہ جس حالات سے وہ گزری ہے اس کے بعد کوئی بھی بہادری کا مظاہرہ تو بالکل نہیں کرسکتا۔وہ ایک ایسی دنیا کی باسی رہی ہے جہاں انتہا کا ظلم ڈھایا گیا تھا۔یہی سوچتے ان تینوں کے دل لہو لہان ہوگئے۔

شش۔ نہیں ماریگا کوئی یہ میرے ماموں ہیں اور آج انہوں نے لٹل گرل کا چیک اپ" "کرنا ہے اس لئے اب آرام سے رہو۔

فہیم نے پچکارتے ہوئے اپنا ہاتھ پیچھے کی جانب کے جاتے اس کی کمزور کی کلائی تھامی تو وہ نہ میں سر ہلاتی اس سے پہلے کہ بیڈ سے اتر کر کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کرتی کہ رائم نے سرعت سے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

ان سب کی موجودگی میں وہ بے بس ہوتی آنسو صاف کرتی وہیں بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی رکی پر صائم خان کو اپنی جانب آتا دیکھ گھبرا کر وہ سہمی نگاہوں سے ان سب کو دیکھتی فہیم کا مضبوط ہاتھ تھام گئی جس پر اس نے ایک بے بس سی نگاہ صائم خان پہ ڈالی تو وہ اثبات میں سر ہلا گئے جیسے کہنا چاہے ہوں کوئی بات نہیں ٹھنڈے رہو۔

فاریہ کا چیک اپ کرنے کے دوران وہ مکمل خاموش تھے وہ دونوں بھی اس دوران دم سادھے بیٹھے تھے۔

"فاریہ اب تو آپ کافی بہتر ہیں بیٹا مجھے یہ بتاؤ کہیں درد تو نہیں ہے اب۔"

صائم نے محبت سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے استفسار کیا تو وہ ان کے بیٹا کہنے پر تھم سی گئی۔آنکھوں میں نمی سی جاگی۔اپنی پاپا کی یاد اسے شدت سے آئی تھی وہ ایک نظر انہیں دیکھتے ہوئے نفی میں گردن ہلا گئی۔صائم خان ہولے سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے پیچھے ہوئے۔اور رائم فہیم کو اپنی جانب بلایا۔ان کا سنجیدہ انداز دیکھتے وہ دونوں بھی ٹھٹھک گئے تھے۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اب ہمیں فاریہ کو گھر شفٹ کر دینا چاہئے مطلب یہاں کافی بہتر ہے وہ پر جس طرح وہ ڈرتی ہے اس لحاظ سے گھر پر زیادہ سیف رہے گی۔اور ہوسکتا ہے ہم سب سے مانوس ہوتے وہ پوری تفصیل ہمیں بتادے۔ جب تک اس کی فیملی کا نہیں پتہ چلتا یہ اب سے ہماری زمہداری ہے۔میں تو چاہ رہا ہوں کہ اسے اپنے گھر ہی لے چلتے ہیں ہماری لیزے کی کمی کو بھی پورا کردے گی آپ دونوں کیا کہتے ہو۔"

صائم خان نے سنجیدگی سے اپنی بات کہی اور ان کی تائید چاہی تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلا گئے۔انہیں کافی حد تک صائم خان کی بات پسند آئی تھی۔

"جی ڈیڈ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں گھر پر ہوسکتا ہے یہ بہتر ایڈجسٹ کرے۔گھر کا ماحول اس کے اعصابوں کو پرسکون بھی کرے گا۔ اور وہاں نارمل ہوجانے کے بعد شاید ساری بات بتا دے۔ تو آگے اسانی ہوگی ہمیں۔"

رائم کی بات پر انھوں نے ہاں میں سر ہلاتے خان ولا چلنے کا کہا۔

"فاریہ بچے ہم گھر چلیں؟ مطلب آپ میرے گھر چلیں پھر جب آپ پوری طرح ٹھیک ہو جائیں گی تو ہم آپ کو آپ کے گھر بھیج دیں گے۔کیا پتہ جب تک آپ کے ممی پاپا کا بھی سراغ مل جائے اور یہ چھوٹی سی گڑیا گھر چلی جائے۔"

صائم خان کی بات پر اس نے کانپتے ہوئے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔درحقیقت وہ ڈر گئی تھی۔

"ارے رو مت لٹل گرل آپ کو وہاں اچھا لگے گا۔یہ انکل بہت اچھے ہیں میری بات مانو گی نہ۔چلیں شاباش آپ ریڈی ہوجاؤ ہم چلتے ہیں۔"

پیار سے کہتے فہیم نے صائم کی جانب بے بسی سے دیکھا کیونکہ وہ مسلسل انکار ہی کر رہی تھی۔وہ اچھا خاصہ اس صورتحال سے پریشان ہوچکے تھے۔

"اچھا چلیں ہم کچھ دیر میں پھر واپس یہیں آجائینگے آپ کو لیکر باہر گھوم کر آتے ہیں۔"
رائم نے ایک اور حل پیش کیا جس کو بھی وہ سرے سے نظر انداز کر گئی۔
"مجھے اپنے گھر جانا ہے۔لیکن ماما پاپا مجھے نہیں رکھے گے نہ اب۔"
ہلکی آواز میں منمناتے وہ اپنے آنسو صاف کر گئی۔اس کی آواز اس قدر ہلکی تھی کہ پاس کھڑے فہیم کے علاوہ کسی کو سنائی نہ دی۔وہ حیرت سے اسے دیکھے گیا لیکن فلحال کسی بھی قسم کی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا۔
ابھی ہم اپنے گھر لے چلتے ہیں کچھ بہتر حالت ہوتے ہی اس کی فیملی کا معلوم کر کے" "اسے اس کے گھر بھیج دینگے۔
صائم نے سنجیدگی سے کہا تو وہ ڈرتے ہوئے فہیم کے پیچھے چھپ گئی اور مسلسل نہ میں گردن ہلانے لگی۔فہیم نے ایک گہرا سانس بھرتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا۔
مجھے ایسا کیوں محسوس ہورہا ہے کہ یہ ہم سے زیادہ فہیم سے مانوس ہوچکی ہے اگر ایسا" ہے تو یم ایک کام کرتے ہیں کہ شاہ ولا ہی چلتے ہیں مجھے امید ہے کسی کو کوئی مسئلہ

نہیں ہوگا اس سے۔وہاں پہ تین تین بیٹیاں ہیں ماشاآاللہ اس کا بھی دل لگ جائے ''گا۔ایسا کرو آپ لوگ شاہ ولا کیلیے نکلو وہاں چل کر باقی تفصیل سے بات کرتے ہیں۔

اس کے ڈرنے کو مدنظر رکھتے صائم نے کچھ سوچتے شاہ ولا چلنے کا کہا اور خود باہر کی جانب چل دیئے۔

فاریہ بات سنو رونا بند کرو۔ وہ آپکو ہمارے گھر لیجانے کا کہہ رہے تھے اچھا نہیں جانا چلو ''چپ ہوجاؤ ڈول۔

فہیم نے پچکارتے ہوئے اسے منانا چاہا۔

اچھا آپ میرے گھر چلیں اگر آپ کو اچھا نہیں لگا تو میں واپس لے آؤں گا آپ کو ویسے ''بھی اب تو ہم فرینڈز ہیں اور فرینڈز کی بات تو مانتے ہیں ناں۔

اس نے آخری کی سی کوشش کی جس میں وہ شاید کامیاب بھی ہوگیا کیونکہ وہ جو کب سے نہ کی گردان کررہی تھی اب اس کی بات سمجھتے آنسو صاف کرتے اس کی جانب متوجہ تھی پھر ناجانے اسے کیا ہوا کہ وہ ہولے سے ہاں میں سر ہلاگئی اس کا مثبت جواب دیکھتے فہیم نے ایک تشکر بھرا سانس خارج کرتے نرس کو اشارہ کیا کہ اسے کوئی

چادر اچھی طرح اوڑھ دیں۔ نرس کو اپنی بات کی تکمیل کرتے دیکھ وہ ایک غلط نگاہ اس پہ ڈالتے ایک جانب کھڑا ہوگیا تاکہ اسے ساتھ لے جاسکے۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ وئیل چئیر پہ بیٹھی گاڑی کی جانب جارہی تھی جو فہیم اس سے باتیں کرنے سے دوران چلا رہا تھا۔ باہر اس قدر بھیڑ دیکھتے وہ پھر سے رونا شروع کرچکی تھی دل تیز تیز دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔

گاڑی میں اسے رائم کی مدد سے بٹھاتے ان سب نے گاڑی شاہ ولا کی جانب بڑھادی۔ فاریہ تین مردوں کو اپنے ساتھ دیکھتی دھک دھک کرتے دل کے ساتھ گاڑی کے دروازے سے چپک گئی۔ اس کی حالت کے پیشِ نظر فہیم اس سے خود ہی فاصلہ قائم کرگیا۔

شاہ ولا کے گیراج میں گاڑی رکتے ہی اس کا سانس تھم گیا اتنے بڑے گھر کو دیکھ کر۔ اسے دوبارہ وئیل چئیر پہ بٹھاتے ان سب کا رخ اب اندر کی جانب تھا۔

وہ لوگ جیسے ہی گھر کا داخلی دروازہ عبور کرتے اندر داخل ہوئے تو اذلان شاہ سنجیدگی سے لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھے عفان شاہ سے باتوں میں مصروف تھے۔ صائم خان نے بلند

آواز میں سلام کرتے انہیں اپنی آمد کا احساس دلایا۔ازلان شاہ خوشگوار حیرت سمیت اٹھتے ان کے بغل گیر ہوئے معاً ان کی نگاہ اس بچی کی سمت اٹھی جو سہمی ہوئی نگاہوں سے انہیں ہی تک رہی تھی۔اتنی دیر میں عزہ محرم بھی آکر ان سب سے مل رہی تھیں۔سب سے مل لینے کے بعد ان سب کی حیران نگاہیں اس بچی پہ جمی تھی۔ان سب کی نگاہوں سے خوف کھاتے وہ ایک بار پھر رونا شروع کرچکی تھی اور گھرے گھرے سانس بھرتی جیسے اپنے اعصاب پہ قابو پارہی تھی۔

"صائم یہ۔"

ازلان شاہ نے حیرت کی ذیادتی سے اس بچی کو دیکھا جس کی حالت اس قدر ابتر تھی۔عفان شاہ کو اس بچی میں کسی کی جھلک واضح دکھائی دی لیکن وہ اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گئے۔

ازلان ایک بہت ہی ضروری کام کی بدولت یہاں آیا ہوں۔دراصل یہ بچی ٹروما میں"
ہے۔۔"

اس کے آگے وہ تمام تفصیل سنجیدگی سے انہیں بتاتے چلے گئے۔اس دوران فاریہ نے فہیم کا ہاتھ نہیں چھوڑا۔جبکہ وہ سب اب ساکت بیٹھے ان کی بات پہ خاموش تھے ان کے پاس تو کوئی الفاظ ہی نہیں بچا تھا جیسے۔ان سب کی باتیں سنتی عزہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو ان کو اس بچی کا فہیم کا ہاتھ یوں تھامنا بہت کھٹکا تھا۔

''بھائی آپ پریشان مت ہو سب ٹھیک ہوجائے گا۔''

محرم نے صائم خان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اپنے نرم انداز میں کہنا ضروری سمجھا تو وہ مسکرا کر ہاں میں سر ہلاتے اپنی پرسوچ نگاہیں فاریہ پہ ٹکا گئے جو ابھی بھی چپ چپ بیٹھی تھی۔

شاہ ولا کے تمام لوگوں کر پوری صورت حال سے آگاہ کرنے کے بعد رائم اور صائم نے ان سب سے اجازت لیتے گھر کی راہ لی تھی جب کہ وہ سب وہیں بیٹھے اس متعلق ہی سوچ رہے تھے اور فاریہ بھی کافی حد تک نارمل تھی کہ اس کا دوست یہیں تھا وہ سب

فاریہ سے کچھ نا کچھ بات کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ ہنوز خاموش بیٹھی زمین کو گھور رہی تھی۔ جیسے اس سب میں بلکل بھی لگاؤ نہ ہو۔

"فہیم اس پیاری سی بچی کا نام تو بتاؤ ہمیں۔"

محرم نے مسکراتے ہوئے اس کا موڈ بہتر کرنے کی غرض سے سوال کیا۔

"لٹل گرل اپنا نام بتائے سب کو۔"

ان کی بات سنتے وہ مسکراتے ہوئے اس کی جانب مڑا اور سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا جس پر وہ ایک سہمی ہوئی نگاک سب پر ڈال کر بے ساختہ نفی میں سر ہلا گئی اس کے نفی کرنے پر فہیم نے ضبط کرتے ان سب کو دیکھا جو کافی دیر سے کوشش میں تھے کہ وہ کچھ بولے لیکن اس نے چپ سادھ لی تھی۔

"فاریہ نام ہے اس کا۔"

اس نے خود ہی محرم کی جانب دیکھ کر بولا۔

ارے اتنا پیارا نام ہے یہ تو میں سوچ رہا ہوں یہ نام ہمیں پہلے کیوں نہیں ذہن میں آیا"

"سوچ سوچ کر آدھی دنیا کے نام یاد آگئے تھے۔

عفان شاہ مسخرے پن سے منہ بسورتے ہوئے بونگا سا بولے تو عزہ نے کینہ توڑ نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا جبکہ باقی سب مسکراہٹ چھپا گئے۔

"تو ڈیڈ آپ سے کس نے کہا تھا اتنا سوچنے کو پوچھ ہی لیتے اتنی محنت نہ ہوتی۔"

ان کی بات پر فہیم مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

"چلو کوئی نہیں اب تو بتا دیا ناں اچھا بتاؤ کسی کو بھوک لگی ہے کیا یا کچھ کھانے کا دل کر رہا ہے۔"

عفان شاہ نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے فاریہ کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا جو انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہاں مجھے لگتا ہے اس پیاری سی بچی کو بہت ساری بھوک لگی ہے تو ہم کچھ منگواتے ہیں پھر چلو فہیم کچھ اچھا سا آرڈر کرو۔"

انہوں نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے حکم جاری کیا تو اس نے مشکوک نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا۔۔

"ڈیڈ اپ کو کھانا ہے تو سیدھا بولیں ناں۔"

فہیم نے مسکراہٹ دباتے کہا جس پر انہوں نے اسے گھورنا ضروری سمجھا۔

"مجھے نہیں کھانا ہر بات مزاق میں لے لیتے ہو۔"

عفان شاہ ناراض لہجے میں بولے تو وہ سر جھٹکتے ہنس دیا۔

"اچھا چلو تم آرڈر کرو تب تک آپ تھوڑا ریسٹ کر لو بیٹا۔"

انہوں نے فاریہ کی جانب دیکھتے براہ راست اسے مخاطب کیا تو وہ بے بسی سے ان کی جانب دیکھ کر دوبارہ فہیم کی جانب دیکھنے لگی۔

فاریہ کو ہم انابیہ کے روم میں شفٹ کرتے ہیں کوئی اس کے ساتھ رہے گا تو یہ بھی" "بہتر فیل کریگی اور دھیان بھی رہے گا کسی چیز کی پریشانی نہیں ہوگی۔

محرم نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سب ان کی بات سے مستفید ہوتے اثبات میں سر ہلا گئے۔

"آجاؤ عزہ ہم فاریہ کو روم میں چھوڑ آئیں تاکہ وہ کچھ دیر آرام کر لے۔"

محرم نے عزہ کو مخاطب کیا جو کب سے خاموش بیٹھی ان سب کی باتیں سن رہی تھی۔

ان کے مخاطب کرنے پر اٹھ کر فاریہ کی وہیل چیئر کی جانب بڑھی انہیں اپنے قریب آتے دیکھ فاریہ نے ڈر کر پیچھے ہونا چاہا۔

ریلیکس لٹل گرل یہ میری ماما ہیں اور وہ بڑی ماما ہیں یہ آپ کو روم میں لے جارہی ہیں"

"اور آپ ریسٹ کرو وہاں جاکر پھر ہم سب ساتھ کھانا کھائیں گے اوکے۔

فہیم نے اس کی حالت کے پیشِ نظر پچکارتے اسے کہا تو وہ اپنے آنسو صاف کر گئی شاید کچھ حد تک اب وہ فہیم پر بھروسہ کرنے لگی تھی تبھی اس کی بات آسانی سے مان جاتی تھی۔

اس کے خاموش ہونے پر فہیم نے مسکراتے ہوئے عزہ کے ماتھے کو چوما جو نہایت سنجیدگی سے انہی کو دیکھ رہی تھیں پھر یہی عمل محرم کے ساتھ کرتے اپنے کمرے کی جانب چل دیا جبکہ وہ ہنوز سنجیدگی سے اسے انابیہ کے کمرے میں آرام کی غرض سے لے جانے لگی۔ناجانے کیوں انہیں اپنے بیٹے کا فاریہ سے یوں نارمل ہونا بلکل پسند نہیں

آیا۔ہاں اس بچی سے عزہ کو بھی ہمدردی محسوس ہورہی تھی لیکن پھر بھی یہ سب ان کی سمجھ سے باہر تھا۔

رات کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے کی غرض سے چلے گئے تھے۔ جب آیت نے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے بیٹھت صائم خان کو مخاطب کیا۔

"خان میں سوچ رہی تھی اب ہمیں رائم کی شادی کا بھی سوچنا چاہیئے گھر میں بہو آئے گی تو رونق بھی ہوجائے گی۔"

وہ بیڈ شیٹ کو درست کرتے ہوئے کچھ یاد آنے پہ انہیں مخاطب کر بیٹھی جو شاید کسی گہری سوچ میں غلطاں تھے۔چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئے جو سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔

"ہمم۔۔ سوچ لیں گے اتنی کیا جلدی ہے۔"

صائم خان نے ان کی بات کو سرے سے ہی مذاق میں اڑایا۔وہ جانتے تھے کہ فلحال وہ شادی کیلیے کسی طور پہ رضامند نہیں ہوگا۔

میں سیریس ہو خان آپ کو مذاق سوجھ رہا ہے مجھے نہیں پتہ اب رائم کی شادی کر" "دینی چاہئے اور مجھے تو اس کے لئے لڑکی بھی پسند ہے بس بات کرنی ہے ایک بار۔

آیت تو جیسے تمام تر تیاریاں کر کے بیٹھیں تھیں۔ تبھی پرجوش انداز میں اس ان کے قریب آتے جگہ سنبھال گئی ان کی بات پر صائم نے حیرت سے دیکھا۔

"ایسے مت دیکھیں آپ چلیں ناں ہم رائم سے بات کرتے ہیں۔"

صائم خان کے دیکھنے پر وہ جلدی سے بولیں۔ان کی جلدبازی پہ صائم نے تاسف سے اس کی سمت دیکھا۔

آیت بیبی یہ شادی کی بات ہورہی ہے اکیڈمی میں ایڈمیشن کی نہیں کہ ابھی بات کی اور" "اگلے دن چلے گئے۔ عجیب پاگلوں والے کام۔

صائم نے سنجیدگی سے انہیں باور کرانا ضروری سمجھا کہ آیت تو جیسے بہت آسان کام سمجھ بیٹھیں تھیں۔

"مجھے پتہ ہے خان آپ پوری بات تو سن لیں پہلے۔"

لہجے میں ناراضگی سموکر وہ بولیں تو صائم خان نے تاسف سے سر ہلایا کہ ان کا کچھ نہیں ہوسکتا۔

"کہیں اپنی پوری بات سن رہا ہوں میں۔"

ایک نظر ان کے ناراض چہرے کو دیکھتے وہ متانت سے بولے۔

میں چاہتی ہوں کہ اب رائم بھی شادی کر لے ویسے بھی لیزے کے جانے کے بعد" کافی سنسان ہوگیا ہے گھر اب رائم کی شادی ہوگی تو گھر میں رونق آئے گی اور اس کے "لئے میں نے امائزہ کو سوچا ہوا ہے تو ایک بار بات کرتے ہیں ناں رائم سے۔

انہوں نے ایک ہی جست میں اپنی ساری بات کہہ دی تو صائم خان انہیں دیکھ کر رہ گئے جو ٹرین سے بھی تیز رفتار کے ساتھ چل رہی تھی۔

اور تمھیں لگتا ہے تمھارا بیٹا مان جائیگا جیسے۔ امائزہ بہت اچھی ہے پر اپنے بیٹے کے" "بارے میں کیا خیال ہے اس نے منع کردیا تو۔

صائم نے نیم رضامند ہوتے کہا۔انہیں وٹا سٹا کھٹک رکا تھا۔

نہیں کریگا وہ منع میرا بیٹا ہے آپ چلیں ہم ابھی ہی بات کرینگے رائم سے اٹھیں"

"اب۔

فخریہ لہجے میں کہتے وہ انہیں اٹھنے کا کہتیں خود بھی رائم کے کمرے کی جانب چل دیں۔

"کچھ نہیں ہوسکتا تمہارا آیت بی بی۔"

ان کی جلد بازی پر تاسف سے سر جھٹکتے وہ بھی رائم کے کمرے کی جانب چل دیئے۔

دروازہ ناک کرتے وہ دونوں جوں ہی اندر کی جانب بڑھے تو رائم انہیں یوں اچانک اپنے کمرے میں دیکھتے کچھ حیران ہوا۔

"خیریت آپ لوگ اس ٹائم یہاں۔"

رائم نے آئبرو اچکاتے استسفار کیا۔

"نہیں بیٹا ہمارے ڈوپلیکیٹ ہیں یہاں۔"

صائم نے اس کی بے تکی بات پہ نہایت سنجیدگی سے کہنا ضروری سمجھا جس پر رائم اور آیت نے سرعت سے مسکراہٹ چھپائی۔

"چلیں پھر ڈوپلیکیٹ ڈیڈ آپ سے پھر بات ہوگی میں اپنی مام کو تھوڑا ٹائم دے دوں۔"

رائم نے شوخ لہجہ اپناتے ہوئے کہا اور آیت کو حصار میں لیتے صوفے پر براجمان ہوگیا
جب کہ صائم دونوں ماں بیٹے کو دیکھتے دانت پیستے رہ گئے۔
"بعد میں ٹائم گزارنا دونوں ابھی بات سن لو ہماری آیت بول بھی لو اب۔"
صائم نے زچ ہوتے ہوئے کہا تو وہ لوگ سر جھٹکتے مسکرا دیئے۔
"چلیں جلدی بولیں پھر میں نے مام سے باتیں کرنی ہیں۔"
وہ کچھ سنجیدہ ہوتے بولا تو آیت نے صائم خان کی جانب دیکھا جو انہیں بات شروع کرنے
کا اشارہ کر رہے تھے۔
"رائم ہم لوگ تمہاری شادی کرنا چاہتے ہیں۔"
آیت نے جلدی سے کہہ کر اسے دیکھا جو ان کی بات پہ کچھ حیران ہوا تھا۔کہ انہیں بیٹھے
بیٹھے کیا سوجھ گیا۔
کیا مطب مام مجھے ابھی کوئی جلدی نہیں ہے شادی کی بھئی کچھ عرصہ سکون سے گزار"
"لوں پہلے۔
سنجیدگی سے کہتے وہ آخر میں شرارت پر امادہ ہوا۔

رائم میں بالکل سنجیدہ ہوں اب تحمل سے بات سنو میری ہم لوگ اب تمھاری شادی" کرنا چاہتے ہیں بھئی گھر میں کوئی رونق ہو اور میں بس تمھیں بتانا چاہتی تھی لڑکی بھی میں "نے پسند کر لی ہے اب تم تیار ہوجاؤ شادی کے لئے۔

آیت نے کچھ غصے سے گھورتے جلدی میں جو سمجھ آیا کہہ ڈالا۔رائم نے دانت پیستے ہوئے ان کی جانب دیکھا جنھوں نے کچھ بتایا ہی نہیں اور لڑکی بھی پسند کرلی جیسے اس کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔

ان کی بات پر وہ تن فن کرتا اٹھ کر جانے ہی لگا تھا معاً صائم خان کی آواز پہ اکتا کر رکا۔

"اب کہاں جارہے ہو تم۔"

اسے اٹھتے دیکھ کر صائم خان نے خشمگین نگاہوں سے اسے گھورا۔

ابھی تو مام نے کہا تیار ہوجاؤ میں ٹھہرا فرمانبردار بچہ اب تیار ہو آؤں پھر بات کرتے" "ہیں۔

اس کی بات پر صائم اسے دیکھتے رہ گئے جو اس قدر سیریس بات کو بھی مزاق میں اڑا رہا تھا۔

"میں نے کیسے سوچ لیا کہ آیت بی بی کا بیٹا کوئی بات سنجیدگی سے لے گا۔"
انھوں نے دانت کچکچاتے ہوئے ایک کینہ توڑ نگاہ آیت پہ ڈالی جو ان کی بات پہ خجل سی ہوگئی۔

"اچھا مام سیریسلی ابھی میرا ارادہ نہیں ہے شادی کا جب ہوگا ضرور بتاؤنگا آپ کو۔"
رائم اب کہ سنجیدگی سے ان سے مخاطب ہوا جبکہ شادی والی بات پر امائزہ کا چہرہ نگاہوں کے سامنے گھوما تھا۔

"رائم تم سمجھ نہیں رہے میں تمھاری شادی امائزہ سے کرنا چاہتی ہوں اور پھر اچھے رشتے بار بار نہیں ملتے تم ہاں کرو تو ہم لوگ بات کریں اذلان بھائی سے۔"
آیت نے اسے سنجیدہ دیکھتے کہا جبکہ انکی امائزہ والی بات پر اس نے بہت مشکل سے خود پر ضبط کیا تھا۔اسے تو جیسے سکتا ہوگیا تھا لیکن وہ انہیں یہ نہیں بتاسکتا تھا کہ وہ کبھی بھی اس سے شادی کیلیے رضامند نہیں ہوگی۔

"مام میں نہیں کرنا چاہتا شادی آپ سمجھ کیوں نہیں رہیں۔"

"رائم تم کسی کو پسند کرتے ہو کیا تمھاری لائف میں کوئی ہے جس کی وجہ سے تم مسلسل ایک ہی تکرار کر رہے ہو۔"

صائم خان کے اچانک پوچھنے پر اس نے بے ساختہ ہاں میں سر ہلایا ایسا ارادہ تو نہیں تھا پر امائزہ سے ہوئی پچھلی ملاقات دماغ میں گھومی تو بلا ارادہ ہی وہ ہاں کہہ بیٹھا۔وہ اپنی مزید تزلیل کیسے برداشت کرسکتا تھا اور فلحال اس بات کو بھی یہی دبانا تھا۔

"تو یہ بات پہلے ہی کہہ دیتے آپ کب سے انکار کرے جارہے تھے چلو اس بارے میں پھر بات کرینگے اپ سے ابھی ریسٹ کرو۔"

صائم نے اس کے چہرے کو دیکھتے کہا جو ضبط سے سرخ پڑرہا تھا اور کچھ سوچتے آیت کو اٹھنے کا اشارہ کیا جو اس کی بات پر بے یقینی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔صائم خان نے ان کا ہاتھ تھاما اور

آیت کو لیتے وہ اپنے روم کی جانب چل دیئے رائم کا کہنا کہ وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے ان سب کے لئے ہی ناقابل قبول تھا اور اس وقت خاموش رہنا ہی بہتر تھا۔ان کے جاتے ہی رائم غصے سے اپنے سر کے بال پکڑے وہیں بیٹھ گیا کہ کیا ضرورت تھی وہ کہنے کی

اس کی ماں کو کتنا دکھ ہوا ہوگا کتنی امید سے وہ بات کررہی تھیں جیسے یقین ہو کہ رائم کبھی منع نہیں کریگا۔ پر جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا تھا اب لگلے دن کا انتظار تھا اسے کہ وہ آیت کو منا سکے۔

ادیان آفس میں بیٹھا ایک ضروری میٹنگ کے اہم پہلو مسٹر صدیقی کے ساتھ شئیر کررہا تھا۔اس وقت کیبن میں صرف وہ دونوں ہی موجود تھے معاً اپنے موبائل پہ آنے والی کال پہ وہ ان سے معذرت کرتا فون کی سمت متوجہ ہوا جہاں محسن نام جگمگارہا تھا وہ بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے فون کان سے لگاگیا۔اور وہاں سے اٹھتے کیبن سے باہر نکل گیا کیونکہ وہ کسی کے سامنے بھی اس چیز کا ذکر نہیں کرسکتا تھا۔

"ہاں محسن بولو کیا پتہ لگا ہے۔"

اس نے اپنی جیب کی پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے سپاٹ انداز میں استسفار کیا تو مقابل نے گلہ کھنکھارتے گویا بات کی تمہید باندھی۔

"ادیان تمہارے کہنے پہ میں نے گھر میں لگے ہر کیمرے کی ایک ایک لمحے کی فوٹیج چیک کی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ وہ تین نقاب پوش تھے اور وہ جب نوازدین سورہا تھا تبھی گھر میں داخل ہوئے تھے لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے ایک لمحے کیلیے بیک یارڈ کی تمام لائٹس ایک لمحے کیلیے بجھ گئی تھی اور اس کے بعد جیسے ہی لائٹ دوبارہ جلی اس کے بعد سکریں مکمل طور پہ بلینک دکھائی دے رہی تھی۔"

"تمہاری باتیں کسی حد تک بلکل درست ہے کیونکہ جو فوٹیج میں نے دیکھی ہیں ان میں بھی یہی مسائل درپیش ہیں۔ ٹھٹکنے والی بات یہ ہے کہ اس کا اٹیک میرا روم ہی تھا۔اس کا مطلب ہوا جو بھی ہے وہ اس کی رقابت میرے ساتھ ہے۔"

اس نے سرد لہجے میں بولتے آخر میں نا سمجھی سے سوال کیا تو محسن نے فقط ہنکارہ بھرنے پہ اکتفا کیا کیونکہ اب وہ جو اسے بتانے جارہا تھا وہ اس کے اعصابوں پہ کافی ناگوار گزرتا۔

"ادیان ون مور تھنگ اب جو میں بتانے جارہا ہوں وہ ذرا تحمل سے سننا۔از لیزے از یور وائف۔"

اس کی سوالیہ آواز اس کی سماعتوں پہ جوں ہی گونجی اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"اس کا یہاں کیا ذکر۔"

وہ سرعت سے اپنا چہرہ سپاٹ کرتے تند لہجے میں گویا ہوا۔ محسن کو اس سے اسی طرح کے جواب کی توقع تھی کیونکہ یہ بات کالج لائف سے ہی اسے ازبر تھی کہ وہ اپنے ذاتی معاملات کسی کے ساتھ شئیر کرنا پسند نہیں کرتا۔

ادیان یہی تو بات ہے یہاں سارا معاملہ ہی لیزے کا ہے۔وہ انیکسی کے پاس کی فوٹیج" زوم کرنے پہ جو ایک واحد لفظ یا سراغ بھی کہہ سکتے ہو میں نے سنا ہے وہ لیزے نام تھا وہ شخص لیزے صائم خان پورا نام لے رہا تھا۔آئی ڈونٹ نو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے لیکن یہ بات مجھے تم تک پہنچانی تھی۔ابھی فلحال میں مزید تحقیقات کررہا ہوں تم پریشان مت "ہو اوکے۔میں سینئیر آفیسر سے ملاقات کیلیے جارہا ہوں۔

اس نے ادیان کو تسلی دیتے الوداعی کلمات ادا کرتے کال کاٹ دی۔جبکہ ادیان کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اسے اپنی حسیات مختل ہوتی محسوس

ہوتی۔ پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتے اس نے سرعت سے موبائل نکالتے لیزے کو کال ملانی چاہی لیکن دوسری جانب سے کوئی فون ہی نہیں اٹھارہا تھا۔ اس نے تفکر سے اپنی چوڑی کلائی پہ بندھی گھڑی کی سمت دیکھا جو دوپہر کے دو بجارہی تھی۔

"اس وقت تو یونی ہی ہونگی وہ سب۔ ڈیم اٹ فون کیوں نہیں اٹھارہی ہیں یہ تینوں۔" وہ دیوار پہ مکہ مارتے دھیمی آواز میں غرایا۔ یہ سوچ ہی اس کی جان نکالنے کو کافی تھی کہ وہ لوگ لیزے کے پیچھے ہیں۔ اس نے ایک بار پھر امائزہ کو کال ملائی جو دوسری بیل میں ہی اٹھالی گئی۔

اسکے استسفار پہ امائزہ نے ڈرتے ڈرتے جو جواب دیا وہ ادیان کو آگ ہی لگا گیا۔ وہ تینوں کسی کو بنا بتائے مال میں گھوم رہی تھی وہ بھی فہیم کے ساتھ۔

ادیان نے اپنی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھا جو دوپہر کے دو بجارہی تھی۔ وہ افراتفری میں کیبن کے اندر داخل ہوا۔

"مسٹر صدیقی ایک ضروری اور بہت ہی اہم کام آگیا ہے۔ فلحال مجھے جانا ہوگا اینڈ ڈانٹ وری آپ کو پراجیکٹ کی فائل کل مل جائے گی۔"

وہ ان کو اطلاع دیتا برق رفتاری سے باہر نکلا۔اس نے سرعت سے بریف کیس میں سے گاڑی کا سپیئر ریموٹ نکالا اور خود ہی گاڑی نکال کر تیز رفتاری کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے شہر کے مشہور مال کی سمت روانہ ہوا۔

اس کی گاڑی جوں ہی اس کے رقبے میں داخل ہوئی وہ گاڑی کو لاک لگاتا بھاگنے والے انداز میں اندر کی سمت بڑھا۔اتنے بڑے مال میں ان سب کو ڈھونڈنا آسان نہیں تھا۔وہ ماتھے پہ بل ڈالے اندر ہی چلتا جارہا تھا اس نے جیب سے موبائل نکالتے امائزہ کو ایک بار کال ملانی چاہی تاکہ اس کی لوکیشن معلوم کرسکے اس سے پہلے ہی اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی۔وہاں ایک مشہور جیولری شاپ تھی جہاں ڈسپلے پہ انتہائی خوبصورت رنگز کی اچھی خاصی کلیکشن تھی اس کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا۔

اس سے پہلے کہ وہ دکان کے اندر داخل ہوتا اس کی سماعتوں میں ایک کھلکھلاتی آواز ٹکرائی۔وہ دل و جان سے اس آواز کو محسوس کرنے لگا ایک پھوار سی تھی جو اس کے سینے پہ برسی تھی اس نے جھٹکے سے گردن گھما کر اپنے عقب میں دیکھا تو وہ امائزہ کو ڈریس سیلیکٹ کرواتے ساتھ کسی بات پہ مستقل ہنس رہی تھی۔گرے اور گلابی امتزاج

کا گھٹنوں تک آتا فراک پہنے ،چہرے پہ ڈھیلا سا حجاب کا ہالہ بنائے وہ بڑے انہماک سے ڈسپلے پہ موجود بلیک کلر کا فراک دیکھ تھی۔ معاً فہیم کو ایک جانب کال میں مصروف دیکھ اس کے وجود میں چنگاریاں سی بھرنے لگی وہ طیش کے عالم میں بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچا اور جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔ لیزے اسے اپنے سامنے موجود دیکھ اپنی ہنسی کو بریک لگا گئی۔ جبکہ اس کی اچانک یہاں موجودگی پہ ان تینوں کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔

"یہاں دماغ ہے یا نہیں۔"

اس نے لیزے کی کنپٹی کے انگلی نجاتے درشت لہجے میں استسفار کیا تو لیزے کو پبلک پلیس پہ اس طرح بات کرنے کی بلکل توقع نہیں تھی اس نے حیرت سے اردگرد کا جائزہ لیا تو کچھ کچھ لوگ انہی کی سمت متوجہ تھے۔

"ادیان ہم۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنے دفاع میں کچھ بولتی ادیان نے ترشی سے اس کی بات کاٹ دی۔

یہ فون کس لیے رکھا ہوا ہے پاس۔ بارہا بار کال کی کہ اب اٹھاؤں گی لیکن نہیں محترمہ تو"
"شاپنگ سے فرصت ملے تو پھر نہ۔
وہ سرد انداز میں اس کی جانب دیکھتے بولا تو لیزے کی آنکھوں میں آنسو جھلملائے جسے وہ اپنا حلق تر کرتے اندر کرگئی۔
"بھائی آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں لیزے کو میں زبردستی لے کر۔"
اس سے پہلے کہ امائزہ لیزے کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ ادیان کو کچھ بولتی ادیان نے سختی سے اسے وارن کرتے لیزے کا ہاتھ سختی سے تھاما اور اسے کھینچتے ہوئے باہر کی سمت چل دیا۔
"کیا ہوا ایسے کیوں کھڑے ہو۔ لیزے کہاں ہے۔"
فہیم نے موبائل کان سے ہٹاتے پریشانی سے اردگرد نگاہ دوڑائی تو امائزہ کی آنکھوں میں نمی سی جاگی کیونکہ وہ ہی زبردستی لیزے کو اپنے ساتھ لے کر آئی تھی لیزے نے تو ادیان کے خوف سے ہی انکار کردیا تھا مگر امائزہ کی بے جا بار کہنے کا نتیجہ تھا کہ وہ اکتا کر اس کے ساتھ آنے پہ رضامند ہوئی تھی۔

وہ تینوں بھی پریشانی سے باہر کی سمت بڑھے معاً ان کی نگاہ گاڑی میں بیٹھی لیزے کی جانب اٹھی جو ان سب کو اپنی جانب آتا دیکھ آنسو صاف کررہی تھی۔وہ تینوں مضطرب انداز میں گاڑی کا دروازہ کھولتے اندر بیٹھے اور ادیان کے متعلق استسفار کیا تو وہ جواباً نا سمجھی سے کندھے اچکاتے مشکل مسکرادی۔آج پھر ادیان نے اس کے ساتھ ویسا ہی رویہ اختیار رکھا تھا۔اس دل پہ وہ اب اس قدر زخم کھاچکی تھی کہ مزید سہنے کی سکت ہی نہیں تھی۔

"کیوں بار بار آپ میرے دل کو نشانہ بناتے ہیں ادیان۔آپ لیزے کو ختم کررہے ہیں۔ محبت کرنے کی اتنی بری سزا مت دے جس کا نتیجہ میری موت کی صورت میں نکلے۔"

وہ دل ہی دل میں آہوں سسکیوں سمیت اس ستمگر سے شکوہ کرنے میں محو تھی جسے شاید اس کے ہونے نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

اس قدر بھیڑ میں تذلیل کردیا مجھے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ جسے آپ ذلیل کرر ہے ہیں"

"وہ آپ ہی کی عزت ہے۔

وہ آنسو پیتی گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگاتے آنکھیں موندگئی۔ادیان نے لیزے کو گاڑی میں بٹھاتے ہی ان تینوں کو اس کی سمت آتا دیکھ خود ایک بار پھر جیولری شاپ کا رخ کیا۔

"جی سر میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں۔"

ایک سوٹڈ بوٹڈ سیلزمین سرعت سے اس کی شاندار اور سحرانگیز شخصیت دیکھ اس کی سمت آیا اور ایک نگاہ اس کے سپاٹ چہرے پہ ڈالی۔

"مجھے ڈسپلے پہ جتنی بھی رنگز موجود ہیں وہ تمام دکھائیں یو ہیو اونلی فائیو منٹس۔"

ادیان نے اسے آرڈر دیا تو اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی کیونکہ وہ انتہائی بیشِ قیمیت رنگز تھی۔اسے اور کیا چاہیے تھا اس نے فوراً سے پہلے رنگز کی لائن لگوادی۔

"سر آپ سائز بتادیں پلیز۔"

سیلز مین نے سوال کیا تو اس کی بات پہ ادیان نے تصور میں ہی اس کی نازک سی انگلیوں کو ماپنا چاہا معاً ایک رنگ پہ نگاہ پڑتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔

"آپ وہ سائز نکلوادیں۔"

اس نے سنجیدگی سے ایک رنگ کی جانب اشارہ کیا تو سیلز مین اثبات میں سر ہلاگیا لیکن رنگ پہ نظر پڑتے ہی اس نے نا سمجھی سے ادیان کی سمت دیکھا کیونکہ اس رنگ کا سائز چھوٹا تھا۔

"سر یہ تو کسی ٹین ایج لڑکی کا سائز۔"

کیونکہ وہ انتہائی دیدہ زیب اور مہنگی ترین انگوٹھی تھی جس کی قیمت لاکھوں میں تھی اور اس انسان کو جیسے سائز سے کوئی فرق نہیں پڑرہا تھا۔

میں نے آپ سے پوچھا کہ کس کا ہے یا کس کا نہیں۔آپ بس یہ سائز فائنل کریں اور" "بل لائیں۔

اس نے سرد انداز میں اسے باور کرایا۔ وہ سیلز مین ادیان کے تیور دیکھتے جلدی جلدی میں رنگ وہاں سے نکال کر ایک نہایت ہی نفیس سی سرخ رنگ کی ڈبیا میں ڈالتے لاکر اس کی سمت بڑھائی۔ ساتھ ہی بل بھی اس کی جانب بڑھایا۔

ادیان نے بل پہ نگاہ دوڑاتے اپنا کریڈٹ کارڈ اس کی سمت بڑھایا اور مطلوبہ رقم ادا کرتے اپنی مخصوص پروقار چال چلتا باہر گاڑی کی سمت چل دیا جہاں باقی سب اس کا انتظار کررہے تھے۔

وہ سنجیدگی سے آتے اپنی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔ گاڑی تیز رفتاری سے چلتی اپنی منزل کی جانب جارہی تھی۔ گاڑی میں موجود سب افراد خاموشی سے سفر کاٹ رہے تھے ایک سناٹا سا چھایا ہوا تھا۔

گھر کے گیراج میں گاڑی رکتے ہی سب جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ لیزے نے بھی اسے دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ ادیان پرسوچ نگاہوں سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ گاڑی لاک کرتے وہ اپنا بریف کیس اور باقی چیزیں لیتے اندر کی سمت بڑھ گیا۔

"ارے اتنی جلدی لیزے آپکی آنکھوں کو کیا ہوا۔"

محرم جو ان کے اتنی جلدی آ جانے پہ حیرت کا اظہار کررہی تھی اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی تبھی تفکر بھرے لہجے گویا ہوئی۔

"پھپھو وہ شاید کچھ چلا گیا تھا راستے میں۔"

وہ مشکل مسکراتے ہوئے انہیں بہلانے والے انداز میں بولی تو امائزہ نے خشمگین نگاہوں سے اسے گھورا البتہ اس کی آواز اندر آتے ادیان کی سماعتوں سے مخفی نہیں رہی۔

"بڑی ماما یہ کون ہے۔"

انابی کی حیرت میں ڈوبی آواز پہ وہ سب اپنا معاملہ سوچتے اس سمت متوجہ ہوئے جہاں فاریہ ایک کونے میں بیٹھی تھر تھر کانپ رہی تھی جیسے اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں گھبرا گئی ہو۔

"یہ آج سے ہمارے گھر کا ایک اور فرد جب تک ان کے گھر کا کچھ پتہ نہیں لگ جاتا۔"

جواب محرم کی بجائے فہیم کی جانب سے آیا تو ادیان کے ماتھے پہ شکنیں نمودار ہوئی جبکہ باقی تینوں حیرت اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جس کا چہرہ اس

قدر زخموں سے چور تھا۔ معاً انہیں اس بچی سے ہمدردی سی ہوئی تو مازہ اور انابی تو اس کے پاس ہی جگہ سنبھال گئی البتہ لیزے اس سے مل کر اپنے کمرے کی سمت بڑھ چکی تھی کیونکہ ابھی اپنے دل کا غبار نکالنا بھی باقی تھا۔ اس کے منظر سے ہٹتے ہی ادیان نے فہیم کو باہر لان میں آنے کا اشارہ کیا تاکہ مکمل بات جان سکے۔ وہ کسی کو بھی بغیر تحقیق کیے گھر میں کسی صورت نہیں رکھ سکتا تھا۔

لیزے کمرے میں آتے ساتھ ہی اپنا بیگ صوفے پہ پھینکتی اوندھے منہ بیڈ پہ گری تھی اور زاروقطار رونے لگی۔ اس سے یہ سب برداشت کرنا بہت مشکل ہورہا تھا اس قدر ناقدری وہ بھی اتنے لوگوں کی موجودگی میں۔ کیا اس کی کوئی سیلف ریسپیکٹ نہیں تھی۔ وہ بیڈ پہ گری گلاس ڈور کے پار دھندلی نگاہیں ٹکائے اپنی سوچوں میں غلطاں تھی اس سے پہلے کہ وہ سوچوں کے یلغار میں بہتی چلی جاتی دروازہ بند ہونے کی آواز پہ اس کی تمام حسیات ایکدم چوکنا ہوئی وہ سرعت سے اپنا رخ پھیرتے آنسو صاف کرگئی وہ کیوں اس پتھر دل انسان کے آگے کمزور پڑے۔ ادیان جو ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا اسے روتا دیکھ بے بسی سے اپنا ماتھا سہلا گیا۔

وہ بس اسے اچانک یوں مال میں دیکھ کر پریشانی میں اس قدر بول گیا تھا۔کل رات کا واقعہ اس پہ محسن کی باتیں زور و شور سے اس کی سماعتوں میں ہتھوڑے کی طرح بج رہی تھی۔ایک عجیب سا ڈر کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا دل میں۔

"لیزے۔"

وہ دھیمی چال چلتا اس کے نزدیک آیا لیکن وہ ان سنی کرتے وہی پڑی رہی۔اس نے مشکل اپنے اکھڑ انداز پہ قابو پایا اور گہرا سانس بھرتے اس ضدی لڑکی کی سمت دیکھا۔

لیزے دیکھو تمہاری غلطی تھی۔کل رات گھر میں جو بھی ہوا تمہیں ایک بار انفارم کرنا" چاہیے تھا گارڈز کا ارینج میں کر چکا ہوں بس دو دنوں میں آپ تینوں کے ساتھ ہونگے مجھے "بس ڈر۔

کیا ڈر کوئی ڈر نہیں ہے آپ کو آپ کو بس خوشی ہوتی ہے مجھے بول کر میری تذلیل" کر کے۔میں کچھ کرو تو میری غلطی میں کچھ نہ بھی کرو پھر بھی آپ کو میں ہی کیوں غلط دکھائی دیتی ہوں۔میں کہی باہر جاؤ تو میری غلطی،کوئی مجھ سے ہنس کر بات کر لے تو میری غلطی،آپ مجھے نظرانداز کریں تو وہ ٹھیک لیکن میں کہی مصروف ہوکر آپ کو نظرانداز

کروں تو میری غلطی،آپ سے محبت کر بیٹھی تو میری غلطی،اب اگر آپ کی بدولت مر بھی گئی نہ تو میرے جنازے پہ بیٹھ پر کہیے گا کہ اسی کی غلطی تھی کیونکہ غلط تو میں ہی ہونہ۔"

ضبط کا شیرازہ آج بکھرا تھا وہ جو کتنے دنوں سے اس قدر غبار اپنے سینے میں جمع کیے بیٹھی تھی اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی چیخ اُٹھی اور بیڈ کراؤن سے پشت لگائے ہچکیوں سے رودی۔ادیان نے اس کی پہلی باتوں پہ تو تاسف سے اس کی سمت دیکھا لیکن آخری بات پہ اس کا غصہ آسمان کو چھونے لگا یہ لڑکی ہر بات میں موت کو کیوں درمیان میں لے آتی تھی کیا اس کیلیے مرنا اس قدر آسان تھا۔

"کیا مرنا مرنا ہاں۔ہر بات میں یہ موت کا ہی ذکر کیوں آتا ہے۔میں نے تمہیں پہلے بھی تنبیہ کی تھی سختی سے کہ آئندہ میں تمہارے منہ سے یہ بات کبھی نہ سنو۔سمجھ کیوں نہیں آتی۔"

وہ درشتگی سے اس کے بازو کو جھٹکا دیتے اپنے مقابل کرگیا اور شرربار نگاہوں سے اسے دیکھ دھاڑ اٹھا اس کی دھاڑ پہ لیزے نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے اس سے

فاصلہ قائم کرنا چاہا۔ لیکن اپنی گرفت مضبوط کرگیا۔ یہ لڑکی فلحال اس کے جذبات سمجھنے سے قاصر تھی۔اس نے گہری نگاہوں سے لیزے کا چہرہ تکتے اس کا نرم و نازک ہاتھ تھاما اور اپنی جیب سی وہ انگوٹھی نکالی۔

"یہ میری طرف سے تمہارے لیے چھوٹا سا گفٹ۔منہ دکھائی کا ہی سمجھ لو۔"

اس نے ایک خوبصورت سا بوکس لیزے کی سمت بڑھایا۔لیزے نے حیرت سے اس کی سمت دیکھا۔

مجھے نہیں چاہیے۔جس سے محبت ہو نہ آپ کو اسے ہی دیجیے گا۔میں تو فقط آپکی نفرت" "کی حقدار ہوں۔

اس نے مشکل اپنے اشتعال کو دباتے ڈرتے ڈرتے اس بوکس کو لینے سے انکار کردیا۔دل کی دھڑکن ساکت ہوئی کیونکہ اس کی شدت پسندی سے بھی وہ بخوبی واقف تھی۔

"نو مور ایکسکیوز جسٹ ہولڈ اٹ۔"

اس نے سرد لہجے میں بولتے جیسے اسے جتایا۔لیزے نے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا۔

نہیں لینا تو نہیں لینا کوئی ذبردستی ہے کیا۔"
وہ کپکپاہٹ پہ قابو پاتی دوٹوک لہجے میں بولی۔
ادیان نے گہری نگاہوں سے تپانے کی لاکھ کوشش کرتی ہوئی اپنے سامنے کھڑی اپنی بیوی کو دیکھا اور ایک جھٹکے سے اس کی انگلی تھامتے باکس کھول کر اس میں سے رنگ نکالی۔ لیزے ہونقوں کی طرح اس کی حرکات کا ملاحظہ کررہی تھی۔اس نے اطمینان سے رنگ اس کی تیسری انگلی میں گھسائی لیکن وہ اسے لوز محسوس ہوئی تھی۔
وہ آدمی کہ رہا تھا کہ ٹین ایج لڑکی کی رنگ ہے لیکن اسے کیا پتہ ہوا میری بیوی تو ابھی"
"شاید بے بی کے مراحل ہی طے کررہی ہے۔
وہ زچ کرنے والی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے اسے تنگ کرنے کی خاطر بولا تو اس کے چہرے کا رنگ سرعت سے سرخ پڑا۔
اس سے پہلے کہ وہ طیش کے عالم میں کھینچ کر انگوٹھی اپنی انگلی سے اتارتی ادیان نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا۔

"یہ رنگ کسی بھی حالت میں تمہارے ہاتھ سے اترنی نہیں چاہیے مسز ادیان شاہ۔ورنہ انجام بہت خطرناک ہوسکتا ہے۔"

اس نے سکون سے کہتے اس کا ہاتھ اپنے گرفت سے آذاد کیا۔آنکھوں میں سردپن چھایا ہوا تھا کسی بھی قسم کی نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔اس کے تیور دیکھ لیزے کا سر بے اختیاری کے عالم میں اثبات میں ہلا۔ادیان کی آنکھیں اپنے مخصوص انداز میں چمک اٹھی۔

"گڈ گرل۔"

ادیان اس کا گال تھپتھپاتے خود فریش ہونے کی غرض سے واشروم کی سمت بڑھ گیا۔لیزے نے کھوئے کھوئے انداز میں اپنی انگلی میں جگمگاتی انگوٹھی کو دیکھا جو دیکھنے میں ہی کافی قیمتی دکھ رہی تھی۔

اگلے دن وہ تینوں ایک ہی کمرے میں بیٹھی رازو نیاز میں مصروف تھی۔آج یونی میں کنسرٹ تھا تو وہ تینوں اسی کی تیاریوں میں پوری طرح مشغول تھیں۔لیزے تو ان دونوں کی نسبت بیزاری سے وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔اسے اس سب میں بلکل بھی دلچسپی نہیں تھی۔

"لیزے دیکھو کونسا ڈریس پہنو گی۔"

امائزہ نے اس کے سامنے کل کے لائے گئے ڈریس رکھے تو اس نے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی سمت دیکھا آج وہ اسی کی بدولت تو یونی جانے پہ مجبور ہوئی تھی۔کاش وہ کل ادیان کی بات مان لیتی اسے یہی بات ہولائے جارہی تھی۔ناجانے کیوں دل کی کیفیت بہت عجیب تھی ایک عجیب سا ڈر خوف اس کے ذہن پہ سوار تھا۔

مازہ تم دونوں جاؤ نہ۔مجھے چھوڑدو سب کو یہی کہہ دیں کہ میری طبیعت نہیں" ٹھیک۔ناجانے کیوں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔یا ایسا کرتے ہیں ہم سب ہی نہیں "جاتے۔گھر میں سکون سے سوجاتے ہیں۔

اس نے ایکدم ان دونوں کی جانب دیکھتے سونے کا لالچ دے ڈالا تاکہ وہ کسی طرح مان جائیں لیکن مازہ ناک منہ چڑھاتی اس کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑا گئی۔اور ایک نگاہ گھڑی کی جانب ڈالی جو دوپہر کے چار بجا رہی تھی۔اس نے خود ہی ڈریس سیلیکٹ کرتے ایک بلیک کلر کا فراک لیزے کی سمت بڑھایا تو وہ مشکل مسکراتی وہ پکڑتی اپنے کمرے کی سمت چل دی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ تینوں نیچے لاؤنج میں موجود تھی۔مازہ اور لیزے دونوں نے بلیک کلر کا خوبصورت سا لباس زیب تن کیا ہوا تھا انابی ان کے برعکس گلابی رنگ کے شارٹ فراک میں ملبوس تھی۔

"کیا ہوگیا منہ کیوں اترا ہوا ہے۔"

محرم نے حیرانی سے لیزے کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر استسفار کیا تو مازہ نے دانت پیستے ہوئے اس کی سمت دیکھا جس کا منہ صبح بھی ایسا ہی تھا اور اب بھی ویسا ہی ہے بلکل بھی ردوبدل نہیں ہوا تھا۔

ماما یہ دیکھیں اسے کہیں بلکل ٹھیک ہوجائے میں نے اسے ایک چماٹ لگادینی "ہے۔آج ہم دونوں اتنے پرجوش ہیں اور یہ اداس بیٹھی ہے۔

مازہ نے پریشانی سے ساری بات اس کے گوش گزاردی۔تو محرم نے حیرت سے اس کی سمت دیکھا۔

"پھپھو وہ مجھے ناجانے کیوں ڈر لگ رہا ہے۔"

وہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتی رندھے لہجے میں گویا ہوئی تو محرم نے محبت سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔انابی اس کی بات پہ تاسف سے سر ہلا کر رہ گئی۔

تو آپ آیت الکرسی پڑھ کر اس کے حصار میں جاؤ۔سب کچھ ٹھیک ہوگا۔میری بیٹیوں" "پہ کوئی مشکلات نہ آئیں بس۔

وہ ان تینوں کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے محبت سے بولی تو مازہ نے چمکتی آنکھوں سے ان کی سمت دیکھا۔

ماما کوئی مشکل ہمارے قریب تو آکر دکھائے میں اس سے لڑکر دکھاؤ گی آپ کو یو نو نہ" "آئی ایم آ بریو ڈاٹر آف بریو فادر۔

وہ آنکھوں میں چمک لیے محبت سے بولی تو محرم نے اس کو اپنے سینے سے لگاتے اس کی پیشانی پہ محبت بھرا بوسہ دیا۔ان کی آنکھیں ناجانے کیوں ان تینوں کو دیکھ کر باقاعدہ نم ہوئی تھی۔

"یہ فاریہ کہاں ہے بڑی ماما۔"

انابی نے پورے لاؤنج میں طائرانہ نگاہ دوڑائی تو ان تینوں نے اس کی بات پہ چونک کر اس کی سمت دیکھا۔

ہاں وہ کمرے میں ہے عزہ کے ہاتھ کھانا بھیجا ہے اس کا۔وہ زیادہ چلنے پھرنے میں"

"درد ہوتا ہے نہ۔

انابی کی بات پہ انھوں نے جواب دیا۔تو وہ تینوں اثبات میں سر ہلاگئی۔اتنی دیر میں باہر گیراج میں گاڑی رکنے کی آواز پہ وہ سب چوکنا ہوئی کیونکہ ادیان نے سختی سے ڈرائیور کے ساتھ جانے سے انکار کیا تھا وہ خود ان تینوں کو چھوڑ کر آنے کا ارادہ رکھتا تھا۔اس دن کے بعد اسے ایک عجیب سا دھڑکا ہی لگا ہوا تھا۔تبھی اس نے یہ حکم جاری کیا تھا وہ اپنی مخصوص پروقار چال چلتے خوشبو بکھیرتے جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوا لیزے جو کسی غیر

مرئی نقطے پہ نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔مانوس سے کلون کی خوشبو پہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی جہاں وہ تمام تر مردانہ وجاہت سمیت انہیں ہی سمت آرہا تھا لیکن اس سے زیادہ حیرت اسے ادیان کے عقب میں اس کی تلقید میں آتے دو بلیک یونیفارم میں ملبوس لمبے چوڑے وجود کو دیکھ کر ہوئی تھی جنہوں نے بڑی بڑی رائفلز کاندھوں پہ ٹانگی ہوئی تھی۔وہ شکل سے دیکھنے میں ہی خرانٹ ٹائپ لگ رہے تھے۔مازہ اور انابی سے منہ بگاڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ نگاہوں کا تبادلہ کیا۔

"ریڈی ہیں آپ تینوں۔"

اس کے پوچھنے پہ مازہ نے زوروشور سے ہاں میں سر ہلایا البتہ لیزے انگلی میں انگوٹھی گھماتے بے نیازی سے اپنا رخ پھیر چکی تھی جیسے جتانا چاہ رہی ہو کہ وہ ابھی بھی ناراض ہے۔ادیان اس کی ناراضگی کو فالوقت ایک جانب رکھتے سنجیدگی سے ان سب سے مخاطب ہوا۔

"یہ ادیان۔"

محرم نے سکتے کی کیفیت میں پوچھا۔

"جی مم یہ میں نے آپ کو بتایا تھا نہ۔"
بلیک ٹیکسڈو میں ملبوس ادیان شاہ اپنی رعبدار شخصیت سمیت ان کے پاس آکھڑا ہوا اور اپنے مخصوص لہجے میں گویا ہوا۔
لیکن دیان نے کچھ زیادہ ہی ہورہا ہے ایک گارڈ کافی تھا۔تین کا کیا تک تھا۔وہ تو شروع" "سے ہی یونی جارہی ہیں کبھی کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا تو اب اچانک یوں۔
محرم کو حقیقتاً یہ کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا سونے پہ سہاگہ امائزہ کی شکل دیکھ انہیں مزید تاؤ آیا تھا تبھی بغیر اپنی ناگواری چھپائے وہ بولی۔
مم میں کسی بھی قسم کا رسک نہیں لے سکتا۔بس یہ سمجھ لیں یہ ضروری ہے میں" انہیں جانے کی بھی قطعی اجازت نہیں دیتا لیکن یہ سب بھی آپ سب کے اصرار پہ "جارہی ہیں۔اب اس معاملے میں میری ہی سننی ہوگی آپ کو۔
وہ اپنے اذلی انداز میں لاپرواہی سے بولا۔
اس کے انداز میں لیزے سختی سے مٹھیوں کو بھینچ گئی۔وہ تو جیسے ان سب کا باپ بن بیٹھا تھا۔

اتنی دیر میں عزہ بھی وہی آچکی تھی اور اب حیرت سے ان سخت مزاج گارڈز کو حیرت دیکھ رہی تھی اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ انہیں ہی اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے گھور رہے ہیں۔

"ادیان میری بچیوں کو اپنے ڈراؤنے لوگوں کے ساتھ مت بھیجو۔باقی کچھ تو نہیں پتا واپسی تک ان کی شکل دیکھ یہ تینوں ہسپتال نہ پہنچ جائیں۔"

وہ ادیان کے نزدیک آتی سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی تو باقی سب نے ان کی سرگوشی پہ مسکراہٹ دبائی جو عفان شاہ کی کمی کو پورا کررہی تھیں۔

"عزہ میرے خیال سے کچھ حد تک ادیان کی بات ٹھیک ہے۔رش والی جگہ ہے اچھا خاصہ ہجوم ہوگا آج تو۔اور ہر جگہ اچھے اور برے دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ہیں۔سکیورٹی کا انتظام کرکے اس نے کچھ سوچا ہی ہوگا۔"

محرم نے عزہ کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے انہیں سمجھانا ضروری سمجھا تو باقی سب بھی تائیدی انداز میں سر ہلاگئے۔ادیان کے لبوں پہ فتحمندانہ مسکراہٹ تھی۔لیزے اسے افسوس سے دیکھتی رہ گئی عین اسی وقت ادیان نے گہری نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو گھنٹوں

تک آتا بلیک فراک پہنے سر پہ ہمیشہ کی طرح ڈھیلا سا نیوی بلیو کلر کا حجاب کیا ہوا تھا۔ایک شال کو بازوؤں پہ ڈالا ہوا تھا۔نازک سے سرخ و سفید پاؤں میں کھسہ دیکھ اس کی انکھیں لو دینے لگی۔لیزے نے گھبراہٹ سے چہرہ دوسری جانب موڑ لیا۔ایک تو اس شخص کی نگاہیں ایکسرے کرتی تھی۔جس سے وہ ناچاہتے ہوئے بھی گھبرا جاتی تھی۔

وہ تینوں ادیان کے اشارہ کرنے پر باہر گیراج کی سمت جانے لگی معاً ان تینوں نے واپس آتے عزہ اور محرم کے گال پہ شدت بھرا بوسہ دیا تھا۔

"اوکے مم میں جارہی ہوں۔"

مازہ ان کے گلے لگتے ہوئے بولی تھی۔محرم نے محبت سے اس کا دمکتا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے اس کی پیشانی چومی تھی۔آج اسی کی بے جا ضد کی بدولت تو سب جارہے تھے۔کنسرٹ چھ بجے شروع ہونا تھا اور ابھی پانچ بیس ہورہے تھے۔باہر سے آنے والی ادیان کی آواز پہ وہ تینوں ہنستے ہوئے باہر کی جانب چل دی۔

"اللہ حافظ۔"

ان تینوں کے الفاظ پورے گھر میں گونجے تھے۔ایسا محسوس ہوا تھا جیسے ان کے جانے سے پورا گھر بھی کہی نہ کہی اداس ہے۔گھر کی دیواروں نے بھی اداسی سے انہیں رخصت کیا تھا۔

ادیان ان گارڈز کو ہدایت کرتے خود فرنٹ سیٹ پہ براجمان ہوگیا تھا۔گاڑی میں ان تینوں نے جگہ سنبھالتے ہی ادیان نے ان گارڈز کو اپنی تلقید میں آنے کا کہا۔اب ان کی گاڑی آگے آگے تھی اور پچھلی گاڑی میں گارڈز اپنے مخصوص اکھڑ انداز میں بڑی بڑی بندوقیں تانے گاڑی شاہ ولا کا خارجی دروازہ عبور کرگئی۔

"سمجھ گئے نہ تم دونوں نے کیا کرنا ہے۔"

چودھری صوفے پہ پوری شان سے براجمان ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے سیگریٹ کے گھرے گھرے کش لے رہا تھا ساتھ ساتھ اپنی گھنی مونچھوں کو تاؤ دینے والا کام بھی جاری تھا آنکھیں حد درجہ سرخ ہورہی تھی۔

"جی باس ہم سب سمجھ گئے ہیں۔ بس ہمیں اس بات کا یقین دلایا جائے کہ معاوضہ ہمیں اچھا خاصہ دیا جائے گا۔"

اس میں سے ایک آدمی نے سپاٹ چہرے سمیت پوچھا تو چودھری نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورتے تمسخرانہ انداز میں اس کی سمت دیکھا معاً فضا میں اس کا مکروہ قہقہہ گونجا اور وہ ہنستا ہی چلا گیا۔ ان دونوں نے حیرت سے اس کی سمت دیکھا جو ہنستے ہوئے فلحال انہیں بہت بھدا لگ رہا تھا۔

"فکر مت کرو اسے ٹھکانے پہ جیسے ہی پنچاؤں گی معاوضہ تمہیں مل جائے گا۔ تم لوگوں کا ٹارگٹ دس لڑکیاں ہیں۔ اور اس میں ٹاپ آف دی لسٹ علیزے ادیان شاہ ہوگی۔ سمجھ رہے ہو نہ میری بات دیدار تو تم لوگوں کو اس قیمتی ہیرے کا کروا ہی چکا ہوں۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں دھاڑا اور میز پہ رکھی تمام چیزیں زمین پہ الٹ دی۔ باہر کھڑی رائمہ اس کی بات پہ آسمان کی جانب دیکھتی زاروقطار رودی کہ مزید لڑکیاں اب اس جلاد کے عتاب کا نشانہ بننے کیلیے تیار ہورہی تھی۔

مجھے اپنے اللہ پہ پورا یقین ہے اس شیطان صفت انسان پہ بھی قہر ڈھایا جائے گا۔اس" ظالم کی بھی پکڑ ہوگی۔یہ میرا اس پاک ذات پہ اٹل یقین ہے۔اس کیلیے مجھے اپنی جان بھی لگانی پڑے تو میں گریز نہیں کروں گی۔"

وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو مضبوط ہوتے پرعزم لہجے میں خود سے گویا ہوئی۔الفاظ شدت جذبات سے لڑکھڑا رہے تھے۔ وہ اپنی آنکھوں سے بہنے والی آنسوؤں کو اپنے گالوں سے صاف کرتے سرعت سے ایک طرف ہوتے لکی کو فون ملاگئی کیونکہ اب اسے یہ کام لازماً کرنا تھا۔دوسری جانب سے فون اٹھاتے ہی وہ بنا کوئی تاخیر کیے کپکپاتے لہجے میں بولی۔

نبی کریم نے فرمایا":

لوگ جب ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں۔اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ سب کو اپنے عزاب میں پکڑلے۔

سنن ابی داؤد حدیث نمبر:4338) صحیح ()

لکی خود کو مزید اس دلدل میں پھنسنے سے بچالو۔اللہ کا ہاتھ تھام لو۔میں تمہیں برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔"

یہ کہتے ہی وہ فون صوفے پہ پھینکتی وہی بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔اس کے ذہن میں وحشتیں سوار تھی۔جبکہ دوسری جانب لکی دو سیکنڈ تو سن کھڑا رہ گیا لیکن پھر اپنا سر جھٹکتے دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔البتہ کانوں میں اس فرمان کی بازگشت بار بار ہورہی تھی۔

"لکی وہی گیٹ کے پاس موجود ہے وہ مجھے منٹ منٹ کی خبر دیتا رہے گا لیکن تم لوگوں نے پوری ہوشیاری سے یہ کام سرانجام دینا ہے کسی بھی غلطی کی گنجائش نہیں نکلنی چاہیے۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے انہیں گھورتے غرا اٹھا۔وہ اس کے حکم کی تکمیل کرتے اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

"تیار ہوجاؤ میرے چنگل میں آنے کیلیے سویٹی۔تم میں تو صائم خان کی جان بستی ہے نہ تو تمہارے بدولت ہی ان کی جان جائے گی۔اتنی بدتر موت دوں گا کہ زمین اور آسمان

بھی کانپ اٹھے گی بس ایک بار وہ چڑیا میرے تک پہنچ جائے اسے کچلنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا۔اس کے یہاں آتے ہی اسے شہررر کے ساتھ یہاں سے روانہ کردیا جائے گا۔"

وہ بے ہنگم انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے خود سے مخاطب تھا اس وقت وہ کوئی پاگل ہی محسوس ہورہا تھا جس کے سر پہ بس ایک ہی چیز سوار تھی صائم خان سے بدلہ۔

"تمہیں کیا لگا کہ اس کی شادی رچا کر میرے سے بچا پاؤ گے اسے۔اس ادیان شاہ کو جس قدر غرور ہے نہ خود پہ۔اس کی آنکھوں کے سامنے ہی اس کی بیوی کی ذات کی دھجیاں اکھیڑوں گا۔بے بسی ہی بے بسی ہوگی ہر جگہ۔"

وہ پیپر ویٹ دیوار پہ مارتا شیشے کا گلاس بھی دیوار پہ مار گیا جس سے وہ چکنا چور ہوتے زمین بوس ہوا۔اس کی شیطانیت سے بھرپور نگاہیں اب اس کی تصویر پہ جمی تھی جہاں وہ مال میں کسی بات پہ ہنسنے میں مصروف تھی۔اس کے منہ سے باقاعدہ رال سی ٹپکنے لگی۔آنکھوں میں خباثت کا اضافہ ہوا۔اب اسے بس اپنی جیت کا انتظار تھا اور اسی جیت کا نشہ سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

یونی کے گیٹ کے باہر گاڑی رکتے ہی وہ تینوں بھی گاڑی سے اترتے اس کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگی۔وہ سپاٹ چہرے سمیت ان کی جانب آیا اور اپنی گاگلز آنکھوں سے اتارتے کوٹ کی پوکٹ سے لگائی۔

آپ لوگ اندر جائیں گے تو یہ آپ کے ساتھ ہی ہونگے اور اس کے علاوہ واپسی پہ بھی" "مجھے ہی کال کرنی ہے میں پہنچ جاؤں گا۔

وہ انابی اور امائزہ کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے ان کے سر پہ بوسہ دیتا ہوا بولا تو لیزے نے ان کے محبت بھرے مظاہرے دیکھتے سینے پہ ہاتھ باندھتے رخ بدل لیا۔وہ دونوں آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کرتی انہیں بات کرنے کا اشارہ کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ادیان نے اپنا رخ اب لیزے کی جانب کیا جو اس کی جانب متوجہ ہی نہیں تھی۔

اب بندہ پبلک پلیس پہ بہنوں کے ساتھ تو کرلیتا ہے لیکن بیوی کو کرے گا تو باتیں" سننے کو ملے گی ویسے مجھے لوگوں کی باتوں کی تو سرے سے ہی کوئی پرواہ نہیں ہے اپنے

چھوٹو سے بے بی کی تو ہے نہ کہی میں نے یہاں ہی کوئی کارگردگی دکھائی اور تم یہی ہوش و حواس کھو گئی تو اس لیے جیلس نہیں ہوتے تمہارے ساتھ رات کو کنٹینیو کریں گے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتا ہوا گھمبیر پرتپش لہجے میں اس کی جانب جھکتے ہوئے گویا ہوا تو وہ سرخ چہرے سمیت ایک شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالتے اس کا ہاتھ جھٹکتے اندر کی جانب بڑھ گئی ادیان نے آنکھوں میں گاگلز چڑھاتے سپاٹ چہرے سمیت ان گارڈز کو ان کی تلقید میں جانے کا کہا اور خود ایک طائرانہ نگاہ پورے ماحول پہ ڈالتے گاڑی ذن سے اپنے آفس کی جانب بڑھالی۔

اس منظر پہ نظر رکھتا لکی ساری صورتحال کا جائزہ لیتے سرعت سے فون کان سے لگا گیا۔دوسری جانب سے آتی ٹوں ٹوں کی آواز پہ اس کے دماغ میں ایک بار پھر رائمہ کی بات لہرائی اس کی گرفت موبائل پہ بے ساختہ ڈھیلی پڑی۔حلق میں خوف کے مارے کانٹے سے چبھنے لگے لیکن فلحال یہ کام کرنا تھا۔دوسری جانب سے آتی آواز سنتے ہی اس کا حوصلہ ایک بار پھر پست پڑنے لگا۔

وہ لوگ جیسے ہی یونی میں داخل ہوئی۔ ہر جانب الگ ہی سماں تھا۔ہلکے ہلکے اندھیرے میں برقی قمقمے لگائے گئے تھے جس سے اچھی خاصی روشنی کی گئی تھی۔ایک خوبصورت سا سٹیج تیار کیا گیا تھا جس کے اردگرد رنگ برنگی لائٹس لگائی گئی تھی وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ کون آرہا ہے گانا گانے یہ یونی والوں کی طرف سے سرپرائز تھا سب طلبہ کیلیے۔وہ تینوں چمکتی آنکھوں سمیت اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔لیزے نے دھڑکتے دل کے ساتھ مازہ کا ہاتھ تھام لیا۔ناجانے کیوں اس کا دل خوف کے ساتھ سست پڑ رہا تھا۔

وہ تینوں ایک ساتھ ہی بائیں جانب رکھی کرسیوں پہ جگہ سنبھال گئی تھی۔لیزے بار بار اپنی انگلی میں موجود رنگ سے کھیلنے میں مصروف تھی کیونکہ وہ اسے ڈھیلی تھی اسے یہ بھی ڈر تھا کہ اگر یہ گر گئی تو اتنی قیمتی انگوٹھی کو گھمانے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔کنسرٹ ابھی تک شروع نہیں ہوا تھا تمام سٹوڈنس ڈین کی تاکید کے مطابق اپنی اپنی جگہیں سنبھال رہے تھے۔وہ دونوں گارڈز بھی سنجیدگی سے ان کی کرسیوں کے عین پیچھے کھڑے تھے۔معاً اپنے موبائل پہ آنے والے میسج کی سمت متوجہ ہوئی اور موبائل کا لاک کھولتے ہی اس کے لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے کیونکہ موبائل پہ والپیپر پہ ادیان

کی تصویر پوری شان سے جگمگا رہی تھی۔اس تصویر میں وہ کسی سے بات کرتے ہوئے بے ساختہ مسکرا رہا تھا اور ہاتھ کی انگلیاں بئیرڈ سے کھیلنے میں مصروف تھی۔اور اس کی یہی ادا تو لیزے کو بہت بھاتی تھی وہ وٹس ایپ کھولتے میسج اوپن کرگئی جہاں ادیان نے اسے کوئی میسج بھیجا تھا۔

"چھوٹو سا بے بی تو آج بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔بس اس کے چہرے پہ ایک چیز کی کمی ہے ایک بہت ہی خوبصورت سی مسکراہٹ کی۔"

اس کا میسج پڑتے لیزے کو تو جیسے سکتا ہوگیا۔وہ تو کبھی بھی ادیان سے ایسے میسج کی توقع نہیں کررہی تھی۔ہاتھ پیڑ باقاعدہ ٹھنڈے پڑگئے۔چہرے پہ گلال سا بکھر گیا تھا وہ سرعت سے موبائل بند کرتی ٹیبل پہ رکھ گئی۔آسمان پہ اندھیرا پوری طرح اپنے پر پھیلا چکا تھا۔اس نے ایک نگاہ آسمان پہ ڈالتے ان دونوں کی سمت دیکھا تھا جو سیلفیز لینے میں مصروف تھیں۔وہ گہرا سانس بھرتے اپنی کلائی پہ بندھی ہوئی گھڑی پہ نظر ڈال گئی تھی جو آٹھ بجا رہی تھی معاً امائزہ کے ٹھوکا مارنے پہ وہ اس کی سمت متوجہ ہوئی۔

"کس دنیا میں گم ہو آؤ۔ارے یہ رنگ کس قدر خوبصورت ہے بھائی نے دی کیا۔"

وہ اس کا مہندی سے بھرا ہاتھ تھامتی آنکھوں میں چمک لیے جوش سے بولی تو اس نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔امائزہ نے رنگ کے خاطر اس کی جانب ہاتھ پھیلایا تو وہ اس کے ہاتھ پہ انگوٹھی رکھ گئی۔

"واؤ یہ تو مجھے فٹ آئی ہے۔آئی سویر یو آر ویری لکی لیزو ماشاآاللہ۔"

وہ محبت سے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے گویا ہوئی تو انابی بھی ان دونوں کے پیار بھرے مظاہرے پہ مسکرا کر رہ گئی۔

ایسا کرو فلحال یہ تم ہی پہن لو۔مجھے تو ڈھیلی ہے ڈر ہے یہی کہی نہ گر جائے۔گم ہوگئی"

"تو میں تو پاگل ہی ہوجاؤں گی۔گھر جاکر مجھے دے دینا۔

وہ اس کی تیسری انگلی میں فٹ انگوٹھی دیکھتے مشورہ دینے والے انداز میں بولی تو امائزہ بے نیازی سے کندھے اچکا گئی اور ایک نگاہ انگوٹھی پہ ڈالتی دوبارہ موبائل پہ مصروف ہوگئی۔پوری یونی گانوں کی آواز سے گونج رہی تھی۔ان سب کو بھی ایک دوسرے کی بات سننے کی خاطر کان لگانا پڑرہے تھے۔

"یونی پہنچ چکی ہے وہ۔ تم دونوں بھی نکلو۔"

چودھری نے کہ کر فون میز پہ رکھا تھا۔ رائمہ جو اس کی ٹیبل پہ چائے رکھ رہی تھی اس کا ہاتھ باقاعدہ کپکپایا۔ اس کے دل کو بے ساختہ دھکا سا لگا تھا۔ تو کیا لکی نے آج سب کچھ ختم کردیا تھا۔

لکی یہ تم نے کیا کردیا۔ مجھے لگا تھا کہ کہی نہ کہی تم میری باتوں کی لاج رکھ لو گے لیکن"

"تم نے تو مجھے ہی اپنی نگاہوں میں گرادیا۔

وہ کسی غیر مرئی نقطے پہ نظریں ٹکائے آرزدہ سی دل ہی دل میں لکی سے مخاطب تھی معاً چودھری کے اشارہ کرنے پر وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی لبوں پہ شیطانی مسکراہٹ سجائے چودھری نے کسی کو فون ملایا جو دوسری بیل پہ اٹھا لیا گیا تھا۔

"السلام و علیکم !ادیان شاہ سپیکنگ۔"

اس کی سنجیدہ بارعب آواز سپیکر پہ ابھری جسے سن کر چودھری کے لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ رقصاں ہوئی۔ ادیان نے حیرت سے فون کان سے ہٹاتے دیکھا جہاں کوئی ان نون نمبر چل رہا تھا لیکن دوسری جانب سے کوئی بول نہیں رہا تھا۔

کیسے ہو ادیان شاہ۔امید ہے بہت اچھے ہوگے لیکن وہ کیا ہے نہ میں بلکل بھی اچھا"
"نہیں ہوں اور اب جو میں تمہیں بتانے جارہا ہوں اس کے بعد تو یقیناً زہر بھی لگوں گا۔
اس کی عجیب سی بات پہ ادیان کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔چہرے پہ سرد سا تاثر ابھر آیا۔

"آپ کون۔"

اس نے کٹیلے لہجے میں مختصراً سوال کیا۔جواباً وہ اس کی اکڑ غرور پہ مکروہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

وہ کیا ہے نہ بدلا تو صرف صائم خان سے تھا لیکن اب تم بھی اس چکی میں پسنے" والے ہو اور میرا تعارف یہی ہے کہ میں ایک حیوان ہوں جو تیری عورت کو کچلنے کا ارادہ "رکھتا ہوں۔

اس کی بات پہ ایک لمحے کیلیے تو اسے اپنی تمام حسیات مفلوج ہوتی محسوس ہوئی معاً اس کے دماغ میں جھماکہ سا ہوا۔آنکھیں ضبط سے سرخ پڑگئی۔

خبردار جو میرے گھر کی کسی بھی عورت پہ گندی نظر رکھی تیری یہی آنکھیں نکال کر کتوں"
"کو کھلاؤں گا میری بات ذہن نشین کر لے۔

وہ طیش کے عالم میں پیپر ویٹ دیوار پہ مارتا غرا اٹھا۔جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔تنفس تیز تیز چل رہا تھا اس کی اس قدر گھٹیا بات پہ جی چاہا اسے گولیوں سے بھون ڈالے۔

چچ چچ لیکن اب تک تو تمہیں الٹی گنتی شروع کر دینی چاہیے کیونکہ اصل فلم اب شروع"
"ہونے والی ہے۔

وہ بے ہنگم انداز میں قہقہہ لگاتے غرایا۔تو ادیان نے سختی سے دانت پہ دانت جمائے۔

تم جیسے بزدل لوگ ہی ہوتے ہیں جو پیٹھ پیچھے وار کرتے ہیں۔کسی مرد کے بچے ہو تو"
"سامنے سے وار کر۔تاکہ تیرے جیسے حیوانوں کو چیر پھاڑ سکے۔

وہ لہو رنگ آنکھوں کو میچتے پھنکارا۔ایک گونہ یہ بھی سکون تھا کہ ان کی سکیورٹی کیلیے پاس گارڈ موجود تھے۔اس کے بعد وہ سیدھا یونی جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

باقی باتیں بعد میں ابھی جتنی جلدی ہوسکے اسے بچالو ورنہ وہ میرے ہاتھوں نہیں بچے گی۔اور ہاں صائم خان تک یہ پیغام خود ہی پہنچا دینا۔"

اس نے اس کی سماعتوں میں صور پھونکتے کال کاٹ دی ساتھ ہی سم نکالتے توڑنے میں بھی ذرا سی بھی تاخیر نہیں کی۔اس کا فون بند ہوتے ہی ادیان نے سرد انداز میں چابی پکڑتے باہر کی جانب دوڑ لگائی ساتھ ہی گارڈ کو فون ملانا نہیں بھولا دوسری ہی بیل میں دوسری جانب سے اٹھالیا گیا۔

"وہ تینوں تمہاری تحویل میں ہے نہ۔"

اس نے اگنیشن میں چابی گھماتے برفیلے لہجے میں استسفار کیا۔

"Sir i can't hear ur voice.There is too much noise."

وہ گارڈ کان پہ ہاتھ رکھتے اس کی بات سننے کی کوشش کرتے ہوئے گویا ہوا۔

اس گارڈ کی بات پہ وہ ادیان سختی سے لب بھینچ گیا۔اور گاڑی کی رفتار مزید تیز کرگیا۔تیز کی دھڑکن حد سے سوا تھی۔

"جی سر اب بولیں کیا کہہ رہے تھے۔"

اس کی پرسکون آواز پہ ادیان کی آنکھوں میں تحیر سمٹ آیا۔دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

"تم کہاں ہو ان سے دور آلئے ہوکیا۔یہ اچانک شور آنا کیوں بند ہوگیا۔"

ادیان کو اپنی آواز کسی دور کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔یہ خیال ہی اس کیلیے سوہان روح تھا کہ وہ ان سب کو چھوڑ کر ایک جانب آگیا ہے۔

"سر میں ذرا سائیڈ پہ آپ کی بات۔"

ڈیم اٹ میری بات اہم نہیں ہے ان کی حفاظت اہم ہے جلدی ان کے پاس پہنچو اور"

"ایک لمحے کیلیے۔

اس سے پہلے کہ وہ گارڈ اپنی بات مکمل کرتا ادیان اس کی بات پہ چیخ اٹھا۔اپنے آپ کو زندگی میں کبھی اس نے اس قدر بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔

معاً دوسری جانب سے آتی گولیوں کی آواز پہ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے جسم سے جان نکال رہا ہو۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔

وہ گارڈ اس سے پہلے کہ ادیان کی بات پہ ان سب کی سمت جاتا پوری یونی میں گھپ اندھیرا چھاگیا۔لیزے نے گھبرا کر مائزہ کا ہاتھ تھام لیا جو اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کررہی تھی۔معاً فضا میں گولیوں کی تھرتھراہٹ سے سب سٹوڈنٹس کی فضا میں چیخیں بلند ہوئی۔تھوڑی دیر پہلے جہاں خوشیوں بھرا ماحول تھا وہاں عجیب سی بھگدڑ مچ چکی تھی۔کسی کو نہیں معلوم تھا کہ وہ اندھیرے میں کس جانب جائے۔خوف ست ان تینوں کے چہرے بھی ذرد پڑچکے تھے۔

"لیزے انابی تم دونوں اس سائیڈ پہ ہوجاؤ۔میں بھی آگئی بس پیچھے پیچھے۔"

مازہ کی بات پہ لیزے نے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔ماذا نے اس کا ہاتھ دباتے سرگوشی میں اسے کھڑا ہونے کا اشارہ کیا معاً اپنے بازو پہ لگنے والی چیز پہ اس کے منہ سے دلخراش چیخ بلند ہوئی جو وہاں موجود سب کا دل ہولا گئی۔اندھیرا ہونے کی بدولت کسی کو کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔وہ جو اٹھ کر جارہی تھی دوبارہ امائزہ والی کرسی پہ ڈھے سی

گئی۔اب وہ دونوں اس اچانک ہوئی افتاد پہ اچھا خاصہ ڈر چکی تھی۔سب اپنی اپنی جان بچانے کو بھاگ رہے تھے۔

امائزہ نے ہاتھ مارتے اس کا بازو ٹٹولا جہاں اسے گرم گرم مادہ سا محسوس ہوا۔اس کے رونگٹے سے کھڑے ہوگئے۔

"لیزے ے۔"

اس نے پریشانی سے رندھے لہجے میں بولتے اس کا گال تھپتھپایا لیکن وہ تو جیسے تکلیف کی شدت سے ہمت ہار رہی تھی۔انابی بھی مسلسل اس کا ہاتھ سہلاتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کررہی تھی۔وہ تینوں ایک سائیڈ پہ تھی تبھی ان کی سرگوشیوں کی آواز کسی تک نہیں گئی تھی۔انابی کے کہنے پہ اس سے پہلے کہ مائزہ اپنے بیگ سے ٹشو نکالتی کسی نے عقب سے ہی اس کے منہ پہ کلوروفوم سے بھرا رومال رکھتے اسے اپنے قابو کرلیا۔مازہ کی آنکھیں اس کی پکڑ پہ باہر نکلنے والی ہوگئی۔اس نے اپنے بچاؤ کیلیے ہاتھ پیڑ مارنے چاہے لیکن وہ اس دوا کا اثر اس کے نتھنوں سے ہوتے ہوئے اس کے اعصاب سن کرگیا۔ایکدم اس کا سر ڈھلک کر ایک جانب ڈھے گیا۔پیچھے کھڑے وجود نے سرعت

سے اسے اپنے کندھے پہ ڈالتے اندھیرے کا ناپتے ہی باہر کا رخ کیا وہ کسی بھی طرح لائٹ آنے سے قبل وہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔

"مازہ ٹشو دو پلیز۔"

انابی کی آواز پہ کسی کا جواب نہ پاکر لیزے نے اپنے حواس ذرا سے بحال کیے اس سے پہلے کہ وہ ہمت کرتے سیدھی ہوتی پوری یونی ایک بار پھر روشنی میں نہاگئی۔ان دونوں نے آنکھیں میچتے آنکھوں کی جاتی روشنی کی شدت کو کم کرنا چاہا۔معاً انابی کی نگاہ اس کے خون ابلتے بازو پہ پڑی تو خوف سے سفید پڑتے انابی نے اس کا بازو تھامنا چاہا لیکن لیزے کی نگاہیں تو مازہ کی خالی جگہ پہ جمی تھی۔

"میم آپ لوگ ٹھیک ہے نہ۔"

اس گارڈ کی آواز پہ انابی تو سرعت سے ہوش میں آئی وہاں کی ہولناک صورتحال دیکھ اس نے تھر تھر کانپنا شروع کردیا۔

"یہ والی میم۔

گارڈ کی سرسراتی ہوئی آواز پہ لیزے نے خالی خالی نگاہوں سے انابی کی سمت دیکھا معاً فضا میں اس کی درد بھری دلخراش چیخ بلند ہوئی۔

"مازہ!"

وہ ایکدم کرسی سے اٹھتی پاگلوں کی طرح اسے تلاش کررہی تھی۔آنکھیں بلکل خالی تھی۔چہرے پہ ایک خوف رقم تضا معاً وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ گری اور ایک بار پھر اسے شدت سے پکارا۔

"مازہ کہاں ہو۔"

اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ اچانک وہ کہاں گئی وہ کوئی غلط خیال ذہن میں لانا تو نہیں چاہتی تھی لیکن وہ آرہے تھے۔اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔اس نے بے ساختہ اپنا دل کا مقام سہلایا۔

اس کی چیخ پہ بھاگ کر ان کے قریب آتے ادیان کے قدم بے ساختہ زمین پہ جم سے گئے۔جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں یہ اسے اب محسوس ہوا تھا۔دل کی دھڑکن رک چکی تھی۔وہ خالی خالی نگاہوں سے سامنے والا منظر دیکھ رہا تھا جہاں زمین پہ گری لیزے اور

اس کے ساتھ ہی بیٹھی انابیہ کو دیکھ کر اسے دھچکا سا لگا تھا لیکن اس کی جان سے پیاری بہن اس کا بچہ تو کہی نہیں تھا۔آنکھوں کے سامنے بے ساختہ مازہ کی آتے ہوئے کی ہنستی مسکراتی تصویر لہرائی۔

ادیان کا سر بے یقینی سے بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔کسی خدشے کے تحت اس کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔لیزے کی چیخ اور مازہ کی وہاں غیر موجودگی سے جو سوچ اس کے ذہن میں آرہی تھی وہ سوچ ہی اس کا دماغ سنسنا دینے کو کافی تھی۔ کیا وہ اس کی بہن کو اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی لے جاچکے تھے۔ مطلب وہ اچھی خاصی تاخیر کرچکا تھا۔ معاً اس کی نگاہ ان گارڈز پہ پڑی تھی۔ کچھ دیر تو وہ خالی خالی نگاہوں سے انہیں دیکھتا رہا تھا اچانک ہی غصے کا شدید ابال تھا جو اس کے سینے میں اٹھا تھا وہ اشتعال کے عالم میں تن فن کرتا اس تک پہنچا اور اس کے کالر کو پکڑ کر زوردار جھٹکا دیا تھا۔ان کے ہوتے ہوئے یہ حادثہ کیسے پیش آسکتا تھا۔مازہ اس وقت کہاں تھی۔ان لوگوں کا تو

مین ٹارگٹ لیزے تھی تو پھر یوں اچانک مازہ۔یہ سب سوال اس کے ذہن میں گڈ مڈ ہورہے تھے۔دل کی دھڑکن سست پڑرہی تھی۔دل اس بے بسی پہ ماتم کناں تھا۔

تم دونوں کو میں نے کس لیے ان سب کی رکھوالی کیلیے ساتھ بھیجا تھا۔کیا فائدہ ہے" تمہارے ہونے کا۔جب سمجھایا تھا کسی بھی صورت میں ان کو تنہا نہیں کرنا تو مجھ سے بات کرنے کی خاطر کسی ویران جگہ پہ کیوں گئے۔جانتے ہو اس کا نتیجہ کس قدر سنگین ہوسکتا ہے دفعہ ہوجاؤ میری نگاہوں سے دور۔تم لوگوں کو تو اس جاب سے میں ابھی فارغ کرواتا ہوں۔"

وہ ایک گارڈ کے منہ پہ مکا جڑتا طیش کے عالم میں دھاڑا تو وہ دونوں ہی شرمندگی سے سر جھکا گئے۔ضبط کے مارے چہرہ سرخ پڑرہا تھا۔ادیان ان کو خود سے دور پھینکتا بے بسی سے اپنے سر کے بال مٹھی میں جکڑ گیا۔وہ تو کچھ جانتا بھی نہیں تھا کہ وہ کون ہے۔ایسا کیوں کررہے ہیں گھر والوں کو کیا جواب دے گا وہ۔معاً لیزے کا خیال آتے ہی وہ سرعت سے اس کے قریب پہنچا جو ساکت نگاہوں سے زمین پہ بیٹھی کسی نادیدہ نقطے پہ نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔انابی نے اپنی شال اتار کر اس کے بازو کے گرد باندھی ہوئی

تھی۔اس نے قریب پہنچتے ہی اس نے اپنے اعصاب بحال کرتے زخم کا معائنہ کرنا چاہا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آتے بے ساختہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلاگئی۔ادیان نے اس کی حالت دیکھتے سختی سے لب آپس میں بھینچ لیے۔اس وقت اس سے زیادہ بے بس کون ہوسکتا تھا ایک جانب اس کی جان سے پیاری بہن اور دوسری طرف اس کی بیوی کی حالت۔اب اسے صرف رائم کا انتظار تھا۔آفس سے نکلتے ہی وہ اسے یہاں آنے کی تاکید کرچکا تھا۔کیونکہ وہ کسی بھی صورت کمزور نہیں پڑسکتا تھا اس صورتحال میں۔

"دیان وہ مازہ۔"

لیزے اسے کسی گہری سوچ میں غلطاں دیکھ اس کا بازو تھامتے ہوئے ہچکیوں سے رودی۔ادیان نے ان دونوں کو اپنے سینے میں بھینچ لیا۔ان دونوں کی حالت ہی بے کراں تھی۔

بس کچھ نہیں ہوا ابھی مل جائے گی وہ۔جس نے یہ بھی یہ سب کرنے کی جرأت کی" ہے نہ شاید وہ ابھی ادیان شاہ سے ناواقف ہے۔اپنی موت کو اس نے خود دعوت دی ہے۔"

وہ تننے تننے تاثرات سمیت پھنکارا۔معاً اس نمبر کا خیال آتے ہی اس نے سرعت سے اس نمبر پہ کال ملانی چاہی لیکن وہ نمبر بند دیکھ وہ سختی سے پاس رکھے ٹیبل پہ مکہ مار گیا۔اپنی زندگی میں اس قدر بے بس وہ کبھی ہی ہوا ہو شاید۔

معاً رائم کی آواز پہ وہ جھٹکے سے رخ موڑگیا مگر موبائل پہ آنے والی کال کو دیکھتے وہ رائم کو اشارہ کرتے خود فون کان سے لگاتے ایک جانب ہوگیا۔رائم جو ادیان کے یوں اچانک فون کرنے پہ پریشان سا فوراً ہسپتال سے نکلا تھا۔اس کے بارہا بار پوچھنے کے باوجود ادیان نے مکمل صورتحال سے اسے آگاہ نہیں کیا تھا تبھی وہ بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے یہاں پہنچا تھا لیکن یہاں پہنچتے ہی لیزے اور انابی کو یوں روتا دیکھ اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس شدت سے ہوا تھا۔اس نے ناچاہتے ہوئے بھی اپنی نگاہیں اس دشمنِ جاں کی تلاش میں اردگرد دوڑائی تھی لیکن نگاہیں ناکام ہوکر واپس لوٹ آئی تھی۔ادیان کو یوں کسی سے فون پہ بات کرتے کرتے ٹہلتا دیکھ وہ مزید پریشان ہوچکا تھا معاً اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی۔چہرے کا رنگ سرعت سے فق ہوا تھا وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں لیزے تک پہنچا جو شاید تکلیف سے کراہ رہی تھی۔

''لیزے کیا ہوا۔انابی اسے کیا ہوا۔''

اس نے لیزے کا گال تھپتھپاتے ساتھ پریشانی سے انابی سے استسفار کیا تو وہ روتے روتے اس کے بازو سے شال اتار گئی۔رائم نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں جوں ہی دیکھا وہ اس کے بازو کو دیکھتے ایکدم ساکت رہ گیا جہاں سے خون ابل ابل کر نکل رہا تھا۔اس نے اپنے حواس بحال کرتے اس کا بازو تھاما جہاں ایک گہرا کٹ واضح تھا جیسے کسی نوکیلی چیز سے وہاں وار کیا گیا ہو۔اسے لیزے کی حالت سے زیادہ حیرت ادیان کے رویے سے ہوئی تھی کہ اس قدر تکلیف کے باوجود وہ اسے ہسپتال کیوں نہیں لے کر گیا تھا اور یہ مازہ کہاں تھی۔سب کچھ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

''بس میرا بچہ ابھی ٹھیک ہوجائے گا۔''

وہ اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کا سر تھپکتا ہوا گویا ہوا تو وہ ہچکیوں سے روتی سر نفی میں ہلا گئی۔

''بھائی مازہ وہ پتہ نہیں کہا چلی گئی۔''

وہ اس کے سینے پہ سر مارتی روتے ہوئے بولی تو انابی نے بھی اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹا۔کس قدر خوش تھے وہ سب کنسرٹ میں آنے کیلیے سب سے زیادہ خوش بھی وہی تھی اور یہ دکھ بھی اسے ہی کیوں ملا۔اس کی بات پہ رائم نے نا سمجھی کے تاثرات لیے اس کی سمت دیکھا۔کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"کیا مطلب کہاں گئی۔"

اس نے چہرے پہ نافہم تاثرات لیے اسے مخاطب کیا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اپنے عقب سے آنے والی ادیان کی سنجیدہ آواز پہ وہ رخ موڑنے پہ مجبور ہوا اور اس کے پاس سے اٹھتا ادیان تک پہنچا۔

ادیان یہ سب کیا ہورہا ہے۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا مجھے مہربانی کرکے تفصیل سے "بتاؤ۔تمہارا یوں اچانک یہاں بلانا مجھے۔

رائم نے اس کے نزدیک پہنچتے ہی تابڑ توڑ سوال کرڈالے تو ادیان نے ایک گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔اور ایک نگاہ رائم پہ ڈالی جو جواب طلب نگاہوں سے اسے ہی تک رہا تھا۔

"رائم فلحال میں کچھ بھی بتانے کی حالت میں نہیں ہوں بس یہ سمجھو کہ معاملہ بہت بگڑ چکا ہے امائزہ نا جانے کہاں چلی گئی ہے رائم میرا بچہ میرا دل درد سے پھٹا جارہا ہے۔میں اپنی فیملی کو لے کر کمزور ہوں بہت رائم۔ مجھے جلد از جلد ان کا پتہ لگوانا ہے اسی سلسلے میں مجھے محسن کے پاس جانا ہے تم لیزے کو لے کر ہسپتال جاؤ اور بینڈج وغیرہ کروا کر گھر ڈراپ کردینا میرا سر اس وقت پھٹا جارہا ہے ناجانے کیسی ہوگی وہ۔وہ تو اندھیرے سے بھی ڈر جاتی ہے۔"

وہ غائب دماغی کی حالت میں بولتے شدت گریہ سے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کو میچتے مضبوط لہجے میں بولا۔دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ اس کی حالت کا سوچتے پھوٹ پھوٹ کر رودے لیکن وہ کسی بھی حال میں اپنے حوصلے نہیں پست کرسکتا تھا اس طرح اسے مازہ تک پہنچنے میں مزید دیری ہوسکتی تھی۔جبکہ اس کی بات پہ رائم سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا۔پریشانی چہرے سے عیاں تھی۔دل کو بے اختیار دھکا سا لگا تھا۔

"نہیں ادیان ایسے کیسے تم یہاں پتہ کرواؤ ایک بار کیا پتہ کوئی جانتا ہو ایسے کیسے مازہ کو کوئی لے جاسکتا۔"

رائم کی بات پہ ادیان چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا تھا۔ہاں وہ ٹھیک ہی تو کہ رہا تھا انہیں ایک بار کوشش کرنی چاہیے تھی۔وہ ان دونوں کو اپنے ساتھ لیتے تقریباً بھاگنے والے انداز میں باہر نکلے تھے اور انہیں گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود آس پاس کی جگہات پہ پوچھ رہے تھے۔لیکن ہر جگہ سے منفی جواب ہی ملا تھا نہ کسی نے اسے دیکھا تھا اور نہ ہی کسی کو معلوم تھا۔ان دونوں کی ہمت جواب دے رہی تھی وہ اردگرد کا ہوش بھلائے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

رائم نے اپنی لہو رنگ ہوتی آنکھوں کو میچتے قدم گاڑی کی جانب بڑھائے تھے۔ادیان بھی اسی کی تلقید میں چلتا گاڑی تک پہنچا۔

تم انہیں ہسپتال میں ایک بار چیک اپ کروا کر گھر چھوڑ دینا۔ میں گھر جاتا ہوں مم" "بہت پریشان ہورہی ہوگی۔

وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولتا نگاہوں کا زاویہ بدلتا ہوا اپنی گاڑی زن سے شاہ ولا کی جانب بڑھا گیا۔رائم کو ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے اس کے دل پہ کوئی چھری پھیر رہا ہو۔کس قدر بے بس تھے وہ کہ مازہ غائب تھی اور وہ کچھ کر نہیں پا رہے تھے

ادیان نے لٹے پٹے انداز میں جوں ہی گھر کا خارجی دروازہ عبور کرتے اندر قدم رکھا محرم اور باقی گھر والے جو انہی کے انتظار میں لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھے تھے وہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ادیان وقت دیکھ رہے ہو نو بج چلے ہیں تم نے ان تینوں کو اپنے ساتھ لانا تھا نہ۔ سختی" "سے ان تینوں کو تاکید کی تھی۔

محرم نے ماتھے پہ بل ڈالتے استسفار کیا تو ادیان نے ایک گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا۔اس کی خاموشی پہ اب کی بار باقی سب نے بھی ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا اس کی حالت کس قدر خراب تھی۔اذلان شاہ کو یوں ادیان کو محرم کو نظرانداز کرتا ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"ادیان مازہ لیزے اور انابی کہا ہے۔"

اب کی بار اذلان شاہ کی سنجیدہ سپاٹ آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تو اس نے خالی خالی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔اس کی آنکھوں کا خالی پن اذلان شاہ کے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات نمایاں ہوئے۔ان کی بات پہ ادیان کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا

تھا۔عفان شاہ نے اس کا نفی میں ہلتا سر دیکھ نا سمجھی سے عزہ کی جانب دیکھا جو اس اچانک افتاد پہ خود بھی پریشان ہوچکی تھی۔

''ادیان سب ٹھیک ہے نہ۔''

عفان شاہ نے کسی خدشے کے تحت دھیمے لہجے میں اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے استسفار کیا۔ان سب کے اس قدر پوچھنے پہ اس کے ضبط کا شیرازہ بکھر گیا۔

''مم وہ مازہ نہیں۔''

یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے اس کی سرد آنکھوں میں کرب کی ایک لہر دوڑی تھی۔اس نے اپنی آنکھوں کو دباتے اپنی بے بسی ان سب پہ آشکار کی تھی۔ محرم نے مشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جیسے وہ ابھی اپنے الفاظ واپس لے لے گا۔وہاں موجود باقی مکینوں کی آنکھوں کی پتلیاں بھی حیرت سے پھیل گئی تھی۔

''مازہ کہاں ہے ادیان۔''

اذلان شاہ کی سرسراتی ہوئی آواز لاؤنج کی خاموش فضا میں گونجی تھی۔دل اس کی بات پہ ایک لمحے کیلیے رک چکا تھا ان کی جان سے پیاری اولاد ان کا دل تو ہولائے جارہا تھا۔ادیان نے ایک ایک خاموش نگاہ ان پہ ڈال کر جھکالی تھی۔

ادیان بولو مازہ کہاں ہے۔اس اپنے ساتھ کیوں نہیں لائے اور وہ گارڈز۔کچھ بول کیوں "

"نہیں رہے ادیان۔

محرم نے اس کی شرٹ جھنجھورتے ہوئے آس بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا ان کی حالت دیکھتے ادیان نے انہیں تھامنا چاہا لیکن وہ تو سنبھل ہی نہیں رہی تھی۔اور دوسری جانب اس کے پاس کوئی جواب ہی نہیں تھا۔

معاً باہر گیراج میں گاڑی رکنے کی آواز پہ سب کے چہروں پہ ایک لمحے کیلیے رونق چھاگئی۔ اس سے پہلے کہ وہ باہر کی سمت دوڑتی دروازے سے رائم کے ساتھ لیزے اور انابی کو اندر آتا دیکھ ان کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا انہوں نے متلاشی نگاہیں مازہ کیلیے یہاں وہاں دوڑائی لیکن وہ ناکام لوٹ آئیں۔

"لیزے یہ کیا ہوا آپکو۔"

عزہ اس کے بازو پہ بندھی پٹی دیکھتی تشویش سے اس کی سمت بڑھی تو وہ کوئی بھی جواب دیے بغیر ان کے سینے سے لگی پھپھک کر رودی۔انہوں نے روتی ہوئی انابی کو بھی اپنے سینے میں بھینچ لیا۔کچھ لمحے پہلے وہ گھر جو سکون کا گہوارہ لگ رہا تھا اب وہاں بے سکونی چھائی ہوئی تھی۔

ادیان مجھے جواب چاہیے مازہ کہاں ہے۔آپ لینے جانے والے تھے نہ اسے۔جواب دیں" "مجھے۔

اذلان شاہ کی دھاڑ پہ اس نے اپنی سرد نگاہیں ان پہ ٹکائی۔ سختی سے دانت پہ دانت جمالیے۔جب وہ بار بار انہیں بھیجنے پہ انکار کررہا تھا تو ان سب نے ہی ان سب کے کنسرٹ پہ جانے پہ زور دیا تھا۔

کہا تھا میں نے سب کو کہ کوئی نہیں جائے گا کنسرٹ میں۔لیکن نہیں میری تو کوئی" حیثیت ہی نہیں ہے شاید اس گھر میں جو میری باتوں کو سرے سے ہی کوئی سننا گوارا نہیں کرتا اب بھگتے سب۔نظرانداز کردیا جاتا ہے مجھے۔ناجانے وہ کہاں ہے کچھ نہیں معلوم۔بتائیں ڈیڈ کس سے جاکر پوچھیں۔

"ناجانے وہ کس حال میں ہوگی وہ۔

وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے شدید بے بسی کے عالم میں اب کے ان سے زیادہ زور سے بولا تھا۔اذلان شاہ کا حال تو گویا ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔رائم نے ان کے قریب پہنچتے ہی انہیں سہارہ دیتے ایک سرزنشی نگاہ ادیان پہ ڈالی تھی جو شاید غصے سے اپنا آپا کھورہا تھا۔محرم کی گرفت اس کے بازوؤں پہ بے ساختہ ڈھیلی پڑی تھی۔محرم نے بے یقینی کی کیفیت میں ادیان کی سمت دیکھا۔

کیا بول رہے ہو کچھ ہوش میں ہو تم۔رائم آپ بتاؤ مجھے کہاں ہے مازہ۔لیزے انابی وہ" "آپ کے ساتھ گئی تھی نہ کدھر گئی میری بچی۔

وہ تنے تنے تاثرات لیے ادیان سے مخاطب ہوئی لیکن اس کا سپاٹ انداز دیکھ کر وہ رائم کو لیزے کی سمت متوجہ ہوئی۔

"پھپھو خود کو سنبھالیں۔ہم اس کو تلاش کررہے ہیں وہ مل جائے گی انشاآللہ۔"

رائم نے انہیں اپنے سینے سے لگاتے ان کا سر تھپتھپاتے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

میری بچی کہاں ہے شاہ اسے ڈھونڈ کر لائیں کہی سے بھی۔کس قدر خوش تھی وہ جاتے" "ہوئے مجھے نہیں اندازہ تھا اس کی خوشیوں کو یوں نظر لگے گی۔

محرم پردرد لہجے میں بولتے اپنا چہرہ اذلان شاہ کے شانے میں چھپاتے ہچکیوں سے رودی۔ انہوں نے بھی بغیر کوئی لمحے کی تاخیر کیے انہیں اپنے سینے میں بھینچا تھا۔کنپٹی کی رگیں حد درجہ پھولی ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ جائے گی۔دل کا درد حد سے سوا تھا۔چہرے پہ سختی کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔

"لیکن یہ سب کر کون سکتا ہے۔"

عفان شاہ نے شش و پنج میں مبتلا ہوتے استسفار کیا تو سب نے الجھ کر اس کی سمت دیکھا جو اب کسی سے فون پہ بات کرنے میں محو تھا۔چہرہ تنا ہوا تھا۔

"ڈیڈ چلیں وہ۔"

ادیان فون سے فراغت حاصل کرتے ہی ان تک پہنچا اور اس آدمی کی کال سے لے کر یونی تک کی ساری بات ان سب کے گوش گزار دی۔ان سب کو اپنی حسیات معطل ہوتی

محسوس ہوئی۔ محرم تو باقاعدہ صوفے پہ ڈھے سی گئی عزہ نے ان کے ساتھ بیٹھتے انہیں اپنے سینے سے لگالیا۔

"ادیان لیکن کسی کی ڈیڈ سے کس قسم کی دشمنی اور اس سب میں ان کا مین ٹارگٹ لیزے تھی تو مازہ کو وہ کیوں۔"

رائم تو اس کی بات پہ بھونچکا ہی رہ گیا تھا۔ایک عجیب سی کیفیت اس کے وجود پہ حاوی تھی۔جبکہ اس کی بات پہ لیزے نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاکر اس کی سمت دیکھا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔مطلب مازہ اس کی بدولت اس مقام تک پہنچی تھی۔اس سب کی قصوروار وہ تھی۔اس کا دل گویا مٹھی میں جکڑا گیا۔دھواں دھواں چہرے سمیت بے یقینی سے اس کا ہاتھ لبوں پہ ٹھہرا۔ادیان ایک اذیت ذدہ نگاہ ان سب کے مغموم وجود پہ ڈالتے رائم کو بغیر کوئی جواب دیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی سمت چل دیا۔

لیزے جو کٹی کٹی نگاہوں سے اس کا عجیب سا رویہ محسوس کررہی تھی ضبط ٹوٹتے ہی اپنی تکلیف کی پرواہ کیے بغیر اس کے عقب میں دوڑی۔ادیان جو محسن سے ملاقات کے لیے اس کے آفس میں جارہا تھا اپنے عقب سے آتی قدموں کی چاپ پہ اس کے قدم

بے ساختہ زمین پہ جم سے گئے۔ لیزے نے رندھی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جس کے چہرے پہ تھکن عیاں تھی۔اس کی حالت پہ اس کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"ادیان۔"

اس نے دھیرے سے لب کشائی کی۔ادیان نے سرعت سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"ادیان مازہ مل جائے گی نہ۔وہ لوگ مجھے لے جاتے اسے کیوں لے کر گئے۔"

وہ روتے روتے اس کی شرٹ تھامے اس کے سینے پہ چہرہ ٹکا گئی۔ادیان جو دم سادھے اس کی باتیں سن رہا تھا اس کا ہاتھ دیکھتے اس کی آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے اس نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے الگ کیا اور اس کا ہاتھ تھامتے انگوٹھی کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی۔چہرے کے عضلات تن چکے تھے۔

"لیزے رنگ کہاں ہے۔"

اس نے اس کی انگلی پہ زور دیتے سرد لہجے میں استفسار کیا اور برفیلے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔ جبکہ اس کو اپنے ازلی انداز میں آتا دیکھ لیزے کی سانسیں خشک ہوگئی۔ اس

نے ناسمجھی سے اس کی سمت دیکھا جو اس قدر نازک صورتحال میں بھی رنگ کے متعلق جانچ پڑتال کررہا تھا۔

''میں کچھ پوچھ رہا ہوں کہ رنگ کہاں ہے۔''

اس نے لیزے کی آنکھوں میں اپنی لہو رنگ آنکھیں گاڑھے تیز لہجے میں بولتے جیسے اسے جتایا۔جواباً اس کی ہمت باقاعدہ جواب دینے لگی۔ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑگئے۔اس نے ایک سہمی ہوئی نگاہ ادیان کے چہرے پہ ڈالی جہاں کسی بھی قسم کی نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

''وہ ادیان وہ میں نے مازہ۔''

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتی ادیان نے جھٹکے سے اس کے دونوں بازؤوں کو اپنی سخت گرفت میں قید کرلیا اور اس کے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ایک تمسخر اڑاتی نگاہ اس کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے پہ ڈالی۔

''کیا کہا تھا میں نے تمہیں وہ رنگ پہناتے ہوئے۔''

اس نے برفیلے لہجے میں کہتے اسے گزشتہ دن سلیقے سے یاد دلایا تو اس کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا وہ اس کی حالت سے یکسر انجان اپنی ہی بول رہا تھا۔

"ادیان پلیز چھوڑیں مجھے تکلیف ہورہی ہے۔"

اس نے اپنی تمام ہمت متجمع کرتے اس کی مضبوط گرفت سے اپنا آپ چھڑوانا چاہا جواباً اس نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"کوئی بات نہیں تھوڑی بہت تکلیف کی حقدار تو تم بھی ٹھہری نہ۔اس تکلیف کا اندازہ تمہیں بھی ہونا چاہیت۔جب میں نے سختی سے تمہیں ایک بات بار بار باور کرائی تھی کہ کسی بھی حالت میں وہ رنگ تمہاری انگلی سے نہیں اترنی چاہیے تو ادیان شاہ کی بات ٹالنے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی جواب دو مجھے ڈیم اٹ۔"

اس کی اس قدر شدید رِدِ عمل پہ لیزے تو باقاعدہ تھر تھر کانپنے لگی تھی۔اس کے چہرے پہ چٹانوں جیسی سختی تھی۔معاً اس کی گہرے سیاہ نین کٹوروں سے ایک موتی ٹوٹ کر سرخ عارض پہ گرا تھا۔ادیان نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے پھینکا تھا وہ حزن و ملال کی

کیفیت میں گھڑی لڑکھڑاتے ہوئے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔اس کی گرفت کی بدولت سفید پٹی پہ سرخ رنگ پھر سے نمایاں ہوچکا تھا۔

ادیان وہ مجھے لوز تھی تو میں نے مازہ کو دی تھی۔میں آپ کی بات ٹالنے کا تو سوچ بھی" "نہیں سکتی آپ کیسے کہ سکتے ہیں یہ۔

وہ اپنی انا کو ایک بار پھر پیروں تلے روندتی اس کا بازو تھام گئی ساتھ ہی اپنی صفائی میں بولنا چاہا ادیان نے ایک ٹھنڈی نگاہ اس پہ ڈالی۔بکھرے بال روئی روئی آنکھیں اس کی حالت بھی الگ نہیں تھی لیکن ادیان شاہ کو فالوقت اس سے کسی قسم کی بھی ہمدردی محسوس نہیں ہورہی تھی کیونکہ اس نے اس کی بات ٹالنے کی ہمت کی تھی۔

لیکن تم یہ کام سرانجام دے چکی ہوں لیزے اس لیے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے" میرے سامنے سے دفع ہوجاؤ اس سے پہلے کہ میں اپنا ضبط کھوتے کوئی انتہائی قدم "اٹھانے پہ مجبور ہوجاؤں۔اس وقت مجھے تم ناقابلِ برداشت لگ رہی ہو۔

اس کے اس قدر سفاکی سے حکم سنانے پہ لیزے کی آواز حلق میں ہی دب گئی تھی۔دل میں بری طرح ٹھیس پہنچی تھی۔اس نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ مغموم نگاہوں

سے اس کی سمت دیکھا تھا جو اب خون آشام نگاہوں سے اسے ہی گھورتے جیسے اپنے اندر کا غبار ذہر کی صورت میں اس میں انڈیل رہا تھا۔لیزے کا دل دھک سے رہ گیا۔

"ادیان آپ ایسا کہہ سکتے ہیں۔"

وہ ویران نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے سرسراتے لہجے میں بولی۔اسے فضا یکدم بوجھل سی محسوس ہوئی تھی۔وہ بے یقینی کی کیفیت میں یک ٹک بنا پلک چھپکائے اسے دیکھ رہی تھی جو اسے یہاں سے جانے کا عندیہ دے رہا تھا۔

"آئی سیڈ گیٹ آؤٹ فرام ہیئر لیزے صائم خان۔"

اس کی دھاڑ پہ وہ اچھل کر دیوار سے لگی باقاعدہ لرز گئی تھی۔اس کے اس قدر کھردرے لہجے میں بولنے پہ لیزے کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی تھی۔ تو کیا اتنی چھوٹی سی کوتاہی پہ وہ اس سے اس کی ذات کا حوالہ بھی چھین رہا تھا۔اس سب میں اسے اپنا قصور کہی تلاش کرنے سے بھی نہیں مل رہا تھا۔

"جب سے میری زندگی میں آئی ہو ہر بار میں ایک نئی اذیت سے دوچار ہوا ہوں۔کہی ڈھونڈنے پہ بھی کوئی خوشی کا لمحہ میسر نہیں آیا۔پہلے وہ چھن گئی جسے میں نے چاہا تھا

اس کی وجہ بھی تم تھی پھر میری جان سے پیاری بہن مجھ سے دور ہو گئی اور کی وجہ بھی کہی نہ کہی تم ہی ہو۔

زندگی جہنم بنا کر رکھ دی ہے۔جب جب میرے سامنے آتی ہو تب تب مجھے اپنی اذیتیں نئے سرے سے تازہ ہوتی محسوس ہوتی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی زخم کو کرید رہا ہے۔"

وہ ایک کٹیلی نگاہ اس پہ ڈالتے نفرت بھرے لہجے میں پھنکارا۔اس کے لفظوں کی تاثیر سے لیزے کے چہرے کا رنگ سرعت سے بدلا تھا۔اس کے الفاظ اس بارود کی نسبت تھے جو اس کی روح تک کو جھلسا گئے تھے۔آنسو رو رو کر باقاعدہ خشک ہو چکے تھے۔وہ ششدرہ سی اس بے رحم انسان کو تک رہی تھی جس کے سامنے وہ بارہا بار جھکی تھی اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اور وہی شخص اس کے دل کے بند ہونے کا سبب بن رہا تھا۔اس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے اس میں اٹھتی ٹیسوں پہ قابو پانا چاہا وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی حالت ادیان پہ ذرا سی بھی عیاں ہو۔محبت کا جو بت چھناک سے ٹوٹتے

اس کی کرچیاں اس کے ذرے ذرے اس کے دل میں پیوست ہوتے اسے لہو لہان کرگئے تھے وہی وہ اندر سے بلکل مرگئی تھی۔

"دیان۔"

ایک بار پھر اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس نے اسے شدت سے پکارا تھا وہ جانتی تھی کہ اس وقت اس کے حواس سلب ہے وہ مازہ کی گمشدگی پہ ٹوٹا بکھرا ہوا ہے۔اپنی یوں بے قدری پہ رونا بھی آرہا تھا لیکن وہ رونا ہی تو نہیں چاہتی تھی۔ تبھی اپنی شرٹ کی آستین سے اپنے گال کو رگڑ ڈالا۔

"لیزے انف از انف۔"

معاً اپنے عقب سے آنے والی سخت آواز پہ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔اس نے اپنا حلق تر کرتے جوں ہی گردن ترچھی کی رائم ان سے کچھ قدم کی دوڑی پہ کھڑا خون آشام نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔ادیان کی اس قدر ہتک آمیز لہجے پہ رائم کا خون ہی کھول اٹھا تھا۔لیزے نے آنسوؤں سے لبریز نگاہیں رائم پہ ڈالتے دوبارہ جھکالی۔رائم کے سامنے اپنی اس قدر توہین پہ اس کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ

پڑگیا۔رائم ایک تلخ مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک پہنچا اور ایک جھٹکے سے ادیان کا بازو اپنی آہنی گرفت میں لیتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا لیکن اس کے چہرے پہ کسی قسم کا افسوس موجود نہیں تھا۔

"تم پہ نہیں تم تو شروع سے ویسے ادیان یہ سب سن کر مجھے خاصا افسوس ہورہا ہے۔ ہی ایسی طبیعت کے مالک ہو۔ایک انا پرست اور گھمنڈی انسان جسے شروع سے ہی اپنی ذات سے مطلب رہا ہے۔اپنے دکھ تکلیف کے آگے سب کے دکھ تمہیں ریت کے ذرے برابر بھی محسوس نہیں ہوتے۔یہاں تک کہ ہماری دوستی میں بھی بارہا بار یہ بات آئی جو میں سرے سے کئی بار فراموش کرتا رہا ہوں۔افسوس مجھے اپنی ہی ذات پہ ہورہا ہے کہ میں نے یہ سب جانتے بوجھتے اسے تمہارے ساتھ باندھ دیا۔اپنی جان سے پیاری بہن کو جانتے بوجھتے اسے ایک ایسے شخص کے ساتھ باندھ دیا جو ایک نفسیاتی انسان ہے۔تم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ان سب باتوں کا اس کے دل پہ کیا اثر پڑے گا۔ کبھی اپنی ذات سے نکل کر کسی اور کے متعلق بھی سوچنا ادیان شاہ۔

لیکن ایک بات تم بھی ذہن نشین کرلو میری بہن مجھ پہ بوجھ نہیں ہے اور نہ ہی میں ایسا مرد ہوں جو اس قدر بکواس سننے کے باوجود تمہارے قدموں میں بچھا چلا جاؤں گا کہ میری بہن کو اپنالو۔ایک غیرت مند پٹھان ہوں۔یہ بات اچھے سے ازبر ہے کہ اگلے کو
"اس کی اوقات کب کہاں اور کیسے دکھانی ہے۔

اس نے قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورتے تنفر بھرے لہجے میں اسے مخاطب کیا لیکن وہ اس کی باتوّ پہ بے نیازی سے کندھے جھٹک گیا معاً اس کی آخری بات پہ ستائشی انداز میں اس کی سمت دیکھتے ایک تمسخر اڑاتی نگاہ رائم پہ ڈالتے اس کے عقب میں کھڑی لیزے پہ اچٹتی نگاہ ڈالی۔

ان دونوں کی آوازیں لمحہ بہ لمحہ اونچی ہوتا دیکھ باقی گھر والے بھی وہی آچکے تھے اور تعجب اور صدمے کی ملی جلی کیفیت میں ان دونوں پہ نظریں ٹکائے کھڑے تھے جو ایک دوسرے کو خون آشام نگاہوں سے گھور رہے تھے۔معاً محرم کی نگاہ خاموش اور ساکت کھڑی لیزے پہ پڑی تو وہ عزہ سے اپنا ہاتھ چھڑواتی اس تک پہنچی اور اسے اپنے سینے

سے لگایا لیکن وہ تو ساکت سی کھڑی ہنوز خاموش تھی جیسے جسم سے جان نکل رہی ہو۔آنکھوں میں زندگی کی کوئی رمق دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"ویسے اتنا ہی نفسیاتی گھنڈی اور انا پرست انسان ہوں تو لے جاؤ اپنی بہن کو یہاں سے۔ ویسے بھی اس کا گزارا اب شاید یہاں مشکل بھی ہو جائے گا۔"

وہ اس کی جانب جھکتے برفیلے لہجے میں پھنکارا۔آنکھیں شدت گریہ سے سرخ پڑ رہی تھی۔اس کی سنگدلی پہ رائم نے ایک اذیت سے بھرپور نگاہ اس پہ ڈالی۔لیزے نے باقاعدہ سانس لینے کی کوشش کی لیکن اس کیلیے یہ ایک کٹھن مرحلہ محسوس ہو رہا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے جسم سے کوئی روح کھینچ رہا ہوں۔

"ویسے ہم لے جا رہا ہوں اسے ہی۔مزید اس کا یہاں رہنے کا کوئی تک بھی نہیں ہے۔ویسے بھی اپنی ذات کا حوالہ بھی تم اس سے لے ہی چکے ہو۔کاش میں اتنا مضبوط ہوتا اس کے معاملے میں کہ یہ فیصلہ لینے سے پہلے ہزار بار ضرور سوچتا۔تم نے آج ایک بھائی کو اسی کی نظروں میں بڑی طرح زمین پہ پٹخا ہے۔"

وہ نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے درد بھرے لہجے میں گویا ہوا۔آنکھوں سے ایک آنسو نکلتا اس کی بئیرڈ میں جذب ہوا تھا اور یہ وہ آنسو تھا جو اس کے بچے کیلیے اس کی آنکھ سے بہا تھا کس قدر بے بس تھا وہ چاہ کر بھی اس کے لیے کچھ کر نہیں پارہا تھا۔

"نہیں رائم ایسے نہیں کہتے۔"

عفان نے آگے بڑھتے ان کی بات میں مداخلت کرتے معاملے کی نزاکت کو سنبھالنا چاہا تھا لیکن اس کا نفی میں ہلتا سر دیکھ وہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔اس کے پتھریلے تاثرات دیکھ ان سب کو معاملے کی سنگینی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔رائم ان سب سے ملتے لیزے کی سمت متوجہ ہوا تھا جو سپاٹ نگاہوں سے اسے ہی تک رہی تھی۔رائم کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

میرا بچہ۔اس قدر کمزور کیوں پڑرہا ہے میں تو ایسا بلکل نہیں چاہوں گا کہ آپ اپنی عزت" "وآبرو پہ کومپرومائز کرے۔مجھے کسی بھی حال میں اسے مضبوط دیکھنا ہے۔

وہ اسے اپنے سینے میں بھینچتے اس کے سر پہ لب رکھ گیا تھا۔لیزے کے دل کا درد حد سے سوا ہوتے اس کے وجود میں سرائیت کرتا جارہا تھا۔ضبط سے چہرہ سرخ پڑرہا تھا۔اس

نے اپنا لرزتا ہاتھ اپنے دل کے مقام پہ رکھتے بے ساختہ مسلا تھا۔ لیکن وہ تو جیسے ایک ذہر بن کر اس کے سینے میں پھیلتا ہی جارہا تھا۔ معاً ناجانے کیا سوچ کر وہ رائم کا حصار توڑتے ادیان کے مقابل آئی تھی اور ایک ویران نگاہ اس کے چہرے پہ ڈالی تھی۔ شاید وہ تلاش کرنا چاہ رہی تھی اس ادیان کو جو اس سے محبت سے پیش آتا تھا اس کی کیئر کرتا تھا۔ چاہے محبت نہیں کرتا تھا لیکن ایک چاہت تو تھی تو لیزے کی ہمت باندھے رکھتی تھی۔

آپ کو آپکی فتح مبارک ہو ادیان شاہ۔ جشن ضرور منائیے گا۔ آپ کو آپ کی انا بھی مبارک" ہو۔ آج لیزے خاک کا وہ ڈھیر ہوگئی ہے جسے اب کوئی بھی پیروں تلے بھی روند دے گا نہ اسے فرق نہیں پڑے گا۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو نئے سرے سے اذیتوں سے دوچار کرایا ہے اس کا جواب آپ خود میں تلاش کریں گے اب سے کیونکہ میں اپنی صفائی میں مزید کچھ نہیں بولوں گی۔ آپ نے اپنی ذات کا غرور چھینا مجھ سے تو آج مجھے باقاعدہ اس چیز سے سکون حاصل ہوا ہے۔ اس گزرے ہفتے میں آپ کے ساتھ رہ کر اتنا تو اندازہ مجھے ہوچکا تھا کہ میں کبھی بھی آپ کی زندگی میں وہ مقام حاصل نہیں کرسکتی جو

باقیوں کو حاصل ہے لیکن پھر بھی اپنے طور پہ کوشش جاری تھی۔میں نہیں جانتی تھی کہ میری محبت کو یوں سرے عام کوئی اشتہار بنا کر ٹانگ دے گا کہ آتے جاتے سب لوگ یوں مجھے تاک کر نشانہ بنا کر میرے وجود چھلنی کریں گے۔"

اس نے روتے روتے بولتے اپنا سینہ باقاعدہ مسلا تھا وہ اپنی چیخوں اور آہوں کا گلہ گھونٹتے بےآواز روتے ہوئے بول رہی تھی۔ رائم کا دل کسی انہونی کے خیال سے دھڑکا تھا جبکہ ادیان وہ تو جیسے اس کی باتیں سن کر بھی نظرانداز کررہا تھا۔وہ اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے سرد تاثرات سمیت نگاہوں کا زاویہ بدل گیا تھا۔

"وہ جارہی ہو ادیان میں اب کبھی نہیں لوٹوں گی۔وہ لیزے جو آپ سے محبت کرتی تھی وہ آپ کو اذیت کیسے دے سکتی ہے۔وہ کیسے آپ کی بات ٹال کر آپ کی ذات کو فراموش کرسکتی ہے۔لیکن اب یہاں سے جاتے ہی وہ لیزے مرجائے گی۔ہمیشہ کیلیے اس کا وجود ہوا کے سپرد ہوجائے گا۔آپ پوری زندگی اپنی انا کے زعم میں رہیے گا۔اس لیزے کو اپنے آپ سے زیادہ آپ کا خیال رہا ہے۔جس محبت کے بت کو آپ نے پاش پاش کر کے کرچیوں میں تبدیل کیا ہے نہ ان کرچیوں کو میں اب سمیٹ کر ایک بند ڈبے میں

قید کردوں گی ہمیشہ کیلیے تاکہ ان کا نام و نشان بھی اس صفحہ ہستی سے مٹ جائیں۔ کبھی ان بھوری آنکھوں میں اپنا عکس واضح دیکھنا چاہتی تھی۔ میں لیکن آپ نے ''تو میری ہی آنکھوں سے اپنا عکس نوچ ڈالا۔

وہ اپنے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑتی جیسے آخری بار اس تک اپنا پیغام پہنچا رہی تھی۔لبوں کی تراش پہ ایک مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا اور یہی مسکراہٹ ادیان کو بے تحاشہ کھٹکی تھی۔ادیان کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی اسی کو دیکھ رہے تھے جو اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر لبوں پہ مسکراہٹ سجائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ معاً اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا تھا ادیان نے بے ساختہ اسے تھامنا چاہا تھا لیکن وہ ہاتھ کے اشارے سے ہی اسے ٹوک گئی تھی اور پاس لگے پلر کو تھاما تھا۔چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ رہا تھا۔

پہلے لیزے تھکی تھی اس سفر کے آغاز میں۔پھر لیزے ٹوٹی لمحہ بہ لمحہ آپ کے ساتھ'' ''طے کرتے۔ اور اس سفر کے اختتام میں اب لیزے باقاعدہ ختم۔ تم

آخری الفاظ بولتے اس کی زبان لڑکھڑائی تھی دل کا درد ضبط سے باہر ہوتے شدت اختیار کرگیا تھا۔اس نے ایک مسکراتی نم نگاہ ادیان پہ ڈالی تھی۔فضا میں سکوت سا چھاگیا تھا۔

"اب لیزے ختم ہوگئی۔"

اور یہ آخری کاٹ دار الفاظ تھے جو اس کی زبان سے ادا ہوئے تھے ساتھ ہی اس کی گرفت پلر پہ ڈھیلی پڑی تھی۔ اس کا ہاتھ پلر سے چھوٹتا چلا گیا اور وہ دل پہ ہاتھ رکھتے جھکتی چلی گئی تھی۔رائم جو اس کی اس قدر گہری باتیں سن رہا تھا اس یوں گرنے پہ حواس باختہ ہوتے اس تک پہنچا اور اس کا سر اپنے گھٹنے پہ رکھتے اس کا گال تھپتھپایا تھا۔اس قدر اچانک ہوئی افتاد پہ باقی گھر والوں پہ بھی قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔وہ سب چیختے ہوئے اس کی سمت بڑھے تھے جبکہ ادیان بنا پلک جھپکائے اس کے فق چہرے کو دیکھ رہا تھا۔وہ گھر جو کچھ دیر قبل خوشیوں کا گہوارہ تھا۔ وہ اب ماتم کدا ذیادہ محسوس ہورہا تھا ایک قیامت تھی جو ان سب پہ ٹوٹی تھی۔

لیزے نے آنکھیں بند کرتے ہوئے بھی آخر میں بھی اس کا چہرہ ہی اپنی آنکھوں میں بسایا تھا اور وہی اس کی دراز پلکیں اس کی آنکھوں میں سایہ فگن ہوتی ہرسوں اندھیرا کرگئی۔اس کا بازو دل کے مقام سے ہٹتا نیچے کی جانب لڑھک گیا تھا۔

جی چاہتا ہے تیرا ہاتھ پکڑوں،پاس بلاؤ اپنی وفا کا یقین دلاؤ۔"

"اور آنسو نکل آئیں پھر تمہیں یقین آجائے اور میری جان نکل جائے۔

رائم کا اس کے چہرے پہ حرکت کرتا ہاتھ بے ساختہ تھما اس نے بےیقینی کی کیفیت میں اس کا ٹھنڈا پڑتا وجود دیکھا تھا۔اسے ایک لمحے کیلیے تو اپنے حواس مختل ہوتے محسوس ہوئے۔بغیر کسی لمحے کی تاخیر کیے اس نے اس کے وجود کو بازوؤں میں بھرا تھا اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بڑھتا کچھ یاد آنے پہ وہ واپس اذلان شاہ کی جانب آیا تھا۔انہوں نے بے ساختہ اس سے نگاہیں چرائی تھی۔وہ تو پہلے ہی اپنی بیٹی کی اچانک گمشدگی پہ ڈھے سے گئے تھے رائم نے افسوس سے ان کی سمت دیکھا۔

"ایم سوری پھپھا لیکن اپنے اس نام و نہاد بیٹے سے کہ دیجیے گا کہ جتنا جلدی ممکن ہوسکے طلاق کے کاغذات تیار کروائیں۔میں مزید اپنی بہن کو اس زندان میں تڑپنے کیلیے نہیں چھوڑ سکتا۔"

اس کی بات پہ ادیان کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔آنکھوں میں اشتعال امنڈ آیا اس نے ایک سرد و سپاٹ نگاہ رائم پہ ڈالی تھی۔باقی سب کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے ان کے کانوں میں کسی نے پگھلتا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"رائم لیزے۔میری ماذہ کہاں ہے۔"

محرم نے رندھی لہجے میں بولتے لیزے کے سر پہ ہولے سے لب مس کیے تھے وہ خاندان بھر کی سب سے نازک اور لاڈلی بیٹی تھی اور اسی کے ساتھ یہ سب وہ بھی انھی کے بیٹے کی بدولت ان کا ضمیر انہیں کچوکے لگارہا تھا۔رائم انہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دیتا اپنے قدم اس دہلیز سے پار کرگیا۔اس کے جاتے ہی محرم نے ایک شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

میں نہیں جانتی تھی کہ میری اولاد کس قدر کم ظرف ہے کہ وہ کسی اور انسان کا بدلہ لینے کی خاطر ایک نازک جان کو مشکل میں ڈالے گی۔آج تم نے لیزے کو مارنے کے ساتھ ساتھ اپنی ماں کو بھی مار دیا یے ادیان۔بس ایک کام کردو میری بچی کہی سے بھی لادو۔ورنہ لیزے اور مازہ کا دکھ کہی میری ہی جان نہ لے لے۔"

محرم کی بات نے جیسے اس کی سماعتوں پہ بم پھوڑا تھا اس نے تڑپ کر انہیں تھامنا چاہا تھا لیکن وہ اس سے پہلے ہی سسکتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔اذلان شاہ عفان کو اپنی تلقید میں آنے کا اشارہ کرتے باہر کی جانب بڑھ گئے تھے عزہ نے بھی اندر جانا ہی بہتر سمجھا تھا۔انابی پہلے ہی فاریہ کے پاس موجود تھی۔

"ڈیم اٹ۔"

ان سب کے منظر سے ہٹتے ہی اس نے سختی سے لب آپس میں پیوست کرتے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا معاً اپنے اعصاب پرسکون کرتے وہ کندھے جھٹکتا اپنی چوڑی کلائی پہ موجود گھڑی کی سمت متوجہ ہوا جو دس بجارہی تھی۔محسن سے ملاقات کا سوچتے وہ بھی گاڑی میں بیٹھتے اس کے آفس کی سمت بڑھا گیا۔وہ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے کسی صورت

نہیں بیٹھ سکتا تھا۔اس وقت غصے میں وہ جو کچھ بھی لیزے کو بول بیٹھا تھا بعد میں اسے منانے کا سوچتے گاڑی کی رفتار بڑھا گیا لیکن اس کے نزدیک یہ جس قدر آسان تھا کیا یہ سچ میں اتنا سہل تھا۔سر میں درد کی ایک لہر اٹھی تھی۔

"جس نے بھی یہ حرکت کرنے کی کوشش کی ہے نہ اس نے اپنی موت کو خود ہی دعوت دی ہے۔زندگی نا اجیرن کردی اس کی میں نے تو میرا نام بھی ادیان شاہ نہیں۔"

وہ سٹیرنگ پہ اپنی گرفت مضبوط کرتا اس وقت شدید تکلیف میں مبتلا تھا۔امائزہ کی فکر رہ رہ کر ستا رہی تھی۔ناجانے وہ کیسی ہوگی۔معاً اس کے دماغ میں جھماکہ سا ہوا۔چہرے کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑ گیا۔دفعتہً اس کی سماعتوں میں لیزے کی لرزتی ہوئی آواز گونجی وہ پورے قد سے ڈھے گیا۔

"دیان وہ امائزہ کے پاس۔"

وہ اس کے آفس کے قریب پہنچتے جھٹکے سے اپنی گاڑی کو بریک لگا گیا تھا۔کاش وہ اپنے حواس پرسکون کرتے ایک بار اس کی بات سن لیتا تو آج بات یہاں تک قطعی نہ پہنچتی۔لیکن جلد ہی اس کے تاثرات برفیلے ہو چکے تھے کیونکہ وہ کسی بھی چیز کو حواسوں پہ

زیادہ سوار نہیں کرتا تھا یا شاید وہ بے حس تھا۔وہ لیزے سے بعد میں ملاقات کا سوچتا گاڑی پارک کرتا تقریباً بھاگنے والے انداز میں اندر کی سمت بڑھا تھا جہاں محسن اس کا محو انتظار تھا۔

یہ ایک بند کوٹھری نما بوسیدہ سا کمرہ تھا جہاں ہر سو تاریکی نے بسیرا کیا ہوا تھا کھڑکیاں دروازے بند ہونے کی بدولت روشنی کا اندر آنا ناگزیر تھا کمرے کی دیوار پہ ایک پیلا بلب لگا ہوا تھا جو ایک منٹ کیلیے چلنے کا کام سرانجام دیتا اور پھر بند ہوجاتا جس کے کمرے کا منظر مزید ہولناک ہوجاتا ایک جانب میز اور چند کرسیاں اس کے اردگرد رکھی ہوئی تھی۔ کرسیوں پہ دو دراز قد آدمی بیٹھے تاش کھیلنے کا کام سر انجام دے رہے تھے ساتھ ساتھ منہ میں دبا ہوئے سیگریٹ سے کمرے میں عجیب سی بدبو نے احاطہ کیا ہوا تھا وقتاً فوقتاً ان کی نگاہ کمرے کے عین وسط میں رکھی کرسی کی جانب اٹھتی جہاں ایک نسوانی وجود رسیوں میں دنیا مافیہا سے بے گانہ تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے شاطرانہ مسکرائے چہرے پہ سجاگئے جیسے ان کا کام اب مکمل ہوگیا ہو۔ دفعتاً موبائل سے آنے والی آواز پہ

وہ دونوں گویا ہوش کی دنیا میں واپس آئے لیکن موبائل پہ آنے والی کال کی شخصیت کا نام دیکھ ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے ہڑبڑی میں تاش کے پتے اٹھاتے ایک بوسیدہ الماری کے کونے میں چھپانے والے انداز میں رکھے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر سکون کا سانس خارج کیا اور ڈرتے ڈرتے فون کان سے لگایا۔

"جی باس۔"

ایک آدمی کی سرسراتی ہوئی آواز گونجی جیسے ابھی بے دم ہوکر فرش پہ گرجائے گا۔ دوسرے آدمی کی نگاہیں اس کرسی پہ بندھے ہوئے وجود کے آرپار ہورہی تھی۔ اس کے ساتھی کے ٹھوکا مارنے پر وہ درد کی شدت کی کراہ کر رہ گیا اور کرسی پر سے نظریں ہٹاتے خون آشام نگاہوں سے اسے گھورا۔

باس پہنچ گئے ہیں تم جلدی سے اس کرسی کو اس الماری میں رکھے کپڑے سے صاف" کرو اس سے پہلے کہ ان کا غصہ ہم پہ نکل جائے۔ اور ویسے بھی آج تو خوشی کا دن ہے "جشن منائے گے ہم جب باس ہمارے کام سے خوش ہوکر ہمیں معاوضہ دیں گے۔

وہ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لیے بولا تو مقابل بھی مکروہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا معاً ان کی نگاہ کرسی کی جانب اٹھی جہاں بیٹھا وجود درد کی شدت سے اپنا سر پکڑے کراہ رہا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے خباثت سے مسکرا دیے۔کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس شخص نے کپڑوں سے اپنے ہاتھ صاف کرتے دروازہ کھولا تو چرڑ کی آواز سے دروازہ کھلتا چلا گیا۔دروازے کے کھلتے ہی چودھری کروفر سے چلتا سرعت سے اندر داخل ہوا اور داد دیتی نگاہوں سے اس شخص کی جانب دیکھا اس کی بھوری کانچ سی آنکھیں کرسی پہ بیٹھے وجود کو دیکھتے چمک اٹھی جس کا رخ دوسری جانب تھا۔ اس بدولت وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا چہرے پہ پراسرار سی مسکراہٹ رقصاں تھی وہ اپنے چہرے سے ماسک ہٹاتا مضبوط قدم اٹھاتا اس کرسی کے عین پشت پہ جا کھڑا ہوا۔

باس ہم نے آج آخر کار یہ کام مکمل کردیا ہے ہمیں امید ہے کہ آپ اس کام کا" معاوضہ ہمیں اچھے سے اچھا دیں گے۔"

ایک آدمی دانت نکوس کے بولتے ہوئے میز کے پاس رکھی ایک کرسی اٹھالایا اور چودھری کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ پوری شان ایک ٹانگ پہ رکھے اس پر براجمان ہوگیا

اور ساتھ ہی سگار سلگالیا۔اس نے ایک شخص کو کرسی گھمانے کا حکم دیا جس میں مسلسل ہلچل ہورہی تھی جس کا مطلب یہ تھاکہ وہ نسوانی وجود ہوش میں آرہا تھا۔

اس شخص نے مسکراتے ہوئے جیسے ہی کرسی کا رخ اس کی جانب موڑا اس کے چہرے سے مسکراہٹ لمحے بھر میں غائب ہوئی جبکہ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اس نے غیض کے عالم میں کرسی سے اٹھتے وہی کرسی زمین پہ الٹ دی تو وہاں موجود دونوں آدمی اس کے غصے کے خوف سے تھر تھر کانپنے لگے۔

"یہ کسے اٹھالائے ہو جاہل آدمیوں ایک کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا مجھے بھی یہ بات اچھے سے ازبر ہے کہ میرا کوئی کام آج تک تم نے ڈھنگ سے نہیں کیا لیکن پھر بھی ہر بار ایک آخری موقعے کے طور پر تم دونوں کو وارننگ دے دیتا ہوں۔"

چودھری تند نگاہوں سے انہیں گھورتے ہوئے چنگھارا اور سر کے بال مٹھی میں جکڑتے پورے کمرے کے چکر کاٹنے لگا غصے سے برا حال تھا آج اسے لگا تھاکہ وہ اس کام میں کامیاب ہوجائے گا لیکن یہاں بھی مات کھاگیا بے بسی کے عالم میں اس نے اپنے ہاتھ کا مکہ بنا کر اس لڑکی کی کرسی پہ مارا۔کرسی پہ بیٹھی مائزہ جو ہلکے ہلکے ہوش کی دنیا میں

لوٹ رہی تھی اپنے سامنے ان اجنبی چہروں کو دیکھتے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے والی ہوگئی۔

"بابا ماما۔"

وہ کانپتے لہجے میں ہولے سے بولی پورا وجود درد سے دوہرا ہورہا تھا وہ تو یونی گئی تھی لیزے انابی بھی تو اس کے ساتھ تھی تو یہاں کیسے یہی سب سوچتے وہ خوف سے آنکھیں میچتے اذلان محرم کو کو پکارنے لگی۔ معاً اس کی پکار پہ وہ تینوں چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئے وہ دونوں ہاتھ چہرے پہ رکھے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ لیزے کی جگہ اسے دیکھتے کچھ سوچتے اس کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا وہ گردن پیچھے کو گرائے مکروہ قہقہہ لگاکر ہنس دیا۔

"کوئی بات نہیں علیزے ادیان شاہ نہ سہی یہ بھی اسی خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ نہ یہ ہی سہی جلدی سے انتظامات کرو تم دونوں سارا سامان سمیٹنا شروع کردو جیمز کل رات تک یہاں پہنچ جائے گا پھر اسے اس کے ہاتھوں میں دے کر ہم لوگ یہاں سے فلائے کرجائیں گے مزید وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔"

وہ عجلت میں کہتا اس وجود کی جانب جھکا جو اس کی بات پہ سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہی تھی چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہورہا تھا۔وہ تو اس کی یہاں موجودگی یہاں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس کی حالت پہ چودھری مذاق اڑانے والے انداز میں قہقہہ لگااٹھا اور اپنی سرخ ہوتی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی۔

"پھر!۔مجھے یہاں دیکھ افسوس تو بہت ہورہا ہے ہوگا۔بہت جلد یہ سب ختم بے بی گرل تم ہوگی اور وہ جیمز یا وہ تمہیں کسی اور کے حوالے بھی کرسکتا ہے اس کے بعد تمہارا اس ملک سے کوئی رابطہ نہیں رہے گا اب تو اچھی خاصی رات بھی ہوچکی تمہارے گھر والے تمہیں تلاش کرتے کرتے تھک ہار کر بیٹھ چکے ہونگے۔"

وہ مصنوعی افسوس کرنے والے انداز میں بولا جبکہ لہجہ صاف مذاق اڑاتا ہوا تھا وہ اس کی جانب دیکھتے سہمتے ہوئے نفی میں سر ہلاگئی۔

"اتنا نہیں مجھے جانے دو تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ سب کرنے کی پلیز میرا کیا قصور ہے تو بتاؤ مجھے گھٹیا انسان ایسے مت کرو میرے ساتھ میرے گھر میں سب پریشان ہورہے ہونگے۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے اس کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے ہاتھ جوڑ گئی بازو بندھے ہونے والی بدولت اس سب میں کافی مشکل پیش آرہی تھی لیکن اسے اپنی عزت بچانے کی بدولت یہ کرنا تھا۔

لیکن مقابل کے پتھر دل پہ اس کے آنسوؤں کا کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ اس کی بے بسی سے لطف اٹھارہا تھا۔ تبھی اس کے سرخ ہوتے گال کو اپنی دو انگلیوں سے چھوا امائزہ اس کا غلیظ لمس اپنے چہرے پہ محسوس کرتے تڑپ کر پیچھے ہوئی۔

"اس کی مزید بکواس سننے کی ضرورت نہیں ہے اگر زیادہ بک بک کرے تو وہی کام کرنا جو کر کے اسے یہاں اٹھا کر لائے ہو۔یا مجھے بلا لینا ایسی لڑکیوں کو کیسے قابو کرنا ہے اچھے سے ازبر ہے مجھے۔اسے لے کر اڈے پہ پہنچو باقی سب سے بھی اس کی ملاقات کروادی جائے۔"

وہ تنبیہی لہجے میں انہیں باور کراتا اس نے سنہری بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑتے سیٹی بجاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا امائزہ چیخنا چلانا چاہتی تھی لیکن الفاظ جیسے سینے میں ہی دفن

ہوگئے تھے دل تھا جیسے مردہ ہوچکا تھا وہ خالی خالی نگاہوں سے ان دونوں آدمیوں کو تک رہی تھی جو رومال پہ کچھ لگا رہے تھے لیکن یہ سب فلحال اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

وہ ان پر سے نظریں ہٹاتے اپنے بازو پہ نظریں ٹکا گئی جہاں رسیاں باندھنے کی بدولت کھراچیں پڑ گئی تھی جن سے خون بھی رس رہا تھا۔ جلن کا احساس اتنا شدید تھا کہ وہ اپنی آنکھوں کو میچتے اپنے جان سے پیارے ڈیڈ اور بھائی اذلان شاہ اور ادیان کو یاد کرنے کو یاد کرنے لگی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے یہاں کیوں لایا گیا ہے لیکن یہ سن کر کہ وہ کسی غلط فہمی کی بنا پر علیزے کو لانے والے تھے مگر اسے لے آئے اسے یک گونہ سکون محسوس ہوا تھا۔ وہ اسے کبھی بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ معاً اپنے منہ پہ کلوروفورم سے لدھا رومال محسوس کرتے اس کی اپنے ہاتھوں پاؤں کو حرکت دینا چاہی لیکن بے سود۔ اس کا احساس اس قدر تھا کہ اس کے اعصابوں نے ساتھ دینا چھوڑ دیا اس کی گردن آہستہ آہستہ بائیں جانب ڈھلک گئی۔ جس کے ساتھ کمرے میں چلتا ہلکا ہلکا پیلا بلب جو فلحال پوری آب و تاب سے جگمگا رہا تھا وہ بجھ گیا شاید اس کمرے کی تاریکی کی طرح اس کی زندگی بھی تاریک ہونے کا اندیشہ دے رہی تھی۔

رائمہ جو چودھری کے افراتفری میں یہاں سے نکلنے پہ اچھا خاصہ پریشان ہوچکی تھی۔اس کے چہرے پہ جیت کی خوشی نمایاں تھی مطلب لکی نے وہ سب کام کرلیا تھا جس کیلیے وہ اس کی اچھی خاصی منت سماجت کرچکی تھی۔اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا تھا اس نے اس کی فریادوں کی لاج بھی نہیں رکھی تھی۔وہ صوفے پہ سکڑی سمٹ بیٹھی گھٹنوں میں چہرہ چھپائے ہچکیوں سے رودی۔معاً کمرے کی کھڑکی پہ کھٹکے کی آواز پہ اس نے ٹھٹھک کر آنسوؤں سے بھیگا چہرہ اوپر اٹھایا تھا اور کھڑکی کی جانب دیکھا جہاں سے لکی پھولے سانس سمیت اندر چھلانگ مارتے اب اپنے ہاتھ جھاڑ رہا تھا۔اشتعال کا ایک طوفان تھا جو اس کے وجود میں امنڈ آیا تھا وہ تیکھے بھسم کرتی نگاہوں سے اسے تکتی تن فن کرتی اس تک پہنچی اور اس کا گریبان تھامتے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی سمت کیا۔لکی نے ٹھٹھک کر اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھا تھا۔

مجھے لگا تھا کہ آج تم میری بات ضرور مانو گے۔گڑگڑائی تھی تمہارے آگے ایسا کوئی کام" مت کرنا لکی جس سے تم تباہ و برباد ہوجاؤ لیکن تم نے میری بات کو سرے سے ہی "نظرانداز کردی اور اپنی ہی من مانی کی نہ۔میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی لکی۔

وہ اس کی شرٹ جھنجھورتی آہوں سسکیوں کے درمیان تڑپتے ہوئے بولی۔اسے آج تک کسی اور سے نہ سہی لیکن لکی سے دلی لگاؤ تھا وہ جانتی تھی کہ وہ بھی اسے روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا وہ ضرور اس کی بات مانے گا لیکن اس نے بھی جواباً اس کے منہ پہ کیچڑ مل دیا۔لکی جو سکون سے سینے پہ ہاتھ باندھے اس کی بات کا ملاحظہ کررہا تھا آخری بات پہ بھونچکا رہ گیا۔اس نے بے ساختہ اس کی بات پہ نفی میں سر ہلایا۔

تیرا دماغ تو نہیں خراب ہوگیا رائمہ میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا بلکہ میں نے تو تیرا" فون بند ہونے کے بعد ہاں باس کو فون ملایا تھا لیکن ایک بار پھر زور و شور سے تیری اس آیت کی بازگشت ذہن میں ہورہی تھی میرے ضمیر نے مجھے ملامت کرنا شروع کردی تھی میں چاہ کر بھی وہ نہیں کرپایا۔تبھی باس کو میں نے فون کرکے جھوٹ کا سہارہ لیا کہ "ان کے ساتھ سکیورٹی بہت سخت ہے میں چاہ کر بھی ان تک نہیں پہنچ پارہا۔

اس نے اپنی بات کے اختتام پہ یقین دلانے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا اور اس کا ہاتھ تھامتے چہرے پہ بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا تو وہ تشکر سے اسے دیکھتے مسکرادی معاً اس کے دماغ میں جھماکہ سا ہوا وہ تڑپ کر اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا گئی۔

"تو نہیں تو وہ اس چودھری کے پاس کس لڑکی کی آمد ہوئی ہے اگر یہ تو نے نہیں کیا تو پھر اس سب کے پیچھے کون ہوسکتا ہے۔"

اس نے خالی خالی نگاہوں سے لکی کی سمت دیکھا لکی کی پیشانی پہ بھی حیرت سے شکنیں نمودار ہوئی وہ دونوں حیرت سے کنگ کھڑے گھتک سلجھانے کی کوشش کررہے تھے لیکن وہ یہ بات جانتے ہی نہیں تھے کہ انہیں بھی اس سب میں مہرہ بنایا گیا ہے۔

معاً اپنے عقب سے آنے والے مکروہ قہقہے کی آواز پر ان دونوں نے فق چہرے سمیت ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ان دونوں کی باقاعدہ سانسیں خشک ہوچکی تھی۔

"تمہیں کیا لگا رئید چودھری تم لوگوں کے بھروسے بیٹھے گا۔"

اس کی تیز دھاڑ پہ وہ دونوں اچھل کر دیوار سے لگے تھر تھر کانپنے لگے۔آنکھیں وحشت سے لال انگارہ ہورہی تھی۔لبوں پہ شاطرانہ مسکراہٹ رقصاں تھی۔رائمہ کو تو اس میں

باقاعدہ پہلے والے چودھری کی چھلک دکھی تھی جو روز اس کو نئے سرے سے زخم دیا کرتا تھا۔

اگلے دن کا سورج سب کیلیے نئی امیدیں لے کر طلوع ہوا تھا۔ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی چھائی ہوئی تھی۔مازہ کی گمشدگی کی خبر آگ کی تیزی کی طرح پورے خاندان میں پھیل چکی تھی۔سب لوگ اسی پریشانی میں شاہ ولا کی جمع تھے ماسوائے صائم خان اور رائم کے۔وہ دونوں ہسپتال میں لیزے کے پاس موجود تھے۔وہ پچھلی رات کے بیہوش تھی۔بار بار اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی جارہی تھی لیکن وہ تو جیسے زندگی سے ہی روٹھ گئی تھی جو خود ہی ہمت نہیں کررہی تھی۔رائم کے مطابق اس کا دماغ فلحال سن تھا تبھی وہ کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کررہی تھی۔ان دونوں کی حالت بے حد خراب تھی۔رائم نے فلحال صرف صائم خان کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ مازہ کی گمشدگی کے ساتھ گھر والوں کو اس خبر سے بھی جھٹکا ملے۔لیزے بے سدھ سی آنکھیں بند

کیے پڑی تھی۔صائم خان مضطرب انداز میں پیشانی مسلتے اسی کے پاس کرسی پہ براجمان تھے۔

انہوں نے محبت سے اس کا ہاتھ تھامتے لبوں سے لگایا تھا اس امید سے کہ وہ بھی جواباً ان کا ہاتھ تھامتے آنکھوں سے لگائے گی لیکن وہ تو حسرت ذدہ نگاہوں سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

"لیزے اٹھ جائے بابا کی جان۔ایک بار بس اٹھ جائے کبھی بھی خود سے دور نہیں جانے دیں گے بابا آپکو۔"

صائم خان اس کی ٹھنڈی پڑتی پیشانی پہ لب رکھتے تکلیف ذدہ لہجے میں گویا ہوئے۔ان کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی۔وہ تو ان کی جان سے پیاری اور نازک اولاد تھی جو کوئی بات بھی برداشت نہیں کرپاتی تھی ناجانے اس قدر بڑی کب ہوگئی۔ان کا دل خون کے آنسو رورہا تھا۔وہ اس کی تکالیف کا مداوا کرنا چاہتے تھے لیکن اس سے پہلے لیزے کا ہوش میں آنا ضروری تھا۔

"ڈیڈ۔"

معاً رائم لیزے کی فائل ہاتھ میں تھامے بے دھیانی میں کمرے میں داخل ہوا اور انہیں پکارا لیکن انہیں لیزے کے ساتھ مصروف روتا دیکھ وہ تڑپ کر ان کی سمت بڑھا اور ان کے شانے پہ بازو پھیلاتے انہیں تسلی دی۔

"کیا ہوگیا ہے ڈیڈ مضبوط بنے یارر۔ہماری لیزے بہت بہادر ہے۔دیکھئے گا لڑلے گی وہ اس بیماری سے بھی۔ہمت تو کبھی بھی نہیں ہارتی وہ۔اتنا تو جان گیا ہوں۔ہم سب سے زیادہ طاقت ور ہے یہ۔پتہ نہیں کہاں سے لاتی ہے اتنی ہمت۔"

وہ مشکل اپنے آنسو ضبط کرتا بوجھل لہجے میں گویا ہوا تو صائم خان نے ایک گہرا سانس بھرتے خود کے اعصاب پہ قابو پایا اور استفامیہ نگاہیں رائم کی سمت اٹھائی جیسے آنے کا سبب جاننا چاہ رہے ہو۔ان کی نگاہوں کا مفہوم سمجھتے رائم نے فائل ان کی جانب بڑھائی اور خود لیزے کی ڈرپ دیکھنے لگا جو تقریباً ختم ہی ہونے والی تھی۔اس نے ایک اذیت سے بھرپور نگاہ اس پہ ڈالی۔رات کا سارا واقعہ ایک بار پھر کسی فلم کی مانند اس کے ذہن کے دریچوں میں چلنے لگا تھا۔اشتعال کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں کوندی

تھی۔اتنا تو اس نے سوچ لیا تھا کہ لیزے کو تو وہ اس گھر میں قطعی نہیں جانے دے گا۔وہ اپنے بچے کو مزید کسی زندان میں تڑپنے کیلیے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

"میں شاہ ولا جارہا ہوں تم چلو گے۔مازہ کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل پایا نا جانے محرم اور اذلان کی کیا حالت ہوگی۔مجھے بہت پریشانی ہورہی ہے۔"

صائم نے فائل ریک میں رکھتے اپنا کوٹ اور سٹیتھوسکوپ اتارتے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا اگرچہ وہ جانتے تھے کہ اس کا جواب منفی ہی سننے کو ملا تھا مگر نا جانے کیا سوچتے انہوں نے پوچھ لیا۔ان کی بات پہ لیزے کے پاتھ سے کنولا نکالتے رائم کے حرکت کرتے ہاتھ وہی ساکت رہ گئے۔چہرے کے عضلات تن گئے تھے۔وہ دانت پہ دانت جمائے سپاٹ انداز میں رخ موڑتے صائم خان کی سمت متوجہ ہوا اور گردن نفی میں ہلاتے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

"رائم جو کچھ بھی ابھی ہوا ہے اسے فلحال ایک جانب رکھ کر سوچو۔حالات کچھ اور بھی ہے گھر کی بیٹی غائب ہے۔یہ کوئی معمولی بات بلکل نہیں ہے۔"

صائم خان نے اس کے سرد تاثرات دیکھتے سختی سے سے جتانا ضروری سمجھا تو وہ سختی سے لب آپس میں پیوست کرگیا۔ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے اپنے غیض پہ قابو پایا۔

"ڈیڈ میں پھر آجاؤں گا فلحال آپ جائیں۔ویسے کس کے ساتھ جارہے ہیں آپ۔میں کسی سے کہ کر ڈراپ کروادوں آپکو۔اب آپکے ہاتھ کا درد کیسا ہے۔"

اس نے ان کی طبیعت کے پیشِ نظر چونک کر ان سے استسفار کیا تو وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے نفی میں سر ہلاگئے۔

"نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے ایان پک کرنے آرہا ہے۔تم بس یہاں سب کچھ سنبھال لینا۔لیزے کو جوں ہی ہوش آئے آگاہ کردینا فون پہ اوکے۔ناجانے مازہ کہاں ہوگی جب سے اس بچی کا کیس دیکھا ہے دل کو عجیب سا دھڑکا ہی لگا رہتا ہے بس اللہ پاک سب بیٹیوں کی حفاظت فرمائے۔"

وہ تھکے تھکے انداز میں بولتے لیزے کے ماتھے پہ بوسہ دیتے اس سے پہلے باہر کی جانب بڑھتے اپنے عقب سے آنے والی رائم کی آواز پہ وہ ٹھٹھک کر رکے اور بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا۔

"مازہ انشاآللہ بہت جلد مل جائے گی ڈیڈ۔کیونکہ اس کا بھائی اسے تلاش کررہا ہے وہ شہر کا چپا چپا بھی چھان مارے گا میں پورے یقین سے کہ سکتا ہوں یہ بات۔اب اس بھائی کی بات بھی سن لے جس دن ادیان شاہ کی بہن اس کے گھر لوٹی اسی دن ادیان کو لیزے کو اس رشتے سے نجات دینی ہوگی۔"

وہ کھردرے لہجے میں اپنی بات پہ زور دیتے دھیمے لہجے میں غرایا۔ماتھے کی رگیں بری طرح پھولی ہوئی تھی۔ بھینچی ہوئی مٹھیاں اس کے ضبط کی گواہ تھی۔صائم خان نے ماتھے پہ بل ڈالے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔

"رائم دیکھو یہ گڈے گڑیا کا کھیل نہیں ہے شادی۔کہ جب جی چاہا کرلیا اور جب جی چاہا اس بندھن کو توڑ دیا۔اسے دونوں فریق ساتھ مل کر نبھاسکتے ہیں۔ہم لیزے کو کچھ دیر اپنے پاس رکھ کر بھی اس کی سزا تجویز کرسکتے ہیں۔ادیان سے غصہ ناراض میں بھی ہوں

لیکن فلحال یہ وقت نہیں ہے دکھانے کا بہت مشکل وقت ان پہ آیا ہے اور ایسے وقت میں اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں اور ویسے بھی طلاق اللہ پاک کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ فعل ہے۔سونے پہ سہاگہ ہمارے پاس وجہ کیا ہے کوئی ٹھوس وجہ ہے "تمہارے پاس۔ایسے گناہ کا سبب مت بنو۔آئندہ یہ لفظ بھی تمہاری زبان پہ نہ آئے۔

رسول اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے فرمایا '' :اے معاذ !روئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں فرمائی جو غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہو اور روئے زمین '' پر کوئی ایسی چیز پیدا نہیں فرمائی جو اس کے نزدیک طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ ہو۔

)دار قطنی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح (۔

:ایک دوسری حدیث میں ارشاد گرامی ہے

بے شک اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض ترین چیز ' '

'' طلاق ہے۔

(ابوداؤد)

چاہے یہ جائز ہے لیکن ہم ناجائز فائدہ ہرگز نہیں اٹھاسکتے اسکا۔ہمارا اسلام ہمیں یہ سب نہیں سکھاتا کہ بلاوجہ رشتے توڑے جائیں۔قطعہ تعلقی کی جائے۔امید ہے تم میری باتوں کا مطلب اچھے سے سمجھو گے۔ہمارے پاس بہت سے اور بھی طریقے ہیں جس سے ہم ادیان پہ یہ باور کراسکیں کہ لیزے اکیلی نہیں ہے۔"

"خیر میں شاہ ولا کیلیے نکلتا ہوں خیال کرنا اور میری بات پہ نظرثانی کرنا۔

وہ اس کے شانے پہ تھپکی دیتے مشکل اپنے کھردرے لہجے پہ قابو پاتے ایک نم نگاہ لیزے پہ ڈالتے کمرے کا دروازہ کھولتے باہر کی جانب چل دیے۔ان کے جاتے ہی رائم مضطرب انداز میں سر دونوں ہاتھوں میں تھامتے پاس رکھی کرسی پہ ڈھے سا گیا۔ان کی باتیں دماغ میں بری طرح گردش کررہی تھیں۔

صائم خان نے ہسپتال کا خارجی دروازہ عبور کرتے ہی ایان کے ساتھ گاڑی میں جگہ سنبھالی۔ایان نے باتوں میں مصروف گاڑی شاہ ولا کی جانب زن سے بڑھادی۔

وہاں پہنچتے ہی جیسے ہی انہوں نے اندر قدم رکھا اندر کا منظر ان کی توقع کے برخلاف تھا۔وہ تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ معاملہ یوں بھی بگڑ سکتا۔وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں

فاریہ تک پہنچے جو کسی کے قابو نہیں آرہی تھی مسلسل چیخ و پکار کرنے میں مصروف تھی۔انہوں نے اس طرح کا ڈرا سہما اسے ہسپتال کے پہلے دن دیکھا تھا۔آج پھر ایک بار اس کی حالت انہیں ٹھٹھکا گئی تھی۔ایسا بھی کیا ہوگیا تھا جو اس کی حالت سنبھلنے میں ہی نہیں آرہی تھی۔باقی سب بھی پریشانی سے انھی کی سمت متوجہ تھے۔صائم خان نے استفامیہ نگاہیں سب کی سمت اٹھائی جیسے پوچھنا چاہ رہے ہو کہ کیا ہوا۔حجاب نے انہیں ایک نظر دیکھتے حلق تر کیا۔

"صائم بھائی وہ میں نے بس اسے مازہ کی گمشدگی کا بتایا مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اس کا نتیجہ ایسا بھی ہوسکتا ہے۔میرے بتانے پہ فاریہ نے چیخنا چلانا شروع کردیا اور اس وقت سے اب تک یہ یہی بول رہی ہے کہ اسے بچالو۔"

حجاب نے شرمندگی سے سر جھکاتے پوری تفصیل صائم کے گوش گزاردی۔تو صائم خان نے تاسف سے اس کی سمت دیکھا جس کی دو بچوں کی ماں ہونے کے باوجود حرکتیں بچوں والی ہی تھی معاً وہ کندھے جھٹکتے فاریہ کی سمت متوجہ ہوئے۔

"فاریہ بچے یہاں دیکھیں۔کیا ہوگیا ہے آپ کا دوست کہاں ہے عزہ بچے فہیم کہاں ہے۔"

صائم نے اس کا گال تھپتھپاتے اس کے ہوش و حواس بحال کرتے عزہ کو مخاطب کیا تو وہ کندھے اچکا گئی۔صائم نے ماتھے پہ بل ڈالے ان سب کی سمت دیکھا اور ایک طائرانہ نگاہ پورے ہال میں ڈالی جہاں کسی مرد کا نام و نشان نہیں تھا۔

"انکل آپ بچالیں انہیں وہ لوگ بہت برے ہیں۔گندے لوگ ہیں وہ۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ماما پاپا۔"

ایکدم وہ اس کا حصار توڑتے باہر کی جانب بھاگی معاً دروازے سے اندر آتے ادیان سے بری طرح ٹکرائی۔اگر وہ بروقت اسے نہ سنبھالتا تو شاید وہ ضرور زمین بوس ہوجاتی۔ادیان کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔فاریہ نے سہمی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔اس کے آتے ہی محرم بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی اور اس کے عقب میں نگاہ دوڑائی۔محرم کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹ گئے۔اس نے دھندلی نگاہوں سے ادیان کی سمت دیکھا۔

"اسے اسکی ماما بتاؤ اسے۔ اسے تو لے کر آتے۔ وہ کہاں ہے لائے نہیں کو مازہ ادیان
بہت یاد کررہی ہیں۔ میں مر جاؤں گی ادیان۔ تم بھی پوری رات گھر نہیں آئے اپنی ماں کا
کسی کو خیال نہیں آتا۔ شاہ بھی غائب ہیں۔"

وہ اس کے سینے میں سر مارتے سسکیاں لیتے ہوئے بولی تو ادیان نے انہیں اپنے سینے میں بھینچتے ان کا سر سہلایا۔ وہ کل رات سے محسن کے ساتھ ہی مصروف تھا لیکن وہ دونوں چاہ کر بھی کوئی سراغ نہیں تلاش کرپائے۔ اس کا دل بھی خون کے آنسو رو رہا تھا۔ معاً اس کی نگاہ دور کھڑے صائم خان پہ پڑی جو آیت سے کسی بات میں مصروف تھے۔ انہیں دیکھتے ہی اسے اپنا لیزے کے ساتھ کل والا رویہ یاد آیا تو وہ آنکھیں میچ گیا۔ محرم کو خود سے الگ کرتے اس نے صوفے پہ بٹھایا اور صائم سے ملنے کا سوچتے ان تک پہنچا لیکن وہ اس کے گلے لگنے سے پہلے ہی سپاٹ انداز میں رخ بدل چکے تھے۔ ادیان نے شش و پنج میں مبتلا ہوکر ان کا رویہ دیکھا معاً رائم کی باتیں یاد کرتے وہ سختی سے دانت پہ دانت جما گیا۔

"میں اگر یہاں موجود ہوں تو اس کا مطلب قطعی یہ اخذ مت کرنا کہ میں آپ سے ناراض نہیں۔ میرے جگر کے ٹکرے کو تکلیف دے کر آپ نے مجھے بھی تکلیف سے دوچار کیا ہے ادیان۔ میں یہاں صرف امائزہ کی بدولت یہاں ہوں کیونکہ میرے لیے پرانے رشتے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ امائزہ کے بارے میں کچھ پتہ لگا۔"

انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکتے سختی سے اپنی بات اسے باور کرانا ضروری سمجھا۔ آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ رہی تھی۔ ادیان اپنے بڑھے ہوئے ہاتھ کی مٹھی بناتے جھٹکے سے نیچے پھینک گیا۔ معاً ان کے پوچھنے پہ دوبارہ ان کی سمت متوجہ ہوا۔ ایک لمحے کیلیے تو دل کیا ہے کہ لیزے کے متعلق پوچھ لے لیکن کس منہ سے۔

"نہیں ماموں فلحال کچھ بھی نہیں کوشش جاری ہے۔ دراصل آپ سب کو مجھے کچھ بتانا تھا۔

دراصل لیزے کو میں نے رنگ دی تھی پرسوں۔ تفصیل بعد میں بتاؤں گا کہ کیوں دی تھی لیکن اس رنگ میں ٹریکر اور کیمرہ فٹ تھا۔ وہ رنگ لیزے نے ڈھیلی ہونے کی بدولت مازہ کو دے دی بقول لیزے اور اس نے پہنی بھی تھی انابی کے مطابق تو پھر ہمیں

کچھ شو کیوں نہیں ہورہا ہم ٹریک کیوں نہیں کرپارہے مازہ کو میری سمجھ سے باہر ہے۔کل رات سے میں اسی وجہ سے غائب تھا منظر سے کیونکہ میں اس پہ کام کررہا تھا لیکن کوئی بھی افاقہ نہیں ہوا۔"

ادیان نے گلہ کھنکھارتے ان سب کو اپنی سمت متوجہ کیا تو سب نے استفامیہ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی۔ادیان نے اپنی دونوں آنکھوں کو دباتے جیسے جلن کو کم کرنا چاہا تھا۔جیسے جیسے وہ بتاتا جارہا تھا سب کے اعصاب تنتے ہوتے جارہے تھے۔سب کا خوف کے مارے برا حال تھا۔فاریہ اب انابی کے ساتھ لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"میری بچی۔"

محرم سے مزید برداشت نہ ہوا تو پھوٹ پھوٹ کر رودی صائم نے سرعت سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا سر پہ ہولے سے لب رکھتے اسے پرسکون کرنا چاہا۔

"بھائی لیزے کیسی ہے اب۔"

محرم کی دھیمی آواز پہ صائم چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا اور فقط سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

معاً باہر گاڑی رکنے کی آواز پہ وہ سب چونک گئے تھے۔اور منتظر نگاہیں دروازے کی جانب لگادی جہاں سے اب اذلان شاہ اندر تھکے ہارے اندر داخل ہورہے تھے۔صائم بغیر کوئی وقت ضائع کیے ان کے پاس پہنچے لیکن ان کے عقب میں آتے عفان شاہ کے ساتھ وجود کو دیکھتے ان کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلی۔ابھی باقی گھر والوں کی نگاہ ان پہ نہیں پڑی تھی۔

"اذلان مازہ۔"

صائم نے اپنی بات ادھوری چھوڑی تو وہ اپنی پیشانی مسلتے نفی میں سر ہلاگیا۔کس قدر بے بس محسوس ہورہا تھا وہ۔صائم نے ترحم بھری نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔
ان دونوں کے آگے سے ہٹتے ہی اب سب کی نگاہ اندر آنے والے وجود پہ پڑچکی تھی سب کا حال بھی صائم سے مختلف نہیں تھا کوئی اور تو نہیں البتہ عزہ کی آنکھوں کی شناسائی کی رمق سی ابھری۔دماغ پہ زور ڈالتے ہی اس کے دماغ میں جھماکہ سا ہوا۔اس نے بے یقینی سے عفان شاہ کے ساتھ اندر آتے وجود کو دیکھا۔

"حیدر علی۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز نکلی تو سب نے ٹھٹھک کر عزہ کی جانب دیکھا کہ وہ کیسے جانتی ہے البتہ فاریہ کی آنکھیں اس کی سرگوشی پہ پٹ سے کھلی تھی۔اس نے جھٹکے سے اپنا سر محرم کی گود سے اٹھاتے جھٹکے سے اپنی گردن موڑی تھی لیکن دروازے پہ ایستادہ وجود کو دیکھتے اس کا وجود زلزلوں کی ضد میں تھا۔چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا تھا۔دل کی دھڑکن باقاعدہ سست پڑچکی تھی۔ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑچکے تھے۔اس نے مشکل اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ پہ قابو پاتے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری اور سہمی ہرنی کی مانند نگاہوں سے سب کی سمت دیکھا تو کوئی اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔اس سے پہلے کہ وہ ڈر کے اندر کی جانب بھاگتی اس کا ہاتھ کسی کی سخت گرفت میں تھا۔خوف سے اس نے چیخنا چلانا شروع کردیا۔سب نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھ کان پہ رکھے آنکھیں میچیں چلا رہی تھی۔

"نہیں مجھے نہیں جانا کہی نہیں جانا انکل مجھے بچالیں پلیز ڈاکٹر انکل۔"

وہ صائم کی پشت پہ پناہ لیتی ہکلاتے لہجے میں منت سماجت کرتے ہوئے گویا ہوئی تو صائم نے اسے دیکھتے پچکارنے والے انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

"عفان یہ۔"

عفان نے جیسے ہی حیدر اور ان کے بیٹے کو لا کر لاؤنج میں موجود صوفے پہ بٹھایا تو عزہ نے حیرت سے استسفار کیا۔اذلان شاہ اپنے دوست کی کال آنے پہ سب سے معذرت کرتے باہر کی سمت چل دیے جبکہ عفان نے وہی سب کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی۔

ہم پولیس سٹیشن گئے تھے وہی ملاقات ہوئی ان سے بھی۔پچھلے چھ ماہ سے بیٹی لاپتہ"

"ہے اس کی بھی۔یہ بھی اسی متعلق پوچھ تاچھ کیلیے آئے تھے۔

عفان نے تشویش سے تفصیل ان سب کی سماعتوں میں اتاری تو محرم کو اپنا دکھ پھر سے تازہ ہوتا محسوس ہوا جبکہ فاریہ کے چہرے کے تاثرات تن چکے تھے۔آنکھوں میں من من آنسو جمع تھے۔ایکدم وہ اپنی تمام ہمت متجمع کرتے صائم کی پشت سے نکلی اور ایک گہرا سانس بھرتے اپنے حواسوں پہ قابو پانا چاہا۔عزہ نے حیرت سے اس کا اچانک خاموش ہوجانا محسوس کیا البتہ اس کے ہاتھوں کی لغزش کسی کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔

کہی اسی بیٹی کو تو تلاش نہیں کررہے آپ جسے آپ نے خود ہی بیچ دیا تھا اپنے انہی"

"ہاتھوں سے۔

فاریہ کی پاٹ دار کپکپاتی آواز پہ عفان کے ساتھ باتوں میں مصروف حیدر علی کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی سماعتوں میں کسی نے زہر انڈیل دیا ہو۔پہلے تو وہ اس آواز کو اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹک گئے معاً سب کے چہرے کے تاثرات دیکھتے انہوں نے دھیمے سے گردن ترچھی کی تو انہیں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اس پورے ولا کی عمارت ان پہ آگری ہو۔ہاں وہ فاریہ ہی تھی ان کی جان سے پیاری بیٹی۔

باقی سب بھی کبھی حیدر کو دیکھ رہے تھے تو کبھی فاریہ کو۔ناجانے اب کونسے راز سے پردہ اٹھنے والا تھا۔

"فاریہ۔"

ان کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی وہ بے یقینی کی کیفیت میں یک ٹک اسے دیکھے جارہے تھے جس کی آنکھوں میں انہیں نفرت کے سوا کوئی جذبہ دکھائی نہیں دے رہا تھا ان کے دل کو بے ساختہ دھکا سا لگا۔

نہیں ہوں میں فاریہ۔ مر گئی ہے فاریہ۔ان لوگوں نے ماردیا ہے مجھے آپ کے کہنے پہ"

"پاپا۔

وہ ہچکیوں سے روتی اذیت سے بھرپور انداز میں بولتی وہی زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔سب گھر والے خاموش ساکت نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے ان کے تو وہم و گمان میں نہیں تھا کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے۔جبکہ حیدر اس کی بات کو سختی سے جھٹلاتے اس کے قریب پہنچا اور زمین پہ بیٹھتے اسے اپنے سینے سے لگانا چاہا لیکن وہ پہلے کہ بدک کر پیچھے ہوئی اور تنبیہی انداز میں ان کی جانب دیکھا۔

"نہیں پلیز اب نہیں جاؤں گی میں۔میں کہی نہیں جاؤں گی۔پلیز مجھے معاف کردیں۔"

وہ ان کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتی کپکپاتے لہجے میں بولی تو اس کی حالت پہ تڑپتے دل کے ساتھ وہ آنکھیں میچ گئے۔ان کی بیٹی ایسی تو نہیں تھی کیا حال کردیا تھا ان لوگوں نے اسکا۔وہ تو اپنے باپ تک کو غلط گردان رہی تھی۔ان کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔

فاری میری جان اپنے پاپا کا یقین کرو میں نے ایسا کچھ نہیں کیا میں کیوں اپنی بیٹی کے" ساتھ ایسا کروں گا۔آپ تو میری زندگی ہو نہ۔آپ کیوں ایسی باتیں کررہی ہو۔کوئی بھی باپ ایسا کیسے کرسکتا ہے۔ادھر آؤ پاپا کے پاس ان کے تڑپتے سسکتے دل کو سکون دے دو۔"

وہ اس کی سامنے اپنی باہیں پھیلاتے عاجزانہ انداز میں گویا ہوئے تو فاریہ ایک نظر ان کے پھیلے بازوؤں کو دیکھتی ڈرتے ڈرتے ان کے بازوؤں میں آسمائی انہوں نے بھی اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔بار بار اس کے بالوں پہ لب رکھتے وہ جیسے اس کی موجودگی کا یقین چاہ رہے تھے۔باقی سب بھی نم نگاہوں سے ان دونوں کا ملاپ دیکھ رہے تھے۔حیدر نے اسے زمین سے اٹھاتے اپنے حصار میں لیتے ہی صوفے پہ بٹھایا تو وہ ان کی شرٹ کو سختی سے مٹھی میں بھینچ گئی جیسے ان کے بچھڑ جانے کا خوف ابھی بھی ہو۔

"مجھے بتائے میرا بچہ کون لوگ تھے وہ۔"

حیدر نے اس کے ماتھے پہ بکھرے بال سمیٹتے دھیمے سے اسے مخاطب کیا تو وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں انہیں ایک نگاہ دیکھتی دوبارہ ان کے سینے سے لگ گئی۔

وہ بہت گندے لوگ تھے انہوں نے بہت مارا مجھے۔اور اب مازہ آپی کو بھی لے گئے وہ" لوگ۔انہیں بچالو انہیں بچالو وہ مار ڈالیں گے انہیں بھی۔رائمہ آپی نے کہا تھا کہ سب کو "بچالینا سب کو مار ڈالیں گا وہ۔

وہ روتے روتے جیسے اپنے حواس کھو رہی تھی۔پریشے جلدی سے پانی کا گلاس پکڑتے اس کے لبوں سے لگاگئی وہ اب گھرے گھرے سانس بھرتی شرٹ کی آستین سے اپنے گال رگڑ رہی تھی۔

"فاریہ ادھر دیکھو آپ وہاں سے بھاگی تھی تو کونسی جگہ تھی وہ کچھ یاد ہے۔"

ادیان نے اس کو کچھ بہتر ہوتا دیکھ تفشیشی انداز میں پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلاگئی۔

نہیں وہ مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے۔بس اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی جنگل تھا۔بہت"

"خطرناک جنگل وہاں بھی انسان نہیں بستے حیوان بستے ہیں۔

وہ یہ بتاتے پھپھک پھپھک کر رودی۔ادیان اس کی حالت کے پیشِ نظر اس کا سر تھپتھپاتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اس سے پہلے کہ وہ باہر کی سمت بڑھتا اپنے موبائل پہ آنے والی اذلان شاہ کی کال پہ وہ چونک کر کال اٹھا کر کان سے لگاگیا۔ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اس کے قدم باہر کی جانب بڑھے تھے۔

"کہا تھا نہ چوھدری سے دھوکا نہیں چلے گا۔"

وہ بندوق کی نال پہ پھونک مارتا دحشت سے ان دونوں کی جانب دیکھتے دھاڑا جو اب دیوار کے ساتھ لگے تھر تھر کانپ رہے تھے۔چوھدری نے استہزائیہ مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"اے لکی ادھر آ۔"

اس نے پوری شان سے صوفے پہ براجمان ہوتے صوفے کی پشت پہ بازو پھیلاتے اسے اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا۔لکی نے اس کی بات پہ حلق تر کرتے رائمہ کی سمت دیکھا جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے پاس جانے کا اشارہ کررہی تھی۔وہ سوچ چکی تھی کہ اب آر یا پار کا فیصلہ ہوکر ہی رہے گا۔وہ اب بلکل بھی نہیں ڈرے سہمے گی کیونکہ اب اسے حق کیلیے آواز اٹھانی تھی۔چوھدری کی نگاہوں سے ان دونوں کی حرکت مخفی نہ رہی اس نے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے زیرک نگاہوں سے ان کے تاثرات کا جائزہ لیا۔لکی اپنے اعصاب مضبوط کرتا اس تک پہنچا تو چوھدری سے جھٹکے سے اس کا گریبان جکڑتے اپنے قدموں میں گراتے اس کی کمر پہ لات رکھی تھی اس اچانک ہوئی افتاد پہ لکی کراہ کر رہ گیا

جبکہ رائمہ کی چیخ بے ساختہ تھی۔چوھدری ان کی آنکھوں میں خوف کی تحریر دیکھتا مکروہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"اے رائمہ ماردوں کیا اسے۔"

اس نے بھنویں اچکاتے دیوار کے ساتھ لگی رائمہ کو مخاطب کیا تو وہ تنفر سے اسے دیکھتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔چوھدری نے تند نگاہوں سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا اور سائیڈ ٹیبل سے چھڑی اٹھاتے اچانک ہی اس کی سمت پھینکی تھی جو اس کے ساتھ ہی لگے پردے میں لٹک گئی تھی۔رائمہ کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا تھا۔

تم دونوں کو کیا لگتا ہے اتنی آسان موت دے گا چوھدری تمہیں۔چچ چچ تم لوگ بھی" سوچ رہے ہو گے کہ مجھے اس سب کے بارے میں کیسے علم ہے لیکن تم شاید یہ بھول چکے تھے کہ تمہارے مقابل کون ہے میرے آگے تم لوگ میری جوتی کی خاک برابر بھی نہیں ہو چلے تھے میرے سے ہوشیاری دکھانے۔چلو ایک شروع سے سناتا ہوں۔

کیا میں نہیں جانتا کہ اس لڑکی کو بھگانے کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔یہ تیری بھول ہے رائمہ کہ میں نہیں جانتا اس اڈے کے چپے چپے پہ کیمرے میں نے لگوائے ہیں ایک ایک سیکنڈ کی خبر ہوتی ہے میرے پاس۔تو نے بھگایا تھا نہ اسے۔"

ایکدم وہ للی کی کمر پہ ایک بار پھر سے لات رسید کرتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا رائمہ تک پہنچا اور اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے پھنکارا تو وہ تکلیف کی شدت سے آنکھیں میچ گئی البتہ کچھ بھی بولنے کیلیے منہ کھولنے کی زحمت نہیں کی۔چوھدری نے ایک جھٹکے سے اسے منہ کے بل زمین پہ پھینکا تھا۔

"حیرت ہورہی سب معلوم تھا مجھے چھپ چھپ کر جو تو نے میری ایک ایک بات سنی۔ ہے تجھ پہ ساتھ افسوس بھی تو نے مجھے دودھ پیتا بچہ سمجھ لیا تھا کیا۔للی اور تیری عشق معشوقیاں بھی میری نگاہوں سے مخفی نہیں تھی اور شاید تم دونوں کو یہ بات ازبر نہیں تھی کہ ایسی جگھوں پہ یہ سب نہیں لڑایا جاتا۔اس کی صرف ایک ہی سزا ہوتی ہے موت۔بد سے بدتر موت۔ جان گیا تھا میں کہ رائتہ پھیلے گا۔اور دیکھو رائمہ کی کال سنتے ہی

مجھے اندازہ ہوگیا تبھی اپنے خاص ملازم کو میں نے لکی کے تعاقب میں بھیجا۔اس لکی نے بھی میرے سے فراڈ کردیا۔"

چوھدری اس کی چہرے پہ پاؤں رکھتا ہوا قہر آلود نگاہوں سے اسے دیکھتے دھاڑا۔رائمہ نے اس کے چہرے پہ جگہ جگہ خون دیکھتے تکلیف سے آنکھیں میچ لی۔

"ارے ارے ڈرو نہیں بے بی۔ایسے تھوڑی موت دونگا۔ تم دونوں کو بیچ چوراہے میں لٹکا کر ایسی دردناک موت دونگا کہ کوئی بھی انسان اگلی بار سے چوھدری کے ساتھ دھوکا کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکے گا۔"

وہ بندوق کی نال اس کے چہرے پہ رکھتا خباثت سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"اللہ کے قہر سے ڈر چوھدری۔اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔تو تباہ و برباد ہوجائے گا۔اب تو ہمیں مار بھی دے تو دکھ نہیں ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی لیکن تیری موت میں لکھ کر دے سکتی کہ بہت عبرتناک ہوگی۔لوگ عبرت حاصل کریں گے۔حاکم بن بیٹھتے ہو خود کو خدا تصور کرلیتے ہو۔لیکن جس نے اللہ نے اپنا نظام چلایا نہ تیرا کچھ نہیں بچے گا

چوھدری۔دعا کروں گی تیرے لیے کہ تیرے لیے منتخب کردہ موت بہت بری ہو۔رونگٹے

"کھڑے ہوجائیں۔لوگ تھر تھر کانپے۔تو انسانیت کے نام پہ ایک سیاہ دھبا ہے۔

رائمہ اس کی مہنمانیوں سے تنگ آکر اپنی تمام ہمت متجمع کرتے خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتی وحشت سے چلائی تو چوھدری نے گردن ترچھی کرتے اس کی جانب دیکھا اور اس کے بال مٹھی میں جکڑتے جھٹکا دیا اور دھاڑ سے اپنے خاص ساتھیوں کو آواز دی۔اس کی دھاڑ کا ہی اثر تھا کہ وہ کچھ ہی لمحوں میں اس کے پاس تھے۔

ان دونوں کو اسی تہ خانے میں لے جاؤ یہاں باقی لڑکیاں ہیں۔اس لڑکی کو بھی وہی"

"چھوڑدیا نہ اس نے کوئی چالاکی تو نہیں دکھائی۔

اس نے رائمہ کو ایک شخص کی جانب دھکا دیتے سرد انداز میں استسفار کیا تو وہ سپاٹ چہرے سمیت نفی میں گردن ہلاگیا۔

"جیمز کی کچھ خبر کب تک آرہا ہے۔"

اس نے فون کان سے لگاتے کچھ چونک کر اسے مخاطب کیا تو رائمہ کی تمام حسیات ایکدم بیدار سی ہوگئی۔ مطلب وہ لمحہ آگیا تھا آخر کار۔ لیکن وہ ایسا نہیں ہونے دے سکتی تھی یہ تو طے تھا۔

"سر فلحال تو نہیں ہم نے پوچھا تھا لیکن ان کا کہنا تھا کہ وہ چوہدری سے رابطے میں ہیں۔"

انہوں نے اپنی بات کے اختتام پہ چوہدری کی جانب دیکھا تو وہ پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھتے سر ہلاگیا اس کا جواب ملتے ہی وہ ان دونوں کو گھسیٹتے تہہ خانے کی سمت چل دیے۔ رائمہ نے للی کو آنکھوں کے اشارے سے کسی بھی قسم کی کوتاہی کرنے سے روکا۔ للی اس کا اشارہ سمجھتے اثبات میں سر ہلاگیا۔ تہ خانے کے قریب پہنچتے ہی ان دونوں نے جھٹکے سے انہیں اندر پھینکتے باہر سے تالا لگادیا۔

"یا خدایا اس قدر اندھیرا ہے یہاں تو۔"

رائمہ اپنا سر مسلتے ہوئے تکلیف سے بولی جو زمین پہ لگنے کی بدولت شاید چھل گیا تھا اب وہاں اچھی خاصی جلن کا احساس ہورہا تھا۔لکی نے اس کی کراہ پہ چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"رائمہ اس جانب ہلکی ہلکی روشنی ہے میرے خیال سے وہاں ہے باقی لڑکیاں چلو۔" لکی نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے سہارہ دے کر کھڑا کیا اور ہلکی ہلکی روشنی کی جانب چل دیے۔دل میں ایک عجیب قسم کا دھڑکا بھی لگا ہوا تھا کیونکہ وہ سب اس وقت موت کے دہانے پہ تھے لیکن ہمت کسی صورت بھی نہیں ہارنی تھی۔جب تک وہ اس سب پہ ڈٹے رہتے تبھی تک مضبوط ہوتے ورنہ یہ ان دونوں کیلیے ہی مشکل ہوجاتا۔

وہ لوگ جیسے ہی اس جگہ پہ پہنچے سامنے کا منظر ان کے رونگٹے کھڑے کرنے کیلیے کافی تھا۔انہیں اپنے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہاں موجود تمام لڑکیاں اپنے جسم کے مختلف اعضا پکڑے تکلیف سے کراہ رہی تھی۔رائمہ نے مشکل آنسو ضبط کرتے لکی کا ہاتھ سختی سے تھام لیا۔اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی۔معاً اس کی نگاہ ایک کرسی پہ بندھی لڑکی پہ پڑی اسے جو مسلسل اپنے کرسی کو

جھلاتے رسیاں توڑنے کی کوشش کررہی تھی۔رائمہ کو ایک لمحہ لگا تھا پہچاننے میں کہ یہ وہی لڑکی ہے جسے کل ہی چوھدری نے قید کیا ہے۔وہ لکی سے ہاتھ چھڑواتی اس تک پہنچی تو مازہ جو کافی دیر سے ہوش میں آنے کے بعد مسلسل اپنے ہاتھ پیر مار رہی تھی اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھتے اس کے حلق میں ڈر کے مارے کانٹے سے چبھنے لگے۔ان آدمیوں نے بیلٹ کے ساتھ اس کے بازو اور ٹانگوں پہ مسلسل وار کیا تھا جس کی بدولت اس کے وجود پہ نشانات پڑ چکے تھے۔ابھی بھی ان لڑکا لڑکی کو اپنے سامنے دیکھتے اسے ایسا ہی محسوس ہوا جیسے وہ بھی یہی سب کچھ کرنے آئے ہیں تبھی آنکھیں میچتے نفی میں سر ہلاگئی۔

"ڈرو نہیں ہم کچھ نہیں کہیں گے فلحال ہم خود یہاں پر قید ہیں۔"

رائمہ نے اسے تسلی دیتے خود ہی اس کی رسیاں کھولنا شروع کردی اس کی جانب سے تسلی ہوتے ہی مازہ کی ہمت مزید بڑھ گئی وہ جو ان سب لڑکیوں کو یہاں بیٹھا دیکھ پریشان ہوچکی تھی تبھی اس کے دماغ میں ایک خیال آیا تھا لیکن اس خیال پہ عمل درآمد کیلیے

بھی کسی کی مدد درکار تھی۔اس سے پہلے کہ وہ رائمہ سے کچھ کہتی دروازے پہ کھٹکا ہونے کی بدولت وہ سب خاموشی سے کونے سے لگ کر بیٹھ گئی۔

"اپنی شکلیں درست کرو جیمز پاکستان کی سرزمین پہ قدم رکھ چکا ہے۔باس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے بھی ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی تو اس کا انجام پھر جو ہوگا وہ کسی نے نہ کبھی دیکھا ہوگا اور نہ ہی سنا ہوگا"۔

اس آدمی کی ٹھنڈی ٹھار تنبیہہ پہ وہ سب سرعت سے اثبات میں سر ہلاگئی اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔اپنی بات مکمل کرتے وہ دونوں دوبارہ تالا لگاتے وہاں سے جاچکے تھے ان کے نکلتے ہی مازہ اس سے پہلے کہ کرسی سے اٹھتی تکلیف کی شدت سے کراہ کر دوبارہ کرسی پہ گر سی گئی۔معاً اپنی تکلیف کو نظرانداز کرتے وہ ایک بار پھر ہمت اکھٹی کرتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور رائمہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

"یہ سب کیا ہورہا ہے۔آپ مجھے بتائیں گی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا یہ لوگ ان سب کو کہاں بھیجنے کی تیاری کررہے ہیں۔پلیز مجھے بتائیں یہ لوگ ٹھیک نہیں ہے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"۔

مازہ نے اس کا ہاتھ تھامتے منت کرنے والے انداز میں اسے مخاطب کیا تو وہ اسے سہارہ دیلے ایک جانب ہوگئی اور آرام آرام سے ساری بات اس کی سماعتوں میں اتارنے لگی۔اس کی باتوں پہ مازہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔آنکھوں کی پتلیاں ساکت سی ہوگئی۔اس کا ہاتھ رائمہ کے ہاتھ سے چھوٹتا چلا گیا۔

"اس کا کوئی حل نہیں ہے کیسے بھی کر کے ہم ان کی جان بچاسکیں۔میرے ہوتے میں یہ نہیں ہونے دوں گی۔اتنا گھناؤنا کام یہ تو حیوان سے بھی بدتر ہے۔ایسے لوگوں کو شرم نہیں آتی کوئی خوف خدا نہیں جاگتا دل میں۔"

وہ لہو رنگ آنکھوں سمیت غیر مرئی نقطے پہ نظریں ٹکائے اس سے مخاطب تھی اپنی بات کے جواب میں رائمہ کا سر نفی میں ہلتا دیکھ اس نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیوں ممکن نہیں ہے سب کچھ ممکن ہے بس اس کیلیے ہمت چاہیے۔اس ظالم انسان سے چھٹکارہ دلوانا ہے ان سب لڑکیوں کو پھر چاہے مجھے اپنی ہی جان کیوں نہ دینی پڑے۔میں اپنے کہے سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔"

وہ مضبوط پراعتماد لہجے میں رائمہ سے مخاطب ہوئی تو رائمہ کو بھی اس میں کچھ کر دکھانے کی لگن دکھائی دی تھی جو اپنے درد اور تکلیف کی پرواہ کیے بغیر ایسا کچھ سوچ رہی تھی ورنہ آج تک جو بھی لڑکیاں یہاں آئی تھی وہ ساری کمزور اعصاب کی مالک تھی وہ یہ سب کرنا تو دور کی بات سوچتی بھی نہیں تھی اور یہ کرنے پہ ڈٹی ہوئی تھی۔اور رائمہ بھی تو یہی چاہتی تھی تبھی اس کے ساتھ ہاتھ ملانے کا سوچا اور تمام سوچوں کو جھٹکتی اثبات میں سر ہلاگئی۔مازہ نے مسکراتی نم نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

معاً باہر جیپ چلنے کی آواز پہ رائمہ کی آنکھیں مخصوص انداز میں چمک اٹھی۔مازہ نے ناسمجھی سے اس کے چہرے پہ پھیلتے خوشکن احساس کو محسوس کیا۔

"چوھدری لازماً جمیز کو لینے گیا ہے۔ہمیں جو بھی کرنا ہے اسی دوران کرنا ہے ورنہ کیمرہ ہر وقت اس کی نگاہوں کی حصار میں رہتا ہے۔اب اگر جیمز آگیا تو ہم سب اس چکی میں پھستے چلے جائیں گے۔"

رائمہ کی بات پہ مازہ کو بھی کچھ حد تک تسلی ہوئی تھی اس سے پہلے کہ وہ اپنا رخ بدلتی کرسی کے ساتھ ٹانگ لگنے کی بدولت اسے کسی نوکیلی چیز کا احساس ہوا وہ سی کرتے اپنی

ٹانگ کو سہلانے لگی مگر جیب میں کسی چیز کی موجودگی دیکھتے اس نے اپنی جینز کی پاکٹ میں جوں ہی ہاتھ ڈالتے اس چیز کو باہر نکالا تو وہ لیزے کی رنگ تھی۔رنگ پہ نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پہ ایک بار پھر ویرانی چھاگئی۔اسے فضا ایکدم بوجھل سی ہوتی محسوس ہوئی۔وہ نم نگاہوں سے اسے دیکھتے لبوں سے چھوتے اپنی انگلی میں پہن گئی۔

"لکی میری بات سنو یہاں آس پاس کوئی جگہ تلاش کرو۔تمہیں تو اس چیز کا بخوبی اندازہ ہے کہ کہاں کہاں اس اڈے کے خفیہ دروازے کھلتے ہیں جو چوہدری نے پولیس کے ڈر سے بنائے ہیں۔اب ہمارے پاس واحد حل یہی ہے۔تم غور سے دیکھو ہم دونوں ان لڑکیوں کو اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ یہ سب بھی اس فائدے سے مستفید ہوسکیں۔"

رائمہ کی بات پہ وہ سوچنے والے انداز میں تہ خانے کی دیواروں کو انگلی کی مدد سے دستک دیتے صورتحال کا باریک بینی سے جائزہ لینے لگا۔

"اٹھو ہوش کرو۔ہمیں جلد سے جلد یہاں سے باہر نکلنا ہے۔تم سب کا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے۔"

مازہ اور رائمہ باری باری سب کے گال تھپتھپاتی انہیں ہوش دلانے کی تگ و دو میں تھی لیکن وہ نڈھال ہوکر واپس وہی ڈھے جاتی۔یہ مسلسل چوتھی بار تھا وہ دونوں بھی تھک چکی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے تم سب کو۔اس زندان سے نکلنا چاہتی ہو یا نہیں۔وہ ذات اگر ہمیں ہمت یا ایک موقع دے رہی ہے کہ ہم اپنے لیے لڑے۔اس ظالم انسان کو اس کے انجام تک پہنچائے تو اس میں ہماری مدد کرو ہمیں تم سب کی مدد درکار ہے۔ناجانے کب سے یہاں ہو کیا کیا سہ چکی ہو۔پورا وجود لہو لہان ہے نہ ختم ہو نہ اندر سے۔تھوڑی سی ول پاور استعمال میں لاؤ اور ہمت کرو۔کچھ ہمت ہم کریں گے تو باقی مدد اوپر والا کرے گا۔وہ ہماری شہ رگ سے بھی ذیادہ قریب ہے۔اٹھووو۔تم لوگ یہ تو نہین چاہو گے نہ کہ کل تو تمہاری چھوٹی بہنیں بھی یہاں اس مقام پہ ہو۔"

مازہ نے روتے روتے بولتے جیسے ان سب کی روح تک جھنجھوڑ ڈالا تھا سب نے ہمت کرتے اپنی آنکھیں دھیرے دھیرے کھولی تھی۔مازہ اور رائمہ نے مسکراتی نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔رائمہ نے حیرت سے اس بلند ہمت لڑکی کو دیکھا تھا جس کی خود کی آنکھوں میں

آنسو تھے۔جس نے یہاں آکر خود بھی زخم کھائے تھے لیکن پھر بھی حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کررہی تھی۔

رائمہ دروازہ مل گیا۔سرنگ ہے یہاں۔بہت احتیاط سے جانا پڑے گا۔اندھیرا بھی ہے "اندر۔

لکی ہانپتا ہانپتا اس تک آیا اور ایک جانب اشارہ کرتے ہکلاتے لہجے میں بتایا تو مازہ نے بھاری ہوتی آنکھوں کو سختی سے میچتے تشکرانہ انداز میں چہرہ آسمان کی جانب اٹھایا اور اونچی آواز میں آیت الکرسی کا ورد کرنا شروع کیا تھا۔اسے یاد پڑتا تھا کہ محرم روز اسے یونی جانے سے پہلے آیت الکرسی کا ورد کرنے کا کیوں کہتی تھی تاکہ وہ تحفظ کے حصار میں رہے۔ابھی بھی ایسی.صورتحال میں اللہ کے کلام سے زیادہ افضل کیا ہوسکتا تھا بھلا۔گھر والوں کے بارے میں سوچتے ایک بار پھر آنکھوں کے گوشے نم ہوئے جنہیں وہ بے دردی سے رگڑ گئی۔ابھی صرف اس کام پہ دھیان دینا تھا۔

لکی تم سرنگ سے باہر نکلو میں باری باری لڑکیوں کو بھیجتی ہوں۔اسی طرح آسانی رہے "گی۔

رائمہ کی بات لکی کو بھی کچھ حد تک بہتر لگی تبھی اس کی بات کی تکمیل کے خاطر گھٹنوں کے بل رینگتے سرنگ میں داخل ہوگیا۔ مازہ نے ان میں سے ایک لڑکی کو اٹھاتے اسے سہارہ دیا تو وہ ڈرتے ڈرتے سرنگ کے اندر جاتی چلی گئی اسی طرح چار لڑکیوں کے جاتے ہی ان دونوں نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔اب پیچھے چار لڑکیاں مزید تھی۔ مازہ نے باقیوں کو بھی اسی طرح جانے کا اشارہ کیا۔ تمام لڑکیوں کو بھیجنے کے بعد رائمہ نے مازہ کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ نفی میں سر ہلاگئی۔

"آپ جائیں میں آخر میں آتی ہوں۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے ہی ہوں۔"

مازہ کے کہنے پہ رائمہ نے اسے بھیجنے کی کوشش تو بہت کی لیکن وہ تو سرے سے ہی انکاری تھی اخر کار تھک ہار کر وہ سرنگ میں داخل ہوگئی۔اس کے اندر جانے کی دیر تھی اس سے پہلے کہ مازہ بھی اس کی تلقید میں جاتی کمرے کے پاس سے آتی قدموں کی چاپ پہ اس کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔ گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ معاً کمرے کا دروازہ کھلتے ہی وہ سہم کر دیوار کے ساتھ جالگی۔ روشنی میں چہرے نظر آتے ہی ان آدمیوں کی جیسے ہی نگاہ خالی تہہ خانے پہ پڑی وہ چیل کی مانند مازہ پہ جھپٹے اور بالوں

کے کھینچتے باہر کی جانب چل دیے۔وہ مسلسل آہ و پکار کررہی تھی لیکن یہاں اس کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا۔لیکن اتنا شکر تھا کہ اس نے ان سب کو باہر نکلوادیا۔ان آدمیوں نے جھٹکے سے اسے لاتے چوھدری کے قدموں میں پھینکا تھا۔مازہ نے سہم کر جوں ہی گردن اوپر اٹھائی وہ لال انگارہ بھسم کردینے والی نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔اس کی سسکی بے ساختہ تھی۔

چوھدری نے سختی سے اس کے جبڑے کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا۔اور ایک زوردار تھپڑ اس کے پھول جیسے نازک گال پہ رسید کیا۔وہ لڑکھڑا کر زمین پہ گری۔

نومی قینچی لا جلدی۔کہا تھا میں نے چوھدری سے ہوشیاری نہیں سب کو باہر نکال دیا" اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے۔کوئی بات نہیں لو آگئے تیرے دو اور ساتھی۔لو بھلا میرے "ہاتھوں مرے بغیر کیسے جاسکتے ہو تم دونوں۔سیدھا اوپر کا ٹکٹ کرواؤں گا۔

وہ قہر برساتی نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھتے پھنکارا۔مازہ نے اس کے ہاتھوں میں قینچی دیکھتے روتے نفی میں سر ہلایا۔

چوھدری اسے چھوڑدے۔اس سب میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے تو جتنے مرضی ظلم" ڈھالے میرے اللہ کے پاس انصاف ضرور ہوتا ہے۔ بد سے بھی بدتر موت مرے گا تو۔تو تڑپے گا چیخے گا چلائے گا لیکن تیری آہ و پکار کوئی نہیں سنے گا چوھدری چھوڑدیں اس بچی "کو۔

رائمہ مسلسل چیخ چلا رہی تھی لیکن وہ اس کی باتوں سے بے نیازی برتتے قینچی مازہ کے چہرے کے قریب لے کر آیا تو وہ جو سکتے کی کیفیت میں اس کی حرکات سکنات کا جائزہ لے رہی تھی اس کے سامنے اپنے ہاتھ جوڑ گئی۔ لیکن وہ شاطرانہ مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اس کے لمبے گھنے سنہری بالوں پہ قینچی چلا گیا۔اس کی حرکت پہ مازہ کی ایک دلخراش چیخ بے ساختہ تھی۔وہ تڑپتے ہوئے اس کی قید سے اپنے بال چھڑوانا چاہ رہی تھی لیکن وہ بے حس بنا لگا ہوا تھا۔مازہ نے خاموشی سادھ لی۔بال کٹ کٹ کر اس کی جھولی میں گر رہے تھے لیکن وہ ساکت نگاہوں سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہی تھی۔

"مازہ میں کہ رہی ہوں بس تھوڑے سے کٹوالو۔رف ہوئے ہیں نیچے سے۔"

محرم نے ڈپٹنے والے انداز میں اسے قریب آنے کا اشارہ کیا تو مازہ نے روہانسی ہوتی نفی میں سر ہلایا۔

"مم آپ جانتی ہیں مجھے ان پارلر والی پہ بلکل بھی یقین نہیں ہے ذرا سے بال کہو آدھے کاٹ دیتی ہے اور میں تو اتنے سے بھی نہ کٹواؤ میری تو جان بستی ہے ان میں۔ان بالوں سے تو مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ میں آپ کی اولاد ہوں۔ورنہ باقی تو لیزے آپ پہ چلی گئی ہے۔"

اس نے منہ بسورتے شکوہ کرنے والے انداز میں کہا تو اس کی بات پہ محرم ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔

"یہ بھی کوئی بات ہوتی ہے۔آپ تو میری جان ہو۔یہ دیکھو میں نے بس اتنے سے کاٹے ہیں۔"

محرم نے اسے اپنے قریب بٹھاتے باتوں میں بہلاتے پھسلاتے آخر سے ذرا سے بال کاٹتے اسے دکھائے تو اس کی چیخ بے ساختہ تھی۔

یہ سب یاد کرتے اس کی آنکھوں سے ایک سیل تھا جو رواں ہوا تھا۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے اسے چھونا چاہا لیکن ہمت ہی جمع نہیں ہوئی۔

"ماما۔"

اس کے منہ سے ایک سسکی نکلی تھی۔کس قدر پیار تھا اسے اپنے بالوں سے اور اس نے وہی کاٹ دیے۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب تہس نہس کردے۔

معاً اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی اس نے ایک نگاہ چوھدری پہ ڈالی جو سگار سلگانے میں مصروف تھا۔اس کے دماغ میں ایک جھماکہ سا ہوا اس نے ایک غیض سے بھرپور نگاہ چوھدری پہ ڈالتے سرعت سے سائیڈ ٹیبل سے چاقو اٹھاتے اس کے بازو پہ وار کیا تھا۔اس کے اچانک حملہ کرنے پہ خون کی ایک تیز دھاڑ تھی جو چوھدری کے بازو سے نکلی تھی۔اچانک ہی اس جگہ پہ کھلبلی مچ گئی تھی اس سے پہلے کہ کوئی بچاؤ کیلیے اگے بڑھتا مازہ نے پیچھے کی جانب قدم لیتے ان سب کو چاقو کے اشارے سے واپس پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔لکی اور رائمہ کو چھڑواتے اس نے دروازے کے قریب پہنچتے باہر کی جانب ہی دوڑ لگادی۔وہ جتنا تیز بھاگ سکتے تھے بھاگ رہے تھے۔اپنے عقب میں لگاتار

فائرنگ کی آواز ان کی سماعتوں میں اتر رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ مزید آگے بڑھتے اپنے سامنے سے آتے چوھدری کو دیکھ ان تینوں کے قدموں کو بے ساختہ بریک لگی۔ان تینوں نے سہمی ہوئی نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔چوھدری مضبوط قدم اٹھاتے ان کی سمت بڑھ رہا تھا اور وہ تینوں اپنے قدم پیچھے کی جانب لے رہے تھے۔

کہا تھا نہ میں نے بیچ چوراہے پہ لاکر تم دونوں کو موت کے گھاٹ اتاروں گا۔تیار ہوجاؤ"

"تم دونوں۔تیرا بندوبست بھی کیا ہوا ہے بہت خاص۔

چوھدری بندوق کی نال کا رخ لکی کی جانب کرتا سفاکی سے گویا ہوا تو رائمہ نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ایک مسکراہٹ چہرے پہ سجالی۔

اب تو ہمیں مار بھی دیگا نہ چوھدری۔دکھ نہیں ہوگا۔کیونکہ جو میں کرنا چاہتی تھی وہ ہوچکا" ہے یقیناً میرا اللہ اب میرے سے راضی ہوگا۔ان انسانوں کو راضی کرنے سے کچھ نہیں "ملتا یہ بات بہت دیر سے سمجھ آئی ہے۔اب اصل میں بھی موت کو ہی گلے لگانا چاہ۔

اس کے لہجے میں خوف کا شائبہ تک نہ تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی گولی چلنے کی آواز پہ ہر جانب سکوت چھا گیا۔ وہ ساکت نگاہوں سے چودھری کو دیکھ رہی تھی جو اب اپنی جیت پہ قہقہے لگا رہا تھا۔ معاً لکی کا ہاتھ اس کے ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹتا چلا گیا۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے ہاتھ خالی ہوتا دیکھا تھا۔ وہ گرنے کے انداز میں اس کے پاس بیٹھی تھی۔ جس کے لب دھیرے سے سرگوشی کرنے میں مصروف تھے۔

"شکریہ میرے حق میں بہتر ہونے کیلیے۔"

یہ آخری الفاظ تھے جو اس کی زبان سے ادا ہوئے تھے۔ اچانک ہی اس کی گردن ایک جانب کو لڑھک گئی۔ رائمہ بے دم سی ہوتی وہی بیٹھی رہ گئی۔ اس سے پہلے کہ مازہ بھاگ کر ان کے قریب پہنچی ایک بار پھر فضا میں گولیوں کی تھرتھراہٹ نے ایک شور سا برپا کردیا۔ مازہ کے قدم بے ساختہ زمین میں گڑھ سے گئے۔ اس نے سامنے کا منظر دیکھتے سانس لینے کی کوشش کی لیکن وہ تو آ ہی نہیں رہی تھی۔

"رائمہ۔"

اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی وہ پاگلوں کی طرح بھاگتے ہوئے ان تک پہنچی جو خون میں لت پت شاید اپنی زندگی کا مقصد پورا کرگئے تھے۔وہ اس پتھر دل انسان کی سفاکی پہ خود پہ پتھر کی ہوگئی تھی اسے اپنی حسیات معطل ہوتی محسوس ہوئی۔

رائمہ آنکھیں کھولو۔پلیز آنکھیں کھولو میں بلکل اکیلی ہوگئی ہوں یہاں رائمہ مت کرو"

"ایسے۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتی اسے جھنجھورتے ہوئے بولی لیکن وہ زندہ ہوتی تو سنتی نہ۔اس کی روح تو لکی کی موت کے ساتھ ہی پرواز کر چکی تھی۔چوھدری کا گولی چلانا تو فقط ایک بہانہ تھا۔چوھدری نے مکروہ مسکراہٹ سمیت ٹریگر چڑھایا اب اس کا نشانہ مازہ پہ ٹکا تھا اس سے پہلے کہ وہ وہ مازہ کے دل کے مقام پہ نشانہ لیتا اپنے بازو پہ لگنے والی گولی سے بندوق اس کے ہاتھ سے دور جاگری۔اسے گولی لگتے دیکھ اس کے ساتھیوں نے ہوشیار ہونا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی فضا میں ایک بار پھر گولیوں کی تھرتھراہٹ شروع ہوئی۔مازہ نے سختی سے دونوں کان بند کرلیے۔وہ ساکت سا بے جاں وجود لیے ان کے پاس بیٹھی تھی۔

"کہا تھا نہ میں نے کہ میں ایک بہت بڑا گیم پلئیر ہوں اسی لیے میرے سے گیم کھیلنے کی تو سوچنا بھی مت۔دشمنوں کو منہ توڑ جواب کیسے دینا ہے اس سے بخوبی واقف ہوں۔تم جیسے بزدل لوگ ہی ہوتے ہیں جو پیٹھ پیچھے وار کرتے ہیں کسی مرد کے بچے ہوتے تو سامنے سے وار کرتے۔"

وہ اپنی مخصوص پروقار چال چلتے اپنی سحرانگیز شخصیت سمیت سرد تاثرات چہرے پہ سجائے اپنی گن کا رخ اس کی جانب کیے رئید چودھری کے بلکل سامنے کھڑے ہوتے پھنکارا۔جو حیرت سے اس کی یہاں موجودگی کو ہضم کرنے کی کوششوں میں تھا۔

"کہا تھا نہ میں نے تجھے میرے گھر کی عورتوں پہ نظر ڈالے گا تو تیری آنکھیں نوچ ڈالوں گا۔اور ادیان شاہ اپنی بات سے مکرتا نہیں ہے۔تیری بوٹی بوٹی کر کے کتوں کو نہ کھلائی تو میرا نام بھی ادیان شاہ نہیں۔"

وہ اس کا گریبان جکڑتے ساتھ لگے درخت کے ساتھ مارتے اونچی آواز میں غرایا۔چوھدری اس اچانک افتاد پہ اچھا خاصہ بوکھلا چکا تھا۔اپنے بچاؤ کے خاطر اس نے جوابی کاروائی کرنی چاہی لیکن اس سے پہلے ہی ادیان نے اس کی کمر میں وہ ہاتھ باندھتے جھٹکا دیا کڑک کی آواز کے ساتھ بازو کہنی سے الگ ہی لٹک گئی۔جنگل کی خاموش فضا میں اس کی دلخراش چیخ گونجی۔ادیان نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس کے چہرے پہ کسی قسم کی نرمی تک کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"ابھی سے ہی چیخ چلا رہے ہو۔اس سب کا حساب کون چکتا کرے گا جو تم اتنے معصوم پھولوں کو کچل چکے ہو۔جنہیں تم نے کس قدر اذیتوں میں دھکیل دیا۔جن کی زندگی تم نے جہنم بنانے میں ذرا بھی کسر نہیں چھوڑی۔ہنستی کھیلتی بچیوں کو اندھیروں سے روشناس کرایا۔"

یہ کہتے ساتھ ہی ادیان نے اس کے منہ پہ زور دار مکہ جڑا۔چوھدری کا دماغ اس کے فولادی ہاتھ سے سن ہونے لگا۔مشکل درخت کا سہارہ لیتے اس نے اپنے سن ہوتے وجود

کو سہارہ دیا۔ سر کے ایک خون کی لکیر نکلتے اس کے لبوں سے ہوتے ہوئے قمیض کے گریبان میں جارہی تھی۔

"ادیان قانون کو اپنے ہاتھوں میں مت۔"

کونسا قانون وہ قانون جو آج تک معصوم بچیوں کو انصاف نہیں دلا پایا۔ کچھ دن معاملہ گرم" رہتا ہے اور پھر سے کوئی نئی بچی اس اذیت کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔ تم بتاؤ کہاں ہے انصاف کیوں ان جیسے درندوں کو پھانسی کے تختے تک نہیں لے جایا جاتا۔ کیوں انہیں زندہ درگور نہیں کیا جاتا۔ ایک لڑکی کے ماں باپ ہی کیوں روتے دھوتے پولیس سٹیشن میں پائے جاتے ہیں اپنی بیٹی کو انصاف دلانے کیلیے۔ کیوں انہیں ہی ذلیل کیا جاتا ہے۔ جواب دو مجھے ان سب باتوں کا۔ ایک بار جواب دے دو پھر مزید کوئی سوال نہیں کروں گا تم سے۔"

اس سے پہلے کہ اس کا دوست محسن جو پولیس میں تھا اپنی بات مکمل کرتا ادیان درمیان میں ہی اس کی بات کاٹتے دھاڑ اٹھا۔ اس کی دھاڑ پہ بھی ساکت بیٹھی مازہ کے اعصابوں

پہ کچھ خاص فرق نہیں پڑا بلکہ وہ وہی رائمہ کا ہاتھ تھامے گم صم سی بیٹھی تھی۔آنکھیں رو رو کر خشک ہوچکی تھی۔ادیان کی نگاہ ابھی اس جانب نہیں اٹھی تھی۔

محسن اس کی بات سے متفق ہوتے نگاہیں چراگیا۔ادیان نے تھک ہار کر اذیت ذدہ انداز میں دونوں ہاتھوں سے سر کے بالوں کو پیچھے کرتے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

نہیں ہے نہ جواب تمہارے پاس۔اب تمہیں ایک بات ماننی ہے میری۔یہ شخص" تمہارے ساتھ فلحال کہی نہیں جارہا۔یہ میرے ساتھ جارہا ہے۔اسے پل پل کی اذیتوں سے دوچار کرنا ہے میں نے۔وہ سب کرنا ہے اس کے ساتھ میں نے جو آج تک یہ ان لڑکیوں بچیوں کے ساتھ کرتا رہا ہے۔وہی ظالمانہ رویہ اختیار رکھوں گا اس کے ساتھ۔لیکن "دو دنوں بعد یہ تمہارے پاس ہوگا اس بات کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔

ادیان کی سرد تنبیہہ پہ محسن کے ساتھ ساتھ رئید چوھدری کے بھی رونگٹے کھڑے ہوگئے اس نے تند نگاہوں سے ادیان کی جانب دیکھا اور خود کو زبردستی ان کی گرفت سے آذاد کروانے لگا۔

ادیان شاہ میرے ساتھ پنگا لینے کی سوچنا بھی مت۔ تم ابھی میرے سے واقف نہیں" ہو۔ یہ آج کا پیشہ نہیں ہے میرا سالہا سال سے چلتا آرہا ہے ابھی تو صائم خان سے بھی "ملاقات باقی ہے۔ان کی زندگی کو ابھی جہنم۔

"بکواس بند کر ورنہ زبان گدی سے کھینچ کر ہاتھ میں تھمادوں گا۔"

اس کی بکواس پہ وہ تن فن کرتا اس تک پہنچا اور اس کے منہ پہ مکہ جڑتے پھنکارا۔چوہدری اس کی بات پہ پاگلوں کی طرح قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"محسن تم جانتے ہو اسے کہا لے کر جانا ہے۔ تم پہنچو میں آتا ہوں۔"

وہ ساکت بیٹھی امائزہ کو ایک نظر دیکھتے محسن سے گویا ہوا تو وہ جھٹکے سے اسے اپنے ساتھ کھینچتے گاڑی میں بٹھاتے گاڑی زن سے آگے بڑھالے گیا۔اس کے جاتے ہی ادیان نے اپنی تمام ہمت مجتمع کرتے اپنے قدم مازہ کی جانب بڑھائے جہاں سے ایمبولینس رائمہ اور لکی کی لاشوں کو اٹھا کر گاڑی میں ڈال رہی تھی اور وہ خاموش نگاہوں سے انہیں جاتا دیکھ رہی تھی۔ادیان پنجوں کے بل اس کے پاس بیٹھا اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے دھیمے سے اسے پکارا۔

"مازہ۔"

اس کی پکار پہ وہ سہم کر پیچھے ہوتے اس کے آگے ہاتھ جوڑ گئی۔ادیان نے دکھ اور تاسف سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں اسے خالی پن کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دیا۔ادیان کی شکل دیکھتے ہی مازہ کی نگاہوں میں شناسائی کی رمق ابھری۔ادیان نے اس کی آنکھوں میں جاگتی نمی کو دیکھتے کھینچ کر اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔مازہ اس کے ہونے کا یقین کرتے ہی اس کے کوٹ کو دونوں ہاتھوں میں بھینچے شدتوں سے رودی۔ادیان نے اس کے سر پہ ہولے سے لب رکھے۔

"بھائی وہ رائمہ ماردیا اس نے بھائی وہ بہت گندا آدمی تھا بھائی۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتی جیسے اپنی باتوں کا یقین دلارہی تھی۔ادیان نے اس کی بات پہ سر ہلاتے اس کے گالوں پہ بہتے آنسوؤں کو صاف کیا لیکن وہ بہے ہی جارہے تھے۔ادیان نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ایک بار پھر اس کے سر پہ ہولے سے لب رکھے۔

"کچھ بھی نہیں ہوا۔بھائی آگئے نہ۔وہ اپنی جان سے کبھی کچھ نہیں ہونے دے سکتے۔"

مازہ کا ڈوپٹہ سر سے ڈھلک کر شانے پہ گرچکا تھا ادیان جو اس کے سر کے بالوں پہ ہاتھ پھیر رہا تھا اس کے ہاتھ غیر معمولی پن کا احساس کرتے ٹھٹھک کر رکی۔اس نے دھیرے سے اسے خود سے الگ کیا اور ایک نظر اس کے کندھوں تک آتے بالوں کو دیکھتے اس کا وجود تو جیسے زلزلوں کی ضد میں آگیا اس نے بے یقینی کی کیفیت میں مازہ کی جانب دیکھا جو چہرہ جھکائے رونے میں مصروف تھی۔ادیان کی نگاہوں سے شعلے نکلنے لگے۔اس نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچ لیا۔

"مازہ یہ بال۔"

اس نے ہکلاتے لہجے میں بولتے اپنی بات ادھوری چھوڑی۔تو مازہ نے اذیت سے اس کی جانب دیکھا۔

"کاٹ دیے بھائی اس نے۔میرا دل بھی ساتھ ہی لہو لہان کردیا۔"

وہ تلخ مسکراہٹ سمیت بولی۔البتہ آنکھوں کے گوشوں میں نمی ابھی بھی واضح تھی مسلسل رونے کی بدولت آنکھیں سرخ پڑرہی تھیں۔

ادیان نے فلحال اس کی حالت کے پیشِ نظر اس سے مزید کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اسے سہارا دے کر اٹھاتے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے بٹھایا اور گاڑی زن سے گھر کی جانب بڑھالی۔

سارا راستہ بھی وہ خاموشی سے باہر کے مناظر پہ نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔اس کی حالت دیکھ دیکھ ادیان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس چوھدری کا کام ایک لمحے میں تمام کردے اور وہ یہ کرنے کا ارادہ بھی رکھتا تھا۔

کچھ ہی دیر ہی مسافت کے بعد اس کی گاڑی شاہ ولا کے گیراج میں داخل ہوئی تو ادیان نے اسے سہارہ دیتے باہر نکالا۔وہ چپ چاپ اس کے اشاروں پہ چلتے اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔گھر کا خارجی دروازہ عبور کرتے ہی اذلان شاہ جو محرم کو اپنے ساتھ لگائے کسی سے کال پہ بات کرنے میں مصروف تھے ان پہ نگاہ پڑتے ہی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ محرم نڈھال سی ان کے شانے سے لگی تھی۔رو رو کر آنسو خشک ہوچکے تھے۔

"مازہ میرا بچہ۔"

اذلان کی سرگوشی پہ محرم نے چونک کر ان کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو ادیان کے ساتھ اندر آتی مازہ کو دیکھتے ان کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلی معاً ان میں بے یقینی در آئی وہ دھیمی چال چلتی ان تک آئی اور اس کے چہرے ہاتھوں کو چھو کر جیسے اس کی موجودگی کو یقینی بنارہی تھی۔اس کے ہونے کا یقین کرتے وہ اچانک اسے اپنے سینے میں بھینچتی اپنی تڑپتی ہوئی ممتا کو سکون پہچانے لگی۔

"ماما۔"

ان کا حصار پاتے ہی اس کا ضبط ایک نئے سرے سے ٹوٹ گیا۔وہ ان کے سینے سے لگے پھپھک پھپھک کر رودی۔اذلان شاہ نے آتے شکوہ کناں نگاہوں سے انہیں دیکھتے مازہ کو اپنے حصار میں لیا اور اسے لیتے صوفے پہ براجمان ہوگئے۔اب وہ مازہ کے ساتھ ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف تھے یا اس کا دھیان ہٹانے کی کوشش کررہے تھے۔معاً صائم خان کی آواز پہ ادیان جو محسن سے فون پہ بات کررہا تھا چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوا۔

"مازہ کا کیسے پتہ لگا۔"

ان کی سوالیہ نگاہیں ادیان پہ ہی ٹکی تھی۔ادیان جو کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھا مازہ کی حالت دیکھ رہا تھا اپنے حواس بحال کرتے انہیں بتانا شروع کیا کہ کیسے اچانک ہی محسن کے فون کرنے پہ وہ اس کے آفس پہنچا تھا تو اس نے اسے یہ اطلاع دی تھی کہ رنگ کا ٹریکر اب لوکیشن بتارہا ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کوئی جنگل ہے تبھی فاریہ کی بات اس کی دماغ میں لہرائی۔وہ بغیر کوئی وقت ضائع کیے وہاں مازہ کو لینے پہنچا تھا۔

اس کی بات پہ سب نے تشکرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو بھی تھا وہ رنگ کی بدولت ہی مازہ ان کے پاس تھی۔

"مم لیزے کہاں ہے۔"

اس کی بات پہ لاؤنج کی فضا میں ایک لمحے کیلیے سکوت سا چھاگیا۔ادیان جو فریش ہونے کی غرض سے اپنے کمرے کی جانب جارہا تھا ٹھٹھک کر رکا اور ریلنگ پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے ایک طائرانہ نگاہ سب پہ ڈالی۔

"وہ لیزے۔"

"لیزے کو ہلکا سا بخار ہے۔اسی لیے رائم اسے ہسپتال لے کر گیا ہے۔آپ پریشان مت ہو میری جان وہ جلد ہی ٹھیک ہوجائے گی۔"

اس سے پہلے کہ اذلان شاہ کوئی جواب دیتے صائم خان نے انہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے خود ہی بات سنبھالی۔وہ تشکرانہ نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئے جنہوں نے ہر مشکل وقت میں ان کا ساتھ دیا تھا۔

"لیزے کی طبیعت خراب تو بھائی یہاں کیوں ہیں بھائی کو اس کے پاس ہونا چاہیے تھا نہ۔آپ جھوٹ تو نہیں بول رہے نہ طبیعت زیادہ تو خراب نہیں ہے نہ اس کی۔آپ لوگ چاہے کچھ بھی چھپائے لیکن میں جانتی ہوں اسے دل کا مسئلہ ہے۔ایسی صورتحال سے ہی آپ کو اسے دور رکھنا چاہیے تھا ماما ڈیڈ۔"

اس کی بات پہ باقی سب تو سکتے کی کیفیت میں جہاں کے تہاں رہ گئے البتہ ادیان کا حال ایسا تھا جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اس نے چہرے پہ نا سمجھی کے تاثرات سجائے واپس زینے اترتے ان کی جانب آیا اور سوالیہ نگاہیں صائم خان پہ اوپر مرکوز کی جو اس کے اچانک سامنے آجانے پہ نظریں چرا گئے۔

"یہ مازہ کیا کہہ رہی ہے ماموں۔"

اسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔دماغ سن ہورہا تھا فلحال وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا۔

کچھ نہیں کہہ رہی وہ۔ محرم عزہ آپ اسے کمرے میں لے جاؤ۔آرام کی ضرورت ہے" "اسے۔

صائم ادیان سے مکمل طور پہ نظراندازی برتتے ہوئے محرم سے مخاطب ہوئے۔آیت بھی حالات کی سنگینی بھانپتے اپنی خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیر گئی۔اس قدر ترش رویہ صائم کا وہ بھی ادیان سے انہیں کسی صورت ہضم نہیں ہورہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ صائم خان کی سمت بڑھتی پریشے نے سختی سے ان کا ہاتھ تھام لیا۔اور اسے دیکھتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

ماموں مجھے بتائیں لیزے کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔مجھے یہ جاننے کا پورا پورا حق ہے۔اور" میری بات آپ سب کان کھول کر سن لیں میں اپنے حق سے پیچھے ہٹنے والوں میں سے "قطعی نہیں ہوں۔

وہ تنبیہی انداز میں سب کی جانب دیکھتے اپنے ایک ایک الفاظ پہ زور دیتے آخر میں صائم خان سے مخاطب تھا۔

کیسا حق تمہارا لیزے پہ۔کوئی حق نہیں رہ گیا تمہارا اس پہ میری بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو میں یہاں کل بھی آتا تھا آج بھی آیا ہوں اور ہمیشہ آؤں گا لیکن لیزے کے رشتے سے نہیں اور بھی بہت سے رشتے نکلتے ہیں البتہ تمہارا رشتہ کوئی نہیں نکلتا اس سے۔"

انہوں نے اسی کی طرح دھاڑ کر سخت انداز میں اسے باور کرانا ضروری سمجھا۔مازہ حیران پریشان سی ان کی باتوں کو سمجھنے کی تگ و دو میں تھی۔اذلان شاہ نے موقع کی مناسبت کے لحاظ سے محرم کو اسے اندر لے جانے کا اشارہ کیا تو مازہ نے بے ساختہ نفی میں سر ہلاتے ان سے اپنا بازو چھڑوایا۔اذلان شاہ چاہتے تو ان کو یوں لڑنے سے روک ٹوک سکتے تھے لیکن وہ ایسا چاہتے ہی تو نہیں تھے کیونکہ جو ادیان نے کیا تھا وہ بلکل بھی معافی لائق نہیں تھا۔

"بھائی آپ روکیں انہیں۔"

عفان شاہ کی آواز پہ ازلان شاہ نے چونک کر ان کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں اسے بولنے دو لیزے ہم سب کی بیٹی ہے۔ہم سب نے اگر اسے یہ درجہ دیا ہے تو یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ اسے اس کی غلطی کا احساس دلایا جائے سب سے بڑھ کر وہ اس کا باپ ہے۔وہ جو کررہا ہے بلکل ٹھیک کررہا ہے۔"

ازلان کی بات پہ عفان شاہ خاموشی سے سر ہلاتے پیچھے ہوگئے۔اب کہنے سننے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔

"واؤ رشتہ ماموں کیا آپ بھول رہے ہیں کہ وہ میری بیوی ہے ڈیم اٹ۔اس کے بارے میں جاننے کا سوچنے کا بولنے کا حق کہ ہر چیز کا حق ہے میرے پاس۔اور میرا نہیں خیال کہ مجھے یہ سب بار بار آپ سب پہ ظاہر کرنے کی ضرورت پیش آنی چاہیے۔آپ سب بخوبی آگاہ ہیں اس چیز سے۔"

وہ پتھریلے تاثرات سمیت ان کی جانب جھکتے دھیمی آواز میں غرایا تو صائم خان نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جس کے چہرے کے عضلات تنے ہوئے

تھے۔ماتھے کی رگیں بری طرح بری طرح پھولی ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ جائے گی۔تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔

اذلان بھائی آپ روکیں انہیں ناجانے کیا ہوگیا ہے۔ایسے کیسے بات کرر ہے ہیں وہ" "ادیان سے۔

آیت نے پریشانی سے پریشے سے اپنا بازو چھڑواتے اذلان کے پاس جاتے اسے مخاطب کیا تو اذلان شاہ نے اکتا کر ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"وہ اسی لائق ہے۔"

انہوں نے سکون سے کہتے آیت کے سر پہ ہاتھ رکھا۔آیت نے ان کی بات پہ ہونقوں کی طرح ان کی جانب دیکھا جیسے ان سے اس قسم کے جواب کی توقع قطعی نہیں تھی۔انہوں نے ایک نظر مازہ کو دیکھا جس کے چہرے کا رنگ فق تھا۔وہ جانتے تھے کہ یہ سب جاننے کے بعد اس پہ یہی گزرے گی تبھی اسے اندر جانے کا کہا تھا لیکن وہ بھی اپنے ہی موقف پہ قائم تھی۔

"وہی بیوی جسے رات کو تم اپنے اس گھر سے کیا اپنی زندگی سے بھی نکال چکے ہو۔"

ان کی کاٹ دار آواز پہ جہاں ادیان نے بولتے لب ساکت ہوئے تھے وہی آیت اور مازہ بھی اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔ان دونوں نے تو باقاعدہ بے یقینی کی کیفیت میں اپنے دونوں ہاتھ لبوں پہ جمالیے۔

"ماموں وہ صرف ایک مس انڈرسٹینڈنگ۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنے دفاع میں کچھ بولتا صائم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

"بس بھانجے غلط فہمیاں ہمارے درمیان بھی ہوتی تھی ہم بھی اسی دور سے گزر کر اس عمر کو پہنچے ہیں پوچھوں جس مرضی سے یہاں کبھی کسی نے بھی کیا کسی سوکالڈ غلط فہمی کی بنا پر بیوی کو گھر سے باہر نکال دیا گیا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمہاری نگاہوں میں ہماری لیزے کی شروع سے ہی کوئی حیثیت نہیں تھی۔وہ بس یہاں اپنی جگہ بناتے بناتے تھک جاتی اور کچھ نہیں ہوتا۔

یہ جو غلط فہمیاں ہوتی ہیں نہ یہ رشتوں کہ جڑیں کمزور کردیتی ہیں۔ایسے رشتے بننے سے بہتر ہے رشتوں کو ایک صحیح وقت دیکھتے کسی پار لگادیا جائے۔"

صائم نے حتمی انداز میں کہتے جیسے اس کی سماعتوں پہ بم پھوڑا تھا اس نے سختی سے دانت پہ دانت جماتے ان کی جانب دیکھا جو کبھی بھی اپنے فیصلے پہ ہٹ دھرم نہیں ہوئے تھے لیکن اج ان سے زیادہ کوئی نہیں لگ رہا تھا۔

"بھائی۔آپ ایسا کیسے کرسکتے ہیں۔"

مازہ کی سسکتی ہوئی آواز پہ ادیان جو اپنی آنکھوں کو دبارہا تھا ٹھٹھک کر اس کی سمت متوجہ ہوا جو پانی بھری آنکھوں سے اس سے جواب طلبی کررہی تھی اس کی آنکھوں میں ٹوٹے مان کی کرچیاں تھی۔ادیان سرعت سے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

مم بھائی نے ایسا کیوں کیا ڈیڈ لیزے کی طبیعت اسی وجہ سے خراب ہوئی نہ۔کیا کردیا"

"تھا اس نے ایسا آپ کے ساتھ کہ آپ نے اسے اتنی بڑی سزا سنادی۔

وہ ادیان کے قریب جاتی جیسے آج ہر بات کا جواب چاہتی تھی۔ادیان نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھینچ لیا۔آنکھوں کے ڈورے سرخ ہوتے نمایاں تھے۔

"انابی تم بتاؤ کیا ہوا تھا کیوں کیا بھائی نے ایسا۔"

اس نے اب کی بار براہ راست انابی کو مخاطب کیا تو وہ بھونچکا رہ گئی۔اس نے انگلیاں چٹخاتے ادیان کی جانب دیکھا جس کا چہرہ ضبط کے چکر میں سرخ پڑرہا تھا۔

''وہ مازہ وہ رنگ جو لیزے نے تمہیں دے تھی اس کی وجہ سے اور کنسرٹ کی وجہ سے۔'' اس نے ہکلاتے لہجے میں کہتے اپنے بات مکمل کرتے اپنی آنکھیں میچ لی۔اس کی بات پہ حیرت کے ساتھ ساتھ تاسف سے مازہ نے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات پھر سے سپاٹ ہوچکے تھے۔

"بھائی رنگ کی بات ہے تو اس کے ہاتھوں سے رنگ میں نے اتاری تھی کیونکہ مجھے پسند آئی تھی اور یہ بات تو بھولیں ہی مت کہ ابھی میں آپ کے سامنے ہوں تو اسی رنگ کی بدولت ہی۔دوسری بات کنسرٹ پہ جانے کی تو یہ بات بھی آپ کو اچھے سے ازبر ہے کہ وہ کنسرٹ میں جانا ہی نہیں چاہتی تھی اس نے صاف لفظوں میں انکار کردیا تھا یہاں تک کہ جاتے جاتے بھی دس بار مجھے اس نے ایک ہی بات دہرائی کہ ہم نہیں جاتے ہیں ناجانے کیوں اس کا دل اس قدر گھبرارہا تھا بھائی۔جب آپ نے انکار کیا اس کے

جانے سے تبھی اسنے حامی بھری تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسے یونی نا بھیجنا آپ کی ضد تھی۔

بھائی ایک بات کہوں گی آپ سے سچی مگر کڑوی بات ہے وہ ایسی تھی نہیں لیکن آپ کی ضد نے آپ کی انا نے اسے ایسا ہونے پہ مجبور کیا۔آپ اس کی قدر نہیں کرپائے بھائی۔بغیر کسی تلاش کہ آپ کو ہیرا دیا تھا اللہ نے لیکن آپ نے اسے کھودیا اور کھوئی ہوئی چیزیں بہت مشکل ملا کرتی ہیں۔ ویسے بھی کسی کی قدر اس کے جانے کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔

لیکن ایسی قدر کا بھی کیا فائدہ جو آپ کو کسی کے جانے کے بعد ہو دراصل اسے قدر نہیں "کہتے اسے ہم دوسرے لفظوں میں پچھتاوا کہتے ہیں بھائی۔

وہ دکھ و تاسف سے بولتی اسے ایک نظر دیکھتی لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے کمرے کی سمت چل دی۔ محرم اور انابی نے بھی اس کے پیچھے ہی کمرے کا رخ کیا جبکہ اذلان نے صائم خان کے شانے پہ تھپکی دیتے بے ساختہ اسے تسلی دی۔ادیان ایک گہری نگاہ ان سب پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی سمت چل دیا۔

"تم پریشان مت ہو۔لیزے کے پاس جاؤ۔"

اذلان کی بات پہ صائم اثبات میں سر ہلاتے ساکت کھڑی آیت کا ہاتھ تھامتے باہر کی جانب چل دیا۔

باقی سب بھی اپنے اپنے کمروں میں آرام کے غرض سے چل دیے تھے۔کل پوری رات جاگنے کی بدولت کسی کی نیند بھی پوری نہیں ہوئی تھی۔اذلان کا رخ بھی اب مازہ کے کمرے کی جانب تھا۔

محرم نے کمرے میں پہنچتے ہی اسے بیڈ پہ بٹھاتے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"حجاب کھول کر پرسکون ہوجاؤ۔"

انہوں نے اسے پچکارتے ہوئے اس کی کمر کے پیچھے تکیہ رکھ دیا معاً اس کی نگاہ کمرے کی کھڑکی پہ پڑی جو کھلی ہوئی تھی مازہ کا دل دھک سے رہ گیا اس نے حلق تر کرتے محرم کی جانب دیکھا۔

"مم پلیز وہ کھڑکی بند کردیں۔"

اس کی خوفزدہ آواز پہ محرم اس سے پہلے اس سے کوئی سوال کرتی اذلان شاہ نے انہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے کھڑکی بند کردی۔

محرم نے جیسے ہی اس کا حجاب کھولا ان کی نگاہ اس کے کندھے تک آتے بالوں پہ ساکت رہ گئی انہوں نے باقاعدہ منہ پہ ہاتھ جمالیے۔حیرت ذدہ تو اذلان شاہ بھی رہ گئے تھے۔

"مازہ یہ بال۔"

"پلیز ماما میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں۔"

ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی رندھے لہجے میں کہتے ان کی بات کاٹتے کروٹ بدل گئی۔

محرم مشکل اپنے آنسوؤں پہ قابو پاتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کھڑکیوں کے پردے برابر کرتی مازہ کے دوسری جانب آکر لیٹ گئی۔اب مازہ اذلان شاہ کے سینے پہ سر رکھے سونے کی کوششوں میں تھی جبکہ محرم اس کے سنہری بالوں میں انگلیاں پھیرنے میں مصروف تھی۔

معاً نا جانے مازہ کو کیا ہوا وہ نیند میں ہی ان دونوں کا ہاتھ سختی سے تھامے آنکھیں میچ گئی۔اذلان شاہ نے نیم دراز ہوتے اس کی جانب دیکھا جو نیند میں ہی کچھ بڑبڑانے میں مصروف تھی۔

"کچھ نہیں ہوا میرا بچہ۔ماما ڈیڈ آپ کے پاس ہیں۔"

اذلان شاہ نے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے جیسے اسے اپنی موجودگی کا یقین دلایا تھا اور ایک سرزنشی نگاہ روتی ہوئی محرم پہ ڈالی تھی۔ان کی نگاہوں کا ہی اثر تھا وہ سرعت سے اپنے آنسو صاف کرتے رخ پھیر گئی تھی۔

"مازہ۔"

رائم جو سوئی ہوئی لیزے کے پاس بیٹھا غنودگی میں جارہا تھا اس کی دھیمی سی سرگوشی پہ چونک کر اس کی جانب جھکا۔ہوش تو اسے گھنٹہ پہلے ہی آگیا تھا لیکن رائم نے سکون کا انجیکشن لگاتے اسے کچھ دیر پرسکون نیند سلانا چاہا تھا۔کیونکہ اس کی حالت بہت زیادہ ابتر تھی جو.رائم سے کسی بھی صورت میں دیکھی نہیں جارہی تھی۔ابھی بھی وہ کل رات سے

ایک سیکنڈ کیلیے بھی اس کے پاس سے نہیں ہلا تھا وہ کیسے اس کے پاس سے کہی جاسکتا تھا وہ کہی بھی جارہا تھا تو لیزے کا خیال ہی اسے ستائی جارہا تھا ابھی بھی اس کی سرگوشی پہ جھٹ سے اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"لیزے ادھر دیکھو بیٹا۔"

اس نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے سہلایا ساتھ ہی محبت سے اس کے چہرے کا رخ اپنی جانب کیا جہاں تکلیف کے اثرات نمایاں تھے۔اس کی بات پہ لیزے نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولتے اس کی جانب دیکھا۔

"بھائی مازہ۔"

وہ رندھے لہجے میں بولتے ایک بار پھر پھپھک پھپھک کر رودی۔ مسلسل رونے کی وجہ سے آنکھیں بری طرح سوجھی ہوئی تھی پپوٹے بھی بھاری ہورہے تھے۔دراز پلکوں پہ نمی نے جیسے بسیرا ہی کرلیا تھا۔رائم افسوس سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"میرا بچہ مازہ مل گئی ہے وہ بلکل ٹھیک ہے آپ ایک بار ٹھیک ہوجاؤ پھر ہم ملنے چلیں گے۔اوکے۔"

اس نے اس کی طبیعت کے پیشِ نظر فلحال ٹالنا ضروری سمجھا لیکن اس کا دماغ تو جیسے ایک ہی الفاظ پہ اڑگیا تھا کہ مازہ مل گئی ہے۔آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش میں ایکدم کراہ کر دوبارہ وہی گر سی گئی۔رائم نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

میں نے کہا ہے نہ جب آپ ٹھیک ہوگی تو مل لینا۔کسی بھی چیز کیلیے ضد اچھی نہیں" "ہوتی۔

رائم نے سخت انداز میں اسے ٹوکنا ضروری سمجھا تو وہ آنسو روکنے کے چکر میں سرخ "پڑگئی۔وہ "کیسے بتائیں اس سے ملے بغیر ہی تو اس کا گزارہ نہیں ہوگا۔

یہ کونسا طریقہ ہے بہن سے بات کرنے کا جب وہ کہ رہی ہے کہ اسے ملنا ہے مازہ سے" "تو تمہیں کیا مسئلہ ہے۔آئندہ میں تمہیں لیزے سے ایسے مخاطب ہوتا نہ دیکھوں۔

صائم خان جو ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئے تھے اس کے انداز پہ اسے سختی سے تنبیہ کرنا نہ بھولیں وہ ان کی بات پہ سرے سے ہی کندھے جھٹکتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی صائم خان تاسف سے اس کی پشت دیکھتے لیزے کی جانب متوجہ

ہوئے کو اٹھنے کی تگ و دو میں تھی وہ تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے سرعت سے اس کی جانب متوجہ ہوئے اور اسے سہارا دیتے بیڈ پہ بٹھایا۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔"

صائم نے محبت سے اس کے بال سنوارتے پوچھا ان کی بات پہ لیزے نے فقط اثبات میں سر ہلانے کو اکتفا کیا۔صائم خان نے ہولے سے اس کے سر پہ لب رکھے اور اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔ان کی حرکت پہ لیزے نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"مازہ سے ملنے نہیں چلنا کیا۔"

ان کی بات پہ لیزے کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا۔وہ خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سمیت ان کی پھیلی ہوئی ہتھیلی پہ اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھ دیا۔

"رکو میں وہیل چئیر۔"

"نئی پاپا میں چل لوں گی۔آپ پریشان مت ہو۔"

وہ بھاری نقاہت ذدہ آواز میں گویا ہوئی تو صائم خان اسے اپنے حصار میں لیتے ہسپتال کے خارجی دروازے کی سمت چل دیے۔ لیزے کا دل وہاں فلحال کسی سے بھی سامنا کرنے کا نہیں تھا مگر وہ صرف مازہ کی محبت میں وہاں جانے پہ مجبور ہوئی تھی۔

ابھی بھی وہ کھوئی کھوئی سی سیٹ سے پشت ٹکائے کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ صائم خان کے دل کو اس کی حالت دیکھ دھکا سا لگا تھا نا جانے ان کی بیٹی کے نصیب میں اب کیا لکھا تھا۔

انھوں نے انگیشن میں چابی گھماتے گاڑی کا گئیر بدلتے اس کی رفتار بڑھادی۔

کچھ لمحوں کی مسافت کے بعد جوں ہی گاڑی شاہ ولا کے گیراج میں داخل ہوئی صائم خان نے باہر نکلتے لیزے کو سہارہ دیتے باہر نکالا۔

"ارے میری بیٹی آئی ہے۔"

اذلان شاہ کی آواز پہ وہ دونوں چونک کر رخ پھیرنے پہ مجبور ہوئے تھے جہاں وہ نک سک سے تیار شاید کہی سے آرہے تھے۔ اذلان شاہ نے ان کے قریب آتے اسے اپنے سینے

سے لگاتے ماتھے پہ بوسہ دیا تھا وہ مسکرا بھی نہ سکی تھی۔اذلان شاہ کو اس کی حالت دیکھتے تکلیف ہوئی تھی۔

کیسی ہیں اب آپ۔میری بیٹی شاید مجھ سے بھی ناراض ہے۔مجھے معاف کردے شاید"

"میں اس کی حفاظت نہیں کرپایا یا اپنی اولاد کی اچھی پرورش۔

اس سے پہلے کہ وہ پشیمان ہوتے اپنی بات مکمل کرتے عقب سے آنے والی قدموں کی چاپ پہ ان سب کی زبان کو بریک لگی۔ان سب نے استھفامیہ نگاہیں اپنی پشت پہ ٹکائی جہاں سے ادیان شاہ اپنی مردانہ وجاہت سمیت پروقار چال چلتا انھی کی سمت آرہا تھا۔اس کی مغرور کھڑی ناک دیکھتے لیزے کی آنکھوں میں جیسے کسی نے چنگاریاں سی بھردی۔گھنی مونچھوں تلے کٹاؤدار لب وہ ہمیشہ کی طرح بھینچے ہوئے تھے۔اس نے نگاہوں کا زاویہ بدلتے اپنا رخ دوبارہ اذلان شاہ کی جانب کیا۔

ادیان جو محسن سے ملنے اس کے آفس جانے کیلیے باہر ہی جارہا تھا سامنے ہی اس دشمنِ جاں کو دیکھتے ایک لمحے کیلیے اسے محسوس ہوا سب کچھ رک سا گیا ہو۔ایک ہی رات میں اس کی حالت کس قدر خراب ہوگئی تھی۔شاداب چہرہ ذردی مائل ہورہا تھا۔ادیان کو ایک بار

پھر پچھتاوے نے اپنے گھیرے میں لے لیا۔کاش وہ اس رات کو دوبارہ اپنی زندگی میں لا سکتا اور جو کچھ وہ کرچکا ہے اس کا مداوا کرسکتا۔اسے دیکھتے ایک بار پھر مازہ کی باتیں اس کے دماغ میں گردش کرنے لگی۔قدم خود بخود اس کی جانب اٹھے تھے۔لیزے اسے اپنے قریب آتا دیکھ اپنا دل تھام گئی اس کا ہر بڑھتا قدم اسے اپنے دل پہ محسوس ہورہا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اس کے آگے ہمیشہ کی طرح ہار جائے گی لیکن اسے ہارنا بلکل نہیں تھا اس بار اسے اپنی عزت نفس جیتنی تھی۔تبھی چہرے کے تاثرات پتھریلے کرلیے اور گلہ کھنکھارتے اذلان شاہ کو مخاطب کیا۔

پھپھا آج آپ نے کہہ دی یہ بات آئندہ مت کیجیے گا۔"

آپ کی پرورش میں بلکل بھی کمی نہیں رہی ان کی فطرت ہی ایسی ہے۔عادت تو پھر بھی بدل جائے لیکن فطرت کبھی نہیں بدلتی وہ زندگی میں کبھی کہی نہ کہی اپنا رنگ ضرور دکھاتی ہے۔"

اس کی کٹیلی آواز پہ ادیان کے اس کے جانب بڑھتے قدم بے ساختہ تھمے ایک لمحے کیلیے اس کی رنگت متغیر ہوگئی لیکن اگلے ہی لمحے اس نے اپنے اعصاب بحال کرتے لیزے

کی بات پہ سختی سے دانت پہ دانت جماتے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اذلان شاہ نے افسوس ذدہ انداز میں اس کی جانب دیکھا جو اب اپنی ازلی بے نیازی سمیت دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالتے اس کی باتوں سے سکون سے مستفید ہورہا تھا۔

"اور میں ایسی بلکل نہیں ہوں کہ کسی کے کیے کی سزا کسی دوسرے کو دوں۔یہ میرا شیوہ بلکل نہیں ہے ہاں کچھ لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے لیکن کوئی بات نہیں ایک دن جب انہیں اپنی اس کوتاہی کا بخوبی اندازہ ہوگا تو خود ہی منہ کے بل گرے گے لیکن افسوس انہیں ہاتھ دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔"

اس کی اس قدر تلخ باتوں پہ ادیان کا غصے کے مارے برا حال ہوگیا وہ لہو رنگ آنکھیں اسی پہ جمائے کھڑا تھا جو کس قدر سکون سے اسی کی موجودگی میں اسی کے بارے میں گل افشانیاں کررہی تھی۔کنپٹی کی رگیں بری طرح پھولی ہوئی تھیں۔اس کی حالت دیکھتے لیزے کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ادیان کی نگاہ اس کے چہرے سے ہوتے ہوئے اس کے زخمی بازو تک گئی تھی جہاں اس نے کل بے دردی سے اپنی گرفت جمائی تھی وہ کل کا دن سوچتے ہی لب بھینچ گیا۔

اس کی بات پہ صائم اور اذلان شاہ نے اطمینان بھرا سانس خارج کیا اور ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا جو انہیں بہت مضبوط نظر آرہی تھی حقیقتاً اسے حالات نے مضبوط بنادیا تھا۔ان دونوں کو اس کا نڈر انداز ایک نئے سرے سے جلا بخش گیا تھا۔

"گڈ میری جان ایک لڑکی کیلیے سب سے پہلے عزت ہونی چاہیے پھر ہی کوئی اور جذبہ دل میں ہونا چاہیے۔جس رشتے میں عزت نہ ملے اس رشتے کو جڑ سے ہی اکھاڑ دینا چاہیے چاہے وہ پھر کسی سے بھی ہو۔بلکل بھی فرق نہین پڑنا چاہیے جسے آپ کی قدر ہوگی وہ آپ کے پاس خود ہی چل کر آئے گا۔اور جس کو نہیں ہوگی وہ اپنی اس انا اور غرور کے زعم میں ہی جیتا رہ جائے گا۔ سمجھ رہی ہو نہ۔"

اذلان شاہ اس کا گال تھپتھپاتے سمجھانے والے انداز میں بولے تو وہ اپنے چہرے پہ آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے اثبات میں سر ہلاتے ایک سخت کڑی نگاہ اس پہ ڈالی جواباً اس نے بھی اپنی قہر آلود بھوری آنکھیں اس کی سیاہ تاریک ہوتی آنکھوں میں ڈالی جہاں زندگی کا شائبہ تک نہیں تھا بس ایک عجیب قسم کی ویرانی چھائی ہوئی تھی۔اس کا ہولے ہولے لرزتا سسکتا وجود اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔ہوا کے جوش سے

لیزے کا ڈوپٹہ سر سے ڈھلک کر شانوں پہ آگرا تھا۔ بھورے بال کسی آبشار کی مانند اس کے چہرے پہ ہالہ بنائے ہوئے تھے۔اس کی نگاہوں کی تپش کا احساس تھا کہ وہ طیش کے عالم میں مٹھیاں سختی سے بھینچ گئی۔ وہ ایک کھردری نگاہ اس پہ ڈالتی مضبوط پرعزم قدم اٹھاتی اس کے پاس سے ہوتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ادیان کا غصہ اس کی ہمت پہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔لبوں کی تراش پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔صائم خان اور اذلان شاہ نے حیرت سے اس کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھی تھی۔

ادیان نے فلحال یہ شکر ادا کیا تھا کہ وہ گھر لوٹ آئی ہے باقی باتیں وہ گھر لوٹ کر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ معاً ان دونوں کو اپنی جانب متوجہ پاکر وہ سر جھٹکتے ہوئے سپاٹ انداز میں اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔جبکہ وہ دونوں اس کی ہٹدھرمی پہ تاسف سے سر ہلاتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

لیزے جیسے ہی اندر لاؤنج میں داخل ہوئی کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا اس نے سوالیہ نگاہیں ان دونوں کی سمت اٹھائی۔اسے اس خاموش ماحول سے باقاعدہ وحشت سی ہونے لگی تھی۔

"مازہ اپنے روم میں ہے وہاں چلے جاؤ۔"

اذلان شاہ کی سنجیدہ آواز پہ وہ اثبات میں سر ہلاتے ڈوپٹہ سر پہ درست کرتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔اذلان شاہ اور صائم دونوں لاؤنج میں رکھے ہی صوفے پہ براجمان ہوگئے کچھ بھی دیر میں عفان شاہ بھی وہی آگئے تھے۔

السلام و علیکم !دراصل میں پوچھنے والا تھا کہ فاریہ کہاں ہے صبح سے دکھائی نہیں دے رہی۔"

فہیم کی آواز پہ عفان شاہ نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا اور اس کی بات پہ ہونٹوں کو گول سی شکل دیتے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ تو گئی صبح ہی اپنے پاپا کے ساتھ۔"

عفان شاہ کی بات پہ اس نے اچھنبے سے ان کی جانب دیکھا جیسے ان کی بات سمجھ نہ آئی ہو اور واقعی ان کی آدھی باتیں اس کے سر پہ سے گزر جاتی تھیں۔

فہیم صبح اس کے والدین آئے تھے وہ ان کے ساتھ اپنے گھر خیر و عافیت سے لوٹ"
"چکی ہے اب آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔
صائم خان نے عفان شاہ کو ایک ذبردست گھوری سے نوازتے خود ہی تمام تفصیلات سے فہیم کو آگاہ کیا تو وہ بجھے دل سمیت مشکل مسکراتے اثبات میں سر ہلاگیا۔اسے فضا ایکدم بوجھل سی محسوس ہوئی تھی۔ تبھی لڑکھڑاتے قدموں سمیت اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔ان تینوں کی پرسوچ نگاہیں اسی کی پشت پہ جمی تھی۔
ویسے تو میرے ساتھ ایسے چپکتی تھی جیسے بڑا کوئی اچھا دوست سمجھ لیا ہو گھر والو کے"
آتے ہی طوطا چشم ہوگئی۔ ہنہ ساری لڑکیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ویسے بھی مجھ جیسے لڑکے
"کو کوئی پسند کر بھی نہیں سکتی۔
وہ تلخی سے بولتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔غلط فہمی عروج پہ تھی۔
لیزے نے اس کے کمرے کے نزدیک پہنچتے ہی جوں ہی دروازے پہ دستک دی اندر سے آنے والی محرم کی آواز پہ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھولتے اندر قدم رکھ گئی۔ محرم جو مازہ کو دوائی دینے کی بھرپور کوششوں میں تھی دروازہ کھلنے کی آواز پہ وہ چونک کر اسی

سمت متوجہ ہوئی جہاں سے لیزے اندر آرہی تھی۔اس کی حالت دیکھ ان کا دل ایک لمحے کیلیے ڈوب کر ابھرا۔مازہ نے بھی ان کی نگاہوں کے تعاقب میں دروازے کی سمت دیکھا جہاں دروازے پہ ایستادہ لیزے دھندلی نگاہوں سے انہیں ہی دیکھتے انگلیاں چٹخارہی تھی۔مازہ کی آنکھوں کی چمک میں باقاعدہ اضافہ ہوا۔وہ بیڈ کراؤن سے پشت چھوڑتے سرعت سے اس کے آگے باہیں پھیلاگئی۔لیزے بھی بغیر کوئی تاخیر کیے بلاتردد اس کے مہربان بازوؤں میں آسمائی۔ان دونوں کے گلے لگنے کی دیر تھی وہ دونوں پھوٹ پھوٹ کر رودی۔وہ دونوں ایک دوسرے کے دکھ میں گھلتے ہوئے رورہی تھی ایک دوسرے کا درد اپنے دلوں پہ محسوس کررہی تھی۔ان کا یوں بے تحاشہ رونا محرم کو بھی ایک لمحے کیلیے پریشان کرگیا۔تبھی ان دونوں کو ڈپٹتے ایک دوسرے سے الگ کیا اور خود ان دونوں کو پرائیوسی دیتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"کیسی ہو۔کہی لگی تو نہیں انہوں نے کچھ کہا تو نہیں نہ تمہیں۔"

لیزے اس کا چہرہ ہاتھ پاؤں ہر چیز جانچتے ہوئے تڑپتے دل کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔مازہ نے دکھ اور حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو خود ابھی بستر سے اٹھی تھی لیکن ابھی بھی

صرف اسی کی فکر تھی کیا اس کے بھائی کو اس سے مخلص لڑکی کہی مل سکتی تھی۔یہی سوچ آتے ہی ایک بار پھر وہ پھپھک پھپھک کر رودی۔لیزے نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"مازہ کیا ہوا کہی لگی ہے کیا مجھے بتاؤ۔کیوں تکلیف دے رہی ہو۔"

اس کی دلسوز ملول ذدہ آواز پہ ہانپتے ہانپتے نفی میں سر ہلا گئی۔اور دونوں ہاتھوں سے اس کا کمزور زرد رنگ چہرہ تھام لیا جہاں کل تک زندگی کی رمق تھی ایک امنگ تھی اور آج سب خالی خالی تھا۔

تم کیوں ہو ایسی۔اپنی تکلیف کیوں نہیں محسوس کرتی دل پہ۔انسان ہو نہ پتھر کی تو" نہیں ہونہ بھائی نے کیا کچھ نہیں کہا تمہیں اور تم چلی بھی گئی اپنے حق کیلیے کچھ تو بولتی

"مجھے معاف کردو میری وجہ سے یہ سب ہوا تمہارے ساتھ۔

مازہ اس کے گال پہ بوسہ دیتے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ایک بار پھر رودی۔لیزے نے اس کی بات پہ اذیت سے آنکھیں میچ لی۔

تمہاری کیا غلطی اس میں پگلی۔یہ ہونا میرے نصیب میں تھا۔اور ذریعہ یہ سب بن" گیا۔ویسے بھی ان کی نگاہوں میں میری کیا حیثیت اور کیا مقام ہے اسی طرح اس کا علم ہونا تھا اور اب وہ بخوبی ہوچکا ہے۔میری فکر مت کرو۔تم نے دوائی لی۔"

اس نے کاٹ دار لہجے میں اپنی بات مکمل کرتے آخر میں اس کی دوائی کے متعلق استسفار کیا تو مازہ نے جواباً ترحم بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کی نگاہ کمرے کی کھلتی کھڑکی پہ پڑی اس کا رنگ لمحے میں سرعت سے سفید پڑا آواز حلق میں ہی دب گئی۔

"لیزے پلیز وہ کھڑکی بند کردو۔وہ پھر آجائے گا وہاں سے۔"

مازہ کی دلخراش ہکلاتی آواز پہ لیزے کے حواس جھنجھنا اٹھے اس نے رنج و ملال کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا اور اس کی بات پہ مشکل اثبات میں سر ہلاتے کمرے کی کھڑکی کے پٹ بند کرتی چٹخنی چڑھا گئی۔

"لیزے لیزے میرے بال۔"

اس کی روتے روتے آدھی ادھوری بات پہ لیزے نے ٹھٹک کر اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی بات سمجھنے کی کوششوں میں ہو۔مازہ نے اس کے چہرے پہ نا سمجھی کے تاثر دیکھتے دھیرے دھیرے اپنے سر پہ ڈوپٹہ اتارتے آنکھیں میچ لی۔لیزے جو اچھنبے سے اسے ڈوپٹہ اتارتا دیکھ رہی تھی اترتے ہی اس کے بال دیکھتے اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت اور بے یقینی سے پھیل گئی اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اس کے بالوں کو چھوا جو کبھی کمر سے بھی نیچے جایا کرتے تھے اور کب صرف کندھوں کو چھو رہے تھے۔لیزے نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے اسے سینے میں بھینچ گیا۔

بس میری جان کچھ نہیں ہوا۔اللہ پاک ایسے ظالموں کو دوزخ واصل کرے۔بالوں کا کیا" ہے محرم پھپھو سے تم ایک بار پھر سے مالش کرانے کی روٹین بناؤ پھر ٹھیک ہوجائیں گے اوکے۔"

وہ اس کے بال سہلاتے دھیمے سے اسے سمجھارہی تھی معاً اس کی غنودگی میں جانے کا خیال کرتے لیزے کو تکیے پہ لٹا کر خود وہاں سے جانے سے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن اس سے پہلے ہی لیزے کا ہاتھ امائزہ کی گرفت میں تھا۔

"کہاں جارہی ہو تم۔"

اس نے حیرت سے اسے اٹھتا دیکھ ٹوکا تو لیزے کی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

مازہ میں گھر جارہی ہوں کیونکہ اب میرا یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔مجھے یقین ہے" "کہ تم میری بات کو ضرور سمجھوں گی۔

اس نے اس کی ہاتھ کی پشت تھپتھپاتے جیسے اسے کچھ باور کرانا چاہا تھا۔مازہ کی آنکھیں پل بھر میں بھیگی تھی۔

سمجھ رہی ہوں۔ کبھی مت جھکنا میری جان کسی کے آگے بھی اپنے ہر قسم کے فیصلے" پہ تم مجھے اپنے ہمقدم پاؤں گی۔لیکن پلیز آج میرے پاس ٹھہر جاؤ صرف آج اس کے "بعد کبھی بھی کوئی ضد نہیں کروں گی۔

وہ منت کرنے والے انداز میں ہچکچاتے ہوئے گویا ہوئی تو لیزے نے بے ساختہ اسے انکار کرنا چاہا وہ کیسے بتاتی اسے اس ماحول سے ہی عجیب قسم کی گھٹن ہورہی ہے۔لیکن اسے بارہا بار اصرار کرتا دیکھ لیزے تھک ہار کر وہی بیٹھ گئی۔کچھ لمحوں کے توقف کے بعد

انابی بھی وہی آگئی تھی اسے جیسے ہی محرم نے لیزے کے آنے کی اطلاع دی وہ جو سوئی ہوئی تھی فوراً سے پہلے اٹھ کر مازہ کے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔

صائم مازہ سے جیسے ہی کمرے میں ملنے آئے تو انھوں نے لیزے کو چلنے کا کہا لیکن وہ مازہ کی حالت دیکھتے انہیں اپنے ایک دن رکنے کا کہ چکی تھی وہ جانتی تھی کہ اس کے اس فیصلے سے رائم بھائی وہ غصہ ہونگے لیکن مازہ کیلیے بھی یہ کرنا ضروری تھا۔ایک حیرت اسے یہ بھی تھی کہ اس قدر سب کچھ ہوجانے کے باوجود رائم مازہ سے ملنے بھی نہیں آیا اور یہی چیز اس کے تفکر میں اضافے کا باعث تھی۔معاً وہ ان تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے انہیں تسلی دیتے جانے کا عندیہ دے چکی تھی۔کچھ ہی دیر میں وہ سب سے ملتے ملاتے گھر کی جانب روانہ ہوچکے تھے۔

ادیان شاہ گھر سے سیدھا اپنے فلیٹ میں پہنچا تھا جہاں محسن پہلے ہی موجود تھا۔اس سے مصافحہ کرتے ہی چوھدری کے متعلق پوچھتے اس نے اپنے عقب میں موجود دو آدمیوں کو ان کا کام شروع کرنے کا حکم دیا۔

"ادیان تم کیا کرنے والے ہو۔اور یہ اسے کہاں لے جارہے ہو۔"

محسن ان تگڑے آدمیوں کے بازؤں میں بے سدھ پڑے چوھدری کو دیکھتے بوکھلا کر بولا۔

"پہلے میں نے سوچا تھا کہ اسے یہی اذیت دوں گا لیکن نہیں اسے وہ تمام اذیتیں اسی کے اڈے پہ دوں گا تاکہ اسے اندازہ ہو کہ کس کس طرح کے ظلم ڈھا چکا ہے۔اپنے ہونے پہ ہی افسوس کرے گا یہ۔موت مانگے گا لیکن یہاں میں تیرے پہ ترس نہیں کھاؤں گا۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔اور ساتھ ہی ان آدمیوں کو چلنے کا اشارہ کیا۔اس کے چہرے کے پتھریلے تاثرات محسن کا دل ہولا رہے تھے وہ جانتا تھا کہ وہ اپنی بات کا کس قدر پکا ہے لیکن ایسے بھیڑیوں کا انجام بھی ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔

کچھ ہی دیر میں چوھدری اسی تہہ خانے میں موجود تھا جہاں اس نے ہزاروں لڑکیوں کی ذات کو نشانہ بناتے ان کی عزت کو تار تار کیا تھا۔گرم گرم ابلتے پانی میں ڈبکی لگوا کر ان کے چہرے مسخ کیے تھے۔سیگریٹ پائپ اور بیلٹوں سے اس کے وجود پہ لاسیں لگائی تھی۔اب ادیان شاہ کے سامنے اسے اپنی موت واضح دکھائی دے رہی تھی۔

"چل چوھدری شروع کرتے ہیں۔"

ادیان اپنے سرٹ کی آستین فولڈ کرتا مزے سے آنکھوں میں اپنی مخصوص چمک لیے گویا ہوا تو رئید نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

ایک منٹ ادیان پہلے میرے سے تو ملاقات کروادو اسکی جسے مجھ سے ملنے کا بہت شوق" "تھا۔

معاً اپنے عقب سے آنے والی سپاٹ آواز پہ ادیان شاہ نے رعونت سے چوھدری کی جانب دیکھتے ایک نظر اپنے عقب میں دیکھا۔جہاں سے دو وجود اپنی مخصوص چال چلتے اسی کی جانب آرہے تھے۔

"صائم خان۔"

رئید چودھری کی سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

ہاں دراصل جاننے آیا تھا تم سے۔کونسی دشمنی نبھارہے ہو میرے سے ادیان کے" "مطابق بہت شوق تھا تمہیں مجھ سے ملنے کا کیوں اذلان۔

صائم خان سختی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مخاطب تھے۔

تجھے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا تیری وجہ سے میرا باپ جیل میں سڑتا رہا۔وہ نیم پاگل ہوگیا۔میری ماں تک مجھے اس کے دکھ میں چھوڑ کر چلی گئی. صرف تیری بدولت کیا بگاڑہ تھا میرے باپ نے تمہارا صائم خان۔اور تو تجھے کیسا محسوس ہورہا ہے اپنی بیٹی کی حالت پہ۔"

وہ ان دونوں کو اپنے سامنے دیکھ گلہ پھاڑتے چلایا۔ادیان نے اس نے گردن کو سختی سے جکڑ لیا اور خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کا تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔جبکہ اذلان شاہ سے مزید برداشت نہیں ہوا تو مازہ کے ذکر پہ اس کے منہ پہ زور سے ایک مکہ جڑدیا وہ کراہ کر رہ گیا۔

"تمیز سے بات کر۔"

ادیان نے چار لفظوں میں ہی اس پہ باور کراتے اس کے بالوں کو جھٹکا دیا وہ ایکدم تکلیف کی شدت سے کراہ کر رہ گیا جبکہ صائم خان ابھی بھی حیرت سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"کون ہے تمہارا باپ۔"

اذلان شاہ کی سرسراتی ہوئی آواز پہ وہ دونوں چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئے معاً چوھدری کے لبوں پہ ایک تمسخرانہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔وہ مکروہ انداز میں قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"منیب چوہدری۔"

اس نے جیسے ان دونوں کی سماعتوں میں بم پھوڑا تھا وہ بے یقینی کی کیفیت میں اس انسان کو تک رہے تھے۔معاً نفرت کی ایک شدید لہر ان دونوں کے وجود میں کوندی تھی۔

ادیان جو کرنا چاہو اس کے ساتھ کرو تم۔اس کا باپ تو کہی بہت پیچھے کی لائن میں تھا"

"لیکن تو نے ہر حد پار کردی ہے۔

اذلان شاہ رعونت سے سے دیکھتے غصے سے دھاڑے۔ادیان نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو کرسی پہ بندھا ہونے کی بدولت ہل بھی نہیں پارہا تھا۔

تمہارا باپ جو بھی تھا اسے اس کے کیے کی سزا ملی لیکن تمہیں تمہارے کیے بھی سزا"

"ملے گی اور بہت عبرت ناک۔کیونکہ اللہ بے شک بہتر انصاف کرنے والا ہے۔

صائم خان سنجیدگی سے گویا ہوئے۔آج اتنے سالوں بعد منیب کا بیٹا یوں بدلے کی خاطر ان کے روبرو ہوگا ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

چلیں اب آپ دونوں باہر جائیں کیونکہ جو یہاں ہونے والا ہے وہ شاید آپ دونوں کی" "برداشت سے باہر ہو۔یو نو کمزور اعصاب کے مالک دور رہیں۔

ادیان شاہ ان دونوں کو ایک نظر دیکھتا اپنی ازلی لاپرواہی سے بولا تو وہ دونوں اس کی بات پہ دانت پیس کر رہ گئے۔

"شٹ اپ ادیان شاہ مت بھولو میں تمہارا باپ ہوں۔"

اذلان شاہ کی تنبیہی آواز پہ وہ ان کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑا گیا۔وہ دونوں تاسف سے اسے ایک نظر دیکھتے ایک تنفر بھری نگاہ چوھدری پہ ڈالتے باہر کی جانب چل دیے۔ان کے جاتے ہی ادیان نے ان آدمیوں کو ابلتا ہوا پانی لانے کا حکم دیا۔چوھدری کا دماغ تو اس کی بات پہ ماؤف ہوگیا۔اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا لیکن تب تک پانی وہاں آچکا تھا۔

"نہیں ادیان تم یہ نہیں کرسکتے۔"

اس نے ڈرتے ڈرتے نفی میں سر ہلایا کیونکہ پانی اچھا خاصہ ابلا ہوا تھا.اور اس میں سے دھواں اٹھ رہا تھا ادیان نے کہنے کی دیر تھی ان آدمیوں نے اس کے دونوں پاؤں پکڑتے اس ابلتے ہوئے پانی میں ڈالی تھی۔پاؤں ڈلنے کی دیر تھی اس کی دلخراش چیخیں اس تہ خانے کی خاموش فضا میں گونجی تھیں۔ادیان اس کی چیخوں پہ اس کے منہ پہ رومال ٹھونس گیا تھا۔

"تڑپ اور ذیادہ تڑپ بے حس انسان۔کتنی ہی بچیوں کے ساتھ تو نے ابھی اس سے بھی بدتر رویہ اختیار کیا تھا نہ تو تو جانور ہے انسان بھی نہیں۔ان کی تکلیفوں کو اندازہ تجھے اب ہوگا چوھدری۔اس کے بعد اس کا منہ بھی اسی ابلتے پانی میں ڈال دینا۔"

وہ لہو رنگ آنکھوں سے اسے دیکھتے دھاڑا اور آخری بات ان آدمیوں کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"ابھی تو یہ پہلا حصہ تھا باقی کی ملاقات کل ہوگی۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ایک اذیت بھری نگاہ اس پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا اس کے باہر نکلنے کے بعد بھی چوھدری کی دلسوز چیخیں اس کی سماعتوں میں ایک سکون سا برپا کررہی تھیں۔

آسمان پہ سیاہ بادلوں نے بسیرا کیا ہوا تھا۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں روح کو معطر کرتی محسوس ہورہی تھی۔رات پوری طرح اپنے پر پھیلا چکی تھی۔لیزے کھڑکی کے پاس کھڑی باہر کے نظاروں سے اپنے اندر جلتی آپ کو ٹھنڈا کرنے کی تگ و دو میں تھی۔مازہ کو ابھی سوئے ہوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی معاً کمرے کے دروازے پہ مسلسل ہوتی دستک سے لیزے کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا اور ساتھ ہی مازہ کی نیند بھی۔وہ اپنی بےاختیار سوچوں پہ شرمندہ ہوتے دروازے کی جانب چل دی۔

"چھوٹی بہو وہ آپ کو بیگم صاحبہ بلارہی ہے کھانے پہ مازہ بٹیا کو بھی لے آئیں۔"

گھر کی ایک بوڑھی ملازمہ دروازے کھولتے ساتھ ہی عاجزانہ انداز میں بولی تو لیزے کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"خالہ بی مجھے آئندہ سے لیزے بٹیا ہی مخاطب کیجیے گا آپ اور آپ چلیں میں بس مازہ کو لے کر آتی ہوں۔ پھپھو کو بتادیجیے گا۔"

انہیں نرمی سے باور کراتی وہ مازہ کی سمت متوجہ ہوئی جو خوفزدہ نگاہوں سے کھڑکی کو دیکھ رہی تھی۔ لیزے نے اپنی یاداشت کو کوستے سرعت سے کھڑکی بند کی اور اسے نیچے چلنے کا کہا تو وہ اکتا کر نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں مجھے بلکل بھی بھوک نہیں ہے دل نہیں ہے میرا۔ تم پلیز ماما کو بتادو۔"

وہ اکتا کر کہتی کروٹ بدل گئی۔ لیزے اس کا کھانا لانے کا سوچتے خود ہی تاسف سے سر ہلاتے باہر کی جانب چل دی۔ وہ جوں ہی کچن میں داخل ہوئی محرم اور عزہ ملازمہ کے ساتھ کھانا لگوا رہی تھی۔

"ارے لیزے آپ آگئی مازہ نہیں آئی کیا۔"

محرم نے اس کے عقب میں جیسے مازہ کو تلاش کرنا چاہا۔

"نہیں پھپھو اس کی طبیعت کچھ بہتر نہیں ہے آپ ایسا کریں اس کا کھانا مجھے ہی دے دیں میں کمرے میں لے جاتی ہوں۔"

وہ خود ہی پلیٹ نکالتی اس میں چاول نکالتے ہوئے بولی تو محرم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ تو ہمارے ساتھ۔"

پھپھو مجھے بلکل بھی بھوک نہیں ہے۔پلیز انسسٹ مت کیجیے گا۔جب بھوک لگے گی تو"
"میں کھالوں گی لیکن ابھی بلکل بھی نہی عجیب سی گھٹن ہورہی ہے۔

وہ اپنا سینہ مسلتے ہوئے نقاہت ذدہ آواز میں بولی تو اس کی بات پہ عزہ اور محرم دونوں کی پریشان ہوگئی۔جبکہ کچن میں آتے ادیان کے قدم بھی بے ساختہ دہلیز پہ رکے۔اس نے تفکر سے اس کے قریب جانا چاہا۔لیکن اس سے پہلے کہ وہ ان دونوں کو تسلی دیتے ٹرے اٹھاتے اس سے بلکل نظر اندازی برتتے ماذہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ادیان شاہ کو سراسر یہ اپنی توہین لگی تھی وہ کینہ توڑ نگاہوں سے اسے دیکھتے لب آپس میں پیوست کرگیا تھا۔

ماذہ کو کھانا کھلانے کے بعد وہ ہاتھ وغیرہ دھوتے اس کے اوپر کمفرٹر درست کرگئی تھی جو اب سونے کی تیاریوں میں تھی شاید محرم نے اسے نیند کی دوائی دی تھی جو وہ اس قدر

غنودگی میں جارہی تھی۔مگر جو بھی تھا یہ اس کیلیے ہی بہتر تھا جتنا اس کے اعصاب فلحال سن رہتے اتنا کم ہی وہ اس حادثے کو یاد رکھتی۔ابھی بھی اسے سوتا دیکھ وہ باہر چلنے والی ٹھنڈی ہوا کا سوچتے سائیڈ ٹیبل سے ٹرے اٹھاتے کمرے کا دروازہ آرام سے بند کرتے باہر کی جانب چل دی تاکہ اس کی نیند میں خلل نہ پڑے۔

کچن میں ٹرے رکھتے ہی وہ سینے میں ہوتی جلن میں افاقے کی خاطر ٹھنڈی ہوا لینے باہر لان کی جانب چل دی۔لان میں پہنچتے ہی وہ اپنے ہی دھیان میں سکون سے آنکھیں موندے ٹہل رہی تھی یا کبھی آنکھیں کھولتے آسمان کو دیکھ رہے تھے جہاں چاند بار بار اپنی چھب دکھلا کر کہی بادلوں میں غائب ہوجاتا۔سیاہ چادر شانوں پہ ڈالے،دراز پلکوں کی اوٹ میں چھپی سیاہ تاریک آنکھیں جو بے تحاشہ رونے کی بدولت سرخ ہورہی تھی،سیاہ ہی لباس پہنے جیسے وہ اپنی ہی حالت پہ ماتم کناں کھوئی کھوئی سی کھڑی تھی۔

معاً اس کی نگاہ ادیان کے کمرے کے ٹیرس کی جانب اٹھی تھی۔آنکھوں کو تو جیسے بہانہ مل گیا تھا ٹوٹ کر برسنے کا۔

کیوں محبت اس کی قسمت میں ہی نہیں تھی۔اس نے تو اپنی طرف سے کبھی کوئی کمی نہیں رہنے دی تھی اس کی جانب سے دکھائی گئی ہر بے رخی کے جواب میں وہ زیادہ دیر اپنی ناراضگی نہ دکھائی تھی پھر اسی کی قسمت میں کیوں بے سکونی لکھ دی گئی۔

معاً اس کے سامنے آکر رکتے وجود نے اسے یوں گم صم دیکھ اس کی دراز پلکوں پہ اٹکے موتی کو اپنی انگلی کے پوروں سے ہولے سے چھوا۔اس کا لمس اس کی مخصوص کلون کی خوشبو اس کے ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ تو جیسے بے دم سی ہوتی اپنی پلکیں سرخ ہوتے عارضوں پہ جھکا گئی تھی۔

اس کی ادا پہ مسرور ہوتے ادیان خان اپنا دل ایک لمحے کیلیے دل تھام گیا تھا۔وہ اسے کیسے بتاتا کہ کل جو کچھ بھی ہوا اس کی جذباتی طبیعت کی بدولت ہوا وہ تو اپنی حرکت پہ شرمندہ بھی تھا اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ یہ لمحہ یہی ٹھہر جائیں وہ رات اس کی زندگی سے ہی نکل جائے جب وہ اس کی توہین کا سبب بنا تھا۔وہ غصے میں خود پہ ضبط کے پہرے نہیں بٹھا پاتا تھا۔لیکن جو بھی تھا وہ فالوقت اس کی نگاہوں میں اپنے لیے نفرت کا جذبہ نہیں دیکھ سکتا تھا جس کی آنکھوں میں ہمیشہ اسے اپنے لیے محبت ہی

دکھائی دی تھی۔ جو کہے بغیر ہی اسے جان لیا کرتی تھی اس کی آنکھوں کو پڑھ لیا کرتی تھی۔ لیکن اب تو شاید اللہ بھی اس کی ستم گری پہ اس سے ناراض ہوچکا تھا۔

"کیسی ہو لیزے۔"

اس کی گھمبیر آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی لیزے ساکت کھڑی اسے خود سے مخاطب دیکھ رہی تھی اس نے جھٹکے سے اپنی بھیگی دراز پلکیں واں کی تھی۔ادیان شاہ اس کی بھیگی پلکوں کے زیروزبر پہ سانس روک گیا تھا۔اسکی سیاہ آنکھوں کے سرخ سوجھے پپوٹے آنکھوں میں تیرتی ہوئی لالی اور اس میں تیرتے شکوے ادیان شاہ کا دل جیسے کھینچ سا گیا تھا۔

ہوا کے زور سے سیاہ گھنے والوں کی آوازہ لٹیں اس کے سرخ روئے روئے چہرے کے گرد ہالہ بناگئی تھی اور ادیان شاہ کا دل بھی دھڑکنا جیسے بھول گیا تھا۔اس کی سانسوں میں ایک آتش سا برپا ہوگیا تھا وہ حیرت ذدہ سا اپنی حالت دیکھ رہا تھا۔

اور آج وہ جوان جہاں مرد جسے آج تک کوئی تسخیر نہ کرپایا جو اپنے نام کا ایک تھا ادیان شاہ جیسے اپنا سب کچھ اپنے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کے آگے ہار گیا تھا اسے علم

ہی نہیں ہوا کب اس کا دل اس کے ہی ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا تھا۔ وہ بھوری کانچ سی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھے مارتا سمندر لیے اسی کی بھیگی آنکھوں کو میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔

"میں تم سے مخاطب ہوں لیزے کیسی ہو۔"

لیزے جو اس کی آواز کے حصار میں بری طرح کھوئی ہوئی تھی چہرے کے تاثرات سخت کرتے اس سے پہلے اس سے نظراندازی برتتے وہاں سے جاتی ادیان نے اس کا ہاتھ سختی سے تھام لیا۔ لیزے نے حیرت سے اس کی مضبوط گرفت میں اپنا ہاتھ دیکھا تھا۔ ادیان نے اس کی کلائی کو جھٹکا دیتے اپنی سمت کھینچا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس سے ٹکراتی لیزے نے اس کے سینے پہ دھکا دیتے اسے خود سے دور کیا تھا اور خون آشام نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔ اس کی نگاہوں میں نفرت ناگواری ناپسندیدگی کیا کچھ نہیں تھا۔ اس کی کاٹ دار نگاہوں کے تیر ادیان کے سینے کو لہو لہان کر گئے۔ اس کی آنکھوں میں تو اس نے ہمیشہ سے ایک ہی جذبہ دیکھا تھا وہ بھی محبت کا۔ اس کا ذہن ماؤف ہونے لگا۔

"مسٹر ادیان شاہ آئندہ میرے ساتھ ایسی حرکات کرنے سے پہلے سوچ لیجیے گا کہ آپ کے مقابل اب آپ کی وہ ڈری سہمی لاچار بیوی نہیں ہے جو آپ کے قدموں میں گری چلی جائے گی۔میں لیزے صائم خان ہوں اور ایسی حرکتیں آپ کو شعبہ نہیں دیتی مسٹر سو نیکسٹ ٹائم کیلیے بی کئیرفل۔"

وہ تنبیہی انداز میں اس کی جانب انگلی اٹھاتے سرد انداز میں پھنکاری۔ادیان کے ماتھے پہ اس کی بات پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اسے اس کا یوں مخاطب ہوتا اپنی سراسر توہین لگی تھی۔اس کا جبڑا تن گیا اس نے مشکل خود پہ ضبط کیا تھا۔

"تم لیزے صائم خان نہیں لیزے اد۔"

"نہیں ہوں میں لیزے ادیان شاہ۔کس بات کا حوالہ دے رہے ہیں آپ وہی حوالہ وہ آپ کل خود مجھ سے چھین چکے ہیں جو آپ کی نظر میں کوئی معنی نہیں رکھتا۔خبردار آئندہ اپنے نام کے ساتھ میرا نام جوڑنے کی کوشش بھی مت کیجیے گا۔آپ کے نام کا تو پتہ نہیں لیکن میرا نام ناپاک ہوجاتا ہے۔مر گئی ہے لیزے ادیان شاہ اس دن ہی جس دن آپ نے اسے مارا ہے۔آپ کی موت کے ذمہدار۔جتنی بھی عزت محبت تھی نہ میرے

دل میں آپ کیلیے اس کی قبر بنانے والے آپ خود ہیں۔آپ کا غرور آپ کی انا آپ کو مبارک ہو۔اب آپ کہے گے کہ ہمارے درمیان جو رشتہ ہے جو منہ سے بول کر ختم نہیں کیا جاسکتا ہے ہے نہ تو میری بات سن لیں بہت جلد وہ رشتہ بھی میں ختم کرلوں گی۔صرف کاغذات کا تعلق ہی رہ گیا ہے اب۔"

وہ اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ کر غرا اٹھی۔

"لیزے تم اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں ہو۔ایک بار خود کو مجھے سونپ دو آئی سوئر ہر غلطی کا ازالہ کردوں گا۔اپنی محبت سے تمہارا پور پور روشن کردوں گا۔"

وہ اسے شانوں سے تھامتا اس کی کان کے قریب جھکتا گھمبیر لہجے میں معنی خیزی سے سرگوشی کے انداز میں گویا ہوا۔

"نہیں کبھی نہیں بس کردیں خدارا اپنے ان جھوٹے فریبی دنیا میں لے جانا۔آپ ایک مطلب پرست انسان ہے اور کچھ نہیں۔اور آئندہ ہمت بھی مت کیجیے گا مجھے چھونے کی۔نا ہی مجھ پہ حکم چلانے کی۔میں آپکی حکم کی پابند کبھی نہیں رہی۔رہی بات میری

یہاں رہنے کی تو کسی خوش فہمی میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں میں صرف مازہ کیلیے ہوں صبح ہوتے ہی یہاں سے چلی جاؤں گی۔"

وہ سختی سے اسے باور کراتی جھنجھلاتی ہوئی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ان بھوری کانچ سی آنکھوں نے تب تک اس کا پیچھا گیا جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوگئی۔

اس کے جاتے ہی وہ ساتھ لگے پلر پہ اشتعال کے عالم میں مکہ مار گیا۔اور سرخ لہو رنگ ہوتی آنکھوں کو میچتے ضبط سے دانت کچکچا کر رہ گیا۔

"تم جسے اتنا آسان سمجھ رہی ہو نہ لیزے ادیان شاہ

وہ تمہارے لیے اتنا ہی مشکل ثابت ہوگا۔تم پہ صرف ادیان شاہ کا حق ہے اور مرتے دم تک اسی کا رہے گا۔

یہ حق تم تو کیا کوئی بھی مجھ سے نہیں لے سکتا۔اگر کبھی بھی مجھ سے کسی نے بھی تمہیں جدا کرنے کی کوشش کی تو اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گا کیونکہ تم ابھی ادیان شاہ کے جنون سے ناواقف ہو۔"

سرد و سپاٹ انداز میں بولتا وہ بھاری بوٹ زمین میں رکھتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا۔

وہ سہی کہتا تھا کہ اسے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ہر اگلے لمحہ ایک نئے ادیان شاہ کو متعارف کرواتا تھا۔وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا جانتا تھا۔

"تمہیں تو مزہ چکھادیا اب تمہارے بعد اس لیزے ادیان شاہ کی باری ہے۔ہاہاہاہا"
مازہ جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی نیند کی وادیوں میں اتری تھی نیند میں ہی اس شخص کو خود پہ حاوی دیکھتے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔اور پسینے سے تر چہرے سمیت کمرے میں طائرانہ نگاہ دوڑائی۔سانس بری طرح بھولا ہوا تھا۔آنکھوں میں خوف پنہاں تھا۔
لیزے کی غیر موجودگی محسوس کرتے اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

"لیزے۔
اس کی سہمی ہوئی گھگھیائی آواز نکلی۔آنسو تواتر گالوں پہ بہہ رہے تھے معاً کھڑکی پہ کھٹکے کی آواز پہ اسے اپنے حسیات مختل ہوتے محسوس ہوئے۔معاً کھڑکی کا پٹ کھلتے ہی ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔مازہ کا رنگ سرعت سے لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔اس سے پہلے

کہ وہ اپنے بچاؤ کیلیے چیختی وہ سرعت سے اس کے لبوں کو ہاتھ جماگیا۔ مازہ کی آنکھیں پھٹنے والی ہوگئی۔

"چھوڑو مجھے پلیز چھوڑدو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑتی.گرگراتے ہوئے منت کرنے والے انداز میں بولی تو اس نقاب پوش نے اس کی حالت دیکھتے سختی سے لب آپس میں پیوست کرگیا۔ سیاہ گہری آنکھوں سرد آنکھوں میں کرب کی ایک لہر دوڑی۔ وہ ایسی تو بلکل نہیں تھی وہ تو نڈر حالات سے مقابلہ کرنے والی تھی۔

"ششش ریلیکس گڑیا۔ میں وہ نہیں ہوں جو آپ سمجھ رہی ہو۔"

وہ سرگوشی کرنے والے انداز میں بولتے اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کے بال سہلاتے دھیمی سرگوشی کررہا تھا۔ مازہ کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا۔ یہ کون تھا جو ایک تو اتنی شان سے اس کے کمرے میں موجود تھا اور دوسرا اسے تسلی بھی دے رہا تھا۔ اس کا دل ہولانے لگا کسی غیر کی اپنے کمرے میں موجودگی پہ۔

آپ کون ہیں پیچھے ہو۔میں چیخ چیخ کر تمام گھر والوں کو اکٹھا کرلوں گی اگر آپ ابھی اسی" وقت یہاں سے نہیں نکلے تو۔وہ لوگ بھی ایسے ہی تھے انہوں نے بھی بہت برا کیا سب کے ساتھ۔"

ایکدم وہ اپنے اعصاب پرسکون کرتے مضبوط لہجے میں بولی لیکن بات کے دوران ہی پھر سے ہمت ہارتے پھپھک پھپھک کر رودی۔اس نقاب پوش نے حیرت سے اسے دیکھا جو ابھی تو اسے دھمکیاں لگارہی تھی۔سر پہ ڈوپٹہ اوڑھ رکھا تھا مڑی ہوئی بھیگی پلکیں جو اس کی سنہری آنکھوں پہ سایہ فگن تھی۔مسلسل رونے کی وجہ سے چھوٹی سی ناک سرخ ہورہی تھی۔گلابی عارض پہ سایہ فگن ہوتی کپکپاتی پلکیں۔اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑلیا۔معاً اس کی نگاہ اس کے چہرے سے ہوتے ہوئے اس کی کلائیوں پہ گئی جنہیں اس نے کنفرٹر کے اندر چھپارکھا تھا لیکن پھر بھی خراشیں واضح تھی اس نے پتھریلے تاثرات چہرے پہ سجائے ہولے سے اس کی کلائی کو چھوا تو وہ اس کا لمس اپنی کلائی پہ محسوس کرتے تڑپ کر بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔کیسی تپش تھی اس کے لمس میں

کہ اسے اپنی کلائی جلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔کون تھا وہ۔یہی سوالیہ نشان اس کے دماغ میں منڈلا رہا تھا۔

اس نقاب پوش نے ایک سخت نگاہ اس پہ ڈالتے کسی بھی قسم کی پیشِ رفت کرنے سے ٹوکا اور اس کی کلائی اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑتے وہ وہ اس کے سرخ ہوتے بازو پہ انگلی کی مدد سے محرم لگانے لگا۔مازہ کا پور پور سلگ اٹھا۔وہ ساکت نگاہوں سے اسے اب اپنی کلائی پہ جھکتا دیکھ رہی تھی جہاں وہ پھونک مارتے جیسے اس کی جلن کو ختم کرنا چاہ رہا تھا۔

بے بی ڈول بہت جلد آپکا گنہگار اوپر کی جانب فلائی کرجائے گا۔بہت جلدی کا ٹکٹ کٹوا"
"کر آیا ہے۔یقین کرو پوری فلم دکھاؤں گا۔

وہ اس کا گال ہولے سے سہلاتے جیسے اسے اپنی بات کا یقین دلارہا تھا۔مازہ یک ٹک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔اس نے جیسے اسے اپنے سحر میں جکڑلیا تھا۔اس کی محویت محسوس کرتے اس کی آنکھیں ناجانے کیوں مسکرائی تھی۔

اب بلکل نہیں ڈرنا۔ بی بریو۔ اگر پھر سے ایسا کبھی کچھ ہوا تو میں پھر سے حاضر ہوجاؤں "گا۔"

وہ اس کی دراز پلکوں پہ پھونک مارتا اپنا لمس اجاگر کرتا ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالتے جس راستے سے آیا تھا اسی راستے سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے جاتے ہی مازہ بے دم سی ہوتی بیڈ پہ گری تھی اس کے لمس کی تپش کا احساس ابھی بھی اس کے پورے وجود میں سرائیت کررہا تھا۔

"ناجانے کون اجنبی تھا جو اس کی تکلیف سے آشنا تھا۔"

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ سوچوں کی یلغار میں بہتی چلی جارہی تھی۔

"انتظار کریں گے ہم دونوں تمہارا۔"

لیزے جو آئینے کے سامنے کھڑی پوری طرح محو ہوکر اپنا حجاب باندھ رہی تھی۔ انابی کی آواز پہ چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوئی تو وہ دونوں امید طلب نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی

تھی۔لیزے جواب میں مسکرا بھی نہ سکی۔وہ انہیں کیا بتاتی کہ وہ کیا سوچے ہوئے ہے اس کا یہاں واپس آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔بہت مشکلوں سے وہ اپنے دل پہ پل باندھنے پہ مجبور ہوئی تھی اب ان دونوں کی اداسی ایک بار پھر اسے بری طرح ڈگمگا رہی تھی۔

فائدہ نہیں ہے کوئی۔ویسے بھی ہم پہلے بھی تو ایسے ہی رہا کرتے تھے نہ تم دونوں"
"یہاں میں وہاں ہمارا شاید ایسے مل جل کر رہنے کے دن بس اتنے ہی تھے۔

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے تلخ لہجے میں گویا ہوئی تو مازہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک بے نام سی اداسی رقم تھی جیسے اپنے فیصلے پہ ڈٹے رہنا اس کیلیے بھی مشکل ثابت ہو رہا ہو معاً اس کے فیصلے میں ساتھ دینے کی خاطر اثبات میں سر ہلا گئی۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی رائم ادیان اور محرم عین اسی وقت کمرے میں داخل ہوئے۔رائم لیزے کو لینے کی بدولت شاہ ولا آیا تھا۔ادیان کو لگا تھا کہ لیزے کسی حد تک اس کے ساتھ مذاق کر رہی ہے لیکن اب اس کا فیصلہ جان کر اس کا اشتعال آسمان کو چھو رہا تھا۔اس نے ایک کینہ توڑ نگاہ لیزے پہ ڈالی جو جھجھکتے

ہوئے اپنی مومی انگلیاں چٹخارہی تھی۔کسی کی اپنے اوپر تپش کا احساس تھاکہ لیزے نے دھیرے سے پلکوں کی جھالر اوپر اٹھائی تھی تو اس ستمگر کو یک ٹک خود کو دیکھتا پاکر گڑبڑاتے ہوئے پلکیں دوبارہ سرخ عارض پہ گراگئی۔

مازہ تو اندر آتے رائم کو ایک نظر دیکھ کر ہی رخ پھیر گئی اور یہی رائم کا غیض کے مارے برا حال ہوگیا۔کیا اس کا وجود مازہ کی نگاہوں میں اس قدر مشکوک تھاکہ وہ اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کررہی تھی۔اس کا دل گویا کسی نے مٹھی میں جکڑلیا۔اس نے ایک افسوس بھری نگاہ اپنی رمزِ جاں پہ ڈالی جو پستئی کلر کے سادہ سے قمیض شلوار میں ملبوس بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے کھوئی کھوئی سی مرجھائی بیٹھی تھی۔وہ آنکھیں جن میں ہر وقت چمک رہتی تھی اس پہ پردہ کیا ہوا تھا۔

"کیسی ہو مازہ۔"

معاً رائم کی سنجیدہ آواز پہ مازہ جو اپنے آپ کو مصروف ظاہر کرنے کی کوشش کررہی تھی اس نے اس کو خود سے مخاطب ہوتا دیکھ صرف اثبات میں سر ہلانے کو اکتفا کیا۔رائم سختی سے لب آپس میں پیوست کرگیا۔

ادیان نے ایک گہری نگاہ لیزے پہ ڈالی جو شاید اس کی اندر تک اترتی نگاہوں سے تنگ آکر رائم کو آنکھوں کے اشارے میں چلنے کا اشارہ کررہی تھی۔ادیان کے لب دھیرے سے مسکائے تھے۔

"ایکسکیوزمی ایوریون مجھے اپنی بیوی سے کچھ ضروری اور اہم بات کرنی ہے۔"

ادیان ایک جتاتی ہوئی نگاہ لیزے پہ ڈالتے اس کی کلائی سختی سے اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑتا ہوا براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔تو لیزے نے جوابا کسمسا کر اپنی کلائی اس کی مضبوط گرفت سے آزاد کرانی چاہی لیکن وہ اپنی گرفت مزید مضبوط کرتا جارہا تھا۔لیزے کو اس کی آنکھوں کی چمک سے باقاعدہ خوف محسوس ہوا۔اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

تمہیں دکھائی نہیں دے رہا کہ وہ تم سے بات کرنے کے بلکل بھی موڈ میں نہیں ہے" تو چپ کرکے اس کی کلائی چھوڑدو۔مجھے کوئی سخت ردِ عمل دکھانے پہ مجبور مت کرو "ادیان۔اتنا بھی مت گروکہ دوبارہ اٹھا ہی نہ جائے۔

رائم کی سخت آواز پہ ادیان نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جیسے وہ مذاق کررہا ہو۔اور مضبوط قدم اٹھاتے اس کے نزدیک ہوا۔

"اگر میں کبھی زندگی کے کسی موڑ پہ گرا تو مجھے اٹھانے بھی سب سے پہلے تم ہی آؤ گے یہ بات تو میں دعوٰے سے کہ سکتا ہوں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ ہوتی آنکھیں گاڑھتے مضبوط لہجے میں بولتے اس کے حواس ایک لمحے میں سلب کرگیا۔رائم نے اس کی بات پہ دانت پیستے ہوئے نگاہیں چرائیں۔

ادیان اس کے سامنے ہی لیزے کی کلائی کھینچتے مزے سے باہر کی جانب چل دیا۔

"ایک منٹ ایک اور بات نا ادیان شاہ کو کل کوئی روک پایا ہے۔نہ آج تم روک پاؤ گے تو نہ ہی میں تمہیں اس چیز کی اجازت دیتا ہوں کہ آگے کے معاملات میں تم اپنی ٹانگ گھساؤ۔ورنہ وہی ٹانگ کاٹ کر ہاتھ میں تھمادوَ گا سالے صاحب۔"

ادیان جو باہر کی جانب جارہا تھا واپس اس کے نزدیک آتے اس کے شانے سے نادیدہ دھول جھاڑتے ہوئے پتھریلے تاثرات چہرے پہ سجائے دھیمے لہجے میں بولا تو اب کی بار

محرم کا بھی ضبط کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔وہ جو کافی دیر سے ان دونوں کی نوک جھوک برداشت کررہی تھی پھٹ پڑی۔ان تینوں نے .ہونقوں کی طرح ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"ادیان سٹاپ اٹ لیزے کو ابھی اسی وقت چھوڑو چھوڑو اس نے گھر جانا ہے۔مزید کوئی بھی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

محرم کی تنبیہی آواز پہ وہ سر جھٹکتے ہوئے مسکرادیا۔لیزے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی ہٹ دھرمی دیکھ رہی تھی جسے کسی کا بھی خوف نہیں تھا۔ناجانے یہ شخص اب اس سے کیا چاہ رہا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا یہ سب کچھ۔

"مم ویسے ایک بات بتائیں بلکل ایمانداری سے بتائیے گا۔میں نے تو سنا ہے کہ ساس کو جلد دادی کے مقام پہ فائز ہونے کا بہت شوق ہوتا ہے لیکن افسوس آپ کے معاملے میں مجھے ایسے کوئی آثار نظر نہیں آرہے۔پہلے ہی زندگی میں ایک غم ہے کہ میں نے ایک چھوٹو سے بے بی کو گود لیا ہوا ہے۔زندگی جس کے آگے پیچھے دوڑتے گزر رہی ہے۔مجھے لگ رہا ہے دوسرا غم آپ کا ہونے والا ہے۔شاید باقی لڑکیوں کی طرح آپ کی عمر بھی پچیس سے اوپر نہیں جانا چاہ رہی ہے نہ۔تبھی دادی بننے میں دیری ہے۔"

اس کے مخصوص سرد انداز میں اس قدر گہری گوہر افشانی پہ جہاں محرم اچانک بھونچکا ہوتے سٹپٹا گئی وہی لیزے کا سب کے سامنے خود کو گود لینے والی بات پہ سر شرم سے جھک گیا۔ جبکہ چہرہ جیسے خون چھلکانے لگا۔ سرخ اناری گالوں پہ پلکیں کپکپاتے ہوئے بسیرا کررہی تھی۔ ادیان نے پرشوق نگاہوں سے یہ منظر اپنی آنکھوں کے راستے سے دل میں اتارا تھا۔ مازہ اور انابی کو جیسے تکیے میں سر دھنسنے لگے۔ رائم نے اس کے بے باک انداز پہ تاسف سے اس کی جانب دیکھا تھا جسے اپنے بولے گئے الفاظوں پہ کوئی افسوس نہیں تھا بلکہ اس کے چہرے کے تاثرات دوبارہ سپاٹ ہوچکے تھے۔ لیزے نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا جس کی مغرور کھڑی ناک کے نیچے گھنی مونچھوں تلے کٹاؤدار ہلکے ہلکے سیاہ ہوتے لب سختی سے آپس میں پیوست تھے۔

"چلیں شو ختم۔ چلو تم بھی۔"

معاً وہ کھردرے انداز میں بولتے ایک طائرانہ نگاہ سب پہ ڈالتے لیزے کو کلائی سے کھینچتے ہوئے اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔

"کدھر جارہی ہو تم۔تمہیں میں نے کل اچھے سے باور کرایا تھا کہ تم یہاں سے کہی نہیں جارہی ہو۔"

ادیان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی کلائی کو ایک جھٹکا دیتے پتھریلے انداز میں استسفار کیا۔ماتھے کی رگیں بے تحاشہ پھولی ہوئی تھی۔وہ قدم قدم بڑھا کر اس کے نزدیک آرہا تھا۔

"اور میں نے بھی شاید آپ کو باور کرایا تھا کہ میں آپ کے حکم کی پابند نہیں ہوں۔اور آپ کی ہمت کیسے ہوئی اس کمرے میں لانے کی مجھے۔"

وہ بھی جواباً تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے چلائی تھی ادیان نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے سکون سے اس کی جانب دیکھا تھا جو اب یوں اونچی آواز میں چیخنے کے بعد اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

"چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں واہ۔"

لیکن مجھے اپنی باتیں بار بار دہرانا قطعی پسند نہیں ہے تم یہاں سے کہی نہیں جارہی مطلب کہی نہیں جارہی یہ بات ذہن نشین کرلو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا لیزے "ادیان شاہ۔اور جو میں پھر کروں گا نہ اس سے تمہاری یہ جان ضرور ہلکان ہوجائے گی۔ وہ بھسم کردینے والی نگاہوں سے اسے سرتاپا دیکھتے جیسے کسی بابت آگاہی دے رہا تھا۔لیزے نے اس کی ایکسرے کرتی نگاہوں سے تنگ آتے ادھر ادھر نگاہ دوڑانا شروع کردی۔ معاً اپنی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے وہ ایک الوداعی نگاہ ادیان پہ ڈالتے اس سے پہلے کہ وہاں سے نکلتی ادیان نے سرعت سے اس کی کمر میں بازو حائل کرتے اسے اپنی جانب کھینچا تھا کہ اس کی پشت ادیان کے سینے سے لگی تھی۔لیزے کا حیا کے مارے برا حال ہوگیا۔ادیان نے ایک پرتپش نگاہ اس کے معصوم چہرے پہ ڈالی تھی جہاں گلابی پھولے پھولے گال غصے کی بدولت مزید پھولے ہوئے تھے۔ادیان نے اس کے گال پہ اپنے سلگتے لب رکھے تھے وہ اس کا لمس اپنے چہرے پہ محسوس کرتے حیا سے بوجھل ہوتی دراز پلکیں جھکا گئی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ دونوں جذبات کی رو میں بہتے چلے جاتے لیزے نے ایک جھٹکے سے اس کی قربت کا خمار اتارتے اس کا حصار توڑا تھا۔

نہیں ادیان آج نہیں۔آپ نے اسی کمرے میں اسی مقام پہ بہت بار میری عزت" نفس کو مجروح کیا ہے۔تو کیسے میں سب کچھ بھلادوں۔ مسٹر ادیان شاہ یو شڈ پے فور "اٹ۔

وہ اذیت ذدہ لہجے میں کاٹ کھانے والے انداز میں بولی تو ادیان نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا البتہ مٹھیاں اس کی حرکت پہ بری طرح بھینچی ہوئی تھی۔اس کے چہرے کے پتھریلے تاثرات ایک لمحے کیلیے لیزے کا سانس خشک کرگئے۔حزن و ملال نے اس کے چہرے کو مزید دلکش بنادیا تھا یا شاید ادیان کی نگاہوں کا کمال تھا کہ اس کے دل میں خواہشات سر اٹھانے لگی۔معاً وہ بری طرح ان خیالات کو جھٹک گیا۔اس سے پہلے کہ لیزے کمرے کا دروازہ کھولتے باہر نکلتی ادیان نے نرمی نے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے سہلائی۔لیزے کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

جب گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلے نہ تو انگلی ٹیرھی کرنی پڑتی ہے۔اب اس محاورے پہ" عمل پیرا ہونے کا وقت آگیا ہے۔اب تم بس انتظار کرو کہ میں کیا کیا کرسکتا ہوں۔جاؤ جہاں جانا ہے جاؤ۔پھر جب میں نے تمہیں اپنے دل میں قید کرلیا نہ مجھ سے چھٹکارہ پانا

یا دور جانا ایک ناممکن سی چیز ہوگی تمہارے لیے۔کیونکہ تم تو سرتاپا لائق محبت ہی نہیں
"عشق و جنون ہو فقط ادیان شاہ کیلیے۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے شدت بھرے لہجے میں گویا ہوا تو لیزے نے سہمی ہرنی جیسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔سیاہ ہالے میں چمکتا دمکتا سرخ و سفید چہرہ اس پہ خوفزدہ سی نگاہیں۔

ادیان اپنے دل کی آواز پہ لبیک کہتے اس کے چہرے پہ جھکا تھا اور اس کے ماتھے کو اپنے لمس سے مزین کرتے جیسے اس کی محبت کے قرض کے سمندر کا پہلا قطرہ ادا کیا تھا۔جبکہ لیزے سن دماغ کے ساتھ اس کی باتیں سن رہی تھی۔وہ ایسی باتیں کیسے کرسکت تھا کیا کہی اس کا ذہنی توازن کو نہیں بگڑگیا تھا۔وہ جھرجھری لیتے تقریباً بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی۔بھاگتے بھاگتے اس نے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر اپنے عقب میں دیکھا تھا جہاں وہ ریلنگ سے ٹیک لگائے مسکراتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا حالانکہ چہرے کے تاثرات ایک بار پھر سرد ہوچکے تھے۔لیزے کے یوں پیچھے

مڑ کر دیکھنے پہ ادیان نے بائیں آنکھ دبائی تھی۔لیزے تو جیسے حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کو تھی۔

"یہ ادیان ہی ہیں نہ۔"

وہ لرزتے کپکپاتے ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرتے ہوئے خود سے مخاطب تھی۔اس نے دوبارہ پیچھے منہ کرنے کی غلطی نہیں کی تھی بلکہ سیدھا لاؤنج میں آئی تھی جہاں رائم سب سے جانے کی اجازت طلب کررہا تھا۔وہ بھی سب سے ملتے ملاتے اپنی تمام ہمت متجمع کرتے اس گھر کی دہلیز پار کرگئی تھی لیکن ادیان شاہ کا دل و دماغ شعلوں کی ضد میں چھوڑ گئی تھی۔

اس کے نکلتے ہی ادیان بھی بنا کسی تاخیر کے باہر کی سمت بڑھا تھا آج پھر ایک نئے سرے سے اس کی ملاقات چودھری سے ہونی تھی کیونکہ کل اس نے اسے دوبارہ سے محسن کے حوالے کرنا تھا۔گاڑی کے انگیشن میں چابی گھماتے ہی اس نے گاڑی کا رخ اڈے کی جانب کیا تھا۔کچھ لمحے کی مسافت طے کرنے کے بعد اس کہ گاڑی جنگل کی

حدود میں داخل ہوئی تھی۔گاڑی کو لاک لگاتے وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اندر کی سمت بڑھا تھا۔

"کیا صورتحال ہے اندر کی۔"

ادیان نے سپاٹ چہرے سمیت سختی سے ان آدمیوں سے استسفار کیا تو وہ دونوں مودب سے ہوتے فوراً اپنے ہاتھ پشت پہ باندھ گئے۔

سر اس کی حالت بہت خراب ہے۔کل سے چیخ چیخ کر پورا اڈا سر پہ اٹھایا ہوا ہے۔آپ" کے کہے کے مطابق ہم نے زیادہ کچھ نہیں کیا بس چہرے پہ گرم پانی ڈالا تھا۔جس سے "اس کا چہرہ خطرناک حد تک خراب ہوچکا ہے۔

ان میں سے ایک آدمی نے سنجیدگی سے سب کچھ ادیان کے گوش گزار دیا تو ادیان کی آنکھوں میں مزید پختگی چھا گئی۔وہ مضبوط قدم اٹھاتا تہہ خانے کی سمت بڑھ گیا۔اس کے اندر بڑھتے ہی ہلکی ہلکی کراہوں کی آواز پہ اس کے سینے پہ ایک ٹھنڈی پھوار سی برسی تھی۔وہ پتھریلے تاثرات چہرے پہ سجائے اس کے نزدیک پہنچا جس کا چہرہ بری طرح مسخ ہوچکا تھا ابلتا ہوا پانی ڈالنے کی بدولت۔جہاں سے اب بری طرح خون رس رہا تھا۔

ادیان تلخی سے ہنستا ہوا سیگریٹ جیب سے نکالتا لبوں سے لگا گیا۔اب وہ سکون سے اس کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھا ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے سگار سلگا رہا تھا۔چودھری مسلسل اسے دیکھتے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہو رہی تھی۔

چل چودھری اب دوسری ٹرن شروع کریں امید ہے اس میں پہلے سے بھی زیادہ مزا" "آئے گا۔تیری تکلیفوں اذیتوں پہ مرہم ثابت ہوگا یہ۔

وہ لائٹر جیب سے نکالتے گویا ہوا تو چودھری نے خوفزدہ ہوتے نفی میں سر ہلایا۔ہاتھ پاؤں ہلانے کی سکت ہی نہیں تھی کہ وہ اپنے بچاؤ کیلیے کچھ کر پاتا۔وہ بے دم سا ہوتے کرسی پہ ہی ڈھے گیا۔

ادیان نے ان آدمیوں کو اندر آنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں اس کے اشارے پہ بھاگے بھاگے اندر آئے اور سوالیہ نگاہیں اس پہ مرکوز کی جس کے چہرے کے تاثرات کھڑدرے تھے۔

اب جس اذیت سے تجھے میں روشناس کرانے جا رہا ہوں نہ اس سے تجھے اندازہ ہوگا کہ" جب بچیوں کے وجود پہ برتری حاصل کر کے تو سیگریٹ سے ان پہ اپنی چھاپ چھوڑتا تھا

نہ اس سے کس قدر تکلیف ہوتی تھی وہ تو اپنے دفاع کیلیے کچھ نہیں کرپائی لیکن میں
"کسی بھی ترس کھائے بغیر سب کچھ کروں گا اور بے دردی سے کروں گا۔

وہ لہو رنگ آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھتے لبوں سے سیگریٹ نکالتے اس کے جلے ہوئے ہاتھ پہ دباتے دھاڑ اٹھا۔اس کی دی گئی اذیت پہ چودھدری کی دلخراش ہولناک چیخ پورے جنگل میں گونجی تھی۔جلے کی تکلیف ایسی تھی کہ انکھیں باہر کو نکل آئی تھی۔اور ادیان ترس کھانے کی حالت میں بلکل نہیں تھا وہ اس کے ہاتھوں میں جگہ جگہ سیگریٹ سے نشان لگاتے اسے تڑپنے پہ مجبور کررہا تھا۔معاً اس نے جلی ہوئی ایک سیگریٹ اس آدمی کی جانب بڑھائی اور ایک اور سیگریٹ سلگاتے دوسرے آدمی کے ہاتھوں میں تھمائی۔

اسے اس وقت تک اذیت درد دیتے رہو جب تک یہ بلکل بے جان نہیں ہوجاتا۔اس"
"وحشی انسان کو اندازہ ہونا چاہیے کہ خدا کی لاٹھی بےآواز ہے۔

وہ تند نگاہوں سے اسے دیکھتے پیر سے اس کی کرسی کو ٹھوکر مارتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔جبکہ اس کے جانے کے بعد وہ آدمی اب نئے سرے سے اس کے ساتھ وہ سب کرنے کی تیاریوں میں تھے۔

بے شک ظلم کتنی بھی بلندی پہ ہو۔اللہ کے پاس انصاف ضرور ہوتا ہے۔

بعض دکھ بھی گونگے انسان کی طرح ہوتے ہیں جن کا ذکر کسی کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا نہ ہی ہم کسی کو جلدی سمجھا پاتے ہیں۔کس قدر تکلیف دہ ہوتے ہیں نہ یہ دکھ جو دل ہی دل میں صرف پالے جاتے ہیں۔جنہیں ہم پال پوس کر خود کیلیے ناسور بنا لیتے ہیں۔اور یہی ناسور زندگی میں کسی مقام پہ ہمارے وجود سے لپٹتے ہمیں آخری سفر پہ روانہ کردیتا ہے۔

"کیا کررہی ہو لیزے۔"

لیزے جو اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس بیٹھی اپنے گزرے دنوں اور آنے والے کل کی سوچ میں بری طرح غلطاں تھی ٹھٹھک کر دروازے کی سمت متوجہ ہوئی تو رائم دونوں

ہاتھ جیبوں میں ڈالے براہراست اسی سے مخاطب تھا۔وہ صوفے سے اٹھتی اپنے کپڑے درست کرتی نفی میں سر ہلاگئی۔رائم نے اس کے جھوٹ پہ تاسف سے اس کی جانب دیکھتے گردن نفی میں ہلائی۔

"اگر نہیں بتانا چاہتی تو کوئی بات نہیں لیکن جھوٹ بولنا بری بات ہوتی ہے۔"

اس نے جیسے اسے جتانا ضروری سمجھا تھا۔لیزے نے حیرت سے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ کیسے بار بار اس کے بارے میں جان لیتے تھے اسے پرکھ لیتے ہیں۔اس کی سیاہ گہری آنکھوں میں نمی سی جاگی جسے وہ بہنے سے پہلے ہی اندر لے گئی۔کیونکہ وہ اپنا دکھ فلحال کسی پہ آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی۔رائم لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک پہنچا اور اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا سر سہلایا۔

"بھائی میں نے ایسا تو نہیں سوچا تھا۔"

اس کی دھیمی سی سرگوشی پہ رائم کا دل گویا مٹھی میں جکڑا گیا۔اس نے سختی سے اسے اپنے اندر بھینچتے ماتھے پہ لب رکھے۔

"ایسا کوئی نہیں سوچتا لیزو بس ہوجاتا ہے کیونکہ ایسا وہ ذات چاہتی ہوتی ہے۔اس کی مرضی کے بغیر اس دنیا کا ایک پتہ بھی نہیں ہلتا تو کیسے یہ سب کچھ اس کی مرضی کے بغیر ہوسکتا ہے۔کیا پتہ اس میں تم دونوں کی ہی کوئی بھلائی ہو۔"

وہ اسے اپنے ساتھ صوفے پہ بٹھاتے صوفے کی پشت پہ بازو پھیلاتے مسکراتے ہوئے اسے سمجھارہا تھا۔

"اس میں کیا بھلائی ہوسکتی ہے بھلائی اور اللہ پاک ایسا کیوں چاہیں گے۔شروع سے لے کر اب تک اللہ پاک میرے ساتھ۔"

اس سے پہلے کہ وہ شکوہ کناں انداز میں بولتے اپنی بات مکمل کرتی کمرے میں آتے صائم خان نے ناراض نگاہوں سے اسے دیکھتے بات اچک لی۔

"ایسے شکوہ نہیں کرتے۔بس سمجھو یہ آزمائش ہے میرے بچے آپ پہ۔اللہ پاک اپنے مخصوص بندوں کو ہی اس کیلیے چنتے ہیں۔کبھی آزمائش کے بارے میں مکمل تفصیل لینی ہوئی نہ اپنے اذلان پھپھا سے لینا وہ بہت اچھا سمجھاتے ہیں۔حالت پہ ثابت قدم کیسے رہنا ہے ان حالات میں کیسے مسکرانا ہے یہ سب باتیں انہیں اچھے سے ازبر ہے۔یہ

وقت بھی کچھ عرصے کیلیے ہی ہے پھر انشاآللہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔مجھے پوری امید ہے۔,

وہ پریقین لہجے میں بولتے لیزے کو اپنے سینے سے لگاتے وہاں موجود سب افراد کا دل ہلکا پھلکا کرگئے۔سب نے مسکراتی نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"ارے یہ کیا لگتا ہے آج سب نے یہی ڈیرا جمالیا ہے۔"

رائم آیت کو کمرے میں ہی کھانا لگاتے دیکھ شرارت آمیز لہجے میں گویا ہوا تو اس نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

ہاں آج ہم سب یہی بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔اور ساتھ تم سے بھی خان نے" ایک بہت اہم بات کرنی ہے۔اور آج تمہیں ماننا ہی پڑے گا۔میں کسی قسم کی ناں نہیں "سنوں گی۔

آیت نے ٹیبل پہ کھانا لگاتے ضرار کو کچن سے پانی لانے بھیجا تو وہ منہ بسورتے ہوئے ڈھیلے قدموں سے باہر کی جانب چل دیا۔لیزے بھی سنجیدگی سے انھی کی جانب دیکھ رہی تھی تو کبھی صائم خان کی جانب جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دے رہے تھے۔

"دادو دادوں نے کھانا کھالیا۔"

لیزے انابی کو میسج ٹائپ کر کے موبائل سائیڈ پہ رکھتی آیت سے بولی۔

"ہاں ان کو دوائی دے کر لٹا آئی ہوں۔"

آیت کے تسلی بخش جواب پہ وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"جی ڈیڈ بولیں آپ کیا بات کرنی تھی آپ کو۔"

کھانے سے فارغ ہوتے ہی چائے کا دور چل رہا تھا جب رائم نے ان دونوں کے سنجیدہ ہوتے تاثرات دیکھ انہیں مخاطب کیا تو صائم خان اس کی بات پہ گلہ کھنکھارتے چائے کا کپ ٹیبل پہ رکھتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم جوڑ گئے۔

دیکھو رائم میں جو بات کرنے جارہا ہوں نہ اسے تحمل سے سننا پہلے۔ہم نے دو دن" پہلے بھی آپ سے آپ کی شادی کی بات کی تھی۔آپ کا ردِ عمل ہمیں منفی میں ہی ملا تھا جو مجھے تو چھوڑ ہی دو لیکن تمہاری ماں کو بلکل بھی گوارا نہیں تھا۔لیکن اب ہمیں "جواب مثبت ہی چاہیے کیونکہ تمہاری ماں کو تمہاری شادی کی بہت جلدی ہے۔

صائم کی اچانک بات پہ جہاں لیزے نے خوشگوار حیرت سے آیت کی جانب دیکھا تھا وہاں ضرار کو باقاعدہ اچھلتے ہوئے خوشی کا اظہار کررہا تھا۔

"ویر میرا گھوڑی چڑھیا۔"

وہ گنگناتے ہوئے مسخرے پن میں اپنے ہی راگ الاپ رہا تھا۔معاً اپنے سر پہ پڑھنے والے چماٹ سے اس کی فراٹے بھرتی زبان کو بریک لگی۔

بکواس بند کرو اور منہ پہ انگلی رکھ کر وہاں جاکر بیٹھ جاؤ۔ورنہ ابھی کتابیں پکڑا کر بٹھادوں" "گا مجھ سے کسی قسم کی نرمی کی توقع مت رکھنا پھر۔

رائم کی سخت تنبیہ پہ وہ منہ بسورتے ہوئے لیزے کے پہلو میں جگہ سنبھال گیا۔لیزے نے ایک شکایتی نگاہ رائم کے سرد تاثرات پہ ڈالتے ضرار کو اپنے ساتھ لگایا درحقیقت اسے رائم کا یوں ضرار سے اس طرح بات کرنا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔

ڈیڈ میں پہلے بھی آپ کو بتاچکا ہوں اب بھی بتارہا ہوں کہ مجھے فلحال اس سب میں" کوئی دلچسپی نہیں ہے ویسے ہی زندگی میں پریشانیاں کم ہیں جو ایک اور گلے سے لگالوں اور

وہ تو جان لیوا پھندہ ہے میرے نزدیک۔ مجھ سے نہیں نازبرداریاں اٹھائی جاتی یہ بیوی نامی

"مخلوق کی۔ ویسے اب کس لڑکی کا رشتہ لائے ہیں۔

اس کی صاف صاف لفظوں میں کی گئی بات پہ ان سب کا منہ حیرت سے واں ہوا۔ صائم

خان نے ایک افسوس بھری نگاہ اس پہ ڈالی۔

ہمیں تمہارے لیے ایک ہی لڑکی عزیز ہے اور ہر بار ہم اسی کا رشتہ ہی لائیں گے۔ باقی"

"سب کا خیال تم اپنے دل سے نکال دو۔

آیت کی کاٹ دار آواز پہ رائم نے جھنجھلاتے ہوئے ان کی جانب دیکھا کیونکہ وہ سمجھ چکا

تھا کہ وہ ایک ہی عزیز لڑکی ان کی نگاہ میں کون ہے۔

"کون ہے ماما وہ۔"

لیزے کی آواز پہ ان تینوں نے نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔ آیت کے چہرے پہ اچانک کچھ

سوچتے شیطانی مسکراہٹ رقصاں ہوئی رائم نے ان کے چہرے پہ پھوٹتی مسکراہٹ کو

دیکھتے سمجھتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"لیزے ہم چاہتے ہیں کہ رائم کا رشتہ مازہ سے کردیں۔"

آیت کی بات پہ کچھ لمحے تو وہ سکتے کی کیفیت میں بیٹھی رہی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا ردِ عمل ظاہر کرے۔معاً ضرار کے ٹھوکا مارنے پہ وہ سٹپٹا کر سیدھی ہوئی اور بے یقینی سے ان سب کی سمت دیکھا۔

"کیا سچ میں ماما پاپا۔واؤ یہ تا بہت اچھا سوچا ہے آپ دونوں نے۔آئی سوئیر ماما میرے سے زیادہ یہ رشتہ جڑنے پہ کوئی خوش نہیں ہوگا ماما۔آپ جلدی سے جاکر پھپھو سے رشتہ مانگیں مجھے پورا یقین ہے کہ وہ انکار نہیں کریں گے۔"

لیزے تو اتاولی ہی ہوتی جارہی تھی۔اتنے دنوں بعد اس کے چہرے پہ چھائی خوشی کو دیکھتے وہاں موجود سب نے بے ساختہ شکر ادا کیا تھا انہیں اور کیا چاہیے تھا۔

"جس کی شادی کرنی ہے اس سے تو کچھ پوچھ لیں۔سب اپنی ہی ہانکے جارہے ہیں۔"

رائم ان سب کی مستقبل کی پلیننگ سن کر سڑتے ہوئے تلملا کر بولا تو باقی سب کا قہقہہ اس کی صورت دیکھتے بے ساختہ تھا لیکن کچھ تو تھا جو لیزے کو کھٹکا تھا۔

"بس جس تم ہمیں کل تک اچھی طرح سوچ سمجھ کر جواب دو کوئی جلدی نہیں ہے۔بس جس دن تم جواب دو گے ہم تو اسی دن چلے جائیں گے اپنی دوسری بیٹی کو لینے۔"

صائم کی کھنکھتی آواز پہ وہاں موجود سب افراد ہنس دیے ماسوائے رائم کے جو اپنی پیشانی مسلتے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا۔باقی سب آہستہ آہستہ کمرے سے باہر نکل گئے۔اب کمرے میں صرف لیزے اور رائم ہی موجود تھے۔وہ اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے نزدیک آئی اور محبت سے رائم کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

"بھائی کہی آپ میری وجہ سے تو نہیں انکار کررہے وہاں شادی سے۔"

اس نے جھجھکتے ہوئے انگلیاں چٹخاتے اسے مخاطب کیا۔اسے تو یہی سوچ کر ہول اٹھ رہے تھے کہ جیسے وہ یہ رشتہ نہ ہونے کی ذمہدار ہے تبھی وہ خود کو تمام الزامات سے بری الزمہ کرنا چاہتی تھی۔

لیزے آج یہ بات بول دی آئندہ مت بولنا میں ادیان کی طرح مفاد پرست بلکل نہیں" ہوں۔لیکن میں مازہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔بات یہ نہیں کہ وہ مجھے پسند نہیں بات "یہ ہے کہ میں فلحال اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتا۔

اس کی سرد غیر متوقع بات پہ لیزے کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔ادیان نے بھلا کب بھائی کو اپنی مفادیت دکھائی۔

"اب وہ مفاد پرست تو نہیں ہے۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں خود سے بولی لیکن خود پہ رائم کی حیرت ذدہ نگاہیں گری دیکھ وہ شرم سے پانی پانی ہوگئی۔اس نے مشکل مسکراتے ہوئے حلق تر کرتے رائم کی جانب دیکھا۔

تو بھائی بس خاموش ہوجائیں۔کہی نہ کہی پسند ہے نہ وہ آپ کو تو بس ماما پاپا کو ہاں بول" کر انہیں بھی خوش کریں۔خوشیوں پہ ہم سب کا بھی حق ہے۔آپ کی شادی پہ ایک "ایک بدلہ اتارنا ہے اس سے میں نے۔

وہ ایکدم خوشی سے چلاتے ہوئے بولی۔اسے سچ میں بے تحاشہ خوشی تھی۔مازہ کی خوشی میں وہ اپنا غم کچھ لمحوں کیلیے سچ میں فراموش کرچکی تھی۔رائم بھی بمشکل مسکراتے اس کا سر تھپتھپاتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس سے ذیادہ وہ اس کے سامنے اپنے تاثرات پہ قابو نہیں پاسکتا تھا۔وہ اسے کیا بتاتا کہ اسے پرپوز کرنے کی چکر میں وہ پہ اس سے کھا بھی چکا ہوں۔

جب بھی کچھ ڈیئرنگ کرنے کا سوچتا ہوں۔اگلا انسان میرے ساتھ ہی کچھ ڈیئرنگ کرجاتا" ہے۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے دل ہی دل میں سوچتے پیر پٹختے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔اس کی رضامندی دیکھ لیزے نے بھی آیت صائم کے کمرے میں انہیں اطلاع دینے جانا بہتر سمجھا۔وہ ابھی مازہ کو کچھ بتانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی کیونکہ جب رشتہ جانا تھا تو اسے خودبخود ہی علم ہوجانا تھا۔

شاہ ولا میں بھی اچھی خاصی رونق چھائی ہوئی تھی کیونکہ پریشے کی پوری فیملی اور احد روشانے مازہ کا حال احوال پوچھنے اکھٹے ہوئے تھے۔سب بڑے لاؤنج میں بیٹھے آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔ محرم اور عزہ ملازمہ کے ساتھ مل کر کھانے کی میز ترتیب دے رہی تھیں۔یہاں آکر ان سب کو معلوم ہوا تھا کہ لیزے اور ادیان میں کچھ کشیدگی چل رہی ہے اسی بدولت لیزے اپنے گھر گئی ہے۔یہ سب جان کر احد نے ایک افسوس بھری نگاہ روشی پہ ڈالی تھی جو خود بھی یہ سن کر شرمندہ دکھائی دے رہی تھی اس نے

اب ایسا بھی نہیں چاہا تھا۔اس نے اس دن بھی کوئی بات غلط ارادے سے نہں کہا تھا وہ تو جلدبازی میں یہ سب کہ گئی تھی لیکن ان سب باتوں کا ان دونوں کے رشتے پہ اس قدر گہرا اثر پڑے گا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

انابی اور فہد مازہ کے کمرے میں موجود تھے۔وہ دونوں بار بار کوئی نہ کوئی بات کر کے اسے ہنسانے کی کوشش کررہے تھے لیکن اس واقع کے بعد تو جیسے وہ بلکل ہی خاموش ہوگئی تھی۔

کمرے کی کھڑکی آدھ کھلی ہوئی تھی اور وہ ساکت نگاہوں سے یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔کھڑکی کے پاس ایک جھومر لگا ہوا تھا جس میں رنگ برنگی لائٹس لگی ہوئی تھیں ہوا کی دوش کی بدولت وہ ایک خوشکن سا ردھم اور سرور اعصابوں پہ ڈال رہی تھی۔

"مازہ کیا اجڑی ہوئی آتما لگ رہی ہو۔ہنس کے ہی دکھادو کم سے کم۔"

فہد کی بات پہ مازہ اسے ایک نظر دیکھتے خاموشی سے کروٹ بدل گئی۔فہد نے اپنی اس قدر شدید بے عزتی پہ تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کی نگاہ ہنستی ہوئی انابی پہ

گئی تو اس کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا۔اس نے جھٹکے سے اس کے بال کھینچتے اس کے سر پہ تھپر رسید کیا تھا۔

"تمہیں کبھی کسی نے یہ بتایا ہے کہ تم ہنستے ہوئے کچرہ رانی لگتی ہو۔"

فہد آنکھوں میں شرارتی چمک لیے مسکراہٹ دباکر بولا اب اس کی توپوں کا رخ انابی کی جانب ہوگیا تھا.تو اس کی بات پہ انابی کی ہنسی کو فوراً بریک لگی۔اس نے بے ساختہ کسی چیز کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی اس سے پہلے کہ وہ زمین پہ رکھی ہوئی جوتی اس کے منہ پہ مارتی کمرے میں داخل ہوتی روشانے کو دیکھتے ان کی آوازوں اور حرکتوں کو بے ساختہ بریک لگی۔

"مازہ سو گئی کیا۔چلو میں بعد میں مل لوں گی میں وہ پوچھنے آئی تھی کہ ادیان کہاں ہوگا۔"

اس نے دل ہی دل میں خود کو مضبوط کرتے سنجیدگی سے بھنویں اچکاتے پوچھا تو فہد نے توکندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا۔

"آپی بھائی اپنے کمرے میں ہی ہونگے اور کہاں ہونا انھوں نے۔"

انابی کی بات پہ وہ اثبات میں سر ہلاتے الٹے قدموں سے ہی ادیان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ زینے چڑھتے ہی اس نے اپنی تمام ہمت متجمع کرتے کمرے کے دروازے پہ دستک دی۔ادیان جو ابھی ابھی چودھری کے اڈے سے لوٹا تھا۔اور فریش ہوتے آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال سنوار رہا تھا۔لیزے کو تو وہ جانے کا کہ چکا تھا لیکن اب اس کے بغیر اسے یہ کمرہ اصل میں کاٹ کھانے کو دور رہا تھا۔تھوڑے سے عرصے میں ہی اس کی شرارتوں کی اس کی ناراضگی کی اس کی معصومیت بھری باتوں کی ادیان کو اس قدر عادت ہوچکی تھی کہ وہ چاہ کر بھی ان کے چھٹکارہ حاصل نہیں کرپارہا تھا ابھی بھی خود پہ پرفیوم چھڑکتے وہ انہیں سب سوچوں میں گم تھا معاً کمرے میں ہونے والی دستک کی آواز پہ وہ چونک کر آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دے گیا۔اس کے اجازت دیتے ہی روشی دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوئی تو اسے اپنے کمرے میں دیکھ ادیان کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس نے ایک تنقیدی نگاہ اس پہ ڈالی وہ ابھی اور اس وقت تو اس کی موجودگی اپنے کمرے میں بلکل بھی توقع نہیں کررہا تھا۔

"تم یہاں کیا کررہی ہو۔"

وہ جھٹکے سے رخ موڑتا سلوٹ ذدہ پیشانی سمیت تن فن کرتا اس کے نزدیک پہنچتے پھنکارا تو روشی کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ایک تو ہر وقت پاگلوں کی طرح جیسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا وہ۔اگر اس کے خیالات ادیان تک پہنچ جاتے تو وہ سچ میں ہی اسے کچا چبا جاتا۔

اس نے مسکراتے ہوئے ادیان کی جانب دیکھا۔تو ادیان نے کھردرے انداز میں اس کے لبوں کی گوشوں پہ مسکراہٹ دیکھی تھی۔

"میں نے تمہیں ہنسنے کو نہیں کہا میں ہوچھ رہا ہوں یہاں کیا کرنے آئی ہو۔"

اس کے تنک کر کہنے پہ اس کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے اس نے کپکپاتی ہوئی پلکیں واں کرتے ادیان کی جانب دیکھا جو سوالیہ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"وہ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

اس نے اپنا حلق تر کرتے گویا بات کی تمہید باندھی تو ادیان نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

لیکن مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی اسی لیے پلیز یہاں سے چلی جاؤ روشانے اس"
"سے پہلے میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوجائے۔
وہ سرد لہجے میں اسے تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولا جواباً وہ دونوں ہاتھ سینے پہ
باندھے سکون سے وہی کھڑی رہی جیسے اس نے بھی ادیان کی بات نہ ماننے کی قسم کھائی
ہو۔
دیکھو ادیان مجھے ایک بار سب کلئیر کرنے دو تم بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو۔ تم پہلے"
دن سے مجھے غلط گردانتے آرہے ہو۔ہاں میں مانتی ہوں کہ اس دن کیفے میں جلدبازی
میں اور کچھ اپنے مطلب کیلیے تمہارے سامنے لیزے کا نام لے گئی تھی لیکن اس سب
میں لیزے کا سرے سے ہی کوئی بھی قصور نہیں ہے۔وہ تو اس سارے قصے سے ہی
لاعلم ہے اور تم اسی بات کو بنیاد بناکر صرف اپنا رشتہ خراب کررہے ہو اور کچھ
نہیں۔اتنی محبت کرنے والی بیوی ملی ہے اس کی قدر کرو ناکہ اسے استعمال کیا اسے اس
"کی اوقات دکھائی اور پھینک دیا۔

روشی نے تو یہی دیکھ کر سکون کیا کہ وہ اس کی بات درمیان میں اچک نہیں رہا ورنہ اس ڈھیٹ انسان کے سامنے کچھ بھی بول نہیں پاتی تبھی ایک ہی سانس میں پوری بات ختم کرڈالی اور بات کے اختتام میں اس کی جانب دیکھا کہ وہ جواب میں اسے کچھ کہیں لیکن وہ تو بلکل خاموش تھا دوسری جانب جامد خاموشی تھی۔

"ہوگیا ختم یا اور کچھ بھی ہے۔"

اس کے کھردرے لہجے پہ روشی نے مٹھیاں بھینچتے مشکل اپنے گرم ہوتے اعصابوں پہ قابو پایا۔کیسا شخص تھا وہ جس سے ساتھ وہ کب سے دماغ لڑا رہی ہے اور وہ کس قدر سکون میں ہے۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ابھی دماغ کی نسیں پھٹ جائے گی۔

"کچھ بھی نہیں دفعہ ہوجاؤ تم۔بھاڑ میں جاؤ میری بلا سے۔"

وہ اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتے ایک قہر آلود نگاہ اس کے ڈالتے اس سے پہلے کمرے کا دروازہ کھولتی ادیان کی سرد آواز نے اس کے قدم زمین میں ہی جکڑ لیے۔

پہلے تمہیں بھیجوں گا وہاں پھر تم سے تمام صورتحال جان کر اپنی بیوی کو لے کر آؤں گا"

"کیونکہ ادیان شاہ کسی کام سے پہلے اس کا تجربہ کرواتا ہے اس کام کا تم سے کرواؤں گا۔

وہ چڑانے والے مسکراہٹ چہرے پہ سجائے ٹھنڈے ٹھاڑ لہجے میں غرایا تو روشی خود پہ اور اس پہ دو حرف بھیجتی کمرے کا دروازہ زور سے مارتی کمرے سے نکل گئی اس کے جاتے ہی ادیان سیٹی کی دھن بجاتے ایک بار پھر آئینے کے سامنے جاکر کھڑا ہوا۔

"خان بس ہوگیا ناں اب چلیں بھی پہلے ہی اس قدر دیر ہوگئی ہے۔"

آیت انہیں آئینے کے سامنے مستقل کھڑے دیکھ کر زچ ہوتے بولیں جو کافی دیر سے کھڑے کبھی بال صحیح کرتے تو کبھی پرفیوم کی بوتلیں دیکھتے واپس رکھ دیتے۔

"کیا ہوگیا ہے محترمہ چل رہا ہوں اتنی جلدی کیوں بھئی۔"

ایک ائبرو اٹھاتے صائم نے استفسار کیا۔

آپ کو پتہ ہے ناں مجھے کتنی جلدی ہے وہاں جانے کی اور اب آپ کی تیاریاں نہیں" "ختم ہورہیں۔

آیت نے منہ پھلا کر شکوہ کرنے والے انداز میں کہا۔

''شاید آپ بھول رہی ہیں کہ وہاں ہم پہلے بھی دیر سے جاتے رہے ہیں۔''

صائم کی بات پر وہ دانت کچکچاتے اثبات میں سر ہلا گئیں۔

اچھا میں نیچے جارہی ہوں ماما بابا کو بھی دیکھ لوں لیزے کو تو بول دیا ہے اس نے انکار''

''کیا ہے چلنے سے۔ اور اب جلدی کریں آپ۔

آیت انہیں کہتی باہر کی جانب چل دی اور زمان صاحب کے کمرے میں داخل ہوتے انہیں اپنے جانے کی اطلاع دی تو وہ خوشی سے سر ہلا گئے۔

ان کے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات ہی یہ تھی کہ ان کے بچوں کی آپس میں اس قدر محبت ہے کہ وہ آگے بھی اس محبت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اور اسی سلسلے میں ہی تو وہ لوگ آج محرم کے گھر جارہے تھے۔

''آیت چلو ماما بابا خیال رکھیئے گا اپنا ہم لوگ جلد ہی آئینگے۔''

صائم خان الوداعی نظر ان کی جانب ڈالتے باہر کی جانب چل دیئے تو آیت بھی انہی کی تقلید میں چل دیں۔

گاڑی میں بیٹھتے اس خوشگوار موسم میں وہ لوگ شاہ ولا پہنچے تھے۔

اندر کی جانب جاتے آیت نے ایک پریشان نظر ان کو دیکھا تو وہ انہیں حوصلہ دیتے ساتھ لیئے چل دیئے جہاں سامنے ہی وہ سب صوفے پر بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے عزہ اور محرم سے ملتی آیت نے صوفے پر جگہ سنبھالی جبکہ صائم نے بھی ما سب سے مصافحے کے بعد آیت کے ساتھ ہی ایک صوفے پر بیٹھے۔

"مازہ کیسی ہے اب آپی۔"

آیت نے محرم کی جانب رخ کرتے ہوچھا۔

"ٹھیک ہے آرام کر رہی ہے ابھی۔"

انہوں نے مازہ کی حالت کو سوچتے سنجیدگی سے کہا۔

ازلان آج ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں میں تم سے اور باقی سب سے بھی امید ہے" "تم لوگ سن کر اطمینان سے فیصلہ لوگے۔

صائم نے بات کی تمہید باندھی تو انہوں نے کچھ حیران ہوتے ان کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب صائم بھائی ہم نے کونسا فیصلہ لینا ہے۔"

عفان نے کچھ پریشانی سے پوچھا کہ ان سب کے دماغ میں فلحال علیزے والی بات ہی گردش کر رہی تھی۔

ہاں خیریت ہے بس یوں سمجھ لو کچھ مانگنے آیا ہوں بہت قیمتی تم لوگوں سے اور امید" "ہے تم لوگ انکار نہیں کروگے۔

ان سب کے پریشان چہروں کو دیکھ کر وہ مسکرائے۔

دراصل میں اور خاص طور پر میری بیوی کی یہ بہت بڑی خواہش ہے کہ امائزہ ہمارے" "گھر کی بہو نبنے تو اسی لئے میں رائم کا رشتہ لے کر آیا ہوں امائزہ کے لئے۔

صائم خان نے ان کی سماعتوں میں جیسے ٹھنڈک بخشی سب جو سانس روکے ان کی بات سن رہے تھے ان کی بات پر اپنا کب کا روکا ہوا سانس بحال کیا۔

"اوہ صائم بھائی آپ نے تو ڈرا ہی دیا میں سمجھا خدانخواستہ کچھ پریشانی والا ہے۔"

عفان شاہ نے عادت کے مطابق مسخرے پن سے کہا تو انہوں نے تاسف سے سر ہلایا۔

"کچھ نہیں ہو سکت تمہارا عفان۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے گھورتے بولے تو عفان شاہ نے منہ بسورا اور ازلان شاہ کی جانب متوجہ ہوئے جو کسی سوچ میں غلطاں تھے۔

ازلان کہاں کھو گئے ہو۔ مجھے پتہ ہے کہ یہ مناسب وقت نہیں تھا کہ ابھی بچی کی اپنی" طبیعت بھی مناسب نہیں پر آیت مجھے سے کچھ عرصے سے بہت ضد کر رہی تھی اور اب ناراض ہوجاتی اگر میں یہاں نہیں آتا آج یہ مت سوچنا کہ یہ سب جو ہوا اس کی وجہ سے ہم ایسا چاہ رہے ہیں بلکہ ہم نے تو پہلے ہی گھر میں بات کر لی تھی یہاں آنا بھی "چاہتے تھے کہ مناسب وقت نہیں ملا اور وہ مسائل پھر۔

صائم خان نے جیسے اپنی بات کہتے ازلان شاہ کے مسئلے حل کیئے۔

"پر بھائی لیزے میرا مطلب یہ تو کروسنگ (وٹہ سٹہ)والا رشتہ ہوا ناں۔"

محرم نے پریشانی سے کہا۔

محرم آپ کو یہ لگتا ہے کہ ہم یا رائم کچھ ایسا کریگا ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا بچے وہ ہماری" اپنی بیٹی ہے اور جو علیزے کا معاملہ ہے وہ پورا ہی الگ ہے اس میں امائزہ کا کوئی لنک "نہیں۔

صائم نے یہ بات بھی ان سے کہہ دی تو ان کے چہروں پر رقم پریشانی کسی حد تک کم ہوئی۔

ازلان شاہ نے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے تمام پریشانیوں کو بھانپتے ان کے حل بھی بتادیے تھے۔ پھر کچھ سوچتے گویا ہوئے۔

صائم میں کچھ بھی پروپرلی نہیں کہہ سکتا فلحال کیونکہ مازہ کی جو حالت ہے ابھی وہ کیسا" ردِ عمل ظاہر کرے گی مجھے اندازہ ہے اور تمہیں بھی ہوگا اس لئے میں تسلی سے اس سے "ساری بات کر کے پھر تمہیں جواب دونگا۔

ازلان شاہ کے آدھے مثبت جواب پر آیت تو کھل اٹھی تھیں جبکہ صائم خان نے اثبات میں سر ہلایا اسی آثنا میں چائے کا دور چلا تو یونہی وہ سب چائے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف ہوگئے۔

آیت صائم خان کے جانے کے بعد اذلان شاہ محرم اور ادیان آپس میں سوچ وچار کرتے مازہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ کھڑکی کے کھلے پٹ پہ نظریں جمائے گہری سوچوں کے یلغار میں بہتی چلی جارہی تھی۔اس واقعے کو ہفتہ ہونے والا تھا لیکن اس کی حالت میں ذیادہ سدھار نہیں آیا تھا۔ابھی بھی راتوں کو جاگ کے وہ چیخنے چلانے لگتی تھی جیسے کوئی اسے غلط طریقے سے چھو رہا ہو۔محرم اسی بدولت دو تین دنوں سے اسی کے پاس سورہی تھی۔ان سب نے خاموش نگاہوں سے آپس میں تبادلہ کرنے کے بعد سکون سے صوفے پہ جگہ سنبھالی۔اذلان شاہ کو لگا تھا کہ شاید وہ ٹھیک ہوجائے گی ان حالات کو سفر کرجائے گی لیکن اب اس کی حالت ان کے تڑپتے دل کو مزید تڑپارہی تھی۔وہ کیسے بات کریں گے اس سے صائم کی آمد کی متعلق۔یہی سوچ انہیں پریشان کررہی تھی۔انہوں نے اس کی حالت دیکھتے آنکھیں میچ لی۔ادیان نے بے ساختہ ان کے شانے پہ ہاتھ رکھتے انہیں تسلی دی۔اسے جب اذلان شاہ نے صائم خان کی آمد کا مقصف بتایا تھا کچھ لمحے تو وہ کچھ بول نہیں سکا تھا لیکن ذاتی طور پہ وہ اس رشتے سے بے تحاشہ خوش ہوا تھا۔وہ چاہتا تھا کہ یہ کام اب جلد سے جلد ہوجائے۔وہ اس کی آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی

دینے پہ اثبات میں سر ہلا گئے۔اس کی نگاہیں ابھی بھی کھڑکی کے پار ہی مرکوز تھی۔یہ مرجھائی مرجھائی سی ان کی بیٹی تو نہیں تھی۔ محرم نے ایک نظر اس کے بکھرے حلیے پہ ڈالتے ایک نظر دیوار میں لگی گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے نو بجا رہی تھی۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔"

اذلان شاہ نے اپنے حواس بحال کرتے مشکل اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے استسفار کیا تو وہ چونک کر ڈوپٹہ ٹھیک سے پھیلا گئی اور ایک حیرت بھری نگاہ ان تینوں پہ ڈالی کیونکہ ان تینوں کی اس کے کمرے میں یوں اکٹھے آمد غیر متوقع تھی۔

"میں ٹھیک ہو ڈیڈ آپ سب یہاں سب خیریت ہے نہ کیا لیزے واپس آگئی۔"

اس نے متلاشی نگاہیں لیزے کی تلاش میں گھمائی کیونکہ آیت اور صائم تو اس سے مل گئے تھے لیکن لیزے نہیں آئی تھی اسے ایسا محسوس ہوا تھا کہ وہ اس سے مذاق کررہی ہے کچھ ہی دیر میں آجائے گی۔

"نہیں لیزے واپس نہیں آئی کیونکہ شاید آپ کے بھائی کو اپنی بیوی کی ضرورت نہیں رہی۔"

محرم کی طنزیہ بات پہ وہ ضبط سے گہری سانس ہوا کے سپرد کر کے رہ گیا اور متاسف نگاہیں ان سب کی جانب گھمائی۔

"مام ہم جو بات کرنے آئے ہیں وہ کرلیں کیا۔"

ادیان نے رسان سے ان کی بات کو سرے سے ہی نظرانداز کرتے انہیں مخاطب کیا تو اذلان شاہ متاسف ذدہ اندازہ میں نفی میں سر ہلاکر رہ گئے۔

"بھائی آپ بہت دیر کررہے ہیں۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے ادیان کو دیکھتی پھولے منہ سمیت بولی تو محرم اور اذلان شاہ نے خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا ادھر دیکھیں میری جانب۔اب مم ڈیڈ آپ سے جو بھی بات کرنے لگے ہیں وہ سننے کے بعد آپ نے پینک بلکل نہیں کرنا ورنہ پھر بھائی آپ سے ناراض ہوجائیں

گے۔بس آپ نے یہ سوچنا سمجھنا ہے کہ کم سب جو بھی فیصلہ لیں گے آپ کی بھلائی کیلیے لیں گے اوکے۔لیٹ دا اینڈ آپ کی ہی مرضی ہوگی۔"

ادیان نے رسانیت سے اس کے سامنے اپنی بات رکھی اور جواب طلب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس کی بات کے اختتام پہ ماذہ نے ناسمجھ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ابھی آپ کے ماموں ممانی آئے تھے نہ۔"

اذلان شاہ نے گلہ کھنکھارتے گویا بات کا آغاز کیا تو ماذہ نے ان کی بات پہ اثبات میں سر ہلایا اور سہولت سے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے ان کی بات سمجھنے کی تگ و دو میں تھی۔

"وہ دراصل آپ کا رشتہ لائیں ہیں رائم کے لیے۔"

انھوں نے جیسے ماذہ کی سماعتوں میں بم پھوڑا تھا۔وہ بے یقینی کی کیفیت میں ان سب کو دیکھ رہی تھی وہ یہ بات سوچ بھی نہیں سکتی تھی اور وہ لوگ اس سے شادی کے متعلق بات کرنے آئے تھے۔اس کے حواس ایک بار پھر اس کا ساتھ چھوڑنے لگے تھے۔اسے رائم سے اس حرکت کی قطعی امید نہیں تھی۔اسے لگا تھا اس دن کے جواب

کے بعد وہ خود ہی اس سب سے پیچھے ہٹ جائے گے لیکن وہ تو مزید اس کے ساتھ چپکنے کی کوششوں میں تھے۔کیا وہ یہ سب ہمدردی میں کرنا چاہ رہے تھے۔

اس کا دماغ مختلف سوچوں کے تانے بانے باندھنے میں مصروف تھا لیکن نتیجے کا کوئی سرا ہاتھ میں نہیں آرہا تھا البتہ یہ سب سوچتے اس کا دل بے ساختہ سوچ کے ابھرا تھا۔

"ڈیڈ آپ لوگ ایسا کیسے کرسکتے تھے۔میں پاگل ہوجاؤں گی میں ابھی اس سب کیلیے قطعی تیار نہیں ہوں وہ بھی رائم بھائی کے ساتھ۔"

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ رائم سامنے ہو اور وہ اسے سخت سست سنادے تاکہ اسے اندازہ ہوجائے کہ ایسی حرکات کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنا پڑتا ہے۔اس کی بات پہ ادیان کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس کی آنکھوں میں نمی ہی تو وہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"مازہ میری جان رائم اچھا بچہ ہے۔ہم سے بہتر اسے کوئی بھی نہیں جانتا۔اپنوں میں جاؤ گی آپ تو خوش رہو گی میری جان۔"

محرم نے ماحول کی کشیدگی کم کرنے کی خاطر اس کی دوسری جانب جگہ سنبھالتے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا لیکن وہ دونوں ہاتھ کان پہ رکھے خوفزدہ ہوتے نفی میں سر ہلاگئی۔اذلان شاہ نے اس کی حالت میں تکلیف سے آنکھیں میچ لی۔

نہیں کرنی مجھے شادی کیوں آپ سب ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑگئے ہیں بار بار ایک ہی" بات دہرا کر مجھے کیوں اذیت میں مبتلا کررہے ہیں تھک گئی ہوں میں۔اگر مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو براہ مہربانی اس حوالے سے میرے سے مزید بات مت کیجیے گا بھائی

"خدارا۔پلیز مام ڈیڈ۔

وہ اذیت کی انتہا پر تھی تبھی اپنے مقابل بیٹھے تینوں افراد کے سامنے ہذیانی ہوتے ہاتھ جوڑ گئی۔ گہرے گہرے سانس بڑھتی جیسے وہ اپنے اندر کی گھٹن کو کم کرنے کی تگ و دو میں تھی گہرے گہرے سانس بھرتے وہ اس سے پہلے بے دم ہوکر گرتی اس کے بھائی نے پاس پڑا پانی کا گلاس اٹھاتے اسے محبت سے اپنے حصار میں لیتے اس کے منہ سے لگایا تو وہ تھکے تھکے انداز میں اس کے شانے سے سر ٹکائے بے جان سی ڈھے گئی۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اس کے رت جگوں کی ترجمانی کررہے تھے اذلان شاہ اپنی جان

سے عزیز بیٹی کی حالت دیکھتے ضبط سے اپنی آنکھیں میچ گئے۔انہوں نے کبھی بھی ایسے حالات تصور بھی نہیں کیے تھے۔غصے سے دماغ کی شریانیں پھٹنے کے قریب تھی انہوں نے کبھی تصور میں بھی نہیں سوچا تھا کہ ایسا کچھ بھی ہوسکتا ہے دل کی حالت غیر ہورہی تھی انہیں کسی نادیدہ نقطے پہ نظریں ٹکائے دیکھ محرم نے ان کے شانے پہ ہاتھ رکھا تو وہ بے ساختہ نگاہیں چرا گئے انہوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار ان کی آنکھوں کو نم دیکھا تھا وہ بھی اپنی بیٹی کی تکلیف پہ۔محرم کا دل ہولانے لگا۔

"میں نے تو کبھی ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی سزا مکافاتِ عمل کے طور پر میری بیٹی کو نصیب ہوتی تو یہ اتنی بڑی آزمائش کیوں۔"

وہ صوفے کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موند گئے۔آنکھ سے آنسو نکلتا ان کے گال پہ بہہ گیا ان کی بیوی انہیں روتا دیکھ تڑپ کر رہ گئی۔ٹھیک ہی تو کہتے ہیں مضبوط سے مضبوط انسان اپنی اولاد کی تکلیف محسوس کرتے کمزور اور بے بس ہوجاتا ہے وہ چاہ کر بھی ان کے کیلیے کچھ نہیں پاتا آج ان کے ساتھ بھی تو ایسا ہی کچھ ہورہا تھا لیکن وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھے اور یہی حالت ان کی ہورہی تھی۔محرم نے اذلان شاہ کو تسلی دینے

کی خاطر ان کا شانہ تھپتھپایا اور ایک نگاہ مازہ پہ ڈالی جو ادیان کے شانے پہ سر رکھے خالی خالی نگاہوں سے کھڑکی کو تک رہی تھی۔

معاً نیچے سے آنے والی غیر متوقع آوازوں پہ وہ چونک کر صوفے سے پشت چھوڑتے آگے کو ہوئے اور سامنے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے ادیان شاہ کو اس کی طبیعت کا خیال کرنے کا اشارہ کرتے آہستہ آہستہ کمرے سے باہر نکل گئے۔شاید عفان شاہ ابھی آفس سے لوٹے تھے اور آتے ساتھ ہی ان کی حرکتیں شروع ہوچکی ہونی تھی آوازوں سے تو وہ لوگ یہی اندازہ لگا پائے تھے۔اس کے بھائی نے اس کا سر اپنے کندھے سے ہٹاتے تکیے پہ رکھا تو وہ آنکھیں موندیں لیٹی رہی۔ اس کو پرسکون انداز میں سوتا دیکھ وہ اس کا ماتھے پہ بوسہ دیتے کمرے کی تمام لائٹس بجھاتا سائیڈ لیمپ جلاتے تھکے تھکے قدموں سے باہر نکل گیا۔وہ اس سے دوبارہ بات کرنے کا ارادہ تو رکھتا تھا لیکن کچھ وقت بعد کیونکہ رائم سے زیادہ اعتبار وہ مازہ کے معاملے میں کسی اور پہ نہیں کرسکتا تھا۔

"نہیں نہیں میرے قریب مت آؤ میری عزت کو یوں پامال مت کرو نہیں میں یہاں سے کہی نہیں جاؤں گی وہ بہت گندا آدمی ہے مجھے میرے گھر واپس بھیج دو۔ میرے بال مت کاٹو۔"

وہ چیختے ہوئے اپنا سر تکیے پہ زور زور سے پٹخ رہی تھی ایکدم وہ گھرے گھرے سانس لیتی ہانپتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔ چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔ وہ نگاہیں ادھر ادھر دوڑاتے سہمی ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی جیسے ابھی کوئی وجود آئے گا اور اسے ان سب سے دور لے جائے گا کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی نے احاطہ کیا ہوا تھا اور وہاں ہولناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کمرے میں کسی کی موجودگی نہیں تھی شاید سب اس کے آرام کو سوچتے باہر جاکر چلے تھے۔ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے سسک اٹھی معاً کھڑکی میں کھٹکے کی آواز پہ وہ خوف سے حلق تر کرتی اس کی جانب متوجہ ہوئی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا ایک رنگ جارہا تھا۔

کھٹ پٹ کی آواز بڑھتی دیکھ ایک نظر بند دروازے کو دیکھتے وہ اپنی تمام ہمت متجمع کرتی دوازے کی سمت بھاگی اور لرزتے ہاتھوں سے دروازے کا ہینڈل گھمانا چاہا لیکن عقب

میں کھڑے نقاب پوش نے اس کی کوشش کو ناکام بناتے اپنی جانب کھینچ لیا۔ اس اچانک ہوئی افتاد پہ اس کا سر مقابل کے چوڑے شانے سے ٹکرایا وہ کراہ کر رہ گئی ایک لمحے کیلیے تو ایسا محسوس ہوا جیسے دماغ گھوم کر رہ گیا ہو۔اس کی مخصوص کلون کی مہک پہ اس نے ایک گہرا سانس بھرتے جیسے اس کی موجودگی کو محسوس کیا تھا۔

"نہیں مجھے چھوڑ دو پلیز مجھے معاف کردو مجھے ان گندے لوگوں کے پاس نہیں جانا۔"

وہ آنکھیں میچے لرزتے ہاتھ اس کے سامنے جوڑ گئی۔اس کا حال ایسا تھا کہ وہ اس کا انتظار بھی کررہی تھی اور اس سے خوفزدہ بھی تھی۔ اس کا یوں چیخنا چلانا مقابل کے وجود پہ کوڑے برسا رہا تھا مقابل اس کی اتنی ابتر حالت پہ طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچ گیا۔ گلابی رنگ کا ٹراؤزر شرٹ پہنے بکھری حالت مسلسل رونے سے چہرہ سرخ ہورہا تھا۔آنکھوں کے پپوٹے سوجھتے بھاری ہورہے تھے۔چیخنے کی بدولت گلا بھی بیٹھ چکا تھا۔ ایک نظر اس کے کندھے تک آتے بالوں کو دیکھتے وہ بے ساختہ اپنی جلتی نگاہیں پھیر گیا۔تکلیف کا احساس ایسا تھا کہ اس کے پورے وجود میں سرائیت کرتا چلا گیا۔ اسے اچھے سے ازبر تھا پہلی نظر میں ہی اس کے بالوں نے اسے اپنا دیوانہ بناڈالا تھا۔ وہ اسے کسی سنہری آبشار

کی طرح لگتے تھے اس کی پرشین بلی۔ لیکن ان ظالموں نے اسے جگہ جگہ سے کاٹ کر اس کی حالت ہی بگاڑ کر رکھ دی تھی۔اس کے بالوں سے اچھی خاصی دشمنی نکالی گئی تھی۔ اس کی آنکھوں سے باقاعدہ شعلے نکلنے لگے دانت پہ دانت جمائے وہ اپنے غصے کو قابو کیے ہوئے تھا وہ تکلیف سے سرخ پڑتے اس کا نرم چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اس کے سر کے ساتھ سر جوڑ گیا اور آنکھیں موندے اس کے وجود کو محسوس کرنے لگا۔اب کمرے کی خاموش فضا میں دونوں کی سانسوں سے ارتعاش پیدا ہورہا تھا۔

بس میری گڑیا کچھ نہیں ہوا کوئی نہیں ہے یہاں صرف میں ہوں اور کوئی"

"نہیں۔میرے ہوتے کسی کی جرأت نہیں کہ وہ آپ کو میلی نگاہ سے دیکھ بھی سکے۔

وہ اسے پچکارتے ہوئے عقیدت بھرے لہجے میں گویا ہوا لیکن مقابل کی بھاری گھمبیر آواز پہ وہ سہمتے جھٹکا کھا کر پیچھے ہوئی اور حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا جیسے وہ جھوٹ بول رہا ہو۔

تو آپ کو بھی تو نہیں جانتی آپ کون ہے اور یہاں کیا کررہے ہیں کیوں روزانہ یہاں" آتے ہیں اور میرے زخموں پہ مرہم رکھنے کی ان تھک محنت کرتے ہیں آپ بھی ان

جیسوں کی طرح گندے ہیں نامحرم ہے آپ میرے لیے جائیں یہاں سے ورنہ کوئی آجائے گا۔"

وہ ایک نظر کھڑکی کے کھلے پٹ دیکھتی پاس پڑے صوفے سے اپنا ڈوپٹہ اٹھاتی اپنے گرد لپیٹ گئی اور سرخ متورم آنکھوں سے اس نقاب پوش جانب دیکھتے بے بسی سے لڑکھڑاتے لہجے میں بولی ایک ہفتہ ہوچلا تھا وہ روزانہ اس کے پاس آتا تھا اس کے زخموں پہ مرہم لگاتا تھا کچھ لمحوں کیلیے ہی سہی اسے اپنی دنیا میں لے جاتا تھا شاید وہ بھی اس کی ایڈیکٹ ہورہی تھی لیکن اپنے خیال کو وہ سختی سے جھٹک گئی وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اسے اپنے کمرے میں دیکھتے وہ مزید ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہورہی تھی مقابل کو تکلیف تو بہت ہوئی لیکن وہ اس کی حالت دیکھتے برداشت کرگیا اور مضبوط قدم اٹھاتا اس کی سمت بڑھا۔

"کیونکہ آپ میرے لیے اس دنیا میں اتاری گئی ہو اور آپ کی حفاظت کرنا میرے پہ فرض ہے لیکن یہ بات میری روح کو مسلسل کچوکے لگارہی ہے کہ میں کیوں موجود نہیں تھا اس وقت اپنی بلی کے پاس۔ ان لوگوں کے دیکھنا میں کسی قیمت میں نہیں چھوڑوں

گا میری جان ایک ایک کو تڑپا تڑپا کر ماروں گا میرے عشق کے وجود پہ کاری ضربیں لگائی ہے لیکن وہ نہیں جانتے کہ چوٹ آپکو لگتی ہے تو پور پور میرا بھی زخمی ہوتا ہے آنسو آپ کے بہتے ہیں تو آنکھیں میری بھی خشک نہیں رہتی تکلیف آپ کو ہوتی ہے تو تڑپتا میں بھی ہوں۔"

وہ اس کے پاس ہی زمین پہ براجمان ہوتا اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے بالوں پہ لب رکھ گیا۔ تند لہجے میں بولتے سرخ آنکھوں سمیت وہ کوئی دیوانہ ہی محسوس ہوا اس کا لمس اپنے بالوں پہ محسوس کرتے وہ اس کے شانے پہ سر ٹکائے پھپھک کر رودی۔یہی اس کی باتوں پہ اس کی بس ہوجاتی تھی۔ناجانے وہ کون اجنبی تھا لیکن پھر بھی مازہ کے دل پہ لگے زخم آہستہ آہستہ مندمل ہورہے تھے۔

"کیوں کررہے ہیں آپ ایسا یہ لوگ میری شادی کرادیں گے۔مجھے اپنا عادی مت بنائیں کہ بعد میں ہم دونوں کیلیے مشکلات کھڑی ہوجائیں میرے گھر والے ایک انچاہے بندھن میں باندھ رہے ہیں مجھے اور ان کا خیال ہے کہ اس سے مجھے تحفظ ملے گا۔ لیکن وہ

نہیں جانتے کہ میں مرجاؤں گی مرد ذات بھروسے کے لائق ہی نہیں ہے سب گندے ہوتے ہیں۔"

وہ سرگوشی کرنے والے انداز میں بچوں کی طرح روتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی۔آنکھوں کے ڈورے بے تحاشہ سرخ ہورہے تھے۔اس کی دلسوز بات پہ اس نے اس کو اپنے سینے میں بھینچتے کان کے قریب اپنے سلگتے لب کئے اور ایک گہرا سانس بھرا۔ماژہ کے وجود میں سنسنی دوڑتے ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کرگئی۔

"تو کردو اس سے شادی کے ہاں لیکن میری ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ لوٹ کر تو آپ میرے پاس ہی آؤ گی۔ کیونکہ آپ اس کی دل کی ملکہ ہو میرے دل کی دھڑکن میرے وجود کا حصہ میری زندگی میں آنے والے پہلی اور آخری لڑکی ,میری بچپن کی محبت,آر۔کے کی محبتوں اور شدتوں کی واحد امین اور آر۔کے کا جنون بس ایک بار میری دسترس میں آجاؤ زندگی آپکے سارے زخم مندمل ہوجائیں گے آپکو میں ایک انوکھی رنگوں سے بھری دنیا سے متعارف کرواؤں گا۔پرانا کچھ بھی یاد نہیں رہے گا بس میں ہونگا اور آپ۔

اور اس دن آپ میرا ہونے پر فخر کرو گی۔ مجھے یقین ہے کہ بہت جلد آپ بھی مجھ سے عشق کی دعویدار ہوگی یہ میرا میری بلی سے وعدہ ہے اور آر۔ کے اپنا وعدہ ہر صورت نبھانا جانتا ہے۔"

وہ اس کے بال سہلاتا چمکتی آنکھوں سمیت جذب کے عالم میں دھیمی سی سرگوشیاں کررہا تھا اسی کی باتوں کا اثر تھا کہ کچھ لمحوں کیلیے ہی سہی لیکن اس کے اعصاب پرسکون ہونا شروع ہوگئے تھے۔اس کا دل اس کی باتوں پہ یقین کررہا تھا وہ حیا سے بوجھل ہوتی پلکیں جھکاتے آنکھیں موند گئی تبھی اس کی گرم سانسوں کی تپش اپنی گردن پہ محسوس کرتے اس نے گردن ترچھی کرتے اس کی جانب دیکھا تو وہ اس کے شانے پہ ہی سر رکھے پرسکون نیند سو چکی تھی اور یہاں بالاخر اس کے آنے کا مقصد بھی پورا ہوچکا تھا۔ کچھ دیر تو وہ اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو آنکھوں کے راستے دل میں اتارتا رہا معاً اس نے دھیمے سے مسکراتے ہولے سے اس پھول سے وجود کو اپنی باہوں سے بھرتے بیڈ پہ لٹایا۔ اس پہ کمفرٹر اوڑھتے اس کی نگاہیں اس کی لامبی مڑی ہوئی پلکوں پہ ٹھہر سی گئی جہاں مسلسل رونے کی بدولت موتی چمک رہے تھے اپنی

انگلیوں کے پوروں سے اس نے اس کی نم پلکوں کو چھوا تو وہ نیند میں بے چین ہوتے کروٹ بدل گئی۔وہ ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے کندھے جھٹک گیا معاً جزبات کی رو میں بہتے وہ اس کے چہرے پہ جھکا لیکن کچھ کرنے سے پہلے ہی ایک گہرا سانس بھرتے نفی میں سر ہلاتے دو قدم پیچھے ہوا اور بے بسی سے ماتھے پہ بکھرے بالوں کو پیچھے کرگیا۔

"میری پرشین بلی۔کچھ کچھ جنگلی بھی۔"

وہ زیرِ لب بربراتے ہوئے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنے بے زور جذبات کو لگام دیتے ایک گہری پرتپش نگاہ اس بے خبر سوئے ہوئے وجود پہ ڈالتے کھڑکی کے راستے پائپ کی مدد سے باہر کی جانب کود گیا جہاں گاڑی کے پاس ہی چھپا بیٹھا نیند کے جھونکے لیتا کوئی بے ذار وجود اس کا شدت سے منتظر تھا وہ اسے نیند میں جھٹکے لیتا دیکھ تاسف میں سر ہلاتے ہنس دیا معاً اس کو کھینچ کر کھڑا کیا تو وہ مندی مندی نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھتے آگے کی جانب چل دیا۔اس کے قدم بھی اسی کی تلقید میں بڑھے تھے۔چہرے کے تاثرات ایک بار پھر سے سپاٹ ہو چکے تھے۔چہرے پہ گزرے وقت کا شائبہ بھی نہیں تھا۔

اس بندے اندھیر نما کمرے میں وقفے وقفے سے آہوں اور سسکیوں کی آواز ابھر رہی تھی کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔کمرے کی ودیوار میں صرف ایک ہلکا بلب جل بجھ رہا تھا۔کمرے کے وسط میں کرسی سے بندھا چودھری اکیلا چیخ رہا تھا کیونکہ اس کی آنکھوں میں بری طرح مرچیں ڈالی گئی تھیں۔وہ تکلیف سے تڑپ رہا تھا لیکن آج اس کی مدد کرنے والا اس کی آہ و پکار سننے والا یہاں کوئی موجود نہیں تھا۔گزرے دنوں میں اسے اتنا تو اندازہ ہو ہی چکا تھا کہ ادیان شاہ ذرا سا رحم کرنے کے موڈ میں نہیں تھا لیکن اس قدر ظالمانہ رویے نے اس کی بس کروادی تھی۔معاً اس کے دماغ کے دریچوں میں لڑکیوں کی آہوں سسکیوں دلخراش چیخیں گونجتی تو وہ ایک نئے سرے سے اذیت سے دوچار ہوتا تھا۔وہ اتنی بری طرح بے بس ہوگا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ابھی بھی وہ اس سنسان اڈے پہ بلکل اکیلا موجود تھا۔کسی زی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکا ہوا اس کی گردن جو کرسی کے ایک جانب ڈھلکی ہوئی تھی اس نے

ہمت کرتے اٹھاتے دیکھنے کی کوشش کی لیکن آنکھوں میں ہوتی جلن نے اس کی بس کرادی تھی وہ تکلیف جلن کے احساس سے چلا رہا تھا۔آنکھیں واں کرنے میں بھی دقت پیش آرہی تھی۔

وہ وجود آہستہ آہستہ مضبوط قدم اٹھاتا اس کے نزدیک آتا جارہا تھا۔چودھری نے ایک گہرا سانس بھرتے جیسے ہمت متجمع کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بے سود۔وہ وجود اس کی کرسی کے قریب آتے اس کے اوپر جھکا اور اس کی کرسی کو دونوں ہاتھوں میں تھامتے اپنی گرفت میں لے لیا اور ایک طائرانہ نگاہ اس کے زخموں سے چور وجود پہ ڈالی تھی۔دل میں کہی ٹھنڈی پھوار سی برسی تھی۔

کیسا محسوس کررہے چوہدری۔اپنی دی ہوئی تکلیفوں کو خود پہ بھی تجربہ کرواتے ہوئے"

"یقیناً بے تحاشہ اچھا محسوس کررہے ہوگے۔

معاً کمرے کی خاموش فضا میں اس کی دل چیرتی ہوئی تمسخرانہ بھاری آواز گونجی اور چوھدری نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی۔تھک ہار کر وہ اپنا سر کرسی کی

پشت سے لگا گیا۔اتنے دنوں سے بیٹھ بیٹھ کر کمر اکڑ کر دکھنے لگی تھی لیکن یہاں کوئی موجود نہیں تھا جو اس کی آہ و پکار سنتا۔

"تیرا تو پتہ نہیں لیکن میرے جلتے دل کو ٹھنڈک ملی ہے بہت زیادہ۔لیکن یہ ٹھنڈک بھی تو پوری طرح ملنی چاہیے۔اور وہ مجھے جب ہی مل سکتی ہے جب میں اپنے ارادوں میں کامیاب ہوجاؤں گا۔وہ تو میں ہوکر ہی رہوں گا کیونکہ آج تک مجھے کوئی بھی کام مکمل کرنے سے کوئی بھی نہیں روک پایا۔"

وہ اپنی لہو رنگ آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھتے دھیمے لہجے میں غرایا تو چوھدری کو ایک لمحے کیلیے سانپ سونگھ گیا۔ناجانے اس شخص کے اب کیا اردے تھے۔اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

"سوچتا تھا میں کہ کون لوگ ہوتے ہیں جو بچیوں کو اس قدر تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ان کے ساتھ اس قدر برا برتاؤ رکھتے ہیں کہ لگلے انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اپنی ہی نگاہوں کے سامنے گزرتے دنوں میں دو کیسز ایسے دیکھ چکا ہوں اور پتہ ہے کیا دل کیا تھا میرا اس وقت کہ تجھے اس قدر عبرتناک سزا دوں کہ اس قدر کہ تو خود اپنے لیے موت

مانگے گا لیکن وہ بھی تجھے قبول نہیں کرے گی۔لڑکیاں کھیل تھی نہ تیرے لیے۔آج تو دیکھ جب میں تجھے ایک کھیل سمجھ کر تیرے ساتھ کھیلوں گا کیونکہ زندگی کے ڈیئرنگ کھیل مجھے بہت لطف دیتے ہیں۔آج تیرے ساتھ ہی سہی۔تیری موت میرے ہاتھوں "کی لکھی ہے چوھدری۔تو تو ایسا حیوان ہے کہ تجھے قبر بھی قبول نہیں کرے گی۔

وہ آدمی اس کے سر کے بال مٹھی میں جکڑتے خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتے اس کے منہ پہ پھنکار کررہا تھا۔چوھدری کا حال ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اسے اب سچ میں اس کے ارادوں سے خوف آرہا تھا جو مسلسل اس کے سر کے بالوں کو جھٹکے دیتے اس چیخنے پہ مجبور کررہا تھا معاً اس کے سیٹی بجانے پہ دو تین مزید آدمی اس کمرے میں داخل ہوئے جو پرسوچ نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھتے ایک تنفر بھری نگاہ اس چوھدری پہ ڈالی۔ان سب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک لمحے میں اس کا قصہ تمام کردے۔

"کام شروع کرو۔"

اس کی سپاٹ آواز پہ وہ سب اثبات میں سر ہلاتے ہاتھوں میں تھامی ہوئی بڑی بڑی بوتلوں کے ڈھکن کھولتے اس کے اردگرد پیٹرول سے دائرے کھینچ رہے تھے اور چوھدری وہ تو حیرت کی زیادتی سے آنکھیں پھاڑے جیسے اپنے بچاؤ کیلیے بھی کچھ نہیں کرپارہا تھا۔
"نہیں ایسا مت کرو۔میں آئندہ کبھی ایسا کچھ نہیں کروں گا۔"
تکلیف کی شدت سے اس سے بولا نہیں جارہا تھا۔گلے میں چھالے اور خراشیں پڑی ہوئی تھی لیکن وہ سب اس کی باتوں سے بے نیاز اپنے کام میں مصروف تھے۔وہ آدمی جو ابھی اس کے سر پہ جھکا اسے اس کی اوقات دکھارہا تھا اب ایک کونے پہ کھڑا قہر آلود نگاہوں سے جیسے اسے کھانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔ان لڑکوں کے کام مکمل ہوتے ہی وہ قدم قدم چلتا اس کے نزدیک آیا اب وہ سب ایک قطار میں کھڑے جیسے اپنے آپ کو مضبوط کررہے تھے معاً اس آدمی کے اشارہ کرنے پہ وہ سب پرعزم انداز میں اثبات میں سر ہلاتے باری باری باہر نکل گئے۔اب کمرے میں صرف وہ دونوں موجود تھے جو آمنے سامنے بیٹھے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بیٹھے تھے معاً اس کی بھوری

آنکھیں عجیب سے انداز میں چمکی اس نے اپنی جیب میں ہاتھ گھساتے ماچس کی ڈبیا نکالی اور اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔

"پلیز مت کرو۔اس قدر بھیانک موت مت دو۔"

وہ اس کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا لیکن مقابل نم نگاہوں سے اسے اپنے سامنے گڑگڑاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

گڈ بائے چوہدری۔آج فائنلی ایک بہت بڑی برائی کا خاتمہ ہوا اور مجھے بے تحاشہ خوشی"

"ہے کہ میرے اللہ نے ہمیں اس کام کیلیے چنا۔

یہ کہتے ہی اس نے ماچس کی تیلی جلاتے اس گرے ہوئے پیٹرول پہ ایک جھٹکے سے پھینکتے ایک الوداعی نگاہ اس پہ ڈالتے باہر کی جانب دوڑ لگادی کیونکہ آگ ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر پھیلنا شروع ہوچکی تھی۔باہر نکلتے ہوئے بھی اپنی سماعتوں میں ان سب کو چوہدری کی چیخ و پکار سنائی دے رہی تھی جو جیسے اپنی مدد کیلیے کسی کو پکار رہا تھا۔اور یہی چیز انھیں ایک انوکھا سا سکون بخش رہی تھی۔ان سب نے کام مکمل ہوتے ہی نم مسکراتی نگاہوں سے اندر کی جانب دیکھا۔

"آخرکار ہم نے یہ کر دکھایا۔"

اس میں سے گرے اور بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس لڑکا پرجوش انداز میں بولا معاً اپنے عقب میں گاڑی رکنے کی آواز پہ وہ سب سکتے کی کیفیت میں ایک دوسرے کو دیکھتے سرعت سے اپنے آپ کو ایک جانب جھاڑیوں کے پیچھے چھپا گئے تھے۔اب اس اڈے میں سے بے تحاشہ دھواں خارج ہو رہا تھا۔

"اگر ہم پکڑے گئے تو۔"

اس میں سے ایک نے خوفزدہ انداز میں ایک نگاہ اڈے پہ ڈالتے ان سب کو مخاطب کیا تو سب نے تند نگاہوں سے اس کالی زبان والے کو دیکھا۔

"تو ہم تجھے پکڑا کر بھاگ جائیں گے۔"

اس کی بات پہ دوسرا لڑکا جو سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس تھا مسخرے پن سے بولا لیکن سب کی کھردری نگاہیں خود پہ محسوس کرتے خجل سا ہو گیا۔

"ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ میں اسے ایک خودکشی کا کیس بنا آیا ہوں۔"

وہ آدمی فخریہ انداز میں کالر جھاڑتے ہوئے بولا تو سب ستائشی انداز میں اسے دیکھتے تالیاں بجا گئے۔سب کی نگاہیں اپنے کئے گئے کارنامے پہ چمک رہی تھیں۔

"اچھا اب چپ ہوجاؤ دیکھو کون آیا۔"

ان میں سے ایک کی آواز پہ اب وہ سب چور نگاہوں سے آنے والے انسان کو دیکھنے کی تگ و دو میں تھے۔

ادیان اپنے آفس کے کیبن میں بیٹھا اپنے پرسنل سیکرٹری کے ساتھ اگلے دن کی میٹنگز وغیرہ ڈسکس کررہا تھا۔کل اسے آفس کی سائیٹ پہ بھی جانا تھا۔باتوں میں مصروف اس نے دیوار میں لٹکی ہوئی گھڑی میں ٹائم دیکھا جو شام کے چار بجارہی تھی۔اسے آج محسن کے ساتھ چوہدری کے اڈے پہ بھی جانا تھا۔پچھلے دنوں مسلسل ہورہی بارش کی بدولت وہ وہاں جا نہیں پائے تھے ابھی بھی وہ انہی سب سوچوں میں گم تھا معاً سامنے ٹیبل پہ رکھا اس کا موبائل وائبریٹ ہوا وہ چونک کر موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوا۔جہاں محسن کا نام جگمگارہا تھا۔وہ سرعت سے فون اٹھاتے کان سے لگا گیا۔

"السلام و علیکم !ادیان شاہ سپیکنگ۔"

وہ اپنے مخصوص سپاٹ انداز میں مقابل سے گویا ہوا۔

"ادیان مجھے جلد ہی باہر ملو اپنے آفس کے باہر پارکنگ میں۔ہمیں ابھی ہی اڈے کیلیے نکلنا ہے چوھدری کی پیشی ہے کورٹ میں۔ سر نے بلوایا ہے اسے۔ان کے مطابق اب بلکل بھی دیری نہیں کرنی پہلے ہی بہت سا جانی نقصان ہوچکا ہے۔"

اس کی سنجیدہ آواز پہ ادیان پرسوچ انداز میں ہاں میں سر ہلاتے اپنے سیکرٹری کو اشارہ کرتے کرسی کھینچ کر اٹھ کھڑا ہوا اور موبائل کندھے پہ اٹکاتے کرسی کی پشت سے کوٹ اٹھاتے پہنتے گاڑی کی چابیاں اور موبائل اٹھاتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب چل دیا۔لفٹ کے ذریعے وہ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد پارکنگ میں موجود تھا جہاں محسن اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے سگار سلگانے میں مصروف تھا۔ادیان نے اس سے مصافحہ کرتے ہی گاڑی میں جگہ سنبھالی۔اب اب دونوں کی گاڑیاں آگے پیچھے اڈے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

ان دونوں کی گاڑیاں جیسے ہی اس جنگل کی حدود میں داخل ہوئی ان کے ٹائر چرچرانے کی آواز جنگل کی فضا میں گونجی تھی معاً گاڑی سے نکلتے ہی ان دونوں کو کسی غیر معمولی پن

کا احساس ہوا۔دھواں ان کے ناک کے نتھنوں میں گھس رہا تھا انھوں نے ایک طائرانہ نگاہ اردگرد دوڑائی ان کی نگاہ دوڑاتے ہوئے ایک مقام پہ ٹھٹھک کر رکی جہاں سے آگ بری طرح بھڑک رہی تھی۔اور اس کے شعلے چودھری کے پقرے اڈے کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔ادیان نے حیرت بھری نگاہوں سے محسن کی جانب دیکھا جس کا خود کا حال مختلف نہیں تھا

"ادیان یہ سب۔"

اس نے ہکلاتے لہجے میں بولتی اپنی بات ادھوری چھوڑی تو ادیان نے استہفامیہ نگاہیں ان کی سمت اٹھائی۔

"میں شاید تمہارے ساتھ ہی یہاں آیا ہوں تو مجھے کیسے علم ہوگا اس سب کا۔"

ادیان نے پیشانی پہ سلوٹیں ڈالے تند نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے استسفار کیا تو وہ اس کے تفشیشی انداز پہ بوکھلا گیا۔

خیر آگ نے فلحال سب کچھ اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے میں نے فائر بریگیڈ کو فون" کردیا ہے۔اب آگ بجھے گی تبھی معلوم ہوگا کہ اس سب میں کس کا ہاتھ ہے۔,

محسن دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالتے پرسوچ انداز میں اڈے کی جانب دیکھتا ہوا سپاٹ انداز میں بولا جہاں دھوئیں سے اب کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔آگ ہی اس قدر بری لگی تھی۔ادیان اس کی بات پہ سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا گیا۔

جب سے آیت اور صائم خان شاہ ولا سے ہوکر آئے تھے لیزے نے کافی بار مازہ کو فون ملانے کا سوچا تھا لیکن مصروفیت کی باعث وہ کر نہیں پائی تھی۔وہ ایک دوست ہونے کی حیثیت سے اس کی رائے جاننا چاہ رہی تھی۔اسے خان ہاؤس آئے چوتھا دن تھا لیکن ادیان نے ایک بار بھی اس سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اور یہی بات اس کے دل پہ پڑی دھول مزید پختہ ہوتی جارہی تھی۔وہ جتنا اس بارے میں نہیں سوچنا چاہتی تھی اتنی ہی ادیان کی سوچیں اس کے ذہن پہ حاوی ہوتی تھی۔محرم اذلان اور باقی گھر کے مکین وقتاً فوقتاً اسے کال کرتے اس کا حال احوال پوچھتے رہتے تھے ان کی محبت پہ شروع سے ہی اسے کوئی شک نہیں رہا تھا۔ابھی بھی رات کے کھانے سے فارغ

ہوتے آیت کے ساتھ مل کر ہلکا پھلکا کام کرواتے وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے نو بجا رہی تھی۔آنکھیں نیند کی وجہ سے بھاری ہورہی تھی۔آنکھوں کے سرخ ہوتے ڈورے اس کے رت جگے کی نشاندہی کررہے تھے۔

ایسا کرتی ہوں پہلے فریش ہوجاتی ہوں پھر ہی مازہ کو فون کروں گی۔

دماغ میں آتی تمام تلخ سوچوں کو سرے سے جھٹکتے وہ وارڈروب سے سفید اور گلابی رنگ کا کھلا ٹراؤذر اور شارٹ شرٹ نکالتے واشروم کی سمت چل دی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد فریش ہوتے وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال سلجھاتے انہیں جوڑے میں قید کررہی تھی۔آنکھوں کے دریچوں میں ایک بار پھر اس دن کا منظر فلم کی مانند چلنے لگا۔کس قدر تکلیف تھا وہ سب اس کیلیے وہ سوچتی ہی تھی صرف تو اس کے دل میں درد اجاگر ہوتا تھا جو اس سے ضبط کرنا مشکل ہوجاتا تھا ناجانے بھول کیسے پائے گی وہ سب۔اس مام سے فراغت حاصل کرتے ہی بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے چارجنگ سے فون اتارتے مازہ کو فون ملاتے کان سے لگالیا۔دو تین بیل کے بعد دوسری جانب سے فون اٹھاتے ہی بھاری مردانہ آواز گونجی۔اس کی سانسیں خشک ہوگئی۔اس اچانک ہوئی افتاد پہ لیزے

کے ہاتھ سے فون چھوٹتے چھوٹتے بچا۔اس نے حیرت ذدہ انداز میں موبائل کان سے ہٹاتے آنکھوں کے سامنے کیا تو نمبر تو مازہ کا ہی تھا تو پھر آواذ ادیان کی اس کے حواس جھنجھنا اٹھے۔معاً وہ اپنی تمام ہمت متجمع کرتے اپنے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیر گئی۔

"میری مازہ سے بات کروائیں۔"

وہ سرد و سپاٹ انداز میں بولتے مقابل کو مسکرانے پہ مجبور ہوگئی وہ مزے سے صوفے سے پشت لگائے اس کی آواز سننے لگا۔اس کی مترنم آواز نے اس کی بےتاب سماعتوں کو قرار دے دیا تھا۔وہ لب دانتوں تلے دبائے اس کے مزید بولنے کا منتظر تھا۔تبھی خاموشی سے صوفے پہ براجمان تھا۔لیزے تو اس کی مسلسل خاموشی پہ اچھا خاصہ چڑگئی۔

مسٹر ادیان شاہ میں آپ سے مخاطب ہوں۔مازہ کو فون دیں اسکا مجھے اس سے ضروری "بات کرنی ہے۔"

وہ گھرے گھرے سانس بھرتی اپنے اشتعال پہ قابو پائے ہوئی تھی تنفس بڑھتا چلا جارہا تھا اس کی مدھم سانسوں کی آواز ادیان کی سماعتوں میں رس گھول گئی سونے پہ سہاگہ اس کا یوں ادیان شاہ کہنا ادیان کے رہا سہا قرار بھی لوٹ گئے۔

میری جان اتنے پیار سے میرا پورا نام مت لیا کرو کیونکہ جب جب تم مجھے یوں پکارتی ہو" نہ ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔میں خود پہ ضبط نہیں کرپاتا پھر۔جس دن میرا ضبط ٹوٹا نہ اس دن "ہم دونوں کے خود سے کیے وعدے بھی ٹوٹ جائیں گے۔

وہ خمار آلود لہجے میں اس کے کانوں میں سور پھونکتا ہوا گویا ہوا اس کے لبوں سے نکلتا ایک ایک لفظ لیزے کے دماغ میں کوڑے کی مانند برس رہا تھا لیزے نے دل ہی دل میں اس کی اداکاری کو بے ساختہ داد دی۔البتہ اس کی باتوں پہ اس کے حواس جھنجھنا اٹھے تھے۔لرزیدہ پلکیں عارض پہ جھک آئی تھیں۔

"فضول باتوں سے گریز کریں اور اسے فون دیں۔"

معاً اپنی بے لگام سوچوں کو لعن طعن بھیجتے لیزے نے دانت پیستے ہوئے سخت لہجے میں جھنجھناتے ہوئے کہا تو ادیان اس کی بات پہ بے ساختہ ہنس دیا۔لیزے نے ناچاہتے

ہوئے بھی اس کی ہنسی کی نظر اتاری تھی۔اپنے ہنسنے پہ اس کی خاموشی محسوس کرتے ادیان کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لب بہت ہی دلکش مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ کونسا فریضہ سرانجام دے رہی ہے اور یہی چیز ادیان کو تفاخر میں مبتلا کر گئی۔

"میرے سامنے آکر میری نظر اتارو گی تو زیادہ اثرانداز ہوگی ورنہ تو لگ جائے گی۔اور اگر مجھے نظر لگ گئی تو پھر میں تمہیں لگ جاؤں گا بری طرح چھوڑوں گا بھی نہیں کبھی۔"

اس کا بھاری پرتپش ذدہ لہجہ لیزے کی سماعتوں سے جوں ہی ٹکرایا اس کے دل کی دھڑکن بے ساختہ تھمی۔چہرے پہ آتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہاتھوں کی حرکت بھی بے ساختہ رکی۔اس نے اپنی ہی حرکت پہ خود کو ہزار بار کوستے دل ہی دل میں خود کو لعن طعن کی اسے تو پچھتاوہ ہونے لگا کہ اس نے اس وقت فون ہی کیوں کیا ابھی۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے کسی کی نظریں اتارنے کا۔وہ بھی آپ جیسے شخص کی جو نظریں لگانے کے ہنر سے بخوبی واقف ہے۔"

اس کے تیز لب ولہجے پہ ادیان نے لب بھینچتے مسکراہٹ دبائی اور اپنے مخصوص انداز میں ہلکی پلکی بئیرڈ سہلاتے ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی۔یہ لڑکی اس کے حواسوں پہ طاری ہوتے جارہی تھی اور وہ خود ہی اس سب سے بے خبر تھی۔جب وہ عشق کے معراجوں کو چھو رہی تھی تو وہ اس کی چاہ کر بھی قدر نہیں کرپایا لیکن اب جب وہ اس کے ساتھ زندگی جینے کا خود جنون کے معراجوں کو چھونے کا خواہاں تھا تو یہ لڑکی اسے اس راہ میں اکیلا کرگئی تھی لیکن اس نے اچھے سے سوچ لیا تھا کہ اسے اب کیا کرنا ہے۔بس اب اس پہ عمل پیرا ہونا باقی تھا۔

"تمہاری ایک ایک حرکت سے واقف ہوں میں۔دل پہ نقش ہے تمہاری ایک ایک عادت۔مجھے اپنا عادی بنا کر یوں سرراہ چھوڑ دینا کہاں کا انصاف ہے مسز ادیان شاہ۔"

اس کی والہانہ سرگوشی پہ لیزے کے وجود کا سارا لہو گویا چہرے پہ سمٹ آیا۔اس کی باتیں لیزے کا سانس خشک کررہی تھی۔بے باک تو وہ تھا اور یہ بات بھی لیزے کو اچھے سے ازبر تھی لیکن اس حد تک کہ وہ کچھ اور بول رہی ہے اور جواب میں اس کی محبت بھری سرگوشیاں سننے کو مل رہی ہے۔یہ انسان اسے پاگل کرنے کے درپے تھا۔

"ادیان آپ کو کیا ہوگیا ہے۔آپ ایسے تو نہیں تھے کہ کسی کے کمرے میں بھی گھس کر کسی کے بھی موبائل کو استعمال میں لانا شروع کردیں"۔

وہ تند لہجے میں دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔اس کے غصے سے سرخ ہوتا چہرہ ادیان کو تصور میں ہی مزا دے رہا تھا۔یہ لڑکی پوری کی پوری اس کے دل پہ بسیرا کرگئی تھی۔

"پاگل ہوگیا ہوں تمہارے پیار میں اور اس پاگل پن کا علاج تمہاری واپسی کی صورت میں ممکن ہے"۔

وہ گھمبیر بھاری لہجے میں بولتا اس کا دل خوشگمانیوں میں گھر گیا۔اس کی بات پہ کچھ لمحے تو اس کے لبوں پہ قفل لگ گیا معاً اس کی وہی تلخ باتیں اس کے دماغ میں ہتھوڑے کی مانند برسنے لگی۔اس کے تاثرات ایک بار پھر پتھریلے ہوچکے تھے۔

"مجھے پرانی لیزے مت سمجھیے گا جو آپ کی ان چکنی چپڑی باتوں میں آکر اپنی عزتِ نفس کچل کر وہاں چلی آئے گی۔میں نے بہت مشکلوں سے پہلی بار اپنے مطلب کیلیے یہ راستہ چنا ہے مجھے اس پہ قائم رہنے دیں ادیان ورنہ اس بار میری آہیں سسکیاں وہ کام کریں گی جو میں خود نہ کرسکی کمزور جو ٹھہری"۔

وہ حزن و ملال کی کیفیت میں بے دم سی ہوتی دھیمے لہجے میں چیخی۔ادیان کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی اس کے چٹانوں جیسے انداز پہ۔ادیان پوری طرح ہمہ تن گوش تھا لیکن وہ کچھ بولا نہیں بس خاموشی سے اس کی بھڑاس سنتے وہاں سے اٹھتے واشروم سے نہا کر نکلتی مازہ کے حوالے موبائل کرگیا۔مازہ نے تعجب سے اس کا سرد انداز محسوس کیا اور فون کان سے لگاگئی۔

"ہیلو لیزے۔"

اس کی آواز پہ لیزے جو کافی دیر سے ادیان کی خاموشی محسوس کررہی تھی چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی معاً وہ اس کی لاپرواہی پہ دانت کچکچاگئی۔

کب سے فون کیا ہوا ہے مجال ہے محترمہ بات کرلے۔کوئی حیثیت ہے بھی یا نہیں" "تمہاری میری نگاہوں میں۔

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو مازہ اس کے اچانک ردِ عمل پہ سٹپٹاگئی۔

لیزے سب ٹھیک ہے نہ کب سے فون کیا ہوا ہے کیا بھائی تم سے بات کررہے" "تھے۔

مازہ نے تولیہ بالوں سے اتارتے ہیٹر آن کیا اور فون کندھے پہ رکھتے کان ساتھ ہی لگاتے پریشانی سے استسفار کیا تو لیزے کی چلتی زبان کو بے ساختہ بریک لگی۔اس کی بات پہ گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"چھوڑو اس سب کو ویسے بھی ان باتوں کا اب کوئی وجود نہیں ہے میری زندگی میں۔" وہ ایکدم تلخ ہوتے بولی تو مازہ نے تاسف سے اس کی بات پہ گہرا سانس بھرا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیسے اسے سمجھائے۔وہ جانتی تھی کہ ادیان سے غلطی ہوئی ہے بہت بڑی ہوئی ہے لیکن اس طرح تو لڑائی مزید گہری ہوتی جارہی تھی کیونکہ نہ تو ادیان پہل کررہا تھا اور نہ ہی لیزے۔دونوں اپنے دل کو سخت کیے بیٹھے تھے۔

کیا بھائی نے تم سے معافی مانگی لیزے بس کرو لوٹ آؤ اب مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے۔"

مازہ اپنے کٹے ہوئے بالوں کو ایک نظر دیکھتی افسردگی سے بولی۔وہ اس واقعے کو بھولنا چاہتی تھی لیکن جب بھی اپنے بالوں کو دیکھتی تھی اس کا دکھ نئے سرے سے تازہ ہوجاتا تھا۔وہ چاہ کر بھی وہ سب اپنے دماغ سے نہیں نکال پارہی تھی۔

کس قدر وہ انا پرست ہے ان سے ایسی توقعات وابستہ نہیں کرنی چاہیے جس سے پورا" ہونے کی قطعی امید نہ ہو۔میں ایسی جعلی امیدیں دل سے اب نہیں لگاتی۔اپنے حیثیت اچھے طریقے سے مجھ سے باور ہوچکی ہے۔نہ میں ان کی نظر میں پہلے کوئی مقام رکھتی تھی نہ آج اور نہ ہی آئندہ کوئی مقام حاصل کرپاؤ گی۔کسی مقام کو پانے کیلیے بھی آپ میں کوئی خوبی ہونی چاہیے جو شاید مجھ میں ہی نہیں۔میں نے خالی ہاتھ ہی رہنا ہے۔"

وہ ایک ایک لفظ چپا چپا کر کہتی جیسے انگاروں کی ضد میں تھی۔لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات میں عاری تھا۔اس کے خالی لب و لہجے میں مازہ تڑپ ہی تو گئی تھی وہ اس قدر ناامید کیوں ہورہی تھی۔ماحول میں ایک تناؤ سے بن گیا تھا جسے لیزے نے اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے توڑا۔

خیر میں نے ان سب باتوں کیلیے بلکل بھی فون نہیں کیا میں نے تمہیں یہ کہنے کیلیے" فون کیا ہے کہ کل تم یونی چل رہی ہو بس میری آخری بات کان کھول کر سن لو۔"

لیزے کی تنبیہی آواز مازہ کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ لب آپس میں پیوست کرگئی۔یونی جانے کے نام پہ ہی اس رئیذ چودھری کا سوچتے اس کا تنفس تیز ہونا شروع ہوچکا تھا۔

"لیکن لیزے۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی لیزے نے سختی سے ہی اس کی بات درمیان میں ہی اچک لی۔

کچھ لیکن ویکن نہیں تم کل یونی آرہی ہو مطلب آرہی ہو۔میں مزید کچھ نہیں سنوں گی۔مجھے تم دونوں سے ڈھیروں باتیں کرنی ہے جو آمنے سامنے ہی ممکن ہے۔"

لیزے کی دھونس بھری آواز پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلاگئی۔ایک نہ ایک دن تو جانا ہی تھا تو کیوں نہ کل ہی ہمت کرکے چلی جاتی۔اپنی پڑھائی کا کس قدر حرج کرلے گی وہ۔

وہ مضطرب انداز میں انگلیاں مسلتے اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی۔اسی طرح کچھ دیر خوشگوار ماحول میں بات کرنے کے بعد ان دونوں نے وقت کا خیال کرتے کال کاٹ دی تھی۔فون بند کرتے ہی لیزے سائیڈ ٹیبل کے اوپر لگے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مارتے لائٹس

آف کرگئی اور کمفرٹر اوڑھتے کروٹ کے بل لیٹ گئی۔ لیٹتے ہی دماغ ایک بار پھر ادیان کی باتوں پہ چلا گیا تھا وہ چاہے خود کو اس سے جتنا مرضی لاپرواہ ظاہر کرتی پھرتی تھی لیکن وہ ایک مٹی کے ذرے برابر بھی غافل نہیں تھی۔اس کی یادیں اس کی سوچوں کو جکڑے رہتی تھی۔ابھی بھی وہ جانتی تھی کہ سونے سے پہلے اس نے انھی سب سوچوں میں گم رہنا ہے۔

مازہ کے کمرے سے نکلتے ہی وہ لیزے کی باتوں کو سوچتے مضطرب انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا معاً کچن سے نکلتی محرم نے اسے پریشان دیکھ پانی سے بھرا جگ سلیب پہ رکھا اور اسے عقب سے پکارا۔ادیان جو اپنے ہی دھیان میں زینوں کی جانب بڑھ رہا تھا اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ چونک کر مڑا اور استفامیہ نگاہیں محرم کی جانب اٹھائی اور لاؤنج میں رکھے صوفے پہ جگہ سنبھالتے اضطراب کے عالم میں سر کے بالوں کو پیچھے کرگیا۔

"اگر اتنے ہی اس سے اداس ہوگئے ہو تو لے کیوں نہیں آتے اسے۔اس کی حالت بھی ویسی ہی ہوگی۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو لباس ہوتے ہیں ادیان۔اپنی لڑائی کو اس قدر طول مت دو کہ واپسی کی راہ پہ کانٹے ہی کانٹے ملے۔"

محرم سے اس کی حالت ناقابلِ برداشت ہورہی تھی تبھی شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے گھورتے ہوئے گویا ہوئی۔ادیان نے ان کی بات پہ نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔ محرم نے حیرت ذدہ انداز میں اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ کسی بھی قسم کا ردِ عمل ناپید تھا۔ جیسے وہ محرم کو غلط ثابت کرنے کی کوششوں میں تھا لیکن محرم بھی اسی کی ماں تھی۔

"اس قدر دیری مت کرو کہ وقت مٹی کی طرح ہاتھ سے پھسلتا چلا جائے۔یہ وقت بری طرح نکل گیا نہ تو پھر خالی ہاتھ رہ جاؤ گے۔اس کے ساتھ خوشی ہے اسی کے ساتھ زندگی ہے تو کیوں اسے اپنی زندگی سے بے دخل کیا ہوا ہے۔وقت سے پہلے سنبھل جاؤ یہ رنجشیں اور دوریاں تمہاری ہی خودساختہ پیدا کی ہوئی تھی اور میرے سامنے ایک ریایکٹ

مت کیا کرو جیسے کوئی بھی فرق نہیں پڑتا ماں ہوں سب جانتی ہوں اور تمہیں تو بہت اچھے سے جانتی ہوں۔"

وہ اس کا کان ہاتھوں میں جکڑتے ڈپٹنے والے انداز میں بولی اور بغور اس کے تاثرات جانچے۔آنکھوں میں شکایتیں رقصاں تھی اور ادیان جانتا تھا کہ وہ کیسے دور ہوگی۔

"وقت کو گواہ نہیں رہا ماں میں۔ٹھیک وقت کے آنے کا انتظار کررہا ہوں۔جس دن جس لمحے وہ وقت آگیا نہ آپ کی بہو اور میری بیوی آپ کی نگاہوں کے سامنے ہوگی اور پھر وہ کہی بھی نہیں جا پائے گی۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولتے انہیں اپنے حصار میں لیتے ان کے ماتھے پہ لب رکھ گیا۔محرم نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بیٹا جی بہو نہیں بیٹی ہے وہ میری اور آپ سے زیادہ۔"

وہ تصحیح کرنے والے انداز میں بولی تو ادیان نے ستائشی انداز میں ان کی جانب دیکھا اور ایک نگاہ اوپر ریلنگ پہ کھڑے اذلان شاہ پہ ڈالی جو منتظر نگاہوں سے محرم کو ہی دیکھ

رہے تھے شاید۔ادیان کے لبوں کے گوشوں پہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا جسے وہ سرعت سے چھپا گیا۔

"واٹ ایور مم۔ فلحال آپ اوپر جائیں آپ کے مزاجی خدا کا دل آپ کے بغیر نہیں لگتا۔وہ دیکھیں کیسے مجنوں کی طرح آپ کے منتظر ہیں۔"

اس کی بات پہ محرم چھینب کر سر جھکا گئی معاً اپنی جھینپ مٹانے کو وہ اس کے کندھے پہ جھانپڑ مارتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ادیان نے دل ہی دل میں ان دونوں کی نظر اتاری۔

"میں چاہتی ہوں میرا بیٹا بھی اپنی بیوی کیلیے ایسے ہی دیوانہ ہوجائے۔اس کے آگے پیچھے گھومتا دکھائی دے۔"

وہ مذاقانہ انداز میں اسے چھیرتے ہوئے بولی تو ادیان نے ترچھی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔جبکہ ان کی بات پہ کہی نہ کہی اس کے دل نے چپکے سے انشاآللہ کہا تھا۔اپنے دل کی بدلتی حالت پہ وہ خود پریشان ہوتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"دوسرے لفظوں میں آپ مجھے زن مرید بننے کی صلاح دے رہی ہیں۔"

وہ بھنویں اچکاتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے مزے سے بولا تو محرم نے متاسف انداز میں اس کی جانب دیکھا۔وہ محرم کو اپنے حصار میں لیتے زینے چڑھ گیا۔اس دوران وہ دونوں آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔

"یہ لیجیے آپ کی بیگم۔سنبھالیں انہیں۔"

ادیان نے محرم کا ہاتھ اذلان شاہ کے مضبوط ہاتھ میں تھمایا جو اذلان شاہ نے بنا کسی تردد کے تھام بھی لیا۔ادیان شاہ نے مسکراتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

مجھے صلاح مت دو تم۔بس اپنی بیوی سنبھالو جو سنبھل نہیں رہی۔میرے والی پوری" "طرح سنبھلی ہوئی ہے تبھی اب تک میرے دل کے بے تحاشہ قریب ہے۔

وہ محبت بھری نگاہوں سے محرم کو تکتے ہوئے بولے تو وہ اچانک ان کے بدلتے تیور دیکھ بوکھلا گئی جو کبھی بھی کہی بھی شروع ہوجاتے تھے۔

"شاہ۔"

اس نے سختی سے دانت پہ دانت جماتے جیسے انہیں روکنا چاہا تھا۔دیان دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے ان دونوں کے تاثرات کا ملاحظہ کررہا تھا۔

"ارے بھابھی جی کرنے دیں بھائی کو ایسی باتیں کیا پتہ اس انسان کو کچھ حیا آجائے۔شکل دیکھو یہ مونگ اور مصور کی دال لیکن اکڑ ایسے بھری ہوئی ہے جیسے کہی کا حکمران لگا ہو۔آپ کی باتوں سے شرم کھاکر ہی ہمیں حلال ولیمہ کھلادو بھانجے۔"

عفان شاہ ہمیشہ کی طرح غلط وقت پہ اینٹری مارتے شگوفہ چھوڑنا نہ بھولے۔ادیان نے آنکھیں میچتے ضبط سے ان کی جانب دیکھا ان کے حلال ولیمے کی رٹ سے وہ اچھا خاصہ اکتا چکا تھا۔

"چاچو خدارا بس کردیں۔کھالیجیے گا حلال ولیمہ میرا آپ۔ناک میں دم کردیا پکڑ کے آپ کو لگامیں ویسے خالہ ہی ڈال سکتی ہیں۔"

وہ سرد نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے تن فن کرتا وہاں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ایک بیوی پاس نہیں تھی اور انہیں حلال ولیمے کی پڑی ہوئی تھی۔اپنے عقب میں اس نے ان کا بلند بانگ قہقہہ سنا تھا۔

اگلے دن کا سورج بھی نئی اور کئی خوشگوار کرنیں لے کر طلوع ہوا تھا۔آج معمول سے زیادہ ٹھنڈ پڑ رہی تھی اور یہی تو لوگوں کا محبوب موسم ہوتا ہے۔یونی کے گراؤنڈ میں ہر جگہ ہریالی چھائی ہوئی تھی جو روح کو معطر کر رہی تھی۔دیکھنے میں بھی یہ ہریالی آنکھوں کو جلا بخش رہی تھی۔مازہ نے یہ منظر دیکھتے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور اس مہک کو اپنے اندر اتارا۔لیزے اور انابی نے اس کا طمانیت بھرا چہرہ دیکھ بے ساختہ شکر ادا کیا ورنہ صبح سے اس کی خاموشی انہیں کچھ کے لگا رہی تھی کہ شاید اسے یونی نہیں بلانا چاہیے تھا۔

"ہیلو بیوٹیفل گرلز۔"

وہ تینوں اس سے پہلے کہ اپنی باتوں میں مصروف ہوتی اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ انابی نے تو باقاعدہ ناک منہ چڑھائی البتہ باقی دونوں نے مسکراتے ہوئے اسے خوش آمدید کہا۔وہ مسکراتے ہوئے ان کے پاس ہی جگہ سنبھال گیا۔

"تمہیں کسی نے یہاں بلایا کہ جاؤ وہ وہاں غلطی سے کوئی پرائیوٹ بات نہ کرلیں۔"

انابی اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھنے پہ جلتے بھنتے اکتاہٹ بھرے لہجے میں گویا ہوئی تو فھد نے اس کی بات پہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے اس کی جانب دیکھا ہر معمول کے مطابق اسے پھاڑ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔

"ہاں نہ مجھے پیغام پہنچا تبھی تو میں بھی تمہارے پاس موجود ہوں۔"

فھد نے مشکل اپنا قہقہہ ضبط کرتے آنکھیں میچتے اس کے کندھے کے ساتھ اپنا کندھا ٹکرایا جواباً وہ اس کی حرکت پہ سختی سے لب آپس میں پیوست کرگئی۔وہ جتنا اس سے دور بھاگتی تھی وہ مزید ایلفی کی مانند اس سے چپکتا تھا۔

تمہیں ضرور کوئی بہت بڑی والی غلط فہمی ہوئی ہے ہم تو تمہارا غلطی سے بھی ذکر نہیں" "کرتے۔ہمیں تو یاد بھی نہیں ہوتا کہ تم یہاں پڑھتے ہو ہمارے ساتھ۔

انابی دانت کچکچا کے بولتی جیسے اسے بہت کچھ باور کروا رہی تھی۔اس کی بات پہ لیزے اور مازہ نے حیرت بھری نگاہوں سے البتہ فھد نے ڈھیٹوں کی طرح دانتوں کی نمائش کی تھی۔انابی یہ تو جانتی تھی کہ وہ ڈھیٹ اور ضدی ہے لیکن اپنی اس قدر تلخ باتوں پہ اس کا سکون بھرا ردِ عمل انابی کو مزید تپا گیا۔یہ لڑکا آخر اس کی باتوں پہ چڑتا کیوں نہیں تھا۔

"لیکن مجھے تو تمہارے دل نے پیغام پہنچایا کہ جانِ میری جان من مجھے بہت شدت سے یاد فرمارہی ہیں۔"

فہد اسے مزید چڑانے کی خاطر ان دونوں کو دیکھ کر بائیں آنکھ دباتے والہانہ نگاہوں سے انابی کو دیکھتے ہوئے بولا جو اب رعونت سے اپنی ناک پہ پھسلتا چشمہ درست کررہی تھی۔

"بس بکواس کروالو جتنی مرضی۔ میں تمہیں بتارہی ہوں اپنی حرکتیں درست کرلو ورنہ تمہارا حشر بگاڑ دوں گی میں۔"

انابی تنبیہی انداز میں اس کی جانب دیکھتے کٹیلے لہجے میں اس سے مخاطب ہوئی تو فہد نے اس کو مزید تپانے کی خاطر اپنا گلہ کھنکھارا۔ لیزے اور مازہ نے لبوں کے گوشوں پہ امنڈتی مسکراہٹ کا دقتوں سے گلہ گھونٹا اور منتظر نگاہیں فہد کے چہرے پہ جمائی جو شاید اب کچھ بولنے کی تیاریوں میں تھا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم میرا حشر بگاڑو۔ اور میں تمہارا۔ اور اس کے بعد ہمارے بچے ہمارا۔"

وہ اس کے جوالہ ہوتے تیور سے بے نیاز گوہر افشانی پہ گوہر افشانی کررہا تھا۔انابی خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتی اس کی کمر پہ مکہ جڑ گئی جبکہ لیزے اور مازہ اب مسلسل ہنس رہی تھیں۔انابی کا چہرہ اس کی بات یاد کرتے کچھ خجالت سے اور زیادہ غصے سے لال انار ہورہا تھا اور فہد اس کی اسی حالت سے حظ اٹھارہا تھا۔

"جانِ میری جانِ من بچپن کا پیار میرا بھول نہیں جانا رے۔"

وہ دھیمے سے گنگناتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی بات کے جواب میں اسے سرخ چہرے سمیت جوتا اتارتے دیکھ اسے ایک فلائنگ کس سے نوازتا ہنستے ہوئے وہاں سے دوڑ لگادی کیونکہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اسے اپنے عتاب کا نشانہ بنالیتی۔

"فہد بھائی بھی نہ کبھی کبھی حد کردیتے ہیں۔"

مازہ اپنی ہنسی پہ قابو پاتے ہوئے بولی اور اپنا مستقل ہنسنے کی بدولت سرخ ہوتا چہرہ تھپتھپایا لیکن ہنسی ضبط ہی نہیں ہورہی تھی۔انابی نے قہر طرساتی نگاہوں سے ان دونوں کی سمت دیکھا جو فلحال اسے اپنی سب سے بڑی رقیب محسوس ہورہی تھی۔لیزے اس کے تیور بدلتے دیکھ بوکھلاگئی۔

"اچھا میری بات غور سے سنو۔"

لیزے نے گزری بات کا اثر زائل کرنے کی خاطر چمکتی آنکھوں سمیت ان دونوں کو مخاطب کیا تو وہ دونوں چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی جو مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

گول گپے کھانے چلیں۔کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔فہد بھائی تو کلاس لینے چلے گئے" "ہیں۔

اس کی بات پہ وہ دونوں بدک کر اس سے فاصلہ قائم کرگئی۔لیزے نے ترچھی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جیسے ان کا یوں منظر سے ہٹنا اسے بلکل بھی پسند نہ آیا ہو۔

"ہم بلکل نہیں جارہے تم اکیلی چلی جاؤ۔ہمیں اپنی جان بہت پیاری ہے۔"

انابی باقاعدہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے جیسے کھانے سے پہلے ہی توبہ کررہی تھی۔لیزے کے تو تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔یہ لڑکیاں اتنا خوفزدہ کیوں تھیں اس کی سمجھ سے باہر تھا کونسا وہ یہاں تھا جو ان دونوں کو کچھ کہنے کی جرأت کرتا۔

کس نے دیکھنا ہے ہمیں کوئی نہیں آسکتا یہاں۔اور ویسے بھی کوئی بتائے گا تو انہیں"
علم ہوگا نہ کہ ہم یہاں کونسا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔چلو جلدی سے اٹھو چلتے
"ہیں نہ۔بہت مزا آئے گا۔

لیزے تصور میں بھی چٹخارہ بھرتی جیسے کھائے بغیر ہی اس کے مزے لے رہی تھی۔انابی اور مازہ کے بھی منہ میں بے تحاشہ پانی آگیا۔ٹرائے تو انہوں نے بھی کرنا تھا تو کیوں نہ آج کرلیں۔سہی تو کہ رہی تھی لیزے کہ کس کو پتہ چلے گا کہ انہوں نے کیا کیا یا کیا نہیں۔

ہاں ٹھیک ہے لیکن پہلے مجھے ایک بات بتاؤ سچ سچ ان آ سیریس نوٹ۔تم اس سب"
کے بعد اتنی پرسکون کیوں ہو۔مطلب تمہارے چہرے سے اضطراب کیوں نہیں
"چھلکتا۔بس ایک سکون سا چھایا ہوا ہے۔کہی ہم سے کچھ چھپا تو نہیں رہی۔

مازہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کے تاثرات جانچتے ہوئے استسفار کیا تو لیزے نے اس کی بات پہ سرعت سے سنجیدہ ہوتے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔وہ اب اسے کیا

بتاتی کہ صبح شام دن رات اب اس کی زندگی میں یہی اضطراب تو رہ گیا تھا لیکن فلحال انہیں تسلی بخش جواب بھی تو دینا تھا۔

ہاں الحمداللہ کیوں کہ میں نے اب اپنا سارا معاملہ اپنے اللہ پہ چھوڑدیا ہے۔اب جو ہوگا" "وہ مجھے منظور ہوگا۔خیر یہ سب باتیں چھوڑو اور اٹھو پھر کلاس کا ٹائم ہوجانا ہے۔

لیزے اپنے بیگ میں کتابیں اڑستے ہوئے افراتفری میں بولی تو ان دونوں نے بھی اس کی تلقید میں بیگ پیک کرتے کندھوں پہ ڈالا اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اب ان تینوں کا رخ کیفے کی جانب تھا جہاں پچھلے دنوں ہی ایک تھیلہ کھلا تھا گول گپوں والا۔انہوں نے سب سے خاصی تعریفیں سنی تھی لیکن ٹرائے وہ پہلی بار کرنے جارہی تھی۔

کیفے میں داخل ہوتے ہی انہوں نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کیفے میں دوڑائی۔سب کی کلاسس ہونے کی وجہ سے اکا دکا لوگ ہی وہاں موجود تھے۔انہوں نے بے ساختہ شکر ادا کیا اور ایک کونے والی ٹیبل پہ بیگ رکھتے کرسی پہ جگہ سنبھال گئی۔ان کے بیٹھتے ہی چھوٹا بچہ کندھے پہ رومال ڈالتے وہاں آیا اور ان کو مخاطب کیا۔

"چھوٹے دو پلیٹ گول گپوں کی لے آؤ جلدی سے۔مصالحہ تیز رکھنا ٹھیک ہے۔"

لیزے نے اس کے پوچھتے ہی جلدی سے آرڈر لکھواڈالا اور تائیدی انداز میں ان دونوں کی جانب دیکھا جو ابھی بھی ڈری سہمی بیٹھی تھی۔لیزے نے کھردری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"لیزے دو پلیٹیں پاگل تو نہیں ہوگئی میں بتارہی ہوں مجھے کسی نے کچھ کہا نہ میں نے تمہیں آگے کردینا ہے۔"

مازہ نے ایک تنقیدی نگاہ اردگرد دوڑاتے ہوئے اسے باور کروایا تو وہ جیسے اس کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑاگئی۔اس کے خیال میں وہ دونوں فضول میں ہی اس قدر اس بات کو اپنے سر پہ حاوی کررہی تھی۔یہاں کون آسکتا تھا بھلا۔وہ یہ سب سوچتے خود کو تسلی دیتے سر جھٹک گئی۔

"میری باتیں مانا کرو آخر کو تمھاری ہونے والی نند ہوں۔اور جانتی ہو نہ نندوں کو کس قدر رعب چلتا ہے بھابھیوں پہ۔"

لیزے نے صبح یونی آتے ہی مازہ سے اس متعلق تفصیل میں بات کی تھی۔پہلے پہل تو مازہ نے ٹھیک سے جواب نہیں دیا تھا لیکن پھر لیزے کے جھڑکنے پہ وہ اسے تسلی

بخش جواب دے گئی تھی۔اسے رائم سے ذاتی طور پہ کوئی خار نہیں تھا لیکن مہندی کی رات کا قصہ یاد کرتے اس کے اشتعال میں اضافہ ہوجاتا تھا اس کے خون میں ابال آجاتا تھا۔

ابھی بھی لیزے نے مزے سے اسی بات کا حوالہ دیا تو مازہ نے منہ بنا کر گویا جواباً اس کا ہی مزاق اڑادیا۔

"تم ہونے والی ہو لیکن میں ہوچکی ہوں تو مجھے مجبور مت کرو کہ اپنی شادی سے پہلے میں تمہیں اصل والی نند بن کر دکھادوں۔"

مازہ سختی سے اس کی بات رد کرتے اپنی ہی ہانکتے ہوئے اس کے لبوں سے مسکراہٹ کھینچ گئی۔لیزے نے سنجیدگی سے نگاہیں پھیر لی۔وہ کیسے اس حوالے سے رشتہ جوڑلے جو حوالہ ہی اس کا شوہر اس سے چھین چکا ہے۔انابی کے ٹھوکا مارنے پہ مازہ کو اپنی جلدبازی کا احساس ہوا تو وہ خجل سی ہوگئی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد چھوٹے نے گول گپے سے بھری ہوئی پلیٹیں ان کے سامنے میز پہ سجادی جسے دیکھتے ان تینوں کے منہ میں پانی آگیا۔یہی چیز تو ان سب کی کمزوری تھی۔لیزے نے تو سرعت سے چٹخارے

بھرتے ایک گول گپہ اٹھاتے اس میں آلو چنے کا امیزہ بھرا اور اسے بھورے رنگ کے پانی میں ڈبکی لگائی۔اس سے پہلے کہ وہ چمکتے چہرے سمیت اسے اپنے منہ میں ڈالتی اس کی کلائی کسی کی مضبوط گرفت میں آگئی۔لیزے نے حیرت سے اپنے بائیں جانب دیکھا لیکن سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھتے اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔مازہ اور انابی کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی وہ بھی سن دماغ کے ساتھ ادیان کی یہاں موجودگی دیکھ رہی تھی۔وہ دونوں ڈرتے ڈرتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ لیزے نے ان ک ڈرنے پہ کینہ توڑ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔اس کا اندر کا خودسر موڈ ایک بار پھر چالو ہوچکا تھا۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں۔"

اس نے کسمسا کر سختی سے اس کا ہاتھ جھٹکنا چاہا لیکن وہ اپنی گرفت مضبوط کرگیا۔

"بھائی آپ یہاں۔کس نے بلایا۔"

انابی کی سرسراتی ہوئی ڈری سہمی آواز گونجی کیونکہ اب تو ادیان کے ہاتھوں کلاس پکی تھی۔اس کی بات پہ ادیان نے سپاٹ سرد نگاہ اس پہ ڈالی تو وہ گڑبڑا کر نگاہیں جھکاتے اپنے حلق تر کرگئی۔

"تیرا دھیان کدھر ہے او تیرا ہیرو ادھر ہے۔کسی نے مجھے یاد فرمایا کیا۔"

ادیان کے عقب سے جس کا مسکراتا چہرہ نمودار ہوا جس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی وہ ان تینوں کو حیرت کے سمندر میں غوطہ زن کرگیا۔انہوں نے سکتے کی کیفیت میں اس احسان فراموش کی جانب دیکھا جو اس کا کیا دھرا تھا۔انابی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا سر پھاڑ کر رکھ دے جو اب مسلسل شرارتی نگاہوں سے انابی کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا۔

کیا کہا تھا میں نے آپ سب کو۔کوئی بھی ہاتھ نہیں لگائے گا اس چیز کو سمجھ نہیں" "آتی آپ میں سے کسی کو بھی۔

وہ صفائی کا کس قدر خیال رکھتا تھا یہ بات سب کو ازبر تھی۔ان سب کو اس کی بات رد کرتے یہ بازاری چیزیں کھاتا دیکھ اچھا خاصہ جھنجھلا اٹھا تھا۔

ادیان کی سخت آواز پہ وہ دونوں کو البتہ جھرجھری لے اٹھی جبکہ لیزے نے جھٹکے سے اس کی مضبوط گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور ہٹ دھرمی میں گول گپہ اٹھا کر اس سے پہلے کہ منہ میں ڈالتی ادیان نے لمحہ ضائع کیے بغیر وہ ٹرے وہی پہ الٹ دی تھی اور ایک سخت کڑی نگاہ اس پہ ڈالی تھی جو اب دانت پہ دانت جمائے صدمے کی کیفیت میں گرے ہوئے گول گپوں کو دیکھ رہی تھی۔

لیزے نے دھندلی نگاہوں سے گول گپوں کی شان میں یہ گستاخی برداشت کی تھی۔اس نے گول گپے ضائع کردیے۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔

"طبیعت دیکھو تم اپنی۔گول گپے کھانے ہیں کوئی ضرورت نہیں ہے ایسی چیزیں کھانے کی۔ناجانے کیسے کیسے ہاتھ لگے ہوتے ہیں۔کس کس چیز سے یہ چیز بنائی گئی ہے۔اور مازہ انابی آپ دونوں کا ذرا سا بھی گلہ خراب ہوا نہ میں نے آپ کا یونی آنا جانا سختی سے بند کردینا ہے۔"ناجانے کب اس بھوسے بھرے دماغ میں عقل آئے گی۔

ادیان نے اس کی کنپٹی پہ انگلی بجاتے سرد انداز میں اس کی جانب دیکھا۔لیزے نے جواباً کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالی۔

"آپ کو شرم نہیں آتی یہ سب کرتے ہوئے۔یہ سب ضائع کردیا۔اور یہاں کیا کرر ہے ہیں آپ کسی نے بلایا آپ کو یہاں پہ کیا فضول میں ٹانگ اڑانے آجاتے ہیں ٹانگ بھی نہیں خود ہی پوری طرح درمیان میں گھس جاتے ہیں۔"

لیزے سارے لحاظ بالائے طاق رکھتی تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں دھاڑی اس کا صدمہ کسی طور پہ کم ہوتا دکھائی نہیں دے رہا تھا الٹا وہ برہم ضرور دکھائی دے رہی تھی تو ادیان نے بے نیازی سے رخ پھیرتے چھوٹے کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا اس کے حوالے پیسے کرتے وہ ان تینوں کو اپنی تلقید میں آنے کا اشارہ کرتا لیزے کی کلائی جکڑتا باہر کی سمت چل دیا کیونکہ آس پاس کے طلبہ ان کی جانب متوجہ ہورہے تھے۔وہ مزید تماشہ نہیں بنانا چاہتا تھا۔

"میں نے پہلے بھی یہ بات تم پہ باور کی تھی اور اب پھر سے کررہا ہوں ادیان شاہ تمہاری کسی بھی حرکت سے کسی بھی عمل سے کبھی بھی غافل نہیں رہا۔تم کیا کررہی ہو

کہاں جارہی ہو کیوں جارہی ہو سب میں جانتا ہوں اور آگے بھی اسی چیز کا ارادہ ہے۔ سو بے بی نیکسٹ ٹائم یہ بازاری چیزیں کھانے سے گریز برتنا۔ ہر جگہ اسی چیز کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالتے ان سب کو ایک نظر دیکھتے اپنی مخصوص پروقار چال چلتے اپنی سحر انگیز شخصیت سمیت آنکھوں پہ گاگلز چڑھاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ لیزے ضبط سے مٹھیاں بھینچے اسے بے نیازی سے باہر جاتا دیکھ رہی تھی۔

تم بچ جاؤ ذرا اب۔ منحوس انسان کہی بھی اپنی منحوسیت پھیلانے سے باز نہیں آنا۔

انابی ادیان کے جاتے ہی فہد کے سر پہ چڑھ دوڑی جو ٹیڑھی نگاہوں سے کبھی انہیں تو کبھی جاتے ہوئے ادیان کو دیکھ رہا تھا۔

میں نے کیا کیا۔

فہد اس کی توپوں کا رخ اپنی جانب ہوتا دیکھ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا تو انابی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پین کھینچ کر اس کے سر میں دے مارا۔

لیزے ایک سخت نگاہ فہد پہ ڈالتی تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ مازہ اور انابی بھی افسوس سے ایک نگاہ اس پہ ڈالتی لیزے کی تلقید میں چل پڑی جبکہ فہد بیچارگی سے سر کھجاتے انہیں جاتا دیکھ رہا تھا۔

بادلوں نے آسمان پہ بری طرح اپنا ڈیرہ جمالیا تھا۔ ہر جانب تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ آسمان پہ بادلوں کی اوٹ سے اپنی چھب دکھلاتے ٹمٹماتے تارے ایک حسین منظر پیش کررہے تھے۔ اسی منظر سے لطف اٹھانے کے ساتھ لیزے ٹیرس پہ کھڑی ریلنگ سے ٹیک لگائے آسمان پہ نظریں جمائے آج کے پورے دن کے متعلق سوچ رہی تھی. اپنے گول گپوں کی توہین یاد کرتے ایک بار پھر اس کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا تھا۔ آج آیت صائم بھی شاہ ولا منگنی کا دن رکھنے گئے تھے لیکن ازلان شاہ نے منگنی سے ذیادہ بہتر نکاح کو ترجیح دی تھی اور لیزے کو یہی بات بہت پسند آئی تھی تبھی وہ آتے ساتھ یہ بات سنتے ہی گول گپوں کے بارے میں بھول گئی تھی لیکن اب پھر سے اسے ایک بار پھر ادیان

کی حرکت پہ بے تحاشہ غصہ آرہا تھا۔ابھی بھی وہ لمحہ یاد کرتے اس کے ناک کے نتھنے پھولنا شروع ہوگئے۔

ٹھنڈی ہوا کو زور پکڑتا دیکھ وہ ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے بازو سہلاتے انہیں گرمائش پہنچانے کے خاطر اندر کمرے میں آگئی۔اور ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے گیارہ بجارہی تھی وہ وارڈروب سے کپڑے نکالتی فریش ہونے واشروم کی سمت چل دی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ سفید رنگ کی قمیض اور کھلا ٹراؤزر پہنے باہر نکلی تو چہرے پہ ہلکے ہلکے پانی کے قطرے ابھی بھی موجود تھے۔اس کے وجود میں کپکپی سی طاری ہوگئی۔اس سے پہلے کہ وہ ہیٹر کی سمت بڑھتی اور اسے آن کرتی اچانک ہی پورے گھر کی لائٹس بند ہوگئی۔چاروں اطراف میں گھپ اندھیرا چھاگیا۔اس نے گھبرا کر ہر طرف دیکھا لیکن چاہ کر کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔اس نے اندھیرے میں ہاتھ چلانے چاہے لیکن بے سود۔

اس نے اپنی موبائل کی تلاش میں ہاتھ مارا تاکہ وہ کسی بھی طرح ٹارچ آن کرلے لیکن اس سے پہلے ہی کسی نے سختی سے اس کے منہ پہ اپنا مضبوط ہاتھ جمادیا۔لیزے کسی

کا ہاتھ اپنے چہرے پہ محسوس کرتے اس کی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔اس نے بے ساختہ چیخنا چلانا چاہا لیکن شاید اس کے رومال پہ لگی دوائی کا اثر تھا کہ اس کے حواس سختی سے جکڑے گئے وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہاتھ پاؤں مارتی اسی کی گرفت میں مچلتے ایک جھٹکے سے اپنے حواس کھوگئی۔وہ شخص لبوں کع سیٹی کی شکل میں گول کرگیا۔اس شخص نے سرعت سے اسے اپنے کندھے پہ لٹکایا اور اندھیرے میں قدم ماپتے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھا تو دروازہ چڑ کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا گھر کی خاموش فضا میں یہ آواز بھی اچھی خاصی محسوس ہورہی تھی۔وہ ایک طائرانہ نگاہ پورے ہال میں دوڑاتے مضبوط قدم اٹھاتا گھر کا خارجی دروازہ عبور کرگیا۔باہر سے ہلکی ہلکی روشنی آرہی تھی جس کی بدولت وہ کچھ دیکھ پارہا تھا۔

باہر گیراج میں پہنچتے ہی اس نے فرنٹ ڈور کھولتے احتیاط سے اس مومی وجود کو بٹھایا اور سیٹ پیچھے کو لٹاتے آرام سے اسے بھی لٹادیا جو اب دھیمے دھیمے سانس بھرتی ہوش و حواس سے بیگانہ تھی۔جن آنکھوں سے وہ بات بات پہ گھورنے کا فریضہ سرانجام دیتی تھی اس پہ دراز پلکوں کا جال بچھا ہوا تھا۔اس نے مخصوص انداز میں اپنی بئیرڈ سہلاتے

اس کا مومی سرخ و سفید نازک سا ہاتھ تھاما اور اس کی انگلیوں کے پوروں کو لبوں سے چھوا۔احتیاط سے اس کا ہاتھ اسی کے اوپر واپس رکھتے وہ بھاگنے والے انداز میں گاڑی کی دوسری جانب آیا اور انگیشن میں چابی گھماتے زن سے گاڑی آگے کی جانب بڑھادی۔اس کے گھر کی حدود توڑتے ہی پورے گھر کی لائٹس ایک بار پھر اسے روشن کرچکی تھی۔وہ یہ سب سوچتے فتح مندی سے مسکرادیا۔اور ایک گہری لو دیتی نگاہ اپنے ساتھ سوئے بے خبر وجود پہ ڈالی۔تقریباً گھنٹے بھر کی ڈرائیو کے بعد اس کی گاڑی رائل لگژری ہوٹل کی حدود میں داخل ہوئی یہ سمندر کے کنارے کے سامنے کھڑی عالیشان سی عمارت تھی جو اپنی معتدد اور جگمگاتی ہوئی روشنی کی بدولت سیاحوں کے دلوں کے تار کو چھیڑ جاتی تھی اسے

رومینٹک ریزورٹ بھی کہا جاتا تھا تبھی زیادہ تر نیولی میریڈ کپلز یہی پائے جاتے تھے۔ادیان شاہ اپنے چہرے پہ ماسک چڑھاتے اپنی مخصوص پروقار انداز میں ماحول پہ چھا جانے والی شخصیت سمیت باہر نکلا تو ٹھنڈی ہواؤں نے اس کا استقبال کیا۔وہ آنکھیں موندتے ان ہواؤں کو محسوس کرنے لگا۔سامنے کا منظر روح کو معطر کردینے کو کافی تھا۔سمندر میں پانی کی لہروں کی آواز اعصابوں میں ایک ٹھنڈی پھوار کی مانند برس رہی تھی۔یہ ابھی

عمارت کی بیک سائیڈ تھی۔لیزے کی حالت کی بدولت وہ اسے کسی کے سامنے لے جانے سے ہی گریز برت رہا تھا۔اس کے باہر نکلتے ہی ہوٹل کا مینیجر جو اسی کی آمد کا منتظر تھا اس کے استقبال میں آگے بڑھا اور گرمجوشی سے اس سے مصافحہ کیا۔

ان سے ملتے ہی مینیجر نے انہیں ایک خوفیہ راستے کا بتایا تو وہ سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے اپنی گاڑی کے قریب آتے جھک کر اس پھول سے وجود کو اپنی باہوں میں بھرتے بھاری بوٹ سے دھول اڑاتا مینیجر کی تلقید میں چل پڑا۔لفٹ کے ذریعے دوسرے فلور میں آتے ہی اس نے اپنے مطلوبہ کمرے کے نزدیک پہنچتے ہوٹل کا مینیجر تو واپسی کیلیے مڑگیا البتہ ادیان اسے مستقل باہوں میں بھرے اس لگژری سے کمرے میں داخل ہوا جہاں رکھی ہر چیز کسی کے اعلیٰ ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی۔پتہ لگ رہا تھا کہ ہر چیز بے تحاشہ قیمتی ہے۔کمرے کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ادیان شاہ کۓ کٹاؤدار لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"آج تو تم گئی لیزے ادیان شاہ۔"

اس نے جھک کر اسے نرم سے بیڈ کے وسط میں لٹاتے اس کے کانوں میں دھیمی گھمبیر سی سرگوشی کرتے اس کی کان کی لو کو نرمی سے چھولیا۔اس کے ماتھے کو شدت بھرے لمس سے مزین کرتے وہ اپنا کوٹ اتارتے صوفے پہ رکھتے فریش ہونے چل دیا۔اس سب کام کی بدولت وہ آفس سے آتے گھر نہیں جا پایا تھا۔اب وہ فریش ہوکر سکون سے صائم خان کو اطلاع دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ تولیے سے سر رگڑتا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔مٹی کی مہک نے اس کے وجود میں جیسے نشہ سا طاری کردیا تھا۔گلاس وال کھلا ہونے کی بدولت باہر سے آنے والی ٹھنڈی ہواؤں نے کمرے کو ٹھنڈا کیا ہوا تھا۔اس کا خیال کرتے ادیان نے سرعت سے گلاس ڈور بند کیا اور کمرے کا ہیٹر آن کیا۔وہ تو مضبوط جان تھا یہ سب برداشت کرجاتا لیکن وہ نازک جان پہلے ہی بیمار پڑجاتی اور ادیان ایسا بلکل نہیں چاہتا تھا۔

یہاں سے فراغت حاصل کرتے ہی اس نے بیڈ کے سامنے رکھے صوفے پہ جگہ سنبھالی اور بازو صوفے کی پشت پہ پھیلاتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے صائم خان کو فون ملاتے کان

سے لگایا اور ایک نظر پیشِ بہا قیمتی دیوار پہ لگی گھڑی پہ ڈالی جو رات کے ساڑھے بارہ بجا رہی تھی۔تقریباً دوسری بیل کے بعد فون پہ مقابل کی نیند سے بوجھل آواز گونجی شاید انہیں اب تک علم ہی نہیں ہوپایا تھا کہ وہ کیا کرچکا ہے۔

"کیسے ہیں ماموں جان۔"

ادیان کے پرسکون انداز پہ صائم خان کی نیند بھک سے اڑی انہوں نے حیرت سے نیم دراز ہوتے گھڑی میں وقت دیکھا۔اتنی رات کو اسکا فون انہیں کوئی اچھی وائبز نہیں دے رہا تھا۔

"خیریت ہے اس وقت فون۔"

انہوں نے اس کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتے اپنی حیرت کا اظہار کرنا ضروری سمجھا تو ادیان نے ایک گہری پرتپش نگاہ بیڈ پہ سوئے وجود پہ ڈالی جو اب کسمسا رہا تھا شاید دوائی کا اثر کم ہورہا تھا وہ اسی کی جانب کروٹ لیتے سر کے نیچے ہاتھ رکھتے ایک بار پھر سکون کی نیند سوچکی تھی لیکن اس کی بے خبری پہ ادیان کی آنکھیں لو دینے لگی وہ والہانہ نگاہوں سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کا جائزہ لے رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا

کہ آج ہر حد توڑ ڈالیں اور اسے اپنی دنیا میں لے چلے جہاں ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی نہ ہو کسی زی روح کا نام و نشان تک نہ ہو۔ جہاں وہ اپنے تمام جذبات بے لگام جذبات اس پہ عیاں کردے اور وہ شرماتے ہوئے گھرے گھرے سانس بھرتے اس کے سینے میں پناہ تلاش کرنے لگے۔ معاً صائم خان کی آواز پہ وہ چونک کر ان کی سمت متوجہ ہوا۔

ایک بہت ضروری اطلاع دینی تھی آپ کو لیکن شاید آپ سننے کے موڈ میں نہیں ہے"

"تو کوئی بات نہیں پھر کبھی سہی۔

اس نے سپاٹ سرد انداز میں بھنویں اچکاتے کہا تو صائم خان نے اچھنبے سے اور کچھ کوفت سی اس پاگل انسان کی سائیکی سنی۔

"ادیان کیوں بات کو بے وجہ طول بخش رہے ہو جو اصل مدعا ہے وہ گوش گزار دو۔"

انہوں نے جیسے اکتاہٹ میں دانت پیستے ہوئے کہا تو ادیان کی آنکھیں چمک اٹھی لبوں پہ شاطرانہ مسکراہٹ رقصاں تھی کیونکہ وہ جانتا تھا اب جو وہ انہیں بتانے جارہا ہے ان کی نیند ہی ان سے روٹھ جائے گی لیکن افسوس۔

میں نے آپ کو یہ اطلاع دینے کیلیے کال کی ہے کہ آپ کی بیٹی اس وقت اپنے شوہر" کے پاس موجود ہے۔وہ کیا ہے نہ میرے چاچو کو حلال ولیمہ کھانے کا بہت دل ہورہا تھا تو وہ آپ کی بیٹی کے بغیر ممکن نہیں ماموں جان۔آپ کو اطلاع دیے بغیر میں ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تھا سو باقی کی معلومات آپ رائم سے لیجیے گا۔میرے کام میں خلل "مت ڈالیے گا۔اللہ حافظ۔

ادیان نے سکون سے انہیں بے سکون کرتے سہولت سے کاٹ کال دی جبکہ اس کے انداز پہ صائم خان کے اعصاب جھنجھنا اٹھے۔اب ان کا رخ غیض کے عالم میں رائم کے کمرے کی جانب تھا۔

فون بند کرتے ہی ادیان نے کسمساتی لیزے کا رخ کیا اور دھیرے سے اس کے پاس جگہ سنبھالی اور اس کے سرخ عارض پہ سایہ فگن ہوتی پلکوں کو دھیرے سے لبوں سے چھوا وہ مزید جھنجھلا گئی معاً دوائی کا اثر ختم ہوتے ہی لیزے نے اپنی آنکھیں ملتے دھیمے سے مندی مندی آنکھیں کھولی لیکن کسی وجود کو خود پہ جھکا دیکھ اس سے پہلے کہ وہ چیختی ادیان نے سختی سے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتے اس کی چیخوں کا گلہ گھونٹ دیا۔اس نے

آنکھیں دکھاتے ہی اپنا ہاتھ پیچھے کیا تو لیزے جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتی اپنا دکھتا سر دونوں ہاتھوں میں تھام گئی اور کھسکتے ہوئے اس سے دوری اختیار کرگئی۔اس نے حیرت بھری نگاہوں سے یہ سجا سنورا کمرہ دیکھا جو انتہائی نفاست سے سجا ہوا تھا۔اس کا چہرہ بے ساختہ سرخ پڑا۔لرزیدہ پلکیں سرخ عارض پہ جھک گئی۔

''میں یہاں کیا کررہی ہو۔''

اس نے مشکل اپنے کپکپاتے لہجے پہ قابو پاتے اضطراب کے عالم میں سختی سے استسفار کیا۔تو ادیان نے خمارآلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

''اتنی دوری اختیار رکھو گی تو کیسے بتاپاؤں گا جانِ ادیان۔''

وہ ایک جھٹکے سے اس کی کلائی کھینچتے اسے اپنے سینے پہ لٹاتے اسکے سر کے بالوں میں چہرہ چھپاگیا۔بھورے بال آبشار کی مانند اس کی کمر پہ پھیلے ہوئے تھے۔اس کے بالوں سے اٹھتی مہک متضاد اس کے وجود سے اٹھتی مسحور کن مہک اس کے حواس سلب ہونے لگے۔اس نے شدت بھرے انداز میں اس کی گردن پہ اپنے سلگتے لب رکھے تو لیزے نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا اور خود کو چھڑانے کی جدوجہد کرنے

لگی۔ سانسیں باقاعدہ خشک ہوگئی تھی۔ وہ کیسے اسکی مرضی کے بغیر اسے یہاں لے آیا اور اب اس کے وجود پہ چھاپ چھوڑ رہا تھا۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ ادیان کا حصار توڑا اور بیڈ سے اٹھتے پیچھے ہوکر کھڑی ہوگئی۔ ادیان نے گہری تپش بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو لیزے اس کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے اپنا حلق تر کرتے اپنا رخ موڑ گئی اور مضطرب انداز میں اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔ در حقیقت اسے ادیان کے ارادے کچھ نیک نہیں لگ رہے تھے۔ معاً اپنی آنکھوں پہ سلکی سا کچھ موجود کرتے اس نے حیرت سے اپنی انگلیوں کے پوروں سے اسے چھوا تو وہ اس کی آنکھوں پہ پٹی باندھ رہا تھا۔

"ادیان چھوڑیں مجھے آپ ایسا کچھ نہیں کرسکتے۔ چھوڑیں ادیان میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی"۔

وہ چلاتے ہوئے رندھے لہجے میں بولی۔

"ابھی بھی یہ سب کچھ ہوجانے کے باوجود اگر تمہیں میری ہمت کا اندازہ نہیں ہوپایا تو آج تو لازمی ہوجائے گا چھوٹو سے بے بی"۔

وہ عقب سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے گال کو دانتوں میں لیتے ہلکا سا کاٹ گیا۔لیزے اسکی جرأت پہ لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اس کا لمس اپنے گال سے مٹانے لگی۔ادیان نے اسی طرح اس کے دوسرے گال پہ اپنا شدت بھرا سلگتا ہوا لمس چھوڑا اور اسے ایک جھٹکے سے اپنی باہوں میں بھرتے اس کے ہاتھ کو تھامتے اپنے لبوں سے چھوا اور اس کے مومی انگلیوں کی نرمی کو اپنے لبوں سے محسوس کیا۔

"ادیان پلیز چھوڑیں مجھے ایسی گری ہوئی حرکت مت کرے جس سے میں آپ سے نفرت کرنے پہ مجبور ہوجاؤں مجھے نیچے اتاریں۔گھر سے کیسے لے کر آئے آپ مجھے سب کیا سوچ رہے ہونگے۔"

وہ اس کے سینے سے چپکی شرٹ کو جھنجھورتے ہوئے روتے ہوئے شرمندگی کی کیفیت میں سرخ ہوتے ہوئے بولی۔اسے بس یہی سوچ پریشان کررہی تھی کہ گھر والوں کو جب علم ہوگا تو سب کیا سوچے گے۔وہ جانتا تھا کہ لیزے اس کے حصار میں آتے بے بس ہوجاتی ہے تبھی اس نے یہی راستہ چنا ہوگا۔لیزے کے دل میں غلط فہمیاں بھرنے لگی۔ادیان نے دھیرے سے اس کے چہرے پہ جھکتے اپنا لمس چھوڑتے اس کی زبان

کے تیر روکے جو وہ چلانے کا ہنر بخوبی رکھتی تھی۔لیزے نے اس کی حرکت پہ خون چھلکاتے چہرے سمیت اپنا ناخن اس کی گردن میں چبھودیا۔ہر جانب اندھیرا چھایا ہوا تھا آنکھوں میں بندھی پٹی کی بدولت۔

گھر والے کچھ نہیں سوچتے انہیں تو خوشی ہوگی کہ انہیں ولیمہ کھانے کو ملے گا جو تم نے اپنی بے جا ضد کی بدولت لٹکا دیا ہے۔

وہ اسے جھاڑ پلانے والے انداز میں بولا تو لیزے اس کی بے باکی پہ دانت کچکچاتے اس کے سر پہ بال مٹھی میں جکڑ گئی۔ادیان اس کی حرکت پہ خونخوار نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جس کی آنکھوں پہ کہنے کو تو پٹی بندھی ہوئی تھی لیکن نشانہ تاک کر لگا رہی تھی۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اسے اپنے ہر جانب جیسے گلاب کے پھولوں کی مہک کا احساس ہوا تھا ساتھ ہی سخت سردی کا احساس تھا جو اس کے پورے وجود میں پھیلتا چلا گیا تھا ادیان نے اسے نرمی سے اپنی باہوں سے نیچے اتارا تھا ننگے پاؤں ہونے کی بدولت اس کے پاؤں کسی نرم چیز کو چھوئے تھے اس کے وجود میں سرسراہٹ سی دوڑ

گئی۔اس کی انگلیوں کا لمس اپنے بالوں کے محسوس کرتے لیزے خاموشی سے اس کی حرکات کا ملاحظہ کررہی تھی اتنا تو اسے اندازہ ہوچکا تھا کہ وہ اسے کسی ٹھنڈی اور مسحورکن جگہ پہ لایا ہے لیکن کیوں۔یہ سوالیہ نشان اس کے ذہن میں منڈلارہا تھا۔آنکھوں سے پٹی اترتے ہی اس نے آنکھوں کو میچتے جیسے روشنی کی شدت کو کم کرنا چاہا جس کی بدولت آنکھیں چندھیا گئی تھی اس نے دھیرے سے آنکھیں واں کرتے جیسے ہی سامنے دیکھا اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی وہ بے یقینی کی کیفیت میں دونوں ہاتھ منہ پہ جماتے جیسے سامنے دکھائی دیتے منظر کو یقین میں بدلنے کی کوششوں میں تھی۔یہ کسی سمندر کا کنارہ تھا جہاں صرف موم بتیوں کی مدد سے چاروں اطراف میں روشنی کی گئی تھی۔پھولوں کی روش جہاں اسے کھڑا کیا گیا تھا اور سب سے حیرت بھری چیز سامنے لگے بینر پہ جو حروف کندہ تھے وہ ایک لمحے کیلیے اس کے وجود میں پھیریری سی دوڑ گئی۔

"Will you be mine Forever?"

یہ الفاظ پڑھتے اس کی آنکھوں میں نمی سی جاگی تھی یہ سب اس کیلیے انتہائی غیر متوقع تھا وہ کم از کم ادیان سے اس چیز کی توقع نہیں کرسکتی تھی لیکن وہ اسے اتنی جلدی

معاف کرنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتی تھی اسے کیا لگا تھا کہ وہ اسے دنیاوی آسائشوں سے روشناس کروا کر تمام گھاؤ دھو ڈالے گا۔کیا وہ اس چیز کی بھوکی تھی۔اپنے ہاتھ پہ کسی کا لمس محسوس کرتے اس نے چونک کر اپنے دائیں جانب دیکھا تو ادیان اس کا ہاتھ تھام کر نرم ریت کی جانب بڑھ رہا تھا۔پورے چاند کی رات تھی سمندر کی بپھری ہوئی لہریں ریت پہ آ کر پلٹ رہی تھی۔چاند کی چاندنی نے ماحول پہ ایک فسوں سا طاری کر دیا تھا۔لیزے ایک لمحے کیلیے اس سکون پرور ماحول میں کھو سی گئی۔ادیان اس کا ہاتھ چھوڑتے اس کا معصوم چہرہ نگاہوں میں بساتے اس کے نزدیک جھکا۔

"میں بھی تمہارے وجود میں ایسے ہی کھونا چاہتا ہوں۔سب کچھ بھلانا چاہتا ہوں۔"

ادیان نے سرگوشی کی۔لیزے اس کی سرگوشی سے بے نیاز سمندر کو دیکھ رہی تھی۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اوپر چمکتا چاند، ٹمٹماتے تارے اسے اپنے اندر ایک سکون سا اترتا محسوس ہوا۔ادیان نے ایک سرد آہ فضا کے سپرد کی اور خود عقب سے اسے اپنے حصار میں لیا۔ادیان کی سرسراتی ہوئی انگلیاں اپنی کمر سے ہوتے ہوئے پیٹ پہ محسوس کرتے

لیزے کا رواں رواں کانپ اٹھا اس سے پہلے کہ وہ چونک کر کچھ بولتی ادیان کی سرگوشی پہ وہ ساکت رہ گئی اس کا حرکت کرتا ہاتھ ادیان کے ہاتھوں پہ ہی ٹک گیا۔

"کیا معافی نہیں مل سکتی۔"

وہ اس کے کندھے پہ لب رکھتے تڑپ زدہ لہجے میں بولا لیزے نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی۔

"معافی مانگی جاتی ہے تبھی ملتی ہے۔"

اس نے اپنا بھاری ہوتا لہجہ پہ قابو پاتے سرد انداز میں اسے باور کرایا۔

"مانگ تو رہا ہوں۔"

وہ اس کے دوسرے کندھے پہ لب رکھتا ہوا بھاری لہجے میں بولا تو لیزے اس کے سلگتے لمس پہ تڑپ گئی اس کی گرم سانسیں اسے اپنی گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔لیزے کا تنفس بگڑنے لگا۔

"کب مانگی۔"

وہ حیرت زدہ لہجے میں بولی لیکن اپنی جلدبازی پہ خود ہی سٹپٹا گئی۔

"تم تو مجھ سے محبت کرتی ہو نہ میرے دل کی بات نہیں جان پائی۔"

وہ جیسے اسے کسی اور دنیا میں لے جارہا تھا۔لیزے کے اعصاب سلب ہونا شروع ہوگئے۔وہ اب اس کی صراحی دار گردن پہ جابجا اپنا لمس چھوڑرہا تھا لیزے نے سختی سے اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو تھام لیا۔ادیان نے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا تو اس کا چہرہ اس کی التافات پہ لہو چھلکا رہا تھا۔وہ سختی سے اپنے لب کچل رہی تھی۔دراز پلکیں عارض پہ بسیرا کیے ہوئی تھی۔ادیان نے اس کا من موہنا چہرہ آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے اس کے سر کے ساتھ سر جوڑا تو وہ گھرے گھرے سانس بھرتی اس کی اس قدر قربت پہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"یوں بے رخی برت کر ادیان کو مارنے کا ارادہ ہے کیا۔"

اس نے دھیمے لہجے میں بولتے سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی اور یہی ادیان نے اس کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا تھا وہ تڑپ ہی تو گئی تھی اس کی بات پہ تبھی سرعت سے اس کے لبوں پہ ہاتھ رکھ دیا۔

"آپ کو مارنے کا سوچتے بھی لیزے خود ہی نہ مرجائے۔"

وہ رندھے لہجے میں شکایتی انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولی تو ادیان نے اس کی آنکھوں کو اپنے لمس سے روشناس کرایا۔

"کیا میری زندگی میری تمام کوتاہیوں کو نظرانداز کرتے اپنا آپ مجھے سونپے گی۔مجھے متعبر کرے گا میرا سکون۔جب سے گئی ہو میرا سب کچھ اپنے ساتھ لے گئی ہو مجھ پہ ترس نہیں آتا کیا۔"

وہ خمارآلود نگاہوں سے اس کے لبوں پہ انگلی پھیرتے اب اس کی گردن سہلارہا تھا۔

"کیا آپ کے یوں معافی مانگنے پہ میں سب کچھ بھول جاؤں گی۔"

وہ گھرے گھرے سانس بھرتی اس کے اوپری بٹن کھلے ہونے کی بدولت کشادہ سینے سے نظریں پھیرتی مشکل اپنے لہجے میں غصہ بھرتے ہوئے بولی۔اس میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ اس کی بڑھتی ہوئی پیش قدمیوں کو روک سکتی اس کے سرکتے ہوئے جسارتیں انجام دیتے ہاتھوں کو تھام لیتی۔اس کے لب اپنے گال پہ محسوس کرتے وہ بلکل ڈھے گئی تھی۔

"بس ادیان نہیں۔"

وہ اس کی گرم سانسیں اپنے لبوں پہ محسوس کرتی پھولے سانس سمیت چیخی۔وہ شرم سے متغیر ہوتی ماتھے پہ آئی ننھی منھی بوندوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرنے لگی۔

"آہ نہیں نہیں ادیان۔"

اس کی مضبوط انگلیوں سے اپنی کمر کو سہلاتا دیکھ وہ دھک دھک کرتے دل اور پھیلی آنکھوں سے اس کی بھوری کانچ سی آنکھوں میں اپنا آپ تلاش کرنے لگی۔جہاں اسے اپنا واضح عکس دکھ بھی گیا۔

تو کیا وہ سچ میں ایک نئی شروات کرنے آیا تھا؟

یا پھر کسی قسم کا ازالہ۔

ہاں نہ جانِ ادیان اب یہی۔آج جتنی شرم دکھانی ہے دکھالو۔میں تمہاری شرم پہ صدقے" واری جاؤں گا لیکن اگلی بار سے تم شروات کروگی۔تم تو میرے پہ حلال ہو ہی چکی ہو بس اب عفان چاچو کو حلال ولیمہ کھلانا ہے۔ہاں حرام چیزیں جائز نہیں ہوتی ان کا ذائقہ عجیب ہوتا ہے لیکن تم تو حلال ہو اور اس سے بھی بھر کر مجھ پہ جائز ہو۔تمہارا ذائقہ بھی "مجھے بھایا ہوا ہے تو پھر اتنی دوری کیوں۔آؤ ساری حدیں پھلانگ چلیں۔

اس کی شفاف گردن سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہیں گردن کی گلٹی پہ آکر ٹھہری جو کبھی ابھر رہی تھی تو کبھی معدوم ہورہی تھی ادیان وہاں اپنے لب جماگیا۔لیزے نے اس کا حصار توڑنے کی بھرپور مزاحمت کرتے اسے باز رکھنے کی کوشش کررہی تھی لیکن اس پہ تو جیسے اس کا نشہ سوار تھا۔وہ پوری طرح اس میں کھویا ہوا تھا۔

"رکو۔"

معاً وہ خود ہی اسے حصار میں آزاد کرتے پیچھے ہوا۔اس کے پیچھے ہوتے ہی اس کا سحر جو ان دونوں پہ طاری ہوا تھا وہ بھی کمزور پڑا۔فی الفور لیزے کو احساس ہوا کہ یہ سب ٹھیک نہیں ہے وہ تو اسے اچھا خاصہ تڑپانے کا ارادہ رکھتی تھی۔اس کے ارادے جانتے لیزے کا پور پور کانپ اٹھا۔اس نے بے ساختہ اپنا خشک ہوتا حلق تر کیا۔اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں سمیت وہ اس سے پہلے کہ وہاں سے بھاگتی ادیان جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔

"ابھی سے ڈر گئی میرے ساتھ جینا ہے تو خود کو مضبوط کرو۔ابھی تو تمہاری سرگوشیاں تمہاری شکایتیں سب سننے کا ارادہ ہے تم بھی یہاں میں بھی یہاں یہ حسین رات بھی ہمارے پاس ہے۔"

وہ بھاری آواز پہ اسے باور کراتا اس کی پھیلی آنکھوں میں لب رکھ گیا۔اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔لب بے تحاشہ لرز رہے تھے۔

ادیان نے اسے کمرے میں لاتے بیڈ پہ لٹایا اور ایک پرتپش نگاہ اس پہ ڈالی جو دوسری جانب سے بیڈ سے اترنے کی کوششوں میں تھی۔ادیان نے سختی سے اپنی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹا۔اور اس کی جانب قدم بڑھائے۔

"نہ نہیں ادیان۔"

وہ آنکھیں پھیلا کر اپنی سمت اٹھتے ہوئے اس کے بھاری قدموں کو دیکھنے لگی۔خوف وحشت کچھ کچھ ہونے والے احساسات جاگتے اس کی سیاہ گہری آنکھیں لبالباب آنسوؤں سے بھرگئی۔ادیان نے افسوس سے اسے ڈرتے سہمتے دیکھا۔اسے اندازہ تھا کہاں وہ نازک جان اس کی سلگتی ہوئی قربت برداشت کرسکتی تھی۔

اب یہ دوریاں بے کار ہے۔آج جان خلاصی کسی صورت ممکن نہیں ہے سکون"

"میرے۔

اس کی پیشانی پہ مہر ثبت کرتے وہ اسے سختی باور کروارہا تھا۔لیزے نے بے ساختہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے انہیں نم کیا۔

"آپ نے مجھے اپنی زندگی سے نکالا تھا۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کرگئی۔آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔ادیان نے اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھائی۔

"بھول تھی میری اعتراف بھی تو کررہا ہوں۔اب تمہارے علاوہ زندگی میں کوئی نہیں۔"

وہ شدتِ جذبات سے اسے اپنے سینے میں بھینچتا ہوا اسے اس کی حیثیت بتارہا تھا لیزے کے رکے ہوئے آنسو سرخ ہوتے نرم و نازک عارض پہ بہ نکلے جسے ادیان نے محبت سے لبوں سے چنا۔لیزے کے وجود میں پھریری سی دوڑ گئی۔وہ خود کیلیے اس کا جنون دیکھتی رہ گئی کیا یہ سچ میں وہی ادیان تھا۔اس نے سرخ ہوتی آنکھوں سے ادیان کی جانب دیکھا۔ادیان نے آہستہ سے اسے تکیے پہ لٹایا اور اس کے ہاتھ کی پشت پہ لب رکھے۔

"تم میرے لیے ایک نشے کی مانند ہو لیزے ادیان شاہ۔جو مجھے صبح دوپہر شام یہاں تک کہ ہر لمحہ چاہیے مجھے تم نہیں نہ ملتی تو میرے وجود میں چیونٹیاں سی رینگتی ہے اندر سے خالی ہوجاتا ہوں میں۔تم میری رگوں میں لہو بن کر دوڑتی ہو۔"

وہ اس کے سر کے ساتھ سر جوڑتے اسے کسی اور دنیا میں لے جاچکا تھا اس کی انگلیاں لیزے کے بالوں میں حرکت کررہی تھی اور اسے خود میں ایک سرور سا اترتا محسوس ہورہا تھا۔

"میں آپ سے محبت نہیں کرتی۔"

اس نے اپنی جانب سے کمزور سی دلیل دینے کی کوشش کی جیسے اس سے زیادہ خود کو باور کروارہی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم مجھ سے عشق کرتی ہو۔"

وہ بھی پریقین لہجے میں دوبدو بولا تھا۔لیزے نے سانس روک کر اس کا یقین بھرا انداز دیکھا۔

"اور اب میرے جنون کی بارش تم پہ ہوگی۔"

وہ اس کے گردن میں چہرہ چھپاتے گہرا سانس بھرتا ریموٹ کی مدد سے تمام لائٹس آف کرگیا۔ایک لمحے کے اندر اندر ہر سوں اندھیرا چھاگیا۔

آنکھ کھولتے ہی پہلا منظر دیکھتے اس کے کٹاؤدار لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔آنکھوں کی چمک میں مخصوص انداز میں احاطہ ہوا تھا۔وہ اس کی محبتوں میں نکھری اس کے کشادہ سینے سے لگی پرسکون نیند سورہی تھی۔ جیسے کسی چیز کا خوف نہ ہو اس کے اٹھنے کے بعد کا ردِ عمل سوچتے ادیان جھرجھری لیتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔وہ جانتا تھا کہ رات کو اس کی اس قدر مزاحمت کے باوجود اپنی تمام شدتیں اس نے اس نازک پھول پہ لٹائی تھی اس کا ردِ عمل بھی سخت ہی ہوگا لیکن ادیان شاہ کو کچھ فرق تو پھر نہ وہ جاگنے کے بعد بھی اپنے ازلی بے نیاز موڈ میں تھا۔یہی سب سوچیں وہ ذہن سے جھٹکتے وہ قالین کو پیروں تلے روندتا گلاس وال کے قریب پہنچا اور اس کے اوپر بھورے رنگ کے گرے دبیز پردوں کو ہٹادیا۔چھن سے پڑتی دھوپ نے لیزے کی نیند میں خلل ڈالا

تھا۔اور ادیان یہی تو چاہتا تھا کہ وہ جاگ جائے۔پردے ہٹتے ہی باہر کا خوبصورت منظر دیکھتے سکون جیسے اس کی رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا تھا۔اس نے ایک نگاہ گھڑی کی جانب ڈالی جو صبح کے آٹھ بجا رہی تھی وہ اس کے اٹھتے ہی گھر جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔گھر جا کر سب کا ردِ عمل بھی نا جانے کیا ہوگا جبکہ وہ دھوپ سے بیزار وجود آنکھوں کو میچتے کسمساتے ہوئے اب دوسری جانب کروٹ لے گئی تھی ادیان ہولے سے مسکراتا ہوا بیڈ کے قریب آیا تھا اور بیڈ پہ نیم دراز ہوتے اس کی بند آنکھوں پہ ہولے سے لب رکھے تھے۔اب وہ مزید منمانیوں پہ اترتے اس کے چہرے کے نقوش کو نرمی سے اپنی لبوں سے محسوس کر رہا تھا۔اپنے چہرے پہ کسی کا بوجھ محسوس کرتے نیند میں ہی اس کے چہرے کے تاثرات بگڑے تھے۔ادیان نے لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کرتے اس کی تھوڑی کو لبوں سے چھوا تھا۔لیزے نے ناگواری سے آنکھیں میچی تھی اور وہ جو بھی تھا اسے خود سے ہٹانا چاہا تھا۔

"اوئی مما۔"

اپنی گردن پہ کسی چیز کی چبھن محسوس کرتے وہ دونوں ہاتھوں سے اس چیز کا پتہ لگاتے ہوئے کھلکھلا کر ہنسی دی تھی۔ادیان نے حیرت بھری نگاہوں سے اسے کھل کر ہنستا ہوا دیکھا تھا۔جس کی آنکھیں مسلسل ہنسنے کی بدولت میچی ہوئی تھی۔اب اس کی ممنانیاں مزید بڑھنے لگی تھی۔لیزے کے چہرے سے مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی تھی جبکہ پیشانی پہ ان گنت بل پڑے تھے۔

اس نے مشکل اپنے حواس بحال کرتے دھیرے سے آنکھیں کھولتے نا سمجھی سے خود پہ جھکے وجود کو دیکھا تھا۔آنکھیں کھلتے کھلتے حیرت سے پھٹنے والی ہوگئی تھی۔کیونک ساری رات اس پہ شدتیں لوٹانے کے بعد وہ پھر سے اسے اپنی قید میں لینے کا ارافہ رکھتا تھا۔اس نے کس قدر روکا تھا اسے لیکن وہ تو جیسے اپنی ضد پہ آیا ہوا تھا۔ رات بھر کی اس کی شدتیں یاد کرتے اس کے وجود کا سارا لہو جیسے چہرے پہ سمٹ آیا تھا۔پلکیں شرم سے لرزتے عارض پہ جھک آئی تھی۔لرزتے گلابی لب ایک حسین منظر پیش کررہے تھے۔

"ادیان ہٹیں پیچھے۔آپ یہ ٹھیک نہیں کررہے۔"

وہ شرم سے کپکپاتے روہانسے لہجے میں گویا ہوئی۔پلکیں حیا سے بوجھل ہورہی تھی۔ جو ایک بار پھر اپنی شدتوں سے اسے بے حال کرنے کی کوششوں میں تھا۔ ادیان نے ستائشی انداز میں اس کی گردن سے چہرہ اٹھاتے اس کے چہرے کی جانب دیکھا تھا جہاں اس نے اپنے ہاتھ رکھتے جیسے خود کو اس سے چھپانا چاہ رہی تھی۔تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔اس کی حالت ادیان کو نئے سرے سے مزہ دے گئی جو سب کچھ ہوجانے کے بعد اب یہ بات کہ رہی تھی۔جبکہ لیزے کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے جھنجھور کر پوچھ ڈالے کہ اس کیلیے کسی کی بھی اہمیت معنی رکھتی ہے یا نہیں۔

"بے بی اب تو جو ہونا تھا وہ ہوچکا اب اس بات کا سرے سے ہی کوئی مطلب نہیں ہے۔اب تمہیں بخوبی اندازہ ہوچکا ہوگا کہ ادیان شاہ جو کہتا ہے وہ پورا کرکے ہی چھوڑتا ہے چاہے جتنے مرضی پتھر راستے میں اڑادو۔وہ قدم قدم پہ آتی جھنجھٹ کو چٹکیوں میں اڑانا جانتا ہے اور تم تو ویسے بھی ادیان شاہ کیلیے لازم و ملزوم ہوتی جارہی ہو تو کیسے ممکن ہے تم سے زیادہ دن منہ پھیر لیتا۔"

وہ اس کی ہتھیلی پہ لب رکھتے ہوئے خمار آلود لہجے میں بولتے جیسے اسے باور کروا رہا تھا۔لیزے نے اس کی معنی خیز بات پہ تکیہ اٹھاتے اپنے چہرے پہ رکھا تھا۔ادیان کو اس کے چہرے پہ پھیلے قوسِ قزح کے رنگ بہت بھلے محسوس ہوئے تھے جس کا اظہار اس نے باقاعدہ لیزے کے چہرے پہ جھکتے پھول کھلاتے کیا تھا۔لیزے کی آنکھیں اپنی بے بسی پہ لبالب آنکھوں سے بھری تھی۔یہ نہیں کہ اب تک اس نے اسے سختی سے مخاطب کیا تھا اس نے تو اسے چھوا بھی نرمی سے تھا جیسے ذرا سی سخت پکڑ پہ وہ کانچ کی طرح ٹوٹ جائے گی لیکن اسے اپنا آپ پریشان کررہا تھا جو اتنی جلدی یہ سب ماننے سے انکاری تھا۔

''ویسے چھوٹو سے بے بی کا اب چھپنے کا کیا فائدہ۔اب تو تمہیں بھی واضح طور پہ کھلم کھلا اظہار کرنا چاہیے اور اپنے شوہر کو نت نئی ادائیں دکھاتے مزید اپنے قابو میں کرنا چاہیے۔'' اس کے چہرے سے تکیہ ہٹاتے اس نے لیزے کے چہرے پہ پھیلے شرمیلے رنگ آنکھوں میں الوہی سی چمک لیے دیکھے تھے۔لیزے کی جان سرے سے ہوا ہوئی تھی وہ

کیسے اسے خود ہی یہاں لاکر خود ہی اپنی ممنانیاں کر کے یہ سب کہ سکتا تھا اس کی آنکھوں میں فوراً سے پہلے موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے تھے اور گال پہ لڑھک آئے۔

"مجھے آپ بلکل اچھے نہیں لگتے۔آئی ہیٹ یو۔"

وہ رندھے لہجے میں بولتی اپنی بائیں جانب سے تکیہ پکڑتے اس کے چہرے پہ اچھال گئی۔ادیان نے مشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا اور تکیہ دوسری جانب رکھا تھا۔

"ارے اتنی سی بات پہ آئی ہیٹ یو۔سزا تو بنتی ہے یہ کہنے کی لیکن ابھی نہیں کچھ دیر بعد ابھی تو تمہاری غیر ہوتی حالت دیکھ مجھے ترس آرہا ہے۔"

اس نے جھٹکے سے اسے اٹھا کر بٹھاتے اس کی حالت کے پیشِ نظر اپنے سینے میں بھینچتے اس کا سر سہلایا تھا جیسے وہ اسے پرسکون کرنا چاہ رہا تھا۔اور ہولے سے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب مس کیے تھے وہ مزید اس کے سینے میں ہی چھپتے جیسے پناہ تلاش کررہی تھی۔

"چلو جلدی سے اٹھو۔اپنے حواس بحال کرو گھر کیلیے نکلنا ہے اگلے بیس منٹ میں مجھے فریش چاہیے ہو تم اوکے۔ناشتہ ہم وہی جاکر کریں گے۔"

وہ اپنی بات کا رخ بدلتا گزری رات کا اثر فلحال زائل کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ مزید نہ گھبرائے لیکن اسے شاید اندازہ نہیں تھا وہ گھبرا نہیں رہی تھی بلکہ خود کے وجود سے ناگواری سے انکاری تھی جہاں سے اسے ادیان شاہ کی مہک واضح محسوس ہورہی تھی۔وہ اس کے وجود پہ اپنی چھاپ چھوڑ چکا تھا۔

"آپ نے یہ سب ٹھیک نہیں کیا۔میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

وہ رات کا سب کچھ یاد کرتے ایک جھٹکے سے اس کا حصار توڑتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور سختی سے آنسو گلے میں ہی نگلتے خونخوار انداز میں بولی تھی معاً اپنے حلیے پہ نظر پڑتے ہی اس کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔وہ کب سے اس حلیے میں اس کے سامنے تھی اور اسے ہوش ہی نہیں تھی۔سرعت سے بیڈ کراؤن پہ لگا ڈوپٹہ اتارتے خود پہ لپیٹا تھا اور سرخ پڑتے چہرے سمیت واشروم کی جانب دوڑ لگا دی تھی۔اس کی حرکت پہ ادیان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔اس کی تلخ باتوں کو دماغ سے جھٹکتے وہ بھی فریش ہونے کا سوچتے وارڈروب کی سمت بڑھا تھا تاکہ اس کے نکلتے ہی وہ بھی چلا جائے۔فلحال وہ سیگریٹ کی طلب محسوس کرتے سائیڈ ٹیبل سے لائیٹر اور

سیگریٹ لیتا گلاس ڈور کے پار چل دیا اور سیگتیٹ سلگاتے سمندر کے اٹھتے شور سے لطف انداوز ہونے لگا جہاں لہروں کی آواز اعصابوں کو ایک عجیب سا پرسکون سا سرور بخش رہی تھی۔

دھوئیں کے مرغولے فضا میں چھوڑتے کل کی رائم سے ملاقات کی تشبیہ اس کے ذہن کے دریچوں میں لہرائی کہ کیسے وہ اس کے ہسپتال جاکر کیا کارنامہ سرانجام دے کر آیا تھا یہ سب سوچتے وہ فتحمندی سے مسکرادیا۔

"میں تمہیں اس چیز کی اجازت بلکل نہیں دونگا ادیان کہ ایک بار پھر تم میری بہن کو اپنی چاپلوسی بھری باتوں سے اپنے سر پہ بٹھالو لیکن زمین پہ پٹخنے میں ایک لمحہ نہ لگاؤ۔اس کی تزلیل کرنا تمہارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوگا لیکن جو اس کی تذلیل کرے گا اس کو منہ کے بل گرانا بھی میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے یاد رکھنا۔تمہارے ساتھ میرے جیسے بھی خوشگوار تعلقات ہو لیکن سب سے اول میرے لیے میری جان سے پیاری بیٹی ہی ہے۔"

ادیان کی لیزے کو لے جانے والی بات پہ رائم کا اشتعال ایک نئے سرے سے عود آیا تھا وہ کیسے اطمینان سے اس سے مخاطب تھا جیسے وہ ایک بار مانگے گا اور وہ لیزے ہا ہاتھ ادیان کے ہاتھ میں تھما کر بری الذمہ ہوجائے گا۔جس نے نا تو اپنی کوتاہیوں کی لیزے سے معافی مانگنے کی جرأت کی تھی اور اب آکر اس پہ حکم چلا رہا تھاکہ وہ لیزے کو لے جانا چاہتا ہے۔اسے تو ادیان کی حرکتوں نے ورطہ حیرت میں ہی ڈال دیا تھا۔ہاں وہ ڈھیٹ تھا ضدی تھا لیکن اس قدر رائم کو تو غش ہی آنے لگ گئے تھے۔

"تم اتنا غصہ کس خوشی میں ہورہے ہو۔تمہیں یہ بات اچھے سے ازبر ہے کہ خود سے ساتھ ایسے مخاطب ہونے والے لوگ بلکل نہیں پسند۔اگر بھول گئے ہو تو مجھے یاد دلانا اچھے سے آتا ہے۔جو بول رہا ہوں سمجھ نہیں آرہا کیا۔"

ادیان بھی جواباً دانت پہ دانت جمائے سختی سے اسے باور کرواتا ہوا بولا تھا۔رائم نے اس کی بات پہ ایسے ردِ عمل دکھایا جیسے وہ سچ میں ڈر گیا ہو اور تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً بے نیازی سے کندھے جھٹک گیا۔

تمہاری حرکات مجھے بہت مشکوک لگ رہی ہے رائم میں فلحال تمہاری بہن کی بات" چھوڑتا ہوں لیکن اگر میں اپنی بہن کے متعلق اس کی فکر میں کوئی بات کروں یا جان ہلکان کروں تو میری بہن کا تم جیسے ہٹ دھرم انسان کے ساتھ کوئی گزارا نہیں "ہے۔مجھے لگتا ہے اس رشتے کے بابت ہمیں ایک بار اچھے سے سوچ لینا چاہیے۔

ادیان سکون سے صوفے پہ براجمان ہوتے بائیں ہاتھ کو صوفے کی پشت پہ پھیلاتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاگیا اور سیگریٹ سلگاتے لبوں سے لگاتے ٹانگ جھلانے لگا۔اس کی بات پہ رائم نے کڑی سخت نگاہ اس پہ ڈالی جو ناجانے کہاں سے اپنی بہن کو ان کی باتوں کے درمیان میں لے آیا تھا یا وہ شاید جان بوجھ کر اس کا ضبط آزمانے کی تگ و دو میں تھا اور اس کی امید کے عین مطابق اس کی بات رائم کے وجود پہ پہلا کاری وار ثابت ہوئی تھی تبھی بلبلا اٹھا تھا۔

ادیان یہ میری جانب سے پہلی اور آخری تنبیہ سمجھنا مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگے گا" اگر مستقبل میں تم لیزے یا اپنے درمیان ہونے والی کسی بھی قسم کی تلخ کلامی یا رنجشوں میں مازہ کو لے کر آؤ یہ وٹا سٹا تو ہورہا ہے لیکن ایسے معاملات میں وہ تمہاری بہن

نہیں ہے میری بیوی ہوگی۔ میں بہنوں اور بیویوں میں فرق نہیں کرتا تمہاری طرح۔ مجھے بخوبی اندازہ ہے کہ اسلام میں بہن کا کیا مقام ہے اور بیوی کا کیا ایک ہی پلڑے میں اب دونوں کو تولنے لگو تو معاملات سنورنے کی بجائے بگڑتے ہیں۔ سو آئی ہوپ کہ اگلی بار سے تم کوئی بھی ایسی بات کرنے سے گریز کرو گے جو میرے اندر اٹھتے ابال کو مزید بھڑکا دے۔ مجھے بلکل اچھا محسوس نہیں ہوگا اپنے ہونے والے سالے صاحب کی دھلائی کر کے۔"

رائم خون آشام نگاہوں سے دیکھتے انگلی ان کی جانب اٹھاتے سرد لہجے میں دھاڑا تو ادیان نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا جس کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹوں کا جال بچھا تھا۔ جبڑے بری طرح بھینچے تھے۔ ادیان کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لب خوشگوار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ رائم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھتے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں پھنسا لی جو اب سیگریٹ ایش ٹرے میں مسل رہا تھا۔

آئی لائک اٹ۔آئی رئیلی لائک اٹ بس یہی پتہ کرنا چاہتا تھا میں۔ تم تو کبھی بھی میرے" امیدوں پہ پورا اترنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے نہ۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہم دونوں لوگوں کی باتوں پہ مکمل طور پہ پورا اترتے ہیں۔

دو جسم ایک جاں۔

"اور ہمیں آگے بھی ان سب رشتوں سے اوپر اسی رشتے کو نبھانا ہے۔

وہ اپنی سحرانگیز شخصیت سمیت چلتا مضبوط قدم اٹھاتا اس تک پہنچا اور اس کے شانے سے نادیدہ گرد جھاڑتا آنکھوں میں چمک لیے رسان سے گویا ہوا تو رائم نے سپاٹ انداز میں اس کی جانب دیکھا جس کے تیور ایک پل پہ کچھ تو دوسرے ہی پل میں کچھ ہوتے تھے۔

"ادیان تم۔"

اس سے پہلے کہ دانت کچکچاتے ہوئے وہ اپنی بات مکمل کرتا ادیان نے درمیان میں ہی ہاتھ کے اشارے سے اس کی بات اچک لی۔

"چلو اب باقی باتیں بعد میں فلحال ایک ڈیل کرتے ہیں رات کو گھر آؤں گا لیزے کو کیسے لے کر جانا ہے یہ تمہارے پہ ہے اب۔ایک رات کا موقع دو اگلے دن یقین کے ساتھ تمہاری بہن خود ہی تمہارے جانے سے انکار کرے گی۔"

ادیان نے پریقین لہجے میں کہتے جیسے اسے جتایا تھا رائم کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی جبکہ گہری سیاہ آنکھوں میں ناگواری در آئی وہ اس ایک رات میں اس کے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ایک بار پھر اس کی تذلیل۔اسی بات نے اس کے وجود میں چنگاریاں سی بھردی۔ تبھی دندناتے ہوئے اس کے نزدیک ہوا اور اپنی آنکھیں اس کی بھوری آنکھوں میں گاڑھی۔

"کیوں ایک بار پھر اسے یہ باور کرانے کا ارادہ ہے کہ وہ تمہاری زندگی میں ایک ان چاہا وجود ہے اور وہ سرے سے ہی کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔اس کی تذلیل کرنے کا ارادہ ہے یا اس بار ہاتھوں کے تیر چلانے ہیں۔"

رائم قہر آلود انداز میں بولتے اس کی آنکھوں میں آنکھوں گاڑھتے اس کے کالر کو جھٹکا دیتے طنزیہ انداز میں پھنکارا تو ادیان نے مخصوص انداز میں لبوں کو سیٹی کی طرح گول کیا اور اپنی بیئرڈ سہلائی جیسے کچھ سوچنے کی ناکام کوشش کررہا ہو۔

"ویسے زیادہ کچھ نہیں بس چھوٹے سے بیبیز پیار سے بھی مان جایا کرتے ہیں۔میں بھی بس یہی کروں گا۔"

معاً کچھ سوچتے وہ مسکراہٹ دبا کر اپنے مخصوص بے باک انداز میں بولا تو ایک لمحے کیلیے اس کی بے شرمی پہ رائم کا چہرہ بھی سرعت سے سرخ پڑا وہ غیض کے عالم میں اس کی جانب بڑھا۔

"رات کو تیار رہنا۔"

ادیان محبت سے اس کا سکیتھوسکوپ ٹھیک کرتا اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے پچکارنے والے انداز میں گویا ہوا اور ہٹ دھرمی سے بائیں آنکھ دباتا کیبن کا دروازہ کھولتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی رائم پیر پٹختے ہوئے واپس اپنی جگہ سنبھالتے پریشانی

سے دونوں ہاتھوں میں سر گرا گیا۔ناجانے یہ لڑکا کس جنم کے بدلے لے رہا تھا سب سے۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید سوچوں کے یلغار میں بہتا چلا جاتا ڈریسنگ روم کا دروازہ زور سے مارنے کی آواز پہ وہ چونک کر اپنے حواس بحال کرتا ہوش کی دنیا میں لوٹا اور حیرت ذدہ انداز میں سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتا کندھے جھٹکتے ہوئے باہر چلا آیا لیکن واشروم کھلا دیکھ اسے اندازہ ہوا کہ وہ اس کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ڈریسنگ روم میں بند ہو چکی ہے۔اسے غصہ تو بہت آیا لیکن ضبط کر گیا۔ناجانے یہ لڑکی اسے کیا جتانے کی کوششوں میں تھی وہ بھی بالوں کو انگلیوں کی مدد سے سنوارتے واشروم کی سمت فریش ہونے بڑھ گیا۔

کچھ لمحوں کے توقف کے بعد واشروم کا دروازہ کھولتے ہی اس کے اعصاب مسلسل ہوتی کھٹ پٹ کی آواز پہ ٹھنکے تھے جیسے کوئی چیز زور زور سے پٹخی جا رہی ہو۔ادیان کے لبوں کے گوشوں پہ اس کی حرکت کا سوچتے مسکراہٹ چھا گئی۔

وہ مضبوط قدم اٹھاتا عین اس کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا۔جس سے ان دونوں کا عکس آئینے میں نمودار ہوا تھا۔ابھی فریش ہونے کی وجہ سے بال ابھی بھی نم تھے اور بال گیلے ہونے کی بدولت فراک سے چپکے ہوئے تھے جس سے اس کے وجود کی رعنائیاں مزید ابھر کر سامنے آرہی تھی۔ادیان کی آنکھیں لو دینے لگی۔جبکہ اس کی موجودگی اپنے آس پاس محسوس کرتے لیزے کا چہرہ شرم سے تپ اٹھا تھا۔ہاتھوں کا لرزنا ادیان کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔لیزے کو خود پہ شدید غصہ آرہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ طیش کے عالم میں اپنے ہی سر کے بالوں کو نوچ ڈالے۔ادیان کو تو وہ جانتی تھی کہ اپنی چلانے کے معاملے میں وہ کس قدر ضدی اور اکھڑ مزاج ہے لیکن وہ خود جو اس سے نفرت کے دعوے کرتی پھررہی تھی اس کی شکل نہ دیکھنے کی قسم کھائی تھی وہ سب کچھ دھرا کا دھرا کیوں رہ گیا۔کیوں وہ کسی قسم کی سخت مزاحمت نہیں کرپائی اس کے مخصوص کلون کی خوشبو اپنے اردگرد محسوس کرتے لیزے کی سانسیں خشک ہوگئی جبکہ گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

شاید تم یہ بے جان چیزیں پٹخ کر ایک بار پھر اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہ رہی ہو اور"
"یہ چاہ رہی ہو کہ ایک بار پھر ہم کنٹینیو کرے۔

ادیان اس کے بھیگے بال کمر سے ہٹاتا والہانہ انداز میں بولتا اس کی نم صراحی دار گردن پہ اپنے بھیگے لب جما گیا۔اس کی پیشِ رفت پہ لیزے تڑپ کر اس سے پہلے پیچھے ہوتی ادیان کی سرسراتی ہوئی انگلیاں اپنے پیٹ پہ محسوس کرتے اس کے حواس جھنجھنا اٹھے۔دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا تھا۔

میرے حصار میں خود کو آذاد کرانے کی سوچنا بھی مت تمہاری ہر صبح اب سے میرے"
حصار میں ہوگی تمہارا ہر راستہ مجھ تک آتا ہے یہ بات ذہن نشین کرلو اور آئندہ میرے
"سے دوری مت اختیار کرنا۔

وہ جنونی انداز میں اس کا رخ اپنی جانب موڑتے اس کے بالوں میں گہرا سانس بھرتے اس کا سرخ پڑتا گال سہلایا۔لیزے سختی سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔اور اپنے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیرتے اسے نم کیا۔ادیان نے اس کے بھرے بھرے سرخی لیے لبوں کو گہری نگاہوں سے دیکھتے اسے

مسلا تھا۔لیزے کو اس کی حرکت نئے سرے سے تکلیف دے رہی تھی تبھی اس کا حصار جھٹکتے پیچھے ہوئی۔

"ادیان آپ کو ذرا بھی شرم نہیں آتی۔آپ سے زیادہ بے باک انسان میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا"۔

لیزے اسے خود سے دور جھٹکتی دانت پیستے ہوئے بولی تھی آنکھوں کے ڈورے سرخ پڑرہے تھے۔اس کی قربت اس قدر جان لیوا تھی کہ لیزے کی جان ہوا ہونے لگتی تھی۔ابھی بھی ایک بار پھر وہ اسے اپنے حصار میں لیتے اس کی گردن سہلارہا تھا۔

"نہیں مجھے ذرا سی بھی شرم نہیں آتی اور نہ ہی میں تمہیں اس چیز کی اجازت دیتا ہوں کہ تم مجھ سے زیادہ بے باک انسان دیکھو۔بس تمہاری نگاہیں اپنے شوہر پہ ہی بھٹکنی چاہیے۔جب سامنے والا جی دار ہو تو ایسی ناحق کوششیں نہیں کرنی چاہیے اسے کوئی خاص فرق نہیں پڑنے والا"۔

ادیان اس کی چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک دانتوں میں جکڑتا سرد لہجے میں گویا ہوا اور اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کا سرخ ہوتا گال سہلایا۔لیزے کی دراز پلکیں سرخ ہوتے

عارض پہ بسیرا کر گئی۔لیزے نے سہمی ہوئی نگاہ اس پہ ڈالی اور اپنا حلق تر کرتے اس سے فاصلہ حائل کرتے بالوں میں برش پھیرنے لگی۔

"ناجانے محرم پھپھو نے آپ کو کیا کھا کر پیدا کیا ہے آپکو جو ذرا سی بھی شرم و حیا ہو کہ سامنے کھڑے کس انسان سے مخاطب ہے۔"

وہ زور زور سے بالوں میں برش پھیرتی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی۔وہ تو اپنے مطابق یہ سب دل ہی دل میں بول رہی تھی لیکن وہ اس بات سے انجان تھی کہ یہ سب گوہر افشانیاں دل کے بجائے اس کے منہ سے ادا ہو رہی ہیں اور وہ پوری طرح ہمہ تن گوش ہے۔ماتھے پہ بے تحاشہ بل پڑے ہوئے تھے۔ادیان نے اس کی بات پہ دلچسپ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو سب کچھ فراموش کیے اپنے آپ میں مگن اسے صلواتیں سنانے کا کام سرانجام دے رہی تھی معاً کچھ سوچتے وہ بیئرڈ سہلاتے اس کے اور اپنے درمیان رہا سہا فاصلہ بھی ختم کر گیا اور اس کی نازک کلائی اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑتے اس کی نبض سہلائی۔اس کی حرکت پہ لیزے کے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔

مم سے ضرور پوچھ لینا کہ انھوں نے کیا چیز کھائی تھی میرے آنے سے قبل اور رہی" شرم کی بات تو شرمانے کیلیے یہ بے بی کافی ہے نہ اگر تمہارے ساتھ میں بھی شرمانے کا فریضہ سرانجام دینے لگا تو پھر ہمارے بے بی کے آنے میں اچھی خاصی "مشکلات پیش آئے گی سمجھ گئی یا عمل کر کے سمجھاؤں۔

اس کی بے باک گفتگو پہ لیزے کے کانوں سے باقاعدہ دھواں سا نکلنے لگا وہ حیرت سے لب ہولے سے وا کیے اس کی شکل دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پہ اپنی بات کے بعد کسی قسم کی کوئی شرمی کا تاثر نہیں تھا جبکہ وہ مزید پرسکون ہوتے اس کے گال کو لبوں سے چھوتے اپنے اوپر پرفیوم سپرے کررہا تھا۔لیزے کا حلق تک کڑوا ہوگیا۔ادیان نے اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوتے سرعت سے اپنا کوٹ صوفے سے اٹھاتے پہنا اور اسے اپنی تلقید میں چلنے کا اشارہ کیا۔وہ دل ہی دل میں اسے سو دوسوں گالیوں سے نوازتی پیر پٹختے ہوئے اس کی تلقید میں چل پڑی۔اسے یہ بات سمجھ نہیں آرہی تھی کہ گھر جاکر وہ سب کی نگاہوں کا سامنا کیسے کریں گی۔اسے یہی سوچ سوچ کر جھرجھری آرہی تھی۔

لیزے نے ڈوپٹہ سر پہ جماتے شال اپنے گرد لپیٹتے اپنی نم پشت کو اچھے سے چھپایا اسی اثنا میں وہ دونوں گاڑی کے قریب پہنچ چکے تھے ادیان نے ایک گہری نگاہ اپنے رمزِ عشق پہ ڈالی اور گھوم کر دوسری جانب آتے اپنی جگہ سنبھالی تھی۔انگیشن میں چابی گھماتے ہی گاڑی اس ہوٹل کی حدود سے نکلتی چلی گئی اور ساتھ لیزے کا چڑیا جتنا دل بھی لرزا گئی۔تقریباً گھنٹے کی مسافت کے بعد اس کی گاڑی شاہ ولا کے گیراج میں داخل ہوئی تو ادیان نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے باہر نکالا۔لیزے نے اس کی حرکت پہ شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ایسی کارگردگی کے کس قدر پرسکون تھا۔

اسے شدید قسم کا تاؤ آرہا تھا۔

وہ گلابی رنگ کا گھٹنوں کو چھوتا فراک پہنے جس کے گھیرے اور بازوؤں پہ ایمبرائڈری ہوئی تھی ساتھ سکن کلر کا ٹراؤذر پہنے نازک سرخ و سفید پیروں میں ہم رنگ کھسہ پہنے ادیان کے ساتھ دھیمے قدموں سے اندر آتی سادگی میں بھی غضب ڈھارہی تھی اس کے برعکس ادیان معمول کے مطابق اپنی سحر انگیز شخصیت سمیت بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔بالوں کو جیل سے سیٹ کیا گیا تھا ادیان نے ایک گہری نگاہ اپنے ساتھ چلتے وجود پہ

ڈالی تھی جو گلابی رنگ پہنے خود بھی ایک کھلے ہوئے گلاب کی مانند لگ رہی تھی اسے ایک لمحے کیلیے حیرت ہوئی تھی کہ اس کی ایک رات کی قربت نے اس کے چہرے کو اس قدر رونق بخشی ہے۔

آنکھوں میں حیا سموئے وہ مشکل ادیان کے ساتھ قدم سے قدم ملارہی تھی۔وہ لوگ جیسے ہی گھر کا داخلی دروازہ عبور کرتے اندر داخل ہوئے ادیان نے ایک بار پھر اس کا نازک کپکپاتا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا تھا۔محرم جو اذلان شاہ کو چائے کا کپ پکڑا رہی تھی ان دونوں کی جانب نگاہ اٹھی تو ایک لمحے کیلیے اس کے پرنور چہرے کو دیکھتے ساکت رہ گئی انہوں نے اس کے جھکے سر اور حیا سے لبریز آنکھوں کو دیکھتے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری۔لیزے کی یہاں موجودگی ان کے لبوں کے گوشوں پہ ایک خوبصورت دلکش مسکراہٹ نے بسیرا کیے وہ سارے کام وہی چھوڑتے نہارتی نگاہوں سے انہیں تکتی ان کے نزدیک آئی اور محبت سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"کیسی ہے میری بیٹی۔ناراضگی ختم کرلی۔"

محرم نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے استفسار کیا تو باقی سب افراد بھی انہی کی سمت متوجہ ہوتے اپنے اپنے کام روک چکے تھے۔اور حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے لیزے ان سب کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے اپنے آپ میں سمٹ کر رہ گئی۔ادیان ایک نگاہ اس پہ ڈالتے اذلان شاہ اور عفان شاہ کی جانب چل دیا تاکہ وہ سکون سے بات کرسکے۔جبکہ محرم کی ناراضگی والی بات کا گزری رات ایک فلم کی مانند اس کے ذہن کے دریچوں میں چلی اس کے گالوں سے شفق پھوٹ پڑی۔

"جی پھپھو ٹھیک ہو۔نہیں پھپھو آپ کے اس اکڑو سڑے ہوئے کریلے بیٹے سے آپ کو کبھی کوئی اچھی امید نہیں لگانی چاہیے یہ جو سوچتے ہیں وہ کر کے چھوڑتے ہیں ہٹ دھرم انسان۔"

وہ پہلی بات دھیمے سے بولتی باقی کی بھڑاس دل ہی دل میں نکالتے ہوئے بولی تو عزہ نے اس کے چہرے پہ پھیلے رنگوں کو دیکھتے شرارت سے اسے ٹھوکا مارا وہ ان کی حرکت پہ سٹپٹا کر رہ گئی۔

"آپی ویسے آپ کو اس کے چہرے سے ہی اندازہ لگالینا چاہیے کہ ناراضگی گئی بھاڑ میں یہ دونوں ہمیں حلال ولیمہ کھلانے کی تیاریوں میں ہیں۔چہرے پہ تو نظر ڈالے کیسے جگمگ کررہا ہے۔"

عزہ نے شرارت آمیز لہجے میں بولنا ضروری سمجھا تو محرم نے بھی اس کی بات پہ شرارت سے اسے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔لیزے نے جانچتی ہوئی چور نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا مگر ان کے لبوں کے گوشوں پہ چھپی مسکراہٹ دیکھتے وہ روہانسی ہوتے چڑگئی۔

"پھپھو میں سوچتی تھی جیسے صرف وہ بے شرم ہیں لیکن یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے ان کے سینے میں چہرہ چھپاتی احتجاجاً حیا آمیز لہجے میں بولی تو عزہ نے بھی اس کی معصومانہ بات پہ اس کے سر پہ لب رکھے۔لیزے نے ایک غصے بھری تیز نگاہ عفان شاہ سے باتوں میں مصروف ادیان پہ ڈالی جو خود اپنی ممانیوں کے بعد سکون سے بیٹھا ہوا تھا اور وہ سب کے سوالوں کے جواب دے رہی تھی۔اس نے

ان سب کی بے باک باتوں سے پیچھا چھڑانے کے خاطر مازہ اور انابی کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی لیکن وک انہیں کوئی دکھائی نہ دی۔ محرم نے ایک محبت بھری نگاہ اس پہ ڈالی جو آج انہیں ان کے بیٹے کے رنگ میں پوری طرح رنگی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔اس کا کترانا شرمانا جھجھکنا بلکل نئی نویلی دلہنوں کی طرح محسوس ہورہا تھا۔اس کے وجود سے اٹھتی مہک انہیں مسلسل مسکرانے پہ مجبور کررہی تھی۔عزہ اس دوران ناشتے کا انتظام کروانے کچن کی جانب چل دی۔ان کا تو جیسے جی ہی نہیں بھررہا تھا اسے دیکھنے سے اور مقابل لیزے تھی جو ان کی نگاہوں کا سامنا ہی نہیں کرپارہی تھی۔

"ادیان نے معافی مانگی آپ سے۔"

محرم بھی عزہ کے پیچھے اسی کی تلقید میں کچن کی جانب چل دی تو لیزے نے بھی ادیان کی پرتپش نگاہوں سے پیچھا چھڑانے کی خاطر انھی کی تلقید میں چل پڑی۔کیسا انسان تھا وہ جو ابھی بھی اپنی نگاہوں سے ممنانیاں کرتے تیر چلا رہا تھا اور اس کی سانسیں روک رہا تھا۔ناجانے محرم بھی اس کے بارے میں کیا سوچ رہی ہوگی۔

محرم بھی عزہ کے پیچھے اسی کی تلقید میں کچن کی جانب چل دی تو لیزے نے بھی ادیان کی پرتپش نگاہوں سے پیچھا چھڑانے کی خاطر انھی کی تلقید میں چل پڑی۔کیسا انسان تھا وہ جو ابھی بھی اپنی نگاہوں سے ممنانیاں کرتے تیر چلا رہا تھا اور اس کی سانسیں روک رہا تھا۔ناجانے محرم بھی اس کے بارے میں کیا سوچ رہی ہوگی۔

وہ انگلیاں چٹخاتے دل ہی دل میں اس کی حرکتوں کو کوستے اسی سے مخاطب تھی معاً محرم کی سنجیدہ آواز پہ چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئی جو اسی سے مخاطب تھی۔لیزے نے ان کی بات پہ نگاہوں کا زاویہ بدلا۔یہاں آکر وہ پرسکون تھی۔

پھپھو وہ مجھے کل وہاں سے بھی زبردستی سے کہی لے کر گئے اور اپنے ہی طریقے سے"
"معافی مانگی ایسے بھی کوئی کرتا ہے کیا۔

وہ معصویت بھرے لہجے میں جلدبازی میں الٹا سیدھا بول گئی جبکہ اپنی بات پہ قہقھوں کا طوفان اٹھتا دیکھ وہ شرمندگی سے زمین میں گر جانے کو جی چاہا۔وہ آنکھیں میچتے اپنا سرخ

چہرہ چھپا گئی۔اور سختی سے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا گئی۔اب محرم اور عزہ مسلسل زچ کردینے والی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

میری جان میں نے کل ادیان کو بھی یہی سمجھایا تھا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا" لباس ہوتے ہیں انھیں ہر فیصلہ سوچ سمجھ کر لینا چاہیے نہ کہ اپنی لڑائی کو سب میں اچھال کر یہ واضح کرنا چاہیے کہ آپ کے رشتے میں کسی قسم کی کشیدگی پائی جارہی ہے۔

میں ادیان کی طرف داری نہیں کررہی بلکل بھی میں جانتی ہوں کہ وہ بہت جلد کسی بھی چیز کو خود پہ حاوی کرلیتا ہے جلدطازی میں ہر کام کرتا ہے کیا کروں بچپن سے ہی ایسا ہے لیکن آپ نے اب اسے سمجھنا ہے اس کی ضد کو ہوا نہیں دینی بلکہ یہ عورت پہ فرض ہے کہ اپنے مرد کے مزاج کو سمجھے ناکہ اس کے اندر بھڑکتے ہوئے شعلوں کو مزید "بھڑکائے۔خود بخود ہی اس کے تمام چہرے آپ کے عیاں ہوتے جائیں گے۔

محرم نے اس کے سرخ ہوتے گال پہ ہاتھ پھیرتے اسے سمجھایا۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس قدر پاکیزہ رشتے کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ مزید اپنے اندر کسی بدگمانی کو جنم دے اب

وہ سب کچھ اچھا اچھا چاہتی تھی اور ویسے بھی بدگمانیاں رشتوں کو دیمک کی طرح چاٹ لیتی ہے۔

"لیکن پھپھو آپ انہیں بھی سمجھائیں کبھی کسی دوسرے انسان کی بھی سنتے ہیں سب پہ اپنی نہیں چلاتے وہ انہوں نے کتنی بار تذلیل کی میری۔پہلے پہل تو میں برداشت کرگئی کسی کو بھنک بھی نہیں لگنے دی لیکن اس دن سب کے سامنے۔بیوی بنایا تھا کہ اتنے گواہوں کی موجودگی میں تو اس کا درجہ بھی دیتے پھر۔مجھے اپنی کنیز ہی گردان کرلیا انہوں نے جس کے ساتھ جب جی چاہا ہنس بول لیا تو جب جی چاہا اس کی اوقات یاد دلادی۔"

اس نے مشکل اپنے لہجے کو بھیگنے سے روکا تھا۔انسو ضبط کرنے کے چکر میں آواز بھاری ہوگئی تھی۔محرم نے اس کی بات پہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے ترحم بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"انہیں لگتا ہے کہ اپنی اس قدر مہمانیوں کے بعد وہ مجھے حاصل کرچکے ہیں پھر سے جو ان کی تلخ باتوں کے بعد سب کچھ ہار جائے گی اور ایک بار پھر بنا کسی قصور کے ان کے

آگے جھک جائے گی۔کچھ ناراض ہونے کا حق میرا بھی ہے۔میں سب کے سامنے تو نارمل برتاؤ رکھوں گی لیکن سب کی غیر موجودگی میں نہیں۔مجھے اپنی قدر کروانی ہے پھپھو اس شخص کا ابھی بھی کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ کب اگلے ہی لمحے کو میرے وجود سے بچی کچھی سانسیں بھی کھینچ لے۔"

اس کی حالت محرم اور عزہ دونوں کو تڑپا گئی وہ دونوں دکھ و غم کی کیفیت میں اس کی باتوں کا ملاحظہ کررہی تھی لیکن انہیں یہ بھی بخوبی اندازہ تھا کہ ساتھ رہتے رہتے وہ دونوں ضرور ایک بار پھر سنبھل جائیں گے۔میاں بیوی کا رشتہ ان کے نزدیک ایسا ہی تھا جب تک یہ ناراضگیاں لڑائی جھگڑے ہی ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کی موجودگی ایک دوسرے کا ساتھی ہونے کا احساس دلاتے ہیں۔تبھی فلحال انہوں نے کچھ بھی مزید کہنا مناسب نہیں سمجھا۔ان کی خاموشی کو ناراضگی کے زمرے میں محسوس کرتے لیزے کی آنکھیں بھیگ گئی۔

"پھپھو آپ ناراض۔"

اس نے بے چین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"میرا بیٹا اب ٹھیک ہوجائے گا۔ بہت جلد سب ٹھیک ہوجائے گا۔ کیونکہ مجھے امید ہے اب نہیں میرا بچہ۔ ارے نہیں کبھی جانے دے گا آپ کو کہی۔ میں جانتی ہوں وہ بہت زیادہ بدتمیز ہے میری بیٹی کو رلایا ہے اس نے لیکن اب ہنسائے گا بھی وہ ہی۔ اس خوبصورت چہرے کی مسکان بھی تو لوٹانی ہے اسے۔"

وہ اس کے گال پہ بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تو وہ ان کی بات پہ مسکرا بھی نہ سکی۔ محرم نے عزہ کی باہر سے آنے والی آواز پہ اسے اپنے ساتھ ہی باہر آنے کا اشارہ کیا تاکہ ناشتے شروع کرسکیں۔ سب باہر کی سمت بڑھے تو لیزے کا سب سے پہلے ٹکراؤ عفان شاہ سے ہوا جو دانتوں میں انگلی دبائے شرارت آمیز نگاہوں سے اسے ہی تک رہے تھے لیزے کو پانی پیتے ان کی حرکت پہ زوردار پھندا لگا۔ اس سے پہلے کہ ادیان سرعت سے آگے بڑھتے اسکی کمر سہلاتا لیزے نے فوراً سے پہلے اپنے تاثرات سپاٹ کرتے اسے آنکھوں کے اشارے سے روک دیا۔ اس کے چہرے پہ ایک نامحسوس سی سختی در آئی تھی اس کی تاثرات دیکھتے ادیان کا آگے بڑھتا ہاتھ فضا میں ہی ساکت رہ گیا۔ وہ تو

سمجھ رہا تھا جیسے سب ٹھیک ہوگیا لیکن یہاں تو وہ ابھی مزید ہٹ دھرمی دکھانے کے موڈ میں تھی۔اس پہ ایک سرد نگاہ ڈالتے وہ شرٹ کے کف فولڈ کرتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"عفان پھپھا اب آپ نے مجھے گھورنا بند نہ کیا تو پھر دیکھیے گا۔"

لیزے نے ان کی شرارتی نگاہوں سے تنگ آتے تند نگاہوں سے انہیں دیکھتے باور کرانا ضروری سمجھا تو عفان شاہ کے ساتھ باقی سب کا بھی قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ ادیان بھی اپنے سامنے رکھی پلیٹ پہ جھک گیا۔لیزے نے ایک شکایتی نگاہ ان سب پہ ڈالتے پاس بیٹھے اذلان شاہ کے سینے پہ چہرہ چھپالیا۔انہوں نے بھی محبت سے اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کے ماتھے پہ شفقت بھرا بوسہ دیا۔

وہ محرم سے مازہ اور انابی کا پوچھتے انہیں جگانے کا سوچتے مازہ کے کمرے کی جانب چل دی اس سے پہلے کہ وہ زینے چڑھتی ان دونوں کو ایک ساتھ نیچے اترتا دیکھ اس کے لب دھیمی سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے جبکہ وہ دونوں جیسے بے یقینی کی کیفیت میں کھڑی اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی جیسے وہ فلحال اس کی موجودگی کے بابت بلکل نہیں سوچ

رہی ہو معاً اس کے ہونے کا یقین کرتے وہ دونوں بھاگتے ہوئے نیچے اتری تھی اور خوشگوار احساسات میں گھڑی ایک دوسرے کے گلے لگی تھی۔

"مازہ لوگ بہت سرخ ہورہے ہیں سب خیریت ہے نہ۔"

انابی نے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ شرارت سے لیزے کے کندھے پہ ٹھوکا مارا تو وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلاگئی اور ایک التجائیہ نگاہ ان دونوں پہ ڈالی۔

سرخ بھی اور شرما بھی بہت رہے ہیں جیسے آسمان سے چاند اتر کر ہمارے گھر میں"

"بسیرا کررہا ہو۔

مازہ کی بات پہ وہ جھینپتے اسے ایک مکہ شانے پہ جڑ گئی۔مازہ نے محبت سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"تم سچ میں شرما رہی ہو لیزے۔"

مازہ نے خوشگوار حیرت مں غرق اسے مزید بولنے پہ اکسایا لیکن وہ ان دونوں کی ایک ہی تکرار پہ اچھا خاصہ چڑ گئی تھی۔

"نہیں ایکٹنگ کررہی ہوں بہت عبور حاصل ہے مجھے۔کوئی شرما ورما نہیں رہی میں۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔

تم گھنی میسنی تیز طرار عورت ہمیں کچھ بتایا بھی نہیں اور اپنا ہی چن چڑھا کر آ گئی"

"ہو۔اتنی بھی کیا آفت آ پڑی تھی۔

انابی مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتی ناراضگی بھرے انداز میں بولی تو ان کی حرکتوں اور باتوں پہ لیزے نے اکتا کر ان دونوں کی جانب دیکھا۔اب وہ اسے کیا بتاتی کہ اسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ چن چڑھنے جارہا ہے۔اس کی تو کسی قسم کی مزاحمت بھی کام نہیں آئی تھی کیا اس سے بھی زیادہ بے بس کوئی ہوسکتا تھا۔

"خیر آجاؤ باقی کا قصہ ناشتے کے بعد سنے گے ابھی آجاؤ۔"

انابی بھوک کی چمک کو دیکھتی ان دونوں کو کہتی یہ جا وہ جا۔جبکہ اس کے جاتے ہی مازہ سرعت سے اس کا پاتھ تھامتے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ گئی اور ایک محبت بھری نظر اس پہ ڈالی جو اب اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔مازہ کو حقیقتاً پریشانی نے آن گھیرا۔

"کیا ہوا لیزے۔آج یہ آنسو کیوں۔"

اس نے پچکارتے ہوئے اس کی تھوڑی انگلیوں کی مدد سے اوپر اٹھائی تو وہ سرخ ہوتی آنکھیں سمیت نفی میں گردن ہلا گئی۔

محرم کی آواز پہ مازہ اس سے بعد میں بات کرنے کا سوچتی اسے اپنے حصار میں لیے وہاں سے اٹھتے ڈائننگ ٹیبل کی جانب چل دی جہاں سارے انھی کے آنے کا انتظار کررہے تھے۔لیزے مزید کسی بھی بات کو بڑھاوا دیے بغیر خاموشی سے ادیان کے ساتھ والی چیئر کھنیچتے وہاں بیٹھ گئی۔ادیان نے اس کے بیٹھتے ہی ماتھے پہ بل لیے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جس کی حرکات صبح سے ہی اسے اچھا خاصا زچ کرچکی تھی وہ اسے مشکوک بھی محسوس ہوئی تھی کیونکہ اس کے ہوش میں ادیان نے جب جب اسے اپنے حصار میں لیا تھا لیزے نے سختی دے جھٹک دیا تھا۔

ناشتے کے دوران بھی وہ ہر وقت اسی کی نظروں کے حصار میں قید تھی وہ جانتی تھی کہ اس کی پرتپش نگاہیں اسے کے چہرے کا طواف کررہی تھی تبھی سختی سے لب بھینچ لیے اور اپنی پلیٹ پہ جھک گئی۔

شاید وہ بھول چکی تھی کہ ایسے لوگ کچھ بھی کرتے ہیں لیکن اپنا کام پورا کر کے چھوڑتے ہیں۔یہ لوگ فقط اپنی ذات کو سب کچھ تسلیم کرلیتے ہیں۔اگر وہ لیزے کو جیتنا چاہتا تھا تو سب سے پہلے ضروری تھاکہ ایک بار پھر اس کا اعتبار بحال کرے۔اسے یہ یقین بخشے کہ وہ سچ میں اس سے محبت کربیٹھا ہے۔وہ محبت میں شاید اس شخص کی انا کو توڑنے کا مصمم ارادہ کر بیٹھی تھی لیکن ناجانے ان دونوں میں سے جیت اب کس کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی۔

لیزے ادیان آپ دونوں ناشتے سے فارغ ہوتے ہی فریش ہوجانا پھر پورا دن شادی کی" "تیاریوں میں وقت نہیں ملنا۔حجاب وغیرہ کی فیملی نے بھی آجانا ہے پھر۔

محرم کی سنجیدہ پکار پہ وہ ادیان تو مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلاگیا البتہ لیزے کا دل کمرے کا جانے کا سن کر ہی بددل ہوگیا تھا۔مازہ بھی ان کی بات پہ ناشتے سے ہاتھ کھینچتی اچاٹ دل کے ساتھ وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی جانب چل دی۔باقی سب نے حیرت سے اس کا یوں اٹھنا محسوس کیا تھا۔مازہ کا دل تو جیسے ہر چیز سے مردہ ہوتا جارہا تھا۔

اپنے کمرے میں آتے ہی وہ پہلے تو کچھ لمحے کھلی کھڑکی کے پار نظریں ٹکائے بیٹھی رہی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کہی سے آجائے۔جب سے اس نے اس کے ساتھ اپنی شادی کا ذکر کیا تھا اس نے ناجانے کیوں مڑ کر بھی دیکھا تھا۔مازہ کے آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے ہاں اس نے خود انکار کیا تھا اسے کہ مزید وہ ایسے چوری چھپے مت آیا کرے کل کو اس کا نکاح ہوجائے گا وہ کسی اور کی دسترس میں چلی جائے گی تو یہ سب گناہ کے زمرے میں آئے گا۔ناجانے کیوں وہ اس کی انتہا کی عادی ہوتی گئی ہے اس کا نرم لمس اس کا اپنائیت بھر رشتہ اس کو سسکی لینے پہ مجبور کرگیا۔

آپ تو کہتے تھے کہ میرا دل آپکو جب بھی شدت سے پکارے گا تو آپ بنا کسی تردد کے" میرے دل کے قریب محسوس ہوگے میں آپکی موجودگی کو محسوس کرپاؤں گی تو آج آپ "کیوں نہیں ہو پاس مجھے وہی لہجہ وہی اپنائیت چاہیے مختصر مجھے آپ چاہیے ہو فالوقت۔

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھپھک پھپھک کر رودی۔شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ خود کو کچھ کرلے وہ اس معاملے میں اس قدر بے بس کیوں ہوگئی کہ اس کیلیے دل کمزور

ہی ہوتا جارہا ہے اور اسی کی طلب کررہا ہے اس طرح تو رائم کے ساتھ غلط کررہی ہو میں دل میں کسی اور کو بسا کر رشتہ ان کے ساتھ کیسے استوار ہوگا۔یا اللہ میری مدد فرما میں ایسا بلکل نہیں چاہتی۔

وہ آسمان کی جانب دیکھتی دل ہی دل میں اللہ سے مخاطب ہوتے التجائیہ انداز میں گویا ہوئی تھی ابھی وہ کسی غیر مرئی نقطے پہ نظریں جمائے اپنی سوچوں کے گرداب میں پھنسی ہوئی تھی معاً کھڑکی پہ کھٹکے کی آواز پہ اس کا دل سرعت سے ڈوب کر ابھرا اس نے آنکھیں میچ کر شدت سے اس کے نہ آنے کی دعا کی وہ جانتی تھی کہ وہ جیسے ہی سامنے آیا وہ اپنے آنسوؤں پہ پل نہیں باندھ پائے گی۔وہ شدید بے بسی کے عالم میں اپنے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔معاً اپنے قریب کسی کی موجودگی وہی مخصوص کلون کی مہک محسوس کرتے اس نے نظریں واں کرنے کی بجائے اس مہک میں گہرا سانس بھرتے جیسے اس کی موجودگی کو اپنے وجود میں اتارا تھا۔کچھ لمحے تو اسے یقین کرنے میں لگے کہ وہ سچ میں اس کے پاس ہے۔پورے تین دن بعد وہ اس کو یہاں اپنے روبرو دیکھ رہی تھی وہ بھی صرف اس کی بھوری آنکھیں جن میں ہمہ وقت ایک

محبت ایک نرمی چھائی ہوتی تھی جس کی مازہ دیوانی تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھیں مسکرائی ہو مازہ کو تو اس کے مسکرانے پہ دل میں آگ ہی لگ گئی۔اسے ہجر دے کر وہ کس قدر پرسکون ہے ویسے تو اظہار کرتا نہیں تھکتے تھے اب جیسے اسے اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑرہا ہو۔وہ سرخ آنکھوں سمیت بے رخی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"کیا ہوا مجھے یاد کررہی تھی۔"

اس کی گھمبیر آواز پہ مازہ کا رواں رواں کانپ اٹھا اب وہ اس کا نرم و نازک ہاتھ تھامتے سہلا رہا تھا مازہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا تو وہ آنکھوں میں محبت سموئے جیسے اس کی توجہ چاہ رہا تھا۔

اور مازہ نے اس کو جھٹلانا تھا تبھی اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑاتے سختی سے اس کی بات کی نفی کی۔

"میرے پاس آپ کو یاد کرنے کے علاوہ بھی دنیا میں بہت کام ہے۔فضول قسم کے کھڑاک پالنے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔اور وہ ویسے بھی بندہ کتا پال لے بلی پال لے لیکن ایسی خوشفہمی بلکل نہ پالے۔"

وہ منہ بنا کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے چیخ کر بولی جواباً اس کا دلکش قہقہہ مازہ کی نے تاب سماعتوں سے ٹکرایا وہ آنکھوں میں چمک لیے اس کی آنکھوں کو ہنستا دیکھ رہی تھی چہرہ تو اس نے آج تک نہیں دکھایا تھا جیسے وہ نظر لگا دے گی۔

"جیسا آپ کا حکم۔ویسے بھی میری زندگی کا حکم میری سر آنکھوں پہ ہوتا ہے۔"

وہ اس کے سامنے سر جھکاتے ایک لمحے میں جیسے اسے معتبر کرگیا تھا مازہ بڑی شان نے گردن اکڑاتے تفاخر سے مسکرادی۔یہ فخر بھی اسی شخص کا بخشا گیا تھا۔ابھی بھی اس کی آنکھوں سے چھلکتا خلوص مازہ کو جھینپنے پہ مجبور کرگیا معاً اس کی بات یاد کرتے چمکتی آنکھوں سمیت پرجوش سی اس کی جانب رخ موڑ کر بیٹھ گئی اور ٹانگوں کو بھی سمیٹ لیا کیونکہ وہ اب اس کے بیڈ پہ پورے حق سے نیم دراز لیٹا اسے نظروں کے

حصار میں لیے ہوئے تھا مازہ کا دل پوری شدت سے دھڑک اٹھا لیکن فلحال اپنا کام نکلوانا تھا تبھی اس کی جانب پوری ہمت کر کے دیکھا۔

"سنیں۔"

اس کی کپکپاتی آواز پہ نقاب کے تلے چھپے اس کے عنابی لب خوشگوار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔مازہ یک ٹک اس کی آنکھوں میں دیکھے گئی اگر اس وقت کوئی اس سے پوچھتا کہ وہ اس چہرے کو کب تک دیکھ سکتی ہے تو وہ بغیر کسی جھجھک کر کہ دیتی پوری زندگی۔

"سنائیں محترمہ۔"

اس کی پرشوخ آواز وہ اپنا حلق تر کرتے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیرتے انہیں نم کیا اب اسے مخاطب کرتو لیا تھا لیکن بات کرنے کی ہمت کیسے کرتی۔

"وہ آج تک آپ نے مجھے اپنا چہرہ کیوں نہیں دکھایا۔"

اس نے ڈرتے ڈرتے اپنی بات مکمل کی تو مقابل نے حیرت سے بھنویں اچکا کر اس کی جانب دیکھا جیسے اس وقت وہ اس سے ایسے سوال کی توقع نہ کررہا ہو۔وہ کیسے بھول گیا تھا

وہ ایسی ہی منہ پھٹ تھی کبھی وقت نہیں دیکھتی تھی بس جو بھی دل میں ہوتا تھا بول ڈالتی تھی۔صاف کھرے دل کی لڑکی اس کے دل کی ملکہ۔

"کیوں میری صورت دیکھ کر کیا کرو گی آپ۔ویسے میں پہلے ہی بتادوں کہ میں خوبصورت بلکل نہیں ہوں۔ابھی جو محبت تمہاری آنکھوں میں مجھے دیکھنے کو ملتی ہے میری شکل دیکھنے کی بعد نہ ملی تو پھر میں تو جیتے جی مرجاؤں گا۔"

اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے مصنوعی بیچارگی سے اسے جتایا تھا۔مازہ نے شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔کیا وہ اسے ایسی لڑکی تصور کررہا تھا۔

"جب محبت کی جاتی ہے نہ تو شکل و صورت کوئی معنی نہیں رکھتی پھر۔وہ ایک بار ہوگئی مطلب ہوگئی باقی سب شے اس کے آگے بے کار ہوتی ہے محبت کے جذبے میں بہت طاقت ہوتی ہے اس میں صرف آپ کو اپنا محبوب ہی دنیا کا حسین ترین شخص لگتا ہے۔"

مازہ نے اسے تفصیلی جواب دیتے ایک سیکنڈ میں اس کی بولتی بند کی تھی۔شاید نہیں یقیناً اسے اس کا یوں اسے غلط سمجھنا پسند نہیں آیا تھا تبھی ناراضگی سے رخ پھیر لیا۔مقابل نے اس کی گہری باتوں پہ ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی تھی۔

اس نے سرعت سے اپنی مضبوط گرفت میں مازہ کا نازک ہاتھ تھامتے کچھ لمحے تو اس کی نرم انگلیوں سے کھیلتا رہا۔ مازہ کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اس نے آنکھیں میچتے اس کی سلگتی ہوئی انگلیوں کا لمس محسوس کیا تھا۔ ابھی وہ اس کے سامنے نہیں تھا تو وہ اس کی توجہ کو ترس رہی تھی لیکن جب وہ اس کے سامنے آچکا تھا تو وہ اس کی پرتپش نظروں کی تاب نہیں لاپارہی تھی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اس نے اپنی انگلی سے بھاری انگلی نکالتے اس کی پتلی سی انگلی کی زینت بنائی تھی مازہ حیرت بھری نگاہوں سے اس کی حرکات کا ملاحظہ کررہی تھی۔ یہ شخص اس کی جان نکالنے کے درپے تھا۔ وہ انگوٹھی اس کی ڈھیلی ہونے کی بدولت اس کی انگلی سے نکلتے اس کی جھولی میں گر گئی تھی۔

"اسے میری یاد کے طور پر سنبھال کر رکھنا ہمیشہ۔"

اس نے گویا اس کی سماعتوں میں صور پھونکا تھا۔ مازہ نے سکتے کی کیفیت میں بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا وہ یہ کیسی باتیں کررہا تھا۔ آنکھیں سرعت سے لبالب پانیوں

سے بھری تھی۔مقابل نے جھکتے عقیدت سے انگلی کے پوروں سے اس کے آنسوؤں کو چنا تھا۔

"لیکن یہ کیوں۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز نکلی تھی۔

تمہاری اب شادی ہونے والی ہے نہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری آنے والی زندگی میں" میری ذات کا نام و نشان بھی رہے۔بس یہ سمجھ لینا تم سے جدا ہوتے ہی میری روح پرواز ہوچکی ہے۔لیکن اگر کبھی بھی زندگی میں ایسا مقام آیا کہ ہمیں روبرو آنے کا موقع ملا "تو تم مجھے اسے میری امانت کے طور پہ لٹادینا۔

اس نے کندھے اچکاتے اپنے سر پہ بندھا سیاہ رومال کسا تو مازہ نے تڑپتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور اس کے مقابل آکھڑی ہوئی اور التجائیہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

پلیز ایسا مت کرو میرے ساتھ۔کہا تھا میں نے سب مرد ایسے ہی ہوتے ہیں پہلے اپنا" عادی بناتے ہیں پھر مطلب پورا ہوتے ہی چھوڑ دیتے ہیں۔چاہے اپنے پیچھے چھوڑے گئے انسان کی جان ہی چلی جائے آپ کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔میں نے تو نہیں بلایا تھا

نہ کہ آپ آئیں اور مجھے اپنا عادی بنائیں میں مرہی تھی مجھے مرنے دیتے لیکن یہ عادی ہونے والی ازیت مت دیتے۔یہ تو محبت سے بھی زیادہ لاعلاج اور جان لیوا بیماری ہے میں رائم سے شادی کیلیے انکار کردیتی ہوں میں کسی دوسرے انسان کے ساتھ غلط نہیں ہونے دوں گی اپنی بدولت۔"

وہ تو جیسے اس کی اچانک بات پہ اپنے حواس کھو رہی تھی تبھی اس کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑتے جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیل رواں تھا۔

"اس سے کیوں شادی سے انکار کرو گی کیا وہ پسند نہیں ہے۔"

اس نے رسان سے اسے مخاطب کیا۔مازہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا اس کی آنکھوں میں ایک تجسس سا تھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے بس میں اپنے دل میں کسی اور کو بسا کر ان کو کیوں برباد کروں آپ کی طرح۔وہ بھی تو مجھے پسند کرتے ہیں۔انہیں لگتا ہے کہ میں ان سے نفرت کرتی ہوں لیکن میں کسی سے نفرت نہیں کرتی بس ان کی اچانک حرکت پہ غصہ ہوگئی تھی اور کوئی بات نہیں میں ان پر سب واضح کردوں گی۔"

وہ جیسے بچوں کی طرح اپنے دل کی تمام باتیں اس کے عیاں کررہی تھی جس کا نام تک اسے معلوم نہیں تھا۔اس کی موجودگی میں وہ جیسے سب کچھ فراموش کرجاتی تھی ابھی وہ سب کچھ بھلائے اپنے دل کے راز بتارہی تھی۔

"لیکن مجھے اب اپنی دنیا میں لوٹنا ہوگا بس میری امانت کو سنبھال کر رکھنا اور یہ مت سمجھنا ہے کہ میں نے تمہیں دھوکا دیا ہے کیا پتہ زندگی کے کسی موڑ پہ کسی اور شناخت کے ساتھ تمہارے روبرو آنے کا موقع ملے تو مجھے پہچاننے میں غلطی نہیں کرنا بس میرے لمس سے میری مہک سے مجھے پہچان لینا۔مجھے ایسا محسوس ہوگا کہ جیسے ہماری محبت کا حق ادا ہوجائے گا۔"

یہ باتیں زہر کی مانند اس کے دل و دماغ میں انڈیلتے وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی ہوا کی جھونکے کی مانند وہاں سے اڑتا چلا گیا جبکہ اس کے جاتے ہی مازہ بے دم سی ہوتی بیڈ پہ ڈھے سی گئی تھی۔آنکھیں بھی رو رو کر اب خشک ہوچکی تھی فلحال اسے اپنی تمام حسیات معطل ہوتی محسوس ہورہی تھی۔اس کی گہری باتیں مازہ کی سمجھ سے باہر تھیں۔معاً دروازے پہ کھٹکا ہونے کی آواز پہ وہ بند دروازے کی سمت متوجہ ہوئی۔

"تم تیار نہیں ہوئی ابھی تک مجھے آفس سے آئے بھی آدھا گھنٹہ ہونے کو ہے۔"
احد مسلسل اسے صوفے پہ بیٹھا دیکھ کھانے سے انصاف کرتا دیکھ اب کی بار جھنجھلا کر بولا تھا۔ کل رات سے جلدی گھر آنا جلدی گھر آنا کی رٹ لگائی ہوئی تھی کہ شاہ ولا جانا ہے اور اب جب وہ تقریباً آدھے گھنٹے سے آیا ہوا تھا تو وہ محترمہ کھانے کا شغل فرما رہی تھی۔ احد نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب پلیٹ سائیڈ ٹیبل پہ رکھتی چپل پیڑوں میں اڑستی کھسیاتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔
ہاں بس جا رہی ہوں۔ تم اب میرے کھانے پہ بھی نظر لگاؤ گے۔ شوہر تو اپنی بیویوں کو" کھاتا دیکھ خوش ہوتے ہیں لیکن یہاں غلطی سے کچھ لے کر بیٹھ جاؤ تو تمہارا تو بس نہیں "چلتا کہ آنکھوں ہی آنکھوں میں نگل ہی جاؤ اسے۔
وہ منہ بسورتے ہوئے بولی تو احد نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔
"اچھا تمہاری ادیان سے بات ہوئی تھی اس بابت۔"

وہ وارڈروب میں گھسی جانے کیلیے کپڑے نکال رہی تھی معاً احد کی مصروف آواز پہ اس کا حلق تک کڑوا ہوگیا۔وہ اسے اب کیا بتاتی کہ جب بھی وہ اس کے کمرے میں جانے کی غلطی کرتی تھی وہ اسے کمرے سے نکالنے پہ تلا ہوتا تھا اس سب میں وہ یہ سب بھی فراموش کرچکا تھا کہ ان کی دوستی کس قدر شدید تھی۔معاً احد کے ایک بار پھر سے پکارنے پہ وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

ہاں گئی تو تھی لیکن وہ شاید اس وقت کسی کام میں مصروف تھا میں آج کروں گی بات"

"اللہ کرے جن بنے بغیر سکون سے سن لے۔

اس نے دانت کچکچاتے ہوئے جیسے اس سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔احد نے اس کے بولنے کے انداز پہ نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔اور اسے ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف دیکھ سر جھٹکتے ہوئے فائل کی سمت متوجہ ہوچکا تھا۔

"احد ایک بات کہو۔"

معاً وہ اس کے سر پہ کھڑے ہوتے بیچارگی سے انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی تو احد نے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ بٹھایا۔اس کے چہرے سے چھلکتی پریشانی اسے بھی تشویش میں

مبتلا کر گئی تھی۔وہ دو تین دنوں سے اس کا رویہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ کس قدر اداس اور پریشان رہتی ہے اور اس نے بھی تو بار بار ایک ہی بات کر کے اسے ہی غلط گردانا تھا تبھی اسے ہمت دینے کی خاطر اس کی پیشانی پہ محبت بھرا بوسہ دیا تو روشی کو کچھ تسلی ہوئی وہ مشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

احد وہ تم بھی میرے ساتھ چلنا ہاں اس سے بات کرنے۔مجھے پوری امید ہے کہ وہ" ایسا ویسا کسی قسم کا برتاؤ نہیں کرے گا۔مجھ سے تو شاید اسے اس قدر شدید نفرت ہو چکی ہے کہ وہ میرے سے بات کرنا تو دور میری شکل دیکھنے کو بھی روادار نہیں ہے۔میں جانتی ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے لیکن وہ تو ایسا اجنبیوں والا رویہ اختیار کیے بیٹھا ہے "جیسے ہمارے درمیان یہ رشتہ ہونے سے پہلے کوئی رشتہ نہیں تھا۔

وہ شادی کے بعد شاید پہلی بار اپنے دل کے حال اس کے عیاں کر رہی تھی۔اپنے دل کے بوجھ ہلکا کر رہی تھی۔احد کو بھی شرمندگی نے آن گھیرا کہنے کو تو وہ اس کی بیوی تھی لیکن شادی کے بعد وہ اپنے ہی کاموں میں اس قدر پھنس چکا تھا کہ اس کی پریشانیوں پہ کان ہی نہیں دھرے۔

انشاءاللہ میں بھی آج تمہارے ساتھ ہی بات کروں گا ادیان سے۔امید ہے کہ سب کچھ" کلئیر کر کے لوٹے ہم آج۔ غلطی دونوں جانب سے ہوئی ہے لیکن اس سب میں پھسی "بیچاری لیزے ہے اس کا تو سرے سے ہی کوئی قصور نہیں تھا نہ۔

احد کی سنجیدہ پرسوچ آواز پہ وہ اثبات میں سر ہلاتے اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔احد نے اس کے گرد محبت بھرا حصار قائم کرتے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھے۔روشانے نے آنکھوں میں محبت کے جگنو لیے اس کی جانب دیکھا تو وہ اس کی نم آنکھوں پہ لب رکھ گیا۔اس کی پیش قدمیاں بڑھتی دیکھ روشانے ہڑبڑا کر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سرعت سے وارڈروب کی سمت بڑھ گئی۔احد اسے ایک نظر دیکھتے قہقہہ لگا اٹھا جو اب گہرے گہرے سانس بھرتی جیسے اپنا تنفس بحال کررہی تھی۔روشی ایک چور نگاہ اس پہ ڈالتے گرے رنگ کا گھٹنوں کو چھوتا فراک جس کے گھیرے میں ایمبرائڈری ہوئی تھی اور ساتھ سیاہ رنگ کا چوری دار پاجامہ لیتے اپنا حلق تر کرتے واشروم میں بند ہوگئی جبکہ اس کے جاتے ہی احد نے پرسکون ہوتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے ایک بار پھر اپنی نگاہیں فائل پہ جمادی تھی۔

آج کی شام شاہ والا کے تمام مکینوں پر خوشیوں کا پیغام لے کر اتری تھی۔بڑوں کے فیصلے کے مطابق منگنی کی بجائے نکاح کو ترجیح دی گئی تھی۔رائم نے ان سب کو پہلے ہی آگاہ کردیا تھا کہ نکاح آپ لوگ کروا رہے ہیں لیکن نکاح کے بعد رخصتی اس کے مطابق طے پائی جائے گی تبھی نکاح کی تقریب سے پہلے مایوں کی تقریب کرنے کو فوقیت دی گئی تھی جس میں گھر کے افراد کی ہی شمولیت شامل تھی۔صبح سے ہی سب اسی تیاریوں میں غلطاں تھے۔کوئی سجاوٹ کا کام دیکھ رہا تھا۔گھر کی عورتیں کچن کے کاموں میں مشغول تھی۔لڑکیوں نے ہلا گلا مچایا ہوا تھا۔سارے کزنز شاہ ہاؤس ہی جمع تھے۔
آج مایوں کی تقریب تھی جو کہ شاہ ولا میں ہی منعقد ہوئی تھی۔لیزے نے تو خان ہاؤس رائم کی جانب سے جانا چاہا تھا لیکن آیت نے سختی سے اسے اپنے سسرال سے ہی آنے کو تلقین کی تھی۔ابھی بھی فہد اور ربان وغیرہ سجاوٹ والوں کے ساتھ لڑیاں لگوانے میں پوری طرح محو تھے ان کی بہن کی شادی کی تقریب بالکل پرفیکٹ کونی چاہیئے ہر ہر کام

اپنی آنکھوں کے سامنے کروا رہے تھے کہ کوئی کمی باقی نہ رہے۔ وہیں امائزہ کا دل ہر چیز سے اچاٹ تھا اسے ناجانے کیوں کسی چیز میں دلچسپی محسوس نہیں ہورہی تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھاکہ سب کے دائرے کے درمیان سے اٹھ کر وہاں سے غائب ہوجائے۔ سب کے سمجھانے پر اس نے رائم سے رشتے کے لئے ہاں ضرور کر دی تھی مگر اب دل نہیں لگ رہا تھا کسی چیز میں۔اس کے دل و دماغ میں بری طرح وہ شخص ہی چھایا ہوا تھا۔اور وہ قطعی ایسا نہیں گناہ کی مرتکب نہیں بننا چاہتی تھی کہ دل میں کوئی اور ہو اور ازدواجی زندگی رائم کے ساتھ شروع کرے۔

جبکہ دوسری جانب آیت کی تمام فیملی بھی یہیں موجود تھی کیونکہ ان دونوں کی مایوں کی رسم ساتھ ہونی تھی تو آپس میں صلاح مشورے کے بعد یہی طے ہوا تھا کہ وہ سب بھی پہلے سے ہی شاہ ولا آجائیں اور تمام تیاریاں یہیں سے ہوں تو کافی حد تک آسانی رہے گی۔اور آیت نے اس معاملے میں بھی لیزے کو سختی سے تنبیہہ کی تھی کہ وہ پوری طرح تمام تیاریوں میں حصہ لے۔ان لوگوں نے یہاں موجود ہوتے ہوئے بھی لڑکے والوں کی طرح ہی مایوں لے کر آنی تھی۔

اسی وجہ سے وہ لوگ صبح سے ہی یہیں موجود تھے ابھی فنکشن میں کچھ وقت باقی تھا تو زمان صاحب اور تحریم بیگم ایک علیحدہ کمرے میں آرام کر رہے تھے کیونکہ فنکشن کچھ لمبا چلنا تھا جبکہ باقی بچے بھی امائزہ کی شادی کی تیاریوں میں جوش و خروش سے حصہ لے رہے تھے گھر کی تمام لڑکیاں تیار ہو رہی تھی جبکہ خواتین بھی تمام کاموں کو ایک نظر دیکھتے اب تیار ہونے کی غرض سے اپنے کمروں کی جانب چل دیں تھی۔

چلو اب آپ سب اپنی تیاری کرو میں بھی بچوں کو کہتی تیار ہونے جاتی ہوں آیت یہ "

"رائم کہاں ہے۔

محرم نے سب کو کہتے ہوئے آیت کو مخاطب کیا جو ڈوپٹہ تہہ کرنے میں مصروف تھی وہ چونک کر محرم کی جانب متوجہ ہوئی۔

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی یا لاعلمی کا اظہار کرتی رائم نے عقب سے آتے انہیں حصار میں لیا اور ان کے سر پہ عقیدت بھرا بوسہ دیا۔ محرم نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا تھا جو اپنی شادی ہونے کے باوجود لاپرواہی سے پینٹ شرٹ زیب تن کیے شہد رنگ بال ماتھے پہ چپکے ہوئے تھے چہرے پہ تھکن عیاں تھی۔ محرم نے تاسف سے

اس کی جانب دیکھتے اس کے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔آیت ان دونوں کے محبت بھرے مظاہرے دیکھ ایک بار پھر اپنے کام میں محو ہو چکی تھی۔

"مجھے یاد کیا اور میں حاضر آپ بولیں پھوپھو کوئی کام تھا اس ناچیز سے۔"

وہ مسکراتے ہوئے شرارت سے گویا ہوا تو محرم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

یہاں کسی اور کی شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں ناں اس لئے یاد کر رہی تھیں کہ گھر" کے کام آپ نے کرنے ہیں۔کہاں غائب تھے حالت دیکھیں اپنی کہی سے بھی ایسا "محسوس نہیں ہو رہا کہ جناب کی مایوں ہے آج۔

محرم نے ناراضگی کا مکمل اظہار کرتے اس کے حلیے کو دیکھتے اسے نشانہ بنایا تو وہ خجل سا ہوتا سر کے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔

ارے بس ہاسپٹل گیا تھا ایک کام کی وجہ سے اب آگیا ہوں ناں ناراض تو مت" ہوں۔بس کمرے میں فریش ہونے ہی جا رہا ہوں۔آپ پلیز ایک کپ چائے تو پلا دیں آپکے "ہاتھ کی۔

رائم نے انھیں مناتے ہوئے عاجزانہ لہجے میں انھیں مخاطب کیا تو وہ سر جھٹکتے ہوئے مسکرا دیں اور اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا اب جلدی سے جا کر تیار ہو جاؤ سارا سامان سب کچھ ریڈی رکھا ہے فہیم کے روم میں وہ بھی وہیں ہے جلدی سے ریڈی ہو اور جلدی سے واپس آجاؤ۔"

آیت نے سنجیدگی سے سارا سامان سمیٹتے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ پرسوچ نگاہوں سے انھیں دیکھتے اثبات میں سر ہلا گیا۔وہ سب کس قدر خوش ہیں اسے یہ دیکھ کر ہی عجیب سی گھٹن ہورہی تھی اور جس کے ساتھ اس کی شادی انجام پانی تھی وہ ناجانے کیا فضول سوچیں اس کے متعلق اپنے دماغ میں لارہی ہوگی۔رائم نے جھرجھری لیتے اس کا تھپڑ یاد کیا تھا۔وہ تو اسے بلکل بھی پسند نہیں کرتی تھی مگر ناجانے کیوں اس نے اس رشتے کیلیے حامی بھرلی تھی۔رشتے ہونے کے بعد سے اب تک ایک بار بھی اس کا مازہ سے سامنا نہیں ہوا تھا جس سے اسے مازہ کے ردِ عمل کا اندازہ ہوپاتا۔

"چلو اب جلدی جاؤ میں نہیں چاہتی میری چاند سے بیٹی کے ساتھ ایسا گندا انسان بیٹھے اور سب کہے کہ حور کے ساتھ لنگور والا سین ہوگیا یہ۔"

عزہ جو ابھی ابھی وہی لاؤنج میں آئی تھی ان کی باتوں کا ملاحظہ کرتے شرارت آمیز لہجے میں گویا ہوئی تو ان کی بات پہ رائم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

ان کے کہنے پر وہ مسکراتا سر ہلاتا زینوں کی جانب بڑھ گیا تو باقی سب نے بھی اپنے کمرے کی جانب جانے میں ہی عافیت جانی۔

"فرصت مل گئی موصوف کو اپنی شادی میں شرکت کے لئے۔"

فہیم نے رائم کو کمرے میں آتا دیکھ کر تنک کر کہا۔ صبح سے ہی عفان شاہ نے اسے رائم کی چیزوں کا خیال کرنے کیلیے گھن چکر بنادیا تھا اب وہ بھی اس سب سے اچھا خاصہ جھنجھنا اٹھا تھا تبھی اکتاہٹ بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

شکر کرو مجھے فرصت نصیب ہوئی ورنہ کیا پتہ تمہیں بھی میرے ساتھ ہی اس پھانسی" "کے ھھندے پہ لٹکا دیتے۔

رائم نے موقع کی مناسبت کے لحاظ سے وارڈروب میں لگا اپنا ڈریس دیکھتے چٹکلہ چھوڑا تو فہیم ان کی بات پہ اسے ڈھنگ سے گھور بھی نہ سکا۔

"خدا کی پناہ رائم بھائی ابھی اتنے اچھے دن نہیں آلے ئے کہ کوئی مجھے جیسے کھوٹ بھرے انسان کو اپنی لڑکی دے نا ہی مجھے خود سے ایسی کوئی امیدیں وابستہ ہیں۔"

وہ اس کی بات پہ کچھ لمحے کو کچھ بول نہ پایا لیکن جب اسے مخاطب کیا تو لہجہ حد درجہ تلخی لیے ہوئے تھا جو رائم کے ساتھ ساتھ دروازے پہ ایستادہ ادیان کو بھی ایک لمحے کیلیے سن کرگیا۔ان دونوں کو حقیقتاً پریشانی ہوئی تھی کہ وہ خود کو لے کر اس قدر ناامید کیوں ہے۔

"ویسے ایسی ناامیدی بھری باتیں کرتے ہوئے شرم بلکل نہیں آتی آپکو فہیم۔میں کسی سے بھی ایسی باتیں توقع کرسکتا ہو ماسوائے آپکے۔آئندہ ایسی کوئی بھی بات کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ میں لحاظ بلکل نہیں کروں گا۔"

معاً ادیان جو کمرے کے دروازے پہ کھڑا تھا سر جھٹکتے سپاٹ چہرے سمیت کمرے میں داخل ہوا اور رسان سے اسے سمجھانا ضروری سمجھا فہیم ان کی بات پہ ایک سرد آہ خارج کرکے رہ گیا جبکہ رائم نے دانت کچکچاتے ہوئے اسے دیکھا ایک بار پھت صائم خان سے

ہوئی درگت ذہن کے پردوں میں اجاگر ہوئی تھی مگر فلحال وہ فہیم کے معاملے میں اس کی بات سے متفق تھا۔

"بھائی جتنے مرضی بہلاوے دے لے کوئی بھی اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔"

وہ کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے گویا ہوا تو ادیان اور رائم نے تاسف سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

تمہاری کلاس تو ہم بعد میں لیتے ہیں فلحال وقت کی کمی ہے ہمارے پاس اس لئے چلو" "اب میں تیار ہو جاؤں ورنہ دیری ہوجائیگی اور سب کی صلواتیں الگ سننے پڑے گی۔

رائم کی بات پہ ان دونوں نے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا ادیان ان دونوں کو الوداعی کلمات کہتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ فہیم بھی اب وارڈروب میں گھسا کچھ تلاش کررہا تھا۔

رائم نے ایک نظر بیڈ پر رکھے اپنے واٹ کلر کے کڑکڑاتے شلوار قمیض پہ ایک نگاہ ڈالی۔ جس کے ساتھ گرین اور ییلو کامبینیشن کی چنری تھی۔

میں بس تیار ہی ہوں بھائی ہم نے کون سے میک اپ کرنے ہیں آپ جائیں تیار ہوجائیں ویسے بھی آپ سے توقع کی جاسکتی ہے کیونکہ دلہوں کو بھی تو سرخی پاؤڈر لگایا جاتا ہے۔"

فہیم نے سنجیدگی سے کہتے آخر میں مسخرے پن سے کہا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے برش کی مدد سے اپنے بال سنوارنے لگا۔اپنی کلائی میں گھڑی پہنتے اس نے ایک تنقیدی نگاہ خود پہ ڈالی جو بھورے رنگ کی کرتا شلوار ساتھ ہم رنگ ہی چنری لیے نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیا ہوا تھا۔آخر میں خود پر پرفیوم چھڑکتے وہ پوری طرح تیار ہوتے ریلیکس انداز میں ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے فون لے کر سامنے صوفے پر بیٹھ گیا معاً ایکدم ٹانگ میں ٹیس اٹھنے کی بدولت وہ واپس نیچے کرگیا۔

ڈاکٹر کے ساتھ اس کی اپوائنمنٹ کا یاد آتے ایک مرتبہ تاریخ کنگھالی تو چہرے پہ ایک تاریک سایہ لہرایا۔ دن گزر جانے پہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا کیونکہ ڈاکٹر کی خاص تاکید تھی کہ اس معاملے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے اگر وہ بہتری چاہتا ہے تو اس

کیلیے ریگولر چیک اپ لازم ہے لیکن ان سب تیاریوں میں خود کو ایک بار پھر وہ سرے سے ہی فراموش کرچکا تھا۔ ابھی اسے بیٹھے کچھ لمحے ہی گزرے تھے کہ واشروم کے دروازے پہ کھٹکے کے ساتھ ہی وہاں سے رائم باہر آیا اور تولیے سے اپنے بال رگڑتا آئینے کے سامنے کھڑا ہوتے خود پہ تفصیلی نگاہ دوڑانے لگا۔

ارے اتنے پیارے لگ رہے ہیں بھائی ماشاءاللہ بلکل نئے نویلے دلہے کی مانند"

"لشکارے مار رہے ہیں۔ چلیں جلدی کر لیں پھر چلتے ہیں نیچے۔

فہیم نے ایک بھرپور نگاہ اس پہ ڈالتے دل سے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو وہ دھیمے سے مسکراتے اثبات میں سر ہلاتا برش اور جیل کی مدد سے اپنے شہد رنگ بالوں کو ترتیب دینے لگا۔اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی اس نے خود پہ مخصوص برینڈ ارمانی کا پرفیوم سپرے کیا اور پیروں میں کھسہ اڑستے ایک بھرپور نظر خود پر ڈالتا فہیم کو اشارہ کرتے اس کے تقلید میں نیچے کی جانب چل دیا۔

ادیان وہاں سے نکلتے ہی جوں ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا لیزے آئینے کے سامنے کھڑی اپنا کتھئی رنگ کا ڈوپٹہ پن کی مدد سے سیٹ کرنے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہی

تھی۔ادیان چمکتی آنکھوں سمیت مسکراتے ہوئے عین اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا تو آئینے میں ان دونوں کا عکس ایک ساتھ ابھرا تھا۔اس نے ایک بھرپور محبت بھری نگاہ لیزے پہ ڈالی تھی جو اب مکمل طور پہ اس کے ساتھ منسوب تو ہو چکی تھی لیکن اس دن کے بعد کوئی نہ کوئی خلش تو تھی ان کے درمیان جو ادیان کو بے تحاشہ کھٹک رہی تھی اس نے بارہا بار اس سے جاننے کی کوشش کی تھی لیکن لیزے نے نظراندازی میں ٹھیک طرح سے جواب دینا بھی گوارا نہیں کیا تھا اس کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ پہلے وہ چاہتی تھی اسے لیزے کی قدر ہو وہ اس سے معافی مانگے لیکن جب وہ یہ سب کام کر چکا ہے تو اب بھی لیزے کا لئے رویہ کہی نہ کہی اس کے غصے کو ہوا دے رہا تھا لیکن اس کا سجنا سنورنا دیکھ اس کا غصہ جھاگ کی مانند سرعت سے بیٹھ گیا تھا جو گولڈن کلر کی شارٹ کرتی پہنے ساتھ نیوی بلیو کلر کا لہنگا پہنے جس پہ گولڈن رنگ کا تلک کا کام ہوا تھا ایک شانے پہ موتیوں سے جڑا کتھئی رنگ کا ڈوپٹہ سیٹ کیے ماتھا پٹی لگائے لہنگے کی مناسبت کے لحاظ سے ہلکی سی جیولری پہنے،ہلکے پھلکے میک اپ میں سنگھار میز کے سامنے کھڑی اسے بے تحاشہ حسین لگی تھی۔اس کی پشت پہ لٹکتی چٹیاں پہ لگے پھولوں نے اس کی توجہ

اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔وہ لو دیتی نگاہوں سے یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔خود پہ کسی کی نگاہوں کی تپش کا احساس تھا کہ اس نے جھٹکے سے گردن ترچھی کرتے اپنے عقب میں دیکھا تھا جس کے نتیجے میں اس کے کانوں میں پہنے ہم رنگ آویزوں نے بھی اس کی صراحی دار گردن کو چھوتے اپنی بہار دکھائی تھی۔ادیان کو اس جھمکے سے بھی اس لمحے نفرت حسوس ہوئی تھی۔ادیان نے ہولے سے اس کے آویزے کو چھوا تھا لیزے جو اس کے آنے کا نوٹس ہی نہیں لے پائی تھی اب اس کی موجودگی سے کچھ خوفزدہ ضرور ہوگئی تھی۔اسکا بے باک انداز اس کے وجود میں سرسراہٹ پیدا کردیا کیونکہ جب جب اس کے سامنے آتی تھی ادیان شاید خود پہ قابو نہیں کرپاتا تھا۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا خوف محسوس کرتے ادیان نے حیرت سے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ لیزے۔"

ادیان نے اچھنبے سے اس سے پوچھتے اس کے گال پہ ہاتھ رکھنا چاہا لیکن ایک بار پھر اس سے بے نیازی برتتے وہ جیولری بوکس سے چوڑیاں نکالتے اپنی کلائی کی زینت بنارہی تھی۔ادیان کی آنکھوں میں اس کی بے رخی پہ سرد پن عود آیا اس کی آج پھر وہی حرکت

پہ۔وہ جتنا اس کے ساتھ دوستانہ رویہ اختیار کرنا چاہتا تھا وہ اتنا ہی اسے سرد و سپاٹ رویہ اختیار کیے ہوئے تھی یہاں تک کہ ادیان نے اس کی آنکھوں میں ناگواری تک محسوس کی تھی اور یہی چیز ادیان کے اشتعال میں اضافے کا سبب بن رہی تھی۔

لیزے یہ کس طرح کا رویہ تم نے میرے ساتھ اختیار کیا ہوا ہے پہلے تم ہی کہتی تھی" کہ میرا رویہ تمہارے ساتھ اکھڑ ہوتا ہے میں غلط طریقے سے تمہیں مخاطب کرتا ہوں تمہیں روز ایک نئی اذیت دیتا ہوں لیکن آج جب میں تم سے معافی طلب کرکے جو میں نے آج تک کسی سے نہیں کی میرا سر ہمیشہ میرے اللہ یا میرے ماں باپ کے بعد تمہارے سامنے جھکا ہے مائنڈ اٹ اور وہ بھی اسی لیے کیونکہ مجھے یہاں اندازہ تھا کہ جلدبازی میں غلط رویہ اختیار کرگیا لیکن اب یہ تمہارا روڈ رویہ کیوں مجھے بلکل بھی سمجھ نہیں آرہا۔"

ادیان نے سختی سے اسے باور کراتے آخر میں تھک ہار کر جیسے اکتا کر کہا تھا جیسے وہ بھی اب اس سب میں اچھا خاصہ تنگ آچکا ہو اسے بھی اب سکون چاہیے تھا لیکن فلحال شاید اس کی قسمت میں بے سکونی لکھ دی گئی تھی۔ لیزے نے اس کی بات پہ لب سختی سے آپس میں پیوست کرلیے تھے۔ادیان نے ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے

جیسے خود پہ ضبط کیا تھا۔یہ لڑکی ازل سے ہی اس کا ضبط آزمانے کے چکروں میں تھی۔کبھی جو پہلی بار میں اس کی بات کا جواب دے دے۔

لیزے میں شاید تم سے مخاطب ہوں میرا نہیں خیال کے تمہارے سوا یہاں کوئی زی" "روح موجود ہے۔

ادیان نے مشکل اپنے اکھڑ انداز پہ قابو پاتے لہو رنگ ہوتی آنکھوں سے اسے گھورا تھا اس کی بات پہ لیزے تلخی سے ہنس دی تھی اور دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کی جانب رخ کرگئی۔جس سے چوڑیوں کا ارتعاش کمرے کی خاموش فضا میں ایک عجیب سا احساس پیدا کرگیا تھا۔ایک خوبصورت لمحی کچھ لمحوں کیلیے ان دونوں کے درمیان حائل ہوا تھا جسے دوسرے ہی لمحے لیزے نے جھٹکے سے چکنا چور کیا تھا اور کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

یہ آپ کیلیے آسان ہوگا کہ اس قدر تلخ رویہ اختیار کرنے کے بعد آپ اس قدر سکون سے" معافی مانگے اور اگلا انسان معاف کردے سب کچھ فراموش کرجائے جانتی ہوں میرے

دل میں آپ کیلیے جذبات احساسات بہت پختہ ہے لیکن مجھے میری عزت بھی بہت "پیاری ہے لیکن آپ نے وہ بھی چھین۔

اس سے پہلے کہ وہ قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورتی اپنی بات مکمل کرتی ادیان نے سختی سے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اسے ٹوک دیا تھا اسے تو ایک لمحے کیلیے سکتہ ہی ہوگیا تھا۔اب کی بار لیزے نے ایک تیز دھاڑ سے اس کی غیرت پہ وار کیا تھا وہ بیتی رات کو کیسے ایک زبردستی کا نام دے سکتی تھی۔وہ بھی اسے ان مردوں میں شمار کررہی تھی جو فقط اپنے نفس کی تسکین کیلیے کچھ لمحے کیلیے سب کچھ فراموش کرچکا تھا اور اس کے وجود پہ برتری حاصل کرچکا تھا۔

نہیں لیزے بس تم نے جو بولنا تھا وہ بول چکی ہو۔ہر قسم کی خامی مجھ میں ہوگی میں" مانتا ہوں لیکن یہ بات میرے لیے کبھی بھی ضبط کے زمرے میں نہیں آئے گی۔ میری ایک بات یاد رکھنا میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں جو جذبات کی رو میں بہکتے کوئی ایسا انتہائی قدم اٹھالوں۔ اس بات پہ میں تمہارے ساتھ سخت رویہ بھی اختیار کرسکتا تھا لیکن نہیں تم نے یہ بات کرکے آج خود ہی سب کچھ ختم کیا ہے میں تو یہی سوچ کر

پریشان ہوں کہ تم اس سب کو جذبادیت کا نام دے رہی ہو حالانکہ یہ بات تمہیں بھی اچھے سے ازبر ہے کہ ہم دونوں کی رضامندی اس چیز میں شامل تھی۔چاہے پہلے تم ناراض تھی ہاں میں زبردستی تمہیں اس ہوٹل میں لے کر گیا لیکن اس کے بعد ہمارے درمیان جو رشتہ استوار ہوا وہ ہم دونوں کی رضامندی سے ہوا تم کوئی ٹو کلاس کی بچی نہیں ہو جسے ایک کام کہا جائے اور تم بغیر کسی تردد کے اس پہ عمل کرتی جاؤ اپنا اچھا برا جانتی ہو۔ بہت اچھے سے جانتی ہو تبھی مجھے خاموشی کی مار مارنا چاہتی ہو خیر تمہیں جو بہتر لگتا ہے اب تم وہ کرو مجھے جو بہتر لگے گا میں وہ کروں گا۔میرے لیے اپنی خاموشی اور اس روکھے انداز کو سزا منتخب کیا ہے نہ تم نے تو مجھے منظور ہے۔تمہارے اعصابوں پہ یہ بات بھی شاید ناگوار گزرے لیکن مجھے بار بار جھکنا بلکل نہیں پسند۔اس دن معافی میں نے پورے دل سے طلب کی تھی لیکن شاید میری کوتاہی معافی کے قابل نہیں ہے۔"
وہ خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتا سپاٹ انداز میں بولتا وارڈروب سے اپنا کتھئی رنگ کا کرتا شلوار نکالتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا واشروم کی سمت بڑھ گیا جبکہ لیزے اب سن دماغ کے ساتھ اس کی چوڑی پشت کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں ناجانے کیوں ایک درد رقم

تھا اور لیزے کیلیے یہی بات حیران کن تھی۔معاً پھر اپنا سر جھٹکتے مازہ کی تیاری کا سوچتے اس کے کمرے کی جانب چل دی۔

"مازہ تیار ہو گئی۔"

علیزے عجلت میں بولتی اس کے کمرے میں دروازہ کھولتے اندر داخل ہوتے ہوئے بولی تو اندر موجود انابی اور مازہ نے چونک کر اس کی آواز کے تعاقب میں دیکھا۔

"ہاں بس اب یہ دوپٹہ سیٹ کرنا ہے لیزو یہ تم کر دو باقی مازہ مکمل طور پہ تیار ہے۔"

انابیہ نے جواب دیتے پلٹ کر اسے دیکھا اور دل ہی دل میں ماشااللہ کہتے اسے مخاطب کیا۔

آہاں ماشاءاللہ بھئی لوگ تو غضب ڈھا رہے ہیں اب اندازہ ہوا کہ تم اتنی دیر سے کیوں" "آئی ہو یہاں۔

وہ شرارت آمیز لہجے میں بولی۔اس کی ذو معنی بات پہ پہلے پہل تو علیزے کے گال بے ساختہ سرخ ہوئے لیکن پھر ادیان کا رویہ یاد کرتے اس کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے۔دل ناجانے کیوں ایکدم اداس ہوا تھا۔

"تم چپ کرو اور چلو نیچے اب۔"

لیزے نے اس کی بات کا اثر زائل کرتے ہوئے اسے گھورتے ہوئے بولتے اس کے ہاتھ سے ڈوپٹہ پکڑا اور مازہ کے شانے پہ رکھتی دوپٹہ سیٹ کرنے لگی جو مایوں کی مناسبت سے پیلے اور ہرے رنگ کے امتزاج کا خوبصورت سا لہنگا زیبِ تن کیئے نازک موتیے کے پھولوں کی جیولری پہنے سادگی میں بھی بہت حسین لگ رہی تھی۔اس نے مایوں کی تقریب کا سوچتے ہلکا ہلکا میک کرنے کو ہی ترجیح دی تھی۔آنکھوں میں کاجل کی ایک دھار ڈالے جس سے اس کی بڑی بڑی آنکھیں مزید دو آتشہ ہوگئی تھی۔بھرے بھرے لبوں پہ گلابی رنگ کی لپ سٹک الگ بہار دکھارہی تھی۔انابی انہیں ایک نظر ڈوپٹہ سیٹ کرنے میں محو دیکھ مازہ کیلیے ہم رنگ چوڑیاں نکالنے لگی۔اس دوران مازہ بلکل خاموش تماشائی بنی خالی خالی نگاہوں سے اپنے کمرے میں بنی ہوئی کھڑکی کو دیکھ رہی تھی

جس کے پٹ ناجانے آج اس نے کیا سوچتے خود ہی کھلے رکھے تھے لیکن جس کے آنے کا انتظار تھا وہ تو آیا ہی نہیں تھا۔وہ شاید سچ میں اسے دوبارہ پرانی مازہ بنانے آیا تھا لیکن وہ تھا کون۔یہی سوال اسے پاگل کرنے کے در پے تھا۔اس کی رنگ کا خیال آتے ہی اس نے بے ساختہ اپنی انگلی کو دیکھا لیکن وہاں وہ موجود نہیں تھی اس کا دل دھک سے رہ گیا۔معاً یاد آنے پہ وہ جیولری باکس میں رنگ کنگھالنے لگی جو کچھ لمحوں کی کوششوں کے بعد اسے مل بھی گئی۔اس نے ایک چور نگاہ لیزے اور انابی پہ ڈالی جو اپنے کام میں بری طرح غرق تھی۔اس نے عجلت میں ایک لاکٹ کی چین نکالتے اس میں وہ رنگ ڈالی اور سرعت سے اسے اپنی گردن کی زینت بناتے ایک بار پھر ڈوپٹہ سیٹ کرلیا۔اب وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود پہ ایک تفصیلی نگاہ ڈال رہی تھی معاً اس کی نگاہ اپنے کندھے تک آتے بالوں پہ ٹھٹھک کر رکی۔آنکھوں میں ایک بار پھر آنسو جھلملانے لگے۔

تیار ہوتے ہوئے بھی اپنے سنہری بالوں پر نظر پڑتے وہ بے تحاشہ روئی تھی کتنی محبت سے اس نے اپنے بالوں جو بڑا کیا تھا۔کتنی محبت تھی اپنے بالوں سے۔ہمیشہ ایسا ہی کیوں ہوتا ہے جس سے آپ کو محبت ہوتی ہے وہ یا تو آپ کو چھوڑ جاتا ہے یا وہ چیز آپ

سے چھین لی جاتی ہے۔ اسے پھر بہت مشکل سے خود پر ضبط کرتے مکمل طور پر تیار ہوئی تھی کہ سب بار بار دیر ہونے کا کہہ رہے تھے۔

وہ ان دونوں کے متوجہ ہونے سے پہلے ہی اپنے آنسو انگلی کے پوروں کی مدد سے صاف کرگئی۔

"چلو یہ ہوگیا بھابھی جی چلیں نیچے۔"

علیزے نے مسکراتے ہوئے امائزہ کا رخ اپنی جانب کیا اور ایک تفصیلی نگاہ اس پہ ڈالی۔وہ اپنے بھائی کیلیے بے تحاشہ خوش تھی کہ اس کی زندگی میں مازہ جیسی لڑکی آرہی ہے۔اسے اس سے بڑھ کر کیا چاہیے تھا۔یہی سب سوچتے وہ محبت سے اس کا گال چوم گئی۔

اس کے یوں دیکھنے پر وہ جواباً مسکرا بھی نہ سکی تھی ابھی وہ تینوں اپنی باتوں میں مصروف تھی معاً کچھ دیر بعد جب آیت نے کمرے میں آکر ان تینوں کو اطلاع دی تھی اور محبت سے ان تینوں کو دیکھتے نظر اتاری تھی۔آیت کے اطلاع دینے پہ کہ

محرم انہیں نیچے بلا رہی ہیں تو وہ لوگ بھی مازہ کو ساتھ لئے نیچے کی جانب چل دیں۔ مازہ کے ایک جانب لیزے اور دوسری جانب انابی تھی۔ آیت ان دونوں سے پہلے ہی کچھ سامان لیتے نیچے کی جانب اتر چکی تھی۔

نیچے پہنچتے ہی لان میں ہوئی سجاوٹ دیکھتے ان سب کے منہ سے بے ساختہ واؤ نکلا تھا۔ ان سب کی آنکھیں ستائشی انداز میں جگمگ کر رہی تھی۔ سجایا ہی ایسا گیا تھا کہ دیکھنے والا مبہوت رہ جائے۔ مایوں کے لحاظ سے تمام سجاوٹ گلابی پیلے گیندے کے پھولوں سے کی گئی تھی رنگ برنگی لڑیاں اور برقی قمقمے ماحول کو مزید حسین بنا رہے تھے۔

وہ لوگ جیسے ہی لان میں پہنچے تو سامنے ہی سب لوگ موجود تھے۔ محرم نے آگے ہوتے ان سب کی نظر اتاری اور ان سب کے اوپر سے پیسے وار کر ملازمہ کو دیئے اور مازہ کو اپنے حصار میں لئے ان سب کے ساتھ ہی اسٹیج کی جانب بڑھ دیں جو موتیے اور چمبیلی کے پھولوں سے سجایا گیا تھا اور اس کے بیچ جھولا موجود تھا جس پر رائم پہلے سے براجمان تھا مازہ کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ اس کا چہرہ یکدم ہی سنجیدہ ہوا تھا۔ تاثرات بھی پتھریلے ہو چکے تھے۔ اس دن والا واقعہ وہ بھولا نہیں تھا نہ ہی وہ بھول پا رہا تھا اور پھر گھر

والوں کی خوشی کے لئے شادی پر رضامند تو تھا مگر دل و دماغ میں اس دن کی بات اب بھی گردش کر رہی تھی۔اس دن جو کچھ بھی ہوا تھا وہ اس کیلیے بلکل ہی غیر متوقع تھا۔وہ ابھی انھی سب سوچوں کے گرداب میں پھنسا ہوا تھا معاً فہد کی آواز نے اپنی جانب متوجہ کیا وہ چونک کر سر کے بال ہاتھوں سے پیچھے دھکیلتے بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

رائم بھائی اپنی ہونے والی بیگم کی جانب ہاتھ بڑھانا ہے کوئی اور نہیں آئے گا انہیں" "تھامنے۔

وہ شرارت آمیز لہجے میں بائیں آنکھ دباتے ہوئے گویا ہوا تو رائم اس کی بات پہ سر جھٹکتے ہوضے تلخی سے مسکراتے ہوئے جھولے سے اٹھ کھڑا ہوا اور ایک گہری نگاہ اپنی جانب آتی مازہ پہ ڈالی جو پھولوں کا زیور پہنے خود بھی پھول ہی محسوس ہورہی تھی۔اس نے سب کی موجودگی کا احساس کرتے اپنی مضبوط چوڑی ہتھیلی اس کی جانب بڑھائی تھی لیکن مازہ نے ردِ عمل کوئی ظاہر نہیں کیا۔ادیان کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی.باقی سب بھی پریشان ہوچکے تھے ادیان نے نیچے جھکتے اس کا ہاتھ تھام کر رائم کے ہاتھ پہ رکھا تھا تو وہ

چونک کر انہیں دیکھنے لگی لیکن سب کو اپنی جانب متوجہ پا کر خجل سی ہوگئی۔شدت سے جی چاہا کہ شرمندگی کے مارے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔رائم نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامتے مازہ کو اوپر چڑھنے میں مدد کی اور اسے بٹھاتے ساتھ ہی جھولے پر کچھ دوری پر براجمان ہوا تھا چہرے پر ہنوز سنجیدگی قائم تھی۔باقی کزنز آگے پیچھے کھڑے ہلا گلہ کرنے میں مصروف تھے۔

"مازہ آپکی بھی شادی ہوگئی۔میرے ساتھ دھوکا کیا ان سب حسیناؤں نے۔اب میرا کیا ہوگا کالیا۔"

ربان کی دہائی دینے والے انداز پہ حجاب نے اس کا کان پکڑ کر مروڑا اور تنک کر اس کی جانب دیکھا جس کو آج کل شادی کا کچھ زیادہ ہی شوق چڑھا ہوا تھا۔

"پہلے پوری طرح زمین سے تو نکل آؤ پتر پھر شادی بھی کرا لینا۔"

عفان شاہ نے طنزیہ انداز میں اس کی جانب دیکھتے اس کی کلاس لی تو وہ کھسیاتے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔باقی سب اس کی درگت بنتے دیکھ قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔اس دوران لیزے کی نگاہ اچانک ہی ادیان کی جانب اٹھی تھی جو رائم کے ساتھ ہی براجمان اسی کی

جانب دیکھ رہا تھا وہ اس کی پرتپش گہری نگاہیں اس پہ محسوس کرتے سٹپٹا گئی اور سرعت سے اپنا سرخ ہوتا چہرہ ساتھ بیٹھی روشی کی جانب موڑ گئی۔اس کی نگاہیں ہمیشہ کی طرح اسے لرزنے پہ مجبور کررہی تھی۔وہ اپنا حلق تر کرتے اپنے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیر گئی۔ادیان نے کندھے جھٹکتے اپنا رخ اذلان شاہ کی جانب موڑا جو سنجیدگی سے اس سے کسی متعلق بات کررہے تھے اس نے بھی اپنی توجہ ذہن لیزے سے ہٹاتے اذلان شاہ کی جانب لگادیا۔

ان کے بیٹھتے ہی گھر کے بڑوں نے آکر رسم کا آغاز کیا کیونکہ زمان صاحب اور تحریم بیگم اونچائی پر نہیں چڑھ سکتے تھے تو اسٹیج پر آنے سے پہلے ہی وہ نیچے صوفے پر ان دونوں سے ملتے ہوئے اوپر کی جانب آئے تھے اب محرم اور ازلان شاہ سب سے پہلے آگے بڑھے محرم نے ان دونوں کے گالوں پر معمولی سی ہلدی لگاتے رسم کی شروعات کی تھی اور ان دونوں کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیا تھا۔رائم تو ویسے بھی انہیں اپنی جان سے پیارا تھا اور مازہ ان کی بیٹی۔ان دونوں کو اس رشتے میں جڑنے پہ سب ہی بے تحاشہ

خوش تھے جبکہ ازلان شاہ نے ان دونوں کے سر پر ہاتھ رکھتے پیار دیا۔ان کی آنکھیں اپنی جان سے پیاری بیٹی کو خود سے دور کرنے پہ بے ساختہ نم ہوئی تھی۔

"ڈیڈ۔"

مازہ ان کی آنکھوں میں نمی دیکھتے تڑپ ہی تو گئی تھی۔ تبھی رندھے لہجے میں بولتے بے ساختہ ان کے سینے سے لگی تھی۔

بس بس بھوتنی رونا نہیں کہی رائم بھائی یہی بیٹھے بیٹھے شادی سے انکار نہ کردے تمہارا" "میک اپ جو اتر جائے گا۔

فہد نے ان سب کا موڈ بحال کرنے کی خاطر مسخرے پن میں چٹخلہ چھوڑا تو وہ سب نم آنکھوں سمیت ہنس دیے۔

اس کے بعد ہی باقی سب بھی ایک ایک کر کے رسم کے لئے بڑھتے گئے۔تقریب زور و شور سے جاری تھی۔اذلان شاہ کے آفس کے کچھ لوگ موجود تھے۔صائم خان نے بھی اپنے کچھ قریبی رشتہ داروں کو بلوایا تھا۔سب خوشگوار انداز میں بیٹھے رسم سے لطف اندوز ہورہے تھے۔

آیت اور صائم نے مسکراتے ہوئے رسم کی تھی۔صائم خان نے مازہ کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیتے بے ساختہ ان دونوں کی نظر اتاری تھی جن کی جوڑی آپس میں جچ رہی تھی جبکہ عفان شاہ ہمیشہ کی طرح شوخی سے کچھ نہ کچھ کہہ کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیر گئے تھے۔

کھول لو منہ بیٹا جیسے معمول میں کھولتی ہو۔کھانا کھاتے ہوئے تو رائم یہ چمچ ایک طرف", رکھ کے ہاتھوں سے کھاتی ہے۔پوری جنگلیوں کی طرح۔اب دیکھو کیسے اتنا سا منہ کھول رہی ہے لو بتاؤ ہم تمہیں جانتے نہیں کیا۔"

عفان شاہ اس کا ذرا سا منہ کھولنے پہ چوٹ کرتے ہوئے گویا ہوئے تو وہاں قہقہوں کا طوفان امنڈ پڑا جبکہ مازہ نے انہیں دیکھتے بے ساختہ دانت پیسے۔رائم ان کی بات پہ دھیمے سے مسکراتے سر جھٹک گیا۔

پھپھا کچھ لوگوں کو کھانے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا۔شاید یہ بھی انہی سب میں سے ایک ہے۔"

وہ بظاہر تو ہنستے ہوئے کاٹ دار لہجے میں بولا تھا لیکن اس کے لہجے میں جو چبھن تھی وہ کسی نے محسوس کی ہو یا نہیں لیکن مازہ نے ضرور محسوس کی تھی تبھی کپکپاتے ہاتھ سختی سے آپس میں پیوست کرگئی۔رائم نے ایک تمسخر اڑاتی نگاہ اس پہ ڈالی جو اب بے چین دکھائی دے رہی تھی۔اس کے وجود سے آتی ابٹن کی ملی جلی مہک نے ایک لمحے کیلیے اسے سب کچھ بھلاتے اس کے حواس جکڑے تھے۔وہ.والہانہ انداز میں اس کی کپکپاتی پلکوں کو دیکھ رہا تھا۔جو سرخ ہوتے عارض پہ جھکی ہوئی تھی۔اس کے دیکھنے پہ مازہ کی دھڑکنیں زیر و زبر ہوئی تھی۔اس کا والہانہ انداز اور یوں سب کے سامنے بے باکی سے دیکھنا اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔

مازہ کو اس کا تلخ رویہ دیکھ بے ساختہ اس اجنبی کا نرم رویہ یاد آیا تھا آنکھیں پل بھر میں آنسوؤں سے بھیگی تھی۔اگر رائم اس جلدبازی میں مارے گئے تھپڑ کو بھول نہیں پایا تھا تو اس سے شادی کیوں کررہا تھا کیا وہ اس سے کسی قسم کا بدلہ لینے کے چکروں میں تھا۔اس سوچ نے اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کردیے۔

پریشے اور معاذ خان نے بھی خوشی سے ان دونوں کو دعائیں دیتے رسم کی اور آخر میں ایان اور حجاب اسٹیج کی جانب بڑھے۔

"چلیں ادیان بھائی تشریف کا ٹوکرا رکھیں روشانے آپی فارغ بھی ہوچکی۔یا لیزے سے کوئی ناراضگی چل رہی ہے۔"

ربان کی پرشوخ آواز پہ ادیان نے ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا جو صوفے پہ پیچھے کھڑا شرارت سے اسی کی جانب متوجہ تھا۔اس کے لیزے کو یوں لیزے بلانے پہ ادیان کے ماتھے پہ شکنوں کا جال پڑا۔جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔وہ ستائشی انداز میں بھنویں اچکاتے اس تک پہنچا۔باقی سب نے اسے حیرت سے ربان کی جانب جاتا دیکھا تھا۔

"لیزے نہیں بیٹا لیزے بھابھی۔"

ادیان نے اس کا شانہ تھپتھپاتے گھمبیر بھاری لہجے میں جیسے باور کروایا تھا۔آنکھوں سے سرد پن صاف چھلک رہا تھا۔اس کی بات پہ جہاں لیزے نے لہو ہوتا چہرہ جھکایا تھا وہی ربان نے ڈھیٹوں کی طرح دانت نکوستے اس کی جانب دیکھا تھا۔باقی سب ینگ پارٹی نے

باقاعدہ ہوٹنگ کی تھی جبکہ روشی اور احد نے خوشگوار حیرت سے بیک وقت ایک دوسرے کے ساتھ نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا مطلب یہاں سب ٹھیک ہو رہا تھا۔

"بھائی پھر آپ ہماری والی کو بھی بھابھی کہیں گے۔"

ضرار کی ناراضگی سے بھرپور آواز پہ صائم خان نے اسے بے ساختہ گھوری سے نوازا تھا۔

"بونے جن۔ہمیشہ بکواس ہی کرنا۔"

رائم نے اس کا سر اپنے کندھے میں جکڑتے اسے چیخنے چلانے کا موقع دیے بغیر اس کے بازو پہ چٹکی کاٹی تھی۔وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلا کر رہ گیا۔باقی سب اس کی درگت بنتے دیکھ ہنس دیے۔

"لیزے بھابھی چلیں۔ویسے آج بڑی میچنگ کی ہے۔"

ربان کی شرارت سے بھرپور آواز ایک بار پھر ادیان کی سماعتوں سے ٹکرائی تو اس نے تنبیہی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے لیزے کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔لیزے نے حیرت سے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ دیکھا تھا جو ابھی کچھ دیر پہلے تو اس سے واضح ناراضگی کا اظہار کر کے گیا تھا لیکن اب سب نارمل کیوں تھا معاً سب کی موجودگی کا خیال کرتے اس نے

لرزیدہ پلکوں سمیت اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھ پہ رکھا تھا ادیان نے ایک جھٹکے سے اسے اوپر کھینچا تھا۔اس کی نگاہوں سے جھلکتے ٹھاٹھے مارتا سمندر نے اسے پلکیں جھکانے پہ مجبور کردیا تھا۔

ان دونوں نے بیٹھتے ہی رسم کا آغاز کیا تھا اور آج اتنے عرصے بعد رائم اور ادیان نے پچھلی تمام رنجشیں بھلائے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا تھا۔روشی نے حسرت سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔احد نے محبت سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑتے اسے تسلی دی تھی۔

وہ لوگ رسم کر کے فارغ ہوتے اسٹیج سے نیچے آکر مہمانوں کی جانب متوجہ ہوئے تھے اسی دوران عفان شاہ کو سامنے سے حیدر علی کی فیملی آتی دکھائی دی تو وہ باقی لوگوں سے معذرت کرتے ان کی جانب بڑھ گئے ان سے ملتے مسکرا کر مصافحہ کرتے اندر آنے کی جانب اشارہ کیا جبکہ اب باقی سب بھی انکو دیکھ کر ان سے ملنے کے لئے اس جانب آگئے تھے۔عفان شاہ نے فاریہ کو دیکھتے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے اسے پیار دیا تھا وہ جو ایک بار پھر ان سب کو دیکھ کر جھجھک گئی تھی دھیمے سے مسکرادی۔

فاریہ اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر پہلے تو کچھ گھبرائی تھی پھر بعد میں محفوظ جگہ اور فیملی کے ساتھ ہونے کے احساس سے وہ ڈر کہیں دور جا کر سویا تھا۔ہاں اب وہ کیوں ڈرتی اب سب ٹھیک ہوگیا تھا۔اس کے ماما پاپا سب اس کے ساتھ تھے وہ مضبوطی سے مسکرادی۔چہرے پہ ہلکے پلکے نشان ابھی بھی موجود تھے لیکن ہلکے پھلکے میک نے اسے بھی چھپادیا تھا۔ییلو اور پنک کلر کی امتزاج والی خوبصورت فراک میں نازک جیولری اور بالکل نہ کے برابر میک اپ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

اس نے یہاں وہاں نظر گھما کر شاید کسی کو ڈھونڈنا چاہا جو ان سب کی نظروں سے مخفی نہیں تھا۔ان سب کی نگاہوں کی تپش محسوس کرتے وہ کھسیا گئی تھی۔

"فاریہ بچے سب اسٹیج پر ہیں آپ بھی وہیں چلے جاؤ۔"

عفان شاہ نے جیسے اس کی مشکل آسان کی تھی ان کے کہنے پر ایک نظر اپنے ماما بابا کو دیکھا جو اس کی دیکھنے کے انداز میں اثبات میں سر ہلا گئے تھے۔

ان کی ہاں کہنے کی دیر تھی وہ ہلکی مسکراہٹ سمیت اسٹیج کی جانب چل دی اسے جاتا دیکھ وہ لوگ بھی آگے لگے ٹیبل کی جانب بڑھ گئے۔

حیدر علی کو تو عفان اور عزہ شاہ پہلے ہی جانتے تھے جبکہ اس واقعے کے بعد سب کی آپس میں اچھی بات چیت ہوگئی تھی اسی لئے انہیں بھی رائم کی شادی پر مدعو کیا تھا۔ابھی بھی سب خوشگوار ماحول میں بیٹھے ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے۔

وہ ہولے ہولے اپنا فراک چٹکیوں میں بھرتے اسٹیج کی جانب اپنے قدم بڑھا رہی تھی کہ فراک پاؤں میں الجھنے کی بدولت اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی کہ اچانک عقب سے سرعت سے کسی نے اس کا ہاتھ تھام کر گرنے سے بچایا تھا اور جھٹکے سے رخ اپنی جانب کرتے سیدھا کھڑا کیا۔فاریہ جو خوف کے مارے آنکھیں میچے گرنے کے انتظار میں تھی اچانک جھٹکا کھا کر اٹھنے سے ایکدم اپنی خوفزدہ ہرنی کی مانند آنکھیں کھولی تو سامنے ہی فہیم کو کھڑا پایا۔وہ ادی کے انتظار میں تھی کہ کب وہ اس کے سامنے آئے وہ ابھی خوش ہوتے کچھ کہتی کہ وہ اس کا تھاما ہوا ہاتھ چھوڑتے سپاٹ چہرے کے ساتھ اسٹیج کی جانب بڑھ گیا۔یہ بات اس کیلیے بھی حیران کن تھی کہ وہ کیوں اسے لے کر اس قدر حساس ہورہا ہے لیکن پھر بے نیازی سے کندھے جھٹک گیا تھا۔فاریہ نے سانس روکے اس کی حرکت کا اس کے رویے کا ملاحظہ کیا تھا۔

اس کی یوں کرنے پر فاریہ کی انکھیں فوراً آنسوؤں سے بھر گئیں۔وہ حیرت ذدہ رہ گئی اس کے رویے پہ ایک بار بھی اس نے اسے مخاطب نہیں کیا۔اس نے تو ایک بار بھی ایسا نہیں کیا تھا۔وہ تو اتنی محبت سے اسے مخاطب کرتا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ مڑتی کہ پیچھے سے انابیہ کی اواز پر خود پر ضبط کرتی بمشکل مسکراتے ہوئے مڑی۔

"تمہیں پتہ ہے کب سے ہم لوگ ویٹ کر رہے ہیں چلو جلدی آجاؤ اوپر۔"

کافی دن ساتھ رکھنے کی بدولت ان سب کی آپس میں اچھی بونڈنگ ہوچکی تھی۔تبھی انابی اسے دیکھتے محبت سے بولی۔

"جی آپی اوپر کی آرہی تھی میں لیزے آپی کہاں ہیں۔"

فاریہ نے ان کی بات پہ مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ارے وہ لوگ اوپر اسٹیج پر ہی ہیں آجاؤ ساتھ۔

انابی اسے کہتے آگے کی جانب چل دی تو وہ بھی اثبات میں سر ہلاتے اس کی تقلید میں چل دی۔

اسٹیج پر وہ سب جمع ہوئے رسم کم کر رہے تھے جبکہ رائم اور مازہ کو تنگ زیادہ کر رہے تھے۔

جس پر مازہ تو خاموش تھی جبکہ رائم خود کر ضبط کرتا مسکرا رہا تھا۔دونوں ہی ایک دوسرے کی حالت سے بے خبر اپنے اپنے دل میں جنگ لڑ رہے تھے۔

علیزے اور ادیان نے ان سب کے زبردستی کرنے پر ساتھ آگے بڑھتے رسم کی جبکہ یہ گھر کی بہو کی طرح فنکشن اٹینڈ کرنا علیزے کے لئے تھوڑا مشکل ثابت ہوا ایک تو بار بار خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے وہ پہلو بدل رہی تھی جبکہ ادیان نے تو ڈھیٹ ہونے میں پی۔ایچ۔ڈی کر رکھی تھی۔

اس کی محویت نوٹ کرتے فہیم نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"ادیان بھائی کنٹرول رکھیں یار۔"

اس کے سیریس انداز میں ایسی بات کہنے پر سب کے قہقہے بلند ہوئے جبکہ علیزے پر گڑھوں پانی پڑا تھا۔اس نے دل ہی دل میں ادیان کو کوسا تھا جس کی ناراضگی میں بھی نظریں بے قابو ہوتے بھٹک رہی تھی۔

ان سب کو ہنستے مسکراتے رسم کرتے دیکھ فاریہ نے بھی رسم کی تھی اس کے بعد کافی دیر تک کوشش کرتی رہی کے فہیم اس سے بات کرے جبکہ فہیم یونہی چہرے پر سرد تاثرات لئے بیٹھا تھا۔اسے تو بلکل بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ایسا کیوں ہے۔

فاریہ کی بے چینی اس نظروں سے مخفی نہیں تھی اور اسی بات پر اسے شدید حیرانی ہورہی تھی کہ وہ اتنی بیچین کیوں ہورہی ہے جبکہ پہلے تو ملے بنا ہی گھر چلی گئی تھی۔وہ کونسا کسی کیلیے اتنی اہمیت کا حامل ہے۔ معاً اس پہ ایک قہر آلود نگاہ ڈالتے اپنی ٹانگ پر نظر پڑھتے تلخی سے مسکرایا اور سر جھٹک کر فون استعمال کرنے لگا۔جیسے اپنے اوپر اٹھنے والی بے چین نگاہ کا کوئی اثر نہ ہو۔

جبکہ اسکا سرد انداز نوٹ کرتے فاریہ نے بمشکل اپنے آنسو روکے ہوئے تھے ایک ہی تو دوست تھا اسکا وہ بھی اب شاید ناراض ہوگیا تھا جس کی وجہ اسے پتہ بھی نہیں تھی۔

اسکی سمجھ میں آرہی تھی کہ کیا کرے پھر جب کوئی بات سمجھ نہ آئی تو بے بسی سے اس کی جانب دیکھتے ان سب کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔معاً اپنی تمام ہمت متجمع کرتے وہ فہیم کی جانب متوجہ ہوئی۔

"دوست۔"

اس کی سرگوشی پہ لمحے بھر کیلیے فہیم کا موبائل استعمال کرتا ہاتھ ساکت ہوا تھا اس نے شش و پنج میں مبتلا ہوتے اس کی جانب دیکھا تھا جو جیسے انگلیاں چٹخاتے کچھ کہنے کی کوشش کررہی تھی۔اس سے پہلے کہ فہیم اسے کوئی جواب دیتا ایان کی آواز پہ فہیم اس سے معذرت کرتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور فہد کا ہاتھ تھامتے مشکلوں سے نیچے اترا تھا۔فاریہ نے ایک نگاہ اس کی ٹانگ کو دیکھتے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا تھا۔

شاہ ولا میں آج رونقیں ہی رونقیں تھی۔ ہر جانب خوشیوں اور چہکاروں کا سماں تھا۔اس کئی کنال پہ مبنی محل نما گھر کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ہر طرف بتی قمقموں سے لدی روشنیاں جگ مگ کررہی تھی۔ خوبصورت اور نایاب پھولوں اور نفیس پردوں سے سجا ہوا لان آج ایک شاندار منظر پیش کررہا تھا۔شاہ ولا میں جگ مگ کرتی روشنیاں رات کی تاریکی

کو ہر سو پھیلنے سے روک رہی تھی۔آس پاس چند ملازم ہاتھوں میں جوسز اور کولڈ ڈرنکس کی ٹرے لیے مہمانوں کو سرو کررہے تھے۔

چند مہمان ہاتھوں میں کولڈ ڈرنکس لیے آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ان میں اذلان شاہ کے آفس کے جانے مانے لوگ بھی موجود تھے نکاح کی تقریب بڑے پیمانے پہ تھی تو ان سب کو مدعو کیا گیا تھا۔چند خصوصی مہمان صوفوں پہ براجمان باتوں میں محو تھے۔اذلان شاہ مہمانوں کے ساتھ اپنی مخصوص سحر انگیز شخصیت سمیت پوری شان و شوکت سے محو گفتگو تھے۔ادیان شاہ تمام کاموں سے فراغت حاصل کرکے اب بلیک ٹیکسڈو میں ملبوس اپنی مغرور شخصیت کسی مہمان کے ساتھ کھڑا مسکرارہا تھا یقیناً آج وہ بے تحاشہ خوش تھے۔اس کی زندگی کے دو قریبی انسان آپس میں جڑنے جارہے تھے۔

سٹیج کا منظر کچھ یوں تھا کہ رائم خان ایک جانب فون کان سے لگائے کسی سے باتوں میں بری طرح غرق تھا۔کریم کلر کی نفیس اور قیمتی شیروانی زیب تن کی ہوئی تھی۔آیت تو کئی بار باقاعدہ وہاں آکر نہارتی نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کی نظر اتار چکی تھی۔صائم خان نے سختی سے اسے فون بند کرنے کی تاکید کی تھی لیکن وہ ہسپتال سے ضروری کال کا

کہ کر انہیں بھی ٹال گیا تھا۔ابھی بھی وہ اپنی ہلکی ہلکی داڑھی پہ ہاتھ پھیرتا موبائل میں کسی کا نمبر ملا رہا تھا۔اس دوران وہ اپنے آس پاس سے بلکل انجان تھا۔کئی مہمان ستائشی نگاہوں سے اس حسین مگر خود سے بے نیاز دولہے کو دیکھ رہے تھے جسے آس پاس کی کوئی ہوش نہیں تھی۔آج اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔وہ آج کئی لوگوں کی آنکھوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔

سٹیج پر ایک جانب تحریم بیگم براجمان تھی جو بار بار رائم پہ کچھ نہ کچھ پڑھ کر پھونک رہی تھی آخر کو ان کے لاڈلے پوتے کی شادی تھی۔

"رائم بھائی بس کردیں لگ رہا ہے ساری ضروری کالز آج ہی آجانی ہے آپکو۔"

فہیم کی سنجیدہ آواز پہ وہ چونک کر مقابل سے معذرت کرتا فون کان سے ہٹاتے کال کاٹ گیا اور ایک نگاہ ان چاروں پہ ڈالی جو ایک جیسے لباس میں ملبوس ت بے حد وجیہہ لگ رہے تھے مگر ان کے چہروں پہ بیزاری رقم تھی۔رائم نے خجل ہوتے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور فون عاجزانہ انداز میں بائیں جانب کھڑی آیت کے حوالے کیا جو تند نگاہوں سے اسے ہی گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

ماما اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے آپ حجاب پھپھو سے پوچھیں ان کے سامنے ہی" بار بار کالز آرہی ہے کم سے کم آج تو میرا لحاظ کریں میں دولہا ہوں سٹیج پہ کھڑا ہوکر کون "ایسے نئے نویلے دولہے کو گھورتا ہے۔

رائم ان کی خود پہ جمی نظریں محسوس کرتے منہ بناتے ہوئے چیخ کر گویا ہوا تو باقی سب نے مسکراہٹ دبائی جبکہ حجاب اس کے جھوٹ پہ آنکھیں نکال کر اسے دیکھے گئی جو فضول میں اسے بھی اپنے ساتھ پھنسا رہا تھا۔آیت نے اول تو وہ فون صائم خان کے حوالے کیا اور دوسری جانب دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کی جانب رخ کیا۔

"بیٹا جی اس سب میں میری بیٹی نظرانداز نہیں ہونی چاہیے۔"

انہوں نے سخت تنبیہی انداز میں رائم کی جانب دیکھا تو وہ بے تاثر نگاہوں سمیت جان چھڑانے والے انداز میں اثبات میں سر ہلاگیا۔اب وہ انہیں کیا بتاتا کہ اس کے نظرانداز کرنے کی بوبت ہی نہیں آئے گی ان کی بیٹی ہی منہ لگانا پسند نہیں کرتی اسے۔ناجانے اس شادی کا رخ کس جانب مڑنے والا تھا اسے فلحال کوئی اچھے آثار دکھائی نہیں دے

رہے تھے۔معاً ادیان کے قریب آنے پہ وہ دھیمے سے مسکراتے ہوئے اس کی جانب متوجہ ہوا۔ادیان نے اسے گلے لگاتے اس کی پیٹھ تھپتھپائی تو وہ مسکرا کر رہ گیا۔

"میں مازہ کو دیکھ لوں۔"

پریشے ان سب سے معذرت کرتے وہاں سے اٹھتے مازہ کے کمرے کی جانب چل دی جہاں پہلے ہی سب موجود تھے۔

"ماشاآللہ میری بیٹی کتنی حسین لگ رہی ہے کسی کی نظر نہ لگے میری جان کو۔"

محرم کی محبتوں سے چور آواز پہ مازہ جو ناجانے اپنے مہندی سے لدے ہاتھوں کی لکیروں میں کیا تلاش کررہی تھی ٹھٹھک کر آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی۔لیزے اور انابی نے بھی مسکراتے ہوئے ان کی بات کی تائید کی۔

وہ اپنا سجا سنورا دلکش سراپا آئینے میں دیکھ رہی تھی۔سفید رنگ کے بے حد نفیس اور قیمتی شرارے پہ نایاب موتیوں اور کورے کا کام ہوا تھا۔بلاشبہ وہ لباس عروسی اس کی قدرتی سرخ و سفید رنگت پہ بے تحاشہ جچ رہا تھا۔بیوٹیشن اور لیزے کی بے تحاشہ منتوں

کے بعد اس نے ہلکا ہلکا میک اپ کروانے کو ترجیح دی تھی ورنہ اس کا اس چیز کا بھی دل نہیں تھا۔جیولری کے نام پہ اس نے ماتھے پہ ایک جھومر،ناک میں نتھ جو اس کے لبوں کو چھو رہی تھی۔کانوں میں بھادی بھرکم آویزے پہنے خوبصورت نیکلس اس کے صراحی دار گردن کو مزید حسین بنارہا تھا۔بلاشبہ وہ حسین تھی لیکن دولہن بن کر اس پہ عجب ہی روپ چڑھا تھا۔

"پھپھو دیکھیں تو ہماری دلہن کو مہندی کا رنگ کس قدر گہرا آیا ہے۔"

لیزے کی پرشوخ آواز پہ محرم نے مسکراتے ہوئے نم نگاہوں سے اس کا ماتھا چوما تھا جبکہ مازہ اس کی بات پہ سختی سے آنکھوں کو میچ گئی۔اس کا دل ناجانے کیوں دھڑک رہا تھا۔ہاتھ پاوں باقاعدہ کپکپارہے تھے۔وہ فلحال ناجانے کیوں راضی نہیں ہوپارہی تھی کہ رائم خان کے لیے خود کو اس قدر سجانے سنورنے کیلیے۔وہ تو ابھی تک اسی انجان کی یادوں میں گم تھی جو اس قدر وعدے وعید کرکے اسے نبھائے بغیر جاچکا تھا۔اس نے خود ہی فیصلہ کرلیا تھا اور ایک لمحے میں سب کچھ ختم کرچکا تھا۔ابھی بھی اس کی یاد ناجانے کیوں شدت سے ستارہی تھی اس نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے اس کی

یادوں سے چھٹکارہ پانا چاہا تھا وہ کسی کے نکاح میں جانے کے بعد اسے سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی لیکن یہ دل اس معاملے میں ہر بار دغا دے جارہا تھا۔اس کے معاملے میں مازہ کا دل واقعی کمزور ثابت ہوا تھا۔اس کا مطلب کیا وہ اس کی کمزوری بن چکا تھا۔

"میں ابھی رائم بھائی کو دیکھ کر آئی ہو وہ بھی بہت حسین لگ رہے ہو بلکل چاند سورج کی جوڑی لگ رہی ہے۔"

انابی کی پرجوش آواز پہ مازہ اسے ایک نگاہ دیکھتی دھیمے سے مسکراتے پلکیں سرخ ہوتے عارض پہ جھکا گئی۔لیزے نے مسکراتے ہوئے اس کا گال چوم لیا۔انابی اور روشی عزہ کا پیغام آنے پہ ان دونوں کو تاکید کرتی باہر کی سمت چل دی۔

"لیزے آپ یہی رہنا میں ذرا باہر ایک نظر دیکھ آؤ۔"

محرم بھی ان دونوں کا سر تھپتھپاتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ان کے جاتے ہی لیزے نے اپنی سیاہ میکسی چٹکیوں میں اٹھاتے اس کے نزدیک آئی اور اس کا یخ ہوتا ہاتھ تھاما۔

دن بدن حسین ہوتی جارہی ہو ویسے بھائی کی چاہت نے تمہیں مزید دلکش بناتا جارہا" ہے۔"

مازہ نے ایک نگاہ اس پہ ڈالی جو سیاہ ٹخنوں کو چھوتی میکسی پہنے جس پہ گولڈن نگینوں کا بھاری کام ہوا تھا۔ڈوپٹہ ایک شانے پہ سیٹ کیے بالوں کا میسی جوڑا بنائے جس کے اس کی صراحی دار گردن مزید ابھر کر دکھائی دے رہی تھی۔کانوں میں جھمکے پہنے گلے میں لائٹ سا لاکٹ پہنے لبوں پہ گہرے سرخ رنگ کی لپ سٹک اپنی بہار دکھارہی تھی۔

"یہ سب چھوڑوں تم مجھے ایک بات بتاؤ۔"

لیزے نے اس کی باتوں کو سرے سے ہی نظرانداز کرتے اپنی بات کا آغاز کیا۔وہ اسے اب کیا بتاتی بھائی کی محبت تو دور کی بات وہ تو اسے دیکھنا بھی پسند نہیں کررہے فلحال۔آج بھی ابھی تک ان دونوں کا سامنا نہیں ہوا تھا۔اور یہی چیز لیزے کے دل کو بے تحاشہ کھٹک رہی تھی۔اس کی بات پہ مازہ نے حیرت سے اس کا سنجیدہ انداز دیکھا۔ وہ چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات لیے سنگھار میز کے سامنے رکھی کرسی سے اٹھی اور اپنا بھاری بھرکم شرارہ چٹکیوں کی مدد سے پکڑتی بیڈ کے نزدیک اس کے قریب آئی۔

"سب ٹھیک ہے نہ مازہ۔میرا مطلب تم خوش ہو نا۔"

لیزے نے کسی اندیشے کے تحت پوچھا تو مازہ جسے ایک لمحے کے لیے اس کی بات پہ سانپ سونگھ گیا تھا مشکل مسکراتے ہوئے اسے تسلی دینے کی خاطر اثبات میں سر ہلاگئی۔لیزے نے اس کے مثبت خواب پہ طمانیت بھرا سانس خارج کیا۔معاً کمرے کے دروازے پہ ہولے سے دستک ہوئی مازہ نے دھیمے سے اندر آنے کی اجازت دی۔کچھ ہی لمحوں میں وہ اپنے مخصوص مغرورانہ انداز میں سحر انگیز شخصیت سمیت کمرے میں داخل ہوا تو لیزے کی نگاہیں ایک لمحے کیلیے ادیان پہ ٹک کے رہ گئی۔عین اسی وقت ادیان نے بھی ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا لیکن اس کی گردن کی رعنائیوں کو دیکھتے اس کی آنکھیں پل بھر میں سرخ ہوئی تھی۔لب آپس میں سختی سے پیوست تھے۔جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے وہ خون آشام نگاہوں سے اس کا پچھلا گہرا گلہ دیکھ رہا تھا سونے پہ سہاگہ سیاہ بالوں کا جوڑا بنا کر اس کی رعنائیاں مزید اجاگر کی گئی تھی۔ادیان کو تو پتنگے ہی لگ گئے۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔بلکل چاند کا ٹکرا لگ رہا ہے۔"

ادیان نے محبت سے اسے اپنے سینے میں سموتے استفسار کیا اس دوران اس نے لیزے کی موجودگی کو مکمل طور پہ فراموش کردیا تھا۔ مازہ نے اس کی تعریف پہ سرعت سے مسکراہٹ دبائی جبکہ لیزے دل ہی دل میں مزید روہانسی ہوچکی تھی لیکن اپنے چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیا۔

"بھائی میں بلکل ٹھیک ہوں۔ ویسے یہ اپنی بیوی کی تعریف کرنے کا اچھا طریقہ ہے۔ آپکے الفاظ آپ کے خیالات کی ترجمانی نہیں کررہے۔ برائے مہربانی جس کی تعریف کررہے ہیں اسی کی جانب دیکھ کر کریں۔"

مازہ نے شرارت آمیز لہجے میں لیزے کو بھی اس بات میں گھسیٹ لیا۔ اس کی غیر متوقع بات پہ جہاں ادیان کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی اس کے چہرے کے عضلات تنے وہی لیزے لرزتے ہاتھوں سے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑس گئی۔

"آپکی بھابھی کی تعریف میں خود بھی کرسکتا ہوں بشرطیکہ اگر وہ حسین لگے تو ابھی میں اپنی جان سے پیاری مازہ کی تعریف کررہا ہوں۔ انابی بچے آپ مازہ کے پاس رکوں مجھے لیزے سے کچھ بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

ادیان نے مازہ کا گال تھپتھپائے اپنے عقب میں ان کی باتوں سے لطف اندوز ہوتی انابی کو مخاطب کیا تو وہ جی اچھا کہتے شرارتی نگاہوں سے لیزے کو دیکھنے لگی جو شکوہ کناں نگاہوں سے ادیان کو دیکھ رہی تھی۔ٹھیک ہے اگر وہ اچھی نہیں لگ رہی تھی تو سب کے سامنے یوں بے عزت کرنے کی کیا تک تھی وہ چاہے تعریف نہ کرتا لیکن یوں بد تعریفی بھی نہیں کرتا اس کی بات پہ لیزے کا چہرہ سرعت سے اتر چکا تھا تبھی اس کی بات پہ مزید بے باکی کی امید تھی لیزے کو تبھی خاموشی سے اس سے پہلے ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔ادیان بھی ان دونوں کو ایک نظر دیکھتے اسی کی تلقید میں کمرے کا دروازہ کھولتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

اس سے پہلے کہ لیزے اس کی پہنچ سے دور ہوتی ادیان نے جھٹکے سے اس کی چوڑیوں سے لدی کلائی تھامتے اسے اپنی جانب کھینچا تھا وہ کسی لچکیلی ڈال کی مانند اس کی جانب کھینچی چلی آئی تھی۔لیزے نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کا سرد انداز محسوس کیا تھا۔

''ادیان چھوڑیں کوئی دیکھ لے گا مہمانوں والا گھر ہے۔''

لیزے نے کسمسا کر اس کا حصار توڑنا چاہا تھا ایک اس انسان سے بھی کوئی خاص امید نہیں تھی کبھی بھی کہی بھی شروع ہوجایا کرتا تھا۔

"لیزے ادیان شاہ مانتا ہوں ہمارے درمیان تعلقات خوشگوار نہیں ہے لیکن اس کا مطلب قطعی یہ نہیں ہے کہ میں تمہاری کسی بھی چیز سے بے خبر ہوں۔"

اس نے قہر آلود نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کی گردن سہلائی تو لیزے نے جھٹکے سے سرخ ہوتی آنکھیں اٹھائی اور اپنے لرزتے لبوں پہ زبان پھیری۔چہرے پہ نا سمجھی کے تاثرات واضح تھے۔

"میں کچھ سمجھی نہیں۔"

اس نے نا سمجھی سے استسفار کیا۔آنکھوں میں الجھن رقم تھی۔

ادیان نے اسی دوران اس کے بالوں کو پنوں کی قید سے آذاد کرتے جھٹکے سے کھول دیا تھا لیزے نے سکتے کی کیفیت میں اپنی سیاہ آنکھیں اس کی بھوری کانچ سی آنکھوں میں گاڑھے اس کی انگلیوں کا لمس اپنے بالوں پہ محسوس کررہی تھی۔کس قدر شوق سے اس نے اپنے بالوں کا جوڑا بنوایا تھا اور اس نے ناجانے کیوں کھول بھی دیا۔اس کے وجود

میں اشتعال کی ایک شدید لہر کوندی تھی وہ جھٹکے سے اس کا حصار توڑتے پیچھے ہوئی اور شکایتی انداز میں اپنے شانوں پہ گرے ہوئے بالوں کو دیکھا تھا جو اس کی کمر پہ گرے کسی آبشار کا منظر پیش کررہے تھے۔

"آپ کو کسی نے حق نہیں دیا کہ آپ میری تیاری یوں خراب کریں۔کس قدر شوق سے میں نے جوڑا بنوایا تھا۔"

وہ دھندلی نگاہوں سے اپنے کھلے بال دیکھتی ایک سخت کڑی نگاہ اس پہ ڈالتے چیخ کر بولی تو ادیان نے کھردرے انداز میں اس کی جانب دیکھتے اس کے دونوں بازوؤں کو سختی سے اپنی گرفت میں لیتے لہو رنگ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اور تمہیں بھی یہ حق کسی نے نہیں دیا کہ اپنے وجود کی رعنائیاں تم میرے علاوہ کسی کو بھی دکھاؤ۔تمہارے وجود پہ یہاں تک کہ تمہاری ہر چیز پہ صرف ادیان شاہ کا حق ہے ناراضگی ہونے کے باوجود بھی یہ بات آئندہ ذہن نشین رکھنا۔اپنی عزت بنایا ہے تمہیں کوئی تماشہ نہیں۔میں تمہارا شوہر ہوں اور یہ بات تو اچھے سے ازبر ہوگی کہ شوہر کا حکم مانا جاتا ہے۔"

وہ تنبیہی لہجے میں بولتا لیزے کے چہرے کو سرخ اناری کرگیا۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے وجود پہ سارا لہو اس کے چہرے پہ سمٹ آیا ہو۔لرزیدہ پلکیں سرخ عارض پہ جھک گئی۔ادیان نے نگاہوں کا رخ بدلتے اپنی توجہ وہاں سے ہٹانی چاہی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی کمزور لمحے کی گرفت میں آئے۔معاً اپنے دل کی آواز پہ لبیک کہتے وہ ایک جھٹکے سے اس ک رخ موڑ گیا تھا اور اس کی گردن سے بال ہٹاتے شدت بھرے انداز میں اس کی گردن پہ اپنے بھیگے لب جما چکا تھا۔لیزے کے منہ سے ایک سسکی نکلی تھی۔وہ اس کے لمس پہ بے حال ہوتی گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔ادیان نے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالی تھی جس کی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو چکے تھے۔

اب جلدی جاؤ اپنی گردن کو بالوں کی مدد سے اچھے سے ڈھکو۔میں اپنی بات ایک ہی بار"
"کہنے کا عادی ہو بار بار نہیں گوڈ اٹ۔

اس نے سخت لہجے میں پوچھتے اس کے لہو چھلکاتے چہرے کو دیکھتے بھنویں اچکائی تو لیزے اس کی بات پہ خود کو دل ہی دل میں کوستے اثبات میں سر ہلا گئی۔شدت سے دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں غرق ہو جائے۔اسے خود کیوں نہیں اندازہ ہوا اپنی کوتاہی

کا۔ادیان اس کے بلا کسی تردد کے بات ماننے پہ ایک نگاہ اس کے سجے سنورے چہرے پہ ڈالنے کے بعد اس کے ماتھے کو پرشدت انداز میں اپنے لمس سے مزین کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔لیزے بے حیرت سے اس کا نرم انداز دیکھا تھا۔اس کے جاتے ہی وہ اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی۔معاً مازہ کے نکاح کا خیال کرتے ہی وہ اس کے کمرے کی جانب چل دی۔

"مازہ یہ چنری اوڑھ لو۔مولوی صاحب آچکے ہیں۔اب باہر جانا ہے۔"

روشانے نے ہاتھ میں تھامی ہوئی سرخ چنری خود ہی اس کے سر پہ اوڑھ دی۔کچھ لمحوں بعد مازہ کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی جو شاید اسی کے کمرے کی جانب آرہے تھے۔اس نے گھونگھٹ سے جھانک کر دیکھا تو محرم عزہ اور چند عورتیں تھی۔

"ارے لیزے بال کیوں کھول لیے.اتنی حسین لگ رہی تھی جوڑے میں۔"

عزہ کی حیرت بھری آواز پہ جہاں لیزے سٹپٹائی وہی باقی سب نے بھی تجسس بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ پھپھو اچھا نہیں لگ رہا تھا۔"

اس نے ہچکچاتے ہوئے بولتے چور نگاہیں سب کی جانب اٹھائی تو سب اس کی بات پہ مطمئن دکھائی دیے البتہ مازہ مشکوک نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی کیونکہ اس نے اتنے شوق سے جوڑا خود بنوایا تھا۔

"اچھا کیا پیچھے کا گلہ کافی گہرا تھا اب ڈھک گیا ہے۔"

محرم کی آواز پہ لیزے اپنا جھکا سر مزید جھکا گئی۔ شرمندگی کا احساس رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔ وہ خود سے ہی اس قدر بے خبر کیسے ہوسکتی تھی۔ ان سب باتوں کے اختتام پہ وہ سب ایک ساتھ مازہ کو لیے باہر لان کی جانب بڑھی اور اس جگہ رکی جہاں آمنے سامنے دو کرسیاں رکھی تھی اور درمیان میں ایک نیٹ کے کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ مازہ کی حالت انتہائی بری ہوتی جارہی تھی۔ آنکھوں میں بے تحاشہ آنسو جھلملانے لگے۔ ذرا سی نظریں واں کرتے اس نے گردن اوپر اٹھائی تو مازہ کو رائم سامنے کرسی پہ پوری شان سے براجمان دکھائی دیا ساتھ ہی اذلان شاہ اور عفان شاہ بیٹھے مولوی صاحب سے محو گفتگو تھے۔

"رائم بھائی آنکھوں ہی آنکھوں میں نگلنے کا ارادہ ہے کیا۔"

فہد کی شرارتی آواز پہ رائم نے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو شاید کسی کو بھی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھے ان سب نے کل سے ہی اچھا خاصہ شغل لگایا ہوا تھا۔معاذ خن کے اشارے پہ فہد نے کچھ لمحوں کیلیے خاموشی اختیار کرلی۔

فہد کی بات کے بعد ایک بار بھی رائم نے مازہ کو دیکھنا گوارا نہیں کیا بلکہ اطراف کا جائزہ لینے لگا جبکہ مازہ تو بس بے چین سی گھونگھٹ کی اوٹ سے ادیان کو تلاش کررہی تھی کیونکہ باقی سب تو اس کے پاس تھے بس وہی نہیں تھا۔مگر اسے اس چیز کیلیے بھی زیادہ زحمت نہیں کرنی پڑی وہ اسے سامنے سے ہی آتا دکھائی دیا کچھ ہی لمحوں میں ادیان نے اس کے ساتھ جگہ سنبھالتے اس کو اپنے سینے سے لگایا وہ جانتا تھا کہ مازہ اچھا خاصہ گھبرا رہی ہوگی۔اذلان شاہ دوسری جانب براجمان تھے۔رائم کے ایک جانب صائم خان جبکہ دوسری جانب معاذ خان اور ایان بیٹھے تھے۔گھر کی عورتیں وہی پاس کھڑی خوشگوار سرگوشیوں میں مصروف تھی۔چند ساعتوں میں ہی نکاح شروع ہوا تو ہر جانب خاموشی چھاگئی۔لیزے نے آیت کا ہاتھ سختی سے تھام لیا۔مولوی صاحب نکاح کے کلمات ادا کررہے تھے۔

اماٸزہ شاہ ولد اذلان شاہ کیا آپکو راٸم خان ولد صاٸم خان حق مہر دس تولے سونا اپنے" "نکاح میں قبول ہے۔؟

مولوی صاحب کی آواز پہ مازہ نے آنکھوں کو سختی سے میچتے جیسے اپنے دل سے اس کی یادوں کو کھرچنا چاہا تھا۔سب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے جس کی آنکھوں میں نمی واضح تھی۔اذلان شاہ نے اس کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیتے اسے بولنے کا اشارہ کیا۔راٸم نے جالی دار پردے سے اس کے گھونگھٹ کی اوٹ میں چھپے چہرے پہ نظریں جماٸی بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے جھنھوڑ کر پوچھے۔لیزے نے آیت کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور دھیمے سے چلتے اس کے قریب آتے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔مازہ نے ایک نگاہ اس کے چہرے پہ ڈالی۔

"قبول ہے۔"

لفظ اس کے منہ سے آذاد ہوئے تو سب کی جان میں باقاعدہ جان آٸی۔ناجانے ان خاموش لمحات میں وہ کیا کیا سوچ چکے تھے۔اسی طرح تین بار یہ کلمات ادا کرتے ان کا رخ اب راٸم کی جانب تھا۔راٸم کے قبول ہے کہنے کے بعد ان دونوں کے نکاح نامے پہ

سائن کروائے گئے۔ دعا کے بعد ہر جانب مبارک باد کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ مازہ نے اپنا حلق تر کرتے رائم کی جانب نگاہیں دوڑائی لیکن وہ کسی سے مسکراتے ہوئے باتوں میں مصروف تھا۔ اس کے دل کو بے ساختہ دھکا سا لگا۔ وہ صرف اس سے ہی سرد انداز میں مخاطب ہوتا تھا باقی سب سے تو ہنس مسکرا کر باتیں کرتا تھا کیا ابھی تک وہ اس دن کے تھپڑ کے زیر اثر تھا۔ اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلتا اس کے گال پہ بہہ گیا۔ لیزے اور انابی نے مسکرا کر اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی۔ سب کے کہنے پہ ان دونوں کو سٹیج پہ لایا گیا اب وہ دونوں ایک دوسرے کے انتہائی قریب تھے۔ مازہ تو خاموش تھی البتہ رائم مشکل اپنا غصہ ضبط کیے بیٹھا تھا۔

"کس چیز کا سوگ منا رہی ہو یوں رو دھو کر۔"

رائم کی سرد آواز پہ مازہ کا پور پور کپکپا اٹھا۔ گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے رائم کی جانب دیکھا۔

"آپ مجھ سے ایسے کیوں بات کر رہے ہیں۔"

اس نے مشکل اپنے آنسو پیتے رندھے لہجے میں استسفار کیا تو رائم نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔وہ بے خبر تو بلکل نہیں ہوسکتی تھی۔

کیوں تم کیا ہر چیز سے بے خبر ہو۔چھوٹی سی بچی ہو ہے نہ جو اتنی جلدی سب کیا دھرا" "فراموش کرگئی ہو۔شاید کل تک تمہارا رویہ بھی میرے ساتھ ایسا ہی سرد تھا۔

رائم نے بظاہر مسکراتے دھیمے لہجے میں سرگوشی کی تو مازہ کی بے ساختہ ہچکی بندھی۔رائم نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو سب کی موجودگی سے بے پرواہ اپنے ٹسوے بہانے میں مصروف تھی۔

"بھائی کیا آپ بھابھی کو رلارہے ہیں۔"

ضرار نے مازہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے تو فوراً سے پہلے ان کے قریب پہنچتے سخت انداز میں گویا ہوا تو رائم نے سختی سے سر دوسری جانب جھٹک دیا معاً سب کا خیال کرتے مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا جہاں آہستہ آہستہ ساری ینگ پارٹی ڈیرہ جمارہی تھی۔

بھابھی کے چمچے میں آپکی بھابھی کا بھلا ہی چاہ رہا تھا کہ وہ کچھ کھا پی لے لمبا سفر ہے" "انرجی کی ضرورت پیش آئے گی۔

اس نے معنی خیزی سے اس کا دلکش چہرہ آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے ضرار کو جواب دیا تو اس کی بات پہ مازہ کا رنگ سرعت سے سرخ پڑا جبکہ باقی سب بے دھیانی سے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتے اپنی باتوں میں مصروف ہوچکے تھے۔

"ارے عزہ تمہاری بیٹی کی شادی نہیں ہوئی ابھی۔"

عفان شاہ کے کولیگ کی بیوی عزہ کے قریب آئی جو سٹیج کے پاس کھڑی ان سب کو ہنستے مسکراتے باتوں میں مصروف دیکھ رہی تھی۔ان کی بات پہ چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

کیا مطلب میں سمجھی نہیں وہ چھوٹی ہے ابھی۔اور میں کسی کو اس چیز کی اجازت"

"بلکل نہیں دیتی کہ وہ ہمارے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کرے۔

عزہ نے سخت لہجے میں انہیں باور کرانا ضروری سمجھا۔اس کی بات پہ وہ ناک پر سے مکھی اڑاتے مشکوک نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔

چھوٹی عمر پھر تو لیزے اور امائزہ اس سے بھی چھوٹی ہیں۔ان کی کیوں پہلے ہوگئی"

"باتیں وہ کرو جس پہ یقین ہوسکے۔لگتا ہے کہی سے اچھا رشتہ نہیں آیا تمہاری بیٹی کا۔

وہ تمسخر اڑاتی نگاہوں سے عزہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو اس کی بات پہ عزہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔انہوں نے مشکل مسکراتے ہوئے اردگرد نگاہ دوڑائی جیسے کوئی انہیں دیکھ نہ رہا ہو۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے ویسے بھی نصیبوں کی بات۔"

نصیبوں کو رہنے دو بہن کچھ خود بھی مشقت کرنی پڑتی ہے۔اب اس لیزے کو ادیان" کے ساتھ لیا لو بھئی کیا انابی کو نہیں لے سکتے تھے چلو وہ بھی چھوڑو رائم کے ساتھ بھی مازہ کو لے لیا۔کیا دوسری بہن کا منہ نظر نہیں آیا تھا کیا انہیں۔ویسے تمہاری دونوں "اولادیں کہی نہ کہی بدقسمت ثابت ہوئی ہے۔

وہ طنزیہ نگاہوں سے سٹیج پہ ہنستے ہوئے باتوں میں مصروف انابی پہ نظریں جمائے تلخی سے بولی تو عزہ نے بھی نم نگاہوں سے فہیم اور انابی کی جانب دیکھا۔

"آپ کو شرم۔"

"ارے عزہ تم نے اس عورت کا منہ کیوں نہیں بند کروایا یہ کہ کر انابی کا رشتہ بچپن میں ہوچکا ہے فہد کے ساتھ۔او اچھا اچھا تم ان کی کالی نظر نہیں لگوانا چاہتی ہوگی ہے نا۔"

پریشے جو کافی دیر سے اس عورت کی بکواس باتیں سن رہی تھی۔اپنی جذباتی طبیعت کی بدولت زیادہ دیر خود پہ ضبط نہیں کرپائی تبھی ایک کینہ توڑ نگاہ اس عورت پہ ڈالتے کٹیلے لہجے میں بولی تو اس عورت نے حیرت بھری نگاہوں سے عزہ کی جانب دیکھا جو یہ سب کچھ اسے بتانے کی بجائے خاموش کھڑی تھی۔عزہ نے بھی نا سمجھی سے جھٹکے سے گردن ترچھی کرتے پریشے کی جانب دیکھا جو ناجانے کیا بول رہی تھی۔جبکہ ان کے لفظوں کی تاثیر سے عقب میں کھڑی انابی جو ابھی عزہ کو ہی بلانے آئی تھی اس کا چہرہ دھواں دھواں ہوا اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ان کی ان کی جانب دیکھا۔دل کی دھڑکن جیسے سست چل رہی تھی۔وہ تو ایسا خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی لیکن وہ ہو چکا تھا ایک حقیقت کا روپ دھاڑ چکا تھا۔اس کا بے ساختہ جی چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر

رودے۔وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں زینوں کی جانب بڑھی تھی۔اس سب سے بے نیاز عزہ اور پریشے ابھی بھی ان سے محو گفتگو تھے۔

"مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے کیا انابی فہد سے بڑی ہے تو لڑکے کے آنے سے پہلے ہی لڑکی کا رشتہ اس نے بنادیا۔"

وہ ان کی بات کو ہوا میں اڑاتے جیسے اس کی مزید تذلیل کرنے کی کوششوں میں تھی۔عزہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی۔یہ عورت اب اس کا ضبط آزما رہی تھی بس اور کوئی بات نہیں تھی۔وہ اسے اس کے گھر والوں سے بدگمان کرنے کی کوششوں میں تھی جن سے اسے بے تحاشہ محبت تھی وہ انہی کیلیے اس کے دل میں کھوٹ ڈال رہی تھی۔

"مسز وقار ابھی اور اسی وقت اپنی شکل یہاں سے گم کرلیجیے یہ نہ ہو کہ میں آپ کا منہ توڑ دوں۔مجھے بلکل بھی شرمندگی نہیں ہوگی کہ آپ یہاں مہمان ہے لیکن میں نے آپ سے ایسا رویہ اختیار کیا۔اور ہمارے گھر کے معاملات ہم کسی بھی کالی نظر عورت کو یا پھر کسی ایرے غیرے کو بتلانا پسند نہیں کرتے بہتر ہے کہ آپ اپنی شکل گم کرلیں۔"

عزہ نے خطرناک تیوروں سمیت دانت کچکچاتے جیسے اس پہ اس کی اہمیت واضح کی تھی۔ماتھے پہ ان گنت بل پڑے ہوئے تھے۔اس کے اس قدر سخت انداز پہ وہ بے نیازی سے منہ بناتی تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی ان کے جاتے ہی عزہ کی توپوں کا رخ اب پریشے کی جانب تھا۔

"پری آپی یہ کیا کیا آپ نے ایسے جھوٹ بولنا مناسب نہیں لگتا۔میں اس کی باتوں سے کسی سے بھی بدگمان نہیں ہوسکتی کیونکہ جہاں میرے بچوں کے نصیب ہونگے شادی بھی وہی ہوگی۔"

عزہ نے مسکراتے ہوئے اسے تسلی دی ساتھ ہی اس جھوٹ والی الجھن کو بھی پریشانی سے اس کی جانب رکھا۔

"تم پریشان مت ہو میں نے بلکل بھی جھوٹ نہیں کہا میں تو بچپن سے ہی اپنی کسی بھتیجی کو اپنی بیٹی بنانا چاہتی تھی۔وہ چاہے انابی ہوتی یا مازہ۔میرے فہد کے ساتھ اگر انابی اس کی دلہن بن کر آئے گی تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔ویسے بھی ایک پروپر طریقے سے جلد ہی رشتہ لائیں گے ہم انابی کا تم پریشان مت ہو۔"

پریشے اس کا ہاتھ تھامتی اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے تسلی دینے والے انداز میں گویا ہوئی تو وہ نم آنکھوں سمیت مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی۔

کھانا تو سکون سے کھایا نہ۔وہ کیا ہے نہ میں اپنی بیوی کو بلکل بھی ڈل نہیں دیکھنا چاہتا" "آج رات۔

وہ معنی خیزی سے بولتا مازہ کا سکون ایک لمحے میں غرت کرچکا تھا اب رائم کے چہرے پہ ایک شاطرانہ مسکراہٹ رقصاں تھی جبکہ مازہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس بیہودہ انسان کو دیکھ رہی تھی۔رائم نے دل ہی دل میں اس کی حالت سے محفوظ ہوتے قہقہہ لگایا جس کے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جارہا تھا۔

آپ کو شرم نہیں آتی ایسی بات کرتے ہوئے۔کس قدر بے شرم انسان ہے آپ مجھے" "آج معلوم ہوا ہے۔

اس کا چہرہ سرخ پڑرہا تھا۔وہ مشکلوں سے یہ کپکپاتے الفاظ اپنی زبان سے ادا کرپائی تھی بس نہیں چل رہا تھا اسے جھنجھوڑ ڈالے۔

ابھی تو یہ صرف ایک ٹریلر تھا پکچر ابھی باقی ہے ابھی تو بہت کچھ معلوم ہوگا۔اس کے" بعد یقیناً تمہیں مجھ پہ بے تحاشہ پیار آئے گا۔مزید باتیں پرائیوٹ ہے وہ کمرے میں جاکر کریں گے اوکے۔"

اس کی والہانہ سرگوشی پہ مازہ نامحسوس انداز میں ہی اس سے فاصلہ قائم کرگئی تھی۔رائم نے اس کے ڈرے سہمے تاثر دیکھتے مشکل اپنی مسکراہٹ پہ قابو پایا جو امنڈ امنڈ کر باہر آنے کی کوششوں میں تھی۔وہ خاصہ محفوظ ہوا تھا اس کے سہم جانے پہ۔یہ لڑکی جسے اس نے ہمیشہ شیرنی کی طرح دیکھا تھا آج بھیگی بلی بنتے اس کے دل کی تہ و بالا ہلا کر گئی تھی۔ابھی تو بڑے حساب چکتا کرنے تھے جو یقیناً آج رات ہونے والے تھے۔

چند گھنٹوں پہ مقید یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔تبھی لان میں رخصتی کا شور بلند ہوا تھا۔اذلان شاہ تو اسے اپنے سینے میں بھینچتے بے ساختہ نم آنکھوں کو پونچھ گئے تھے ان کا بس چلتا تو وہ کبھی بھی اپنی جان سے پیاری اولاد کو خود سے یوں جدا نہیں کرتے لیکن یہ اذل سے ریت چلی آرہی ہے بیٹیاں تو شروع سے .ہی پرایا دھن ہوتی ہے انھوں نے ناچاہتے ہوئے بھی ایک نہ ایک دن چھوڑ کر چلے ہی جانا ہے۔ادیان نے بھی

اس کے سر پہ ہولے سے لب مس کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں نمی جاگ رہی تھی۔ادیان مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گیا تھا۔محرم لیزے انابی اور باقی گھر کے مکینوں سے ملتے ہی وہ قرآن کے سائے تلے سب بزرگوں کی دعائیں اپنی جھولی میں سمیٹتے بجھے دل کے ساتھ رائم کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تو ادیان نے بے ساختہ رائم کو گلے سے لگایا۔

میری گڑیا کا دھیان رکھنا رائم اور اپنی باتوں پہ پورا اترنا مجھے امید ہے کہ تم مجھے ناراض "نہیں کرو گے۔"

ادیان نے اس کے چوڑے شانے کو تھپتھپاتے سرد انداز میں جیسے اسے باور کروایا تھا۔

"انشاآللہ وہ خوش رہے گی۔"

اس نے دھیمے سے مسکراتے ہوئے اسے تسلی دی اور گاڑی کا اگلا دروازہ کھولتے براجمان ہوگیا۔انہی سب رسموں سے فارغ ہوتے مازہ کو رائم کے سنگ رخصت کردیا گیا۔

خان ہاؤس پہنچتے ہی ماژہ کو کمرے میں لانے سے قبل سب نے اسے تحفے دیے۔ تحریم بیگم کی جانب سے قیمتی کنگن جو انہوں نے رائم کی بیوی کیلیے سنبھال کر رکھے تھے۔آیت اور پریشے نے بھی کچھ قیمتی زیورات اور بچوں نے چند تحائف دیے۔چند رسومات سے فراغت حاصل ہوتے ہی ماژہ کو اس کی سیج پہ لاکر بٹھادیا گیا۔

وہ جب اپنے کمرے کی جانب بڑھا تو اس وقت تقریباً سب مہمان جاچکے تھے۔خان ہاؤس میں کافی کمروں کی لائٹس بھی آف ہوچکی تھی۔اس نے ہاتھ بڑھا کر جوں ہی دورازہ کھولا اس کی توقع کے برخلاف اس کی نئی نویلی دلہن ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں سختی سے پیوست کیے انہیں مسلنے میں مصروف تھی۔اس کا نازک اندام سراپا ہولے ہولے لرز رہا تھا۔رائم نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا ورنہ اسے تو امید تھی کہ جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچے گا وہ بپھری شیرنی کی مانند اس پہ جھپٹ پڑے گی اور اس سے ہر قسم کے حساب بے باک کرے گی لیکن یہاں تو وہ شرم و حیا میں لپٹے لرزنے میں مصروف تھی۔

ٹھنڈی آہ بھرتا وہ کمرے میں داخل ہوا اور کمرے کا دروازہ لاک کیا۔ معاً اس کے گھونگھٹ میں چھپے چہرے کو دیکھتے اس کے چہرے کے تاثرات ایکدم سپاٹ ہوئے وہ سخت انداز میں مضبوط قدم اٹھاتا صوفے پہ قریب پہنچتے نگاہیں اس کے ہولے ہولے لرزتے سراپے پہ جمالی اچانک سب کچھ فراموش کیے وہ اپنی شیروانی اتارتا خود کو پلکا پھلکا کرتا اس کے نزدیک ہی بیڈ پہ نیم دراز ہوگیا مازہ نے اسے دیکھتے اپنی نم بھاری ہوتی پلکیں جھکالی۔ کمر میں بیٹھ بیٹھ کر درد ہونے لگا تھا لیکن وہ ظالم جیسے آج ترس کھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"واؤو ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ یوں یہاں اتنی بے خوفی سے میرا انتظار کررہی ہوگی۔"

رائم اس کی مرمری کلائی اپنے سلگتے ہاتھوں میں لیتے اس کی چوڑیوں پہ انگلی پھیرتے پرتپش لہجے میں بولا تو مازہ اس کے لمس پہ کپکپا کر رہ گئی۔ اس کا رویہ دیکھتے اسے بے ساختہ اس کا رویہ یاد آیا تھا۔ اتنے کم عرصے میں کتنی یادیں وہ اس کے وجود کے ساتھ باندھ گیا تھا کہ وہ چاہ کر بھی اس سے چھٹکارہ نہیں پارہی تھی۔

"ویسے آج سزا کا دن ہے تمہارے لیے۔"

اس کی سرد آواز کے ساتھ رائم کی گرفت اس کی کلائی پہ بھی مضبوط ہوئی۔وہ نم نگاہوں سے اسے دیکھتے آنسو پی گئی۔وہ چاہ کر بھی رائم سے یہ توقع نہیں کرسکتی تھی کہ وہ اس سے سخت رویہ اختیار کرے گا ناجانے کیوں۔لیکن اس کی بات پہ مازہ کے وجود میں برقی سی دور گئی۔

"کس چیز کی سزا۔میں نے کیا کیا ہے ایسا۔"

مازہ کی سرسراتی ہوئی ڈری سہمی آواز پہ رائم کے کٹاؤدار لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔اس نے اپنے سلگتے لبوں کا لمس اس کے ہاتھ کی پشت پہ چھوڑا تھا۔مازہ کا سانس حلق میں ہی اڑگیا تھا۔اس نے سرعت سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آذاد کراتے جیسے خود کو اس کی جھلستی ہوئی قربت سے آذاد کرانا چاہا تھا۔

"سب کچھ کرکے سب کچھ چھین کر مجھ سے پوچھ رہی ہو کہ تم نے ایسا کیا کیا ہے۔میں بتانے پہ آیا تو بچپن سے اب تک کہ سارے حساب چکتا کروں گا اور جس طریقے سے کروں گا اس کی شدت شاید تم برداشت نہ کرپاؤں۔"

اس نے دھیمے سے اس کا گھونگھٹ الٹتے اس کے دلکش چہرے کو دیکھا تھا۔اس کے نازک کپکپاتے لبوں نے رائم کی توجہ اپنی جانب کھینچی تھی۔ سرخی لیے لب اس کا ایمان بے ساختہ ڈگمگا گیا۔ معاً دل کی آواز پہ لبیک کہتے وہ اس کے دائیں گال پہ ہولے سے لب رکھ چکا تھا۔اس کی باتوں نے تو سچ میں ماذہ کے وجود سے جان کھینچ لی تھی۔ وہ اسے سچ میں خوفزدہ کررہا تھا۔

"آج تھپڑ نہیں مارو گی۔"

رائم کے شرارت آمیز لہجے پہ اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنی نم ہوتی دراز پلکیں جھکائی تھی۔اس نے اپنا شدت بھرا لمس اب اس کے بائیں گال پہ چھوڑا تھا۔اس کی ناک سے نتھ نکالتے وہ اب اس کی ناک کو لبوں سے چھو رہا تھا جیسے مرہم رکھنے کی کوشش کررہا ہو۔اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چھوتے وہ اسے کانپنے پہ مجبور کردیا۔اس کی بے باکیوں پہ ماذہ کی سانسیں بے ساختہ خشک ہوئی وہ دونوں مہندی سے رچے ہاتھ اس کی شرٹ پہ رکھتے اسے پیچھے کی جانب دھکیل گئی۔رائم نے حیرت سے اس کا گریز محسوس کیا تھا۔اس کی قربت ہی اس قدر نشہ آور تھی کہ وہ

سب کچھ فراموش کرچکا تھا۔وہ اس میں ہی بہکتا چلا جارہا تھا۔اس کا یوں خاموشی سے خود کو سونپ دینا رائم کو کہی نہ کہی کھٹک بھی رہا تھا۔اس سے پہلے کہ اس کی حرکت پہ کوئی جواب طلبی کرتا اپنے موبائل پہ آنے والی کال پہ وہ اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھاتا ضروری کال دیکھتے ایک گہری پرتپش نگاہ اپنی زندگی پہ ڈالتے وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گیا اس کے کمرے سے باہر نکلنے کا یقین کرتے ہی مازہ نے سرعت سے بیڈ سے اترتے واشروم کا رخ کیا۔آیت پہلے ہی اسے اطلاع دے چکی تھی واشروم میں سوٹ کی تبھی اسے اندازہ تھا۔وہ اس کے آنے سے پہلے ہی اس بھاری بھرکم زیورات سے آذاد ہونا چاہتی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ رائم اس سے اس قدر نارمل رویہ اختیار رکھے گا اسے تو لگا تھا جیسے وہ اس سے بدلہ لینے کی خاطر اس سے شادی کررہا ہے لیکن یہاں تو بازی ہی الٹ گئی تھی۔اس کا سر اب درد کی شدت سے پھٹ رہا تھا۔آنکھیں بھی رو رو کر خشک ہوچکی تھی لیکن رائم کے قریب آتے ہی اسے اس اجنبی کی یاد شدت سے آنے لگ جاتی تھی اس سے ایک دلی انسیت سی ہوگئی تھی۔

یا اللہ مجھے معاف کردیں میں ایسا گناہ نہیں کرنا چاہتی میرے دل سے اس اجنبی کی"
"یادوں کو مٹادیں پلیز۔

وہ سسکتے ہوئے دیوار سے پشت ٹکاگئی۔آنکھیں مسلسل رو رو کر سوجھ اور سرخ ہوچکی تھی۔آنکھوں میں درد سی ہونے لگی تھی۔اپنے حواس بحال کرتے اس نے اپنے چہرے پہ پانی کے چھینٹے مارے اور خود کو آئینے میں دیکھنے لگی جہاں سے رونق ہی سرے سے غائب تھی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ ڈھیلا سا سرخ لباس زیب تن کیے باہر آئی تھی ڈوپٹے سے بے نیاز وجود وہ کسی پہ بھی قیامت ڈھا سکتی تھی۔وہ آئینے کے سامنے جاتے بے دھیانی میں اپنے الجھے بالوں پہ برش پھیرنے لگی جبکہ اس کے عقب میں صوفے پہ بیٹھا وجود ٹانگ پہ ٹانگ جمائے اس کی تمام حرکات کا ملاحظہ کررہا تھا۔وہ اس کے وجود کو نظروں کے حصار میں لیے ناجانے کیا سوچ رہا تھا اس نے کبھی بھی اسے ڈوپٹے سے بے نیاز نہیں دیکھا تھا۔گلاب کے پھولوں کی خوشبو اور وہ نازک کلی اسے مہکا رہی تھی۔وہ سجے سنورے کمرے میں ایک سرسری نگاہ دوڑاتے وہ صوفے سے اٹھا اور بھاری قدم اٹھاتے اس کے عین پشت پہ جاکر کھڑا ہوا۔مازہ جو پوری دلجمعی سے اپنی

بالوں کو دیکھتے ناجانے کن سوچوں میں گم تھی اپنی پشت پہ کسی کی موجودگی اور مانوس سی کلون کی خوشبو محسوس کرتے اس نے حیرت سے آنکھیں واں کرتے آئینے میں دیکھا لیکن اپنے عقب میں جس کا چہرہ اسے دکھا وہ اس کی جان نکالنے کو کافی تھا۔ سکتے کی کیفیت میں اس کے ہاتھ سے برش نکلتے اس کے پیروں کے نزدیک قالین پہ گرگیا۔ ہاتھ بے یقینی سے لبوں پہ آن ٹھہرے۔اس نے سرعت سے گردن ترچھی کرتے اس نے ایک سہمی ہوئی نگاہ بند دروازے پہ ڈالی اور اسے دیکھ کر بے ساختہ نفی میں سر ہلایا جیسے اس کی موجودگی ناقابلِ یقین ہو۔

"آپ یہاں کیا کررہے ہیں کیوں آئے ہیں۔"

مازہ نے کپکپاتے لہجے اسے مخاطب کیا۔ ماتھے پہ ننھے منھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔ وہ اس کی موجودگی یہاں محسوس کرتے بہت خوفزدہ ہوگئی تھی رائم اگر اپنے کمرے میں کسی اور شخص کو ریکھ لیتا تو سب ختم ہوجاتا۔

"آپ یہاں سے جائیں یہاں کیوں آئے ہیں آپ۔ میرے شوہر دیکھ لیں گے۔"

وہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے دھیمی آواز میں غرائی تو مقابل نقاب پوش نے سکون سے دونوں ہاتھ سینے میں باندھے اس کی جانب دیکھا۔ مازہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھیں چمکی ہو۔

آپ مجھے یاد کررہی تھی نہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرنے آیا ہوں۔ ایسا کیسے ہوسکتا" "ہے کہ آپ مجھے پکارو اور میں نہ آؤ۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا سرخ ہوتا چہرہ تھاما تھا اور اس کے قندھاری گال سہلائے تھے۔ مازہ نے تڑپ کر اس کا حصار توڑا تھا وہ کیسے کسی اور کی بیوی اس کی امانت ہوکر اس میں خیانت کرسکتی تھی۔ اس کا جی چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر رودے۔

میں نہیں یاد کررہی آپ کو۔ جس وقت میرا نکاح ہوا تھا میں نے آپ کی یادوں کو سینے" "سے نکال کر پھینک دیا تھا۔ خدارا یہاں سے جائیں بس ختم ہوجائے گا۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی التجائیہ انداز میں بولی تو مقابل نے اس کے دونوں بازو سختی سے تھامتے اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھی۔ اور اس کی صراحی دار گردن کو اپنے ہاتھوں کی پشت سے سہلایا۔ اس کے مخصوص کلون کی مہک نے مازہ کے اعصابوں کو

ہمیشہ کی طرح جکڑنا شروع کردیا تھا۔ معاً اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا اس نے ٹھٹھک کر اس کی آنکھوں کی سمت دیکھا تھا۔ بے یقینی کی کیفیت تھی جو اس کے وجود میں چھائی ہوئی تھی اس کی آنکھیں تو بھوری سی تھی تو یہ سیاہ آنکھیں اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔

"آپ رائم۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز نکلی تو مقابل نے مسکراتی آنکھو سمیت اس کے ماتھے کو اپنے لمس سے مزین کرتے جیسے اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تھا۔ مازہ نے جھٹکے سے اس کا تنگ حصار توڑتے نفی میں سر ہلاتے ٹرانس کی کیفیت میں ہاتھ اس کے نقاب پہ رکھا تھا اور ایک جھٹکے سے اس کا نقاب اتارا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔ اپنے بیوقوف بن جانے پہ اس کا دل چاہا وہ جیتے جی مر جائے۔ وہ کیسے اس کے ہاتھوں کی پاگل بن سکتی تھی معاً کسی خیال کے تحت اس نے اس کی شرٹ اپنی مٹھیوں میں جکڑی تھی۔

"آپ ہی تھے وہ اجنبی۔"

اس نے جیسے اپنے شک پہ یقین کی مہر ثبت کرنی تھی حالانکہ اس میں کوئی شائبہ نہیں تھا کیونکہ ہر چیز بلکل ویسی تھی بس آنکھوں کا رنگ تبدیل تھا۔رائم کے اثبات میں سر ہلانے پہ اس کے ہاتھ بے دم ہوتے نیچے گرے تھے اس کا وجود بھی دھڑم کر کے زمین بوس ہوا تھا۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں آپ نے میرے جذباتوں کا مذاق بنایا ہے۔آپ رائم کیوں۔" وہ سوالیہ انداز میں اس کی جانب دیکھتے پھپھک پھپھک کر رو دی۔رائم نے اپنے اعصاب پر سکون کرتے اپنا ٹراؤزر اونچا کرتے اس کے پاس ہی جگہ سنبھالی۔تو وہ بدک کر اس کے پیچھے ہوئی رائم نے سختی سے اسے اپنی جانب کھینچا اور اسے اپنے سینے میں بھینچتے جیسے اسے پر سکون کرنا چاہا۔وہ جانتا تھا کہ اس کا ردِ عمل کچھ ایسا ہی ہوگا تبھی اپنے مخصوص انداز میں اس سے محبت سے پیش آنا چاہتا تھا۔مازہ اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے اس کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں میں بھینچتی رو دی۔

بس میری جان کچھ نہیں ہوا۔بس یہ سمجھ لو کہ یہ سب ضروری تھا اگر میں ایسا نہیں" کرتا تو تمہارا درد کون کم کرتا۔میرے محبت کے اظہار پہ میرے منہ پہ تھپڑ مارنے والی

میری جنگلی بلی کیا کسی اجنبی کو اپنے کمرے میں دیکھ کر جان سے نہ مارتی تبھی تمہیں سارا کچھ رائم والا بتا کر خود کو ایک اجنبی بنا کر پیش کیا۔اور دیکھو آج تم بلکل ٹھیک میرے سامنے میری دسترس میں میری پناہوں میں ہو کیونکہ رائم خان اور وہ اجنبی دونوں ہی تم سے بے تحاشہ محبت کرتے ہیں اتنی کہ جس کا کوئی حساب نہیں۔"

رائم اس کے چہرے پہ بکھرے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے محبت سے اس کے کانوں مٰں میٹھی میٹھی سرگوشیاں کرتا جیسے اسے اپنی وفا کا یقین دلارہا تھا۔وہ محبت سے اپنی بات کے اختتام پہ اس کی روئی روئی آنکھیں دیکھتا اس کے بھیگے نین کٹوروں پہ لب رکھ گیا۔مازہ نے دھیمے سے مسکراتے ہوئے اس کے لمس کو محسوس کیا تھا۔چاہے جیسا بھی تھا وہ اس کے پاس تھا جس کی اسے چاہ تھی۔وہ ہی تو چاہتی تھی کہ وہ اس کے پاس آجائے اب جب وہ لوٹ آیا تھا تو وہ کسی بھی قسم کی ناشکری کرتے اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔

"لیکن اس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔اس نے بھی اور آپ نے بھی۔آپ نے اتنے غلط طریقے سے بات کی میرے سے۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتی ایک بار پھر رونے کو لب پھیلا گئی۔رائم نے سختی سے اسے رونے سے منع کیا اور اس کے گال پہ اپنے سلگتے لب رکھے مازہ اس کی پیشِ رفت پہ کپکپا کر رہ گئی۔اسی طرح دوسرے گال کو بھی اپنے پرحدت لمس سے مزین کیا۔

"کسی نے دھوکا نہیں دیا تمہیں۔میں نے کہا تھا کہ زندگی کے کسی بھی مقام میں جب میں تمہیں ملو تو میری مہک سے مجھے پہچاننا اور آج مجھے یوں اپنے روبرو پا کر پہچان کر تم نے مجھے معتبر کردیا ہے۔میری محبت کا پاس رکھا ہے مازہ رائم خان نے۔"

وہ اس کے گردن سے چپکے بالوں کو پیچھے کرتے اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر گہرے سانس بھرنے لگا۔وہ لڑکی اسے بہکا رہی تھی اور وہ اس کی قربت میں بہکتا جارہا تھا۔مازہ نے کسمسا کر اس کی گرفت سے آذاد ہونا چاہا تھا لیکن مقابل کی گرفت قابلِ ستائش تھی۔

"مجھے نشہ ہوگیا ہے اس کا۔میری رگوں میں لہو نہیں وہ دوڑتا ہے۔میرے سینے میں دل نہیں وہ دھڑکتا ہے۔"

وہ اس کے سینے سے لگی آنکھیں میچے اپنی محبت کا اعتراف کررہی تھی۔ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑرہے تھے۔رائم نے اسے اپنے روبرو کرتے سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی تھی۔

"کس کا۔"

اس کی آواز سرگوشی سے کم نہیں تھی۔مازہ نے اس کے سینے پہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے اس کی دھڑکنوں کو محسوس کیا تھا اور وہی اپنا سر رکھ گئی تھی۔

رائم خان کا میرے شوہر کا۔اس انسان کی جس نے ہر مقام پہ گرنے سے پہلے ہی مجھے تھاما ہے۔جس نے میری ایک پکار کر ناراضگی میں بھی مجھے دیکھا ہے۔کیا آپ مازہ رائم خان کی اس محبت کو قبول کریں گے اور مجھے معتبر کریں گے۔"

وہ اس کی جانب اپنا نازک سرخ و سفید ہاتھ پھیلائے آس بھری سرخ ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھتے جیسے اس کے جواب کی منتظر تھی۔اس کے حواس مکمل طور پہ بیدار ہوچکے تھے۔رائم نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ایک جھٹکے سے اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا اور اسے لیے بیڈ کی جانب بڑھ گیا اور شدت جذبات سے مرغوب ہوتے اس کے ماتھے کو چھوا تھا۔اس کی آنکھوں میں جذبات کا ایک ٹھاٹھے مارتا سمندر تھا جس نے مازہ کو پلکیں عارض پہ جھکانے پہ مجبور کردیا تھا۔اس کے گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

بہت شکریہ خانم اس اعزاز کیلیے۔کیا اب مجھے اجازت ہے کہ میں تمہارے پور پور کو" "اپنے رنگ میں رنگ دو۔اپنی محبت کو منزل تک پہنچانا چاہتا ہوں میں تمہارے سنگ۔ وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے خمارآلود نگاہوں سے اس کے چہرے کو رٹتے والہانہ انداز میں اس کے ماتھے کو ہولے سے لبوں سے چھوا تھا۔مازہ نے شرما کر اقرار میں سر ہلاتے اس کے سینے میں چہرہ چھپایا تھا۔رائم جذبات سے چور بھکے بھکے انداز میں اس کی جانب جھکا تھا اور اس کی گردن کو جابجا اپنے لبوں سے چھوا تھا وہ اس کی قید میں پھرپھرا کر رہ گئی تھی۔رائم کی اس قدر شدت اس کے ہوش اچھے خاصے اڑا چکی تھی لیکن اب تو رہائی ناممکن تھی۔وہ اس سحر انگیز لمحوں کی قید سے رہائی چاہتی بھی نہیں تھی۔وہ گھرے گھرے سانس لیتی اس کی جان لیوا قربت میں اپنی سانسیں ہموار کررہی تھی۔رائم اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں الجھاتے اس کی راہِ فرار کی تمام راہیں بند کرچکا تھا۔

صبح اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی تو آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے سامنے دیوار پر مرکوز گھڑی پر نظر گئی جو صبح کے سات بجا رہی تھی۔اس نے ہسپتال جانے کی خاطر سرعت سے اٹھنا چاہا معاً کسی کی بھاری ٹانگ اپنے اوپر محسوس کرتے ذہن بیدار ہوتے ہی ٹھٹھک کر اپنی دوسری جانب دیکھا جہاں اس کی زندگی اس کے پہلو میں سکون سے اس کے بازو پر سر رکھے ایک ہاتھ سے اس کے گرد حصار باندھے سو رہی تھی۔رائم نے ایک نگاہ اپنے بیٹ پہ رکھی اس کی ٹانگ اور دوسری اس کے سینے پہ رکھے ہاتھ پہ ڈالی۔اب سب سے مشکل کام باقی تھا اور وہ تھا اسے اٹھانے کا۔اس نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے اپنا رخ اس کی جانب کیا اور خود نیم دراز ہوتے اس کے چہرے پہ جھکا۔

"مازہ۔"

وقت کا احساس کرتے اس نے اس کا گال تھپتھپاتے پیار سے پکارا پر دوسری جانب سے جواب ندارد وہ نیند کی کس قدر پکی تھی یہ بات وہ بخوبی جانتا تھا اس لئے فلحال اسے اٹھانے کا ارادہ ترک کرتے وہ

مسکراتے ہوئے اس کا سر اپنے بازو سے تکیے پر منتقل کر کے خود فریش ہونے کی غرض سے وارڈروب کی جانب بڑھا۔آج صائم خان نے اسے ہسپتال جانے سے منع کیا تھا لیکن پھر بھی وہ وہاں جاکر ایک بار تمام مریضوں پہ نظرثانی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔وہ وارڈروب سے گرے رنگ کی پینٹ شرٹ نکالتے وہ ایک نگاہ سوئی ہوئی اپنی متاع حیات پہ ڈالتے وہ خود باتھروم میں بند ہوگیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ خوشبوؤں میں بسا فریش ہوکر باہر آیا اور نظر بیڈ پ ڈالی تو وہ ہنوز ویسے ہی سوئی ہوئی تھی جیسا وہ چھوڑ کر گیا تھا۔کمرے میں اس کے ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز گونج رہی تھی۔رائم نفی میں سر ہلاتے مدھم سا ہنستے آئینے کے سامنے کھڑا ہوتے اپنے بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کرنے لگا۔بالوں کو برش کی مدد سے سلجھاتے وہ خود پہ پرفیوم چھڑکتے اس نے بیڈ کی جانب قدم بڑھائے۔

''میری پرشین بلی اٹھو پہلے ہی لیٹ ہوگئے ہیں ہم۔''

اس نے مازہ کے شانے سے ہلاتے دوبارہ اپنی سی کوشش کی جس پر وہ کسمساتے ہوئے اس کا ہاتھ جو مازہ کے کندھے پر تھا اپنے ہاتھ میں تھام کر کروٹ بدل گئی۔اب

منظر کچھ یوں تھا کہ وہ اس کی مضبوط ہتھیلی اپنے گال تلے رکھے سکون سے آنکھیں موندے سو رہی تھی۔ رائم نے اس کے چہرے پہ بکھری لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے اس کے گلابی ہوتے گال پہ لب رکھے۔ وہ اس کی مونچھوں کی چبھن سے کسمسائی۔

"مازہ اٹھ جاؤ اب ورنہ میں نے جیسے جگایا وہ طریقہ تمہیں بلکل بھی پسند نہیں آئے گا۔" اس نے اپنا ہاتھ یوں اس کی قید میں دیکھتے متبسم ہوتے کہا۔ اور اس کی کان کی لوں کو اپنے دانتوں تلے دبایا جس سے اس کی ماتھے پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"سونے دیں ناں رائم اچھا بس پانچ منٹ۔"

مندی مندی آنکھیں کھولتے اسے جواب دیا اور اس کی تھامی ہوئی ہتھیلی پہ ہولے سے اپنے لب رکھتی آنکھیں موند گئی۔ رائم نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے وہی اس کے برابر میں جگہ بنائی اور پانچ منٹ کا گزرنے کا انتظار کرنے لگا پانچ منٹ ہوتے ہی اس نے سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ تھامتے اسے بٹھایا۔

"چلو ہوگئے پانچ منٹ اور اب تم مجھے اگلے پانچ منٹ میں ریڈی چاہئیے ہو سمجھ گئی یا پھر اپنے طریقے سے سمجھاؤں۔"

اٹھ کر بیٹھتے ہی مشکلوں سے آنکھوں واں کر کے سامنے دیکھا جہاں رائم اسے جگانے کی بھرپور تگ ودو میں تھا اس نے منہ بناتے واپس آنکھیں موندتے اس کے کندھے پر سر ٹکایا جب اس کی معنی خیز آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"اٹھ رہی ہوں رائم بس دو منٹ پکا۔"

اس نے منمناتے ہوئے کہا تو رائم نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا مطلب پہلے پانچ اور اب دو منٹ۔اس نے کٹیلی نگاہیں اس کے چہرے پہ ڈالی۔

"کوئی دو منٹ نہیں اٹھو ابھی۔"

اس نے دوبارہ اپنی جانب سے کوشش کی پر مازہ کو ہنوز ویسے ہی اٹھتے نہ دیکھ وہ اپنے خرافاتی دماغ میں کچھ سوچتے شرارت سے مسکرایا جس سے اس کی آنکھیں بھی شرارت سے مسکرائی تھی اس نے اپنے کندھے پر سر رکھ کر سوتے اسے دیکھا معاً اپنا ہاتھ اس کی کمر پہ سہلایا۔اس نے اس کے گرد ایک مضبوط حصار باندھتے اپنا چہرا اس کی گردن میں چھپا کر گہرا سانس بھرا۔ اسے پھر بھی نا اٹھتے دیکھ اس نے تاسف سے اپنی ہلکی بڑھی بیئرڈ والا گال اس کی گردن پر سہلایا تو وہ جو نیند میں دوبارہ جا چکی کی گردن پر چبھن

کے احساس سے بھک سے نیند اڑھی آنکھیں کھولتے حیرت سے اپنی پوزیشن کو دیکھا تو اس پہ گڑھوں پانی پڑا تھا۔چہرہ سرعت سے سرخ اناری ہوا تھا۔ اس پر مطلب شادی کی پہلی صبح ہی اس نے اٹھنے میں اتنی دیر کردی اوپر سے اب تو رائم بھی اپنی مںمانیوں پر اتر آیا تھا اس نے دونوں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر اسے دور کرنا چاہا جس پر رائم نے مسکراتے ہوئے اپنا حصار مزید تنگ کیا اور والہانہ نگاہیں اس کی چہرے پہ ٹکاتے اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے چھوا۔وہ اسے دوبارہ رات والی حالت میں آتا دیکھ پریشانی سے لب دانتوں تلے دبا گئی۔

"رائم اٹھیں وہ مجھے تیار ہونا ہے۔"

اس نے کچھ جھجھکتے ہوئے کہا۔

اب میرا موڈ نہیں اٹھنے کا بیٹھی رہو یونہی کب سے میں اٹھا رہا تھا تب پانچ منٹ نہیں" "ختم ہو رہے تھے۔

ہلکا سا چہرے اٹھاتے اس نے اسے جھڑکا پھر جھک کر اپنا چہرا اس کے بالوں میں چھپا لیا اور اس کی مہک کو خود میں سمایا۔

"وو۔وہ میں نن۔نیند میں تھی آپ اٹھیں اب تیار ہونا ہے میں نے۔"

اسے دوبارہ سے رات والے موڈ میں جاتا دیکھ کر مازہ نے اسے پیچھے کرتے کہا ابھی تو رات کی قربت ہی اس قدر تھی سونے پہ سہاگہ اب پھر سے۔ اسے اب مکمل طور پر جاگتے دیکھ وہ دھیما سا مسکایا اور اس کی رونی صورت دیکھ اس کے ماتھے پر پرشدت لمس چھوڑتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"رائم کچھ شرم و حیا ہوتی ہے۔"

اس نے شرم سے سرخ پڑتے چہرے سمیت دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

اور وہ مجھ میں بلکل نہیں ہوتی ہے بیگم۔

اس نے اس کی مومی انگلیوں کو لبوں سے چھوتے مزید اس کی دھڑکنوں میں ادھم مچادیا۔اس کا نرم گرم سلگتا لمس مازہ کو تڑپانے کیلیے کافی تھا۔

"چلو پانچ منٹ میں تیار ہوجاؤ پھر نیچے چلتے ہیں۔"

رائم نے پیچھے ہو کر کہا تو وہ بھاگنے کے انداز میں واشروم میں بند ہوئی تھی اس کی جلدبازی پر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

واشروم سے فریش ہو کر باہر آنے کے بعد مازہ نے ڈرتے ڈرتے روم میں ایک طائرانہ نظر گھمائی اسے رائم نہیں دکھا۔ اسٹڈی کے بند دروزے پر نظر ڈالتی جلدی جلدی سے آئینے کے سامنے جا کر جلدی سے اپنے سنہری بالوں میں برش پھیرنے لگی اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی وہ ہلکا سا میک اپ کرتے ایک طائرانہ نظر خود پر ڈالتے دوپٹہ سیٹ کیا اس کا ارادہ رائم کے آنے سے پہلے ہی باہر جانے کا تھا اس سے پہلے کہ وہ اپنی تیاری مکمل کرتے باہر نکلتی کہ اسٹڈی روم کا دروازہ کھولتے وہ نک سک سا تیار باہر آیا۔ مازہ نے ایک نگاہ اس پہ ڈالی جو گرے پینٹ شرٹ زیب تن کیے اس پہ کوٹ پہنے کہی جانے کو تیار تھا

"آہم بڑی جلدی نہیں محترمہ آپ کو میرے سے دور بھاگنے کی۔"

رائم نے شوخ لہجہ اپناتے ہوئے گہرے انداز میں کہا تو مازہ نے اس کی بات پہ بوکھلاتے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے کہاں میرا مطلب میں سمجھی آپ بھی نیچے ہیں تو۔"

اس کی بات سنتے ہڑبڑاتے ہوئے کچھ الٹا کہتے کہتے رکی پھر اپنا جملہ کہہ کر اس کی جانب دیکھا جو اس کے قریب ہی آرہا تھا۔مازہ کی سانسیں خشک ہوگئی۔اس نے باقاعدہ اپنی مومی انگلیاں چٹخائی۔

ہمم اور میں کیوں اکیلا جانے لگا بھئی پہلے اور بات تھی اب میری بیوی ہے سنب کیا" سوچینگے ظالم بیوی نے اپنے معصوم اور اتنے نیک شوہر کو کمرے سے نکال دیا اور خود "سکون سے بسیرا کیے بیٹھی ہے۔

ڈرامائی انداز میں کہتے رائم نے اس کے تاثرات دیکھے جو حیرت سے منہ کھولے اسے ہی دیکھ رکی تھی۔آنکھیں جیسے صدمے سے پھٹنے والی ہوگئی۔

آپ کو میں ظالم لگتی ہوں۔اور ایک منٹ یہ معصوم کون آپ معصوم کدھر سے معصوم "ہیں آپ۔کیوں دوزخ میں جانا چاہتے ہیں۔

اس نے صدمے کی کیفیت میں کہا تو وہ متبسم سا مسکرایا۔اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کھینچتے اپنے حصار میں لیا اور اس کے چہرے پہ ایک پرشدت لمس چھوڑا۔وہ شرم سے کپکپا کر رہ گئی۔

"ارے میں نے کب کہا میں نے تو یہ کہا لوگ کہیں گے ناں۔اور معصوم تو میں بہت ہوں جو تم جیسی چالاک اور جنگلی بلی کے چنگل میں پھنس گیا۔"

رائم نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے اسے کہا اور اس کے کندھوں تک آتے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انہیں سنوارا۔معاً وقت کا خیال کرتے وہ اس کا ہاتھ تھام کر دروازے کی جانب بڑھا کہ اچانک جانے کیا یاد آنے پر رک کر اس کی جانب مڑا جو اس کے رکنے پہ نا سمجھی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی رائم اس کے قریب ہوتے اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوتے مسکراتے ہوئے پیچھے ہوا اور دوبارہ ہاتھ تھامتے نیچے کی جانب چل دیا جبکہ رائم کے ایسا کرنے پر وہ اپنا گلابی پڑتا چہرا جھکا گئی ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے چہرے کی خوبصورتی کو مزید بڑھادیا تھا۔

شاہ ولا میں ولیمے کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھی۔آج رائم اور مازہ کے ولیمے کے ساتھ ادیان اور لیزے کا بھی ولیمہ انجام پانا تھا۔ان کے ولیمے کیلیے سب سے ذیادہ

پرجوش عفان شاہ ہی دکھائی دے رہے تھے۔ابھی بھی وہ مسلسل ادیان کو فون لگانے میں مصروف تھے جو ناجانے کہاں غائب تھا۔

"بھائی آپ کا بیٹا میری سمجھ سے باہر ہے۔ عجیب ہی کوئی مخلوق لگتی ہے مجھے۔"

عفان شاہ نے اسے مسلسل فون ملاتے اپنے ساتھ براجمان اذلان شاہ کو مخاطب کیا تو انہوں نے ان کی بات پہ بے نیازی سے تاسف میں سر ہلایا۔

"وہ سب کی سمجھ سے باہر ہے اور عجیب مخلوق اسی لیے ہے کیونکہ وہ آپکا بھتیجا ہے۔"

اذلان شاہ نے کندھے اچکاتے سارا ملبہ انہی پہ ڈال دیا جبکہ اپنی ذات پہ اس قدر گھرے الزام پہ تڑپ کر رہ گئے اس سے پہلے کہ وہ اپنے دفاع میں کچھ بولتے اپنے موبائل پہ آنے والی کال پہ سرعت سے اس کی جامب متوجہ ہوئے جہاں ادیان کالنگ جگمگارہا تھا وہ عجلت سے فون اٹھاتے کان سے لگا گئے۔

"جی چاچو یاد فرمایا آپ نے۔"

اس نے اپنی ازلی انداز میں صوفے سے پشت ٹکائے استسفار کیا۔ عفان شاہ کو اس کی بات پہ پتنگے ہی لگ گئے۔ایک وہ اتنے دیر سے اسے فون ملا رہے تھے اور وہ کس قدر پرسکون تھا۔

"جی ایک بدتمیز اکھڑ مزاج سڑیل انسان کو فون ملارہا تھا وہ کیا ہے نہ اس کا آج ولیمہ انجام پانا ہے تو سوچا کچھ تیاریوں میں مدد کردوں لیکن یہاں تو موصوف ہی سرے سے غائب ہے۔کدھر غائب ہو فوراً سے پہلے گھر پہنچو۔"

عفان شاہ پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئے تو ادیان نے ان کی بات پہ فقط آئبرو اچکانے پہ اکتفا کیا جبکہ اذلان شاہ اس کے اونچا بولنے پہ ایک تند نگاہ اس پہ ڈالتے اپنے کمرے کی جانب چل دیے۔عفان شاہ انہیں جاتا دیکھ ایک بار پھر سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔

"چاچو آپ اپنے نام کیوں بتلا رہے ہیں مجھے۔جانتا ہوں یہ سب نام آپ کی بیگم کی جانب سے دیے گئے ہیں لیکن اپنی پرائیوٹ باتیں یوں کسی کو نہیں بتانی چاہیے بہت بری والی بے عزتی ہوتی ہے۔"

وہ سکون بھرے لہجے میں بولتے ان کا سکون ایک لمحے میں غارت کرگیا۔عفان شاہ اس کی بات پہ پیچ وتاب کھاتے رہ گئے۔ایک اس انسان سے حاضر جوابی میں کوئی نہیں جیت سکتا تھا۔

"اپنی یہ کالی چونچ بند رکھو اور مجھے بتاؤ گھر کب آرہے ہو۔"

انہوں نے دانت کچکچاتے ہوئے اپنی جانب سے اس کی بے عزتی کرنی چاہی لیکن یہ بات شاید وہ بھول چکے تھے کہ مقابل کون ہے۔

"میں تو گھر ہی ہوں آپ کو شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جو آپ مجھ سے اس قسم کا سوال کررہے ہیں۔"

ادیان نے ماتھے پہ سلوٹیں ڈالے انہیں جواب دیا اور ساتھ ہی سائیڈ ٹیبل سے سیگریٹ اٹھاتے سلگائی۔اب وہ ریلنگ پہ کھڑا لان کے نظاروں سے لطف اندوز ہورہا تھا جہاں لیزے انابی اور روشانے بیٹھی باتوں میں محو تھی۔ادیان نے اپنی بھوری کانچ سی آنکھیں اس کے معصوم چہرے پہ جمالی جو دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پہ سجائے سیاہ گہری آنکھوں میں محبت کے جگنو لیے روشی کی کسی بات پہ مسکرارہی تھی۔اس کی بات پہ

ناجانے کیوں اس کے سرخ گال مزید گلابی ہوتے ادیان کی نگاہیں بھٹکا رہے تھے۔لیکن دل ہی دل میں اس کو معصوم کہے جانے پہ خود ہی لاحولہ پڑھی اور دھیان موبائل کی جانب لگایا۔

"کیا تم گھر ہو۔"

معاً عفان شاہ کی چیخ خاموش لاؤنج کی فضا میں گونجی تو ادیان بھی ایک لمحے کیلیے سٹپٹا گیا معاً اپنے اشتعال پہ مشکل قابو پاتے موبائل کان سے ہٹاتے ایک کینہ توڑ نگاہ اس پہ ڈالی جیسے مقابل عفان شاہ ہو پھر سر جھٹک کر اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈال گیا۔

"تم گھر کب آئے۔"

انہوں نے مٹھیاں بھینچتے اسے مخاطب کیا تو ادیان نے اپنی مخصوص انداز میں بئیرڈ سہلائی۔

"جب آپ گھر نہیں تھے۔"

اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

"میں گھر کب نہیں تھا۔"

انہوں نے اچھنبے سے پورے دن کے بابت سوچا۔

"جب آپ نہیں تھے۔"

اس نے سیگریٹ کا گہرا کش لیتے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسل دی۔

"میں کس وقت گھر نہیں تھا۔وقت بتاؤ۔"

عفان شاہ تو جیسے اس بات کو پکڑ کر ہی بیٹھ گئے تھے وہ کب سے لاؤنج میں بیٹھے اس کے ہی محو انتظار تھے اور ایک وہ خود کو سچا ثابت کرنے کیلیے انہیں جھوٹا ثابت کرنے پہ تلا ہوا تھا۔

"یہ تو آپ کو پتہ ہو کہ آپ کس وقت گھر پہ نہیں تھے۔"

اس نے اپنے ازلی ٹھنڈے ٹھار انداز میں جواب دیا۔

عفان شاہ نے دل ہی دل میں اسے تہذیت یافتہ گالیوں سے نوازا۔

"ابھی تم نے کہا کہ آپ گھر نہیں تھے۔"

انہوں نے مشکل اپنا غصہ ضبط کرتے دھیمے لہجے میں جواب دیا جیسے برداشت کی حدیں ٹوٹ رہی ہو۔ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سامنے ہو اور وہ اس کے بال کھینچ ڈالے۔

"میں نے کب کہا۔"

اس نے مسکراہٹ دباتے سنجیدگی سے پوچھا اور یہی عفان شاہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تبھی چیخ اٹھے۔

"تم مجھ سے بچ جاؤ ادیان میں تمہارا قیمہ بنا کر تمہاری بیوی کو پیش کروں گا۔"

وہ اس کی باتوں سے عاجز آتے ایک طائرانہ نگاہ پورے لاؤنج میں دوڑاتے ہوئے کھردرے انداز میں بولے کیونکہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ بھٹکتی آتما کی طرح عقب میں رکھے صوفے پہ پایا جاتا۔انہی کاموں میں تو وہ بہت ماہر تھا۔

"میری بیوی کو بلکل نہیں پسند۔"

ادیان جو فون پہ ہمہ تن گوش تھا ان کی بات پہ رسانیت بھرے لہجے میں انہیں چڑانے کی خاطر بولا۔لبوں پہ ایک شاطرانہ مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"کیا نہیں پسند۔"

عفان شاہ جو اپنی جانب آتی عزہ کو دیکھ رہے تھے اس کی سپاٹ آواز سنتے حیرت زدہ سے بولے تو ادیان نے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا کیونکہ اس کا ضبط اب اپنے آخری مراحل پہ تھا۔

"قیمہ نہیں پسند۔"

اس نے اپنی بات پہ زور دیتے چبھتے لہجے میں کہا تو عفان شاہ کی آنکھیں خرافاتی دماغ میں گھومتی کسی بات کے یاد آنے پہ مخصوص انداز میں چمک اٹھی۔انہوں نے باقاعدہ اپنا گلہ کھنکھارا۔

"مجھے لگا تم نہیں پسند۔"

وہ مذاق اڑانے والے انداز میں بولتے قہقہ لگا کر ہنس دیے۔ادیان کی آنکھوں میں سرد پن عود آیا۔اس نے کٹیلی نگاہوں سے ٹیرس سے لان کی جانب نگاہیں دوڑائی جہاں سے اب وہ سرے سے ہی غائب تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس کے جاتے ہی دنیا ہی بے رنگ ہوگئی ہو تبھی بے دلی کے ساتھ سر جھٹکتے اندر کمرے میں آگیا۔

عفان کبھی کسی کام کو بھی ہاتھ لگا لیا کریں خدا کی پناہ بڑھے ہوتے جا رہے ہیں ہر چیز"

"کو زنگ لگتا جارہا ہے لیکن ایک یہ زبان ہی ہے جو بغیر لڑکھڑائے چلتی ہے۔

عزہ کی آواز پہ جہاں عفان شاہ کا چلتا ہوا منہ حیرت سے واں ہوا وہی فون پہ ابھرتا ادیان کا قہقہہ محسوس کرتے انھوں نے خون آشام نگاہوں سے عزہ کی جانب دیکھا جو اب مسلسل غصے سے بڑبڑاتے ہوئے سامنے رکھی میز سے چائے کے کپ ٹرے میں رکھ رہی تھی۔

"تم کیوں ہنس رہے ہو۔"

وہ چٹختے ہوئے پھاڑ کھانے والے انداز میں ادیان سے گویا ہوئے تو اس نے بھی عفان شاہ کی طرح ہی گلہ کھنکھارا جس کی آواز عفان شاہ اپنے عقب میں محسوس کرتے غیر محسوس انداز میں اپنا رخ پیچھے کی جانب موڑنے پہ مجبور ہوئے لیکن مقابل چہرے پہ تمسخر اڑاتے تاثرات لیے ادیان کو دیکھتے ان کے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی جس کے لبوں پہ چڑانے والی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

چاچو بڈھے ہوگئے ہیں اس زنگ آلود زبان کا کچھ کریں خالہ آپ سے اچھا خاصہ اکتا چکی" ہیں میرا تو پتہ نہیں لیکن لگتا ہے آپ کی بیگم آپ کو بلکل بھی پسند نہیں کرتی۔چچ چچ چچ "کوئی اہمیت نہیں ہے چاچو یہاں بیٹھیں تھوڑا سا افسوس تو بنتا ہے نہ۔

وہ مصنوعی ترس کھانے والے انداز میں پچکارتے ہوئے بولا ساتھ ہی اپنی بئیرڈ سہلاتے بائیں آنکھ دبائی۔عفان شاہ نے سختی سے دانت پہ دانت جماتے اس ڈھیت ہستی کی جانب دیکھا جو کبھی بھی کہی بھی ٹپک پڑتا تھا اب تو انہیں ان کی بات ہی الٹ انہی پر ہی حاوی ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔

انہوں نے ترچھی نگاہوں سے ادیان کی جانب دیکھتے عزہ کی جانب دیکھا جو ہونقوں کی طرح ان دونوں کی بات کا پسِ منظر جاننے کی کوشش کررہی تھی۔

"بیوی کہاں ہے میری۔"

اس نے صوفے پہ جگہ سنبھالتے سوالیہ انداز میں ان کی جانب دیکھا تو عفان نے سرے سے ہی اس کی بات کو نظرانداز کرتے اس کے سامنے رکھے صوفے پہ جگہ سنبھال لی۔ادیان نے تاسف میں سر ہلاتے ایک طائرانہ نگاہ پورے لاؤنج میں دوڑائی جہاں کچن

میں اسے محرم اور عزہ ہی کاموں میں مصروف دکھائی دی۔اس کی غیر موجودگی پہ ادیان کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس سے پہلے کہ وہ محرم کو اپنی جانب متوجہ کرتے لیزے کے متعلق استسفار کرتا وہ اسے روشی اور انابی کے ساتھ گھر کے داخلی دروازے سے اندر آتی دکھائی دی۔ہرے اور ییلو امتزاج کا سوٹ پہنے بالوں کو کیچر میں مقید کیے ڈوپٹہ شانوں پہ پھیلائے وہ مسکراتے ہوئے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہی محسوس ہوئی۔دل جو اس کی غیر موجودگی میں بے چین ہوا تھا اس کی من موہنی صورت دیکھ پرسکون ہو چکا تھا۔لیزے جو ہنستے ہوئے اندر آرہی تھی سامنے ہی ادیان کو بیٹھا دیکھ اپنی ہنسی کو بریک لگاگئی۔ادیان نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس کی حرکت ادیان کو کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی۔کیا وہ سمجھتی تھی کہ اسے اس کی ہنسی سے کھاڑ ہے۔

"لیزے جلدی سے اپنا سامان پیک کرلو روشی آپ کے ساتھ ہی پارلر جائے گی۔اتنے ارجنٹ نوٹس پہ کوئی بھی گھر آنے کو تیار نہیں ہے۔"

محرم افراتفری میں اسے بتاتی دوبارہ ملازمہ کو کسی کام کی ہدایت کررہی تھی۔ادیان نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔جبکہ لیزے ان کی بات پہ عمل کرتے فوری طور پہ کمرے کی جانب جاچکی تھی۔

"ایک منٹ تم واپس آؤ یہاں۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنے دھیان میں زینے چڑھتی ادیان کی سخت آواز پہ ٹھٹھک کر وہی قدم جماگئی اس نے حیرت سے گردن موڑ کر ادیان کی جانب دیکھا جو اسے اپنے قریب آنے کا اشارہ کررہا تھا۔باقی سب بھی حیرت سے اس کا اچانک سخت انداز محسوس کررہے تھے۔عفان شاہ نے سکون سے صوفے پہ جگہ سنبھال لی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب یہاں کیا ہونے والا ہے اور کیوں ہونے والا ہے۔

"کون۔"

اس نے ہونق پن سے پوچھا۔اس کے اچانک سب کے سامنے یوں مخاطب ہونے پہ اسے بے ساختہ خوف محسوس ہونے لگا تھا کیونکہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ کب بے باکی دکھاجاتا۔

"میں کس سے مخاطب ہوں۔"

ادیان نے سپاٹ انداز میں اس کی جانب دیکھتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے استفسار کیا تو لیزے نے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا۔اس کے دیکھنے کے انداز پہ اس کے وجود میں سرد لہریں دوڑ گئی۔

"ادیان۔"

اس سے پہلے کہ روشی وقت کا خیال کرتی اسے مخاطب کرتی کیونکہ پہلے ہی اچھی خاصی دیر ہو چکی تھی۔ادیان نے ٹھنڈے ٹھار انداز میں اس کی جانب دیکھا تو روشی کی زبان کو بے ساختہ بریک لگی۔محرم نے ماتھے پہ بل ڈالے اس کی جانب دیکھا۔

ادیان یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔کیا تمام طور طریقے تہذیب بھولتے جا رہے ہو۔تھوڑا ادب لحاظ کا دامن تھامو۔بلکل مجبور مت کرو کہ میں تمہارے رویے کو مدنظر رکھتے "کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور مت کرو۔کس کس کو ہرٹ کرو گے اپنے رویے سے۔

محرم نے ناراضگی کا باقاعدہ اظہار کرتے تحمل سے اسے سمجھانا ضروری سمجھا جو اس نے خاموشی سے سنا کیونکہ ان کے آگے جو کچھ بھی غلط کہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

مم میں نے فلحال کوئی بھی ایسا رویہ اختیار نہیں کیا رہی بات ابھی ایسے بولنے کی تو" فلحال میں اپنی بیوی سے مخاطب ہو۔بیوی کا مطلب سمجھتی ہیں نہ آپ۔تو کوئی بھی درمیان میں اپنی مداخلت کرے گا تو مجھے بلکل بھی اچھا محسوس نہیں ہوگا۔میں پھر ایسی "ہی نفسیاتی حرکتیں ہی کروں گا۔

اس نے ایک تند نگاہ روشی پہ ڈالتے ان سب کو جتانا ضرودی سمجھا۔اس کی بات پہ لیزے کے حلق میں باقاعدہ کانٹے سے چبھنے لگے۔وہ اب ناجانے کس بات پہ ناراض ہوگیا تھا۔اسے سخت قسم کا تاؤ آرہا تھا۔لیزے نے ایک افسوس بھری نگاہ روشی پہ ڈالی جو اب کچھ شرمندہ شرمندہ سی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔اس نے دانت کچکچاتے ہوئے اذیان کی جانب دیکھا جسے کسی سے بھی بات کرنے کی تمیز ہی نہیں تھی۔وہ تن فن کرتی اپنے کمرے کی جانب چل دی۔اذیان نے سخت کڑی نگاہ اس پہ ڈالی جو اب ہٹ دھرمی سے منہ مارتے اوپر کی جانب جارہی تھی۔باقی سب کے منہ اس کی جرأت پہ کھل گئے انھوں نے چور نگاہ اذیان پہ ڈالی جس کے چہرے پہ تاثرات سخت سے سخت ہوتے جارہے تھے۔

"میری بات آپ سب سن لیں یہ کسی بھی قسم کے پارلر وغیرہ میں نہیں جارہی۔ میں گھر میں ہی کسی بیوٹیشن کر اننتظام کرتا ہوں۔"

اس نے تنبیہی انداز میں کہتے اپنی پی اے کو فون ملاتے کان سے لگایا معاً اپنے عقب سے آنے والی سخت آواز پہ وہ موبائل کان سے ہٹاتے اپنی پشت پہ دیکھنے پہ مجبور ہوا جہاں اذلان شاہ کھڑے سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"اچھا تو اب تم اس کے کہی بھی آنے جانے پہ پابندی لگاؤ گے مت بھولو کہ وہ اپنے باپ کے گھر میں ہے میں یہ بے جا پابندیاں بلکل بلکل پسند نہیں کروں گا۔"

انہوں نے کڑے انداز میں اسے جتایا تو محرم نے سخت پریشانی کے عالم میں ادیان کے ماتھے پہ پڑتی سلوٹیں دیکھی۔

"ڈیڈ میں اتنا تنگ نظر ہوں بھی نہیں لیکن جب ساری سہولتیں گھر میں موجود ہیں تو میرا نہیں خیال کہ ہمیں بلاوجہ باہر بھیجنے کی چونچلیں پالنی چاہیے رہی بات پارلر سے تیار ہونے کی تو اگر کسی بیوٹیشن کا اریج نہیں بھی ہوتا تو مجھے اپنی بیوی پھر بھی دل و جان

سے قبول ہے۔مجھے وہ جیسے بھی حال میں ہو اپنے دل کے قریب ہی محسوس ہوتی ہے۔"

وہ تاسف سے ان کی سوچ پہ ان سب جتاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اب لیزے کی خیر خبر بھی اسے ہی لینی تھی جو اسے چکمہ دے کر بھاگ گئی تھی۔اس لڑکی نے تو جب سے اس کی شادی ہوئی تھی دن میں تارے دکھا کر رکھ دیے تھے۔وہ سختی سے لب آپس میں پیوست کیے آنکھوں میں اذلی سرد پن لیے کمرے میں داخل ہوا تو وہ وارڈروب میں جھکی کچھ تلاش کررہی تھی۔سیاہ بالوں کا آبشار اس کی پشت کو ڈھانپے ہوئے تھا۔

وہ ایک گہری متبسم سی نگاہ سرتاپا اس پہ ڈالتے اس کی پشت پہ چار قدم کے فاصلے پہ کھڑا ہوگیا۔

وہ ابھی بھی واعڈروب سے کچھ تلاش کم بلکہ چیزیں زیادہ پٹخ رہی تھی۔اسے ادیان کا یوں روشی کو اس انداز میں دیکھنا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا اگر وہ اس کے ساتھ اپنی زندگی میں آگے بڑھ چکا تھا تو روشانے کو معاف کیوں نہیں کرپارہا تھا۔

"میری حکم عدولی کر کے کیسا محسوس کر رہی ہو لیزے بیگم۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولا۔

"جی بہت زیادہ اچھا۔"

وہ بھی اپنے کام میں مصروف بے دھیانی میں بولی معاً اس کی بھاری گھمبیر آواز پہ غور کرتے اس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔اس نے ہولے سے رخ پھیرتے سہمی ہرنی جیسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ادیان نے اپنی بھوری کانچ سی آنکھیں اس کی پھیکی پڑتی رنگت دیکھتے اس کی سیاہ گہری آنکھوں میں گاڑھی۔اس کی آنکھوں میں سرخی دیکھتے لیزے کے وجود میں پھریری سی دور گئی۔اس نے اردگرد نگاہ دوڑاتے موقع سے فائدہ اٹھاتے وہاں سے دوڑ لگائی اور صوفے کی دوسری جانب جاکر کھڑی ہوگئی۔

"چلیں جائیں یہاں سے آپ ہر وقت خون کے پیاسے بنے رہتے ہیں۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی ساتھ ہی اپنے بچاؤ کا بھی عمل جاری رکھا۔ادیان نے برفیلی نگاہ اس پہ ڈالی۔ایک یہ لڑکی اسے پاگل کرنے کے درپے تھی۔ابھی تک تو اس نے کچھ کیا ہی نہیں تھا لیکن پھر بھی اپنی ذات پہ یہ الزام اس کی برداشت سے باہر تھا۔

"مجھے زبان دراز عورتیں بلکل نہیں پسند۔"

اس نے دانت پیستے ہوئے اسے باور کرایا۔آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو رہے تھے۔لیزے نے لرزتے ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرے لیکن جواب دینا بھی ضروری تھا وہ تھوڑی نہ اس سے ڈرتی تھی۔

جیسے میں تو دعاؤں میں آپ جیسے زبان دراز مردوں کو مانگتی تھی نہ۔ناجانے کہاں"

"دعائیں مانگنے میں کوتاہی ہوئی مجھ سے۔میرا بس چلے میں ابھی یہاں سے بھاگ جاؤ۔

وہ بھی جواباً ترخ کر بولی۔اس کے دوبدو جواب پہ ادیان نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھتے جیسے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

پہلے تو یہ لڑکی اس کے اعصابوں پہ صرف سوار ہوئی تھی لیکن اب تو اس کی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے اس کے سر پہ چڑھ کر ناچنے ہی لگی تھی۔

دعاؤں میں تو تم مجھے مانگتی تھی اس بات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے اور نہ" ہی گنجائش بچتی ہے۔رہی بات تمہاری بھاگنے کی تو ایسی جرأت بھی مت کرنا تمہارے ساتھ

تو میں نے ابھی جنت تک کا سفر طے کرنا ہے۔وہاں بھی تو مجھے اپنا دل بہلانے کیلیے کوئی چاہیے۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھتے تنبیہہ کرتے ہوئے گویا ہوا تو لیزے نے اپنی چھوٹی سی مٹھیاں بھینچتے دانت کچکچائے۔ادیان کی زیرک نگاہوں سے اس کی حرکت مخفی نہیں رہی۔وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہورہا تھا وہ اسے تپانا چاہتا تھا اور وہ تپ رہی تھی۔

"بس اسی لیے آپ انتہا کے شوخے ہوتے جارہے ہیں پتہ نہیں کس بات کا غرور سر چڑھ کر بولتا ہے۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی تو ادیان نے اس کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دو قدم اس کی جانب بڑھائے۔

"اب ایک شخص کی بیوی پور پور اس کی محبت میں ڈوبی ہوئی ہو تو غرور کرنا تو بنتا ہے نہ۔فلحال ان فضول باتوں کو ایک جانب رکھو اور میری بات کان کھول کر سن لو آئندہ

میری کسی بات کو نظر انداز کرنے کی جرأت مت کرنا ورنہ پھر جو میں کروں گا نہ وہ تمہیں بلکل بھی پسند نہیں آئے گا۔"

ادیان نے ایک ہی جست میں اس کے قریب پہنچتے عقب سے اسے اپنے حصار میں لیتے گھمبیر مگر ترش لہجے میں دھیمے سے سرگوشی کی۔لیزے اس اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلا گئی اور اس کے ہاتھوں میں ناخن چبھوتے اس کی مضبوط گرفت سے آذاد ہونا چاہا۔

"کروں گی میں ہزار بار کروں گی بار بار کروں گی۔"

وہ بھی کسمساتے ہوئے گردن ترچھی کرتے بدکتے ہوئے بولتے ادیان کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچا گئی۔

تمہیں عزت کی زبان راس نہیں آتی تمہاری تو میں۔

اس نے سرعت سے اس کا رخ اپنی جانب موڑتے دونوں ہاتھوں کو عقب سے جکڑتے اس کی ناک سے اپنی ناک سہلائی۔یہاں تک کہ اس کی گرم سانسوں کی تپش لیزے کی چہرے کو جھلسانے کیلیے کافی تھی۔لیزے نے اس کی بے تحاشہ قربت پہ اپنے لرزتے ہوئے لبوں پہ زبان پھیری معاً وہ اپنے موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوا جہاں

اس کی پی اے کا نام جگمگا رہا تھا۔اس نے سرعت سے کال اٹھاتے اپنے کان سے لگائی۔

مجھے رات تک کہی سے بھی بیوٹیشن کا ارینج چاہیے۔جلد از جلد اس چیز کا حل تلاش کرو" اور پانچ بجے مجھے وہ میرے گھر میں میرے کمرے میں چاہیے میری بیوی کی تیاری میں "کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے۔

وہ رعب سے اپنے مخصوص تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

"اوکے اوکے سر!میں کرتی ہوں کچھ۔"

وہ جلدی سے مودبانہ انداز میں گویا ہوئی۔

ادیان نے اس کی بات پہ سرعت سے کال ڈسکنیکٹ کی اور مسکراتے ہوئے لیزے کی جانب دیکھا اور اس کی پشت کو ایک جھٹکے سے دیوار سے لگاتے اپنے دونوں ہاتھ اس کی اطراف میں رکھے۔

تمہارے مسئلے کا حل تو تلاش کردیا میں نے۔اب تم میرے مسائل کا حل تلاش" "کرو۔کچھ سکون کا حقدار تو میں بھی ہوں۔

وہ اپنی ناراضگی کو پسِ پشت ڈالتے اسکے لبوں میں چھپی مسکراہٹ دیکھا ہولے سے اسکے گلابی ہوتے گالوں کو چھوتے اس کی جان مشکل میں ڈال گیا۔وہ مدہوش سا چہرہ اس کی گردن میں چھپاتے اسکے فرار کے تمام راہیں مسدود کرتا اس کی میچی ہوئی آنکھیں دیکھتا خود بھی آنکھیں موندتے اس کی مہک کو خود میں سمونے لگا۔لیزے کے وجود میں سرسراہٹ سی دوڑ گئی۔اس سے قبل کے وہ مزید کوئی پیش قدمی کرتا کمرے کے دروازے پہ کھٹکا ہونے کی آواز پہ وہ دونوں ہوش کی دنیا میں واپس آئے۔ادیان نے اس مداخلت پہ بدمزہ ہوتے ایک سرد نگاہ بند دروازے پہ ڈالی۔

اس کے کم ان کہتے ہی روشانے نے ہلکا سا دروازہ واں کرتے اندر جھانکا تو ادیان خون آشام نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ ایک لمحے کیلیے گڑبڑا گئی۔لیزے نے بھی تعجب سے اسے باہر کھڑا دیکھا۔

"وہ دراصل مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

اس نے عاجزانہ لہجے میں درخواست کی تو ادیان کی پیشانی پہ شکنیں لاتے اس کی جانب دیکھا۔

"لیکن مجھے۔"

"آئیں نہ روشی آپی میں ویسے بھی فریش ہونے جارہی تھی آپ بات کرلیں۔"

ادیان کے بولنے سے پہلے ہی لیزے نے اس کی بات اچک لی۔ادیان نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب شرارت آمیز انداز میں آنکھ دباتے واشروم کی سمت بڑھ گئی۔ادیان اس سے بعد میں نپٹنے کا سوچتے وہ روشی کی سمت متوجہ ہوا۔

"ہاں جلدی بولو میرے پاس فضول وقت نہیں ہے کسی کیلیے۔"

ادیان بدتمیزی کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا تو روشی نے ایک نم نگاہ اس پہ ڈالی جو رخ پھیرے کھڑا تھا۔روشانے نے اپنی تمام ہمت مجتمع کی اور کمرے میں قدم رکھا اب اس سے بات کرنی تھی تو ہمت بھی خود ہی کرنی تھی۔

تمہیں کس نے کمرے میں آنے کا کہا۔کوئی مینرز نامی چیز ہے کہ بلا اجازت کمرے میں" "نہیں گھسا جاتا۔

اس نے سرد انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"میرے دوست کا کمرہ ہے میں تو بار بار آؤں گی اور ایسے ہی آوں گی۔"

وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوئی تو ادیان نے حیرت سے اس کا سکون بھرا انداز دیکھا جو اب سکون سے بیڈ پہ براجمان تھی۔

"ادیان دیکھو پلیز میری بات سن لو ایک بار۔"

اس نے رسانیت سے بولتے منت کرنے والے انداز میں اسے مخاطب کیا تو ادیان نے اثبات میں سر ہلاتے جیسے اس کی ذات پہ احسان کیا تھا۔روشی نے ایک نگاہ اس پہ ڈالی جو شرٹ کے کف فولڈ کیے شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے لاپرواہ سا صوفے پہ بیٹھ چکا تھا۔

ادیان دیکھو اب ہم دونوں اپنی اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ چکے ہیں۔میں احد کے ساتھ" اور تم ایم شیور لیزے کے ساتھ بے تحاشہ خوش ہو تو پھر ہماری لڑائی کا کیا مقصد ہے ادیان۔مجھے اپنا وہی دوست واپس چاہیے جس سے میں بلا جھجھک کوئی بھی بات کہ دیا کرتی تھی۔مجھے ہمارا رشتہ ویسا ہی دوستانہ چاہیے ادیان کب ملے گا مجھے وہ سب واپس۔میرا گناہ اتنا بڑا بھی نہیں ہے جس کی سزا مجھے زندگی بھر بھگتنی پڑے ادیان۔

رشتے ایک بار ختم ہوجائیں تو پھر جڑنے میں برس بیت جاتے ہیں لیکن پھر بھی ویسا رشتہ استوار نہیں ہوتا۔پلیز سب ٹھیک کرلو ہمارے درمیان۔"

وہ نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کا ہاتھ تھام گئی۔ادیان نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔روشی نے اپنی آنکھوں کے سامنے آتے اندھیرے کو جھٹک کر سوالیہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔اتنی دیر میں لیزے بھی تولیے سے بال رگڑتی واشروم سے باہر نکلی لیکن ان دونوں کو صوفے پہ اس قدر قریب دیکھ وہ ایک نگاہ اس پہ ڈالتے رخ پھیر گئی۔

ادیان کچھ بھی کہے بغیر ایک تیز نگاہ لیزے کی پشت پہ ڈالتے روشی کو بنا کچھ جواب دیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔روشا نے بے بسی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔معاً آنکھوں کے سامنے اندھیرا آنے کی بدولت وہ لڑکھڑا کر صوفے پہ گری تھی۔لیزے دھڑام کی آواز پہ سرعت سے آئینے کے سامنے سے رخ موڑتے اس کی جانب متوجہ ہوئی جو صوفے پہ اوندھی گری تھی۔لیزے ٹاول سائیڈ پہ رکھتی تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی اور تفکر سے اس کا گال تھپتھپایا۔

"دیان دیان۔"

کچھ سمجھ نہ آنے پہ وہ چیختی ہوئی ادیان کو مدد کیلیے پکارنے لگی۔اسے تو باقاعدہ پریشانی ہونے لگی تھی کہ اچانک اسے کیا ہوگیا۔ادیان جو پریشانی سے ماتھا مسلتے زینے اترنے ہی والا تھا معاً لیزے کی چیخ پہ بھاگنے والے انداز میں کمرے کی جانب بڑھا جہاں روشی ہوش و حواس سے بیگانہ صوفے پہ گری تھی جبکہ لیزے پریشانی سے اس کا گال تھپتھپارہی تھی۔ادیان بھاگتے ہوئے اس کے نزدیک پہنچا۔

"ادیان یہ دیکھیں ناجانے آپی کو کیا ہوگیا اچانک بیہوش ہوگئی۔"

لیزے تشویش سے گویا ہوئی ساتھ ہی اس کا ہاتھ تھامتے سہلایا۔ادیان نے جھک کر اسے باہوں میں بھرتے بیڈ پہ لٹایا۔اتنی دیر میں لیزے کے بلانے پہ گھر کے سب بڑے بھی کمرے میں ہی جمع ہوچکے تھے۔محرم کے سنجیدگی سے کہنے پہ ادیان نے اثبات میں سر ہلاتے فیملی لیڈی ڈاکٹر کو کال ملائی۔اب محرم کو ہورہا تھا کہ کل کیوں اس نے روشی کو روک لیا۔اگر جو وہ سوچ رہی ہیں ایسا کچھ ہوا تو اس کے شوہر کا اس کے پاس ہونا ضروری تھا۔انہوں نے سر جھٹکتے ہوئے عزہ کو مخاطب کیا جو خود بھی اس کی حالت

دیکھتے اس کا مطلب اخذ کرچکی تھی۔البتہ لیزے اور انابی پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھتے سمجھنے کی تگ و دو میں تھیں۔

اذلان شاہ اور عفان شاہ موقع کی مناسبت دیکھتے کمرے سے باہر جاچکے تھے۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ادیان سمیت لیڈی ڈاکٹر اور احد کمرے میں داخل ہوئے۔

"ارے احد بیٹا آپ کیسے ہیں۔"

محرم نے خوشگوار حیرت کا اظہار کیا تو اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

جی آنٹی وہ بس ادیان نے کافی دیر سے مجھے کال کردی تھی میں آفس کے کسی کام کی" "بدولت قریب ہی تھا تبھی یہاں آگیا۔

اس نے مودب انداز میں کہتے ساتھ ہی روشی کے ساتھ ہی بیڈ پہ جگہ سنبھالی۔محرم نے ایک نگاہ احد پہ ڈالی جو خود رف سے حلیے میں تھا۔انہیں خوشی محسوس ہوئی تھی ان دونوں کی آپس میں انڈرسٹینڈنگ دیکھ۔وہ ان سب کو باہر جانے کا اشارہ کرتی خود اور عزہ کمرے میں ہی ٹھہر گئی۔

آپ نے انہیں غصے سے بولا تھا نہ اسی وجہ سے وہ بیہوش ہوگئی ہیں۔آپ کو کتنی بار"
"کہا ہے ذرا نرمی سے مخاطب کیا کریں لیکن نہیں سب پہ بس اپنا رعب جھاڑنا ہوتا ہے۔
لیزے تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی انابی کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر بولی تو انابی کا منہ تو صدمے کے مارے کھل گیا جبکہ ادیان بے تاثر نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

معاً کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پہ وہ تینوں چونک کر کمرے کے کھلے دروازے کی جانب متوجہ ہوئے جہاں سے محرم اور عزہ مسکراتے ہوئے باہر ہی آرہی تھی۔

"کیا ہوا بڑی ماما۔"

انابی نے حیرت سے انہیں مسکراتے دیکھ پوچھا۔لیزے کی سماعتیں بھی انھی کی جانب متوجہ تھی۔

"مبارک ہو۔آپ خالہ بننے والی ہو۔"

عزہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے محبت سے بولی۔پہلے پہل تو ان دونوں کو سمجھ نہیں آیا لیکن شعور کی منازل طے کرتے ہی ان دونوں کی چیخ بے ساختہ تھی۔خوشی کے مارے ان دونوں نے اندر کمرے کی جانب دوڑ لگائی۔

"ارے ارے دھیان سے۔"

محرم نے ٹوکنے پہ وہ دونوں کھسیاتے ہوئے اپنی خوشی پہ قابو پانے لگی۔ادیان بھی انہیں مبارک باد دیتا اندر کمرے میں داخل ہوا تو وہ دونوں روشی کو ہنستے ہوئے باتوں میں لگائے ہوئے تھی۔ادیان نے مسکراتے ہوئے احد کو گلے لگانے میں پہل کی تھی۔

"بہت مبارک ہو۔"

اس نے مسکراتے لہجے میں کہتے روشانے کے سر پہ بھی ہاتھ رکھا تھا۔روشی نے دنگ ہوتے اس کی جانب دیکھا۔آنکھوں میں نمی سی جاگی مطلب وہ تمام گلے شکوے بھلا کر پہلے جیسا ہوچکا تھا۔

ادیان نے ان دونوں کو اکیلے وقت دینے کی خاطر ان دونوں کا باہر چلنے کا اشارہ کیا لیکن وہ تو جیسے نا جانے کی قسم کھا کر بیٹھی ہوئی تھی۔اس نے اس کی کلائی جکڑتے ایک جھٹکے سے اسے اپنے حصار میں لیا اور دوسرے حصار میں انابی کو لیتے باہر کا رخ کیا۔لیزے سب کے سامنے اس کی حرکت پہ گلال سا بکھر گیا۔

تھینکیو سو مچ روشی اتنے خوبصورت تحفے کیلیے۔ میں لفظوں میں بیاں نہیں کرسکتا اس احساس کو۔ بس یہ سب تمہاری وجہ سے ہی ممکن ہوا ہے۔"

وہ شدت جذبات سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اس کے ماتھے پہ لب رکھ گیا۔ روشی نے بھی نم نگاہوں سے مسکراتے ہوئے آسودگی سے اس کے سینے پہ سر رکھ لیا۔

ولیمے کی تقریب اپنے عروج پہ تھی۔ فنکشن تھیم کے اکورڈنگ تھا جس کا انتظام شہر کے مشہور ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ رائم اور ادیان کا کمبائن ولیمہ رکھا گیا تھا۔ ولیمے کا انتظام بڑے پیمانے پہ کیا گیا تھا تبھی تمام رشتے دار انوائٹڈ تھے۔

"کس قدر خوبصورت لگ رہی ہے نا دونوں جوڑیاں ایک ساتھ میں۔"

روشی نے اپنے ساتھ ہی بیٹھے احد کو مخاطب کیا تو وہ بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گیا۔

جہاں دائیں بائیں دو خوبصورت سٹیج بنائے گئے تھے۔جہاں ایک جانب ادیان شاہ بلیک ٹیکسڈو میں ملبوس اپنی شاندار شخصیت سمیت پورے ماحول پہ چھایا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی انتہائی دیدہ زیب ہلکے گلابی رنگ کی بھاری کام والی میکسی زیب تن کیے مسکراتے ہوئے بیٹھی تھی۔جبکہ دوسرے سٹیج پہ رائم بھی سیاہ ڈریس کوٹ میں ملبوس بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔اس کے ساتھ ہی پستہ رنگ کا گھٹنوں کو چھوتا فراک ساتھ گرارہ زیب تن کیے وہ دونوں بھی ایک دوجے کے ساتھ مکمل لگ رہے تھے۔

روشی اور احد بھی اس وقت تھری پیس اور روشی اپنی برات والے لہنگے میں ملبوس تھی۔ جب سے انہیں یہ خبر سننے کو ملی تھی ہر شخص ضرورت سے زیادہ اس کا خیال رکھ رہا تھا۔اور یہی چیز روشی کو بے تحاشہ اچھی لگ رہی تھی کیونکہ احد نے اس سب کے بعد ایک لمحے کیلیے بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔

"چاچو جب تک میرا ولیمے کا فنکشن ختم نہیں ہوجاتا آپ یہی بیٹھ کر میرا حلال ولیمہ کھائیں گے۔"

ادیان نے کھینچ کر اپنے قریب کھڑے عفان شاہ کو اپنے برابر بٹھایا تو وہ اتنے لوگوں کی موجودگی میں ایسی بات پہ کھسیا گئے۔انہیں بلکل توقع نہیں تھی کہ ادیان یوں سب کے سامنے ایسی بات کرے گا۔ حالانکہ سٹیج پہ سب خاندان والے ہی موجود تھے۔اذلان شاہ ان دونوں کی حرکتوں پہ سر جھٹکتے دوبارہ سے اپنا رخ موڑ چکے تھے۔

انابی جو سیاہ رنگ کا گھٹنوں کو چھوتا فراک ساتھ گھیردار شرارہ زیب تن کیے جس کے گھیرے پہ ہلکا نگینوں کا کام ہوا تھا۔ڈوپٹے کو پیچھے سے لاکر دونوں بازوؤں پہ ڈالا ہوا تھا۔سوٹ بھاری ہونے کی بدولت اس نے لائٹ سی جیولری کے ساتھ لائٹ میک اپ کا انتخاب کیا تھا۔ابھی بھی وہ ایک جانب کھڑی انگلی دانتوں تلے دبائے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔کل کی باتیں وہ سن تو چکی تھی لیکن وہ باتیں دماغ میں اس قدر حاوی ہوچکی تھی کہ ایک وحشت نے اس کے ذہن میں ڈیرہ جمالیا لیا تھا اسے رہ رہ اس گھنے میسنے فہد پہ غصہ آرہا تھا وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا تھا۔ایک تو وہ اس سے چھوٹا سونے پہ سہاگہ ان دونوں کی لڑائیاں۔

"اے چشمش۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی سوچوں کے یلغار میں بہتی چلی جاتی اپنے عقب سے آنے والی شوخ آواز پہ وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی جہاں بلیک ہی پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کا غصہ ایک بار پھر سوا نیزے پہ پہنچ گیا۔اسے پریشان کر کے وہ کیوں اس قدر پرسکون تھا۔

"کیا مصیبت آن پڑی ہے جو سر پہ چڑھ کر حلق پھاڑ کر چلا رہے ہو۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئی تو فہد نے اس کے اچانک ردِ عمل پہ سٹپٹاتے ہوئے اردگرد نگاہ دوڑاتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو وہ مزید چڑ گئی۔

تم دور ہو ذرا میرے سے چار قدم کے فاصلے پہ جاکر مجھے مخاطب کرو۔خدا کی پناہ ناجانے"

"آج کل کے بچوں کو کیا ہوتا جارہا ہے ساری تہذیب ہی بھولتے جارہے ہیں۔

وہ جھنجھلاتے ہوئے اپنے چہرے پہ آتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑس گئی۔فہد جو مسکراتے ہوئے اس کا تپا خفا خفا سا چہرہ دیکھ رہا تھا اس کے یوں بچے کہنے پہ اس کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس نے نا سمجھی سے ایک نظر انابی کو دیکھتے اردگرد نگاہ دوڑائی۔

"کون بچے کہاں کے بچے۔"

اب کی بار وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔ایک تو اس لڑکی نے اسے دو سال کا بچہ ہی بنادیا تھا۔چند ماہ کے فرق کو شاید وہ غلطی سے چند سال کا فرق سمجھ بیٹھی تھی۔

تم بچے اور کون بچہ ہے یہاں۔ میرے سے چھوٹے ہو تم مجھے آپی کہ کر مخاطب کیا کرو"

"ورنہ تمہاری زبان گدی سے کھینچ کر تمہارے ہاتھ میں تھمادوں گی۔

وہ قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے انگلی اس کی جانب کیے تنبیہی لہجے میں گویا ہوئی تو فہد نے حیرت سے آج اسے تپا ہوا دیکھا۔چاہے ان کی جتنی مرضی لڑائی ہوجائے وہ ایسا رویہ کبھی بھی اختیار نہیں رکھتی۔

"میں تمہارا بچہ۔"

وہ حیرت ذدہ سا بولا تو انابی ایک لمحے کیلیے گڑبڑا گئی۔

"استغراللہ تم کہاں سے میرے بچے۔ تم تو اتنے بڑے کھوتے ہو۔"

وہ دل ہی دل میں لاحولہ پڑھتی اس کی سوچ پہ لعنت بھیجتے ہوئے بولی۔وہ کیا بول رہی تھی اور وہ سائیکو عجیب جواب دے رہا تھا۔

"مانتی ہو نہ کہ میں بڑا ہوں۔"

وہ فخریہ انداز میں اپنے کالر کو جھٹکا دیتا ہوا بولا تو انابی نے منہ بناتے ہوئے اس کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑادیا۔

"ارے فہد کیسے ہو۔اور یہ کون ہے۔"

اس کی ایک کزن جو کافی دیر سے ان دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھ رہی تھی ان دونوں کے نزدیک آتے مسکراتے لہجے میں بولی اور ایک تنفر بھری نگاہ انابی پہ ڈالی۔ناجانے کیوں فہد کا اس سے یوں ہنس ہنس کر باتیں کرنا اسے کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا تبھی سرعت سے وہاں پہنچ چکی تھی۔

"میں بلکل ٹھیک اور یہ"

"میں اس کی باجی ہوں بڑی والی آپ اس کی گرل فرینڈ ہے نہ۔"

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی انابی فہد کے سامنے آتی آنکھیں مٹکا کر بولی ساتھ ہی انگلی اس کی جانب اٹھاتے حیرت سے سوال کیا۔اس لڑکی کی باچھیں تو اس کے یوں گرل فرینڈ کہنے پہ ہی کھل گئی تھی۔اسے اور کیا چاہیے تھا تبھی مزید فہد کے ساتھ چپک کر کھڑی ہوگئی۔جبکہ فہد صدمے کی کیفیت میں پہلے اس کا یوں خود کو باجی کہے جانا اور پھر

ناہید کا گرل فرینڈ کہے جانا سن رہی تھی۔اسے آج پکا یقین ہو چلا تھا کہ یہ لڑکی بولنے سے پہلے سچ میں کچھ سوچتی سمجھتی نہیں ہے۔

"ایک منٹ کون باجی اور کون گرل فرینڈ۔"

فہد نے ان دونوں کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے حیرت ذدہ انداز میں استسفار کیا اور ساتھ ہی ایک تند نگاہ انابی پہ ڈالتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے۔

"ارے فہد میں تمہاری باجی اور یہ تمہاری گرل فرینڈ۔"

اس نے سنجیدگی سے جواب دیا اور مسکراہٹ چھپانے کو سختی سے لب آپس میں پیوست کرلیے۔

"سو سویٹ آف یوں۔"

ناہید اس کی بات پہ تو باقاعدہ ہوا میں ہی اڑنے لگی تھی تبھی محبت سے اس کا گال چھوتے ہوئے گویا ہوئی تو فہد تو ان دو پاگلوں کے درمیان جیسے خود بھی پاگل ہونے کے درپے تھا۔اس نے کھردری نگاہوں سے انابی کی سمت دیکھا جو اب بے نیازی سے نگاہیں پورے ہال میں دوڑا رہی تھی۔

کیا سویٹ آف یوں۔اس میں کچھ بھی سویٹ نہیں ہے۔نا ہی یہ میری باجی ہے ناہید" "اور نہ ہی یہ میری گرل فرینڈ۔میری بات ذہن نشین کرلو۔

وہ سختی سے ان دونوں کو جھڑکتے ہوئے بولا تو انابی نے کندھے جھٹکتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔اچھا بھلا اس کی گرل فرینڈ بنا کر اس چڑیل ناہید کو خود بری الذمہ ہونے والی تھی ناجانے کہاں سے پلین چوپٹ ہوگیا۔

وہ دل ہی دل میں اپنے سامنے کھڑے اس فہد کو کوستے ہوئے بولی جو ابھی بھی گہری نگاہوں سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا۔معاً ناہید کے بلانے پہ وہ اپنا دھیان انابی کی جانب سے ہٹاتے اس کی سمت متوجہ ہوا تو انابی نے ایک نگاہ سٹیج پہ گھمائی جہاں دونوں جوڑیاں پوری شان سے براجمان تھی۔ادھر سے ہوتے اس کی نگاہ پریشے پہ پڑی جو روشانے کو زبردستی کچھ کھلانے کی تگ و دو میں تھی۔اس کے دماغ میں اچانک ایک جھماکہ سا ہوا۔وہ ایک شاطرانہ مسکراہٹ ناہید سے باتوں میں مصروف فہد پہ ڈالتے اپنا شرارہ چٹکیوں میں بھرتے روشانے کی جانب چل دی۔

"پھپھو جان۔"

اس نے پریشے کے قریب جاتے ہی دھیمے سے انہیں مخاطب کیا تو پریشے نے جواباً مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں جی پھپھو کا بچہ۔"

وہ بھی نہارتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے محبت سے اس کا گال چھوتے ہوئے بولی تو انابی ایک لمحے کیلیے چھینپ کر چہرہ جھکا گئی۔ان کے محبت بھرے مظاہرے پہ دل میں ایک کھلبلی سی مچی تھی۔کیا یہ سب اس فہد کی بدولت تھا۔معاً اپنی سوچ پہ خود کو لعن طعن کرتی وہ اپنے پلین پہ عمل پیرا ہونے کی خاطر وہ گلہ کھنکھارتے ہوئے پریشے کی جانب متوجہ ہوئی۔

"پھپھو وہ دیکھیں۔"

انابی نے ان کا دھیان روشانے سے ہٹا کر فہد کی جانب کیا جو ناہید سے باتوں میں مصروف تھا۔پریشے نے ایک نظر ادھر دیکھتے نا سمجھی سے انابی کی جانب دیکھا۔

"وہ اس کی گرل فرینڈ ہے۔"

اس نے جیسے پریشے اور روشانے کی سماعتوں پہ دھماکہ کیا تھا۔جبکہ پاس بیٹھی محرم اور عزہ بھی انھی کی جانب متوجہ ہوچکی تھی۔انابی نے اتنے سارے لوگوں کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے اپنا حلق تر کیا۔ناجانے اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔

"نہیں انابی بچے وہ بس اس کی کزن ہے اینڈ نتھنگ ایلس۔آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"

انہوں نے اس کی بات کو سرے سے ہی جھٹکتے اس کی غلط فہمی کو دور کرنا چاہا۔ان کے پھیکے ردِ عمل پہ انابی کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا مطلب یہاں اس کی بات پہ کسی کو بھی یقین نہیں ہورہا تھا لیکن اپنا مطلب بھی تو پورا کرنا تھا۔

"اگر وہ اس کی کچھ لگتی بھی ہے تو تمہیں کیا مسئلہ ہے۔چپ کر کے یہاں بیٹھ جاؤ۔"

عزہ نے شادی کے موقع پہ اس کی اس قدر بے تکی بات پہ اسے جھڑکنا ضروری سمجھا لیکن اس بات کا ملبہ انابی اپنے اوپر گرتا دیکھ سٹپٹا گئی۔

"لو دیکھو فہد آگیا ہم خود ہی اس سے پوچھ لیتے ہیں۔"

محرم کی سنجیدہ آواز پہ وہ فوراً مودب بنا ان کے ساتھ ہی جگہ سنبھال گیا جبکہ انابی کا حال ایسا تھا جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اگر کسی نے بھی اس کے سامنے بول دیا تو وہ تو اس کا حشر ہی بگاڑ دے گا۔اس نے اپنا حلق تر کرتے ایک تفصیلی نگاہ پورے ٹیبل پہ گھمائی جہاں حیدر علی اور ان کی فیملی بھی براجمان تھی۔ان کے سامنے درگت بننا یعنی عزت کا جنازہ نکلنے کے برابر تھا۔

"نہیں کچھ بھی نہیں پرانی باتیں نہیں دہرانی چاہیے چھوڑیں بڑی ماما۔"

انابی اپنی عزت افزائی کے خوف سے اپنی بات کو گھماتے ہوئے مشکل مسکراتے ہوئے بولی تو سب نے حیرت سے اس کا یوں پلٹنا دیکھا لیکن کچھ تو تھا تو عزہ کو کھٹک رہا تھا تبھی انہوں نے ہی یہ بات کرنا مناسب سمجھا۔

وہ انابی کہہ رہی تھی کہ وہ ناہید تمہاری گرل فرینڈ ہے ہم نے سوچا کہ لگتا ہے ہمارا بیٹا" اب بڑا ہوگیا ہے ہمیں اس کی شادی کی بابت سوچنا چاہیے۔اگر ایسا کچھ ہے تو آپ ہم "میں سے کسی سے بھی شئیر کرسکتے ہیں۔

عزہ نے مناسب الفاظ کا چناؤ کرتے ہوئے پوری بات اس کے گوش گزار دی جبکہ عزہ کے یوں بولنے پہ انابی اپنی آنکھیں زور سے میچ گئی۔دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہوا جارہا تھا۔عزہ کی بات مکمل ہوتے ہی فہد نے ایک قہرآلود نگاہ انابی پہ ڈالی جو اب چور نگاہوں سے اردگرد کا جائزہ لے رہی تھی۔اس نے دانت پہ دانت جماتے باقی سب کی جانب دیکھا۔

"کیا آپ لوگ بھی اس کی باتوں پہ سنجیدہ ہوجاتے ہیں جانتے ہیں نہ اس کا اور میرا کس قدر مزاق چلتا ہے۔آپ پریشان مت ہو ذرا میں اس سے پوچھتا ہوں کہ کونسی گرل فرینڈ ہے میری۔"

وہ ان کی بات کے اختتام پہ قہقہہ لگاتا سکون سے بولا جبکہ آخری بات اسے دیکھتے ہوئے دانت پیستے ہوئے بولا جیسے دانتوں کے نیچے انابی ہو اور ان سب سے معزرت کرتا انابی کی کلائی جھٹکے سے تھامتا مسکراتے ہوئے آگے کی جانب چل دیا جہاں ہجوم نا ہونے کے برابر تھا۔

"کیا بول رہی تھی وہاں۔"

اس نے اسے دیوار سے لگاتے اس کے اطراف پہ دونوں بازو رکھے اور سخت انداز میں استسفار کیا تو انابی کی آنکھیں اس کے طرزِ مخاطب پہ حیرت پہ پھیل گئی۔وہ اس سے اس طرح کیسے بات کرسکتا تھا۔اس کے تو تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔

"یہ تم کس طرح بات کررہے ہو مجھ سے۔"

انابی ماتھے پہ تیوریاں لیے حیرت سے اسے دیکھتے دھیمے لہجے میں غرائی۔آنکھیں تو صدمے کی کیفیت سے پھٹنے والی ہوگئی تھی۔

"میں جو پوچھ رہا ہوں مجھے اس بات کا جواب دو۔"

اس نے ایک بار پھر تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے سرد انداز میں پوچھا۔انابی نے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھا جو خون آشام نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا کیونکہ اسے غصہ بہت کم کم آتا تھا لیکن جب آتا تھا تو شدید قسم کا آتا تھا۔ابھی بھی اس کا غصے بھرا انداز دیکھتے وہ اندر ہی اندر سہم چکی تھی لیکن ظاہر نہیں ہونے دے رہی تھی۔

"تم اپنی بکواس۔"

اس سے پہلے کہ وہ چیخ کر بولتی فہد نے ایک جھٹکے سے اس کی کلائی مڑورتے اس کی پشت سے لگادی۔درد کی شدت سے انابی کے منہ سے ایک سسکی نکلی۔فہد نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا

"میں سب کچھ برداشت کرلوں گا کچھ بھی تمہاری طرف سے جس قسم کا بھی مذاق ہو لیکن اپنے کردار پہ کسی کی مشکوک نگاہیں کبھی برداشت نہیں کروں گا انابی۔وہ صرف میری ایک کزن ہے اور صرف کزن ہی ہے دوست بھی نہیں۔اس کے ساتھ میرے رشتے جوڑنا بند کرو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔میرے زندگی میں ایک ہی لڑکی ہے جسے میں ہمہ وقت تنگ کرنا اپنا کام سمجھتا ہوں جس سے مجھے سکون ملتا ہے بس اور مزید کچھ نہیں۔امید ہے میری باتیں اس دماغ میں بیٹھ چکی ہونگی۔"

وہ اس کی کنپٹی پہ انگلی بجاتے تنبیہی انداز میں اسے باور کراتا ہوا برفیلے لہجے میں پھنکارا اور اس کی کلائی کو انگوٹھے کی مدد سے نرمی سے سہلاتے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی انابی نے حیرت سے اپنی سرخ

ہوتی کلائی کو دیکھا اور ایک نگاہ جاتے ہوئے فہد کی پشت پہ ڈالی جس کا آج ایک انوکھا روپ ہی دیکھنے کو ملا تھا۔

"تم سے ڈرتی ہے میری جوتی۔"

وہ اپنا ہیل والا پیر زمین پہ پٹختی دانت کچکچاتے ہوئے بولی معاً پاؤں زور سے زمین پہ لگنے کی بدولت پاؤں میں ایک ٹیس سی اٹھی۔وہ خود کو ہی دل ہی دل میں کوستی لڑکھڑاتے قدموں سمیت سٹیج کی جانب بڑھ گئی جہاں اب فاریہ بھی موجود تھی۔شاید وہ بھی ان سب سے ملنے کی خاطر آئی تھی۔فاریہ جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی آیت کے کہنے پہ لیزے اور مازہ سے ملنے سٹیج پہ آئی تھی جھجھکتے ہوئے ایک جانب رکھی چئیر پہ جگہ سنبھال گئی ابھی وہ فہیم کی تلاش میں اردگرد نگاہ دوڑا ہی رہی تھی کہ سامنے سے آتی انابی کو دیکھتے اس نے بے ساختہ شکر ادا کیا۔اس نے سوچ لیا تھا کہ فہیم چاہے اج جیسا مرضی اس کے ساتھ رویہ رکھے لیکن وہ بھی اس سے اس کی ناراضگی کی وجہ جان کر ہی رہے گی۔انابی نے اس کے قریب آتے ہی اس کے سامنے ہاتھ جھلایا جو کھوئی کھوئی سی بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو لیزے کب سے بلا رہی ہے تمہیں۔"

انابی کی حیرت ذدہ آواز پہ اس کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں وہ اچھا خاصہ شرمندہ ہو کر رہ گئی تھی۔انابی نے اپنا شرارہ سمیٹتے اس کے پاس ہی جگہ سنبھال لی۔اب اسے انابی سے پوچھنا سب سے دشوار کام لگ رہا تھا کہ فہیم کے متعلق کیسے پوچھے اور جب تک وہ پوچھتی نہیں اس وقت تک اسے علم کیسے ہو گا کہ فہیم کہاں ہے۔

"انابی فہیم بھائی کا پاؤں کیسا ہے اب۔"

معاً مازہ کی آواز پہ فاریہ کے دماغ کے سارے دھاگے مازہ اور انابی کی جانب متوجہ ہوئے جہاں اس کی بات پہ انابی کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا تھا۔فاریہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

"کیا ہوا انہیں میرا مطلب دوست کو۔"

انابی کی ناسمجھ نگاہیں خود پہ محسوس کرتے فاریہ نے بے ساختہ تصحیح کی تو انابی نے مسکراتے ہوئے اسے تسلی دینے کی خاطر نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں پریشان مت ہو تم سب۔بس پاؤں میں اچانک درد اٹھا تھا تبھی تو وہ آج یہاں آ نہیں پائے۔گھر ہی ہیں۔آرام کرر ہے ہیں۔ربان کو وہی چھوڑا ہے ان کے پاس۔"

انابی نے اس کا گال تھپتھاتے تسلی آمیز لہجے میں تفصیل سے جواب دیا تو فاریہ کا دل اس کی تکلیف کا سوچتے ہر چیز سے اچاٹ ہوگیا۔ناجانے وہ کتنی تکلیف میں ہونگے۔اس کا دل تو ہولائے جارہا تھا معاً عفان شاہ کی آواز پہ وہ ٹھٹھک کر ان کی جانب متوجہ ہوئی جو ادیان شاہ کے ساتھ بیٹھے باتوں میں مصروف تھے وہ بھی ان کے یوں بلانے پہ ان کی جانب بڑھ گئی۔

اسی طرح چند گھنٹوں پہ یہ مقید تقریب اپنے اختتام پہ پہنچی تھی۔سب نے گاڑیوں میں جگہ سنبھالتے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی تھی۔

ریسیپشن کے ختم ہوتے ہی وہ سب گھر کی جانب چل دیئے تھے تمام گاڑیاں اپنے اپنے گھروں کی جانب رواں دواں تھی ایسے میں ایک موڑ موڑتے تمام گاڑیاں دائیں جانب مڑی تھی لیکن ادیان نے سرعت سے سپاٹ چہرے سمیت اپنی گاڑی کو بائیں جانب رواں

کیا جس پر علیزے نے حیرت کی زیادتی سے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔ یہ گھر کا راستہ تو نہیں تھا نہ ہی یہاں سے کوئی دوسرا راستہ نکلتا تھا پھر وہ کہاں جارہے تھے مگر پھر اپنی ناراضگی کا خیال کرتے اور یہ سوچتے کہ اس نے کونسا بتا دینا ہے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے اپنا رخ پھیر کر گاڑی کے دروازے سے لگ کر بیٹھ گئی جبکہ ادیان اس کا روٹھا چہرہ دیکھ کر متبسم سا مسکرایا پھر اپنا فون نکال کر گھر پر میسج کر کے اطلاع دی کہ وہ لوگ کچھ دیر سے گھر آئیں گے اور فون واپس رکھ کر ڈرائیونگ کی جانب اپنا دھیان مرکوز کر لیا۔اس وقت فالوقت اس کا کوئی بات کرنے کا ارارہ نہیں تھا کیونکہ اپنے مطابق وہ بھی اس سے ناراضگی کا واضح اظہار کررہا تھا۔

سارا راستہ ہونہی خاموشی سے کٹا تھا لیزے تو گاڑی کی پشت سے ٹیک لگا کر انکھیں موند گئی تھی جبکہ ادیان کا پورا دھیان سامنے روڈ کی جانب تھا قریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت کے بعد ادیان نے گاڑی ایک جگہ روکتے لیزے کو دیکھا جو تھکان کی وجہ سے یونہی بیٹھے ہوئے سو چکی تھی۔ایک بھاری بھرکم لباس سونے پہ سہاگہ زیوارات اس کے چہرے پہ چبھ کر اپنے نشان چھوڑ چکے تھے۔ادیان کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"لیزے گیٹ اپ۔"

اسے شانے سے ہلاتے ادیان نے دھیمے لہجے میں مخاطب کیا پر وہ ہنوز سوئی ہوئی تھی شاید لمبے راستے کی وجہ سے نیند پکی ہوگئی تھی۔ادیان نے اس کی پکی نیند سے پناہ مانگی تھی۔اسے یوں سونے سے اٹھانا اسے شادی کے پہلے دن سے ہی انتہائی برا کام لگتا تھا۔

ادیان کچھ سوچتے اپنی جانب کا دروازہ کھولتے باہر نکلا اور اس کی جانب کا دروازہ کھولتے اسے اٹھانے کے لیے جھکا اور اپنے بازوؤں میں لیتے آرام سے باہر آتے گاڑی کا دروازہ پیر کی مدد سے بند کیا جب کہ ایک دم دروازہ بند ہونے اور اٹھنے پر جھٹکا لگنے سے لیزے کی آنکھ کھل گئی۔اس نے ہڑبڑاتے ہوئے مندی مندی انکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا تو خود کو ادیان کے بازوؤں میں پایا اس کی پوری آنکھیں حیرت کی ذیادتی سے کھل گئی معاً خود کے گرجانے کے خوف سے اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپیٹے۔

"دیان نیچے اتاریں مجھے۔"

اس نے کسمساتے ہوئے کہا تو ادیان نے ایک کڑی نگاہ اس پہ ڈالی جو پہلے تو جاگ نہیں رہی تھی لیکن اب ڈرامے بازیاں شروع ہوگئی تھی۔

جب اٹھا رہا تھا تب سوئی ہوئی تھیں اب خاموش رہو اتار دو گا اندر جا کر۔ ذیادہ ہی شوق"

"چڑھا ہوا ہے میری بانہوں میں آنے کا۔

ادیان نے اسے گھورتے ہوئے تند لہجے میں کہا تو وہ خاموش ہوتے شرمندگی سے چہرہ جھکا گئی۔ جانتی تھی آگے کچھ بھی کہنا فضول ہے۔

وہ بھی ہنوز اس کی گردن میں بازو حائل کیے خاموشی سے آگے کی جانب دیکھنے لگی جو شاید کسی فارم ہاؤس کے طرز کا بنا لگ رہا تھا۔ اسے جب یہ جگہ فارم ہونے کا گمان ہوا تو حیرت سے چاروں اطراف نظر گھماتے اس کی جانب دیکھا جو لاتعلق سا ناک کی سیدھ میں سیدھا دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا دروازے کے قریب پہنچتے ہی اس نے لیزے کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا جو حیرت سے کبھی اسے تو کبھی اس شاندار فارم ہاؤس کو دیکھ رہی تھی۔

"اب کھولوں گی دروازہ یا یہی کھڑے رہ کر رومانس کو کنٹینیو کریں۔"

اس نے اس کے وجود کو جھٹکا دیتے بھنویں اچکا کر پوچھا تو وہ سٹپٹاتے دروازے کا ہینڈل گھماتے کھول گئی۔ادیان یونہی علیزے کو باہوں میں بھرے آگے کی جانب بڑھا

لاؤنج کے وسط میں آکر اس نے علیزے کو نیچے اتارتے خود آگے بڑھا جبکہ علیزے محویت سے اس جگہ کو دیکھ رہی تھی جس کی ایک ایک چیز نفاست سے سیٹ کی ہوئی تھی کسی شاندار انسان کے طرز کا منہ بولتا ثبوت تھی معاً اپنے پیچھے کسی کے ہونے کے احساس سے پلٹتی اس سے پہلے ہی ادیان نے سیاہ پٹی اس کی آنکھوں پر رکھ کر باندھی۔

"ادیان یہ کیا کر رہے ہیں ہٹائیں اسے۔آپ کو کوئی اور کام نہیں ہے میری آنکھو کے سامنے اندھیرا کرنے کے علاوہ۔"

ادیان کی موجودگی اپنے عقب میں محسوس کرتے اس نے پٹی پر ہاتھ رکھ کر اسے اتارنا چاہا تو ادیان نے اس کی کوشش ناکام بناتے سختی سے اسے ٹوک دیا۔

"اونہوں کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔اور تم ناراض ہی اس قدر ہوتی ہو پھر مجھے منانے کا کوئی ڈھنگ کا طریقہ ہی نہیں ملتا۔"

اس کے نرمی سے کہنے پر علیزے نے بمشکل غصہ ضبط کرتے اس کے ہاتھ جھٹکنے چاہے پر اس وقت تک اس کی گرفت اس کے ہاتھوں پر مضبوط ہوچکی تھی۔لیزے کو

خود پہ غصہ آنے لگا نا جانے اب وہ مزید کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔اس کے وجود میں سرد لہریں دوڑ رہی تھی۔

"کہا نہ کچھ دیر رک جاؤ پتہ ہے ناراض ہو وہی ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

اس کے کان کے قریب گمبھیر آواز میں سرگوشی کرتے کان کی لو کو لبوں سے چھوا تو وہ جھرجھری لے اٹھی اور اس کی بے باکیوں کو سہنے کی ہمت نہیں تھی تبھی خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی مبادہ وہ مزید ہی کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرے۔

اسے خاموش دیکھ ادیان نے آگے بڑھتے دوبارہ اس کی مومی انگلیاں اپنی مضبوط انگلیوں میں الجھائی اور ایک جانب احتیاط سے اسے ساتھ لیئے چلنے لگا جبکہ وہ اپنے پیروں تلے نازک پھولوں کو محسوس کرتے بے ساختہ مسکرائی تھی۔ادیان ہو اور پھول نہ ہو ایسا تو کبھی ممکن ہی نہیں ہوا تھا۔ھولوں کی خوشبو اس کی روح کو معطر کررہی تھی اس نے بے ساختہ اس کی مہک کو گہرا سانس کھینچتے اپنے اندر اتارا۔ادیان نے ایک مسکراتی نگاہ اس کے معصوم چہرے پہ ڈالی جہاں اس کے گلابی گال مزید گلابی ہورہے

تھے۔پنکھڑیوں جیسے لبوں پہ لگی گلابی لپسٹک اس کی توجہ پوری طرح سے اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

یہ راستہ ختم ہوتے ہی جیسے ہی ان لوگوں نے بیک سائیڈ پر قدم رکھے ٹھنڈی ہوا نے ان کا استقبال کیا۔ایک لمحے کیلیے لیزے کے وجود میں کپکپی سی طاری ہوگئی۔ادیان نے اس کی حالت کے پیشِ نظر بے ساختہ اسے اپنے حصار میں لیتے گرمائش کا احساس دلانا چاہا۔

وہاں پہنچتے ہی ادیان نے ایک جانب علیزے کا رخ کرتے اس کی آنکھوں سے وہ پٹی اتاری تو اس نے میچی میچی آنکھیں کھولتے ہوئے سامنے کا منظر دیکھنا چاہا مگر اچانک روشنی پڑنے سے آنکھیں بند کر کے کھولی معاً سامنے کا منظر پہ نگاہ پڑتے ہی وہ سکتے کی کیفیت میں مبہوت ہوکر دیکھے گئی فارم ہاؤس کے اس چھوٹے سے گارڈن میں موجود پول کے دوسری جانب ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا۔اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلی۔معاً اس کے لبوں پہ ایک خوشگوار مسکراہٹ نے احاطہ کیا جسے وہ سرعت سے لبوں میں دبا گئی۔

ورڈز جن کے اندر جلتی SORRY پلاسٹک کے بڑے بڑے انگلش الفابیٹس کے ہوئی خوبصورت لائٹیں ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی کہ دیکھنے والا مبہوت ہوجائے۔ اس کے ارد گرد درختوں پر بھی لائٹوں اور پھولوں کا پہرا تھا قریب ہی ایک خوبصورت سا ٹیبل رکھا تھا جس کے بیچ ایک خوبصورت سا سرخ گلابوں کا گلدستہ اور ساتھ ایک کیک رکھا تھا وہ اس منظر کو بنا پلکیں جھپکائے دیکھ رہی تھی تبھی ادیان نے پیچھے سے اس کے گرد حصار باندھتے اپنے قریب کیا اور جھک کر سرگوشی میں کہا۔اس کی آواز پہ لیزے نے بے ساختہ اپنے نم ہوتی پلکوں کو چھوا تھا۔

"Sorry for everything that I do please forgive me..."

ادیان جو کہ ہر وقت مغرور سا بنا رہتا تھا۔اس کے چہرے پہ سرد پن سا چھایا ہوا تھا آج سب کچھ بھلائے اپنے عشق سے معافی مانگنے کا فریضہ بھی انجام دے رہا تھا جو کہ اس نے پہلے شاید کسی کے لئے نہیں کیا ہو۔ علیزے کو یہ سوچ ہی سرشار کر رہی تھی کہ وہ

جس نے امید ہی چھوڑ دی تھی کہ ادیان کو اس کی ناراضگی سے فرق پڑتا ہوگا اسے یوں دوبارہ منا رہا تھا۔لیزے نے دھندلی نگاہوں سے اپنے اطراف کا جائزہ لیا تھا۔وہ بھی کہا اتنے وقت اس سے دور رہ سکتی تھی۔ناجانے کیسے اس نے یہ ہجر کی راتیں کاٹی تھی۔ اس کی سرگوشی سنتے وہ مبہم سا مسکرا دی تھی۔

یقین جانو اپنی جذباتی طبیعت کی وجہ سے وہ سب ہوا جس کی بدولت تم سے اتنی دوری" بھی سہنی پڑی اب اور کتنی سزا دوگی کیا اتنی کافی نہیں۔تم جاننا چاہتی تھی نہ ادیان شاہ کو تمہاری ناراضگی سے تمہاری دوری سے فرق نہیں پڑتا۔اسے فرق پڑتا ہے بے حد پڑتا ہے تمہارے سے منسلک ہر ایک چیز ادیان شاہ کو ایک عجیب سی کیفیت میں مبتلا کرتی ہے "کیونکہ ادیان شاہ بھی اپنی بیوی سے جنون کی حد تک عشق کرتا ہے۔
اس کے گرد حصار مزید تنگ کرتے گردن میں چہرہ چھپاتے گہرا سانس بھر کر ادیان دوبارہ مخاطب ہوا اور ساتھ ہی اس کے گردن کی پشت کو جابجا لبوں سے چھوا۔تو لیزے ایک لمحے کیلیے تو اس کی شدت بھرے انداز پہ سٹپٹائی معاً اس نے مسکراتے ہوئے اس کے

مضبوط ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے جو اس کے گرد حصار باندھے ہوئے تھے۔وہ کیسے اسے مزید جھکا سکتی تھی۔اسے تو وہ ویسا ہی پسند تھا جس کا سر ہمیشہ اٹھا رہے اس کا مغرور شہزادہ۔

اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں پر محسوس کرتے ادیان نے ذرا سا چہرہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اور اس کے گال پہ لب رکھے تھے تو وہ سامنے کے منظر کو ہی دیکھ رہی تھی خود پر اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتے اس نے کسمساتے ہوئے آزاد ہونا چاہا پر نہ ہو سکی۔اپنی بے اختیاری پہ وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی تھی تبھی لہو چھلکاتا چہرہ جھکا گئی۔معاً اس کے سلگتے لب اپنے گردن پہ محسوس کرتے وہ کانپ کر رہ گئی۔

"اددد۔۔دیان چھوڑیں مجھے۔ ہمیشہ اپنی کرتے ہیں آپ۔"

اس نے شکوہ کیا تو ادیان نے اس کا رخ اپنی جانب گھمایا۔

"منا بھی تو رہا ہوں ناں اب اور کیا کروں۔"

اس کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ جھکی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو اس کے خوبصورت سراپے کو بغور دیکھ رہا تھا۔اسے کچھ نا بولتے دیکھ وہاں رکھے ٹیبل کی جانب اسے ساتھ

لے کر بڑھا جس کے بیچ میں پھولوں کی پتیوں کے درمیان میں کیک اور سائیڈ پر پھولوں کے گلدستے کے ساتھ ایک پرچی اور بوکس بھی موجود تھا۔لیزے نے بھنویں اچکا کر دیان کی جانب دیکھا۔ادیان نے ہولے سے اس کی آنکھوں کو چھوا تھا۔

علیزے نے حیرانگی سے پہلے اس سب کی جانب دیکھا پھر ادیان کی جانب دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر دو قدم کا فاصلہ طے کرتے اس کے جانب بڑھا اور پہلے اس کا رخ اس ساری سجاوٹ کی طرف کرتے دوبارہ سے دھیان ان سوری لکھے الفاظوں کی طرف کیا پھر پھر وہ پھولوں کا گلدستہ اپنے ہاتھوں میں پکڑتے اس کے عقب میں ایک گھٹنے پر بیٹھتے اسے مخاطب کیا۔

"لیزے۔"

اپنے نام کی پکار پر اس نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا صدمے کی کیفیت میں دونوں ہاتھ منہ پہ جمائے کیونکہ اسنے ادیان کو اپنا منتظر پایا تھا وہ ایک گھٹنے پر بیٹھے گلدستہ اس کی جانب کیۓ اس کی پیش قدمی کے انتظار میں تھا۔اس کی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھ اس کی لرزیدہ پلکیں سرخ عارض پہ سایہ فگن ہوئی تھی۔ اس کی اتنی محبت دیکھتے

لیزے کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی پھر اس کے اس طرح بیٹھے ہونے کا خیال کرتے آگے ہو کر اس کے ہاتھ سے گلدستہ تھاما تھا۔ادیان کے عنابی لبوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

گلدستہ علیزے کو پکڑاتے اس کے مومی ہاتھ کی پشت کو لبوں سے چھوتے ادیان نے اٹھ کر دوبارہ اسے اپنے حصار میں لیا جبکہ وہ اس کے ساتھ لگتے بے ساختہ رو دی اور اسے یوں روتا دیکھ ادیان نے حیرت و پریشانی سے اسے دیکھا۔اس کا یوں زاروقطار رونا اسے پریشانی میں مبتلا کررہا تھا۔

"کیا ہوا چھوٹو سا بے بی کیوں رو رہا ہے۔"

ادیان کی پریشان آواز پر وہ سرعت سے اس کی شرٹ سے ناک رگڑتی نفی میں سر ہلاتی اپنے آنسو صاف کر گئی معاً اس کے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے اطراف پہ محسوس کرتے وہ طمانیت سے مسکرائی تھی اس کی مسکراہٹ دیکھ کر ادیان نے گہرا سانس لیتے اس کے ماتھے کو ہولے سے چھوا تھا۔

"تم رویا مت کرو مجھے ان روئی روئی آنکھوں سے مزید عشق ہونے لگتا ہے۔"

وہ اس کی آنکھوں پہ ایک بار پھر اپنے لب رکھتا اس کے وجود میں ایک سرسراہٹ سی دوڑ گئی۔لیزے نے اس کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں بھینچ لیا۔

اور کیک کاٹنے کا اشارہ کیا مگر اسے یک ٹک اپنی جانب دیکھتا پاکر اپنی جگہ سے نہ ہلتا دیکھ خود ہی آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ میں چھری تھماتے کیک کٹوایا اور ساتھ ہی ذرا سا اس کے منہ میں ڈالا تھا۔لیزے نے مسکراتے ہوئے اس سارے منظر کو دیکھا تھا۔

"اب تو ناراضگی ختم نہ میرے بے بی کی۔"

اسے پیار سے پکارتے شرارت سے پوچھا جس پر وہ جواباً خود کو بے بی کہے جانے پہ گھور بھی نہ سکی وجہ اس کی گہری پرتپش نگاہیں تھی جس سے اس کا تنفس تیز ہو رہا تھا۔

"ادیان۔"

"شش ان پنکھری جیسے گلابی لبوں سے تو تم جب بھی مجھے پکارتی ہو مجھے ان سے بھی عشق ہونے لگتا ہے۔"

وہ اس کے چہرے پہ جھکتے شدت بھرے انداز میں اس کے چہرے کو اپنے لمس سے مہکاتے ہوئے بولا تو لیزے کا سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچا رہ گیا۔ادیان نے اس کے بھیگے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلایا اور اسے لیتے ٹیبل کی جانب بڑھا۔
کیک کاٹنے ہی ادیان نے وہ پرچی اور بوکس کی جانب اس کی توجہ دلائی تو لیزے نے اسے تھاما اور ایک نظر ادیان کو دیکھتے پرچی کھولنے لگی پرچی پر لکھی سطر پڑھتے ہی دہکتے گالوں سمیت ادیان کی جانب دیکھا جو اپنی باتوں حرکتوں اور آج لکھے سے بھی اس کی جان لینے کے درپے تھا۔
پرچی پر لکھے الفاظ کچھ یوں تھے۔۔

"ایک ہو رہتی قریب میرے تم جب کہ ہوں چاہتا دیکھنا اردگرد اپنے تمھیں ہمیشہ میں
سکون سا میرے رگ و پے میں سرائیت کرتا ہے جانے کیسا جادو چلایا ہے تم نے مجھ
پر کہ اب تم سے دوری کا خیال ہی سوہانِ روح ہے اسی لئے اس زندگی کا ہر ہر لمحے
یہاں تک کہ بوڑھا ہونے کے بعد بھی میں تمھاری قربت میں گزارنا چاہتا ہوں اور امید ہی
نہیں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تمھاری خواہش بھی یہی ہے تو اب سے ہر بری
یاد کو بھول کر اپنی زندگی سے مٹا کر اچھی یادوں کے ساتھ نئی اور خوبصورت زندگی کا آغاز
کرتے ہیں جانِ ادیان۔"

پرچی سے نظر ہٹاتے ہی اس نے حیرت سے ادیان کی جانب دیکھا تھا جو مسکرا کر اسی کی جانب متوجہ تھا۔ جیسے اپنی باتوں کا یقین دلانا چاہتا ہو اس کے ہاتھ سے بوکس لیتے ادیان نے اسے کھولا اور اس میں سے ایک خوبصورت سا لاکٹ نکال کر اپنے ہاتھ پر رکھتے اسے دکھایا جس میں اے حروف کندہ تھے۔اس کا رخ دوسری جانب کرتے گردن سے اس کے بال ہٹاتے اسنے وہ لاکٹ اس کی صراحی دار گردن کی زینت بنایا تھا اپنی گردن پر اس کی انگلیوں کا لمس محسوس کر کے وہ کانپ گئی تھی شرم و حیاء کی بدولت پلکیں عارضوں پر

سانسہ فگن ہوگئی گال دھکنے لگے تھے۔اس کی حالت کو دیکھتے اس نے لیزے کے لرزتے وجود کو باہوں میں بھرتے جھک کر اس کی تھوڑی پر شدت سے لب رکھے اور اس کی اٹھتی گرتی پلکوں پر پھونک مارتے پیچھے ہوا معاً اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ وہ اسے اپنی باہوں میں بھرتے پھر گھر کے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"آج تو میرا چھوٹو سا بے بی گیا۔"

اس نے اس کی کان کے قریب جھکتے اس کی کان پہ لب رکھے اور ساتھ ہی شدت بھرے انداز میں گویا ہوا لیزے اس کی بات پہ حلق تر کرتے اس کے سینے میں ہی چہرہ چھپا گئی۔

فہیم تیار رہنا آفس جانے سے پہلے تمہیں ڈاکٹر پہ لے کر چلوں گا۔آج کی اپوئنٹمنٹ لے "ہوئی ہے میں نے۔

ادیان نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی تحکم بھرے انداز میں سختی سے اسے مخاطب کیا تو وہ اس کی بات پہ ناسمجھی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

ادیان نے ایک سخت کڑی نگاہ اس پہ یوں رخ پھیرنے پہ ڈالی۔ہر انسان اپنی صحت کو لے کر انتہا کا کونشئیس ہوتا ہے لیکن اس نے کبھی بھی فہیم کو اس معاملے میں پرامید نہیں دیکھا تھا۔نہ اس نے خود کبھی اس چیز کو لے کر جدوجہد کی تھی اور نہ ہی کسی نے اتنا کوئی خاص دھیان دیا تھا لیکن اب ادیان نے سوچ لیا تھا کہ اس نے خود ہی فہیم کا علاج کروا اسے اس احساسِ کمتری سے باہر نکالنا ہے جس میں وہ بری طرح ڈوبتا ہی جارہا ہے۔

"بھائی کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی۔خود ہی ٹھیک ہوجائے گا۔ایسی دردیں اٹھتی رہتی ہیں۔"

اس نے مشکل اپنی ناگواری چھپاتے سٹک کی مدد سے اٹھنا چاہا لیکن درد کی بدولت لڑکھڑا کر وہی بیڈ پہ بیٹھ گیا اور تکلیف سے ٹانگ کو پکڑ کر کراہا۔ادیان بغیر کوئی وقت ضائع کیے

بغیر اس تک پہنچا اور اسے تھامنا چاہا لیکن سرعت سے ہاتھ کے اشارے سے اسے ٹوک گیا۔ادیان نے ناگواری سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا۔

مجھے مزید کوئی بات نہیں سننی۔جو بول رہا ہوں اس کے عمل کرو اور جلدی سے تیار ہو"

"بتاؤ کون سا ڈریس نکالوں۔

ادیان نے سرد لہجے میں بولتے اسے تھام کر بیڈ پہ بٹھایا اور کڑی نگاہوں سے اسے دیکھتے استسفار کیا تو اس نے گہری سانس فضا میں خارج کرتے مطلوبہ سوٹ کے متعلق بتایا اور دونوں ہاتھوں میں سر گراتے آنکھیں میچ گیا۔ادیان نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا اتنا تو اسے اندازہ ہوچکا ہے کہ فہیم اپنی اس کمی کو دل کی گہرائیوں تک محسوس کرتا ہے۔اس نے تبھی ایمرجنسی میں رائم سے تفصیل سے اس متعلق بات کی تھی اور کسی سپیشلائز ڈاکٹر کے متعلق جانچ پڑتال کی تھی۔اسے اب کوئی فرق نہیں پڑتا تھا چاہے شہر کے کسی بھی کونے سے ڈاکٹر کو نکالنا پڑتا لیکن اس کی ٹانگ کی درستگی کیلیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔

ادیان نے مطلوبہ ڈریس اس کی سمت بڑھایا تو وہ ایک سنجیدہ نگاہ اس پہ ڈالتا اس کے ہاتھوں سے پکڑتا لڑکھڑاتے قدموں سمیت واشروم کی سمت بڑھ گیا۔ادیان بھی اسے جاتا دیکھ شانے جھٹکتا اپنے مخصوص سپاٹ انداز سمیت مضبوط قدم اٹھاتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔ابھی اس نے بھی تیار ہونا تھا۔آج کی اپنی ساری میٹنگز ترک کرتے اس نے فہیم کو ڈاکٹر پہ لے جانے کو ترجیح دی تھی۔ابھی بھی وہ فریش ہونے کے خاطر جیسے ہی کمرے کا ناب گھماتے اندر داخل ہوا تو لیزے آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بھیگے بال سنوار رہی تھی۔ادیان ایک گہری مگر پرتپش نگاہ اس کے بھیگے سراپے پہ ڈالتے دو قدم مزید آگے بڑھا اس سے پہلے کہ وہ جذبات کی رو میں بہکتے ہوئے لیزے کو عقب سے حصار میں لیتا وہ اس کے ہاتھ بندھنے سے پہلے ہی جھٹکے سے اس سے دور ہوتے انگلی وارن کرنے والے انداز میں دکھا گئی تھی۔ادیان نے سرد نگاہوں سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا۔یہ لڑکی اس کی ایک ایک عادت سے واقف ہونے کے باوجود ایسی حرکتیں انجام دینے سے باز نہیں آتی تھی۔اس کے چہرے پہ ابھرتے سخت تاثرات لیزے کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھے تبھی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

وہ دیان میں نے آپ کے کپڑے واشروم میں ہینگ کردیے ہیں آپ جلدی سے فریش"
"ہوجائیں نہ۔ہم نے پھر ماما کی طرف جانا ہے۔

لیزے نے اس کی ناراضگی کے ڈر سے اسے اپنی جانب سے جیسے آگاہ کرنا چاہا۔ادیان نے بھاری بوٹ تلے زمین کو روندتا اس کے قریب آیا آتا اور نرمی سے اسے اپنے قریب کرتے اس کے بھیگے سیاہ بالوں کو مٹھی میں جکڑتے نرمی سے اس کی مہک کو اپنے اندر اتارا تھا۔

تم جانتی ہو تمہارا مجھے خود سے دور جانا بلکل بھی نہیں پسند تو کیوں بار بار ایسی حرکات" کرکے میرا ضبط آزماتی ہو۔اب جو میں پہلے کرنے والا تھا اس سے بھی کڑی سزا ملے "گی۔تمہیں میں زندگی بھر کیلیے اپنے مضبوط حصار میں قید کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

ادیان ایک ہاتھ اس پہ بالوں میں ڈالتے جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن کو پشت کو سہلاتے واقعی ہی جنونی ہورہا تھا۔لیزے کو ایک لمحے کیلیے اس کی جنونیت سے خوف محسوس ہوا تھا۔معاً اس کی بات کا مفہوم سمجھتے وہ دھیمے سے مسکرادی تھی۔

میں آپ کے حصار سے آذاد ہونا بھی نہیں چاہوں گی کبھی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں یہ" دل میرا ہے۔ یہ سینہ میری محفوظ جگہ ہے جہاں میں ہمہ وقت پرسکون محسوس کرتی ہوں۔ جہاں کوئی ڈر خوف نہیں ہوتا۔ جس کی بدولت میری سانسیں چل رہی ہیں جس کی محبت کو محسوس کرتے یہ میرا دل دھڑک رہا ہے اس سے دور جاکر میں کیوں خود ہی اپنی سانسوں کے رکنے کا سبب بن سکتی ہوں۔ مجھے ابھی بہت جینا ہے صرف آپ کے سنگ آپ کے حصار میں قید ہوکر۔

آپ کا یہ دل دھڑکنا میرے دل دھڑکنے کا باعث ہے۔

آپ کی سانسوں کی مہک میری سانسوں میں روانی کا باعث ہے۔

آپ کا یوں محبت سے مجھے دیکھنا میرے دل کو جلا بخشتا ہے۔ مجھے تفاخر میں مبتلا کرتا ہے۔

آپ کا مجھے پکارنا میرے اندر ایک نئے سرے سے روح پھونک دیتا ہے۔

میں چاہ کر بھی ایسا کچھ نہیں کرسکتی جس سے میری سانسوں کی ڈور میرے ہی ہاتھوں سے سرک جائے اور میں آپ سے جدا ہوجاؤں۔"

وہ محبت بھرے لہجے میں بولتی عقیدت سے اس کے دونوں مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتی اپنی آنکھوں سے لگا گئی تھی۔اس اچانک محبت کے اعتراف پہ ادیان نے کھینچ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا اور اس کے بالوں پہ ہولے سے لب رکھے تھے۔لیزے نے اس کا لمس اپنے رگ و پے میں اترتا محسوس کیا تھا۔

"ویسے میں نے کہی سنا تھا کہ اپنی زندگی اس کے ساتھ بیتاؤ جو آپ کو دل و جان سے چاہتا ہو۔جس کے ساتھ یہ دنیا کی جنت محسوس ہو۔ اس کے ساتھ قطعی نہیں جسے آپ کے دل نے چاہا ہو۔آج مجھے اس بات کا بخوبی اندازہ ہورہا ہے کہ کسی نے بلکل سچ کہا ہے کیونکہ جو آپ کو چاہتا ہے اس کے ساتھ ہی زندگی ایک ٹھنڈی اور پرسکون ہوا کی مانند ہے۔اور آج مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ ادیان شاہ اپنی بیوی علیزے ادیان شاہ کو پاکر خود کو بہت خوشقسمت محسوس کرتا ہے۔"

ادیان نے اس کی بھیگے نین کٹوروں پہ لب رکھتے اسے متعبر کیا تھا۔لیزے نے بھیگی آنکھوں سمیت اسے دیکھتے اونچا ہوتے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔ادیان نے مزید اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔

"ادیان وقت کا خیال کرلیں۔ہم نے پھر جانا بھی ہے۔"

لیزے اس کی ممنانیاں بڑھتے دیکھ ممناتے ہوئے گویا ہوئی تو اس کی سیٹی گم ہوتے دیکھ ادیان نے سختی سے نلب آپس میں پیوست کرتے مسکراہٹ چھپائی۔

"وہاں میں بلکل نہیں جارہا ابھی فہیم کو لے کر ڈاکٹر پہ جانا ہے پھر آفس میں ایک بہت ضروری میٹنگ ہے۔انشاآللہ واپسی پہ میں ہی لینے آؤں گا۔"

ادیان نے اس کے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے رسان سے بولا تو لیزے کا چہرہ اس کی بات پہ سرعت سے اترگیا۔وہ آج کس قدر خوش تھی کہ ادیان بھی ان سب کے ساتھ جائے گا لیکن اس نے تو انکار کردیا تھا۔

"واپسی پہ کیوں تب بھی مت آئیے گا۔میں نے تو وہی رہنا ہے دو دن۔پھپھو سے پوچھ لیا میں نے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے ادیان کی سماعتوں پہ بم پھوڑا وہ جو وارڈروب سے اپنی کوئی ضروری فائل تلاش کررہا تھا اس کی بات پہ جھٹکے سے رخ پھیرتے خشمگین نگاہوں سے اسے گھورا۔

"ایک منٹ کہاں ٹھہرنا ہے تم نے اور کس کی اجازت سے۔شوہر میں ہوں تمہارا کہ مم۔"

وہ تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے دانت پیستے ہوئے بولا تو لیزے نے حیرت سے اس کا یوں غصہ کرنا دیکھا تھا۔اس کا بلاجواز غصہ کرنا لیزے کو کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔

"ارے ابھی بتایا تو ماما کے پاس رہنا ہے کچھ دن۔اور پھپھو سے اجازت لے لی ہے ان کی جانب سے کھلی اجازت ہے انھوں نے بس یہ کہا تھا کہ اپنے شوہر سے پوچھ لینا میں نے پوچھ لیا ہے اب مجھے امید ہے آپ میری بات کو کبھی نہیں ٹال سکتے ہے نا۔"

وہ ہنستے ہوئے چمکتی آنکھوں سمیت معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے بولی تھی۔ایک لمحے کیلیے ادیان اس کی کھنکتی ہنسی پہ گھائل ہی تو ہوا تھا۔اردگرد گویا جلترنگ سی بجی تھی لیکن اپنے دل میں ابھرتے جذبات پہ اس نے سرعت سے تف بھیجتے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"مم نے کہا کہ اپنے شوہر سے اجازت لینا یہ نہیں کہا تھا کہ بس بتایا تو آپ کا شوہر آپ کے حکم کا غلام ہوتے آپکے آگے سر جھکا دے گا۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھتا ہوا دھیمے لہجے میں غرایا تو لیزے کی مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی اس نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اب محبت کی ہے تو یہ تو پھر لازم ہے نہ۔اپنے محبوب کی ہر بات پہ جی حضوری کرنی چاہیے۔اس کی کسی بھی قسم کی بات کو رد نہیں کرنا چاہیے چاہے وہ ضروری ہو یا غیر ضروری۔"

وہ اپنی جانب سے اسے عقلمندانہ مشورہ دیتے ہوئے رسانیت سے گویا ہوئی کیونکہ فالوقت اسے پرسکون کرنا بہت ضروری تھا۔اس وقت وہ اسے ناراض بلکل نہیں کرسکتی تھی کیونکہ کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کی باتوں پہ وہ بھڑک ہی جاتا۔

"یہی بات بہت اچھی بات کی ہے تم سے مجھے ایسی اچھی باتوں کی ہی توقع ہے۔اب تم انہی باتوں کو اپنے اوپر لاگو کرکے چپ کرکے یہ لباس تبدیل کرو اور وہاں جاکر

خاموشی سے بیٹھ جاؤ۔کوئی کہی نہیں جارہا ہے۔ایسے جیسے سارے حواس ہی کام کرنا چھوڑ گئے ہیں۔تین چار دن رہنا ہے میں تمہیں ایک رات بھی وہاں نہ گزارنے دوں۔"

اب کی بار وہ غصے سے اسے ذبردست گھوری سے اسے نوازتے ہوئے بولا تھا۔یہ لڑکی سچ میں اس کے بس سے باہر ہوتی جارہی تھی۔مختلف رنگوں میں رنگی یہ لڑکی ادیان کو اپنے دل کے اس وقت بے تحاشہ قریب محسوس ہوئی تھی اتنے کم عرصے میں لیزے نے اسے اپنے مختلف رنگوں سے متعارف کروایا تھا۔کبھی ڈری سہمی سی، کبھی مضبوط سی، کبھی اس کی ذرا سی قربت پہ گھبرا جانے والی تو کبھی کچھ کچھ بولڈ سی۔کبھی ذرا ذرا سی بات پہ رو دینے والی تو کبھی اتنے بڑے بڑے واقعات پہ ایک چٹان کی طرح ڈٹ کر کھڑے رہنے والی یہ لڑکی واقع الگ تھی کیونکہ وہ ادیان شاہ کی بیوی تھی۔

یہ بات تو وہ اچھے سے سمجھ چکا تھا کہ جلد یا بدیر وہ اس کی ہمراہی میں عشق کی معراجوں کو چھونے والا ہے۔

"ادیان ایسے تو مت کہیں میں نے مازہ کے ساتھ ابھی سارے پلینز ترتیب دیلے ہیں سب کچھ خراب ہوجائے گا۔میں نے سنا ہے بیویاں جب میکے جاتی ہیں تو ایک بار پھر

شوہر آذاد پنچھی کی بدولت ہوجاتا ہے میری جانب سے آپ کو کھلی اجازت ہے آپ جو مرضی کیجیے گا ان چار دنوں میں۔"

اس کو ستائشی انداز میں اپنی جانب دیکھتا پاکر لیزے نے اس بات سے اس کی توجہ ہٹانی چاہی تھی اور جواب طلب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"نہیں مجھے آذاد بلکل نہیں ہونا میں خود کو قید ہی پسند ہوں۔میں جب بھی گھر ہوں مجھے تم بھی گھر موجود چاہیے ہو میری نگاہوں کے آس پاس۔"

اس نے وارن کرنے والے انداز میں انگلی اس کی جانب اٹھاتے پختہ لہجے میں کہا تھا لیزے کا دل اس کی بات پہ بے ساختہ دھڑک اٹھا۔دل کے موسموں میں جیسے بہار آگئی تھی۔لیکن ابھی تو رہنا تھا نہ بس اور کسی بات پہ توجہ نہیں دینی تھی۔

"ادیان بس کریں نہ۔"

اس نے ادیان کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار سے عاجز آکر کہا تھا۔ادیان نے ایک گہری نگاہ اس کے بیزار چہرے پہ ڈالی تھی۔

"میں تو ابھی شروع ہی نہیں کیا کچھ۔"

ادیان نے اس کی بات پہ فوراً ہی پھیلتے بھاری گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔لیزے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا شروع کرنا تھا۔"

اس نے بغیر اس کی بات کا مفہوم سمجھے ہونق پن سے سوال کیا تو ادیان نے تاسف سے اپنے موڈ غارت کرنے والی دشمن کو دیکھا جو اپنی بے تکی باتوں سے کچھ بھی کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

"ادھر آؤ بتاؤ۔"

اس نے لیزے کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا تو وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے سٹپٹاتے ہوئے کھسیانی ہنسی ہنس دی۔

"وہاں جا رہی ہو تو سب کے ساتھ ہی واپسی ہوگی اینڈ ناؤ نو مور آرگیومنٹس اوکے۔"

اس نے نرمی سے اس کے گلابی گال کو لبوں سے چھوتے ایک محبت بھری نگاہ اس پہ ڈالتے واشروم کا رخ کیا کیونکہ اس کے ساتھ بحث میں اچھا خاصہ وقت کا ضیاع ہوچکا تھا۔اس کی حالت سے یہاں سب باخبر تھے لیکن جس کی بدولت یہ حالت ہے وہ ہی

نایاب ہستی بے خبر تھی جو ییلو اور بلیک امتزاج کا لیلن کا سوٹ زیب تن کیے جس پہ گلے اور گھیرے پہ ایمبرائڈری ہوئی تھی وہ منہ پھلائے اب اپنے بالوں کو سنوار رہی تھی۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ فریش ہوتے فہیم کو لے کر ہسپتال کیلیے نکل چکا تھا۔اس کے جاتے ہی انابی نے خاموش بیٹھی لیزے کے شانے پہ ٹھوکا مارتے اپنی جانب متوجہ کیا جو ادیان کو کیسے منائے اس متعلق سوچتی کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔گڑبڑاتے ہوئے ہوش میں آئی تھی۔

"بڑی ماما کب سے تم سے مخاطب ہیں محترمہ بھائی کی یادوں سے باہر نکل کر ذرا ان کی جانب بھی توجہ دے لو۔"

انابی نے اس کے بار بار سوچ میں ڈوب جانے پہ لطیف سا طنز کیا تو وہ جھینپ کر خجل سی ہوتی چہرہ جھکا گئی۔معاً محرم کا سوچتے ان کی جانب متوجہ ہوئی جو مازہ کے لیے ٹرائفل بنانے کیلیے سامان اکھٹا کررہی تھی۔

"بھائی نے رہنے کی اجازت نہیں دی نہ۔"

انابی نے زچ کردینے والی مسکراہٹ سے اس کی جانب دیکھا تو لیزے جو پہلے ہی جلی کٹی بیٹھی تھی اس کے مذاق اڑانے پہ اچھا خاصہ چڑ گئی۔

"نہیں بھی دی تو کیا ہوا اگر میں وہاں رہ بھی لی نہ تو وہ کبھی مجھے کچھ نہیں کہے گے اور وہاں رہوگی تو سہی میں۔"

وہ بھی جواباً پرعزم انداز میں اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے سرگوشی میں بولی کیونکہ عزہ اور محرم دونوں سامنے ہی صوفے پہ بیٹھی اپنے کام میں مصروف تھیں۔اس کی بات پہ انابی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھا۔

"تم بھائی کے فیصلے کے خلاف جاؤگی بھائی تمہیں بخشیں گے نہیں لیزو۔"

اس نے اپنی جانب سے اسے آگاہ کرنا چاہا کیونکہ ادیان کی ضد سے وہ بھی بخوبی واقف تھی لیزے نے اس کی بات کو سرے سے ہی چٹکیوں میں اڑادیا۔

"لیزے پیکنگ وغیرہ کرلی آپ نے رہنا ہے نہ چند دن وہاں۔ادیان سے اجازت لے لی نہ آپ نے۔"

محرم نے اپنے کام میں مصروف ہی اس سے استسفار کیا تو لیزے کی دھڑکن بے ساختہ سست پڑی۔اب وہ انہیں کیا جواب دے۔

جی پھپھو وہ انہوں نے کہا ہے کہ تین چار دنوں کی کیا بات ہے تم ہفتہ رہ کر آؤ انہیں" کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

اس نے مشکل مسکراتے ہوئے بے ساختہ جھوٹ کا سہارہ لیا۔یہ کام کرتے ہوئے دل لرز بھی رہا تھا خوف سے کہ ناجانے ادیان کا ردِ عمل اس کے جھوٹ بولنے پہ کیا ہوگا۔محرم نے اس کی بات پہ باقاعدہ حیرت کا اظہار کیا تھا کیونکہ انہیں امید نہیں تھی کہ ادیان اس کے رہنے پہ رضامندی ظاہر کرے گا۔

پھپھو ویسے اگر شوہر کسی کام سے منع کرے مطلب ان کی رضامندی نہ ہو اس بات" "میں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے۔مطلب اپنی زبردستی جھاڑے وہ تو۔

لیزے نے کسی خیال کے تحت چونک کر سوال کیا لیکن اس کی بات پہ عزہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔باقی سب بھی سٹپٹا گئی تھی اس کی اچانک بات پہ۔لیزے نے اپنی بات پہ ان کو کسی اور سمت جاتا دیکھ خجالت سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی۔

"پھپھو ایسے تو مت کریں میں کچھ اور پوچھ رہی ہوں آپ کا دماغ ناجانے کیا کیا سوچنے لگ جاتا ہے۔"

وہ روہانسا چہرہ بنائے بولی تھی تو باقی سب نے اس کی معصومیت پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔

"اگر شوہر کسی کام سے انکار کرے تو ہمیں اس سے پیچھے ہٹ جانا چاہیے کیونکہ اس کے بعد شوہر جو ہے وہ شوہر نہیں رہتے جن بن جاتے ہیں۔"

جواب محرم کی بجائے عزہ کی جانب سے آیا تھا۔اس کی بات پہ سب کے بے ساختہ قہقہے چھوٹے تھے وہ بھی مسکراہٹ دبا گئی تھی۔

"بس جن ہی بنے گے نہ کونسا مجھے کھا جائیں گے۔"

وہ دل ہی دل میں خود کو تسلی دیتے ہوئے بولی تھی تو دل کچھ لمحوں کے لیے پرسکون ہوا تھا۔

معاً باہر پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز پہ سب نے چونک کر داخلی دروازے کی جانب دیکھا تھا جہاں سے ادیان فہیم اور حیدر علی کے ساتھ فاریہ اندر کہ جانب چلے آرہے تھے۔سب

گھر والوں نے مسکرا کر ان کا استقبال کیا تھا۔ان سب نے آتے صوفے پہ جگہ سنبھالی تھی۔ادیان نے ایک نظر لیزے کو دیکھا تو وہ ناراضگی کا بھرپور اظہار کرتے رخ پھیر گئی تھی۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے۔"

محرم نے فہیم کے بال سنوارتے محبت سے ادیان سے پوچھا تھا۔عزہ نے بھی پریشانی سے اس کی جانب دیکھا تھا کل سے فہیم کی حالت دیکھ ان کے دل میں ہول اٹھ رہے تھے۔ناجانے ان کے بیٹے کو کس کی نظر لگ گئی تھی۔

مم کیا کہہ سکتے ہیں وہ بھی آپ کے صاجزداے اپنے لیے خود کسی قسم کی جدوجہد نہیں" کررہے بس مایوس ہوکر رہ گئے ہیں اس کیلیے پروپر ٹریٹمنٹ چاہیے لیکن یہ وہ لینا نہیں "چاہتا اب اس چیز کا واحد حل آپریشن ہے۔

ادیان نے سجنیدگی سے پوری بات ان سب کے گوش گزاری تھی۔فاریہ نے بے چینی سے انگلیاں چٹخاتے چور نگاہوں سے فہیم کی جانب دیکھا تھا جو اپنی ہیشانی مسلتا اسے کچھ

پریشان سا لگا تھا۔وہ یہاں خود ہی اس کی ضد کرکے اسکی طبیعت کے بابت استفسار کرنے آئی تھی لیکن ابھی بھی اس کا رویہ فاریہ کو سرد ہی محسوس ہورہا تھا۔

محرم اور عزہ چائے کا انتظام کرنے کچن کی جانب چل دی تھی۔اب ادیان پوری شان سے صوفے پہ براجمان سنجیدگی سے حیدر سے باتوں میں مصروف تھا۔

فہیم بھی اس دوران اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ چکا تھا۔اس ماحول سے اسے ایک دم اکتاہٹ ہونے لگی تھی۔فاریہ کو دیکھتے وہی باتیں وہی اذیتیں دماغ میں گردش کرنے لگی تھی۔ تبھی اس نے وہاں سے اٹھ جانا ہی بہتر سمجھا تھا۔فاریہ نے ایک جانب کھڑی لیزے اور انابی کو باتیں کرتا دیکھ فہیم کے کمرے کا پوچھنے کی بابت ان کا رخ کیا۔

"وہ انابی آپی فہیم میرا مطلب دوست کہاں ہونگے مجھے ان سے بات کرنی ہے۔"

اس نے انگلیاں مسلتے اداسی سے انہیں مخاطب کیا تو انابی نے محبت سے اس کا گلابی گال چھوا جہاں ابھی بھی ہلکے ہلکے زخموں کے نشان تھے۔

"یہ فہیم کیا ہوتا ہے۔فہیم بھائی کہو وہ تم سے بڑا ہے۔"

کچن قریب ہی ہونے کی بدولت اس کی آواز محرم اور عزہ کے کانوں میں بھی پڑی تھی۔ محرم تو اس کی بات پہ مسکراتے ہوئے دوبارہ کام میں مصروف ہوگئی البتہ عزہ نے اسے سختی سے ٹوکنا ضروری سمجھا جبکہ اس کے اس قدر سرد انداز پہ فاریہ کی آنکھیں پل بھر میں نم ہوئی تھی۔ محرم نے واش بیسن سے اپنے ہاتھ واش کرتے ایک کڑی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"عزہ یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔"

محرم نے بھی جواباً سختی سے اسے ڈپٹا تھا وہ ایک تند نگاہ فاریہ پہ ڈالتے واپس کچن کی جانب چل دی تھی۔ انہیں شروع سے ہی فاریہ کا یوں فہیم سے لگاؤ پسند نہیں تھا۔

"آؤ میں کمرہ دکھا دیتی ہوں۔ آپ نے جو بھی بات کرنی ہے وہ اس سے کرلینا۔"

لیزے نے عزہ کے سخت انداز کا اثر زائل کرنا چاہا تھا تبھی مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما ان کا رخ اب فہیم کے کمرے کی جانب تھا۔ اس کے کمرے کے باہر رکتے ہی لیزے نے ہولے سے دروازے پہ دستک دی تو فاریہ کی ہمت جواب دینے لگی۔ وہ کیسے اس سے بات کرے گی۔ لیزے اسے چھوڑ کر جا چکی تھی۔ اندر سے آنے والی آواز پہ

لرزتے قدموں سمیت اس نے اندع قدم رکھے تو فہیم جو اپنے سٹک رکھتے بیڈ پک بیٹھنے کی کوششوں میں تھا فاریہ کو دروازے پہ ایستادہ دیکھ حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ یہاں کیا کررہی ہو۔"

اس نے دھیمے لہجے میں استسفار کیا اس کے لہجے میں بھی ایک چبھن سی تھی جو فاریہ کا اندر سب لہو لہان کرگئی۔

"ہیں وہ آپ کی طبیعت کے متعلق پوچھنے آئی تھی فہیم بھائی۔"

اس نے ڈرتے ڈرتے سہمی ہرنی جیسی نگاہیں اس پہ ٹکاتے اپنی بات مکمل کی۔ فہیم جو جگ سے پانی گلاس میں انڈیل رہا تھا اس کے خود کو بھائی کہنے پہ اسکا حرکت کرتا ہاتھ تھما۔اس نے حیرت سے آنکھیں واں کرتے اس کی جانب دیکھا۔

واٹ بھائی۔ڈانٹ کال میں بھائی اوکے میری صرف ایک ہی بہن ہے جسے میں اپنی"

"بہن مانتا ہوں اور یہ بیٹھے بٹھائے دوست سے بھائی کا سفر کب طے کیا۔

وہ تند نگاہوں اس پہ معصوم چہرے پہ ٹکاتے دھیمے لہجے میں غرایا تو وہ اچھل کر دیوار سے لگی۔ فہیم نے ناگواری سے سر جھٹکا اس کی حرکت پہ۔

"وہ وہ مجھے عزہ آنٹی نے کہا کہ آپ کو بھائی کہوں آپ مجھ سے بڑے ہیں نہ۔"

فاریہ نے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے رندھے لہجے میں اسے جواب دیا تو فہیم کا دل اگلے لمحے ہی پسیج گیا تھا لیکن عزہ والی بات پہ اس کی ماتھے کی رگیں تن گئی۔اس نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا۔

"آپ مجھ سے ناراض ہیں کیا۔"

اس نے ہکلاتے دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کیا تو فہیم نے ایک سخت کڑی نگاہ اس پہ ڈالی جو سب کچھ سر نجام دے کر کیسے معصومیت چہرے پہ لاتے ہر الزام سے بری الذمہ ہونے کی کوششوں میں تھی۔

"ہمارے درمیان ایسا رشتہ کب استوار ہوا جس کی بنا پہ ناراضگیوں کی وجوہات پیدا ہو۔"

اس نے بھی جواباً سخت انداز میں اس سے سوال کیا تو فاریہ اس کی اس قدرع گہری باتوں پہ نا سمجھی سے اسے دیکھے گئی۔اسے فہیم کا ایک بھی کہا گیا لفظ سمجھ نہیں آیا تھا۔اس کے چہرے پہ نا سمجھی کے تاثرات دیکھتے فہیم تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"مطلب میں کچھ سمجھی نہیں۔"

اس نے ہونق پن سے سوال کیا تو فہیم نے ضبط سے آنکھیں میچتے سینے میں اٹھتے ابال کو قابو کرنا چاہا۔

"کچھ خاص مطلب نہیں ہے اس کا بس یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ کچھ عرصے قبل ہمارے درمیان جو دوستی کا رشتہ بھی تھا نہ وہ تم ختم کرچکی ہو۔"

اس نے جیسے فاریہ کی سماعتوں پہ بم پھوڑا تھا۔وہ صدمے کی کیفیت میں نم آنکھوں سمیت اس سنگدل کی جانب دیکھ رہی تھی جو سب کچھ ختم تو کررہا تھا لیکن غلطی اس کی ہونے کے باوجود اس کو موردِ الزام ٹھہرا رہا تھا۔

"آپ ایسا کیسے کہ سکتے ہیں آپ تو میرے دوست ہیں نہ۔آپ مجھے ایک بار میری غلطی تو بتائیں نہ۔"

اس سے مزید اس کی بے رخی برداشت نہ ہوئی تو ان دونوں کے درمیان حائل فاصلہ سمیٹتے اس کی چوڑی کلائی تھامتے رنج و ملال کی کیفیت میں گویا ہوئی۔اس کے چہرے سے چھلکتی معصومیت دیکھ ایک لمحے کیلیے تو دل و دماغ میں گردش کرتی باتوں کو جھٹلانے لگا معاً ناجانے کیا سوچتے اس نے اس کا ہاتھ سختی سے جھٹک دیا۔

ابھی اور اسی وقت یہاں سے جاؤ آپ۔ابھی چھوٹی ہو آپ ان باتوں کو نہیں سمجھتی کہ"
ایک اکیلے کمرے میں لڑکے کے ساتھ لڑکی کو ہمیشہ مشکوک نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے
"اور میں غلطی سے بھی تمہاری عزت پہ حرف نہیں آنے دے سکتا۔
اس نے دل پہ بھاری سل رکھتے اس سے نگاہیں پھیرتے بے رخی کی انتہا کردی تھی اور یہی فاریہ کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی تھی وہ سسکیاں بھرتے اس کے ہاتھ پہ گرفت ہلکی کرتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
میں نہیں جانتی کہ آپ کیوں مجھ سے ناراض ہیں لیکن میں نے سچ میں کچھ نہیں"
"کیا۔
وہ اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑتے ہوئے بولی۔
آپ نے کچھ نہیں کیا سارا کچھ میں نے کیا ہے۔جس دن گھر گئی تھی آپ اپنے پاپا"
کے ساتھ اس دن میں یاد نہیں آیا تھا اس دن یہ نہیں سوچا تھا کہ میں بغیر بتائے
"جارہی ہوں تو مجھے کیسا لگے گا۔

اس نے سختی سے اس کی کلائی تھامتے اپنے مقابل بٹھایا تھا وہ ہاتھ کی مدد سے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتی اپنے اور اس کے درمیان فاصلہ قائم کرگئی تھی۔چہرے کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا تھا۔جبکہ اس کی بات پہ فاریہ نے حیرت کی ذیادتی سے اس کی جانب دیکھا تھا مطلب وہ صرف اسی وجہ سے ناراض تھا۔

"لیکن میں نے بتایا۔"

پلیز فاریہ فلحال یہاں سے چلی جاؤ میرے سر میں شدید قسم کا درد ہے میں نہیں چاہتا" "کہ آپکے سامنے میرے ضبط کا دامن چھوٹ جائے۔

وہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی درمیان میں کاٹتے ہوئے بے رخی سے بولا تھا۔فاریہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔اور بجھے دل کے ساتھ اثبات میں سر ہلاتے ایک الوداعی نگاہ اس کے ڈالتے کمرے سے باہر نکلی تھی جبکہ اس کے جاتے ہی فہیم درد سے پھٹتے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامتے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ گیا تھا۔

ناجانے فلحال کیا ٹھیک تھا یا کیا غلط فلحال اس کی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحتیں بلکل مجروح ہوچکی تھی۔وہ یہ بات شاید ماننا ہی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ لڑکی اس کے اعصابوں پہ بری طرح سوار ہورہی ہے۔

وہاں سے نکلتے ہی وہ چہرہ دونوں ہاتھوں سے صاف کرتی اس سے پہلے کہ باہر کی سمت بڑھتی سامنے سے آتی عزہ کو دیکھتے اس نے سہم کر اپنی بھیگی پلکیں اس کی جانب اٹھائی لیکن وہ ایک تنفر بھری نگاہ اس پہ ڈالتے کندھے جھٹکتے زینے چڑھ گئی۔انھیں فہیم اور فاریہ کا یوں ایک دوسرے کا قریب آنا چاہے دوستی کی حیثیت سے ہی سہی بلکل بھی پسند نہیں تھا۔تبھی جب جب اسے دیکھتی تھی ایک عجیب سی کیفیت ہوتی تھی انکی۔

فاریہ ایک ہچکی بھرتی دھیمے قدموں سمیت آگے کی جانب بڑھ گئی جانے سے پہلے وہ دائیں جانب لگے واش بیسن سے اپنا چہرہ دھونا نہیں بھولی تھی۔وہ فہیم کی باتوں کو سمجھ تو نہیں سکی تھی البتہ وہ یہ بلکل نہیں چاہتی تھی کہ کوئی فہیم کے متعلق غلط سوچے سمجھے۔

خان ہاؤس میں آج شاہ ولا اور قریشی ہاؤس کے بھی تمام مکین موجود تھے کہ شادیوں کے بعد آج انہیں کچھ وقت میسر تھا تو سب کے باہمی مشورے سے انہوں نے وہ وقت ساتھ گزارنے کا سوچتے ہوئے خان ہاؤس کا انتخاب کیا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے وہ لوگ کھانے سے فارغ ہو کر لاؤنج میں بیٹھے اب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

بچے سب ایک طرف صوفوں پر براجمان تھے جبکہ وہیں دوسری طرف باقی سب بھی باتوں میں مشغول تھے۔احد اور روشانے روشی کی طبیعت خرابی کی بدولت نہیں آسکے تھے انہوں نے تبھی معذرت کرلی تھی۔اس خبر کے ملنے کے بعف ہی روشی کی طبیعت ڈل ڈل رہنے لگی تھی۔

"فہد کبھی اس فون کو رکھ بھی دیا کرو ہر وقت گیمز کوئی اور کام نہیں۔"

پریشے نے اسے مسلسل گیم کھیلتے دیکھا کو جھڑکنا ضروری سمجھا۔

"ارے مام بور ہو رہا تھا اچھا بس یہ لاسٹ یہ پورا ہو تو رکھتا ہوں۔"

اس نے رسانیت سے ایک نظر انہیں دیکھتے کہا تو وہ اس کی بات پہ تاسف سے سر ہلا کر رہ گئیں۔ کیونکہ اس نے پہلے کبھی کوئی بات سنی تھی نہ انہیں اس سے آگے کوئی اچھی امید تھی جبکہ صوفے کے پیچھے سے گزرتی ہوئی انابیہ نے ان کی بات سنتے تھوڑا سا آگے کی طرف جھانک کر اس کے موبائل کو دیکھتے اسے دیکھا جو مزے سے بیٹھا پب جی کھیلنے میں پوری طرح محو تھا معاً کل والا بدلا لینے کا سوچتے وہ آنکھوں میں شیطانیت لیتے مسکرائی تھی اور اچانک ہی صوفے کے اوپر سے چھلانگ لگا کر بیٹھتی اس کے ہاتھ سے فون جھپٹ کر خود سکون سے صوفے سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی تھی وہ جو پوری محویت سے گیم میں مگن تھا اپنے ہاتھ سے یوں اچانک فون چھن جانے پر کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ مقابل کو دیکھتے اپنا اشتعال کو مٹھیاں بھینچتے ضبط کیا جو آخری مراحل پہ اسکا سارا گیم خراب کر کے اب سکون سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی تھی۔

"اوپسس یہ تو ہار گیا کیسا بیکار گیم ہے بالکل تمھاری طرح۔"

اس نے زچ کر دینے والی مسکراہٹ فہد کی جانب اچھالی تو وہ اس کی بات پہ دانت پیس کر رہ گیا۔

"بیکار لوگون کو سب کچھ بیکار ہی لگے گا ناں تمہیں کچھ آتا ہے اپنا یہ چشمہ سنبھالنے کے علاوہ جو ہر وقت اس کھڑی ناک پہ گھومتا رہتا ہے۔"

فہد نے اسی کے انداز میں اس کے ہاتھ سے فون جھپٹتے طنز کیا جس پر وہ بلبلاتی ہوئے اس کے کندھے پر غصے سے مکہ مارتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"بھاڑ میں جاؤ تم بدتمیز۔"

غصے سے کہتے وہ دوسرے صوفے پر بیٹھ کر اپنا فون استعمال کرنے لگی۔جاتے ہوئے وہ اس پہ ایک قہر آلود نگاہ ڈالنا نہیں بھولی تھی۔

"تم مجھے انتہائی کے ذہر کے لگتے ہو۔دل کرتا ہے تمہیں کچا چبا جاؤں۔"

وہ اس کی مسکراتی صورت دیکھ ترخ کر بولی۔

"اور تم مجھے شہد کی مانند میٹھی لگتی ہو دل چاہتا ہے مزے لے لے کر کھاؤں۔"

اس نے بھی قہقہہ لگاتے ہوئے دوبدو جواب دیا۔انابی کا چہرہ اس کی بات پہ بے ساختہ سرخ پڑا۔لیکن سب کا خیال کرتے خاموشی سے اسے دل ہی دل میں صلواتیں سناتی بیٹھی رہ گئی۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ تمام بڑے ایک جانب موجود تھے جبکہ ضرار اور زوہان راہداری کی جانب کھیلنے میں مصروف تھے لیزے اور امائزہ بھی اپنی باتوں میں دنیا جہاں سے بے خبر تھی فہد اور ربان ایک صوفے پر بیٹھے تھے جبکہ انابی ان سب سے دور ہٹ کر الگ بیٹھی تھی ادیان اپنی میٹنگ کی بدولت آیا نہیں تھا اور رائم اور فہیم نے کچھ دیر میں ہاسپٹل سے فری ہوکر آنا تھا۔

ان سب کو یوں الگ الگ بیٹھا دیکھ کر عفان شاہ جو ایان سے باتوں میں مصروف تھے اکتائے لہجے میں انہیں مخاطب کر کے بولے۔

کیسا بوریت بھرا ماحول بنایا ہوا ہے ان لوگوں نے مجھے تو نہیں یاد کبھی ہم نے جوں" بوریت میں اپنا وقت برباد کیا کو۔ہم تو ہر وقت کچھ ایسا کرتے رہتے تھے جس سے ہمہ وقت رونق سی محسوس ہوتی تھی۔"

ایان نے بھی زور و شور سے ان کی تائید کی تو انہوں نے ایک طائرانہ نظر چاروں اطراف میں گھمائی جہاں ساری خواتین اپنی باتوں میں مشغول تھیں جبکہ صائم خان معاذ اور اذلان شاہ بھی کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔

"میں کیا سوچ رہا ہوں ایان اس بوریت کو ختم کریں پھر ورنہ ان لوگوں نے تو یونہی سارا ٹائم گزار دینا ہے۔"

عفان شاہ کی بات پر ایان نے مشکوک نگاہوں سے ن کی جانب دیکھا آخر کو ان سے کچھ اچھے کی امید جو نہیں تھی۔

"کیا کرنا چاہ رہے ہو تم۔"

"زیادہ کچھ نہیں کچھ دیر ٹھہرو ابھی بتاتا ہوں۔بلکہ دکھاتا ہوں۔"

اپنے ازلی لاپرواہ انداز میں بولتے وہ صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر ریلیکس انداز میں بیٹھ گئے۔

کچھ دیر یونہی بیٹھے رہنے کے بعد انہوں نے کچھ سوچتے سب کو مخاطب کیا۔

"کیا آپ سب ایسا بورنگ ماحول بنا کر بیٹھیں ہیں بھئی بندہ کچھ ہنستا بولتا ہے یہاں سب الگ الگ بیٹھ گئے۔"

عفان کے اچانک کہنے پر سب نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"کیا ہوا ماموں آپ بور ہو رہے ہیں خیریت ہے ویسے۔"

ربان اور فہد نے مسکراتے ہوئے طنز کیا جس پر وہ بھی دھیمے سے چمکتی آنکھوں سمیت مسکرائے۔

"اب تم لوگ اس موبائل سے باہر آؤ تو پتہ چلے ناں۔"

انہوں نے جواباً خفگی سے کہا تھا۔

"ماموں جان ہم تو نہیں لیکن اب یہ چشمش فون میں مصروف ہے آپ یقیناً اسے کہہ رہے ہیں ناں۔"

فہد نے مسخرے پن سے کہا تو انابیہ نے فوری طور سر تھا کر عفان شاہ کو دیکھا جیسے بات کی تصدیق چاہ رہی ہو۔

ارے بھئی اپنی بات میری بیٹی پر کیوں ڈال رہے ہو تمھیں کہا ہے مجال ہے جو کبھی" "ڈھنگ کی بات کی ہو۔

ان کے تلملا کر کہنے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"کور نہیں کریں اب دیکھ لیں بس وہی فون چلا رہی ہے۔"

اس کے دوبارہ کہنے پر انابیہ نے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا۔جسے اسے پھنسانے کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔

ڈیڈی دیکھ لیں اس بندر کو۔"

دانت پیستے کہتی وہ منہ بناتے رخ موڑ گئی۔

"ہاں میری جان اسے ہی دیکھ رہا ہوں آپ ادھر آؤ۔"

انہوں نے شفقت سے بانہیں پھیلا کر کہا تو وہ بھی سرعت سے ان کے مہرباں بازوؤں میں آسمائی۔

"چلو بندر میرا مطلب فہد اور ربان بند کرو یہ گیمز اور یہ بتاؤ فہیم اور رائم کب تک آ ئیگے۔"

"ہم یہاں ہیں۔"

اس سے پہلے کوئی جواب دیتا رائم کی شوخ آواز پر عفان شاہ نے سامنے دیکھا جو تھکا تھکا سا شرٹ کے کف فولڈ کرتا اندر کی جانب آرہا تھا ساتھ ہی فہیم بھی تھا۔

اب یہ لوگ آگئے ناں چلو اب سب کام پر لگ جاؤ تم دونوں جلدی سے دو منٹ میں"

"فریش ہو آؤ تب تک ہم یہاں تفریحی ماحول بناتے ہیں۔

انہوں نے جیسے دو منٹ میں پلان ترتیب دیا۔

"کیا کرنا ہے اب آپ نے۔"

عزہ کی آواز پر وہ ان کی جانب مڑتے مسکرائے اور بائیں آنکھ دبائی۔وہ سب کی موجودگی میں ایکدم سٹپٹا گئی۔

کچھ نہیں ڈارلنگ بس تھوڑا سا صبر کرو بتاتا ہوں۔کچھ یادیں تازہ کرنے کا سوچ رہا"

"ہوں۔

ان کی جانب دیکھتے انہوں نے مسخرے پن سے جواب دیا جبکہ بات کے اس طرز پر عزہ نے گھور کر ان کی جانب دیکھا اور واپس وہی جگہ سنبھال کر انہیں ہی نظروں کے حصار میں رکھا نا جانے اب وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

عفان شاہ کے کہنے پر وہ دونوں تو فریش ہونے چلے گئے تھے جبکہ امائزہ بھی رائم کو اوپر کی جانب جاتا دیکھ ایک نظر سب پر ڈالتی روم کی جانب چل دی تھی۔

روم میں پہنچتے اس نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولتے اندر قدم رکھا رائم کو خود کے انتظار میں بیڈ پہ بیٹھا دیکھ. محبت سے مسکرادی۔روز کا معمول تھا ہاسٹل سے آنے کے بعد جب تک مازہ روم میں نہیں آتی تھی وہ یونہی اس کا انتظار کرتا تھا۔

"چلیں رائم یہ کپڑے نکال کر رکھ دیئے ہیں میں نے جلدی سے فریش ہو کر آئیں یو نو عفان چاچو بہت پرجوش لگ رہے ہیں جسے کچھ بہت مزے کا کرنے والے ہوں جلدی کریں آپ پھر چلتے ہیں ہم بھی۔"

امائزہ اسے بیٹھا دیکھ کر جو ایک بار شروع ہوئی تھی تو بس بولتی گئی۔اسے پٹر پٹر بولتے دیکھ رائم نے نفی میں سر ہلاتے اس کی جانب قدم بڑھائے۔

جب شوہر تھکا ہوا گھر آتا ہے ناں تو ابھی بیویاں پانی دیتی ہیں آرام کرنے کو کہتی ہیں"

"خانم۔

رائم نے سنجیدگی سے کہتے اس کے چہرے پر آتے بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔

"وہ سوری میں ابھی پانی لائی۔"

وہ کھسیاتے لہجے میں ماتھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

"آہاں اب صرف سوری سے تو کام نہیں چلے گا ناں کچھ اور کرو تو بات بنے۔"

رائم نے شرارت آمیز لہجے میں کہتے اسے اپنے حصار میں قید کیا اور گردن سے بالوں کو پیچھے کرتے مخمور انداز میں وہاں گہرا سانس بھرا۔

اب کیا انوکھا چاہئے آپکو رائم دیکھیں جلدی کر لیں پھر بعد میں یہ باتیں کرینگے"

"ناں۔ناجانے کونسا ٹھرک پن جاگ جاتا ہے آپ کا۔

اسنے رائم کی حرکت پر پچکارتے ہوئے اسے بہلانا چاہا جس پر اس کی چالاکی سمجھتے رائم نفی میں سر ہلاتے دھیما سا ہنس دیا۔

اوہ بعد میں چلو ٹھیک ہے لیکن پہلے وعدہ کرو جو میں کہونگا کرنا پڑے گا۔ اور وعدہ توڑنے" والوں کو بہت گناہ ملتا ہے یاد رکھنا۔اور اگر مکری اپنی بات سے تو سہی والا ٹھرکی بن کر "دکھاؤں گا۔

اس کے گرد حصار مضبوط کرتے گال پر لب رکھتے کہا تو وہ اس کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑا گئی۔

"ٹھیک ہے اب پیچھے ہوں سب نیچے انتظار کر رہے ہیں۔"

اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے پیچھے کرنے کی اپنی سی سعی کی جس پہ وہ منہ بناتے پیچھے ہوا اور اسے اپنے حصار سے آذاد کیا۔

امم ہمم جلدی سے وعدہ کرو ورنہ پھر نہیں جاتے ویسے بھی میں بہت تھک گیا ہوں" "سونے کا ارادہ تھا میرا۔ وہ والا سونے کا۔

امائزہ کو بات ٹالتے دیکھ کر وہ مخمور لہجے میں ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے بولا اس کے لہجے کی تپش کو محسوس کرت وہ کسمساتے ہوئے گویا ہوئی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے پکا وعدہ جو کہیں گے وہ کرونگی ابھی تو تیار ہوجائیں۔"

اپنے تئیں اس نے وعدہ کرتے فلحال آذادی چاہی جو رائم نے اس کے ماتھے پر پرشدت لمس چھوڑتے دے بھی دی اور ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے وارڈروب سے اپنے کپڑے لیتا باتھروم میں بند ہوا جبکہ اسے جاتا دیکھ وہ گہرا سانس بھرتی بیڈ پر بیٹھ گئی اور اس کا انتظار کرنے لگی۔

"آیت اٹھو کچھ اسنیکس وغیرہ لاتے ہیں ہم یہ لوگ تو جانے کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔"

عزہ نے ان لوگوں کو آپس میں باتیں کرتے دیکھ کر آیت کو اٹھنے کا اشارہ دیا تو وہ بھی اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے ان کے ساتھ کچن کی جانب چل دیں۔

کچھ ہی دیر میں رائم اور امائزہ بھی انہیں کی جانب آگئے جبکہ فہیم بھی ابھی ہی آکر وہاں بیٹھا تھا۔

"آپ لوگوں کو کھانا دے دوں میں۔"

فہیم اور رائم سے مخاطب مائزہ نے پوچھا۔

"نہیں مازہ ہم لوگ کھا کر آئے ہیں تم آرام سے بیٹھو۔"

فہیم نے مسکرا کر اسے جواب دیا۔

"پوچھ بھی کسی سے یہاں مطلب نہیں سب تم ہو ناں بورنگ کتنے تھا رہا سوچ میں رائم
لو ہماری شادیوں پر ہم نے جو انجوائے کیا تھا اس کا دس پرسنٹ بھی تم لوگوں نے
نہیں کیا سیریسلی لگتے نہیں نہیں میرے بھانجے بھتیجے ہو۔"

عفان شاہ نے ان سب کے گوش گزار اتنی اہم بات کی تھی کہ وہ لوگ ہونق بنے انہیں
دیکھ رہے تھے جو اب فخریہ کالر جھاڑ رہے تھے۔

"چلو میری بیگم کو آنے دو وہی سمجھائے گی تم سب بیوقوفوں کو ایک وہ صاحبزادے
میٹنگ کا کہہ کر غائب ہی ہوگئے اب بتاؤ کونسا روز سب نے ملنا ہوتا ہے جو آیا نہیں۔"

ادیان کو یاد کر کے عفان شاہ دانت پیستے گویا ہوئے جبکہ ادیان کے ذکر پر علیزے کا
چہرے کچھ پل کے لئے بجھ سا گیا تھا وہ سب کی موجودگی کے باوجود بھی ادیان کی کمی
شدت سے محسوس کر رہی تھی۔

"اگر وہ جلدی فری ہوگیا تو آجائے گا کہا تھا اس نے۔اس کی کمی تم جو پوری کررہے ہو۔"

اذلان شاہ نے عفان کی بات سنتے اطلاع دی ساتھ طنز کے نشتر چلانا ضروری سمجھا۔

چلو اچھا ہی ہے اگر وہ بورنگ انسان آجائے تو اسے بھی بتاؤں کیسے شادی انجوائے"
"کرتے ہیں۔

عفان شاہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تھا جس پر سب کے قہقہے بے ساختہ تھے۔

کیوں ہنس رہے ہو سب پوچھ لو صائم بھائی اور ازلان بھائی سے معاذ بھائی آپ ہی بتا"
دیں کیا ہم لوگوں نے نہیں مزے کئے اپنی شادی پر کبھی شاعری تو کبھی ان محترماؤں
"کے ٹپے وغیرہ۔

باقاعدہ ایک ایک کی جانب اشارہ کرتے انہوں نے سب کو ماضی کی یادوں میں پہنچادیا تھا جہاں وہ سب اپنی شادیوں میں گزارے لمحے یاد کر رہے تھے۔کس قدر خوبصورت دن تھے وہ۔

"آپ لوگ کیا اکیلے اکیلے یاد کر رہے ہیں ہمیں ہی بتادیں یا دکھائیں۔"

انابیہ کے چڑ کر کہنے پر سب مسکرا کر اس جانب متوجہ ہوئے۔

"کیا یاد کرنے کی باتیں ہورہی ہیں۔"

کچن سے باہر آتی آیت نے ان سب کی باتوں کو سنتے حیرت سے پوچھا۔

"آپ کی شادی۔"

بے ساختہ لیزے کے منہ سے نکلا تھا تو آیت نے گھور کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ارے میرے بچے کو کیوں گھور رہی ہیں محترمہ واقعی یہاں شادی ہی یاد کر رہے ہیں۔"

صائم خان نے ان کے علم میں جیسے اضافہ کیا۔

ارے یہ تو اچھی بات ہے لیکن ایسے کیسے یاد کر رہے ہیں رکیں میرے پاس کچھ ہے"

"سب کے لئے میں ابھی لائی۔

عزہ کے اس طرح اوپر کمرے کی جانب جانے پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا تھا قریباً پانچ منٹ میں ہی وہ نیچے آچکی تھی ہاتھ میں ایک یو۔ایس۔بی موجود تھی جسے اب وہ ایل۔ای۔ڈی میں لگا رہی تھیں۔

ارے اتنا حیران مت ہوں یہ میرے کیمرے کی ساری میموریز ہیں وہ تو خراب ہوگیا پر"

"شکر ہے میں نے اس سے پہلے ہی یہ یو۔اس۔بی میں سب سیو کر لیا تھا۔

وہ فخریہ انداز میں کہتی عفان شاہ کے ساتھ ہی براجمان ہوگئیں تھی جنھوں نے ان کے اس کارنامے پر داد دینے والے انداز میں آئبرو اٹھایا تھا اور ساتھ ہی ان کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

ازلان شاہ بھی محرم کے ساتھ سامنے والے صوفے پر براجمان تھے صائم خان اور آیت بھی اسی صوفے کی دوسری طرف تھے معاذ خان اور پریشے اور آیان اور حجاب بائیں جانب والے صوفے پر تھے۔

فہیم سنگل صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ باقی تمام نفوس نیچے بچھے قالین پر بیٹھے تھے اب سب کی نظروں کا مرکز سامنے چلتی اسکرین تھی اور ساتھ ہی ہاتھوں میں موجود اسنیکس کے باؤل تھے۔

ریموٹ کیونکہ عفان شاہ کے ہاتھ میں تھا تو ان سے کوئی بعید بھی نہیں تھی جو تصویریں پہلے چل چکی تھیں اب جانے کیا لگنے والا تھا۔

فولڈر کھولتے ہی الگ الگ فائلز موجود تھی جسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے عفان شاہ نے سب سے پہلے تصویروں کے ایڈٹ ویڈیوز والی فائل پر کلک کیا۔ ان کی حرکت ملاحظہ

کرتے ہوئے ازلان شاہ نے زبردست گھوری سے نوازا جسے وہ سرے سے ہی نظر انداز کر گئے جیسے دیکھا ہی نا ہو جبکہ مسکراہٹ چھپاتے ہوئے تصویروں کی ایڈیٹ کی ہوئی ویڈیو لگائی۔

وہاں بیٹھا ہر نفوس بالکل توجہ سے ویڈیو کی جانب نظریں ٹکائے بیٹھا تھا جہاں ازلان شاہ اور محرم کے وہ خوبصورت پل قید کئے گئے تھے جس کی ایک تصویر فارم ہاؤس کی تھا جہاں ازلان شاہ بے حد پیار سے محرم کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں مقید کیے اس میں چوڑیاں پہنا رہے تھے۔ وہ تصویر شاید چھپ کر لی گئی تھی جسکا علم اج تک نہ ازلان شاہ کو ہوا تھا نہ ہی محرم کو دوسری بھی کچھ اسی طرح کی خوبصورت لمحات کی تصاویر موجود تھیں۔

"اہاں پھوپھا ویسے پوز اچھا تھا فرسٹ والا۔"

رائم کے شرارت سے کہنے پر ازلان نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازا جبکہ باقی سب مسکرا دیئے تھے۔جبکہ اس کے یوں کہنے پہ اذلان شاہ نے محبت سے ان کے گرد بازو حائل کیے تھے وہ سرخ چہرے سمیے انہیں گھور کر رہ گئی تھی۔

اس کے بعد معاز اور پریشے کی بھی اسی طرح چند تصویریں تھیں جن میں سب سے خوبصورت لمحہ اس تصویر کا تھا جس میں معاذ اور پریشے گاؤں کے قریب درخت کی اوٹ میں کھڑے کسی بات پر مسکرا رہے تھے جبکہ پریشے ساتھ ہی معاذ کے ہاتھ سے پھول تھام رہیں تھیں۔

"ارے واہ ڈیڈ آپ بھی ناٹ بیڈ ہمیں پہلے کیوں نہیں دیکھائی یہ ویڈیو عفان ماموں۔کیا پتا ہم بھی کچھ سیکھ جاتے۔"

فہد نے معاز کو مخاطب کرتے اچانک رخ عفان کی جانب کیا۔

"یہ اپنی مامی سے بعد میں پوچھنا ابھی خاموشی اے سامنے دیکھو میں دوبارہ نہیں لگاؤنگا۔"

عفان شاہ نے چپ رہنے کا اشارہ کرتے اس کا رخ سامنے سکرین کی جانب کیا تو وہ جلدی سے اثبات میں سر ہلا گیا۔

اس کے بعد صائم اور آیت کی شادی کی کچھ تصاویر تھیں کیونکہ ان کی کسی موقع پر ساتھ تصویر نہیں آئی تھی تو یہ ان کی شادی کی تصویریں ڈالی گئیں تھی۔ خوبصورت طرز میں لی گئیں یہ کپل پوز میں بہت خوبصورت تصویریں تھیں۔معاً ایک جگہ نگاہ ٹھٹھکنے پہ عفان

شاہ نے شرارت سے سب کی جانب نظریں گھماتے ایک تصویر پہ کلک کیا تھا جہاں صائم خان غصے سے آیت کے دونوں بازوؤں کو جکڑے دیکھ رہے تھے اور وہ رو رہی تھی۔

"ڈیڈ یہ کیا آپ نے آج تک اپنی حرکتوں سے میری پیاری مام کو رلایا ہی ہے۔"

رائم افسوس سے ان کی جانب دیکھتے طنز کرتے ہوئے بولا تو رائم نے کینہ توڑ نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا جبکہ آیت اس تصویر کو دیکھتے ہنس دی تھی۔

"یہ تمہارے ڈیڈ مجھے منا رہے ہیں۔"

آیت نے جیسے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا اور ایک تفاخر بھری نگاہ صائم خان پہ ڈالی تھی۔

ان کے بعد عفان اور عزہ کی تصاویر تھیں ایک جس میں عفان کھڑے ہوئے اسے پروپوز کر رہا تھا یہ تصویر دیکھتے سب ہنس دیئے۔

"ہاہاہا پھوپھا یہ مزے کیئے ہیں آپ نے یار پرپوز کرنا تو ڈھنگ سے تو سیکھ لیتے۔"

رائم نے قہقہہ لگاتے کہا تو عفان شاہ اس کی بات پہ منہ بناتے پہلو بدل کر رہ گئے۔

"آگے دھیان دو تم۔"

عفان شاہ نے رائم کو گھورتے عزہ کی جانب دیکھا جس نے اب تک یہ تصویر سنبھال رکھی تھی۔

پھر اگلی تصویر وہ جس میں وہ ایک گھٹنے پر بیٹھے انگوٹھی اس کے ہاتھ میں پہنا رہے تھے اور باقی سب بھی وہیں موجود تھے۔سب کے چہروں پر موجود مسکراہٹ اور اس خوبصورت منظر نے اسکرین پر مرکوز تمام نظروں کو روشناس کروایا تھا۔

"ناٹ بیڈ پھوپھا آخر آپ نے سیکھ ہی لیا۔"

ربان نے پہلی بار اس سب میں بولا تو عفان اسے دیکھ کر مسکرا دیئے پر اس کے اگلے جملے پر نفی میں سر ہلایا وہیں سب اس کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔ کچھ اور خوبصورت پلوں کی یادگار تصوریں اسکرین پر چل رہیں تھی جسے سب محویت سے دیکھ رہے تھے۔

آخر میں حجاب اور ایان کی تصاویر چلنا شروع ہوئیں جس میں آیت اپنی برتھڈے پر ایان سے گفٹ لے کر کھول رہی تھی اور اگلے ہی لمحے دوسری تصویر تھی جس میں سے نقلی چوہا

نکل کر گرا تھا اس تصویر کو دیکھ کر سب کی قہقہے گونجے تھے جن میں سب سے اونچا قہقہہ زوہان اور ضرار کا تھا پھر آگے کچھ شادی کی اور دیگر لمحات کی تصاویر چلتی رہیں۔

تصاویر ختم ہوتے ہی عفان شاہ نے فورن ویڈیو پلے کی تھی مبادہ ازلان شاہ یا اور کوئی اٹھ کر چلا ہی نہ جائے۔

ازلان شاہ اور معاذ خان کی شادی کی ویڈیو کی کچھ جھلکیاں جس میں وہ لوگ ٹپے گا رہے تھے اور بھی کافی سینز موجود تھے جنہیں سب اشتیاق سے دیکھ رہے تھے پھر منظر بدلتے ہی صائم خان کی شادی کی رسومات کے کچھ سینز تھے جن میں سب سے پہلا شاعری والا تھا اس میں سب کی شاعری سنتے ینگ پارٹی نے ہوٹنگ کی۔

یار آپ لوگ پہلے بتاتے ناں ہم سب بھی یہی کرتے اب دیکھیں سب نے روکھی "پھیکی شادی کردی۔"

لیزے نے بے ساختہ کہا تھا پھر سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے کھسیاتے ہوئے دوبادہ اسکرین کی جانب متوجہ ہوگئی۔

کوئی نہیں لیزو فکر ناٹ میں ہوں ناں اور فہیم بھائی بھی تو ہیں ہماری شادیوں پر"
"مزے کرینگے اس سے زیادہ پھر کسی کو بولنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔
فہد نے مسکرا کر اس کی پریشانی دور کرنی چاہی تو لیزے بھی اس کی بات پر چمکتی آنکھوں سے مسکرائی۔
اگلا منظر چلا جہاں عزہ کے نکاح کے بعد رخصتی کا سین تھا اس منظر پر سب نے حیرت سے عفان شاہ کو دیکھا۔
پھوپھا جی اپنی شادیوں پر مزے کیئے تھے اپ نے دیکھیں ذرا اپنا چہرہ ایسے بیٹھے ہیں"
"جیسے مار کر بٹھایا ہو آپ کو سچ میں پسند سے کی تھی ناں شادی آپ نے۔
رائم کو تو جیسے موقع ملا تھا عفان شاہ کی بات پکڑنے کا اس کی بات پر عفان شاہ نے اسے ذبردست گھوری سے نوازا۔ کوئی موقع نہیں جانے دیتا تھا یہ شخص۔
"باقی شادیوں میں تو کئے ناں یہاں تو ساری شادیاں روکھی گیئں ہیں۔"
ایان نے گھور کر دوبدو جواب دیا۔

جبکہ اس شادی والی ویڈیو پر عزہ کے دماغ میں ان خوشی بھری یادوں کے ساتھ کچھ تلخ یادیں بھی آئیں تھیں جنہیں بمشکل نظر انداز کرتیں وہ دوبارہ اس جانب متوجہ ہوئیں تھیں جہاں حجاب کی شادی کے مناظر چل رہے تھے ان کی چند رسومات کی ویڈیو کے بعد جو سین چلا اس پر پھر سے سب کے قہقہے بلند ہوئے کہ اس سین میں عفان شاہ حجاب کو تنگ کرنے کی غرض سے کچھ کہہ رہے تھے کہ اچانک ازلان شاہ کی نقل اتارتے ادیان شاہ کی آواز گونجی تھی۔

فان باج آجو "اور وہی سب کے بے تحاشہ قہقہوں کے ساتھ آگے کا ایک اور حسین" منظر اسکرین پر چلا جس میں ادیان اپنا تعارف "دیان اجلان چھا" سے جبکہ رائم "لائم چھائم خان "سے کروا رہا تھا اور روشا نے اپنے دادا کی گردن میں چہرہ چھپائی ہوئی تھی اس خوبصورت منظر کے اختتام پر عفان شاہ نے اسکرین بند کردی تھی۔

جہاں ان سب کی برسوں پرانی یادیں تازہ ہوئیں تھیں وہیں اپنے بزرگوں کی یاد اپنے ساتھ بیتے مراحل یاد آتے آنکھوں کے گوشے بھیگے تھے۔

جبکہ بچے بھی ان سب یادوں کو دیکھتے مسکرا رہے تھے۔

اسی طرح ہنستے مسکراتے ان تمام مناظر کو دیکھتے ان سب نے کچھ وقت مزید گزارتے وقت کے گزرنے کا خیال کرتے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی تھی۔جبکہ لیزے اپنے پلان کے مطابق وہی ٹھہر گئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ گھر سے تو ادیان آنے نہیں دے گا لیکن اگر وہ ٹھہر گئی تو پھر کچھ نہیں کہے گا لیکن شاید وہ ادیان شاہ کو بھول گئی تھی تبھی فلحال پرسکون تھی۔

ادیان رات کے دس بجے آفس سے لوٹا تھا۔آفس میں کام زیادہ ہونے کی بدولت آج اسے اچھی خاصی دیری ہوگئی تھی۔وہ جیسے میں گھر میں داخل ہوا ہر جانب سناٹے کا راج تھا۔گھر میں موجود خاموشی نے اس کا استقبال کیا تھا۔مصروفیت کی بدولت وہ صبح سے لیزے کو کال ہی نہیں کرپایا تھا۔اب گھر آیا تو لاؤنج میں اس کی غیر موجودگی پہ حواسوں نے کام کرنا شروع کیا تھا۔کیونکہ اگر وہ ہوتی تو ضرور اس کے انتظار میں نیچے ہی ہوتی۔ کیا اب تک وہ واپس نہیں آئی تھی۔نہیں نہیں ایسا نہیں ہوسکتا میں نے اسے "اجازت ہی نہیں دی تھی اور بغیر اجازت وہ کوئی کام نہیں کرتی۔"

ادیان نے دل ہی دل میں خود کو تسلی دی تھی معاً وہ جیسے ہی مزید اندر داخل ہوا تو اسے صوفے پہ کسی وجود کے بیٹھے ہونے کا گمان ہوا۔ محرم کو وہاں اپنے انتظار میں بیٹھا دیکھ اسے اپنی ماں پہ بے تحاشہ پیار آیا تھا۔

"السلام و علیکم !کیسی ہیں مم۔"

ادیان نے ان کے پاس ہی جگہ سنبھالتے حسبِ عادت ان کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیتے ہوئے استسفار کیا۔

وعلیکم السلام !جیتے رہو میری جان۔ میں بلکل ٹھیک آج اتنی دیری کردی سب خیریت" "تھی نہ۔

محرم نے اس کے گھنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے پریشانی سے اسے مخاطب کیا جو تھکا تھکا سا صوفے کی پشت پہ سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔

"ہاں جی آپ پریشان مت ہو۔آپ کی بہو کہاں ہے دکھائی نہیں دے رہی۔"

ادیان نے محبت سے ان کی جانب دیکھتے ایک طائرانہ نگاہ پورے لاؤنج میں جیسے اس کی تلاش میں گھمائی تھی۔ محرم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا جو شرٹ کے کف فولڈ کررہا تھا اس کے چہرے پہ مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"وہ تو رہنے کیلیے گئی ہے نہ اب تین چار دن رہ کر ہی آئے گی۔ تمہیں بتایا تو تھا اس نے۔"

محرم کے سنجیدگی سے اطلاع دینے پہ ادیان کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے تھے۔اس نے جھٹکے سے گردن ان کی جانب موڑتے نا سمجھی سے انہیں دیکھا تھا۔ محرم نے اسے دیکھتے بھنویں اچکائی جس کی آنکھوں میں الجھن واضح تھی۔

"واٹ مم۔آپ بھی چھوڑ آئی اسے۔اس نے مجھ سے ذکر کیا تھا لیکن میں نے صاف انکار کیا تھا شاید۔"

ادیان نے دبے دبے غصے میں کہا تھا۔اسے اس وقت لیزے پہ بے تحاشہ غصہ آرہا تھا جس نے اس کی ماننے کے بجائے اپنی مرضی ہی کی تھی۔

"لیکن اس نے تو مجھ سے کہا تھا کہ تم نے کھلی اجازت دی ہے اسے کہ جتنے دن
چاہے وہ رہ سکتی ہے۔"

محرم نے الجھن آمیز لہجے میں اس سے ذکر کیا تھا۔لیکن اس سب میں وہ ادیان کے تنے ہوئے چہرے سے شاید انجان تھی جس کے اعصاب تنتے جارہے تھے ان کی بات پہ۔کیونکہ ایسا کسی بھی قسم کا ذکر نہیں ہوا تھا وہی اس کی جھوٹ بولنے والی حرکت پہ اسے بیک وقت غصے کے ساتھ ساتھ ہنسی بھی آئی تھی۔اس لڑکی نے اپنے مفاد کیلیے جھوٹ کا سہارہ لیا تھا۔

"ایک منٹ رکے آپ ذرا۔"

اس نے سرد انداز میں کہتے ساتھ ہی اپنا فون نکالتے اسے کال ملانی چاہی لیکن محرم نے درمیان میں ہی اسے ٹوک دیا تھا۔

"چلو اب چھوڑو میں نے بتادیا نہ تمہیں۔تم فکر مت کرو آجائے گی کچھ دنوں تک۔"

محرم نے اس کے بگڑتے تیور دیکھ بات سنبھالنی چاہی تھی۔

"مم آپ اس کی طرفداری کرنا بند کریں جب فلحال میں انکار کر چکا تھا تو وہاں رکنے کا پھر کیا جواز تھا کل میں خود ہی اسے ملوا کر لے آتا۔"

ادیان اب اصل بات پہ آیا تھا۔ غصہ اور جھنجھلاہٹ حد سے سوا تھی۔ محرم کو حالات کچھ خوشگوار نہیں محسوس ہوئے۔

"ادیان کچھ نہیں ہوتا کچھ دن صبر سے کام لے لو۔ تم بھی حد کررہے ہو۔اپنے مائیکے گئی ہے وہ کہی اور نہیں۔ سکون سے رہنے دو اسے۔"

انہوں نے ادیان کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار پہ ڈپٹا تھا۔

"سکون ہی تو نہیں لینے دینا اب آپ کی بہو کو میں نے۔ اچھا خاصہ دماغ گھما گئی ہے میرا وہ۔"

وہ دل ہی دل میں بولا تھا۔ لیکن ان کی بات پہ فلحال اثبات میں سر ہلانے پہ اکتفا کیا تھا۔اس وقت انہیں ادیان میں اذلان شاہ کی جھلک محسوس ہوئی تھی۔انہوں نے بھی ہمیشہ محرم کو رات ٹھہرنے سے روکا تھا۔اس کی بے چینی دیکھتے محرم کے دل میں ٹھنڈک سکون سا اترا تھا مطلب ان دونوں کے دل نرم ہو چکے ہیں۔انہیں بے تحاشہ

خوشی محسوس ہوئی تھی۔ادیان ایک نگاہ ان پہ ڈالتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا کمرے کا ناب گھماتے ہی خالی کمرہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑا تھا۔

اس نے آتے ہی کوٹ اتارتے صوفے پہ اچھالا تھا۔ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے بیڈ پہ پھینکی تھی۔گھڑی اتارتے ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھی تھی۔معاً کمرے میں خود ہی اپنا ڈالا ہوا گند دیکھتے وہ اچھا خاصہ جھنجھلا اٹھا تھا۔لیزے پہ آیا ہوا غصے کا گراف مزید بڑھا تھا۔نفاست پسند ہونے کی بدولت اسے یہ گند خود کو نہایت کی کوفت محسوس ہوئی تبھی چیزیں اٹھاتے اپنی جگہ پہ رکھ گیا تھا۔معاً کسی چیز کا خیال آتے ہی اس نے سرعت سے اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتے زینے اترتے باہر کی جانب دوڑ لگائی تھی۔اسی میں ہی وہ گھر کا خارجی دروازہ عبور کرگیا تھا۔گاڑی زن سے خان ہاؤس کی جانب بڑھاتے ہوئے اس کے تاثرات ایک بار پھر برفیلے ہوچکے تھے وہ لب بھینچے ڈرائیونگ پہ توجہ مرکوز کیے ہوئے تھا۔معاً ڈیش بورڈ سے اپنا موبائل اٹھاتے اس نے لیزے کو کال ملائی تھی۔دوسری بیل جاتے ہی دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا تھا۔

"السلام و علیکم۔"

لیزے نے سلام کیا۔اس کی مترنم آواز ادیان کی بے تاب سماعتوں کو جیسے قرار آیا تھا۔اس کا غصہ جیسے جھاگ کی مانند بیٹھا تھا۔

نہیں سلام بھی بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔ایسے ہی اوپر پہنچ جاتا ہوں حالت تو تم نے' ''خراب کرہی دی ہے۔

ادیان نے اس کا پرسکون انداز دیکھتے کٹیلے پن سے استسفار کیا تو لیزے کو ایکدم پریشانی نے آن گھیرا تھا۔

''کیا ہوا آپ کی حالت کو اللہ خیر کرے سب ٹھیک ہے نہ۔''

اسے پریشانی لاحق ہوئی تھی۔ادیان کا اب جھنجھلاہٹ سے برا حال تھا۔اپنی کیفیت پہ وہ خود ہی اچھا خاصہ پریشان ہوچکا تھا۔جھنجھلاہٹ چہرے سے عیاں تھی۔

اپنی حالت تو میں تمہیں تفصیل سے بتاؤں گا پہلے ایک بار سب سے اچھی طرح مل لو'' ''میں لینے پہنچ رہا ہوں۔تیاری پکڑو اپنی۔

ادیان نے طمانیت بھرے انداز میں کہتے اس کا سکون غارت کیا تھا۔لیزے نے ہونق پن سے موبائل کان سے ہٹاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

ادیان چپ کرجائیں میں نہیں آرہی ابھی ویسے بھی مازہ اور میں ہورر موری دیکھ رہے"

"ہیں۔

اس نے پرجوش انداز میں مازہ کو ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا تھا جو سکون سے پاپ کارن کھاتی فلم پہ نگاہیں مرکوز کیے بیٹھی تھی۔

میں کیا بکواس کررہا ہوں۔تمہیں میں ایک ہورر مووی گھر جاکر بھی دکھاؤں گا مجھے جن"

'بننے پہ مجبور مت کرو۔

وہ گاڑی کا گیئر بدلتے دھیمی آواز میں غرایا تھا۔لیزے جو ٹیرس کے پاس کھڑی اس سے بات کررہی تھی بدک کر ریلنگ سے لگی تھی۔

"بنے بنائے کا کیا بنانا ادیان ویسے۔"

اس نے منہ بسورتے ہوئے اس پہ طنز کا تیر چلایا تھا۔ادیان اس کی بات پہ بلبلا کر رہ گیا تھا۔کسی نے بھی آج تک اس سے زبان چلانے کی ہمت نہیں کی تھی اور یہ لڑکی اسے طعنے دینے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"لیزے کدھر مر گئی ہو۔کہی باہر جاکر فوت تو نہیں ہوگئی آ بھی جاؤ اب۔"

مازہ کی پھاڑ کھانے والی آواز لیزے کے ساتھ ساتھ کال پہ موجود ادیان کی سماعتوں پہ بھی پہنچی تھی۔ تبھی ضبط سے دانت پہ دانت جما گیا۔ بیوی کم تھی جو بہن بھی ان سب کاموں میں اس کے ساتھ ملوث ہے۔

"یہ رائم کہاں ہے جو یہ مازہ ابھی تک جاگ رہی ہے۔"

اس نے سختی سے سوال کیا اس سے پہلے کہ وہ لیزے کوئی جواب دیتی نیچے گاڑی رکنے کی آواز پہ اس کا سانس خشک ہوگیا جبکہ لب حیرت سے واں ہوئے مطلب اس نے اپنا کہا سچ کردکھایا تھا۔ کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد لیزے آیت کی سنجیدہ آواز پہ تن فن کرتی کمرے سے باہر نکلی تھی۔

آیت اس وقت ادیان کو خان ہاؤس دیکھتے حیران رہ گئی تھی۔ مازہ کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ گھڑی نے ساڑھے گیارہ بجنے کا اعلان کردیا تھا۔ ادیان نے آیت کو حصار میں لیتے محبت بھرا بوسہ دیا تھا۔ ساتھ ہی اپنی باہیں مازہ کی جانب پھیلائی تھی۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔"

اس نے مازہ کے بھی ماتھے پہ بوسہ دیتے اسے مخاطب کیا تو وہ اس کی یہاں موجودگی پہ کھل اٹھی تھی۔

''ادیان آپ اس وقت یہاں سب خیریت ہے نہ۔'

لیزے نے اچھنبے سے اس کی اس وقت یہاں موجودگی پہ چوٹ کی تھی تو ادیان ان کی بات پہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

''لیکن میں تو رہنے آئے ہوں نہ ادیان ابھی ایک دن بھی نہیں ہوا مجھے یہاں آئے۔''

لیزے دانت کچکچاتے ہوئے اسے ہی گھور رہی تھی جو ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے پوری شان سے براجمان تھا۔

ممانی آپ نے میری بیوی کو رکھ بھی لیا۔اسے ٹوکا بھی نہیں میری حالت کے پیشِ نظر''

''آپ کو خود اسے کہنا چاہیے تھا کہ اس وقت میں تمہارے شوہر کو تمہاری ضرورت ہے۔

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے اپنے لہجے میں بیچارگی سموئے بولا اور ایک سرد نگاہ لیزے پہ ڈالنا نہ بھولا۔اس کی بات پہ مازہ اور آیت کے چہرے پہ تفکر بھری لکیریں نمودار ہوئی۔

''کیا ہوا میرے بچے کو۔''

آیت سرعت سے اس کے قریب ہوتے اس کی پیشانی چھوتے ہوئے بولی تو اس نے عقیدت سے ان کا ہاتھ تھام لیا۔لیزے نے شاکی نگاہوں سے ادیان کی جانب دیکھا تھا معاً آیت کی کڑک آواز پہ وہ اچھل کر رہ گئی تھی۔

لیزے جاؤ کمرے میں جاکر پیکنگ کرو اور مزید کوئی بحث نہیں اس مدعے پہ۔ اگلی بار" "سے سب سے پہلے تمہارے لیے تمہارا شوہر ہونا چاہیے سمجھ رہی ہو۔

لیزے نے ڈپٹنے والے انداز میں اس کی لاپرواہیوں پہ اسے ٹوکنا چاہا تھا۔یہی باتیں ہوتی ہے جو میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط بناتی ہے۔

"جی جی ماما سب سمجھ گئی۔"

لیزے نے کینہ توڑ نگاہوں سے ادیان کو دیکھتے بمشکل مسکراتے ہوئے مرے مرے قدموں سے اپنے کمرے کا رخ کیا تھا۔ادیان بھی ان دونوں سے ملتا اسی کی تلقید میں چل دیا تھا۔

"ممانی رائم نہیں آئے ابھی تک۔"

مازہ نے اپنے کمرے میں جاتی آیت کو مخاطب کیا تو انہوں نے چونک کر محبت سے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔اور اس کے نزدیک آتے اس کا ماتھا چوما تھا جو اس کی غیر موجودگی میں اداس لگ رہی تھی۔

بچے اپنے ڈیوٹی ٹائم مکمل ہونے پہ ہی اب وہ لوٹے گا۔میں بھی اپنی شادی کے بعد" سے ایسے ہی مینیج کرتی آئی ہوں۔آپ کو بھی اب ایسے ہی کرنا ہے۔آپ سو جاؤ اگر اس "نے آکر جگانا ہوا تو وہ جگا لے گا۔

وہ مشفقانہ انداز میں اس کا گال چھوتی محبت سے بولی تو وہ بھی مسکراتے ہوئے جواباً ان کا گال چومتی فلحال وہی بیٹھ گئی۔تاکہ ادیان اور لیزے کے جانے کے بعد ہی اپنے کمرے میں جائے۔معاً موبائل پہ آنے والے میسج کی رنگ ٹون پہ وہ چونک کر اپنے دائیں طرف رکھے موبائل کو اٹھاتے میسج چیک کرنے لگی جہاں رائم کا نام جگمگا رہا تھا۔

سکون پتا ہے کیا ہے۔؟"

اِک پل میں تیری آواز سن کے دن بھر کی تھکن کا اتر جانا۔

"تو پھر میری خانم جلدی سے میری کال پک کرے۔

میسج پڑھتے ہی اس کے شگرفی لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔معاً فون آنے پہ وہ فون کان سے لگا گئی تھی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ادیان کی نگاہ لیزے پہ پڑی تھی وہ جلے دل کے ساتھ چیزیں سمیٹتی منہ ہی منہ میں بڑبڑانے میں مصروف تھی۔اس کے جھوٹ کا سوچتے ادیان کے تاثرات ایکدم سپاٹ ہوئے تھے۔وہ جھٹکے سے اس کی کلائی مڑوڑتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔

میری بات کیوں نہیں مانی۔جب میں نے کہا تھا کہ رہنے نہیں جانا پھر کیوں مجھے "نظرانداز کیا۔"

ادیان نے اس کے کان پہ قریب جھکتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں استسفار کیا تو لیزے کے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے تھے۔

وہ مم میں۔نہیں ایک منٹ ایک منٹ کیا ہوا ہے آپکو۔جھوٹ تو آپ نے بھی بولا "ہے۔"

وہ اپنے کندھے پہ اس کے سلگتے لمس محسوس کرتے تڑپتے ہوئے اس کے حصار سے نکلتے ترچھی نگاہوں اسے دیکھتے ہوئے شاکی انداز میں بولی تو ادیان نے سرعت سے اپنی مسکراہٹ لبوں میں دبائی۔

"میری طبیعت خراب ہے بہت زیادہ۔"

وہ اپنے لہجے میں بیچارگی سموئے بولا ساتھ ہی اسے اپنے قریب کرتے اس کے گھنے لمبے بالوں کی مہک کو اپنے اندر اتارا تھا اور اس کی گردن پہ اپنا نرم گرم لمس چھوڑا تھا۔لیزے نے اس کے لمس پہ اس کے شانوں کو مٹھی میں جکڑتے آنکھیں میچ لی تھی۔

"آپ کی طبیعت نہیں بلکہ نیت ہی خراب ہے۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے دانت کچکچاتے ہوئے بولی تھی۔اس کی بات پہ ادیان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔تبھی سرعت سے اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔

"نہیں ہوتا نہ گزارا میرا جب تم میری نگاہوں سے اوجھل ہوتی ہو مجھے تم میرے دل کے قریب چاہیے ہر لمحہ۔"

ادیان اس کے ماتھے پہ شدت بھرا لمس چھوڑتے گویا ہوا۔ اس کے چہرے کے نقوش کو اپنے لمس سے روشناس کراتا ہوا شدت بھرے انداز میں بول رہا تھا۔ ساتھ ہی اسے اپنے حصار سے آذاد کیا تھا۔

چلو جلدی سے فریش ہو پھر نکلتے ہیں۔

لیزے ناراضگی بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے حجاب سیٹ کرنے لگی تھی۔ ورنہ اس کی بات پہ دل میں میٹھی سی گدگدی سی ہوئی تھی۔ گلابی گالوں پہ مزید گلال بکھر گیا تھا۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ ادیان کے ساتھ جوں ہی نیچے اترے آیت اور مازہ ان کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ ان سے ملتے ہوئے وہ دونوں باہر کی سمت چل دیے تھے۔

مازہ اور آیت نے محبت بھری نگاہوں سے ان کی پشت کو دیکھا تھا۔

آج کا دن بھی معمول کی طرح خوشگوار تھا۔ ناشتہ کرتے ہی تمام مرد حضرات آفس کیلیے جاچکے تھے۔ لیزے اور انابی بھی یونی جاچکی تھی۔ گھڑی محرم نے ملازمہ کو صفائی کی ہدایت

دیتے خود عزہ سے بات کرنے کی بابت سوچا تبھی لاؤنج کا رخ کیا۔ کل سے ہی اس کا سرد انداز محرم کو بہت کھٹک رہا تھا۔ وہ اس سے تفصیل سے اس متعلق بات کرنا چاہتی تھیں تبھی کچھ سوچتے انہوں نے لاؤنج میں موجود ٹو سیٹر صوفے پہ جگہ سنبھالی اور عزہ کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا جو حجاب سے فون پہ بات کرنے میں محو تھیں۔ محرم کی آواز پہ چونک کر حجاب کو الوداعی کلمات کہتی کاٹتے ان تک آئی اور سنجیدگی سے انہیں دیکھتے بھنویں اچکائی۔ محرم نے بات کرنے سے قبل ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا ناجانے ان کی بات وہ کے بعد وہ کیسا ردِ عمل ظاہر کرے گی۔

"ایک بات کرلو آپ سے کوئی مسئلہ تو نہیں ہوگا آپکو۔"

محرم نے گلہ کھنکھارتے ہوئے گویا بات کی تمہید باندھی۔ عزہ نے اچھنبے سے ان کا سپاٹ انداز محسوس کیا۔

"آپی کیا ہوگیا ایسے کیوں بات کررہی ہے سب خیریت ہے نہ۔"

عزہ نے تعجب کا اظہار کرتے ان کا ہاتھ تھاما تو وہ سرے سے ہی چھڑوا گئی کیونکہ ان کی بات اس قدر چھوٹی نہیں تھی کہ نظرانداز کیے جانے کے قابل ہوتی۔

"نہیں مجھے لگا اپنے معاملات میں تم کسی آزاد پنچھی کی مانند ہوگئی ہو تو شاید تمہاری طبیعت کو ناگوار گزرے میرا بولنا بھی۔"

محرم نے تلخی سے کہتے اس کی جانب دیکھا تو عزہ تو ان کے طور اطوار دیکھتے ہونق ذدہ ہوگئی۔

"آپی آپ پلیز کھل کر بات کریں آپ جانتی ہیں بچپن سے اب تک میں نے آپ کی کوئی بات رد نہیں کی ہے۔"

عزہ نے جیسے ان کی تلخ باتوں پہ انہیں جتانا ضروری سمجھا تو محرم نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم مجھے کیا باور کروانا چاہ رہی ہو۔"

انہوں نے تیکھے چتونوں سے اسے دیکھتے استسفار کیا تو عزہ نے بے ساختہ اپنا سر پیٹا اور ایک بے بس نگاہ ان پہ ڈالی جو بات کو کسی اور ہی جانب لے جارہی تھیں۔

"آپی میں آپ کو کچھ بھی باور نہیں کرارہی آپ ہی بات کو کسی اور ڈگر پہ لے کر جارہی ہیں اور مجھے غلط گردان رہی ہیں۔اور یہ سراسر مجھ معصوم پہ الزام ہے۔"

اس نے منہ بناتے ہوئے اپنی ذات سے یہ الزام ہٹانا چاہا تھا محرم تاسف سے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلا گئی۔اب وقت آگیا تھا کہ وہ اصل مدعے کی جانب آتے ان کی آنکھیں کھولتی۔

اور اگر میں یہ کہوں کہ تم بھی کسی کو کچھ زیادہ ہی غلط گردان رہی ہو جس کی بدولت" "تمہارے میں کسی قسم کی بھی لچک نہیں پائی جارہی تو اس متعلق تمہاری کیا رائے ہوگی۔

محرم نے اپنے لہجے کو حتی امکان سخت بناتے اسے مخاطب کیا تو عزہ کے چہرے پہ نا سمجھی کے تاثرات ابھرے۔اس نے نافہمی کے عالم میں اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ آج کسی قسم کی نرمی تک کا شائبہ نہیں تھا۔

"آپی میں کچھ سمجھی نہیں۔"

اس نے دھیمے لہجے میں جواب دیا تو محرم نے اذیت ذدہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

تمہارے فاریہ کے ساتھ اس قدر کشیدہ رویے نے ایک چیز تو مجھ پہ اچھے سے باور" کروادی ہے کہ بیٹیوں کے ساتھ کچھ غلط ہوجائے تو ان کو ہی موردِ الزام ٹھہرانا چاہیے "اس لحاظ سے تو مازہ بھی اس قصے میں قصوروار ہوئی نہ۔

انہوں نے رنج و ملال کی کیفیت میں گویا اس کی سماعتوں میں ذہر انڈیلا تھا۔عزہ نے ان کی بات پہ تڑپ کر ان کی جانب دیکھتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"آپی نہیں ایسا مت کہیں وہ میری بیٹی۔"

نہیں عزہ ایسا کچھ ہوتا تو تمہیں فاریہ کی بھی تکلیف کا اس کی اذیت کا اندازہ ہوتا۔

"بیٹیاں تو سب کی سانجھی ہوتی ہے عزہ تو پھر تمہارا رویہ ایسا کیوں اس لحاظ سے تو تمہیں ماذہ کو بھی گندا تصور کرنا چاہیے تھا کیونکہ وہ بھی تو آخر اس سب سے گزری ہے۔"

انہوں نے اذیت ذدہ انداز میں بولتے اپنے گالوں پہ بہتے آنسو پونچھے تھے۔عزہ نے دھندلی نگاہوں سے انہیں دیکھتے بے ساختہ ان کے ہاتھ تھامے تھے۔

"آپی آپ پلیز ماذہ اور اس لڑکی کو آپس میں مت ملائیں۔ماذہ کا قصہ کچھ اور تھا اور اس فاریہ کے ساتھ وہ سب ہوا ہے جس کے بعد شاید کسی بھی لڑکی کو عزت دار تصور۔"

"بس کرو عزہ بس کرو خوف کرو کچھ اللہ کا۔میری بہن تو ایسی نہیں تھی جو کسی بے قصور کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھے اس لحاظ سے تو مجھے بھی اس گھر میں شاہ کی عزت بن کر نہیں آنا چاہیے تھا بھرے بازار میں اتنے لوگوں کی موجودگی میں مجھ پہ میری ذات پہ کیچر اچھالا

گیا تھا۔اس سب کے بعد میری بیٹی کو بھی رائم کو نہیں اپنانا چاہیے تھا۔وہ بھی تو رات بھر گھر سے باہر تھی۔شاہ کے اور اس کے دل میں کیوں نہیں ہماری ذات کو لے کر نفرت کے کیڑے پیدا ہوئے۔انہوں نے کیوں ہماری گندی ذات کو قبول کیا۔"

اس قدر تنگ نظریہ تمہارا اسے لے کر مجھے انتہائی ملال میں مبتلا کرگیا ہے۔

وہ روتے روتے بول رہی تھی جبکہ عزہ ساکت بیٹھی ان کی باتیں سن رہی تھی۔اسے فالوقت کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ محرم کی اس سب باتوں کا مقصد کیا ہے۔انہوں نے چور نگاہوں سے محرم کی جانب دیکھا جو خالی خالی نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔وہ سرعت سے نگاہیں پھیر گئی۔

"آپی مجھے اس سے کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے بشرطیکہ وہ میرے بیٹے سے فاصلہ اختیار رکھے اس کا یہ فہیم کو لے کر اس قدر سنجیدہ ہونا صرف اسی کی بات ماننا میں کیسے اس لڑکی کو اپنے بیٹے کی بیوی کا یا اپنی بہو کا درجہ دے سکتی ہوں۔مجھے یہ بلکل گوارا نہیں ہے۔"

انہوں نے گہرا سانس بھرتے اپنی تمام ہمت متجمع کی اور اٹل انداز میں ان کی جانب دیکھا۔ محرم کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی جو اتنا سمجھانے کے باوجود بھی مرغے کی وہی ٹانگ۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے عزہ یہ کس قسم کی باتیں کررہی ہو اس کی عمر کا تمہیں اندازہ ہے وہ ابھی سولہ سترہ سال کی بچی ہے صرف بچی کے معنی سمجھتی ہو۔اور رہی بات اگر ایسا کچھ ہے بھی تو اس میں مضائقہ ہی کیا ہے پیاری بچی ہے ہمارے فہیم کے ساتھ جچے گی بھی۔ویسے اول تو ان دونوں کے درمیان ایک دوست کا رشتہ استوار ہے۔"

انہوں نے کڑے لہجے میں بولتے جیسے انہیں بہت کچھ جتایا تھا۔عزہ کی زبان تالوں سے جالگی تھی کچھ مزید کہنے سننے کو بچا ہی نہیں تھا۔

"آپی یہی بات وہ بچی ہی تو نہیں رہی اب۔آپ اس بات پہ کیوں نہیں آرہی ہیں۔رہی بات فہیم کے ساتھ جچنے کی تو وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے اس کے ساتھ جو لڑکی میں چنوں گی وہ بھی بے تحاشہ جچے گی۔میرے پاس اتنا بڑا دل نہیں ہے جس میں مزید وسعت پیدا

کر کے میں اسے اپنی بہو کے طور پہ تسلیم کروں۔اور آپی مزید ایک بات اگر آپ کو اسے

"ادیان کیلیے چننا پڑتا تب آپ کیا کرتی۔

عزہ نے باقاعدہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے آخر میں سوالیہ انداز میں اس کی جانب دیکھا

تو محرم نے صدمے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو اب بات کو بڑھاوا دیتے اس

سے جوڑ رہی تھی۔یہ اس کی بہن کی زبان تو قطعی نہیں تھی۔ان کے دل کو بے ساختہ

دھکا سا لگا تھا۔آنکھوں کے گوشے اس کی بے رخی پہ پل بھر میں بھیگے تھے۔

پہلی بات مجھے تم سے اس بات کی تو قطعی امید نہیں تھی اور دوسری بات اگر ایسا"

کبھی کچھ کرنے کا موقع ملتا نہ مجھے میں کبھی بھی انکاری نہیں ہوتی کیونکہ وہ میری بیٹی کی

جیسی ہے اور سب سے اہم بات شاید میں اس کا درد اپنے دل پہ بھی محسوس کر سکتی

"ہوں۔

وہ آنسو پیتی بمشکل مسکراتے ہوئے بولی تھی تو عزہ کا دل ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے

بے ساختہ ڈوب کر ابھر تھا۔اب تک کی زندگی میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا تھا کہ وہ کسی

کی اداسی یا آنکھ میں آنسو کا سبب بنتی لیکن آج زندگی میں پہلی بار محرم کی آنکھوں میں

صرف اس کی بدولت آنسو جھلملا رہے تھے۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس قدر تلخ کیوں ہورہی ہے لیکن وہ اس چیز کو قبول نہیں کرپا رہی تھی۔

"آپی میرے کہنے کا مطلب وہ نہیں تھا آپ نہیں سمجھ پا رہی میں نے فہیم کی آنکھوں میں اس کیلیے جذبات کا سمندر بہتا دیکھا ہے نہ شاید وہ آپ نہیں دیکھ پائی آپی اور ابھی تو فاریہ اسے صرف دوست سمجھتی ہے لیکن بعد میں یہی دوستیاں محبت کے انوکھے طوفان کی صورت میں گھر کرجاتی ہیں۔"

اس نے بے بسی سے اپنا مدعا ان کے سامنے رکھا تھا۔اس کی مسلسل ایک ہی تکرار پہ محرم اس سے پہلے کہ تھک ہار کر وہاں سے اٹھتی اچانک کچھ یاد آنے پہ دوبارہ وہی ٹک گئی اور ایک برفیلی نگاہ اس پہ ڈالی جو اس قدر پست ذہنیت کے بعد بھی کس قدر پرسکون تھی۔ محرم کو نا جانے کیوں اس کی باتوں سے اپنا آپ کم تر محسوس ہوا تھا۔اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ کاش فہیم عزہ کے بجائے اس کا بیٹا ہوتا تو وہ ضرور اس فیصلے کو اس کے حق میں لیتی۔ان کا بیٹا تو ویسے بھی انتہائی چپ چپ تھا اداسیوں میں

گھرا،خاموشیوں کو چیرتا ایک ناامید وجود،اس کیلیے ایسی ساتھی ہی ہونی چاہیے تھی جو اس کے درد کو دل پہ محسوس کرتی۔

میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ میری باتوں کو تو تم سمجھ جاؤ لیکن شاید اللہ کو یہی منظور ہے۔تمہاری باتوں نے تکلیف سے تو دو چار کروایا ہی ہے لیکن مجھے تمہاری نگاہوں میں اپنی حیثیت کا بھی اندازہ لگوادیا ہے۔لیکن ایک بات میں پھر بھی ڈھیٹوں کی طرح کہنا چاہوں گی کہ فہیم کے معاملے میں تم کبھی کبھی ناانصافی سے کام لے جاتی ہو۔جو کہی نہ کہی مجھے بے تحاشہ چبھتا ہے۔جانتی ہوں وہ تمہاری اولاد ہے لیکن مجھ سے مزید "چپی اختیار نہیں کی گئی۔

وہ اپنی تکلیف کو برداشت کرتے ضبط کے آخری مراحل کو چھو رہی تھی۔ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ رائم کو سینے سے لگائے اس کا شکریہ ادا کرے آج اسی کی بدولت تو ان کی بیٹی اس قدر پرسکون ہے اپنی زندگی میں ورنہ تو یہاں اپنا سگا رشتہ ہی خون کا پیاسا بن جاتا ہے۔

عزہ نے اس کی بات پہ بے ساختہ نفی میں سر ہلاتے اسے ٹوکنا چاہا تھا اس نے ایسا تو بلکل نہیں چاہا تھا کہ اس کی بدولت اس کی بہن تکلیفوں میں گھرے لیکن شاید جانے انجانے میں وہ یہ کرنے کی غلطی کر چکی تھی۔

"نہیں عزہ مزید کچھ مت کہنا بس ایک التجا کروں گی اس بچی کی ماں بھی سگی نہیں ہے میں نے اس کی آنکھوں میں ایک خوف پنہاں دیکھا ہے ایک حسرت سچے پیار کی جس میں وہ اپنا پن محسوس کر سکے۔ لیکن شاید کچھ لوگ اس دنیا میں یہی دکھ جھلنے آتے ہیں آزمائشوں سے ان کا دامن بھرا ہوتا ہے اور وہ چھوٹی سی بچی بھی شاید یہی سب لکھوا کر آئی ہے۔ اگر کبھی میری کوئی بھی بات ذرا سی بھی اچھی لگی ہوگی نہ تو میرے کہنے پہ اس کیلیے اپنے دل میں وسعت پیدا کرو اپنے اندازِ فکر میں تغیر پیدا کرو۔ چاہے اسے قبول نہ کرو لیکن اسے یہ بھی احساس نہ دلاؤ کہ وہ اس معاشرے میں رہنے کی عادی نہیں ہے اور ویسے بھی اس کیلیے اب ایک فیصلہ میں لینا چاہوں گی۔"

وہ اپنی جانب سے رسانیت سے اسے سمجھاتے آخر میں مضبوط لہجے میں اٹل انداز میں گویا ہوئی تو ان کی آخری بات پہ عزہ نے ٹھٹھک کر ان کی سمت دیکھا تھا۔اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا۔

"کیا مطلب آپی۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز پہ محرم نے سختی سے لب آپس میں پیوست کرتے انہیں آذاد کیا اور اس کی جانب رخ کیا جس کے چہرے پہ اب تفکر کے سائے لہرا رہے تھے۔

"میں حجاب سے بات کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں ربان کے ساتھ فاریہ کا۔تمہارے سامنے تو بڑی بہن ہونے کا حق کھو ہی چکی ہوں امید ہے کہ وہ میرا مان نہیں توڑیں گی۔وہ مجھے بھی سمجھے گی اور اس مظلوم بچی کو بھی۔"

وہ تلخی سے مسکراتے ہوئے بولی تو ان کی بات پہ عزہ کا دل دھک سے رہ گیا۔اس نے صدمے کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا۔معاً محرم نے گھڑی کی جانب نگاہ دوڑائی تو وہ دوپہر کے ساڑھے بارہ بجارہی تھی وہ اس کے پاس سے اٹھتے کچن کی جانب چل دی۔

عزہ دم بخود سی وہی بیٹھی انہیں لڑکھڑاتے قدموں سے جاتا دیکھتی رہی تھی۔آنکھوں کے سامنے بے ساختہ وہ منظر لہرائے تھے جس پہ محرم نے ہمیشہ ان کا ساتھ دیا تھا لیکن اس نے کیا کیا ایک لمحے میں ان کے مان کو کانچ کی مانند ریزہ ریزہ کرتے انھی کے وجود میں کبھودیا تھا۔اس کی آنکھوں سے ایک سیل رواں تھا۔

"میں آپ کو منالوں گی آپی لیکن میں ناجانے کیوں اسے اپنے فہیم کیلیے قبول نہیں کرپاؤں گی۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے بے بسی سے دل ہی دل میں بولی معاً اپنے عقب سے آنے والی چہکتی آوازوں پہ وہ سرعت سے اپنا چہرہ صاف کرتی وہاں سے اٹھتے اپنے کمرے کی جانب چل دی۔انابی اور لیزے کے جلدی آنے پہ حیرت بھی ہوئی تھی لیکن وہ ان دونوں کے سامنے ابھی ہوئی بحث کے آثار نہیں لانا چاہتی تھی۔انابی تو محرم سے ملتے ہی تھکی ہونے کی بدولت فریش ہونے اپنے کمرے کی سمت چل دی جبکہ عزہ نے بیگ باہر صوفے پہ رکھتے کچھ کھانے کا سوچتے کچن کا رخ کیا جہاں محرم چہرہ جھکائے سلاد کاٹنے میں مصروف تھی۔

"السلام و علیکم پھپھو جان۔"

لیزے عقب سے ہی انہیں اپنے حصار میں لیتے محبت سے ان کا گال چومتی ہوئی بولی اور ساتھ ہی شیلف پہ رکھی ٹوکری سے سیب نکالتے اسے دانتوں سے کترنے لگی۔

"وعلیکم السلام کیسا ہے میرا بچہ۔مازہ کیسی تھی۔"

محرم نے بھی محبت سے اس کا گال چھوتے مازہ کے متعلق استسفار کیا تو لیزے جو لاپرواہی سے کھڑی سیب کھارہی تھی ان کے بھاری لہجے میں اس کے منہ کو جاتا ہاتھ ساکت ہوا اس نے ٹھٹھک کر محرم کی جانب دیکھا جن کا چہرہ شدتِ جزبات سے سرخ پڑ رہا تھا۔اس نے حیرت کی ذیادتی سے ان کے شانوں پہ دباؤ ڈالتے ان کا رخ اپنی جانب کیا۔

"پھپھو سب خیریت ہے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔"

اس نے مضطرب انداز میں استسفار کیا تو محرم نے اس کو تسلی دینے کی خاطر مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا لیکن ان کی آنکھیں اس مسکراہٹ کا قطعی ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

رکیں میں ابھی پھپھا کو فون کرتی ہوں اور آپ کے رونے کی خبر کرتی ہوں دیکھیے گا کیسے "بھاگے بھاگے آئیں گے آخر کار اپنی جانم کو روتا ہوا کیسے دیکھ سکتے ہیں وہ۔

لیزے ان کے کندھے کے ساتھ ٹھوکا مارتی دائیں آنکھ دباتی شرارت آمیز لہجے میں گویا ہوئی تو محرم نے اپنی جھینپ مٹانے کو اسے زبردست گھوری سے نوازا۔لیزے نے ان کے بار بار منع کرنے کے باوجود اذلان کے نمبر پہ کال ملائی لیکن دوسری جانب سے مسلسل رنگنگ ہونے کے باوجود اٹھایا نہیں جارہا تھا۔ معاً اپنے ذہن میں جھماکہ ہوتے ہی اس نے ادیان کو کال ملائی جو کل رات کو اسے لے تو آیا تھا لیکن اس کے بعد سے اس کی ناراضگی ہی ختم نہیں ہورہی تھی کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا۔

"السلام و علیکم ادیان شاہ سپیکنگ۔"

ادیان کی مخصوص بھاری آواز پہ لیزے کی دھڑکنیں ایک لمحے کیلیے متزلزل ہوئی تھی۔ محرم بھی مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی جس کے چہرے کے رنگ کھلے ہوئے تھے انہوں نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری تھی۔

"وعلیکم السلام مسز ادیان شاہ سپیکنگ۔"

وہ بھی جواباً اس کی ناراضگی مٹانے کی خاطر شرارت آمیز لہجے میں بولی تھی۔ دوسری جانب ادیان جو کسی ضروری فائل کی جانچ پڑتال کررہا تھا اس کی مترنم آواز پہ لبوں پہ آئی مسکراہٹ چھپا گیا۔ لیکن ناراضگی دکھانا بھی ضروری تھی۔

محرم بھی اس کی شرارت پہ سر جھٹک کر ہنس دی۔

"کوئی ضروری کام تھا کیا۔"

اس نے اپنے لہجے کو حتی امکان سخت بناتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو لیزے کا منہ صدمے کے مارے کھل گیا۔ ناراضگی اچھا بھلا اس نے دکھانی تھی ناجانے وہ کیوں منہ پھلائے بیٹھا تھا۔ لیزے کا چہرہ سرعت سے اترا تھا۔

ادیان وہ پھپھو اداس تھی پتہ نہیں کیوں میں نے پھپھا کو فون کیا تھا لیکن وہ اٹھا"

"نہیں رہے تبھی آپ کو ملایا لیکن آپ کا ایٹیٹیوڈ ہی آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہے۔

اس کی بات پہ محرم نے تو مسکراہٹ دباتے گھور کر اسے دیکھا البتہ اس کے انداز تو ادیان کو تو پتنگے ہی لگ گئے۔ اتنا تو وہ سمجھ چکا تھا یہ لڑکی جو دکھتی ہے وہ ہے

نہیں۔لیکن محرم کی بات پہ وہ اچھا خاصہ پریشان ہوچکا تھا تبھی جلدی سے اسے محرم کو فون تھمانے کو کہا۔لیزے نے اس کے کہے کے مطابق فون محرم کی جانب بڑھایا جسے اس نے بغیر کسی تردد کے تھام بھی لیا۔

"کیسا ہے میرا بیٹا۔"

انہوں نے فون کان سے لگاتے محبت سے اسے مخاطب کیا تھا۔

میں تو بلکل ٹھیک ہوں یہ لیزے کیا کہ رہی ہے کیا ہوا ہے آپکو طبیعت تو ٹھیک ہے" نہ۔دراصل ڈیڈ ایک ضروری میٹنگ میں مصروف ہے ورنہ میں ضرور ان تک یہ پیغام پہنچا "دیتا انہوں نے ایک لمحہ نہیں لگانا تھا بے چینی میں۔

ادیان نے دھیمے سے ہنستے ہوئے کہا تھا اس کی بات پہ محرم ان دونوں میاں بیوی کے چنگل میں خود کو بے بس محسوس کرنے لگی تھی۔

"پھپھو مجھے دیجیے"

اس سے پہلے کہ وہ ان کی بات ختم ہوتے ہی موبائل کیلیے ہاتھ بڑھاتی دوسری جانب سے سرعت سے کال کٹ چکی تھی۔لیزے ہونقوں کی طرح بند فون کو دیکھ رہی تھی۔

"ابھی تک ناراضگی ختم نہیں ہوئی کیا۔"

محرم نے اس کی روتی صورت کو نہارتی نگاہوں سے تکتے محبت سے اس کی بسوری شکل دیکھتے ہنستے ہوئے پوچھا تو وہ ناراضگی سے رخ پھیر گئی۔

تو اور پھپھو حالانکہ ناراض میں نے ہونا تھا ابھی بھی دیکھیں کیسے فون کاٹ دیا۔اکڑو نیم "سڑا ہوئے کڑوے کڑیلے۔

وہ محرم کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر دانت کچکچاتے ہوئے بولی تو محرم نے تنبیہی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ جو کچھ دیر پہلے خوشی سے کھل رہا تھا اب ادیان کی ناراضگی پہ مرجھا سا گیا تھا۔اور انہیں یہی چیز سکون دے گئی تھی کہ ان دونوں کے درمیان سب کچھ نارمل ہے ان کے بچے پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔

"بری بات شوہر کو ایسے نہیں کہتے۔"

انہوں نے سختی سے اسے ٹوکا جو ادیان کو مختلف القابات سے نواز رہی تھی۔محرم کی بات پہ منہ بناتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"سوری۔"

وہ ان کے سینے سے لگتے ہوئے بولی تو محرم نے اسے اپنے سینے میں بھینچتے اس کے سر پہ ممتا بھرا بوسہ دیا اور اس کے ہاتھوں میں کھیر کی پلیٹ تھمائی تھی جسے وہ خوشی خوشی لیتی لاؤنج کی جانب چل دی تھی۔اس کے جاتے ہی ایک لمحے میں محرم کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی اب ان کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں واضح تھی ان کا دماغ ایک بار پھر انھی سوچوں میں الجھ چکا تھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی فاریہ کیسا محسوس کررہی ہو بچہ۔"
وہ اس وقت ہسپتال میں موجود تھے اور فاریہ روٹین چیک اپ کرانے آئی تھی۔وہ آنا تو نہیں چاہتی تھی لیکن صائم خان نے سختی سے تاکید کی تھی تبھی اسے آنا ہڑا تھا وہ جانتی تھی کہ اگر وہ ہسپتال جائے گی تو وہاں فہیم سے سامنا لازمی ہوگا اور وہ فلحال کل کی بات کے بعد یہ نہیں چاہتی تھی۔ صائم خان اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے محبت سے استسفار کیا تو اس نے فقط اثبات میں سرہلانے پہ اکتفا کیا۔

چلو اب آپ کا باقی چیک اپ رائم بھائی کریں گے فلحال مجھے ایمرجنسی میں کہی جانا"

"ہے اوکے۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے مشفقانہ انداز میں گویا ہوئے تو فاریہ نے انگلیاں مڑورتے رائم کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی لیکن وہ کہی ہوتا تو دکھائی دیتا نہ۔حیدر اور صائم نے اس کی خاموشی کو شدت سے محسوس کیا تھا انہیں کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا لیکن پھر اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گئے تھے۔

صائم خان ان سے ملتے مضبوط قدم اٹھاتے باہر کی جانب چل دیے تھے۔

"پاپا مجھے ماما کی بہت یاد آتی ہے۔"

ان کے جاتے ہی کچھ لمحوں بعد کمرے کی خاموش فضا میں فاریہ کی درد میں ڈوبی آواز گونجی تھی۔حیدر علی جو کسی کو فون ملا رہے تھے اس کی آواز پہ فون سے نگاہیں ہٹاتے اسے دیکھنے پہ مجبور ہوئے تھے۔جو کھوئی کھوئی سی کسی غیر مرئی نقطے کو نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھی۔ان کے دل کو بے ساختہ دھکا سا لگا تھا۔وہ فوراً سے پہلے اپنی جگہ چھوڑتے اس کے مقابل آئے تھے۔

"کیا ہوا میرے بیٹے کو کسی نے کچھ کہا کیا۔"

انہوں نے اس کے سرخ ہوتے گالوں کو پونچھتے سوالیہ انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔اس کا یوں رونا انہیں کوئی اچھا اشارہ نہیں دے رہا تھا۔

"مجھے یہ والی ماما اور بھائی نہیں پسند مجھے میری ماما چاہیے پاپا۔"

وہ ہچکیوں سے روتی ہوئی بولی تھی۔حیدر علی کی آنکھیں شدت گریہ سے سرخ پڑی تھی۔ان کی بیٹی اس قدر تکلیف میں تھی اور وہ کچھ نہیں کرسکتے تھے۔ان کے سر پہ ایک ٹیس سی اٹھی تھی جسے وہ سرے سے ہی نظرانداز کرگئے تھے۔فلحال انہیں صرف اپنی بیٹی پہ توجہ دینی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتے اپنے موبائل پہ آنے والی کال نے ان کی توجہ فاریہ سے ہٹاتے موبائل کی جانب مبذول کرائی تھی۔وہ ضروری کال کا سوچتے سرعت سے فون کان سے لگاگئے تھے۔لیکن دوسری جانب کی بات سنتے ہی انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے فضا میں آکسیجن کی کمی ہوگئی ہو۔انہوں نے بے ساختہ سانس لینے کی کوشش کی تھی معاً اسی دوران ان کی نگاہ اپنی جان سے عزیز بیٹی پہ پڑی تھی جو معصومیت بھری

نگاہوں سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔یہ ساری آزمائشیں ان باپ بیٹی کے حصے میں ہی کیوں آئی تھی یہ ان کا دل و دماغ سمجھنے سے قاصر تھا۔

"میرا بیٹا یہاں بیٹھے میں بس کچھ دیر میں آیا ایک ضروری کام یاد آگیا ہے ابھی رائم بھائی آجائیں گے۔"

انہوں نے اسے اپنے سینے میں بھینچتے سمجھایا اور خود سرخ چہرے سمیت لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر کی جانب چل دیے۔

"بھائی میں فلحال بلکل بھی کھڑے ہونے کی حالت میں نہیں ہوں آپ پلیز کسی اور کو دیکھ لیں میں نائٹ ڈیوٹی کرلوں گا۔"

فہیم بے بسی سے بولتا جوں ہی کیبن کے اندر داخل ہوا۔اندر کمرے میں رائم کے بجائے فاریہ کو بیٹھا دیکھ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔بلیو اور یپلو امتزاج کا فراک پہنے پرنور چہرے کے گرد حجاب کا ہالہ سا بندھا ہوا تھا ایک لمحے کیلیے اس کی معصومیت فہیم کو اپنا اسیر کرگئی تھی۔وہ یک ٹک اس کی کھوئے ہوئے مجسمے کو دیکھ رہا تھا جو اپنی مومی انگلیوں کو نظریں ٹکائے خاموشی سے بیٹھی کسی گہری سوچوں میں گم تھی۔اس کا یہ اداس چہرہ فہیم

کو کسی صورت نہیں بھایا تبھی چہرے پہ ناگواری در آئی۔اس نے دروازہ ذور سے بند کرتے جیسے اسے اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا تھا اس کے سوچ کے عین مطابق فاریہ جو اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی زوردار آواز پہ ایک دم خوف سے چیختے ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی۔فہیم نے آنکھوں میں ناقابلِ فہیم تاثرات لیے اس کی ڈری سہمی صورت کو دیکھا جو دونوں ہاتھ کان پہ رکھے آنکھیں میچے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

فہیم نے اس کے خوف کے زیرِ اثر اس کی جانب قدم بڑھائے لیکن وہ کسی کے مضبوط قدموں کی چاپ پہ بدک کر اس سے دو قدم کا فاصلہ بڑھا گئی تھی۔

"نہیں میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔پاپا کو بھی نہیں بتایا مجھے مارنا مت۔"

اس کی باتیں نظرانداز کرنے لائق تو بلکل نہیں تھی لیکن اس وقت فہیم کو اسے سنبھالنا ضروری تھا جو لرزتے وجود سمیت شاید اپنے حواس کھونے کو تھی۔اور اس کی حالت فہیم کے دل پہ کاری ضربیں لگاتے اسے مزید کمزور کررہی تھی۔ناراضگی کا احساس کہی دور جاسویا تھا وہ فلحال صرف اتنا جانتا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی سے کچھ عجیب سا رشتہ استوار ہوچکا ہے اس کا کہ وہ اس کا درد اپنے دل پہ محسوس کرتا ہے۔

"فاریہ یہاں دیکھو۔کوئی بھی نہیں ہے میں ہوں یہاں۔کیوں رو رہے ہو آپ۔"

فہیم نے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اسے اپنی موجودگی کا یقین دلانا چاہا تھا۔

فاریہ اس کی گھمبیر آواز پہ جھٹکے سے چہرہ اٹھانے پہ مجبور ہوئی تھی۔اس کے گہرے آنکھوں میں من من آنسو دیکھتے فہیم کو خود پہ ضبط کرنا مشکل لگا تھا لیکن وہ خود پہ ضبط کرتے اس کا چہرہ اپنی گرفت سے آزاد کرتے پیچھے ہٹا تھا۔کیونکہ وہ دونوں نامحرم تھے ایک دوسرے کیلیے۔وہ چاہ کر بھی اس کی عزت پہ اپنی بدولت کوئی حرف نہیں آنے دے سکتا تھا۔

"دوست آپ۔"

اس کی رندھی آواز پہ فہیم کا دل بھی تڑپا تھا۔وہ اس قدر ڈری سہمی اور اداس کیوں تھی فہیم نے صرف یہ جاننا تھا اسے مزید کسی چیز کی طلب نہیں تھی۔

"جی صرف فاریہ کا دوست۔"

وہ بھی جواباً محبت سے بولا تھا۔ناجانے کیسے بے اختیاری میں اس کے لبوں سے پھسلا تھا۔اپنے منی سے نکلتے لفظوں سے جیسے اسے بھی چوکنا کیا تھا۔اس کے بھیگے نین کٹوروں میں اسے اپنا آپ ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

وہ سرعت سے نگاہیں پھیر گیا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ جذبات کی رو میں بہکتے کوئی ایسا قدم اٹھائے جس کا خمیازہ ان دونوں کو بھگتنا پڑے۔اپنی پہ آئی تو وہ سہہ سکتا تھا لیکن اس معصوم اور شفاف دل والی لڑکی کو کبھی بھی اپنی بدولت کسی مشکل میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"دوست آپ کہاں چلے گئے تھے۔میں نے آپ کو بہت یاد کیا۔"

وہ اپنی گلابی گالوں کو بے دردی سے رگڑتی تڑپتے ہوئے اس کے قریب آتے اس کی چوڑی کلائی تھام گئی تھی۔فہیم نے حیرت سے اس کی تڑپ کو محسوس کیا تھا اور رسانیت سے اپنا بازو اس کی گرفت سے آذاد کروایا تھا۔فاریہ نے حیرت سے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا تھا۔

"جو خود بیچ راستے میں چھوڑ کر جائیں وہ لوگ یاد نہیں کیا کرتے۔"

فہیم نے اس کی بات پہ سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا تھا۔اس کی عجیب بات پہ فاریہ نے نا سمجھی سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا جہاں ایک اذیت رقم تھی لیکن یہ کیوں تھی یہ بات فاریہ کی سمجھ سے باہر تھی۔

"میں کچھ سمجھی نہیں۔"

اس نے ہونق پن سے جواب دیا۔اس کی بات پہ فہیم اس کی شکل دیکھنے کو مجبور ہوا تھا جہاں دنیا جہان کی معصومیت چھائی ہوئی تھی۔ فہیم کو یقین کرنا دنیا کا مشکل ترین کام لگا کہ وہ یہ سب باتیں کرسکتی ہے۔معاً دماغ میں ایک بار پھر وہ تلخ سوچیں گھومنے لگی تھی۔

"نہیں کچھ نہیں آپ بیٹھو رائم بھائی آتے ہی ہونگے۔"

اس نے اس کا دھیان اپنی بے تکی باتوں سے ہٹاتے دوسری جانب مبذول کرایا لیکن وہ سرے سے ہی اس کی بات کی نفی کرگئی۔ فہیم کی کشادہ پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا تھا۔

"کیوں نہیں کرانا چیک اپ۔"

اس نے لڑکھڑاتے قدموں سے چلتے کرسی پہ جگہ سنبھالتے اپنا سکیتھوسکوپ اتارتے ٹیبل پہ رکھا تھا۔

"مجھے آپ سے علاج کروانا ہے اپنا۔"
وہ مسکراتے ہوئے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھتی سکون سے ٹانگ جھلاتے ہوئے بولی تھی۔آج اتنے دنوں بعد اس کا نرم انداز دیکھا نہیں صرف بلکہ محسوس کیا تھا۔ فہیم کو اس کی یہ بچوں والی حرکت بہت بھائی تھی۔اس کے آنکھوں سے جذبے سے پھوٹنے لگے تھے۔

میں خود لاعلاج ہوں تمہارا علاج کرتے کرتے تمہیں مزید تکلیف سے دوچار نہ کروا"

"دوں۔

اس کا لہجہ ٹوٹا بکھرا سا تھا۔
آپ مجھے کبھی بھی تکلیف نہیں دے سکتے۔کیونکہ جو صرف محبت کرنا جانتے ہو وہ خود تو"
"تکلیفوں میں گھر جاتے ہیں لیکن دوسروں کو اس کی آنچ بھی نہیں لگنے دیتے۔
وہ گہرے لہجے میں بولی تھی لیکن چہرے پہ ازلی معصومیت رقم تھی۔ فہیم کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

اس نے اس کی بات پہ سر جھٹکتا اپنی ٹانگ کو مشکل سہارا دیتے میز کی سپورٹ پہ رکھنا چاہا تھا لیکن درد کی شدت سے ناکام رہ گیا۔تکلیف کے اثرات اس کے چہرے سے عیاں تھے۔فاریہ نے پریشانی سے اس کی ٹانگ کو دیکھتے اس کے چہرے پہ ابھرتی تکلیف کو دیکھا تھا تبھی سرعت سے اٹھتی نیچے بیٹھتی اس کی ٹانگ تھام گئی تھی۔فہیم تو ایک لمحے کیلیے اس کی حرکت پہ سن رہ گیا تھا۔اس کے ہاتھوں کا لمس اپنی ٹانگ پہ محسوس کرتے اس نے ہوش کی دنیا میں لوٹتے اپنی ٹانگ کو چھڑانے کی سعی کی تھی لیکن فاریہ نے اس کی ٹانگ کو سپورٹ پہ رکھتے ہی دم لیا تھا اور ایک شفاف مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔

"آپ مجھ سے ناراض کیوں تھے کل۔"

اس نے اس کے متانت بھرا لہجے کا فائدہ اٹھاتے دھیمے لہجے میں استفسار کیا۔فہیم جو اب تک اس کی حرکت کے حصار میں قید تھا اس کی بات پہ ایک لمحے میں اس کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔ایک بار پھر وہی تکلیف دہ باتیں اس کی ذہن میں گردش کرنے لگی تھی۔معاً اس کے چہرے کے تاثرات تن گئے۔کنپٹی کی رگیں بری طرح پھول گئی تھی

اس نے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پہ قابو پانا چاہا جو اس کی ایک بار اسی تکرار پہ ناجانے اچانک کیا ہوا پھٹ پڑا تھا۔

"آپ کی ماما سے اس گھر سے جاتے ہوئے کیا بات ہوئی تھی۔"

فہیم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے دونوں ہاتھوں کو باہم ملاتے کڑے لہجے میں استسفار کیا۔

"میں نے کس دن۔"

اس نے تعجب سے پوچھا۔اسے حقیقتاً اس کی بات کی ذرا سی بھی سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کس بابت بات کررہا ہے۔

"جس دن آپ شاہ ولا سے اپنے گھر گئی تھی۔اس دن اتنی جلدی بھول گئی اپنا کہا۔"

فہیم کا لہجہ اب سخت ہوتے ہوتے مزید اونچا ہوگیا تھا۔فاریہ نے سہم کر اس کی جانب دیکھا جس کے آنکھوں میں غصے کی بدولت سرخ ڈورے تیر رہے تھے معاً اس دن کی عزہ سے ملاقات کا سوچتے فاریہ کا تنفس تیز ہوا تھا۔چہرے کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا تھا۔فہیم نے تمسخرانہ انداز میں اس کا سپید پڑتا چہرہ دیکھا تھا۔

"مجھے یاد نہ۔"

اس سے پہلے کہ انگلیاں چٹخاتے ہکلاتے لہجے میں اپنی بات مکمل کرتی فہیم دھیمے لہجے میں غراتے اسے درمیان میں ہی ٹوک اٹھا۔

"کوئی بات نہیں میں یاد کروادیتا ہوں مجھے اچھے سے یاد ہے۔جب ماما نے آپ کو مجھ سے ملنے کا کہا تو دی گریٹ فاریہ صاحبہ نے صاف انکار کردیا یہ کہ کرکہ اب انہیں میری کوئی ضرورت نہیں رہی۔بس انہیں اپنے پاپا کے آنے کا انتظار تھا وہ آئے تو مطلب ہمارے درمیان جو دوستی کا رشتہ جو تھا وہ بھی ختم ہوچکا ہے۔

اس کی بات پہ فاریہ کی آنکھیں جیسے صدمے سے پھٹنے والی ہوگئی جبکہ ہاتھ بے یقینی سے لبوں پہ آٹھہرے۔اس نے دھندلی نگاہوں سمیت بے ساختہ نفی میں سر ہلایا لیکن فہیم نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ تو جیسے آج تمام حساب بے باک کرنے کے موڈ میں تھا اور یہاں فاریہ کی جان اس کی باتوں پہ ہوا ہورہی تھی۔

"نہیں ایسا کچھ بھی ہوا دوست میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا۔"

وہ روتے روتے اپنے دفاع میں بولی تھی۔ جس چہرے سے اسے دیکھنے کے بعد آنسوؤں کا نام و نشان مٹ چکا تھا اب وہی چہرہ اس کے آنسوؤں کا سبب بن رہا تھا۔ فہیم نے اس کے گیلے رخساروں کو دیکھتے سرد آہ خارج کرتے نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا۔

"آپ نے ایسا کیا ہے میری ماما نے مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں کہا اور آج اس مقام پہ بھی مجھے ان کی باتوں کا یقین ہے کیونکہ ہوتی ہے کچھ لڑکیاں ایسی مفاد پرست جو اپنا مطلب نکلتے ہی کسی کو بھی اپنی زندگی سے بے دخل کرنے میں لمحہ نہیں لگاتی۔"

فہیم نے کٹیلے لہجے میں بولتے اس کا ننھا سا دل لہو لہان کیا تھا۔اس کے لبوں پہ ایک لمحے کیلیے تو قفل آ ٹھہرا تھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پہ غصے کے تاثرات نمودار ہوئے تھے۔

"میں ایسی لڑکی ضرور ہوں جس کا کردار گندا ہے لیکن ایسی بلکل نہیں ہوں جو اپنے مفاد کیلیے کسی کو استعمال کرے اگر مجھ پہ کیچڑ ہی اچھالنا ہے آپ کو تو کھلے لفظوں میں اچھالے مجھے مسئلہ نہیں ہوگا لیکن بار بار ڈھکے چھپے لفظوں میں بول کر میری عزت کو تار تار مت کریں۔"

وہ بھی جیسے پھٹ پڑی تھی تبھی اس کے سامنے دونوں ہاتھوں کو جوڑتے ہوئے پھکوں پھکوں رودی تھی۔ فہیم کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتے ایک جست میں اس کے نزدیک آتے اسے اپنے مقابل کرگیا تھا کہ فاریہ مشکل اس کے سینے سے ٹکراتی بچی تھی۔

"کیا کہا آپ نے ابھی اپنے کردار کو لے کر۔جواب چاہیے مجھے خاموشی نہیں۔"

اس نے اس کے بازو کو سختی سے جکڑتے جھٹکا دیتے ناگواری سے اسے مخاطب کیا تو فاریہ نے خوفزدہ ہرنی کی مانند نگاہوں سے اس کی جانب چہرہ اٹھایا۔فہیم کو اپنے سامنے وہ بلکل چھوٹی سی بچی محسوس ہوئی تھی۔اس کی بھیگی دراز پلکیں اتنے قریب سے دیکھتے فہیم کا دل اس میں اٹکا تھا۔شدت سے جی چاہا اسے چھو کر محسوس کرے لیکن وہ ایسا کوئی حق نہیں رکھتا تھا تبھی اپنی بے لگام سوچوں کو لگام دینے کی خاطر اس کا بازو ایک جھٹکے سے اپنی گرفت سے آذاد کرتے اس سے فاصلہ قائم کرگیا۔

"پلیز میرا یقین کریں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا میں نے تو عزہ آنٹی سے اس دن آپ کے متعلق پوچھا تھا۔ایسا کیسے ہوسکتا تھا کہ جس کی بدولت میں اس گھر میں تھی اسی سے منہ موڑ لیتی۔ مجھے یاد ہے آنٹی اس دن جب کچن میں چائے بنارہی تھی۔

"آنٹی دوست کہاں ہے۔مجھے جانے سے پہلے ان سے ملنا ہے۔ورنہ وہ پھر ناراض ہوجائیں گے۔"

فاریہ نے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے انہیں مخاطب کیا۔اس کی مسرت سے بھرپور آواز سنتے عزہ نے ٹھٹک کر اس کی جانب دیکھا تھا لیکن اس کی باتیں سنتے ان کی آنکھوں میں ناگواری در آئی تھی۔

"وہ ناراض بلکل نہیں ہوگا کیونکہ وہ خود یہی چاہتا تھا کہ تم جلد از جلد اس گھر سے چلی جاؤ۔اب وہ ہسپتال ہے تو اس سے ملنے کی پریشانی چھوڑو اور اپنے گھر جانے کی تیاری کرو۔"

عزہ نے رعونت سے کہتے چائے کپوں میں انڈیلی تھی۔ان کی بات پہ فاریہ کے چہرے کا رنگ بدلا تھا وہ چاہ کر بھی ان کی بات پہ یقین نہیں کرپارہی تھی کہ فہیم ایسا کرسکتا ہے۔

"کیا مطلب آنٹی۔ میں ان سے نہیں مل سکوں گی کیا۔"

وہ پریشانی سے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے گویا ہوئی تو عزہ نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کو فہیم سے بدگمان بھی کردیا تھا لیکن وہ پھر بھی جانے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

میری بات کان کھول کر سن لو۔اس نے آج تک تمہارے ساتھ جو بھی رشتہ بنایا ہے"
نہ وہ صرف ہمدردی میں بنایا ہے اسے تمہاری ذات میں رتی برابر بھی دلچسپی نہیں ہے۔تمہاری بھولی صورت دیکھتے اس نے کچھ دن تمہیں سہارہ دینے کا سوچا تھا لیکن وہ "نہیں جانتا تھا کہ تم لمبا ہی گلے پرجاؤ گی۔

اس کی ایک ایک بات پہ فاریہ کے دل کی دھڑکن سست پڑتی جارہی تھی جبکہ آنسوؤں نے الگ ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ان کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا لیکن وہ سختی سے اس کا ہاتھ جھٹک گئی تھی۔

"مجھے یہ سب فہیم نے کل رات خود کہا ہے۔"

انھوں نے سخت جتانے والے انداز میں بولتے اپنا آخری وار کیا تھا جس کا تیر فاریہ کے عین سینے میں پیوست ہوا تھا۔ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے وجود میں خون کی گردش رک گئی ہو۔فضا ایکدم بوجھل سی محسوس ہوئی تھی۔آنکھوں سے آنسو خشک ہوچکے تھے۔وہ دم سادھے یک ٹک انہیں دیکھ رہی تھی جنھوں نے اس کی اوقات ایک لمحے میں اس پہ واضح کردی تھی۔نجانے اگلے ہی لمحے کیا ہوا وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں کچن سے نکلی تھی۔عزہ اسے جاتا دیکھ تشکر سے آسمان کی جانب دیکھتے مسکرادی تھی۔ان کی مسکراہٹ میں بھی فتح یابی جھلک رہی تھی۔

وہ ہچکیوں سے روتی ہوئی یہ تمام روح افروز باتیں اس کی سماعتوں میں ذہر بنا کر انڈیل رہی تھی۔جبکہ اس کی باتوں پہ بے یقینی کی کیفیت میں بے دم سا ہوتے پیچھے رکھی کرسی پہ گرا تھا اور دونوں ہاتھوں پہ اپنا دکھتا سر تھام گیا تھا۔معاً اس نے اپنا سر اٹھاتے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جس کا رونا بدستور جاری تھا۔وہ تو اس دن سے فاریہ کو غلط گردان رہا تھا۔کس قدر نفرت سے اسے مخاطب کررہا تھا لیکن وہ معصوم تو

خود اس سب سازشوں سے انجان تھی لیکن عزہ ایسا کیوں کرے گی یہی سوچ بھی اسے پریشان کررہی تھی۔وہ یہ بات نہیں سمجھ پارہا تھاکہ کس پہ ہقین کریں اور کس پہ نہیں۔

ماما اگر آپ نے ایسا کچھ کیا ہوا نہ اگر تو آپ میرا مان تو توڑے گی ہی لیکن ساتھ ہی اپنا"
"بیٹا بھی کھودیں گی۔

وہ آنکھوں میں سرد پن لیے دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھا۔

"بھابھی۔"

مازہ جو رائم کے آنے سے پہلے تمام کاموں سے فراغت حاصل کرنا چاہتی تھی ابھی بھی وہ رائم کے تمام کوٹ ہینگ کرتی وارڈروب میں سیٹ کررہی تھی۔معاً ضرار کی آواز پہ وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی جو اپنے آپ کو کسی گھری سوچ میں دیکھانے کی پوری کوشش کررہا تھا۔اس کے چھرے پہ سنجیدگی چھائی ہوئی

تھی۔ مازہ کو کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔ اب یقین تو وہ اس پہ کرنے سے رہی تھی جو ہر وقت سب کو چکما دے کر بھاگنے کیلیے تیار رہتا تھا۔

"ہاں بولو کونسی گل افشانیاں کرنے کا ارارہ رکھتے ہو۔"

مازہ نے ایک مشکوک نگاہ اس پہ ڈالی اور دوبارہ اسی کام میں مصروف ہوگئی جبکہ اس کے یوں بے نیازی برتنے پہ اس کی آنکھوں میں فوراً سے بیشتر شیطانی چمک لہرائی۔

"وہی گل افشانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں جو سب سر انجام دیتے ہیں۔"

ضرار نے دونوں بازوؤں کو گردن تلے رکھتے نیم دراز ہوتے خیالوں کی دنیا میں ہی کھوئے جواب دیا۔ مازہ کے ہاتھوں کی حرکت یکلخت تھمی اس نے ماتھے پہ سلوٹیں لاتے قدم اس کی جانب بڑھائے اور دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالی جس موصوف کو پڑھانے کی ذمہداری فلحال رائم نے ضرار کو پڑھانے کی ذمہداری اسے سونپی تھی کیونکہ وہ آج کل کچھ ذیادہ مصروفیت میں غلطاں تھا۔ لیکن یہ تو اسے ہی پاگل کرنے کے درپے تھا۔

"کیا بول رہے ہو تم میری سمجھ سے باہر ہے تمہاری بکواس۔"

مازہ نے دانت کچکچاتے اس کے شانے پہ مکہ رسید کیا تو وہ ہڑبڑاتے ہوئے سیدھا ہوتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گیا۔

"بھابھی مجھے نہ محبت ہوگئی ہے۔"

اس نے دانت نکوستے ہوئے اس کی سماعتوں میں بم پھوڑا تو مازہ کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی۔اس نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس انسان کو دیکھا جس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس عمر میں کسی بھی لڑکی کو اپنے ساتھ کھڑا کر کے کہ دیتا کہ یہ میری بیوی کے عہدے پہ فائز ہوچکی ہے۔

تمہاری محبت کی تو ایسی کی تیسی۔کدھر ہے وہ ڈنڈا جو رائم تمہارے لیے استعمال کرتے ہیں۔"

اس نے دانت کچکچا کر بولتے سٹک کی تلاش میں نگاہیں گھمائی تو ضرار نے پورے کے پورے بتیس دانتوں کی نمائش کی۔مازہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جو اپنے دائیں ہاتھ میں موجود ڈنڈے کی نمائش کررہا تھا۔مازہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

بھابھی ویسے شوہروں کے بھی الگ ہی سکھ ہیں۔ناجانے مجھ جیسے شدید سنگل کی" بیوی کب آئے گی۔ جیسے ہی میں کالج سے آؤں گا وہ مجھے ایک مسکراہٹ پاس کرے گی میں بھی جواباً شرما کر اس کی جانب ایک مسکراہٹ اچھالوں گا پھر وہ مجھے پانی کا گلاس تھماتے میرے پاس ہی بیٹھ جایا کرے گی میں بھی اسے نظروں کے حصار میں لیتے اسے جھجھکنے پہ مجبور کروں گا۔ہائے اللہ مجھے تو سوچ کر ہی شرم آگئی ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپاتے شرمانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے گویا ہوا۔مازہ کے لب حیرت سے واں ہوئے وہ صدمے کی کیفیت میں اس کی بکواسیت سے لطف اندوز ہورہی تھی جو کمرے کے دروازے کے پاس کھڑا یہ گوہر افشانیاں کررہا تھا معاً اس کی نگاہ دروازے پہ کھڑے وجود پہ پڑی اس کے لب شرارتی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کسی قسم کا اشارہ کیا تو وہ دروازے پہ ایستادہ وجود اس کی بات سمجھتے اثبات میں سر ہلاگیا۔

رائم جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہسپتال سے تھکا ہارا گھر لوٹا تھا۔وہ اسے ضرار کو پڑھائی کے سلسلے میں سونپ کر گیا تھا اور وہ یہاں کھڑا اسی کی بیوی کو پاگل بنانے کا کام سر انجام

دے رہا تھا۔اس نے ایک ہی جست میں عقب سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے ہاتھوں میں سے سٹک نکالی اب رائم کا نشانہ ضرار کی کمر تھی۔ کچھ ہی دیر میں اس کی آہ و پکار پورے گھر میں گونج رہی تھی۔ وہ آگے آگے اور رائم اس کے پیچھے پیچھے پورے لاونج میں گھوم رہے تھے۔آیت اور صائم خان نے حیرت سے انہیں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے دیکھا تھا اور تاسف سے سر ہلاتے ان دونوں کو نظرانداز کرتے دوبارہ زمان صاحب کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوگئے۔

"مما بچائیں میں بھی آپ کی بیچاری اولاد ہوں۔"

ضرار اپنی پشت پہ ہونے والے وار سے بلبلا کر چیخا تو رائم نے سٹک صوفے پہ پھینکتے دانت پیستے ہوئے اسے جکڑا اور قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ماما میں آپ کو کہ رہا ہوں اسے مجھ سے بچالیں ورنہ شادی سے پہلے ہی اس کا ٹکٹ اوپر کا کٹوادوں گا۔"

رائم اس کی گردن میں بازو حائل کرتے کڑے انداز میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ ماتھے پہ..بل واضح تھے۔

"ارے توبہ کریں میں اپنے بچے دیکھے بغیر کہی نہیں جاؤں گا۔ابھی تو انہیں اپنے ہاتھوں میں کھلانا ہے۔"

ضرار اپنے خالی ہاتھوں کی جانب دیکھتے ٹھنڈی آہیں بھرتا ہوا گویا ہوا تو ان سب کے منہ اس کی بے باکی پہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔رائم کو اتنا تو اندازہ تھا کہ وہ بے شرم ہے لیکن اس حد تک کہ کسی کا بھی خیال نہ کرے۔

"ڈیڈ یہ دیکھ رہے ہیں آپ اس کی حرکتیں۔"

رائم کڑے تیوروں سے اسے دیکھتے ہوئے سخت انداز میں بولا تو صائم خان نے سنجیدگی سے ضرار کو اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا۔

"جاؤ تم فریش ہوجاؤ۔پہلے ہی کافی دیر ہوگئی ہے۔"

آیت نے اس کا تھکا تھکا انداز دیکھتے اسے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا جو اب تھکن سے اپنا ماتھا مسل رہا تھا۔ان کی بات پہ رائم ایک قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالتے اثبات میں سر ہلاتا تن فن کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔وہ کمرے کا دروازہ ہلکے سے واں کرتے جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا مازہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال سنوارنے میں محو

تھی۔اس کی تھکن بیزاری اس کی صورت دیکھتے ہی اڑنچھو ہوئی تھی۔وہ مضبوط بھاری قدم اٹھاتا اس تک پہنچا اور اپنے عقب سے ہی اسے اپنے حصار میں لیا۔مازہ اپنے اطراف میں مخصوص کلون کی خوشبو محسوس کرتے جی جان سے مسکرائی تھی۔

"کیسی ہیں میری بیوقوف خانم۔"

وہ اس کی ناک سے ناک سہلاتا ہوا گھمبیر بھاری لہجے میں بولا تو مازہ نے اس کے خود کو بیوقوف کہے جانے پہ ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب اسے یہ لقب دے کر خود مسکرانے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو بیوقوف تو تم ہو ہی ابھی ضرار کے ہاتھوں بیوقوف کیسے بنی ہو۔مجھے تو ہنسی آرہی ہے۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔یوں خود کے مذاق اڑائے جانے پہ مازہ نے اس کے سینے پہ ایک مکہ مارا وہ مصنوعی کراہ کر رہ گیا۔

"اچھا چھوڑیں آپ بیٹھیں میں پانی دیتی ہوں۔آپ کی طبیعت ٹھیک ہے نہ چہرہ کیوں سرخ پڑرہا ہے۔"

مازہ نے اسے اپنی پیشانی مسلتے دیکھ اس کا سرخ چہرہ دیکھتے پریشانی سے استسفار کیا تو رائم نے اسے تسلی دینے کی خاطر اثبات میں سر ہلایا۔ ورنہ سر درد سے پھٹا جارہا تھا۔

"میری ساری تھکن تو تمہارا ہنستا مسکراتا چہرہ ہی سمیٹ لیتا ہے۔"

وہ اس کی صبیح پیشانی پہ عقیدت کے پھول کھلاتا ہوا گویا ہوا تو مازہ اس کی جانب دیکھتے تشکر سے مسکرادی۔

"ہوسپٹل میں دن کیسا گزرا آپ کا۔"

رائم بیڈ پہ نیم دراز ہوتے اپنی شرٹ کے کف فولڈ کررہا تھا تبھی مازہ نے اس کی جانب پانی کا گلاس بڑھاتے مسکراتے ہوئے استسفار کیا۔

"تمہیں یاد کرتے کرتے۔"

اس نے اسے محبت بھری نگاہوں کے حصار میں لیتے برجستہ جواب دیا۔ مازہ نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کب نہیں مجھے یاد فرماتے اب تو مجھے باقاعدہ ایسا لگنے لگا ہے جیسے آپ ہر شوہر کی طرح اپنی بیوی کا دل بہلانے کی خاطر ایسے جواب دیتے ہیں تاکہ آپ کی بیوی بس ایسے ہی جملے سن سن کر پھولتی رہے ہے نا۔"

مازہ نے تنک کر اس کی جانب دیکھا اور اس کے ہاتھ سے گلاس تھامتی سائیڈ ٹیبل پہ رکھتی اس سے پہلے کہ وہ رائم کیلیے کھانا لینے باہر کی جانب بڑھتی رائم بے کھینچ کر اسے اپنے مقابل بٹھایا تھا ابھی وہ اس جھٹکے سے سنبھلی ہی نہیں تھی کہ اس نے سرعت سے اس کے گلابی ہوتے گال کو اپنے لمس سے روشناس کرایا تھا۔مازہ پل میں سرخ پڑی تھی۔رائم نے دلچسپی سے اس کے چہرے پہ پھیلتے رنگوں کو دیکھا تھا۔

"جو دل کے قریب رہا کرتے ہیں ان کی یاد بھی ہمہ وقت آپ کے دل و دماغ اور اعصابوں پہ سوار رہتی ہے۔اور میری بلی تو پھر میرے وجود میں سما گئی ہوئی ہے۔"

وہ محبت سے اس کی شفاف ہتھیلی پہ لب رکھتا ہوا بولا تو مازہ تفاخر سے مسکرادی تھی۔اس کی محبت پہ وہ کسی صورت شک نہیں کرسکتی تھی کیونکہ اسی نے تو اتنے کم عرصے میں اسے اپنی محبت سے متعارف کرایا تھا۔

میں آپ کیلیے کھانا لاتی ہوں ساتھ میڈیسن بھی دیتی ہوں مجھے آپ کی طبیعت کچھ" "ٹھیک نہیں لگ رہی۔

ماژہ اس سے پہلے کہ تفکر سے بولتی اٹھتی رائم نے اس کے اٹھنے سے قبل ہی اس کی گود میں سر رکھتے آنکھیں موند لی اور اس کا مومی ہاتھ تھامتے اپنی دکھتی آنکھوں پہ رکھ دیا۔

ماژہ نے اپنے انگوٹھوں کی مدد سے اس کی آنکھوں کو دباتے جیسے اسے سکون پہنچانا چاہا تھا۔

ماژہ کو حقیقتاً اب پریشانی ہونے لگی تھی وہ روز اسی معمول کے ساتھ گھر لوٹتا تھا لیکن اس قدر تھکن آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی تو پھر آج۔

اس نے ہولے ہولے اس کے سر کو دباتے اسے سکون پہنچانا چاہا تھا جو اب مضطرب انداز میں اپنا سر مسل رہا تھا۔

"رائم کیا ہوا ہے کوئی پریشانی ہے کیا۔"

ماژہ سے مزید برداشت نہ ہوا تو وہ اس کا ہاتھ تھامتے بے اختیار پوچھ بیٹھی اس کی اچانک بات پہ رائم نے اسے تسلی دینے کی خاطر مشکل اثبات میں سر ہلایا۔ماژہ کو اس کا سر

ہلانا بھی تسلی نہیں دے سکا۔اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہنکارہ بھرا۔

"اب آپ بتانا نہیں چاہتے وہ الگ بات ہے لیکن جھوٹ مت بولیں کم سے کم۔"

مازہ نے منہ بسورتے ہوئے اس کے چہرے سے اپنے ہاتھ ہٹانے چاہے تھے لیکن اس کی حرکت پہ رائم نے اس کی مومی ہاتھوں کو سختی سے جکڑتے ایک سرد کٹیلی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔شاید اسے مازہ کو یوں ہاتھ ہٹانا شدید ناگوار گزرا تھا۔

میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن آج جو کچھ میں نے سنا میں وہ سن کر خود"

"اچھا خاصہ پریشان کم حیران زیادہ ہوا ہوں۔

وہ ایک بار پھر بیڈ سے اٹھتے نیم دراز ہوچکا تھا اب اس کے چہرے پہ اچھا خاصہ اضطراب رقم تھا۔مازہ کا دل اس کی بات پہ ہولا کر رہ گیا۔اس نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔اگر وہ پریشان ہے تو لازماً کوئی گھمبیر مسئلہ ہوگا۔

مازہ نے ایک اچھی بیوی ہونے کے ناطے اس کا ہاتھ تھامتے اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تھا۔

"اچھا سب سے پہلے مجھے ایک بات بتاؤ کہ تمہیں فہیم اور فاریہ کے درمیان کس طرح کا رشتہ استوار لگتا ہے۔"

رائم نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی تو مازہ نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔وہ اس کے سوال پہ اچھا خاصہ حیرت ذدہ رہ گئی تھی مگر فلحال سوال کیا گیا تھا تو جواب دینا بھی ضروری تھا۔

"میں ان کے درمیان رشتے کو سمجھ نہیں پائی رائم آج تک۔بہت انوکھا رشتہ ہے ان کے درمیان یہ بات کہنی تو چاہیے لیکن ان کے درمیان ایسا دلفریب اور خوبصورت رشتہ بندھ چکا ہے کہ میں چاہ کر بھی اپنی فیملی کے کسی کپل کو اس جیسی تشبیہہ نہیں دے سکتی۔وہ کہتے ہیں نہ ایک ٹوٹا دل ہی دوسرے ٹوٹے دل کو سمجھ سکتا ہے ویسے ہی وہ دونوں جانے انجانے میں ہی سہی ایک دوسرے کا مرہم بن رہے ہیں۔ایک دوسرے کو سمجھ رہے ہیں۔ایک دوسرے کا درد بانٹ رہے ہیں۔لیکن ایک دوسرے سے بے خبر۔"

اس نے کھوئے کھوئے انداز میں رائم کے سامنے اپنے دل کی کیفیت ظاہر کی تھی۔اس کی بات پہ رائم کی کشادہ پیشانی پہ تفکر بھری لکیریں واضح ہوئی۔اس نے پرسوچ نگاہوں سے مازہ کا چہرہ تکا تھا۔اور تھکے تھکے انداز میں گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

"آج میں نے ہسپتال میں فاریہ اور فہیم کی باتیں سنی تھی۔"

اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم جوڑتے اسے مخاطب کیا تو ایک لمحہ مازہ اس کے چہرے کو خاموشی سے دیکھتے ہنس پڑی۔

"یہ تو آپ کرتے رہتے ہیں کوئی نئی بات بتائیں۔"

اس نے رائم کی بات کو ہوا میں اڑانا چاہا لیکن رائم اسے درمیان میں ہی ٹوک گیا۔

"بی سیریس مازہ۔"

وہ سختی سے گویا ہوا تو مازہ کو بھی بات کی سنجیدگی کا اندازہ ہوا اس نے رائم کو دیکھتے بھنویں اچکائی۔تو رائم نے اذیت سے آنکھیں میچتے پوری بات آہستہ آہستہ اس کے گوش گزاردی۔اپنی بات کے اختتام میں کچھ لمحوں کیلیے تو کمرے کی فضا میں خاموشی چھاگئی تھی۔اس نے جھٹکے سے سر اٹھاتے مازہ کی جانب دیکھا جو ساکت بیٹھی اس کی باتیں

سمجھنے کی تگ و دو میں تھی۔رائم کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔وہ اس کے دل کی کیفیت بھانپ رہا تھا تبھی اسے ہولے سے اپنے ساتھ لگاتے پیشانی پہ محبت کی مہر کرتے اس کے چہرے پہ بکھرے بال سنوارے تھے۔

"رائم عزہ خالہ ایسا کیسے کرسکتی ہے وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں۔جتنے ان کے قصے میں سن چکی ہوں وہ تو کسی کی عزت پہ حرف بھی برداشت نہیں کرتی تو پھر یہ سب میرے لیے ناقابلِ یقین ہے۔"

مازہ کے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات رقم تھے۔رائم نے اس کی بات پہ تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

"ویسے کہنا تو نہیں چاہیے لیکن یہی ہمارے معاشرے کا ایک گھناؤنا چہرہ ہے۔اپنی بیٹی چاہے جیسے مرضی دوراہے سے گزری ہو لیکن ہوتی وہ اپنی بیٹی ہی ہے لیکن دوسروں کی بیٹی سے زیادہ داغدار کوئی نہیں ہوتا اور رہی بات عزہ پھپھو کی تو میرا نہیں خیال کہ یہ ان کی زبان ہے وہ کسی اور کی زبان بولنے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں۔"

رائم کے چہرے کے تاثر پتھریلے ہوئے تھے۔وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے بولا تھا۔اسے فاریہ جتنی عزیز تھی لیکن وہ چاہ کر بھی اس بچی کیلیے کچھ نہیں کرپارہا تھا۔ناجانے کیسی بے بسی تھی۔

"کس کی زبان۔"

مازہ نے نا سمجھی سے اسے مخاطب کیا۔رونے کی وجہ سے آواز بھاری ہورہی تھی۔رائم نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا تو وہ جلدی سے اپنی آنکھیں پونچھ گئی تھی۔

کوئی تو ہے اور وہ جو بھی ہے لیکن اب وہ رائم خان کے عتاب سے تو نہیں بچ پائے" "گا۔

وہ دانت کچکچاتے ہوئے دھیمی آواز میں غرایا تو مازہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً دماغ میں کھٹکا ہوتے اس نے حلق تر کرتے رائم کی جانب دیکھا جو ہاتھ کی مٹھی بنائے لبوں پہ سختی سے جمائے بیٹھا تھا جیسے ضبط کے آخری مراحل سے گزر رہا ہو۔

رائم اس لحاظ سے تو آپ کو بھی مجھے نہیں اپنانا چاہیے تھا میں بھی تو ایک رات گھر" "سے باہر۔کہی آپ نے ہمدردی۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی رائم نے سختی سے اس کے لبوں پہ اپنا ہاتھ جماتے اسے وہی ٹوک دیا اور سرد انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

میں تمہارے منہ سے آئندہ ایسا ویسا کچھ نہ سنوں اور شادی کے اتنے عرصے بعد تمہیں" یاد آرہا ہے کہ ہمارے درمیان ہمدردی کا رشتہ استوار ہے۔یہ ہمدردیوں کے رشتے بنانے کا روادار میں تو بلکل نہیں ہو کم از کم۔اب مازہ رائم خان، رائم خان کی عزت ہے اور اس "کی پہچان بھی یہی ہے۔

وہ اس کی بات کی سختی سے نفی کرتے ہوئے انگلی اٹھاتے تنبیہہ کرنے والے انداز میں گویا ہوا تو مازہ نے سرعت سے اس کی ناراضگی کے ڈر سے اس کے سینے پہ سر رکھا تھا اور یہی رائم کا سارا غصہ اور ناراضگی ہوا ہوئی تھی۔اس کے اس کی کمر سہلاتے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ ہولے سے لب رکھے تھے۔اس نے آنکھیں میچتے اس کے لمس کو اپنے وجود میں اترتا محسوس کیا تھا۔

رات کے کھانے کے وقت وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود کھانا کھانے میں محو تھے۔سب کے موجود ہونے کے باوجود بلکل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ فہیم نے آج نائٹ ڈیوٹی تھی تو وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھا۔اس کا یوں نہ آنا عزہ نے شدت سے محسوس کیا تھا کہ پہلے کبھی ایک ساتھ اس نے دونوں ٹائم کی ڈیوٹی نہیں کی تھی۔ناجانے اس کے ساتھ کیا مسئلہ ہوا تھا ساتھ اس کے ذہن میں صبح کی گئیں محرم کی باتیں بھی گردش کر رہی تھیں۔کیا سچ میں وہ اپنے بچوں کے ساتھ ناانسافی کرجاتی تھی انہیں تو اس چیز کا بلکل اندازہ نہیں تھا ناجانے محرم نے یہ سب باتیں کیوں کی تھی۔ اسی وقت ادیان نے سب کی موجودگی کا خیال کرتے چمچ پلیٹ میں رکھتے ٹشو سے چہرہ تھپتھپاتے ہی گلہ کھنکھارتے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا اور اپنی بات کی تمہید باندھی تو وہ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔جو اب کچھ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا ہوا ادیان سب خیریت ہے نہ۔"

محرم نے تفکر بھرے انداز میں استسفار کیا تو ادیان نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے انہیں تسلی بخش جواب دیا۔

"مجھے کچھ ضروری بات کرنی تھی آپ لوگوں سے تو کھانے سے فری ہوکر سب لاؤنج میں رہیئے گا۔"

ادیان نے سر اٹھاتے ایک نظر سب کو دیکھ کر مخاطب کیا تھا اس کی بات پر ازلان شاہ نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا وہ سمجھ گئے تھے کہ آفس کے متعلق کوئی بات ہوگی تبھی ادیان نے یوں کہا ہے جبکہ محرم نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔لیزے کی حسیات بھی اسی کی جانب لگ گئی تھی۔

"ایسی بھی کیا بات ہے کہی دوسری شادی کا تو نہیں سوچ رہے۔"

عفان شاہ کی گل افشانی پہ جہاں اذلان شاہ اور ادیان نے ایک سرد نگاہ ان پہ ڈالی وہی لیزے کو کھانا کھاتے زبردست قسم کا پھندا لگا تھا۔انابی نے سٹپٹاتے ہوئے اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا تو وہ مشکل مسکراتی اس کے ہاتھوں سے

گلاس تھام گئی اور سرعت سے لبوں سے لگالیا۔جبکہ عفان شاہ کی بات پہ اسے اچھی خاصی پریشانی نے آن گھیرا تھا۔

"کیا سچ میں ادیان دوسری شادی۔ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے پانی پیتے دل ہی دل میں خود کو تسلی دے رہی تھی جبکہ اس کی نم نگاہیں ادیان کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔اس کے چہرے کے عضلات تنے تھے۔

سب کچھ نارمل ہوتا دیکھ وہ سب بھی کچھ پر سکون ہوتی کھانے کی جانب متوجہ ہوئی۔ جبکہ باقی سب بھی خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔

کھانا کھانے کے بعد تمام لوگ لاؤنج میں موجود تھے۔چائے کا دور چل رہا تھا سب ہلکی پھلکی خوش گپیوں میں بھی مصروف تھے جب ادیان نے اپنے ازلی سنجیدہ انداز میں اپنی بات کا آغاز کیا۔

"ویل۔ میں نے آپ سب کو یہاں آنے کا اس لیے کہا تھا کہ سب کے سامنے ہی بات کر لوں پھر کوئی ہوتا کوئی نہیں تو اس لئے۔"

اس نے بات کی تمہید باندھتے سب کی جانب دیکھا۔

بات کیا ہے ادیان اب بول بھی دو اب کس کا انتظار ہے۔

عفان شاہ نے گھورتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔تو ادیان نے ترچھی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

میری ایک عدد چاچی بھی موجود ہیں یہاں جو موجود ہو کر بھی نہیں ہیں پہلے انہیں لے" "آئیں پھر بات کرتا ہوں۔

ادیان نے عفان شاہ کو جوابی کاروائی کی جبکہ اپنے نام پر عزہ ہوش میں آتے اس کی جانب متوجہ ہوتے بمشکل مسکرائی تھی۔ محرم اسے دیکھ کر غصے سے سر جھٹک گئی تھی۔

"میں متوجہ ہوں تم بولو۔"

عزہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی تو میں کہہ رہا تھا پرسوں میری ایک بہت اہم بزنس میٹنگ ہے جس کے سلسلے میں مجھے اسلام آباد جانا ہے کچھ دنوں کے لئے۔

اپنی بات کے دوران اس نے علیزے اور محرم کے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سے بڑا جھٹکا ان دونوں کو ہی لگے گا۔ محرم تو مشکلوں سے اسے اپنی نگاہوں سے اوجھل ہونے دیتی تھیں۔اس کی توقع کے عین مطابق ان دونوں نے ہونق ذدہ ہوتے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا۔ اس کی بات سنتے لیزے کا چہرہ کچھ ناراضگی اور غصے سے مزید سرخ ہوگیا تھا جبکہ محرم نے شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"ادیان اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔"

محرم نے اسے ٹالنا چاہا تھا لیکن وہ ادیان شاہ ہی کیا جو ٹل جائے۔

مم یہ کسی صورت بھی ممکن نہیں اور بس آپ لوگ دعا کریں یہ ڈیلنگ ہمارے ہاتھ"
"لگ جائے۔میری تو پوری کوشش ہوگی۔

ادیان نے کہتے ساتھ ہی موبائل پہ آنے والی کال کو نظرانداز کرتے کال کاٹی اور دوبارہ ان کی جانب متوجہ ہوا۔اس سب میں لیزے تو خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھی البتہ سماعتیں اسی میں لگی ہوئی تھیں۔

''پر ادیان بھائی یہاں بھی تو ہوسکتی ہے میٹنگ۔''
انابی نے کہنا ضروری سمجھا تو وہ ہولے سے مسکراتے اس کی جانب متوجہ ہوا اور اسے اپنے محبت بھرے حصار میں لیا۔

''ہوسکتی ہے پر وہاں سے اتنے زیادہ لوگوں کو آنا پڑیگا اور یہاں سے بس میں اور میری سیکریٹری ہی جائیں گے اور ہم جاسکتے ہیں ناں اس لئے اتنے لوگوں کو کیوں تکلیف دیں۔اور ویسے بھی کچھ دنوں کی بات ہے پھر واپسی بھی تو ہوگی۔''

ادیان نے اطمینان سے اپنی بات مکمل کی جبکہ سیکرٹری لفظ پہ خاصہ زور دیا۔ سیکریٹری والی بات پر علیزے پہلو بدل کر بیٹھ گئی۔چہرہ مزید سرخ اناری ہوگیا تھا۔دانت پہ دانت سختی سے جمائے ہوئے تھے۔ادیان کو اس کی غصے والی حالت مزہ ہی دے گئی اس کی نگاہوں سے لیزے کی بھینچی ہوئی مٹھیاں مخفی نہیں تھی۔

''مجھے کیا جائیں کسی کے ساتھ بھی ویسے بھی بلاوجہ ناراض تھے اب جب میں ناراض ہوں تو موصوف کو پتہ ہی نہیں۔اپنی ناراضگی پہ سب منائیں کوئی اور ناراض ہو تو بھاڑ میں جائے۔''واہ ان کی سوچیں۔

غصے سے دل ہی دل میں بھڑاس نکالتے بس وہ سوچتی ہی رہ گئیں۔

"تو یوں کرو ناں علیزے کو بھی ساتھ لے جاؤ اپنے۔"

عفان نے میدان میں کودتے مفت کا مشورہ دیا تو لیزے نے بے ساختہ اس کی جانب دیکھا اور ایک نگاہ ادیان پہ ڈالی جیسے اس کے جواب کی منتظر ہو۔

نہیں چاچو یہ تو کسی صورت ممکن نہیں ہے۔ میں وہاں میٹنگ کے لیے جا رہا ہوں" گھومنے نہیں اور دوسری بات اس کی یونی بھی ہے ابھی مطلب پڑھائی کا ضیاء ہوگا اس "لئے پھر کبھی لے جاؤنگا۔آپ لوگ یہ بات دل پہ کیوں لے رہے ہیں۔

ادیان نے متانت بھرے انداز میں ان کی جانب دیکھتے بے نیازی سے جواب دیا تو وہ بھی اس کی بات سے متفق ہوتے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئے۔جبکہ لیزے کے دل میں چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔اسے لگا تھا کہ وہ اس مشورے پہ تو رضامندی ظاہر کرہی دے گا لیکن وہ تو اسے ساتھ لے جانے سے بھی انکاری تھا۔

"کب نکلنا ہے پھر آپ نے۔"

ازلان شاہ کی سنجیدہ آواز پر ادیان نے ان کی جانب رخ کیا۔

"کل رات کی فلائٹ ہے ڈیڈ۔"

اس نے بھی جواباً رسانیت سے جواب دیا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے صوفے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

چلو ٹھیک ہے پھر خیر سے جاؤ۔اللہ تمہیں کامیاب کرے۔ علیزے بیٹا ادیان کی پیکنگ" کر دو آپ پھر یہ ریسٹ بھی کر لے ناں کل تو جانا ہے اس نے۔ تھکن زیادہ نہ "ہوجائے۔

محرم نے اسے آنکھیں دکھاتے تحکم بھرے انداز میں کہا تو اس نے جواباً شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔ محرم چاہتی تھی کہ وہ جانے سے پہلے تمام ناراضگیاں ختم کرلیں تبھی اسے صوفے پہ پسارے دیکھ جھڑک دیا۔

"جی پھوپھو۔"

محرم کے کہنے پر وہ بمشکل مسکراتی ٹانگیں نیچے کرتی چپل پیروں میں اڑستی تن فن کرتی اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

اسے جاتے دیکھ ادیان بھی سرعت سے مسکراہٹ دبا گیا اور ایک بار پھر سر جھٹکتے ان سب سے باتوں میں مصروف ہوگیا جبکہ عزہ بھی ان سب کو باتوں میں مشغول دیکھتے ان سب سے معذرت کرتی اپنے کمرے کی جانب چل دیں ان کا یوں جانا عفان شاہ کو بری طرح ٹھٹکا تھا جس بارے میں بعد میں بات کرنے کا سوچتے فلحال سب کے ساتھ ہی مصروف رہے۔اس طرح یوں محفل چھوڑ کر جانا انہیں مناسب نہیں لگا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ اشتعال کے عالم میں وارڈروب کے ایک جانب سے سوٹ کیس نکال کر مشکل سے گھسیٹتی بیڈ پہ پٹخنے والے انداز میں رکھا۔

انہیں سیکرٹری کے ساتھ جانا ہے۔اس کا قتل نہ کر آؤں میں۔لیزے کو نہیں لے کر" جانا۔خود کو شادی شدہ نہیں دکھانا چاہ رہے ہونگے تاکہ لڑکیاں مکھیوں کی طرح ان سے "چپکیں۔

وہ دانت کچکچاتے ہوئے دل ہی دل میں اپنی بھڑاس نکالنے میں مصروف تھی ساتھ ساتھ ادیان کے کپڑے وغیرہ وارڈروب سے نکال کر تہہ کر کے پٹخنے والے انداز میں سوٹ کیس میں رکھنے لگی۔بڑبڑانے کا شغل ابھی بھی جاری تھا۔اس کا غصہ کسی طور پہ

کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ابھی ادیان کی کچھ چیزیں ہی اس میں رکھی تھی کہ وہ کمرے میں داخل ہوا اور بنا اسے مخاطب کیئے ایک ڈریس نکالتا فریش ہونے چل دیا جبکہ اس کے نا مخاطب کرنے پر علیزے نے غصے سے دانت کچکچائے پھر ضبط کرتی اس کی پیکنگ مکمل کر کے اس کا بیگ ایک سائیڈ پر رکھا۔اس کی بے رخی پہ آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے تھے۔

"ناراض مجھے ہونا چاہیئے اور منہ بنا کر یہ بیٹھ گئے ہیں ایک تو مجھے لے آئے رکنے نہیں دیا اوپر سے بنا بتائے جارہے ہیں اب میں بھی بات نہیں کرونگی۔"

غصے سے بڑبڑاتی وہ کمفرٹر ایک جھٹکے سے کھولتی اس میں دبک کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔ اس وقت فلحال اسکا ادیان سے کسی بھی قسم کی بحث کرنے کا موڈ نہیں تھا۔گھڑی رات کے بارہ بجارہی تھی لیکن وہ ابھی تک فریش ہوکر باہر نہیں نکلا تھا۔

وہ فریش ہوکر جوں ہی باہر آیا تو بیگ کو وارڈروب کے ایک جانب رکھا دیکھ کر بیڈ پر اسے سوتا پاکر مسکرایا وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ سب اس سے ناراضگی جتائی جارہی ہے۔معاً کچھ سوچتے اس نے گلہ کھنکھارتے اپنی موجودگی کا اساس دلانا چاہا لیکن وہ بدستور ویسے ہی

لیٹی ہوئی تھی۔اسے ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ وہ اس کی ناراضگی کا سوچتے دھیمے سے مسکراتے سر جھٹک گیا اور آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے بال سنوارتے خود پہ پرفیوم سپرے کیا اور مضبوط چال چلتے خود بھی بیڈ کی دوسری جانب نیم دراز ہوگیا اور ایک جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنے مدمقابل کیا تھا۔لیزے جو اس کی موجودگی بیڈ پہ محسوس کرتے سانس روک گئی تھی اس اچانک ہوئی افتاد پہ پھڑپھڑا کر رہ گئی۔

"چھوڑیں مجھے میں نے آپ سے بات نہیں کرنی۔"

وہ آنکھیں میچے کسمساتے ہوئے اس کی گرفت سے آذاد ہونے کی کوشش کرنے لگی لیکن دوسری جانب گرفت قابلِ ستائش تھی۔ادیان نے اس کی دونوں میچی ہوئی آنکھوں پہ اپنا محبت بھرا لمس چھوڑا۔وہ جانتا تھا کہ اس میں آنسو تیر رہے ہونگے اور یہی چیز ادیان کو ناقابلِ برداشت تھی۔

"لیکن مجھے تو اپنے چھوٹو سے بے بی سے کرنی ہے۔"

وہ شرارت سے اس کی چھوٹی سے ناک دباتا اس کی صبیح پیشانی پہ محبت کی مہر ثبت کرتا ہوا بھاری گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تو لیزے نے جھٹکے سے آنکھیں کھولتے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جا کر اپنی سیکرٹری سے باتیں کریں سمجھے آپ کا چھوٹو بے بی مر گیا۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے جو منہ میں آیا بول گئی۔ جس کا اندازہ اسے اپنی کمر کے گرد ہوتی اس کی سخت گرفت سے ہوا تھا۔ اس نے تکلیف کی شدت سے اس کی جانب دیکھا۔ تو اس کی سرد نگاہیں خود پہ ٹکی دیکھ اسے اپنی کہی ہوئی بات کا اندازہ ہوا تھا اس نے اس کے خطرناک تاثرات سے سہم کر اپنے خشک ہوتے لبوں پہ آہستہ سے زبان پھیری۔

"آئندہ ایسی بکواس کرنی ہو نہ تو مجھ سے سچ میں بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتا کمفرٹر اوڑھتے چت بیڈ پہ لیٹتا آنکھوں پہ ہاتھ رکھ گیا۔ لیزے نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھتے انگلیاں چٹخائی۔ ہمیشہ اپنی اس قینچی کی طرح چلتی زبان کی وجہ سے ہی ادیان ناراض ہوتا تھا اس سے۔ لیکن وہ پھر بھی اسے قابو نہیں کرپاتی تھی۔ وہ اپنی تمام ہمت متجمع کرتے اس کے قریب ہوئی اور کپکپاتے ہاتھ اس کے سینے

پہ رکھتے وہاں اپنی ٹھوڑی ٹکائی۔ادیان آنکھیں موندے اس کی اگلی حرکت کا منتظر تھا۔اس کا لرزنا ادیان نے دل ہی دل میں اس کی ہمت کو داد دی تھی۔

"ادیان۔"

اس نے دھیمے سے بولتے اس کی آنکھوں سے بازو ہٹانا چاہا لیکن اس نے مضبوطی سے رکھا ہوا تھا۔لیزے کا سانس باقاعدہ پھولنے لگا۔تبھی تھک ہار کر وہی سر رکھ گئی۔

"سوری نہ۔"

اس نے معافی مانگتے اپنی بات کا اثر ذائل کرنا چاہا تھا لیکن وہ تو جیسے پوری طرح ناراضگی دکھانے کے موڈ میں تھا۔اس کی ہمت جواب دینے لگی۔وہ جانتی تھی کہ اس کی ناراضگی ساری رات اسے پریشان رکھے گی تبھی وہ سب کلئیر کر کے سونا چاہتی تھی لیکن وہ تو پرسکون نیند سوچکا تھا۔

وہ بھی اپنی ٹھوڑی اٹھاتے کروٹ بدل گئی معاً اپنے گرد سرسراتی انگلیوں سے حصار قائم ہوتا دیکھ اس کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔

"سوری ایکسیپٹڈ ادیان کی جان۔"

وہ اس کے رخسار پہ محبت کی شدت بھری مہر ثبت کرتا ہوا محبت سے بولا تو لیزے تشکر بھرا سانس خارج کرتی تفاخر سے مسکرادی تھی۔

"مجھے لگا آپ سکون سے سوگئے ہونگے۔"

لیزے نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ کرتے شکوہ کناں انداز میں اسے مخاطب کیا تو وہ ہولے سے اس کی پیشانی کو چھوتا اس کے سیاہ گھنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے انہیں سنوارنے لگا۔

"میری بدولت میرا سکون بے سکون ہو تو میں کیسے سکون میں رہ سکتا ہوں۔"

جواباً اس کے اس قدر پرتپش شدت بھرے جواب پہ لیزے کے اوسان سرعت سے خطا ہوئے۔ حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔وہ اسی کے حصار میں مقید سونے کی کوشش کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد اس کے سونے کا یقین ہوتے ہی اس کا رخ اپنے جانب کر کے سر اپنے سینے پر رکھتے اس کے گرد مضبوط حصار قائم کیا اور سائیڈ لیمپ آف کرتے خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگا۔

"فہد یہ لو چائے میڈیسن یاد سے لے لینا۔"

روشی چائے کا کپ ٹرے میں رکھے جوں ہی اندر داخل ہوئی تو فہد برش کی مدد سے بال سنوارنے میاں مصروف تھا اس کی بات پہ محبت سے اثبات میں سر ہلا گیا۔

"آپ کیوں اوپر آئی مجھے نیچے بلا لیتی۔"

فہد نے اس کی طبیعت کے پیشِ نظر کہا جس کی خود کی طبیعت آج کل خراب رہتی تھی تبھی احد کچھ دنوں کیلیے اسے یہی چھوڑ گیا تھا کہ وہ پرسکون رہ سکے۔اس کی بات پہ روشی نے اس کے سر پہ ایک چپت ماری تھی۔

کچھ نہیں ہوتا بڑی بہن ہوں اتنا تو کر ہی سکتی ہوں۔اب تم کھاؤ اور پرسکون نیند "سو جاؤ۔"

روشی اسے سختی سے ہدایت کرتی خود کمرے سے باہر نکل گئی۔میڈیسن لینے کے بعد ابھی وہ اپنی پیشانی مسلتے بیڈ پہ بیٹھا ہی تھا معاً اس کے موبائل پہ بیل رنگ ہوئی۔پہلے تو وہ

اکتا کر سر جھٹک گیا لیکن مسلسل بیل ہوتا دیکھ اس نے سائیڈ ٹیبل سے جھپٹنے والے انداز میں موبائل اٹھایا جہاں ان نون نمبر جگمگا رہا تھا۔فہد کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس نے اچھنبے سے کسی ضروری کال کا سوچتے فون کان سے لگایا لیکن دوسری جانب سے آنے والی نسوانی آواز پہ وہ حیرت سے غوطہ زن ہوا۔یہ کون عجوبہ تھی اب۔

"کون بات کررہا ہے۔"

اس نے نا سمجھی سے استسفار کیا تو دوسری جانب سے وہ وجود کھلکھلا کر ہنس دیا۔

"ناہید بول رہی ہوں فہد۔"

اس کی کھنکتی آواز پہ فہد کا دماغ بھک سے اڑا اس نے حیرت سے زیادتی سے موبائل کی جانب دیکھا۔اس نے تو آج تک کسی کو بھی نمبر نہیں دیا اپنا تو پھر اس کے پاس کیسے پہنچا۔گھر والوں کو بھی اس نے سختی سے تاکید کی ہوئی تھی۔اس کا غصہ سوا نیزے پہ جا پہنچا۔

"میرا نمبر کہاں سے آیا تمہارے پاس۔"

اس نے حتی امکان اپنے اشتعال پہ قابو پاتے اپنے لہجے کو سخت بناتے استسفار کیا تو دوسری جانب سے وہ ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس دی۔

"کیسے چڑیلوں کی طرح ہنستی ہے۔"

فہد اس کے بار بار ہنسنے پہ جھرجھری لیتا ہوا دل ہی دل میں بولا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ غصہ تو نہیں کرو گے۔"

اس نے اپنی شرط رکھی جو فہد کو ایک آنکھ نہ بھائی۔اگر یہ اس کے ڈیڈ کے دور کی کزن کی بیٹی نہ ہوتی تو ضرور پھر اس کی گردن فہد کے شکنجے میں ہوتی۔

"میں نے پوچھا میرا نمبر کہاں سے آیا۔"

اس نے کڑے لہجے میں جتانے والے انداز میں اسے مخاطب کیا تو وہ اس کا لہجہ دیکھتے گربڑا گئی۔

وہ مجھے تمہارا نمبر اس دن انابی نے دیا تھا وہ کہہ رہی تھی کہ میں تم سے بات کیا کروں"

"تم مجھے پسند کرتے ہو۔

وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولی تو فہد اس کی بات پہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی بات سنی تھی۔انابی سب کچھ کرسکتی تھی لیکن ایسی حرکت نہیں معاً اس کے دماغ میں جھماکہ سا ہوا اس دن خان ہاؤس میں انابی کا اس کا موبائل پکڑنا۔وہ اتنی پرسکون کیوں تھی۔اس نے ناہید کی بات کا بغیر کوئی جواب دیے کھٹاک سے فون کاٹ دیا جبکہ ناہید ارے ارے کرتی رہ گئی۔

"انابی میرے منع کرنے کے باوجود اگر تم نے یہ حرکت کی ہوئی نہ تو یقین کرو میرے سے برا کوئی نہیں ہوگا تم مجھے ضبط کے آخری مراحل پہ پہنچا رہی ہو۔"

وہ مٹھیاں بھینچتے دھیمی آواز میں پھنکارا تھا اور ساتھ ہی بیڈ سے تکیہ اٹھاتے اسے غیض کے عالم میں زمین پہ پٹخا تھا۔بدگمانی حد سے سوا ہورہی تھی۔وہ غصے میں اپنے دکھتے سر کو دباتے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ گیا۔

آج روز کی نسبت ٹھٹھرا دینے والی ہوا چل رہی تھی۔آسمان پہ کالے بادلوں نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ایسے میں وہ یونی کے گراؤنڈ میں موجود بینچ پہ بیٹھی انگلش کی کتاب کھولے پوری دلجمعی کے ساتھ کتاب پڑھنے میں مصروف تھی۔پڑھنے کے دوران وہ شال کو بار بار اپنے اطراف میں اچھے سے لپیٹ رہی تھی۔معاً وہ ناک پہ سے پھسلتے چشمے سے تنگ آکر جھنجھلا کر کتاب بند کرتے ضبط سے گہرا سانس بھر گئی۔لیزے اور مازہ کا ایکسٹرا لیکچر چل رہا تھا تبھی وہ یہاں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔اس نے اپنی سڈول کلائی میں موجود گھڑی میں ٹائم دیکھا جو ساڑھے گیارہ بجا رہی تھی۔وہ ماتھے پہ ہاتھ مارتی کلاس لینے جانے کا سوچتے کتابیں سمیٹنے لگی معاً اپنے نزدیک سے آنے والی آواز پہ اس نے چونک کر سر اوپر اٹھایا تو فہد دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے اسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن اس کی آنکھوں سے نکلتے شعلوں نے انابی کو ایک لمحے کے جھٹکا دیا تھا۔اچانک اس دن کی بات یاد کرتے اس کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا وہ مکمل طور پہ اس سے بے نیازی برتتے نوٹس کے صفحات فائل میں پن کرنے لگی۔اس کی نظراندازی پہ فہد کو پہلے ہی غصے سے بھرا بیٹھا

تھا تلملا اٹھا۔ تبھی اس کی کلائی کو ایک جھٹکے سے جکڑتے کھینچتے ہوئے سنسان گوشے کی جانب چل دیا۔

"میرا ہاتھ چھوڑو فہد ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔"

انابی نے دانت پیستے ہوئے کسمساتے ہوئے اس کی مضبوط گرفت سے اپنی کلائی آذاد کرانی چاہی لیکن وہ تو جیسے ہٹ دھرم بنا بیٹھا تھا۔ انابی کا دل لرزا تھا۔

"ورنہ کیا اچھا نہیں ہوگا کیا کروں گی تم۔"

وہ اسے ایک درخت کی چھاؤں میں لاتے اپنی سرد آنکھیں اس کی سہمی ہرنی جیسی آنکھوں میں گاڑھتے دھیمے لہجے میں دھاڑ اٹھا۔ اس کی دھاڑ پہ وہ اچھل کر مزید درخت سے ساتھ لگی۔

"ورنہ مم۔ میں چیخ کر سب کو اکٹھا کر لوں گی یہاں۔ اسی لیے بہتر ہے کہ میرے سے دس قدم کے فاصلہ قائم رکھو۔"

اس نے تنبیہی لہجے میں انگلی اس کی جانب دکھاتے ہوئے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا۔ اسے اب باقاعدہ فہد کے رویے سے حیرت ہونے لگی تھی کیونکہ ان کے درمیان

ایسی باتیں ہمیشہ مذاق میں ہی ہوئی تھی لیکن پچھلے کچھ دنوں سے اسکا رویہ جوں کا توں سرد ہی تھا۔

ہنہہ تمہیں اور آتا ہی کیا ہے ابھی چیخوں گی یہاں پہ تم۔ خود سب کی نگاہوں میں پاکباز"
"بن جاؤ گی اور میں ایک وحشی سفاک انسان جو تمہاری عزی پہ ہاتھ ڈال رہا ہے۔

فہد نے تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے غصیلے لہجے میں کہا تو انابی صدمے کی کیفیت میں منہ کھولے اسے دیکھنے لگی جس کے آنکھوں کے ڈورے بے تحاشہ سرخ ہورہے تھے۔ناجانے کس نے اس کے دماغ میں یہ ذہر انڈیل دیا تھا۔

فہد دیکھو میں نے نا پہلے کبھی تمہارے کردار پہ کوئی بات کی ہے اور نہ ہی اب کی"
ہے۔ایک بات تم پہ میں واضح کردوں کہ اس دن جو بھی کچھ ہوا وہ صرف ایک مزاق تھا اسے مذاق ہی رہنے دیا جائے تو ہم دونوں کے حق میں بہتر ہوگا اور دوسری بات مجھے خود
"بھی نہیں پتا جسے سن کر تمام بے تحاشہ بھڑک رہے ہو۔

انابی تسلی سے سمجھانے والے انداز میں گویا ہوئی ساتھ ہی آخری بات اسے جتائی جس کی بدولت وہ اس پہ چڑھ دوڑا تھا اور کوئی لحاظ بھی نہیں کررہا تھا۔

تم نے اس بار کچھ کہا نہیں ہے بلکہ تمہارے ان خرافاتی ہاتھوں نے کارنامہ سرانجام

"دیا ہے۔یقین کرو شدت سے دل چاہ رہا ہے کہ تمہارے انہی ہاتھوں کو کاٹ ڈالوں۔

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا لیکن اس کی پیشانی پہ پڑتی سلوٹیں دیکھ فہد گہرا سانس

بھرتے دو قدم کا فاصلہ قائم کرتے سر کے بالوں کو ماتھے سے ہٹاتے سنوارنے لگا تو

انابی دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتی اس کے مقابل آئی۔فہد

نے ایک قہر آلود نگاہ اس کے انجان اور پرسکون انداز پہ ڈالی تھی۔

"تم نے ناہید کو میرا نمبر کیوں دیا۔جواب چاہیے مجھے ڈیم اٹ۔"

وہ درخت پہ مکہ مارتا بے بسی سے دھاڑا تو انابی نے آنکھوں میں واضح غصہ لیے اس کے

پاؤں پہ اپنا پاؤں مارا فہد اس کی اچانک کاروائی پہ حیران رہ گیا۔

ایک منٹ ایک منٹ مسٹر فہد آپ کو ضرور کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے نا ہی"

آپ میرے لیے کبھی اتنی اہمیت کے حامل ہوئے ہیں اور نہ ہی میں آپ کیلیے کہ ہم

ایک دوسرے کے خلاف پروپگینڈے کر کے اس پہ عمل درآمد کرتے پھرے تو مہربانی

فرما کر اپنی اس ہوتی سوتی سے خود پوچھیے کہ اس کے پاس تمہارا نمبر کیسے کیا۔نہ کبھی تمہارا

نمبر میرے خود کے استعمال میں آیا ہے اور نہ ہی میں نے کبھی کسی کو یہ موقع فراہم کیا ہے۔"

وہ دو سیکنڈ کے اندر اندر تنفر سے اسے دیکھتی اس کی اوقات واضح کرگئی تھی۔فہد کا رنگ اس کی بات پہ سرعت سے پھیکا پڑا تھا۔مطلب وہ اس کے لیے ایک ذرے برابر بھی معنی نہیں رکھتا تھا۔کیسے اس نے اس کی ذات کے پرخچے اڑا دیے تھے۔معاً وہ اپنے حواس بحال کرتے دونوں ہاتھوں سے سر کے بالوں کو پیچھے کرگیا۔

"کوئی بات نہیں آج نہیں تو کل تمہارے نزدیک صرف میری ہی اہمیت ہوگی۔تمہارے ان لبوں سے صرف میرا ہی نام ادا ہوگا ہر لمحہ۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھتے جتانے والے لہجے میں گویا ہوا تو اس کی ناممکن بات پہ انابی نے بڑی مشکلوں سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی ورنہ جی چاہ رہا تھا اس کی خوشفہمی پہ قہقہے مار کر ہنسے۔

"میں تم سے کچھ بھی نہیں کہوں گی اس کے جواب میں کچھ بھی نہیں لیکن ایک بات ضرور کہنا چاہوں گی امید ہے اس کے بعد ان خوش فہمیوں کے سمندر سے نکل کر جس

میں تم ڈوبتے جا رہے ہو کنارے سے لگ جاؤ گے۔جس رشتے میں اعتبار نہ ہو نہ وہ رشتہ میرے نزدیک ایک ریت کے ذرے برابر بھی معنی نہیں رکھتا۔کیا کہتے ہو مجھے بچپن سے جانتے ہو ہے نا۔اگر جانتے ہوتے نہ تو جس نے یہ غلط بیانی کی ہے نہ میرے خلاف اس کا منہ توڑتے نا کہ میرے پاس یوں آکر میرے احساسات کو مجروح کرتے نہ ہی الزام تراشیاں کرتے۔تم سے دشمنی کا رشتہ ہی سہی لیکن ایک رشتہ تو تھا ہی نہ۔شاید تمہیں وہ سرے سے ہی راس نہیں ہے۔"

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی لہو ہوتی آنکھیں گاڑھتے سختی سے دانت پہ دانت جمائے دھیمی آواز میں پھنکاری۔فہد نے ایک خاموش نگاہ اسی پہ ڈالی تھی۔

"تم شاید بھول رہی ہو کہ بے اعتباری بھی تمہاری ہی بخشی ہوئی ہے۔ولیمے والے دن ہم دونوں کو ایک نامحرم رشتے میں باندھنے والی شاید تمہاری ہی حسین ہستی تھی یا میں نے آکر تمہارے پاؤں پکڑ کر منتیں کی تھی کہ سب کے سامنے جا کر یوں میرے کردار کو نشانہ بناتے اس پہ وار کرو۔"

وہ کٹیلے لہجے میں بھنویں اچکاتے ہوئے گویا ہوا تو انابی اس کی بات پہ بے ساختہ نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔جو بھی تھا لیکن بات میں دم بھی تھا۔اور فلحال وہ اپنے دفاع کے خاطر اس کی بات کو یوں جھٹلا بھی نہیں سکتی تھی۔

"میری کلاس کا ٹائم ہورہا ہے۔"

وہ اس کی ذات سے مکمل طور پہ نظرانداز ی برتتے شانے پہ بیگ جماتے ہوئے بغیر اس کی جانب دیکھے بولی تو فہد تلخی سے ہنس دیا۔وہ ایک نگاہ اس کے ہنستے چہرے پہ ڈالتے بیگ کی تنی کو مضبوطی سے تھامتی وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

"انابی بی بی نظریں وہی چرایا کرتے ہیں جو ازل سے جھوٹے ہوتے ہیں جھوٹوں کی سردارنی۔تمہاری ان باتوں پہ تو میں مر کر بھی یقین نہ کرو کیونکہ تم سے ہر قسم کی حرکت کی توقع کی جاسکتی ہے۔"

اپنے عقب سے آنے والی اس کی آواز پہ انابی نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی اور جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی جانب اس کی جانب دیکھا۔

"اللہ کرے تمہیں ڈیش پڑے۔"

وہ زمین پہ زور سے پیر پٹختے ہوئے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔

"میں تو چاہتا ہوں کہ مجھے ہمیشہ تم ہی پڑھو۔"

وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ لبوں میں دباتا اس کی جانب سر جھکاتے لوفرانہ انداز میں بولا ساتھ ہی بائیں آنکھ دبائی۔انابی کا جی چاہا اس کی آنکھ نکال کر اس کے ہاتھوں میں تھمادے۔

"شٹ اپ لفنگے۔"

وہ اس کی حرکتوں سے عاجز آتے روہانسے ہوتے بولی۔

"اوکے جانو اوپس ایسی باتیں شادی کے بعد کریں گے۔"

وہ اس کے چڑنے پہ مزید اپنے قہقہے پہ ضبط نہ کرسکا تبھی مزید پھیلتے ہوئے بلند بانگ قہقہے سمیت گویا ہوا۔انابی تلملاتے ہوئے اس پہ تف بھیجتی جھٹکے سے رخ موڑتی اپنی کلاس کی جانب بڑھ گئی۔اس کے جاتے ہی فہد کا مسکراتا چہرہ ایکدم سپاٹ ہوا تھا۔چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں واضح تھی۔معاً وہ بھی سر جھٹکتے اپنی کلاس کی جانب

بڑھ گیا لیکن وہ یہ ضرور سوچ چکا تھا کہ یہ جس کی بھی حرکت ہوئی اسے تو وہ ایسا مزہ چکھائے گا کہ اگلی بار سے وہ ایسا کچھ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکے گا۔

وہ سب اس وقت کھانے کی ٹیبل پہ موجود کھانا کھانے میں پوری طرح محو تھے بس ڈائیننگ کی خاموش فضا میں پلیٹ چمچ کی آوازیں ہی گونج رہی تھی۔معاً حیدر کی آواز پہ وہ سب کھانے سے دھیان ہٹاتے اس کی جانب متوجہ ہوئے جنھوں نے باقاعدہ فاریہ کو مخاطب کیا تھا کو کھوئی کھوئی کیفیت میں پلیٹ پہ نظریں جمائے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔

''کیا ہوگیا فاریہ بچے آپ کا دھیان کہاں ہے۔''

انھوں نے سنجیدہ آواز پہ وہ ہڑبڑاتے ہوئے ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور چونک کر ان کی جانب دیکھا۔ان کی بیوی کائنات نے مسکراتے ہوئے دوبارہ پلیٹ پہ سر جھکالیا۔

''نہیں پاپا کچھ بھی تو نہیں۔''

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بس اتنا ہی بول پائی تھی۔

حیدر علی نے تشویش سے اس کی جانب دیکھا۔

پکانہ۔

انہوں نے تصدیق چاہی تو فاریہ نے مسکراتے ہوئے انہیں گویا تسلی دی تھی اور ایک سہمی ہوئی نگاہ کائنات اور ریحان پہ ڈالی تھی جو تنبیہی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔فاریہ نے پلک جھپکتے مشکلوں سے آنسوؤں کو حلق میں اتارا تھا۔

چلو ٹھیک ہے میں پھر ابھی کیلیے نکل رہا ہوں مجھے ایک بہت ضروری کام ہے آپ" اپنا مکمل خیال کرنا۔کمرے میں جاکر ریسٹ کرو ابھی زخم مکمل طریقے سے ٹھیک نہیں "ہوئے ہیں کائنات بچی کا خیال کرنا۔

انہوں نے فاریہ کو رسانیت سے ہدایت کرتے اچانک ہی خاموش بیٹھی کائنات کو مخاطب کیا تھا تو وہ فوراً سے پہلے شہد سے بھی میٹھی ہوتی اثبات میں سر ہلاگئی اور اپنی جگہ سے اٹھتے فاریہ کے نزدیک آتے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔فاریہ کا دل ان کے یوں قریب آنے پہ ہی لرز کر رہ گیا۔اس نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں بھینچتے مشکل ان کے لرزنے پہ قابو پایا تھا۔

"جی جی آپ پریشان نہ ہو میں پوری طرح ریسٹ کرواؤ گی اسے۔میں بھی تو یہی چاہتی ہوں کہ یہ جلد از جلد ٹھیک ہوجائے۔مجھے اپنی بیٹی کی بہت کمی محسوس ہوتی ہے۔"

وہ اس کے دونوں کندھوں پہ دباؤ ڈالتی دانت پیس کر مسکراتے ہوئے بولی تو فاریہ نے خوفزدہ ہوتے ان کی جانب دیکھا جن کی آنکھوں میں باقاعدہ شاطرانہ چمک واضح تھی۔فاریہ کا ننھا سا دل آنے والے لمحات کا سوچتے ہی کانپنے لگا تھا۔ان کے ایک بار پھر دباؤ بڑھانے پہ وہ انہیں دیکھ کر مسکرادی تھی۔حیدر نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔باپ کی شفقت محسوس کرتے اس کا شدت سے جی چاہا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رودے۔اتنے عرصے کا غبار نکال دے لیکن ان کی موجودگی کا خیال اسے خوفزدہ بھی کررہا تھا۔

"چلیں پھر میں نکلتا ہوں دو گھنٹوں تک واپسی ہوگی میری اوکے آپ آرام کریں آپ کی ماما کام کرلیں گی۔"

حیدر مسکرا کر اس کا سر تھپکتے اپنا موبائل اور کیز اٹھاتے مضبوط قدموں سمیت وہاں سے نکلتے خارجی دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ریحان جو حیدر کی موجودگی میں خاموش تماشائی بنا

موبائل میں مصروف بیٹھا تھا سرعت سے کرسی کھینچ کر اٹھتا ان کے نزدیک آیا اور مسکرا کر فاتحانہ انداز میں کائنات کی جانب دیکھا۔

"چلیں ماما اب آپ شروع کریں ہم منتظر ہیں۔"

وہ تمسخر اڑاتی نگاہوں سے فاریہ کے وجود کا جائزہ لیتے ہوئے گویا ہوا تو وہ اس کی نظروں سے سہم کر بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی۔کائنات نے ریحان کی بات پہ تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک رقصاں تھی۔

"چلو پانچ منٹ ہے تمہارے پاس فوراً سے پہلے یہ برتن اٹھا کر ٹیبل اچھے سے صاف کرو اس کے بعد انہیں اچھے سے دھو کر واپس میرے پاس آنا۔"

وہ تحکمانہ انداز میں غصے سے گویا ہوئی تو اپنی ہاتھوں میں لگی چوٹ کا سوچتے اس کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھری۔کہنے کو وہ حیدر علی کی کزن تھی جسے اس کی دوسری ماں بننے کا فریضہ انجام دیا تھا لیکن اس کے دل میں قطرہ برابر بھی رحم نہیں تھا۔

"وہ ماما میرے ہاتھ۔"

اس سے پہلے کہ وہ ہکلاتے لہجے میں بولتی اپنی بات مکمل کرتی کائنات کی دھاڑ پہ اس کی چلتی زبان کو بریک لگی۔وہ ایکدم لبوں پہ ہاتھ جماتی تھر تھر کانپنے لگی۔

"کون ماما میں تم جیسی لڑکی کی ماں کبھی نہیں ہوسکتی میری صرف ایک ہی اولاد ہے میری بات ذہن نشین کرلو۔"

وہ اس کی کنپٹی پہ انگلی بجاتے تنبیہی انداز میں گویا ہوئی تو فاریہ نے جھٹ سے ہاں میں سر ہلایا اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

"آپ ایسے کیوں کرتی ہیں ماما اب آپ ایسی تو نہیں تھیں۔آپ کو مجھ سے بہت پیار کرتی تھی پہلے میں نے ماما کے جانے کے بعد آپ کو اپنی رئیل والی ماما مانا ہے۔"

وہ روتے روتے شکایتی انداز میں بولی تھی ساتھ ہی آستین کی مدد سے اپنے سرخ ہوتے گالوں کو سختی سے رگڑا تھا جس سے اس کے گلابی گال مزید گلابی ہوگئے تھے۔کائنات اس کی معصومانہ بات پہ چالاکی سے ہنس دی۔

"کوئی تمہیں آکر ہمدردی کے دو بول بولے گا اور تم فوراً سے پہلے اس پہ یقین کرتے اس کے بازوؤں میں سما جاؤگی ہے نا۔تمہیں اس سے پیارا شخص کوئی لگے گا ہی نہیں دنیا

میں۔تو میری بات کان کھول کر سنو یہ دنیا بہت مطلبی ہے اپنے مطلب نکالنا جانتی ہے پھر چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو۔بس سمجھ لو میں نے بھی کچھ ایسا ہی کیا ہے تمہیں اپنے مطلب کیلیے استعمال کیا ہے۔اور دیکھو آج میں کامیاب تمہارے سامنے کھڑی ہوں۔"

وہ شاطرانہ مسکراہٹ سمیت دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے بولی اس کی بات پہ فاریہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ماما میں جب سے وہاں سے لوٹی ہوں آپ مجھ سے نفرت کرنے لگی ہے نہ تبھی ایسا برتاؤ کررہی ہے ہے نا ماما۔لیکن ماما میں اس سب میں بلکل بھی گنہگار نہیں ہوں مجھے تو کچھ پتہ بھی نہیں تھا۔"

وہ روتے روتے اس کا ہاتھ تھامتی اپنے حق میں بولنے کی کوشش کررہی تھی۔معاً اس نے بفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکا تھا۔ریحان صوفے سے پشت ٹکائے دلچسپی سے اس سارے معاملے سے لطف اندوز ہورہا تھا۔

"نہیں میرے بچے میرے کہنے سے مراد یہ ہے کہ تم میرے لیے شروع سے ہی ایک مہرہ رہی ہو۔اور ویسے بھی رہی بات میرے ابھی بدلنے کی تو وہ میں تمہارے جانے سے پہلے نہیں بدل سکتی تھی کیونکہ نئی نئی تو شادی ہوئی تھی تمہارے ساتھ بگاڑ کر میں کسی بھی صورت میں حیدر کے ساتھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے گویا ہوئی تو فاریہ نے سکتے کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا جو کتنے آرام سے اپنا آپ اس پہ آشکار کر رہی تھی۔ان کے ارادوں پہ اس کا دل کانپا تھا۔کیا سارے دکھ اس کی قسمت میں ہی لکھ دیے گئے تھے۔

"یہ سب آپ نے کیوں ماما۔"

اس نے ہکلاتے لہجے میں اذیت ذدہ انداز میں انہیں مخاطب کیا تو وہ اس کے بھولے پن پہ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"جاننا چاہتی ہو کہ یہ سب کیوں کیا میں نے۔"

وہ اس کی تھوڑی کو جکڑتی پچکارتے ہوئے گویا ہوئی تو فاریہ نے سہم کر اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔یکلخت کائنات کے چہرے کے تاثرات بگڑے تھے وہ ایک

جھٹکے سے اس کی تھوڑی چھوڑتی اسے خود سے دور دھکا دے گئی جس کی بدولت کرسی کی ایک سائیڈ اس کے باذو میں پھرتی اسے آنکھیں میچنے پہ مجبور کرگئی۔وہ ایکدم کراہ کر بازو سہلاتی وہاں سے اٹھی اور دھندلی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے حیدر اور ان کا نکاح ہونے سے پہلے اسے اس قدر پیار دیا تھا کبھی ماما کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی لیکن وہ سب ان کیلیے مطلب کیلیے تھا لیکن ان کا مطلب کیا تھا آخر۔

یہ بات وہ جانتی تھی کہ کیسے اس نے حیدر علی کو اس نکاح کیلیے راضی کیا تھا حالانکہ وہ تو کسی صورت راضی نہیں تھے۔وہ ساری باتیں سوچتے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھپھک پھپھک کر رودی۔

چلو یہ ڈرامے بازیاں بند کرو اور کام پہ لگو تمہاری یہ ٹسوے بہاتی صورت مجھے ذرا نہیں" "پسند۔

وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے نحوست سے سر جھٹکا جو روتے ہوئے مزید حسین ہوگیا تھا اور یہی چیز ان کے نفرت میں مزید اضافے کا باعث بن رہی تھی۔

"میں پاپا کو بتاؤں۔"

اس سے پہلے کہ وہ رونے کے درمیان اپنی بات مکمل کرتی کائنات سختی سے اس کے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے جھٹکا دے گئی اور قہر آلود نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جو اب سہمی ہرنی کی مانند آنکھیں پھیلائے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"مجھے دھمکیاں دوگی کائنات کو۔ جاؤ بتاؤ حیدر کو جو بتانا ہے لیکن وہ تم پہ اس معاملے میں ذرا بھی یقین نہیں کرے گا کیونکہ اس کی نگاہ میں تو میرے سے اچھی ماں تمہارے علاوہ کوئی ثابت ہو ہی نہیں سکتی۔"

وہ اس کے بالوں کو جھٹکا دیتے کٹیلے لہجے میں گویا ہوئی تو فاریہ کے منہ سے بے ساختہ ایک سسکی سی نکلی۔ وہ ایک افسوس بھری نگاہ کائنات پہ ڈالتے ڈائنگ سے برتن سمیٹنے لگی ہاتھوں میں ٹیسیں اٹھ رہی تھی لیکن یہاں کسی کو بھی اس کی پرواہ نہیں تھی۔ سارا کچھ صاف کرنے کے بعد اس کا رخ اب کچن کی جانب تھا۔

"ماما آپ کیوں مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہیں مجھے بھی اپنے ساتھ ہی لے جاتی۔ میرا یہاں دل نہیں لگتا۔ میں پاپا کو بھی کیسے بتاؤں وہ بھی مجھے غلط سمجھیں گے جو مجھے بلکل اچھا نہیں لگے گا۔"

وہ کچن کے کیبنٹ کے ساتھ پشت ٹکائے اپنے گھٹنوں میں چہرہ چھپائے چھکوں پھکوں رودی۔

کہنے کو تو کائنات حیدر علی اور اس کی ماما منزہ کی کزن تھی لیکن وہ یہ سب کریں گی یہ اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

محرم اور عزہ دونوں کچن میں کھڑی رات کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھی۔ان دونوں کے درمیان کشیدگی جوں کی توں ہی تھی۔عزہ نے کئی بار خود مخاطب کرنے کی زحمت کی تھی لیکن محرم کا دک فلحال اس سے اچھا خاصہ خفا تھا کیونکہ ان کے نظریے کے مطابق بہت کچھ بدل چکا تھا ان کے درمیان۔گھڑی رات کے آٹھ بجا رہی تھی۔مرد حضرات آفس سے آنے والے تھے۔ادیان کی کچھ ہی دیر میں فلائٹ تھی جس کی بدولت لیزے کا بھی دل اداس تھا۔ابھی بھی انابی اور لیزے دونوں لاؤنج میں موجود صوفے پہ پسارے بیٹھی باتوں میں پوری طرح محو تھی۔

معاً عفان شاہ گھر کا خارجی دروازہ عبور کرتے مضبوط قدم اٹھاتے اندر داخل ہوئے اور ان دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔ لیزے ان کی اچانک آمد پہ ہڑبڑاتے ہوئے اٹھ بیٹھی اور اپنا ڈوپٹہ ٹھیک سے شانوں پہ پھیلایا۔

"انابی ماما کہاں ہیں۔"

انہوں نے کوٹ اتارتے سنجیدگی سے انابی کو مخاطب کیا تو اس نے مشکوک نگاہوں سے انہیں دیکھتے کچن کی جانب اشارہ کیا۔ کیونکہ آج خلافِ معمول ان کا سنجیدہ انداز انابی کو کہی نہ کہی کھٹکا گیا تھا۔ ہر وقت مذاق مستی کے موڈ میں رہتا انسان اس قدر سنجیدہ انداز اسے قطعی ہضم نہیں ہورہا تھا۔ عفان شاہ اس کی بات پہ ہنوز سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے کچن کی جانب چل دیے۔

"عزہ۔"

انہوں نے کچن میں داخل ہوتے ہی انہیں پکارا تو وہ جو فروٹس کاٹنے میں مصروف تھی چونک کر اپنی پشت پہ دیکھنے پہ مجبور ہوئی جہاں عفان شاہ کھڑے شاید انہی کی منتظر تھے۔ محرم بھی انہی کی سمت متوجہ ہوچکی تھی۔

"عفان شاہ اور ادیان۔"

انہوں نے بے ساختہ ان کی غیر موجودگی پہ پوچھا۔

"جی بھابھی میں جلدی آگیا وہ بس آتے ہی ہونگے۔"

انہوں نے محرم کو تسلی دیتے عزہ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔عزہ نے نا سمجھی سے ان کی پشت کو دیکھا تھا جو لمحہ بہ لمحہ دور ہوتے جارہے تھے۔

"آپی کیا آپ نے کوئی بات کی ہے میری یا شکایت وغیرہ۔"

اس نے مشکوک نگاہوں سے کام میں مصروف محرم سے استسفار کیا تو اس کی بات پہ محرم کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے اس نے سرعت سے ترچھی نگاہوں سے عزہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے سے پریشانی صاف چھلک رہی تھی۔

عزہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میں آپ کی طرح بات کا بتنگڑ بناؤ اور ایک بات کو غلط" طریقے سے کسی کے سامنے پیش کروں۔آج مجھے بے تحاشہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑرہا "ہے کہ میری بہن اب میری نہیں رہی۔خیر جس کے ساتھ بھی ہو خوش رہو۔

وہ اسے سختی سے باور کراتی دھیمی چال چلتے باہر لاؤنج کی جانب چل دی۔عزہ نے بھی عفان کا سوچتے فلحال محرم کی باتوں کو ذہن سے جھٹکتے کمرے میں جانے میں ہی عافیت جانی اب ان کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔وہ آلتو جلال تو کے مصداق جیسے ہی کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتی کمرے میں داخل ہوئی اتنی دیر میں عفان فریش ہوچکے تھے اور اب آئینے کے سامنے کھڑے اپنے بال برش کی مدد سے سنوار رہے تھے۔اس نے کمرے کا دروازہ بند کرتے گلہ کھنکھارتے اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا۔

"میں جان چکا ہوں کہ تم کمرے میں آچکی ہو۔"

ان کی کرخت آواز پہ عزہ نے ہونق پن سے ان کی جانب دیکھا جو آج ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ دکھائی دے رہے تھے۔

"سب ٹھیک ہے نہ عفان۔"

انہوں نے کسی خدشے کے تحت ان کے قریب جاتے استسفار کیا۔چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں واضح تھی۔عفان شاہ نے تسلی آمیز انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔اور انہیں لیتے صوفے پہ آئے خود بھی ان کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی۔

"میں کافی دنوں سے یہ بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن کام کے پریشر کی وجہ سے بس وقت ہی نہیں مل پارہا تھا۔یہ فہیم آج کل کس دنیا میں گم ہے کوئی بات ہوئی ہے کیا اس سے تمہاری۔مجھے اس کا رویہ اس کا خاموش خاموش انداز کھٹکتا ہے۔"

انہوں نے تشویش سے اپنی پیشانی مسلتے پوچھا تو ان کی بات پہ عزہ نے بھی پرسوچ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا بات تو ان کی ٹھیک تھی فہیم کا رویہ تھا تو ایسا ہی۔

"مجھے ویسے کوئی خاص علم نہیں ہے آپ کرتے ہاں اس سے بات کوئی مسئلہ تو نہیں اس کے ساتھ۔میں تو جاؤں تو بس خاموش ہی رہتا ہے۔"

انہوں نے کندھے اچکاتے ہوئے لاعلمی کا اظہار کیا ساتھ مشورہ بھی دے ڈالا لیکن اس کی بات پہ عفان شاہ کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا۔

"تمہیں کیوں علم نہیں ہے عزہ اپنے بچوں سے اس قدر بے خبری۔اس کے پاس بیٹھا کرو اس سے باتیں کیا کرو۔تاکہ وہ مزید احساسِ کمتری میں نہ پڑے سونے پہ سہاگہ تم مجھے کہ رہی ہو کہ تمہارے جانے کی بجائے میں جاؤں۔میں تو چلا ہی جاتا ہوں لیکن ماں

ماں ہی ہوتی ہے۔ایک ایسی ہستی جس کی کمی ایک انسان مرتے دم تک محسوس کرتا ہے۔"

انہوں نے سختی سے عزہ کی بات رد کرتے جیسے انہیں جتایا تھا۔عزہ ان کے پل پل بدلتے رویے پہ ہونق ذدہ ہی تو رہ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے میں چلی جاؤں گی وہ میری بھی اولاد ہے اور مجھے بے تحاشہ عزیز ہے۔"

انہوں نے بھی منہ بناتے انہیں باور کرایا تھا۔عفان شاہ ان کی بات پہ سر جھٹک کر رہ گئے تھے۔

"ویسے بھی میں سوچ رہی ہوں کہ ہمیں اب فہیم کی شادی کے متعلق سوچنا چاہیے۔اس سے اس کا دھیان بھی دوسری جانب لگے گا اور اس کی خوشی میں ہم بھی پرسکون ہونگے۔"

اس نے عفان کے شانے پہ ہاتھ جماتے اپنی رائے کا اظہار کیا تو عفان شاہ نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا جو اس معاملے میں انتہائی سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔

"یہ سب سوچ لیا ہے تو ضرور لڑکی دیکھنے کا کام بھی تم نے ہی سرانجام دے دیا ہوگا۔"

وہ خود کو مزید تلخ ہونے سے روک نہیں پائے تھے۔عزہ نے کینہ توڑ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا جو کب سے باتوں پہ باتیں ہی لگائی جا رہے تھے۔

"نہیں وہ میں آپ پہ چھوڑتی ہوں۔"

انہوں نے جیسے عفان کی ذات پہ کوئی احسان کیا تھا۔عفان شاہ نے اپنی داڑھی کو ہاتھوں سے سہلایا تھا اور ایک گہرا سانس بھرتے جیسے کسی نتیجے پہ پہنچے تھے۔

میری نظر میں ایک لڑکی ہے تو سہی۔اگر تم کہو تو ہم وہاں بات چلا سکتے ہیں اینڈ ایم "

"ڈیم شیور وہ ہمارے فہیم کے ساتھ بہت جچے گی۔

عفان شاہ نے محبت سے کہا۔اس بارے میں بات کرتے ہوئے ان کے لہجے میں ایک مٹھاس سی در آئی تھی۔عزہ کی آنکھوں میں تحیر کے بدباں کھلے۔

"اچھا کون ہے وہ لڑکی۔"

انہوں نے حیرت سے ان کی چمکتی آنکھوں میں دیکھتے استسفار کیا۔

ارے وہی فاریہ۔ماشاآللہ اتنی سلجھی ہوئی معصوم سی بچی ہے۔فہیم کے ساتھ اچھی بھی "

"لگے گی۔

عفان نے گویا ان کی سماعتوں میں ذہر اتارا تھا۔ عزہ کے تاثرات جو پہلے تجسس سے بھرپور تھے اب وہ ایک لمحے میں ہی بگڑ چکے تھے۔انہوں نے سختی سے دانت پہ دانت جمائے۔

تم کیا کہتی ہو اس بارے میں۔ حیدر سے بات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے"

"ویسے۔

انہوں نے بات کو مزید آگے بڑھایا تھا۔ عزہ کی برداشت کی حد یہی ٹوٹی تھی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے ان سے بات کرنے کی۔کیونکہ فاریہ اس گھر میں فہیم کی بیوی"

"بن کر کسی صورت نہیں آئے گی۔

عزہ نے تنبیہی نگاہوں سے انہیں دیکھتے جتانا ضروری سمجھا۔اس کی اس قدر اٹل بات پہ عفان شاہ کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی کیونکہ ان کا لہجہ ناجانے کیوں انہیں چونکا گیا تھا۔

"نہیں اس سب باتوں کا مطلب فاریہ کیوں نہیں آسکتی اس گھر میں۔"

انہوں نے تند نگاہوں سے انہیں دیکھتے استسفار کیا ساتھ ہی ان کے بازو کو جکڑتے ان کا رخ اپنی جانب کیا جن کے چہرے پہ کڑے تاثرات تھے۔

"کیا ہوگیا ہے آپ کو اور آپی کو ایک ہی بات کر کر کے آپ کو تھک نہیں رہے کیا آپ نہیں جانتے کہ میں کیوں انکار کررہی ہوں اس لڑکی کو گھر میں لانے سے۔یا کھول کھول کر بتاؤں وہ ایک اغواہ شدہ لڑکی ہے سمجھ رہے ہیں آپ میری بات۔اور میرے فہیم کیلیے ایسی لڑکی کا انتخاب کروں"۔

اس نے تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے چیخ کر جواب دیا۔ہر کسی کی ایک ہی بات سے وہ چڑ کر رہ گئی تھی۔

"کیا مطلب بھابھی نے کیا بات کی تم سے۔اور یہ تم فاریہ کو باتیں کس خوشی میں سنا رہی ہو اس قدر"۔

انھوں نے عزہ کے بازو کو ایک جھٹکا دیا تو وہ تلخی سے ہنستے کندھے جھٹک گئی۔

"اب تو مجھے یقین ہوگیا ہے کہ آپ سے بات محرم آپی نے ہی کی ہے کیونکہ آپکی اور ان کی سوچ میں اس قدر مماثلت ہے جو مجھے ہضم نہیں ہورہی"۔

اس نے ایکدم کچھ سوچتے اپنی سی بات کی تھی۔عفان شاہ اس کی ایک ہی تکرار پہ دانت کچکچا کر مٹھیاں بھینچ گئے۔

تمہیں اب شاید اپنی ہی بہن پہ یقین نہیں رہا تو اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے"
یہ تمہاری غلط سوچوں کا فطور ہے۔اور ایک بات مزید تم فاریہ کو اپنی بہو کے درجے پہ فائز نہیں کرنا چاہتی لیکن یہ بات شاید تمہیں بھی اچھے سے ازبر ہوگی کہ تمہارے بیٹے کے جذبات کیا ہے اسسے لے کر۔اس نے آج تک اس بات کا اظہار کسی سے نہیں کیا لیکن میں اس کی آنکھوں سے پھوٹتی روشنی کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا۔تم بھی تو سمجھی ہوگی ماں جو ہو اس کی۔"

عفان شاہ نے ایک ہی لمحے میں کھڑے ہوتے ان کی طبیعت صاف کی تھی۔لہجہ کڑک تھا۔عزہ نے ان کی باتوں پہ نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا اور دکھتے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔

"جو بھی ہے لیکن میں پھر بھی نہیں مانوں گی۔فہیم کی شادی میری پسند سے ہی ہوگی۔"
اس نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے کہا تھا۔عفان شاہ اس کی ہٹ دھرمی دیکھ کر رہ گئے تھے۔

"عزہ میں نہیں جانتا تم کس کی زبان بولنے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہو لیکن تم وہ عزہ نہیں ہو۔ مجھے یاد ہے آج بھی بھابھی کے کردار پہ جب انگلی اٹھی تھی جب تم ہی سب سے آگے تھی۔ تو پھر آج یہ باتیں مجھے افسوس میں مبتلا کررہی ہیں۔ تم میری عزہ ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ وہ جو عزہ تھی نہ وہ اپنی بہن کی باتیں سن کر اس پہ عمل کرتی تھی جو اپنے شوہر کو سمجھتی تھی جو ان باتوں کو سرے سے ہی نظرانداز کردیتی تھی لیکن اس بار تم نے ان سب چیزوں کو عزیز رکھتے ہم سب کو نظرانداز کردیا ہے۔"

وہ ضبط کے آخری مراحل پہ تھے تبھی افسوس کرنے والے انداز میں گویا ہوئے۔ عزہ کا دل ایک لمحے کیلیے ان کی باتوں پہ ڈوب کر ابھرا تھا۔ گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی معاً ایک بار پھر خود پہ سختی کا خول چڑھا گئی تھی۔

"میں یہاں اکیلے ہی انہیں علیحدہ کرنے کے منصوبے بنارہی ہوں اور آپ ہیں کہ انہیں جوڑنے کی تگ و دو میں ہیں۔ لیکن میرے ہوتے ایسا کسی صورت بھی ممکن نہیں ہوگا۔"

وہ دھیمے سے بڑبڑانے والے انداز میں بولی تھی۔ان کی بات پہ عفان جو کمرے سے باہر جارہے تھے ٹھٹھک کر رکے تھے کیونکہ وہ ان کے عقب سے ہی گزر رہے تھے تبھی ساری بات ان کی سماعتوں میں زہر بن کر اتری تھی۔وہ شکست ذرہ سے دوبارہ اس کے قریب آئے جو اب چہرہ جھکائے اپنی انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی۔

"کیا کیا ہے تم نے فہیم اور فاریہ کے ساتھ۔"

عفان شاہ نے بغیر کسی بات کو بڑھاوا دیے سیدھی بات کرنا ضروری سمجھا۔ان کی بات پہ عزہ کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا تھا۔ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑگئے۔

"مم میں کچھ۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی عفان شاہ درمیان میں ہی انہیں ٹوکتے دھاڑ اٹھے۔

"میں نے پوچھا کیا کیا تم نے ان دونوں کے ساتھ عزہ۔"

ان کی گرج دار آواز پہ عزہ کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھری تھیں۔عفان شاہ کے ضبط کا شیرازہ اب تک کی زندگی میں عزہ نے پہلی بار بکھیر دیا تھا کہ ان جیسا ہنس مکھ انسان بھی اپنے اشتعال پہ قابو نہیں رکھ سکا تھا۔

"وہ میں نے۔"

اس کے بعد عزہ نم آنکھوں سمیت چہرہ جھکائے سب کچھ انہیں بتاتی چلی گئی۔عفان شاہ کا حال ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔وہ ساکت کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے جو ان کے دلوں میں ایک دوجے کیلیے نفرت ڈال کر خود اس قدر پرسکون تھی۔وہ بے دم سے ہوکر صوفے پہ بیٹھے تھے اور دونوں ہاتھوں سے دکھتے سر کو تھام گئے تھے۔ناجانے ان کے درمیان حالات اب کیسے تھے کیونکہ ان کے مطابق تو پانی سر سے گزر چکا تھا۔

"عزہ میرے پاس الفاظ نہیں ہے مزید لیکن اگر اس سب میں میرا بیٹا ٹوٹا نہ تو اس کا باپ بھی بکھر جائے گا۔"

ان کی درد میں ڈوبی آواز عزہ کو سوچوں کی گہرائیوں سے کھینچ لائی تھی تبھی وہ تڑپ کر ان کی جانب متوجہ ہوئی جو اب وارڈروب سے اپنا سوٹ لیتے واشروم کی جانب جارہے تھے

جبکہ دروازے کے پار کھڑا وجود ابھی بھی فق چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔دل کی دھڑکن سست چل رہی تھی۔ بھوری آنکھوں میں آنسوؤں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا مطلب اس کی سب سے بری خوشی کو چھیننے والی اس کی اپنی ماں ہی تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ پورے گھر کی عمارت تلے دب گیا ہو جس کے تلے اس کا وجود بے بس اور لاچار ہے۔معاً وہ اپنی نم آنکھوں کو صاف کرتے لڑکھڑاتے قدموں سمیت کھویا کھویا سا اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

"ادیان آپ جارہے ہیں۔
لیزے کی زرندھی آواز پہ وہ بےتاب سا اس کی جانب متوجہ ہوا تھا جو اب انکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

لیزے رو کیوں رہی ہو میرا سارا راستہ ایسا ہی گزرے گا پھر اداس سا۔ایک پیاری سی" سمائل دو تاکہ میں پورا راستہ خوشی خوشی بیتا سکوں کہ میرا چھوٹو سا بے بی گھر میں خوش ہے۔"

وہ محبت سے اس کا گال سہلاتے ہوئے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا اور ساتھ ہی اس کی ناک سے ناک سہلائی۔اس کی حرکت پہ لیزے جھینپتی دو قدم پیچھے ہوئی۔ادیان نے اس کی پیشانی پہ محبت کی مہر ثبت کی تو اس نے بھی آنکھیں موندے اس احساس کو اپنے رگ و پے میں محسوس کیا تھا تبھی مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا تھا۔ادیان اس کے ہنسنے پہ کچھ پرسکون ہوا تھا کیونکہ کل رات سے ہی اس نے منٹ منٹ بعد رونے کا شغل لگایا ہوا تھا جو ادیان کی برداشت سے باہر ہوتا جارہا تھا اب۔

انھی باتوں کے دوران وہ دونوں زینے اترتے نیچے لاؤنج میں داخل ہوئے۔محرم نے ایک مسکراتی نگاہ ان دونوں پہ ڈالی۔لیزے ہلکے گلابی اور سبز امتزاج کے لیلن کے سوٹ میں ملبوس تھی ساتھ ہی اس کا ہم رنگ ریشمی سا ڈوپٹہ شانو پہ پھیلایا ہوا تھا جبکہ ادیان معمول کے مطابق بھورے رنگ کے پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔محرم نے دل ہی دل

میں ان دونوں کی نظر اتاری تھی۔ادیان نے قریب آتے ان کے ماتھے پہ بوسہ دیا تھا اور کرسی کھینچتے قریب ہی جگہ سنبھالی۔انابی لاؤنج میں ہی صوفے پہ بیٹھی بریانی کی پلیٹ ہاتھ میں تھامے اس کے ساتھ انصاف کرنے میں مصروف تھی جبکہ فہیم وہاں ہوکر بھی وہاں موجود نہیں تھا۔اذلان شاہ بھی قریب ہی بیٹھے لیپ ٹاپ پہ کسی کے ساتھ بزنس ڈیلنگ کرنے میں محو تھے ساتھ ساتھ چائے کی جسکیاں بھی بڑھ رہے تھے جبکہ عزہ عفان ابھی نیچے نہیں آئے تھے معاً قدموں کی چاپ پہ محرم نے گردن اوپر کی جانب اٹھائی تو وہ دونوں بھی آگے پیچھے زینے اتر رہے تھے۔عزہ نے ایک نگاہ صوفے پہ بیٹھے فہیم پہ ڈالی اور اس کے ساتھ بات کرنے کا سوچتے وہ اس کے نزدیک آئی اور حلق تر کرتے اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی۔

"فہیم۔"

ان کی دھیمی آواز پہ وہ شدید غصے کے عالم میں ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ فلحال کوئی بات ہو کیونکہ اس کا ضبط کبھی بھی ٹوٹ سکتا تھا۔ابھی تو زخم تازہ تھا اور تازے زخم سے لہو بھی بہتا ہے اور تکلیف بھی بے تحاشہ ہوتی ہے۔

"فہیم کیا ہوگیا اتنے اداس کیوں ہو۔"

اب کے باری انہوں نے اس کے شانے پہ ہاتھ جماتے پریشانی سے استسفار کیا تو وہ ایک کاٹ دار نگاہ ان پہ ڈالتے اپنے شانے سے ان کا ہاتھ ہٹاتے ان کی جھولی میں رکھ گیا۔

"نہیں کچھ نہیں ماما۔"

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے گویا ہوا تو عزہ نے تشکرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا اور گلہ کھنکھارتے جیسے اپنی بات کی تمہید باندھی۔عفان شاہ اور محرم اس سب سے نظریں پھیرے ہوئے تھے البتہ باقی سب کو کچھ علم نہیں تھا تبھی وہ سب اپنے کاموں میں محو تھے۔

اچھا چلو یہ تو بہت اچھی بات ہے۔اچھا میرا بیٹا میری بات سنیں میں نے اس کیلیے" "ایک لڑکی پسند کی۔

اس سے پہلے کہ وہ پرجوش سی اپنی بات مکمل کرتی وہ درمیان میں چیخ اٹھا۔

"فارگاڈ سیک ماما بس کریں نہیں کرنی مجھے شادی وہ بھی خاص طور پہ اس سے جسے آپ نے پسند کیا ہو۔"

وہ دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑتا ہوا بے بسی کے عالم میں گویا ہوا تو باقی سب بھی اپنے اپنے کام چھوڑتے ان کی سمت ہی متوجہ ہو چکے تھے۔ادیان بھی جو ٹریول اجینسی سے فون میں مصروف تھا فون سرعت سے کاٹتے بھاگنے والے انداز میں ان تک پہنچا۔عفان شاہ نے ایک چور نگاہ محرم پہ ڈالی جو خود بھی سنجیدگی سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیوں نہیں کرنی شادی تمہیں۔"

عزہ نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے کڑے تیوروں سمیت اسے سختی سے مخاطب کیا۔

"جاننا چاہتی ہیں نہ کیوں تو سنیں پھر آپ کا بیٹا جسے شاید آپ بیٹا مانتی ہی نہیں ہیں وہ اس کیلیے اپنے دل میں جذبات رکھتا ہے جس سے آپ بے تحاشہ نفرت کرتی ہیں۔وہ اس دل میں وہ مقام رکھتی ہے جو شاید محبت سے بھی اونچا کا ہے ایک عزت کا مقام رکھتی ہے وہ میرے نزدیک۔"

وہ بھی جواباً تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے کٹیلے لہجے میں انہیں باور کراتے ہوئے بولا تھا۔آج پہلی بار وہ اپنا سب کچھ ان پہ آشکار کرگیا تھا۔وہاں موجود سب افراد دم سادھے اس کی باتیں سن رہے تھے۔عفان شاہ اور محرم نے مسکراتی نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔جبکہ اذلان شاہ معاملے کی نوعیت سمجھنے کی تگ و دو میں تھے۔

"میں فاریہ کو کبھی اس گھر میں نہیں آنے دوں گی فہیم اس کی عزت۔"

"بس ماما اس لڑکی کے خلاف مزید ایک لفظ نہیں۔"

عزہ کی بات پہ جہاں ادیان کے ماتھے پہ بلوں کا جاک بچھا تھا وہی اذلان شاہ نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

خالہ اب آپ بہت اگے بڑھ رہی ہیں میرا نہیں خیال ایسی باتیں آپ کو شہبہ دیتی"

"ہیں۔خیال کریں پلیز۔

ادیان اپنے مخصوص سرد انداز میں بولا تھا۔اس کو اپنے اذلی انداز میں آتا دیکھ ناجانے کیوں لیزے کو خوف محسوس ہوا تھا۔

"آج میں بولوں گی مجھے بتاؤ اتنی ہمدردیاں کیوں جاگ رہی ہیں تمہارے دل میں اس کیلیے۔کیوں اس کے دفاع میں بولنے کیلیے اٹھ کھڑے ہوتے ہو۔"

وہ اس کا بازو تھامتی اس کا رخ اپنی جانب کرتے ہوئے سخت لہجے میں بولی تو فہیم نے تمسخرانہ انداز میں خود کی جانب دیکھا۔

"میں بولوں گا ہر بار بولوں گا جب جب فاریہ حیدر کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی نکالے گا تب تب فہیم عفان شاہ ایسے ہی اس کے حق میں بولے گا۔"

وہ بھی جواباً اپنے لہجے کو حتی امکان مضبوط بناتے ہوئے دھاڑا تھا۔انابی اور لیزے حیرے سے پہلی بار اسے یوں بولتا دیکھ رہے تھے۔

"فہیم آپ آرام سے بھی بات کرسکتے ہیں۔"

اذلان شاہ کی تنبیہی آواز پہ فہیم نے مشکل اپنے غیض پہ قابو پاتے مودب انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"آپ نے ہمیشہ اپنی اولاد کو ہی ناانصافی کے پلڑے میں تولا ہے خصوصاً میں شروع سے برداشت کرتا آیا ہوں کبھی اف تک نہیں کی ماما لیکن آج نہیں کیونکہ یہاں بات میری

آنے والی زندگی کی متعلق ہورہی ہے تو میں بولوں گا۔ ضرور بولوں گا۔ کیونکہ وہ واحد لڑکی تھی .میرے گھر والوں کے علاوہ جس نے کبھی مجھے دیکھ کر میری بیماری کو دیکھ کر ناک منہ نہیں چڑھائی۔ مجھے دیکھ کر جب جب وہ مسکراتی ہے نہ ماما مجھے تقویت بخشی جاتی ہے۔ میرے وجود میں خون کی گردش تیز ہوجاتی ہے اور میں اس معصوم کا ایک بار پھر سے اسیر ہوجاتا ہوں۔ میں جانتا ہوں میں لڑکھڑاتا ہوں تبھی کسی کو بھی اپنی زندگی میں شامل کر کے اس کی زندگی نہیں برباد کرسکتا۔"

"فہیم۔"

ادیان کے برفیلے لہجے پہ فہیم نے اسے دیکھ کر آج نفی میں سر ہلا گیا۔ اذلان شاہ نے ادیان کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔ وہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔

"میں ایسا کروں گا بھی نہیں لیکن وہ میرے دل میں ہمیشہ رہے گی۔ اگر وہ نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں۔ پھر کیا کریں گی میرا سینہ چیر کر جو اس کیلیے جذبات ہیں انہیں نوچے گی کیا۔ کرکے دیکھ لیجیے گا اس سب کے بعد آپ کا بیٹا اگلا سانس ہی نہیں لے سکے

گا۔میری محبت بہت پاکیزہ ہے۔ اسے اپنی ان ناکام منصوبوں تلے ناپاک مت کریں

"خدارا۔

وہ ان سب کی سماعتوں میں صور پھونکتا سخت بے بسی کے عالم میں بولتا لڑکھڑاتے قدموں سمیت اس سے پہلے کہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتا ادیان نے بے ساختہ اسے سہارا دیا۔ فہیم نے چونک کر اس کے چہرے کو دیکھتے ایک نگاہ محرم پہ ڈالی تھی جو نم مسکراہٹ سمیت اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ فہیم نے سرعت سے اپنا رخ ان کی جانب موڑا تھا۔

میرے نزدیک ایک اچھی ماں کا خطاب آپ کو جانا چاہیے۔اپنی اولاد کو سمجھنے والی اپنی" "اولاد کے حق میں بولنے والی۔کاش!آپ میری ماں ہوتی تو شاید میں ایسے ناکارہ نہ ہوتا۔

اس کے الفاظ عزہ کی روح تک کو چھلنی کرگئے تھے انھوں نے تڑپ کر فہیم کی جانب دیکھا جو اب محرم کے پیشانی پہ بوسہ دے رہا تھا۔

ایسے نہیں کہتے میری جان مائیں بہت کچھ کہ جاتی ہیں اپنی اولاد کو اور اولاد کا حق ہے" کہ خندہ پیشانی سے ان کی ہر بات کو برداشت کرنا۔تبھی تو ہمیں بھی ایک اچھی اولاد کا

سرٹیفکیٹ مل پائے گا۔اپنی ماما کو پیار سے سمجھاؤ سب ٹھیک ہو جائے گا میری بہت ہی پیاری بہن ہے وہ۔میں بھی آپ کی بڑی ماں ہی ہوں لیکن اسلام نے جو درجہ ایک ماں کو دیا ہے نہ وہ بس ماں کو ہی حاصل ہے۔چلو جاؤ اسے اپنے حصار میں لو شاباش سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

محرم نے اسے پیار سے سمجھاتے آخر میں سختی سے تاکید کی تو اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اذلان شاہ کی جانب دیکھا تو وہ بھی مسکراتے ہوئے کندھے اچکا گیے البتہ ایک محبت بھری نگاہ اپنی زوجہ پہ ڈالنا نہ بھولے تھے۔ادیان نے محرم کے جواب میں انہیں سینے سے لگاتے سر پہ عقیدت بھرے انداز میں بوسہ دیا تھا۔

''ایسے ہی تو نہیں مسٹر اذلان شاہ میری مم پہ فدا۔''

اس کی گوہر افشانی پہ محرم نے جھینپ کر اسی کے سینے میں چہرہ چھپایا تھا۔اب کی بار ادیان کے ساتھ اذلان شاہ اور عفان شاہ کا بلند بانگ قہقہہ بھی شامل تھا۔

فہیم نے ایک نم شکوہ کناں نگاہ عزہ پہ ڈالتے انہیں اپنے حصار میں لیا تھا اور ان کے ماتھے پہ شدت بھرا بوسہ دیا تھا۔وہ اس سے پہلے کہ مزید کچھ بولتی فہیم ایک خاموش نگاہ ان پہ ڈالتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"ادیان آپ کی فلائیٹ۔"

اذلان شاہ نے لاؤنج میں لگی گھڑی میں وقت دیکھتے پریشانی سے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک گیا۔کیونکہ فلائٹ کے ٹائم سے گھنٹہ لیٹ ہوچکا تھا۔باقی سب بھی تفکر کی کیفیت میں اسے دیکھ رہے تھے۔

"میری بیوی کی دعائیں لگتا ہے کام آگئی ہے۔ڈیڈ میٹنگ ڈیلے کردی گئی ہے کیونکہ اگلے تین چار دن تک تو بارشوں کی پیشن گوئی ہے۔ایسے میں تمام فلائٹس کینسل کردی گئی ہیں۔"

ادیان نے شرارت سے لیزے کو دیکھتے آخر میں متانت سے اذلان شاہ کو جواب دیا تو سب نے سکون بھرا سانس خارج کیا۔اور وقت کا خیال کرتے سب کھانے کی ٹیبل کی

جانب چل دیے جبکہ عزہ نے خاموشی سے اپنے کمرے کا رخ کیا تھا۔عفان شاہ تاسف سے اسے جاتا دیکھتے رہے جو اب زینے چڑھتے ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

''حیدر تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔رنگ کیوں اس قدر زرد پڑ رہا ہے۔''

حیدر جو پوری دلجمعی سے فائلز کو اکٹھا کیے کمپیوٹر پہ تمام تفصیلات نکالنے میں مصروف تھا اپنے ساتھی کولیگ کی آواز پہ اس کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے اس نے چونک کر وہاب کی جانب دیکھا جو اس کے قریب ہی کرسی کھسکاتے اس پہ براجمان ہوتے پریشانی سے استسفار کر رہا تھا۔

ہاں بلکل ٹھیک ہے مجھے کیا ہونا ہے تم بتاؤ آج کام سے کیسے فراغت نصیب ہو گئی''

''ورنہ آپ کو تو میرے لیے وقت ہی درکار نہیں ہوتا۔

حیدر نے اس کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتے ایک تنقیدی نگاہ کمپیوٹر کی سکرین پہ ڈالتے فائلز کے ساتھ ہی رکھے چائے کو کپ کو تھام کر لبوں سے لگایا اور ساتھ ہی شکوہ کرنا نہ بھولا۔وہ اس کی بات پہ نفی میں سر ہلاتے ہنس دیا۔

"اور سناؤ گھر میں سب ٹھیک۔فاریہ کیسی ہے اب۔"

وہاب نے بھی چائے کا کپ لبوں سے لگاتے استسفار کیا تو حیدر نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔شاید وہ آج فری تھا تبھی اس فری ٹائم میں اس کے پاس بیٹھا باتیں کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

ہاں وہ بھی ٹھیک ہے الحمداللہ۔کائنات بہت خیال رکھتی ہے اس کا اس معاملے میں" "کافی پرسکون ہوں میں۔

حیدر نے دھیمے سے مسکراتے اپنی جانب سے تسلی بخش جواب دیا لیکن اس کا جواب وہاب کو نئے سرے سے حیرت میں غوطہ زن کرگیا۔اس کے دل میں ڈھیروں وسوسے جاگنے لگے۔

"آر یو شیور وہ خوش ہے ان کی موجودگی میں۔"

اس نے اس کی بات کی پکی پکی تصدیق چاہی۔اس کے ایک ایک لفظ سے نفرت والا تاثر ابھر رہا تھا جو ایک لمحے کیلیے حیدر کو بھی چونکا گیا۔اس نے فائلز بند کرتے اپنی تمام توجہ وہاب کی جانب مبذول کرائی۔

"ہاں میں شیور ہوں۔آفٹر آل اس نے کل رات جاگ کر فاریہ کی دیکھ بھال کی جبکہ میں طبیعت خرابی کی بدولت اپنی پرسکون نیند سو رہا تھا۔لائبہ کے جانے کے بعد اب مجھے اپنے فیصلے پہ اطمینان ہونے لگا ہے۔"

اس نے دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے تھوڑی تلے رکھتے طمانیت سے جواب دیا۔اس کے ایک ایک لفظ سے سکون جھلک رہا تھا جو ناجانے کیوں وہاب کو بے سکون کررہا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ کیوں لیکن وہ کائنات نامی عورت اسے ازل سے ہی ایک عجیب و غریب خاتون لگی تھی تیز طرار دماغ کی حامل جس کا ذہن ہر اگلے سیکنڈ کچھ خرافاتی بنتا تھا۔اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ حیدر کو ٹھٹھکا گئے تھے۔اس کے گلہ کھنکھارنے پہ وہ ہڑبڑا کر اس کی جانب متوجہ ہوا جو بھنویں اچکائے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

نہیں نہیں تمہیں اتنے عرصے بعد اپنے کسی فیصلے پہ اطمینان نصیب ہوا ہے۔میں$

کیوں اپنی ٹانگ اڑاؤ۔

''تم خوش ہو تو تمہارا یہ دوست بھی خوش ہے۔

وہاب نے تمام غیر محقق سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے اس کا شانہ تھپتھپاتے اسے مزید پرسکون کیا تھا۔اس کے متانت بھرے انداز پہ حیدر کو مزید ڈھارس ملی تھی۔

میں کچھ سوچ رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس معاملے میں جس حد تک ہوسکے تو''

''میرا ساتھ دو۔

حیدر نے مضطرب انداز میں پیشانی مسلتے اسے مخاطب کیا تو وہاب نے اس کی بات پہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی سماعتیں حیدر کی جانب لگائی۔لیکن اس کا زرد ہوتا چہرہ ایک بار پھر اسے تفکر میں مبتلا کرگیا تھا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ فاریہ کی شادی کردوں۔''

اس نے بالاخر اپنے لہجے کی لڑکھڑاہٹ پہ قابو پاتے مکمل سنجیدگی سے اس کی سماعتوں پہ بم پھوڑا۔وہاب تو اس کی بات پہ ایک لمحے کیلیے سن ہی رہ گیا تھا۔وہ کیسے اتنی چھوٹی بچی

کی شادی کی بابت سوچ سکتا تھا۔ابھی بھی جب بھی وہ کبھی گھر جاتا تھا وہ ہنستی مسکراتی معصومیت کا پیکر چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تو اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس کا سر بے اختیار نفی میں ہلا تھا۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے حیدر اتنی چھوٹی سی بچی کے ساتھ یہ ظلم۔فقط سولہ سال کی ہے وہ یہ ذمہداریاں کہنے کو بہت آسان ہیں لیکن جب پورا کرنے پہ آؤ تو شادی کے بعد کی ذمہداریوں سے تم بھی آگاہ ہو ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے۔وہ ابھی ان سب چیزوں کیلیے کسی صورت تیار نہیں ہوگی اور تمہیں کیا سوجھی جو بیٹھے بٹھائے یہ سوچیں دماغ پہ حاوی کرلی ہیں"۔

وہاب نے اس کی بات پہ بھڑکتے اسے اچھا خاصہ جھڑک دیا تھا۔حیدر نے اس کی اتنی محبت پہ تشکرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"جب ایک انسان پہ ذمہداریوں کا بوجھ پڑتا ہے تو اس کی عمر چاہے چھوٹی ہو یا بڑی زندگی کا یہ سبق بھی وہ خاموشی سے سیکھ جاتا ہے۔اور رہی بات ان سب سوچوں کی تو میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں ہی اپنے اس فرض سے بھی سبکدوش ہوجاؤں۔اس سے پہلے

کہ وقت مٹھی سے سرکتی ریت کی مانند سرکتا چلا جائے ہمیں دل میں ٹھانی سوچوں پہ عمل پیرا ہوجانا چاہیے۔کیونکہ کبھی زندگی اتنی مہلت نہیں دیتی ہمیں۔"

اس نے ایک خالی خالی نگاہ وہاب پہ ڈالی جو اس کی اس قدر گہری باتوں پہ ایک لمحے کو خود بھی خاموش ہوگیا تھا۔

"اللہ تمہیں اپنی بیٹی کے سر پہ ہمیشہ سلامت رکھے۔خیر تم نے سوچا ہے تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی سوچا ہوگا اچھا آگے کا لائحہ عمل بھی تم نے خود ہی تیار کرلیا ہوگا پھر تم نے۔اس سے بھی آگاہی دے دو پھر۔"

وہاب نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے آخر میں طنز کے نشتر چلائے تھے۔اس کے چڑنے پہ حیدر دھیما سا ہنس دیا تھا لیکن دل میں اٹھتے دل کی بدولت اپنی ہنسی پہ قابو پا گیا تھا۔

"ہاں میں چاہ رہا ہوں کہ فاریہ کا نکاح جلد ہی ریحان کے ساتھ ہی کردوں۔تاکہ وہ ہمیشہ میری نگاہوں کے سامنے ہی رہے۔مجھے بھی سکون ہوگا اور وہ بھی پرسکون رہے گی۔"

حیدر نے پرسکون انداز میں بولتے اس کا سکون سرے سے ہی غارت کردیا۔ وہاب اس کی بات پہ بھونچکا رہ گیا تھا۔آنکھوں کے پردے پہ وہ پھٹی جینز پہ کھلے گریبان والی شرٹ،بال ہمہ وقت بکھرے رہتے تھے۔ شکل سے تو وہ اسے گنڈا ہی لگا تھا۔اس کی سوچ پہ ہی وہ تلملا کر جھرجھری لے کر رہ گیا تھا۔

"چلو تمہاری پہلی بات پہ میں دل پہ بھاری سل رکھتے متفق ہوگیا کہ تمہاری اپنی اولاد ہے تمہیں عزیز ہے کچھ سوچ سمجھ کر ہی کیا ہوگا لیکن وہ دونوں بہن بھائی سمجھتے ہیں ایک دوسرے کو نہیں اب اپنی اولاد کو اس ریحان سے باندھ کر کونسی محبت شفقت اس پہ لٹا رہے ہو تم۔"

وہاب تو اس کی بے لگام سوچوں پہ تلملا کر رہ گیا تھا۔ تبھی اپنی بھڑاس نکالنا ضروری سمجھا۔

"بہن بھائی مانتے ہیں۔ ہیں تو نہیں نہ ریحان کائنات کا بیٹا ہے اور میری آنکھوں کے سامنے ہی ہے اب وہ اور فاریہ میری اولاد اس معاملے میں ان دونوں کا نکاح ایک جائز عمل ہے۔"

انہوں نے اپنی جانب سے تمام دلیلیں دے ڈالی تھی۔ بولتے بولتے ان کے چہرے پہ اذیت بھرے تاثرات نمایاں ہو رہے تھے لیکن وہاب کا ابھی اس جانب سرے سے ہی دھیان نہیں گیا تھا وہ اپنے ناخن سے میز کو کھرچتے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھے۔

"لیکن حیدر"

معاً وہ کچھ سوچتے اچانک ہی اپنا رخ ان کی جانب کرتے اس کی سمت متوجہ ہوئے لیکن اپنی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ان کے چہرے پہ تکلیف ذدہ اثرات دیکھ وہ پریشانی سے کرسی کھینچتے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں تھاما جو اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھے گہری گہری سانسیں بھرنے کی تگ و دو میں تھے۔اس اچانک ہوئی افتاد پہ ان کے ہاتھ پیر یخ ہوتے کپکپانا شروع ہوگئے تھے۔

"حیدر تم ٹھیک ہو نہ۔کیا ہو رہا ہے۔"

وہاب نے اس کا ہاتھ تھامتے سہلایا اور تفکر سے اسے مخاطب کیا جس کی آنکھوں میں ایک درد کی واضح تحریر رقم تھی۔اس نے اسے کرسی سے پشت لگواتے اپنے ساتھی کولیگ کو اپنی جانب متوجہ کیا۔وہاب کو کسی غیر معمولی پن کا احساس شدت سے ہوا تھا۔

وہاب مم۔میری بات سنو مم۔مجھے بب۔بہت گھٹن ہور۔رہی ہے۔سان۔نس نہیں آرہا"

"مجھے۔

وہ تکلیف سے دوہرے ہوتے درد کی شدت سے بول بھی نہیں پارہے تھے اور ان کی یہی حالت وہاب کیلیے پریشانی کا باعث تھی۔تبھی اسے تسلی دیتے اپنے ساتھ سہارا دے کر کھڑا کیا۔آفس کے ورکر نے ایمبولینس کو بھی بلالیا تھا۔کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد ایمبولینس ہسپتال کی جانب رواں دواں تھی۔سارا راستہ بھی وہ انہیں تسلی ہی دیتے رہے تھے لیکن ان کے لبوں پہ صرف فاریہ کا نام ہی ٹھہرا تھا۔

ہسپتال پہنچتے ہی اسے سٹریچر میں ڈالتے اس سے پہلے کے ایمرجنسی وارڈ میں لیجایا جاتا۔فہیم جو مریضوں کا تفصیلی چیک اپ کرتے اپنے کیبن کی جانب ہی جارہا تھا اسے سٹریچر پہ لیٹے وجود پہ کسی اپنے ہونے کا گمان ہوا تھا۔اس نے سرعت سے اسٹک کی مدد سے لڑکھڑاتے قدموں سمیت قدم اس جانب بڑھائے لیکن اس پہ لیٹے وجود کو دیکھتے ایک لمحے کیلیے اسے فضا میں گھٹن سی محسوس ہوئی۔ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے سانس لینے میں مشکل پیش آرہی ہو۔

"یہ انکل کو کیا ہوا۔"

اس نے سرعت سے ان کے نزدیک جاتے سنجیدگی سے وہاب کو مخاطب کیا۔اب وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے باتوں میں مصروف تھے۔ فہیم نے سرعت سے رائم کے کیبن میں پیغام پہنچاتے خود ایمرجنسی وارڈ کی جانب چل دیا۔ان کی حالت دیکھنے میں ہی فہیم کو تشویشناک لگی تھی لیکن ایک ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے اسے صبر و تحمل سے کام لینا تھا۔

وہاب نے راستے میں ہی ناچاہتے ہوئے بھی حیدر کے گھر میں فون کرتے انہیں اس کی اچانک بگڑتی حالت کا بتادیا تھا۔رائم بھی فہیم کے یوں افراتفری میں بلانے پہ بھاگا بھاگا آیا تھا اور بغیر کوئی وقت ضائع کیے ان کے علاج کیلیے بھرا تھا۔ فہیم بھی اس کے پیچھے ہی وارڈ میں گھس گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں دور سے ہی پریشان حال کھڑے وہاب کو اپنی آنکھیں رگڑتی فاریہ آتی دکھائی دی ساتھ ہی کائنات بھی موجود تھی۔

"انکل پاپا کہاں ہیں کیا ہوا ہے انہیں۔"

فاریہ نے ہچکیوں سمیت روتے ہوئے استسفار کیا اور ایک نگاہ ساتھ ہی بند دروازے پہ اچک کر ڈالی تھی لیکن کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہاب نے اسے اپنے ساتھ لگاتے اس کا سر تھپتھپایا تھا۔ ان کا سہارہ پاتے ہی وہ مزید زاروقطار رودی تھی۔ کائنات ایک جانب بینچ پہ بیٹھی واویلا کرنے میں مصروف تھے۔ وہاب اسے دیکھتے سر جھٹک گیا جس کا رونا رونا کم اور ڈرامہ زیادہ معلوم ہورہا تھا۔

معاً کمرے کا دروازہ کھلتے ہی رائم گلے سے سکیتھوسکوپ اتارتے باہر نکلا ساتھ ہی فہیم بھی فائل کی ورق گردانی کرنے میں مصروف تھا اس کا دھیان ابھی تک فاریہ کی جانب نہیں گیانم تھا۔ رائم کے باہر نکلتے ہی فاریہ ان کا حصار توڑتی بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی تھی۔

"بھائی پاپا کیسے ہیں۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ وہ ٹھیک ہیں نہ۔"

رائم جو اسے اپنے قریب آتا دیکھ کر خود کو سوالوں جے جواب کیلیے تیار کررہا تھا اس کی بات پہ ایک خاموش ترحم بھری نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

فہیم بھی اس کی آواز پہ حیرت سے چونک کر سر اٹھاتے والے اس کی جانب دیکھا تھا جو ملگجے سے حلیے میں موجود تھی۔ سرخ متورم آنکھیں،ڈوپٹہ جو ہمہ وقت سر پہ ٹکا ہوتا تھا وہ بے خبری میں شانوں پہ آگر تھا۔اس نے نگاہوں کا زاویہ بدلتے اشتعال میں مٹھیاں بھینچی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا بچے سب ٹھیک ہے آپ یہاں بیٹھو تھوڑی دیر میں۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات کا اختتام کرتا اپنے عقب سے آنے والی آوازوں پہ وہ حیرت سے رخ موڑنے پہ مجبور ہوا جہاں بینچ پہ ایک عورت اور ساتھ ایک لڑکا رونے میں مصروف تھے اس نے ایک سرد نگاہ ان دونوں پہ ڈالی۔

آنٹی یہ ہسپتال ہے آپ لوگ یہ واویلا باہر جاکر مچاسکتے ہیں۔اندر مریضوں کا خیال کریں" "مہربانی ہوگی۔

اس نے سختی سے براہ راست ان دونوں کو مخاطب کیا تو کائنات رونا دھونا بھول کر مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔وہ لڑکا بھی اب بلکل سیدھا ہوگیا تھا۔رائم انہیں جانتا نہیں تھا تبھی ان سے ایسے مخاطب تھا۔

"ارے ایسے کیسے نہ روو وہ جو اندر بستر پہ پڑے ہیں وہ میرے شوہر ہیں اور آنٹی کس کو بولا تم نے۔"

وہ ڈوپٹے سے اپنے آنکھیں پونچھتی آخر میں اس کے آنٹی کہنے پہ تلملا کر گویا ہوئی۔

رائم اور فہیم دونوں کو ان کی پہلی بات پہ تو جھٹکا لگا لیکن دوسری بات پہ رائم تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا۔

"ادھر آؤ اتنے مردوں میں کھڑی کیا کر رہی ہو۔"

ریحان نے موقع دیکھتے اس کی نازک کلائی اپنی مضبوط گرفت میں لی۔اس کی بات پہ رائم اور فہیم نے ماتھے پہ بل ڈالے اس کی جانب دیکھا لیکن فہیم کی نگاہ تو جیسے اس کی کلائی پہ جم کر رہ گئی تھی جہاں اس نے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا اور وہ ڈری سہمی اس سے کلائی چھڑوانے کیلیے پھڑپھڑا رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں سرد سا تاثر ابھر آیا۔دل گویا کسی نے جلتے انگاروں پہ رکھ دیا تھا۔

"آپ میرے ساتھ آئیں کچھ ضروری بات کرنی ہے فہیم تم بھی آجاؤ۔"

معاً رائم کی سنجیدہ آواز پہ وہ اثبات میں سر ہلاتا اس کی تلقید میں چل دیا۔یہ سوچ کر اسے تسلی ہوئی تھی کہ وہ اس کا بھائی ہے اور بھائی بہنوں کیلیے اتنے محتاط ہوتے ہیں۔ان کی راہداری عبور کرتے ہی فاریہ نے دھندلی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا اور ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ پہ کاٹتی

ان کے پیچھے بھاگی تھی۔اس سے پہلے کہ ریحان اس کے تعاقب میں بھاگتا کائنات نے اسے بازو سے تھامتے روکا تھا۔

مجھے حیرت ہے کہ انکل جس بیماری سے گزر رہے ہیں وہ اس حد تک اس کے وجود" میں سرائیت کرچکی ہے کہ ہم چاہ کر بھی کچھ نہیں کرسکتے اب۔اور رہی بات کہ ہم اپنی جانب سے کچھ کوشش کرے تو انہوں نے تو کسی سے ذکر ہی نہیں کیا اس متعلق۔اگر "وقت پہ ہمیں علم ہوتا تو ہم آخری دم تک اپنی ساری کوششیں ان پہ لٹادیتے۔

رائم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم جوڑتے اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔فہیم بھی سکیتھوسکوپ گلے سے اتار کر میز پہ رکھتے پاس ہی رکھی کرسی پہ براجمان ہوگیا تھا اس کی

تمام سماعتیں رائم کی جانب متوجہ تھی۔وہاب نے بیک وقت حیرت اور ناسمجھی کے تاثرات لیے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"میں سمجھا نہیں بیٹا۔"

انہوں نے ہونق پن سے استسفار کیا۔ناجانے وہ کس بیماری کی بابت بات کررہے تھے۔

دراصل حیدر انکل کو دل کا کینسر ہے اور ایسا سمجھ لیجیے کہ یہ ان کی زندگی کے آخری" "مراحل ہیں جو وہ بیتا رہے ہیں۔

اس نے مشکل اپنے بوجھل ہوتے لہجے پہ قابو پاتے تمام تفصیل ان تک پہنچائی تھی۔اس کی بات پہ وہاب تو دم بخود بیٹھے اسے دیکھ کم گھور ذیادہ رہے تھے۔ذہن میں ان کی باتیں گردش کرنے لگی تھی مطلب وہ اپنی بیماری کی بابت جانتا تھا۔وہ پریشانی سے دونوں ہاتھوں میں سر کو گراگئے۔فہیم اور رائم نے ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھتے نگاہیں جھکالی تھی۔ناجانے یہ سب جاننے کے بعد فاریہ کا ردِ عمل کیا ہوگا یہی سوچ انہیں پریشان کررہی تھی۔

فاریہ جو بھاگتے بھاگتے پھولے سانس سمیت رائم کے کیبن کے نزدیک پہنچی تھی اس سے پہلے کہ وہ ہینڈل پہ دباؤ ڈالتے اسے کھولتی اندر سے آنے والی آوازوں نے جیسے اس کے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا تھا۔ہینڈل پہ اس کی گرفت کمزور پڑی تھی۔دماغ جیسے سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

"پاپا۔"

اس کے لبوں سے بے اختیار سسکی نکلی تھی۔نین کٹوروں میں ایک قطرہ بھی پانی نہیں تھا اب۔رو رو کر آنسو خشک ہوگئے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر گرتی اس نے دیوار کو سرعت سے تھام کر خود کو سہارہ دیا تھا۔

"کوئی تو راستہ۔"

"آپ آئیں میرے ساتھ اندر روم میں مجھے کچھ ڈسکس کرنا ہے۔"

ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی رائم ایک نگاہ فہیم پہ ڈالتے اثبات میں سر ہلاتے انہیں لیے کمرے سے ہی نکلتے دوسرے کمرے کی جانب چل دیا۔

نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔پاپا بلکل ٹھیک ہیں۔رائم بھائی مزاق بھی تو کرسکتے ہیں نہ۔ماما"
"کے بعد اب پاپا

وہ اپنی بات پہ دل میں جگتی امید کی نئی کرن کے تحت اپنا آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کرتی سرعت سے ہینڈل گھماتی کمرے میں داخل ہوئی تو فہیم جو کسی فائل کی ورق گردانی میں مصروف تھا چونک کر آنے والے کی جانب متوجہ ہوا لیکن وہاں کھڑی فاریہ کو دیکھتے اس کی حالت پہ بے ساختہ اس کا دل کٹا۔زیادہ ٹھٹھکا دینے والی حرکت اس کا مسلسل نفی میں سر ہلانا تھا۔فاریہ بھاگنے والے انداز میں میز پہ رکھی فائلز تک آئی اور اس میں سے حیدر کی فائل تلاش کرنے لگی۔فہیم اس اچانک ہوئی افتاد پہ اچھا خاصہ بوکھلا گیا تھا۔

"فاریہ یہ کیا کررہی ہو آپ۔"

فہیم اسے مسلسل فائلز کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھ جھنجھلا کر گویا ہوا لیکن وہ تو کان پہ پردے لپیٹتی اپنے کام میں مگن تھی۔آنسو لڑیوں کی صورت میں بہتے گلابی عارض پہ بہہ رہے تھے جنہیں وہ اپنے ہاتھوں سے مسلسل رگڑ رہی تھی۔ڈوپٹہ بازوؤں میں جھول رہا تھا۔اور اس کی یہی بے خبری فہیم کو آگ لگانے کیلیے کافی تھی۔

"فاریہ ادھر دیکھو۔"

فہیم سے مزید اس کی حرکت برداشت نہ ہوئی تو وہ اس کے بازو سے تھامتے اس کا رخ اپنی جانب کرتے سختی سے ٹوک اٹھا جس کے نتیجے میں وہ مشکل اس کے سینے سے ٹکراتے بچی تھی۔اس کی حرکت پہ فاریہ نے سہمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے۔"

اس نے اس کی حالت کی پیشِ نظر رسان سے پوچھا تو اس کے نرم انداز کا ہی اثر تھا کہ ایک بار پھر وہ خود پہ ضبط کھو بیٹھی اور اس کے سینے سے لگتے اپنا نازک حصار اس کے گرد باندھ گئی۔اس کی یکایک حرکت پہ اس کے دل کی حرکت بے ساختہ رکی تھی۔وہ غائب دماغی سے اس کا ہولے ہولے لرزتا وجود تک رہا تھا۔معاً کچھ سوچتے اس نے اسے تسلی دینے کی خاطر اپنے لرزتے ہاتھوں کا حصار اس کے گرد قائم کیا تھا لیکن کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد وہ سرعت سے حلق تر کرتے اسے خود سے پیچھے کرگیا تھا۔ایک سیکنڈ کیلیے تو فاریہ کو سمجھ نہ آئی کہ کیا ہوا ہے لیکن جیسے ہی وہ شعور کی منزل تک پہنچی شدت

جذبات سے جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔اپنی حرکت پہ جسم کا سارا لہو سمٹ کر چہرے پہ آسمایا تھا۔

"پاپا ٹھیک ہو جائیں گے نہ دوست۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز پہ فہیم جو ابھی تک اس بے اختیاری کی کیفیت میں تھا اپنی سوچوں سے بیدار ہوتا اس کی جانب متوجہ ہوا جو آس بھری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اب وہ اسے کیا بتاتا کہ اس کے پاپا کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔اس کے پاس تو تسلی کیلیے الفاظ ہی نہیں تھے۔

"آپ دعا کرو اللہ سے دعاؤں میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔"

فہیم نے دھیمی سی مسکراہٹ سمیت تسلی آمیز لہجے میں جواب دیا تو فاریہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"میں اللہ سے دعا مانگوں وہ سنیں گے میری۔"

اس نے کسی خدشے کے تحت پوچھا تو فہیم نے اس کا گال ہلکے سے تھپتھپاتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

فہیم نے مزید دو قدم اس کی جانب بڑھائے اور اس کے شانوں پہ لاپرواہی سے گرا ڈوپٹہ تھاما تو فاریہ نے اس کے ڈوپٹہ تھامنے پہ خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔فہیم نے اس کے خوف کے زیراثر ہیزل آنکھوں میں دیکھا اور اس کا گلابی اور پیلے امتزاج کا ڈوپٹہ ہولے سے اس کے سر پہ ٹکایا تھا۔فاریہ سن کھڑی متورم سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی حرکات و سکنات کا ملاحظہ کررہی تھی۔جو اب اس مکمل منظر کو آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک لیے تک رہا تھا۔

"پہلے والی میری فاریہ نہیں تھی یہ میری فاریہ ہے۔"

وہ بے اختیاری کی کیفیت میں چمکتی آنکھوں سمیت میری فاریہ بول اٹھا معاً ہوش میں آتے ہی وہ خود کو کوستا بمشکل مسکراتے سرعت سے اس سے فاصلہ قائم کرتے سر جھٹک گیا۔

"آئندہ یہ ڈوپٹہ ہمیشہ سر پہ ہی رہنا چاہیے کیونکہ فاریہ اس کے دوست کو ازل سے ہی ایسے پیاری لگتی ہے۔یوں بے خبری میں بھی کبھی شانوں تک نہیں آنا چاہیے نا ہی بازوؤں میں جھولنا چاہیے۔اسے میری جانب سے حکم نہیں بس ایک گزارش سمجھ لینا۔"

وہ اس کے گلابی گال پہ بہتے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کے پوروں پہ چنتا بوجھل پرتپش لہجے میں گویا ہوا تو فاریہ نے بے ساختہ اپنے لرزتے لبوں پہ زبان پھیری اور اپنا خشک ہوتا حلق تر کیا۔اس کے لمس پہ فاریہ کی پیشانی پہ پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔وہ کانپتے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے جھٹکتی بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی جبکہ فہیم پل پل اسے خود سے دور جاتا دیکھ رہا تھا۔اس کا یوں بھاگنا فہیم کے دل پہ برچھی کی مانند لگا تھا۔

"کیا وہ اس سے خوفزدہ تھی؟"

ایک یہی منتشر سوال اس کے ذہن میں پوری طرح منڈلارہا تھا۔

"تم مجھے اداس کر کے یہاں کیسے رہ لوگی میری بلی۔"

رائم جو مازہ کو شاہ ولا چھوڑنے آیا تھا اس کے مسلسل اصرار پہ اب اسے اپنے کمرے میں جاتا دیکھ رہی چلا آیا تھا تبھی اس کا پرسکون انداز دیکھ منہ بناتے ہوئے ناراض نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔مازہ نے اس کے یوں بچوں کی طرح روٹھنے پہ مسکراہٹ دبائی۔

رائم صرف ایک دن کی تو بات ہے کل ویسے بھی آپ نے ہوسپٹل سے واپسی نے" مجھے لیتے ہی جانا ہے اور میں جانتی ہوں کہ آپ مجھے انکار نہیں کریں گے۔مجھے لیزے اور انابی کے ساتھ وقت گزاری کرنی ہے سکون سے پہلے بھی بھائی لیزے کو آدھی رات کو لے گئے تھے۔"

وہ اس کے شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتی محبت سے گویا ہوئی اور ساتھ ہی آخر میں منہ بسورتے ہوئے اسے آگاہ کیا۔رائم نے محبت سے اس کی پیشانی پہ مہر ثبت کی تھی اور اس کے گالوں کو سہلایا تھا۔مازہ نے چمکتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی محبت پہ وہ خود پہ جتنا نازاں ہوتی کم تھا۔وہ تو کبھی سوچتی تھی کہ وہ کیا اس سب کے لائق ہے۔

"تمہارے بھائی نے میری بہن کو رکنے نہیں دیا اور تم یہاں رکنے کی بات کررہی ہو۔"

اس نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کی نرماہٹ کو اپنے لبوں سے محسوس کیا تھا۔مازہ کا منہ صدمے کی کیفیت میں کھلا تھا۔

"تو کیا اب آپ بھائی کا بدلہ مجھ سے لیں گے۔"

وہ اس کے پل پل بدلتے تیور دیکھ دانت پیستے ہوئے بولی تو رائم نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"ویل بدلے لینا مجھے بلکل نہیں پسند۔ تم یہاں رہو کل ملاقات ہوگی انشاآللہ۔"

رائم اس کا سر ہولے سے چھوتا ہوا پیچھے ہوا تو مازہ نے بھی جواباً پاؤں کی انگلیوں کے بل اونچا ہوتے اس کے گال پہ لب مس کیے تھے۔رائم اس کی حرکت پہ اسے سینے سے لگاتا اس کا ہاتھ تھامتے نیچے کی جانب چل دیا کیونکہ کافی وقت گزر چکا تھا اور اسے اب اسے واپسی کا سفر اکیلے طے کرنا تھا۔نیچے پہنچتے ہی سب سے ملتے ملاتے وہ خارجی دروازے کی سمت بڑھ گیا۔

"تم کہاں جارہی ہو۔"

ادیان جو ابھی فریش ہوکر بال تولیے سے خشک کرتے واشروم سے باہر نکل رہا تھا اسے کمرے سے باہر جاتا دیکھ ادیان ماتھے پہ بل سجاتے بولا تو لیزے نے چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے آنکھیں میچ لی۔اس نے سوچا تھا کہ وہ ادیان کے نکلنے سے پہلے ہی مازہ کے کمرے میں چلی جائے گی لیکن یہاں تو الٹی گنگا بہتی دکھائی دے رہی تھی اسے۔

"وہ دیان میں مازہ کے کمرے میں جارہی ہوں۔"

اس نے بالآخر اپنی تمام ہمت متجمع کرتے سکون سے اسے بتایا تو ادیان نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔چہرے پہ پتھریلے اثرات نمودار ہوئے تھے لیکن لیزے اس سب سے بے نیاز تھی۔

"اوکے۔"

وہ فوراً سے بیشتر اپنے چہرے کے تاثرات سخت کرتا سرد لہجے میں گویا ہوا اور اپنا رخ آئینے کی جانب کرلیا۔اب وہ اپنے بال برش کرنے میں محو تھا۔پہلے تو اس نے حیرت سے اس کا لیا دیا انداز محسوس کیا لیکن دل ہی دل میں اس کے مان جانے پہ شکر بھء ادا کیا۔حیرت تو ہوئی تھی لیکن واپس آکر بات کرنے کا سوچتے وہ کندھے اچکا کر مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی ادیان برش ڈریسنگ ٹیبل پہ پٹخنے والے انداز میں رکھتے بیڈ پہ بیٹھتے لیپ ٹاپ میں آفس کا کام کرنے میں مصروف ہوگیا۔بارشوں کی بدولت وہ جا تو نہیں پایا تھا میٹنگ اٹینڈ کرنے لیکن اب انہوں نے

آنلائن میٹنگ کو ترجیح دی تھی کیونکہ جس پروجیکٹ کی میٹنگ انجام پانی تھی اس میں دیری کسی صورت ممکن نہیں تھی۔

تقریباً ڈھیر گھنٹہ بعد کام کے اختتام پہ اس نے لیپ ٹاپ سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے جوں ہی نگاہ گھڑی کی جانب اٹھائی تو وہ رات کے بارہ بجارہی تھی۔کام تو اس کا مکمل ہوگیا تھا لیکن یہ لڑکی ابھی تک واپس ہی نہیں آئی تھی۔اسے اس کی لاپرواہی پہ انتہا کا غصہ آرہا تھا۔معاً وہ وقت گزاری کی خاطر سیگریٹ اور لائٹر سائیڈ ٹیبل سے اٹھاتے شرٹ کے اوپری بٹن کھولتا باہر ٹیرس کی سمت چل دیا تاکہ ٹھنڈی ہوا سے سینے میں ہوتی جلن کو کم کرسکے۔اس نے سیگریٹ سلگاتے لبوں سے لگالی۔اب اس کے دھیان کے سارے دھاگے لیزے کی واپسی سے جڑے تھے جسے آج شاید کمرے میں واپس آنے کا کوئی ہوش نہیں تھا۔

"میں جارہی ہوں تم دونوں بھی سوجاؤ۔کافی رات ہوگئی ہے۔"

لیزے لیپ ٹاپ بند کرتے ان دونوں کو گھورتے ہوئے دانت پیس کر بولی جن کو وقت کا کوئی خیال نہیں تھا۔ابھی بھی لیزے نے ہی بھرپور مزاحمت کرتے تھک ہار کر لیپ ٹاپ بند کیا تھا۔

"تم تو ایسے کررہی ہو جیسے روز ہمارے ساتھ ہوتی ہو بھائی کے ساتھ ہی ہوتی ہے کبھی ہمیں بھی وقت دے لیا کرو۔"

ماذہ منہ بنا کر بولی۔اس کی بار بار کمرے میں جانے والی تکرار سے وہ اکتا گئی تھی۔انابی نے بھی زور و شور سے اس کی تائید کی تھی۔لیزے نے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"لگتا ہے بہت یاد ستارہی ہے سیاں جی کی۔"

انابی نے آنکھیں مٹکا کر اس کے شانے پہ ٹھوکا مارا تو ماذہ بھی اس کی بات پہ اپنی تمام ناراضگی بھلائے کشن گود میں رکھتے اسی کی جانب متوجہ ہوگئی تھی۔

"ہاں بہت یاد آرہی ہے مجھے انکی۔بس اب میں جارہی ہوں دفعہ ہوجاؤ سکون سے سوجاؤ۔"

وہ ان دونوں کو آنکھیں دکھاتے ہوئے مشکل مسکراہٹ دبا کر بولی اور ہنستے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ مازہ نے دانت کچکچا کر کشن اس کی جانب اچھالا لیکن اس سے پہلے ہی وہ دروازہ بند کرتے وہاں سے نکل چکی تھی۔

"اب تمہیں بھی اپنے بندہ جی کی یاد آرہی ہوگی ہے نا۔"

انابی نے اس کے چہرے پہ اداسی بھانپتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے بیچارگی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہاں نہ کیا کروں۔"

اس نے اس کی بات پہ ایکدم خوش ہوتے ٹیک چھوڑتے اس کا ہاتھ تھامتے استسفار کیا تو انابی نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے کشن اس کے منہ پہ مارا۔

"بکواس بند کرو اور سو مر جاؤ۔"

وہ اس کے شانے پہ مکہ جڑتی قہر آلود نگاہوں سے اسے تکتی سختی سے دانت پہ دانت جماتے چیخی۔ مازہ نے اس کی حرکت پہ کنگ کی سی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو

اب ناراضگی سے کروٹ بدل کر سونے کی بھرپور کوششوں میں تھی۔ مازہ نے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مارتے لائٹ آف کی اور سائیڈ لیمپ جلاتے اس کے گرد حصار قائم کیا۔ انابی نے اس کا بازو اپنے گرد محسوس کرتے باقاعدہ کسمسانا چاہا لیکن مازہ نے محبت سے اس کے گال پہ لب رکھے۔

"آئی لو یو۔"

اس کی سرگوشی پہ انابی نے ٹیڑھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً وہ دونوں ہی اپنی حرکتوں پہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ کمرے کی خاموش فضا میں اب ان دونوں کے قہقہے گونج رہے تھے۔

لیزے ہلکے ہلکے خوف کے لرزتے جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی کمرے میں چھائی غیر معمولی خاموشی نے اس کا استقبال کیا تھا۔ کمرے میں دھیما دھیما میوزک چل رہا تھا۔ اسے حیرت ہوئی تھی ادیان جیسا خشک مزاج انسان ایسا کچھ بھی سن سکتا ہے۔ بیڈ پہ کسی ذی روح کا نشان بھی نہیں تھا وہ انگلی دانتوں تلے دبائے ادیان کی غیرموجودگی پہ حیرت سے غوطہ زن پورے کمرے میں نگاہیں دوڑا رہی تھی۔ ہر چیز جوں کی توں تھی بس بیڈ

کی دائیں جانب ادیان والی سائیڈ پہ سلوٹیں پڑی تھی مطلب وہ کمرے میں ہی تھا تو اب کہاں گیا۔ایکدم ذہن میں جھماکہ ہوتے ہی اس نے ماتھے پہ ہاتھ مارتے ٹیرس کا رخ کیا لیکن وہاں اسے کھڑا مسلسل سیگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا۔لیزے نے تند نگاہوں سے اس کی انگلیوں میں دبا سیگریٹ دیکھا تھا لیکن وہ فلحال اسے چھیننے کی ہمت نہیں کرسکتی تھی تبھی سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ گئی۔وہ دنیا جہاں سے مافیہا چہرے پہ سرد تاثرات سجائے اپنی سوچوں میں غلطاں تھا۔

"ناراض ہیں کیا؟"

اس نے اپنی تمام ہمت اکھٹی کرتے اس کے کسرتی مضبوط بازو میں اپنا بازو حائل کرتے اس کے شانے پہ سر ٹکاتے معصومیت بھرے لہجے میں استسفار کیا۔

"لیزے اندر جاؤ ٹھنڈ لگ جائے گی۔"

اس نے اپنا بازو چھڑواتے اس کی بات کو سرے سے ہی نظرانداز کرتے سرد لہجے میں کہا لیکن لہجے مین فکر پنہاں تھی۔موسم بدلنے کی بدولت ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی موجود تھی۔اور

ایسے موسم میں لیزے کی طبیعت بہت بری طرح اثرانداز ہوتی تھی تبھی اس نے پریشانی چھپاتے ٹھنڈے لہجے میں کہا تھا۔لیزے کو بے ساختہ جھرجھری سی آئی۔

"نہیں لگتی مجھے ٹھنڈ آپ میری بات سنیں۔"

وہ اس کا بازو ریلنگ سے ہٹاتے خود ریلنگ سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوتے دونوں ہاتھ اس کے سینے میں جمالیے۔ادیان نے اپنی بھوری کانچ سی آنکھیں اس کی سیاہ گہری آنکھوں میں گاڑھتے اپنا ہاتھ دوبارہ ریلنگ پہ ٹکاتے اسے مکمل طور پہ اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

"بتائیں نہ ناراض ہیں کیا۔"

اس نے اس کی شرٹ کو دونوں مٹھیوں میں بھینچتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس سے استسفار کیا۔ادیان نے جھک کر اس کی آنکھوں پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔

"تم ناراض ہونے کہاں دیتی ہو خود سے۔"

اس نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے اپنے مزید نزدیک کرتے معمولی سا فاصلہ بھی سمیٹ دیا تھا۔لیزے کی لرزیدہ پلکیں کپکپاتے ہوئے سرخ عارض پہ جھک گئی تھی۔دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی۔

"چلو اندر ہوا بہت ٹھنڈی چل رہی ہے۔"

اس نے تفکر بھرے لہجے میں بولتے اس کے سراپے پہ ایک نظر ڈالتے اس کی کلائی تھام کر اندر لیجانا چاہا جو سیاہ اور سی گرین امتزاج کے سوٹ میں ملبوس تھی۔سردی کو ڈھکنے کیلیے کچھ بھی مزید نہیں اوڑھا ہوا تھا۔

"اونہو میں نہیں جانا میں یہی رہوں گی اور آپ بھی یہی رہیں گے۔"

اس نے ہٹ دھرمی سے کہتے اس کے سینے پہ سر رکھا تھا ادیان نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو صرف اپنی منوانا جانتی تھی۔ادیان شاہ جو کبھی کسی کے آگے نہیں جھکتا تھا وہ اس کی ذرا سی بات پہ بھی سر خم کرنے کو ہمیشہ تیار رہتا تھا۔اس نے اس کی گرد حصار قائم کرتے شدت بھرے انداز میں اسکے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھتے سیگریٹ سلگائی تھی اب وہ فضا میں دھوئیں کے مرغولے چھوڑنے میں مصروف تھا۔لیزے جو آنکھیں موندے اس کے احساس کو محسوس کررہی تھی سیگریٹ کے دھوئیں سے چڑ کر آنکھیں کھول گئی لیکن اسے پھر سے اس کے ساتھ مصروف دیکھ اس کا غصہ سوا نیزے پہ جا پہنچا۔

"ادیان آپ اسے بند کردیں پلیز۔"

اس کے لبوں سے بے اختیاری میں پھسلا تھا اس کی بات پہ ادیان کے لائٹر چلاتے ہاتھ ایک لمحے کو رکے تھے لیکن وہ پھر سے اپنے پسندیدہ مشغلے میں مصروف ہوچکا تھا۔اس کی حرکت پہ وہ غصے سے سرخ ہوتے جھنجھنا گئی تھی مطلب کہ اس کی بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔

بس کرجائیں ہر وقت اسی کے ساتھ چپکے رہتے ہیں۔سگریٹ نہیں ہوگئی محبوبہ ہوگئی" "آپکی۔

وہ خفا خفا نگاہوں سے اسے دیکھتی چڑ کر بولی۔ادیان نے اس کی بات پہ نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا لیزے نے اس کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے سرعت سے اس کی انگلیوں میں دبی سیگریٹ چھین لی اور بازو کے پیچھے کرلی۔اپنی حرکت پہ دل بے تحاشہ دھڑک رہا تھا۔ادیان آگ برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"سیگریٹ واپس کرو لیزے۔"

ادیان نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں سکون سے کہا۔آنکھوں لیے برعکس لہجہ پرسکون تھا۔ لیزے کے وجود میں سنسناہٹ دوڑتی ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کرگئی۔اس نے حلق تر کرتے بے خوف انداز میں نفی میں سر ہلایا تھا۔

"لیزے۔"

اس کا لہجہ تنبیہی تھا۔لیزے نے سر جھکا لیا تھا۔

اور اس کی جانب دیکھتے جھک کر اسے ایش ٹرے میں مسلنا چاہا تھا لیکن جلے والے سائیڈ اس کی ہتھیلی کی جانب ہونے کی بدولت سیگریٹ اس کا ہاتھ جلا گئی تھی۔اس کے حلق سے ایک چیخ برآمد ہوئی تھی۔

"اف یا خدایا۔"

سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ وہ اسے روک بھی نہیں پایا تھا۔ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچتے اس کی جلی ہوئی ہتھیلی کو دیکھا تھا۔دماغ ماؤف ہوگیا تھا اس کی حرکت پہ۔اس نے بےتاثر نگاہوں سے لیزے کی جانب دیکھا تھا جس کی آنکھوں سے متواتر آنسو بہہ رہے تھے۔

"یہ کیا کیا ہے پاگل لڑکی۔"

وہ شدت سے اسے اپنے اندر بھینچتے آنچ ذدہ لہجے میں بولا تھا۔اور اسے اپنے ساتھ لیے کمرے میں لایا تھا جو اب ہکلا ہلکا ٹھنڈ سے کپکپارہی تھی۔

"آپ کی وجہ سے کیا ہے۔"

وہ اپنی جلی ہوئی ہتھیلی اس کے سامنے کرتی نروٹھے پن سے بولی تھی۔ادیان تاسف میں سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

"کبھی ہنس بھی لیا کریں یہ ہونٹ ایسے سے ایسے کیوں نہیں ہوتے۔"

ادیان مکمل سنجیدگی سے اس کی ہتھیلی پہ مرہم لگارہا تھا معاً اس کی پکار پہ نگاہیں اٹھانے پہ مجبور ہوا جو اب معصومیت سے اس کے بھینچے ہوئے عنابی لبوں کو پھیلا کر اسے مسکرانے کا کہہ رہی تھی۔ادیان نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

آپ کھل کر ہنستے رہا کریں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری دنیا مسکرارہی ہے۔آپکی" "خوشی میری سانسوں میں روانی کا باعث ہے۔

وہ دھیمے سے مسکراتے محبت بھرے انداز میں بولی تو ادیان نے اس کی ہتھیلی پہ جلے کے مقام پہ لب رکھتے جیسے مرہم رکھنا چاہا تھا۔

"اور اگر کبھی میں اداس ہوں تو پھر۔"

اس نے کسی سوچ کے زیرِ اثر پوچھا تھا شاید وہ اس سے جواب طلبی چاہتا تھا۔

میرے ہوتے ہوئے ایسا دن کبھی نہیں آئے گا لیکن اگر کبھی آیا تو شاید اس وقت"

"آپ یہاں اس سرزمین پہ اور میں وہاں اس آسمان پہ ہونگی۔

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے روانی میں بہت گہری بات کی تھی۔ادیان کا رواں رواں کانپ اٹھا تھا۔

کیوں اس قدر عادی بنارہی ہو اپنا۔ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے قید میں لے رہی ہو تم"

"مجھے۔ میرے حواسوں کو جکڑ رہی ہو۔

اس نے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے مخمور لہجے میں بولتے اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑا۔

تاکہ جب میں آپ کے پاس آپ کے ساتھ موجود نہ ہو اس سفر میں۔ اس لمحے میری" "یادیں ہی آپ کیلیے سہارے کا باعث ہو۔آپ انہیں یادوں میں کھل کر جئے گے۔ اس کی دھیمی سی سرگوشی ادیان کی سماعتوں پہ ہتھوڑے کی مانند برسی تھی۔اس نے ساکت نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو اب بے نیازی سے موبائل پہ نماز کا الارم سیٹ کرنے میں مصروف تھی۔اس نے پہلے بھی کئی بار ایسی تلخ باتیں کی تھی لیکن آج اس کی بات نے اس کے دل کو سختی سے جکڑ لیا تھا۔ایسے محسوس ہورہا تھا جیسے کوئی مٹھی میں جکڑ رہا ہو۔

"دیان۔"

اس نے بیڈ پہ دوسری جانب بیٹھتے اسے کھویا کھویا دیکھ پکارا تو وہ چوکنا ہوتے اس کی جانب متوجہ ہوا اور ایک گہری نگاہ بے خبر سی لیزے پہ ڈالتے بیڈ پہ دراز ہوتے اپنا بازو پھیلا گیا۔لیزے نے اس کے پھیلے بازو کو دیکھتے اس کے سینے پہ سر رکھا تھا۔ادیان جو ابھی بھی اس کی باتوں کے زیرِ اثر تھا اس کی موجودگی کو نظرانداز نہ کر پایا تبھی اپنے انگلیوں سے اس کے سیاہ گھنے بال سنوارنے لگا۔ایسا کبھی نہیں ہوسکتا تھا وہ خود اس

کے قریب آئی ہو اور ادیان اسے نظرانداز کردے۔اب اس کے دھیان کے سارے دھاگے اپنے کشادہ سینے پہ سر رکھے لڑکی کی جانب تھے جو اسے اپنی رگ و جاں سے بھی قریب تر محسوس ہوتی تھی۔اپنے سینے پہ گہری سانسوں کی تپش محسوس کرتے اسے اندازہ ہوا کہ وہ گہری نیند میں جاچکی ہے تبھی سائیڈ لیمپ جلاتے اسے مزید خود میں بھینچتے آنکھیں موند گیا۔رات قطرہ قطرہ پگھلتی جارہی تھی۔

"ماما پلیز اسے کہیں جلدی کرے میرے پاس ٹائم نہیں ہے گھنٹے سے تیار بیٹھا ہوں محترمہ کے نکھرے ہی نہیں ختم ہورہے۔ عجیب مخلوق کو پلے باندھ رہی ہیں آپ۔"

بلیک اور نیوی بلیو کلر کی پینٹ شرٹ پہنے بالوں کو جیل سے نفاست سے سیٹ کیے فہد نے اپنی چوڑی کلائی پہ بندھی ڈائل کی گھڑی پر وقت دیکھتے زچ ہوتے ہوئے کہا۔ پچھلے ایک گھنٹے سے ناہید پتہ نہیں کونسی تیاری کر رہی تھی جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

بری بات ہے فہد آرہی ہوگی بس پھر چلے جانا کونسا روشی کا گھر بھاگا جارہا ہے۔اب اتنے "پیار سے کہا ہے مجھے اس نے میں کیسے انکار کرتی۔"

پریشے نے اس کی مسلسل ایک ہی تکرار پہ اسے زبردست گھوری سے نوازا۔فہد ان کی اتنی محبت پہ مزید چڑ گیا۔

"گھر نہیں بھاگا جارہا مجھے دیر ہورہی ہے بلا وجہ اسے ساتھ لے جانے کا کہہ دیا بھیج دیتی آپ بعد میں ڈرائیور کے ساتھ۔آپ جانتی ہیں مجھے یہ چونچلے کسی صورت نہیں پسند۔نہ ہی مجھے وہ پسند ہے جسے آپ مجھے سر چڑھانے کا کہہ رہی ہیں۔"

ان کی بات پر اس نے بمشکل ضبط کیا تھا لیکن پھر بھی مٹھیاں بھینچتے ضبط کے باوجود غرا اٹھا تھا۔اس ناہید سے تو شروع سے ہی اسے کوئی خاص قسم کی خار تھی۔

ناہید معاذ صاحب کی کسی کزن کے توسط کی بیٹی تھی جو کہ جاب کی بدولت کچھ عرصے کیلیے ان کے گھر ٹھہری ہوئی تھی اور آج جب روشانے کے گھر ساری ینگ پارٹی کی دعوت تھی تو اسے بھی مدعو کیا گیا تھا۔ناہید تو خوشی خوشی پریشے کے بتانے پہ تیار ہونے چل دی تھی۔ویسے ہی وہ سیر و تفریح کا شوقین تھا۔

"یار ماما اُٹس اور اب میں اکیلا جارہا ہوں یہ لڑکی نہیں تیار ہوسکتی ناجانے کہاں کی تیاری کررہی ہے وہاں سب پہنچ چکے ہیں ایک میں ہی اپنی بہن کے گھر آخر میں جاؤنگا حد ہے۔"

فہد جو موبائل پہ مصروف تھا موبائل سے نظر اٹھاتے سنجیدگی سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اچھا میری جان بس پانچ منٹ انتظار کرلو۔لڑکی زات ہے کیسے ڈرائیور کے ساتھ بھیج دوں۔ویسے بھی پرائی امانت ہے اچھا نہیں لگتا یوں اس نئے شہر میں اکیلے ہی نکال دوں۔"

انھوں نے رسان سے اسکا شانہ تھپتھپاتے سمجھانا چاہا لیکن وہ ان کی بات پہ سختی سے دانت پہ دانت جمائے سر جھٹک گیا۔

"یہ پرائی امانت کو گھر میں رکھتے ہوئے آپ کو خیال کیوں نہیں آیا کہ اس گھر میں بھی ایک لڑکا مقیم ہے۔لڑکی ذات ہے وہ اس کا اس گھر میں رہنا کسی خطرے سے خالی نہیں۔"

وہ ایک ترچھی نگاہ ان پہ ڈالتے دھیمی لہجے میں غصے سے گویا ہوا اس کی بات پہ پریشے نے ہونق ذدہ ہوتے اس کی جانب دیکھا جسے شاید خیال ہی نہیں تھا کہ وہ کیا بول رہا ہے۔

ان کی بات پہ عمل کرتے ہوئے وہ صوفے پر دوبارہ جگہ سنبھالتے پانچ منٹ گزرنے کا انتظار کرنے لگا۔

"اچھا چپ کر جاؤ بلا کر لاتی ہوں اسے۔ غصے میں ناجانے کیا کیا بول جاتے ہو۔"

پریشے نے اسے سنجیدہ ہوتے دیکھ کر بات سنبھالی اور خود گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے گیسٹ روم کا رخ کیا۔انہیں خود بھی حیرت تھی کہ وہ گھنٹے سے کونسی تیاری کررہی ہے لیکن وہ فہد کے سامنے اس کے خلاف بات کرکے اسے مزید بولنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔انھوں نے کمرے کے دروانے پہ ہولے سے دستک دی۔اندر سے آنے والی آواز پہ انھوں نے جوں ہی دروازہ ہلکا سا واں کیا۔

"ناہید بیٹا آپ۔"

ابھی ان کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ آئینے کے سامنے کھڑی ناہید نے پلٹ کر آنے والی شخصیت کو دیکھا۔اس کی تیاری دیکھتے پریشے کو غش آنے لگے۔انہیں اب فہد کے غصے سے مزید خوف آنے لگا تھا کیونکہ وہ اتنا میک اپ قطعی برداشت نہیں کرتا تھا۔

"اوہ چاچی میں بلکل تیار ہوں دیکھیں اچھی لگ رہی ہوں ناں۔"

نارنجی رنگ کی شلوار قمیض پہنے کانوں میں آویزے کے ساتھ کندھے سے نیچے تک آتے بالوں کو کھول کر لبوں پر ڈارک لپ اسٹک لگائے وہ اپنی تیاری کا جائزہ لے رہی تھی۔ساتھ ہی ساتھ پریشے کو بھی اپنی جانب متوجہ کیا۔

اس کی تیاری دیکھتے پریشے نے مشکل اثبات میں سر ہلایا اور وقت کا احساس دلاتے جلدی آنے کا کہا اور حلق تر کرتی نیچے کی جانب چل دیں کیونکہ اب فہد کے عتاب کا نشانہ وہ بننے والی تھی اتنا تو وہ اپنے بیٹے کو جانتی تھی۔وہ جیسے ہی لاؤنج میں پہنچی فہد صوفے سے پشت ٹکائے بیٹھا تھا۔ ان کے کمرے سے جاتے ہی وہ بھی اپنا کلچ اور موبائل لیتی سرعت سے ان کی تقلید میں چل دی۔ نیچے پہنچتے وہ ایک نگاہ صوفے پر بیٹھے فہد جو دیکھتے گویا ہوئی۔

"چلیں۔"

اس کی آواز سنتے فہد نے اس کی جانب ایک نگاہ ڈالی لیکن وہ نظر پڑنے کی دیر تھی اس کا حلیہ دیکھتے اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگی۔اس نے سرعت سے پریشے کی جانب دیکھا جیسے انہیں کچھ باور کروارہا ہوں جنہوں نے جواباً اس کی شعلے اگلتی آنکھوں سے بے نیازی برتتے اسے دیکھتے کندھے اچکا دیئے۔فہد کا اشتعال سوا نیزے پہ جا پہنچا۔

"یہ تم کسی کی شادی میں جارہی ہو کیا آئندہ میرے ساتھ جانا تو یہ بننا سنوارنا بلکل مت کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا فلحال جانا چاہتی ہو تو جا کر کوئی چادر اوڑھو کوئی ورنہ بیٹھو گھر میں ہی۔"

سرد لہجے میں بولتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب چل دیا۔

"بیٹا تم جاؤ چادر لے لو جلدی سے ہم سب ہی چادر لیتے ہیں اس لئے غصہ کرگیا اس کے غصے کو بڑھووا مت دینا جاؤ میرا بچہ۔"

پریشے نے اس کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھتے بات بنائی تو وہ مشکل اس کا غصہ ھضم کرتے اثبات میں سر ہلا کر اپنے کمرے کی جانب چل دی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد

وہ کمرے سے چادر اوڑھ کر آئی اور ان سے ملتے ہی خارجی دروازے کی جانب چل دی۔اس کے فرنٹ ڈور کھول کر گاڑی میں بیٹھتے ہی فہد نے زن سے گاڑی روشانے کے گھر کی جانب بھگائی تھی جو سیدھا روشی کے گھر کے باہر ہی رکی تھی وہ اسے اندر جانے کا کہتے گاڑی پارک کر کے خود بعد میں اندر کی جانب بڑھا جہاں سب اسی کے منتظر تھے۔

ناہید کو داخلی دروازے سے اندر آتے دیکھ پہلے تو لاؤنج میں صوفوں پہ بیٹھے نفوس نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا معاً روشانے کے بتانے پر سب نے خوشدلی سے مصافحہ کیا تھا جبکہ اس کے عقب سے ہی فہد کو داخل ہوتے دیکھ انابیہ نے منہ چڑھاتے طنز کرنا ضروری سمجھا۔

"اتنی جلدی آنے کی کیا ضرورت تھی اب بھی نہیں آتے۔"

اس کی بات پر روشانے اور احد سے ملتا فہد اردگرد نگاہ دوڑاتے کہیں اور جگہ نہ ملنے پہ اسی کے برابر جگہ سمبھال گیا جس پر وہ بدک کر اس سے دور کھسکی تھی۔فہد نے ناگواری سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا تھا۔

"آنا تو نہیں تھا پھر تمھارا خیال مجھے یہاں کھینچ لایا۔"

فہد نے لوفرانہ انداز میں بولتے اپنی بائیں آنکھ دبائی تھی جس پر اس نے زور سے اس کے ہاتھ پر مکہ مارا تھا۔

"شٹ اپ تم یہ فضول بکواس مجھ سے نہ کیا کرو اب جاؤ یہاں سے۔"

غصے سے ناک منہ چڑھا کر وہ اسے کہتی لیزے اور مازا کی جانب متوجہ ہوگئی جبکہ ناہید ان دونوں کو یوں بات کرتے دیکھ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گئی۔وہ جتنی ان میں بدگمانیاں ڈالنا چاہتی تھی وہ کیوں ایک دوسرے سے بدگمان نہیں ہورہے تھے۔

"روشی آپی آپ تو بیٹھ جائیں بھئی کب سے یہاں وہاں ہو رہی ہیں تھک جائینگی۔"

لیزے نے اس کی طبیعت کے پیش نظر رسان سے اسے مخاطب کیا تو وہ اسے دیکھتی اثبات میاں سر ہلاتے مسکرا کر وہی سامنے رکھے صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"ہاں بس آگئی تھوڑا کام دیکھ رہی تھی۔"

اس نے مسکرا کر اس کا دمکتا چہرہ دیکھتے جواب دیا تو رائم بھی اس کی بات پہ شرارت آمیز نگاہوں سے اسی جانب متوجہ ہوا۔اسے یوں اپنی جانب دیکھتے روشانے کو اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹی بجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

رہنے دو یار سارا کام تو یہ معصوم اور آنٹی کرتے ہیں کہاں ہے احد بلاؤ میں پوچھوں اس" سے کتنا کام کرتی ہے یہ۔توبہ جھوٹ بھی بندہ بولے تو ڈھنگ سے بولے بیٹھ بیٹھ کر "کھانے اور موٹی ہونے کے علاوہ تمہارے پاس اور کوئی کام بھی ہے۔

اس نے خالص زنانہ عورتوں کی مانند ہاتھ نچاتے طنز کے نشتر چلائے جو سیدھا روشانے کے دل میں جاکر پیوست ہوئے تھے جبکہ خود کو موٹا کہے جانے پہ اس کی آنکھیں صدمے سے پھیل گئی۔اس نے روہانسی نگاہوں سے ادیان کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اس کی گوہر افشانیاں سن رہا تھا۔

اس کی بات پہ بلبلاتے روشانے نے برجستہ جوابی کاروائی کی۔

"نہیں نہیں آنٹی اور منتہا تھوڑی یہ۔ہمارے گھر یہ رائم آکر کرتا ہے ناں سارے کام۔پکی عورت لگتے ہو۔"

اس نے مسکراتے ہوئے دانت پیستے ہوئے طنز کیا جس پر سب کے مشترکہ قہقہے بے ساختہ تھے۔جبکہ رائم دل ہی دل میں خود کو عورت کہے جانے پہ کھسیا گیا۔

"اور پھر ہاسپٹل روشی جاتی ہوگی میری جگہ ہے نا کیوں ادیان تم بتاؤ۔فضول میں مجھے عورت سے تشبیہہ دے رہی ہو۔لا حولہ ولا قوۃ۔"

اس نے اپنی بات میں بھی کسی کو ملانے کی خاطر ادیان کو بھی مخاطب کیا جو لیزے کے ساتھ بیٹھا اس کی جانب جھکتے اسی سے کوئی بات کہہ رہا تھا جس پہ وہ منہ پہ ہاتھ رکھے مسکراہی تھی۔ان سب نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ادیان اس کی آواز پہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"ہاں بالکل اور آفس میری جگہ فہد جاتا ہے عجیب باتیں کرتے ہو تم سب۔بس بکواس کرنا لازمی ہے چاہے اس کا سر پیر ہی نہ ہو۔"

ادیان نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے سنجیدگی سے جواب دیا پر اس کے ازلی انداز پر سب نے مسکراہٹ چھپائی۔جبکہ باقی سب حیرت سے ان تینوں کو یوں لڑتا دیکھ رہے تھے۔کافی عرصے سے وہ اس چیز کو مس کررہے تھے۔ان کی محبت ان کا پیار مثالی تھا لیکن گزری تلخیوں میں یہ سب جیسے کہی کھوگیا تھا لیکن آج ان سب کو یوں ایک بار پھر پرانے انداز میں دیکھ کر انھیں ایسا محسوس ہوا تھا جیسے ایک بار پھر ان کی دوستی ازلی انداز میں لوٹ رہی ہے۔

"تم تو رہنے دو ادیان اب اس بیچاری کو ملنے دو وہیں بٹھا رکھا ہے اپنے پاس چپکا کر مجھ سے ملنے آئی ہے وہ۔خدا کی پناہ ایسی بھی کیا دللگی۔"

روشانے نے بھی مسکراتے ہوئے منہ پھاڑ کر بولتے لیزے کی جانب اشارہ کیا جس پر وہ کچھ خجل سی ہوگئی جبکہ ادیان نے اس کے کہنے پر اپنے مخصوص انداز میں آبرو اچکایا تھا۔

"تمہارے پاس جگہ ہے کیا بٹھانے کی میری بیوی کہی پھنس گئی تو یہ بات مجھے منظور نہیں ہے۔دیکھو تمہارا شوہر بھی کیسے پھنس کر بیٹھا ہے۔"

خلاف توقع ادیان کا یہ انداز دیکھ کر سب نے داد دیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے تالیاں بجائی تھی جبکہ روشی صدمے کی کیفیت میں اپنے آپ کو دیکھا تو کبھی احد کو جو ان کی باتوں پہ پورے منہ کھول کر قہقہے لگارہا تھا۔

"تم دونوں کی بیویاں موٹی ہوگی نہ جب اس وقت تم دونوں کو اندازہ ہوگا۔"

روشا نے منہ پھلا کر بولی تھی۔

"میری بیوی تو موٹی بھی مجھے قبول ہے۔"

رائم مازہ کے شانے پہ بازو پھیلاتے شرارت آمیز لہجے میں بولا تھا۔اس کی بات پہ مازہ نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازتے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا اور خجل ہوتے سب کی جانب دیکھا تھا۔

"ہماری بیوی کے خلاف بھی ایک لفظ نہیں۔ہم اپنی بیوی کی شان میں گستاخی بلکل معاف نہیں کرتے۔"

احد اپنے لہجے کو بھاری بناتے رعب دار آواز میں بولا تھا تو روشی اس کی آواز پہ اس کی جانب دیکھتے صدقے واری چلی گئی اور نہارتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"احد یہ سچ میں آپ ہی ہیں نہ۔"

روشی اس کے اتنے عرصے بعد باآواز بولنے پہ چمکتی آنکھوں سے اسے جانب دیکھتے ہوئی بولی تھی۔اس کے شوہر نے سب کو اسے موٹی کہنے سے ٹوکا تھا اب اتنی محبت کا تو وہ بھی حقدار تھا۔

رائم پانچ ہزار کا جھوٹ پورا ہوگیا کہ کچھ مزید باقی ہے۔وہ کیا ہے نہ میری اپنی بیوی کو" "مزید دھوکے میں نہیں رکھ سکتا۔

اس کی بات پہ جہاں باقی سب قہقہہ لگا کر ہنسے تھے وہی روشی نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے صوفے سے کشن اٹھاتے اس کی جانب اچھالا تھا جو وہ کمال مہارت سے کیچ کرگیا تھا معاً موبائل پہ آنے والی کال کو دیکھتے وہ سب سے معذرت کرتا ہنستے ہوئے باہر کی جانب چل دیا تھا۔

آپی یار کیوں ادیان بھائی کو غصہ دلانا ہے پتہ ہے ناں پھر انہیں میٹنگ یاد آجائے گی" کچھ کھلا پلا دیں اب اور آپ یوں کریں کہ احد بھائی کو بلائیں سب سے پہلے ان کی کال "کچھ زیادہ ہی لمبی ہوگئی ہے۔

فہد نے ادیان کی جانب دیکھتے جیسے شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالا تھا۔

"آتے ہونگے وہ بھی تم کیوں اتنی طرفداری کر رہے ہو اس کی۔"

وہ اسے تیکھے چتونوں سے گھورتی ہوئی بولی۔

"کیونکہ اسے اپنے بال پیارے ہے ناں آپی سوچیں گنجا فہد کیسا لگے گا۔"

انابیہ کے جواب پر سب نے مشترکہ قہقہہ لگایا جبکہ فہد اسے گھور کر رہ گیا۔

اے چشمش تم سوچو اگر تمہارا یہ حسین چشمہ اس وقت کھو جائے تو کیسے گھورو گی ان" "آنکھوں سے اس لئے چپ بیٹھو۔

فہد نے بھی بھونڈی سی جوابی کاروائی کی تو انابی اسے چڑانے کو ہنس پڑی جس سے وہ مزید چڑ بھی گیا۔

"یار فہیم کیوں نہیں آیا اسے بھی آنے کا کہتے ناں مزہ آتا ادیان تم کہتے تو شاید آجاتا وہ۔"

روشانے نے فہیم کی کمی محسوس کرتے اسے مخاطب کیا۔

''ہم نے کہا تھا پر انھیں شاید ہاسپٹل جانا تھا ماموں ساتھ۔''

امائزہ کے بتانے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''چلیں کوئی بات نہیں اس سے پھر مل لینا ابھی یہاں ہم لوگ ہیں ناں۔''

انابی نے بات سنبھالتے اس کی کمی کو پورا کرنے کی خاطر کہا تو وہ بھی سر جھٹکتے مسکرا دی۔ کچھ دیر یونہی باتیں کرنے کے بعد ان لوگوں نے ملازمہ کے بلانے پہ ڈائنگ ہال کا رخ کیا۔ خوشگوار ماحول میں کھانا کھانے کے بعد وہ سب لاؤنج میں بیٹھے ایک بار پھر سے باتوں میں مشغول تھے جب روشی میڈیسن لینے کی بدولت ان سب کو تاکید کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

''منتہا تم بھی بیٹھ جاؤ۔''

لیزے نے اسے مسلسل مضطرب سی کھڑے دیکھ کر بیٹھنے کو کہا جو مسلسل پریشانی سے انگلیاں چٹخا رہی تھی تو وہ مسکرا کر جی آپی کہتی جھجھکتے ہوئے اسی کے ساتھ براجمان ہوگئی۔

اور احد بھائی بتائیں کام کیسا جارہا ہے اب دل لگ جاتا ہے آفس میں۔ میری بہن جو"
"نہیں جاتی۔
فہد نے احد کی جانب دیکھتے اپنی جانب سے چٹخلہ چھوڑا تو وہ اس کی بات پہ مسکرا دیا۔
ہاں جی میرا تو لگ جاتا ہے البتہ آپ سے یہ ضرور کہونگا اب جوائن کریں موصوف آفس"
"اس پب جی کی جان چھوڑ کر۔
اس کی برخستہ بات پر وہ خجل سا ہوگیا جبکہ باقی سب مسکرا دیئے۔
ربان جو کب سے خاموشی سے بیٹھا زیرک نگاہوں سے منتہا کی جانب نظر مرکوز کیئے بیٹھا تھا اس کے دیکھنے پر گڑبڑا کر نظریں ہٹائی۔ اندر کا ٹھرک پن امنڈ امنڈ کر باہر آرہا تھا۔ معاً اس کی آنکھوں میں شرارت سی کوندی۔ اس نے دل ہی دل میں کچھ سوچتے دھیمے سے اسے مخاطب کیا۔
"منتہا پانی ملے گا پلیز۔"
ربان نے اس کی جانب دیکھتے میسنے پن سے کہا جبکہ اس کی بات پر امائزہ اور لیزے جو اس کے قریب ہی بیٹھی تھیں اسے گھور کر نفی میں سر ہلا گئیں کیونکہ وہ جانتی تھی کہ

اب اس کے عتاب کا نشانہ کہی نہ کہی منتہا ہونے والی ہے۔منتہا اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ربان نے بھی ادھر ادھر نگاہ دوڑاتے اسی کی تلقید کی۔

"آپ کا نام کیا ہے۔"

اس نے اپنے لمبے قد کا فائدہ اٹھاتے اس کی جانب جھکتے آنکھوں میں شرارت لیے اسے مخاطب کیا تو اس کے اچانک نازل ہوجانے پہ منتہا کی چیخ بے ساختہ تھی۔

"منتہا۔"

اس نے ایک مشکوک نگاہ اس پہ ڈالتے یک لفظی جواب دیا اور دوبارہ گلاس میں پانی انڈیلنے لگی۔ربان نے دانت نکوستے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

اہاں منتہا ربان بہت خوبصورت نام لگ رہا ہے منتہا کے ساتھ ربان ہی جچ رہا ہے بس۔"

"اسے یوں ہی جوڑ کر رکھنا۔اوکے۔

جبکہ اس کا نام یوں اپنے نام کے ساتھ جوڑنے پہ منتہا نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو بائیں آنکھ دباتے کچن سے باہر جارہا تھا۔اس کی حرکت پہ منتہا تلملا کر رہ گئی۔

سب کو باتوں میں مصروف دیکھتے ناہید موقع دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے فہد کی جانب رخ کیے بیٹھ گئی۔فہد ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالتے دوبارہ موبائل پہ مصروف ہوگیا تھا۔

"فہد آپ ناراض ہیں مجھ سے۔"

اس کی بے تکی بات پر فہد نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا جس سے کبھی کوئی اچھی بات کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

"نہیں مطلب وہ نمبر والی بات پر میں سمجھی آپ ناراض ہوگئے ہیں۔"

اس کے یوں دیکھنے پہ وہ وضاحت دینے پہ فہد نے ایک سرد سانس خارج کی۔

میرا تم سے ایسا کوئی رشتہ نہیں جو میں ناراض ہوں اور دوسری بات سیدھی طرح بتا دو" کہ کہاں سے لیا ہے میرا نمبر کیونکہ انابی کہہ رہی تھی اس نے نہیں دیا اور اگر مجھے تم "دونوں میں سے کسی ایک کو چننا پڑے تو وہ انابی ہی ہوگی۔گوٹ اٹ۔

فہد کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ ایک لمحہ تو گڑبڑائی معاً عقب سے گزرتی انابی کو دیکھتے مسکرا کر ذرا سا اونچا بولی۔

"نہیں فہد مجھے واقعی اس نے دیا تھا نمبر مجھے نہیں پتہ اس نے کیوں یہ کہا آپ پوچھ لیں انابیہ سے ہی۔ورنہ آپ جانتے ہیں کہ میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں اور کہاں سے مل سکتا ہے مجھے آپ کا نمبر۔"

اس نے مسکراتے ہوئے اسے مزید آگاہ ک ۶ا جبکہ انابی جو اسی سمت آرہی تھی اس کی بات سن کر حیران ہو کر دو تین قدم اٹھاتی اس کے نزدیک آتے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔چہرے پہ نا سمجھی کا تاثر واضح تھا۔

"جھوٹ کیوں بول رہی ہو ناہید میں نے کب تمہیں نمبر دیا انفیکٹ میری تو بس وہی بات ہوئی تھی جو فہد کے سامنے اس کے بعد تو آج ملی ہوں میں آپ سے۔"

انابیہ اپنا چشمہ درست کرتے دھیمی آواز میں غرائی تھی اسے تو یہی سوچ کر حیرت ہو رہی تھی وہ کس قدر ڈھٹائی سے اس کے سامنے کھڑی اس کی ذات کے متعلق ہی جھوٹ بول رہی تھی جبکہ فہد ان دونوں کی بحث پہ نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"نہیں انابیہ میرے خیال سے آپ کو یاد نہیں ہوگا مگر آپ نے خود یہ کہہ کر دیا تھا کہ فہد مجھے پسند کرتے ہیں اس لئے مجھ سے بات بھی کرنا چاہتے ہیں۔اور انہوں نے خود کہا ہے بات نمبر دینے کو۔"

جبکہ اس کی بات پر فہد نے ضبط سے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال کو قابو کیئے برفیلی نگاہوں سے انابیہ کی جانب دیکھا جو بےیقینی کی کیفیت میں وہ محض نفی میں سر ہلا گئی۔

"مجھے نہیں پتہ کہ آپ کیوں جھوٹ بول رہی ہیں پر مجھے یاد ہے اچھے سے اس دن میری آپ سے فہد کے سامنے بات ہوئی تھی اس کے بعد میں سب کے ساتھ تھی تو کیسے نمبر دیا میں نے اور مجھے کیا ضرورت ہے اپ سے یہ بات کرنے کی یا نمبر دینے کی۔میرا نہ آپ سے کوئی لینا دینا ہے اور نہ ہی فہد سے۔"

اس نے بےیقینی کی کیفیت میں ناہید کی جانب دیکھا جو مسلسل جھوٹ پر جھوٹ کہہ رہی تھی ناجانے کیا چاہتی تھی وہ۔انابی تو صدمے کی کیفیت میں اس کے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اپنے دفاع میں کچھ بولتی فہد سرد لہجے میں ٹوک اٹھا۔

"ایکسکیوز می ناہید ہم آتے ہیں۔"

فہد بمشکل خود پر ضبط کرتے اٹھا اور انابیہ کا ہاتھ سختی سے جکڑتے لان کی بیک سائیڈ کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ سب کا لحاظ کرتی محض مسکرادی تھی جو حیرت سے ان دونوں کو یوں جاتا دیکھ رہے تھے اور انہیں جاتا دیکھ ناہید ایک ادا سے بالوں کو جھٹکتی استہزایہ مسکرا کر باقی سب کی جانب متوجہ ہوئی۔

باہر پہنچتے ہی فہد نے جھٹکے سے ہاتھ چھوڑ کر اس کی جانب رخ کیا تو وہ لڑکھڑا کر دو تین قدم پیچھے ہوئی۔

"تم اپنی حد میں رہو فہد۔ تمہیں اپنی عزت پیاری نہیں ہوگی لیکن مجھے بہت ہے۔"

وہ اپنی کلائی سہلاتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تھی جہاں اس کی سختی کی بدولت ہلکا ہلکا سرخ ہورہا تھا۔

کیا ہے یہ سب حد ہوتی ہے جھوٹ کی بھی پہلی بات تو تمہیں دینا نہیں چاہیئے تھا میرا" "نمبر اور جب دے دیا تو مان لو۔ بار بار جھوٹ بولنے سے کیا حاصل ہوگا۔

فہد غصے سے اس کی جانب دیکھتے دھاڑا انابی اس کی دھاڑ کر چیختے بدک کر پیچھے ہوئی۔

"دیکھو فہد میں نے پہلے بھی تم سے کہا کہ میں نے نہیں دیا مجھے نہیں پتہ وہ لڑکی کیوں

"جھوٹ کہہ رہی ہے لیکن میں نے سچ میں نہیں دیا۔

انابیہ نے ایک بار پھر اسے تحمل سے سمجھانے کی اپنی سی کوشش کی تھی جس پر وہ مزید طیش میں آتے اس کے دونوں بازو تھامتے اپنی غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں کو اس کی آنکھوں میں ڈالتے غصے سے پھنکارا۔

"اچھا تم نے نہیں دیا تو اس دن جو کیا وہ سب کیا تھا یاں پاگل سمجھا ہوا ہے تم نے کبھی اسے میری گرل فرینڈ بنا دیتی ہو سب کے سامنے کبھی اس سے یہ کہہ کر نمبر دیتی

"ہو میں اسے پسند کرتا ہوں بھلا کب کہا میں نے تم سے یہ سب۔

اس کے غصے سے بنا ڈرے بے خوف انداز میں اپنی آنکھوں میں ہاتھوں میں اٹھتی تکلیف کے باعث جمع پانی کو پیچھے دھکیلتے اس کی جانب دیکھ کر گویا ہوئی۔

"کہا ناں نہیں دیا تو نہیں دیا تمھیں اس پر یقین ہے تو جاؤ اور کرو مجھے نہیں فرق پڑتا ہاں مانتی ہوں ہمیشہ ہر کسی کے ساتھ کوئی نا کوئی شرارت کرتی رہی ہوں میں مگر جب جو چیز کرتی ہوں وہ مانتی بھی ہوں اور جو نہیں کیا وہ نہیں مانونگی جاؤ اور جا کر سچ پتہ کرو

اب ہٹو سامنے سے۔فضول میں میرے سامنے رعب مت جھاڑا کرو۔کوئی حیثیت نہیں ہے تمہاری میری نگاہ میں۔"

وہ تڑخ کر کہتی اس کے ہاتھ بری طرح جھٹکتے آگے کی جانب بڑھی جبکہ اس کی بات پر فہد نے گھور کر اس کی پشت کو دیکھا جو ماننے کو تیار نہیں تھی کچھ تو تھا جو پردے میں تھا۔وہ تن فن کرتا اس تک پہنچا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کرتے اس کا چشمہ اتارا تھا۔اس کی حرکت پہ وہ ہونق ذدہ رہ گئی تھی۔

"چشمہ واپس کرو میرا مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ایڈیٹ سب دھندلا دھندلا ہے۔"

وہ اچک کر اس کے ہاتھ سے چشمہ لینے کی تگ و دو میں چٹختے ہوئے گویا ہوئی تو فہد نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور چشمہ مزید اونچا کرلیا۔

"میرا عکس واضح ہے یا دھندلا۔"

اس نے اس کی ٹھوڑی کو ایک ہاتھ سے جکڑتے سرد لہجے میں استسفار کیا تو انابی کو تو اس کی حرکت پہ پتنگے ہی لگ گئے۔لیکن فلحال چشمہ ضروری تھا تبھی صبر کے گھونٹ پی گئی۔

"دھندلا۔"

اس نے بے خوف انداز میں ناراضگی سے رخ پھیرتے یک لفظی جواب دیا۔وہ اسے جھوٹ بول کر تپانا چاہتی تھی لیکن اس کا چہرہ تو بلکل پرسکون تھا۔

بس مزید کچھ نہیں چاہیے مجھے تم سے۔ ساری عمر تمہیں اب اسی چہرے کو دیکھنا ہے"

"اتنی ہی قریبی سے چاہے وہ پھر واضح ہو یا دھندلا یہ سب تم پہ منحصر ہے۔

اس نے انابی کی سماعتوں میں گویا صور پھونکتا تھا۔ساتھ ہی چشمے کو اس کی آنکھوں کی زینت بنایا تھا۔وہ اس کی نزدیکی پہ دل ہی دل میں تلملاتے اس کے پاؤں پہ پاؤں مارتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

انابیہ کے اندر جانے کے کچھ ہی دیر بعد وہ بھی اس کے تعاقب میں اندر کی جانب بڑھ گیا جہاں اب وہ سب جانے کی تیاری میں تھے۔ ان سب کو اٹھتے دیکھ وہ بھی ایک گہری نگاہ نحوست سے ناک چڑھاتی انابی پہ ڈالتے سنجیدگی سے قدم اٹھاتا روشانے سے ملتا خیال رکھنے کی تاکید کرتا باہر گاڑی کی جانب چل دیا جبکہ باقی سب بھی اپنی گاڑیوں کی جانب بڑھے تھے۔

دن اسی طرح سبق رفتاری سے گزر رہے تھے۔وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرتا چلا جاتا ہے۔کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ہسپتال والے واقعے کو بھی اب ایک ماہ گزر چکا تھا۔اس دن حیدر کو ڈسچارج دے دیا گیا تھا۔سینئیر ڈاکٹرز کے مطابق ان کے پاس زیادہ وقت نہیں بچا تھا۔دل کا کینسر ان کے وجود میں بری طرح سرائیت کرچکا تھا۔ڈاکٹر نے انہیں چلنے پھرنے سے سختی سے منع کردیا تھا۔گھر لانے کے بعد فاریہ کا زیادہ تر وقت ان کے پاس ہی گزرتا تھا۔وہ گھنٹوں گھنٹوں بلا پلک جھپکائے انہیں دیکھے جاتی تھی جیسے کسی بھی لمحے وہ اسے چھوڑ جائیں گے۔راتوں کی نیند اڑ چکی تھی۔حیدر کی بیماری کے بعد کائنات کا رویہ اس کے ساتھ مزید بدتر ہوگیا تھا۔جو تھوڑا بہت لحاظ اور خیال حیدر کا پہلے وہ کرلیتی تھی اب وہ بھی ختم ہوگیا تھا۔ریحان کا آتے جاتے اسے تنگ کرنا وہ پچھلے ایک ماہ سے یہ سب برداشت کرتے کرتے تھک چکی تھی لیکن حیدر کو کسی بھی چیز سے آگاہی دے

کر وہ ان کی مزید طبیعت خرابی کا سبب نہیں بن سکتی تھی۔دل کو ہر لمحہ دھڑکا لگا رہتا تھا۔ابھی بھی وہ حیدر کے کمرے میں ہی ملگجے سے حلیے میں سوجھی آنکھوں کے پپوٹے،بال بکھر کر چہرے پہ گرے ہوئے تھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ وہ جو پہلے تھوڑا بہت اپنا خیال رکھتی تھی وہ بھی رکھنا چھوڑ دیا ہے۔وہ کھڑکی کے پاس رکھے صوفے پہ بیٹھی گھٹنوں میں سر رکھے افق کے پار دیکھتی کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔معاً حیدر کی نقاہت ذدہ آواز پہ وہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی اور افراتفری میں چپل پیروں میں اڑستے بھاگنے والے انداز میں ان تک پہنچی۔

"پاپا کیا ہوا کچھ چاہیے کیا آپ کو۔"

وہ ان کے گال پہ ہاتھ رکھتے تفکر ذدہ لہجے میں گویا ہوئی۔تو حیدر نے مشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو ان کے ساتھ ساتھ خود کو بھی ختم کررہی تھی۔

جی چاہیے مجھے میری بیٹی چاہیے جو پچھلے ایک مہینے سے کھو گئی ہے۔اپنی ہی زات میں" "گم ہوگئی ہے۔کہاں ہے میری وہ والی فاریہ۔

بولتے ہوئے انہیں شدید دقت پیش آرہی تھی۔ابھی بھی وہ دل پہ ہاتھ رکھے اس سے مخاطب تھے۔فاریہ نے ان کی حالت دیکھتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

"میں یہی ہوں آپ کے پاس۔کہی نہیں گئی۔آپ بھی یہی ہے میرے پاس۔ہم دونوں ہی ہیں پاپا ایک دوسرے کے ہے نا۔آپ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے نہ۔"

وہ ان کا ہاتھ اپنے چھوٹے سے ہاتھوں میں تھامتی تھکن زدہ لہجے میں آس لیے بولی تو حیدر نے محبت بھری نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا جو ان کی محبوب بیوی کی اولاد تھی اور انہیں بے حد دلعزیز۔لیکن شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

"آپکی ماما کہاں ہیں۔ان کے ساتھ وقت گزارا کرو آپ۔ریحان بھائی بھی نہیں دکھ رہے۔"

وہ اس کی بات کو سرے سے ہی نظرانداز کرتے کمرے میں طائرانہ نگاہ دوڑاتے ہوئے گویا ہوئے تو فاریہ نے ان کی بات پہ سہم کر ان کی جانب دیکھا۔اس کی آنکھوں کا خوف ڈر جھجھک انہیں کہی نہ کہی ٹھٹھکا گیا تھا۔

"پاپا مجھے نہیں چاہیے وہ والی ماما۔مجھے میری رئیل والی ماما چاہیے۔میں ان کے پاس چلی جاؤں ان کے ساتھ ڈھیر ساری باتیں کرنی ہے۔"

وہ بچوں کی طرح منہ بسورتے ہوئے ان کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے بولی تو حیدر نے مشکل اپنا لرزتا ہاتھ اٹھاتے اس کے سر پہ رکھا تھا۔اس کی بات پہ وہ تڑپ ہی تو گئے تھے۔یہ تو ان کے جانے کا وقت تھا تو وہ کیوں جانے کی بابت ایسی باتیں کررہی تھی۔

اب ان کا ہاتھ ہولے ہولے اس کے بال سہلارہا تھا۔فاریہ نے اپنی بھاری ہوتی آنکھیں ایک لمحے کیلیے بند کرلی ان کے لمس پہ۔وہ جیسے سکون کی وادیوں میں اتررہی تھی۔

ایسے ہی تو نہیں کہتے کہ باپ ایک ٹھنڈی چھاؤں کی مانند ہوتے ہیں جن کے سائے""میں بیٹیاں بغیر کسی خوف کے پرسکون رہتی ہے۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد جوں ہی ان کے ہاتھوں کی حرکت اس کے سر پہ رکی فاریہ کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی تھی اس نے جھٹکے سے سر اٹھاتے خوفزدہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"پاپا۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں ان کے بازو پہ ہاتھ رکھتے گویا ہوئی تو حیدر نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولتے تلخ مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"ڈر گئی تھی نہ۔"

ان کی سرسراتی ہوئی سرگوشی پہ فاریہ کے رکے ہوئے آنسو ایک بار بہہ نکلے۔وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے ہچکیوں سے رودی۔

"پاپا آپ ایسا کیسے کرسکتے ہیں میرے ساتھ۔پلیز میں اللہ سے دعا مانگتی ہوں دوست نے کہا تھا کہ وہ سب کی فریاد سنتے ہیں میری بھی سنیں گے۔مجھے یقین ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے گلابی گال رگڑتی لہجے میں یقین سموئے بولی تھی لیکن آنکھوں میں خالی پن واضح تھا اپنے یقین ٹوٹنے کا۔حیدر نے اذیت سے مسکراتے ہوئے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تو وہ سرعت سے اسے تھامتے لبوں سے لگا گئی۔

"ایسے ہی چلا جاؤں گا کسی بھی لمحے۔آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔لیکن میرے جانے کے بعد میری بیٹی کو مضبوط رہنا ہے۔اسے ہمت نہیں ہارنی مجھے یقین ہے کائنات آپ کا خیال رکھے گی آپ کو ماں باپ کی کمی نہیں محسوس ہونے دے گی۔"

وہ وہی ہاتھ اس کے گال پہ پھیرتے محبت بھرے لہجے میں دھیمے سے بولے تھے۔فاریہ نے تڑپتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

نہیں نہیں پاپا آپ نہیں جاسکتے کہی۔ میں آپ کو کہی نہیں جانے دوں گی مجھے نہیں"
رہنا یہ والی ماما کے پاس یہ گندی ہے مجھے اپنی ماما کے پاس جانا ہے پلیز پاپا مجھے بھی
"اپنے ساتھ لے کر جائیے گا میں اکیلی ہوجاؤں گی بلکل۔آپ کی گڑیا اکیلی ہوجائے گی۔
وہ ایک بار پھر ان کے سینے پہ لگتے پھپھک پھپھک کر رودی تھی لیکن حیدر کا دماغ تو
جیسے اس کی ایک ہی بات پہ اڑگیا تھا۔انہوں نے ہولے سے اسے پکارا تو وہ جھٹکے سے
ان کے سینے سے اٹھی۔

"کیا کہا ابھی آپ نے یہ والی ماما گندی ہے۔کچھ کہا انہوں نے آپ سے۔"

حیدر کے دماغ میں وہاب کی باتیں بھی نئے سرے سے تازہ ہوگئی تھی۔ تبھی سرعت
سے اسے مخاطب کیا۔ساتھ ہی دل میں اٹھتے درد پہ قابو پایا جو مسلسل بولنے کی بدولت
اٹھ رہا تھا۔

"نہیں میں نے تو نہیں کہا ایسا کچھ۔"

وہ اپنی بے اختیاری پہ خود کو کوستی ان کی بات کو جھٹلاتے نظریں چڑا گئی۔ حیدر نے اچھنبے
سے اس کی جانب دیکھا۔انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ان سے کچھ چھپا رہی ہے۔

"پاپا مجھے بھی اپنے ساتھ لے کر جائیں گے نہ۔اگر آپ نے انکار کیا تو میں آپ کو بھی کہی نہیں جانے دوں گی۔"

وہ ان کا دھیان اس جانب سے ہٹانے کی خاطر آنکھوں میں آس لیے بولی۔اس کے لہجے میں ایک التجا سی تھی۔وہ اپنی زندگی کو لے کر اس قدر ناامید کیوں تھی یہ بات حیدر کی سمجھ سے باہر تھی۔

"ایسے کیسے ابھی تو میری گڑیا کی زندگی میں اصل خوشیوں نے ڈیرہ جمانا ہے۔ابھی تو ایک پرنس آئے گا میری پرنسز کی زندگی میں جو اسے اس تلخیوں بھری زندگی سے کہی بہت دور لے جائے گا۔"

وہ اس کی آنکھوں میں جیسے نئے خواب سمانے کی کوششوں میں تھے یا وہ اسے زندگی جینے کی ایک نئی امید کی ڈور تھمارہے تھے۔لیکن وہ ان کی بات پہ مسکرا بھی نہ سکی تھی۔اسے اس سب سے ہی وحشت محسوس ہوتی تھی۔ابھی بھی وہ ان کی بات پہ سر جھٹکتی آنسو صاف کرتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

میری خوشیاں آپ تک ہی محدود ہے اب پاپا۔آپ کو کچھ ہوا نہ تو فاریہ ختم ہوجائے گی۔خیر میں نے آپ کے موبائل میں سوپ کی ایک ریسپی دیکھی تھی میں وہ بنا کر لاتی ہوں آپ آرام کریں۔"

وہ نم آنکھوں سمیت ان کی پیشانی پہ بوسہ دیتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور مشکل مسکراتے ہوئے دھیمے قدموں سے باہر کی جانب چل دی۔

وہ انہیں کیا بتاتی خود پہ بیتی۔زندگی اتنے گھاؤ اسے دے چکی تھی اب اسے ایسا محسوس ہوتا تھا وہ ایک ایسا ناسور بن چکی ہے جسکا مرہم شاید ہی کوئی ہو۔ماں باپ کا زندگی میں ہونا کس قدر ضروری ہوتا ہے۔ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی چلا جائے تو اولاد تو رل جاتی ہے۔لوگ انہیں پیسنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

حیدر بے بسی سے خود کو دیکھتے جو اس کی موجودگی میں خود پہ ضبط کیے بیٹھے تھے پھپھک کر رو دیے تھے۔کتنی چھوٹی تھی وہ لیکن برداشت وہ سب کر چکی تھی جو کوئی برا کرتے ہوئے ختم ہوجائے۔انہوں نے اٹھنے کی کوشش لیکن وہ ایک بار پھر بستر پر ہی ڈھے گئے تھے۔اتنا عرصہ مسلسل لیٹے رہنے کی وجہ سے جیسے سب کچھ سن ہوگیا تھا۔

"آگئی مہارانی صاحبہ باہر تم۔ میں نے کہا آج تم نکل آؤ سہی پھر میں بھی اپنے شوہر سے مل آؤں۔"

ان کے تلخ لہجے میں مشکل فاریہ نے اپنے آنسو ضبط کیے تھے معاً ان کی بات کو نظرانداز کرتے وہ اس سے پہلے کچن کی جانب بڑھتی کائنات کو خود کو یوں نظرانداز کیا جانا بلکل پسند نہ آیا تبھی اس کی کلائی کو سختی سے اپنی گرفت میں لے گئی اور ایک جھٹکے میں مڑورتے اس کی پشت کے ساتھ لگاگئی تھی اس اچانک ہوئی افتاد پہ فاریہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔تکلیف کی شدت اس قدر تھی کہ وہ کسمساتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی تگ و دو میں تھی۔ کائنات نے نحوست سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے نظرانداز کرے گی۔ میں نے تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ میرے عتاب کو بلاوا مت دینا لیکن مجھے نظرانداز کر کے تم نے میرے دل میں موجود نفرت کو مزید بھڑکادیا ہے۔"

وہ اس کی سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے گویا ہوئی تو فاریہ نے التجائیہ نگاہیں ان کی جانب اٹھائی۔

"پلیز ماما رحم کریں مجھ پہ۔"

آنکھوں سے سیل رواں تھا۔معاً وہ درد بھری آواز میں بولی تو اس نے ایک جھٹکے سے اس کی کلائی کو اپنی گرفت سے آذاد کیا تھا۔وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی جھٹکا لگنے کی بدولت سر لاؤنج میں رکھی شیشے کی ٹیبل کے کونے سے ٹکرایا تھا۔اتنی اذیت اس قدر تکلیف اس نے سختی سے وہاں ہاتھ جمایا تھا معاً کچھ گیلا گیلا محسوس کرتے اس نے وہی لرزتا ہاتھ ماتھے سے ہٹا کر اپنی آنکھوں کے سامنے کیا تھا جہاں ہلکا ہلکا خون لگا ہوا تھا۔

"کیوں کرتی ہیں آپ مجھ سے اتنی نفرت۔آپ نے تو کہا تھا کہ میں آپ کو ہمیشہ ماں بن کر سنبھالوں گی تو اپنی ہی بات سے کیوں مکر گئی آپ۔"

وہ ضبط کا شیرازہ بکھرتے ہی دھیمی آواز میں چیخی تھی۔اتنے دنوں کا غبار تھا جو آج اس بات کی صورت میں نکلا تھا۔سر میں درد سے ٹیسیں اٹھ رہی تھی لیکن ابھی اسے فقط وہ سب جاننا تھا جس نے کائنات کے دل میں نفرت کو مزید مضبوط کردیا تھا۔اس کی بات پہ کائنات نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیونکہ تیری ماں نے میرے حق پہ ڈاکا ڈالا تھا میرے منگیتر پہ میری محبت پہ۔خود کو چلی گئی اس دنیا سے لیکن حیدر کو اس آذیت میں تنہا چھوڑ گئی۔اور میں نفرت کی بھٹی

میں اکیلی جلتی رہی۔شادی کے بعد بھی سکھ نصیب نہیں ہوا بلکہ ایک بچہ گود میں لیے بیوہ ہوکر گھر واپس لوٹ آئی لیکن جب مجھے اس صورت میں اتنا اچھا موقع مل رہا تھا تو میں کیونکر تمہیں معاف کردیتی۔ تبھی سب سے پہلے تم جیسی معصوم کو اپنے چنگل میں پھنسایا اور پھر اپنا کام سر انجام دے دیا۔آج دیکھو اس گھر میں پورے حق سے موجود ہوں۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تھی۔فاریہ سن دماغ سمیت ان کی باتیں سن رہی تھی۔وہ اپنے مفاد کیلیے کس قدر گر چکی تھی۔اس سب میں وہ اپنے سر میں لگی چوٹ کو بھی سرے سے ہی فراموش کرچکی تھی۔وہ غائب دماغی کے ساتھ ایک ہی جگہ پہ مستقل کھڑی کسی نادیدہ نقطے کو گھور رہی تھی۔

"چل اب سن لیا سب کچھ کھانا تیار کر اور ریحان کے کمرے میں پہنچا میں حیدر کے کمرے میں جارہی ہوں ذرا۔"

وہ اس کے بازو کو جھٹکا دیتی بولی غیض کے عالم میں بولی تو فاریہ نے ریحان کے نام پہ سہم کر ان کی جانب دیکھا۔

"وہ میں تو پاپا کا سوپ بنانے جا رہی تھی۔"

اس نے ڈرتے ڈرتے اپنی بات مکمل کی تو کائنات نے اس کے جواب دینے پہ کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔فاریہ نے پھڑپھڑاتے دل کے ساتھ اسے اپنے قریب آتے دیکھا تھا۔وہ حیدر کی طبیعت خرابی کی بدولت چیخ و پکار بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ رائم نے انہیں کسی بھی قسم کا سٹریس لینے سے سختی سے منع کیا تھا۔اس کا دل سکڑ کر پھیلا تھا۔

"تو مجھے جواب دے گی میں نے سمجھایا تھا نہ آئندہ کسی کام کیلیے انکار نہیں کرے گی مجھے۔دیکھ اب میں کیا کرتی ہوں۔آواز نہ نکلے تیری اگر حیدر تک ذرا سا بھی آواز گئی تو انجام کی زمہدار خود ہوگی تم۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتے اس کے وجود کو ایک جھٹکا دیتے تن فن کرتی کچن کی جانب چل دی۔فاریہ کے دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔وہ جانتی تھی کہ اب وہ اس کے ساتھ کیا کرنے والی ہیں۔

"ماما مجھے نہیں رہنا یہاں پلیز مجھے اپنے پاس بلا لیں ماما۔"

وہ سسکتے ہوئے بول رہی تھی۔ لیکن آنے والے لمحات کا سوچتے دل بھی لرز رہا تھا۔
حیدر جو کافی دیر سے بیڈ پہ لیٹے اس کے واپس آنے کا انتظار کررہے تھے۔ باہر سے کوئی آواز نہ آتی دیکھ اپنی تمام ہمت مجتمع کرتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئے۔ گزرے دنوں میں ہی وہ صدیوں کے بیمار لگنے لگے تھے۔ آنکھیں بری طرح اندر ہی پیوست ہوگئی تھی جیسے ان میں جینے کی امنگ ہی نہ ہو۔ انہوں نے ہمت کرتے اپنی ایک ٹانگ کو مشکل زمین پہ رکھا تو انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ٹانگ ان کے ساتھ ہے ہی نہیں۔ اسی طرح دوسری ٹانگ بھی اسی کے ساتھ رکھتے وہ دیوار کر سہارہ لیتے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن کانپتی ٹانگوں سے انہیں زیادہ مہلت نہیں دی تبھی لڑکھڑا کر اس سے پہلے کے بیڈ پہ گرتے انہوں نے دیوار کو سختی سے تھام لیا۔ ناجانے کو دل اکسا رہا تھا کہ ایک بار اپنے گھر کو جی بھر کر دیکھ لیں۔ لڑکھڑاتے قدموں سمیت وہ جوں ہی دروازے تک پہنچے باہر سے آنے والی عجیب سی آوازوں پہ ان کی آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے تھے۔ انہوں نے اپنی خشک ہوتی زبان کو تر کرتے اپنی پوری طاقت آزماتے کمرے کے باہر کا منظر دیکھنا چاہا تھا۔ ان کی نگاہیں جیسے ہی باہر کے منظر سے دوچار ہوئی انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے

کوئی آہستہ آہستہ ان کے جسم سے جان نکال رہا ہو۔دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔انہوں نے ہمت کرتے اپنے قدم آگے بڑھانا چاہے تھے لیکن ان کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

فاریہ جو کائنات کے آنے سے پہلے وہاں سے نکلنے کو پر تول رہی تھی اپنے عقب سے آنے والی قدموں کی چاپ پہ اس کا رنگ سرعت سے فق ہوا تھا۔اس نے آنکھوں میں وحشت لیے کائنات کے ہاتھوں میں گرم لوہے کی راڈ دیکھی تھی۔اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔

آخری بار وارن کررہی ہوں تجھے کوئی آواز نہ آئے ورنہ تمہاری وجہ سے تمہارے باپ کا" "ٹکٹ اوپر کا کٹ جائے گا پھر تیرا اصل امتحان شروع ہوگا۔

وہ اس کے نزدیک آتے لوہے کی راڈ اس کی سرخ و سفید کلائی جس پہ پہلے ہی ہلکے ہلکے زخموں کے داغ تھے لے جاتے ہوئے تنبیہی انداز میں دھیمی آواز میں دھاڑی۔فاریہ نے روتے روتے اپنی نم دراز پلکیں ان کی جانب اٹھائی لیکن وہ تو بے حس بنی اسے گھور رہی تھی۔

حیدر کی آنکھیں تو اس ستم پہ پھٹنے والی ہوگئی تھی۔چاہ کر بھی قدم آگے کی جانب نہیں بڑھائے جارہے تھے۔حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔اپنی بیٹی پہ ہوتا ظلم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ بے بسی کے مارے ان کی آنکھوں سے سیل رواں ہوگیا۔

اس سے پہلے کہ کائنات اس کی کلائی کو جلانے کا فریضہ سرانجام دیتی نزدیک سے آنے والی قدموں کی چاپ پہ کائنات کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا۔اس نے چور نگاہوں سے گھر کے داخلی دروازے کی سمت دیکھا جہاں سے تین چار نفوس اندر کی جانب آتے حیرت سے وہاں ہورہی کاروائی کا ملاحظہ کررہے تھے۔

"فاریہ۔"

حیدر کے حلق سے ایک الخراش آواز نکلی تھی۔

ادیان یہ کیس انتہائی پیچیدہ ہوچکا ہے۔اس گروہ کے متعلق کافی لوگوں نے کیس فائل" کروایا تھا لیکن اس چودھری کے خوف سے کسی نے کوئی ایکشن نہیں لیا تھا لیکن اب اس چودھری کی موت تو واقع ہوگئی ہے لیکن اس کے ساتھی ابھی ان کی تلاش جاری

ہے۔اب مجھے اس بچی سے ملنا ہے جو ان کی قید میں تھی اسی کی بدولت آگے کا راستہ صاف ہوسکتا ہے۔"

محسن نے کسی اہم پہلو پہ بات کرنے کی بابت ادیان کو باہر ملنے کیلیے بلایا تھا اور ابھی بھی وہ دونوں ایک پرتعیش سے ریسٹورینٹ میں بیٹھے آپس میں محو گفتگو تھے۔ادیان نے اس کی بات پہ پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے تم فاریہ بچے سے ملاقات کرلو وہ تمہیں زیادہ بہتر بتاپائے گی اس کے علاوہ تم نے مجھے چودھری کا نہیں بتایا اس کی موت کیسے واقع ہوئی۔"

ادیان نے صوفے سے پشت ٹکاتے پرسکون لہجے میں استسفار کیا ساتھ ہی گلاس لبوں سے لگایا تھا۔

ہاں اس دن کے بعد ملاقات ہی نہیں ہوئی نہ ہی ذکر ہوا اس بابت کوئی۔اس کیس میں ابھی تک میں شیور نہیں ہوپایا ہوں لیکن ابھی تک جو صورتحال سامنے ہے اس سے یہی

نتیجہ اخذ ہوپایا ہے کہ اس کی موت ایک سوسائیڈ تھی۔کیوں کہ سارے ثبوت اسی جانب اشارہ کررہے ہیں۔

محسن اس کیس کی جانچ پڑتال میں جس نتیجے پہ پہنچ پایا تھا وہ تفصیل سے اس کے گوش گزاردی۔ادیان کی آنکھوں کی چمک میں ایک عجیب پراسرار سی چمک نے احاطہ کیا تھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ اس کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلاگیا۔

تو کب جانا بہتر ہے اس کے گھر میں جتنا جلدی ہوسکے اس کیس کو سولو کرنا چاہتا"

"ہوں۔

محسن نے مضطرب انداز میں اپنی پیشانی مسلتے اسے مخاطب کیا تو ادیان جو کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا لیکن اس کی بات سنتے ہی گلہ کھنکھارتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو ابھی چلتے ہیں۔"

اس نے جواباً متانت سے جواب دیا اور میز سے موبائل اٹھاتے کان سے لگایا۔ محسن نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جس کا کچھ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کب کونسا پلین بنا لے۔

"ابھی اچانک یوں جانا مناسب ہوگا کیونکہ جیسے تم بتا رہے ہو کہ اس کے فادر کی طبیعت جیسی ہے۔"

محسن نے ناسمجھی سے کہتے بات ادھوری چھوڑی۔ادیان نے بے ساختہ اس کا شانہ تھپتھپایا۔

"تم پریشان مت ہو ان کا پتہ بھی لیں لے گے اسی دوران ہی۔ تم چلو۔"

اس نے سنجیدگی سے کہتے اسے باہر چلنے کا اشارہ کیا اور خود بھی بل پے کرتے قدم اس کی تلقید میں باہر کی جانب بڑھائے۔

وہ موبائل میں مصروف بے دھیانی باہر کی جانب بڑھ رہا تھا معاً کسی سے زوردار تصادم کی بدولت اس نے سرد نگاہوں سے آنکھیں واں کی لیکن اپنے سامنے کھڑے اذلان شاہ

کو خود کو تیکھے چتونوں سے گھورتا دیکھ اس نے ماتھے پہ بل ڈالے انہیں اور ان کے ساتھ کھڑے فہیم کو دیکھا۔وہ دونوں بھی حیرت سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

''ڈیڈ آپ یہاں۔خیریت۔''

ادیان نے اپنی تمام توجہ ان کی جانب مبذول کرائی۔اب وہ تینوں اکھٹے ہی باہر کی جانب بڑھ رہے تھے۔''ہاں آنا تو عفان نے تھا لیکن ایک ضروری میٹنگ کی بدولت اسے وہی ٹھہرنا پڑا۔ایک ڈاکٹر سے ملاقات کرنی تھی صائم نے اطلاع دی تھی تو یہی ریسٹورینٹ کا سوچا تھا تو ابھی انہی سے ملاقات کر کے آ رہے ہیں آپ بتاؤ یہاں کیسے۔''

اذلان نے تمام تفصیل اس کی سماعتوں میں اتارتے خود بھی استسفار کیا۔

''دراصل ڈیڈ محسن کو کیس کی تفتیش کیلیے حیدر انکل کے گھر جانا ہے بس اسی بدولت اس کے گھر جا رہا ہوں۔ان کا حال احوال بھی پوچھ لیں گے اسی بہانے۔اگر آپ چلنا چاہیں تو۔''

ادیان نے سنجیدگی سے انہیں بتاتے دھوپ کی تمازت سے بچنے کی خاطر آنکھوں میں گاگلز چڑھائے تھے۔اس کی بات پہ فہیم کا ماتھا ٹھنکا تھا۔شدت سے جی چاہ رہا تھا کہ ایک بار

فاریہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے لیکن پھر اپنی بے بسی پہ سر جھٹک گیا۔کیونکہ فلحال کوئی راستہ نہیں تھا کیسے جایا جاسکتا ان کے گھر۔

ہاں اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے مجھے تو ایسا کرتے ہیں اکٹھے کی وہاں چلتے ہیں۔اس کے بعد گھر بھی ساتھ ہی چلیں گے۔"

اذلان نے ایک لمحے کے اندر اندر ہی پروگرام ترتیب دیا تھا۔فہیم نے چونک کر ان کے چہرے کے تاثرات کا ملاحظہ کرنا چاہا تھا جہاں کسی قسم کا کوئی مزاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔

اذلان شاہ اور فہیم اپنی گاڑی کی جانب جبکہ محسن اور ادیان دوسری گاڑی کی جانب بڑھے تھے۔کچھ ہی لمحوں میں دو گاڑیاں تیز رفتاری میں آگے پیچھے ان کے گھر کی جانب چل دی تھیں۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد دونوں گاڑیاں ان کے گھر کے پورچ میں رکی تھی۔وہ سب باتوں میں مشغول گھر کے داخلی دروازے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ان سب نے جوں ہی اندر قدم رکھے سامنے والا منظر ان کے حواس جھنجھنا دینے والا تھا۔ان سب نے

ہونقوں کی طرح ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔اس سے پہلے کہ موقع کی مناسبت کے لحاظ سے محسن کرخت لہجے میں کچھ بولتا کائنات کی نگاہ بھی ان سب پہ پڑ چکی تھی۔اس نے پولیس کی وردی میں ملبوس محسن کو دیکھتے سرعت سے راڈ والا ہاتھ اپنے پیچھے کیا تھا۔معاً ان سب کی حسیات اس وقت ٹھنکی جب ایک دلخراش چیخ فاریہ کے عقب سے نمودار ہوئی۔

فاریہ جو سکتے کی کیفیت میں کھڑی تھی یہاں تک کے وہ کسی کے آنے کا نوٹس بھی نہیں لے پائی تھی۔اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ اس کے دل کی دھڑکن سست پڑی تھی۔اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے حیدر کے کمرے کی جانب دیکھا تھا جہاں دروازے پہ ہی وہ گرے دل پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھر رہے تھے۔ان سب کو کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا۔کائنات ایک جانب کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"پاپا۔"

ان کی حالت پہ تڑپتے دل کے ساتھ فاریہ بھاگنے والے انداز میں ان تک پہنچتی گرتے گرتے بچی تھی اور ان کا چہرہ تھامتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

اذیان اور اذلان شاہ نے قدم ان کی جانب بڑھائے تھے اور انہیں اٹھاتے بیڈ پہ لٹایا تھا جن کی سانس خطرناک حد تک اکھڑ رہی تھی جبکہ فہیم غائب دماغی کی کیفیت میں یک ٹک فاریہ کو دیکھ رہا تھا جس کی پیشانی سے خون بہہ رہا تھا۔ محسن نے کائنات کے سر پہ گن رکھتے اسے قابو کیا ہوا تھا۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ وہ کیوں کسی لیڈی کونسٹیبل کو ساتھ نہیں لے کر کیوں نہیں آیا لیکن اسے اس سب کا اندازہ بھی تو نہیں تھا۔

"پاپا یہاں دیکھیں آپ ٹھیک ہو جائیں گے ایسے مت کریں پاپا۔"

وہ ان کے دل کے مقام پہ لب رکھتی مسلسل یہی بڑبڑا رہی تھی۔ مسلسل چیخنے کی بدولت گلے میں خراشیں سی پڑ گئی تھی۔ رو رو کر آنکھوں میں جلن ہونے لگی تھی۔ حیدر نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے چہرے پہ رکھتے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"مم مجھے معاف کردینا میری جان۔آپ کے پاپا اچھے پاپا ثابت نہیں ہوپائے۔میں آپ کو سنبھال ہی نہیں پایا۔یقیناً آپ کی ماما بھی مجھ سے ناراض ہونگی لیکن میں انہیں منالوں گا۔بس آپ مجھے معاف کردینا۔"

وہ اس کے سامنے اپنے لرزتے ہاتھ جوڑتے شرمندگی کے مارے رودیے۔فاریہ نے نفی میں سر ہلاتے اذلان شاہ کا رخ کیا تھا۔

"انکل آپ کہے نہ پاپا سے ایسی باتیں نہ کریں انہیں بتائیں ان سے اچھا کوئی نہیں ہے بھلا باپ سے زیادہ اچھا محافظ کوئی ہوتا ہے کیا بولیں انہیں کیوں ایسی باتیں کر کے تکلیف میں مبتلا کررہے ہیں۔"

وہ ان کا بازو تھامتے شدتوں سے رودی تھی۔اذلان شاہ نے اپنے اعصاب مضبوط کرتے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا سر تھپتھپایا تھا۔ادیان کی آنکھیں بھی بے تحاشہ سرخ ہورہی تھی۔فہیم تو جیسے وہاں ہوکر بھی وہاں نہیں تھا۔

"لیکن اب میں ایک فیصلہ لینا چاہتا ہوں صرف اپنی بیٹی کی بھلائی کیلیے۔چاہے تو مجھے خودغرض سمجھ لینا اس معاملے میں۔میں ایک خود غرض باپ بننے کو بھی تیار ہوں لیکن

اذلان بھائی میری بیٹی کو اپنے پروں میں سمیٹ لیجیے گا میرے جانے کے بعد۔زیادہ نہیں تو تھوری سی شفقت لٹادیجیے گا۔ادیان بیٹا تم ایک محافظ بھائی بن جانا اس کیلیے۔اسے وہ "رشتے دے دینا جس کیلیے یہ ترسی ہے میں نہیں دے سکا۔

وہ تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے بول رہے تھے۔اذلان شاہ نے انہیں تسلی دینے کی خاطر فاریہ کو اپنے حصار میں لیا تھا۔فاریہ کھوئی کھوئی سی انہیں دیکھ رہی تھی جو کس قدر آرام سے اسے کسی کو سونپ رہے تھے۔فہیم نے ان کی بگڑتی حالت کے پیشِ نظر سرعت سے قریب آتے ان کا سینہ سہلایا تھا۔ڈاکٹر کو تو وہ پہلے ہی کال کرچکا تھا لیکن ناجانے وہ کیوں اب تک نہیں آئے تھے۔

"فاریہ میری گڑیا۔"

حیدر نے اسے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا۔فہیم وہاں سے اٹھتے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کو میچ گیا تھا۔یہاں کی حالت دیکھتے ان سب کا کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔فاریہ نے ان کی آواز پہ گم صم سی کیفیت میں قدم ان کی جانب بڑھائے تھے جنھوں نے اپنی ہمت کے مطابق اس کے گرد حصار باندھا تھا۔

"پپ پاپا لوز یو ال لوٹ۔"

انھوں نے لرزتے لبوں سے یہ لفظ ادا کرتے اس کے ماتھے کو چھونا چاہا لیکن لیکن اپنی کمر پہ ڈھیلی ہونے والی گرفت سے فاریہ کو کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا۔دل تو وہاں موجود ہر شخص کا رک گیا تھا۔فاریہ نے ہولے سے اپنا سر ان کے سینے سے اٹھایا تھا اور وہی حیدر کے ہاتھ لڑھکے تھے۔

"پاپا۔"

اتنی اچانک یہ سب کچھ ہوا کہ پہلے پہل تو وہ سمجھ نہ پائی لیکن اگلے ہی لمحے انہیں کھلی آنکھوں سے خود کو تکتے دیکھ فاریہ ان کا گریبان اپنے ہاتھوں میں جکڑتے پاگلوں کی طرح دھاڑے مار کر رودی تھی۔سانس بری طرح پھول چکا تھا۔سب نے باری باری اسے سنبھالنا چاہا تھا لیکن وہ تو کسی کے ہاتھ نہیں آرہی تھی۔فہیم اس کی حالت دیکھتے اپنی آنکھوں کو دباتے باہر نکل گیا تھا اسے ڈر تھا کہ کہی وہ ضبط نہ کھودے۔

پاپا اٹھیں پلیز پاپا مجھے اکیلیے جینے سے ڈر لگتا ہے۔میں تو ذرا سی آہٹ پہ گھبرا جاتی ہوں" پاپا میں کس کے سینے میں پناہ تلاش کروں گی۔جاتے جاتے مجھے جینے کا فن تو سکھا جاتے آپ پاپا۔

آپ کہتے ہیں کہ آپ کو مجھ سے پیار ہے کوئی پیار نہیں ہے کسی کو مجھ سے نہ آپ کو اور نہ ہی ماما کو۔میں جس سے بھی پیار کرتی ہوں سب مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔"

بولتے بولتے آواز جیسے اب حلق سے نکلنے سے انکاری تھی۔وہ نیم بیہوشی میں جا رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ تکلیف سے پڑپتے زمین بوس ہوتی ادیان نے سرعت سے اسے اپنے حصار میں لیا تھا اور اس کے چہرے پہ ایک نگاہ ڈالی تھی۔وہ تو مازہ انابی سے بھی چھوٹی تھی عمر میں۔چہرے سے بھی معصومیت ہی چھلکتی تھی۔

میری بیٹی کیلیے اس کے محافظ بھائی بن جانا۔حیدر کی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تھی وہ سختی سے اپنی لہو رنگ ہوتی آنکھوں کو میچ گیا تھا۔"

اس کے چہرے پہ مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان دیکھتے وہ بے ساختہ جھکا تھا اور نم آنکھوں سمیت ہولے سے اس کی پیشانی پہ لب رکھ گیا تھا۔معاً اس کی نگاہ اس کے ہاتھوں اور

چہرے پہ زخم پہ پڑی تھی آنکھوں سے جیسے چنگاریاں سی نکلنے لگی تھی۔وہ اذلان شاہ کو وہی رکنے کا کہتے خود لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب چل دیا تھا جہاں محسن ابھی تک انہیں حراست میں لیے کھڑا تھا۔

محسن اس کیس کو فلحال بند کرو سب سے پہلے اس ماں بیٹے پہ کیس فائل کرو چائلڈ" "لیبر کا۔اور مجھے ان کے خلاف کڑی سے کڑی سزا چاہیے۔گوڈ اٹ۔

وہ سرد نگاہوں سے چہرہ جھکائے بیٹھے ان دونوں ماں بیٹے پہ ڈالتے پتھریلے میں گویا ہوا تو محسن نے اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے اپنے ساتھیوں کو ان دونوں کو باہر لے جانے کا اشارہ کیا تھا۔اس کے جاتے ہی ادیان مضطرب انداز مین ایک ہاتھ کمر پہ رکھتے جبکہ دوسرا ہاتھ سے پیشانی مسل رہا تھا۔

وہ یہاں کس لیے آئے تھے اور کیا ہوگیا تھا۔اسے باقاعدہ اس ماحول سے وحشت سی ہونے لگی تھی۔

کچھ ہی دیر میں فہیم کے گھر فون کرنے پہ محرم عزہ عفان اور صائم آیت وہاں پہنچ چکے تھے کیونکہ ان کی آخری رسومات ادا کرنی تھی تو ان کے کچھ رشتہ داروں کا انتظار تھا۔فاریہ

ایک بار پھر ہوش میں آتے رو رو کر اپنے حواس پھر سے کھو چکی تھی۔ کچھ ہی دیر میں پریشے معاذ اور حجاب ایان بھی وہی پہنچ چکے تھے۔ ابھی بھی وہ محرم کے سینے سے لگی صدمے کی کیفیت میں بیٹھی تھی۔

کچھ گھنٹوں بعد حیدر کی آخری رسومات ادا کردی گئی تھی۔ مرد حضرات ابھی گھر نہیں لوٹے تھے۔ عزہ جو اس کی حالت دیکھتے کب سے خود پہ سختی کا خول چڑھائے بیٹھی تھی وہ ایک جھٹکے میں اتارتے اس کے نزدیک آئی تھی لیکن وہ پچھلے واقعے کے زیر اثر اس کے قریب آتے ہی سہمتے ہوئے بدک کر مزید محرم پہ سینے میں گھسی تھی۔ عزہ کو بے ساختہ شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔ انہوں نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے اس کی جانب اپنی باہیں پھیلائی تھی۔ فاریہ نے ایک ڈری نگاہ محرم پہ ڈالتے آیت پہ ڈالی تھی جو اسے اس کے قریب جانے کا اشارہ کررہی تھی۔ فاریہ ان کی بات پہ عمل کرتے خالی خالی نگاہوں سے انہیں دیکھتے مرے مرے قدموں کے ساتھ ان کے نزدیک گئی تھی۔ عزہ نے محبت سے روتے ہوئے اسے اپنے مہربان بازوؤں میں سمیٹا تھا۔ ایک بار پھر ان کے

رونے پہ فاریہ کا ضبط ٹوٹا تھا۔کوئی اس سے پوچھتا کہ ماں باپ دونوں کا ہی نہ ہونا اس کی کیفیت کیسی تھی۔

''لیزے سکون سے بیٹھ جاؤ۔''

روشانے جو احد کے ساتھ ابھی کچھ لمحے پہلے ہی شاہ ولا آئی تھی۔اسے پریشانی سے ادھر ادھر ٹہلتا دیکھ کر ٹوک اٹھی لیکن لیزے کا دل بہت بری طرح بیٹھا جارہا تھا۔پریشان تو وہ سب بھی تھی فاریہ کی کیفیت حالت کا سوچتے لیکن لیزے کا تو کچھ زیادہ ہی برا حال تھا۔ایک صبح سے ہی اسے ہلکا ہلکا بخار محسوس ہورہا تھا لیکن مازہ کے مسلسل کہنے پہ بھی اس نے دوائی نہیں کھائی تھی۔

''آپی آپ ہی سمجھائیں اب اسے اس نے کچھ کھایا بھی نہیں ہے ابھی تک۔''

انابی نے ناراض نگاہوں سے لیزے کی جانب دیکھتے شکایتی انداز میں روشانے کی جانب دیکھا تو روشانے نے ایک افسوس بھری نگاہ اس پہ ڈالی جو ناخنوں کو دانتوں میں لیے

مضطرب انداز میں کھڑی تھی۔روشانے وہاں سے اٹھتے اس کے قریب آئی اور اسے اپنے حصار میں لیتے اپنے پاس ہی بٹھایا۔

"کیا ہوگیا ہے لیزے۔بخار بھی محسوس ہورہا ہے کسی کی سن کیوں نہیں رہی ہو۔"

روشانے نے اس کی ایک ہی حرکت سے عاجز آکر جھڑکنا ضروری سمجھا۔لیزے اس کی بات پہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

جاؤ انابی لیزے کیلیے کھانا لے کر آؤ ساتھ میڈیسن بھی لے آنا۔زیادہ طبیعت خراب ہوئی"

"تو سب کو پریشانی ہوگی۔پہلے ہی اتنا ٹینشن ذدہ ماحول ہے مزید ہوجائے گا۔

روشانے نے فکرمندی سے مازہ کو کچن کی جانب بھیجا تو وہ بھی اثبات میں سر ہلاتے کچن کی جانب چل دی۔اس نے شکر کیا تھا کہ کسی کے کہنے پہ تو کھا رہی ہے نہ وہ۔

نہیں روشی آپی نہیں کھایا جائے گا۔میرا دل بہت زیادہ گھبرا رہا ہے۔ عجیب سی"

"بے چینی ہورہی ہے۔

مازہ نے جیسے ہی کھانے کی ٹرے لاتے میز پہ رکھی روشی نے چمچ اس کے لبوں کے قریب آیا لیکن وہ قے کرنے والے انداز میں بولتے اسے حیرت میں مبتلا کرگئی۔لیزے نے ایک بے بس نگاہ اس پہ ڈالتے دوبارہ سر ہاتھوں میں گرالیا۔

"کیا اور کچھ بھی ہورہا ہے۔"

روشانے نے برجستہ سوال کیا لیکن اپنے سوال پہ سب کو اپنی جانب متوجہ پاکر وہ شرمندہ سی ہوگئی۔

"میرے کہنے کا مطلب ہے کہ کیا ہورہا ہے مجھے بتاؤ زرا تفصیل سے۔"

روشانے نے اسے اپنے ساتھ لگاتے محبت سے استسفار کیا تو لیزے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

پتہ نہیں دل گھبرارہا ہے بہت کچھ کھایا نہیں جارہا اور چکر بھی آرہے ہیں دو دنوں" سے۔میں نے کسی کو بتایا نہیں تھا کہ خود ہی ٹھیک ہوجاؤں گی لیکن کچھ بھی ٹھیک "نہیں ہورہا ہے۔

وہ بیچارگی سے بولی تھی اس کے لہجے سے بھی تھکن عیاں تھی۔جبکہ اس کی بات پہ روشی اس کا سر چومتی خوشی سے مسکرادی تھی مطلب اس کا نشانہ بلکل صحیح جگہ پہ لگا تھا وہ اس کی حالت کے بابت بلکل ٹھیک سوچ رہی تھی۔

ان تینوں نے تعجب سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"مبارک ہو ماما ٹو بی۔"

اس کی بات پہ پہلے تو لیزے کو کچھ سمجھ نہیں آیا لیکن جیسے ہی وہ شعور کی منزل تک پہنچی تک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتے جہاں کی تہاں رہ گئی۔اس کی نسبت انابی اور مازہ خوشی خوشی اپنی جگہ سے اٹھتے اسے گلے سے لگارہی تھی لیکن وہ سرخ چہرے سمیت چہرہ جھکائے بیٹھی تھی۔یکایک اس کے لبوں پہ ایک بہت ہی دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوما تھا جب وہ خان ہاؤس ادیان سے ناراض ہوکر گئی تھی۔اس دوران لیڈی ڈاکٹر نے اس کا تفصیلی چیک اپ کرتے آیت کو کیا بتایا تھا۔

دیکھیے مسز خان میں کہنا تو نہیں چاہتی لیکن ان کی بیماری اس نہج پہ ہے کہ ان کا"

آگے جاکر کنسیو کرنا نہایت ناممکن ہے اور اگر یہ اللہ کے فضل و کرم سے کرتی ہیں تو یہ

"کیری نہیں کرپائیں گی اور اس نتیجے میں ان کی جان کو خطرہ ہوسکتا ہے۔

ان کی بات پہ لیزے کو تو جیسے سکتا ہی ہوگیا تھا البتہ آیت نے ڈاکٹر کے جانے کے بعد

اسے سینے سے لگاتے بے تحاشہ تسلی دی تھی.اور اسے اللہ پہ بھروسہ رکھنے کو کہا تھا۔

ابھی بھی نم نگاہوں سمیت تشکر سے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رودی تھی۔ان تینوں نے

بوکھلاتے ہوئے اس کی جامب دیکھا تھا لیکن روشانے جلد ہی سمجھ گئی تھی کہ یہ تشکر

کے آنسو ہیں۔

"آپی آپ کو کیسے علم ہوا اس بابت۔"

مازہ نے لیزے کو اپنے ساتھ لگاتے اس کی کمر سہلاتے استسفار کیا تو روشانے نے دھیمے

سے مسکراتے ہوئے اپنی جانب اشارہ کیا جیسے وہ کچھ جتانا چاہ رہی ہو۔

بس یہ نشانیاں ہیں خیر تم ایک بار ممانی یا ادیان کے ساتھ جاکر پروپر چیک اپ کروا"

"لینا تمہیں کنفرم بھی ہوجائے گا اور ساری پروبلمز بھی دور ہوجائیں گی۔

روشانے کی سنجیدگی سے کہے جانے والی بات پہ لیزے کا دل دھک سے رہ گیا۔اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔وہ ادیان کو تو کسی صورت اس ڈاکٹر پہ نہیں لے کر جائے گی یہ اس نے ٹھان لیا تھا۔

دل ہی دل میں خود کو پکا کرتے وہ بمشکل مسکراتے ہوئے ان سب کی جانب متوجہ ہوئی جو اس کٹھن ماحول میں اس خبر کی بدولت بے تحاشہ خوش دکھائی دے رہی تھی۔ادیان سے سامنے کا سوچتے اس کے وجود کا سارا خون سمٹ کر چہرے میں آسمایا تھا۔وہ سرخ پڑتی مازہ کے سینے میں چہرہ چھپاتے آسودگی سے مسکرادی تھی۔

"نہیں مجھے کہی نہیں جانا میں یہی رہوں گی اپنے پاپا کے پاس۔"

محرم عزہ وغیرہ کافی دیر سے اسے ساتھ چلنے کیلیے سمجھا رہے تھے لیکن اس کی مسلسل روتے ہوئے فقط ایک ہی رٹ تھی کہ اسے اسی گھر میں رہنا ہے۔اب تو ان سب کو حقیقتاً پریشانی ہونے لگی تھی۔اذلان شاہ اور عفان شاہ دونوں پولیس سٹیشن محسن کے

بلاوے پہ گئے تھے۔ادیان کا بھی کچھ اتا پتہ نہیں تھا ایک ہی لمحے میں سب منظر سے ہی غائب ہو گئے تھے اور اب سب عورتوں کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے منایا کیسے جائے۔

"ادھر دیکھو میری جان۔آپ آنٹی کی بات بھی نہیں مانے گی کچھ دنوں کی بات ہے ابھی آپ ہمارے ساتھ آجاؤ پھر واپس آجانا کوئی بھی آپ کو نہیں ٹوکے گا۔"

محرم کے آگے بڑھ کر تحمل سے سمجھانے پہ فاریہ نے اپنی وحشت ذدہ نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔باقی سب نے بھی محرم کی بات پہ ذوروشور سے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا لیکن وہ ایک بار پھر اپنے موقف پہ ڈٹی انکار میں گردن ہلا گئی۔

"نہیں میں کہی بھی جاتی ہوں نہ تو پاپا اداس ہوجاتے ہیں ابھی بھی اگر میں انہیں اکیلا چھوڑ کر گئی تو وہ مجھ سے ناراض ہوجائیں گے پھر فاریہ کیسے جئے گی ان کی ناراضگی میں۔"

اس کے سرخ آنکھوں سے سیل رواں تھا۔آنکھوں تواتر گالوں کو بگھور ہے تھے۔وہ آستین سے اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے معصومیت سے گویا ہوئی تو عزہ نے شرمندگی کی کیفیت سے روتے ہوئے مزید سر جھکالیا۔اس وقت اس کی حالت ترحم آمیز لگ رہی

تھی۔ناجانے انہوں نے اس معصوم کے متعلق کوئی اتنی تلخ سوچوں کو انبار اپنے ذہن میں لگالیا تھا وہ تو اتنا سب کچھ سہہ کر بھی معصوم تھی جو پیار کو ترسی ہوئی تھی۔معاً ان کی نگاہ اس کے ماتھے پہ لگی بینڈیج پہ پڑی تھی جو فہیم نے اس کی غنودگی کی کیفیت میں کردی تھی۔عزہ نے بے ساختہ روتے ہوئے اس کی تلاش میں نگاہیں گھمائی تھی۔حجاب نے تسلی دینے والے انداز میں اس کا شانہ تھپتھپایا تھا۔

ارے پاپا کیوں ناراض ہونگے۔پاپا تو باقاعدہ خوش ہونگے کہ فاریہ نے ہماری بات مان لی"

"ہے کیوں آیت۔

محرم نے اس کے سرخ عارض پہ بہتے موتیوں کو چنتے اس کا گال سہلاتے پچکارتے ہوئے اسے آگاہ کیا ساتھ ہی اپنی بات میں آیت کو شامل کیا جس نے محرم کے یوں اچانک مخاطب کرے جانے پہ تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

اگر پاپا مجھ سے خوش ہوگئے تو وہ واپس آجائیں گے نہ آنٹی۔انہیں کہیں کہ واپس"

"آجائے فاریہ اکیلی ہوگئی ہے۔اس کے پاس کوئی نہیں ہے وہ بلکل تنہا رہ گئی ہے۔

وہ روتے روتے ان کا ہاتھ تھامتی منت سماجت پہ اتر آئی تھی۔ محرم سے مزید ضبط نہ ہوا تو اسے سینے میں بھینچ گئی۔ ناجانے اس بچی کی زندگی میں ابھی مزید کتنے دکھ باقی تھے۔

"فاریہ میرے ساتھ جائے گی نہ۔"

فاریہ جو محرم کے سینے سے لگی آنسو بہارہی تھی بھاری مردانہ آواز پہ چونک کر وہاں سے سر اٹھاتے آنے والی شخصیت کو دیکھا۔ باقی سب نے بھی حیرت سے دروازے پہ ایستادہ ادیان کو دیکھا تھا جو چہرے پہ سپاٹ تاثرات لیے براہ راست فاریہ سے ہی مخاطب تھا۔ فاریہ نے ہچکیاں بھرتے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"میں آپ کے ساتھ کیوں۔"

وہ اس کی بات کا پسِ منظر جانے بغیر سہمتے ہوئے گویا ہوئی تو ادیان زمین کو پیروں تلے روندتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک پہنچا فاریہ وہاں سے کھڑی ہوتے پاس کھڑی عزہ کے عقب میں جاتے ان کے ڈوپٹے کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔ ان سب نے چبھتی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا۔ ادیان بھی سختی سے اپنی آنکھوں کو میچ گیا لیکن فلحال اسے لے کر جانا بھی ضروری تھا تو ہمت بھی اسے ہی کرنی تھی۔

"کیونکہ بہنیں بھائیوں کے ساتھ ہی تو رہتی ہیں۔"

اس نے اپنی جانب سے بہت گہری بات کی تھی۔فاریہ کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی تھی۔

"لیکن میرا تو کوئی بھائی ہی نہیں ہے۔فاریہ کا ہی کوئی نہیں ہے فاریہ بلکل اکیلی ہے۔"

وہ نفی میں سر ہلاتے ایک بار پھر ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رودی تھی۔یقیناً اس کا دکھ بہت بڑا تھا اور اس پہ گزرتی کوئی نہیں جان سکتا تھا کیونکہ جس پہ گزرتی ہے وہی صرف اس تکلیف سے آگاہ ہوتا ہے۔باقی سب تسلیاں تو دیتے ہیں لیکن اس درد کو ویسے محسوس نہیں کرسکتے جیسے جس پہ بیتی ہو وہ محسوس کرتا ہے۔

پہلے نہیں تھا نہ لیکن اب ہے نہ۔پہلے مازہ میری بہن تھی صرف۔اب مازہ کے ساتھ"

"ساتھ فاریہ بھی میری بہن ہے۔بنے گی یہ کیوٹ سی ڈول میری بہن۔

وہ اسے اپنے شفقت بھرے حصار میں لیتا اس کی ناک ہولے سے دباتا مشفقانہ انداز میں بولا تھا۔وہاں موجود سب نفوس دم سادھے ان کی باتیں سن رہے تھے۔فاریہ کی آنکھوں میں نمی سی جاگی تھی۔

ادیان نے اس کے سامنے اپنی مضبوط چوڑی ہتھیلی پھیلائی تو وہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتی گھبراتے ہوئے اپنا لرزتا چھوٹا سا ہاتھ اس کی چوڑی ہتھیلی پہ رکھ گئی تھی۔ادیان نے محبت سے اسے سمیٹتے اس کے سر پہ لب رکھے تھے۔اس پہ زخموں کیلیے اب جو مرہم درکار تھا وہ صرف محبت اور شفقت تھا جس کی وہ ترسی ہوئی تھی۔ اس کی حرکت پہ وہاں موجود سب لوگ تشکرانہ انداز میں نم آنکھوں سمیت ہنس دیے تھے۔

سب کچھ آناً فاناً ہوا تھا کہ کچھ ہی دیر میں وہ اس گھر کی تلخ اور کچھ کھٹی میٹھی یادوں کو چھوڑ کر ایک نئے گھر میں ہمیشہ کیلیے جا رہی تھی۔ حجاب کی پکار پہ وہ اثبات میں سر ہلاتے اس دہلیز کو پار کر گئی تھی۔اس کے جاتے ہی ایان نے اس گھر کا دروازہ بند کرتے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

باہر پہنچتے ہی فاریہ نے گردن موڑ کر ایک بار اس گھر کو دیکھا تھا جہاں کبھی خوشیاں ہی خوشیاں تھی پھر ان خوشیوں کو نظر لگ گئی۔

مطلب زندگی کا ایک اور باب تمام ہوا نا جانے آگے کون کون سی اذیتیں سہنی باقی ہے۔یا اللہ اگر کچھ مزید آزمائشیں ہیں تو مجھے پہلے ہی بلاوا بھیج دینا کیونکہ مزید سکت نہیں بچی مجھ میں۔

وہ دل ہی دل میں دعاگو تھی معاً عزہ نے اس کے گرد اپنا بازو پھیلایا اور گاڑی کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"تم یہاں خیریت۔ابھی تو پولیس سٹیشن گئے تھے۔"

ادیان جو اپنے ہی دھیان میں فون پہ کسی سے مصروف مضبوط چال چلتے گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا سامنے سے آتے محسن کو دیکھتے اس کے قدموں کو بے ساختہ بریک لگی تھی اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

ہاں دراصل ایک بہت ضروری بات کہنا بھول گیا تھا تم سے۔اور وہ مل کر کرنا ہی "مناسب تھی۔

اس نے گلہ کھنکھارتے گویا بات کی تمہید باندھی تھی۔ادیان نے اپنی کلائی میں موجود گھڑی پہ نگاہ ڈالتے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا اور اثبات میں سر ہلاتے اسے بات جاری رکھنے کی تاکید کی تھی۔

"کائنات اور ریحان کو ہم نے حراست میں تو لے لیا ہے۔میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا بھی ہے جو کچھ ہورہا تھا لیکن ایک پوائنٹ ہے جو تم مس کررہے ہو کہ ہم ان کے خلاف چائلڈ لیبر کا کیس تو کردیتے ہیں لیکن وہ اس دوران بھی کہی نہ کہی اپنی چالاکیاں دکھانے سے باز نہیں آئیں گے تو تمہیں محتاط رہنا ہوگا۔"

محسن نے اسے آنے والے وقت کیلیے وارن کیا تھا۔ادیان نے اس کی بات پہ پیشانی پہ بل ڈالے اس کی جانب دیکھا تھا۔چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات پنہاں تھے۔

"میں کچھ سمجھا نہیں۔"

اس نے موبائل پہ آتی کال کو سرے سے ہی نظرانداز کرتے بے چینی سے استسفار کیا۔معاً محسن نے ایک نگاہ گاڑی میں بیٹھی کھوئی کھوئی سی فاریہ کو دیکھا تھا۔

"دراصل فاریہ کو یوں تم لوگوں کے ساتھ شاہ ولا جانا یہ کچھ مناسب نہیں لگ رہا۔"

اس نے ڈھکے چھپے لفظوں میں جیسے اس پہ بہت کچھ باور کرایا تھا۔ادیان کا چہرہ پتھریلا ہوا تھا مطلب وہ کہنا کیا چاہتا تھا۔

''اب میں تمہاری اس بات سے کیا مطلب اخذ کروں۔''

اس نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے دھیمی آواز میں غراتے ہوئے استسفار کیا تو محسن نے بوکھلاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو اس کی بات کو کوئی اور رخ دے رہا تھا۔

میرا مطلب وہ نہیں تھا میں کہنا چاہ رہا تھا کہ میں جانتا ہوں کہ حیدر صاحب نے تمہیں" یہ ذمہداری سونپی ہے لیکن بغیر کسی رشتے کے یوں فاریہ کو یوں اپنے گھر لے کر جانا کوئی کیس بھی بن سکتا ہے سونے پہ سہاگہ وہ دو لوگ اگر انہوں نے کوئی بکھیرا کھڑا کردیا تو معاملہ مزید پچیدہ ہوسکتا ہے میں صرف تم سے درخواست ہی کرسکتا ہوں کہ ہوسکے تو اس کا بھی کوئی حل تلاش کرو کوئی ویلڈ ریزن بناؤ تاکہ معاملہ بگڑنے سے پہلے ہی سنبھل جائے اور اگر کوئی اس متعلق جانچ پڑتال بھی کریں تو تمہارے پاس کوئی مضبوط وجہ موجود ''ہو جس کی بنا پہ لوگوں کو منہ توڑ جواب مل سکیں۔

اب کی بار محسن نے سب کچھ ہی سنجیدگی سے اس کے گوش گزار دیا تھا۔اس کی اتنی تفصیلی بات پہ ادیان کے ماتھے سے بل خود بخود ہٹتے گئے اور چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں واضح تھی۔اس نے ایک سنجیدہ نگاہ اس پہ ڈالتے اثبات میں سر ہلایا تھا کیونکہ جو بھی تھا اس کی بات میں دم تھا اور ان حالات میں اس بات کو ہلکا بھی نہیں لیا جاسکتا تھا کیونکہ جس نے اسے یہ ذمہداری سونپی تھی وہ خود ہی اس دنیا میں موجود نہیں تھے تو کسی قسم کا ثبوت بھی نہیں تھا۔

"آگے تم خود سمجھدار ہو۔"

اس نے اس کا شانہ تھپتھپاتے متانت سے کہا تھا۔

"اینڈ آئی نو کہ سمجھدار کیلیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے تبھی میں سوچ چکا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔"

اس نے محسن کی بات پہ برجستہ جواب دیا تھا۔اس کی بات پہ محسن مسکراتے ہوئے اس سے مصاحفہ کر کے الوادعی کلمات ادا کرتے اپنی گاڑی کی سمت بڑھ گیا تھا۔ادیان نے بھی پریشانی سے اپنا ماتھا مسلتے قدم گاڑی کی جانب بڑھائے جہاں اسی کا انتظار ہورہا

تھا۔اس کے جگہ سنبھالتے ہی دو گاڑیاں آگے پیچھے تیزی سے شاہ ولا کی جانب بڑھی تھی۔تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد گاڑیاں شاہ ولا کی حدود میں داخل ہوئی تھی۔

وہ لوگ گاڑیوں سے نکلتے جیسے ہی داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئے مازہ روشی اور انابی سامنے ہی صوفے پہ بیٹھی شاید انہی کے انتظار میں تھی تبھی ان سب کو اندر آتا دیکھ وہ سرعت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"عزہ تم فاریہ کو اندر کمرے میں لے جاؤ اور پین کلر دے دینا پرسکون نیند سوجائے گی۔"

اذلان اور عفان نے اس کا سر تھپتھپایا تو اس نے دھندلی نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔فہیم اور صائم رائم کو ہسپتال میں ایمرجنسی کیسز پڑگئے تھے تبھی وہ تینوں یہاں موجود نہیں تھے۔تبھی محرم نے فاریہ کو لڑکھڑا کر چلتا دیکھ عزہ کو اسے ساتھ لے جانے کا کہا اور خود صوفوں پہ جگہ سنبھالی۔

"جی آپی۔آؤ فاریہ بچے۔"

عزہ نے فرمانبرداری سے محرم کو جواب دیتے فاریہ کا ہاتھ تھاما تھا فاریہ میں بھی مزید ہمت نہیں تھی کہ وہ مزاحمت کرتی تبھی نقاہت زدہ انداز میں اٹھتے ان کے ساتھ ہی

کھنچتی چلی گئی۔روشی اور مازہ نے نا سمجھی سے اس سب کی جانب دیکھا تھا۔محرم نے بے ساختہ شکر ادا کیا کہ پتھر پگھلا تو سہی وہ خود ان دونوں کو اکیلے میں بات کرنے کا موقع دینا چاہتی تھی تاکہ ان دونوں میں نزدیکی بڑھے۔

"مم یہ فاریہ۔"

مازہ نے نا سمجھی سے پوچھا تو محرم نے جاتی ہوئی فاریہ کی پشت کو دیکھا تھا۔

"ہاں اب یہ یہی رہیں گی ہمارے ساتھ ہی۔"

محرم نے مسکرا کر انہیں آگاہ کیا تھا تو وہ تینوں اس کی حالت پہ افسوس کرتی اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی تھی۔تفصیل انہوں نے بعد میں جاننے کا سوچا تھا۔

ان کے جاتے ہی محرم نے بے ساختہ لیزے کی تلاش میں نگاہیں گھمائی تھی لیکن انہیں وہ کہی دکھائی نہیں دی۔

"لیزے کہاں ہے مازہ۔"

انہوں نے پریشانی سے مازہ کو مخاطب کیا تو اس نے چور نگاہوں سے روشی کی جانب دیکھا جو اسے آنکھوں ہی انکھوں میں تسلی دے رہی تھی۔

وہ ممانی دراصل اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو میں نے اسے سلادیا تھا تاکہ کچھ دیر نیند لے تو دماغ پہ حاوی پریشانی کا بھی کچھ اثر ذائل ہو۔

ماذہ کی بجائے روشی نے متانت سے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو انہیں مزید بے چینی ہونے لگی جبکہ مضبوط چال چل کر اندر آتے ادیان کی سماعتوں سے اس کی آواز مخفی نہیں رہ سکی تبھی اس کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بکھرا۔وہ موبائل کان سے ہٹاتے تقریباً بھاگنے والے انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

اذلان شاہ اور عفان شاہ کچھ دیر آرام کرنے کی بدولت اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے تو روشی کو یہ موقع بلکل مناسب لگا کیونکہ یہاں کوئی مرد موجود نہیں تھا۔

"ہوا کیا ہے اسے۔ڈاکٹر کو بلوالیتی زیادہ طبیعت تا نہیں خراب اس کی۔"

اب کی بار محرم نے پریشانی سے استسفار کیا اس کی بیماری نے ہر لمحہ انہیں دھڑکے میں ڈالا ہوتا تھا۔

جی ممانی آپ فکر مت کریں۔اور جہاں تک اس کی کنڈیشن اشارہ کر رہی ہے وہ خیر" خیریت سے آپ کو نانوں بنانے والی ہیں تو اچھا اچھا سوچیے میں نے لیڈی ڈاکٹر کو بلوا کر اس کا چیک اپ بھی کروالیا تھا اور یہ خبر اب پکی بھی ہو چکی ہے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے گویا ان کی سماعتوں پہ بم پھوڑا تھا وہ بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھے گئی معاً شعور کی منزل تک پہنچتے ہی ان کے لبوں پہ بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

"کیا سچ میں۔"

انہوں نے کسی خدشے کے تحت پوچھا تھا۔مازہ نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔وہ تو اس ٹینشن ذدہ ماحول میں اس خوشکن بات پہ محسوس کرتے جیسے جی اٹھی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ لیزے کے کمرے کی جانب بڑھتی انابی نے بے ساختہ ان کی کلائی تھامی تھی۔

"ارے ذرا تحمل سے مما ابھی تو بھائی گئے ہیں کمرے میں۔ذرا لیزے کو انہیں بھی تو یہ خبر دینے دیں۔آپ بعد میں مل لیجیے گا نہ۔"

مازہ ان کی جلدبازی پہ چوٹ کرتے ہوئے کھلکھلا کر بولی تو وہ بھی اس کی بات پہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتی نم نگاہوں سے ان تینوں کی پیشانی چومتے اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئی تھی۔

ادیان کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے جوں ہی کمرے میں داخل ہوا تو دورازے کی آواز نے کمرے کی خاموش فضا میں ارتعاش سا پیدا کیا تھا۔وہ بے چینی سے اس کی جانب بڑھا تھا جو چہرے تک کمفرٹر اوڑھے سورہی تھی یقیناً۔اس کی اس عادت پہ ادیان نے تنے تنے تاثرات سمیت اس کی جانب دیکھا تھا جسے وہ بارہا بار اس عادت سے ٹوک چکا تھا لیکن وہ ڈھیٹ بنی وہی حرکت بار بار کرتی تھی۔وہ تن فن کرتا اس کے سر پہ پہنچا اور اس کے قریب پہنچتے جھٹکے سے اس کے منہ سے کمفرٹر اتارا تھا۔لیزے جو ابھی بھی بخار کے زیراثر تھی اچانک ہوئی افتاد پہ ہونق ذدہ رہ گئی۔اس نے مندی مندی آنکھیں واں کرتے اپنے اوپر جھکے ادیان کو دیکھا تھا جو کینہ توڑ نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔معاً اس نے ہولے سے اس کا گلابی ہوتا گال سہلایا تھا اس کے وجود میں ہلکی ہلکی حرارت محسوس کرتے اسے احساس ہوا کہ اسے ابھی بھی ہلکا ہلکا بخار ہے۔

"کہہ رہا تھا نہ ٹھنڈ لگ جائے گی لیکن وہ لیزے ہی کیا جو بات سن لے۔"

اس نے خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھتے گزری رات کا حوالہ دیا تھا تو وہ کچھ شرمندہ سی ہوگئی۔

معاً اس کے ذہن میں ابھی اس کے سونے سے پہلے آئی ڈاکٹر کی بات گردش کرنے لگی تھی جس نے اسے اس خبر پہ مہر ثبت کرتے اسے زندگی کی نوید سنائی تھی۔ابھی بھی وہ گم صم سی لیٹی اپنی خود ساختہ سوچوں میں گم تھی۔

چلو آرام کرو اور کچھ بھی چاہیے ہو تو میں یہی ہوں مجھے کہ دینا اوکے۔اور کہ کمفرٹر منہ پہ" "مت اوڑھنا سانس اتنا گھٹ گھٹ کر آتا ہے۔

اس نے اس کی پیشانی پہ شدت بھرا لمس چھوڑتے اسی طرح گال پہ مہر ثبت کرتے محبت سے کہا لیکن آخری بات تنبیہی انداز میں کہنا ضروری سمجھا۔

اس سے پہلے کہ وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھتا لیزے نے سرعت سے اس کا کسرتی بازو اپنے شکنجے میں لے لیا۔اس کی حرکت پہ ادیان نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جو کچھ بے چین سی دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا ہوا کہی درد ہورہا ہے کیا۔"

ادیان نے اس کے گال سہلاتے تفکر ذدہ لہجے میں استسفار کیا تو اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"وہ مجھے آپ کو کچھ بتانا تھا۔"

اس نے جھجھکتے ہوئے اسے مخاطب کیا ساتھ ہی دونوں کہنیوں پہ زور دیتی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔ادیان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے بات کا آغاز کرنے کا اشارہ کیا تو وہ بے ساختہ اپنا حلق تر کر گئی۔لیکن اس نے ابھی پروپر بات تھوڑی کہنی ہے تبھی مسکراتے ہوئے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ادیان نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ابھی کچھ بے چین تھی اور ابھی مسکرارہی تھی۔لیزے کھسکتے ہوئے اس کے مزید نزدیک ہوئی۔ادیان حیرت بھرے انداز میں اس کی حرکات و سکنات کا ملاحظہ کررہا تھا۔

"وہ ادیان آپ۔"

اس نے ادھوری بات چھوڑتے اپنے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیری تو ادیان کی نگاہ بے ساختہ اس کے چہرے کے نقوش سے ہوتی اس کے لبوں پہ آن ٹھہری تھی وہ اس کی پھسلتی نگاہیں محسوس کرتے جھجھکتے ہوئے اسی کے سینے میں چہرہ چھپاگئی تھی۔ادیان نے اس کے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کرتے اس کے بالوں پہ لب رکھے تھے۔

"وہ ادیان آپ بابا بننے والے ہیں۔"

اس نے آنکھیں میچتے اپنی بات مکمل کرتے مزید اس کے اندر ہی اپنا چہرہ چھپایا تھا۔ادیان جو محبت سے اس کے سر پہ اپنا گال ٹکائے بیٹھا تھا اس کی بات پہ جھٹکے سے اپنا سر اٹھا گیا۔لیزے نے گویا اس کی سماعتوں پہ بم پھوڑا تھا۔اس کی گرفت لیزے کے گرد ڈھیلی پڑی تھی جو لیزے نے شدت سے محسوس کی تھی۔اس نے حیرت بھرے انداز میں اس کے سینے سے سر اٹھاتے اس کی جانب دیکھا تھا جس کے چہرے کے تاثرات ایکدم سپاٹ ہوچکے تھے۔لیزے کو کسی غیر معمولی پن کا احساس شدت سے ہوا تھا اس کا دل دھک سا رہ گیا۔

"ادیان آپ کو خوشی نہیں ہوئی کیا۔"

اس نے مضطرب انداز میں اپنی پیشانی مسلتے ادیان کا ہاتھ تھامتے استسفار کیا تو اس نے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالی تھی جہاں پریشانی صاف عیاں تھی۔لیزے کو لگا تھا کہ جب اسے اس متعلق علم ہوگا تو وہ انتہا کی خوشی کا اظہار کرے گا لیکن یہاں تو اس کا سرد رویہ اس کی جان نکالنے کو کافی تھا۔

لیزے میں جانتا ہوں کہ تمہیں یہ بات بلکل بھی اچھی نہیں لگے گی لیکن مجھے یہ بچہ" "نہیں چاہیے۔

اس نے جیسے اس کی کانوں میں پگھلتا ہوا سیسہ انڈیلا تھا۔اس کے بازو کے گرد لیزے کی گرفت ڈھیلی پڑی۔اس نے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ادیان آپ ایسا کیسے کہ سکتے ہیں۔"

اسے اپنی ہی آواز گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا تھا۔

میں نے ابھی کچھ بھی نہیں کیا لیزے لیکن تم مجھے مجبور مت کرو کہ میں ایسا ویسا کوئی" "قدم اٹھانے پہ مجبور ہوجاؤں مجھے یہ نہیں چاہیے مطلب واضح ہے کہ نہیں چاہیے۔

وہ اپنی بات پہ زور دیتے کڑے انداز میں دھاڑا تھا۔ لیزے کی آنکھوں میں نمی سی جاگی وہ کیسے اس سے اس کی جان مانگ سکتا تھا۔ وہ سرعت سے اپنے آنسو صاف کرتے بیڈ سے اتری تھی اور اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"نہیں دیان میں ایسا کچھ نہیں کروں گی آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔ اللہ نے اس خوشی سے نوازا ہے ہمیں ہم اس کی دی گئی خوشیوں کی ناشکری کر کے کیسے گناہ کا ارتکاب کر سکتے ہیں دیان۔"

وہ چیخنے والے انداز میں بولتی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھپھک پھپھک کر رو دی تھی۔ اس کیلیے یہ سوچنا ہی صرف سوہان روح تھا۔ اس پہ عمل کرنے سے پہلے وہ مرنا بہتر سمجھتی۔

"دھیمی آواز میں بات کرو مجھ سے مجھے اونچا بولنے والی عورتیں بلکل نہیں پسند۔"

اس نے بھی اس کے مدمقابل آتے اس کے بازو کو جھٹکا دیا تھا لیزے اس کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات دیکھتی سہم گئی تھی۔

"میں بولوں گی دیان۔آپ نے مجھ سے میری جان مانگ لی ہے جو ہماری محبت کا پودا جس نے ابھی پرٖوان چڑھنا بھی شروع نہیں کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے بڑھنے سے پہلے ہی جڑ سے اکھاڑ پھینکو۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تھی۔ادیان نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو اندر اتارتے سرخ ڈوروں والی آنکھوں سے اسے گھورا تھا لیکن وہ بغیر ڈرے اس سے مخاطب تھی۔بخار کی تمازت سے سرخ ہوتا چہرہ ہولے ہولے لرزتا وجود آنسوؤں سے بھیگے ہوئے گلابی عارض ادیان کا دل ایک لمحے کو ڈگمگایا تھا۔

"لیزے میں تمہیں آخری بار وارن کررہا ہوں اس معاملے کو جتنا جلدی ہو سکے نپٹا لو ورنہ میں کوئی انتہائی قدم اٹھانے پہ مجبور ہوجاؤں گا۔"

وہ تنبیہی انداز میں اس کی جانب دیکھتے غرایا۔بھوری کانچ سی آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔عنابی لب آپس میں سختی سے پیوست تھے۔

"نہیں کروں گی کبھی نہیں کروں گی میں ایسا کچھ بھی کرنے سے پہلے خود مرجانا پسند کروں گی۔"

وہ بھی اٹل لہجے میں بولی تھی۔آنکھوں سے سیل رواں تھا لیکن ناجانے کیسے اس میں ادیان کے مقابل بولنے کی اس قدر ہمت آگئی تھی۔

تو ٹھیک ہے پھر ہم بھی اپنے رشتے کو یہی لگام ڈالتے ہیں۔مجھے مخاطب کرنے کی کوئی" ضرورت نہیں ہے تمہیں اب سے"

وہ اس کی بات پہ شربار نگاہوں سے اسے گھورتا تن فن کرتا وارڈروب کی سمت بڑھ گیا تاکہ فریش ہوسکے اور ٹھنڈے پانی سے اپنے جلتے سینے کو کچھ راحت پہنچا سکے۔اس کے جاتے ہی لیزے پورے قد سے جیسے زمین میں ڈھے سی گئی تھی وہ گرنے والے انداز میں بیڈ پہ بیٹھتے پھوٹ کر رودی تھی۔اس خبر پہ ادیان کا اس قدر سرد اور ٹھنڈا انداز لیزے کی سمجھ سے باہر تھا۔ناجانے اب کتنے امتحان باقی تھے اس کے۔

دن اسی طرح سبق رفتاری سے گزر رہے تھے۔اسی طرح گزرے دس دن انھی مصروفیات کے نذر ہوگئے تھے۔ان سب نے گویا فاریہ کو اپنے محبت بھرے پروں میں سمیٹ لیا

تھا۔وہ جو شروع میں سب سے بات کرتے ہوئے گھبراتی سہمتی تھی اب پھر بھی کچھ بول لیا کرتی تھی۔ان سب کی محبتوں سے اسے ایک بار پھر مسکرانا سکھادیا تھا۔روشی اور مازہ اپنے اپنے گھروں میں پرسکون تھی البتہ لیزے کے ساتھ ادیان کا رویہ لیا دیا ہی تھا۔اس نے بارہا بار ادیان سے اس متعلق بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اس بات کو سرے سے ہی نظرانداز کردیا کرتا تھا۔اس نے جاننے کی بہت کوشش کی تھی کہ ادیان کا یوں اس سے رخ موڑنے کی وجہ کیا ہے لیکن اس نے بتانے کی زحمت نہیں کی تھی۔ تبھی اس کی طبیعت کچھ کچھ خراب رہنے لگی تھی۔اس کی طبیعت خرابی میں تو وہ پاس ہوتا تھا ہمہ وقت لیکن ٹھیک ہوتے ہی اس کا انداز پھر سے سرد ہوجایا کرتا تھا۔خاندان والے سب یہ بات جاننے کے بعد بے تحاشہ خوش تھے لیکن ایک وہ ہی تھا جو خوش نہیں تھا۔ابھی بھی وہ کہنے کو سب کے ساتھ بیٹھی تھی لیکن سوچ کے سارے دھاگے ادیان کے رویے سے ہی الجھے تھے معاً انابی کی کھنکھتی آواز پہ وہ اس سے پہلے کہ سوچوں کے گرداب میں پھنستی چلی جاتی چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی جو فاریہ سے کوئی بات کرنے میں محو تھی۔

"اب تو مجھے بس فہیم کی شادی کا انتظار ہے۔کتنا مزا آلئے گا نہ لیزو۔"

انابی فاریہ سے بات کے دوران اسے بھی اپنے باتوں میں شامل کر بیٹھی۔لیزے نے اس کی بات پہ تمام منتشر سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔فاریہ نے تجسس سے اس کی جانب دیکھا۔

"دوست کی شادی ہورہی ہے کیا۔"

وہ جو اس کی بات سے یہی مطلب اخذ کر بیٹھی تھی پوچھ بیٹھی۔انابی اور لیزے نے دونوں نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا تھا جو معصومیت سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہاں وہ تو ہونی ہی ہے کیوں آپ کو کوئی مسئلہ ہے کیا۔"

انھوں نے یہ سوال پوچھتے اس کے چہرے کے تاثرات جانچنے چاہے تھے جو معصومیت سے بھرپور تھے۔

نہیں میں تو بہت خوش ہوں یہ سن کر مجھے کیا مسئلہ ہوگا میں تو ہر نماز میں دعا کرتی ہوں کہ انہیں ان کے جیسا ہی کوئی اچھا سچا اور پاک انسان ملے جو انہیں ہمیشہ خوش رکھے۔بس۔"

وہ مسکراتے ہوئے اپنے خیالات ان تک پہنچا رہی تھی۔ کچن سے لاؤنج میں آتی عزہ اور محرم کی سماعتوں سے اس کے خیالات مخفی نہیں تھے۔

"لیکن مجھے دکھ ہورہا ہے کہ دوست نے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا دوستوں سے تو ہر بات شیئر کی جاتی ہے نہ۔"

اس نے بیچارگی سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا جو اب ہنسی روکنے کے چکر میں ہلکان ہوتے سرخ پڑرہی تھی۔ محرم بھی تاسف میں سر ہلاتے وہی صوفے پہ براجمان ہوگئی۔

معاً انابی کو شرارت سوجھی جس کے تحت اس کی آنکھیں مخصوص انداز میں چمک رہی تھی۔اس نے لیزے کو دیکھ کر آنکھ دبائی جو اسے مسلسل نفی میں سر ہلاتے روک رہی تھی۔عزہ نے اس کے چہرے پہ چھائی ایک معصوم سی شفاف سی مسکراہٹ کو دیکھا تھا وہ تو بہت ہی سادہ تھی جسے اس دنیا کی جھمیلوں کی متعلق کچھ علم نہیں تھا لیکن وہ کیا کیا بولنے کی کوتاہی کرچکی تھی اس کے بابت۔ان کا بس نہیں چل رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سماں جائے۔

"ہاں نہ یہ تو غلط آپ ایسا کرو جاؤ اور اپنے دوست سے لڑائی کرو اچھی والی کہ انہوں نے آپ کو کیوں نہیں بتایا کہ ان کی شادی ہو رہی ہے۔"

انابی دل ہی دل میں مزے لیتی چہرے پہ سنجیدگی طاری کیے بولی تو فاریہ نے تائیدی نگاہوں سے لیزے اور محرم عزہ کی جانب دیکھا جو مسکراہٹ دباتے ہوئے انابی کو گھور رہی تھی۔

"مم میں جاؤں کیا۔"

اس نے خاموش بیٹھی محرم کو مخاطب کیا تو انہوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ فاریہ کو اب پریشانی ہونے لگی تھی کہ وہ جا کر کیا بات کرے گی۔ ادیان کے سمجھانے پہ اس نے اس نے محرم کو مم اور اذلان شاہ کو ڈیڈ کہنا شروع کردیا تھا۔

"اور یہ حجاب بھی ڈھیلا کرلیا کرو گرمی نہیں لگتی گھر میں ہمارے لیے کوئی نہیں ہوتا۔"

محرم نے اس کے مسلسل ڈوپٹے کے ہالے میں دیکھتے محبت سے کہا تو وہ کچھ سوچتے ہولے سے نفی میں گردن ہلاگئی۔باقی سب مکینوں نے تعجب سے اس کا انکار کرنا محسوس کیا۔

"وہ مجھے ایک دوست نے کہا تھا کہ فاریہ ڈوپٹے میں اچھی لگتی ہے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے ان سب کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔وہ سب بھی اس کی بات پہ مسکراتے ہوئے سر جھٹکا تھا۔فاریہ ایک نگاہ ان سب پہ ڈالتے اپنی شرٹ درست کرتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور مضطرب انداز میں اپنی انگلیاں چٹخاتے دھیمی چال چلتے فہیم کے کمرے کی جانب چل دی۔

اس کے کمرے کے باہر کھڑے ہوتے اس نے اپنی ہمت متجمع کی تھی ناجانے کیوں اج دل گھبرارہا تھا۔وہ ہمیشہ پرسکون سی اس سے بات کرلیا کرتی تھی لیکن آج پہلی بار یوں اس سے ناراضگی کا اظہار کرنا تھا تو اس میں جھجھک عارے آرہی تھی۔فہیم جو بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے بیٹھا کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا دروازے پہ کھٹکا ہونے کی آواز پہ اس نے اندر آنے کی اجازت دی۔اس نے اجازت ملنے پہ کمرے کا

دروازہ ہلکے سے واں کیا اور اندر قدم رکھے تو وہ سامنے ہی بیٹھا شاید کسی کے اندر آنے کا منتظر تھا۔

"میں اندر آجاؤں۔"

اس نے کمرے میں داخل ہونے ہونق پن سے سوال کیا تو فہیم نے کتاب بند کرتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔اسے حیرت ہوئی تھی فاریہ کے کمرے میں آنے سے۔

"آپ اندر آچکی ہو فاریہ۔"

اس نے اطمینان سے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے جواب دیا تو وہ کچھ شرمندہ سی ہوگئی۔

"کچھ کہنا تھا کیا آپ نے۔"

فہیم نے اس کی بے چینی بھانپتے دھیمے سے پوچھا تو وہ سرعت سے اثبات میں سر ہلا گئی۔فہیم نے اثبات میں سر ہلاتے اسے بات جاری رکھنے کی اجازت دی تھی۔

"وہ میں آپ سے ناراض ہوں۔"

اس نے دھیمے سے بولتے جیسے اسے جتایا تھا۔اس کی بات پہ فہیم نے پیشانی پہ بل ڈالے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں اسے کسی قسم کی ناراضگی کا شائبہ تک نہیں دکھا تھا۔

"اچھا اور وہ کیوں کونسا گناہ سرزد کردیا میں نے جو آپ مجھ معصوم سے ناراض ہو۔"

اس نے اپنا سارا دھیان اس کی میٹھی میٹھی باتوں کی جانب مبذول کرایا تھا جس کا بولنا ہی فہیم کے سینے میں پھوار بن کر برستا تھا۔

"آپ معصوم تو بلکل نہیں ہے۔"

اس نے منہ بسورتے جواب دیا تو فہیم کا مدھم سا قہقہہ اس کے ناک چڑھانے پہ بے ساختہ تھا۔

جی بلکل مابدولت بھول گیا تھا کہ دنیا جہاں کی ساری معصومیت تو فاریہ میں آسمائی" "ہے۔

وہ شرارت آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو فاریہ اسکی بات پہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔فہیم نے محبت سے اس کے چہرے پہ کھلتے ہوئے رنگوں کو دیکھا تھا۔

"ابھی کوئی مجھ سے ناراضگی کا اظہار کررہا تھا۔"

فہیم نے اس کے معصوم نقوش سے نگاہیں چڑاتے اس کی توجہ یہاں آنے پہ مبذول کرائی تو وہ اپنے ماتھے پہ ہاتھ مار گئی۔

"ارے ہاں مجھے انابی آپی نے بتایا کہ آپ کی شادی ہورہی ہے۔آپ نے اپنی دوست کو ہی نہیں بتایا۔"

فاریہ نے منہ بسورتے ہوئے ناراضگی کی اصل وجہ بتائی تھی جسے سن کر ایک لمحے کیلیے فہیم کے بھی چودہ طبق روشن ہوگئے۔

"اچھا اس بارے میں تو مجھے بھی علم نہیں تھا کہ میری شادی ہورہی ہے واؤ کب ہورہی ہے۔"

اس نے دانت پیستے ہوئے اس کی کم عقلی پہ افسوس کیا تھا جو انابی کے ہاتھوں بے وقوف بننے کا فریضہ سرانجام دے چکی تھی۔

"اچھا آپ کو بھی کسی نے نہیں بتایا۔"

وہ بیچارگی سے بولی تھی لیکن شعور کی منزل پہ پہنچتے ہی اس کے طنز کو بخوبی سمجھتے شرمندگی کے مارے اس کا زمین میں گڑ جانے کو جی چاہا تھا۔مطلب انابی نے مذاق کیا تھا اور وہ سچ مان بیٹھی تھی۔

"لیکن دوست آپ جلدی سے شادی کرلیں نہ۔"

اب وہ پچھلی تمام باتوں کو ذہن سے جھٹکتے پرجوش سی بیڈ پہ اس کے پاس ہی جگہ سنبھالتے بولی تھی۔فہیم کا چہرہ ایکدم سپاٹ ہوا تھا۔

"چلو اب بس باتیں بہت ہوگئی ہے مجھے کچھ دیر آرام کرنا ہے اب۔"

اس نے فاریہ کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتے اسے جانے کا کہا تھا۔اس کے سخت رویے کو فاریہ نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

"پہلے مجھے بتائیں کہ آپ شادی کب کررہے ہیں۔"

وہ اس کے سخت انداز کو بھاڑ میں جھونکتی اپنے موقف کے ڈٹی تھی۔فہیم اس موزوں پہ جی بھر کر بدمزہ ہوا تھا۔

"کبھی بھی نہیں اب جاؤ۔"

اس نے ایک ایک لفظ میں زور دیتے ہوئے اسے آگاہ کیا تھا جو کہ فاریہ کو بلکل پسند نہیں آیا تھا۔

"اور دیکھیے گا آپ کو اتنی پیاری لڑکی ملے گی نہ آپ بہت خوش رہیں گے۔ ایسے کیسے اب گھر میں آپ کی شادی ہی آنی ہے"

وہ محبت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔اگر وہ اسے اپنا دوست بنا کر اتنی محبت دے سکتا تھا تو وہ بھی تو بدلے میں اسے دعا دے سکتی تھی۔اس کی دعا پہ وہ سر جھٹکتے ہوئے تلخی سے ہنس دیا تھا۔

"یہ زندگی جتنی آسان دکھائی دیتی ہے نہ اتنی ہے نہیں ہر قدم پہ آپ کو ایک نئے امتحان سے سامنا کرنا ہوتا ہے۔یہ میری ٹانگ دیکھ رہی ہو آپ اس کے ہوتے ہوئے نہ تو کوئی پیاری لڑکی قربانی دے گی اور نہ میں یہ پسند کروں گا کہ کوئی ترحم بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتے اس شادی پہ حامی بھرے میں کسی کی بھی زندگی برباد نہیں کر سکتا۔اب سن لیا سب کچھ یا مزید باقی ہے۔"

اس نے کڑے لہجے میں بولتے تنے تنے تاثرات سمیت اسے مخاطب کیا تو ایک لمحے کیلیے

تو فاریہ کو سانپ ہی سونگھ گیا۔

ایسا کبھی نہیں ہوسکتا ادیان بھائی نے کہا کہ آپ کی ٹانگ ٹھیک ہوجائے گی بلکل کوئی"

بھی پریشانی نہیں ہوگی پھر اور میرے دوست بہت اچھے ہیں وہ چاہ کر بھی کسی کی زندگی

"برباد نہیں کرسکتے فاریہ کو آپ پہ پورا یقین ہے خود سے بھی زیادہ۔

اس نے نم نگاہوں سے اس اچھے انسان کو دیکھا تھا ناجانے وہ ذات کیوں اچھے انسانوں

کو ہی اتنا آزماتی ہے۔

"اچھا تو پھر کہا سے آلے گی لڑکی۔"

فہیم سٹک پہ زور ڈالتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور سنجیدگی سے استسفار کیا۔اس کی آنکھیں

بلکل خالی تھی۔

"آپ کے ماما پاپا اور میں بھی ڈھونڈوں گی نہ۔"

اس نے مسکراتے ہوئے فہیم کے علم میں اضافہ کیا تھا فہیم کے تاثرات بری طرح

بگڑے تھے۔

"کیوں ڈھونڈوں گی لڑکی آپ۔اگر شادی کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر اس شادی کیلیے لڑکی

فاریہ حیدر کیوں نہیں۔"

وہ شرربار نگاہوں سے اسے گھورتے پھنکارا تھا۔اور اس کے دونوں بازوؤں کو اپنے شکنجے میں لیا تھا۔اس کے ردِ عمل پہ فاریہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا جبکہ چہرے کا رنگ سرعت ست فق ہوا تھا۔اسے فہیم سے ایسی بات کی قطعی توقع نہیں تھی۔

"نہیں چھوڑیں مجھے"

وہ وحشت ذدہ سی چلاتے ہوئے بولی تھی۔آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔فہیم نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"بس یہی تک تھی ہمت فاریہ حیدر کی۔بڑے بڑے عہد کرنے کو تو انسان کرلیتا ہے لیکن نبھاتا نہیں ہے یہی آئینہ دکھانا چاہ رہا تھا آپ کو کہ ایسا کچھ نہیں ہوتا کوئی اتنا بھی اچھا اور فرشتہ صفت نہیں ہوتا کہ سکون سے ایک عیب دار مرد کے ساتھ رشتہ جوڑ لے۔لیکن کوئی نہیں مجھے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔عمر بھر کا ساتھ نبھانا بہت مشکل بات ہوتی ہے۔"

وہ اذیت بھری مسکراہٹ سمیت بولا تھا۔فاریہ نے دھڑکتے دل اور فق چہرے سمیت نفی میں سر ہلایا تھا۔آنکھوں سے ایک سیل رواں تھا۔

"آپ ایسی باتیں کیسے کرسکتے ہیں میرے ساتھ۔"

وہ اس کے سینے پہ مکے برساتی روتے روتے بولی تھی۔چہرہ شدت جذبات سرخ پڑرہا تھا۔وہ سب سے ایسی توقع کرسکتی تھی ماسوائے فہیم کے۔

آئندہ میرے ساتھ بھی شادی کے متعلق بات کرنے سے گریز کرنا کیونکہ فہیم شاہ کی" "زندگی میں کوئی آئے گا تو وہ فاریہ حیدر ہوگی اور کوئی نہیں۔

اس نے اس کے کان سے نزدیک جھکتے دھیمی سی سرگوشی کی تھی۔فاریہ کو تو اس کی اس قدر نزدیکی پہ بری طرح ڈھے گئی تھی۔زاروقطار روتے وہ کسمساتے ہوئے اس کی گرفت سے آذاد ہونا چاہتی تھی لیکن وہ تو جیسے آج ستمگر ہی بنا بیٹھا تھا۔اس کی جان ہوا ہونے لگی اس قدر قربت پہ۔

فاریہ حیدر کبھی نہیں ہوسکتی وہ۔کیونکہ فاریہ نہ تو اچھی ہے آپ کی طرح،نہ پاک ہے" ،آپ کی طرح

گندی ہوں میں میرا وجود غلاظت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔میرے وجود کا کوئی ایسا حصہ نہیں ہے جسے اس نے نوچا نہیں ہے جگہ جگہ سے لٹی ہوئی ہوں میں۔تباہ و برباد ہوں میں۔یہ جو ہنستی مسکراتی فاریہ ہے نہ اسے زندگی کے کچھ پل جینے دیں پلیز ورنہ اندر سے ٹوٹ کر بکھری ہوئی فاریہ کو جوڑتے جوڑتے آپ کے ہاتھ زخمی ہوجائیں گے لیکن میں نہیں جڑ سکوں گی۔میں مرجاؤں گی لیکن ایسی امیدیں کبھی نہیں لگاؤں گی جو سوائے اذیت کے کچھ نہیں دے سکتی ہے۔

آپ بہت اچھے ہیں بہت زیادہ لیکن فاریہ اچھی بلکل نہیں ہے اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے نہ عزت نہ اچھا کردار اور نہ ہی کوئی پہچان جس کے ساتھ وہ سر اٹھا کر جی سکے۔آپ کی ماما آپ سے بہت پیار کرتی ہے آپ ان کی پسند کی ہوئی لڑکی کو اپنائیے گا "کیونکہ ماں باپ ہمیشہ اپنی اولاد کیلیے اچھا فیصلہ کرتے ہیں دوست۔

وہ روتے روتے اپنے دل کا غبار اس کے سامنے نکال رہی تھی۔معاً وہ شکست زدہ لہجے میں بولتی ایک آخری نگاہ اس پہ ڈالتے لڑکھڑاتے قدموں سے کمرے سے باہر نکل گئی

تھی جبکہ فہیم دونوں ہاتھوں سے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے اپنی حرکت پہ شرمسار سا آنکھیں میچ گیا تھا۔

شام کے سائے نے آسمان پہ اپنے پر پھیلا لیے تھے۔ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی چھائی ہوئی تھی۔ایسے میں لیزے اور انابی لاؤنج میں بیٹھی باتوں میں مصروف تھی۔

"السلام و علیکم معززان سوائے اس انابی کھوتی کے۔"

فہد کو ابھی کچھ دیر پہلے ہی شاہ ولا آیا تھا لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اونچا سا سلام کرتے ہوئے انابی کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں بائیں آنکھ دباتے ہوئے بولا تو اس کا منہ صدمے کے مارے کھل گیا جبکہ لیزے سرعت سے مسکراہٹ دبا گئی۔

"کھوتی کسے کہا شوخے انسان تم ہو گے کھوتے۔"

وہ اس کے بال کھینچتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو فہد نے اپنے کان مصنوعی پن سے صاف کیے۔انابی اس کی حرکت پہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"ہاں نہ اس پہ وہ گانا سوٹ بیٹھتا ہے ایک تھا کھوتا ایک تھی کھوتی دیوانی۔"

وہ مسخرے پن سے بولا تو لیزے اس کی بات پہ قہقہہ مزید ضبط نہ کرسکی۔انابی نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

تم نکلو یہاں سے اس سے پہلے کہ میں تمہیں گنجا کردوں پکڑ کر پھر جو لڑکیوں کو پٹاتے "پھرتے ہو نہ وہ تمہیں ڈر کر ہی بھاگ جایا کرے گی۔

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی تھی لیکن اس کی بات پہ فہد نے سکون سے صوفے سے پشت ٹکالی تھی۔

"دیکھ لو جیسے تمہیں مناسب لگے کیونکہ بعد میں یہ گنجا تمہیں ہی ملے گا گزارا کرلو گی نہ۔"

وہ مظلومیت بھرے لہجے میں بولا تو انابی نے سرخ چہرے سمیت چور نگاہوں سے لیزے کی جانب دیکھا جو انہی کی باتوں سے لطف اندوز ہورہی تھی۔

"تت تم منہ بند رکھو میں کیوں گزارا کروں تمہارے ساتھ۔"

وہ لیزے کا خیال کرتی دھیمے لہجے میں بولی تھی۔فہد نے کبھی بھی یوں بے باکی سے کسی کے سامنے بھی ایسا کوئی ذکر نہیں کیا تھا اور آج اس کی ہمت ناجانے کیوں بڑھی ہوئی تھی۔

"کیونکہ آخر کار شادی تو میں تم سے ہی کروں گا۔"

وہ لوفرانہ انداز میں آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولا تھا۔انابی کان کی لوؤں تک سرخ پڑگئی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے کھینچ کر گھر سے باہر نکال دے۔

"تم سے شادی کرتی ہے میری جوتی۔"

وہ جھنجھلاتے ہوئے بولی تھی۔فہد نے مسکراہٹ دبا کر لیزے کی جانب دیکھا۔

کوئی بات نہیں تمہارے ساتھ تمہارے جوتے کپڑے دو کلو کا میک اپ سب کچھ قبول" "ہے بشرطیکہ وہ انابی کا ہو۔

وہ مزے سے بولا تھا اور یہی انابی کی برداشت کی حد ٹوٹی تھی وہ دانت پیستے ہوئے صوفے سے اٹھی تھی اور کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھی تھی۔

"بھاڑ میں جاؤ۔"

وہ کشن اس کے منہ پہ مارتی غصے سے بولتی ابھی دو قدم ہی چلی تھی معاً اس کی آواز پہ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"صرف تمہارے ساتھ اتنی خوبصورت جگہ ہے اکٹھے چلیں گے اوکے۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا تو انابی ضبط سے ایک گہرا سانس فضا میں خارج کرتی ضبط کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے دل ہی دل میں اسے صلواتیں سناتی تن فن کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اس کے جاتے ہی لیزے اور فہد کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

آسمان پہ کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھی۔ سورج بھی بادلوں کی اوٹ میں پوشیدہ ہوچکا تھا۔ فضا میں آہستہ آہستہ خنکی بھر رہی تھی۔ دن ڈھلے بھی رات کا منظر معلوم ہورہا تھا۔ ہر اگلے سیکنڈ بعد بجلی کڑکتی جس سے منظر مزید ہولناک ہوجاتا۔ ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے کچھ ہی لمحوں میں بارش شروع ہونے والی ہے۔وہ اس ٹھنڈے یخ موسم میں گلاس

ڈور سے پردے ہٹائے اس کے پار کھڑی بے چین دل کے ساتھ کھڑی تھی۔اس کے سوچ کے سارے دھاگے ادیان کی اس دن کی باتوں سے جڑے تھے۔ناجانے ادیان ایسا کیوں کررہا تھا۔معاً اس کے ذہن میں گزرے دن کی ایک یاد فلم کی مانند چلنے لگی۔آنکھوں بے ساختہ نم ہوئی تھی۔

لیزے چپ کر کے یہاں آجاؤ مجھے مجبور مت کرو کہ میں تمہارے ساتھ سختی والا رویہ"
"اختیار کروں۔

ادیان اس کی طبیعت خرابی کی بدولت مسلسل اسے دوائی کھلانے کی تگ و دو میں تھا لیکن وہ تھی کہ چڑ کے مارے ہاتھ ہی نہیں آرہی تھی اور ادیان اسے پکڑنے کیلیے ہی ہلکان ہورہا تھا۔

آپ تو یہ بات کم ازکم مت کریں آپ ہر وقت ویسے بھی مرچیں ہی چباتے ہیں۔یہ"
"دھمکیاں مجھ پہ نہیں چلنے والی۔

وہ منہ بنا کر بولتی اس کے طیش کو مزید ہوا دلوا گئی تھی۔ادیان نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"بچ جاؤ تم میرے سے ایک دن یہ مرچیں چباتے چباتے تمہیں ہی نہ چبا جاؤں۔"
وہ سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تھا اور اسے مشکوک پرسوچ نگاہوں سے خود کو دیکھتا پاکر وہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کی کمر کو اپنے مضبوط شکنجے میں لے گیا تھا۔اس اچانک ہوئی افتاد پہ لیزے کی چیخ بے ساختہ تھی۔
"شاباش منہ کھولو بس یہ ایک گولی ہے۔"
وہ محبت سے پچکارتے ہوئے گویا ہوا تو لیزے نے پھولے منہ اور نم سیاہ گہری نگاہوں سے ایک ناراض نگاہ اس پہ ڈالتے دوائی اس کے ہاتھ سے پکڑی تھی اور منہ میں ڈالتے اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھامتی سرعت سے لبوں سے لگا گئی تھی۔ادیان نے تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔
تمہیں سنبھالنا یقیناً بچوں سے بھی زیادہ مشکل ہے۔بچے بھی اتنا تنگ نہیں کرتے "
"جس قدر تم کرتی ہو۔

وہ خون آشام نگاہوں سے اس کے ناراض چہرے کو دیکھتے طنز کے تیر چلانا نہیں بھولا تھا۔لیزے نے اس کی بات پہ جھٹکے سے اپنی گردن اس کی جانب موڑی تھی۔

"ہاں تو پال لے بچے ہی۔میں تو ویسے بھی آپ کو زہر لگنے لگی ہوں اب"

پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے اس کی آواز رندھ چکی تھی۔ادیان نے اس کی آنسوؤں سے بھیگی آنکھیں دیکھ تاسف میں سر ہلایا اور مضبوط چال چلتے اس کے نزدیک پہنچتے بیڈ پہ بیٹھتے اس کی گود میں سر رکھ گیا۔لیزے اس کی اچانک حرکت پہ دھڑکتے دل کے ساتھ بدک کر بیڈ کراؤن سے لگی تھی۔اس نے ایک چور نگاہ ادیان کے چہرے پہ ڈالی تھی جو اپنے عنابی لبوں کو سختی سے آپس میں بھینچتے پرشوق نگاہوں سے اس کی جانب ہی متوجہ تھا۔لیزے کو حیرت ہوئی تھی کہ اس نے ابھی تک ایسی کوئی بات بھی نہیں کی تھی جو وہ ایسا ردِ عمل ظاہر کرتا۔اس کی نگاہوں کا ہی اثر تھا کہ وہ اپنی لرزیدہ پلکیں گلابی عارض پہ بچھا گئی تھی۔ادیان نے اس کی پلکوں پہ اٹکے آنسو کو اپنی انگلی کے پوروں سے چنا تھا۔

"بے بی بھی تم ہی دو گی نہ پھر ہی پالوں گا۔ایسے کیسے کسی کا اٹھالاؤں۔"

وہ اپنی جسارتوں پہ اسے ہولے ہولے لرزتا دیکھ بمشکل مسکراہٹ دبا کر بولا تو لیزے نے اس کی بے باک بات پہ جھٹکے سے اپنا جھکا سر اٹھایا تھا۔اس کے جسم کا سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا تھا ۔چہرہ گویا لہو چھلکانے لگے گا۔

"ادیان اٹھیں آپ یہاں سے۔"

وہ اس کی بے باک نگاہیں اپنے نقوش پہ محسوس کرتے جھنجھلاتے ہوئے بولی تھی جبکہ اس کی بات پہ دل ابھی بھی کانوں میں دھڑک رہا تھا۔معاً اس کے دماغ میں ڈاکٹر کی بات کا جھماکہ سا ہوا تھا اس کے چہرے کا رنگ گلابی سے فق ہوا تھا۔ادیان نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا اور اس کی گود سے اٹھتے بیڈ پہ ہی نیم دراز ہوا تھا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ۔"

ادیان نے پریشانی سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرا تھا تو وہ چونک کر بمشکل مسکراتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"کچھ بتانا ہے کیا۔اگر کچھ شئیر کرنا چاہتی ہو تو میں یہی ہوں۔"

اس نے محبت سے کہتے ساتھ ہی اس کی صبیح پیشانی کو ہولے سے چھوا تھا۔لیزے نے آنکھیں موندتے اس لمس کو اپنے رگ و پے میں اترتا محسوس کیا تھا۔تو کیا وہ اس کے چہرے کو دیکھ کر ہی پہچان چکا تھا کہ اسے کوئی پریشانی ہے۔ایک لمحے کیلیے اس کا جی چاہا کہ وہ ادیان کو سب کچھ بتا کر اپنا دل ہلکا کرلے لیکن وہ چاہ کر بھی اس کا دل نہیں دکھا سکتی تھی۔تبھی شرمیلی مسکراہٹ سمیت اس کے کشادہ سینے پہ اپنا سر رکھ گئی تھی۔ادیان نے بھی محبت سے اسے خود میں سمیٹتے اس کے سر پہ لب رکھے تھے اور اس کے مومی انگلیوں کو اپنی مضبوط انگلیوں الجھاتے ان کی نرمی کو اپنے لبوں سے محسوس کیا تھا۔

"ادیان۔"

اس کی آواز سرگوشی سے کم نہیں تھی۔بس ایک خالی پن سا تھا جو ادیان نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

"ہوں۔"

جواباً اس نے محبت سے مزید اسے خود میں بھینچتے استسفار کیا تو لیزے نے اس کے گرد اپنی گرفت مزید مضبوط کردی۔

"آپ کو بیٹا اچھا لگتا ہے یا بیٹی۔"

اس کی دھیمی سی سرگوشی پہ ادیان نے تعجب سے اس کے چہرے کو دیکھنا چاہا تھا لیکن اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کا چہرہ پھیرتے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔ادیان نے اپنی ٹھوڑی اس کے سر پہ ٹکائی تھی۔

"ویسے تو جو بھی ہو شکر الحمداللہ لیکن مجھے بیٹی چاہیے بلکل تمہاری طرح جو کبھی کچھ نازک سی کبھی کچھ مضبوط سی۔خود کو ہر رنگ میں ڈھالنے والی۔"

وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولا تھا تو لیزے کی آنکھوں میں باقاعدہ نمی سی جاگی۔اس نے منہ پہ ہاتھ جماتے مشکل اپنی ہچکی روکی تھی۔

"لیکن مجھے تو بیٹا چاہیے لیکن آپ کے جیسا بلکل نہیں۔بس صبح شام اس کی سڑی ہوئی صورت ہی دیکھنی پڑے گی۔"

وہ اپنے حواس بحال کرتی ایک ترچھی نگاہ اس پہ ڈالتے منہ بنا کر بولی تھی لیکن جواباً اس کی کڑی نگاہ خود پہ محسوس کرتے کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔ادیان نے اس کے آنکھوں کو اپنے لمس سے روشناس کراتے اسے اندر بھینچا تھا۔

"چلو میں نماز ادا کرلوں۔"

ادیان اس کا گال تھپتھپاتے نرم گرم نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنی قمیض درست کرتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا معاً اپنے ہاتھ پہ نرم گرم لمس محسوس کرتے اس نے چونک کر لیزے کی جانب دیکھا تھا۔

مجھے بھی آج آپ کی امامت میں نماز ادا کرنی ہے۔مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ایک" سایہ دار شجر کے حصار میں ہوں۔ کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا بس ایک راحت بخش "احساس مجھے آپ کے ہونے کا یقین بخشتا ہے۔

وہ اس کے مقابل آتی عقیدت سے اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوئی تو ادیان نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ دونوں آگے پیچھے کھڑے پوری دلجمعی کے ساتھ اس پاک ذات کے آگے سجدہِ ریز تھے۔

معاً اپنے ہاتھوں پہ ٹھنڈی بوندیں محسوس کرتے اس نے چونک کر اپنی بھیگی نگاہیں آسمان کی جانب اٹھائی تھی لیکن آسمان سے گرتی بوندوں کو دیکھتے ایک پرمسرت لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی تھی۔وہ سرعت سے اپنے آنسو صاف کرتی بھاگنے والے انداز میں باہر نکلی تھی معاً اپنی حالت کا خیال کرتے وہ جھینپ کر اپنے سر پہ ہاتھ مار گئی تھی۔وہ تیز تیز قدموں سے چلتی انابی کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔اس کے کمرے کا دروازہ کھولتے ہی وہ جوں ہی اندر داخل ہوئی وہ استری سٹینڈ کے آگے کھڑی فہیم کی شرٹ استری کرنے میں مصروف تھی۔

"انابی بارش ہورہی ہے باہر چلیں لان میں پلیز انکار مت کرنا۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی تھی تو انابی نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا موسم بدلنے والی بارشیں تھی۔طبیعت کسی بھی صورت خراب ہوسکتی تھی اور وہ

اسے نہانے کا کہہ رہی تھی۔سب ہی آگاہ تھے کہ بارش اس کی کمزوری ہے۔وہ دیکھ کر اس سے ایک لمحہ بھی رہا نہیں جاتا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے چپ کر کے بیٹھو ادیان بھائی غصہ ہونگے۔''

اس نے شرٹ ہینگ کرتے ساتھ اسے جھاڑ پلاتے ساتھ ہی ادیان کا ڈراوا دینا بھی ضروری سمجھا تھا لیکن اس کی تنبیہہ کو وہ سرے سے ہی نظرانداز کر گئی تھی۔

''ارے وہ تو ابھی آفس ہیں نہ تم آؤ نہ پلیز۔''

وہ اسے زبردستی کھینچتی کھانچتی کمرے سے باہر کی جانب چل دی۔انابی مسلسل اسے غصے سے لعن طعن کرنے میں مصروف تھی۔لاونج میں محرم اور عزہ کے ساتھ بیٹھی فاریہ نے حیرت سے انہیں باہر کی جانب جاتے دیکھا تھا۔

''ارے کہاں جارہی ہو آپ دونوں۔بارش ہورہی ہے اندازہ ہے یا نہیں۔''

عزہ نے تند نگاہوں سے ان کے یوں بارش کے ہوتے ہوئے باہر جانے پہ چوٹ کی تو محرم نے بھی تائیدی انداز میں ان کی جانب دیکھا تھا۔

پھپھو بس ہم ابھی آئے دس منٹ میں فاریہ آجاؤ تم بھی آپ بس جلاد کو مت بتائیے"
"گا۔

لیزے ان کے روکنے پہ ان کو اطلاع دیتی فاریہ کو بھی صوفے سے اٹھاتی ان دونوں کو ہدایت کرتی باہر کی جانب چل دی جبکہ محرم اس کے یوں ادیان کو جلاد کہے جانے پہ افسوس سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی تھی۔

"دھیان سے لیزے۔"

محرم نے ہولتے دل کے ساتھ اس کی حالت کے پیشِ نظر کہنا ضروری سمجھا تو وہ انہیں ایک فلائنگ کو سے نوازتے اس سے پہلے باہر کی جانب بڑھتی سامنے سے آتی شخصیت کو دیکھتے اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔اس نے بے ساختہ حلق تر کرتے اڑے اڑے حواسوں سمیت ان دونوں کی جانب دیکھا جو اب اسے باہر جانے کا اشارہ کررہی تھی۔ادیان ہلکا ہلکا سا بھیگا مضبوط قدم اٹھاتے ان تک پہنچا اور ان تینوں کو لان کے دروازے کے قریب کھڑے دیکھ اس نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی۔

انابی نے خشک ہوتے حلق سمیت لیزے کی جانب اشارہ کیا تھا عین اسی وقت لیزے نے کانپتے دل کے ساتھ فاریہ کی جانب اشارہ کیا۔اب ادیان کا رخ فاریہ کی جانب تھا اور وہ ہونقوں کی طرح ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی جنھوں نے خود کو بچانے کی خاطر اسے پھنسا دیا تھا۔فاریہ نے بھی نفی میں سر ہلاتے لیزے کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"یہ اشاروں کی زبان مجھے سمجھ نہیں آتی منہ سے بولو کہ کیا مسئلہ ہے باہر کس خوشی میں جارہی تھی۔"

ادیان نے ان تینوں کی حواس باختہ صورت دیکھ سخت لہجے میں استسفار کیا۔

"باہر کیا کرنے جاتے ہیں ٹھنڈی تازہ ہوا لینے جارہی ہو اتنی گرمی لگ رہی ہے مجھے۔"

لیزے اپنی تمام متجمع کرتی ہکلاتے لہجے میں اسے باور کرانے والے انداز میں بولی ساتھ ہی ہاتھ کو ایسے جھلایا جیسے سچ میں گرمی محسوس ہورہی ہو۔فاریہ اور انابی نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا جس کی ایکٹنگ ہی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"آؤ ٹھنڈی ہواؤں کے مزے میں تمہیں دلواتا ہوں۔"

ادیان نے تیکھی نگاہوں سے اسے دیکھتے سرعت سے اس کی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں جکڑی تھی لیزے ایک لمحے کیلیے بوکھلا گئی۔

"کیوں کیا ہم کشمیر جا رہے ہیں۔"

اس نے اپنے لہجے کو حتی امکان پرجوش بناتے ہوئے مسخرہ پن دکھانے کی کوشش کی تھی لیکن جواباً ادیان کی کٹیلی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے اس کا سارا جوش ماند پڑ گیا۔

"نہیں کمرے میں جا رہے ہیں اے۔سی کی ٹھنڈی ہوا لینے۔"

اس نے دانت پیستے ہوئے قدم اسے اپنے ساتھ کھینچتے اندر کی جانب بڑھائے گے۔جبکہ اب کی بار ادیان کے طنز پہ باقی سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ لیزے منہ بناتے ہوئے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔اس نے کیسے سب کی موجودگی میں اس کا مذاق بنایا تھا۔اندر پہنچتے ہی وہ محرم اور عزہ سے ملتے ایک نگاہ خود سے ہی بے خبر ناراض سی لیزے پہ ڈالتے اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔محرم کے کہنے پہ لیزے بھی بجھے دل کے ساتھ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

ادیان نے جوں ہی کمرے میں قدم رکھا گلاس ڈور کھلا ہوا تھا اس نے دیکھ کر گہرا سانس ہوا کے سپرد گیا مطلب لان میں جانے سے پہلے وہ یہاں تھی یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی کہ وہ بارش کی دیوانی ہے لیکن یہ بدلتا موسم وہ کسی طور پہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔اس سے جتنی مرضی بے رخی سہی لیکن اس کی جان پہ وہ کسی قسم کا کومپرومائز نہیں کرسکتا تھا۔معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اسے دیکھے بغیر کی اندازہ ہوا تھا کہ وہ کمرے میں آئی ہے تبھی اس سے مکمل طور پہ بے نیازی برتتے وہ وارڈروب میں جھکتے اپنے کپڑے نکالنے لگا۔کپڑے نکال کر صوفے پہ رکھتے وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی جانب آیا اور اپنا لیپ ٹاپ نکالتے اسے چارج پہ لگانے لگی۔لیزے نے ایک حسرت بھری نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔معاً اس سے بات کرنے کا سوچتے وہ دھیمی چال چلتے اس کے نزدیک آئی تھی۔لیزے کی موجودگی اپنے عقب میں محسوس کرتے ایک لمحے کیلیے وہ بھی آنکھیں میچ گیا تھا۔اسی دوران اپنے بازو پہ اس کا نرم لمس محسوس کرتے اس کا دل دھڑکا تھا جو اب اپنا سر وہاں رکھ رہی تھی ساتھ ادیان کو بھی کمزور کررہی تھی۔

"دیان۔"

اس نے بے اختیار سسکی لی تھی۔ادیان سے مزید برداشت نہ ہوا تو تڑپتے دل کے ساتھ رخ اس کی جانب کرگیا تھا۔اس نے اپنی بھیگی دراز پلکیں واں کرتے ادیان کے چہرے کے تاثرات جانچنے چاہے تھے جہاں فقط بے چینی واضح تھی۔

"ایسا کب تک چلے گا دیان۔بس کریں نہ۔"

وہ روتے روتے اس سے گزارش کرنے والے انداز میں گویا ہوئی لیکن اس کی بات پہ ادیان کا چہرہ پھر سے سپاٹ ہوچکا تھا۔کچھ دیر پہلے جو نرمی کا تاثر اس کے چہرے سے چھلک رہا تھا وہ اب منقود تھا۔

جب تک تم میری بات پہ عمل نہیں کرلیتی تب تک یہی سب برداشت کرنا پڑے گا"

"تمہیں لیزے ادیان شاہ۔

وہ دانت پہ دانت جماتے سخت کڑے لہجے میں اسے دیکھتے تنبیہہ کررہا تھا۔ساتھ ہی اس سے مکمل بے نیازی برتتے اپنے شرٹ کے کف کہنیوں تک فولڈ کرنے لگا۔لیزے کی

آنکھوں کی روشنی ماند پڑے لگی تھی مطلب وہ اس بات کے بعد بھی اپنے موقف پہ قائم تھا۔

"آپ ایسا کیوں کررہے ہیں ادیان آپ کو تو شوق تھا نہ ہماری محبت کی نشانی ہے یہ کیسے اسے ختم کردوں ادیان۔ایک ماں اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے بچے کی جان کیسے لے سکتی ہے میں سانپ نہیں ہوں جو اپنی ہی اولاد کو کھاجاؤں۔میں اسے کھونا نہیں چاہتی میری زندگی کا بہت قیمتی سرمایہ ہے وہ۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے زاروقطار روتے ہوئے اس کے قدموں میں بیٹھی تھی۔ادیان نے ایک بے بس نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"میں بھی تمہیں نہیں کھونا چاہتا لیزے میری زندگی کا قیمتی سرمایہ تم ہو۔اگر تم ہوگی تو کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی۔میری بات کو سمجھو پلیز۔"

وہ اس کو اپنے حصار میں لیتے اس کا سر سہلاتے ہوئے بے بسی سے بولا تھا۔لیزے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔اس کی بات پہ اس کا دل دھک سا رہ گیا تھا مطلب کیا وہ سب جانتا تھا۔

"ادیان آپ۔"

اس نے سرسراتے لہجے میں بولتے اپنی بات ادھوری چھوڑی تھی۔اس نے جواباً ایک شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالی تھی تو وہ شرمندگی سے چہرہ جھکا گئی۔

تمہیں کیا لگا تم مجھے کچھ بھی نہیں بتاؤں گی تو مجھے علم نہیں ہوگا اس متعلق۔تمہیں" ایک بات میں نے پہلے بھی باور کرائی تھی سختی سے کہ ایسا کبھی نہین ہوسکتا کہ تمہارے متعلق کسی بھی قسم کی بات سے میں آگاہ نہ ہو۔کچھ بھی فراموش نہیں کرتا میں "تمہارے متعلق۔

ایکدم اس کا لہجے سے نرمی غائب ہوئی تھی اب وہ سرد لہجے میں اسے جتارہا تھا۔

لیکن ادیان زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے نہ ہمیں تو آنے والے کل کا اندازہ" نہیں ہے نہ۔اگر ہمیں اس کا اندازہ ہوتا تو ہم شاید کچھ ایسا کرے ہی نہ جو ہمیں خطرے میں ڈال سکتی ہو یہ راز تو اللہ نے چھپائے ہوئے ہیں جو ایک وقت آنے پہ ہم "پہ آشکار ہوتے ہیں ادیان۔

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتی اسے سمجھانے والے انداز میں گویا ہوئی۔آنکھوں سے سیل رواں تھا لیکن آج سے کسی بھی صورت میں اس چیز کیلیے لیزے کو تیار کرنا تھا۔وہ جانتی تھی کہ یہ انسان صرف خود کو اوپر سے پتھر ظاہر کرتا ہے لیکن اندر سے اپنوں کے معاملے میں اس کا دل انتہائی چھوٹا ہے کو اپنوں کی تکلیف پہ تڑپ اٹھتا ہے۔

"ہم جن سے محبت کرتے ہیں نہ لیزے اس کی عزت پہ اس کے کردار حتیٰ کہ اس کی کسی بھی چیز داؤ پہ نہیں لگا سکتے چاہ کر بھی اور تم مجھ سے توقع کررہی ہو کہ میں ان چھوٹی موٹی چیزوں کو سرے سے ہی نظرانداز کرتے تمہاری جان کو ہی داؤ پہ لگادوں۔کبھی سوچا ہے جس کو اپنا عادی بنایا ہے تم جس کی رگوں میں خون بن کر دوڑتی ہو تم اگر تمہیں ہی کچھ ہوگیا تو اسکا کیا ہوگا۔"

وہ پے در پے اس کے دل پہ وار کرتے خالی خالی لہجے میں اس سے استسفار کررہا تھا اور یہاں لیزے کے پاس بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا وہ بس رو رہی تھی اپنی بے بسی پہ اپنی بیماری پہ خود پہ۔اپنی کم مائیگی کا احساس اسے آج شدت سے ہورہا تھا۔

ادھر دیکھیں میری طرف۔باقی سب باتیں بعد کی آپ کیوں میری زندگی بچانے کیلیے اسے" جڑ سے اکھاڑ رہے ہیں۔زندگی موت تو ہے ہی اللہ کے ہاتھ میں۔فرض کریں میں یہ کروا بھی لیتی ہوں آپ کے کہنے پہ لیکن اگر اسی دورانیے میں مجھے کچھ ہوگیا پھر کون قصوروار ہوگا۔آپ کچھ بھی مت سوچیں آپ تو اللہ کے بہت قریب ہیں نہ ان سے دعا کیا کریں اگر آپ کی دعاؤں میں اثر ہوا تو میں تاعمر آپ کے ساتھ ہی رہوں گی ان ہاتھوں کی "خوبصورتی ماند پڑنے تک یہ ہاتھ اسی ہاتھ میں مقید رہیں گے۔

وہ محسور کن لہجے میں بولتی اس کے مضطرب چہرے کو دیکھتی ہولے سے اونچا ہوتے اس کی پیشانی پہ اپنے لب رکھ گئی تھی۔ادیان نے سرعت سے اسے کسی قیمتی متاع حیات کی طرح اپنے سینے میں چھپالیا تھا۔

"میں تم دونوں کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔"

وہ جیسے اس سے ذیادہ خود کو باور کرارہا تھا۔لیزے کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پہ گرا تھا۔

"میں جانتی ہوں۔"

وہ بھی جواباً پر یقین لہجے میں بولتے مسکرائی تھی بالاخر پتھر موم ہو چکا تھا۔
"بہت بہت شکریہ زندگی اس خوبصورت تحفے کیلیے بیوی۔"
وہ اسے اپنے سینے میں سموئے بولا تھا اور اس کی پیشانی پہ اپنا پرحدت لمس چھوڑا تھا۔
"آئیں پھر شکرانے کے نفل ادا کرتے ہیں۔"
وہ اس کے سامنے اپنی نازک ہتھیلی پھیلاتے آنکھوں میں نمی لیے بولی تھی تو ادیان نے ایک گہری نگاہ اس نازک اندام لڑکی پہ ڈالی تھی جس کے ساتھ وہ بارہا بار غلط رویہ اختیار رکھ چکا تھا لیکن وہ ہر بار کچھ ایسا کر کے اس کے دل پہ بڑی مسند پہ شان سے براجمان ہو جایا کرتی تھی آج بھی وہ اس کی ہی اولاد کے خاطر اپنی جان داؤ پہ لگا چکی تھی۔
کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ وضو کر کے جوں ہی باہر آیا وہ حجاب کا ہالہ اپنے چہرے کے گرد بنئے اسی کی منتظر تھی۔ادیان نے بے اختیاری کی کیفیت میں قدم اس کی جانب بڑھائے تھے جو مسکراتے ہوئے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔
تو تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
(سورۃ الرحمٰن)

اس کے چمکتے پرنور چہرے کو دیکھتے اس کے لبوں سے بے اختیاری میں پھسلا تھا جبکہ اس کی سرگوشی پہ لیزے ساکت کھڑی بے یقینی کے ساتھ اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو اب منہ میں کچھ پڑھتے اس کے چہرے پہ پھونک رہا تھا۔اس نے لیزے کو خود کیلیے ایک نعمت قراردیا تھا۔ایک لمحے میں ہی وہ لیزے کو مزید اپنا اسیر کرگیا تھا۔

شام کے وقت سب لاؤنج میں صوفوں پہ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔گھڑی شام کے سات بجارہی تھی۔آیت کو جب سے لیزے کے متعلق علم ہوا تھا وہ وقتاً فوقتاً شاہ ولا کے چکر لگاتی رہتی تھی ابھی بھی وہ مازہ کے ساتھ آئی تھی تبھی صوفے پہ بیٹھی سختی سے لیزے کو ساتھ بٹھاتے ہدایت کرنے میں مصروف تھی جو وہ ٹیڑھی میڑھی شکلیں بناتے سن رہی تھی۔

"اسے کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے آیت تم ادیان کو بتاؤ وہ ہی اسے سنبھال سکتا ہے۔"

محرم نے ہنستے ہوئے صبح والے واقع کی جانب چوٹ کی تھی۔ان کی بات پہ باقی سب کو قہقہ لگا کر ہنس دیے تھے البتہ لیزے کچھ خجل سی ہوگئی تھی۔لیکن ادیان کو بتانے کا

سنتے ہی بدک اٹھی اسے پتہ چلا مطلب وہ تو کچھ بھی ہوجائے وہ کام سرانجام کرکے ہی چھوڑتے ہیں۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے اس طرم خان کو بتانے کی میں آپ کی ساری باتیں مانوں گی۔''

وہ جھنجھلا کر صوفے سے کھڑے ہوتے بولی تھی۔

''کون طرم خان۔''

معاً اپنے عقب سے آنے والی بھاری آواز پہ اس کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا اس نے روہانسی صورت بناتے محرم کی جانب دیکھا جو اب اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں مسکراتے ہوئے اشارہ کررہی تھی جیسے کہ جواب دو اب۔

''نہیں کوئی نہیں بس ایک مووی کا ہیرو ہے۔''

اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے جھوٹ کا سہارہ لیا تھا تو اس کے اس قدر سفید جھوٹ پہ مازہ اور انابی نے ہونقوں کی طرح منہ کھولے اس کی جانب دیکھا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول کر اس کا راز فاش کرتی موبائل پہ آنے والی کال کی آواز پہ لیزے نے

بے ساختہ شکرادا کیا جبکہ ادیان محسن کی کسی ضروری کال کا سوچتے ان سب سے معذرت کرتے ایک جانب ہوگیا تاکہ مکمل خاموشی سے سن سکے۔ناجانے اب کیا ہوا ہوگا۔

فون اٹھاتے ہی سلام دعا کرنے کے بعد محسن گلہ کھنکھارتے اصل مدعے کی جانب آیا۔

"ادیان تم نے اس مسئلے کا کوئی حل نکالا کیا۔"

محسن نے پریشانی سے استسفار کیا تو ادیان کا ماتھا اس کے لہجے پہ ٹھنکا تھا۔

نہیں میں بات کرنے کا سہی وقت تلاش کررہا تھا تم بتاؤ کس بات پہ اس قدر حواس "باختہ ہورہے ہو سب ٹھیک ہے نہ۔

اب کی بار ادیان نے ہی تفکر بھرے انداز میں پوچھا تھا اور ایک نگاہ صوفے پہ سب کے درمیان بیٹھی فاریہ پہ ڈالی تھی جو کل سے تو اسے کچھ خاموش خاموش دکھی تھی لیکن آج کل کی نسبت خوش دکھائی دے رہی تھی۔

نہیں میں نے تمہیں یہی اطلاع دینے کیلیے کال کی ہے کہ جس بات کا ہمیں ڈر تھا" وہی ہوا ہے تم جلد جلد از جلد اس چیز کو کوئی حل تلاش کرو اس سے پہلے کہ یہ کیس "مزید پیچیدہ ہوجائے۔

محسن نے سنجیدگی اسے تنبیہہ کرنا ضروری سمجھا تو ادیان نے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی فضول بکواس سنی تھی جو اصل مدعے کی جانب آہی نہیں رہا تھا۔

"محسن جو ہوا ہے مجھے وہ بتانا پسند کرو گے۔"

اس نے سخت لہجے میں استسفار کیا تو اس وہ بھی کچھ خجل سا ہوگیا۔

ہاں وہ اس بچی کی سوتیلی ماں نے کل بھی پولیس سٹیشن میں بہت بین کیا ہے اور" اس کا یہی کہنا ہے کہ شاہ ولا کے مکینوں نے ان کے ہاتھوں سے ان کی بیٹی ہتھیالی لیے اسی وجہ سے حیدر کی موت واقع ہوئی ہے وہ پے در پے جھوٹ بولتی جارہی ہے اور ہمارے پاس کسی قسم کا ثبوت نہیں ہے کہ ہم کسی کے سامنے پیش کرسکے۔آج میرے سینیر افیسر سے ملاقات ہوئی تھی تو ہماری باہمی رضامندی سے یہی طے پایا ہے کہ ایک "چکر لازمی شاہ ولا کا لگے گا تاکہ مکمل طور پہ جانچ پڑتال ہوسکے۔

اس نے تمام تفصیل سنجیدگی سے اس تک پہنچا دی تھی۔ادیان نے اس کی بات پہ پرسوچ نگاہوں سے کسی نادیدہ نقطے کو گھورتے پریشانی سے اپنی پیشانی سہلائی تھی۔یہ معاملہ جو وہ جتنا آسان سمجھ رہا تھا اتنا ہی ٹیڑھا ہوتا جارہا تھا۔

"اب میرا کام یہی تک کا تھا اور میں تمہیں بتا چکا ہوں آگے کا کام تمہارے ذمے ہیں تمہیں ہی اب اپنی فیملی کو کسی بڑی مشکل میں پھنسنے سے بچانا ہے امید ہے کہ تم سمجھ گئے ہو گے۔"

محسن نے اس کی مسلسل خاموشی کو محسوس کرتے متانت سے اسے سمجھاتے پوچھا تو وہ سوچوں کے گرداب سے نکلتے ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔

"ہاں سمجھ گیا ہوں تم پریشان مت ہو۔پولیس کو انویسٹیگیٹ کرنے دو یہاں سب میں سنبھال لوں گا۔"

اس نے سپاٹ انداز میں بولتے الوداعی کلمات ادا کرتے کال کاٹ دی اور ایک نگاہ ہنستی مسکراتی فاریہ پہ ڈالی تھی۔

"یہ مسکراہٹ تو اب زندگی بھر ایسے ہی برقرار رہے گی یہ ایک بھائی کا اپنی بہن سے وعدہ ہے۔"

وہ دل ہی دل میں پختہ عزم کرتے لاؤنج کی جانب چل دیا جہاں سب باتوں میں مصروف تھے۔

"انابی مازہ لیزے آپ تینوں فاریہ کو لے کر کمرے میں جاؤ۔"

ادیان کے سنجیدگی سے یوں کہنے پہ سب کہی نہ کہی ٹھٹھک گئے تھے لیکن اس وقت انہوں نے کسی قسم کی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا تبھی وہاں سے اٹھتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔فاریہ نے سہمی ہوئی نگاہوں سے ادیان کی جانب دیکھا تھا اس کا یوں خوفزدہ ہونا لاؤنج میں ہی آتے اذلان شاہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہا تبھی سرعت سے اسے اپنے حصار میں لیا تھا اور اس کے سر پہ لب رکھے تھے۔باپ جیسی شفقت ان سے محسوس کرتے وہ تو پہلے ہی انہیں اپنا آئیڈیل مان چکی تھی تبھی ان کے سینے سے لگتے مسکراتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"سب خیریت ہے ادیان یوں بچیوں کو اندر بھیجنا ان کے ذہن میں بھی طرح طرح کے سوال آرہے ہونگے۔"

اذلان شاہ نے محرم کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے استسفار کیا تو اس نے ایک نگاہ عزہ اور عفان پہ ڈالتے اثبات میں سر ہلایا۔

"ڈیڈ یہ بات کافی دیر سے کرنا چاہ رہا تھا لیکن نا جانے کیوں ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔"

اس نے گویا اپنی بات کی تمہید باندھی تو انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے بات جاری رکھنے کی تلقین کی تھی۔

ڈیڈ وہ کائنات اور ریحان ان کے متعلق بہت باتیں سننے کو مل رہی ہیں۔ابھی بھی" "محسن کی کال آئی تھی۔

اس کے بعد ادیان اس دن سے لے کر آج تک کی تمام باتیں بلا تردد انہیں بتاتا چلا گیا جبکہ وہ سب سن ذہنوں کے ساتھ اس کی باتیں سن رہے تھے۔ان سب کو ہی اب حقیقتاً پریشانی ہونے لگی تھی۔انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ معاملہ اس حد تک بگڑ سکتا ہے۔

تو اس کا کوئی حل ادیان۔اس معاملے میں ایک بار پھر فاریہ کو ہی گھسیٹا جائے گا جو" "اس بچی کے لیے مناسب نہیں ہے۔

اب کی بار عفان شاہ ٹیک چھوڑتے سنجیدگی سے بولے تھے تو ادیان نے اب کی بار ان کی جانب دیکھا۔

"جی چاچو بس اسی لیے میرے پاس ایک واضح حل ہے اگر آپ سب میری اس میں مدد کرے سب ٹھیک ہوجائے گا پھر۔"

ادیان نے بے نیازی سے کندھے اچکاتے بھنویں سوالیہ انداز میں اچکائی تھی تو عفان شاہ سمیت سب نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو جیسے سب کچھ ترتیب دیے بیٹھا تھا۔

"کیسا حل۔"

عزہ نے بلاارادہ ہی پوچھا تھا لیکن سب کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے وہ شرمندہ سی ہوگئی تھی۔یہ شرمندگی بھی انھی کی بدولت تھی کیونکہ جیسا رویہ وہ فاریہ کے ساتھ استوار رکھ چکی تھی تو کسی کو بھی ان پہ یقین کرنا مشکل امر ہی لگا تھا۔

"فاریہ اور فہیم کا نکاح۔"

اس نے سکون سے صوفے سے پشت ٹکاتے بالاخر سب کی سماعتوں میں بم پھوڑا تھا۔سب ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھ رہے تھے جو سب کچھ جاننے کے باوجود کس قدر پرسکون تھا۔

"ادیان دماغ ٹھکانے پہ ہے آپ کا ابھی اس کی عمر دیکھیں۔اس کا ذہن ابھی اس رشتے کے تقاضے سمجھنے کی خاطر کچا ہے۔وہ تو ابھی ذرا ذرا سی باتوں پہ سہم جاتی ہے یہ رشتہ کیسے نبھائے گی۔"

محرم نے سب سے پہلے شاک کی کیفیت سے باہر آتے تند و تیز لہجے میں بولتے پہلا اعتراض نکالا تھا۔

"مم ابھی صرف نکاح کی بات ہوئی ہے رخصتی کی نہیں۔اگر کوئی آفیسر یہاں آتا بھی ہے تو ہمارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت ہونا چاہیے جس سے ہم ان پہ واضح کرسکیں یہ بات کہ فاریہ اس گھر کی چھوٹی بہو کا مقام رکھتی ہے۔"

اس نے متانت سے محرم کے اعتراض کا اثر ذائل کیا تھا تو اس کی بات پہ محرم بھی متفق ہوتے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔اس کی کوئی بھی بات غلط نہیں تھی۔

"لیکن میرا نہیں خیال کہ فاریہ اس سب کیلیے تیار ہوگی کیونکہ جن حالات سے وہ گزر چکی ہے اس کیلیے کچھ وقت درکار ہے کیونکہ زخم بھرنے میں بھی وقت لگتا ہے۔"

اب کی بار ایک نیا پہلو اذلان شاہ کی جانب سے سامنے آیا تھا۔ادیان نے بیچارگی سے ان سب کی جانب دیکھا تھا۔

ڈیڈ اس چیز کی ذمہداری آپ مجھ پہ سونپ دیں۔یہ سب میں سنبھال لوں گا''

''انشاآللہ۔اور کچھ۔

اس نے اذلان شاہ کو تسلی دیتے اپنا رخ عفان شاہ اور عزہ کی جانب کیا تھا کیونکہ ان کے بیٹے کا معاملہ تھا تو ان کی رائے زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔

ادیان باقی سب تو تم نے واضح کردیا لیکن فہیم اپنی ٹانگ کی خرابی کی وجہ سے کبھی بھی'' نہیں مانے گا اور گزرے دنوں میں جو کچھ یہاں ہوچکا ہے اس کے بعد اپنی زندگی تو اس ''کی بعد میں وہ فاریہ کی زندگی کیلیے کوئی رسک نہیں لے گا۔

عفان شاہ نے ایک لمحے میں ہی ادیان کو تمام پہلوؤں سے روشناس کرایا تھا۔ان کی بات پہ محرم نے عزہ کی جانب جبکہ عزہ نے فق چہرے سمیت عفان شاہ کی جانب دیکھا تھا۔

''عفان بھائی اب آپ بغیر کسی وجہ سے بات کو طول دے رہے ہیں۔''

اب کی بار آیت نے تیکھے چتونوں سے انہیں عزہ کو باتیں سنانے پہ کہا تھا۔

"لیکن میں تو راضی ہوں اس رشتے کیلیے۔"

عزہ کی آواز پہ سب نے بے یقینی کی کیفیت میں چہرے پہ خوش کن تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا تھا جو خود بھی اس فیصلے سے خوش دکھائی دے رہی تھی۔ادیان نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

چلیں اب خالہ بھی تیار ہیں۔اب فہیم کو منانے کا ذمہ آپ دونوں پہ ہیں۔ناراض اور" ٹوٹا بکھرا بھی وہ آپ کی بدولت تھا خالہ اب اس خبر کو اس تک پہنچا کر آپ نے اس کے "وجود میں ایک نئے سے سرے سے روح پھونکنی ہے۔

ادیان نے اپنی جگہ چھوڑتے ان کے ماتھے پہ بوسہ دیتے محبت سے کہا تھا تو وہ نم نگاہوں سمیت اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"ارے بھئی مبارک ہو ایک اور انسان سولی پہ لٹکنے جارہا ہے۔"

ہمیشہ کی طرح رائم کی بے وقت آمد پہ سب نے خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا جو سب سے ملتے اب محرم کو اپنے حصار میں لیے بیٹھ رہا تھا۔

"تم کب آئے۔"

ادیان نے حیرت سے استسفار کیا تو وہ سر جھٹک کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"بس جب تم ان سب کے سوالوں کا جواب دے رہے تھے ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے کوئی امتحان چل رہا ہوں تمہارا۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے مسخرے پن سے بولا تو باقی سب بھی اس کی بات پہ ہنس دیے۔

"اور کیوں آئے ہو۔"

اب کی بار ادیان نے دانت پیستے ہوئے کڑے تیوروں سمیت مخاطب کیا تو وہ اپنے فرضی کال درست کرتے گلہ کھنکھارتے سیدھا ہوا۔

"وہ نہ دراصل یہاں میری ایک عدد بیوی ہے اس سے دل اداس ہوگیا تھا تو سوچا مل آؤں اجازت ہے سالے۔"

وہ آنکھیں مٹکا کر آخر پہ دانت پیستے ہوئے سالے پہ زود دیتا ہوا بولا تو ادیان کے ماتھے پہ شکنوں کا جال بچھا تھا۔

"میرا مطلب سالے صاحب۔"

اس کے خطرناک ہوتے تیور دیکھ وہ اب کی بار میسنے پن سے بولا تھا۔ادیان اس کی حرکتوں پہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

چلیں پھر کل ہم چھوٹی موٹی تقریب کرلیتے ہیں نکاح کی۔جو تیاری ہوسکے گی ٹھیک" "نہیں تو باقی ارمان انشاآللہ رخصتی پہ۔

وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملائے اپنے مخصوص انداز میں سنجیدگی سے بولا تھا تو سب نے اس کی بات سمجھتے زور و شور سے اس کی تائید کی تھی اب بس فہیم اور فاریہ سے بات کرنا باقی تھی۔ادیان تو پرسکون تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح وہ اسے منا ہی لے گا لیکن فہیم کے معاملے میں عزہ کا دل بے ساختہ لرز رہا تھا نا جانے وہ اس بات پہ کیسا رِدعمل ظاہر کرے۔ان کی آنکھوں میں نمی سی جاگی تھی معاً اپنے ہاتھ پہ دباؤ محسوس کرتے انہوں نے اپنے بائیں جانب دیکھا تھا جہاں عفان شاہ بیٹھے آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں تسلی دے رہے تھے وہ ان کا ساتھ محسوس کرتے طمانیت سے مسکرادی تھی۔

شام کے سائے پوری طرح ڈھل چکے تھے۔بارش کے زیراثر ہوائیں ابھی بھی چل رہی تھی۔اسی موسم میں حجاب کچن میں چولہے کے آگے کھڑی ایان کی فرمائش پہ پکوڑے تل رہی تھی۔کچن کی کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہواؤں سے اسے یک گونہ سکون مل رہا تھا۔معاً ربان کو کچن میں آتا دیکھ اس نے ایک مشکوک نگاہ اس پہ ڈالتے بھنویں اچکائی تھی تو وہ گہرا سانس بھرتے مسکراتے ہوئے شیلف پہ بیٹھتے ٹانگیں لٹکاتے انہیں جھلانے لگا۔

"تم نیچے اترو ابھی میں نے یہ صاف کی ہے۔کوئی مدد ودد تم لوگوں سے ہوتی نہیں گند مارنے میں اول ہو سب کے سب۔"

وہ کفگیر اس کے بازو میں مارتی غیض کے عالم میں بولی تھی تو ربان نے لاوا پھٹتے دیکھ شیلف سے چھلانگ لگاتے کرسی کھینچ کر ان کے پاس بڑی شان سے بیٹھا تھا۔حجاب کو اچھے سے پتا تھا کہ اس نے کوئی مطلب کی بات نکلوانی ہے تبھی وہ یہاں موجود ہے ورنہ وہ کبھی بھی کچن میں قدم نہ رکھے۔

"ماما یہ بات تو میں ویسے آپ کو دن میں کافی بار کہتا ہوں لیکن اب نہ میں ذرا سہی والا سیریس ہوں تو ذرا توجہ فرمائیے ملکہ عالیہ۔"

وہ گلہ کھنکھارتے ڈرامائی انداز میں بولا تھا تو حجاب نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے منہ بناتے ہوئے دوبارہ اپنا دھیان کڑاہی کی جانب لگایا تھا جیسے اس کی بات پہ قطعی دلچسپی نہ ہو۔ربان کو یہ سراسر اپنی بے عزتی لگی تھی لیکن اس نے محسوس ہی نہیں کی۔

"ماما اچھا سنیں نہ میری شادی کروادیں اب۔لڑکی ڈھونڈنے کی آپ کو ضرورت نہیں ہے میں نے خود ہی پسند کرلی ہے۔"

وہ فخریہ کالر جھاڑتے ہوئے مزے سے بولا لیکن اب کی بار اپنی کمر کے پڑنے والے چمچ سے وہ کراہ کر کمر سہلاتا رہ گیا۔

"چپ کر کے یہاں سے نکلو کراتی ہوں میں تمہاری شادی۔ضرور اپنی جیسی کوئی پسند کی ہوگی۔"

حجاب الٹی کرنے والے انداز میں بولی تھی تو ربان نے صدمے کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا تھا جو اپنی ہی اولاد کو اتنی گندی چیز سے تشبیہہ دے رہی تھی وہ جھرجھری لے کر رہ گیا۔

ماما اچھا شادی کو بھاڑ میں جھونکیں ذرا سی منگنی ہی کرادیں تاکہ میں سب کو یہ کہہ"
"سکوں کہ میں سنگل سے منگل ہوگیا ہوں۔

وہ شرمانے کی ناکام ایکٹینگ کرتے ہوئے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا تو اس کی ذرا سی منگنی والی بات پہ حجاب کا ناچاہتے ہوئے بھی قہقہہ نکل گیا۔

ربان نے شکر ادا کیا کہ چلو ہسنی تو۔

"تم ٹھہر جاؤ ذرا تمہارے پاپا سے بات کرتی ہوں میں۔"

حجاب نے اسے ڈراوا دینا چاہا تھا حالانکہ یہ بات بھی انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ وہ کسی سے ڈرنے والی چیز نہیں ہے۔

جی جی جلدی کریں میں بھی یہی چاہتا ہوں مجھے پوری امید ہے آپ نہ سہی وہ اس"
بارے میں ضرور سوچیں گے اب اپنے بیٹے کو سنگل ہونے کے طعنے وہ بھی نہیں سن
"پائیں گے آخر کو اتنی محبت کو کرتے ہیں۔

وہ منہ بسورتے ناراضگی کا مکمل اظہار کرتے بول رہا تھا معاً حجاب کے ایک بار پھر حملہ کرتے ہی وہ سرعت سے کرسی سے پھلانگتے باہر کی جانب بھاگ گیا اس کے جاتے ہی حجاب اپنے ایک ہاتھ سے دکھتا سر تھامتے افسوس کرتی رہ گئی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے آنکھیں موندے تھکی تھکی سی بیٹھی تھی سوچوں کے دھاگے فہیم سے کرنے والی بات کی جانب الجھے تھے ناجانے اس بات کے بعد اس کا ردِ عمل ناجانے کیا ہوگا معاً دروازے پر ہونے والی دستک نے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے انابی نے چہرہ اندر ڈالتے ان کی تلاش میں نگاہیں گھمائی۔

"ماما جاگ رہی ہیں کیا آپ میں آجاؤں۔"

اس نے عزہ کو یوں نیم دراز بیٹھا دیکھتے اندر آنے کی اجازت چاہی جس پر انہوں نے بنا کسی تررف کے مسکرا اکر اثبات میں سر ہلایا تھا۔آج اتنے عرصے بعد وہ یوں ان کے

کمرے میں آئی تھی ورنہ تو ان کی تلخ کلامی کی بدولت کوئی ان سے ڈھنگ سے مخاطب نہیں ہوتا تھا یا شاید انہیں ان کی غلطی کا احساس دلانا چاہتے تھے۔

"میں نے پریشان تو نہیں کیا ناں ویسے اگر آپ ہوئی ہیں تو یہ سراسر غلط ہے میں اتنے دنوں بعد آپ کے کمرے میں آئی ہوں۔ اچھا خیر یہ چھوڑیں مجھے یہ بتائیں کیا سوچ رہی ہیں اکیلے اکیلے"۔

انابیہ نے ان کے پاس ہی جگہ سنبھالتے شرارت سے پے در پے سوال شروع کر دیئے جبکہ اب بھی عزہ کا کوئی خاص ردِ عمل نہ دیکھتے تفتیش سے ان کی جانب متوجہ ہوکر آنکھیں چھوٹی کر کے ان کے چہرے کے تاثرات جانچے تھے۔

"ماما یہ آپ ہی ہیں ناں نہیں مطلب مجھے جہاں تک یاد ہے میری ماما اتنی فضول گوئی پر چپل اٹھا لیتی تھیں یہاں یہ کوئی اور محترمہ ہیں جو بیٹھی مسکرا رہی ہیں ارے کوئی مجھے میری جلاد ماں لادو"۔

اس نے دہائی دینے والے انداز میں اپنا ماتھا پیٹا تھا۔ جس پر عزہ نے تاسف سے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا اور مصنوعی گھوری سے نوازا۔

"یہ ہوئی ناں میری ماما والی بات اب بتائیں روزہ رکھا ہے کیا۔"

اس نے ان کی گھوری کو نظر انداز کرتے حیرت سے پوچھا۔

"یہ کونسا ٹائم ہے روزہ رکھنے کا۔"

عزہ نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی انتہا کی فضول گوئی پہ تنک کر پوچھا۔

"ارے وہی ماما وہ نہیں (نان مسلمز رکھتے ہیں موہن ورد)چپ رہنے والا۔"

اس نے کھلکھلاتے لہجے میں انہیں جواب دیا تو عزہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"انابی کب بڑی ہوگی تم۔"

انہوں نے تاسف سے سر ہلاتے افسوس سے اس کی جانب دیکھا تھا جس کا قد کاٹھ تو بڑا ہورہا تھا لیکن حرکتیں بچوں والی ہی تھی۔

"یار ماما میں تو جتنی بھی بڑی ہوجاؤں آپ کے لئے تو چھوٹی ہی رہونگی ناں۔"

اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ان کے گرد حصار باندھا تو وہ بھی اسے اپنے ساتھ لگاتی ممتا بھرے انداز میں بے ساختہ ماتھا چوم گئیں۔ ابھی کچھ دیر یوں بیٹھے گزری

تھی کہ اسی دوران دوبارہ انابی کی سنجیدہ آواز ان کی سماعتوں سے ٹکرائی تو انہوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"ماما ایک بات پوچھوں ناراض تو نہیں ہونگی آپ۔"

اس نے سر اٹھاتے جیسے یقین دہانی کرنا چاہی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ عزہ کو غصہ کو قدر جلدی آجاتا ہے۔

"ہم پوچھو میں کیوں ناراض ہونگی۔"

انہوں نے اچھنبے سے سوال دیتے ٹانگیں سیدھی کی تھی۔

نہیں بس ایسے ہی اچھا آپ بتائیں اتنا خاموش کیوں ہوگئیں ہیں آپ پہلے تو" آپ ہم سب کے ساتھ اتنی باتیں کرتی تھیں گھل مل کر رہتی تھیں کچھ دنوں میں اچانک "ایسے کیوں ماما کوئی ناراضگی ہے ہم لوگوں سے۔

اس نے دوبارہ آنکھیں موندتے ان کے حصار میں ہی سوال کیا تو اس کے بالوں میں حرکت کرتی عزہ کی انگلیاں بے ساختہ تھمی تھی۔

"نہیں بچے ایسی کوئی بات نہیں وہ سب میری اپنی غلطی ہے آئم سوری میں نے سب کو اپنے رویے سے پریشان کردیا۔"

انہوں نے شرمندگی کی اتاہ گہرائیوں میں ڈوبتے ہوئے دھیمے لہجے میں جواب دیا جبکہ انابیہ ان کے اس طرح کہنے پر جھٹ سے انکھیں واں کرتے ان کی جانب دیکھنے پہ مجبور ہوئی تھی جو کچھ مضطرب سی دکھائی دے رہی تھی۔

"نہیں ماما ایسی کوئی بات نہیں آپ کو پتہ ہے ناں آپ ویسی ہی اچھی لگتی ہیں ہنستی مسکراتی سب کے ساتھ مذاق کرتی پھر اچانک آپ کا یوں خاموش رہنا رویہ تبدیل ہونا مجھے بلکل عجیب لگا اس لئے اب آپ ایسے شرمندہ نہ کریں یوں معذرت کر کے۔"

انابیہ نے مسکراتے ہوئے ان کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ان کی شرمندگی کا اثر ذائل کرنے کی کوشش کی تھی۔

"شرمندہ ہونے والی ہی بات ہے کہ میں نے یوں اس بچی کے لئے وہ سب کہا جو نہیں کہنا چاہیئے تھا اتنی تلخ باتیں وہ تو چھوٹی سی تھی معصوم سی ناجانے کیسے برداشت کی ہے اس نے۔ دوسروں کی باتوں کو دماغ پر سوار کر کے اپنے گھر کے ہر فرد سے بلا وجہ

ناراضگی مول لی جبکہ میں سب کو جانتی ہوں جانے کیوں احساسِ کمتری میں جاتی چلی گئی بجائے اس کے کہ میں فہیم کو اس احساسِ کمتری سے نکالتی میں خود اس میں ملوث ہوگئی یہ سب شرمندگی کی ہی بات ہے ناں۔"

کافی دنوں بعد وہ شاید اپنا دل کا غبار اس کے سامنے نکالتے یوں اپنا دل ہلکا کر رہی تھیں کہ انہیں احساس ہی نہیں رہا کب آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔انابی ان کے رونے پہ تڑپ کر رہ گئی تھی۔ انہیں یوں روتا دیکھ اس نے سرعت سے نفی میں سر ہلاتے پانی کا گلاس ان کی جانب بڑھایا۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے ماما جیسا آپ سوچ رہی ہیں سب ٹھیک ہے بس یوں روتے نہیں اور پتہ ہے اچھی بات کیا ہے کہ آپ کو کچھ اور غلط ہونے سے پہلے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا چلیں اب جلدی سے چپ ہوجائیں ایسے بلکل نہیں اچھی لگ رہیں آپ۔مجھے اپنی دبنگ ماں واپس چاہیے۔"

اس نے عزہ کی بات پر سمجھانے والے انداز میں کہتے ان کے آنسو صاف کیئے تو وہ اپنی بیٹی کے بڑکپن پہ انکھوں میں نمی لئے ہولے سے تشکر سے مسکرا دیں تھی معاً کچھ توقف کے بعد گویا ہوئی۔

"غلطی مان لینا ٹھیک ہے پر اس غلطی کے پیچھے میں نے جتنے لوگوں کا دل دکھایا ہے ناں ان کا سامنا کرنے بھی ہمت نہیں اب مجھ میں۔ میرا بیٹا کس قدر ناراض ہے مجھ سے کہ بات تک نہیں کر رہا خود سے اور اس نے اس دن کہا بھی تھا کہ اسے افسوس ہے میں اس کی ماں ہوں۔ سچ میں میں ایک اچھی ماں شاید بن ہی نہیں پائی"

انہوں نے پھر سے ہچکیوں کے درمیان کہا تھا تو انابیہ نے بجھے دل سمیت انہیں اپنے ساتھ لگاتے تسلی دی۔

"مام وہ غصے میں تھا بس اور کوئی بات نہیں ہے آپ جانتی ہیں وہ کسی سے بھی ایسے مخاطب نہیں ہوتا اور غصے میں انسان اپنے آپے میں نہیں رہتا۔ اس لئے اب آپ یوں رو کر اپنی طبیعت خراب مت کریں ورنہ پھر ڈیڈ نے کہنا ہے میری ڈارلنگ کو رلا دیا۔ اور

ایسا کچھ نہیں ہے آپ ایک بار بات کر لیں اس سے آپ کو پتہ تو ہے اس کا غصہ کیسا ہے زیادہ دیر نہیں ناراض رہ سکتا آپ سے۔"

اس نے پہلے شرارت سے کہتے آخر میں انہیں تسلی دی جس پر وہ آنسو صاف کرتے اثبات میں سر ہلا گئیں۔

"اچھا چلیں اب مجھے کچھ اچھا سا بنا دیں بہت زیادہ والی بھوک لگی ہے۔"

اپنا چشمہ ناک پر درست کرتے وہ ان کا دھیان ہٹانے کی غرض سے بولی جس میں کامیاب بھی ہوگئی کیونکہ وہ اب ٹانگیں نیچے لٹکائے چپل پیڑوں میں اڑس رہی تھی ساتھ ہی کینہ توز نگاہوں سے اسے ہی گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"تمھیں کھانے اور موبائل کے علاوہ کوئی کام ہے بھی جب دیکھو ناول یا پھر بھوک کبھی کچھ خود بنا کر ہمیں کھلا دو بھئی اتنی بڑی کس کام کی ہو۔"

عزہ نے اپنی ازلی روپ میں آتے اسے لتاڑا تو وہ ان کا انداز دیکھتے کھلکھلا کر ہنس دی۔

"اچھا ابھی تو آپ کھلا دیں ناں کچھ اچھا سا بنا کر اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے میں جا رہی ہوں فہیم کے روم میں وہیں آجائیے گا آپ بھی۔"

ان کا گال محبت سے چوم کر وہ دروازے کی جانب دوڑ لگا گئی۔

اس کی حرکت پر وہ مسکرا کر سر جھٹکتے اٹھی اور فریش ہونے کے ارادے سے باتھ روم کی جانب چل دیں نیچے پہنچ کر اس نے سب سے پہلے محرم سے بات کرنے کا سوچا تھا۔

"ہیلو برادر۔"

اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی دھپ سے صوفے پر پسارتے وہ کھنکھتے لہجے میں آنکھوں میں شرارت لیے بولی تھی۔اس کی شرارت بھری آواز پہ فہیم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

کیا ایسے کیا گھور رہے ہو بھئی اب تمھارے کمرے میں بھی نہیں آسکتی میں یا صرف" "فاریہ کو ہی آنے کا حق ہے۔

اس نے فہیم کو گھورتے ہوئے کہا جس پر وہ پہلے تو سر جھٹک گیا معاً اس کی اگلی بات پہ اس نے قہر آلود نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔اس کے ذہن کے پردوں فاریہ اور

اس کی اس دن والی ملاقات کی تشبیہہ لہرائی تھی جس کے بعد سے فاریہ اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔

نہیں ملکہ عالیہ آپ ہی ہیں جو یہاں اس طرح آسکتی ہیں بولیں کیا کام لائی ہیں"

اب۔مزید کیا ضرورت تھی تمہیں فاریہ سے جھوٹ کہنے کی جانتی ہو اس بات کے کس قدر برے اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔"

فہیم نے اس کی جانب دیکھتے طنزیہ انداز میں کہا جبکہ دوسری بات برفیلے لہجے میں باور کرانا ضروری سمجھا۔

ارے واہ میرا بھائی میرے ساتھ رہ کر عقلمند ہوگیا چلو اسی بات پر اچھی سی شاپنگ" کروا دینا اب اتنا تو تم کر ہی سکتے ہو اپنی ایک عدد معصوم بہن کے لیئے۔اور فاریہ کو میں نے بس تمہاری شادی کا کہا تھا لیکن وہ تو ٹھہری انتہائی معصوم ویسے فہیم تم کیسے گزارا کرو گے اس کے ساتھ وہ سچ میں کچھ ایکسٹرا ہی معصوم ہے۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے جیسے اس کے علم میں اضافہ کر رہی تھی جبکہ فاریہ کے معاملے میں اس کا سرد انداز محسوس کرتے وہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

گزارا کرنا ہی نہیں کیونکہ میں یہ بات سب پہ اچھے سے باور کرا چکا ہوں کہ شادی تو میں" کسی صورت نہیں کروں گا تو یہ خیال سرے سے ہی دل سے نکال دو اور رہی بات تمہارے معصوم ہونے کی تو یار چشمش تم کچھ بھی ہو سکتی ہو مگر معصوم ہرگز نہیں تو ایسی فضول باتوں سے پرہیز کیا کرو۔"

فہیم نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے اس کی غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہا تھا۔

اوہ واؤ تم مسکرا رہے ہو نہیں مطلب واقعی ہر وقت سڑا رہنے والا انسان مسکرا رہا ہے" کس کا اثر ہوا ہے لگتا ہے کسی کی محبت نے یہ اعزاز بخشا ہے۔"

اسے مسکراتے دیکھ انابیہ صدمے کی کیفیت میں چہکتی ہوئی اس کی جانب آکر گال کھینچتے ہوئے مسخرے پن سے بولی تو فہیم نے ٹیڑھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"انابی کی بچی یہ حرکت نہ کیا کرو۔"

اس نے دانت پیستے ہوئے اسے سختی سے ٹوکا تھا جتنی اسے اس کام سے چڑ تھی انابیہ اتنے ہی اس کے گال کھینچا کرتی تھی۔

"اچھا چلو اب نہیں کرتی پہلے تم شاپنگ ڈنر اور آئس کریم ڈن کرو۔"

اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے وہ مزید پھیلتے ہوئے بولی تھی تو فہیم نے اس بھوکی کو دیکھتے تاسف سے سر ہلایا معاً کچھ سوچتے وہ ہاں میں سر ہلا گیا تھا۔انابی نے اسے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوتا دیکھ گلہ کھنکھارا جیسے بات کی تمہید باندھ رہی ہو۔

"اچھا ایک بات تو بتاؤ ماما سے ناراض ہو کیا۔"

اس نے بہت سنجیدگی سے بغور فہیم کے تاثرات دیکھتے حلق تر کرتے استفسار کیا تو فہیم نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا لیکن جلد ہی اس کے چہرے پہ نرمی کا تاثر ابھرا تھا۔

نہیں یار میں ان سے ناراض نہیں رہ سکتا پر جو کچھ انہوں نے کیا میرے لئے یقین کرنا" بھی مشکل تھا کہ وہ سب ماما نے کیا اور کہا ہے اور اسی غصے میں بہت کچھ کہہ گیا میں جو نہیں کہنا چاہیئے تھا۔اس دن کے بعد سے ایک پل بھی سکون میسر نہیں ہے مجھے۔ماما "نے بھی عجیب دوراہے پہ لا کھڑا کردیا ہے مجھے۔

اس نے افسردگی سے کہتے اپنی پیشانی سہلائی تھی۔

"چلو کوئی نہیں جو ہونا تھا ہوگیا پتہ ہے ابھی بھی وہ رو رہیں تھیں کہ انہیں شرمندگی ہے اور یہ سب نہیں کرنا چاہیئے تھا سب سے زیادہ تمھاری ناراضگی کا سوچتے جان جاتی ہے ان کی۔ پھر بھی تم نے دیری کی انہیں بلانے میں۔ چلو وہ ماں تھی نہیں آئی لیکن بیٹے ہونے کے ناطے تمہارا فرض تھا کہ ان کے پاس جاتے پیار سے بات کرتے کچھ تم تحمل کا مظاہرہ کرتے کچھ وہ کرتی۔ ایسا ہی سارا مسئلہ حل ہوجانا تھا۔"

اس نے متانت سے بتاتے اسے تمام صورتحال سے آگاہ کیا تھا جبکہ ان کے پریشان ہونے کا سن کر فہیم کو بھی ایک نئی قسم کی پریشانی نے آن گھیرا تھا جو اس کے چہرے سے صاف عیاں ہورہا تھا۔

"اچھا اب یوں پریشان ہو کر عجیب شکلیں بنا کر مت بیٹھو آئیں تو بات کر لینا۔ وہ بھی خوش ہوجائیں گی اور تمہیں بھی سکون مل جائے گا۔"

اس کی بات سنتے وہ بمشکل مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گیا۔ وہ اسے اب کیا کہتا اگر انہوں نے پھر سے فاریہ کے خلاف کوئی بات کی تو وہ خود پہ ضبط نہیں کرپائے گا اسے بھی اچھا محسوس نہیں ہوتا تھا ایک لڑکی کے پیچھے یوں اپنی ماں سے تلخ کلامی کر کے لیکن یہاں

معاملہ صرف ایک لڑکی کا نہیں بلکہ ایک بے گناہ کا تھا جو اس سب نفرتوں کو جانتے بوجھتے لاعلم ہوجاتی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید بات کو طول دیتے معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے پہ دونوں نے چونک کر اندر آنے والی شخصیت کو دیکھا جس نے ہاتھ میں ٹرے تھامی ہوئی تھی۔چہرے پہ ایک عجیب سا حزن و ملال چھایا ہوا تھا۔

"یہ لیں محترمہ شرم تو ہے نہیں کہ نیچے آجاؤ بس اپنی ماں کو آگے پیچھے گھمانا ہے۔"

انہوں نے ٹرے انابی کی جانب بڑھاتت خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جبکہ وہ ان کی بات کا نوٹس لئے بغیر ہی تھینکیو ماما کہتی اس جانب متوجہ ہوئی۔

اسے پلیٹ کی جانب متوجہ دیکھ کر انہوں نے بمشکل مسکراتے فہیم کے قریب جگہ سنبھالی تو فہیم نے ایک شکوہ کنا نگاہ ان پہ ڈالی تھی۔

"فہیم میرا بیٹا ناراض ہے اپنی مام سے۔"

انہوں نے بغیر بات کو طول دیے مطلب کی بات کرتے اسے مخاطب کیا تو آنکھیں بے ساختہ ہی بھیگ گئیں فہیم نے تڑپتے دل کے ساتھ ان کی جانب دیکھا تھا۔وہ اس کی ماں تھی اور وہ اسی کی بدولت رو رہی تھی اسے خود پہ بے تحاشہ غصہ آیا تھا۔

سوری میرا بچہ میرا ارادہ ایسا نہیں تھا بس پتہ نہیں کیسے وہ سب ہوگیا تم تو جانتے ہو" ناں میں ایسا نہیں کر سکتی جانے کیسے ایک لڑکی کو ذات کو اس قدر بے مول کردیا آنکھوں پہ لوگوں کی باتوں کی پٹی بندھی ہوئی تھی لیکن اب مجھ سے مزید سب کی بے رخی نہیں سہی جاتی میں اپنے رویے پہ بہت شرمندہ ہوں مجھے وہ سب نہیں کرنا چاہئے تھا۔پلیز اپنی گنہگار ماں کو معاف کردو۔

انہوں نے ہولاتے دل سمیت بھیگی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولیں آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیل رواں تھا۔

"ماما پلیز یوں مت کریں میں آپ کو شرمندہ نہیں دیکھ سکتا لیکن آپ نے جو کچھ کیا مجھے امید نہیں تھی اس سب کی بس اسی لئے وہ سب کہہ گیا آئم سوری مجھے نہیں کہنا چاہیئے تھا ایسے اب روئیں تو نہیں ناں یار۔کیوں ہمیں پریشان کررہی ہیں۔"

اس نے ان کے رونے پر تڑپ کر ان کی نزدیک کھسکتے انہیں نرمی سے قائل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے رویے کی بھی معافی مانگی اور انہیں اپنے عقیدت بھرے حصار میں لیا۔

"یار ماما فہیم آپ دونوں یہ دکھی سین کا یہی اختتام کریں ورنہ اس فلم کے جاری رہنے سے مجھے پھر بھوک لگی تو اب باہر لے کر جانا پڑے گا۔"

اس نے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے تنبیہی لہجے میں کہا تو وہ روتے روتے مسکرا دیں تھی۔

"یہ تو ختم کرو ایک چیز ختم ہوئی نہیں ندیدی کو دوسری چیز کی فکر پڑگئی ہے۔"

فہیم نے خون آشام نگاہوں سے اس کی پلیٹ میں موجو پاستے پہ نظر ڈال کر اسے جھاڑ پلائی تو وہ اس کی جوابی کاروائی پہ منہ بسور گئی۔

"ڈیڈ کو آنے دو بتاتی ہوں تمھیں دونوں ماں بیٹے میرے دشمن بن جاتے ہیں ساتھ مل کر۔ پھر مجھے کوئی پوچھتا ہی نہیں"

اس کے منہ بسور کر کہنے پر دونوں کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

عفان شاہ جو ابھی کچھ دیر پہلے آفس سے آئے تھے باہر سے گرزتے ہوئے ان کی باتوں کی آواز پر ٹھٹھک کر رکے تھے۔ مطلب عزہ محترمہ یہاں پہنچ چکی تھی۔ان کے یوں ہنسی مذاق کرنے پر انہوں نے بھی بغیر کوئی وقت ضائع کیے اندر آنا ضروری سمجھا۔

"بھئی میری ایک عدد بیگم غائب ہے کمرے سے زرا آپ انہیں جگہ دیں تو وہ میرا بھی کچھ خیال کریں تھکا ہارا آیا ہوں کسی کو فکر ہی نہیں۔"

عفان شاہ نے دہائی دینے والے انداز میں کہا تو فہیم ان کی حرکت پہ مسکراتے سر جھٹک گیا جب کہ عزہ نے ان کے نارمل انداز پر لب دبایا اس دن کس طرح بے رخی برتتے ہوئے بات کی تھی ان سے اور وہ سب کچھ بھول کر بالکل نارمل تھے اسے ان سب کے بدلتے رویے سے اندازہ ہوا تھا کے کتنی غلط تھیں وہ۔

ڈیڈ میرے ساتھ بھی زیادتی ہورہی ہیں دیکھیں یہ دونوں کیسے ساتھ بیٹھے ہیں اور مجھ"
"معصوم کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔

انابی نے موقع دیکھتے ہی آگ لگانا ضروری سمجھا۔

"جھوٹی لڑکی ابھی تمھیں پاستا کس نے بنا کر دیا ہے۔"

عزہ نے فوراً سے پہلے اس کی دہائی کا اثر ذائل کیا تھا تو وہ کچھ خجل سی ہوگئی۔

"دیکھا دیکھا آپ نے اب میرے کھانے کو مہرا بنایا جا رہا ہے۔"

اس نے روہانسا منہ بناتے مزید اپنا رونا رویا جبکہ اس کی ڈرامے بازی پر سب نے داد دیتی نظروں سے اسے دیکھا اور عفان شاہ نے اسی کے ساتھ جگہ سمبھالتے اپنے حصار میں لیا۔

"فہیم آپ سے ایک بات کرنی تھی۔"

بالآخر عزہ کے اشارہ کرنے پہ وہ عفان شاہ نے گلہ کھنکھارتے بات کا آغاز کیا تو ان سب کو ایک لمحے میں ہی سنجیدہ ہوتا دیکھ اس نے سوالیہ نگاہیں سب کی سمت گھمائی۔

وہ دراصل فاریہ کے متعلق ایک مسئلہ چل رہا ہے اور شاید اس بات کے بڑھنے کا بھی" "خطرہ ہے۔میں نے سوچا آپ کو آگاہ کردوں۔

عفان شاہ نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا جو ٹھیک نشانے پہ لگا تھا جس کا اندازہ فہیم کی کشادہ پیشانی پہ پڑتی سلوٹوں سے ہوا تھا۔

"سب ٹھیک ہے نہ ڈیڈ۔"

اس نے بے چینی سے استسفار کیا تو عفان شاہ نے دانت کچکچاتے ہوئے عزہ کی جانب دیکھا جو خود کچھ نہیں بول رہی تھی بس خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔عفان شاہ نے دھیرے دھیرے سے بولتے تفصیل سے پوری بات اس کے گوش گزاردی جبکہ ان کی بات پہ فہیم کا رنگ ایک لمحے کیلیے فق ہوا تھا۔ناجانے اسکے نصیب میں اس قدر آزمائشیں کیوں تھی شاید وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ بندی تھی کیونکہ اللہ ان آزمائشوں کے لیے انہیں ہی چنتا ہے جنہیں اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

"تو اب کیا سوچا ہے ادیان بھائی نے۔"

اس نے مختصراً سوال کیا تو اب کی بار نے عزہ نے اپنے خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیری۔

وہ فاریہ کا نکاح کرنا چاہتا ہے اور باقی سب کی رائے بھی اس فیصلے میں مشترکہ ہے"

"سب کو یہی لگتا ہے کہ فاریہ کا نکاح کرنا بہترین حل ہے

انہوں نے اپنے لہجے کو حتی امکان سپاٹ بناتے اسے مخاطب کیا تو فہیم کو جیسے اپنی سماعتوں پہ یقین نہیں آیا تھا۔اس نے نا سمجھی سے عزہ کی جانب دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس نے سرعت سے اپنے اعصابوں پہ قابو پایا تھا۔دل تھا کہ جسے کوئی کند چھری سے ذبح کررہا تھا لیکن وہ ایک بار پھر خود پہ سختی کا خول چڑھاچکا تھا۔

"ہاں اچھی بات ہے کوئی اچھا سا انسان دیکھ کر نکاح کردینا ہی بہتر آپشن ہے۔"

فہیم نے اپنے لرزتے لہجے پہ قابو پاتے اپنا دھیان ایک بار پھر لیپ ٹاپ کی جانب لگایا تھا تاکہ کوئی اس کی سرخ ہوتی آنکھیں نہ دیکھ سکے۔

یہ کیا بکواس ہے یہاں نواب زادے کو گھوڑی پہ چڑھانے کی تیاری ہورہی ہے اور یہ"

"ہے کہ اپنی ہونے والی دلہن کی شادی کسی اچھے انسان سے کرنے کو کہ رہا ہے۔

عفان شاہ نے مزید برداشت نہ ہوا تو اپنے ازلی انداس میں گویا ہوئے تو فہیم نے سختی سے لب بھینچ لیے۔ان کے یہاں آنے کا مقصد وہ سمجھ تو چکا تھا لیکن جان کے بھی انجان بن رہا تھا۔

"ڈیڈ صاف بات ہے یہاں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ آپ میرے مشورے پہ عمل کریں میں اس کے لائق نہیں ہوں۔"

اس نے بے بسی نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں گرایا تھا تو عفان شاہ نے بھنویں اچکا کر اسکی جانب دیکھا۔

"کیوں تم چننے بیچتے ہو یا پھر فاریہ سے پہلے بھی کسی لڑکی سے اظہار محبت کر چکے ہو"۔

انھوں نے سنجیدگی سے سوال کیا تو فہیم بھی ان کی بات پہ ایک لمحے کیلیے بوکھلا گیا۔

"ڈیڈ آن آ ویری سیریس ناٹ اسے ایک مضبوط سہارے کی ضرورت ہے جو اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے اس کا سہارہ بنے اسے دنیا کی سرد و گرم سے محفوظ رکھے لیکن میں چاہ کر بھی اسے وہ تحفظ فراہم نہیں کرسکتا کیونکہ مجھے خود کو ایک سہارہ درکار ہے۔میں چاہ کر بھی اس کے ہمقدم نہیں ہوپاؤں گا کیونکہ میں لڑکھڑاتا ہوں۔"

اس نے نم نگاہوں سمیت ناامیدی سے اپنی ٹانگ کی جانب اشارہ کیا تھا۔باقی سب تو اس کی بات پہ تڑپ گئے تھے البتہ عفان شاہ پرسوچ نگاہوں سے اسے ہی تک رہے تھے۔

"اس سے محبت کرتے ہو۔"

کمرے کی خاموش فضا میں عفان شاہ کی کڑک آواز گونجی تو ایک لمحے کیلیے مزید سناٹا چھاگیا۔فہیم نے ان کی بات پہ جھٹکے سے سر اٹھاتے ان کی جانب دیکھا تھا جو اس سے جواب طلبی کررہے تھے۔فہیم کا سر کسی ٹرانس کی کیفیت میں اثبات میں ہلا تھا۔جبکہ عفان شاہ نے اس کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تو بس پھر کل آپ کا نکاح ہے اس کے ساتھ اینڈ ناؤ نو مور آرگیومنٹس۔"

عفان نے اپنی بات کے اختتام پہ سخت لہجے میں تنبیہہ کی تھی۔فہیم نے سختی سے ان کی بات کی نفی کی تھی۔

"بٹ ڈیڈ وائے ڈانٹ یو انڈرسٹینڈ۔"

اس نے دانت پہ دانت جماتے اپنے لہجے کو آخری حد تک نرم رکھا تھا۔

"اگر آپکی محبت سچی اور کھری ہے نہ تو آپ کو اس کی ڈھال اس کیلیے سایہ دار شجر،اس کا محافظ بننے سے کوئی نہیں روک سکتا چاہے کچھ بھی ہوجائے۔ محبت میں بہت طاقت ہے اور یہی طاقت آپکو اپنے ہمسفر کو اپنے تحفظ بھرے حصار میں رکھنے کی ہمت دیتی ہے۔"

وہ بہت گہرے لہجے میں بولتے بہت کچھ اس پہ آشکار کرگئے تھے۔ فہیم کے لبوں پہ گویا قفل لگ گیا تھا۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے باقی سب کی جانب دیکھا تھا اور پھر گردن جھکالی تھی۔

"فان آپ اب اسے خود ڈاکٹر کے پاس لے کر جائینگے اپوائٹمنٹ لے لیں اور میں بھی ساتھ چلونگی بہت لا پرواہی دکھا دی ہے ہم لوگوں نے اب مزید نہیں اور فہیم آپ اپنا مائنڈ سیٹ کر لو کیونکہ کل ہی انشاآللہ سادگی سے آپ دونوں کا نکاح ہے"

عزہ نے عفان شاہ کو مخاطب کرتے آخر میں فہیم کو ہدایت کی تھی۔وہ ضبط سے اپنی آنکھیں میچ گیا تھا۔

"پر مام میرا الریڈی ادیان بھائی کے ذریعے ٹریٹمنٹ چل رہا ہے۔"

اس کی بات پر عزہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر میں ادیان سے کہہ دونگی کہ مجھے بھی ساتھ لے کر چلے۔"

وہ یہ کہتے ہی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کا ماتھا چومتے باہر کی جانب چل دی کیونکہ اب عفان شاہ نے فریش ہونے جانا تھا اور انہیں ان کے کپڑے پہلے ہی تیار رکھنے تھے۔

"مزے ہیں بھئی یہاں لوگوں کے اب تو میری شاپنگ پکی۔"

انابیہ نے شرارت سے کہتے شاپنگ پر زور دیا جبکہ اس کی بات پر فہیم ناچاہتے ہوئے بھی اسے دیکھ کر رہ گیا تھا جسے کسی سے کوئی فرق ہی نہیں پڑرہا تھا بس اپنی شاپنگ اور کھانے کی رٹ لگائی ہوئی تھی۔

عفان شاہ بھی اسے تسلی دینے کی خاطر اس کا شانہ تھپتھپاتے مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔انابی کے جاتے ہی وہ درازہ کی چٹخنی چڑھاتے اذیت کے عالم میں سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچ گیا تھا۔ناجانے یہ سب جاننے کے بعد فاریہ کا ردِ عمل کیا ہوگا۔کیا وہ یہ سب قبول کرپائے گی۔یہی منتشر سوچیں اسے ہلکان کررہی تھی۔

اگلے دن کا سورج بھی شاہ ولا میں نئی امیدوں کی کرن لے کر اجاگر ہوا تھا۔گھر میں معمول سے زیادہ چہل پہل تھی کیونکہ فہیم اور فاریہ کے نکاح کی تقریب تھی تو سب خاندان والے یہی اکھٹے ہوئے تھے۔سب لوگوں نے ادیان کے فیصلے کو خوب سراہا تھا۔بچوں نے الگ ہلہ گلہ مچایا ہوا تھا اور وہ پورے گھر میں اچھلتے پھر رہے تھے۔صرف چھوٹی سی نکاح کی سنت ادا کرنی تھی اور وہ بھی ایمرجنسی میں تبھی صرف گھر والے ہی موجود تھے۔ہر چیز کا انتظام گھر میں ہی کیا گیا تھا۔گھڑی دوپہر کے تین بجارہی تھی اور نکاح کی تقریب تقریباً چار بجے منعقد کی گئی تھی۔ادیان جو ابھی آفس سے ایک اہم میٹنگ اٹینڈ کرتے تھکے تھکے قدموں سمیت داخلی دروازے سے اندر داخل ہورہا تھا محرم کی جھنجھلائی آواز پہ ان کے قریب پہنچا تو وہ کھیر کیلیے ڈرائے فروٹس کرش کرتی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔پاس ہی صوفے پہ پریشے آیت حجاب اور عزہ براجمان تھی جبکہ گھر کے مرد باہر لان میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔لڑکیاں سب فاریہ کے کمرے میں تھی جو یہ بات جاننے کے بعد سے خاموش تھی۔رائم اور باقی لڑکے فہیم کے کمرے میں موجود

تھے۔ادیان کا بھی آج آفس جانے کا کوئی.ارادہ نہیں تھا لیکن ایک اہم میٹنگ کی بدولت اسے ایمرجنسی میں جانا پڑا تھا۔

"ادیان ایک بار آپ خود فاریہ کو دیکھ لینا کچھ خاموش ہے شاہ اور میں ہو آئے تھے لیکن مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ وہ اپنے پاپا کی کمی کو محسوس کررہی ہے۔"

ان کے سنجیدگی سے مخاطب کرنے پہ ادیان نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے سب سے ملتے ملاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تاکہ فریش ہوکر فاریہ کے کمرے میں جاتے اس کا ح احوال دریافت کرسکے۔یہ سب سوچتے اس کے ذہن میں گزری رات کا واقعہ ایک فلم کی مانند اس کے منتشر ذہن میں چلنے لگا جب وہ فاریہ کے کمرے میں اس سے اس متعلق بات کرنے گیا تھا۔

اس نے انابی اور فاریہ کے کمرے کے باہر رکتے اپنے حواس بحال کرتے دروازے پہ دستک دی تو انابی جو سائیڈ لیمپ آف کرتے لیٹنے کی تیاریوں میں تھی دروازے پہ ہوتی دستک سے پریشان ہوتے اٹھ بیٹھی۔اس نے حیرت سے دیوار پہ ٹنگی قیمتی سیاہ رنگ کی گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے ساڑھے بارہ بجارہی تھی۔اسے پریشانی نے آن گھیرا تھا

کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ بنا وقت کے کوئی یوں ان کے کمرے میں آیا ہو۔فاریہ بھی اس کے اٹھنے پہ خوفزدہ ہوتی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی۔انابی بیڈ سے پاؤں قالین پہ رکھتی سائیڈ ٹیبل سے چشمہ اٹھا کر پہنتی ننگے پاؤں ہی قالین کو روندتے دروازے کی جانب چل دی اور دروازہ ہلکے سے واں کرتے گردن باہر نکالی جہاں ادیان اپنی مخصوص پروقار شخصیت سمیت سنجیدگی سے کھڑا تھا۔انابی نے نا سمجھی سے اسے دیکھتے دروازہ کھولتے اسے اندر آنے کی اجازت دی تھی۔

"سوئے نہیں ابھی تک آپ دونوں۔"

ادیان نے اندر آتے انہیں سونے کی تیاری کرتے دیکھ بات کی تمہید باندھی تھی۔

"جی بھائی بس سونے کی والے تھے۔آپ بتائیں خیر سے آنا ہوا۔"

انابی نے کہتے ساتھ ہی بیڈ پہ جگہ سنبھالی تو ادیان نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے فاریہ کے قریب ہی جگہ سنبھالی۔وہ اس کے تاثرات دیکھتے پریشانی سے انگلیاں چٹخانے لگی۔

"مجھے دراصل فاریہ سے ایک بات کرنی تھی۔"

ادیان نے اپنی تمام ہمت متجمع کرتے بات کا آغاز کیا تو فاریہ نے پھیلی آنکھوں سمیت اس کی جانب دیکھا جسے رات کے اس پہر اس سے کوئی کام یاد آیا تھا۔فاریہ نے دھیمے سے اثبات میں سر ہلا کر اسے گویا بولنے کی اجازت دی تھی۔

اگر میں آپ سے کچھ کہوں تو آپ میری بات مانو گے۔صرف ہاں یا ناں میں جواب دینا" ہے۔بس ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ کہ میں جو بھی کروں گا آپ کی بھلائی کو مدِ نظر رکھتے ہی "کروں گا۔

اس کے لہجے میں مخصوص بھائیوں والا مان در آیا تھا۔اب کے انابی نے بھی چونک کر اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔ناجانے کیا بات تھی جو وہ اس قدر پہیلیاں بھجوارہا تھا۔فاریہ نے بے چینی سے نگاہیں ادھر ادھر دوڑانا شروع کردی تھی۔

وہ نہ مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے۔ مجھے کچھ وقت کیلیے ملک سے باہر جانا ہے فاریہ سے" دور تو میں یہ بات سوچ رہا ہوں کہ اس دوران فاریہ کی حفاظت کون کرے گا یقیناً ڈیڈ کرتے لیکن ان کی اب کچھ کچھ طبیعت کا حساب ہے تو کیوں نہ فاریہ کو ایک مستقل

دوست دے دیا جائے جس سے وہ باتیں کرے جو اس کا خیال رکھیں جو اس کی حفاظت کرے۔"

اس نے فاریہ کو اس کے ذہن کے حساب سے ہی اس سب کیلیے تیار کرنے کی کوشش کی تھی۔وہ جانتا تھا کہ بہت سی چیزوں میں وہ بچوں کی طرح برتاؤ کرجاتی ہے لیکن یہ معاملہ زندگی بھر کا تھا اور وہ اس میں کسی قسم کا رسک مول نہیں لے سکتا تھا۔انابی اور فاریہ دونوں نے اچھنبے سے ادیان کی جانب دیکھا تھا۔

"لیکن میرے تو دوست ہیں نہ۔"

اس نے جیسے فہیم کے متعلق آگاہ کرنا چاہا تھا۔ادیان نے اس کی بات پہ گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور اسے اپنے شفقت بھرے حصار میں لیا تھا۔

"لیکن اب ہم انھیں صرف فاریہ کا دوست بنا دیتے ہیں نکاح کر کے تاکہ وہ اور کسی کو دوست نہ بناسکے۔اچھا آئیڈیا ہے نہ۔"

ادیان کی بات پہ جیسے دونوں کی سماعتوں پہ دھماکہ ہوا تھا۔انابی نے تو خوشگوار حیرت سے جبکہ اس کے برعکس فاریہ نے بے یقینی سے ادیان کی جانب دیکھا تھا جو کچھ ہر سکون دکھائی دے رہا تھا۔اسے حیرت ہوئی تھی کہ وہ کیوں نکاح کے نام پہ پرسکون ہے۔

"نہیں نکاح نہیں کرنا مجھے نہیں کہی جانا بس پاپا کے پاس جانا ہے۔"

وہ روتے روتے بول رہی تھی اور اس دوران کسی کے بھی قابو نہیں آرہی تھی۔انابی اور ادیان اس کی بگڑتی حالت دیکھ پریشان ہوچکے تھے۔ادیان نے اسے سینے سے لگاتے پچکارتے ہوئے اسے پرسکون کرنا چاہا تھا۔مطلب وہ نکاح کا مطلب جانتی تھی یا پھر یہ ڈر کس چیز کے بابت تھا وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا۔

ادھر دیکھو نکاح یہی ہوگا آپ کے کمرے میں بس۔اس کے بعد بھی آپ ہمارے" ساتھ ہی رہو گی ہے نہ اچھی بات اور اگر فاریہ کو کبھی کسی نے پریشان کیا تو اس کا بھائی "اچھے سے نپٹ لے گا اس سے۔

ادیان نے تسلی آمیز لہجے میں بولتے اسے اپنے ساتھ کا یقین دلایا تھا۔فاریہ نے طائرانہ نگاہیں اس کے چہرے پہ گھمائی تھی مطلب وہ یہاں سے کہی نہیں جائے گی کوئی اسے

مارے گا بھی نہیں۔اسے یہ سب سن کر ہی تسلی ہوگئی تھی تبھی دھیمے سے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔ادیان نے تشکرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔وہ جانتا تھا کہ ایک بار نکاح ہوگیا تو سب خود بخود ٹھیک ہوجانا ہے.

"چلو پھر کل ہم آپ کے دوست کو آپ کا مستقل دوست بنادیں گے اوکے۔"

ادیان کے پوچھنے پہ فاریہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا تو ادیان اس کے چہرے پہ کھلی شفاف مسکراہٹ دیکھتا رہ گیا یقیناً وہ ابھی بہت معصوم تھی معاً وہ سر جھٹکتے شفقت سے ان دونوں کا سر تھپتھپاتے ہوئے باہر نکل گیا۔ایک پریشانی تو ختم ہوئی تھی نہ۔

انہی سب سوچوں کے دوران وہ جوں ہی کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا لیکن بیڈ پہ بیٹھی روشی کو دیکھتے وہ جی بھر کر بدمزہ ہوا تھا۔وہ آفس سے جلد لوٹا تھا کہ وہ کچھ دیر لیزے کی گود میں سر رکھ کر لیٹے گا اور وہ اس کی لمبی مومی انگلیوں کا نرم نرم لمس اپنے بالوں پہ محسوس کرتے ان جھنجھٹوں میں سے کچھ پل سکون کے میسر آئیں گے لیکن یہاں تو سرے سے ہی اس کے ارادوں کو ملیامیٹ کردیا گیا تھا۔شاید وہ سب مل کر تیار

ہورہی تھی۔وہ بھی سر جھٹکتا ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے صوفے پہ بیٹھتے اس سے پشت ٹکا گیا۔لیزے نے اسے تھکا تھکا سا بیٹھا دیکھ سرعت سے جگ سے پانی انڈیلتے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا جو اس نے مسکراتے ہوئے تھام لیا تھا اور ایک گہری پرشوق نگاہ اس پہ ڈالی تھی جو ایش گرے رنگ کا خوبصورت سا گھٹنوں کو چھوتا فراک زیب تن کیے جس پہ کوڑے اور ہلکے ہلکے نگینوں کا کام ہوا تھا۔چہرے پہ مسکارے اور گلابی رنگ کی لپسٹک کے علاوہ کسی چیز کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

"ادیان آپ کا ڈریس میں نے واشروم میں ہینگ کردیا ہے آپ تبدیل کرلیں مزید تاخیر مت کیجیے گا۔روشی آپی اور میں فاریہ کے کمرے میں جارہے ہیں۔"

لیزے نے اس کی محویت اپنے چہرے پہ محسوس کرتے دانت پیستے ہوئے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔روشی اور لیزے پہ اس کے اٹھتے ہی سامان پکڑتی کمرے سے باہر نکل گئی۔اس سے پہلے کہ وہ لوگ زینے اترتی لیزے ایکدم کچھ یاد آنے پہ تیز تیز قدموں سے کمرے کی جانب چل دی۔روشی اسے ایک بار پھر کمرے میں جاتا دیکھ تاسف سے نفی میں گردن ہلاتے فاریہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

لیزے دبے پاؤں جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو وہ وارڈروب میں سر گھسائے جیسے کچھ تلاش کررہا تھا۔وہ دھیمی چال چلتے اس کے بائیں جانب کھڑی ہوئی تھی اس سے پہلے کہ اپنے پاس کسی کی موجودگی محسوس کرتی وہ اپنا رخ اس کی جانب کرتا لیزے نے سرعت سے پاؤں کی انگلیوں کے بل اونچا ہوتے اس کے گال پہ اپنا نرم گرم لمس چھوڑا تھا۔اس سے حرکت پہ ادیان نے آنکھیں پھیلائے اس کی جانب دیکھا تھا جو اب کھلکھلاتے چہرے سمیت اس سے فاصلہ قائم کرتی دروازے کی جانب بھاگنے والے انداز میں گئی تھی۔ادیان جو کچھ دیر پہلے خوشگوار کیفیت کے زیرِ اثر تھا اب ماتھے پہ شکنوں کا جال بچھائے اس کا بھاگنا محسوس کیا۔

"لیزے آرام سے۔"

اس کی سخت تنبیہ آواز پہ وہ زبان دانتوں تلے دباتی کان پکڑتے معافی طلب کرگئی تھی جواباً ادیان نے محبت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔وہ ہنستے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔وہ جانتی تھی کہ اس کا موڈ آف ہوچکا ہے تبھی اسے منانے کی خاطر وہ کمرے میں دوبارہ آنے کا رسک مول لے چکی تھی۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ادیان فریش ہوتے جوں ہی فاریہ کے کمرے میں داخل ہوا خواتین ساری وہی موجود تھی۔ادیان کی نگاہیں بے ساختہ فاریہ کے چہرے پہ ٹھہری تھی جو اتنی چھوٹی سی عمر میں اس رشتے میں بندھنے جارہی تھی لیکن اس کے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی چارہ نہیں تھا اسے کسی بھی طرح فاریہ کو اس سب سے بچانا تھا۔اس کے کمرے میں آتے ہی مولوی کی اطلاع دینے پہ پریشے اور حجاب کمرے میں باہر نکل گئی تھی۔

ادیان نے سب سے کچھ لمحوں کی معذرت کی تھی کیونکہ فاریہ کا خالی خالی چہرہ اور خاموش انداز وہ صبح سے محسوس کررہا تھا۔بار ہا بار اس کی خوفزدہ نگاہیں ہر کسی کی جانب اٹھی تھی۔ادیان کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی خوف کے زیراثر ہے اور فلحال وہ اس سے اس بابت کی استسفار کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ان سب کے کمرے سے نکلتے ہی ادیان نے قدم فاریہ کی جانب بڑھائے۔

"ماشاءاللہ میری ڈول تو بہت خوبصورت لگ رہی ہے آپ بتاؤ خود آئینے میں دیکھ کر کیسی لگ رہی ہو۔"

وہ اس کا دھیان ہٹانے کی خاطر مسکراتے لہجے میں گویا ہوا۔جو پیچ کلر کا لائٹ سا گھٹنوں تک آتا کرتا ساتھ ٹراؤذر پہنے جس پہ ہلکا ہلکا کام ہوا تھا لائٹ سے میک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔انابی کے بے حد اصرار پہ اسے لائٹ سی جیولری پہنائی گئی تھی۔اس کی بات پہ فاریہ نے سہمتے اس کا ہاتھ تھام لیا۔اپنی بات کے جواب میں اس کے ردِ عمل نے ادیان کو چوکنا کردیا تھا۔

"بھائی وہ مارے گے تو نہیں نہ۔"

وہ اس کا مضبوط ورزشی بازو اپنے ہاتھوں میں جکڑتے ہوئے خالی خالی لہجے میں گویا ہوئی تو ادیان کو تو ایک لمحے کیلیے سکتہ ہی ہوگیا۔

"نہیں گڑیا ایسی باتیں کیوں سوچ رہے ہو آپ۔"

ادیان نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے اسے پچکارا لیکن وہ سختی سے اس کا ہاتھ پھر سے اپنے لرزتے ہاتھوں میں جکڑتی نفی میں گردن ہلاگئی۔

"جلائیں گے بھی نہیں وہ سٹک سے بھی نہیں مارے گے نہ۔"

اس نے کسی خوف کے زیرِ اثر پھر سے وہی بات دہراتے پھیکے لہجے میں استسفار کیا تو اب کی بار ادیان کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"یہ باتیں کس نے سکھائی ہیں آپ کو آپ اپنے دوست کو نہیں جانتی کیا وہ آپ کو تکلیف پہنچا سکتا ہے۔"

ادیان نے اس کے حواس بحال کرنے کو سختی سے اسے مخاطب کیا تو اس نے اپنی لمبی دراز پلکوں کی جھالر اٹھاتے بھیگی آنکھیں اس کی جانب کی تو ادیان کے دل کو دھچکا ہی تو لگا تھا۔

"دوست تو نہیں ہیں ایسے لیکن وہ کائنات ماما جب بھی میں کام نہیں کرتی تھی تو وہ مجھے کہتی تھی کہ میں نے تمہاری شادی کردینی ہے پھر وہ مجھے ان سے بھی ذیادہ مارے گا بڑی والی راڈ سے جلائے گا پھر مجھے درد ہوگی نہ۔"

وہ بچوں کی سی معصومیت سے بولی تھی اس کے لہجے میں ایک تھکن رقم تھی جیسے وہ برسوں کی اس تکلیف دہ مسافت سے تھک چکی ہو۔ اتنی چھوٹی سی عمر میں ماں کا سایہ چھن جانا اس کے بعد سوتیلی ماں کا تشدد وہ عمر کے اس حصے میں لوگوں کی دی گئی

اذیتوں سے ذہنی کمزور ہوچکی تھی۔لیکن نہیں وہ کمزور تو بلکل نہیں تھی وہ تو سخت جان تھی مضبوط اعصابوں کی مالک جو اتنا سب برداشت کر کے بھی زندگی کے اس سفر کو جاری رکھے ہوئی تھی ہاں وہ خوش قسمت تھی کیونکہ وہ اس ذات کی جانب سے دی گئی ہر آزمائش پہ پورا اترتے اپنی زندگی کے ہر امتحان کو سر کر گئی تھی۔ادیان نے اس کا اداس لہجہ محسوس کرتے آنکھیں میچیں تھی۔

"پہلی بات تو ایسا کبھی ہوگا نہیں کہ فہیم آپ کو کچھ کہنے کی غلطی بھی کرے گا لیکن اگر کبھی ایسا کچھ ہوا نہ تو آپ کے یہ دو شیر بھائی کس کام کے ایسی چٹنی پیسے گے اس کی کہ دوبارہ ہماری گڑیا کو تنگ کرنے کی بابت سوچے گا بھی نہیں۔"

رائم جو ان کی میٹنگ لمبی ہوتے دیکھ اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اندر سے آنے والی آوازوں پہ اس کا دل بھی ایک لمحے کیلیے رکا تھا معاً اس نے اپنے حواس بحال کرتے اپنے ساتھ لگاتے بھائیوں والے رعب سے کہا تھا۔ادیان نے تشکر آمیز نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔جواباً وہ بھی پلکیں جھپکتے سینے پہ ہاتھ رکھ گیا تھا۔

میں آپ کو دوست کو کچھ نہیں کہنے دوں گی کیونکہ میں جانتی ہوں وہ ایسا کبھی کچھ نہیں" "کریں گے وہ تو بہت اچھے ہیں کیونکہ وہ صرف فاریہ کے دوست ہیں۔

وہ فخر سے گردن اکڑاتے معصومیت بھرے لہجے میں بولی تھی تو رائم نے اسے دیکھ کر ایسا منہ بنایا جیسے کڑوا بادام منہ میں چبالیا ہو۔

"شادی سے پہلے مازہ بھی مجھے بہت اچھی لگتی تھی لیکن اب۔"

رائم اس کی بات پہ دہائی دینے والے انداز میں منہ بناتے ہوئے بولا تھا تو ادیان اسے دیکھ کر رہ گیا معاً اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ رائم نے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

"اب کیا ذہر لگتی ہوں نہ آپکو ہے نہ یہی کہنا چاہتے ہیں نہ آپ۔"

مازہ اس کے نزدیک آتے دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تھی تو رائم خجل سا ہوتا اپنا سر کجھا کر رہ گیا۔

ارے نہیں بیگم میں کہنے ہی والا تھا کہ اب مزید اچھی لگتی ہے۔اس سے بڑھ کر کہو تو" "دل پہ ٹھاہ کر کے لگتی ہے کبھی کبھی تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اٹیک ہی آجائے گا۔

وہ کھسیاتے لہجے میں بولا تھا تو مازہ نے دانت کچکچاتے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"رائم کیا میں اس قدر بری ہو۔"

اس نے اس کے چہرے کے تاثرات کا ملاحظہ کرتے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے صدمے کی کیفیت میں کہا تھا۔

اب خود کے بارے میں مجھ سے زیادہ بہتر تم ہی جانتی ہو اس میں میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں خانم۔"

وہ مصنوعی بیچارگی سے کندھے اچکا کر بولا تو مازہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔جبکہ اس کی بات پہ ادیان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

انہی باتوں کے دوران وقت کے بیتنے کا اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد اذلان شاہ اور عفان شاہ اور باقی مردوں اور مولوی سمیت سب فاریہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو فاریہ نے سختی سے ادیان کا ہاتھ تھام لیا۔عزہ نے اسے سرخ رنگ کی چنری اوڑھائی تھی۔وہ حیرت سے ان تمام حرکات کا ملاحظہ کرہی تھی۔یہ سب تو اس

کیلیے بلکل نیا تھا۔اذلان شاہ نے باقی سب نے باری باری اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے پیار دیا تھا لیکن اذلان شاہ اور ادیان رائم لمحہ بہ لمحہ اس کے ساتھ ہی تھے۔چند ساعتوں میں ہی نکاح شروع ہوا تو ہر جانب خاموشی چھاگئی۔فاریہ نے ادیان کا ہاتھ مزید سختی سے تھام لیا۔مولوی صاحب نکاح کے کلمات ادا کررہے تھے اور لیزے مازہ انابی اور روشا نے ایک جانب کھڑی مسکراتے ہوئے اسی جانب متوجہ تھی۔

"فاریہ حیدر ولد حیدر علی کیا آپکو فہیم شاہ ولد عفان شاہ حق مہر پچاس ہزار روپے سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں قبول ہے۔؟"

مولوی صاحب کی آواز پہ فاریہ نے آنکھوں کو سختی سے میچتے جیسے اپنے دل سے ان تلخ کی نقش دردناک تصویر کو مٹانا چاہا تھا۔سب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے جس کی آنکھوں میں نمی واضح تھی۔اذلان شاہ نے اس کی حالت سمجھتے اس کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیتے اسے بولنے کا اشارہ کیا تھا۔یہ نکاح بھی اسی کے خوف کو مدنظر رکھتے ایک ساتھ نہیں رکھا گیا تھا۔

"بیٹے بولو قبول ہے۔"

صائم خان نے مشفقانہ انداز میں اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے محبت سے سمجھایا تو وہ آنسو پیتی مشکل اثبات میں سر ہلا گئی۔

"قبول ہے۔"

اس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی سب نے تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا۔اسی طرح تین بار یہ کلمات ادا کرتے ہی فاریہ کے قبول ہے کہتے ہی ماحول ایک دم سے خوشگوار ہوگیا تھا۔سب مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے لیکن وہ اس سب سے انجان تھی اس کیلیے تو یہی بہت تھا کہ اسے اس کا دوست مل گیا ہے جو صرف اس کا ہے۔یہاں سے فارغ ہوتے ہی مرد حضرات مولوی سمیت باہر لاؤنج کی جانب چل دیلے جہاں ربان فہد کے درمیان اکتایا فہیم اپنی مردانہ وجاہت لیے براجمان تھا۔چہرے سے اکتاہٹ صاف دکھائی دے رہی تھی جیسے ان دونوں نے اس کے کان پکانے میں کوئی کمی نہ جانے دی ہو۔مولوی صاحب کو اپنی جانب آتا دیکھ وہ لوگ سرعت سے سنجیدہ ہوئے تھے۔ان کے قریب ہی جگہ سنبھالتے نکاح کے کلمات ایک بار پھر سے دہرائے گئے تھے۔فہیم چہرہ جھکائے سپاٹ چہرے سمیت بیٹھا تھا۔ناجانے فاریہ کو

کیا گیا تھا جو وہ نکاح کیلیے رضامند ہوئی تھی۔آج وہ پوری طرح اس کی ہونے والی تھی جس کی اسے چاہ تھی جس سے اسے الفت تھی اسے تو خوش ہونا چاہیے تھا لیکن اس کیلیے ناجانے کیوں برا محسوس ہورہا تھا۔

فہیم شاہ ولد عفان شاہ کیا آپکو یہ نکاح فاریہ حیدر ولد حیدر علی کے ساتھ بعوض حق مہر" "پچاس ہزار روپے سکہ رائج الوقت قبول ہے۔

انہوں نے سنجیدگی سے فہیم کو مخاطب کیا تو اس نے چونک کر مولوی صاحب کی جانب دیکھا۔اور ایک طائرانہ نگاہ سب پہ ڈالی جو منتظر کھڑے تھے۔

فہیم بھائی بولیں بھی آپ کی جگہ میں ہوتا تو ایک لمحہ بھی نہیں لگاتا قبول ہے کہنے" "میں۔پاپا لگے ہاتھ میری بھی نیاں پار لگادیں۔

ربان کے یوں مظلومیت سے کہنے پہ ایان نے اسے زبردست گھوری سے نوازا تھا جبکہ باقی سب قہقہہ لگاکر ہنس دیے تھے۔

"قبول ہے۔"

معاً اس کی بھاری اور گھمبیر آواز خاموش فضا میں گونجی تھی۔

اس کا مثبت جواب سنتے سب نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔اسی طرح تین بار یہ کلمات ادا کرنے کے بعد اس نے سرعت سے نکاح کے کاغذات پہ دستخط کیے۔کاغذات پہ دستخط کرتے اس کی نگاہوں کے سامنے اس کا ہنستا مسکراتا چہرہ گھوما تھا اور یہی اس نے دل میں عہد کیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کے ختم ہونے تک اس سے عہدِ الفت نبھائے گا اور اس کے لبوں کی یہ ہنسی ایسے ہی برقرار رہے گی۔ دعا مانگتے ہی ہر جانب مبارکباد کا شور بلند ہوا تھا سب ایک دوسرے کے گلے لگتے مبارکباد دے رہے تھے۔ فہیم نے ان سب کو ایک نظر دیکھتے آنکھیں موندی تھی معاً اس کی نگاہوں میں اس کا ڈرا سہما روتا ہوا چہرہ گھوما تھا اور یہاں وہ دل ہی دل میں اس سے ایک اور عہد باندھ گیا تھا کہ وہ ان تلخ یادوں کو اس کی یاداشت سے ارے سے ہی مٹادے گا۔ آخرکار جیت اس کی ہوئی تھی کیونکہ فاریہ فہیم اس کی قسمت میں لکھ دی گئی تھی۔اپنے نام کے ساتھ اس کا نام جڑتا محسوس کرتے ایک طمانیت بھرا احساس اس کے رگ و پے میں اترتا چلا گیا تھا۔عزہ نے آگے بڑھتے اس کے قریب ہی بیٹھتے اس کا ماتھا چوما تھا وہ فقط مسکرا کر رہ گیا تھا۔

"اے ے ربان کیا ندیدوں کی طرح اسے گھور رہا ہے جیسے سالم ہی نگل جائے گا۔"
فہد اس کے کان کے قریب جھکتے دھیمی آواز پہ غرایا تھا لیکن اس کی ٹچ بٹن جیسی نگاہیں پھر بھی منتہا پہ محسوس کرتے وہ اس کے بازو پہ چٹکی بھر گیا تھا۔اس کی حرکت پہ وہ کراہتے ایک قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالی۔
"دیکھنے دے نہ کونسا ٹیکس لگتا ہے۔"
وہ منہ بناتے ہوئے بولا تھا تو ضرار نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔
بیٹا ٹیکس تو نہیں احد بھائی کی ایک ٹانگ ہی کافی ہے اس کے بعد تو پھر یہاں نہیں "پایا جائے گا۔
وہ اس کا چہرہ تھامتے اس کا رخ احد کی جانب کرتا ہوا مزے سے بولا۔
"استغفراللہ خوبصورت چہرے سے خوف صورت چہرے تک کا سفر بلکل پسند نہیں آیا۔"
وہ دل پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرتے ہوئے گویا ہوا تو فہد فخریہ انداز میں دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ گیا۔ربان نے اسے ہنستا دیکھ ایک مکہ اس کے سینے پہ جڑا تھا۔فہیم جو صوفے پہ بیٹھا انہی کی باتیں سن رہا تھا افسوس سے ان سب کو دیکھتا رہ گیا۔اب اسے

بس ایک بار فاریہ کو دیکھنا تھا کیونکہ اب تو وہ اس پہ پورا حق رکھتا تھا اب وہ یہ اس کی دسترس میں آچکی تھی۔وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے نام کی ہو کہ وہ کیسی لگتی ہے۔

نکاح کی رسومات سے فراغت حاصل کرتے ہی وہ سب اب لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔لڑکیاں سب فاریہ کے کمرے میں موجود تھی۔روشانے اور منتہا کو یہی چھوڑتے احد خود کسی کام کے سلسلے میں کہی جاچکا تھا۔کیونکہ روشانے کی یہی ضد تھی کہ اسے ابھی کچھ دیر یہاں ٹھہرنا ہے۔بچے سب لاؤنج میں ایک جانب صوفوں پہ بیٹھے اپنے ہی مستیاں کرنے میں محو تھے۔گھڑی شام کے پانچ بجارہی تھی۔اسی دوران پریشے اور عزہ چائے کی ٹرے ہاتھ میں تھامے لاؤنج میں داخل ہوئی اور سب کو سرو کرتے خود بھی صوفے پہ براجمان ہوگئی۔معاً ربان اپنے موبائل پہ آنے والی کال سننے کی خاطر صوفے سے اٹھا اور ان سب سے معذرت کرتا ایک جانب ہوگیا۔کال سننے سے فارغ ہوتے ہی اس سے پہلے کہ وہ رخ پھیرتے واپس اندر کی جانب بڑھتا سامنے سے آتی اپنے آپ میں

مگن منتہا کو دیکھتے اس کے چودہ طبق روشن ہوگئے۔اس نے ستائشی نگاہوں سے سرتاپا اسے دیکھا تھا جو گھٹنوں تک آتے فراک ساتھ گھیردار فراک زیب تن کیے اس لنگور کو حور ہی لگی تھی۔ معاً اس کی آنکھوں کی چمک میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا تھا۔وہ دھیمی چال چلتے اس کے عقب میں پہنچا جو کسی سے ساتھ فون میں مصروف ساتھ ساتھ پھولوں کو دھیرے سے چھورہی تھی۔اس کے نرم ہاتھوں کی انگلیاں پھولوں پہ رینگتی دیکھ ربان کے دل میں گدگدی سی ہوئی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اسے مخاطب کرتا اس کی جھنجھلاتی آواز نے اسے ورطہ حیرت میں ڈالا تھا۔

"اچھا مان جاؤ نہ میری جان نہیں پھر۔"

وہ مقابل کو پچکارنے والے انداز میں گویا ہوئی تو ربان نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب بھی اس کی امد سے بے خبر اپنی ہی باتوں میں محو تھی۔

"اس کی جان کون ہے اب۔ کچھ تو گڑبڑ ہے۔"

وہ خشمگین نگاہوں سے اس کی پشت کو گھورتے ہوئے دل ہی دل میں بولا لیکن اس کی اگلی بات پہ ایک اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"یو نو نہ میرا تمہارے بغیر دل نہیں لگتا۔"

وہ رندھے لہجے میں بولی تھی تو ربان نے اس کی بات پہ دانت پیسے۔ مطلب اس کے پاس بھی کوئی تھا بس وہ ہی سنگل مرے گا۔ اس نے پیچارگی سے اپنی ہتھیلی پہ مکا مارا تھا۔ وہ اب آہستہ آہستہ اس فون پہ بات کرتے اس سے دور جا رہی تھی۔ ربان بھی نچلا لب دانتوں میں دباتے دبے پاؤں اس کے پیچھے چل رہا اور عقب سے اس کے قریب جھکتے اس کی باتیں سننے لگا تھا تاکہ منگنی شدہ لوگوں کی معلومات حاصل کر سکے ابھی اسے یہ حرکت کرتے ہوئے کچھ لمحے ہی بیتے تھے معاً عقب سے خود پہ جھکاؤ محسوس کرتے وہ ہڑبڑا کر پلٹا لیکن اپنے پیچھے کھڑے فہد کو دیکھتے اس کی چیخ بے ساختہ تھی۔ اس کی چیخ پہ فون پہ مصروف منتہا کی بھی دلخراش چیخ فضا میں بلند ہوئی تھی۔ اب وہ دل پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرتی ہونق زدہ سی ان تینوں کو دیکھ رہی تھی جن کا رنگ بھی اس کے یوں متوجہ ہو جانے پہ پھیکا پڑ چکا تھا۔ منتہا نے مشکوک نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"آپ لوگ یہاں میرا پیچھا کر رہے ہیں کیا۔"

اس نے دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے چٹختے ہوئے سوال کیا کیونکہ وہ پورے فنکشن میں بھی گاہے مگاہے اس لفنگے کی نظریں خود پہ محسوس کررہی تھی تو اب حساب بے باک کرنے کا وقت تھا تو وہ کیوں نہ کرتی۔اس کی بات پہ فہد نے سرعت سے ربان کو کھینچتے خود کے آگے کیا تھا۔ منتہا دانت کچکچاتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ گئی۔

"بہنا جی ہم دونوں تو آپ کے بھائی ہیں دراصل یہ چھپ چھپ کر آپ کی باتیں سن رہا تھا تو میں نے سوچا کہ یہ آپ کے پیچھے تو ہم بھی ذرا اس کے پیچھے لگ جائیں۔"

فہد اس کی توپوں کا رخ اپنی جانب ہوتا دیکھ میسنے پن سے بولا تو منتہا نے داد دیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں آپ پہ نظر رکھ رہا تھا مجھے نہ عادت ہے۔"

ربان نے کھسیاتے ہوئے گول مول جواب دیا اور خجل سا ہوتا بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔

"جی یہ تو مجھے بخوبی اندازہ ہورہا ہے کہ ہر لڑکی پہ نظر رکھنے کی عادت ہے آپکو۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے سخت لہجے میں گویا ہوئی تو فہد نے داد دینے والے انداز میں تالی بجائی تھی جس کا ساتھ ضرار نے بھی بھرپور انداز میں دیا تھا۔

"ماشاآاللہ ماشااللہ آپ تو بڑی توپ چیز ہیں ایک منہ پہ بھی لگائیں۔یہ والی تو دل پہ لگی ہوگی نہ۔"

فہد نے دانت نکوستے ہوئے چٹخلہ چھوڑنے کی کوشش کی تھی لیکن ان سب کا سنجیدہ انداز دیکھ کر اندازہ ہواکہ کسی کو مزا نہیں آیا تبھی منہ بناتے ربان کو دیکھنے آنکھ دبائی جو اسے ہی کینہ توڑ نگاہوں سے گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

"اےے اس کا کوئی جان بھی ہے جس کی ناراضگی یہ برداشت نہیں کرسکتی۔"

ربان اسے کالر کی مدد سے اپنی جانب کھینچتے سرگوشی کرنے والے کرنے انداز میں بولا تو فہد نے اس کی بات پہ معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا اور آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے منتہا کی جانب متوجہ ہوا جو ان کی باتیں سمجھنے کی تگ و دو میں تھی۔

"بہنا جی یہ نواب فرمارہے ہیں کہ اس کا کوئی جان بھی ہے اور اس کی ناراضگی اسے قطعی برداشت نہیں ہے۔"

وہ مشکل اپنی مسکراہٹ لبوں کو پیوست کرتے اس میں دباتے دونوں ہاتھ کمر پہ باندھے مودب لہجے میں گویا ہوا تو منتہا کا منہ پہلے اس کی بات پہ کھلا پھر اس کی بات کا مفہوم پوری طرح سمجھتے اسے پتنگے ہی لگ گئے۔

''ہاؤ ڈئیر یو ٹو ٹاک لائک ڈیٹ یو لچے لفنگے بے شرم انسان۔''

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں چیخی۔فہد اور ضرار نے تو ڈرنے کی ناکام اداکاری کی البتہ ربان سکتے کی کیفیت میں کبھی ان دونوں کو تو کبھی منتہا کو دیکھ رہا تھا۔جو اس معصوم کی جان لینے پہ تلے تھے۔

''میری منہ تے میری مرضی یو لچی لفنگی بے شرم انسان۔بڑی آئی جانو کی سردار۔''

وہ بھی اس کو اپنے آپ کو ان ناموں سے بلانے پہ بلبلا اٹھا تبھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے دھیمی آواز میں غراتے مزے سے بولا تو منتہا کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی۔یہ انسان کس قدر بدتمیز تھا جسے لڑکیوں کو مخاطب کرنے کی تمیز ہی نہیں تھی۔

''تمہیں شرم نہیں آتی کسی لڑکی کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہوئے۔یا بیچ کھائی ہے۔''

وہ اس کے ہنسنے پہ منہ بناتے اکتا کر بولی تو ربان نے آنکھیں گھماتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے۔

اچھا جان جان تم کرو اور شرم میں کروں۔کیسے منہ پھاڑ کر اس سے محبت کا اظہار کر رہی" "تھی۔

وہ بھی جیسے بھرا پڑا تھا تبھی منہ چڑھاتے ہوئے بولا۔

تم کھسکے تو نہیں ہوئے پاگل انسان وہ میری دوست تھی۔سب کو اپنے جیسا ہی سمجھا" "ہوا ہے کیا۔

وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو اب کی باری صدمے میں جانے کی باری ربان کی تھی اس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر فہد کی جانب دیکھا کو ہنسی روکنے کی کوششوں میں ہلکان ہوا جارہا تھا۔اسے بے عزتی کو بہت محسوس ہوئی لیکن اس نے شرمندہ ہونا تو سیکھا ہی نہیں تھا۔

اچھا ہم مطلب اپنے دوستوں کو بھی جان کہ سکتے ہیں۔اور دل میں لگی بے چینی کو ختم" "کر سکتے ہیں۔

اس نے پرسوچ انداز میں سوچتے جیسے اپنی بات کی تائید چاہی تھی تو منتہا نے بغیر کیس تردد سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔ربان نے شرارتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو پھر ہم دوست بن جاتے ہیں پھر ہم بھی اہم اہم"

وہ شرما کر بولا تو منتہا ایک نگاہ عقب میں کھڑے فہد اور ضرار کو دیکھتی ربان کو دیکھے گئی جو شاید اپنی حرکتوں سے شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ چکا تھا۔

"تم کس قسم کے انسان ہو۔"

وہ اس کی بے باکی پہ جھنجھلا کر روہانسے لہجے میں بولی تھی۔فہد نے بھی اس کی بات کی تائید کرتے سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی تھی۔

میں بہت ہی ڈھیٹ قسم کا انسان ہوں۔بولے تو اپن جیسا ڈھیٹ اس دنیا میں" ڈھونڈنے کو بھی کبھی نہیں ملے گا رے بابو۔سب لوگ پناہ مانگتے ہیں مجھ سے بات "کرنے کو لیکن تم تو شوق سے باتیں کررہی ہو کہی میں پسند تو نہیں آگیا۔

وہ اپنی بھنویں اچکاتے اسے چڑانے کے خاطر بولا اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گئی تھی۔

"اب تو یہ پٹے گا رے بابو۔"

ضرار فہد کے کان میں جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا تو فہد نے باقاعدہ اس کا گال چوم ڈالا۔

"تم جیسے انسان سے بات کرنے سے بہتر ہے میں ذہر کھا کر مر جاؤں۔"

وہ اس کے بازو پہ اپنا موبائل مارتے تند لہجے میں بولی اور تن فن کرتے اس کے پاس سے گزری۔

"کس کمپنی کا چاہیے مجھے بتادو میں لادوں گا۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تو فہد اس کا ڈھیٹ انداز دیکھتے تاسف سے سر ہلا گیا۔

"شٹ اپ یو ایڈیٹ۔"

وہ اس کی بات پہ رخ پھیرتے منہ پھاڑ کر چیخنے والے انداز میں بولی۔

"اوکے ایڈیٹ۔"

وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے جھک کر اعزار قبول کرنے والے انداز میں بولا تو منتہا اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔اس کے جاتے ہی ربان کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ وہ دونوں قہر آلود نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"مذاق ایک لمٹ میں اچھا لگتا ہے ربان۔"

فہد نے اس کے جاتے ہی اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اس ڈھیٹ کو جھوٹ موٹ والے انداز میں اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ اس کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑا گیا۔

اور اپن نے کبھی لمٹ میں رہتے کام نہیں کیا کیونکہ لمٹ کراس کرنے میں جو مزہ ہے "وہ کسی چیز میں نہیں ہے۔

وہ مزے سے بولا تھا تو وہ دونوں اس کی کمر تھپتھپاتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔ربان نے بھی ان کے جاتے ہی اندر جانا ہی بہتر سمجھا۔وہ بھی جینز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے اندر لاؤنج کی جانب بڑھ گیا اس سے پہلے کہ وہ کچن میں مصروف حجاب کی جانب بڑھتا روشی سے کچھ کہتی منتہا پہ اس کی نگاہ پڑی تھی جو اسے مسلسل کچھ سمجھانے میں مصروف تھی۔ربان کو شدت سے کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔دماغ میں اپنا مذاق ایک بار پھر

لہرایا تھا۔روشی اب اس کا گال تھپتھپاتے کہی گئی تھی۔ربان بھی مضبوط چال چلتا اس تک پہنچا اور اس کی توجہ حاصل کرنے کیلیے گلہ کھنکھارا۔منتہا جو اندر آکر روشانے کو گھر چلنے کا بول رہی تھی روشانے اسے کچھ دیر میں چلنے کا کہ کر وہاں سے جاچکی تھی اور اس بات پہ منتہا کا منہ بن چکا تھا۔ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی معاً اپنے نزدیک کسی کے گلہ کھنکھارنے کی آواز پہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تبھی جھٹکے سے رخ پھیرتے دائیں جانب دیکھا جہاں وہ سنجیدگی سے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔منتہا اپنا غصہ ضبط کرتے سرخ چہرہ جھکا گئی۔مٹھیوں کو سختی سے بھینچ لیا اور پیر پٹختے ہوئے اس سے پہلے کہ وہاں سے جاتی اس کی شرمندہ سی آواز نے منتہا کے قدم زمین پہ ہی جکڑ لیے تھے۔

"ایم سوری باہر والے رویے کیلیے۔تم مجھ سے پریشان مت ہو وہ دراصل میرا نیچر قدرتی طور پہ ایسا ہی ہے۔"

وہ شرمندہ سا نظریں جھکائے معصومیت گویا ہوا تو منتہا نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ناجانے اب کونسا نیا ڈھونگ رچا رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔"

وہ لٹھ مار انداز میں بولتی اس سے پہلے کہ وہاں سے جاتی ایک بار پھر اس کی آواز پہ رکی

تشویش ذدہ انداز میں اس کا سرخ چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہو۔"

اس نے تفکر بھرے انداز میں پوچھا تو منتہا نے آنکھیں گھماتے اس کے بے وجہ بات طول دینے کو اکتاہٹ بھرے انداز میں ضبط کیا۔

"میری تو بلکل ٹھیک ہے مجھے تمہاری کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

وہ چیخ کر بولی تھی۔اس نے بے وجہ باتوں نے اسے اچھا خاصہ پریشان کر دیا تھا۔ عجیب انسان تھا خود ہی طبیعت خراب کر کے پوچھ رہا تھا کہ طبیعت کیوں خراب ہے۔منتہا کا شدت سے جی چاہا اس کا سر پھاڑ دے۔

"میری طبیعت تو ٹھیک ہے البتہ نیت بری طرح خراب ہے۔"

وہ میسنے پن سے بولا تھا تو منتہا نے اس کی بات پہ کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب مسکراہٹ دبا رہا تھا۔اسے اب سمجھ آئی کہ وہ اس کا مذاق بنا رہا ہے۔

"تم نہیں سدھر سکتے نہ۔"

وہ متانت سے بولتے تاسف سے اسے دیکھتی رہ گئی جو اب مسلسل ہنس رہا تھا اور وہ آنکھوں میں غیض بھری سرخی لیے اسے آنکھوں سے ہی نگل رہی تھی۔

"جو سدھر جائے وہ ربان قریشی نہیں۔اسے سدھارنے والا آج تک کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔"

وہ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لیے فخریہ انداز میں گویا ہوا تو ملتہا اسے ایک نظر دیکھتی سر جھٹکتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس کے جاتے ہی ربان کا رخ اب لاؤنج کی جانب تھا جہاں سب بیٹھے آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

تمام لوگ لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے اسی دوران عجلت میں اندر کی جانب آتی ناہید کا فہد کے ساتھ زوردار قسم ک تصادم ہوا کہ وہ کراہ کر رہ گئی جبکہ فہد نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔ایک اس لڑکی سے جتنا وہ بھاگنا چاہتا تھا وہ اتنا ہی پیچھے گھومتی تھی۔

"دیکھ کر نہیں چل سکتی یا ان آنکھوں کی جگہ بٹن لگے ہوئے ہیں۔"

طیش کے عالم میں بولتے کر فہد نے کینہ طور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جبکہ وہ وہی اپنی جگہ پر جم کر رہ گئی معاً پھر انابیہ کے قہقہے کی آواز پر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی جو ان کی ہی جانب متوجہ تھی اور اب ان کی ٹکر ہونے پر مسلسل کھلکھلاہی رہی تھی۔

"وہ آئم سوری میرا دھیان نہیں تھا۔"

وہ بمشکل ضبط کرتے انابیہ کو ہنستے دیکھ کر فہد سے معذرت کرنے لگی تاکہ بات مزید آگے نہ بڑھے ورنہ اس انابی کے سامنے بے عزتی ہوجاتی۔

"توکہاں دھیان ہے بی بی یہاں موجود ہو تو سامنے دیکھ کر چلو ناں۔"

فہد نے درشتگی سے کہتے ایک گھوری انابی کے کھلاتے چہرے پر ڈالی جو اب ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہورہا تھا وہ خود پہ تف بھیجتے آگے کی جانب چل دیا۔

اس کے جاتے ہی وہ انابیہ کی جانب مڑی ہی تھی کہ پیچھے سے روشانے کی آواز پر اس کی جانب مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر مڑی۔

"تم کب آئی ناہید اور اتنی دیر کیوں کردی۔"

روشانے نے اس کی جانب دیکھتے اس کے تاخیر سے آنے پہ استسفار کیا تو وہ دل ہی دل میں جھنجھلا کر رہ گئی۔

آپی بس جاب کی وجہ سے لیٹ ہوگئی آپ کو پتہ تو ہے ناں کہ نیو جاب ہے تو ایسے"
"جلدی آف لینا مناسب نہیں تھا اسی لئے لیٹ ہوگئی۔

وہ اسے اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے بولی تو روشی لیزے کی آواز پہ اس کی سمت متوجہ ہوئی۔ناہید نے بھی اندر جانا ہی مناسب سمجھا جہاں سب موجود تھے فلحال کے لئے اس نے انابیہ سے بات کرنے کا اپنا ارادہ ترک کردیا تھا۔

"اچھا چلو تم پھر بیٹھو کھانا کھاؤگی۔ تھکی ہوئی ہو نا۔"

روشی نے میزبان ہونے کے ناطے اس سے پوچھا جس پر وہ اس کی بات کی نفی کرنے ہی لگی تھی کہ ڈائنگ پر بیٹھے فہد پر نظر پڑتے ہی اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایکچولی آج ٹائم ہی نہیں ملا کام اتنا زیادہ تھا پھر یہاں پہنچنے کی جلدی میں صبح سے کچھ"
"کھایا ہی نہیں میں نے۔

اس نے کھسیاتے لہجے میں کہا جس پر روشانے فقط مسکرا دی۔

"چلو کوئی نہیں اب کھالو اور یوں فارمل مت ہو تم ڈائننگ ٹیبل پر چلو میں بھی آتی ہوں۔"

روشانے کے کہنے پر وہ اسے بھی ساتھ چلنے کا کہتی اس کے ساتھ ہی ڈائننگ کی جانب بڑھی۔

ان کے وہاں پہنچتے ہی فہد جو موبائل پہ مصروف تھا ان کی جانب متوجہ ہوا اور ایک نظر فریج کے پاس کھڑی انابیہ کو دیکھ کر کسی خیالی سوچ کے تحت مسکرایا۔

"انابی ٹھنڈا پانی دینا۔"

اس نے ایک طائرانہ نظر پورے لاؤنج میں ڈالتے اسے حکم صادر کیا تو انابی نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"خود اٹھ کر لے لو پاؤں نہیں ہیں کیا تمھارے پاس بس بیٹھ کر آرڈر دینا ہے خود کچھ نہیں کرنا۔"

انابیہ نے ایک نظر اس کے جھکے چہرے کو دیکھتے تند لہجے میں کہا جس پر اس نے مسکراہٹ دبائی اور حیرانگی کے تاثرات چہرے پر سجاتے اوپر کی جانب دیکھا۔

"یار اب پانی کا کون منع کرتا ہے وہیں کھڑی ہو دے دو۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے گویا ہوا جبکہ اس کے ایسا کرنے پر روشانے نے مسکراہٹ چھپائی تھی کہ جانتی تھی اب ان کی یہ نوک جھونک چلتی ہی رہے گی جبکہ اس کے برعکس ناہید نے نخوت سے سر جھٹکا اور ٹیبل پر رکھے جگ سے پانی بھرتے مسکراتے ہوئے فہد کی جانب رکھا۔

"فہد یہ پانی۔"

اس نے پانی کا گلاس بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں خود لے سکتا ہوں۔"

درشتگی سے کہتا وہ خود چیئر کھسکا کر اٹھتے فریج کی جانب بڑھا اور وہیں سائیڈ پر کھڑی انابیہ کو گھور کر پانی کی بوتل نکالتے اسے گلاس میں انڈیلتے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔

"آپی آپ بیٹھ جائیں کب سے کاموں میں لگی ہوئی ہیں تھک جائیں گی۔"

فہد کے جاتے ہی انابیہ نے ساتھ کھڑی روشانے کو دیکھ کر تفکر ذدہ انداز میں مخاطب کیا۔

"ہاں بس اب تو سب ہو ہی گیا ہے ناہید کھانا کھا لے پھر ساتھ ہی چلتے ہیں باہر اور تم یہ بتاؤ کیوں زچ کرتی ہو اسے پتہ تو ہے اس کی ضد کا پھر بھی۔"

روشی اسے شروع میں اطلاع دے کر آخر میں مصنوعی غصے سے بولی۔

"یار آپی آپ تو ایسے نہیں کہیں میں کب زچ کرتی ہوں الٹا ہر وقت وہی چپکا رہتا ہے ہر جگہ پہنچ جاتا ہے تنگ کرنے۔"

انابیہ نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا تو وہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے مسکرادی۔ ان دونوں نے یونہی کچھ دیر باتیں کرتے ہوئے وقت گزارا۔ اتنی دیر میں ناہید بھی کھانا کھانے سے فراغت حاصل کرچکی تھی وہ دونوں سب کاموں سے فری ہوتے باہر کی جانب چل دیئے۔

لاؤنج میں پہنچتے ہی پریشے نے روشانے کو کچھ دیر آرام کی غرض سے امائزہ کے کمرے میں جاکر آرام کا کہا تو وہ بھی مودب انداز میں اثبات میں سر ہلا کر کمرے کی طرف چل دی۔

اس سے پہلے کہ وہ بھی اندر کی جانب بڑھتی کہ عقب سے آتی ناہید کی آواز پر وہ حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھتی پیچھے مڑی اور ایک نگاہ اس پہ ڈالی جو نحوست سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"جی کہیں کیا کہنا ہے اب آپ نے۔"

اس نے بے تاثر چہرے کے ساتھ پلٹ کر کہا۔اس کے چہرے پہ اکتاہٹ کا عنصر نمایاں تھا۔

"زیادہ کچھ نہیں۔ بس اتنا ہی کہ فہد سے دور رہا کرو تم۔"

ناہید کے پھاڑ کھانے والے انداز پر اس نے کوفت سے آنکھیں گھمائی۔

میری بات سنو یہاں ناں میرے بھائی کے نکاح کی تقریب میں آئی ہو تو بہتر ہے اسی" میں شرکت کرو۔ میں یہاں سب کی موجودگی میں کوئی فضول گوئی نہیں چاہتی ورنہ پوچھنا تو "مجھے بھی کچھ تھا۔

غصے سے کہتی وہ کسی بھی قسم کی بدمزگی کیے بغیر آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ ناہید نے بھی اپنے بال جھٹکتے اس کی تلقید میں ہی قدم بڑھائے

یہاں نہیں باہر لان میں بات ہو سکتی ہے چلو پھر ویسے بھی میں اپنا اور ٹائم برباد نہیں کر سکتی۔

ناہید نے کہتے اس کا ہاتھ پکڑتے باہر کا رخ کیا۔پہلے تو انابی نے اس کی ممنانی پہ تھپڑ اس کے منہ پہ جڑنا چاہا لیکن پھر سب کی موجودگی کا احساس اور اپنے دماغ میں چلنے والے سوالوں کی بدولت وہ بھی خاموشی سے باہر کی جانب چل دی۔ جبکہ انہیں یوں بات کرتا دیکھ کر فہد کو کچھ حیرت ہوئی تھی جبکہ یوں خاموشی سے باہر جاتے دیکھ وہ بھی دبے پاؤں ان لوگوں کے پیچھے کی جانب چل دیا۔آخر کو پتہ تو چلے کہ ان دونوں کے دماغ میں چل کیا رہا ہے۔

باہر ایک درخت کے سائے میں آکر رکتے ہی ناہید نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا جبکہ وہ اس کے طور اطوار دیکھتی رہ گئی جس کے ایک ایک نقوش سے نفرت جھلک رہی تھی۔

"ہاؤ ڈیئر یو کیا بدتمیزی ہے یہ۔"

انابیہ نے غیض کے عالم میں بولتے اسے خود سے دور کیا جبکہ اسی درخت کی آڑ میں کھڑے فہد نے خود پر ضبط کیا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا اس کا سر اسی دیوار پہ مار کر پھوڑ دے۔

"یہ وہی طریقہ ہے جس کے لائق تم ہو کتنی بار بتاؤں کہ فہد سے دور رہو سمجھ نہیں آتی تمھیں بلکہ جتنا میں تم لوگوں کو دور کرنا چاہتی ہوں اتنا ہی ہر جگہ تمھیں اس کے ساتھ پاتی ہوں۔"

اس نے چھوٹتے ہی وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے اشتعال آمیز لہجے میں غرائی جبکہ اس کی بات پر انابیہ کو اس کی ذہنی حالت پر شائبہ ہوا تھا وہ کب وہ فہد کے ساتھ پائی جاتی تھی۔

"دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا کب ساتھ دیکھ لیا تم نے ساتھ ہمیں اور اپنی یہ فضول گوئی اپنے تک محدود رکھو میرے پاس فضول ٹائم نہیں اس سب کا سیدھے طریقے سے ایک بات پوچھ رہی ہوں جواب بھی سیدھے دینا تمھارے لئے بہتر ہوگا۔"

اس نے اسے جھڑکتے اپنے مطلب کی بات کہی جبکہ فہد شدید حیران ہوتا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

اس دن فہد کے سامنے جھوٹ کیوں کہا تھا سیدھے طریقے سے سچ بتا دو ناہید کیونکہ ہم" دونوں جانتے ہیں کہ نا ہی میں نے نمبر دیا نہ وہ سب کہا جو اس دن فہد کے سامنے تم کہہ رہی تھی تو اب سچ بتا دو کیوں کیا ایسا ہر بات میں بلا وجہ تم میرا نام کیوں لیتی ہو "جبکہ اس میں سرے سے ہی کوئی عمل دخل ہی نہیں ہوتا میرا۔

انابیہ نے خود پہ ضبط کرتے مٹھیوں کو بھینچتے اتنے دن سے سوچے جانے والا سوال پوچھا جس پر ناہید پراسرار سا مسکرائی۔

ہونہہ اب بھی تمھیں سمجھ نہیں آیا کہ میں کیا چاہتی ہوں فہد کو چاہتی ہوں میں سن لیا" اب تو اب شرافت سے دور رہو اس سے وہ صرف میرا ہے۔ اسی لئے میں نے وہ سب کیا کہ تم دونوں کو ساتھ دیکھتے مجھے انتہا کا غصہ آتا ہے جتنا چاہتی ہوں کہ تم اس سے دور رہو اتنا ہی اس کے ساتھ چپکتی ہو۔ اور اب یہ آخری بار میں تمھیں تنبیہہ کر رہی ہوں کہ فہد میرا ہے سمجھی اب اس کے نزدیک تم دکھائی بھی دی تو جو پچھلی بار فہد کے دل

میں بدگمانی کا بیج ڈالا تھا اگلی بار اسے پودا اور پھر پودے سے درخت بناتے بالکل نہیں سوچوں گی میں۔"

انابیہ کے سوال کے جواب میں وہ سب کچھ جو کرتی گئی تھی بتاتی چلی گئی جبکہ وہ حیرت سے گنگ بس اسے سن رہی تھی کہ اس نے کب ایسا کچھ سوچا تھا اور درخت کی اوٹ میں کھڑے فہد کا اب ضبط جواب دے گیا تھا وہ آگے بڑھتا کہ انابیہ کی غصے سے بھری آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

"تو یہ فہد کا اور تمھارا مسئلہ ہے وہ تمھارا ہے تو جا کر یہ اعلان اس کے سامنے کرو کہ وہ تمھیں پسند ہے مجھے بلا وجہ بیچ میں مت لاؤ سمجھی۔"

اس نے قہر آلود نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کا نازو جھٹکا جبکہ اس کی بات پر وہ اب کے بنا لحاظ کے سامنے آیا اس سے پہلے ناہید کچھ کہتی اسے سامنے آتا دیکھ کر نرمی سے مسکرادی۔اس کے چہرے پہ کسی قسم کا کوئی گزری بات کا تاثر نہیں دیا دل میں یہ دھڑکا تھا کہ کہیں اس نے سب سن نہ لیا ہو پر اگر سن لیا ہو تو اب افسوس ہی کیا جاسکتا تھا۔

اب چپ کیوں ہو جاؤ اور جا کر کرو اس کے سامنے اعلان اور خبردار اگر آئندہ مجھے بیچ میں لائیں تو تمام لحاظ سائیڈ پر کر کے پھر بتاؤں گی کہ بلا وجہ انابیہ عفان شاہ کو چھیڑنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔"

اسے کہتی وہ تن فن کرتی جانے کے لئے پلٹی ہی تھی کہ اپنے بلکل پیچھے کھڑے فہد کو دیکھ کر ٹھٹھکی پھر سر جھٹک کر جانے لگی تبھی اپنی کلائی پر اس کی سخت گرفت محسوس کر کے رکی اور تعجب سے فہد کو دیکھا جس کا چہرہ غیض کی باعث سرخ ہورہا تھا ماتھے پر بل پھولی نسیں اور لہو چھلکاتی آنکھوں سے ناہید کو گھور رہا تھا جیسے اسے نگل جانا چاہتا ہو۔ اسے دیکھتے انابیہ نے اپنی کلائی چھڑوانے کی اپنی سی سعی کی جس پر اس نے مزید سخت گرفت کرتے آگے کی جانب کھینچ کر اپنے برابر کھڑا کیا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ فہد چھوڑو ہاتھ میرا۔"

انابیہ نے اب کے غصے سے اسے مخاطب کیا جس کی ممنانیاں دن بدن بڑھتی جارہی تھی۔

"خاموشی سے کھڑی رہو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا اس وقت۔"

اس نے انتہائی غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا جبکہ اس کی آواز پر جہاں ناہید ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئی تھی وہیں انابیہ نے سہمتے ہوئے مزاحمت چھوڑ دی تھی البتہ اسے گھورنا نہیں بھولی تھی۔

"اب کہو کیا کہہ رہی تھی تم۔"

اس کی توپوں کا رخ اپنی جانب ہوتے دیکھ ناہید نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا سب کے ساتھ ہمیشہ ہنسنے بولنے والے کو آج غصے میں دیکھ کر صحیح معنوں میں گڑبڑا گئی تھی۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے آواز آرہی ہے یا دماغ اور آنکھوں کے ساتھ یہ کان بھی خراب ہیں۔"

فہد نے اس کا سہما ہوا چہرا دیکھتے سرد لہجے میں پھنکارا۔

"وہ میں تو بس۔"

ابھی وہ کچھ کہتی کہ انابیہ درمیان میں ہی چیخ کر بولی۔

"خبردار جو اب اپنی کسی فضول بات میں تم نے مجھے گھسیٹا۔"

اس کے کہنے پر ناہید نے چہرے پر معصومیت سجاتے اس کی جانب دیکھا۔

"میں کیوں آپکو لانے لگی۔"

اس کے یوں بات پلٹنے پر جہاں وہ مٹھیاں بھینچ گئی تھی وہیں فہد کے غصے نے اپنی آخری حدوں کو چھوا تھا۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ کب سے جو بکواس کر رہی تھی وہ کیا تھا پھر پاگل سمجھا ہوا" ہے تم نے سب کو میں نے پہلے بھی وارن کیا تھا ناں تمھیں کہ مجھے کسی ایک کو چننا ہوا "تب بھی تم کہیں نہیں ہوگی تو ان فضول کھیلوں سے بھی تمھیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

فہد نے اس کی بات بیچ میں ہی روک کر دھاڑتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ نفی میں سر ہلا کر اپنی بات کا یقین دلانا چاہتی تھی پر وہ خود سن چکا تھا سب کچھ تو کیسا یقین اس جھوٹ پر۔

"میں نہیں میرا مطلب تھا کہ آپ کو غلط فہمی۔"

اس نے پھر کچھ کہنا چاہا جب پھر فہد بیچ میں بول اٹھا۔

"غلط فہمی ہاں تمھیں غلط فہمی ہی تو ہے کہ میں تمھارا ہوں تو کوئی بات نہیں آج تمھاری یہ غلط فہمی بھی دور کردیتا ہوں بہت شوق سے کہہ رہی تھی ناں میں تمھارا ہوں تو سنو بچپن سے لے کر اب تک صرف اور صرف ایک لڑکی تھی میری زندگی میں اور وہی ہمیشہ رہے گی وہ نہیں تو کوئی اور بھی نہیں سمجھ تو خیر تم گئی ہوگی لیکن پھر بھی نہیں سمجھی تو یہ لو دیکھ لو اسے میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی ہے سمجھی۔"

فہد نے بھی اب کی بار تمام لحاظ ایک طرف کرتے ساری بات اس کے گوش گزار کی اور جھٹکے سے انابیہ کا تھاما ہوا ہاتھ آگے کرتے کہا۔ جسے سنتے ناہید تو بھنا اٹھی جبکہ انابیہ شدید حیرت سے سن ہوتے دماغ کے ساتھ سب سن رہی تھی۔اسے اب تک یہ علم تھا کہ وہ اسے تنگ کرتا ہے لیکن وہ یہ سب کیا کہہ رہا تھا اسے اپنی حسیات مفلوج ہوتی محسوس ہوئی۔

اس کی بات سنتے ہی ناہید غصے کی حدود کو چھوتی ہوئی انابیہ کو گھورتے پیر پٹختے اندر کی جانب بڑھ گئی کہ فہد کے سامنے فلحال وہ کچھ بھی کہنے اور کرنے سے قاصر تھی اگر کچھ کرتی تو وہ بنا لحاظ کے سب کو بتانے میں بھی کوئی بعید نہ کرتا۔

جبکہ انابیہ اس کے جاتے ہی ہوش میں آتے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑواتے پیچھے ہوئی تھی اور بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتی اس پہ ایک نگاہ ڈالتی منہ پہ ہاتھ رکھتے بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھی تھی اس کے یوں جانے پہ فہد پریشانی سے درخت سے سر ٹکا گیا تھا۔

شام کے سائے ہر جانب اپنے پر پھیلا رہے تھے۔فضا میں خنکی کا اضافہ ہو رہا تھا۔سب لڑکیاں محرم کے بلانے پہ باہر لاؤنج میں آچکی تھی کیونکہ کھانا کھانے کا وقت تھا تو انہوں نے سب کو ڈائننگ پہ بلایا ہوا تھا۔گھڑی شام کے سات بجا رہی تھی۔فہیم ان سب کو وہاں بیٹھے آپس میں باتوں میں مصروف دیکھ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور لڑکھڑاتے قدموں سمیت اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔کسی کا دھیان اس کی جانب نہیں تھا تبھی کسی نے نوٹس نہیں لیا۔وہ اپنے کمرے میں آتے سب سے پہلے وارڈروب سے شلوار قمیض نکالتے واشروم کی جانب چل دیا تاکہ فریش ہو کر فاریہ سے ملاقات کر سکے۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ بالوں کو تولیے سے رگڑتا آئینے کے سامنے کھڑا ہوا اور برش اٹھاتے بالوں کو سلجھانے لگا۔بال سلجھاتے خود پہ پرفیوم سپرے کرتے وہ اپنی سٹک بازو میں ڈالتے کمرے سے باہر نکل گیا۔اب اس کا رخ فاریہ کے کمرے کی جانب تھا۔اس کیلیے یہ بات ابھی بھی ناقابلِ یقین تھی کہ وہ اس کے نام کی ہوچکی ہے اس کی ذات سے منسوب ہوچکی ہے۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے دروازے کے باہر پہنچا اور ہولے سے دروازہ وا کیا تو وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال سلجھارہی تھی۔اسے یاد تھاکہ ہسپتال کے اس کے ڈوپٹہ لینے کی بات کے بعد آج تک اس نے اس کا ڈوپٹہ سر سے اترا نہیں دیکھا تھا اور یہی بات اس کیلیے خوش کن تھی کہ اس کی بات کی اہمیت اس کے نزدیک اس قدر تھی۔فاریہ کو آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال سلجھارہی تھی آئینے سے نظر آتے فہیم کے عکس کو دیکھتے اس کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا تھا اور یہ چمک فہیم کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔اس نے جھٹکے سے شانوں پہ پھیلا ڈوپٹہ اتارتے سر پہ اوڑھا تھا۔فہیم نے حیرت بھری نگاہوں سے اس کا سر پہ ڈوپٹہ اوڑھنا دیکھا تھا۔

"دوست آپ یہاں۔"

اس کی پرجوش آواز پہ فہیم نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا تھا جہاں سے صرف خوشی بھرے اثرات دکھ رہے تھے نکاح والے واقعے کا کوئی شائبہ تک نہیں تھا۔فاریہ کے یوں مخاطب کرنے پہ اس نے اپنے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے تو فاریہ اس کے نزدیک خوشی خوشی اس کے نزدیک آئی تھی۔

"کیوں مجھے یہاں آنا منع ہے کیا۔"

وہ متبسم لہجے میں گویا ہوا تو اس نے سرعت سے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا تھا۔فہیم شاہ اس کی حرکت پہ دیوانہ ہی تو ہوا تھا۔استحقاق کا احساس مزید مضبوط ہوا تھا۔آج وہ بغیر کسی خوف جھجھک کے اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو آنکھوں میں مقید کرتے جیسے رٹ رہا تھا۔فاریہ نے اس کی نگاہوں کا ارتکاز اپنے چہرے پہ محسوس کرتے گھبرا کر نگاہیں جھکائی تھی۔فہیم اس کی حرکت پہ سرور ہوا تھا۔

نہیں تو آپ تو اب آرام سے یہاں آسکتے ہیں آپ کا جب بھی جی چاہے کیونکہ اب ہم" دونوں سب سے اچھے والے دوست بن گئے ہیں نہ اور اچھے دوست کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اجازت تھوڑی لیتے ہیں۔"

وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولی تھی تو فہیم نے مسکراہٹ دباتے اس کا مومی ہاتھ تھاما تھا۔مطلب اسے اس طرح سے سمجھایا گیا تھا وہ کس قدر معصوم تھی اور صرف اسکی زندگی میں شامل کی گئی تھی۔اس کی زندگی بنادی گئی تھی۔

"دوست یہ کیا کررہے ہیں۔"

وہ اسے اپنی کلائی سہلاتے دیکھ اس کا لمس محسوس کرتے تڑپ ہی تو گئی تھی تبھی اپنا حلق تر کرتے ہکلاتے لہجے میں بولی تھی تو فہیم نے والہانہ نگاہوں سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا تھا۔

"ابھی آپ نے ہی تو کہا کہ دوست کچھ بھی کرسکتے ہیں تو میں نے سوچا کہ ٹرائی کرلوں۔"

وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے مزے سے بولا تو فاریہ کا سانس اس کی بات پہ سینے میں ہی اٹک گیا اس نے روہانسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو مزے سے اس کے

بدلتے تیور دیکھ رہا تھا۔فہیم نے جھٹکے سے اسے اپنے قریب کرتے معمولی سا فاصلہ بھی سمیٹ لیا اور اس کی انگلیوں میں انگلیاں الجھائی تھی۔فاریہ کے ماتھے پہ ننھی منھی پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی تھی۔

چچھ چھوڑیں مجھے۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے سرسراتے لہجے میں بولی اور مزاحمت کرتے اس کا حصار توڑنا چاہا تھا لیکن وہ تو جیسے آج اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا۔فاریہ کو خوف محسوس ہونے لگا۔

"اب تو کبھی زندگی میں نہیں چھوڑوں گا۔"

اس نے سرگوشیانہ انداز میں کہتے اس کی نرم انگلیوں کو لبوں سے چھوا تھا۔اور یہی فاریہ کی آنکھ سے آنسو نکلتے اس کے گال پہ بہہ گیا تھا۔اس کی جھلساتی قربت فاریہ کی جان نکالنے کو کافی تھی۔آنکھوں کے ڈورے بے تحاشہ سرخ ہورہے تھے۔

"یہ حجاب کیوں نہیں اتارتی۔"

اس نے حجاب کے ہالے میں مزین اس کے سرخ ہوتے چہرے کو نرم گرم نگاہوں سے دیکھا تھا اور حجاب کو مزید ڈھیلا تھا۔ موسم تبدیل ہورہا تھا تبھی فہیم کو بھی ہلکی ہلکی گرمائش کا احساس ہورہا تھا تو وہ کیوں گھر میں بھی حجاب میں تھی۔ لب بری طرح کپکپارہے تھے جو اس کا ایمان ڈگمگانے کو کافی تھے۔

"وہ آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آج کے بعد ڈوپٹہ سر سے نہیں اترنا چاہیے۔"

وہ بھیگی دراز پلکیں اٹھاتے گلابی عارض کو رگڑتے ہوئے آنسو صاف کرتے بھولپن سے بولی۔ اس کا انداز سادگی لیے ہوا تھا۔ فہیم نے دل کی حالت سے مجبور ہوتے پرحدت انداز میں اس کی صبیح پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔ فاریہ اس کے لمس پہ ڈھے سی گئی تھی۔ وہ کیوں ایسے کررہا تھا نا وہ اسے آزادی بخش رہا تھا بس اپنا حق جتارہا تھا۔ اس کی انکھوں میں ایک بار پھر نمی سی تیرنے لگی۔

بلکل میں نے کہا تھا لیکن صرف کسی غیر محرم کے سامنے ابھی تو آپ اپنے محرم کے" سامنے ہو نہ اور ہم دونوں تو ایک دوسرے کا لباس ہیں نہ۔"

وہ اس کا سرخ ہوتا گال سہلاتے محبت سے سمجھانے والے انداز میں بولا اور ساتھ ہی اس کا حجاب ڈھیلا کیا تھا۔کریب کا ڈوپٹہ ہونے کی بدولت اس کا ڈوپٹہ ایک جھٹکے سے شانوں پہ گرگیا تھا۔اس کے کھلے بالوں نے جیسے اس چاندنی کو ایک ہالے میں قید کرلیا تھا۔فہیم کی نگاہیں لو دینے لگی۔

"مطلب۔"

وہ سادگی سے چہرے پہ نا سمجھی لیے بولی تو فہیم نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے پہ آتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔اس کی انگلیوں کا لمس اپنے کان پہ محسوس کرتے اس کے وجود میں سنسناہٹ سی دور گئی۔

مطلب ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں نہ اچھے والے تو دوست ایسے رہ لیتے ہیں" ایک ساتھ۔ساری باتیں شئیر کرتے ہیں اور جب رونے کو دل کرتا ہے نہ تو بغیر کسی "جھجھک کر اس کے پاس چلے جاتے ہیں اکیلیے اپنے دل پہ سوار نہیں کرتے سمجھ گئی۔

فہیم نے پوچھتے محبت سے اس کی جانب دیکھا جو معصومیت سے اسی کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلارہی تھی۔فہیم کا دل ڈگمگانے لگا لیکن وہ ابھی کچھ بھی اس پہ ظاہر نہیں کرسکتا تھا کیونکہ فلحال اس کا دماغ اس رشتے کے بابت سمجھنے سے انکاری تھا۔

"میں آپ کے سامنے رولیا کروں آپ مجھے ڈانٹیں گے تو نہیں نہ۔"

وہ اس کی باتوں سے کو سب اخذ کرپائی تھی تبھی بغیر کسی تردد کے اس کے سینے سے لگی رندھے لہجے میں بولی تو فہیم کا دل اس کی حالت پہ تڑپ اٹھا۔اس نے تو ایک مثال دی تھی لیکن وہ تو شاید خود میں ایک غبار بھرے بیٹھی تھی۔

"ہاں بلکل لیکن زیادہ نہیں مجھے آپکے رونے سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔"

وہ اس کا سر سہلاتے اس کے بالوں پہ لب رکھتا محبت سے بولا تو وہ بھی اس کے سینے سے لگی سکون محسوس کرتی آنکھیں موند گئی۔فہیم نے اس کے گرد اپنا حصار مزید تنگ کرلیا تھا۔فاریہ اپنی ہی بے ساختہ حرکت پہ شرمندہ ہوتے اس کا حصار جھٹکے سے توڑتے اپنا لہو چھلکاتا چہرہ جھلاگئی۔فہیم نے دلچسپی سے اس کے چہرے پہ پھیلے رنگوں کو دیکھا تھا۔

فاریہ فہیم اب فہیم شاہ کی امانت ہے اور میں اپنی امانت پہ ذرا سی بھی خراش برداشت نہیں کروں گا اور نہ ہی اپنی ان آنکھوں میں آنسو۔"

وہ اس کے بہنے والے آنسوؤں کو انگلیوں کے پوروں پہ جزب کرتا تنبیہی انداز میں بولا۔اس سے بات کرتے ہوئے جیسے لہجے میں چاشنی سی گھل جاتی تھی۔فاریہ نے اس کی بات پہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتے گردن ہلائی تھی۔

"لیکن مجھے رونا آجاتا ہے جب جب میں وہ سب یاد کرتی ہوں مجھے سب سے زیادہ رونا آتا ہے پھر میں کیا کیا کروں کیونکہ اگر میں روئی تو پھر آپ مجھ سے ناراض ہوجائیں گے پھر فاریہ کو اچھا نہیں لگے گا۔"

وہ اس پہ اپنی بے بسی آشکار کررہی تھی یا اس کی اہمیت فہیم کی سمجھ سے بالاتر تھا۔اس نے آج تک صرف سنا تھا کہ کسی کسی کی زندگی میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو صرف سکون فراہم کرنے کا کام سرانجام دیتے ہیں جنہیں دیکھ کر لب صرف مسکرانا جانتے ہیں لیکن آج اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی نے اسے اس چیز سے آگاہ کیا تھا کہ وہ بھی اس کیلیے سکون بن کر اتاری گئی ہے۔

یہ زخم جو آپکو لوگوں کے دیے ہوئے ہیں نہ ان پہ میں خود ہی مرہم رکھوں گا۔ہاں کبھی" آپکو آپ کی ماما بابا کی یاد آئے تو رونا پھر بھی نہیں بس اللہ سے دعا کرنی ہے ان کیلیے۔بس "آپ نے اب رونا نہیں ہے۔

وہ جیسے اسے بار بار باور کرارہا تھا اس کے لہجے میں ایک التجا سی تھی۔ابھی تو سب سے چھپ چھپا کر وہ اس سے ملنے آگیا تھا لیکن پھر کبھی کسی کے سامنے وہ اس کے حق کیلیے بول تو سکتا تھا لیکن پوری طرح اس کے حق نہیں جتا سکتا تھا کیونکہ سب کی نگاہوں سے اسے بھی جھجھک آتی تھی۔

نہیں اللہ سے دعا نہیں کرنی وہ قبول ہی نہیں کرتے پاپا کی دفعہ بھی آپ کے کہنے پہ" اتنی ساری دعا مانگی تھی لیکن اللہ نے انہیں مجھ سے لے لیا ہے وہ مجھ سے پیار نہیں "کرتے۔

وہ بچوں کی طرح منہ بسورتے ہوئے شکایتی انداز میں بولی تھی تو فہیم نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا اور اسے صوفے پہ بٹھاتے خود بھی ساتھ ہی براجمان ہوا تھا۔اس سے پہلے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے سے وہ پیچھے ہوتی اور دونوں کے درمیان فاصلہ قائم کرتی فہیم

نے ناگواری سے جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچتے دونوں کے درمیان بال بھر کا فاصلہ رکھا تھا۔

مجھ سے دوری اختیار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے اب سارے راستے" "مجھی تک آتے ہیں۔

اس کی سرد سرگوشی پہ فاریہ کے دل کی دھڑکن سست پڑی تھی۔اج اس کے سامنے فہیم کا الگ روپ ہی آرہا تھا اس نے کبھی بھی ایسی حرکت نہیں کی تھی اس کے ساتھ لیکن آج تو وہ جیسے فاریہ کی جان نکالنے کے درپے تھا۔

ایسے نہیں کہتے میں تو کبھی نہیں چاہوں گا کہ میری فاریہ ایسے اللہ سے بدگمان ہوتے" اسے خود سے ناراض کرے یا کسی بھی گناہ کا ارتکاب کرے۔آپ خود سوچو اگر آج انکل یہاں ہوتے تو آپ میرے پاس نہ ہوتی انھوں نے میری جان کو میرے حوالے کرنا تھا "تاکہ یہ ناچیز وہ تمام خوشیاں دے سکے جس کی وہ حقدار ہے۔

وہ اس کی سوجھی آنکھوں پہ لب رکھتا ہوا گھمبیر پرتپش لہجے میں بولا تو فاریہ نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"اب میں ہمیشہ آپ کے پاس رہوں گی کیا۔"

اس نے کھنکتے لہجے میں استفسار کیا اور بے چین نگاہیں اس کی جانب اٹھائی جیسے اس کے جواب کی منتظر ہو۔

"جی بلکل فاریہ ہمیشہ یہاں رہے گی میرے دل کے قریب۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے اس کی ہتھیلی اپنے دل کے مقام پہ رکھتے ہوئے عقیدت سے گویا ہوا اور ساتھ ہی اس کے بال سہلائے تھے۔اس کی مسکراتی صورت دیکھ وہ بے اختیاری کی کیفیت میں جھکا تھا اور اس کی بالوں کی مہک کو خود پہ اتارا تھا اس کی شیو کی چبھن اپنے گال پہ محسوس کرتے وہ سمٹ کر رہ گئی تبھی کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔اس کے چہرے سے چھلکتی خوشی اور معصومیت نے فہیم کے دل کو بے قابو کیا تھا۔

وہ اسیر ہی تو ہوا تھا اس کی معصومیت کا۔اس نازک دوشیزہ نے اس کے حواسوں کو جکڑ لیا تھا کہ وہ خود کی محبت کا اعتراف کرتے گھٹنے ٹیک چکا تھا۔

"اس دلفریب ہنسی پہ فہیم شاہ قربان جائے۔"

وہ بھاری شدت بھرے انداز میں بولتے اس کے گال پہ پڑنے والے ڈمپل کو چھوگیا تھا اور یہی فاریہ کی ہنسی کو بریک لگی تھی۔وہ جھجھکتے ہوئے نگاہ جھکاگئی تھی۔

"ہنستی رہا کرو آپکے گالوں پہ پڑنے والے ڈمپل مجھے بہت پسند ہے۔"

وہ محبت سے اس نازک حسینہ کو دیکھتے ہوئے بولا تھا جو گلابی رنگ کا ڈھیلا سا کرتا زیب تن کیے بال جو اس کے چہرے پہ اٹھکیلیاں کررہے تھے۔ہاتھوں پہ اسی کے نام کی ہلکی سی مہندی اپنی بہار دکھارہی تھی۔وہ سادہ سی اس کے دل میں اترتی جارہی تھی۔فہیم کو اپنے جذبات پہ پل باندھنا مشکل ترین کام لگا تھا تبھی اپنے آپ پہ لگام ڈالتے وہ دیوار پہ لٹکی گھڑی میں وقت دیکھتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالی تھی جو ابھی بھی اس کی جسارتوں پہ لرزرہی تھی یہاں تک کہ اس کے اٹھنے کا بھی نوٹس نہیں لے پائی۔معاً وہ متبسم سا سر جھٹکتے سٹک پہ زور ڈالتا دروازے کی جانب بڑھ گیا اس سے پہلے کہ وہ قدم آگے رکھتا قالین کے ساتھ سٹک اڑنے سے اس سے پہلے کہ وہ توازن برقرار نہ رکھ پاتا فاریہ نے ساری شرم جھجھک بلائے طاق رکھتے سرعت سے اسے سہارا دیا تھا اور پریشانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ ٹھیک ہے نہ۔"

اس نے تفکر بھرے لہجے میں پوچھا تو فہیم نے اپنی ٹانگ کو دیکھتے اثبات میں سر ہلاتے سختی سے لب آپس میں پیوست کیے تھے۔

اب آپ کو ان کھوکھلے سہاروں کی ضرورت محسوس نہیں ہونی چاہیے اب میں جو آپ کے" "ساتھ ہوں۔

وہ اس کے ایک ہاتھ میں سٹک تھماتے دوسرے ہاتھ میں سے اپنا بازو نکالتے اسے سہارہ دیتے بے خبری میں ہی بہت گہری بات کرگئی تھی۔ فہیم یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا معاً کمرے کے دروازے پہ پہنچتے ہی عجیب و غریب شور نے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔ان دونوں نے ورطہ حیرت میں غرق ہوتے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا کیونکہ نیچے سے آتا شور بڑھتا ہی جارہا تھا۔

"آپ ایسا کرو پہلے جاؤ نیچے جاکر فہد کو بھیج دینا۔"

فہیم نے متانت سے اسے نیچے جانے کا اشارہ کیا۔اس کا دل تو نہیں تھا اسے چھوڑ کر جانے کا لیکن اس کا کہا بھی نہیں ٹال سکتی تھی تبھی اثبات میں سر ہلاتے ڈوپٹہ

ٹھیک سے سر پہ اوڑھتی زینوں کی جانب بڑھ گئی۔خوشقسمتی سے فہد اوپر کی جانب ہی آرہا تھا فاریہ نے بے ساختہ شکر ادا کیا۔

''بھائی وہ۔''

اس نے جھجھک کر کہتے فہیم کی جانب اشارہ کیا تھا تو وہ جو فہیم کو بلانے ہی آرہا تھا اس کا اشارہ سمجھتے شوخ انداز میں سر ہلایا۔

''جی بھابھی۔''

وہ مودب لہجے میں کہتا دو قدم چڑھتے آگے بڑھ گیا۔فاریہ نے ہونق پن سے اس کی جانب دیکھا جو اسے بھابھی بلارہا تھا۔اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے لیکن پھر نیچے جانے کا خیال کرتے وہ زینے اترنے لگی۔وہ جو اپنے دھیان میں زینے اتر رہی تھی سامنے نظر آتے منظر پہ اس کی نگاہ ٹھٹھک کر رکی تھی جہاں کائنات کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے اس نے اسے اپنی آنکھوں کا دھوکا سمجھتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا اور دو قدم پیچھے لیے جس کے نتیجے میں پیچھے میز پہ رکھا واس زمین بوس ہوا تھا۔وہ سب جو اپنی باتوں

میں مصروف تھے چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئے جس کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑتا جارہا تھا۔

ادیان اس کی حالت کے پیشِ نظر دوڑا دوڑا اس کے نزدیک آیا تھا اور اسے تھام کر سہارہ دیا تھا۔اتنی دیر میں فہیم فہد بھی نیچے ہی پہنچ چکے تھے۔فہیم اتنے سارے آفیسرز کی وہاں موجودگی دیکھ لب بھینچ گیا۔

"مسٹر ادیان بچی کو یہاں لائیں ہمیں کوئی ضروری جانچ پڑتال کرنی ہے۔"

آفیسر کی کڑک آواز پہ ادیان نے اسے اپنے حصار میں لیا تو التجائیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اسے صوفوں کی جانب لے کر چل دیا۔اسے اپنے قریب آتا دیکھ کائنات نے مصنوعی پیار دکھاتے والہانہ انداز میں اس کے قریب آنا چاہا تھا لیکن محسن کے حکم پہ وہ منہ بناتے وہی کھڑی رہ گئی۔

"بچے اب میں آپ سے جو کچھ پوچھوں گا آپ نے سچ سچ جواب دینا ہے۔"

انہوں نے مشفقانہ انداز میں اسے باور کرایا لیکن فاریہ ان کی بات پہ خاموش رہی۔

"یہ آپ کی رئیل ماما ہے کیا۔"

انہوں نے اسے پچکارا لیکن اس کا سر نفی میں ہلتا دیکھ انہوں نے ایک کڑی نگاہ کائنات پہ ڈالی تھی۔

فاریہ جھوٹ مت بول بتا میں تیری ماں ہوں ناراض ہے نہ میری بچی مجھ سے میں"

"منالوں گی اسے آپ پریشان مت ہو۔

کائنات نے کہتے ساتھ ہی آگے بڑھتے اس کی کلائی کو سختی سے تھام لیا۔اس کے پکڑتے ہی فاریہ نے چیخنا چلانا شروع کردیا۔اس کے اعصابوں پہ وحشت سی سوار ہوگئی تھی۔اس نے رندھی نگاہ وہاں موجود سب مکینوں پہ ڈالی تو انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی تھی۔کائنات نے نحوست سے اس کی جانب دیکھا۔

دیکھتے مسٹر اذلان آپ کے ساتھ ہمارے کافی اچھے ٹرمز ہیں لیکن اس طرح بغیر کسی" رشتے کے یوں کسی لڑکی کو اپنے گھر میں رکھنا یہ درست بات نہیں ہے۔اس معاملے میں "ہم ایکشن لینے کا حق رکھتے ہیں۔

ان کی سنجیدہ آواز لاؤنج کی خاموش فضا میں گونجی تو آیت اور عزہ نے پریشانی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا جبکہ محرم کو بھی دل ہی دل میں خوف محسوس ہورہا تھا۔

وہ یہاں فہیم شاہ کی بیوی کی حیثیت سے رہ رہی ہے کیا یہ بات کافی نہیں ہے۔وہ"
"میری ذات سے منسوب ہے۔
فہیم جو کافی دیر سے خاموش کھڑا ان کی باتوں ما ملاحظہ کررہا تھا لڑکھڑاتے قدموں سمیت آگے آیا اور مضبوط انداز میں اس کا ہاتھ تھامتے برفیلے لہجے میں انہیں باور کرایا جبکہ اس کی بات پہ سب نے نم نگاہوں سمیت فخریہ انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔رائم اور ادیان نے انگوٹھا دکھاتے اپنی کامیابی پہ داد وصول کی تھی۔جبکہ کائنات کا حال تو ایسا تھا جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اس نے فق چہرے سمیت ایک نظر فاریہ کو دیکھتے اس انسان کو دیکھا تھا جو اس کے ساتھ سہارا بن کر کھڑا تھا۔ان کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی انہوں نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔
"سمجھ گئی میں سب سمجھ گئی ہو یہ بھی اپنی ماں کی طرح فحاشہ۔"
"اپنا منہ بند کریں محترمہ جو اتنی غلاظت بول رہا ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی ادیان اور رائم بپھر اٹھے تھے جبکہ فاریہ نے خالی خالی نگاہوں سے انہیں ایک نظر دیکھتے چہرہ جھکالیا تھا۔اس کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔ محسن نے لیڈی آفیسر کو سختی کرنے کا حکم دیا تھا۔

ون سیکنڈ سر آپ نے نوٹس کیا انہوں نے ابھی کیا کہا اپنی ماں کی طرح ہے یہ تو ان" "کی ماں تو آپ ہی ہے نہ۔ تو پھر یہ سب بھی خود کو ہی کہا جارہا ہوگا۔

اس نے ایک قہر برساتی نگاہ کائنات پہ ڈالتے تلخ لہجے میں کہا تھا تو وہ اپنی چوری پکڑی جانے پہ ہڑبڑا کر رہ گئی تھی۔آفیسر نے ایک سخت نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"تو اور میں ایسی لڑکی کی ماں کبھی نہیں ہوسکتی۔"

جایک منٹ ذرا تصحیح کرلیجیے یہ آپ جیسی ماں کی بیٹی نہیں ہوسکتی اس قدر چالاک چال باز گھٹیا عورت کی بیٹی ایسی معصوم تو قطعی نہیں ہوسکتی۔آپ نے اپنے جیسے بیٹے کو ہی جنم دیا ہے جو آج آپ کی سکھائی گئی حرکتوں کی بدولت جیل میں پڑا سڑ رہا ہے۔

فہیم سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا تھا اور یہاں سب کو ادیان کے فیصلے سے اتفاق کرنا ہی پڑا تھا کہ فہیم سے اچھا ساتھی اس کیلیے کوئی نہیں ہوسکتا

تھا۔ادیان نے لیزے کے ہاتھ ان دونوں کا نکاح نامہ منگواتے ان کے حوالے کیا تھا جس پہ اب وہ تفصیلی نگاہ ڈال رہے تھے۔اذلان شاہ محسن سے کسی چیز کے جانچ پڑتال کررہے تھے۔پریشے اور حجاب بچوں کے پاس اندر موجود تھیں۔

"تمہاری۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا فہیم درمیان میں ہی سختی سے انہیں ٹوک گیا۔اس دوران فاریہ بے جان سی اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

"مزید کوئی ایسی بات مت کیجیے گا جس سے میں آپ کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرنے پہ مجبور ہوجاؤں جو بدتمیزی کے ذمرے میں آئے۔اپنے بڑوں کا احترام کرنا میرے گھر والوں نے بخوبی مجھے سکھایا ہے۔"

اس نے کائنات کی بات شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کردی تھی۔کائنات نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا اور ایک جھٹکے سے اپنی کلائی لیڈی آفیسر سے چھڑوائی تھی۔

ہاں تم جیسے ناکارہ انسان کو بھی تو بیٹھے بٹھائے اتنی حور پری مل گئی ہے نہ اسی لیے" ہواؤں میں اڑان بھرتے پھر رہے ہو۔ابھی وہ چھوٹی ہے تبھی اپنا اچھا برا نہیں جانتی لیکن جیسے ہی وہ بڑی ہوگی تو تم جیسے لنگڑے کے ساتھ تھوڑی رہنا چاہے گی۔"

وہ شیطانی مسکراہٹ سمیت بولی تھی۔فہیم کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا تھا۔اپنی ناقدری پہ آنکھیں ضبط سے سرخ ہوئی تھی۔پورے گھر والے اس کی بات سنتے تڑپ ہی تو گئے تھے۔فاریہ نے صدمے کی کیفیت میں اپنے ہاتھوں میں اس کی ڈھیلی ہوتی گرفت دیکھی تھی اور ایک نگاہ اس کے چہرے پہ ڈالی تھی جو سپاٹ ہوچکا تھا۔

تو محترمہ یہ بات بھی مت بھولیں کہ ہم اپنے بچوں کا اچھا برا بخوبی جانتے ہیں اور آپ جیسی عورت سے بچاؤ کیلیے ہی ہم یہ نکاح جلد کروانے پہ مجبور ہوئے ہیں۔

اذلان شاہ کی سرد سپاٹ آواز پہ وہ ان کی جانب دیکھتی سر جھٹک گئی۔

محسن اسے ابھی اور اسی وقت یہاں سے لے جاؤ ورنہ میں کوئی انتہائی قدم اٹھانے سے" گریز نہیں کروں گا۔"

حالات کی سنگینی کی اندازہ ہوتے ہی عفان شاہ کی کرخت آواز پہ محسن نے ان سب کی صورت دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا اور اسے باہر کے جانے کا حکم دیا تھا۔وہ جاتے جاتے بھی فہیم کو تنبیہہ کرنا نہ بھولی تھی۔اس کا دل دھک سا رہ گیا تھا۔

ایم سو سوری مسٹر اذلان شاہ ہمیں مکمل معلومات نہیں تھی۔ایم سوری فار دس"
"انکنوینئس۔

وہ ان سب سے مصافحہ کرتے ہوئے گویا ہوئے تو اذلان شاہ نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"نہیں یہ آپ کا حق ہے۔"

وہ جواباً متانت سے بولے تو وہ بھی سب کو اشارہ کرتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ان سب کے جاتے ہی عزہ نے فہیم کے نزدیک آتے اسے پکارا لیکن وہ ان کی بات کو ہی سنی ان سنی کرتے سٹک کی مدد سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا زینوں کی جانب بڑھ گیا۔عزہ نے تکلیف کی شدت سے آنکھیں میچ لی تھی۔فاریہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا تھا جہاں کچھ لمحوں پہلے اس کا ساتھ تھا لیکن اب وہ خالی ہوچکا تھا۔

محرم نے بے ساختہ اسے سینے میں بھینچا تھا اور وہ بھی ماں کی آغوش پاتے ہی پھپھک پھپھک کر رو دی تھی۔

"ناجانے اس کی زندگی میں اتنی تکلیفیں کیوں ہے کیوں خوشی کے دو پل بھی اس کے نام نہیں ہوپاتے پہلے ہی کوئی نئی اذیت اس کا راستہ روکے کھڑی ہوتی ہے اور اس کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لیتے ایک نیا ہی ذخم دے جاتی یے جو ساری زندگی کیلیے اس کے لیے ناسور بن جاتا تھا۔"

آیت نے محرم کے قریب ہی جگہ سنبھالتے اس معصوم کے بال سہلاتے سرگوشی کرنے والے انداز میں عزہ سے کہا تھا۔ادیان رائم اور فہد فہیم کی حالت کے پیشِ نظر اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔

اگلی صبح کے سورج نے ان سب کو ایک نئے سرے سے امیدوں سے روشناس کرایا تھا۔ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی بھی موجود تھی۔ایسے موسم میں وہ اپنے کمرے کے ٹیرس پہ

کھڑا آسمان پہ نگاہیں جمائے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا۔یہاں تک کہ وہ ہسپتال جانا بھی فراموش کر چکا تھا۔رات کو ادیان اور رائم نے اسے بارہا بار ایک ہی بات باور کرائی تھی کہ بہت جلد اس کا علاج ہو جائے گا یوں ناامیدی کا دامن چھوڑدو لیکن وہ کیا کرتا جب جب اس نے اس بات کو چھوڑ کر خوش رہنے کی کوشش کی تھی جب جب لوگوں نے اسے نئے طریقے سے اس یہ بات باور کرائی تھی۔ سہی کہتے ہیں ایک انسان کی اذیتوں کی سب سے بڑی وجہ اس کے قریبی لوگ ہی ہوتے ہیں اس کے ساتھ بھی تو یہی ہوا تھا ابھی بھی وہ فاریہ کے متعلق سوچوں کی یلغار میں بہتا ہی جارہا تھا معاً اپنے کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ وہ چونک کر عقب پہ دیکھنے پہ مجبور ہوا تھا لیکن دروازے پہ ایستادہ وجود کو دیکھتے وہ ایک لمحے کیلیے سن رہ گیا تھا کیونکہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ وہی تھی جس نے اسے عشق کی رمزوں سے واقف کرایا تھا لیکن وہ کسی بھی حال میں اس پہ اپنے ساتھ اس رشتے میں بندھنے والا ظلم نہیں ڈھا سکتا تھا۔اب وہ دھیمی چال چلتے لمحہ بہ لمحہ اس کے قریب آرہی تھی۔سرخ و سفید نازک سے پاؤں میں مقید گلابی جوتی فہیم

نے بے ساختہ اپنی نگاہیں پھیری تھیں۔وہ کوئی جادوگرنی ہی تو تھی جو لمحہ بہ لمحہ اسے اپنا اسیر کررہی تھی لیکن وہ سوچ چکا تھا وہ اس بات کو ذیادہ طول نہیں دے گا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے دوست۔"

وہ تفکر بھرے انداز میں بولی تھی۔اس کی مومی انگلیوں کا لمس اپنے کسرتی بازو پہ محسوس کرتے وہ جو اپنے موقف پہ ڈٹے رہنے کی پوری کوششوں میں تھا وہ ڈگمگا گیا تھا اس نے سرعت سے اپنا بازو اس کی گرفت سے آذاد کرتے چہرے کا رخ پھیرا تھا۔فاریہ کی آنکھوں میں نمی سی اتری تھی۔

"فاریہ یہاں سے فلحال جاؤ آپ۔"

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے غصے بھرا انداز دیکھے تبھی سمجھانے والے انداز میں بولا۔ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے وہ بھیجنا نہیں چاہ رہا ہو لیکن اس کیلیے ہی اسے یہ سب کرنا تھا تاکہ وہ اس سے بدگمان ہوتے یہ رشتہ ختم کردے۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ آگے جاکر فاریہ کو اس فیصلے پہ کسی قسم کا پچھتاوا ہو۔

"دوست آپ ناراض ہیں کیا مجھ سے۔"

وہ اس کی یوں بے رخی پہ تڑپ گئی تھی تبھی ایک بار پھر اس کا ضبط آزمانے اس کے عین سامنے کھڑی ہوتی بولی تو فہیم نے سختی سے دانت پہ دانت جماتے آنکھیں میچیں۔وہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ کبھی بھی اس سے ناراض نہیں ہوسکتا وہ تو اسے اس قدر معصوم لگتی ہے کہ اس کی حرکتوں پہ ناراض ہونے کا بھی جی نہیں چاہتا لیکن وہ یہ کہ کر اسے کسی قسم کی خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی خاموشی اختیار کیے رہا۔فاریہ نے مشکل آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔اگر کائنات ماما نے انہیں کچھ کہا تھا تو اس میں فاریہ کا تو کوئی قصور نہیں تھا نہ تو وہ کیوں خاموش تھے۔

"فاریہ۔"

اس کے تنبیہی لہجے پہ فاریہ کا پور پور سلگ اٹھا تھا اس نے جلتی شکوہ کناں نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا جو کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

'میں مزید کچھ نہیں کہوں گی لیکن بس ایک بات کا جواب دیں مجھے آپ۔"

اس نے اپنے سرخ عارض کے بہتے آنسوؤں کو ہاتھوں کی پشت سے رگڑتے اپنے لہجے کو حتیٰ امکان مضبوط بناتے استسفار کیا تو فہیم نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا تھا جسے دیکھ کر صاف اندازہ ہورہا تھا کہ اس نے مشکل ہی اپنی سسکی روکی ہے۔

اس نے ریلنگ سے پشت ٹکاتے سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی اور ایک نگاہ اپنی چوڑی کلائی میں بندھی رولیکس کی گھڑی میں ڈالی تھی جیسے اسے نظرانداز کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہا ہو۔

"آپ نے تو کہا تھا کہ یہ ہاتھ کبھی نہیں چھوٹے گا چاہے کیسی بھی صورتحال ہو پھر اتنے بڑے مجمع میں میرا ہاتھ میرا ساتھ ہی چھوڑدیا۔کیوں بس اس کا جواب دے دیں یقین کریں پوری زندگی بھی خود سے دور رہنے کیلیے کہیں گے نہ خوشی خوشی رہ لوں گی میں"۔

وہ آنکھوں میں ایک آس لیے اس سے مخاطب تھی۔فہیم جو ایک لمحے کیلیے اس کے گہرے سوال پہ سن رہ گیا تھا اپنے حواس بحال کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"میرے پاس جواب نہیں ہے آپ کی بات کا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ میرے فیصلے سے آپ خوش رہو گی اور آپ کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔"

اس نے سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کرتے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالی جو سی گرین رنگ کا کرتا شلوار پہنے ساتھ پیلے رنگ کا ڈوپٹہ سر پہ اوڑھے بالوں کی چند آوارہ لٹیں چہرے پہ جھول رہی تھی گلابی گال اور ناک جو رو رو کر مزید سرخ ہورہی تھی فہیم کو اپنے ارادوں میں کمزور کررہی تھی۔ معاً اس کے یوں ہولے سے اثبات میں سر ہلانے پہ فہیم نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جو اب اذیت ذدہ سا مسکراتے اپنے قدم پیچھے لے رہی تھی۔اس کا سر بے اختیار نفی میں ہلا تھا لیکن تب تک وہ روتے ہوئے بھاگنے والے انداز میں وہاں سے جاچکی تھی۔

"میں تمہیں کسی بھی قسم کا پچھتاوا نہیں ہونے دوں گا پوری زندگی ازیتیں اور مشکلات ہی جھیلی ہیں لیکن میں اپنی محبت کو آگے رکھ کر یا اہمیت دے کر تمہیں خود جیسے ناکارہ انسان سے نہیں باندھ سکتا۔ ناجانے یہ ٹانگ کبھی ٹھیک ہوگی یا نہیں لیکن ابھی تمہاری حفاظت کیلیے اٹھایا گیا قدم بعد میں تمہارے لیے وبالِ جان نہ بن جائے۔"

وہ پرعزم انداز میں دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھا وہ سوچ چکا تھا کہ اسے اب کیا کرنا ہے۔

وہ سٹک کی مدد سے سہارہ لیتے وارڈروب کی جانب آیا تاکہ فریش ہوکر ہسپتال جاسکے۔اس سے پہلے کہ وہ کپڑے نکال کر واشروم کی جانب بڑھتا اپنے کمرے میں آتے ادیان رائم اور عفان شاہ کو دیکھ وہ ضبط سے گہرا سانس بھر کر رہ گیا مطلب ایک بار پھر وہی باتیں وہی سب کچھ۔

تم تیار نہیں ہوئے ابھی تک میں نے بتایا بھی تھا کہ ڈاکٹر سے خاص اپوئنٹمنٹ لی ہے" وہ بہت ہی مصروف ترین انسان ہے اور اس چیز میں سپیشلسٹ بھی اور آج وہ جو کچھ بھی کہیں گے وہ تمہیں بخوبی سرانجام دینا ہے۔"

رائم نے کمرے میں آتے ساتھ ہی بغیر کسی بات کو طول دیے مطلب کی بات پہ آنا ضروری سمجھا ادیان نے بھی اس کی بات پہ تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا لیکن اسی بات پہ فہیم جو خود پہ ضبط کا کڑا پہرا بٹھائے ہوئے تھا ٹوٹ گیا تھا۔

مجھے کوئی ٹریٹمنٹ نہیں کرانا اپنا آپ پلیز مجھے میرے حال پہ چھوڑدیں بھائی۔ایک ہی" بات سن سن کر دل بھر گیا ہے میرا۔میرے لیے پریشان ہونا چھوڑدیں آپ۔میں جیسا "ہوں اسی میں ٹھیک ہوں۔

رائم کی بار بار ایک ہی تکرار پہ تنگ آکر وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں چیخنے والے انداز میں بولا تھا اس کے لہجے میں رائم تو سن ہوتا جہاں کا تہاں رہ گیا البتہ ادیان کی صبیح پیشانی پہ شکنوں کا جال بکھرا تھا اس نے ایک تنقیدی نگاہ اس پہ ڈالی جو سیاہ رنگ کے ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر شرٹ زیب تن کیے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے چہرے پہ ایک حزن و ملال رقم تھا لیکن جو بھی تھا ایسی صورتحال میں بھی اس کا یوں رائم کو مخاطب کرنا ادیان کو کسی صورت پسند نہیں آیا تھا۔ان کو ایسی تعلیمات نہیں دی گئی تھی کہ سخت غصے کی کیفیت میں بھی چھوٹے برے کی تمیز بھول جائیں تبھی ایک کڑی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

ساری باتیں بعد کی فہیم یہ پہلے مجھے یہ بتاو کہ یہ کونسا طریقہ تھا بات کرنے کا۔کیا" چھوٹے بڑے کی تمیز بھلاتے جارہے ہو تم۔مجھے یہ بات کسی صورت بھی برداشت نہیں ہے۔"

وہ اشتعال بھرے لہجے میں اسے باور کرانے والے انداز میں گویا ہوا تو فہیم نے بے ساختہ نگاہیں چرائی البتہ رائم نے ادیان کو ٹوکنا چاہا۔

ادیان چھوڑو اس بات کو کچھ نہیں ہوتا غصے میں انسان نا جانے کیسے کیسے بول جاتا" ہے۔تم اسے ڈاکٹر پہ لے جانے کی تیاری کرو۔میں ویسے بھی فلحال ہسپتال جانے ہی والا تھا۔"

رائم نے اس کی بات کو ٹالنا چاہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا نات زیادہ پھیلے۔اس کی بات پہ ادیان نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جیسے اس کا فہیم کی طرفداری کرنا بلکل پسند نہ آیا ہو۔

"مجھے جواب چاہیے فہیم۔"

اس نے کڑے سرد لہجے میں بولتے جیسے اپنی بات جتائی تھی۔ فہیم نے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے اپنی پیشانی مسلی تھی۔

"ایم سوری رائم بھائی۔"

اس نے شرمندہ ہوتے معذرت خوانہ لہجے میں رائم کو مخاطب کیا تو وہ دھیمے سے مسکراتے اس کا کندھا تھپک گیا۔ عفان شاہ کی زیرک نگاہیں اسی کے چہرے پہ جمی تھی۔

لیکن ڈیڈ میں کسی صورت بھی ڈاکٹر پہ نہیں جاؤں گا آپ لوگ فضول کی ٹینشن پال" رہے ہیں بس اور کوئی بات نہیں ہے آج تک اس کا علاج ممکن نہیں ہوسکا تو آگے کیسے ممکن ہے۔ اب آپ لوگ کہیں گے کہ میں ناامید ہورہا ہوں تو ٹھیک ہے میں مانتا "ہوں کہ میں ناامید ہوں کوئی بات نہیں۔

اس نے حتمی انداز میں کہتے اپنی بات کا اختتام کیا تھا۔ عفان شاہ نے سوالیہ نگاہیں ان دونوں کی جانب اٹھائی تھی جو کسی سوچ میں غلطاں تھے۔

"چلو ایک ڈیل کرتے ہیں یہ آخری ڈاکٹر ہے جس کے پاس ہم جارہے ہیں میرے ناجانے کیوں بہت سٹرونگ احساسات ہے اس بارے میں کہ آج انشاآللہ کام بن جائے گا اگر نہیں بنا تو پھر دیکھی جائے گی۔"

ادیان نے کسی سوچ کے زیرِ اثر چٹکیوں میں مسئلے کا حل پیش کیا تھا تو رائم اور عفان شاہ نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جس کے دماغ کے سکرو شاید ڈھیلے ہوچکے تھے۔

"لیکن ادیان۔"

اس سے پہلے کہ رائم کچھ بولتا ادیان نے پلکیں جھپکتے اسے تسلی دی تھی وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے چہرہ جھکا گیا تھا۔

"ایک ڈیل آپ نے کی ہے ایک ڈیل میں کرتا ہوں اگر میرا مکمل علاج ہوجاتا ہے تو ویلن گڈ ہے لیکن اگر ایسا کچھ نہیں ہوتا تو آپ کو میرے ایک فیصلے میں میرا ساتھ دینا ہوگا اور اس فیصلے میں میں انکار نہیں سہن کروں گا۔"

اس نے سختی سے اپنی بات سے انہیں آگاہ کیا تھا اور ساتھ ہی تنبیہی نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا تو تینوں کے چہرے کے تاثرات ناقابلِ فہم ہوئے تھے۔

"کیسا فیصلہ۔"

عفان شاہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ سرسراتے لہجے میں سوال کیا اور دو قدم اس کی جانب بڑھائے۔

"ابھی تو آپ لوگوں نے یہ نکاح فاریہ کی حفاظت کیلیے مجھ سے کرادیا ہے وہ فلحال میرے نام سے منسوب ہے لیکن جیسے ہی وہ اٹھارہ سال کی ہوگی تو سب سے پہلے اس معاملے میں اس کی مرضی پوچھی جائے گی اور زور زبردستی تو کسی حال میں نہیں کرنی اگر وہ اس رشتے پہ رضامند ہوئی تو اس کی رخصتی کی جائے گی لیکن اسے کوئی اور پسند آگیا تو آپ لوگ اس سے ناراضگی اختیار نہیں کریں گے بلکہ خوشی خوشی اسے اس چیز کی اجازت دیں گے رہی میری بات تو میں اسے اس نام و نہاد رشتے سے آذاد کردوں گا وہ اپنے ہر فیصلے میں آذاد ہے۔"

فہیم نے گہرا سانس بھرتے متانت سے اپنی بات مکمل کی تھی۔ عفان ادیان اور رائم نے فق چہرے کے ساتھ اس کی جانب دیکھا تھا جو اپنے. فیصلے میں مضبوط دکھائی دے رہا تھا۔ انہیں بے ساختہ اس کی

دماغی حالت پہ شائبہ ہوا تھا۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے فہیم یہ شادی بیاہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ یہ ایک بار کرلی جائے اور پوری زندگی نبھائی جاتی ہے اور تم کل نکاح کر کے آج ختم کرنے کی بھی بات کررہے ہو۔"

محرم جو ادیان کو بلانے فہیم کے کمرے میں آئی تھی اس کی باتوں کو سماعتوں تک پہنچتے ہی خود کو بولنے سے روک نہیں پائی تبھی اشتعال آمیز لہجے میں گویا ہوئی۔ وہ بھی اچانک ان کی آمد پہ سٹپٹا گیا تھا۔

"بڑی ماما آپ نے سنا کل کہ وہ کیا کہ رہی تھی کہ ابھی وہ چھوٹی ہے اسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے وہ اپنا اچھا برا نہیں سوچ سکتی اور اس کہانی کا اختتام میں ایسا

نہیں چاہتا کہ وہ مجھے یہ کہ کر ٹھکرا دے کہ وہ میرے جیسے انسان کے ساتھ سروائیو نہیں کر سکتی۔"

وہ شکست خورد لہجے میں بولا تو سب نے ترحم آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"وہ چھوٹی ضرور ہے لیکن زندگی کی تلخیوں نے اسے بڑا بنا دیا ہے اور رہی بات اس کے اچھے برے کی تو وہ نہیں تو ہم ضرور جانتے ہیں کہ اس کا اچھا برا کیا ہے آپ اس کی فکر مت کریں فلحال ان تمام بے لگام سوچوں کو لگام ڈال کر ہسپتال جانے کی تیاری کرو چلو آپ تینوں بھی نیچے آجاؤ۔"

محرم سنجیدگی سے اسے باور کراتی آخر میں ہدایت کرتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی ان تینوں کو بھی مخاطب کیا جو ان دونوں کی گفتگو سے محفوظ ہو رہے تھے۔ان کے جاتے ہی فہیم بھی فلحال سر جھٹکتا واشروم کی سمت بڑھ گیا۔کچھ ہی لمحوں بعد وہ پستہ کلر کی شلوار قمیض پہنے بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے، پرفیوم سپرے کرتے، چوڑی کلائی میں مشہور برینڈ رولیکس کی گھڑی پہنتے اس کا رخ نیچے کی جانب تھا۔اس کے نیچے لاؤنج میں پہنچتے ہی ادیان اسے لیتے باہر کی جانب چل دیا۔رائم ہسپتال کیلیے نکل چکا تھا۔عفان شاہ اور

اذلان شاہ بھی آفس میں ایک ضروری میٹنگ ہونے کی بدولت جاچکے تھے۔لیزے اور انابی معمول کے مطابق اس وقت یونی گئی ہوئی تھی۔ادیان نے فاریہ کا ایڈمیشن اس کے کہے کے مطابق نویں جماعت میں کرادیا تھا لیکن اس کا ارادہ کل سے جانے کا تھا۔

"آپی آپ کچن میں چلیں بچیاں آنے والی ہوگی میں فاریہ کو دیکھ آؤ کل ہلکا ہلکا بخار محسوس ہورہا تھا مجھے۔ناجانے اب طبیعت کیسی ہوگی۔"

عزہ ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھتے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی جو دوپہر کے دو بجارہی تھی۔محرم بھی اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے مسکرا کر کچن کی جانب چل دی۔انہیں خوشی ہوئی تھی کہ عزہ اب فاریہ کے ساتھ ویسا رویہ اختیار نہیں رکھتی اسے ایک ماں کی ضرورت تھی اور محرم کو اب یقین تھا کہ عزہ اسے ویسا پیار محبت لازمی دے گی۔

"ان کا ٹریٹمنٹ پہلے کہاں سے چلتا رہا ہے۔"

ڈاکٹر تنویر نے فہد کے ٹانگ کا پوری طرح معائنہ کرتے پریشانی سے تفشیشی انداز میں استسفار کیا تو ادیان نے ایک سخت نگاہ اس پہ ڈالتے اپنا رخ ڈاکٹر کی جانب کیا تھا اور گلہ کھنکھارتے جیسے اپنی بات کی تمہید باندھی تھی۔ڈاکٹر نے بھی اپنی توجہ اس بارعب شخصیت کی جانب مبذول کرائی جو گرے تھری پیس پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے کلائی پہ مشہور برینڈ ارمانی کی گھڑی پہنے وہ کرسی سے پشت ٹکائے انگلیوں سے شیو سہلا رہا تھا۔ اس کی شخصیت پہلی ہی نظر میں انہیں سحر انگیز لگی تھی۔

"پہلے جو ڈاکٹر اس کا علاج کرتے رہے ہیں بقول میرے ایک کولیگ کے بہت اعلیٰ پائے کے ڈاکٹر تھے جو اس جیسے انسان کو ہی قابو میں نہیں رکھ پائے۔"

وہ طنزیہ نگاہوں سے خاموش بیٹھے فہیم کی جانب دیکھتا سرد لہجے میں بولا تو ڈاکٹر اس کے لہجے میں متبسم سے مسکرائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملائے اس کی جانب جھکے تھے۔

"ہاں جی ینگ مین کیا آپ کا ارادہ نہیں ہے دوبارہ بغیر کسی سہارے کے چلنے کا۔اپنی زندگی کو کھل کر جینے کا۔جہاں تک میں نے سنا ہے آپ کے بارے میں میرے علم کے

مطابق آپ خود بھی ایک ڈاکٹر کے عہدے پہ فائز ہونے کی تعلیم حاصل کررہے ہیں پھر "یہ نون سیریس رویہ۔

انہوں نے متانت سے کہتے اپنی تمام تر سماعتوں کا رخ اب فہیم کی جانب کیا تھا جو ان کی بات پہ چور سا ہوگیا تھا۔ لیکن فلحال انہیں جواب دینا بھی ضروری تھا۔

ڈاکٹر میں نے اس سے پہلے بھی کافی ڈاکٹرز سے چیک اپ کرایا ہے لیکن کسی نے" بھی کوئی خاص امید نہیں دلائی اس بابت تو میں کیسے پھر اس سب کو ڈیل کرسکتا "ہوں۔

وہ اپنی بے بسی ان پہ آشکار کرگیا۔اس کی بات پہ ڈاکٹر تنویر ہولے سے مسکرائے تھے اور اپنا سیکتھوسکوپ اتارتے آرام دہ انداز میں کرسی پہ براجمان ہوئے۔

مطلب میں یہ سمجھو کہ آپ اپنی لائف کو لے کر ناامید ہوچکے ہیں۔ارے پہلا ڈاکٹر دیکھا" ہے جو کسی کیس کو لے کر ناامید ہے۔ہماری شخصیت تو اس قدر مضبوط ہوتی ہے کہ مرنے والے انسان کو زندہ کرنے کی کوشش میں بھی ناکامی نہیں دکھاتے۔ایک انسان کی جان بچانے کیلیے اپنی جانوں پہ لڑجاتے ہیں۔ناامیدی کفر ہے بیٹا جی ہمیں ہمیشہ

اس پاک ذات سے اچھی امید لگانی چاہیے باقی اس پہ منحصر ہے کہ وہ کیسا عطا کرتا ہے لیکن ایک بات کی تصدیق میں پہلے ہی کرسکتا ہوں کہ وہ جو بھی کرتا ہے بے شک اپنے بندوں کیلیے بہترین کرتا ہے جس کا اندازہ ہمیں اس وقت تو نہیں ہوتا لیکن ایک مقررہ وقت پہ ہم پہ وہ چیز آشکار ہوتی ہے۔"

وہ شاید کافی باتونی تھے یا ان کی باتیں مسحور کن تھی کہ ایک لمحے کیلیے وہ بھی ان کے دل موہ لینے والے انداز کو یک ٹک دیکھتے سن رہا تھا۔لیکن ان کی بات کے اختتام پہ شرمندگی سے چہرہ جھکا گیا۔

"تو ڈاکٹر آپ کے مطابق اس کا حل۔"

ادیان کی بھاری سنجیدہ آواز پہ وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئے اور مشفقانہ انداز میں مسکرائے۔

"جی بہت اچھا اور پرسکون حل ہے آپ کو پریشان ہونے کی بلکل ضرورت نہیں ہے۔سب سے اچھا حل جو ہے وہ اس کا آپریشن ہے۔ان کا کیس اس قدر پیچیدہ ہوچکا

ہے ان کی لاپرواہی کی بدولت کہ ہمیں دو آپریشنز کرنے پڑے گے سیکشنز میں۔آپریشن

"یہاں نہیں ہوگا بلکہ آپ کو یو۔کے جانا پڑے گا۔

There is alot of docters who are specialist in this field and i m sure they all do better care of him.

انہوں نے رسانیت سے اپنی بات مکمل کرتے سوالیہ نگاہیں اس کی جانب گھمائی تو ادیان نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔لیکن فہیم کے دماغ میں تو کچھ اور ہی چل رہا تھا۔اس نے بے ساختہ موبائل نکالتے اس میں ایک میل چیک کیا تھا اور تشکرانہ انداز میں آسمان کو دیکھتے آنکھیں میچ لی تھی۔

"ون مور تھنگ اس آپریشن کے بعد ایسا ویسا کوئی بھی ایشو تو نہیں ہوگا دوبارہ۔"

ادیان نے کچھ یاد آنے پہ ان کی تصدیق چاہی تھی۔ڈاکٹر نے شفقت سے مسکراتے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

نہیں بیٹا جی سب ٹھیک ہوگا انشاآللہ اس ذات سے اچھی امید رکھے باقی کی تفصیل آپ" کو وہی جاکر ملے گی آپریشن کیلیے آپ کو تین دن تک یہاں سے نکلنا ہوگا اس کے بعد کا

اگر آپ سوچتے ہیں تو دو مہینے بعد ہی مل سکتا ہے لیکن اگر ممکن ہے تو آپ ایمرجنسی ٹکٹس کا انتظام کرواسکتے ہیں تو ویلن گڈ ہے۔آپ کو بھی جلد ہی سکون میسر آلئے گا۔وہاں جاکر آپ میرا ریفرینس استعمال کیجیے گا۔"

انہوں نے تفصیل ساری ان دونوں کے گوش گزار دی تھی۔ادیان مسکراتے ان سے مصافحہ کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"نائس ٹو میٹ یو ڈاکٹر آپ نے بات کرکے بہت اچھا محسوس ہوا۔انشاآللہ ہم پرسوں ہی وہاں کیلیے نکلتے ہیں۔"

ادیان نے مضبوط اور ہموار لہجے میں بولتے فہیم کو اٹھنے کا اشارہ کیا تو ڈاکٹر تو فقط مسکرادیے البتہ فہیم کو پریشانی ہونے لگی تھی ادیان کی جلدبازی دیکھ کر بمشکل مسکرادیا۔ادھر سے نکلتے ان دونوں کا رخ شاہ ولا کی جانب تھا۔

کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد گاڑی شاہ ولا کے پورچ میں داخل ہوئی تھی۔وہ دونوں آپس میں باتوں میں مصروف جوں ہی گھر کا داخلی دروازہ عبور کرتے اندر داخل ہوئے

لاؤنج میں سب کی غیر موجودگی محسوس کرتے ٹھٹھک گئے تھے۔ادیان نے فہیم کو صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود محرم عزہ کی تلاش میں نگاہیں گھمائی۔

"ارے فاریہ بچے مم اور خالہ کہاں ہے۔"

فاریہ جو کچن سے پانی کا جگ لے کر نکلتے اپنے کمرے میں جارہی تھی۔ادیان کی آواز پہ اپنی سرخ آنکھیں اٹھاتے اس کی سمت دیکھا۔فہیم نے بھی عین اسی وقت اس کی جانب دیکھا تھا لیکن اس کی سرخ ہوتی آنکھیں دیکھ ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے دل کو کوئی مٹھی میں جکڑ رہا ہو۔نگاہوں کا تصادم ہوا تھا بہت گہرا لیکن وہ نگاہیں پھیر گئی تھی۔فہیم تڑپ کر رہ گیا تھا اس بے رخی پہ۔

"جی بھائی وہ لیزے آپی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے مم تو ان کے پاس ہے اور عزہ ماما کچن میں ہے وہ دلیا بنارہی ہیں ان کیلیے۔"

فاریہ نے دھیمے لہجے میں اسے آگاہ کیا اس کے منہ سے لیزے کی طبیعت کا سنتے ہی وہ بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے کی جانب بھاگا تھا۔فہیم نے بھی

بے چینی سے اسے دیکھتے ایک نظر فاریہ پہ ڈالی تھی وہ وہاں سے جانے کو ہر تول رہی تھی۔

"فاریہ۔"

اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس نے پکارا تھا۔اس کی آواز پہ فاریہ کے بڑھتے قدم زمین میں ہی جکڑے گئے تھے لیکن وہ بغیر کوئی جواب دیے پوری پوری ناراضگی کا اظہار کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔فہیم نے غیض کے عالم میں مکہ زور سے صوفے پہ مارا تھا۔

ادیان بھاگنے والے انداز میں کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے اندر داخل ہوا تو وہ محرم کے گود میں سر رکھے مسلسل کھانس رہی تھی۔وہ تڑپتے دل سمیت اس کے قریب پہنچا تو محرم نے اسی وقت اس کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ کب آئے ادیان۔"

محرم کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی۔لیزے جو سونے کی ناکام کوشش کررہی تھی۔ محرم کی آواز پہ چونک کر آنکھیں کھولتی اسے دیکھنے پہ مجبور ہوئی لیکن آنکھوں میں زور نہ پڑتا دیکھ دوبارہ آنکھیں موند گئی۔

"میں ابھی بس آپ بتائیں اسے کیا ہوا ہے۔"

اس نے کہتے ساتھ ہی بیڈ کے دوسری جانب جگہ سنبھالتے اس کی پیشانی کو ہولے سے چھوا تھا جو بخار کی حدت سے گرم ہورہی تھی۔اس نے دھیمے سے اس کے گالوں پہ آئی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔

"کچھ نہیں بس ذرا سی طبیعت خراب ہے ایسی حالت میں ہوتا رہتا ہے وومٹ وغیرہ کررہی ہے میں نے ڈاکٹر کو بلوالیا تھا ابھی بھی عزہ دلیہ بنارہی ہے وہ آتی ہوگی آپ کھلادینا اسے پھر۔"

محرم نے ادیان کو کہتے لیزے کا سر اپنی گود سے اتارتے تکیے پہ رکھا تھا اور ایک نظر اس کے چہرے پہ ڈالی جو زرد پڑرہا تھا۔

مم آپ کیسے کہ رہی ہیں کہ ذرا سی طبیعت خراب "ہے۔ شکل دیکھیں اس کی ایسا "محسوس ہورہا ہے جیسے کسی نے خون نچوڑ لیا ہو اسکا۔

اس کے یوں بے قراری سے کہنے پہ وہ ہولے سے مسکرائی تھی اور دھیمے سے لیزے کی پیشانی پہ لب رکھے تھے۔ انہیں ان کی محبت پہ رشک کے ساتھ ساتھ بے تحاشہ خوشی بھی ہوئی تھی تبھی اس کی پیشانی کو بھی چوما تھا۔

ماں بننا آسان بات تھوڑی ہے ایسے ہی تو نہیں اللہ نے ماں کے قدموں تلے جنت" "رکھی۔

انہوں نے متانت سے سمجھایا تو وہ بجھے دل کے ساتھ اثبات میں سر ہلاگیا اور لیزے کے اوپر کمفرٹر درست کیا تھا۔

اچھا میں جارہی ہوں خیال کرنا یہ ایک ہی پین کلر ہے بس جو ڈاکٹر نے دی ہے۔ ابھی" "عزہ آجائے گی دلیہ دینے لگتا ہے آگئی رکو۔

وہ اسے ہدایت کرتے ہوئے گویا ہوئی معاً دروازے پہ ہونے والے کھٹکے کی آواز پہ وہ مسکراتے لہجے میں بولی تو ادیان نے بھی اپنا کوٹ اتارتے ہینگ کیا اور ساتھ ہی ٹائی کی

ناٹ ڈھیلی کی تھی۔ فلحال اس کی طبیعت کے پیشِ نظر وہ ہسپتال جانے کا ارادہ بلکل ترک کرچکا تھا۔ عزہ نے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پہ ٹرے رکھی اور ایک نگاہ ان دونوں کو دیکھتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"لیزے۔"

ان کے جاتے ہی ادیان نے اس کے قریب ہی جگہ سنبھالتے اس کے بال سنوارتے اسے پکارا لیکن وہ ہنوز نیند میں ہی گم تھی۔ ادیان نے اس کے شانوں کے گرد بازو حائل کرتے اسے آرام سے اٹھا کر بٹھایا تھا وہ تو جیسے نڈھال ہی ہوئی پڑی تھی۔

"دیان مجھے کچھ نہیں کھانا۔ نہیں کھایا جائے گا۔"

وہ نم نگاہوں سے اسے دیکھتے تکلیف سے بولی تھی۔ سب کچھ وومٹ کی وجہ سے باہر آچکا تھا تبھی خالی پیٹ بولے کی بدولت مشکل پیش آرہی تھی۔

"نو مور آرگیومنٹس شاباش اٹھو اور یہ کھاؤ ورنہ مجھے غصہ آنے میں ایک لمحہ نہیں لگنا۔"

اس کی تنبیہی آواز پہ لیزے نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے منہ بسورا تھا۔ادیان نے جوں ہی چمچ اس کے لبوں کے قریب کیا تو وہ لب بھینچ گئی۔لیکن اس کی گھوریوں کو دیکھتے وہ حلق تر کرتے لب واں کرگئی۔

"کہاں تھا میں نے کہ کھل کی تھکاوٹ ہوگی یونی مت جاؤ لیکن نہیں محترمہ نے وہ کام لازمی کرنا ہے جس سے میں انکار کرتا ہوں ہے نا۔"

وہ اشتعال آمیز لہجے میں بولا تھا۔لیزے نے کھسیا کر اس کی جانب دیکھا۔سہی ہی تو کہہ رہا تھا وہ اس نے اتنا منع کیا تھا جانے سے لیکن اس نے اس حالت میں بھی ایک ضروری لیکچر کہ کر جانا ضروری سمجھا تھا۔

"ادیان میرا دل خراب ہورہا ہے میں یہی اگل دوں کیا۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے جیسے اسے چکمہ دینے کی کوششوں میں تھی۔ادیان نے سخت کڑی نگاہ اس پہ ڈالی۔

"میرے ساتھ یہ فضول کے ڈرامے لگانے کی ضرورت نہیں ہے چپ کرکے منہ کھولو لیزے۔تمہاری طبیعت پہ کوئی کومپرومائز نہیں۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے دیکھتے آخر میں پچکارتے ہوئے گویا ہوا۔

"آپ کے ساتھ تو انسان ضدیں بھی نہیں لگا سکتا۔"

وہ رندھے لہجے میں بولی تھی۔

"جب جانتی ہو تو کیوں ایسی ناحق کوششیں کرتی ہوں بیوی۔"

وہ بھی جواباً اسے چڑانے کی خاطر بولا تھا۔لیزے نے ایک شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

اسے زبردستی دوائی کھلاتے ادیان نے اسے لٹانا چاہا تھا لیکن وہ منہ بسورتے وہی بیٹھی رہی۔ادیان نے اس کے ساتھ ہی بیٹھتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائی تھی۔کچھ ہی لمحوں بعد اپنے کندھے پہ سر محسوس کرتے اسے علم ہوچکا تھا کہ دوسری جانب سے ناراضگی ختم ہوچکی ہے۔اس نے مسکراتے ہوئے اس کے گرد گھیرا بنایا تھا اور اس کے بالوں پہ لب رکھے تھے۔وہ جانتا تھا کہ وہ کیا سننا چاہتی ہے۔

"آئی لو یو میری میرے چھوٹو سے بے بی۔$

وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو لبوں سے چھوتے ہوئے محبت بھرے انداز میں گویا ہوا تو لیزے نے مسکراتی نگاہیں اس کی جانب اٹھائی تھی۔ادیان نے اس کی آنکھوں کو اپنے پرحدت لمس سے روشناس کرایا تھا۔

"بٹ آئی ہیٹ یو۔"

جواباً اس کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو ادیان نے مصنوعی حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

ارے ایسے مت دیکھے کہتے ہیں کہ جب آپ کو کوئی پیار بھرا جملہ بولے تو اسے اس کا" "جواب الٹ دینا چاہیے اس طرح کسی بھی نظر نہیں لگتی اپنی بھی نہیں۔

اس نے اپنی جانب سے ہنستے ہوئے دلیل دی تھی۔ادیان نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا تھا جو کچھ بھی بولتی تھی۔

"میری جھلی بیوی۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا معاً اس کی نگاہ اس کے سوجھے ہوئے پاؤں پہ پڑی تھی اس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"لیزے یہ پاؤں میں کیا ہوا۔"

ادیان نے اس کے گرد حصار ڈھیلا کرتے پریشانی سے استسفار کیا تو لیزے نے اپنی اس کی شکل دیکھتے ہنستے ہوئے اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارا تھا۔

کچھ نہیں ہے ادیان کل بس کافی چلی ہوں نہ بس اسی لیے بس آپ پریشان مت ہو"

"اور ہوجاتا ہے میں نے ماما سے پوچھا تھا۔

اس نے اسے پرسکون کرتے تسلی دینا چاہی تھی لیکن ادیان کو تو اب کسی صورت چین نہیں تھا۔

"کوئی حل بتایا انہوں نے۔"

اس نے بھنویں اچکاتے استسفار کیا تو لیزے نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

جی بس انہوں نے کہا تھا کہ مالش کرلیا کرو کل رات کو میں نے کرلی تھی ہوجائے گا"

"ٹھیک۔

وہ ایک بار پھر اس کے کندھے پہ سر رکھتے بولی لیکن ادیان کا دماغ تو فلحال مالش پہ ہی اڑ گیا تھا تبھی سرعت سے فون کرتے تیل منگوایا جو کچھ ہی لمحوں میں ملازمہ دے گئی تھی۔

"ادیان یہ کیا کر رہے ہیں۔"

وہ اسے اپنے پیروں کے قریب بیٹھتا دیکھ بدک کر دو قدم پیچھے کھسکتی ہونق پن سے بولی تو ادیان نے افسوس سے اس کی جانب دیکھا۔ادیان نے اس کے تاثرات کو کسی بھی کھاتے میں لائے بغیر اس کے پیروں کو تھاما تھا لیزے کے پورے وجود پہ سنسناہٹ سی دوڑ گئی اس کا لمس اپنے پیروں پہ محسوس کرتے۔

پرسکون ہوکر لیٹ جاؤ چلو شاباش میری جان بس ہلکی سی مالش کرتے میں آفس چلا"

"جاؤں گا تم سو جانا پھر اوکے۔

وہ محبت سے اس کی پیروں کی مالش کرتے گویا ہوا تو لیزے نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔آنکھوں سے صرف محبت ہی جھلک رہی تھی۔

تم جانتی ہو کہ وہ لڑکیاں کس قدر خوش قسمت ہوتی ہے جن کے شوہر ایسی حالت میں" بیویوں کا پورا ساتھ دیتے ہیں۔جنہیں اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی بیوی ان کی اولاد کو ہی جنم دینے والی ہے۔اس دنیا میں لانے والی ہے۔ایسی حالت میں شوہر ہی بیوی کیلیے ایک سایہ دار شجر کی مانند ہوتا ہے جو بچوں کی طرح اس کے لاڈ اٹھاتا ہے اس کے موڈ سوینگز "کا خیال کرتا ہے۔

اس کی سماعتوں میں کچھ دنوں پہلے ہونے والی روشی کے ساتھ والی گفتگو لہرائی تو وہ بھی یہ سب سوچتے آسودگی سے آنکھیں موند گئی۔تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسے اپنی پیشانی پہ کسی کا لمس محسوس ہوا تھا لیکن پھر اس کا ذہن ایک بار پھر نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔

"بھابی آپ بور ہو رہی ہیں نہ۔"

خان ہاؤس کے لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے ضرار نے انتہائی سنجیدگی سے امائزہ کو مخاطب کیا جو پوری دلجمعی سے ٹی۔وی کی جانب متوجہ تھی۔ اس کی بات کرنے کے سنجیدہ انداز پر امائزہ نے اس کی جانب دیکھا جو صرف اسی وقت سنجیدہ دکھتا تھا جب اس کے خرافاتی دماغ میں کوئی کھچڑی پک رہی ہو۔

"نہیں میں ٹی۔وی دیکھ ہوں البتہ آپ بور ہوتے ہوئے لگ رہے ہو کیا ایسا ہی ہے۔"

امائزہ نے بھی اس کی جانب دیکھتے طنزیہ انداز میں کہا۔

اس کی بات پر اس نے بغیر کسی تردد کے نفی میں سر ہلایا۔

ایکچولی ہاں میرا مطلب نہیں میں خود پریشان ہوں سوچ رہا ہوں کچھ الگ کیا جائے آپکا" "کیا خیال ہے۔

اس نے انکھوں میں چمک لئے سوال کیا جس پر امائزہ اسے دیکھتی رہ گئی۔ جو ہر تھوڑی دیر میں کچھ نہ کچھ کر کے بھی بور ہوتا رہتا ہے۔

میرا کوئی خیال نہیں ہے چلو اپنی بکس لے کر بیٹھو کبھی پڑھائی کا خیال نہیں آتا خود" "سے۔

مازہ اسے ڈانٹنے والے انداز میں گھورتے ہوئے کہا جس پر وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"مجھ سے زیادہ میری پڑھائی کا خیال آپ لوگوں کو آجاتا ہے ناں اس لئے یہ خیال مجھے نہیں آتا ویسے میں سوچ رہا ہوں آپ کافی تھک گئی ہیں ناں چلیں تھوڑی دیر ریسٹ کر لیں اٹھیں جلدی چلیں بھی اب۔"

ضرار نے جل بھن کرکہتے ایکدم ہی اسے چونک کر آرام کا کہا جس پر وہ چونکی تھی کہ اتنا تو اس نے کچھ کیا ہی نہیں تھا کہ تھک جاتی پھر اسے اچانک کیا ہوا ہے جو وہ اسے آرام کرنے کا بول رہا تھا۔

"میں بلکل نہیں تھکی اب تم چپ کر کے بیٹھو ورنہ فون کروں رائم کو۔"

امائزہ نے ڈپٹتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"غلط بات ہے بھابھی بھائی سے مت ڈرائیں ویسے آپ کی ڈانٹ بھی ڈانٹ نہیں لگتی۔"

وہ مسخرے پن سے کہتے ہوئے دوبارہ سکون سے بیٹھ گیا پھر کچھ یاد کرتے اٹھا۔

اچھا چلیں ناں مجھے پتہ ہے آج آپ نے بہت بہت کام کیا ہے تھک گئیں ہیں"

"تھوڑی دیر ریسٹ کر لیں۔

اسے اس کی جگہ سے اٹھاتے ہوئے میسنے پن سے کہا مازہ تو اس کی ایک ہی تکرار پہ چڑ ہی گئی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے ضرار طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔"

اس کے اچھنبے سے پوچھنے پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

"جی میری تو ٹھیک ہے البتہ آپکی شاید خراب ہوجائے کچھ دیر میں۔"

اس نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا جسے سننے میں امائزہ ناکام رہی۔

اچھا دیکھیں ناں ماما بھی ریسٹ کر رہی ہیں دادو بھی بابا اور بھائی ہیں نہیں میں بھی"

جارہا ہوں روم میں آپ اکیلے بیٹھ کر کیا کریں گی جائیں آپ بھی ریسٹ کر لیں پھر تھوڑی

"دیر بعد اٹھ کر کام وغیرہ دیکھ لیجیے گا۔

ضرار کے دوبارہ کہنے پر وہ بھی کچھ سوچ میں پڑ گئی کہ باقی سب بھی اپنے کمروں میں دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کر رہے تھے اب ضرار بھی جانے لگا تھا تو وہ اکیلی لاؤنج میں کیا

کرتی یہی سوچ کر وہ بھی اس کی بات سے تائید کرتے اٹھ کھڑی ہوئی مگر ضرار کا اتنا بولنا اسے کچھ کھٹک رہا تھا معاً سر جھٹکتے روم کی جانب چل دی۔

جبکہ ضرار بھی اس کے جاتے ہی پراسرار سا مسکراتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

ابھی اسے آرام کرتے ہوئے قریباً آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ اچانک رائم کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے عجلت میں گھبرایے چہرے سمیت داخل ہوا۔

اسے یوں ہڑبڑاہٹ میں آتا دیکھ کر وہ جو نیند میں جانے والی تھی خود بھی گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔اور ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے سے پریشانی صاف جھلک رہی تھی

"رائم کیا ہوا خیریت ہے آپ یوں اچانک۔"

اس نے اٹھتے ساتھ ہی تابڑ توڑ سوال شروع کر دیئے تو رائم نے تفکر بھرے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

تم اٹھی کیوں ہو لیٹی رہو بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے صبح تک تو ٹھیک تھیں اچانک کیا ہوا"

"طبیعت کو۔

رائم نے اسے دوبارہ کندھوں سے پکڑ کر لیٹاتے ماتھا چھوتے ساتھ اس کی بات کر نظر انداز کئے سوال کیا جس پر وہ ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے کچھ بھی نہیں ہوا رائم کیا کہہ رہے ہیں آپ بلکل ٹھیک ہوں میں دیکھیں۔"

اس نے رائم کو تسلی دینے کی خاطر کہا جس پر وہ ایک لمحے کو رکا پھر کچھ ٹھٹھکا۔

مطلب تم ٹھیک ہو کچھ بھی نہیں ہوا اففف شکر ہے اللہ کا پتہ ہے میں کتنا پریشان" "ہوگیا تھا کہ اچانک جانے کیا ہوگیا ہے۔

اس نے سرد سانس فضا میں خارج کرتے کہا جس پر امائزہ کے دماغ میں سرعت سے کچھ کلک ہوا۔

ایک منٹ پہلے یہ بتائیں کے آپ کو کہا کس نے میری طبیعت خراب ہے میں تو بلکل" "ٹھیک ہوں اور میں نے تو کہا بھی نہیں تو پھر۔

وہ کچھ سوچ کر رکی معاً ایکدم ہی دونوں کی مشترکہ آواز کمرے کی خاموش فضا مین گونجی۔

"ضرار۔"

افف رائم اس نے مجھے زبردستی روم میں بھیجا کہ سب ریسٹ کر رہے ہیں تو آپ بھی" کرلیں بہت زیادہ کہنے لگا تھا پھر کہا کہ میں بھی روم میں جارہا ہوں تو میں اکیلی ہوجاتی "اس لئے آگئی مجھے نہیں پتہ تھا وہ کچھ کہے گا آپکو۔

مازہ نے جلدی سے ساری بات بتائی تو وہ دانت پیس کر رہ گیا اور مازہ کے پوچھنے پہ ساری بات مازہ کے گوش گزار کی کہ کیسے اسے اس نے گھر بلایا ہے۔

"رائم بھائی ایک مسئلہ ہوگیا ہے۔"

ضرار نے فون کان سے لگاتے روہانسی آواز میں اسے مخاطب کیا جس پر رائم کا ماتھا بری طرح ٹھٹھکا۔

"خیریت ہے ضرار کیا بات ہے بولو اتنے پریشان کیوں ہو۔"

رائم نے اس کی پریشانی بھانپتے استفسار کیا جس پر اس کی گھبرائی ہوئی آواز سپیکر سے گونجی۔

نہیں بھائی وہ بھائی میرا مطلب بھابھی کی "طبیعت اچانک خراب ہوگئی ہے آپ۔آپ "جلدی آئیں پلیز۔

ضرار کی بات پر رائم بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے پریشانی سے کرسی کھینچتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا ہے ضرار مازہ کو صبح تو ٹھیک تھی خیر تو ہے۔"

رائم کے پوچھنے پر دو منٹ کی خاموشی کے بعد پھر ضرار کی آواز اسپیکر میں گونجی۔

"نہیں بھائی آپ جلدی آجائیں پتہ نہیں کیا ہوا ہے بھابھی کو بس آپ آجائیں۔"

اس کی تفکر بھری آواز پر رائم ریسیپشن پر اپنے گھر جانے کی اطلاع دیتا وہ عجلت میں باہر کی جانب بھاگا۔

اچھا اچھا ٹھیک کے تم پریشان مت ہو میں بس ابھی پہنچ رہا ہوں ٹھیک ہے تب تک"

"تم خیال رکھنا اس کا میں بس ابھی آیا۔

رائم نے تسلی دیتے گھر کی جانب گاڑی بھگائی جبکہ اس کی بات پر ضرار اوکے بھائی کہہ کر فون رکھتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر شیطانی مسکراہٹ سمیت آنکھیں میچ گیا دیا۔

رائم کے ساری بات بتا دینے کے بعد دروازے کے باہر کھڑے ضرار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"یار بھائی اتنی جلدی بیوقوف بن گئے آپ ہاہاہا۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے اندر داخل ہوا تو رائم اور مازہ کی خونخوار نظریں خود پہ محسوس کر کے ایک لمحے کو رک کر دوبارہ کھلکھلا اٹھا۔

"تم نہیں بچتے مجھ سے ضرار۔"

رائم نے غراتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑ لگائی جو اس سے بچاؤ کیلیے نیچے کی جانب بھاگا تھا جبکہ مازہ بھی ان دونوں کے پیچھے باہر کی جانب گئ تھی۔

"آرام سے رائم ضرار کیا کر رہے ہیں دونوں لگ نہیں جائے۔"

ان دونوں کو آگے پیچھے بھاگتے دیکھ وہ بولی تھی جس پر رائم نے رک کر اسے دیکھا جبکہ ضرار نے موقع پاتے مزید اگے کی جانب دوڑ لگائی۔

بھائی میں بتا رہا ہوں آپ نے کچھ کہا تو یہ ویڈیو سب کو دے دینی ہے میں کہ کیسے آپ" "بیوقوف بن گئے ایک چھوٹے بچے سے۔

ضرار کی بات پر وہ حیران ہوتا مزید تیزی سے اس کے پیچھے لپکا تھا جو اس کی عزت کا فالودہ بنانا چاہتا تھا معاً کچھ ہی دیر کی ان تھک کوشش کے بعد وہ اسے اپنے شکنجے میں لیتا گویا ہوا۔

"ہاں بیٹا کیا کہہ رہے تھے ویڈیو دو گے سب کو شاباش اب سینڈ کرنا۔"

رائم نے اس کے ہاتھ سے آئی پیڈ لیتے اس میں سے سب سے پہلے وہ ویڈیو ڈیلیٹ کرتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں کہا جس پر وہ منہ بسور کر رہ گیا۔

"یار بھائی آپ سب مصروف رہتے ہیں میں کیا کروں پھر کچھ تو کرنا ہے ناں تو آپ کو تنگ کر لیتا ہوں اب ایسے ظلم تو ناں کریں اکلوتا بھائی ہوں آپکا۔"

ضرار نے دہائی دینے کے انداز میں کہا جس پر امائزہ کا کب سے ضبط کیا ہوا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"دیکھیں اگر میں ایسا نہیں کرتا تو ابھی بھابھی کیسے ہنستی۔"

اس نے ایک اور جواز پیش کیا جس پر رائم نے ایک خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مزاق مستی کی ایک حد ہوتی ہے ضرار سب ٹھیک ہے لیکن جو حرکت آج آپ نے کی ہے پتہ ہے کتنا پریشان ہوگیا تھا میں کے بنا کسی چیز کی پرواہ کئے یہاں پہنچا ہوں اللہ نہ کرے اس مزاق میں کچھ غلط ہوجاتا تو۔"

رائم نے اب کہ سمجھانے والے انداز میں کہا تو وہ بھی کھسیاتے اثبات میں سر ہلا گیا کہ اسے اپنی غلطی کا احساس اب ہوا تھا۔

"سوری بھائی اب سے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔"

ضرار کے معصومیت سے کہنے پر وہ دونوں مسکرا دیئے۔

پھر یونہی کچھ دیر ساتھ بیٹھ کر رائم نے ان کے ساتھ کچھ وقت گزار کر کھانا کھایا اور پھر ہاسپٹل کا رخ کیا۔

آج اتوار کا دن تھا تو شاہ ولا کے تمام مکین لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔لیزے کی طبیعت خرابی کی بدولت ادیان انہیں ڈاکٹر سے ہونے والی ملاقات تفصیل سے نہیں بتا پایا تھا۔اب اس کی طبیعت میں کچھ سدھار آیا تھا تبھی وہ پرسکون بیٹھے تھے۔معاً اذلان شاہ کی پروقار آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی وہ جو موبائل پہ کسی سے

کال پہ مصروف تھا چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوا اور کال پہ موجود مقابل افراد کو الوداعی کلمات کہتے کال کاٹ دی۔

"جی ڈیڈ۔"

اس نے سنجیدگی سے جواب دیا اور اپنا رخ ان کی جانب کرتے صوفے سے پشت ٹکالی۔عفان شاہ جو ابھی ابھی فریش ہوکر کمرے سے نیچے آئے تھے قمیض کے کف فولڈ کرتے اذلان شاہ کے ساتھ ہی جگہ سنبھال گئے۔فہیم بھی تھکن ذدہ چہرے سمیت وہی موجود تھا۔انابی کسی ضروری اسمائنمنٹ کی بدولت صبح سے اپنے کمرے میں بند تھی البتہ لیزے محرم اور عزہ سمیت کچن میں ان کی مدد کروارہی تھی۔محرم نے بارہا بار اسے ٹوکا تھا کیونکہ وہ اس کی نازک طبیعت کے بارے میں اچھے سے آگاہ تھی کہ ذرا سا کام کیا نہیں اور وہاں طبیعت خراب ہوجاتی تھی اس کی۔

آپ نے کل کی ملاقات کے متعلق نہیں بتایا ڈاکٹر سے کیا بات ہوئی فہیم کے علاج" کے متعلق۔"

انہوں نے سنجیدگی سے استسفار کیا تو ادیان نے ایک نگاہ فہیم پہ ڈالی تھی۔

"جی ڈیڈ آپ نے سہی کہا تھا کہ آپریشن والے معاملات ہیں یہاں اور اس ڈاکٹر نے بھی آپریشن کا ہی کہا ہے اور کافی تسلی دی ہے کہ اس کے بعد فہیم سکون سے چلنے پھرنے کا قابل ہو جائے گا۔"

ادیان نے متوازن لہجے میں بولتے انہیں آگاہ کیا تھا۔ جبکہ باقی سب کے چہروں پہ اس کی بات سے ہی رونق سی آگئی تھی۔ فاریہ جو حجاب سٹائل میں ڈوپٹہ سر پہ اوڑھتی اس جانب ہی آرہی تھی ادیان کی بات پہ دل ہی دل میں تشکر سے مسکرادی تھی۔ اس دن کائنات کی باتوں کا اسے بھی برا لگا تھا بے تحاشہ لگا تھا لیکن وہ اس وقت ایک لڑکی ہونے کی بدولت کچھ نہیں بول پائی تھی لیکن اب اسے سمجھ آچکی تھی کہ شاید اس کا نا بولنا ہی فہیم کے ذخموں کو مزید ہوا دے گیا ہے اگر وہ اس دن اس کے حق میں کچھ یا ایک لفظ بھی ادا کرتی تو وہ بھی اس کیلیے مسیحائی کا ذریعہ بن جاتا۔ وہ یقیناً اس سے خوش ہوتا لیکن اس کی ذات سے فہیم کو مزید ناامیدی ہی ملی تھی۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن پہل کرنے میں ایک جھجھک آڑے آرہی تھی۔ عفان شاہ نے اسے قریب آتا دیکھ اپنا بازو پھیلایا تو وہ جھجھکتے ہوئے ان کے بازوؤں میں آسمائی تھی۔ اس بات میں

کوئی شک نہیں تھا کہ اس گھر سے اسے اس کی امیدوں سے بھر کر ملا تھا۔سب اس سے گھر کا سب سے چھوٹا فرد ہونے کی بدولت بچوں کی طرح ٹریٹ کرتے تھے اور وہ خود کو خوش قسمت ترین گردانتی تھی۔اس نے بیٹھتے ساتھ ہی ایک مسکراتی طائرانہ نگاہ سب مکینوں پہ ڈالی تھی اور چور نگاہ اپنے دائیں جانب کچھ فاصلے پہ بیٹھے فہیم پہ ڈالی تو وہ اسی کی جانب دیکھ رہا تھا وہ اپنی ہی بے اختیاری پہ شرمندہ ہوتے نگاہیں جھکا گئی۔

"اچھا کس ہسپتال میں انہوں نے علاج کی تاکید کی ہے۔"

عفان شاہ نے کچھ سوچتے ہوئے استسفار کیا تو ادیان نے ایک خاموش نگاہ فہیم پہ ڈالی تھی کیونکہ وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ باہر کے کسی بھی ملک جانے کے معاملے میں وہ سب سنتے کچھ پریشان ہوجاتے ہیں لیکن فلحال بتانا تو تھا ہی تبھی گلہ کھنکھارتے بات کی تہمید باندھی۔اسی دوران لیزے پہ کچن سے چائے کی ٹرے لیتے ان تک آئی اور ٹرے وسط میں رکھے کانچ کے میز پہ رکھتے سب کو چائے سرو کی۔اور آخر میں ادیان کو کافی کا مگ پکڑاتے خود بھی اپنا کپ لیتے وہی جگہ سنبھال گئی۔اب گھر کے سب افراد وہی موجود تھے اور ادیان کو یہی وقت بات کرنے کیلیے بہترین لگا تھا۔

چاچو دراصل انہوں نے یہاں کا کوئی ہسپتال سجیسٹ نہیں کیا ہمیں۔انہوں نے یو۔"
"کے جانے کا کہا ہے وہاں کچھ سپیشلسٹ ہے۔

اس نے آدھی ادھوری بات کرتے سب کے چہرے کے تاثرات جانچے جو فلحال تو تفکر بھرے تھے تبھی اس نے اپنی بات کا آغاز کیا۔

اور میں ایمرجنسی ٹکٹس بھی بک کرواچکا ہوں۔کل شام ہم دونوں یہاں سے یو۔کے"
"فلائی کرجائیں گے۔

اس نے بالاخر وہاں موجود ایک ایک افراد کی سماعتوں پہ بم پھوڑا تھا۔لیزے کا لبوں کا لگاتا کپ وہی ٹھہر گیا اس نے ہونقوں کی طرح ادیان کی جانب دیکھا تھا۔اذلان شاہ کے چہرے کے تاثرات بھی بگڑے تھے۔

نہیں بیٹا جی یہ بھی بتانے کی کیا ضرورت تھی آپریشن وغیرہ کروا کر ہی اطلاع دے"
"دیتے۔

وہ اس کی بات پہ میٹھا سا طنز کرنا نہیں بھولے تھے۔ادیان نے چہرہ جھکاتے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"ڈیڈ بتانا ضروری تھا کیونکہ بالفرض اگر راستے میں کوئی حادثہ پیش۔"

"ادیان سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔"

محرم تو جیسے اس کی بات پہ تڑپ ہی اٹھی تھی تبھی اس کی بات سختی سے کاٹتے کاٹ دار لہجے میں بولی تھی۔ادیان کو ماحول کے گھمبیر ہونے کا اندازہ ہوا تھا۔

"ادیان آپ عفان کی بھی ٹکٹ بک کراؤ وہ بھی آپ کے ساتھ ہی جائے گا۔"

اذلان شاہ نے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے تحکمانہ انداز میں اسے ہدایت کی لیکن وہ بھی انہی انداز میں ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا کیونکہ اب وہ ایک اور بم پھینکنے والا تھا۔

"سوری ڈیڈ لیکن اب یہ ممکن نہیں ہے صرف دو سیٹس ہی فری تھی تو وہ تو ہم دونوں کی ہی بک ہوپائی ہے۔"

اس نے سکون سے بولتے باقی سب کو بے سکون کیا تھا۔عزہ نے تو اس چیز پہ بے ساختہ شکر ادا کیا تھا کہ ان کا بیٹا بلکل ٹھیک ہوجائے گا۔وہ نم نگاہوں سے اسے

دیکھتی ہنس دی تھی جبکہ لیزے ابھی بھی گم صم بیٹھی شکایتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"پتہ نہیں ادیان آپ کب سدھرو گے۔یہ کوئی طریقہ ہوتا ہے بتانے کا اگر بتادیتے تو عفان نہیں تو کم از کم لیزے ہی آپ لوگوں کے ساتھ چلی جاتی ساتھ ایک عورت کا ہونا بہت حوصلہ ہوجاتا ہے۔"

محرم نے اپنے مطابق بہت سمجھداری والی بات کی تھی لیکن وہ ادیان ہی کیا جو دوسروں کی باتوں پہ کبھی عمل پیرا ہوا ہو۔وہ سنتا سب کی تھا لیکن کرتا اپنے دل کی تھا۔

"لیزے کو تو میں قطعی نہ لے کر جاتا ویسے بھی اس کا سفر بند ہے میں کسی بھی قسم کا رسک نہیں لے سکتا فلحال اسے توجہ کی ضرورت ہے اور دوسری بات بتانے کی تو یہ سب کچھ بہت جلدبازی میں ہوا ہے میں جلد از جلد فہیم کو اپنے پیروں پہ کھڑا دیکھنا چاہتا ہوں۔فلحال مزید کسی قسم کی خواہش نہیں ہے۔"

وہ پہلی بات سخت انداز میں جبکہ دوسری بات ہموار لہجے میں بولا تھا تو سب نے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔

اسے توجہ کی تو ضرورت ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اس دوران سب سے زیادہ "شوہر کی توجہ ہی چاہیے ہوتی ہے۔"

عزہ نے اسے لگے ہاتھوں لتاڑا تھا۔ادیان نے تھک ہار کر گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

لیزے نے دل ہی دل میں اس سے ناراض ہوتے دانت پیسے تھے۔ادیان نے اپنی نگاہوں کا رخ اب اپنے ساتھ بیٹھی لیزے پہ کیا تھا جو سفید اور گلابی امتزاج کا نہایت کی دیدہ زیب فراک پہنے بالوں کو اونچی پونی میں مقید کیا ہوا تھا اس لمحے وہ اسے نازک سی گڑیا ہی لگی تھی۔وہ اس کی آنکھوں میں تحریر ناراضگی کو بھانپ چکا تھا۔ تبھی اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں کمرے میں چلنے کا اشارہ کیا تھا لیکن وہ اس کا اشارہ سمجھتے ہی بے رخی سے اپنا رخ فاریہ کی جانب کرگئی تھی۔

"لیزے ذرا کمرے میں آؤ۔مجھے کچھ کام ہے۔"

اس نے براہ راست اسے مخاطب کرتے چبا چبا کر جیسے جتایا تھا تو سب کی موجودگی میں اسے یوں مخاطب کرنے پہ کچھ دیر پہلے ہی آئی انابی نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی

جانب دیکھا تھا وہ شرم سے پانی پانی ہوگئی۔ایک یہ انسان اور اس انسان کا بے باک انداز کبھی نہیں بدل سکتا تھا۔

"بس اور کچھ آتا ہو یا نہ آتا ہو مجھ پہ حکم چلانا تو بخوبی آتا ہے انہیں۔"

وہ جلتی نگاہوں سے اسے دیکھتی بڑبڑائی۔اس کے زیرک کان لیزے کی سرگوشی سے محروم نہ رہ سکے تھے اس نے ستائشی انداز میں لیزے کی جانب دیکھا جو ابھی بھی سکون سے صوفے پہ پسارے بیٹھی تھی۔

"حکم بھی اپنی چیزوں پہ ہی چلایا جاتا ہے۔"

اس نے جیسے انہی الفاظوں میں بہت کچھ جتایا تھا لیکن وہ لیزے ہی کیا جو اس کی معنی خیر باتوں کا بھرتا نہ بنائے۔

"میں کوئی چیز ویز نہیں ہوں۔"

وہ سب کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر تنک کر بولی تو سب نے حیرت سے اس کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھا تھا۔

"اب کیا سب کے سامنے واضح لفظوں میں بتادوں کہ آپ میرے لیے کیا ہے محترمہ۔"

وہ والہانہ نگاہوں سے اسے دیکھتے پرتپش لہجے میں گویا ہوا تو وہ سٹپٹاتے ہوئے لہو چھلکاتے چہرے سمیت پیر پٹختے اوپر کی جانب چل دی۔ادیان نے بھی نفی میں سر ہلاتے اس کی تلقید میں قدم بڑھائے تھے۔

وہ کمرے میں داخل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑبڑانے کا فریضہ بھی سر انجام دے رہی تھی۔ایک تو ادیان جارہا تھا یہ بات تو چلو ٹھیک تھی لیکن کل جارہا ہے اور اسے بتانا بھی گوارا نہیں کیا یہ بات سوچ سوچ کر ہی اس کے دل میں ہول اٹھ رہے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ سر جھٹکتے وارڈروب کے ایک جانب رکھا سوٹ کیس گھسیٹتی اپنے ہاتھوں پہ کسی کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت محسوس کرتے اس کی نظر اس کے ہاتھوں پہ رکی تھی جس میں بلیو ڈائل کی گھڑی جگ مگ کررہی تھی۔لیزے نے بے ساختہ نگاہوں کا رخ بدلا۔لیزے تن فن کرتی وہاں سے دور ہٹی تھی اور وارڈروب میں چہرہ گھساتے اس کے کپڑے نکالنے لگی۔ادیان جانتا تھا کہ یہ اس کی ناراضگی کا واضح اظہار ہے۔

سوٹ کیس تو پکڑ ہی لیا ہے تو کپڑے بھی خود ہی پیک کرلیں سب کچھ تو آپ بتائے" "بغیر کرلیتے ہیں میرے سوتے ہوئے ہی پیکنگ کر کے چلے جاتے۔

وہ چڑ کر بولی اور گہرے گہرے سانس بھرتی وارڈروب کا دروازہ پٹختے بیڈ پہ اکر بیٹھ گئی جیسے اپنے آنسوؤں پہ قابو پانا چاہ رہی ہو۔

"اچھا اگر میں بتائے بغیر یہاں سے تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہوجاتا تو تمہیں کیسا لگتا۔$

اس نے فلحال کیلیے اپنی تمام سرگرمیوں کو ترک کرتے اپنی تمام تر توجہ اپنے سامنے کھڑی اس کامنی سے وجود کی جانب مبذول کی تھی جو اب بار بار پلکیں جھپکتی آنسوؤں کو اندر دھکیل رہی تھی۔ادیان نے محبت سے اس کی بھیگی دراز پلکوں کو چھوا تھا۔لیزے کی پلکیں گلابی عارض پہ سایہ فگن ہوئی تھی۔

زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا ایک دن روتی دو دن روتی پھر اپنے آپ کو سمجھالیتی نہ کہ آپ کو" "میرے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

وہ چہرے پہ جھولتی آوازہ لٹوں کو کانوں پہ پیچھے اڑستے ہوئے دھیمے مگر پرشکوہ انداز میں گویا ہوئی تو ادیان نے سرد تاثرات سمیت سختی سے اسے اپنے حصار میں لیا تھا اور اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔

تمہاری یہ آنکھیں بھیگنے سے"

تمہارے لبوں کی میٹھی سی ہنسی سے

تمہارے یوں منہ بنا کر ناراضگی جتانے سے

تمہارے ان آنکھوں کے ذریعے شکووں سے

حتیٰ کہ تم سے جڑی ہر چیز سے صرف اور صرف ادیان شاہ کو ہی فرق پڑتا ہے۔تو آئندہ غلطی سے بھی یہ بات مت کرنا کہ ادیان کیلیے تم کوئی اہمیت نہیں رکھتی کیونکہ میری زندگی میں جو تمہاری اہمیت ہے وہ کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔"

وہ اس کے دونوں گالوں پہ اپنا لمس لمس چھوڑتے اسے مزید رونے پہ مجبور کر گیا تھا۔وہ اس کے سینے سے ہی لگی رو دی تھی۔وہ جانتا تھا کہ یہ وقت مشکل ہے لیکن بے شک مشکل کے ساتھ ہی آسانی ہے۔

"اگر اہمیت ہوتی تو آپ مجھے بتاتے۔اور کوئی اور بھی تو جا سکتا تھا۔"

اس نے ایک اور جواز پیش کیا۔

"میں نے پہلے بھی یہ بات تم سے کہی ہے لیزے اور آج پھر کہہ رہا ہوں میں ہر رشتے کو متوازن انداز میں لے کر چلنا جانتا ہوں مجھے بلکل اچھا نہیں لگتا کہ اس کے بڑے

بھائی کے ہوتے ہوئے عفان چاچو اس کے ساتھ جاتے یہ دکھ ہم سب کا ہے نہ کہ صرف اس فیملی کا۔ہم سب ایک ہے ہمیں ہر کام کو مل جل کر ہی سلجھانا ہے اور زیادہ سے زیادہ کتنا وقت درکار ہے اس چیز میں ایک ہفتہ،دو ہفتے،تین ہفتے اور مہینہ واپس تو یہی لوٹ کر آنا ہے نہ مجھے۔''

اس نے اس کی بھیگی آنکھوں پہ اپنا لمس چھوڑتے اسے سمجھایا تو وہ مشکل اپنے دل کی حالت پہ قابو پاتی اثبات میں سر ہلاگئی۔ادیان نے محبت سے اس کا گال تھپتھپایا تھا تو وہ بمشکل مسکراتی وارڈروب کی جانب چل دی تاکہ پیکنگ کرسکے۔ادیان بھی اب ہسپتال کی فائلز کو ترتیب دے کر .رکھ رہا تھا تاکہ کوئی بھی چیز یہاں غلطی سے بھی چھوٹ نہ جائے معاً اس کی نگاہ لیزے کی جانب اٹھی تھی جو اپنے گال پہ بہنے والے آنسو صاف کررہی تھی۔ادیان بے بسی سے سرد آہ خارج کر کے رہ گیا۔اس لڑکی کو جتنا بھی سمجھالو اس نے رو رو کر اپنا حال برا کرنا ہی ہوتا ہے یہ بات تو طے تھی۔

''لیزے۔''

اس نے تمام کاموں سے فراغت حاصل کرتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے کام میں مصروف لیزے کو مخاطب کیا تو اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا جو ابھی اس کے جانے کی خبر میں ہی اداس بیٹھی تھی نا جانے اس کے جانے کے بعد کیا حال کرے گی۔

"ویسے تمہاری حرکتیں مجھے شک و شہبات میں مبتلا کر رہی ہیں۔"

اس نے اس کا موڈ بحال کرنے کی خاطر پرسوچ انداز میں اسے مخاطب کیا تو لیزے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب۔"

اس نے شرٹ کو سوٹ کیس میں رکھتے استسفار کیا تو ادیان نے اس کی جانب دیکھتے گلہ کھنکھارا۔

مطلب مجھے اندازہ ہورہا ہے کہ میرا بے بی بہت نک چڑا ہونے والا ہے بلکل تمہاری"

"طرح۔

وہ مسکراہٹ لبوں میں دباتے چہرے پہ مکمل سنجیدگی طاری کیے بولا تو لیزے نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ تو جیسے بہت اچھے ہیں نہ جو مجھے یہ کہہ رہے ہیں میرے سے زیادہ تو آپ پھنے خان بن کر گھومتے ہیں جیسے کہی کے پرائم منسٹر لگے ہو۔"

اس کی بات پہ ادیان نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا تھا جو اسی کی بات کا ملبہ بری طرح اس پہ پھینک رہی تھی۔

"میں تو ہر نماز میں یہ دعا مانگتی ہوں کہ وہ آپ پہ نہ ہی جائے ایک ہی نخرے پورے ہوتے نہیں دوسرا تو وہ پاگل ہی کردے گا جو بھی ہو بس مجھے تو اذلان پھپھا جیسا چاہیے کم از کم سویٹ کیوٹ کیئرنگ لونگ ہر خوبی اس میں موجود تو ہوگی۔آپ کیا ہیں سڑے ہوئے کریلے،سرد مزاج،اکڑو،جن جو ہر وقت گھورتا رہتا ہے،منہ سے اگ اگلنے والا ڈائنا سور۔"

وہ اپنی زبان کو لگام دیے بغیر اس کے تاثرات سے انجان اسی کی خوبصورت خوبیاں گنوا رہی تھی جبکہ ادیان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک لمحے میں اس تمام خوبیوں سے اسے

متعارف کرادے۔ایک تو وہ اس کا موڈ بحال کرنا چاہ رہا تھا جواب میں اس نے ہی اس کے موڈ کا بیرا غرق کردیا تھا۔

اتنی ہی مجھ سے یا میری خوبیوں سے چڑ تھی تو کس پاگل نے کاٹا تھا تو مجھ جیسے سائیکو" "سے محبت کی تم نے۔

وہ کٹیلی نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا تو لیزے نے بے ساختہ اپنے ہاتھ میں ہاتھ مارا تھا۔

ارے ہاں سائیکو یہی نام رہ گیا تھا بس۔آپ نے خود ہی بتادیا۔اور رہی بات محبت کی تو" چوائس ہی آپ کی تھی بس اسی لیے مجبوری کے خاطر اگر آپ کے کوئی اور بھائی ہوتے تو بات اور تھی بس وہ اذلان پھپھا جیسا ہوتا تو میں نے سوچنا بھی نہیں تھا ٹھوک کے ہاں "کرنی تھی۔

وہ اس کے کندھے پہ ہاتھ مارتی قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے بولی تھی تو ادیان اس کی بات پہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"اگر میرا کوئی بھائی ہوتا اور وہ ڈیڈ جیسا ہوتا تو تمہارا اس وقت میرے سے کوئی لنک نہیں ہوتا ہے نہ۔"

اس نے شرربار نگاہوں سے اسے دیکھتے جیسے اپنی بات کی تصدیق چاہی تھی۔لیزے نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا اور اس کے ردِ عمل کے خوف سے اپنے قدم کمرے کے دروازے کی جانب بڑھائے تھے ادیان نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے نگاہوں کا رخ بدلا تھا۔

"اگر آپ کے مزید دس بھائی بھی ہوتے نہ پھر بھی لیزے کو ادیان ہی پیارا تھا کیونکہ وہ اکڑو سرد مزاج شہزادہ ہی اذل سے اس کے دل پہ راج کرتا ہے۔"

اپنے سماعتوں میں اس کی میٹھی سی سرگوشی محسوس کرتے وہ آنکھیں موندتے جی جان سے مسکرایا تھا۔

"سٹیچو۔"

اس نے پاؤں کی انگلیوں کے بل اونچا ہوتے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی تھی تو ادیان بھی ایک ٹرانس کی کیفیت میں وہی تھما تھا۔

مجھے تو تیری آواز سے بھی پیار ہے،
تو سوچ پھر تیرا مقام کیا ہوگا۔
اس نے محبت سے بولتے اس کی پیشانی پہ اپنے نرم گرم لب رکھے تھے۔ادیان کی رگ رگ میں ایک خوشکن احساس اترتا چلا گیا۔
لیزے نے ہولے سے قدم پیچھے لیے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ تیز تیز قدموں سے چلتی کمرے کی دہلیز پار کرتی اپنی کمر کے گرد کسی کا حصار محسوس کرتے وہ ٹھیک ٹھاک بوکھلائی تھی۔
"ادیان یہ چیٹنگ ہے۔"
اس نے رندھے لہجے میں کہا تھا اب اتنی ہمت دکھانے کے بعد اسکا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی تبھی مزاحمت جاری رکھی۔
اچھا چیٹنگ میں نہیں محترمہ آپ کرتی ہے اظہار محبت بھی کرتی ہیں لیکن مجھے "سٹیچو" کر کے تاکہ جواباً میں کوئی کاروائی نہ کرسکوں۔

وہ اس کا رخ اپنی جانب کرتے جتانے والے لہجے میں بولا تھا اور ساتھ ہی اس کے ماتھے پہ اپنے تشنہ لب رکھے تھے لیزے اس کی بولتی نگاہوں سے تنگ آتے اپنی تمام تر مزاحمت ترک کرتے اسی کے سینے میں چہرہ چھپاگئی تھی۔

"ممانی یہ کھا کر بتائیں کیسی بنی ہے۔"

مازہ جو آج صبح سے ہی کچن میں لگی آیت کی مدد کروارہی تھی جبکہ بارہا بار آیت نے اسے ٹوکا تھا لیکن وہ باز نہیں آئی تھی ابھی بھی رس ملائی کا کام ڈن کرتے ایک پیالی میں نکالتی ان کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی تو آیت نے چمچ میں لیتے چکھی تھی۔

"واؤ میری بیٹی نے تو پہلی بار میں ہی کمال کردیا۔خوش رہو بہت ذائقے دار ہے اور سب سے خوشی کی بات کہ رائم کی پسندیدہ ہے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے محبت سے بولی تھی تو اپنی تعریف پہ وہ تو جیسے کھل اٹھی تھی۔

"چلو میں کھانا لگارہی ہوں خان اور رائم آنے ہی والے ہونگے۔آپ یہ رس ملائی فلحال فریج میں رکھ دو کھانے کے بعد کھائیں گے۔"

وہ دیوار پہ لٹکی گھڑی پہ ایک نظر ڈالتی اسے تاکید کرتی برتن ڈائننگ ٹیبل پہ سیٹ کرنے لگی تھی۔مازہ بھی چیزیں سمیٹتی انہی کی مدد میں محو ہوگئی۔

معاً اپنے عقب سے آنے والی آوازوں پہ انہیں اندازہ ہوا کہ وہ لوگ آچکے ہیں۔

ضرار یہ ویڈیو گیم کھیلنا بند کرو جتنی آنکھیں اس پہ لگاتے ہو نہ اتنی ہی پڑھائی پہ لگالو تو "ضرور ٹاپ کرو۔"

وہ اسے سخت گھوری سے نوازتی ہوئی بولی تو وہ اس کا ریموٹ جھپٹنے کے خوف سے سرعت سے ویڈیو گیم بند کرگیا۔ویسے بھی رائم کے سامنے وہ کم کم ہی استعمال کرتا تھا کیونکہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ ایک دن اس کا سب کچھ بند کردیتا۔

"آپ دونوں فریش ہوجائیں پہلے بس کھانا تیار ہے۔مازہ جاؤ نانوں نانو کو بلا لاؤ۔"

آیت نے میز ترتیب دیتے مازہ کو ہدایت کی تو وہ جی اچھا کہتی ان کے کمرے کی جانب چل دی۔

کل ادیان یوکے جارہا ہے فہیم کے علاج کے لیے۔

اس نے کرسی کھینچ کر بیٹھتے اطلاع دی تو صائم نے سکون سے اثبات میں سر ہلایا جبکہ باقی سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ کو حیرانگی نہیں ہوئی۔"

رائم نے صائم کا چہرہ دیکھتے استسفار کیا جو رغبت سے کھانا کھا رہے تھے۔

نہیں کیونکہ شاید تم بھول رہے ہو اس سے پہلے میرا اس گھر کے افراد سے لنک"

"ہے۔

وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولے تھے تو رائم ان کی جیلسی دیکھتے قہقہہ لگا اٹھا تھا۔

اسی طرح خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا تو مازہ سرعت سے کرسی کھینچتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تاکہ رس ملائی سب کو ٹیسٹ کروا سکے۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ جوں ہی کچن سے باہر نکلی رائم کو اس کی کرسی پہ موجود نہ دیکھ کر اس کی ہنسی کو بریک لگی تھی اس نے متلاشی نگاہیں اس کیلیے گھمائی تھی لیکن وہ وہاں ہوتا تو اسے دکھائی دیتا نہ۔وہ ڈھیلے قدموں سے چلتی میز تک آئی تو آیت نے سب کو سرو کرنے کا کہا تھا۔

"ماشاءاللہ میرے بیٹے کے ہاتھ میں تو جادو ہے۔ایسے ہی خوش رہو میرا بچہ۔"

صائم خان اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے مشفقانہ انداز میں بولے تھے تو مازہ نے مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا تھا اسی طرح زمان صاحب اور تحریم بیگم سے پیار لیتے وہ کھڑی انہی کو دیکھ کر مسکرارہی تھی لیکن اندر سے کہی دل اچاٹ ہوچکا تھا۔

"ممانی جان رائم کہاں ہیں۔"

اس نے جھجھکتے ہوئے استسفار کیا تو انہوں نے کندھے اچکادیے مازہ دل مسوس کررہ گئی۔

"جاؤ اس کیلیے کمرے میں لے جاؤ۔"

وہ اس کا اترا چہرہ دیکھتے محبت سے بولی تو وہ اثبات میں سر ہلاگئی۔کمرے کے دروازے کے قریب پہنچتے اس کی سخت آواز سنتے اس کے قدم زمین پہ ہی جمے تھے۔معاً وہ ہمت متجمع کرتے کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتی اندر داخل ہوئی تو وہ آئینے کے سامنے کھڑا بال سنوارنے کے ساتھ ساتھ کسی سے فون پہ بھی مصروف تھا۔

"یہ مصروفیت ہے موصوف کی۔"

وہ دانت پیستے ہوئے دل ہی دل میں بولی۔

"رائم یہ دیکھیں میں نے آپ کیلیے کیا بنایا ہے۔"

وہ اشتیاق سے اس کے سامنے رس ملائی کا باؤل کرتے ہوئے گویا ہوئی تو رائم اسے انگلی کی مدد سے ایک منٹ کا اشارہ کرتے دوبارہ مقابل سے باتوں میں مصروف ہوگیا۔

رائم بس کریں نہ کب سے بیٹھی ہوں آپ ابھی تو آئے ہیں اور آتے ساتھ ہی یہ "
"کالز۔مجھے بھی آپ کا وقت چاہیے ہوتا ہے۔

وہ تو جیسے رونے والی ہوگئی تھی۔

"یار مازہ ایک منٹ میں مصروف ہوں کچھ۔"

وہ اس کا ہاتھ اپنے شانے پہ محسوس کرتے جھنجھلاتے ہوئے بولا تو مازہ نے نم نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنا بازو پیچھے لیا تھا۔

یار انزلہ کیا پاگل پن ہے یہ ایک بار جو میں کہ چکا ہوں اس پہ عمل کرلو وہ ذیادہ بہتر "
"آپشن ہے۔

وہ جیسے مقابل کو کچھ سمجھارہا تھا لیکن مازہ کا دماغ تو ایک ہی نام پہ سٹک ہوچکا تھا۔اس کی سماعتوں میں بس ایک ہی نام کی بازگشت ہورہی تھی۔

"انزلہ"

وہ رس ملائی کا باؤل ڈریسنگ پہ پٹختی تن فن کرتی اس تک پہنچی اور اس کے ہاتھ سے فون جھپٹا تھا۔رائم اس اچانک ہوئی افتاد پہ ہونق ذدہ رہ گیا۔

ہیلو مس انزلہ منزلہ آپ جو بھی ہیں نہ کچھ شرم کریں خدا کا خوف کریں ایک شادی شدہ" مرد کے ساتھ گپے ہانکتے شرم نہیں آرہی۔یہ وقت خصوصاً میاں بیوی کا ہوتا ہے لیکن نہیں بے شرموں کی طرح لگی ہوئی ہو۔اتنا ہی شوق ہے تو اپنے بندے سے کیا کرو "میرے شوہر کو آئندہ رجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ سردمہری سے اسے باور کرانے والے انداز میں بولی لیکن اس کی بات پہ مقابل کی جانب سے خاموشی چھائی رہی۔رائم صدمے کی کیفیت میں لب واں کیے اسے دیکھ رہا تھا جس کا تنفس غصے کی بدولت تیز تیز چل رہا تھا۔

بیگم وہ انزلہ نہیں انزل تھا جسے ہم چھیڑنے کو انزلہ کہتے ہیں تم نے تو اس کا جینڈر ہی" "بدل ڈالا۔

اس کی بات پہ مازہ کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔شرمندگی کا احساس اس کی رگ و پے میں اترتا چلا گیا۔

اس نے جھٹکے سے اپنا رخ بدلتے رس ملائی کا باؤل اٹھایا اور ایک ناراض شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالتے اس سے پہلے کہ دروازے کی جانب بڑھتی رائم نے اس کی کلائی تھامتے اس کا راستہ روکا تھا۔

"ارے یار ناراض کیوں ہورہی ہو۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا لیکن اس کے چہرے پہ ہنوز سردمہری چھائی ہوئی تھی۔

"تو اور لڈیاں ڈالوں کہ میرا شوہر مجھے نظرانداز کررہا ہے۔"

وہ تنک کر بولی تھی۔اسے بے سکون کرکے وہ کیوں اس قدر سکون میں تھا۔

نظرانداز نہیں کررہا میری جان۔بس ایک کیس کے سلسلے میں پریشان ہوں دعا کرو وہ" حل ہوجائے۔"

وہ اسے آدھی ادھوری بات بتاتے تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوا تو مازہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"چلو رس ملائی تو ٹیسٹ کرواؤ۔"

رائم نے اس کی پیشانی پہ اپنے پرحدت لب رکھے تھے۔

اس کے کہنے پہ مازہ نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب باؤل بڑھایا تھا اور اشتیاق سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیسی بنی ہے۔"

اس نے اس کے چہرے پہ تاثرات دیکھتے استسفار کیا جو لمحہ بہ لمحہ بدل رہے تھے۔

"اچھی۔"

اس نے جواباً ایک لفظی جواب دیا تو مازہ کا منہ اتر گیا۔اسے تو لگا تھا کہ وہ اس کی تعریف میں زمین آسمان ایک کرے گا لیکن یہاں تو ڈھنگ سے تعریف ہی نہیں ہورہی تھی۔

"بس اچھی۔"

اس نے منہ بسورتے بے چینی سے پوچھا۔

"تھوڑی سی زیادہ اچھی۔"

وہ رغبت سے کھانے کے دوران بولا تو مازہ نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اب یہ کونسی فلوسیفی ہے۔"

اس نے رائم کی فضولیات سے تھک ہار کر اس کے شانے پہ مکہ مارا تو رائم نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اس کا مطلب ہوتا ہے جتنی جی چاہے کھاؤ۔کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔"

اس نے اپنی ہی منتق پیش کی تھی۔مازہ کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا اس کی باتوں پہ۔

"اچھا تو جب بہت زیادہ پسند آئے تو۔"

اس نے جیسے اس کے نادر خیالات جاننا چاہے تھے۔رائم نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

تو پھر ان برتنوں کو گندا کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے سیدھا پتیلے میں ہی منہ مار لینا" چاہیے۔"

وہ مکمل سنجیدگی سے بولا تو مازہ نے حیرت سے انکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھا جو کہنے کو تو انسانوں کا ڈاکٹر تھا لیکن فلحال لگ پاگلوں کا رہا تھا۔

"جاؤ اور لے کر آؤ میری جان آپ کی بنائی ہوئی رس ملائی کو ہم یہ اعزاز بخش رہے ہیں۔"

اس نے باؤل مازہ کی جانب بڑھایا تو وہ اس کے ہاتھ سے باؤل جھپٹتی بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔اس کے بھاگنے والے انداز پہ رائم کا قہقہہ بےساختہ تھا معاً اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ مکمل طور پہ سنجیدہ ہوچکا تھا۔اب اس کی انگلیاں تیزی سے کسی کا نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھی۔

فون کان سے لگاتے تقریباً چوتھی بیل پہ دوسری جانب سے فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"ایک بہت بڑا بلنڈر ہوگیا ہے۔"

اس نے سرد لہجے میں بولتے جیسے مقابل کو چوکنا کیا تھا وہ بھی اپنی تمام تر مصروفیت ترک کرتے سیدھا ہوکر بیٹھا تھا۔

"یہ کیس ہم نے جتنا آسان سمجھا تھا یہ اتنا ہی پیچیدہ ہوتا جارہا ہے۔"

وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا اور ساتھ ہی مکمل بات اس کے گوش گزار دی تھی۔ جیسے جیسے وہ بتاتا جارہا تھا ویسے ویسے اس کے چہرے کے تاثرات پتھریلے ہوتے جارہے تھے۔اس کی بات پہ مقابل کے چہرے پہ سوچ کی گہری پرچھائیاں تھی۔

آج وہ پریشے اور معاذ سے اپنے اور انابیہ کے بارے میں بات کرنے کے ارادے کیئے بیٹھا تھا۔ساتھ ہی یونی سے بھی کوئی خاص کلاس نہ ہونے کی بدولت چھٹی کی ہوئی تھی۔ دل میں ایک یہ ڈر بھی تھا کہ کہی بے عزتی ہی نہ ہو جائے کیونکہ معاذ خان سے کسی بھی قسم کی توقع کی جا سکتی تھی۔ وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھا ہمیشہ کی طرح اپنے موبائل میں مصروف تھا معاً پریشے کی آواز پر ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"فہد کیا یہاں صوفے پہ پسارے بیٹھے ہو اٹھو جا کر تیار ہو۔ بہن آئی ہوئی ہے تمھیں کوئی ہوش نہیں بس سارا وقت گیم کھیلتے رہتے ہو۔اس گیم کو تو آگ ہی لگ جائے بس۔"

پریشے نے اسے ایک ہی جگہ بیٹھے دیکھ غصے سے گھورتے ہوئے اسے جھاڑ پلائی جو گھر میں رہتا تھا تو یہ نہیں کہ کوئی کام کرلے بس گیم میں مصروف ہوتا۔

یار ماما اتنے دن بعد آج کھیلا ہے اب تو ایسے نہیں کہیں۔ویسے بھی مائیں موبائلوں کی" "دشمن ہی ہوتی ہیں اور یہ بتائیں احد بھائی اور ڈیڈ نے کب تک آنا ہے۔

اس نے معصومیت سے کہتے احد اور معاذ کے متعلق میں استفسار کیا۔

آجائے گی وہ بھی کچھ دیر میں تمہارے ڈیڈ بھی بس آنے ہی والے ہونگے جانے کیوں" "اچانک سب کو یوں دوپہر میں ہی اکھٹا کر لیا ہے بتا بھی نہیں رہے۔

پریشے کو تو ان پر جیسے صدیوں کا غصہ تھا جو سب کو اچانک دوپہر میں گھر بلا کر خود پرسکون بیٹھا تھا۔

افف میری پیاری ماں بتاتا ہوں بس کچھ دیر انتظار کر لیں ناں۔ لیکن پہلے وعدہ کریں کہ" "آپ کچھ نہیں کہیں گی باقیوں کا جیسا مرضی ردِ عمل ہو آپ میرا ساتھ ہی دیں گی۔

اس کے دوبارہ مخاطب کرنے پر پریشے نے نفی میں سر ہلاتے روشانے کے کمرے کا رخ کیا جہاں ابھی کچھ دیر پہلے وہ آرام کرنے گئی تھی۔

میں روشی کو کھانے کے لئے اٹھانے جا رہی ہوں تب تک فریش ہو جاؤ وہ لوگ بھی"
"آتے ہی ہونگے۔

روشانے کے ہدایت کرنے پر وہ اثبات میں سر ہلاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

کمرے میں پہنچتے ہی اس نے وارڈروب سے ڈھیلا ڈھالا ٹراؤذر شرٹ نکالتے واشروم کا رخ کیا تھا۔باتھ لیتے ہی عجلت میں آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے بال سنوارے اور خود پہ پرفیوم سپرے کرتے کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ ڈائنگ ہال میں آیا تو وہاں سب پہلے سے موجود تھے روشانے نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو گرے رنگ کا ٹراؤذر شرٹ پہنے کافی خوش دکھائی دے رہا تھا۔وہ اس کی نگاہوں سے کو سرے سے ہی نظرانداز کرتے مسکرا کر دیکھتے کرسی کھینچتے وہیں براجمان ہوگیا۔

"کیسے ہیں سب۔"

اس کے مسکرا کر کہنے پر سب نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا تھا تو وہ سب کی نگاہوں سے اچھا خاصہ بوکھلاگیا۔

"سیدھی طرح اب بیٹھ کر بتا بھی دو فہد بات کیا ہے آخر۔"

پریشے نے اب کے غیض کے عالم میں کہا جس پر روشا نے اور احد نے تو مسکراہٹ چھپائی جبکہ معاز خان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا مام بتاتا ہوں۔"

اس نے منہ بسورتے بات کا آغاز کیا۔

"جیسے کے سب جانتے ہیں میں ماشاءاللہ مابدولت بائیس سال کا ہوگیا ہوں مگر میرے گھر والوں کو تو میرا کوئی خیال ہی نہیں ہے اس لئے میں خاص طور پہ آپ کو احساس دلانا چاہتا تھا اس بات کا۔"

اس نے آدھی بات کہتے سب کے تاثرات جانچنا چاہے تھے جس میں وہ سرے سے ہی ناکام رہ گیا۔ ابھی وہ دوبارہ کچھ کہتا کہ معاذ خان کی بات پر منہ بسور گیا۔

"فہد ڈونٹ ٹیل میں اپنی ایج بتانے کے لئے یہاں سب کو اکھٹا کیا تھا میں اپنی میٹنگ ڈیلے کر کے آیا ہوں۔"

معاذ خان کے سنجیدگی سے کہنے پر اس نے روشانے کی جانب مدد طلب نگاہوں سے دیکھا جو بمشکل مسکراہٹ ضبط کیئے بیٹھی تھی۔

"ڈیڈ اس نے اس لئے نہیں بلایا دراصل یہ کہہ نہیں پا رہا تو بہانے بنا رہا ہے خیر میں بتاتی ہوں موصوف کو شادی کرنی ہے اس لئے یہاں سب کو اکھٹا کیا ہے اور تو اور لڑکی بھی پسند کر لی ہے۔"

جہاں روشانے کے بات کہنے پر وہ ہلکا پھلکا ہوا تھا اس کی آخری بات پر پھر سے پہلو بدل گیا جبکہ اپنے اوپر سب کی نظریں محسوس کر کے زبردستی مسکرایا اور کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"واہ میری اس گھر میں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے کوئی بتانا بھی گوارا نہیں کرتا کہ کیا چل رہا ہے سب کے ذہنوں میں۔ بتاؤ ذرا کونسی لڑکی ہے جسے پسند کیا ہے اس کا سر تو میں پھاڑ کر آؤں گی۔"

وہ طیش کے عالم میں میز پہ ہاتھ مارتے گویا ہوئی تو سب نے تعجب سے اس کی سمت دیکھا۔

"ماما سوچ سمجھ کر یہ نہ ہو اس کا باپ آپ کا ہی سر پھاڑ دے جواب میں۔"

روشی نے لبوں کو سختی سے آپس سے پیوست کرتے ہوئے میسنے پن سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

یار آپی اب آپ بھی اچھا آپ لوگ ایسے نہیں گھوریں کسی اور کی بات نہیں کر رہا انابی" "کی بات کر رہا ہوں۔ اب کیا بوڑھا کرنا ہے مجھے کوئی شادی وادی کریں میری بھی۔

اس نے اپنی بات مکمل کر کے ان دونوں کے تاثر دیکھے جو نارمل تھے اس نے سکون بھرا سانس لیا۔

ہائے ہائے اپنی بچی کا سر کیوں پھاڑوں گی میں۔ زندگی میں پہلی بار کوئی اچھا فیصلہ لیا" ہے تم نے۔

"افف فہد یہ کہنے کے لئے تم نے اپنے ڈیڈ اور احد کو پریشان کیا۔

پریشے کی بات پر اس نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا کہ کیا یہ بات سب کے سامنے کرنے کی نہیں تھی جس پر وہ محض مسکرادیں۔

اس لئے کہہ رہی ہوں کہ ہم یہی سوچ رہے تھے کل ہی میں نے معاذ سے بات کی" تھی اس بارے میں اور آج شام کا ارادہ ہے شاہ ولا جانے کا فہیم سے بھی ملاقات "ہوجائے گی اس نے ادیان کے ساتھ یو-کے جانا ہے اپنے علاج کے لئے۔

پریشے کے ساری بات بتانے پر وہ طمانیت سے مسکرایا پر ایک چیز جو مسلسل پریشان کر رہی تھی وہ انابیہ کا ردِ عمل تھا جو پرسوں کے بعد سے خاموش تھی اب جانے اس رشتے کی بات پر کیا کرتی۔وہ تو اسے چیڑ پھاڑنے سے بھی دریغ نہ کرتی۔یہ بات ٹلتے ہی اسے اب ایک نئی قسم کی پریشانی نے آن گھیرا تھا۔

فلحال اسے جو پریشانی تھی جو ٹل چکی تھی۔اس کے ماں باپ راضی تھے تو پھر کوئی بات ہی نہیں تھی۔والدین اگر اپنی اولاد کو اسی طرح سمجھیں ان کی اچھی سوچ پہ ان کا ساتھ دیں ان کا بھرم رکھیں تو کوئی بھی اولاد کسی قسم کا غلط اٹھانے کا سوچ بھی نہیں سکتی لیکن اگر وہ ان پہ اپنی زبردستی مرضی تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں تو اولاد باغی ہوجاتی ہے جو سب کے حق میں غلط ثابت ہوجاتا ہے۔

"چلیں ابھی آپ سب کھانا کھائیں پھر شام میں ہم لوگ چلتے ہیں شاہ ولا۔"

پریشے کے کہنے پر سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے ڈیڈ اگر آج ہم نے وہاں جانا ہے تو پھر آج کی میٹنگ کینسل کردوں۔"

احد کے پوچھنے پر معاذ نے اثبات میں سر ہلایا او کھانے کی جانب متوجہ ہوگئے۔

میں بھی چلونگا بتا رہا ہوں شام میں آپ کی وہ بن بلائی مہمان گھر میں ہوتی ہے مجھے"

"بلکل بھی اپنا دماغ خراب کروانے کا موڈ نہیں ہے۔

فہد کے تنک کر کہنے پر پریشے نے ایک قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جبکہ وہ سب نیچے منہ کر کے مسکراہٹ چھپا گئے۔

"وہ بھی وہی آلے گی لڑکی ذات کو اکیلی میں تو کبھی گھر میں نہ چھوڑوں۔"

وہ اسے سختی سے باور کراتی اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ ان کی بات پہ وہ دانت پیس کر رہ گیا۔

شام کے سائے ڈھل چکے تھے بادل ہر سو پھیلے ہوئے تھے۔تاریکی نے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

ماحول میں ہلکی ہلکی خنکی تھی ایسے میں شاہ ولا میں خوب رونق کا سما تھا۔ خان ہاؤس اور قریشی ہاؤس کے تمام مکین وہیں موجود تھی کیونکہ کچھ دیر کے بعد ان لوگوں نے نکلنا تھا تو سب نے فہیم سے ملنے کی غرض سے وہاں کا رخ کیا تھا جبکہ معاذ کی فیملی کا یہاں آنے کا ایک اور مقصد تھا۔ اس وقت وہ سب باہر گارڈن میں بیٹھے چائے اور لوازمات سے لطف اندوز ہو رہے تھے ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی گفت و شنشید بھی ہو رہی تھی۔اسی دوران معاذ نے عفان شاہ اور ازلان شاہ کو اپنی جانب متوجہ کیا تو وہ دونوں بھی باتیں چھوڑتے ان کی جانب رخ پھیرنے پہ مجبور ہوئے۔

تمام گھر کے بڑے اس وقت وہیں موجود تھے تو انھوں نے ابھی ہی بات کرنا مناسب سمجھا جبکہ بچے سارے ذرا فاصلے پر ہی گھاس پر بیٹھے باتوں میں مشغول تھے۔

"ازلان بھائی عفان مجھے آپ لوگوں سے کچھ بات کرنی تھی ویسے تو ابھی فہیم کے جانے کا وقت ہونے والا ہے تو کچھ مناسب نہیں لگے شاید پر مجھے لگتا ہے ابھی سب موجود ہیں تو بہتر ہے کہ ابھی ہی بات کی جائے۔"

معاذ خان کے اس طرح بات کی تمہید باندھنے پر وہ لوگ کچھ ٹھٹھک کر ان کی جانب پوری طرح متوجہ ہوئے۔

"کیا بات ہے معاذ خیریت ہے جو بھی ہے کھل کر #"کہو۔"

ازلان شاہ نے رسانیت سے کہا تو ان کی کچھ ڈھارس باندھی۔

جی بھائی خیریت ہی ہے دراصل ہم لوگ کچھ مانگنے آئے ہیں آپ لوگوں سے اور امید"

"ہے کہ آپ لوگ منع نہیں کریں گے۔

ان کی بات پر عزہ کے دماغ میں کچھ کلک ہوا جس پر ان کی نظر پریشے پر گئی جو مسکراتے ہوئے معاذ خان کو بات مکمل کرنے کا اشارہ کر رہی تھیں۔

"کیا بات ہے معاذ بھائی جو بھی ہے آپ کہہ دیں یوں مشکوک حرکتیں تو نہیں کریں۔"

ماحول میں پھیلی خاموشی کو عفان شاہ کی آواز نے توڑا تو وہ گہرا سانس ہوا کے سپرد کر کے ان کی جانب متوجہ ہوگئے۔

دراصل ہم لوگ فہد کے لئے انابیہ کا ہاتھ مانگے آئے ہیں اور پوری امید کے ساتھ کے"

"آپ لوگ ہمیں خالی ہاتھ نہیں لوٹائینگے۔

معاذ خان کی بات پر پیچھے کی جانب سے آتی ناہید کے قدم بے ساختہ رکے تھے جبکہ اسے یوں رکتے دیکھ فہد نے ایک تمسخر بھری نگاہ سے اسے دیکھتے سر جھٹکا جو اب ان ہی لوگوں کی جانب بڑھ رہی تھی۔

جبکہ معاز کی بات سن کر تمام گھر کے مکینوں کے درمیان کچھ دیر تو خاموشی کا راج ہوا تھا جس دوران ناہید مسکرا کر ان سے سلام لیتی آگے ان سب کی جانب بڑھی تھی۔

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے ویسے اور میرا نہیں خیال یہاں کسی کو اعتراض بھی ہوگا پھر بھی سب موجود ہیں تو آپ لوگ اپنی اپنی رائے دے دیں۔"

محرم نے مسکراتے ہوئے ماحول کی پیچیدگی کو کچھ کم کیا تو ان کی بات پر آیت اور حجاب نے تو زوروشور سے تائید کی جبکہ عزہ عفان شاہ کی جانب متوجہ تھی جو کسی سوچ میں محو لگ رہے تھے۔

"بالکل یہ اچھی بات ہے اور فہد تو ویسے بھی سب کا دیکھا بھالا ہے میرا نہیں خیال کوئی قباحت ہے اس میں تم کیا کہتے ہو عفان۔"

ازلان شاہ نے رسانیت سے بات کہتے عفان شاہ کو مخاطب کیا جو ہوش میں آتے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئے۔

"جی بھائی بات تو ٹھیک ہے پر میں انابیہ سے پوچھے بنا کچھ نہیں کہہ سکتا ایک بار اس کی مرضی جان کر آپ کو بتاؤں گا۔"

عفان شاہ نے مسکرا کر بات کو سنبھالا تھا جبکہ ان کی بات پر عزہ نے بھی تشکر کا سانس لیا کہ اس بار وہ اپنی اولاد کی مرضی کی پہلی ترجیح رکھنا چاہتی تھیں۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان کی دوسری اولاد بھی ان سے بدگمان ہوجائے۔

"بھائی اس بات کا تو مسئلہ نہیں ہے دونوں بچے موجود ہیں فھد تو پہلے ہی رضامند ہیں آپ بھی انابی سے پوچھ کر بتا دیجیئے گا مجھے یقین ہے اسے اعتراض نہیں ہوگا پھر جلد ہی منگنی کی تقریب کر لیں گے۔"

پریشے نے مسکراتے لہجے میں بولتے جلدبازی سے کام لینا چاہا تھا وہ تو جیسے ہتھیلی پہ سرسوں جمانے بیٹھی تھی۔ اس کی بات پہ انھوں نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

ناہید جو کچھ دیر پہلے ہی آئی ان سب کے بیچ بیٹھی تھے مسکرا کر انابی کے برابر میں جگہ سنبھالی جس پر انابی ضبط سے مٹھیاں بھینچ گئی۔ایک یہ چمگاڈر اس سے ایسے چپک کر بیٹھتی تھی جیسے صدیوں کی بچھڑی بہنیں ہو۔اس سے پہلے کہ وہ تنک کر اس سے فاصلہ قائم کرتی اس کی آواز ذہر کی مانند اس کی سماعتوں میں اتری تھی۔

"تم تو بڑے تیز نکلی لڑکی ابھی پرسوں کی ہی بات ہے جب فہد نے مجھے غصہ دلانے کی خاطر ایک چھوٹا سا مذاق کیا تھا جسے تم سنجیدہ لے گئیں شاید۔ تبھی تو اپنے ہی رشتے کی باتیں مزے سے بیٹھ کر سن رہی ہو ویسے شرم تو ہے نہیں ناں تمھیں کل تک جسے بڑے ہونے کے طعنے دیتی نہیں تھکتی تھیں آج اچانک سے اسی سے رشتے کی بات پر سکون سے بیٹھی ہو۔"

ناہید نے آتے ہوئے جو سب سنا تھا اس سب کا غصہ اس پر اتار کر اب سکون سے اس پہ نظریں جمائے بیٹھ گئی تھی جیسے اس کے ردِ عمل کے انتظار میں ہو جبکہ وہ حیرت سے اس کی بات سنتے پیچھے کی جانب مڑی تھی اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی تگڑا

سا جواب دیتی پریشے نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا جبکہ فہد پہلے ہی وہاں موجود تھا۔

ان کے بلانے پر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس جانب بڑھی تھی کہیں نہ کہیں ناہید کی باتیں اسے یہ سب سچ ہونے کا خدشہ ظاہر کر گیئں تھی بمشکل مسکراتے وہ ان کے پاس پہنچی تو پریشے نے اسے اپنے پاس بٹھا کر ماتھا چومتے اپنے پرس سے ایک بوکس نکالتے اس میں موجود خوبصورت خاندانی کنگن اس کے ہاتھ میں پہنائے تھے جو انہوں نے اپنی بہو کے لئے بہت سنبھال کر رکھے تھے۔ اس کے برعکس ان کے کنگھن پہنانے پر اس نے اچھنبے سے ان کنگن کو دیکھتے انہیں دیکھا تھا جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"پھوپھو یہ۔"

اس کی سرسراتی آواز پر وہ مسکرائی تھیں۔ان کا مسکرانا انابی کو حیرت کے سمندر میں غرق کرگیا تھا

"جی میری جان یہ آپ کے ہیں اور آپ بھی تو ہماری ہو ناں۔"

ان کی بات پر اس نے جھٹکے سے گردن اٹھاتے سامنے دیکھا تھا جہاں فہد مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر عزہ کی جانب دیکھنے پر انہوں نے تسلی دیتی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ خود پر ضبط کرتی وہیں آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتی وہاں سے اٹھتی بھاگنے کے انداز میں اندر گئی تھی۔ یہ جو کچھ بھی ہورہا تھا ٹھیک نہیں تھا اور باہر سب کی موجودگی میں اس کا کچھ کہنا بھی مناسب نہیں تھا اس لیے فلحال تو وہ خاموشی اختیار کر گئی تھی لیکن جلد ہی اس سب سے انکار کرنے کا ارادہ کرلیا تھا۔وہ اتنی آسانی سے تو اس کے ہاتھ نہیں آئے گی ایسا ناک میں دم کرے گی کہ وہ خود ہی رشتے سے انکار کرے گا۔

اور جہاں اس کے انداز کو سب نے شرم و جھجھک گردان دیا وہیں فہد پہلو بدل کر رہ گیا۔وہ جانتا تھا کہ وہ کیوں بھاگ کر گئی ہے اور اب ضرور اس سے بچاؤ کیلیے سوچ وچار کررہی ہوگی یہ بات بھی اسے اچھے سے ازبر تھی لیکن وہ بھی سوچ چکا تھا کہ وہ کچھ بھی کرلے وہ اپنے موقف سے تو پیچھے نہیں ہٹے گا۔اب محبت کرنے کی غلطی کی تھی تو یہ سب سنبھالنا بھی اسے ہی تھا ورنہ محبت کس کام کی۔

"یہ عشق نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجیے"

اس سے پہلے کہ وہ شعر مکمل کرتا اپنے کان میں پڑنے والی آواز سے وہ ہونق ذدہ رہ گیا۔

"اک آگ کا دریا ہے اور مجھ سے جوتے کھاتے جانا ہے۔"

عفان شاہ کی کٹیلی آواز پہ وہ ہڑبڑاتے ہوئے وہاں سے اٹھا تھا اور بھاگنے والے انداز میں باقی سب کی جانب بڑھا تھا۔

کچھ دیر یونہی ان سب کے پاس بیٹھنے کے بعد اس نے خاموشی سے گھر کے اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے جہاں وہ کچھ دیر پہلے گئی تھی اس کا ارادہ اس سے بات کر کے سمجھانے کا تھا۔ لیکن اگر وہ نہ سمجھی تو یہی بات اسے پریشان کرنے کو کافی تھی۔

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی ہر سو خاموشی کو دیکھتے ہی وہ ایک طائرانہ نگاہ لاؤنج میں ڈالتے اوپر کی جانب چل دیا۔ اس کے کمرے کے باہر رکتے سرد سانس خارج کر کے دروازہ کھٹکھٹایا پر جواب ندارد۔ دوبارہ دروازہ کھٹکھٹانے پر اجازت ملنے پر دروازہ دھکیل کر اندر کی جانب بڑھا۔

انابیہ جو وہاں سے آتے ہی سارا غصہ ڈریسنگ کی چیزوں کو توڑ کر اتار چکی تھی آخر میں تھک کر وہیں زمین پر گھٹنوں میں منہ دیئے بیٹھ کر بے آواز رو رہی تھی کہ دروازے پر کھٹکا ہونے پر چونک کر اس جانب متوجہ ہوئی پر جواب نہیں دیا کہ جو ہوگا چلا جائے گا پر دوبارہ آواز پر اس نے آنسو رگڑتے آجائیں کی آواز دے دی یہ سمجھ کر کہ شاید عزہ ہوگی اور اس سے اس کی مرضی پوچھیں گی۔

اور آنے والے پر دھیان دیئے بنا ہی نیچے بکھری پرفیوم کی ٹوٹی ہوئی بوتل کا شیشہ اٹھانے لگی جب آگے بڑھتے فہد کے قدم کمرے کی حالت دیکھ کر رکے تھے۔

تکیے اور کمفرٹ نیچے زمین پر گرے ہوئے تھے جبکہ ڈریسنگ ٹیبل کا سارا سامان زمین پر ٹوٹ کر بکھرا پڑا تھا اس کے کمرے کو دیکھتے کوئی نہیں کہہ سکتا تھا یہ وہی کمرے ہے جو ہمیشہ سمٹا ہوا رہتا تھا۔

"کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی لگ جائے گا چھوڑو اسے۔"

اسے شیشے کے باریک ٹکڑے اٹھاتے دیکھ کر وہ جلدی سے اس کی جانب بڑھا تھا اور اس کا شیشے اٹھاتے ہاتھ تھام کر جھٹکا تھا اور غصے سے اس کی جانب دیکھا تھا جس سے وہ

شیشے کے ٹکڑے چھناکے کی آواز کے ساتھ زمین پر گرتے چلے گئے جبکہ انابیہ اسے اس وقت یوں اپنے کمرے میں دیکھتے مزید تپ گئی تھی جو غصہ ان بے جان چیزوں پر اتار کر کچھ کم ہوا تھا دوبارہ سے عود آیا تھا۔

"اب کیا کرنے آئے ہو یہاں سے جاؤ تم سے کوئی سروکار نہیں ہے لگتی ہے تو لگ جائے یہاں باہر اتنا تماشہ کر کے بھی سکون نہیں ملا تمھیں۔"

انابیہ نے غصے سے اسے پیچھے کی جانب دھکیلتے چیخ کر کہا تھا جس پر وہ غصہ کرنے کی بجائے فقط مسکرادیا۔ اسے اس سے ایسے ہی رِدِ عمل کی توقع تھی تبھی اس کیلیے تیار ہو کر آیا تھا۔

"دیکھو بیا اس میں اتنا غصہ ہونے والی کوئی بات نہیں ہے یہ بات آج بھی ہوئی ہے بعد بھی ہونی ہی تھی تو کیا قباحت ہے۔ اور اب سے تمھارے سارے مطلب مجھ سے ہی ہیں۔"

فہد نے رسانیت سے سمجھانا چاہا جس پر وہ مزید بدک اٹھی۔اشتعال کے مارے تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔اس نے خون آشام نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا جو فلحال اسے زہر سے بھی ذیادہ برا لگ رہا تھا۔

"سمجھتے کیا ہو خود کو کس کی مرضی سے یہ سب کیا ہے تم نے اور اب یہاں اٹھ کر آگئے ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے میں کچھ کر دوں تمھارا جاؤ۔"

وہ روتے ہوئے اچانک اپنے گال رگڑتی چیختے ہوئے کہہ رہی تھی جبکہ فہد خاموشی سے اس کا غصہ ختم ہونے کا انتظار میں تھا۔

"سنا نہیں تم نے جاؤ یہاں سے تم نے گھر میں بات کر دی تو کیا سمجھتے ہو یہ سب ہوجائے گا ناں پر میں باہر سب کا لحاظ کر کے چپ تھی ڈیڈ مام کو آنے دو پہلی فرصت میں تمھارا جواب انکار کی صورت میں ملے گا تمھیں۔"

اس نے چیخ کر کہتے باہر جانا چاہا جب فہد نے اچانک ہی اس کی نازک کلائی اپنی سخت گرفت میں لی۔

کہہ دی ناں اپنی اب ذرا میری بھی سن لو۔ مسئلہ کیا ہے تمھیں اس رشتے سے ہاں"
"جب دیکھو انکار چاہتی کیا ہو۔

فہد نے اسے اپنے سامنے کرتے غیض کے عالم میں پوچھا تو ایک لمحے کو وہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے سہم گئی پھر اپنے ازلی روپ میں آتے ہاتھ چھڑوانے کی سعی کرنے لگی۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے جواب دو۔"

اس کی سرد آواز کانوں میں پڑتے اس نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری پابند نہیں ہوں مسٹر فہد۔"

وہ سرد مہری سے گویا ہوئی تو فہد نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"تمہیں پابند کرنا کون چاہ رہا ہے بیا تم تو اس دل میں رہتی ہو۔"

جواباً وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔انابی کا پور پور سلگ اٹھا۔

"چھوڑو مجھے اور جاؤ یہاں سے نہیں کرنی مجھے کوئی بات۔"

انابیہ نے دوبارہ غصے سے کہا جس پر اس کی گرفت مزید سخت ہوتے سسک کر رہ گئی۔

تمھیں شرم نہیں آتی یہ سب کرتے ہوئے جب وہ تمھیں چاہتی ہے تو کیا تکلیف ہے"

"تمھیں کیوں میرے پیچھے لگے ہو جانتے بھی کو میں بڑی ہوں تم سے پھر بھی۔

اس نے تھک ہار کر اپنی مزاحمت روکتے ہچکی لیتے کہا جس پر وہ اپنی مسکراہٹ چھپا گیا جیسے جانتا ہو اسکا شکوہ۔

اور تمھیں شرم نہیں آتی یہ سب کہتے ہوئے جبکہ جانتی ہو میں تم سے محبت کرتا ہوں" اس سے نہیں۔

"متبسم لہجے میں کہتے ایک پل کو خاموش ہوا پھر دوبارہ بولنا شروع کیا۔

اور رہی بات بڑی ہونے کی تو بتاؤ کتنی بڑی کو مجھ سے دیکھو میری طرف۔

اس کے کہنے پر اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے ذرا سا سر اونچا کرتے اسے دیکھا تو وہ پھر گویا ہوا۔

مجھے دیکھنے کے لئے تو یہ چہرا اونچا کرنا پڑتا ہے اور بڑے ہونے کے طعنے مار رہی ہو۔"

"یہاں ہو ذرا اب دیکھو اس شیشے میں لگ رہی ہو بڑی۔

اس نے شیشے کے سامنے کرتے کہا جہاں ان دونوں کا عکس نظر آرہا تھا اور وہ اپنی مضبوط جسامت، چوڑے شانے کسرتی بازو اور ہلکی بڑھی بیئرڈ اور اس سے کچھ انچ بڑے قد کے ساتھ کھڑا بھرپور مردانہ وجاہت کا شاہکار اس سے بڑا ہی معلوم ہورہا تھا۔

انابیہ نے ایک نظر آئینے میں دیکھتے رخ پھیرتے دوسری جانب کھڑی ہوتے اپنے اوپر ہونے والے اس کی بات کے اثر کو زائل کرنا چاہا۔ کیونکہ آئینہ جو عکس دکھا رہا تھا اس میں واقعی وہ اس کے آگے اس سے کم عمر نازک لڑکی معلوم ہورہی تھی۔

تم جاؤ یہاں سے کہا ناں میں نے سمجھ نہیں آتی تمھیں جاؤ اس کے پاس جب وہ خود" تمھیں پسند کرتی ہے تو بلاوجہ میرے پیچھے لگنے کا مقصد مہربانی کر کے میری جان چھوڑو "سمجھے۔

انابیہ نے غصہ میں چیختے ہوئے انگلی اٹھا کر وارن کرنے کے انداز میں کہا جس پر فہد بھی طیش میں اس کی جانب مڑا۔

سیدھی طرح پہلے بھی بتایا تھا اب آخری بار بتا رہا ہوں آئندہ میرا نام کسی اور کے ساتھ" لیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا میری زندگی میں تم تھی اور رہوگی اس بات کو اپنے اس

چھوٹے دماغ میں بٹھا لو چشمش اور اب دوبارہ ان آنکھوں میں آنسو نہیں آنے چاہیئے ورنہ

''اپنی بات سمجھانے کے اور بھی طریقے آتے ہیں مجھے سمجھی جانِ من۔

فہد نے سرد انداز میں کہتے اس کے دماغ پر انگلی رکھتے اپنی بات پر زور دیتے کہا جبکہ

دوسری بات میں بھی واضح تنبیہ شامل تھی۔

''تم سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔''

انابیہ نے بڑبڑا کر کہا تھا جسے وہ بخوبی سن کر بنا جواب دیئے کمرے سے باہر کی جانب چل

دیا جبکہ اس کے جانے پر شکر کرتی وہ فریش ہونے چلی گئی۔

آگے کیا ہونا تھا اس کا فیصلہ بعد میں کرنے کا سوچتے وہ کچھ پرسکون ہوئی تھی کہ کچھ

بھی اس کی مرضی کے بنا ممکن نہیں۔

ان کی فلائیٹ میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ادیان ابھی کمرے سے نہیں نکلا تھا۔فہیم کا

صبح سے ہی

فاریہ سے سامنا نہیں ہوا تھا یا شاید وہ کرنا نہیں چاہتی تھی تبھی کمرے سے باہر بھی اس کی غیر موجودگی میں ہی آئی تھی۔

"فہیم میں نے ساری چیزیں رکھ دی ہے تمہارے بیگ میں۔"

عزہ ہڑبڑی میں اسے تاکید کرتی دوبارہ کچن میں جاچکی تھی۔فہیم بھی ان کی محبت پہ مسکراتے ہوئے سر جھٹکتے فاریہ کے کمرے کی جانب چل دیا۔وہ نہ سہی لیکن فہیم تو اس سے مل ہی سکتا تھا۔اس کے خیال میں فاریہ کو اس دن والا رویہ بہت چبھا تھا تبھی وہ اسے جانے سے پہلے منانا چاہتا تھا۔وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے کمرے کی جانب چل دیا۔وہ اس کے کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے اندر داخل ہوا تو وہ چڑ کی آواز سمیت کھلتا چلا گیا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی غیر معمولی خاموشی نے اس کا استقبال کیا تھا۔

اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی تھی۔معاً اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی دل پہ گویا کسی نے بھاری سل رکھ دی تھی وہ تقریبا سٹک کے سہارے

سے بھاگنے والے انداز میں زینہ میں ایک کونے میں دیوار سے لگ کر بیٹھی فاریہ کو دیکھتے اس تک پہنچا لیکن اس کی آواز پہ قدم بے اختیار زینہ پہ تھمے تھے۔

پاپا آپ بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے اب دوست بھی جا رہے ہیں اتنی دور۔اس لیے میں" "کسی کو پیار نہیں کرتی کیونکہ سب مجھے اسی طرح اپنی عادت ڈال کر چھوڑ جاتے ہیں۔

وہ سسکتے ہوئے حیدر کی تصویر پہ ہاتھ پھیرتے اس سے مخاطب تھی۔فہیم کا دل تڑپ اٹھا۔

اب کائنات ماما نے انہیں کچھ کہا تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں ہے نہ انہوں نے" "اس دن بھی میرا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اپنے دل کا غبار نکالتی اپنی ہتھیلیوں کو مسل رہی تھی۔فہیم سے مزید ضبط نہ ہوا تو اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا تھا اپنے شانے پہ کسی کا دباؤ محسوس کرتے اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا تھا لیکن مقابل کھڑے فہیم کو دیکھ کر وہ سرعت سے اپنے بھیگے گلابی گال رگڑتی وہاں

سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مسلسل رونے کی بدولت اس کا وجود ابھی بھی ہولے سے لرز رہا تھا۔

"کتنی شکایتیں اکٹھی کی ہوئی ہیں۔"

فہیم نے اس کا چہرے کو بغور دیکھتے رسانیت سے استسفار کیا تو وہ چہرہ جھکاتے معصومیت سے گردن نفی میں ہلا گئی۔ فہیم نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

فاریہ کا حلق تک خشک ہوگیا کیونکہ وہ اب ہولے ہولے سے اس کی کلائی کی نبض سہلا رہا تھا۔

"چھوڑیں مجھے۔"

وہ کپکپاتے لہجے میں بولتے جھٹکے سے اپنی کلائی اس کی گرفت سے آذاد کرگئی تھی۔ فہیم نے سہولت سے اس کی چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے تھے۔

"اس دن یہی ہاتھ چھوڑا تھا نہ آپ نے اب کیوں تھام رہے ہیں۔"

وہ شکایتی نگاہوں سے اسے دیکھتی سسکی روکنے کی خاطر نچلا لب دانتوں تلے دبا گئی تھی۔

میں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا لیکن میں آپکو بھی اپنی بدولت کسی مشکل میں نہیں دیکھ" سکتا تھا۔ میں خود ایک بکھرا ہوا ناامید انسان ہوں کسی اور وجود کو اپنے ساتھ پوری زندگی "کیلیے باندھ کر ناامیدی کی دلدل میں نہیں اتارنا چاہتا تھا۔

وہ بے بسی سے دونوں ہاتھوں سے مٹھیوں میں بھینچتے بے بسی سے بولا تھا۔ فاریہ نے تنک کر اس کی جانب دیکھا جس پہ سر پہ صرف ناامیدی سوار تھی۔

بس کردیں آپ ناامیدی بھری باتیں۔ جانتے ہیں دوست میں نے کتنے لوگوں کو دیکھا" ہے جو نا جانے کن کن چیزوں سے محروم ہوکر بھی پرسکون زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ اور آپ آپ کو وہ ذات موقع دے رہی ہے تو آپ کیوں ناامید ہیں۔ آپ ہی تو کہتے ہیں کہ اس ذات سے دعا کرو تو وہ سنتی ہے تو پھر میں بھی آپ کیلیے دعا کروں گی کہ آپ بلکل "ٹھیک ہوکر لوٹیں تاکہ کوئی آپ کو ایسا ویسا کچھ نہ کہ سکے۔

وہ مسکراتے ہوئے امید بھرے لہجے میں بولی تھی۔ فہیم نے اسکی بات پہ ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔ یہ لڑکی ہر بار ایک نئے طریقے سے اسے ایک نئی امید دے جاتی

تھی۔کہنے کو تو وہ چھوٹی تھی لیکن سہی کہتے ہیں وقت اور حالات انسان کو عمر سے پہلے ہی بڑا بنا دیتے ہیں۔

"آپ کب آئیں گے دوست۔"

اس نے بمشکل اپنے بھاری لہجے پہ قابو پاتے آس بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔اس کے ہونے سے ناجانے کیوں دل کو ایک تسلی سی رہتی تھی۔اس کی زندگی کا یہ مسیحا اسے بری طرح اپنے سحر میں جکڑ چکا تھا کہ اب اس کے سحر سے نکلنے کو وہ کسی صورت راضی نہیں تھی۔

"بہت جلد۔"

اس نے مختصر جواب دیا لیکن ناجانے کیوں فاریہ کو تسلی نہیں ہوئی تھی۔

"کوئی ایک مخصوص دن۔"

اس نے دھڑکتے دل سمیت استسفار کیا۔شاید اس کی دوری کا خیال ہی اس کیلیے سوہان روح تھا۔

جس دن فاریہ مجھے شدت سے پکارے گی اس دن۔جس دن فاریہ مجھے دوست کہنے کی بجائے پورے حق سے فہیم کہ کر پکارے گی۔

جس دن وہ یہ سمجھ جائے گی کہ ہمارے درمیان کس قسم کا رشتہ استوار ہے۔کیونکہ یہاں رہتے میں اپنے جذبات پہ پل نہیں باندھ سکتا کیونکہ محرم رشتہ بہت شدت سے اپنی جانب کھینچنے کی کشش رکھتا ہے۔میں نہیں چاہتا میرے جذبات کی ذرا سی بھی آنچ آپ تک پہنچے اور آپ کو ایزا پہنچانے کا سبب بنے۔"

وہ جانے انجانے میں ہی سہی لیکن بہت گہری باتیں کرگیا تھا۔فاریہ کو اس کی ایک دو باتوں کے علاوہ کسی بھی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی لیکن اسے یہ جان کر تسلی تھی کہ اس نے ادیان بھائی کے ساتھ واپس لوٹ آنا ہے۔

"الوداع نہیں کرو گی۔"

وہ دھڑکتے دل سمیت اس کی جانب اپنی باہیں واں کرتا ہوا شکست خورد لہجے میں بولا تھا۔اس کی حرکت پہ پہلے تو اس کے گال دہک اٹھے۔دل الگ پر لے پہ دھڑک رہا تھا۔وہ اپنی تمام ہمت متجمع کرتی اس تک آتے اس کی بازوؤں میں آسمائی تھی۔فہیم نے

نم آنکھوں سمیت مسکراتے اسے اپنے اندر بھینچا تھا اور اس کے پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔فاریہ کو شروع سے ہی یہ اپنی محفوظ جگہ محسوس ہوتی تھی جہاں رہ کر وہ اپنے تمام تر دکھ درد بھلا دیتی تھی۔

"میرے لیے جو آپ ہے وہ اور کوئی نہیں ہے دوست۔"

اس نے گویا فہیم کے وجود میں ایک نئے سرے سے جان پھونکی تھی۔

"میں بہت جلد لوٹوں گا میرا انتظار کرنا۔"

وہ اس کے بالوں کو سنوارتے محبت سے بولا اور مزید اسے دیکھے بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ دو دونوں سب سے مل رہے تھے ائیر پورٹ جانے کیلیے۔عفان شاہ رائم اور اذلان شاہ اسے چھوڑنے ائیر پورٹ جارہے تھے۔لیزے بہت مشکل سے اپنے آنسوؤں پہ پل باندھتے مسکرائی تھی۔ادیان نے اسے مسکراتا دیکھ تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا۔اگلے ہی لمحے شاہ ولا سے دو گاڑیاں تیز رفتاری میں نکلی تھی اور ائیر پورٹ کی جانب روانہ ہوئی تھی۔

ان دونوں کو یہاں آئے ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔آپریشن تو اگلے دن ہی تھا لیکن کسی ایمرجنسی کی بدولت اس میں مزید ایک ہفتے کی تاخیر کردی گئی تھی۔یہ دن ادیان کے بھی فہیم کی بدولت مصروفیت کے نذر ہوئے تھے۔اسے روز ہسپتال لے کر جانا اس کے بیشک ایک مشکل مرحلہ تھا لیکن وہ جو ٹھان کر آیا تھا۔اتنے عرصے بعد وہ ایک بار پھر سے اسی سرزمین پہ موجود تھا جہاں سے اس نے خود کا پہنچاننے کا آغاز کیا تھا۔اس کے احساسات کافی عجیب سے تھے۔وہاں کی تازہ ہوا نے اس کے اعصابوں پہ پھوار سی برسائی تھی۔ایک فاریہ سے ملاقات اور دوسرا یہاں آنے کی خوشی نے اس کے چہرے کو ایک عجیب سی قسم کی جلاں بخشی تھی۔فلیٹ پہ قدم رکھتے ہی اسے یہاں رائم کے ساتھ بیتے لمحے شدت سے یاد آئے تھے۔ان دونوں نے ان پلوں کو بہت کھل کر جیا تھا۔ان دونوں کے یہاں رہنے اور ادیان اذلان شاہ وغیرہ میٹنگز کیلیے یہی آیا کرتے تھے تبھی انھوں کا یہ خود کا ذاتی فلیٹ تھا۔ابھی بھی فہیم چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے گلاس ڈور کے پار

کرسی پہ بیٹھے ستاروں سے بھرے آسمان پہ نظریں جمائے جیسے افق کے پار کچھ تلاش کرتا گہری سوچوں کی یلغار میں بہتا چلا جارہا تھا۔ابھی کچھ دیر میں اسے ہسپتال کیلیے نکلنا تھا کیونکہ کل اس کا آپریشن تھا۔دل میں ایک خوف کنڈلی مارے بیٹھا تھا کہ اگر آپریشن کے دوران کچھ اونچ نیچ ہوگئی ہو۔وہ بے چینی سے سینہ مسلتے اس سے پہلے کرسی کھینچ کر اٹھ کھڑا ہوتا کھٹکے کی آواز پہ چونک کر اپنے عقب میں دیکھا جہاں ادیان تھکا تھکا سا کافی کا مگ ہاتھوں میں تھامے اسی کی جانب آرہا تھا۔

نیوی بلیو رنگ کا ڈھیلا ڈھالا ٹراؤذر شرٹ زیب تن کیے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے جنہیں سنوارنے کی زحمت نہیں کی گئی تھی۔وہ اس کے عنابی لب دیکھتے لب بھینچ گیا جانتا تھا کہ جب بھی وہ پریشان ہوتا ہے بس اپنی دوسری محبوبہ کو لبوں سے لگاتا ہے۔اسے بے ساختہ اس پہ پیار آیا تھا کیونکہ پچھلے ایک ہفتے سے وہ مسلسل اسی کے پیچھے خوار ہورہا تھا تھکن کے اثرات اس کے چہرے سے عیاں تھے۔اس کی بدولت آج لیزے اور وہ اتنے فاصلے پہ تھے۔

"تم تیار نہیں ہوئے وقت کی بے تحاشہ کمی ہے۔میں نہیں چاہتا مزید تاخیر ہو۔"

ادیان نے اس کے نزدیک ہی کرسی سنبھالتے کافی کا مگ لبوں سے لگاتے بھنویں اچکائی تو فہیم نے اسے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔ موسم بے تحاشہ سرد پڑرہا تھا تبھی ان دونوں نے خصوصاً جیکٹس بھی پہن رکھی تھی۔گرم گرم بھاپ اڑاتی کافی نے ان کے اعصابوں پہ سکون کا کام کیا تھا۔

آپ کچھ دیر آرام کرلیتے میرے پیچھے لگ کے اپنی طبیعت مت خراب کرلیجیے گا۔نا جانے" "کتنے گھنٹوں کا آپریٹ ہے جاگنا پڑتا ہے مسلسل۔

فہیم نے کافی کا مگ سامنے رکھی شیشے کی میز پہ رکھے پریشانی سے اسے مخاطب کیا ساتھ ہی سرد پڑتے ہاتھ مسلے تھے۔

نہیں تم میری فکر مت کرو چلو یہاں سے اٹھو اور تیاری پکڑو۔ضرورت کا تمام سامان رکھ" "لینا۔

وہ دونوں مگ اٹھاتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے سے نکلتے نکلتے اسے تنبیہہ کرنا نہیں بھولا تھا۔فہیم بھی اس کی بات سے اتفاق کرتے وارڈوب کی جانب متوجہ گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی تیاری کے بعد وہ دونوں نک سک سے تیار لاونج میں موجود تھے۔ادیان نے پستہ رنگ کی شلوار قمیض کے اوپر گرم شال اوڑھی ہوئی تھی جبکہ فہیم اپنی عادت کے مطابق پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا۔ادیان نے ایک بار ایک طائرانہ نگاہ تمام فائلز پہ ڈالی تھی۔

"ٹھیک ہو کوئی پریشانی تو نہیں۔"

ادیان نے پوچھتے ساتھ ہی باہر کی جانب کا رخ کیا تھا۔فہیم نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی تلقید میں قدم بڑھائے تھے۔

نہیں زیادہ تو نہیں بس ذرہ سا دل بے چین ہے۔ایک خوف ہے کہ سب کچھ ٹھیک "ہوگا نہ۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا۔ادیان نے سارا سامان پچھلی سیٹ پہ رکھتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی فرنٹ ڈور کھولتے اپنی جگہ سنبھال گیا۔

"چلو اب میں جیسا جیسا کہتا ہوں وہ کرتے رہو ٹھیک ہے۔"

ادیان نے جیسے اس کی تائید چاہی تھی۔ فہیم نے ناچاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلایا ورنہ ناجانے وہ کیا کروانے والا تھا۔

"پہلے ایک گہرا سانس لیتے پرسکون ہوجاؤ۔"

اس نے سنجیدگی سے ہدایت کی تو وہ اثبات میں سر ہلاتے اس کی ہدایت پہ عمل کرگیا۔

اب آنکھیں موندوں اور دل میں ہی پوری شدت سے اللہ کو پکارو۔ اپنی ول پاور کو مضبوط" "کرو۔

اس نے دوسرا حکم جاری کیا فہیم نے دھیمے سے سر ہلاتے پھر سے اس کی بات پہ عمل کیا تھا۔ آنکھوں کے سامنے گھر والوں کے ساتھ بیتے مناظر ناجانے کیوں گزرے تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے ہولے سے آنکھیں واں کرتے اپنے سامنے بیٹھے ادیان کی جانب دیکھا تھا جو متبسم نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ فہیم کا دل ذرا سا پرسکون ہوا تھا۔

اب میری بات غور سے سنو۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کوئی چھوٹی بات قطعی نہیں" ہے۔ فلحال تم اپنی زندگی کے اس کنارے پہ کھڑے ہو اور تمہیں اس مقام پہ بھی وہی

ذات لائی ہے۔اگر وہ لائی ہے نہ تو ہی تمہیں اس کنارے سے ہی اڑان بھرنا سکھائے گی۔

اس ذات پہ کامل یقین رکھو میری جان۔بس اس سے باتیں کرو اپنی پریشانی میں اسے پکارو۔ایک بار میں نہیں سنتا تو بار بار پکارو اس سے مانگو لیکن اس کیلیے شرط لازم ہے "ایک کہ آپ کا یقین اللہ پاک پہ ڈگمگانا نہیں چاہیے۔

وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے مسحور کن لہجے میں اس کی ہمت بندھانے کو بولا ساتھ ہی انگیشن کی چابی گھماتے گاڑی آگے کی جانب بڑھائی تھی۔فہیم یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جیسے اس سے ان سب باتوں کی توقع نہ کی ہو۔ہاں وہ جانتا تھا کہ وہ پانچ وقت کا نمازی ہے لیکن ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ کس قدر آرام سے اس کا یقین اس حد تک اللہ تعالیٰ کے پختہ کرگیا تھا کہ اگلے ہی لمحے تمام ڈر اور خوف اس کے دل و دماغ سے غائب ہوگیا تھا۔

ویسے آپ کی زندگی میں کبھی ایسا موقع آیا ادیان بھائی جب آپ نے اتنی شدت سے اللہ" کو پکارا ہو۔

"فہیم نے تجسس کے مارے مجبور ہوکر پوچھا تھا۔

ڈرائیونگ پہ مصروف ادیان نے اس کی جانب چونک کر دیکھا معاً اس کی بات کا مفہوم سمجھتے ہولے سے مسکرایا۔

میں سب کو وہی بات سمجھاتا ہوں جس میں خود عمل پیرا ہوں۔وہ بات کہہ کر شیخیاں" نہیں بگاڑتا جو میں نے سرے سے ہی نہ کی ہو۔کہتے ہے نہ کسی کی ذات پہ تبصرے کرنے سے پہلے اسے کوئی نصیحت کرنے سے قبل اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے۔خود کا گریبان گناہوں سے لدا ہوا ہوتا ہے اور دوسروں کو ہم نصیحتیں کرتے پھر رہے ہوتے ہیں "یہی تو ہمارے معاشرے کا المیہ ہے۔

وہ متانت سے بولا تو فہیم نے ایک طمانیت بھرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"اچھا تو آپ پہ کب کب ایسے موقع آئے۔"

وہ تو آج جیسے سب کچھ جان لینا چاہتا تھا۔ادیان نے کم کم ہی اس قدر کھلے دل سے بات ہوتی تھی کیونکہ وہ سب کی اس کی نیچر سے آگاہ تھے یہ بھی لیزے کا ہی کمال تھا شاید کہ

اس کے آنے کے بعد وہ اس کے قدر بدل گیا تھا اور اس میں یہ بدلاؤ سب گھر والوں کیلیے فرحت بخش تھا۔

"ہاں پکارا ہے بہت بار پکارا ہے اس شدت سے پکارا ہے کہ بس۔ایک لمحے کیلیے ناامید بھی ہوا تھا کہ شاید وہ ذات میری سنتی ہی نہیں ہے۔ہر وقت سب چڑچڑا رہنا۔لیکن کہتے ہیں نہ کہ زندگی کے کچھ واقعات معجزات بھی ہوا کرتے ہیں میں نے لیزے کو اس کے بعد اپنے لیے معجزہ تصور کرلیا تھا۔جانتا ہوں اتنا اچھا نہیں ہوں میں بہت برائیاں ہونگی ہر انسان پرفیکٹ نہیں ہوتا بس وہ خود کو پرفیکٹ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔میں بھی انہی لوگوں میں شامل ہوں۔"

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے بےنیازی سے بہت گہری بات بولا تھا۔فہیم کو اس پہ اور لیزے پہ رشک سا ہوا تھا اس نے دل ہی دل میں آیت الکرسی پڑھتے دونوں پہ پھونکی تھی۔

"آپ بہت بدل گئے ہیں بھائی۔"

اس نے گاڑی کا گئیر بدلتے ادیان کو بغور دیکھتے کھوئے کھوئے انداز میں کہا تو ادیان نے نرمی سے مسکراتے سر جھٹکا۔

"بس میری زندگی میں آئے ایک حسین تحفے مختصر کہوں تو تمہاری بھابھی کی کرم نوازی ہے۔"

وہ بھی تصور میں اس کا دلکش سراپا سماتے ہوئے شدت بھرے لہجے میں بولا تو فہیم نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی۔اس قدر تھکن زدہ حالات میں اس کا ہنستا مسکراتا تصور ہی ادیان کیلیے ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ثابت ہوا تھا۔

"آپ اس بات کا سارا کریڈٹ لیزے کو دے رہے ہیں۔"

وہ مصنوعی حیرانگی سے بولا تو ادیان نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب کچھ پرسکون دکھائی دے رہا تھا۔

"وہ حقدار ہے اس کریڈٹ کی۔ مجھ سے جڑے ہر بدلاؤ کے پیچھے اسی کی مہربانی ہے اور میں اس بات سے مر کر بھی منہ نہیں موڑ سکتا۔"

وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے عقیدت بھرے لہجے میں بولا تو فہیم مسکرا کر رہ گیا تھا۔اس کے بعد گاڑی میں خاموشی چھائی رہی تھی۔

کچھ لمحوں کی ڈرائیونگ کے بعد ان کی گاڑی ایک عالیشان ہسپتال کی عمارت کے سامنے رکی تھی۔گاڑی پارک کرتے ہی وہ دونوں باہر نکلتے تمام فائلز احتیاط سے لیتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"ہاؤ آر یو مسٹر فہیم اینی سٹریس۔"

ڈاکٹر جان نے اپنے مخصوص انگریزی لب و لہجہ میں اسے مخاطب کیا تو فہیم نے پراعتماد انداز میں انکار میں گردن ہلائی تھی وہ داد دیتی نگاہوں سے اسے دیکھ کر اشارہ کرتے باہر کی جانب بڑھ گئے شاید آپریشن شروع ہونے والا تھا۔

"سٹے سٹرونگ اللہ از آلویز ود یو ان اینی کنڈیشن۔"

ادیان کی آواز پہ وہ جاتا جاتا رخ موڑنے پہ مجبور ہوا تھا اور ایک نظر مسکرا کر اسے دیکھتے اپنی زندگی کا ایک نیا امتحان سر کرنے چل دیا تھا۔اس کے جاتے ہی ادیان نے اپنی

چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھا جو رات کے آٹھ بجا رہی تھی وہ پاکستان کے بارے میں سوچتے بینچ سے ہی پشت ٹکائے آنکھیں موند گیا۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹرز کی جانب سے آپریشن شروع ہونے کی خبر آئی تھی۔وہ آنکھیں میچے شدت سے اس کیلیے دعاگو تھا معاً گھر والوں کو فون کر کے اطلاع دینے کا سوچتے اس نے جوں ہی موبائل نکالا معاً موبائل پہ لیزے کا نام جگمگاتا دیکھ اس کے لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔اس نے بغیر کسی لمحے کی تاخیر کیے کال اٹھاتے موبائل کان سے لگائی تھی۔

"السلام و علیکم ادیان شاہ سپیکنگ۔"

وہ اپنے مخصوص پروقار انداز میں گویا ہوا تو لیزے نے آنکھیں سکیڑتے موبائل کی جانب دیکھا تھا۔

آج پھر وہی بات میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا کہ مجھے مت جتایا کرے کہ آپ مسٹر" ادیان شاہ ہیں۔جانتی ہوں میں"

وہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے چڑ کر بولی تو ادیان تھکن کے باوجود کھل کر ہنس دیا۔

میرے جلتے دل پہ پھوار سی پڑتی ہے جب تمہاری جانب سے مسز ادیان شاہ والا جواب "موصول ہوتا ہے۔

وہ بھی جواباً محبت بھرے لہجے میں بولا تو لیزے نے اتراتے ہوئے پہلے تو اس کی آواز کو خود میں سمویا تھا لیکن اس کا لہجے میں ایک عجیب سی ویرانی محسوس کرتے وہ ٹھٹھک بھی گئی تھی۔

"تھک گئے ہیں کیا۔"

لیزے نے بے چینی سے استسفار کیا۔ادیان جو آنکھیں میچے اپنی پیشانی مسل رہا تھا اس کی آواز پہ جھٹ سے آنکھیں کھولی تھی۔پہلے تو سمجھ نہیں لگی کہ اسے کیسے معلوم ہوا اس بابت لیکن پھر یہ سوچتے دل میں محبت کی کونپلیں مزید مضبوط ہوئی تھی کہ ابھی بھی اگر وہ نہیں سمجھے گی تو پھر کون سمجھے گا۔

"ہاں تھک گیا ہوں۔"

اس نے بنا کسی تردد کے اعتراف کیا تو لیزے کو دل کو گویا کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔

"ارے شیر تو کبھی نہیں تھکتے پھر میرا شیر کیسے تھک گیا وہ تو ہر وقت دھاڑتے ہوئے ہی اچھے لگتے ہیں۔"

اس کی اداسی پہ تو اس کا دل بھی اداس ہوا تھا لیکن فالوقت اس کی ہمت تو بندھانی ہی تھی تبھی شکوہ کناں انداز میں معصومیت سے گویا ہوئی تو ادیان اس کی بات پہ ناچاہتے ہوئے بھی کھل کر ہنس دیا۔

"شیر بھی تھک جاتے ہیں بیگم جب کبھی کبھی انہیں بیوی کی یاد ستاتی ہے جب وہ فلحال ذمہداریوں کے بوجھ سے تھک جاتے ہیں انہیں بھی سکون کے کچھ لمحات چاہیے ہوتے ہیں۔"

ادیان نے گویا اپنی باتوں سے اسے ایک خوشکن احساس کے ذیر اثر کیا تھا۔

"مطلب آپ کو میری یاد آرہی ہے رائٹ۔"

وہ اس کی بات کا مفہوم اخذ کرتی پرجوش انداز میں بولی تھی۔اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔ادیان مسکراہٹ سختی سے لبوں میں ہی دبا گیا۔

"میں نے یہ کب کہا۔اپنے ہی مفروضے مت قائم کیا کرو۔"

اس نے اپنے لہجے کو حتی الامکان سنجیدہ بناتے استسفار کیا تو اس کے بے گانہ انداز میں لیزے کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی تھی۔

ابھی تو آپ نے کہا ہے ادیان جھوٹ مت بولیں۔

وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتی دانتوں کی مدد سے ناخن کترتے ہوئے بولی معاً محرم کی ہدایت یاد کرتے وہ سرعت سے ہاتھ نیچے کرتی جھولی میں رکھ گئی۔

"میں نے تو شیر کی مثال دی تھی بس۔"

اس نے تو جیسے معصومیت کی انتہا کردی۔ لیزے اس کی بات پہ دانت پیس کر رہ گئی۔

بس میری تعریف کرتے ہوئے آپ کو کچھ ہوتا ہے۔ میں آپ کی اکلوتی بیوی ہوں لیکن "آپ کو خیال ہی نہیں ہے۔"

وہ اپنے لہجے کو مصنوعی روہانسا بناتے ہوئے بولی تو ادیان نے ستائشی انداز میں اس کا ناٹک سنا تھا۔

دل تو چاہا تھا کہ اس کی اس قدر تعریف کرے جس کی وہ حقدار بھی ہے لیکن وہ اس معاملے میں تو حد سے زیادہ کنجوس تھا۔ وہ یہی سوچتے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔

"کوئی بات نہیں میں تین مزید لے آتا ہوں پھر تم اکلوتی بلکل نہیں رہو گی۔"

وہ مسخرے پن سے گویا ہوا تو لیزے کا چہرہ فوراً سے پہلے سپاٹ ہوا تھا۔

"بس اس سے پہلے پھر مجھے جان سے مار دیجیے گا۔"

جواباً وہ شدت بھرے انداز میں بولی تھی۔ادیان نے تعجب سے اس کا بپھرنا محسوس کیا۔اس کی بات پہ بے تحاشہ اشتعال بھی امنڈ آیا تھا۔

"لیزے ایم جسٹ کڈنگ سو ڈونٹ ٹیک اٹ سیریس۔"

وہ بھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے سرد و سپاٹ لہجے میں دھیمی آواز میں دھاڑا تو وہ اندر ہی اندر شرمندہ سی ہوگئی۔اپنے آپ کو جی بھر کر دل میں کوسا اس کا یہی انداز تو تھا جو ادیان کو مزید آسمان کی بلندیوں پہ پہنچا دیتا تھا خود بھوکے انسان سے تعریف تو ہوتی نہیں تھی بس اپنی کروانے کا موقع چاہیے ہوتا ہے۔

"اچھا سنیں نا۔"

وہ اپنی بات کا اثر ذائل کرنے کی خاطر بات کو سرے سے ہی گول کرگئی۔ادیان جان گیا تھا کہ کچھ دیر کیلیے سہم گئی ہے تبھی مسکراہٹ دبا گیا

"جی سنائیں نا میں ہمہ تن گوش ہوں۔"

جواباً اس کی محبت سے لبریز سرگوشی پہ لیزے کے چہرے پہ گلال سا بکھر گیا تھا۔

"اگر آپ اداس ہوگئے ہیں تو لوٹ آئے نہ۔"

وہ بے بسی کی کیفیت میں بولی تھی۔ادیان بھی گومگو کی حالت میں اس کی پھر سے اسی بات پہ لب بھینچ گیا۔

"یار ابھی تو مجھے گئے ایک ہفتہ ہوا ہے لیزے پھر سے وہی بات۔"

ادیان نے ناراضگی جتانا ضروری سمجھا۔اس نے بارہا بار سمجھایا تھا اسے لیکن یہ بات وہ برداشت نہیں کرپارہی تھی۔اس کا انداز کس قدر بھولا تھا ادیان کا دل ایک لمحے کو ڈگمگایا تھا۔

میں جانتی ہوں لیکن میرا دل نہیں لگتا نہ اکیلے کمرے میں ڈر لگتا ہے۔آپ کو پتہ ہے" میں روزانہ آپ کا پرفیوم سپرے کر کے سوتی ہوں تاکہ مجھے ایسا محسوس ہو کہ میں آپ "کے حصار میں قید ہوں۔

وہ رندھے لہجے میں گویا ہوئی۔پلکیں جھپکتے مشکل آنسوؤں پہ قابو پایا۔

"لیزے پلیز ایسے مت کرو میرا یہاں گزارا بہت مشکل ہوجائے گا۔"

وہ بے بسی کے عالم میں بولا تو لیزے نے اس کی بات پہ سرعت سے اپنے گالوں پہ بہتے آنسوؤں کو پونچھا تھا۔

"اچھا چھوڑیں فہیم بھائی کا آپریشن شروع ہوگیا۔"

اس نے چپل پیڑوں میں اڑستے قدم گلاس ڈور کی جانب بڑھائے تھے اس کے پردے برابر کرتی وہ فون سپیکر پہ ڈالتی اپنے نم بالوں کو سلجھانے لگی۔

ہاں بس دعا کرو خیر خیریت سے فارغ ہوجائے۔

وہ سنجیدگی سے بولتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ڈاکٹر کے کیبن کی جانب چل دیا۔

ڈاکٹر سے بات کرنے کا سوچتے وہ لیزے کو الوداعی کلمات کہتے کاٹ دی۔لیزے بھی سب کو بتانے نیچے کی جانب چل دی۔

پریشے کے پرزور اصرار پہ عفان شاہ نے انابی سے بات کرنے کا سوچا تھا۔ویسے انابی کے تیور ناجانے کیوں گھر میں سب کو ہی کھٹکے تھے لیکن عفان شاہ ایک بار آمنے سامنے بات کرنا چاہتے تھے تبھی عزہ کو لیتے انہوں نے انابی کے کمرے کا رخ کیا۔وہ اس کے کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے جوں ہی اندر داخل ہوئے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر حسبِ عادت موبائل میں بری طرح محو تھی۔بستر آڑھا ترچھا سا زمین پہ پڑا تھا۔صرف سائیڈ لیمپ جل رہا تھا جس کی روشنی نا ہونے کے ہی برابر تھی۔

"دیکھ رہے ہیں آپ اسے اس کی حرکتیں میرے لیے ناقابلِ برداشت ہوتی جارہی ہے۔" عزہ دانت پیستے ہوئے غصے سے بولی تو عفان شاہ نے ان کے تیور دیکھتے بے ساختہ ان کا ہاتھ تھاما اور گلہ کھنکھارتے اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا۔انابی جو بری فرصت سے موبائل پہ گیم کھیلنے میں محو تھی ہڑبڑا کر گرنے والے انداز میں بیڈ سے گری تھی۔عفان شاہ تو قہقہہ لگا کر ہنس دیے جبکہ عزہ نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"یہ جو چار آنکھیں ہیں نہ کسی دن چھ ہوجائے گی ہاتھوں میں سٹک لے کر گھومنا پھر۔"

وہ ذیادہ دیر اپنے غصے پہ قابو نہیں کرپائی تھی تبھی دانت کچکچاتے ہوئے اشتعال آمیز لہجے میں بولی اور زمین پہ گرا کمفرٹر اٹھاتی اسے تہہ لگانے لگی۔انابی نے ان کی بات پہ منہ بناتے ہوئے عفان شاہ کی جانب دیکھا جنہوں نے۔صوفے پہ بیٹھتے ہی باہیں واں کرتے اسے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا وہ جھٹ سے ان کے بازوؤں میں آسمائی تھی۔

عزہ نے بھی بیڈ شیٹ درست کرتے ایک کڑی نگاہ اس پہ ڈالتے وہی جگہ سنبھالی تھی۔انابی کچھ کچھ تو سمجھ گئی تھی کہ وہ کس لیے آئے ہیں تبھی دل ہی دل میں خود کو مضبوط کرنے لگی تاکہ جو اس نے سوچا ہے اس پہ عمل پیرا ہوسکے اس فہد کو تو وہ اس کی نانی یاد دلا کر رہے گی۔

"استغفار اس کی نانی تو میری دادی بھی ہے سوری دادو۔"

وہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتی دل ہی دل میں معافی مانگنے والے انداز میں بولی تو ان دونوں نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا معاً انابی کی نگاہ ان پہ پڑی تو وہ کھسیا کر چہرہ جھکا گئی۔ناجانے مام ڈیڈ کیا سوچ رہے ہونگے کہ ان کی بیٹی پاگل ہوچکی ہے۔

ان دونوں نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کبھی کبھی مجھے یہ پوری کی پوری آپ کی بیٹی لگتی ہے۔آپ بھی ایسے ہی پاگل تھے نہ۔"

عزہ نے باتوں ہی باتوں میں عفان شاہ کی بھی اچھی خاصی کرڈالی تھی۔عفان نے صدمے سے آنکھیں پھاڑے اپنی بیوی کی جانب دیکھا جنہیں آج بھی کسی کا لحاظ نہیں تھا۔اس سے پہلے کہ وہ انہیں کچھ کہتے انابی کی آواز پہ ان کی جانب متوجہ ہوئے جو انہیں ٹوک رہی تھی۔

پلیز مام ڈیڈ کوئی نیا کھاتہ مت کھول لیجیے گا پہلے جس کام کیلیے آئے ہیں وہ تو بتادیں"

"ناجانے کیوں مجھے کسی سنکٹ کی بو آرہی ہے۔

وہ پرسوچ نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھتے مصنوعی بھولپن سے بولی۔

اچھا میری بات سنو میری جان۔پریشے پھپھو اس دن آئی تھی انہوں نے آپ کے رشتے" کی بات فہد سے کی ہے۔ہمارے نزدیک تو اس سے بہتر رشتہ کوئی نہیں ہے اپنا بچہ ہے ہم اسے جانتے ہیں پہچانتے ہیں۔ہماری بیٹی کی اس کے ساتھ انڈرسٹینڈنگ ہے۔ہمیں

اور کیا چاہیے ہم تو چاہتے ہیں کہ ہاں کردیں لیکن آخری فیصلہ آپ پہ ہی ہے آپ جو چاہو۔"

عفان شاہ نے رسانیت سے پوری بات اس کے گوش گزار دی۔انابی نے ان کی بات پہ پہلے تو مصنوعی شرماتے چہرہ چھپالیا۔عزہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اداکاری کرنے میں کس قدر ماہر تھی۔وہ تو اس سے چیڑ پھاڑ کرد ینے والے رویے کی توقع کر کے آئی تھی۔

"مسٹر فہد بڑے محبت کے نغمے گائے جارہے تھے نہ انہی نغموں کو تمہارے سوگ میں نہ مبتلا کردیا تو میرا نام بھی انابیہ عفان شاہ نہیں۔"

وہ دل ہی دل میں پرعزم لہجے میں گویا ہوئی چہرے کے تاثرات یکسر مختلف تھے۔

"جی ڈیڈ جیسے آپ سب کو اچھا لگے۔"

وہ مشرقی لڑکیوں کی طرح ان کے سینے پہ چہرہ چھپائے دھیمے لہجے میں بولی تو عفان شاہ نے فرطِ جذبات میں بہتے بے ساختہ اس کا ماتھا چوم لیا جبکہ عزہ ابھی بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔

یہاں ہوتی ہے انابی کے بدلے کی شروات چھچھوندر کہی کا آیا بڑا پیار محبت کرنے "والا۔ایسی کی تیسی نہ کردی تمہاری اس سوکالڈ محبت کی۔

وہ دانت پیستے ہوئے ایک اور معصم ارادہ دل ہی دل میں کرتے ہوئے بولہ۔

عفان شاہ اور عزہ باہر سب کو بتلانے جاچکے تھے جبکہ وہ ان کے جاتے ہی گنگناتے ہوئے ساتھ ساتھ لہرا بھی رہی تھی۔

بچپن کا پیار تمہارا تمہیں تو ایسے ناک و چنے چبواؤں گی کہ بچپن کا کیا جوانی کا پیار بھی" بھول جاؤ گے۔ہائے انابی کو بدلہ لینے میں بڑا مزہ آتا ہے بڑا مزہ آتا ہے خوب مزا آتا "ہے۔

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے ہاتھ پہ تالی مارتے ہوئے بولی۔چہرے پہ ایک فاتحانہ مسکراہٹ رقصاں تھی۔وہ باہر سب کے تاثرات دیکھنے ڈوپٹہ سر پہ اوڑھتی باہر کی جانب چل دی خصوصا لیزے کے ردِ عمل کا انتظار تھا۔

دن اسی طرح سبق رفتاری سے گزر رہے تھے۔کچھ دن پھر سے انہی مصروفیات کے نذر ہوگئے تھے۔ایک خوشگوار صبح نے خان ہاؤس کے در و دیوار پہ احاطہ کیا تھا۔موسم ہلکا ہلکا سرد تھا۔گرمیوں کی آمد آمد تھی۔ایسے میں کھڑکی سے چھن سے پڑتی دھوپ نے اس کی نیند میں خلل ڈالا تھا۔اس نے موندی موندی آنکھیں واں کرتے ذرا سا اوپر ہوتے پورے کمرے میں طائرانہ نگاہ دوڑائی معاً اس کی نگاہ اپنے دائیں جانب اٹھی تھی جہاں رائم بھی موجود نہیں تھا وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور پریشانی سے اپنی پیشانی مسلنے لگی۔

"لگتا ہے آج پھر دیر ہوگئی رائم نے اٹھایا بھی نہیں ناجانے اتنی نیند آخر آکہاں سے رہی ہے۔"

وہ سائیڈ ٹیبل سے کیچر اٹھاتی بالوں کو جوڑے میں لپیٹتے ہوئے کسلمندی سے ایک بار پھر بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاگئی۔

"ایسی کیوں لیٹی ہوئی ہو آرام سے سو جاؤ نیند آرہی ہے تو۔"

اپنے قریب سے آنے والی مردانہ آواز پہ وہ بدک کر پیچھے کھسکی کی اور دل پہ ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس بھرتی ایک نگاہ دراز میں جھکے رائم پہ ڈالی جو اب اپنی کلائی میں گھڑی باندھے اسی کی جانب متوجہ تھا۔اسے حیرت ہوئی تھی کہ وہ ابھی تک ہسپتال نہیں گیا۔

"آپ گئے نہیں ابھی تک مجھے لگا کہ آج پھر مجھ سے ملے بغیر چلے گئے۔"

وہ ڈوپٹہ شانوں پہ پھیلاتی چپل پیروں میں اڑستے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سنجیدگی سے آنکھیں مسلتے گویا ہوئی۔

ہاں بس جارہا تھا ویسے میرا کوئی ارارہ نہیں تھا کہ تمہیں اٹھاؤں ویسے رات کو بھی وقت" پہ سو جاتی ہو پھر بھی صبح دیر تک سوتی ہو خیر ہے آج کل۔اتنی نیند تو مجھ تھکے ہارے "انسان کو بھی نہیں آتی۔

وہ خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تو مازہ نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھتے بمشکل جمائی روکی۔

"اچھا نہ ادھر ہی رکیں ذرا پانچ منٹ میں بس ابھی آئی فریش ہوکر۔"

وہ اس کے شانے پہ سر ٹکاتے بچوں کی سی معصومیت سے بولی تو رائم نے اس کی پیشانی پہ محبت بھرا بوسہ دیا تھا۔وہ بھی جواباً اس کے گال پہ پیار کرتی جھپاک سے واشروم میں بند ہوگئی۔

تقریباً دس منٹ کے وقفے کے بعد وہ جوں ہی واشروم کا دروازہ بند کرتے کمرے میں داخل ہوئی وہ کسی سے کال میں مصروف تھا۔اس نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اس کے آتے ہی موبائل بند کرتے کوٹ کی جیب میں ڈال رہا تھا۔

"سچ نہیں وہ انزل جیسے ہیں کرتے بند فون ایسے ہی آتے میرے بات سے انزلہ کرلیتے مچ میں انزلہ ہو۔"

وہ ماتھے پہ شکنیں لائے بولی اور جوڑا کھولتے آئینے کے سامنے کھڑی ہوتی برش کی مدد سے بال سنوارنے لگی۔رائم نے اس کی بات پہ ایک تاسف بھری نگاہ اس پہ ڈالتے قدم اس کی جانب بڑھائے اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کی ناک سے ناک سہلائی تھی۔

"رائم چھوڑیں اب آپ کو دیر نہیں ہورہی۔"

وہ اس کی منمانیوں سے تنگ آتے دانت کچکچاتے ہوئے گویا ہوئی جو اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ایک سرور سا اس کے وجود میں برپا کررہا تھا۔رائم نے ایک گہری نگاہ اس کی لرزتی دراز پلکوں سے ڈالتے اس کے گھنے بالوں پہ ڈالی تھی جو پہلے کی بانسبت اب لمبے ہوگئے تھے۔اس کی اس کی لرزیدہ پلکوں کو انگلیوں کے پوروں سے چھوا تھا۔مازہ کا پور پور کانپ اٹھا اس کے شدت بھرے لمس پہ۔

آج دل نہیں کررہا کہی جانے کو بس جی چاہ رہا ہے تمہارے گوڈے سے لگ کر بیٹھ" "جاؤں۔

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے مصنوعی معصومیت سے بولا لیکن آنکھوں سے واضح شرارت ناچ رہی تھی۔

"بس آپ کا یہی طعنہ سننے والا رہ گیا ہے کہ رائم پکا پکا زن مرید ہے۔"

وہ یہ بولتے ہی منہ پہ ہاتھ رکھتے کھلکھلا کر ہنس دی۔رائم نے لو دیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس کی یہی ادائیں تو اس کا ایمان ڈگمگانے کا فریضہ سرانجام دیتی تھی۔

میاں بیوی کی زندگی میں یہی چھوٹی موٹی نوک جھوک ہوتی ہے جو ان کے زندگی میں" خوشنما رنگ بکھیرتی ہے۔ایک دوسرے کی موجودگی اور اہمیت کا احساس دلوں میں اجاگر ہوتا ہے۔ تبھی تو میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے جو زندگی کے کسی بھی موڑ پہ آپ کو تنہا نہ چھوڑے بلکہ جس قسم کے مرضی حالات ہو ان میں بھی ایسی کھٹی میٹھی باتیں ہی کھلکھلاہٹیں پیدا کرتی ہیں۔

"اچھا مازہ مجھے نہ تم سے کچھ چاہیے۔

مازہ جو اس کا حصار توڑتی اپنے بالوں کو سنوار رہی تھی اپنے گرد سرسراتی انگلیاں محسوس کرتے آنکھیں میچ گئی معاً اس کی گھمبیر سرگوشی ہ اس نے اپنی میچی ہوئی آنکھیں ہولے سے واں گی اور آئینے سے دکھائی دیتے اس کے عکس کو بغور دیکھا جو بھولپن سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اچھا کیا چاہیے مجھے بتائیں۔ناجانے میں آپ کو دے پاؤں بھی یا نہیں۔"

وہ بے نیازی سے بولتے اب اپنے بھرے بھرے لبوں پہ ہلکا ہلکا گلابی رنگ بکھیر رہی تھی۔پہلے پہل تو وہ یہ بھی نہیں لگاتی تھی لیکن آیت کے اصرار پہ اس نے اب لگانی

شروع کی تھی۔رائم کی نگاہ آئینے میں نظر آتے اس کے لبوں پہ گئی تھی۔اس کی والہانہ نگاہیں اپنے چہرے پہ محسوس کرتے مازہ کے وجود کا سارا لہو اس کے چہرے پہ امنڈ آیا۔

"وہ تم ہی مجھے دے سکتی ہوں۔اس بات کی گارنٹی میں تمہیں بخشتا ہوں۔"

اس کے یقین بھرے انداز میں کہنے پہ مازہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے ڈریسنگ سے پشت ٹکائے اسے ہی تک رہا تھا۔

"اچھا ایسا بھی کیا ہے۔"

اس نے نا سمجھی سے استسفار کیا اور ساتھ ہی اپنے سر پہ ڈوپٹہ سیٹ کیا لیکن اس کی اگلی بات پہ مازہ کے حرکت کرتے ہاتھ بے ساختہ تھمے تھے۔

"بے بی چھوٹا سا۔"

وہ آنکھیں مٹکاتا ہوا مزے سے بولا اور اشتیاق سے اس کے ہاتھ تھاما۔مازہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑتے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آذاد کراتے بدک کر دونوں کے درمیان فاصلہ قائم کرگئی۔

"رائم آپ ہسپتال جائیں آپ کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے تنبیہی انداز میں گویا ہوئی تو رائم نے مسکینیت سے اس کی جانب دیکھا۔

لیکن۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا مازہ نے درمیان میں اسے ٹوک دیا۔

"نو رائم۔"

وہ جھنجھلاتے ہوئے گویا ہوئی اور اسے نیچے چلنے کا اشارہ کیا۔

"اوکے۔"

وہ معصومیت سے بولتے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔مازہ نے نم نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔اب اس چیز میں اس کا بس تو نہیں تھا نہ اور ویسے بھی آیت کے مطابق اس کی شادی کو وقت ہی کتنا بیتا تھا جو وہ پریشان ہوتی تبھی وہ ان کی تسلی پہ کچھ پرسکون تھی۔ابھی وہ رائم کو بول تو گئی تھی لیکن اب خود کا دل ہی تڑپ رہا تھا۔

"ابھی لیزو کا فون آیا تھا مجھے انابی اور وہ آرہی ہیں آج۔"

آیت نے ناشتے کی میز پہ جگہ سنبھالتے مسکراتے ہوئے ان سب کو آگاہ کیا تو مازہ کو تو سو والٹ کا جھٹکا لگا تھا۔ان دونوں پہ سخت قسم کا تاؤ بھی آیا جو انہوں نے اسے بتانا بھی گوارا بھی نہیں کیا تھا۔فلحال وہ بے تحاشہ خوش تھی کیونکہ اس کی بوریت ختم ہونے والی تھی اور انابی کی کلاس بھی تو لگانی تھی جو شاید فہد کی محبت میں گوڈے گوڈے ڈوب چکی تھی۔

"چلیں ٹھیک ہے میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔ڈیڈ تو جا ہی چکے ہیں میں بھی نکلتا ہوں اب آپ کی بہو کا بس چلے تو مجھے اپنے پاس سے کہی جانے ہی نہ دے۔"

وہ رومال سے چہرہ تھپتھپاتے کرسی کھینچتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور مسخرے پن سے مازہ کو دیکھتے ہوئے آیت سے گویا ہوا تو انہوں نے اسے آنکھیں دکھاتے شانے پہ چپت لگائی تھی۔اس نے مسکراتے ہوئے ان کا ماتھا چوما۔اب وہ ملازمہ کو برتن اکھٹے کرتے تھما رہی تھی۔

"اوئے بلی پریشان نہیں ہونا میں مذاق کررہا تھا۔"

چلو اب جلدی سے ایک اچھی سی پیاری سے سمائل دو مجھے تاکہ میرا پورا دن خوشگوار ثابت ہو۔"

وہ آیت کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر اس کی ماتھے پہ لب رکھتا ہوا محبت سے بولا تو مازہ پہلے تو اس کی حرکت پہ سرخ پڑی معاً آیت کو خود ہی مسکراہٹ دباتے ہوئے وہاں سے جاتے دیکھ وہ کینہ توڑ نگاہوں سے اسے دیکھتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"رائم ممانی تھی یہاں آپ نے ان کے سامنے ہی۔"

وہ جھجھکتے ہوئے انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی تو رائم نے سختی سے لبوں کو آپس میں بھینچ لیا تاکہ وہ اس کے لبوں کی مسکراہٹ نہ دیکھ لے۔

"بلی سمائل پلیز۔"

اس نے اس کا گال سہلاتے اس کی بات سے یکسر نظرانداز برتتے آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے حکم صادر کیا تو مازہ کے لب بھی بغیر کسی تردد کے خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔وہ کرسی کی بیک سے اپنا کوٹ اٹھا کر بازو میں ڈالتا مسکراتے ہوئے باہر کی جانب

چل دیا۔مازہ نے ایک مسکراتی نم نگاہ اس پہ ڈالی تھی جو ہر لحاظ سے ایک حسین مرد ثابت ہوا تھا۔

رائم کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی لیزے انابی اور

فاریہ عفان شاہ کے ساتھ ہی خان ولا پہنچ گئی تھی۔فاریہ نے تو آنے سے انکار کیا تھا شاید وہ جھجھک رہی تھی لیکن لیزے سختی سے اسے کھینچتے کھانچتے اپنے ساتھ لائی تھی۔

"عفان بھائی بیٹھے کچھ دیر تو بیٹھ جاتے آپ۔"

آیت نے انہیں کھڑے کھڑے ہی باہر جاتا دیکھ کر ٹوکا تو وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئے۔

نہیں میں بس نکلتا ہوں بھائی بھی آفس میں اکیلے ہیں ادیان بھی نہیں ہے واپسی پہ" "ملتے ہیں انشاآللہ۔

عفان شاہ مازہ کو پیار دیتے باہر کی جانب بڑھ گئے تو ان کے جاتے ہی وہ تینوں بھی آرام سے صوفوں پہ بیٹھ گئی۔کچھ ہی دیر میں ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف ان سب نے فاریہ کو بھی اپنے ساتھ ملالیا تھا اب وہ پہلے کی طرح نہیں جھجھک رہی تھی۔

"اور کیسا گزر رہا ہے بھائی کے بغیر۔"

مازہ اس کے کندھے پہ ٹھوکا مارتی مزے سے بولی آنکھوں میں شرارت کا رنگ واضح تھا۔لیزے نے رعونت سے ناک چڑھاتے موبائل کی جانب ایک آس سے دیکھا تھا لیکن آنکھیں ناامید ہی واپس لوٹ آئی۔

"نا چھیڑوں ہمیں ہم ستائے ہوئے ہیں۔"

انابی مازہ کی بات کے جواب میں دبائی دینے والے انداز میں بولی تو سب پہلے تو لیزے کے سوا قہقہہ لگا کر ہنس دیے معاً اس سے ناراضگی کا یاد آتے ہی مازہ کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی تھی۔

"تم تو اپنی بکواس بند ہی رکھو ابھی بہت حساب بے باک کرنے ہیں تم سے۔"

لیزے قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی تو انابی اس کی بات پہ کھسیا سی گئی۔وہ جانتی تھی کہ کس بات پہ ناراضگی ہے لیکن وہ انہیں کیا بتاتی کہ وہ شادی کیلیے رضامند کیوں ہوئی ہے تبھی فلحال آیت کی موجودگی میں خاموشی اختیار کرگئی۔

"چلو آپ چاروں ایسا کرو کمرے میں ہی چلی جاؤ میں نماز پڑھ کر ماما پاپا کو دیکھ لوں ایک بار۔"

آیت ان سب کو تاکید کرتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اب ان کا رخ کچن کی جانب تھا۔باقی سب نے بھی ان کی ہدایت کے مطابق کمرے میں جانا ہی بہتر سمجھا تبھی ایک دوسرے کی تلقید میں مازہ کے کمرے کی جانب چل دی۔

"ہاں اب الف سے لے کر ے تک ایک ایک لفظ ہمیں بتادو چپ کرکے ورنہ ہم مل کر تمہارا وہ حال کریں گے کہ یاد رکھوں گی۔"

مازہ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے صوفے پہ دھکا دیتی خالصانہ گنڈوں کی طرح دونوں بازوئں کو کہنیوں تک چڑھاتے ہوئے چیخ کر بولی تو انابی اس اچانک ہوئی افتاد پہ

بوکھلائی۔چیخ تو فاریہ کی بھی نکل گئی تھی۔مازہ اور لیزے نے کھسیاتے ہوئے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"خدا کی پناہ مازہ تم دیکھ رہی ہو ہمارے سامنے یہ بولتے نہیں زبان تھکتی تھی کہ وہ مجھے زہر لگتا ہے فلاں فلاں اور بھی نجانے کیا کیا اب یہ تمہیں فہد بھائی شہد کب سے لگنے لگ گئے۔"

وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے گویا ہوئی۔وہ دونوں تو جیسے حساب کتاب کرنے کی موڈ میں تھی تبھی اس کے سرہانے کھڑی تھی۔اور اب خاموشی سے اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"مجھے نہ ان سے محبت ہوگئی ہے۔"

کمرے کی خاموش فضا کے تسلسل اس کی آواز نے اشتعال پیدا کیا تھا۔ان دونوں نے تو صدمے سے آنکھیں پھاڑے اس کا شرمانہ دیکھا تھا جو پرانے زمانے کی لڑکیوں کی طرح ڈوپٹہ دانتوں سے کترتی ان سے مخاطب تھی۔ان دونوں کی بانسبت فاریہ شوخ نگاہوں سے اس کے طور اطوار دیکھ رہی تھی۔اس نے کبھی بھی بہن بھائیوں یا کزنز کا ایسا میل

ملاپ نہیں دیکھا تھا اسے یہ سب بہت اچھا لگ رہا تھا شاید وہ انہی رشتوں کو ترسی ہوئی تھی تبھی ان سب سے لطف اندوز ہورہی تھی۔

"واٹ محبت ان سے۔لیزے اس کی طبعیت تو ٹھیک ہے نہ۔"

مازہ خود کو بازو میں چٹکی بھرتے ہوئے دنگ سی بولی تو لیزے بھی دھپ سے گرنے والے انداز میں اس کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھی۔اس کے بیٹھنے کے انداز پہ مازہ نے اس کے سر پہ ایک چپت رسید کی تھی۔

"دھیان کیا کرو لیزے۔"

اس نے سختی سے باز پرس کی تو وہ خجل سی ہوتی چہرہ جھکا گئی۔جانے انجانے میں ہی سہی آج مازہ کی بات نے لیزے کو ادیان کی یاد دلادی تھی۔وہ کھڑوس بھی تو اسے ایسے ہی ہر بات پہ اس کی لاپرواہیوں پہ ٹوکا کرتا تھا۔اس کے دل میں اداسی نے ڈیرہ جمالیا تھا معاً انابی کی قہقہہ سمیت شوخ آواز نے اس کی توجہ اپنی سمت مبذول کرائی۔

"تم سب کو لگا میں ایسا کہوں گی رائٹ۔"

اس نے آنکھیں میچتے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے استسفار کیا تو ان تینوں نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی بات کا مطلب جاننا چاہ رہی ہو۔

ایسا کبھی نہیں ہوسکتا مائی ڈئیر کزنز میں کبھی بھی تم لوگوں کو بتائے بغیر کوئی کام" نہیں کروں گی یہ تو بس اس کے سر سے محبت کا بھوت اتارنے کا ایک آزمودہ طریقہ "ہے بس۔

وہ کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے بولی تو مازہ اور لیزے کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"کیا مطلب۔"

دونوں یک زبان ہوکر بولی تو فاریہ کو بھی اس کا انداز ناجانے کیوں برا لگا تھا۔اسے تو فھد بھائی بہت اچھے لگے تھے ہنستے ہنساتے۔

مطلب کچھ خاص نہیں بس تم دونوں جانتی ہو کہ میں ہار نہیں مانتی اتنی جلدی۔اس" نے رشتہ بھیجنے کی جرأت کی ہے نہ تو رشتہ تڑوائے گا بھی وہی۔یہ کچھ دنوں میں ہی ایسے

ناک و چنے چبواؤں گی کہ کہ جو محبت محبت کرتا پھر رہا ہے نہ وہ ساری دھول بن کر فضا میں مل جائے گی۔"

وہ پرعزم لہجے میں بولی۔

"انابی آپی آپ کو پتہ ہے دوست نے کہا تھا کہ جو آپ سے محبت کرتے ہیں نہ ان کی دل و جان سے قدر کرنی چاہیے ایسے ان کی محبت کی توہین نہیں کرنی چاہیے۔سوچیں اگر وہ آپ کے ساتھ مخلص ہے تو ان کی محبت کو مذاق بنا کر اس کا انجام بھی آپ کو ہی بھگتنا پڑے گا۔"

فاریہ سے مزید برداشت نہ ہوا تو وہ بے دھیانی میں ہی سہی لیکن بہت گہری بات کرگئی تھی۔سب نے جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا تھا جو سب کے یوں اچانک اپنی جانب دیکھنے پہ پریشان سی ہوگئی تھی۔انابی کا دل بھی ایک لمحے کیلیے سکڑ کر پھیلا تھا۔

"چلو اب تم لوگ اس بات کو سر پہ حاوی مت کرلینا میں ایسے ہی بول رہی تھی۔تم لوگ جانتے ہو کہ میں سب کے ساتھ مذاق وغیرہ کرتی رہتی ہوں۔"

انابی نے ان سب کی توجہ اپنی باتوں سے ہٹانے کی خاطر ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو وہ تینوں بھی سر جھٹکتے ہوئے ہنس دی تھی۔

"چلو تم لوگ بیٹھو میں ممانی کو پوپ کورن کا کہہ کر آتی ہوں پھر ہم مووی دیکھتے دیکھتے کھائیں گے۔"

مازہ ان سب کو ہدایت کرتی کمرے سے باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی ایک بار پھر لیزے نے ادیان کے نمبر پہ ٹرائے کیا تھا لیکن بیل جاتی رہی اور کسی نت فون نہیں اٹھایا تھا۔وہ جھنجھلاتے ہوئے فون بیڈ پہ پھینکتی ان دونوں کی جانب متوجہ ہوگئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب آپس میں ہلکی پھلکی خوشگپیوں میں بھی مصروف تھے۔

"فاریہ ویسے آپ کی آپ کے دوست سے کوئی بات نہیں ہوئی جانے سے پہلے۔"

مازہ نے اسے اپنے قریب بلاتے ہی اس کے گرد حصار باندھا اور تجسس کے مارے پوچھا تو وہ جھٹ سے نفی میں سر ہلا گئی۔ان سب نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"دوست نے کہا تھا کہ اب جب میں یہ سمجھ جاؤں گی کہ ہم دونوں کے درمیان کس نوعیت کا رشتہ استوار ہے اس دن لوٹوں گا۔"

اس نے معصومیت سے بولتے ان تینوں کے سر پہ بم گرایا تھا۔وہ تینوں کھسیاتے ہوئے تکیہ میں سر دھنسنے لگی تھی۔

"فہیم کا تو اللہ ہی حافظ ہے اب۔"

انابی ان سب کو دیکھتی سرسراتے لہجے میں بولی تھی۔معاً اگلے ہی لمحے فاریہ کے سوا ان تینوں کے فلک شگاف قہقہے پورے کمرے میں گونج رہے تھے۔

لیزے نے تو شدت گریہ سے سرخ پڑتے بے ساختہ اس کا گال چوم ڈالا۔دفعتاً انابی کے اشارہ کرنے پہ مازہ نے سرعت سے موبائل پہ کوئی کارنامہ سرانجام دیا تھا اور گلہ کھنکھارتے اب کی بار لیزے کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

"لیزے تم بھی کچھ بتادو اب جو میرے بھائی کے شایانِ شان ہو۔"

مازہ نے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے لیزے کی جانب دیکھتے بھنویں اچکائی۔لیزے کو گویا بہانہ مل گیا تھا۔

"اپنے بھائی کو دیکھ لو تم اتنے دن ہوگئے انہیں گئے ہوئے لیکن مجال ہے جو کبھی خود سے فون کیا ہو بلکل ہی سڑے ہوئے ہیں۔آخری بار بھی میں نے خود سے کیا تھا انہیں کال۔"

وہ پاپ کارن کھاتی ماہ کی جانب رخ موڑتے شکایتی انداز میں بولی تو ان سب نے اس کے انداز پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔

"تو تم کرلیتی رات کو تو بلکل فری ہوتی ہو نہ سکون سے باتیں وغیرہ کرتی۔"

ماہ نے اس کے سامنے چٹکیوں میں حل پیش کیا تھا لیزے نے بیچارگی سے نفی میں سر ہلایا۔

"رات کو تو انہیں وقت ملتا ہے سونے کا اور میں انہیں فون کردوں۔مجھے اچھا نہیں لگتا۔دن بھر کی تھکن کے بعد وہ میری باتیں سن کر پک جائیں گے۔"

وہ منہ بناتے ہوئے گویا ہوئی تو ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو ابھی ادیان کی شکایتیں لگارہی تھی اور اگلے ہی لمحے اس کی فکر میں ہلکان ہورہی تھی۔اس کی

حرکت پہ مازہ کو احساس ہوا تھا کہ وہ بلکل رائم کا ہی پرتو ہے حرکتوں میں۔جیسے وہ ایک پل میں تولہ تو دوسرے پل ماشہ ویسے ہی لیزے کا بھی یہی حال ہے۔

''بھائی سن لی اپنی بیگم کی شکایات۔''

عین اسی لمحے مازہ نے فون کان سے لگاتے ادیان سے شرارت آمیز لہجے میں استسفار کیا تو ادیان نے سہولت سے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائی تھی اور اپنی تمام تر توجہ اس کی میٹھی میٹھی شکایتوں کی جانب مبذول کرائی تھی۔

''جی سن لی ہیں۔''

جواباً وہ مدھم سا قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تو لیزے خجل سی ہوگئی۔اس نے ان سب کو ایک زبردست گھوری سے نوازا تھا جنہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا۔

''چلیں اب جواب دیں مجھے تاکہ میں آپ کی بیگم تک پہنچا سکوں۔''

وہ مدھم سا قہقہہ لگاتے ہوئے بولی تو ادیان نے داد دینے والے انداز میں بھنویں اچکائی تھی۔

''مجھے کبوتروں کی ضرورت بلکل نہیں ہے میں اپنی بیوی سے خود بھی بات کرسکتا ہوں۔''

اس نے ایک ہی جھٹکے میں ان سب کا پتہ صاف کیا تھا جبکہ اب کی بار اس کی بات پہ لیزے ان کی شکل دیکھتے کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹتی ایک ہی جست میں بیڈ سے اترتی ادیان کی سخت آواز پہ اس کے قدم بے ساختہ بیڈ پہ ہی جمے کے جمے رہ گئے۔

"لیزے جمپ مت کرنا۔"

اس کی کرخت آواز پہ اس نے آنکھیں میچتے زبان دانتوں تلے دبائی تھی اور آرام سے بیڈ سے اترتے ٹیرس کی جانب چل دی۔ادیان اتنے عرصے میں اس کی حرکتوں سے بخوبی واقف ہوچکا تھا کہ جب جب وہ پرجوش ہوتی ہے اس وقت وہ ایسے ہی افراتفری میں ایسی حرکات سرانجام دیتی ہے جو بعد میں اسی کیلیے نقصان دہ ہوسکتی ہے۔

"آپ نے میرا فون نہیں اٹھایا بلکہ مازہ کا اٹھالیا۔"

وہ ٹیرس پہ آتے ریلنگ کے ساتھ پشت ٹکاتے ہوئے ناراضگی سے بولی تو ادیان نے بھی بیڈ سے اترتے ننگے پاوں ہی قالین کو قدموں تلے روندتے گلاس ڈور کے پار بڑھائے

تھے۔اور کرسی پہ جگہ سنبھالتے ہی سیگریٹ سلگاتے اس کا گہرا کش فضا میں خارج کیا تھا۔

"کیونکہ میں تم سے ہر وقت بس ایسے ہی چھوٹے موٹے شکوے سننا چاہتا ہوں۔"

جواباً وہ دھوئیں کا مرغولہ فضا میں خارج کرتا ہوا بولا تو لیزے نے اپنے ناخنوں کو کھرچتے منہ بسورا معاً اس کی سانسوں کی تال میل پہ لیزے کا ذہن ایک لمحے کو ٹھٹھکا تھا دوسرے ہی لمحے اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"ادیان آپ سیگریٹ پی رہے ہیں۔"

وہ ناگواری سے بولی جبکہ اس کی آواز پہ ادیان شاہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔ٹھنڈی ہوا نے ان دونوں کے گرد ایک فسوں سا پیدا کردیا تھا۔

"جی میری جان۔"

جواباً وہ بغیر کسی تردد کے گویا ہوا۔لیزے کے بل مزید گہرے ہوئے۔جبکہ اس کے جان کہنے پہ دل کی دنیا اتھل پتھل ہوئی تھی۔اس نے مشکل اپنے اعصابوں پہ قابو پاتے ارد گرد نگاہ دوڑائی تھی۔

"کیوں پی رہے ہیں یہ اچھی نہیں ہوتی۔"

وہ ہمیشہ کی طرح اسے سمجھانے والے انداز میں بولی تھی۔ادیان نے اس کی آواز کو جیسے روح تک اترتا محسوس کیا تھا۔

"کیونکہ مجھے اپنے چھوٹو سے بے بی کی یاد آرہی ہے۔"

وہ معصومیت سے گھرے لہجے میں گویا ہوا جبکہ اس کے اظہار پہ لیزے کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی۔اس نے اپنی لامبی کپکپاتی انگلیوں سے چہرے پہ جھولتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔

"میرا اور سیگریٹ کا کیا تعلق۔"

اس نے مختصراً استسفار کیا تو ادیان نے اس کی جانچ پڑتال پہ مسکراہٹ دبائی۔وہ ہمیشہ اس سے بات کرتے ہوئے ناجانے کیوں ایسی باتیں کرکے طول دیتا تھا شاید اس کے سوالات کرنے پہ ایک خوشی ہوتی تھی کیونکہ وہ صرف اس کے حصار میں جکڑی ہوتی تھی اس وقت۔اور ادیان کو یہی چیز پسند تھی کہ وہ صرف اس کے بارے میں سوچے۔

"دونوں ہی میرے جگر کا ٹکڑا جو ہے۔"

اس کے گھمبیر ہرتپش لہجے پہ لیزے کی رنگت سرخ پڑی تھی اس سے پہلے کہ وہ جواب میں اسے کچھ کہتی اندر سے آتی آوازوں پہ اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا تھا۔

"ادیان میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔"

اس نے کہتے ساتھ ہی عجلت میں کال کاٹتے تفکر بھرے انداز میں کمرے کا رخ کیا جہاں کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا بلکہ واشروم کا دروازہ پورا کھلا ہوا تھا۔اس سے پہلے کہ اس جانب بڑھتی اندر سے انابی کے ساتھ نکلتی نڈھال سی مازہ کو دیکھتے اس کا دل دھک سے رہ گیا۔یہ دس منٹ میں ایسا بھی کیا ہوگیا جو اس کا رنگ اس قدر پھیکا پڑگیا تھا۔

"کیا ہوگیا طبیعت ٹھیک ہے نہ۔"

عین اسی وقت فاریہ کے ساتھ ہانپتی ہانپتی آیت اندر داخل ہوئی لیکن اسے روتا دیکھ پریشان ہوگئی۔

"پتہ نہیں ممانی ایک دم سے پوپ کارن کھارہی تھی کہ دل خراب ہونے لگ گیا تھا۔"

انابی کی بات پہ آیت نے حیرت سے مازہ کا ماتھا چھو کر چیک کیا تھا۔کیونکہ پاپ کارن تو وہ ان کے ہاتھوں کے بنے ہوئے کھا ہی لیتی تھی۔

"وہ جو اس میں چیز تھی شاید اس کی وجہ سے۔"

مازہ آنکھیں موندتے ہوئے بولی۔ایک سیکنڈ میں خوشگوار ماحول سوگوار ہوگیا تھا۔

"چیز تو تمہیں بہت پسند ہے مازہ پھر۔"

لیزے نے ہونق پن سے پوچھتے اس کے قریب ہی جگہ سنبھالی لیکن وہ اس کے کندھے پہ سر ٹکائے آنکھیں موند گئی جبکہ آیت پرسوچ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ناجانے کیوں ان کا ذہن اس جانب جارہا تھا جہاں وہ خود لے جانا نہیں چاہ رہی تھی کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ ایک بار پکا ہوجائے پھر ہی وہ کچھ سوچے اس طرح ہماری ہی امیدوں پہ پانی پھر جاتا ہے۔انہوں نے کچھ سوچتے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

رائم کچھ دیر پہلے ہی احد کی فزیو تھیراپی کرتے فارغ ہوا تھا۔احد کی کمر میں دن بدن اٹھتی درد کے بدولت اس نے براہ راست احد سے ہی بات کی تھی کہ وہ کچھ دن اس کا علاج کروائیں افاقہ ہوجائے گا تبھی وہ پچھلے ایک ہفتے سے مسلسل ہسپتال آرہا تھا۔روشانے کا وقت بھی قریب قریب تھا تبھی وہ آفس سے بھی جلد ہی گھر لوٹ جایا کرتا تھا۔ابھی بھی وہ تقریباً آدھا گھنٹہ ٹھہر کر اس سے مصافحہ کرتے وہاں سے نکل چکا تھا۔اس کے جاتے ہی رائم نے تھکے تھکے انداز میں آنکھیں موندتے کرسی سے پشت ٹکالی اور ہولے ہولے کرسی کو جھلانے لگا۔معاً خاموش ماحول میں موبائل پہ ہوتے والی بیل نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی پہلے پہل تو وہ ناگواری سے ٹالتا رہا لیکن کچھ ضروری کام کا سوچتے اس نے جوں ہی چہرہ میز کی جانب جھکایا موبائل پہ آتی ہستی کی کال اس کے چھکے چھڑانے کو کافی تھی۔اس نے بے ساختہ اپنے خشک ہوتے حلق مو تر کیا اور گلہ کھنکھارتے اپنی آواز کو سیٹ کرتے فون اٹھاتے کان سے لگایا تھا۔

"رائم خان مجھے تم سے اس حرکت کی قطعی امید نہیں تھی۔یہ کام تمہیں سونپا گیا تھا اس یقین کے ساتھ کہ تم اس کام کو اچھے طریقے سے پورا کرو گے لیکن تم نے اپنے ساتھ بہت سی جانوں کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔"

وہ دوسری جانب سے فون اٹھاتے ہی سرد و سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔اس کے لہجے میں نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔رائم کو تو بے ساختہ خوف محسوس ہوا۔اس کی بدولت کام آخری حد تک خراب ہوسکتا تھا۔

"لیکن میں نے اپنی جانب سے پوری کوشش کی تھی تمام جانچ پڑتال کرنے کی لیکن اتنی چھوٹی سی کوتاہی ہمیں اس موڑ پہ لاکر کھڑا کردے گی یہ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔"

وہ تفکر بھرے انداز میں اپنی پیشانی مسلتے ہوئے گویا ہوا۔غلطی تو اس سے ہوگئی تھی اور وہ بھی سنگین غلطی اب اس غلطی کو اسے اسدھارنا تھا لیکن کیسے یہ سوال اس کے ذہن میں منڈلا رہا تھا۔

اب کوئی حل جس کی بدولت چھٹکارہ حاصل ہو سکے اس سب سے۔ایسا محسوس ہورہا "لے یہ سب ناسور بن کر ہم سے لپٹی جارہا ہے۔

وہ شکست خورد لہجے میں بولا تو مقابل کی آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹنے لگی۔اس کا اس قدر مضبوط ساتھی ہمت ہاررہا ہے اسے یہ کسی صورت گوارا نہیں تھا۔

یہ میں بھی سوچ رہا ہوں لیکن کوئی مانے نہ مانے پولیس تک یہ بات پہنچ گئی تو ہم" بری طرح پھنس سکتے ہیں۔پولیس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی تمہیں تمام رازوں پہ پردہ گرانا ہے۔میں بھی کوشش کرتا ہوں کچھ تمہاری طرف سے بھی مجھے سو پرسنٹ چاہیے "رائم خان۔

اس کے سرد لہجے پہ وہ مشکل ہی اثبات میں سر ہلا پایا تھا ورنہ پیٹ میں تو خوف سے مڑوڑ اٹھ رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں مقابل نے آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لیے اسے ہدایت کرتے کال کاٹ دی تھی۔اس کے فون کاٹتے ہی رائم پریشانی سے دونوں ہاتھوں میں چہرہ

چھپا گیا معاً ایک بار پھر فون کی چنگاڑتی آواز پہ اس نے بغیر دیکھے ہی جھٹکے سے فون اٹھاتے کان سے لگایا۔

"میں نے ایک بات کہ تو دیا ہے کہ میں پوری کوشش کروں گا اس سب کو حل کرنے کی"۔

وہ کٹیلے لہجے میں گویا ہوا تو آیت نے حیرت سے فون کان سے ہٹاتے آنکھوں کے سامنے کیا تھا آیا کہ وہ رائم ہی ہے نہ۔

"کس کیس کے متعلق بات کر رہے ہو۔"

انہوں نے ہونق پن سے استسفار کیا تو اس کی زبان کو بے ساختہ بریک لگی وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"نہیں بس کچھ نہیں آپ پریشان مت ہو جی بتائیں خیریت ہے اس وقت فون کیا۔"

اس نے متانت سے انہیں مخاطب کیا تو آیت کا چہرہ سرعت سے سپاٹ ہوا تھا۔

"ہاں میں نے یہ کہنے کیلیے کال کی تھی کہ جلد از جلد گھر پہنچو تم۔"

انہوں نے سرد لہجے میں بولتے کال کاٹ دی۔رائم ان کے لہجے پہ ہی بھونچکا رہ گیا معاً کوئی سنگین مسئلے کا سوچتے وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلا تھا۔دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی۔اس نے دل میں شدت سے دعا کی تھی کہ وہ نہ ہوا ہو جو اس کا دل سوچ رہا ہے کیونکہ اس سے معاملہ آخری حد تک خراب ہونے کا خدشہ تھا۔

اس دن ڈاکٹرز نے فہیم کا آپریشن کامیاب ہونے کی جو نوید سنائی تھی وہ پورے خاندان میں ایک معجزہ بن کر اتری تھی۔اس دن بیہوشی کی بدولت کوئی بھی اس سے بات نہیں کرپایا تھا لیکن کچھ دن ہسپتال میں رہ کر گھر لوٹنے کے بعد ادیان نے اس کے علاج کا پورا سیٹ اپ گھر میں ہی کرالیا تھا۔اب جب بھی اسے کوئی مسئلہ ہوتا تھا گھر پہ ہی علاج ممکن تھا۔گھر والوں سے بھی اس کی وقتاً فوقتاً بات ہوتی رہی ہے لیکن جب جب فاریہ نے بات کرنے کی باری آتی تھی وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتا تھا۔ڈاکٹرز نے تو کافی ابھی دو تین ماہ تک پروپر بیڈ ریسٹ بتایا تھا اس کے بعد ہی وہ کچھ کرسکتا تھا۔آج

فہیم کا ایک دوست بھی صبح سے اس کے پاس موجود تھا جو اس کا خاص خیال رکھ رہا تھا۔ادیان جو اسے دوا کھلا کر خود لیزے سے بات کرنے کی خاطر ٹیرس پہ آیا تھا ابھی انہیں بات کرتے ہوئے کچھ دیر ہی گزری تھی معاً دوسری جانب سے عجلت میں فون کاٹ دیا گیا تھا نا جانے کیوں۔اس نے پریشانی میں دو سے تین بار دوبارہ کال ملائی تھی لیکن دوسری جانب سے مصروف کردی گئی تھی۔وہ بھی بیزاری سے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے مضبوط قدم اٹھاتے فہیم کے کمرے کی جانب چل دیا تاکہ اس کا حال احوال پوچھ سکے۔اس سے پہلے کہ وہ اندر کمرے میں داخل ہوا وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشی میں کسی باتوں میں بری طرح محو تھے اس کے آتے ہی فاصلہ اختیار کرگئے۔ادیان کو ان کا رویہ کھٹکا تو بہت لیکن فلحال وہ بعد میں پوچھنے کا معصم ارادہ کرتے ترک کرگیا۔

"کیسے ہو فہیم۔"

ادیان نے اس کی دوائیوں والی فائل کا تفصیلی معائنہ کرتے اس کا کندھا تھپتھپاتے استسفار کیا تو وہ درد کی شدت سے لب بھینچتے اثبات میں سر ہلاگیا۔ادیان جانتا تھا کہ زخم

ابھی تازہ تازہ ہے تو درد کی ٹیسیں تو اٹھنی ہی ہے تبھی اس کے بیڈ کے عین سامنے رکھے صوفے پہ جگہ سنبھالتے بازو پھیلاتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا گیا۔

''بھائی مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔''

اس نے پورے کمرے میں نگاہ دوڑاتے ادیان کو ڈرتے ڈرتے مخاطب کیا۔دل آنے والے لمحات کا سوچتے لرز رہا تھا وہ جانتا تھا کہ اس کی بات پہ وہ اسے مارنے سے بھی گریز نہیں برتے گا لیکن اسے یہ کہنا تھا تبھی سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔ادیان نے بغور اس کے تاثرات کا جائزہ لیا اور آنکھوں میں سوال لیے بھنویں اچکائی۔

''ہاں کہوں۔''

اس نے مختصراً جواب دیا تو فہیم کی ہمت جواب دینے لگی۔نا جانے اس کا ردِ عمل کیا ہو گا۔

''بھائی مجھے یہاں سے فلحال گھر نہیں جانا۔''

اس کی سپاٹ آواز ادیان کی سماعتوں میں بم بن کر گری تھی۔اس نے جھٹکے سے چہرہ اوپر اٹھاتے اپنی سرد نگاہیں اس کی آنکھوں میں ڈالی تھی۔ فہیم کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔"

ادیان ماتھے پہ شکنیں سجائے سپاٹ لہجے میں بولا۔ فہیم کی ہمت باقاعدہ جواب دینے لگی۔ادیان کے رویے کو وہ بخوبی جانتا تھا پھر بھی شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے کی جدوجہد میں تھا۔

"بھائی میں فلحال گھر واپس نہیں جانا چاہتا اور ویسے بھی۔"

اس سے پہلے کہ وہ دونوں ہاتھوں سے ماتھے پہ آئے بالوں کو پیچھے کرتے اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولتے اپنی بات مکمل کرتا اپنے قریب سے آتی قدموں کی چاپ پہ اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔اس نے جوں ہی نظریں اٹھاتے سامنے صوفے کی جانب دیکھا

تو وہ وہاں سے غائب تھا وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ اپنے دائیں جانب گئی تھی جہاں وہ سکون سے بیٹھا اس کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔فہیم نے بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب ایک نظر دیکھتے نگاہوں کا رخ بدل لیا۔

"سب سے پہلے تو اس وقت اس بات کا تک۔"

کچھ لمحوں تک تو کمرے میں معنی خیز خاموشی چھائی رہی معاً کچھ وقت سرکتے ہی کمرے کی خاموش فضا میں اس کی بھاری مگر سنجیدہ آواز گونجی۔اس کے لہجے میں پہلے جیسی سختی پوشیدہ تھی۔فہیم کی کچھ ڈھارس بندھی تھی۔وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اسے تمام معاملات سے آگاہ کرے گا تو وہ اس کی حالت ضرور سمجھے گا۔

"بھائی دراصل آپ جانتے ہیں کہ مجھے ابھی بلکل صحت یاب ہونے میں کچھ وقت درکار ہے۔میں فوری سفر کرنے کے قائل نہیں ہوں فلحال۔"

وہ جیسے آدھی ادھوری باتیں کرتے اسے کچھ سمجھانا چاہ رہا تھا لیکن لمحہ بہ لمحہ اس کی الجھاتی باتوں پہ ادیان نے ایک سخت کڑی نگاہ اس پہ ڈالی جس کا شاید آج بات مکمل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

فہیم شاہ اگر کوئی مسئلہ درپیش نہ ہو تو میں پوچھ سکتا ہوں اس عجیب سی بات کا"
مطلب ہی کیا ہے یہ میرا مسئلہ ہے کہ میں تمہیں کیسے یہاں سے پاکستان لے کر جاتا
ہوں یو نیڈ ناٹ ٹو وری اباؤٹ دس۔اور صاف بات ہے وہاں پہ جو تمہیں کئیر ملے گی وہ
کہی اور نہیں مل سکتی اور اس بات کو کہنے میں مجھے کوئی عار نہیں ہے کہ میں یہاں رہ
بھی نہیں سکتا اتنا وقت۔مجھے تمہیں لے کر یہاں سے جانا ہے آفس سنبھالنا ہے اور اس
سے بھی ذیادہ ضروری بات کہ میری بیوی وہاں میلوں دور جس حال میں ہے اس کو بھی
میری ضروری پیش ہے میں کیسے سب کچھ فراموش کردوں۔"
اس نے دھیمے لہجے میں بولتے ایک ہی بات میں جیسے اسے بہت کچھ جتایا تھا فہیم نے
اس کی بات پہ بے اختیار نفی میں سر ہلایا جیسے اس کی بات کی نفی کررہا ہو۔ادیان نے
نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے سے صاف بے چینی چھلک رہی
تھی۔اس کا رعب ہی ان سب پہ کچھ ایسا تھا کہ وہ سب بات کرتے ہوئے سہم جاتے
تھے۔لیکن اگر وہ سمجھنے پہ آتا تھا تو اس سے بہتر کوئی نہیں ہوتا تھا پھر۔

"بھائی تو میں آپ کو یہاں رکنے کا نہیں کہ رہا نہ میں جانتا ہوں وہاں آپ کا کس قدر کام پینڈنگ پہ ہے جسے آپ واپس جاکر پورا کرنے کا ارارہ رکھتے ہیں لیزے کی حالت سے بھی میں بخوبی واقف ہوں آپ بغیر کوئی تکلیف اٹھائے واپس لوٹ جائیں اکیلے ہی میرے لیے پریشان مت ہو۔"

وہ ہوا کی دوش سے لہراتے پردوں کو دیکھتے ہوئے تھکن ذدہ لہجے میں گویا ہوا تو ادیان کے چہرہ اس کی بات پہ سرد ہوا تھا اس نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب اپنی ہی بات پہ نظریں چرارہا تھا۔

"تم کہنا چاہتے ہو کہ میں نے تمہارا آپریشن کرواکر بہت بڑا احسان تم پہ کردیا ہے اب تمہیں مزید کوئی مدد درکار نہیں ہے میری۔ تمہیں میں شکل سے پاگل نظر آتا ہوں یا میرے چہرے پہ لکھا ہوا ہے کہ میں بیوقوف ہو جو تمہیں اس حال میں چھوڑکر واپس لوٹ جاؤں۔"

وہ سرد مہری سے گویا ہوا ساتھ ہی اس کا بازو تھامتے اس کا رخ اپنی جانب کرنا چاہا تھا لیکن وہ اس سے نظریں ملانے کے خوف سے ہٹ دھرمی سے رخ پھیرے بیٹھا رہا۔ وہ

نہیں چاہتا تھا کہ ادیان اس کی آنکھوں میں رقم تحریر پڑھ لے۔وہ اسے اپنے طریقے سے سمجھانا چاہتا تھا تاکہ اس بات میں طوالت نہ اختیار ہو۔

نہیں بھائی میں نے ایسا نہیں کہا اور ویسے بھی میری کلاسس کا تو سین بھی ہے نہ یو" "ایس میں نوٹس بھی آچکا ہے۔مجھے آسانی ہوگی اس میں بھی۔

اس نے ادیان کے سخت ہوتے تاثرات دیکھتے بات کو بگڑنے سے پہلے ہی سنبھال لیا۔ادیان نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جیسے اچانک اس کی کہی بات بلکل بھی ہضم نہ ہوئی ہو۔

"Show me that notice..I want to see.."

اس کی سنجیدگی سے بولتے اپنی مضبوط ہتھیلی اس کی جانب پھیلائی تھی۔فہیم کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا کیونکہ نوٹس آتو چکا تھا لیکن فلحال اس کے پاس موجود نہیں تھا۔اسے بھی بس جان سے اڑتی اڑتی خبر ہی ملی تھی۔وہ کیسے یہ بات بھلا سکتا تھا کہ اس کے مقابل ادیان شاہ ہے جو بال کی کھال بھی اکھاڑنا جانتا ہے

"بھائی میں آپ کو کل۔"
وہ اپنی بات کی صفائی دینے والے انداز میں بولا لیکن ادیان نے درمیان میں ہی اس کی بات اچک لی تھی۔

"Faheem Can you please stop this non-sense..Don't give me lame excuses..Tell me the real Reason Behind this.."

فہیم کیا تم مہربانی کر کے ان فضول باتوں کو چھوڑ سکتے ہو۔مجھے جھوٹی تسلیاں مت دو۔اصل مدعہ بیان کرو جو اس کے پیچھے ہے۔)
(
وہ اب کی بار دھیمی آواز میں غرایا۔اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا اس کی ایک ہی تکرار پہ۔

"بھائی آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا سننا چاہتے ہیں میں جو بھی بول رہا ہوں آپ کو جھوٹ ہی لگ رہا ہے۔"

وہ بھی جواباً جھنجھلاتے ہوئے بولا۔آنکھوں میں کرب کی لہریں عود آئی۔ادیان تھک ہار کر بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے گہرا سانس بھر گیا۔اب فہیم کسی نادیدہ نقطے پہ نظریں جمائے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا جبکہ ادیان کی سوچ کے سارے دھاگے فہیم سے جڑے تھے۔

"بھائی میں فاریہ کی بدولت واپس نہیں لوٹنا چاہتا فلحال۔بہت مشکل ہے میرے لیے یہ سب میں جب جب اسے دیکھتا ہوں اس معصوم پہ ترس آتا ہے مجھے اور میں سچ میں ایسا نہیں چاہتا کہ میں اس پہ ترس کھاؤ۔"

وہ بچوں کے انداز میں بولتے اس کے کندھے سے سر ٹکا گیا۔اس کے لہجے کا بوجھل پن ادیان کے دل کو مٹھی میں جکڑ گیا۔وہ اس سے چھوٹا تھا اور اسے جان سے عزیز تھا اس کی تکلیف ادیان کو اپنے دل پہ محسوس ہوئی تھی۔

"تم نے جو فاریہ کے متعلق اس دن بات کہی تھی ابھی بھی اسی پہ ہی قائم ہو۔کیا تم حقیقت میں اسے چھوڑ کر زندگی کی تلخیوں سے روشناس کرانا چاہتے ہو۔"

وہ سرسراتے لہجے میں گویا ہوا اس کا سارا دھیان دیوار پہ لٹکی بیش قیمت گھڑی کی جانب تھا۔ فہیم کے دل کو دھکا سا لگا۔اس نے جھٹکے سے اس کے کندھے سے سر اٹھایا تھا۔

"بھائی ایسی بات سچ میں نہیں ہے۔ہاں یہ میں مانتا ہوں کہ میں اس کی وجہ سے واپس نہیں لوٹنا چاہتا لیکن اس کے پیچھے صرف ایک ہی مقصد ہے میں اسے مضبوط دیکھنا چاہتا ہوں حالات سے لڑتے ہوئے حالات کا سامنا کرتے ہوئے جو لگلے انسان کو جھکانا جانتی ہو ناکہ خود بنا کسی قصور کے بھی جھک جائے مجھے یہ بات بھی اچھے سے ازبر ہے کہ میں اگر اس کے پاس رہا تو وہ مجھے دوست سمجھ کر میرے ساتھ ہر دکھ درد شئیر کرے گی جواباً میں اسے سپورٹ کروں گا لیکن پھر وہ مجھے ہی اپنا سپورٹ سسٹم سمجھ لے گی۔اس کے مقام کا کیا پھر۔مجھے فاریہ میں ایک مضبوطی چاہیے جو اس کی پہچان بنے اور اس وقت تک میں بھی اپنی ڈگری مکمل کرکے لوٹ آؤں گا۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ادیان نے گہری پرسوچ نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں اس کی بات کی تائید کرنے کی ایک آس سی تھی شاید وہ چاہتا تھا کہ وہ رضامند ہوجائے۔

"تم یہ سب اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو۔"

ادیان نے مختصراً بولتے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی اور بیڈ سے اٹھتے نرم گرم قالین کو پیروں تلے روندتے اپنے قدم ٹیرس کی جانب بڑھائے تھے جہاں سے ٹھنڈی ٹھٹھرا دینے والی مسحود کن ہوا اندر آرہی تھی۔اس نے پردے برابر کرتے واپس بیڈ کی جانب قدم بڑھائے تھے۔فہیم کو شدت سے محسوس ہوا تھا کہ اس کی باتوں نے اثر کر دکھایا ہے کیونکہ پتھر موم ہونا شروع ہوگیا ہے۔

بس میرا دل کہتا ہے اور فاریہ کے متعلق میرا دل کبھی چاہ کر بھی غلط نہیں کہہ سکتا۔" میں مضبوط اور اپنے موقف پہ ڈٹے رہنے والی فاریہ کی تلاش میں نکلا ہوں اور مجھے اٹل یقین ہے میری واپسی کے ساتھ ہی میری تلاش مکمل ہوگی اس وقت مجھے محسوس ہوگا "کہ میں نے اپنی زندگی کے ایک اہم امتحان میں سرخرو ہوا ہوں۔

وہ پرعزم لہجے میں بولا چہرے پہ دھیمی سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ادیان نے تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

"تم جانتے ہو کہ اس بات کا فاریہ کے اعصابوں پہ کیا اثر پڑے گا۔وہ ناراضگی بھی اختیار کر سکتی ہے تم سے اس معاملے میں۔"

ادیان نے تنبیہی انداز میں باور کرایا۔فہیم اس کے ڈراوے دینے کے انداز میں ہولے سے ہنس دیا تھا۔

"بھائی وہ مان جائے گی۔وہ بہت معصوم ہے۔سب سے بڑھ کر وہ اس دل میں رہتی ہے اور جن کی ناراضگیاں دل پہ اثرانداز ہو انہیں منانے میں تو آپ لمحہ نہیں لگاتے۔"

وہ پریقین لہجے میں بولتے آخر میں شریر ہوا تھا۔ادیان نے تنبیہی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اگر یہ معصوم تمہارے لوٹنے تک خطرناک ہوگئی نہ تو اس کے بعد اپنے بچاؤ کیلیے کسی سے مدد مانگنے مت آنا۔ہم سب ہاتھ کھڑے کرلینگے پھر۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے اشتعال آمیز لہجے میں بولا شاید اپنی بہن کے آنسو وہ دیکھنے سے پہلے ہی اس سے خوف کھا رہا تھا۔

"بھائی پہلے ایسا کچھ دیکھنے کو تو ملے۔یقین کریں شکرانے کے نفل ادا کردوں گا دو۔یہ ہی نہ ہو میں جو اتنی پلیننگز کررہا ہوں وہ مجھ پہ ہی بھاری پڑجائے۔"

وہ مصنوعی بیچارگی سے بولا تو اس کی بات پہ ادیان کا دلکش قہقہہ اس قدر مضطرب ماحول میں بھی کمرے کی فضا میں گونجا۔

"بھائی اس سے بڑھ کر خوشی کی بات ویسے کیا ہوگی میرے لیے کہ اگر وہ میرے لوٹنے تک کچھ سمجھدار ہوجائے یقیناً مجھ سے زیادہ خوش کوئی نہیں ہوگا۔بھائی مجھے معصوم لفظ بھی چھوٹا لگتا ہے اس کے آگے۔وہ دوسرے معنوں میں بچی ہے ابھی۔صاف لفظوں میں کہوں تو وہ ابھی ہمارے درمیان بندھے رشتے کی نوعیت کو سرے سے ہی نہیں سمجھتی۔میں چاہتا ہوں کہ میری غیر موجودگی میں وہ پوری نہ سہی کچھ میچور ہوجائے۔مجھے اس کی بچگانہ عادتوں سے کوئی خار نہیں ہے بس اب میں مزید آپ کو کیا بتاؤں۔"

وہ بے بسی سے گویا ہوا تو ادیان نے تیکھے چتونوں سمیت اس کی جانب دیکھا تھا۔

"اس سے آگے کچھ بتانا بھی مت۔اب کیا کھلے لفظوں میں اشتہار لگاؤ گے۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے گویا ہوا۔اب وہ عمر کے اس حصے میں تھا کہ فہیم کی باتیں کسی حد تک سمجھ چکا تھا اور اسے کافی حد تک اس کی باتوں نے متاثر بھی کیا تھا۔فہیم اس کی بات پہ سرعت سے جھینپتے سرخ چہرے سمیت نظریں جھکا گیا۔

ایمانداری سے بتاؤ تو تمہارے اس فیصلے نے بہت متاثر کیا ہے۔مجھے واقعی خوشی ہے" کہ میں نے فاریہ کو تم جیسے انسان کو سونپا ہے۔وہ بہت بکھری ہوئی ہے پہلے ہی اور یہ بات بھی مجھے اچھے سے ازبر ہے کہ یہ بات جاننے کے بعد وہ کسی حد تک متاثر بھی ہوسکتی ہے کیونکہ تمہارے ساتھ اس کا رشتہ بلکل ہی مختلف ہے۔دوسری بات تمہیں یہاں چھوڑ کر جانے کی تو میں ابھی تو بلکل نہیں جارہا جب تک تم کچھ کچھ چلنے کے قابل نہ ہوجاؤ اور تیسری اور آخری بہت ہی اہم پہلو سب کچھ سوچ لیا ہے تو اب یہ بھی "بتادو کہ گھر والوں کو کیسے ہینڈل کرنے کا سوچا ہے فہیم صاحب۔

اس نے متانت سے بولتے اسے تسلی دی معاً آخری بات پہ اس کے شانے پہ دباؤ ڈالتے طنزیہ لہجے میں گویا ہوا۔فہیم اس کی آخری بات پہ ایک لمحے کیلیے تو ہکا بکا سن رہ گیا معاً کچھ سوچتے اس کی آنکھیں شرارت سے چمک اٹھی۔

"ادیان بھائی یہ کام کرنے کیلیے آپ ہیں نا۔"

وہ دانت نکوستے ہوئے بولا تو ادیان نے سرد نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا تھا۔

ہاں ان سب کاموں کیلیے تم سب نے ایک وکیل ہائیر کیا ہوا ہے کہ بس جہاں موقع"

"ملے وہی تمہارا کیس حل کرنا شروع کردے۔ہے نا۔

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتے اسے خجل ہونے پہ اسے مجبور کرگیا۔وہ کھسیاتے ہوئے اپنے سر پہ ہاتھ پھیرتے چہرہ جھکا گیا۔

"اسے وکیل نہیں بڑا بھائی کہتے ہیں۔"

وہ باقاعدہ اس کی تصحیح کرتے ہوئے مزے سے بولا۔ادیان نے اسے دیکھتے تاسف سے سر ہلایا تھا جو پہلے جتنا ڈرا سہما تھا اس سے بات کرکے اتنا ہی پرسکون دکھائی دے رہا

تھا۔اس نے فلحال ان تمام باتوں کو ذہن سے جھٹکتے سائیڈ ٹیبل سے دوائیاں اٹھاتے اس کی حوالے کی تھیں جو فہیم نے بھی بغیر کسی تردد کے تھام لی۔

اسے لٹا کر کمفرٹر اوڑھتے اس نے سائیڈ لیمپ جلایا تھا۔اب کمرے میں صرف لیمپ کی دھیمی دھیمی سی روشنی نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ادیان نے اس کے آنکھیں موندتے ہی قدم ٹیرس کی جانب بڑھائے تھے تاکہ وہ لیزے کو فون کر کے خیر و عافیت دریافت کرسکے لیکن تین بار مسلسل کال کرنے کے باوجود بھی دوسری جانب سے فون نہیں اٹھایا گیا تھا۔اس کی لاپرواہی پہ ادیان کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی۔اسے بعد میں کال کرنے کا سوچتے اس نے محرم کو فون ملایا تھا جو پہلی ہی بیل میں اٹھالیا گیا تھا۔اس نے مسکراتے ہوئے ہوا کی بدولت ماتھے پہ آئے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔فہیم کیسا ہے۔"

ان کی بے تاب آواز نے ادیان کے تھکن ذدہ اعصابوں پہ ٹھنڈک کا کام کیا تھا۔اس نے مسکراتے ہوئے ان کی آواز کو اپنے اندر تک اترتے محسوس کیا تھا۔

"یہاں سب ٹھیک ہے۔پریشان مت ہو۔آپ کیسی ہیں مم۔"

اس نے انہیں تسلی دیتے ان کی خیر دریافت کی۔ محرم کی آنکھوں میں نمی سی نمودار ہوئی جنہیں وہ چھلکنے سے پہلے ہی پی گئی تھی۔

"میں فون بند کردوں۔"

اس کی سنجیدہ آواز پہ محرم پریشان سی ہوگئی۔

"کیوں۔"

انہوں نے برخستہ سوال کیا۔

تاکہ آپ رولیں کھل کر۔ مجھے آپ سے بات کر کے سکون لینا تھا ناکہ آپ کو بے سکون"

"کرنا تھا۔

وہ ناراضگی بھرے لہجے میں بولا تھا تو محرم سرعت سے اپنے آنسو صاف کرتی مسکرادی تھی۔

"ادیان فہیم کو لے کر کب لوٹو گے۔"

عزہ کی بے تاب بے چین آواز پہ ادیان کو ایک نئے سرے سے پریشانی نے آن گھیرا تھا۔اس نے ایک پتھریلی نگاہ اندر سوئے فہیم پہ ڈالی تھی جو اسے پھنسا کر خود سکون سے سو رہا تھا۔

"خالہ پریشان مت ہو آپ بہت جلد لوٹیں گے۔"

اس نے سست لہجے میں بولتے انہیں تسلی دی تھی۔عزہ کو کیا چاہیے تھا وہ تو اس بات سے ہی خوشی سے پھولے نہیں سمارہی تھی۔کچھ دیر اسی طرح اردگرد کی باتوں میں مشغول اس نے الوداعی کلمات کہتے فون کاٹ دیا تھا۔ادیان نے فون بند کرتے میز پہ رکھتے ہی اپنے دونوں ہاتھ ریلنگ پہ ٹکائے تھے اور پرسوچ نگاہوں سے ایک طائرانہ نگاہ ان عالیشان عمارتوں پہ ڈالی تھی جو اعلیٰ ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی۔وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ کشادہ صاف سڑک پہ جلتی گاڑی کی لائٹوں پہ گئی تھی جو دور ہونے کی بدولت ان کی ہیڈ لائٹس کی روشنی بھی چندھیا گئی تھی۔وہ سیاہ بادلوں سے ڈھکے آسمان پہ ایک گہری نگاہ ڈالتا نماز کی ادائیگی کیلیے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

آیت کی کال سن کر وہ کچھ پریشانی کے عالم میں اپنے پاس پہلے سے موجود مریضوں کو ڈاکٹر انس کے حوالے کر وہ جلدی میں گھر کے لئے نکلا تھا پر راستے میں ٹریفک کی بدولت اچھی خاصی دیر ہو گئی تھی۔آیت سے اچھی خاصی عزت افزائی کا سوچتے اب وہ ایک نظر اپنی چوڑی کلائی میں پہنی رولیکس کی گھڑی پر ٹائم دیکھتا گاڑی پورچ میں پارک کر کے اندر کی جانب چل دیا جہاں آیت محو انتظار تھیں۔وہ اپنی مخصوص چال چلتے جیسے ہی دائی دروازے سے اندر داخل ہوا سامنے ہی صوفے لہ بیٹھی وہ بے چین دکھائی دے رہی تھی۔

"آگئے نواب صاحب اب بھی کیا ضرورت تھی میں کہتی ہوں اپنا ہاسپٹل ہونے کا کیا فائدہ ہے تمھارا اتنے ڈاکٹرز ہیں وہاں کبھی گھر میں ایمرجنسی ہوجائے تو تم گھر ہی نہیں ہوتے وقت پر۔ ماناکہ تمھارا فرض ہے وہاں موجود لوگوں کا علاج کرنا پر گھر میں دو ڈاکٹر ہونے کا کوئی فائدہ ہے گھر والے بیمار ہوجائیں کچھ بھی ہوجائے موصوف کو ہوش نہیں ہوتا بتاؤ بھی تو دو گھنٹے تک پتہ ہی نہیں ہوتا۔"

آیت نے اس کے گھر میں آتے ہی تابڑ توڑ سوال جواب کے ساتھ غیض کے عالم میں جو کچھ منہ میں آیا بول گئیں جبکہ ان کے اس طرح کے رِدِ عمل پر رائم ایک لمحے کو بوکھلا گیا تھا۔اب اتنا بھی کیا ایمرجنسی کہ وہ اسے بخش ہی نہیں رہی ہیں۔ پھر ان کے چپ ہونے پر لمبا سانس لیتے ان کو اپنے ساتھ صوفے پر بٹھاتے ہوئے ہاتھ تھامے اور ان کی جانب متوجہ ہوا۔

ارے مام کیا ہوا ہے یہ بتائیں کیوں اتنا غصہ ہورہی ہیں اس سے پہلے تو کبھی میری" "کول مام کو یوں غصہ نہیں آیا خیریت ہے یا یہ ڈیڈ کا غصہ تھا مجھ معصوم پر اترا ہے۔

رائم نے شرارت آمیز لہجے میں ہلکا پھلکا ہوتے سوال کیا جس پر وہ غصے سے اسے گھورنے لگیں۔

کسی کا غصہ نہیں ہے تمہارے کام ہی ایسے ہیں یہ بتاؤ ہاسپٹل جا کر گھر کی کوئی خیر" خبر ہوتی ہے چلو خود سے نہیں پوچھا آج پر جب میں نے کال کی تھی کتنی دیر ہوگئی ہے "اب آرہے ہو تم۔

آیت نے پھر سے غلطی کا احساس دلایا تو وہ بے بسی سے ان کی جانب دیکھتا رہ گیا۔

سوری ماما سیریسلی اسی ٹائم نکلا تھا ہاسپٹل سے پر ٹریفک کی وجہ سے اتنی دیر ہوگئی آپ"
"بتائیں خیریت ہے سب کیا ہوا ہے مازہ کو۔

رائم نے معذرت کرتے لہجے میں کہہ کر مازہ کے بارے میں استفسار کیا۔

روم میں ہے آرام کر رہی ہے کب کا تمھیں بلایا تھا اب جاؤ دیکھو میری بچی کو۔ میں"
سوپ بنا کر دیتی ہوں اس نے کچھ کھایا نہیں ہے پہلے طبیعت دیکھ کر پھر کچھ فروٹس
" روم میں ہیں کھلا دینا تب تک سوپ بن جائے گا۔

آیت نے سنجیدگی سے اسے ہدایت دیتے کچن کا رخ کیا جہاں اب انہوں نے مازہ کے لئے
سوپ بنانا تھا جبکہ وہ ان کی بات پر اچنبھے سے انہیں دیکھ کر کمرے کی جانب چل دیا۔

کمرے میں قدم رکھتے اس نے بیڈ پہ لیٹۓ مازہ کی جانب قدم بڑھائے جو دوسری طرف
چہرہ کئے کروٹ کے بل شاید سو رہی تھی۔اس نے پہلے تو پریشان کرنا ضروری نہ سمجھا معاً
اس کی طبیعت خرابی کا سوچتے وہ اس کے پاس ہی جگہ سنبھال گیا۔

اس نے بیٹھتے ہی ہاتھ سے ماتھے کو چھو کر دیکھا تو بخار کا شائبہ تک نہ تھا البتہ چہرے
سے وہ کچھ تھکی تھکی ظاہر ہو رہی تھی۔ عجیب سا پیلا پن چھایاں ہوا تھا۔رائم کی پیشانی پہ

سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس کے ہاتھ کے لمس کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے مازہ جو ہلکی پھلکی نیند میں تھی کسمسا کر اٹھ بیٹھی۔

"رائم آپ کب آئے۔"

مندی مندی آنکھیں کھولتے اسے دیکھ کر آنکھیں حیرت سے کھلی تھی اس نے حیرت انگیز لہجے میں استسفار کیا تو وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

ابھی ایا ہوں اور پتہ ہے ماما نے اتنا ڈانٹا ہے تمھاری وجہ سے اب بتاؤ کیا ہوا ہے تا کہ" "یہ بیکار ڈاکٹر آپ کے کچھ کام آسکے۔

رائم نے نیچے ہونے والا واقعہ بتاتے آیت کی کام نہ آنے والی بات کا حوالہ دیتے کہا جس پر وہ تھکن ذدہ انداز میں مسکرا دی۔

"کچھ نہیں ہوا بس وہ دل خراب ہورہا تھا تو ممانی پریشان ہوگئیں اور تو کچھ بھی نہیں۔"

اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے سرخ چہرے سمیت جواب دیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ یہ گڈ نیوز کنفرم ہوتے ہی وہ رائم کو سرپراز دے گی تبھی اس وقت کچھ نہیں کہا۔ مگر وہ بھی ڈاکٹر تھا اور جو بات آیت پہچان گئی تھی وہ ڈاکٹر ہوتے کیسے نہ پہچانتا۔

"کچھ الٹا کھایا ہوگا بتاؤ کیا کھایا تھا تم نے۔"

رائم نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا تو وہ نہ میں سر ہلا گئی۔

"کچھ بھی نہیں کھایا تھا میں نے۔"

اس کے معصومانہ انداز پر وہ کھل کر مسکرایا تھا پھر اپنے بیگ سے اس کے چیک اپ کا سامان نکالتے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

چلیئے میڈم ذرا آپکا چیک اپ کر لیا جائے ورنہ آپ کی ممانی جان نے میری جان لے لینی ہے۔

"وہ دوبارہ شوخ لہجے میں بولتے ستیتھوسکوپ اٹھا کر اس کا مکمل چیک اپ کرنے لگا۔

چیک اپ سے فارغ ہوکر اس نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا ہے بلی کچھ بھی نہیں ٹھیک کو ایکدم اب بتاؤ کس چیز سے دل خراب ہورہا تھا۔"

رائم نے اس کے چہرے کی اڑتی رنگت کو دیکھتے پوچھا۔

"وہ چیز والے پاپ کورن سے ایکدم قے آگئی تھی۔"

وہ منہ بگاڑتے ہوئے بولی۔

اس کے بتانے کے انداز پہ مسکرایا۔وہ سمجھ تو چکا تھا لیکن وہ جلد ہی اسے گائنی کی ڈاکٹر کے پاس لے کر جانے کا ارادہ رکھتا تھا کیونکہ اس معاملے میں وہ اتنی معلومات نہیں رکھتا تھا۔

ویسے تو تم ٹھیک ہو بلی میں اسے اہم اہم سمجھ رہی ہو ناں پھر سمجھ لوں کہ تم نے"
"میری خواہش پوری کردی ہے۔

اس کے شرارت سے کہنے پر وہ اچھنبے سے اس کی جانب دیکھے گئی۔

"رائم وہ۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی کہ رائم نے وہیں قریب رکھے سیب اٹھا کر پلیٹ میں کاٹتے ہوئے اسے دیکھا اور اس کی جانب بڑھائے جسے وہ بنا کچھ کہے تھام کر کھانے لگی۔حالانکہ سب چیزوں سے دل اچاٹ ہورہا تھا لیکن اس کے موڈ خراب ہونے کا بھی خدشہ تھا۔

وہ اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی اس کے ماتھے پر بھرپور انداز میں بوسہ دیتا اپنا سامان سمیٹتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم یہ پورے ختم کرو میں فریش ہوکر آتا ہوں پھر میڈیسن کھانی ہے اوکے۔"

اس کے سر پر بوسہ دیتے اس نے وارڈروب سے کپڑے نکالتے باتھروم کا رخ کیا۔

ابھی اسے گئے کچھ دیر ہی گرزی تھی کہ آیت سوپ کا باول لیے کمرے میں داخل ہوئیں۔

"مازہ بچے یہ پیو بہتر فیل کروگی اور بتاؤ کہاں ہے رائم اب کیسا فیل کر رہی ہو۔"

آیت نے آتے ہی اس سے کتنے سوال کر دیئے جس پر وہ مسکرا کر انہیں دیکھنے لگی۔

جی مامی میں بلکل ٹھیک ہوں وہ فریش ہونے گئے ہیں اور آپ بھی سوپ لے آئیں"

"مجھے نہیں پسند ناں۔ پہلے ہی یہ اتنی مشکلوں سے کھارہی ہوں۔

مازہ نے منہ بگاڑتے کہا ساتھ ہی رائم کے خوف سے سیب کترا تھا۔

چپ کر کے جلدی سے پیو یہ اچھا ہے تمھاری صحت کے لئے شاباش جلدی ختم کرو اور"

"پھر ریسٹ کرو۔

آیت نے اسے باول تھماتے سخت تاکیدی لہجے میں کہا جس پر وہ منہ بسور گئی۔

"اچھا چلو میں پلاتی ہوں اپنی بیٹی کو بس تھوڑا سا۔"

انہوں نے اسے پچکارتے ہوئے کہا جس پر وہ دل پہ پتھر رکھتے ہاں میں سر ہلا گئی۔

سوپ پلا کر فارغ ہوتے وہ باہر جانے کے لئے اٹھی تھیں جب رائم واشروم سے بلکل تروتازہ باہر نکلا۔

"رائم اسے دوائی دے کر نیچے آجاؤ میں کھانا دیتی ہوں تمھیں۔"

آیت کی بات سن کر اس نے اثبات میں سر ہلاتے ان کے ماتھے کا بوسہ دیا تو مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر چل دیں جبکہ رائم نے اپنے میڈیسن بوکس سے دوائی نکال کر اسے کھلائی۔

"شکریہ میری بلی۔"

رائم کے کہنے پر مازہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"دوائی کھانے کے لئے کہہ رہا ہوں ورنہ تم کتنے جتن کرواتی ہو مجھے پتہ ہے۔"

وہ اس کی سوچ پر جیسے مسکرایا تھا جبھی اپنے اور ہونے والے اس خوبصورت انکشاف کو چھپائے رکھا اور مسکراتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے جبکہ مازہ وہیں آنکھیں موندے لیٹ کر اسے سرپرائز دینے کی پلیننگ کرتی رہی۔دونوں ایک دوسرے کے خیالات سے

بے نیاز ایک دوسرے کو یہ سرپرائز دینے کا سوچ رہے تھے۔دور کھڑی قسمت ان دونوں کو دیکھ کر ہولے سے مسکرادی تھی۔

خان ہاؤس سے لوٹتے ہی فاریہ اور انابی نے سیدھا اپنے کمرے میں جانے کو ترجیح دی تھی۔لیزے کو کچھ دن وہی ٹھہری تھی البتہ وہ دونوں گھر لوٹ آئی تھی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی انابی تو ڈھے جانے والے انداز میں بیڈ پہ گری تھی۔فاریہ اسے ایک نظر دیکھتی وارڈروب سے اپنا سوٹ نکالتی واشروم کی جانب چل دی تھی۔اس سے پہلے کہ تھکاوٹ کی بدولت انابی نیند کی وادیوں میں اترتی موبائل کی چنگارتی آواز پہ وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور ایک قہر برساتی نگاہ سائیڈ ٹیبل پہ رکھے موبائل پہ ڈالتے جھپٹنے والے انداز میں وہاں سے اٹھایا تھا لیکن موبائل پہ نام دیکھ کر اس نے نحوست سے ناک منہ چڑھایا تھا اور کال کاٹتے وائبریٹ پہ لگاتے کروٹ بدلتے دوبارہ آنکھیں موند گئی تھی معاً کچھ یاد آنے پہ وہ جھٹکے سے اٹھی تھی اور بالوں کو جوڑے کی شکل دیتی بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی۔اسی

دوران فاریہ بھی واشروم سے باہر نکلتے اسی کی سمت آرہی تھی۔انابی نے ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"مجھے یاد آیا میں تو تم سے پوچھنا ہی بھول گئی پڑھائی کیسی جارہی ہے۔"

انابی نے اسے اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ چہرے پہ نا سمجھی لیے اس کے قریب ہی جگہ سنبھال گئی۔اس کے بیٹھتے ہی انابی نے رسانیت سے استسفار کیا۔

"پڑھائی بس ٹھیک جارہی ہے۔وہ شاید کافی وقت بعد پڑھ رہی نہ تو ذرا سی مشکل آرہی ہے ابھی۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے ہوئے بولی تو انابی نے حیرت سے اس کا یوں سہمنا دیکھا تھا۔

"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ میں نے کیا تمہیں مارا ہے یا ڈانٹا جو ایسے خوفزدہ ہورہی ہے۔اطمینان سے بیٹھو بس یہ سمجھو کہ جیسے بڑی بہن پڑھائی کے متعلق سوال کرتی ہے ویسے ہی میں پوچھ رہی ہوں۔"

اس نے اس کا گال تھپتھپاتے محبت سے سمجھایا تو وہ مشکل اپنے آنسو پیتی اثبات میں سر ہلاتے چہرہ جھکا گئی۔انابی نے اس کی ٹھوڑی تھامتے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔

"چلو اب بتاؤ کیا مشکل آرہی ہے۔"

اس نے متانت سے پوچھتے بھنویں اچکائی تو فاریہ کے نین کٹورے فوراً سے بیشتر آنسوؤں سے بڑھ گئے۔انابی نے حیرت کی زیادتی سے ششدرہ ہوتے اس کا ردِ عمل دیکھا تھا وہ اس قدر کیوں ڈری ہوئی تھی۔

"مجھ سے پڑھا نہیں جاتا بلکل بھی۔"

وہ اپنے گلابی گالوں پہ بہتے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے بھاری لب و لہجے میں بولی تو انابی کو اس کے بے تحاشہ ترس آیا تھا۔شاید وہ ابھی اتنا گھل مل نہیں سکی تھی کہ کھل کر اس بات کا اظہار کر سکتی تبھی اس بات پہ بھی چپی اختیار کر گئی تھی۔ صحیح کہتے ہیں کہ فیملی کا ہونا بھی کسی نعمت سے کم نہیں ہے انسان کے پاس اس کا سرمایہ اور اس کے جینے کا سہارہ ہوتا ہے۔

ایسے کیسے چلے گا میری جان۔پڑھو گی تبھی تو فاریہ مضبوط بنے گی۔میں تو فاریہ کو بہت" بہادر سمجھتی ہوں جو آنے والے کل میں حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں نا کہ اگر کوئی کام وہ نہ کرسکے اسے بزدلوں کی طرح چھوڑ کر بیٹھ جائے۔کسی کام کو سرراہ چھوڑ دینا ایک بزدل اور کم ہمت لوگوں کی نشانی ہوتی ہے۔ڈٹی رہو گی تو کامیابی آپکا مقدر ہوگی بیچ راہ میں "چھوڑ دو گی مطلب بہت بری شکست کھاجاؤ گی۔

وہ کسی بھی طرح اسے سمجھانا چاہتی تھی تاکہ وہ ہمت نہ ہارے لیکن اس کے چہرے کے تاثرات انابی کو کسی اور جانب ہی اشارہ کرتے دکھائی دے رہے تھے۔انابی کو فلحال سے سمجھانا مشکل ترین مرحلہ لگ رہا تھا۔ابھی بھی اس کی اتنی لمبی چوڑی تقریر پہ فاریہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔آنکھیں شدت گریہ سے سرخ پڑ رہی تھی۔

میں نہیں پڑھوں گی مجھے نہیں پڑھنا۔آپ کرو نہ کچھ انابی آپی میری پڑھائی چھڑوادو۔یہ" "غلط ہوتی ہے۔

وہ شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھی تبھی روتے روتے بول رہی تھی معاً اس کا سفید اور ہرے امتزاج کا شفون کا ڈوپٹہ ڈھلک کر شانوں پہ گرا تھا جو اس نے سرعت سے اٹھاتے سر پہ اوڑھا تھا۔

فاریہ ہوش کے ناخن لو۔یہ جسے تم غلط کہ رہی ہو یہی تعلیم ہمیں اس مقام تک" پہنچاتی ہے کہ ہم صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہ سکیں۔اچھے اور برے میں فرق اور اس کی "نشاندہی کرسکے۔سب کا ڈٹ کر مقابلہ کرسکے۔

اب کی بار انابی نے اس کے دونوں بازوؤں کو اپنی آہنی گرفت میں لیتے سختی سے باور کرایا تھا۔فاریہ کے لبوں سے ایک سسکی سی نکلی تھی۔انابی نے ترحم آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے آنکھیں میچ لی۔اس کی باتوں سے یہ اندازہ تو اسے بخوبی ہوچکا تھا کہ وہ فلحال ذہنی لحاظ سے کافی کمزور ہے۔

"لیکن کائنات ماما نے کہا تھا کہ۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی انابی نے سختی سے اسے بات کے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔

"وہ تمہاری ماں نہیں ہے سمجھ لگی میری بات۔"

اس نے تنبیہی انداز میں فاریہ کی جانب دیکھا تو وہ سست پڑتی دھڑکن کے ساتھ نفی میں سر ہلا گئی۔انابی تو جیسے ضبط کی آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔

"ماں ایسی نہیں ہوتی جو آپ کے دماغ میں بس خناس ہی بڑھتی رہے ہر چیز کے خلاف کردے آپ کو کسی چیز میں فرق نہ بتاسکے مائیں تو اولاد کیلیے بہت کچھ کرجاتی ہیں۔اب بتاؤ ذرا اس عورت نے اب پڑھائی کے متعلق کیا ورغلایا ہے آپکو۔"

وہ غیض کے عالم میں بولتے اس کے سامنے ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔فاریہ کو اس کے انداز سے ہی خوف محسوس ہونے لگا۔

"وہ مجھے کہتی تھی کہ یہ پڑھائی کسی کام نہیں آتی۔انہوں نے تو میری پڑھائی بھی چھڑوادی تھی پاپا کو یہ کہا تھا کہ سکول میں ٹیچرز غلط رویہ رکھتی ہیں ہماری فاریہ کے ساتھ۔اور مجھے کہا تھا کہ تمہاری شادی کردوں گی پھر وہ بس تم سے دن بھر کام ہی کروایا کریں گے اور اگر میں کام نہیں کروں گی تو مجھے مار پڑا کرے گی۔مجھے مار نہیں کھانی بہت درد ہوتی ہے مجھے۔پاپا کو میں نے ایک بار بتانے کی کوشش کی تھی لیکن نہیں بتاسکی

لیکن پاپا کے جاتے ہی انہوں نے لوہے کی راڈ سے یہ بازو جلادیا تھا۔بہت تکلیف ہوتی ہے انابی آپی۔"

وہ نم آنکھوں سمیت معصومیت سے بولتے اب اپنا جلا ہوا بازو اسے دکھارہی تھی جس کا علاج نہیں کروانے کی بدولت سکن اکھڑ کر ایک بہت ہی برا منظر پیش کررہی تھی۔اب تو پھر کسی حد تک بہتر تھا لیکن جس نے یہ سب برداشت کیا تھا اس پہ کیا گزری ہوگی یہی سوچتے اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اس کے درد پہ آنکھیں بل پھر میں بھیگی تھیں۔وہ ساکت چہرے سمیت بیٹھی اس کا چہرہ تک رہی تھی جو آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہوتا۔وہ جھوٹ بولتی تھی اب وہ چلی گئی ہے نہ اب وہ آپ کی زندگی میں دوبارہ کبھی نہیں لوٹے گی۔کل سے آپ کا جس سے جی چاہے پڑھائی میں مدد لینا۔میں ہوں لیزے آپی ہے ماما ہے بڑی ماما ہے اتنے لوگ ہے۔چلو اب جلدی سے لیٹ جاؤ اور سکون سے آنکھیں موند لو۔"

وہ اسے لیٹنے کا اشارہ کرتی محبت سے اس کے بال سہلاتے ہوئے گویا ہوئی تو وہ جھٹ سے آنسو صاف کرتی اثبات میں سر ہلاتے آنکھیں موند گئی۔انابی اسے دیکھتی رہ گئی تھی

جو چاہ کر بھی اپنے ماضی سے نہیں نکل پا رہی تھی۔اب اسے بس فہیم کے لوٹنے کا انتظار تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جس طریقے سے وہ یا ادیان بھائی اسے سنبھال سکتا ہے اس طرح کوئی بھی نہیں سنبھال سکتا۔وہ اس کے سیاہ گیسوؤں میں ہاتھ پھیرتی انہی سوچوں میں غلطاں تھی معاً اپنے قریب سے آنے والی مدھم سانسوں کی آواز پہ اسے اندازہ ہوا کہ وہ نیند کی وادیوں میں اتر چکی ہے۔وہ ہولے سے اس کی پیشانی پہ لب رکھتی اس کے اوپر کمفرٹر درست کرتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتی باہر ٹیرس کی جانب چل دی جہاں موسم ابر آلود ہو رہا تھا۔ریلنگ سے کھڑے ہوتے ہی سرد ٹھٹھرا دینے والی فضا سے اسے اپنی روح معطر ہوتی محسوس ہوئی۔افق سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔چاند بھی وقتاً فوقتاً ہولے سے اپنی چھب دکھلا کر دوبارہ سے بادلوں کی اوٹ میں ہو جاتا تھا وہ یک ٹک اس مسحور کر دینے والے منظر کو تک رہی تھی معاً اس کے گہرے تسلسل کو موبائل کی چنگھاڑتی آواز نے توڑا تھا۔اس نے نم نگاہوں سمیت موبائل کی جانب دیکھا اور بغیر کسی تردد کے فون اٹھاتے کان سے لگالیا تھا۔

"کیسے ہو سوہنیو۔"

مقابل کی شوخ آواز پہ اس نے آنکھیں میچ کر کھولی تھی لیکن کوئی جواب نہ دیا۔فہد نے حیرت سے موبائل کان سے ہٹاتے آنکھوں کے سامنے کیا تھا جیسے تصدیق چاہ رہا ہو کہ اس نے اس جلادنی کو ہی کال کی ہے نہ۔

مجھے تو لگا تھا میری بات کے جواب پہ لوگ مرنے مرانے پہ آجائے گے لیکن یہاں تو" "سرے سے ہی کوئی امکان نہیں ہے لگتا ہے کہ انہیں یہ طرزِ مخاطب پسند آیا ہے۔

وہ اپنے خیالات کو جھٹلاتے ایک بار پھر شریر ہوا لیکن دوسری جانب سے ایک بار پھر کوئی ردِ عمل نہ دیکھ اسے اب حقیقتاً پریشانی ہونے لگی تھی۔

"بیا کچھ ہوا ہے کیا۔"

اس کی تفکر بھری آواز پہ اس کے لبوں سے سسکی نکلی تھی جسے سن کر فہد کو مزید بے چینی ہونے لگی۔

یار رو کیوں رہی ہو بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے۔یہ سب کو رلانے والی کی آنکھوں میں آنسو کچھ" "ہضم نہیں ہورہے مجھے۔

وہ مضطرب انداز میں پورے کمرے کے چکر کاٹتا ہوا گویا ہوا تو انابی نے مشکل اپنے اعصابوں پہ قابو پاتے اپنے آنکھیں صاف کی تھی۔

"فہد وہ فاریہ۔"

ضبط کا بندھن ٹوٹتے ہی وہ روتے روتے اس کی ایک ایک بات اسے بتاتی چلی گئی ہے۔پورے گھر میں سناٹے کا راج تھا صرف اس کی ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی۔دور کہی سے آتی آوازیں منظر میں ہولناکی پیدا کررہی تھی لیکن وہ تو فلحال اس سب سے انجان صرف اس بچی کا درد اپنے دل پہ محسوس کررہی تھی۔فہد نے اس کی بات کے اختتام پہ اپنے ہلکی ہلکی مونچھوں تلے لب سختی سے بھینچ لیے تھے۔

"بیا میری جان تم اس کے سامنے خود ہمت ہاروگی توکیسے چلے گا۔خود کو مضبوط کروتاکہ وہ بھی تمہارے نقشِ قدم پہ چل سکے۔اسے وقتاً فوقتاً یہ احساس دلاؤکہ وہ گھر اب اس کا بھی ہے۔"

وہ ابھی اور کچھ بھی بول رہا تھا لیکن انابی کا دماغ تو جیسے ایک ہی لفظ پہ جم کر رہ گیا تھا۔معاً اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں سے شرارے سے پھوٹنے لگے۔اس نے سختی سے

دانت پہ دانت جماتے ریلنگ کو مضبوطی سے تھام لیا۔اس سے تو پہلے ہی یہ بات ہضم نہیں ہورہی تھی کہ اس نے کس کے سامنے اپنا دل ہلکا کرلیا ہے سونے پہ سہاگہ اس کا انداز اس کی جان نکالنے کو کافی تھا۔

"ایک منٹ ایک منٹ تم نے ابھی مجھے کس نام سے پکارا۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی ایک بار پھر اپنے ازلی انداز میں لوٹتی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو ایک لمحے کیلیے فہد بھی بوکھلا گیا۔

"میں نے تمہارا نام میں نے تو تمہیں بیا نام سے پکارا ہے۔"

وہ گڑبڑاتے ہوئے مسکینیت سے بولا لیکن اس کے غصے ہونے کا مقصد وہ بخوبی سمجھ چکا تھا۔اس نے دل ہی دل میں اس کے عتاب سے بچنے کی دعائیں مانگی۔

تم نے بیا کے بعد کس نام سے پکارا ہے بے شرم بے حیا انسان۔تمہیں شرم نہیں آتی" "مجھے ایسے ناموں سے پکارتے ہوئے۔

وہ تند لب و لہجے میں چیخ کر بولی تو فہد کے لبوں پہ ایک شرارتی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

"بیا میری جان۔اچھا اس نام کی بات کررہی ہو۔"

وہ ایک بار پھر اسے تنگ کرنے کی غرض سے بولا لیکن وہ تو اس کے طرزِ مخاطب تھی لال پیلی ہوگئی۔دل گویا کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔

"شٹ اپ فہد۔"

وہ اشتعال آمیز لہجے میں بولی۔

"اوکے بیا یور آرڈر از مائی کمانڈ۔"

وہ جواباً محبت بھرے لہجے میں بولا۔انابی کے دل کی دنیا میں اتھل پتھل ہوئی تھی۔فہد نے سکون بھرا سانس لیا تھا کہ وہ اب رو نہیں رہی بلکہ اس سے لڑتی جھگڑ رہی ہے۔

ویسے کیسا محسوس ہورہا ہے میرے نام سے محسوس ہوکر۔لوگ تو بہت اترا رہے تھے کہ" "ہم ہاں نہیں کرے گے ناک و چنے چبوائے گے کہاں گئے ان کے خطرناک تیور۔

وہ مزے سے خوشگوار انداز میں قہقہہ لگاتا ہوا بولا۔دل تو ویسے بھی اس کے اقرار پہ بے تحاشہ خوش تھا۔وہ تو جیسے ہواؤں میں اڑتا پھر رہا تھا تبھی اس کی حالت سے حظ اٹھانا چاہ رہا تھا۔

پہلی بات مجھے کیسا محسوس ہورہا ہے تو تمہاری اطلاع کیلیے بتادوں کہ بہت ہی گندا گٹر" والا محسوس ہورہا ہے۔تخ والی فیلنگز آرہی ہیں مجھے یہی سوچ کر کہ میں تم جیسے ڈرٹو کے نام کے ساتھ منسوب ہوگئی ہوں اور دوسری بات کہ اترانی تو میں اب بھی پھر رہی ہوں کیونکہ تمہیں ناک و چنے چبوانے کا میرا اب بھی پورا ارادہ ہے تو انابیہ کو چیلنج مت کرنا وہ "جو کہتی ہے وہ کر کے دکھاتی ہے۔

وہ لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ سجائے ایک عزم سے بولی لیکن فہد کو تو صرف خود کو ڈرٹو کہے جانے پہ ہی غم لگا ہوا تھا۔وہ اتنا ہینڈسم اور کہاں وہ ڈرٹو اسے سچ میں بھی تخ والی فیلنگز آئی تھی لیکن حساب بھی تو چکتا کرنا تھا تبھی آنکھوں میں مخصوص شیطانی چمک لہرائی۔

ارے ہاں تم بھی تو ڈرٹی ہو تو پھر ڈرٹو بھی تو ڈرٹی کا ہی ہے۔تم ڈرٹی میں ڈرٹو ہم" "دونوں کے بچے ڈرٹیاں ہم تو واحد ہے وہ ہمارا جمع ہونگے نہ۔

اس نے مسخرے پن سے کہتے آخر میں بھونڈی سی دلیل بھی دی تھی۔انابی کے چہرے سے مسکراہٹ اگلے ہی لمحے غائب ہوئی تھی۔وہ ضبط کے مارے مٹھیاں بھینچ گئی۔

"تم ملو ذرا مجھے۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے ریلنگ پہ مکہ مارتے ہوئے چیخی معاً فاریہ کا خیال کرتے ہی آواز دھیمی کی۔

ہاں تو میں بھی کہنے والا تھا کہ آؤ کبھی حویلی پہ۔اکیلے آنا اور ذرا پرفیوم شرفیوم لگا کر آنا اپنی "گندی بدبو نہ لے آنا ساتھ میں بیہوش بلکل نہیں ہونا چاہتا۔

وہ معنی خیز مسکراہٹ سمیت بولا تو انابی کا چہرہ ضبط کے چکروں میں سرخ اناری ہوگیا۔کنپٹی کی رگیں نمودار ہوئی۔

"بے شرم بے حیا لچے لفنگے ڈوب مرو چلو بھر پانی میں۔"

وہ اس کی باتوں سے عاجز آکر غصے میں بولتے اس سے پہلے کہ کال بند کرتی اس کی آواز پہ اس کے اعصاب ٹھنکے تھے۔غصہ سوا نیزے پہ جاپہنچا۔

"چلو نہ ساتھ میں ڈوبے گیں۔تمہارے ساتھ ڈوبنے میں بھی الگ ہی مزا ہے۔"

اس کے بے باک انداز پہ انابی نے بغیر کچھ کہے ہی جھٹ سے کال کاٹ دی۔فہد اس کی حالت کا سوچتے ایک بار پھر قہقہہ لگا اٹھا۔

رائم کے جاتے ہی وہ کوئی چھوٹا سا سرپرائز اس کے لئے پلین کر چکی تھی اب بس اس پر عمل پیرا ہونا باقی تھا۔ طبیعت تو رائم کی دی گئی دوائی سے کافی حد تک بہتر تھی تو اس نے آیت کو اس بات کا یقین دلاتے کہ اب وہ بالکل ٹھیک ہے جس پر وہ کافی تفتیش کرنے کے بعد مانی تھی جس پر اس نے شکر کا سانس لیتے کچن کا رخ کیا تھا کہ کچھ اچھا سا بنا سکے۔

آیت کو منانے کے بعد کچن کا رخ کر کے اس نے کیک کا سامان نکالتے کیک بنانا شروع کیا ساتھ لیزے کو بھی ملا لیا تھا۔ لیزے کی بدولت اس کی کافی حد تک مدد ہو چکی تھی۔ تقریباً سارا آمیزہ تیار کر کے اسے اوون میں بیک ہونے رکھ کر ٹائم دیکھتے مازہ نے آخر کات کمرے کا رخ کیا۔ وہاں کی جو تھوڑی تیاری کرنی تھی اس کا سامان سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے وہ ڈھیلے قدموں سے چلتی وارڈروب تک آئی اور اپنے لیے ایک نہایت ہی دیدہ زیب ساپیچ کلر کا ڈریس نکالتے اپنی تیاری کا تمام سامان ایک جگہ رکھ کے اس نے دوبارہ کچن کا

رخ کیا جہاں کیک تقریباً بیک ہو چکا تھا۔لیزے شاید نماز پڑھنے گئی تھی۔کیک کو نکال کر کون کی مدد سے اس پہ ڈیکوریشن مکمل کرتے اسے ٹھنڈا ہونے رکھ کر دیوار میں لٹکی گھڑی میں وقت دیکھتی وہ اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

"اہم اہم یہاں تو پورا ماحول بنایا جارہا ہے ماشاآللہ۔"

لیزے ان کے کمرے میں قدم رکھتے ہی وہاں کی سجاوٹ دیکھ بے ساختہ بول اٹھی۔مازہ نے اپنی جھینپ مٹانے کی خاطر ایک زبردست گھوری سے اسے نوازا تھا۔

تم جانتی ہو وہ اس قدر خوش ہونگے۔میں تو بس ان کی خوشی کو دوبالا کرنے جارہی"

"ہوں۔

وہ مسکراتے ہوئے کندھے اچکا کر بولی تو لیزے نے اس کا چمکتا دمکتا چہرہ دیکھ دل ہی دل میں بے ساختہ ماشاآللہ کہا تھا اور خود بھی آگے بڑھتے اس کی تیاری میں مدد کرنے لگی۔

کمرے کی ساری تیاری مکمل کرتے انہوں نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں ڈالی تھی جو گلاب کی پتیوں اور اور غباورں سے سجا ہوا بے تحاشہ حسین لگ رہا تھا۔وہ فرطِ

جذبات سے لیزے کا گال چومتے زور سے اسے سینے میں بھینچا۔لیزے اس کی حرکت پہ ہولے سے ہنس دی تھی۔

"چلو پہلے تم فریش ہوجاؤ۔بھائی واپس لوٹنے والے ہونگے۔"

لیزے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے محبت سے گویا ہوئی ساتھ ہی جو ذرا ذرا سا گند پڑا تھا سجاوٹ کی بدولت اسے سمیٹنے لگی تاکہ وہ فریش ہوکر دوبارہ ان کاموں میں نہ مصروف ہو۔

"آئی لو یو سو مچ۔"

وہ شدت سے اس کے گال پہ لب رکھتے ہوئے بولی تو لیزے محبت سے مسکرادی تھی۔

"چلو بس بس اب اتنی بھی محبت کا اظہار مت کرو نظر لگ جاتی ہے۔"

لیزے اس کی ایک ہی تکرار پہ ڈپٹنے والے انداز میں بولی تو وہ سوری کرتے اپنے کپڑے اٹھاتے واشروم کی سمت فریش ہونے چل دی۔

کچھ دیر بعد فریش ہوکر اپنے منتخب کیئے پیچ رنگ کے لانگ فراک میں کھلے بالوں کے ساتھ وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنی تیاری کا مکمل جائزہ لے رہی تھی۔ایک نظر آئینے میں خود کو دیکھتے اس نے ہلکا سا میک اپ کرتے ایک تنقیدی نگاہ خود پر ڈالی تھی اور اس کا

انتظار کرتے کرتے وہ لیزے کے ساتھ ہی باتوں میں مصروف ہوگئی۔ جو کبھی تو وقت پر پہنچ جاتا تھا پر کبھی کوئی ٹائم نہیں ہوتا تھا وہ اچھی خاصی دیر کردیا کرتا تھا۔ابھی بھی وہ کافی دیر سے اس کا انتظار کرتے اب تھک چکی تھی کمر ایک ہی زاویے میں بیٹھے ہونے کی بدولت اب اکڑ گئی تھی تبھی جھنجھلا کر فون اٹھاتے مازہ نے اس کے نمبر پر کال ملائی جو پہلی بیل پر ہی اٹھالی گئی تھی۔

"کہاں ہیں آپ رائم کب تک آئیں گے۔"

اس نے کال اٹھتے ہی پہلے سوال کیا جس پر وہ ہولے سے متبسم ہوا۔دل تو ویسے بھی اس کی دی گئی خوشخبری کا سوچتے بے تحاشہ خوش تھا۔اب اس کی آواز سن کر بھی اس کے رگ و پے میں طمانیت بھرا احساس اترتا چلا گیا۔

"کیا ہوا ہے بلی اس سے پہلے تو یوں سوال نہیں کیئے۔"

رائم نے مسکراہٹ دباتے استسفار کیا جس پر وہ فون کو گھور کر رہ گئی۔

جھوٹ مت کہیں پہلے بھی پوچھتی رہی ہوں اب یہ بتائیں ہیں کہاں میں تھک گئی"

"ہوں میں۔ سونا ہے پھر مجھے آپ آرہے ہیں ابھی یا میں سو جاؤں پھر۔

امائزہ نے اس کے جھوٹ پر تلملاتے ہوئے کہا پھر اس سے ٹائم کے متعلق پوچھا کہ سیدھے طریقے سے اس نے بتانا نہیں تھا بس اپنی فضول باتوں کو لازمی طوالت بخشتا تھا۔

راستے میں ہوں آرہا ہوں لیکن اگر تھک گئی ہو تو سو جاؤ۔ میرا انتظار کرنے کی ضرورت "نہیں ہے۔"

رائم نے اسے سمجھانے والے انداز میں متانت سے کہا اسکی بات پہ وہ سرے سے خاموش رہی معاً کچھ توقف کے بعد بولی۔

نہیں اگر راستے میں ہیں تو آجائیں میں انتظار کر "لیتی ہوں پھر آپ کو کھانا دے کر ہی سوؤنگی۔"

اس نے بہانا گھڑتے کھسیاتے ہوئے کہا اور جلدی سے فون بند کر دیا جس پر رائم مسکرا کر ڈرائیونگ کی جانب دھیان مرکوز کر گیا۔

فون بند کرتے ہی اس نے تمام کمرے پر نظر دوڑاتے خود نیچے کا رخ کیا۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی پورچ میں رکنے کی آواز پر وہ مسکراتی ہوئی اس جانب متوجہ ہوئی جہاں سے رائم اندر ہی آرہا تھا۔اس نے لاؤنج میں پہنچتے ہی اس کا ماتھا چوما تو وہ چور نگاہ اردگرد دوڑا گئی۔اس کے بیٹھتے ہی اس نے پانی کا گلاس اسے تھمایا۔

"لیزے سوگئی کیا۔"

اس نے پانی کا گلاس سامنے رکھی شیشے کی میز پہ رکھتے حیرت سے استسفار کیا تو وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلاگئی اور باقی سب کے بھی سوجانے کا کہتی وہ کچن کی جانب چل دی وہاں اسے کھانے کی تمام چیزیں فراہم کرتی وہ تھکن کا بہانا کرتے اٹھی۔رائم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اب کچھ دیر بیٹھو ادھر بڑا میرا انتظار کررہی تھی اب میں آگیا ہوں تو کمرے میں جانے کی پڑگئی ہے۔"

وہ ناراضگی کا باقاعدہ اظہار کرتے منہ پھلا کر گویا ہوا تو مازہ نے مسکراہٹ ضبط کی۔

"اب بس میری کمر میں بے تحاشہ ٹیسیں اٹھ رہی ہے۔"

وہ اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتے دھیمے لہجے میں بولی تو رائم کا چہرہ سرعت سے سنجیدہ ہوا تھا۔

"ہاں ہاں جاؤ آرام کرو میں بس ابھی آرہا ہوں۔"

وہ اس کی تکلیف کا سوچتے محبت سے بولا تو وہ مسکراتے ہوئے کمرے کی جانب چل دی جب کہ رائم نے حیرت سے اسے دیکھتے کندھے اچکا دیئے۔

کھانا کھا کے فارغ ہوتے ہی جیسے ہی اس نے کمرے کا رخ کیا تو وہ ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا۔

بیڈ کے سامنے رکھے ٹیبل پر گلاب کی پتیوں کے بیچ رکھا خوبصورت کیک جس پر کچھ لکھا ہوا بھی تھا مگر دور کی وجہ سے صحیح سے دکھ نہیں رہا تھا جبکہ اطراف میں رکھے چھوٹی چھوٹی کینڈلز الگ ہی مسحور کر دینے والا منظر پیش کر رہی تھی۔

"مازہ۔"

رائم نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑے دیکھ کر حیرت کی زیادتی سے دھیمے سے پکارا تو وہ رخ موڑتے اس کی جانب دیکھتے کھلکھلائی۔

رائم کے قدم اندر کی جانب دیکھتے گہری مسکان چہرے پر سجائے اس کی جانب متوجہ ہو کر ہاتھ تھامتے اسے کیک کی جانب لے گئی جبکہ رائم خاموشی سے یہ سب دیکھتے ایک

دم چونکا جب نظر کیک پر لکھے الفاظ پر گئی اندازہ تو اسے اسی ٹائم ہو چکا تھا پر مازہ کی خواہش کو شاید سمجھ گیا تھا تبھی خاموش رہا اور اب اس کے لئے یہ سب کسی حسین خواب سے کم نہیں تھا۔

گلابوں کی محسور کن خوشبو کے ساتھ اس خوبصورت سے کیک پر "Dad to be" کے لفظ دیکھتے وہ خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔

"آج تھینکیو تھینکیو سو مچ مازہ میری بلی میں بیان نہیں کر سکتا میں کس قدر خوش ہوں۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میں مکمل ہونے جا رہا ہوں۔"

یہ خوشی محسوس کر کے رائم کا چہرے کھل سا گیا تھا اس نے خوشی کے عالم میں مازہ کو اٹھاتے گول گھمانا شروع کیا جس پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی اور چیختے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"رائم بس کریں نیچے اتاریں میں گر جاؤنگی۔ سب ایسا لگ رہا ہے گھوم رہا ہے۔"

اس نے کھنکتے لہجے میں بولتے اس کے شانے پہ مکہ مارا تو رائم نے بھی اس کی بات سے تائید کرتے اسے نیچے کھڑا کرتے اس کے ماتھے پر پر شدت لمس چھوڑا تھا۔مازہ نے اس کے لمس کو شدت سے محسوس کیا تھا۔

میں تو سوچ رہا تھاکہ میری بلی مجھے کافی انتظار کروانے والی ہے پر یہاں تو ایک ہی دن"

"میں میری خواہش پوری ہوگئ شکریہ مازہ میری زندگی کو اس قدر حسین بنانے کے لئے۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا جس پر مازہ نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر سر ٹکایا معاً کیک کا خیال آتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

رائم یہ جو کیک ہے ناں میں نے انتہائی محنت سے میلٹ ہونے کے لئے نہیں بنایا"

"اب کاٹیں اسے۔

اس کے منہ بسور کر کہنے پر وہ ہولے سے مسکرایا۔

"یہ تم نے بنایا ہے پھر تو اللہ رحم کرے۔"

رائم اسے چھیڑنے کی خاطر شرارت سے کہتا آنکھ دبا گیا معاً اس کی روندی صورت دیکھ وہ اسے ساتھ لیے آگے کی جانب کرتے اس کا ہاتھ تھام کر کیک کاٹ کر کھانے کے بعد ذرا سا خود کھایا جبکہ ماذہ تو اسی انتظار میں تھی کہ وہ بتائے کیک کیسا بنا ہے۔

"ہمم اچھا بنا ہے ویسے سچ بتاو خود بنایا ہے ناں۔""

رائم کی تعریف پر جہاں وہ مسکرائی تھی وہیں دوسری بات پر منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"منہ بند کر لو مکھی چلی جائے گی۔"

اس نے ماذہ کی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر اس کا منہ بند کرتے کہا جبکہ ماذہ نے غصے سے اسے گھورتے رخ موڑ لیا جسے شاید اپنی بیوی پہ یقین ہی نہیں تھا۔

رائم آپ سے بڑا بھوکا میں نے زندگی میں نہیں دیکھا جو کھائی بھی جاتا ہے اور تعریف" "کے دو بول بھی نہیں بول سکتا۔

اس کے ناراض ہونے پر رائم نے متبسم ہوتے اسے عقب سے حصار میں لے کر تھوڑی اس کے کندھے سے ٹکاتے ایک خوبصورت سا سرخ رنگ کا بوکس اس کے سامنے کیا جس میں ایک خوبصورت سی رنگ تھی۔ پہلے تو اس کی آنکھیں حیرت کی ذیادتی

سے پھیلی معاً تمام صورتحال سمجھتے مازہ نے خوش ہوتے اس کی جانب رخ کیا اور مسکراتے ہوئے وہ رنگ دیکھی جو کہ رائم اب اس کی مومی لامبی انگلی کی زینت بناچکا تھا۔

"یہ بہت خوبصورت ہے رائم۔"

مازہ نے فراخ دلی سے اس کی تعریف کی جبکہ رائم نے تائیدی انداز میں سر ہلاتے اس کے بالوں پر بوسہ دیتے حصار تنگ کیا۔

ہاں نہ بلکل میری طرح۔میں جانتا تھا یہ بات پہلے ہی تبھی تو اس کام میں دیر" "ہوگئی۔ایک بار پھر شکریہ پرشین بلی۔

وہ اس کے گال پہ لمس چھوڑتے محبت سے بولا تو اس نے آسودگی سے مسکراتے اس کے چوڑے سینے پہ سر رکھا تھا۔رائم نے مزید اسے خود میں بھینچ لیا۔

اگلے دن آسمان پہ سورج کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ٹھنڈی ہواؤں نے ہر جانب بسیرا کیا ہوا تھا۔گرمی کے موسم میں ایسا موسم کسی غنیمت سے کم نہیں تھا۔موسم کو دیکھتے روشی نے للچاتے ہوئے پریشے سے کھیر اور بریانی کھانے کی فرمائش کی تھی تبھی وہ کچن میں کھڑی وہ چیزیں بنانے میں مگن تھی۔

"ماما ویسے ایک بات تو بتائیں۔"

وہ رازدارانہ انداز میں ان کی جانب جھکتے ہوئے بولا۔پریشے جو کچن میں کھانا بنانے میں بری طرح محو تھی اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ اچھل کر رہ گئی۔انہوں نے ایک سخت کڑی نگاہ فہد پہ ڈالی تھی جو اب دانتوں سے سیب کترنے میں مصروف تھا۔

"ہاں بولو اب کیا یاد آگیا موصوف کو۔"

وہ چاولوں کو دم پہ چڑھاتے ہوئے مصروف سے انداز میں گویا ہوئی تو فہد نے اپنی پرسوچ نگاہیں اس کی سمت اٹھائی۔

"پہلے بتائیں کہ آپ مجھے کچھ کہیں گی نہیں۔"

اس نے بات کرنے سے پہلے ہی تصدیق چاہی تھی۔پریشے نے ضبط سے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔دل تو چاہا کہ اسے باہر پھینک دے جو اس کا دماغ چاٹنے کو ہمہ وقت تیار رہتا تھا۔

"میں تمہارا قیمہ بھی بناؤں گی اگر ایسی ویسی کوئی بات کی ہو۔اب آگے یہ تم پہ منحصر ہے کیونکہ مجھے تم پہ رتی برابر بھی بھروسہ نہیں ہے۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولتی اس کے دل پہ برچھیاں چلاگئی تھی۔اس نے مصنوعی حیرت اور دکھ کی ملی جلی کیفیت سمیت ان کی جانب دیکھا تھا جو کہنے کو تو اس کی ماں تھی لیکن ایسی باتیں کہتے وہ اسے اپنی رقیب سے کم نہیں لگتی تھی۔لیکن فلحال اپنا کام بھی تو نکلوانا تھا نہ

"وہ دراصل میں کہہ رہا تھا کہ کیا صرف رشتہ ہی پکا کرنا تھا۔آگے کے بھی معاملات سرانجام دیں نا جلدی سے۔"

وہ اتاولے پن سے گویا ہوا تو پریشے کا منہ تو حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا جسے شادی کی کس قدر جلدی تھی۔انھوں نے صدمے کی کیفیت میں سرتاپا اس کا جائزہ لیا تھا۔فہد نے اچھنبے سے ان کی جانب دیکھا۔

بونے پہلے زمین سے تو نکل آؤ۔آگ تو دیکھو کیسے لگی ہوئی ہے۔پہلے اپنی پڑھائی پہ" دھیان دو کچھ بن کر دکھاؤ اپنے باپ کا ہاتھ بٹاؤ اس وقت ہم سوچیں گے کہ تم میری "بھتیجی کے لائق ہو تبھی ہم آگے کی رسومات سرانجام دیں گے۔

پریشے اور بھی کچھ بول رہی تھی لیکن فہد کا دماغ تو ان کی پہلی بات پہ ہی اٹکا ہوا تھا۔اس ن ء خشمگین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جو اس جیسے اچھے بھلے بندے کو بونا کہہ رہی تھی۔

ماما نکل تو آیا ہوں زمین سے اور کتنا نکلوں اب کیا آسمان کو پھاڑ کر اسی میں گم" "ہو جاؤں۔

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔پریشے نے اس کے انداز میں مسکراہٹ دبائی تھی وہ جانتی تھی کہ یہ بات اسے اچھی خاصی لگی ہونی ہے لیکن وہ ہنس کر اسے مزید ہمت نہیں دینا چاہتی تھی۔

اچھا چلو بس کرو میں دیکھتی ہوں کیا کرنا ہے "لیکن ابھی صرف منگنی ہی ہوسکتی ہے کیونکہ تم بھی پڑھ رہے ہو اور وہ بھی اور میں پڑھائی کے معاملے میں بلکل بھی لحاظ نہیں کروں گی۔"

انہوں نے انگلی اٹھاتے اسے سختی سے تنبیہہ کی تھی۔فہد نے ان کی بات پہ منہ بنایا جیسے کڑوا بادام منہ میں چبالیا ہو۔

"ماما کب کرے گی منگنی کی بات۔"

وہ بے صبرے پن سے بولا تو پریشے نے کفگیر پہ اپنی گرفت سخت کی تھی۔فہد کی آنکھیں ان کے چہرے کے بگڑتے تاثرات سے ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ میں موجود کفگیر پہ گئی تو آنکھیں حیرت کے مارے پھیل گئی۔

میں ڈیڈ سے ہی بات کرلوں گا بس یہی پہ بات ختم۔ میری ماں کو میری کوئی پرواہ نہیں" ہے۔"

وہ مصنوعی آنسو پونچھتے ہوئے بولا تو پریشے نے اس سے مکمل نظراندازی برتتے تاسف میں سر ہلایا تھا جیسے وہ اس ڈرامے باز کو جانتی نہ ہو۔

"ہاں تو جاؤ نہ۔ میں تم لوگوں کو کب روکتی ہوں۔"

وہ بھی ہاتھ جھلا کر بولی جیسے اس کی بات سے کوئی خاص فرق نہ پڑا ہو۔ فہد صبر کے گھونٹ بھرتے رہ گیا۔

اگر اتنی ہمت ہوتی تو سیدھا ان کے پاس ہی جاتا آپ کے پاس آنے کی دور دور تک" بھی نہیں سوچتا۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔ یہ نہیں تھا کہ معاذ خان اس کی بات نہیں سنتے یا سمجھتے تھے بس ان کی شخصیت ہی اس معاملے میں کبھی کبھی رعب دار ہوجاتی تھی کہ وہ ان سے ایسی باتیں کرنے سے خار کھاتا تھا۔ وہ شروع سے ہی معاذ کی نسبت پریشے سے فرینک رہا تھا تبھی ان سے کھل کر کچھ بھی کہہ لیا کرتا تھا۔ اس بات سے پریشے بھی بخوبی

واقف تھی لیکن شاید کبھی کبھی اپنے دل کی تسلی کی خاطر وہ ایسے جلے پہ نمک چھڑک دیا کرتی تھی۔

"فہد نا جانے تم کیا چیز ہو میری سمجھ سے باہر۔"

پریشے سینک سے ہاتھ دھوتی کچن سے باہر کا رخ کرتے ہوئے بولی تو فہد نے بھی ان کی تلقید میں قدم بڑھائے تھے۔

"میں چیز بڑی ہوں مست مست میں چیز بڑی ہو مست۔"

وہ آنکھیں مٹکا کر بولا تو پریشے نے دونوں ہاتھوں سے اپنا دکھتا سر تھام لیا۔اب بس رونے کی کسر ہی باقی تھی۔

ممانی جان یہ سچ میں کسی کی سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ یہ پاگلوں کو سمجھ میں آسکتا ہے" "بس۔

غلط وقت پہ ربان کی آمد سونے پہ سہاگہ اس کے طنز نے اس ماحول میں جلتی پہ تیلی کا کام کیا تھا۔وہ اب ہریشے کی جانب جھکتے ان سے مل رہا تھا ساتھ ساتھ شرارتی نگاہیں

اسی کے چہرے پہ جمی تھی جو شرربار نگاہوں سے اسے گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

"تبھی تو صرف تمہیں ہی سمجھ آتا ہوں۔"

فہد نے بھی جواباً ہاتھ صاف کیے۔وہ کیوں حساب بے باک کرنے میں اپنے قدم پیچھے لیتا۔اس کی برخستہ بات پہ ربان کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سمٹی تھی۔وہ شاید بھول گیا تھا کہ اگر وہ بے شرم ہے تو سامنے بھی اس کا چاچا ہے۔

اچھا چلو اب جاؤ فہد جلدی سے تیار ہوکر آؤ میں سامان پیک کردیتی ہوں۔وقت پہ پہنچو"

"تم دونوں۔

پریشے اسے ٹوکتی تمام باتوں کو ایک جانب رکھتی اسے تاکید کرتی کچن کی جانب بڑھ گئی جبکہ ان کے جاتے ہی فہد نے اپنے پیروں سے جوتا کھینچ کر اتارتے اس کے منہ پہ مارا۔جب تک ربان صورتحال سمجھنے کی کوشش کرتا وہ موقع سے ہی فرار ہوچکا تھا۔وہ اس کی پھرتی پہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ نک سک سا تیار بلیک پینٹ کے ساتھ بلیو ٹی شرٹ پہنے جوں ہی زینے اترتے لاؤنج میں پہنچا ربان صوفے پہ بیٹھا اسی کا محو انتظار تھا۔اس کے آتے وہ پریشے سے سامان لیتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔

ویسے مجھے حیرت ہے تمہاری تو ہزار بار منتیں کرنی پڑتی ہیں کہی لے جانے کیلیے آج"

"کونسا دورہ پڑا ہے جو روشی کے گھر جانے کیلیے دوڑے دوڑے آئے۔

فہد نے مشکوک نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے استسفار کیا اور ساتھ ہی گاڑی کا دروازہ کھولتے جگہ سنبھالی تھی۔ربان نے اس کی بات پہ دانتے نکوستے سر کھجایا۔

"بس یوں سمجھو کہ محبوب کی یاد مجھے یہاں کھینچ لائی۔"

وہ شاعرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولا تو فہد نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔معاً کچھ سمجھ آنے پہ وہ مدھم سا ہنس دیا۔

"اچھا تو تم یہاں میرا ذکر کررہے ہوں۔"

وہ اپنے بال سنوارتا ہوا شوخی سے بولا تو ربان نے ایک تفصیلی نگاہ اس پہ ڈالی اور قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔فہد نے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا تو وہ ابھی

بھی ہنسنے کا فرضہ سرانجام دے رہا تھا معاً اس کی نگاہ ٹھک کر فہد کے حیرت بھرے چہرے کی جانب اُٹھی تو وہ منہ پہ ہاتھ رکھتے سرعت سے اپنی ہنسی پہ قابو پاگیا۔چہرہ مسلسل ہنسنے کی بدولت لال ہورہا تھا۔

اس نے آگے کی جانب ہوتے فرنٹ مرر کا رخ اس کی جانب کیا تھا۔اس کی اس حرکت پہ فہد نے اچھنبے سے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے اپنے چہرے کا معائنہ شروع کردیا۔اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اس کے چہرے پہ کچھ لگا ہوا ہے تبھی وہ مسلسل ہنس رہا تھا۔

"اپنی شکل غور سے دیکھ اور بتا کیا یہ اس لائق ہے کہ تو کسی کا محبوب بنے۔"

وہ یہ بات کرتے ایک بار پھر قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔وہ مسلسل پیٹ پہ ہاتھ رکھے ہنسی سے دوہرا ہورہا تھا۔اس کی بات پہ فہد کا اپنے چہرے پہ حرکت کرتا ہاتھ بے ساختہ تھما تھا۔اس نے جھٹکے سے رخ اس کی جانب موڑتے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ بدلحاظ بے شرم جاہل انسان میں کہتا ہوں کہ شرم نامی چیز کیا ہوتی ہے شاید تجھے وہ بھی نہیں پتا بڑا ہوں میں تجھ سے زیادہ نہ سہی کچھ عزت کرلیا کر۔یقین کر نہیں تجھے جہنم واصل ہوتی۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔اپنی اس قدر توہین اسے کسی صورت منظور نہیں تھی۔

"ہاں اب سمجھ آئی انابی آپی بھی یہی کہتی ہے تجھے کہ وہ تجھ سے بڑی ہے ان کا کچھ لحاظ کیا کر۔چل ایک ڈیل کرتے ہیں تو ان کی عزت کیا کر جواب میں تجھے عزت ملا کرے گی وہ بھی دی گریٹ ربان قریشی سے۔"

وہ اس کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلاتے فرضی کالر اکڑاتے ہوئے مزے سے بولا تو فہد نے اس کی بات پہ ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی اور تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھتے سر جھٹک گیا۔

"میں تو نہ کبھی اسے عزت سے پکاروں۔ویسے بھی اب تو وہ میرے نام سے منسوب ہوچکی ہے۔"

اس کا ذکر کرتے اس کے کٹاؤ دار لبوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔ربان نے حسرت سے اس کی جانب دیکھا۔

چل پھر تو بھی اپنے مرنے کا انتظار کر کیا پتہ تیرے مرنے کے بعد میں تجھے اچھے:

"لفظوں میں یاد کرلوں کیونکہ تیری زندگی میں تو کبھی ایسا ممکن نہیں۔

وہ سکون سے کہتے فہد کو بے سکون کرگیا۔فہد نے ایک قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالتے گاڑی کی رفتار بڑھائی تھی۔تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد ان کی گاڑی ان کے گھر کے پورچ میں رکی تھی۔وہ دونوں گاڑی پارک کرتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"طبیعت کیسی ہے اب۔"

فہد نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگاتے استفسار کیا تو وہ فقط اثبات میں سر ہلاگئی۔اس کے بھی آخری آخری دن تھے تو طبیعت ایسے ہی ڈل ڈل رہتی تھی۔ابھی بھی چہرے سے تھکن کے اثرات نمایاں تھے۔اب وہ دونوں شریفانہ انداز میں بیٹھے احد کی ماما کے سوالوں کا جواب دے رہے تھے۔

"ابے سالے یہ کیا اتنا شریف اور خاموش کیوں ہیں۔"

فہد نے اسے ٹھوکا مارتے جلے کٹے انداز میں ہوچھا تو وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ کراہ کر رہ گیا۔منتہا جو ابھی ان سے بات کرنے آئی تھی وہ بھی احد کی ماما سمیت اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ارے کیا ہوا بیٹا۔"

انہوں نے سرتاپا اس کا جائزہ لیتے پریشانی سے استسفار کیا تو وہ ان کو اپنی جانب متوجہ دیکھ بوکھلا گیا۔

"نہیں آنٹی کچھ نہیں بس انگڑائی لے رہا تھا یہ تو ایسی آوازیں نکالتا ہے۔بس علاج چل رہا ہے اسکا دعا کریں کچھ بہتری آجائے۔اس کے جسم کے پرزے ڈھیلے ہیں دراصل دماغ سمیت۔"

فہد نے اپنے چہرے پہ مکمل سنجیدگی طاری کرتے رنجیدہ انداز اپنایا تو رہان کے ساتھ ساتھ منتہا بھی اسے دیکھ کر رہ گئی معاً ہنسی کا فوارا تھا جو منتہا کے لبوں سے نکلا تھا۔

"آنٹی ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ دیکھیں میں آپ کو انگڑائی لے کر دکھاتا ہوں۔"

وہ اس کے جھوٹ پہ سے پردہ ہٹانے کی خاطر اب انہیں مختلف زاویوں سے انگڑائیاں لے کر دکھارہا تھا اور وہ ہونقوں کی طرح اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کررہی تھی۔منتہا اور فہد کا ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں چہرہ سرخ انار ہورہا تھا۔

"دیکھیں آنٹی یہ ایسی ہی حرکتیں کرتا ہے پھر بھی مجھے جان سے پیارا ہے۔"

وہ اس کی جانب دیکھتے آنکھوں میں شرارتی چمک لیے اپنی بائیں آنکھ دباگیا جبکہ ربان نے صدمے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا مطلب وہ اپنے آپ کو ٹھیک ثابت کرنے کے چکر میں مزید پاگل ثابت کرگیا تھا۔

"ارے کیا ہوگیا ہے ربان بیٹھ جاؤ۔"

روشانے جو کچن میں کھیر رکھنے گئی تھی اسے اپنی جگہ سے کھڑا دیکھ نا سمجھی سے بولی تو وہ اپنی اس قدر بے عزتی پہ صبر کے گھونٹ بھرتے رہ گیا۔احد کی ماما بھی ان کا مذاق سمجھ گئی تھی تبھی ہولے سے نفی میں سر ہلاتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

"روشی آپی پانی۔"

ربان نے منتہا کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی لیکن وہ کہی بھی دکھائی نہ دی تبھی اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے روشانے کو مخاطب کر بیٹھا۔روشانے اس کی بات سے سر ہلاتے اس سے پہلے اٹھتی ربان کی آواز پہ ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا۔

"رکیں آپ مت جائیں میں چلا جاتا ہوں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

وہ اس کی حالت کے پیشِ نظر اس بیٹھنے کی تاکید کرتے کچن کی جانب بڑھ گیا اور منتہا کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی معاً اس کی نگاہ کچن میں مصروف منتہا پہ پڑی جو پوری دلجمعی سے کچھ کرنے میں محو تھی۔اس نے آہستگی سے اس کے قریب جاتے گلہ کھنکھارا تو منتہا نے چونک کر اس کی جانب دیکھا لیکن اپنے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی جو بلیک اور گرے امتزاج کی انتہائی دیدہ زیب پینٹ شرٹ پہنے بالوں کو جیسے سنوارنے کی زحمت نہیں کی گئی تھی تبھی وہ ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے،آنکھوں میں ہمہ وقت ایک شرارتی چمک ناچتی رہتی تھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

اس نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے کڑے تیوروں سمیت بولتے بھنویں اچکائی۔ربان نے مسرور ہوتے اس کی اس ادا کو دل میں سمویا تھا اور دل پہ ہاتھ رکھتے باقاعدہ اس کا اظہار بھی کرڈالا۔ منتہا نے ناگواری سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا تھا۔

"ملنے آیا ہوں۔"

ربان نے کھوئے کھوئے انداز میں یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتے مختصراً جواب دیا۔

:کس سے۔"

اس کی والہانہ نگاہوں کی تپش اپنے چہرے پہ محسوس کرتے وہ گڑبڑائی تھی لیکن بہت جلد ہی خود پہ قابو پاگئی تھی۔ کچن میں تو صرف وہی تھی پھر وہ کس سے ملنے آیا تھا۔

"آپ سے محترمہ۔"

وہ ابھی بھی اردگرد سے بے نیاز اس کی جانب دیکھتے مسکراتے ہوئے بولا تو منتہا کی آنکھیں اس کی صاف گوئی پہ حیرت سے پھیل گئی۔ عین اسی لمحے ربان کو اپنے بولے لفظوں کا شدت سے احساس ہوا تھا وہ سٹپٹاتے ہوئے اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"میرا مطلب آپ کی بھابھی سے۔ زیادہ خوشفہمیوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ اپنی بات کو مزاح کا رخ دیتے ہوئے منہ بناتے ہوئے بولا۔اپنی اس قدر بے عزتی پہ منتہا کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

"چلو نکلو یہاں سے تمہیں تو میں ایک سیکنڈ بھی یہاں برداشت نہ کروں۔"

وہ اسے باہر کی جانب دھکا دیتے ہوئے دھیمے لہجے میں چنگھاڑی تو وہ رہان گرتے گرتے بچا۔

"بس اوپر اوپر سے ہی بولتی ہو میں جانتا ہوں تمہیں بھی میں پسند ہوں تبھی تو ایک گھنٹے سے بار بار مجھ سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہی تھی۔"

وہ لوفرانہ انداز میں بولتے مزید اس کے عتاب کا نشانہ نہ بننے کی بدولت باہر کی جانب بھاگ گیا جبکہ اس کے جاتے ہی وہ پیر پٹختے ہوئے اپنے کام میں مصروف ہوگئی لیکن دل ہی دل میں وہ اسے صلواتیں سنانا نہیں بھولی تھی جس نے اس کا جینا حرام کیا ہوا تھا۔

سیاہی نے آسمان پہ اپنا ڈیرہ جمالیا تھا۔ ٹھنڈی یخ بستہ ہواؤں نے ہر جانب بسیرا کیا ہوا تھا۔ ہر جانب ہو کا عالم تھا۔ موسم آخر حد تک خراب تھا۔ اچانک بجلی کڑکتی اور ہرجانب ایک گلابی سی روشنی احاطہ کرلیتی۔ اس کی آواز ہی اس خاموش ماحول میں ایک طلاطم سا برپا کررہی تھی۔ اس منظر کی ہولناکی سے کوئی اچھا بھلا انسان بھی خوف کھاجائے۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اس چوڑی سڑک پہ گاڑی کے پہیوں کی چرچرانے کی آواذ گونجی تھی۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس بند ہوئی اور اس میں سے دو وجود گاڑی سے باہر نکلے تھے۔ پینٹ شرٹ پہ بھورے رنگ کا لانگ کوٹ زیب تن کیے سر پہ کیپ پہنی ہوئی تھی چہرے پہ ماسک باندھا ہوا تھا ان کی صرف آنکھیں ہی واضح دکھائی دے رہی تھی جن میں سے ایک وحشت سی ٹپک رہی تھی۔ بھاری بوٹ کی آواز ماحول میں ایک ارتعاش سا پیدا کردیتی تھی۔ معاً کتوں کے بھونکنے کی آواز پہ ان دونوں کے بڑھتے قدم رکے تھے۔ انہوں نے زیرک نگاہوں سے پورے ماحول کا طائرانہ جائزہ لیا تھا جہاں کسی زی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے سپاٹ چہرے سمیت دائیں جانب سڑک پہ دوڑے تھے۔ اس میں سے ایک شخص نے اپنی جیب سے موبائل برآمد کرتے ایک

کونے میں ہوتے کسی کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ بیل مسلسل جا رہی تھی۔ تقریباً تین بیلوں کے بعد فون اٹھالیا گیا تھا۔

''کام ہوا یا نہیں۔''

مقابل کی بھاری مردانہ آواز اس کی سماعتوں س ء ٹکرائی تو اس کو ایک لمحے کیلیے سانپ سونگھ گیا۔ معاً اپنے اوپر گرتی بارش کی بوندوں کو محسوس کرتے اس نے پریشانی سے اپنے ساتھی کی جانب دیکھا۔

نہیں باس۔ بس ابھی پانچ منٹ پہلے یہاں پہنچے ہیں اب آپ ہمیں تفصیل سے آگاہ''

''کردیجیے کہ کہاں سے شروع کرنا ہے۔

اس نے اپنے لہجے کو حتی امکان مضبوط بناتے جواب دیا معاً دوسری جانب سے ہوتی گولہ باری کا سوچتے وہ آنکھیں میچ گیا۔

سب سے اول بات تو مسٹر آپ سے اس قدر بے وقوفانہ حرکت کی قطعی امید نہیں''

تھی۔ میں اس معاملے کو جس طرح خاموشی سے سلجھانے کی کوششوں میں تھا آپ نے

اس کیس کو اتنا ہی پچیدہ بنادیا ہے۔میں باقیوں سے اس حرکت کی امید کرسکتا تھا لیکن "آپ جیسے عقل مند اور ناشعور انسان سے نہیں۔آپ نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔

وہ سرد برفیلے لہجے میں اسے باور کرارہے تھے جبکہ وہ خاموشی سے چہرہ جھکائے ان کی باتوں کو سمجھنے کی تگ و دو میں تھا۔کیونکہ آج سچ میں کوتاہی اس سے ہوئی تھی اس میں کسی اور ساتھی کو کچھ نہیں کیا جائے گا بولا جائے گا تو صرف اسے۔اس بات سے بھی وہ واقف تھا۔

سب سے پہلے تو اہم کام کیمروں کو ڈی ایکٹیویٹ کرنا۔میں سی سی ٹی وی فوٹیج سے آپ" "دونوں کو دیکھ سکتا ہوں۔کم آؤٹ سائیڈ اینڈ ڈو دس ٹاسک۔

اسکی تحکم بھری پکار پہ وہ بارش کی پرواہ کیے بغیر باہر کی جانب بھاگا تھا۔انہوں نے نگاہ دوڑائی تو تقریباً چار کیمرے جیسے انہی کی نگرانی کرنے میں محو تھے۔وہ جھرجھری لے کر رہ گیا۔

وہ بے ساختہ نیچے جھکا تو دوسرا وجود اس کے کندھے پہ سوار ہوا تھا۔اب وہ اپنے بیگ سے چیزیں نکالتے پوری دلجمعی سے اپنے کام کرنے میں مصروف تھا۔

ان کیمراز کو اتار کر ایسی جگہ سنبھالنا ہے جہاں کسی کی سوچ بھی نہ جاتی ہو۔اس سے" "بڑا بلنڈر کرنے کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں گویا ہوا تو اس نے خاموشی سے بغیر کچھ بولے اس کی ہدایت میں عمل کیا تھا۔

دو کیمراز اتارتے انہوں نے بیگ میں ڈالے تھے معاً کسی کے قدموں کی چاپ اور اپنے باس کی ہدایت پہ وہ خوف کے مارے گھرے گھرے سانس بھرتے ایک کونے میں چہرہ چھپا گئے تھے۔شاید وہ آس پاس کے رہائشی تھے جو ان کی آوازوں کی سمت متوجہ ہوئے ہونگے لیکن فلحال وہ اپنی پوری تسلی کرتے وہاں سے جا رہے تھے۔ان دونوں نے بے ساختہ تشکر بھرا سانس خارج کیا۔

اب ان دونوں کا رخ باقی دو کیمروں کی جانب تھا۔تقریباً آدھے گھنٹے کی ان تھک محنت کے بعد وہ دونوں یہ کام مکمل کرنے میں بھی کامیاب ہوگئے تھے۔اس کام سے فارغ ہوتے ہی انہوں نے اپنے قدم گاڑی کی جانب برھائے تھے۔وہاں کی تاریکی سے ان

دونوں کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔بارش اب زور و شور سے برس رہی تھی۔وہ دونوں بری طرح بھیگے ہوئے تھے۔

"ویل ڈن بوائز۔جلد ملاقات ہوگی۔آگے کیا کرنا ہے یہ مل کر طے کرتے ہیں۔"

وہ آنکھوں میں عجیب سی چمک لیے سرد لہجے میں بولا تو وہ دونوں اپنی اپنی بلیو ٹوتھ سے سنتے الوداعی کلمات ادا کرگئے۔فون بند کرتے اس کے چہرے سے نفرت کا تاثر ابھر رہا تھا۔

"میں ایسی جگہ وار کرتا ہوں جہاں کسی کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔"

وہ یہ سب سوچتے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔فون بند ہوتے ہی ان دونوں نے اپنے بھیگے کوٹ اتارتے پچھلی سیٹ پہ پھینکے تھے۔کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد گاڑی جہاز کی سی تیزی سے وہاں سے نکلی تھی لیکن جاتے جاتے بری طرح پانی کی چھینٹیں اڑا گئی تھی۔

یو۔کے کے شہر آکسفورڈ میں ایک خوشگوار شام اتری تھی۔ صبح صادق کے وقت سے ہی ہلکی ہلکی بونداباندی جاری تھی جو ماحول کو ایک عجیب سا سرور بخش رہی تھی۔ایسے موسم میں وہ دونوں فہیم کے کمرے کے ملحقہ ٹیرس میں کرسیوں پہ بیٹھے کافی سے لطف اندوز ہورہے تھے۔ادیان کی رات بارہ بجے کی فلائٹ تھی تبھی انہوں نے کچھ وقت ساتھ گزارنے کا سوچا تھا۔ فہیم کی حالت قدرے بہتر تھی۔آپریشن ہوئے بھی دو ماہ کا عرصہ بیت چکا تھا۔اب وہ بھی سہارے سے ہلکا پھلکا چلنا شروع ہوچکا تھا۔ مکمل طور پہ صحت یاب ہونے میں اسے کچھ وقت درکار تھا لیکن وہ اس قابل تو ہوچکا تھا کہ چل پھر کر اپنے کام سر انجام دے سکے۔ان گزرے ماہ میں انابی اور لیزے نے بارہا بار فاریہ کی بات فہیم سے کرانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ہر بار ہی کبھی سونے کا ناٹک کر کے یا مصروفیت کا بہانہ بناتے ٹال دیتا تھا۔وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جس فیصلے پہ وہ پوری طرح ڈٹا ہوا ہے اس کی بھولی صورت اور باتیں سن کر وہ کمزور پڑ جائے۔ادیان نے بھی سختی سے اسے اپنے فیصلے پہ غور و فکر کرنے کا کہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا لیا کوئی بھی فیصلہ کسی کیلیے بھی پچھتاوے کا سبب بنیں۔

فہیم کرسی پہ پشت ٹکائے چہرہ آسمان کی جانب کیے انہی سوچوں میں غلطاں تھا معاً اپنے چہرے پہ پڑنے والی بوندوں سے اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا تھا۔

"فہیم آپ اپنے فیصلے پہ قائم ہو ابھی بھی۔"

ادیان نے کافی کا مگ کانچ کی میز پہ رکھتے سنجیدگی سے استسفار کیا۔مگ میز پہ رکھنے کی بدولت سنسان ماحول میں اس کی آواز سے ارتعاش سا پیدا ہوا تھا۔فہیم اس کی ایک ہی تکرار پہ مضطرب انداز میں اپنی پیشانی مسلتے دھیمے سے ہنس دیا۔وہ جانتا تھا کہ وہ کس قدر پریشان ہے یہاں رہ کر اس کا بھی خیال اور لیزے کی حالت بھی ایسی تھی تبھی وہ اسے جلد از جلد اس کے پاس بھیجنا چاہتا تھا۔

بھائی آپ پریشان مت ہو میں اپنے فیصلے پہ پوری طرح قائم ہوں۔آپ بس اپنے" "جانے کی تیاری پکڑیں اور لیزے سے ملنے کی بھی۔

وہ بائیں آنکھ دباتے شرارت آمیز لہجے میں گویا ہوا لیکن ادیان کی سنجیدگی کسی صورت بھی مسکراہٹ میں نہ ڈھل سکی۔فہیم کو بھی اس کے تاثرات دیکھتے سنجیدہ ہونا پڑا۔

"میں مذاق کے موڈ میں ہرگز نہیں ہوں۔سب کو اچانک اس فیصلے کی بابت آگاہ کرنا فہیم
یہ درست نہیں ہے۔ان کے اچھا خاصہ ناراض ہونے کا خدشہ ہے۔"
ادیان نے متانت سے بولتے اسے باور کرایا تو فہیم نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔
"میں جانتا ہوں کہ آپ سنبھال لیں گے اور رہی بات میرے لوٹنے کی تو بھائی صرف دو سال ہیں زیادہ لمبا عرصہ نہیں ہے۔اگر ابھی ناراض بھی ہوئے تو جب لوٹوں گا تو سب پگھل بھی سرعت سے جائیں گے۔"
وہ پریقین لہجے میں بولتے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اس کے دل میں طمانیت سی بڑھ گیا تھا۔معاً کچھ سوچتے ادیان نے قدم اندر کمرے کی جانب بڑھائے تھے سائیڈ ٹیبل سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے وہ دوبارہ باہر ٹیرس کی سمت آیا اور پاکستان فون ملانے لگا۔وہ چاہ رہا تھا کہ ایک بار سب گھر والوں سے ایسے ہی بات ہوجائے۔حالانکہ اس نے اپنی واپسی کا رائم کے علاوہ کسی کو نہیں پتایا تھا وہ سب کو سرپرائز کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔
"کیسے ہو ادیان فہیم۔"

ویڈیو کال اٹھاتے ہی عفان شاہ کی مسکراتی ہوئی آواز گونجی تو وہ دونوں انہیں دیکھتے ہولے سے مسکرادیے۔ان کی کال کا سنتے اب باری باری گھر کے سب بڑے اکھٹے ہوچکے تھے البتہ لڑکیاں سب غائب تھی۔ادیان نے لیزے کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی لیکن ناکام لوٹ آئی۔یہی حال فہیم کا تھا۔وہ بات بھی نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن یہ بھی چاہتا تھا کہ وہ ایک بار اسے نظر آکر اس کی آنکھوں کو تقویت بخش جائے۔

''ہم دونوں بلکل ٹھیک ہے آپ سب کیسے ہیں۔''

فہیم نے عقیدت سے ان سب کی جانب دیکھتے استسفار کیا تو وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا گئے۔

ادیان واپس کب لوٹ رہے ہو ویسے میری ان بوڑھی ہڈیوں میں اب جان نہیں رہی کہ'' ''آفس کا کام اپنے سر پہ اٹھا سکوں۔

اذلان شاہ کی آواز پہ ادیان مدھم سا قہقہہ لگاگیا۔وہ سب مسکراتے ہوئے ان کی گفت و شنشید سے محفوظ ہورہے تھے۔

ہاں بس جلدی لوٹ آؤ اور آنے سے پہلے اطلاع ضرور دے دینا۔تیاریاں وغیرہ بھی تو"
"کرنی ہے۔
عزہ کی بات پہ فہیم مشکل مسکراتے ہوئے لب بھینچ گیا البتہ ادیان نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو اپنے ہی فیصلے پہ بضد تھا اور اس کی بات کسی حد تک درست بھی تھی تبھی ادیان نے بھی اختلاف نہیں کیا تھا۔
"میری جان کو ایسے وقت میں اکیلا چھوڑا ہوا ہے ادیان۔"
محرم نے تنبیہی انداز میں ان کی جانب دیکھا تو وہ ان کی فکر پہ ہولے سے مسکادیا۔
"جب آپ پاس ہیں اس کے تو وہ اکیلی کیسے ہوئی۔پرسکون رہے جلد ہی لوٹوں گا۔"
وہ انہیں اعتماد میں لیتے عقیدت سے گویا ہوا تو محرم بھی ہنستے اثبات میں سر ہلاگئی۔
اسی طرح کچھ دیر باتوں میں مصروف رہنے کے بعد ادیان نے کال کاٹتے دوسری جانب کال ملائی تھی۔فہیم حیرت سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا۔

"یہ لو ایک بار فاریہ سے بات کر کے اسے اپنے.اعتماد میں لو۔چاہے اسے اپنے نا آنے کا مت بتانا لیکن بات کرلو یہاں آکر مشکل ہی کرپائے ہو۔اس طرح آپکے رشتے میں ہی بدگمانی کا اضافہ ہوگا۔"

وہ بڑوں کی طرح اسے سمجھاتے کندھا تھپتھپاتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔فہیم نے ڈوبتے دل کے ساتھ سکرین کو دیکھا تھا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد سکرین پہ انابی کا چہرہ نمودار ہوا تو وہ اسے دیکھتے مسکرادیا۔

"کیسے ہو۔"

وہ مسرت بھرے لہجے میں اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی جو اب قدرے بہتر محسوس ہورہا تھا۔

"بلکل ٹھیک ہوں میں تم بتاؤ وہاں سب ٹھیک ہے۔"

فہیم نے کہتے متلاشی نگاہوں سے اردگرد دیکھا۔انابی اس کی نگاہوں کا مفہوم سمجھتے شرارت سے آنکھیں مٹکاتے مسکراہٹ دبا گئی۔

"کسے تلاش کیا جارہا ہے۔"

وہ اسے چھیڑنے والے انداز میں مسخرے پچ سے گویا ہوئی تو فہیم نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا جو لازماً اب کوئی طوفان کھڑا کرے گی اتنا تو اسے بخوبی اندازہ تھا۔

"جب جانتی ہو کہ میں تلاش کررہا ہوں کسی کو اسے اپنی جگہ بٹھاؤ اور اپنی شکل گم کرلو۔ ویسے بھی اب ساری زندگی تمہیں اس فہد نے ہی بھگتنا ہے۔"

وہ اگلے ہی لمحے اسے تنگ کر باور کراتے آخر میں شرارت سے اس کی ٹانگ کھینچتے ہوئے بولا تو انابی کے لبوں سے مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی تھی اس نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو پرشوخ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہنس رہا تھا۔ معاً اس کی نگاہ واشروم کے دروازے کی جانب اٹھی تھی جہاں سے فاریہ باہر آرہی تھی۔ تازہ تازہ باتھ لینے کی وجہ سے اس کے بال اچھے خاصے نم تھے۔ اس نے بے ساختہ اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کی خاطر گلہ کھنکھارا اور لیپ ٹاپ کی سکرین پہ جھک گئی۔ فہیم نے اس کی اداکاری کو بخوبی نوٹس کیا تھا۔

"کس سے بات کررہی ہے انابی آپی۔"

اس کی مترنم آواز فہیم کی بے تاب سماعتوں میں رس گھول گئی تھی۔دل اس کی صورت دیکھنے کو مچلنے لگا تھا۔اس نے بے ساختہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے دھڑکنوں میں اٹھتے شور کو دبانا چاہا تھا۔

"اس سے جسے تم سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

وہ چھکپے سے فہیم کو آنکھ مارتی افسردگی سے فاریہ کو دیکھتے ہوئے بولی تو فاریہ نے نا سمجھی سے اس کی سمت دیکھا اس کے برعکس فہیم اس پھپھے کٹنی کے جھوٹ پہ دانت پیس کر رہ گیا جسے فساد ڈلوانے کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔

"انابی کین یو پلیز شٹ یور ماؤتھ۔"

وہ تنبیہی لہجے میں دانت پیس کر بولا تو انابی بھی اگلے لمحے کیلیے اس کے خطرناک تیور دیکھ گھبراگئی معاً اس کے دور ہونے کا سوچتے وہ اس سے نظراندازی برتتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے فاریہ کو دیکھے گئی۔فاریہ نے اس کی آواز سنتے بے رخی سے منہ پھیر لیا تھا۔وہ اتنے دنوں سے اس سے بات کرنے کی تگ و دو میں تھی لیکن وہ اس سے نظراندازی برت رہا تھا تو اب وہ بات کرنے کا خواہاں تھا تو وہ بچھی چلی جاتی تبھی خاموشی

سے آئینے کے سامنے کھڑی ہوتی اپنے بال سنوارنے لگی۔انابی تیلی لگا کر فاریہ کو بات کرنے کا اشارہ کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس کے جاتے ہی فاریہ نے ایک دو بار تو نظراندازی برتنی چاہی لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے تھے اور ڈوپٹہ ٹھیک سے اوڑھتی چہرہ جھکائے بیٹھ گئی۔فہیم کے جلتے دل پہ پھوار بن کر برسی تھی اس کی یہ ادا۔اسے ہنسی بھی بہت ہوئی اس کی حرکت پہ جو ایسے ار جھکائے بیٹھی تھی جیسے کوئی بچہ سہم کر کسی بڑے کے سامنے بیٹھا ہو۔

"کیسی ہو فاریہ آپ۔"

اس نے اپنے لہجے کو ہلکا پھلکا بناتے اسے مخاطب کیا تاکہ وہ اس سے بات کرتے ہوئے جھجھکے نہ لیکن اپنی بات کے جواب میں اس کا یوں نگاہیں پھیرنا فہیم کے دل کی دنیا تہہ و بالا کر گیا۔

"ناراض ہو۔"

اس نے دھیمے لہجے میں پوچھا تو فاریہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا اس کے حلاوت آمیز لہجے پہ۔وہ سب جان کے بھی کیوں انجان بن رہے تھے یہی چیز فاریہ کو ناگوار گزر

رہی تھی لیکن اب جواب نہ دینا بھی بدتمیزی کے ذمرے میں آتا تبھی ذرا سی پلکیں واں کرتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ کو مجھ سے بات کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے تو اب کیوں کررہے ہیں۔"

وہ غصے میں ناک کے نتھنے پھلاتے ہوئے بولی تو فہیم نے اس کے جلالی روپ پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔یہ کچھ نیا تھا جو اسے فاریہ میں دیکھنے کو ملا تھا۔

"سیریسلی فاریہ آپ انابی کی باتوں پہ یقین کررہی وہ صرف مزاق کررہی ہے۔"

اب کی بار اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھتے اس نے سنجیدگی سے باور کرایا تھا۔اس کے سپاٹ انداز پہ فاریہ کی ہچکی سی بندھی تھی۔

"آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔"

وہ سب باتیں بھلائے اپنی آستین سے ناک رگڑتے ہوئے بولی تو فہیم اس کی بچگانہ حرکت پہ اسے دیکھ کر رہ گیا معاً کچھ سوچتے اس کی آنکھوں میں چمک کا احاطہ ہوا تھا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میری جان بہت نازک ہے اب سے صرف پیار کروں گا اوکے۔"

وہ حتی الامکان اپنے لہجے پہ قابو پاتے بھاری پرتپش لہجے میں بولا تھا۔فاریہ نے اس کی بات پہ خوشگوار حیرت سے بچوں کی طرح آنکھیں پھیلائے اسکی جانب دیکھا تھا۔فہیم کو حیرت ہوئی تھی اسے لگا تھا کہ اس طرح کے ذکر پہ اس کے چہرے پہ گلال بکھرے گا وہ شرمائے گی لیکن یہاں تو قصہ ہی الگ تھا۔

''میں آپ کو بہت مس کررہی ہو دوست۔''

وہ دھیمے لہجے میں اعتراف کرنے والے انداز میں بولی تو فہیم نے محبت سے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں سے صاف بے چینی واضح تھی۔

میں بھی آپ کو بہت مس کررہا ہوں زندگی بہت جلد میں ایک نئی فاریہ سے ملوں ''گا۔آپ بتاؤ پڑھائی کیسی جارہی ہے کوئی مشکل تو نہیں ہورہی۔

اب کی بار اس نے تمام باتوں کو ایک جانب رکھتے کام کی بات کی تو اس نے جھٹ سے نفی میں گردن ہلائی تھی۔اسے جو بھی مسئلہ ہوا تھا پڑھنے میں وہ گھر میں سب نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی اور فاریہ نے ان باتوں کو پلوں سے باندھ لیا تھا۔

''چلو پھر میں فون رکھوں۔پھر بات ہوگی اوکے۔''

فہیم نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی تو یکلخت فاریہ کے چہرے کا رنگ بدلا تھا ایکدم اداسی نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا معاً اس کی نگاہ فہیم کی جانب اٹھی تو وہ اسے مسکرانے کا اشارہ دے رہا تھا وہ اس کی خوشی کیلیے جی جان سے مسکرائی تھی۔

"مسکراتی رہا کرو فاریہ۔آپ کے چہرے کی یہ مسکراہٹ فہیم شاہ کے دل کو بے تحاشہ سکون پہنچاتی ہے۔"

وہ شدت بھرے لہجے میں بولا تھا اس کے بعد ان کی کال دس منٹ مزید چلی تھی لیکن اس وقت میں ایک بار بھی فاریہ کے چہرے سے مسکراہٹ غائب نہیں ہوئی تھی اور یہی چیز فہیم کو اس کا مزید اسیر کرگئی تھی۔اسے شرمندگی نے آن گھیرا تھا کہ ایک وہ تھی وہ جو اس کے سکون کیلیے اس کی بات کو رد نہیں کرپائی تھی اور ایک وہ تھا جو اسے بے سکون کرنے کی پوری پلیننگ کیے ہوئے تھا۔یہ سب سوچتے .اس کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

"میرا تمہیں یوں تن تنہا چھوڑ کر جانے کا بلکل بھی دل نہیں ہے لیکن سوچا جائے تو یہ سب ضروری بھی ہے۔"

وہ تفکر بھرے لہجے میں فہیم سے مخاطب تھا۔

رات کے تقریباً نو بجے کا وقت تھا۔ادیان پاکستان واپسی کیلیے نک سک سا تیار لاؤنج میں کھڑا کسی سے فون میں محو گفتگو تھا معاً وہ فہیم کو اپنے نزدیک آتا دیکھ پریشانی سے بولا تو فہیم نے اس کی اتنی فکر پہ سر جھٹکا۔

آپ بے فکر ہوجائیں اور وہاں جاکر اپنا چارج سنبھالیں مجھے پوری امید ہے کہ گھر والے" آپ کی بات کو ضرور سمجھیں گے۔بس دعا کیجیے گا جس مقصد کیلیے میں یہاں ٹھہر رہا "ہوں میں اسے پورا کرنے میں کامیاب ہوجاؤ۔

وہ شکست خورد لہجے میں بولا تھا۔اس کے لہجے میں حزن و ملال رقم تھا۔وہ جانتا تھا کہ اس کیلیے بھی یہاں اکیلیے رہنا مشکل ہوگا لیکن وہ صرف فاریہ کے لیے اتنی بڑی قربانی دے رہا تھا اسی بات سے وہ ادیان کے دل میں اپنی قدر و منزلت مزید بڑھا گیا تھا۔معاً وقت کا خیال کرتے ہی ادیان اسے اپنے سینے میں بھینچتے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے اپارٹمنٹ سے باہر کی سمت چل دیا۔اسے فہیم کا دوست ہی ائیر پورٹ ڈراپ کرنے جارہا تھا۔سارا سامان گاڑی میں رکھتے ہی ان کی گاڑی جہاز کی تیزی سے ائیرپورٹ کی جانب بڑھی تھی۔فہیم اس

کے جاتے ہی تکلیف کی شدت سے اپنی آنکھوں کو سختی سے میچ گیا تھا۔ناجانے اب کے دو سال کیسے بیتنے تھے۔

اپنے ملک کی سرزمین پہ قدم رکھتے ہی ایک سکون سا اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا تھا لیکن ایک خوف بھی تھا فہیم کے وہاں اکیلے رہنے کا۔ناجانے گھر والے کس قسم کا مظاہرہ کریں گے یہی سوچ سوچ کر وہ اچھا خاصہ جھلا چکا تھا۔اس نے رائم کی تلاش میں اردگرد نگاہ دوڑائی تھی معاً رائم کے ہاتھ کے اشارہ کرنے پہ وہ اپنی مخصوص مغرورانہ چال چلتے اس کی سمت قدم بڑھانے لگا۔وہاں موجود لڑکیاں اس کی سحر انگیز شخصیت سے مرعوب ہوتی دکھائی دے رہی تھی جو گرے پینٹ کوٹ میں ملبوس،بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے آنکھوں میں سیاہ گوگلز لگائے وہ سپاٹ تاثرات سمیت اپنی چوڑی کلائی میں موجود گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا معاً ایک زوردار تصادم کی صورت میں وہ تو اپنی جگہ سے بلکل نہ ہل پایا اس کی نسبت جو نسوانی وجود اس سے ٹکرایا تھا وہ ضرور چکراتے سر کو سنبھالتے دو قدم پیچھے ہوا تھا۔اس نے ایک تیز نگاہ اس لڑکی پہ ڈالی

تھی۔چست پینٹ شرٹ پہنے بالوں کو دونوں کندھوں پہ ڈالا ہوا تھا پیروں میں ہائی ہیلز پہنے اس کے وجود کے نشیب و فراز واضح ہورہے تھے۔ادیان نے ایک سرد نگاہ سرتاپا اس پہ ڈالی تھی۔رائم جو دور کھڑا انھی کی سمت متوجہ تھا اس لڑکی کی ہونے والی درگت کا سوچتے افسوس کر کے رہ گیا۔

"یہ بٹن بطور فیشن رکھے ہوئی ہیں کیا۔"

ادیان نے سردمہری سے استسفار کیا تو وہ اس کے سوال کو نظرانداز کرتے مصنوعی کراہی۔

"نہیں آپ جیسے حسین لوگوں کو دیکھنے کیلیے۔"

اس نے اپنی کہنی سہلاتے دوبدو جواب دیا تھا۔اس کی بے باکی پہ ادیان نے اشتعال سے سرخ ہوتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا تو وہ لڑکی اک ادا سے بال جھٹک گئی۔رائم کو جی بھر کر اس کی حرکت پہ تاؤ آیا تھا بس نہیں چل رہا تھا اس کی گردن مڑور کر رکھ دے۔

"ایسی آنکھوں کو علاج کرنا مجھے بخوبی آتا ہے۔"

وہ شرر بار نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے دھیمے لہجے میں غرایا تھا۔وہ ائیر پورٹ کا ذرا سنسان جگہ تھی تبھی وہاں صرف اکا دکا لوگ تھے جو اپنی باتوں میں محو تھے۔

"تو کرو نہ ہینڈسم۔"

وہ والہانہ نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے بولی۔ادیان کے صبر کا پیمانہ یہی لبریز ہوا تھا اس نے جھٹکے سے اس کی جبڑے کو سختی سے اپنی آہنی گرفت میں لیا تو وہ اس کی سخت گرفت پہ مچل کر رہ گئی۔اس نے مزاحمت کرتے خود کو چھڑوانا چاہا تھا لیکن وہ اپنی قہر آلود نگاہوں سے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں نگلنے کا ارادہ رکھتا تھا۔رائم معاملے کی نزاکت کو سمجھتے تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچا تھا۔

"ادیان چھوڑو اسے کیا کر رہے ہو۔"

رائم نے اسے عقب سے جکڑتے جیسے جگہ کا احساس دلانا چاہا تھا لیکن وہ تو جیسے اپنے حواسوں میں ہی نہیں تھا۔اس لڑکی نے اس کا پارہ ہائی کر کے رکھ دیا تھا۔

"نہیں رائم تم جانتے ہو یہ اندھی ہے انہیں دکھائی نہیں دیتا تو سوچا علاج کردوں انکا۔"

وہ اس کے جبڑے کو جھٹکے سے جھٹکتا برفیلے لہجے میں بولا تھا۔اس کی جرأت پہ وہ لڑکی خوف سے زرد پڑگئی۔اس کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اسے قطعی علم نہیں تھا کہ یہ بندہ اندر سے اس قدر جلاد ہوگا۔

ادیان ایک پتھریلی نگاہ اپنا جبڑا سہلاتی اس لڑکی پہ ڈالتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا تو رائم نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی پشت کو تکتے اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔معاً کچھ سوچتے اس کی سیاہ آنکھیں چمک اٹھی۔

"ویسے اس کی جگہ آپ مجھے پروپوز کرتی تو میں ضرور سوچتا اس بابت۔"

رائم اس لڑکی کا چہرہ دیکھتا افسوس کرنے والے انداز میں بولا جو ادیان کی گرفت کی بدولت اچھا خاصہ سرخ پڑرہا تھا۔اس لڑکی نے رائم کی آفر پہ شاطرانہ انداز میں اس کی سمت دیکھا جیسے دماغ میں کچھ کلک ہوا ہو۔

"ویسے آپ بھی اچھے خاصے ہینڈسم ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

وہ اپنی تکلیف بھلائے اس کے کالر کو جھٹکا دیتی ایک ادا سے بولی تو رائم نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔گاڑی میں بیٹھے ادیان نے صدمے کی کیفیت میں آنکھوں سے گوگلز اتارتے رائم کو اس لڑکی کے ساتھ مصروف دیکھا تھا۔

"یو وانا پروپوز می۔"

رائم نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی تو اس لڑکی نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔راّ نے کچھ سوچتے اردگرد کا جائزہ لیا۔

چلیں میں ادیان کی طرح وہاں سے چل کر آتا ہوں آپ نے مجھے پروپوز کرنا ہے۔تھوڑا" "فلمی سٹائل ہونا چاہیے نا۔

رائم سر کھجاتے ہوئے مزے سے بولا تو اس لڑکی نے بھی اس کی بات پہ بھرپور طریقے سے تائید کی تھی۔رائم اس کا سر اثبات میں ہلتا دیکھ دور جاکر کھڑا ہوگیا اور اس لڑکی کو دیکھتے اپنے چہرے پہ سرد تاثرات سجائے اس کی جانب بڑھنے لگا۔

"ہے ہینڈسم یو آر لوکنگ کول۔ول یوں میری می۔"

رائم کے نزدیک آتے ہی وہ لڑکی اس کے قریب آئی تو ہیلز کی مخصوص ٹک ٹک چاروں اطراف میں گونجی تھی۔

"سوری سسٹر بٹ آئی ایم میریڈ۔"

وہ اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا۔اس کی بات پہ وہ لڑکی صدمے کی کیفیت میں جبکہ اپنے عقب سے آنے والی دلکش قہقہے کی آواز پہ رائم رخ موڑنے پہ مجبور ہوا تھا۔ادیان جو اس کی اداکاری سے تھک ہار کر گاڑی سے باہر نکلا تھا تاکہ اس کی اچھی خاصی کلاس لے سکے لیکن اب اس کی بات کا مفہوم سمجھتے وہ یہ بات اچھے سے سمجھ چکا تھا کہ وہ اس لڑکی کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہوچکا ہے۔

وہ لڑکی آگ بگولہ چہرے سمیت ان دونوں کی سمت دیکھ رہی تھی۔وہ دونوں پل بھر میں سنجیدہ ہوئے تھے۔

"گڑیا اس طرح عزت لوٹانے سے آپ کو کوئی عزت دار نہیں مل جاتا۔یہاں سب میں یا ادیان نہیں ہونگے بلکہ لوگ موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں کہ کب شکار ہاتھ لگے اور کب

اسے نوچ ڈالیں۔آپ ابھی چھوٹی ہو ان چیزوں سے ہٹ کر سوچو۔یقین کرو عزت کے ساتھ ساتھ محبت کرنے والا بھی ملے گا۔"

ادیان اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے مودب انداز میں گویا ہوا تو اس لڑکی نے سکتے کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا تھا جن کی نگاہوں میں اسے عزت واضح دکھی تھی۔

"ہمارے گھر میں بھی بہن بیٹیاں ہیں ہم یہ بلکل نہیں چاہیں گے کہ کسی لڑکی کے ساتھ ایسا کچھ ہو جو ہماری روح تک کو زخموں سے چور کردے۔"

اب کی باری رائم سنجیدگی سے بولا تھا اور وہ دونوں ایک آخری نگاہ اس پہ ڈالتے وہاں سے نکلتے چلے گئے جبکہ وہ لڑکی دھواں دھواں چہرے سمیت ان کی باتوں کا معنی اخذ کررہی تھی۔

"مم میرے پاس بیٹھے نہ۔میں اتنے عرصے بعد آئی ہوں اور آپ باقی کاموں میں مصروف ہیں۔"

مازہ رائم ائیرپورٹ جانے سے پہلے یہی چھوڑ گیا تھا۔کافی دنوں سے وہ محرم سے ملنا چاہ رہی تھی تبھی رائم نے سوچا تھا کہ اس سے اچھا موقع نہیں آئے گا۔

ابھی بھی وہ اذلان شاہ کے ساتھ جڑ کر بیٹھی شکوہ کرنے والے انداز میں محرم سے بولی تھی جو اسی کی خاطر اسکی پسندیدہ چیزوں کیلیے اندر باہر ہورہی تھیں۔

"ہاں آگئی بس میرا بچہ۔"

محرم عزہ کو باؤل تھماتی خود اس کے قریب آتے صوفے پہ ہی جگہ سنبھال گئی۔مازہ نے سرعت سے اذلان شاہ کا حصار توڑتے ان کی گود میں سر رکھا تھا۔محرم نے اس کی حرکت پہ محبت سے اس کا ماتھا چوما۔

"آپ کی مم کو اب میری بھی نہیں سنتی۔"

اذلان شاہ ناراضگی سے ان کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولے تو مازہ انابی اور فاریہ نے تو مسکراہٹ دبائی جبکہ محرم سب کی موجودگی کا خیال کرتے انہیں گھور کر رہ گئی۔لیزے کچھ دیر پہلے ہی دوائیاں کھاکر آرام کررہی تھی تبھی کسی نے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔

"ڈیڈ فلحال یہ میرا اپارٹمنٹ ہے ابھی آپ کی چھٹی۔"

وہ بھی مسکراہٹ دباتے مزید محرم کے اندر ہی چہرہ چھپاتے گھٹے گھٹے لہجے میں بولی تھی۔اذلان شاہ نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پہ لب رکھے تھے۔

"کوئی بات نہیں میرے بچے یہ صرف ابھی کیلیے آپ کا ہے ویسے یہ مکمل طور پہ میرا ہی ہے۔"

وہ بھی دوبدو محبت سے محرم کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے بولے تو وہ گھبرا کر نگاہوں کا رخ بدل گئی۔وہاں موجود ہر فرد کا قہقہہ ان کی حرکت پہ بے ساختہ تھا جس میں سب سے اونچا اور واضح عفان شاہ کا تھا۔

"سرعام رومینس پہ ہمیں پابندی لگادینی چاہیے اپنے اپنے کمروں تک محدود رکھیں ہمارے بچے خراب ہورہے ہیں۔"

عفان شاہ نے انابی اور فاریہ کو اپنے حصار میں لیتے شگوفہ چھوڑا تو وہ سب ایک بار پھر قہقہہ لگاکر ہنس دیے لیکن ان سب کی موجودگی میں ایسی گفتگو پہ محرم سرخ پڑتے چہرہ جھکاگئی تھی۔معاً اسی دوران پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز پہ سب نے حیرت سے داخلی

دروازے کی سمت دیکھا تھا۔عفان شاہ نے حیرت سے دیوار میں لٹکی گھڑی میں وقت دیکھا جو صبح کے دس بجارہی تھی۔

"السلام و علیکم ارے بھئی سناٹا کیوں چھایا ہوا ہے۔"

داخلی دروازے سے رائم کو اپنی جانب آتا دیکھ وہ سب ایک بار پھر نارمل ہوگئے تھے ناجانے کیوں محرم کو محسوس ہوا تھا جیسے ادیان لوٹا ہے لیکن وہ تو فہیم کو ساتھ لے کر ہی لوٹے گا نہ یہ سوچ آتے ہی وہ خاموشی اختیار کرگئی۔

"ارے آپ ہسپتال نہیں گئے آج کہاں آوارہ گردی کررہے ہیں۔"

مازہ اس کی آواز پہ جھٹکے سے محرم کی گود س سر اٹھاتی تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی تھی لیکن اچانک سب کی موجودگی کا خیال کرتے وہ کھسیا کر رہ گئی۔

حوصلہ رکھیں بیگم آپ سب کیلیے یہ شخص کچھ بہت ہی خاص لایا ہے آپ سب دیکھنا "چاہیں گے۔"

رائم نے سینے پہ ہاتھ رکھتے جھک کر جیسے ان سب کی اجازت طلب کرنی چاہی تھی۔

سوری ٹو سے رائم خان لیکن مجھے اپنے ہی گھر میں آنے کیلیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ اس کی ڈرامے بازیوں سے اکتا کر کندھے اچکا کر سپاٹ لہجے میں گویا ہوا تو سب کے چہرے تو جیسے خوشی کے مارے کھل اٹھے تھے اس کی اچانک آمد پہ۔وہ سب تقریباً ساڑھے تین ماہ بعد اسے روبرو دیکھ رہے تھے۔محرم کی آنکھوں میں نمی سی جاگی۔زندگی میں پہلی بارتھا جو وہ ان سب سے اتنے دنوں کیلیے دور رہا تھا۔ادیان نے انہیں نم مسکراہٹ سمیت خود کو دیکھتا پاکر قدم ان کی جانب بڑھائے تھے اور انہیں اپنے حصار میں لیتے ان کی آنکھوں پہ عقیدت بھرے انداز میں بوسہ دیا تھا۔

ان سے ملتے ہی اذلان شاہ کا رخ کیا اور ماذہ کو اپنے حصار میں لیتے اس کے سر پہ بوسہ دیا تھا۔اس کی چھوٹی سی گڑیا اب ایک اور عہدے پہ فائز ہونے والی تھی۔عزہ کی متلاشی نگاہیں دروازے کے پار جمی تھی تاکہ فہیم بھی جلد از جلد اندر آئے۔

"ادیان فہیم۔"

عزہ کی تڑپتی آواز پہ ادیان کا فاریہ کو سینے سے لگاتا ہاتھ فضا میں ہی معلق رہ گیا اس نے سنجیدگی سے رائم کی جانب دیکھا تو وہ بھی اسی کی سمت متوجہ تھا۔باقی سب بھی جیسے ادیان کے جواب کا انتظار کررہے تھے۔ادیان نے گہرا سانس بھرتے جیسے خود کو آنے والے وقت کیلیے تیار کیا تھا۔

"وہ نہیں آیا خالہ۔"

اس نے یہ چار الفاظ ادا کرتے جیسے سب کی سماعتوں میں بم پھوڑا تھا۔اس کے بتانے کے انداز پہ رائم دانت پیس کر رہ گیا۔اسے کہا بھی تھا کہ پہلے سب کو اعتماد میں لے کر پھر ہی کوئی بات کرے لیکن نہیں وہ تو اپنی مرضی کا مالک ہے سب پہ ایک سیکنڈ میں ہی ٹھنڈا پانی انڈیل کر رکھ دیا۔اس کی بات پہ سب ساکت کھڑے نا سمجھی سے اس کا چہرہ تک رہے تھے جو سپاٹ تھا۔فاریہ نے ڈوبتے دل کے ساتھ ادیان کی جانب دیکھا جیسے وہ ابھی کہ دے گا کہ وہ فقط مذاق کررہا ہے لیکن دوسری جانب سے ایسے کوئی آثار نہیں تھے۔

"انابی بچے آپ فاریہ کو اندر لے جاؤ پلیز۔"

اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں رائم کو تسلی دی اور انابی کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔

"کہاں ہے فہیم کیوں نہیں آیا وہ۔"

اذلان شاہ نے سنجیدگی سے استسفار کیا تو اس نے سکون سے دونوں ہاتھ اپنی جیب میں اڑسے تھے۔

"وہ نہیں آنا چاہتا تھا ڈیڈ۔ ڈیٹس اٹ۔"

ادیان نے کندھے اچکاتے بے نیازی سے جواب دیا۔ اگر وہ کمزور پڑتا تو ضرور وہ سب بھی پڑتے جو اسے کسی صورت گوارا نہیں تھا۔ اس کی بات پہ عزہ عفان شاہ کے شانے پہ سر رکھے زاروقطار رونا شروع ہوچکی تھی۔

"ادیان تم اسے لے کر آتے نہ وہ کیسے اکیلا وہاں رہے گا۔"

عزہ نے اس کا ہاتھ تھامتے بے چینی سے سوال کیا۔

خالہ میری جان۔ میری بات سنیں وہاں اس کی سٹیڈیز کا بھی ایشو تھا اور ویسے بھی" صاف لفظوں میں کہوں تو اسے اپنے اور فاریہ کے رشتے کو وقت دینا ہے تاکہ وہ اپنے پیروں پہ کھڑی ہوسکے۔ یہاں رہ کر کچھ مناسب نہیں تھا۔ میں جانتا ہوں یہ تکلیف دہ ہے

لیکن سمجھنے کی کوشش کرے وہ جتنا آرام سے وہاں رہ سکتا ہے اور کہی بھی نہیں رہ سکتا کیونکہ اسے وہاں سے متعلق ہر چیز کی بابت علم ہے اور ویسے بھی دو سال کے عرصے کی بات ہے پھر وہ یہی لوٹے گا آپ کے پاس۔وہ بھی سٹینڈ ہوجائے گا اور فاریہ بھی اٹھارہ کی ہوجائے گی۔ہمت سے کام لیں آپ کا ہی بیٹا ہے آج کل کا دور تو اس قدر جدید ہے آپ اس سے فون پہ باتیں کریں جب بھی اس کی یاد آئے۔"

ادیان نے ان کے گالوں پہ بہتے آنسو صاف کرتے محبت سے ان کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو وہ مشکل سسکی بھرتے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔باقی سب بھی اس کے فیصلے سے کچھ مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ادیان نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔

"لیکن وہ ہمیں یہاں بھی تو بتا کر جا سکتا تھا۔"

اب کی بار عفان شاہ کی بارعب آواز گونجی تو ان سے پہلے ہی رائم بول اٹھا۔

"آپ کو خود سے امید ہے اتنی اچھی کہ وہ آپ سب کو بتاتا اور آپ سب اسے یہاں سے جانے دیتے۔ہر بات کے دو پہلو ہوتے ہیں یہ ہم پہ منحصر ہے کہ ہم دانشمندی سے کام لیتے ہیں یا بے وقوفی سے اور یہاں وہ دانشمندی سے کام لے گیا ہے۔"

رائم کی سنجیدہ آواز پہ وہ سب کچھ دیر تو خاموشی سے چہرہ جھکائے بیٹھے رہے معاً ادیان کی سپاٹ آواز لاؤنج کی خاموش فضا میں گونجی۔

"پلیز اس سے فون پہ بات کرتے ہوئے بلکل نارمل رہیے گا رویئے گا مت وہ ہم سے میلوں دور ہے یہاں تو ہم سب ساتھ ہیں وہ وہاں اکیلا ہے۔ہمیں اس کی طاقت بننا ہے کمزوری نہیں۔میں اتنا ہی سوچ سکتا ہوں اس کیلیے آگے آپ لوگ جس طرح اسے رکھنا چاہے۔"

ادیان نے اپنے مخصوص انداز میں بولتے اپنی بات مکمل کی تھی سب نے اس کی بات پہ مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

"بھائی آپ میرے لیے وہ سب چیزیں لائیں ہیں نہ جو میں نے آپ سے کہی تھی۔"

ماحول کچھ ہلکا پھلکا ہوتا دیکھ مازہ ادیان کے ساتھ جڑ کر بیٹھتی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تو ادیان نے محبت سے اسے اپنے حصار میں لیتے ماتھا چوما تھا۔

"جی بلکل ایسا ہوسکتا ہے کہ میرا بچہ مجھ سے کچھ کہے اور میں وہ فراموش کردوں۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے شرارت سے بولا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ادیان نے اس کی دونوں آنکھوں کو عقیدت سے چھوا تھا۔

"تم نے میرے ساتھ ساتھ سب کو ٹھگنے کی تیاری پکڑی ہوئی ہے۔"

رائم اس کے مکھن لگانے والا انداز دیکھتے خشمگین نگاہوں سے اسے گھورتا ہوا بولا تو مازہ نے اس کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑایا تھا۔

"میں فہیم سے اب کبھی بات نہیں کروں گی۔"

انابی جو ناجانے کب وہاں آئی تھی اور ان سب کی باتیں سن رہی تھی۔مازہ اور ادیان کو ایک ساتھ دیکھتے وہ نم بھاری لہجے میں بولی۔اس کی بات سے پریشان ہوتے اس سے پہلے کہ ادیان اس کے پیچھے جاتا مازہ نے اسے روک دیا۔

بھائی اسے میں دیکھتی ہوں آپ پریشان مت ہو۔آپ لیزے سے ملیں جاکر جو آپ کی"

"جدائی میں آدھی ہوتی جارہی ہے۔

مازہ شرارت آمیز لہجے میں بولتے ہنستے ہوئے انابی کے کمرے کی جانب بڑھ گئی جبکہ

لیزے کے ذکر پہ وہ چونک کر اردگرد دیکھنے پہ مجبور ہوا تھا۔

"لیزے کہاں ہے۔"

اس نے پیشانی پہ بل ڈالتے سنجیدگی سے سوال کیا تو محرم نے مسکراتے ہوئے اس کے

کمرے کی جانب اشارہ کیا۔

"کمرے میں ہے سو رہی ہے جاؤ فریش ہوجاؤ آپ۔میں کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔"

محرم اس کی پیشانی چومتے عزہ کو اپنے حصار میں لیتے کچن کی جانب چل دی۔ان کے

جاتے ہی ادیان کا رخ بھی اب کمرے کی جانب تھا اسے حیرت ہوئی تھی کہ وہ اتنی دیر

تک سو رہی ہے۔قدم قدم بڑھتے وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا۔دل نے الگ پڑلے پہ

دھڑکنا شروع کیا تھا اتنے عرصے بعد وہ اس سے ملنے جارہا تھا۔

وہ کمرے کا دروازہ ہلکے سے واں کرتے جیسے ہی اندر قدم رکھا ایک عجیب سی ویرانی نے اسے اپنے گھیرے میں لیا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ ایسا کیوں ہوا لیکن وہ فالوقت کسی بھی قسم کی سوچوں کو خود پہ حاوی ہونے نہیں دینا چاہتا تھا۔اسے فقط اس وقت لیزے سے ملاقات سے غرض تھا۔اس نے اپنا کوٹ اتارتے صوفے پہ ڈالا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے تھے جہاں وہ کمبل منہ تک اوڑھے سو رہی تھی۔اس کی حرکت پہ ادیان کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی۔وہ بارہا بار اسے منع کرچکا تھا لیکن مجال ہے کہ وہ باز آجائیں۔اس نے بیڈ پہ بیٹھتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے ہولے سے اس کے چہرے سے کمفرٹر کھسکایا تو اسی کی مخصوص خوشبو اس کے نتھنوں تک ٹکرائی۔اس نے حیرت کی ذیادتی سے اس کا چہرہ دیکھا تھا جو اس کے تکیے کو سینے میں بھینچے نیند کی وادیوں میں گم تھی۔اسے اس کی حرکت پہ ٹوٹ کر پیار آیا تھا تبھی وہ جھکا اور اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوا تھا۔وہ اس کے لمس پہ ٹس سے مس نا ہوئی البتہ ادیان کی نگاہیں اس کے چہرے پہ جم کر رہ گئی تھی جہاں سرخ گالوں پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے۔اس کے دل کو بے اختیار دھکا سا لگا۔

"لیزے۔"

اس نے اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی میں پکارا اور اس کے ماتھے پہ بکھرے بال سنوارے۔لیزے اس کی پکار پہ کسمسا کر ایک بار پھر نیند میں مدہوش ہوچکی تھی معاً اپنے کان میں مسلسل اس کی سرگوشی پہ لیزے نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی تھی لیکن اس کی جانب رخ نہیں کیا تھا۔

مجھے پتہ ہے آپ مجھے تنگ کررہے ہیں جان بوجھ کر۔جب واپس نہیں آسکتے تو کیوں بار" "بار ایسے آتے ہیں مجھ سے ملنے۔

وہ اس کی پکار پہ آنکھیں میچے روتے روتے بول رہی تھی۔ادیان اس کے یوں زاروقطار رونے پہ ٹھیک ٹھاک بوکھلا گیا۔

"ادھر تو دیکھیں میری جان۔"

اس نے اس کا نازک ہاتھ تھامتے اس کی انگلیوں کو اپنے لبوں سے چھوا تھا وہ بے یقینی کی کیفیت میں جھٹکا کھا کر پلٹی تھی معاً اس پہ نگاہ پڑتے ہی اس نے ہونق پن سے اس کے چہرے سینے پہ ہاتھ پھیرا تھا۔

"کیسا ہے میرا چھوٹو سا بے بی۔"

وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے محبت سے بولا ساتھ ہی اس کی بھیگی دراز پلکوں کو انگلی کے پوروں سے چھوا تھا۔

"وہ تو بہت اچھا ہے لیکن آپ بلکل بھی اچھے نہیں ہے ادیان میں آپ سے بلکل بھی بات نہیں کروں گی۔"

وہ اس کے سینے پہ سر رکھتے نم لہجے میں بولتے اسی میں پناہ تلاش کرتے اسی سے ناراضگی کا اظہار کررہی تھی۔ادیان نے فرطِ جذبات میں بہتے اسے خود میں بھینچا تھا۔

"کسی دن میں ایسے جاؤں گی ہمیشہ کیلیے اور آپ میری طرح میرے تکیے کو پکڑ کے سوئیں گے۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے بے دھیانی میں بولی تھی لیکن اپنی بات کے ردِ عمل پہ اس کی گرفت خود کے گرد سخت ہوتی دیکھ وہ زبان دانتوں تلے دیتی آنکھیں میچ گئی۔اب وہ اسے کسی صورت نہیں بخشے گا۔

لیزے مجھے سکون چاہیے ناکہ مزید اپنے اعصابوں پہ ایک تھکن۔گزرے تین ماہ سکون" سے سو نہیں پایا پریشانی میں لیکن تمہاری ایک ہی تکرار اب میری برداشت سے باہر ہوتی جارہی ہے۔کیا چاہتی ہو ادیان شاہ کی موت چاہتی ہو کیا۔تو ایک ہی بار اپنے ان ہاتھوں سے ماردو لیکن بار بار یہی بات دہرا کر پلیز میرا دل مت خراب کیا کرو۔مجھے اذیت دینے کا "نیا طریقہ تلاش کرلیا ہے۔

وہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے گلے پہ رکھتے دباتے ہوئے سرد مہری سے بولا تو لیزے نے تڑپ کر مزاحمت کرتے اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے آذاد کرائے تھے۔اور شکایتی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔لیزے نے اس کی ناراضگی کے خوف سے اس کی جانب دیکھا معاً وہ سائیڈ ٹیبل کے دراز سے اپنا لائیٹر اور سیگریٹ نکالتے اس سے پہلے کہ کمرے سے ملحقہ ٹیرس کی سمت بڑھتا اپنی کلائی پہ اس کے نازک ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے وہ ٹھٹھک کر رکا لیکن رخ پھیرنا مناسب نہیں سمجھا۔

یہ بلکل نہیں پیئیے گے آج آپ۔مجھے تو کبھی کبھی اس سے جلن ہوتی ہے مجھ سے" "زیادہ تو آپ اسے میسر ہوتے ہیں۔

وہ جل بھن کر بولتی اسے زمین پہ پھینکتی اپنے پیروں تلے روند گئی۔ادیان نے پتھریلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو سکائے بلیو رنگ کا ٹراؤذر شرٹ پہنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹے لاپرواہی سے اس کے سامنے کھڑی تھی جبکہ منہ بچوں کی طرح پھولا ہوا تھا۔ادیان کے ذہن کے دریچوں میں شادی سے پہلے والا منظر گھوما تھا معا اس کے لبوں پہ پراسرار مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

"مجھے تم میسر ہوگی تو کون کافر اسے منہ لگائے گا۔"

وہ جھٹکے سے اسے اپنی سمت کھینچتے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے بالوں کو جوڑے سے آذاد کرگیا۔جوڑا کھلتے ہی اس کے بال کسی آبشار کی مانند اسکی کمر پہ پھیل گئے تھے۔اس کے چہرے کے گرد ایک ہالہ سا بن گیا تھا۔لیزے نے جھجھکتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور اس کے پیروں پہ پیر رکھتی اونچی ہوئی تھی۔ادیان نے حیرت سے اس کا انداز دیکھا۔لیزے نے دھیمے سے آگے ہوتے اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔ادیان کے لبوں پہ والہانہ مسکراہٹ رقصاں ہوئی۔لیزے اپنی حرکت پہ خود کی شرماتے اس کی

گردن میں چہرہ چھپا گئی تھی۔ادیان اس کی اس معصوم ادا پہ فریفتہ ہی تو ہوا تھا اسی بات پہ اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"میری موجودگی میں میرے منتیں ترلے کرنے کے باوجود یہ نہیں پہنا اور میری غیر موجودگی میں ڈنکے کی چوٹ پہ واہ لیزے بیگم۔"

وہ اس کے سراپے کو نظروں میں بھرتے طنز کرتے ہوئے بولا تو وہ جھینپ کر چہرہ جھکا گئی۔

"مجھے آپ نے کتنا یاد کیا۔"

لیزے اس کی پیشانی پہ گرے بالوں کو سنوارتے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ذرا سا بھی نہیں۔"

وہ پرسوچ نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھتے کندھے اچکا کر بولا تو لیزے کا منہ حیرت کے مارے کھل گیا۔

"تو پھر یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔"

وہ اس کے حصار سے خود کو آذاد کراتی چڑ کر بولی تھی۔ادیان سرعت سے مسکراہٹ چھپا گیا۔

"کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ میری واپسی تک کہی مجھے میرے اتنے مہنگے اور برینڈڈ پرفیوم خالی نہ ملیں۔بس انہی کی فکر یہاں کھینچ لائی۔"

وہ بھولپن سے آنکھیں اس کے چہرے پہ جماتے ہوئے بولا جس کے تیور پل پل بدل رہے تھے۔

"آپ کو مجھ سے زیادہ وہ پرفیومز عزیز ہیں۔"

وہ بھیگی آنکھوں سمیت چڑتے ہوئے بولی تو ادیان نے حیرت سے اس کا چڑنا دیکھا تھا جو ہر بات پہ آنسو بہا رہی تھی۔

"لیزے وائے آر یو کرائنگ بے بی۔جسٹ ریلیکس میں مذاق کررہا ہوں۔کیا تم نہیں جانتی کہ ادیان شاہ کیلیے کیا عزیز ہے اور کیا نہیں۔"

وہ اس کے سراپے کو خمار آلود نگاہوں سے تکتے ہوئے محبت سے پچکارتے ہوئے بولا اور اس کی ناک سے ناک سہلائی تو لیزے نے اپنا حلق تر کیا۔

"میں چینج کر کے آتی ہوں۔"

وہ اس کی نگاہوں سے گھبراتے وہاں سے بھاگنے کو پر تولنے لگی۔اسے کیا علم تھا کہ ادیان آج ہی واپس لوٹ آئے گا تو وہ کبھی بھی یہ نہ پہنتی اس نے سراسیمہ نگاہوں سے ادیان کی سمت دیکھا جس آنکھوں میں محبت بھرے دریا موجزن تھے۔لیزے کی سیٹی لگلے ہی لمحے گم ہوئی تھی۔

میرا پرفیوم تو چھڑک کر ختم کردیا اب جب میں پاس ہوں تو دور کیوں بھاگ رہی "ہو۔"

اس سے پہلے کہ لیزے اس کے تیوروں سے گھبراتے تیز قدموں سے چلتے واشروم میں بند ہوتی ادیان نے اگلے ہی لمحے اپنی باہوں میں مقید کرلیا تھا۔

"انابی تم تو کم از کم بچوں کی طرح برتاؤ مت کرو۔ان کی جڑواں بہن ہو تمہیں تو ان کی دل کی حالت کا بخوبی اندازہ ہونا چاہیے۔مجھے تو کسی حد تک ان کا فیصلہ بلکل درست لگا

ہے۔انہوں نے یہاں بھی اپنے متعلق نہیں بلکہ فاریہ کی بابت سوچا ہے وہ اسے مضبوط بنانا چاہتے ہیں یہ دنیا کے سہارے فقط عارضی ہیں ہم پوری زندگی ان سہاروں کے ساتھ نہیں گزار سکتے یہ بات تمہیں بھی سمجھنی ہوگی ہم ہی ایسا غیر سنجیدہ رویہ برقرار رکھیں گے

"تو پھر فاریہ کو کون سمجھائے گا۔وہ تو اس سب کیلیے ابھی بچی ہے نا۔

مازہ جو انابی کے پیچھے کی کمرے کی جانب آرہی تھی اسے کمرے کی بجائے کچن میں جاتا دیکھ کوفت سے اس کی جانب ہی چلی آئی جو آپ ڈسپنسر سے پانی لیتی سلیب سے پشت ٹکائے ایک ہی سانس میں گٹاگٹ چڑھارہی تھی اور یہ اس کے غصے کا واضح اظہار تھا۔مازہ کو بھی پھر اس کی ہٹ دھرمی پہ سخت قسم کا تاؤ آیا تبھی بغیر کسی لحاظ کے بولتی چلی گئی۔انابی نے حیرت سے اسے بڑبڑ کرتے دیکھا تھا جو اب ناراضگی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کس نے کہا کہ میں اس سے ناراض ہوں۔"

انابی نے اس کا غصے سے پھولا چہرہ دیکھتے حیرت سے استسفار کیا تو مازہ نے فقط آئبرو اچکانے پہ اکتفا کیا جیسے اس کا مذاق قطعی پسند نہ آیا ہو۔

"جو ابھی تم باہر گل افشانی کر کے آئی ہو یہ اس کا ردِ عمل تھا۔ چلو فاریہ کا تو سمجھ میں آتا ہے تم تو ایسے منہ پھاڑ کر پہلوانوں کی طرح باہر نکلی ہو جیسے بس ابھی کسی کا خون کر دو گی۔"

مازہ اس کی بے نیازی پہ تنک کر بولی جو اب سکون سے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اسی کی سمت متوجہ تھی۔

"اچھاااا وہ وہ تو صرف ایک وقتی ردِ عمل تھا۔"

وہ سر کجھاتے ہوئے مسخرے پن سے بولی تھی لیکن یہ اس کا دل ہی جانتا تھا کہ وہ فہیم کے جانے پہ کس قدر اداس ہے۔ مازہ نے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتے عقب سے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

"ویسے میں بھی کہوں کہ یہ کس کا اثر ہے کہ اپنی ہی کہی بات سے پلٹ جانا جو تم سے سماتا جارہا ہے۔"

مازہ شرارت آمیز نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی جو اب سیب تراش رہی تھی۔ مازہ نے تو اسے دیکھتے ہی منہ بنایا۔

"کس کا اثر ہورہا ہے مجھ پہ۔"

اس نے زرا سی گردن ترچھی کر کے ناسمجھی سے سوال کیا تو مازہ نے اپنی گرفت ذرا سی اس پہ ڈھیلی کی تھی۔وہ جانتی تھی کہ اب وہ جس کا نام لینے والی ہے اس کے بعد انابی اس کا سر پھاڑنے میں بھی دریغ نہیں کرے گی۔

"فہد بھائی جان۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے اسے ٹھوکا مارتے ہوئے بولی تو اس کی توقع کے عین مطابق وہ اس کے نام پہ ہی چڑ گئی۔

اسے اثر ہونا نہیں کہتے اس کیلیے ایک بہت ہی خاص محاورہ استعمال ہوتا ہے کہ ایک" "گندی مچھلی پورے تالاب کو گندا کرتی ہے۔

وہ دانت پیس کر چھری کا رخ اس کی جانب کرتے باور کرانے والے انداز میں بولی تو مازہ نے مسکراہٹ دبائی جبکہ کچن کے اندر آتی لیزے بھی اپنی مسکراہٹ روک نہیں پائی تھی۔

اور ان کے تالاب میں تو فلحال انابی کا وجود ہی سمایا ہوا ہے اسی لیے بس یہی خراب" "ہو رہی ہے۔

لیزے موقع کی مناسبت کے لحاظ سے موقع پہ چوکا مارتے ہوئے بولی تو مازہ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتی قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"تم دونوں ابھی اسی وقت یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ تم دونوں کا قیمہ بنادوں گی میں۔" وہ زمین پہ پیر مارتی جھنجھلاتے ہوئے بولی تھی۔ابھی صرف بات پکی ہوئی تھی اور ان سب نے اس کی اچھی خاصی ٹانگ کھینچ کر رکھ دی تھی۔

"اور پھر انابی وہی قیمہ اپنے ان ہاتھوں سے اپنے پیارے فہد کو کھلادے گی۔"

اندر آتے رائم نے بھی دانت نکوستے شگوفہ چھوڑا تو انابی نے شرر بار نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ تن فن کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھتی اپنے کمرے کی سمت جاتے ادیان کو دیکھتے اس نے اپنے قدم اس کی جانب بڑھائے تھے۔ادیان جو انابی اور فاریہ سے ہی ملنے جارہا تھا اپنے عقب سے آنے والی قدموں کی چاپ پہ اس نے چونک کر پیچھے کو گردن موڑی تو انابی روہانسا چہرہ لیے اسی کی سمت آرہی تھی۔

"ارے کیا ہوا۔"

اس نے تعجب سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا تھا۔

تبھی اس کا کلائی تھامتے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"یہ سب مجھے تنگ کررہے ہیں۔"

وہ شکایت لگانے والے انداز میں دانت کچکچاتے ہوئے بولی تو ادیان نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا کہ وہ سب سچ میں اسے تنگ کررہے ہیں جس نے سب کو تنگ کرنے کا ٹھیکا اٹھایا ہوا تھا۔اس نے سوالیہ نگاہیں رائم کی جانب اٹھائی۔

یار کچھ نہیں بس ہم تو ان کے ہونے والے سیاں جی کے نام سے تنگ کررہے تھے" لیکن یہ شاید اس معاملے میں کافی کمزور ہے۔ہمت پیدا کرو خود میں کیونکہ جس افلاطون "کے پاس تم نے جانا ہے نہ وہ تو تمہیں کسی صورت نہیں بخشے گا۔

رائم کی بات پہ انابی نے خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھتے شکوہ کناں نگاہوں سے ادیان کو دیکھا۔

"کوئی کچھ نہیں کہے گا اب آپکو چلو سوری کرو سب شاباش جلدی۔"

ادیان نے اسے پچکارتے ان سب کو آنکھیں دکھاتے سوری کرنے کا اشارہ کیا تھا تو رائم اور مازہ نے تو فوراً اس کی بات پہ عمل کیا تھا جبکہ لیزے خاموش نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"لیزے۔"

ادیان کی تنبیہی پکار پہ لیزے نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور سرعت سے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

"میں تو نہیں بلکل کروں گی سوری۔اب کیا چھیڑنے پہ بھی معافی مانگنی پڑے گی۔اپنا وقت بھول گئی کیا انابی بیگم۔میں تو آج سے اور زیادہ کروں گی جاؤ جو کرنا ہے کرلو۔"

وہ ایک ادا سے بولی اور ایک نظر ہونق ذدہ کھڑے باقی سب لوگوں ڈالی۔رائم کا سکتہ سب سے پہلے ٹوٹا تھا اس نے صدمے کی کیفیت میں ادیان کی جانب دیکھا جس نے اس کی بات پہ کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا تھا یہاں اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ ضرور اس کی حکم عدولی کرنے پہ اس کا جبڑا توڑ دیتا۔

"لیزے ہاتھ ملاؤ۔"

رائم نے اس کے قریب جاتے اپنی چوڑی ہتھیلی اس کی جانب بڑھائی تھی تو اس نے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات لیے اس کی سمت دیکھا۔

"ارے پریشان بعد میں ہونا پہلے ہاتھ ملاؤ۔اتنی بڑی اور معزز ہستی بن چکی ہو تم کہ اس ادیان نے تمہیں جواب میں کچھ نہیں کہا مطلب یہ سالا پورا کا پورا بیوی کے نیچے لگ چکا ہے۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے اس کا مذاق اڑانے والے انداز میں بولا تو لیزے اس کی بات پہ بھونچکا رہ گئی جبکہ مازہ نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"رائم ابھی آپ نے بھائی کو کیا کہا سالا کیسی لینگویج یوز کرتے ہیں آپ۔"

وہ دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے اسے لتاڑتے ہوئے بولی تھی۔رائم تو اس کے انداز پہ کھسیا کر رہ گیا۔

"ارے وہ میرا سالا ہی ہے بیوی کا بھائی کیا لگتا ہے سالا نہ تو سالے کو سالا ہی کہوں گا گندا نالہ کہنے سے رہا۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولا تھا اب کی بار باقی سب کی ہنسی کے ساتھ ماژہ خجل سی ہوگئی یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔ابھی وہ سب انہی باتوں میں مشغول تھے معاً ادیان کی نگاہ دروازے کی اوٹ سے جھانکتی فاریہ پہ پڑی تھی جو چور نگاہوں سے ان سب کو ہنستا کھلکھلاتا دیکھ رہی تھی۔

"فاریہ ادھر آئیں۔"

ادیان نے انابی کو اپنی گرفت سے آذاد کرتے اسے اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا تو ان سب کی چلتی زبانوں کو بریک لگی تھی۔اس سب نے ٹھٹھک کر ادیان کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔فاریہ اس کی آواز پہ اپنی خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتی دھیمی چال چلتی ان کے نزدیک آئی تو ادیان نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"کیا ہوا ہے آپکو۔آنکھیں کیوں اتنی سوجھی ہوئی ہے۔"

ادیان نے اس کی بھیگی آنکھوں کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے محبت سے پوچھا تو اس کے حلاوت ذدہ لہجے پہ فاریہ کی ہچکی بندھی تھی۔سب پریشانی سے اس کی سمت متوجہ ہوئے۔

مجھے اپنے گھر جانا ہے یہاں نہیں رہنا۔"

وہ شاید اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی تبھی ایسی باتیں بول رہی تھی جبکہ اس کی بات پہ ادیان کے ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔لیزے نے گھبرا کر اس کا ہاتھ تھاما تھا کہ وہ غصے میں کوئی ردِ عمل نہ دکھادے۔

"فاریہ آپ کا گھر تو یہ ہے نہ۔پھر کونسے گھر جانا ہے۔"

لیزے نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے پچکارتے ہوئے اسے سمجھانا چاہا تھا لیکن وہ اس کی بات کو کسی کھاتے میں لائے بغیر پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔

نہیں ہے یہ میرا گھر میں ان پہ ایک بوجھ تھی تبھی تو دوست مجھے یہاں اکیلے چھوڑ کر" "چلے گئے ہیں۔

وہ بوجھل لہجے میں بولی تو سب نے ترحم آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا وہ بات کو غلط رنگ دے رہی تھی بس۔

"آپ کو کس نے کہا کہ وہ آپ کو چھوڑ کر گئے ہیں۔"

رائم نے اس کا سر تھپتھپاتے ہلکے پھلکے لہجے میں سوال کیا تو اس نے گردن ذرا سی گھماتے اس کے ساتھ کھڑی مازہ کی جانب دیکھا تھا۔رائم نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں مازہ کی جانب دیکھا تو مازہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی۔

مازہ آپی نے ابھی انابی آپی سے کہا کہ وہ فاریہ کی بدولت وہاں ٹھہرے ہیں مطلب وہ" "میری وجہ سے اپنے ہی گھر سے نکل گئے ہیں۔

وہ آستین سے اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے بولی تو ان سب نے جیسے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔اب ان سب کو واضح طور پہ فہیم کے وہاں رہنے کا مقصد سمجھ میں آیا تھا کہ وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پہ آنسو بہانا بند کردے۔

فاریہ وہ آپکی وجہ سے اسلیے وہاں نہیں ٹھہرا کہ آپ اس پہ بھاری ہو یا وہ آپ کو کچھ" نہیں سمجھتا بلکہ وہ اس لیے وہاں ٹھہرا ہے تاکہ اسے اپنی دوست میں ایک مضبوط لڑکی ملے۔روتی دھوتی لڑکیاں کسی کو خاص پسند نہیں ہوتی ایک لڑکی کو مضبوط ہونا چاہیے کہ وہ اپنے حق کیلیے لڑ سکے وہ آپ کو بھی اپنی غیر موجودگی میں یہی احساس دلانا چاہتا ہے۔بس "اب سے تم میرے جیسی بننے کی تیاری پکڑو۔

انابی نے پوری بات سکون سے اس کے گوش گزارتے آخر میں حکم دینے والے انداز میں کہا تھا سب نے اس کی بات پہ تصور کی آنکھ میں فاریہ کو اس کے جیسا دیکھا تو جھرجھری لے اٹھے۔

"توبہ استغفار کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے جیسے بننے کی تم میرے جیسی بننا فاریہ۔" مازہ اس کا گال تھپتھپاتے سمجھانے والے انداز میں بولی تو سب کو کچھ تسلی سی ہوئی تھی۔لیزے اس دوران خاموشی سے مسکراتے ہوئے ان سب کی باتیں سن رہی تھی۔

"نہیں میں تو آپ تینوں کی طرح بنوں گی۔لیزے آپی کی طرح معصوم۔"

ادیان نے دل ہی دل میں اس کی بات پہ استغفار کہا تھا یہ تو صرف وہ ہی جانتا تھا کہ وہ کس قدر معصوم ہے۔

مازہ آپی کی طرح نڈر اور انابی آپی کی طرح ہنس مکھ۔مجھ میں جب یہ آپ جیسی خوبیاں" "آجائیں گی تو دوست کو میں اچھی لگوں گی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے۔

وہ مسکراتے ہوئے بول رہے تھے اور وہ سب دھواں دھواں چہرے سمیت اس معصوم کو دیکھ رہے تھے جو اپنے لیے نہیں بلکہ اسی کیلیے اسی کے گھر والوں کی جیسا بننا چاہتی تھی تاکہ فہیم اس سے خوش ہوسکے۔

"گڑیا یہ کیا بات کردی آپ نے۔آپ کو فہیم بھائی کو اچھا لگنے کیلیے ہمارے جیسا بننے کی ضرورت نہیں ہے۔فاریہ نے خود کا ایک الگ سا پیارا سا وجود بنانا ہے وہ صرف فاریہ ہوگی نہ لیزے نہ مازہ اور نہ ہی انابی سمجھ گئی۔آئندہ ایسی کوئی بات نہیں کرنی آپ نے اوکے۔"

لیزے سختی سے اس کی بات رد کرتے متانت سے بولی تو اس نے جواباً بغیر کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"لیکن میں دوست سے ناراض رہوں گی میں ان سے بلکل بات نہیں کروں گی۔"

اس نے جیسے ان سب کو جتایا تھا تاکہ کوئی بھی اسے فہیم سے بات کرنے پہ فورس نہ کرے۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں میں بلکل تمہارے ساتھ ہوں۔"

انابی نے زور و شور سے اس کی تائید کرتے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا تھا۔

"یہ کیا سکھا رہی ہو تم اسے انابی۔"

رائم نے اس کی بات پہ کٹیلی نگاہوں سے اسے دیکھتے اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا لیکن وہ بھی جواباً بے نیازی سے کندھے جھٹک گئی۔

"یہاں تک فہیم نے اپنی کی اور ہم نے اس کی مانی بھی لیکن اب کچھ حق اس کا بھی ہے اتنا تو وہ حق رکھتی ہے نہ ناراضگی جتا سکے اس پہ اپنی۔"

انابی نے بہت گہری بات کی تھی۔وہ بلکل درست کہہ رہی تھی اگر فاریہ کو اس وقت کوئی اس چیز سے ٹوکتا تو وہ فلحال خود کو کمتر گردانتی اور یہی بات ان سب کو منظور نہیں تھی۔یہ بات انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ فہیم جیسے ہی لوٹے گا حالات خوشگوار اور بحال ہوجائیں گے۔فاریہ نے ان سب کو دیکھتے دل ہی دل میں خود کو سنوارنے کا عہد خود سے کیا تھا۔

"دوست آپ کا حکم فاریہ کے سر آنکھوں پہ۔"

وہ اس سے جتنا مرضی ناراض سہی لیکن اسے سوچے بنا گزارا بھی تو نہیں تھا۔ دل بے تحاشہ اداس تھا لیکن اسے اب ہمت نہیں ہارنی تھی۔

شام کے وقت پریشے اور معاذ خان کی آمد سے ماحول مزید خوشگوار ہوگیا تھا۔ وہ سب لاؤنج میں بیٹھے سنجیدگی سے گفت و شنشید میں مصروف تھے۔ فہد اور ناہید بھی انھی کے ساتھ آئے تھے۔ فہد کا موڈ اس کے ساتھ آنے پہ بے تحاشہ خراب تھا۔ معاً اس کے ذہن کے دریچوں پہ آنے سے پہلے کا منظر گھوما۔

"ارے ناہید بیٹا آج اتنی جلدی لوٹ آئی۔ ہمیں تو لگا تھا کہ آپ اپنے وقت پہ آؤ گی تو اتنی دیر تک ہم بھی لوٹ آئیں گے۔"

پریشے اس کی اچانک آمد پہ پریشانی سے گویا ہوئی تو ناہید نے معصومیت سے اس کی جانب دیکھا۔

"جی آنٹی دراصل میں وقت پہ ہی آنے والی تھی لیکن بس کام ختم ہوگیا تھا میرا تو ضرورت نہیں سمجھی کہ وہاں رکو اور وقت کا ضیاع کروں۔"

اس نے ان کا ہاتھ تھامتے متانت سے جواب دیا جبکہ آنکھوں میں شیطانی چمک رقصاں تھی۔

اوہ تو چلو کوئی بات نہیں ہم بھی کچھ دیر میں لوٹ ہی آئیں گے۔آپ فریش ہوکر آرام" "کرلینا۔

پریشے اس کا چہرہ دیکھتے مسکراتے لہجے میں بولی اور دوبارہ پھلوں کو پیک کرنے میں مصروف ہوگئی۔ناہید نے ان کی بات پہ لب بھینچے تھے۔وہ یہ تو جانتی تھی کہ انہوں نے آج شاہ ولا جانا ہے لیکن کیوں اس بابت علم نہیں تھا۔

"آنٹی یہ اتنی تیاریاں خیر ہیں نہ۔"

اس نے مصنوعی حیرت سے استسفار کیا تو پریشے نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ناہید کو باقاعدہ بے چینی ہونے لگی۔

جی بیٹا جی دراصل ہم فہد اور انابی کی منگنی کی تاریخ ڈن کرنے جارہے ہیں۔بس اسی" "لیے یہ سب تیاریاں ہورہی ہیں۔

انھوں نے مسکراتے ہوئے اس کی سماعتوں میں بم پھوڑا تھا۔ناہید نے صدمے کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا۔مطلب آج وہ مکمل طور پہ اسے ہارنے والی تھی یہی سوچ ہی اسے پاگل کرنے کے درپے تھی۔اس نے اپنے لبوں پہ زبان پھیرتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا تھا۔

"آنٹی میں اکیلی یہاں کیسی رہوں گی مجھے یہاں سے خوف آئے گا۔میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلتی ہوں یقین کریں پریشان نہیں کروں گی۔"

اس نے موقع کے لحاظ سے چال چلنی چاہی تھی۔آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک نے احاطہ کیا ہوا تھا۔جس طرح وہ ان سے مخاطب ہوئی تھی پریشے تو ایک سیکنڈ میں ہی پگھل گئی۔

"ارے نہیں بیٹا پریشانی کیسی۔آپ کونسا بوجھ ہو۔جاؤ تیاری کرو پھر جلد از جلد۔"

وہ اسے ہدایت کرتی کچن سے باہر نکل گئی۔ان کے جاتے ہی ناہید کا چہرہ اگلے ہی لمحے سپاٹ ہوا تھا۔چہرے پہ تنفر بھرا تاثر ابھرا تھا۔وہ سوچ چکی تھی کہ اسے اب کیا کام

سرانجام دینا ہے۔وہ سیٹی کی دھن بجاتی سر جھٹکتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تاکہ جانے کی تیاری کرسکے۔

"ماما سارا سامان گاڑی میں رکھوادیا ہے میں نے مزید تو کچھ نہیں ہے نہ۔"

فہد اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرتا مصروف سے انداز میں بولا تو پریشے نے نفی میں سر ہلایا۔معاذ صاحب باہر پورچ میں ہی کسی سے فون پہ بات میں مصروف تھے۔فہد نے انہیں بھی چلنے کا اشارہ کیا جن کی منتظر نگاہیں بار بار زینوں کی جانب اٹھ رہی تھی۔

"کسے تلاش کررہی ہیں۔"

اس نے ان کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھتے انہیں مخاطب کیا کیونکہ آج تو ناہید بھی گھر نہیں تھی جو پریشے ہمیشہ کی طرح دریا دل بنتے اس کو ساتھ لے جانے کی بات کرتی۔

ہاں وہ ناہید بس آرہی ہے تیار ہوکر۔جلدی لوٹ آئی تھی آج آفس سے تو اکیلی گھر میں رہنے سے گھبرا رہی تھی تو میں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ہی چل لے کونسا ایک مزید بندے "کو لے جانے سے ہماری شان میں فرق آجانا ہے۔

وہ اسے آگاہ کرتے سنجیدگی سے بولی تو فہد کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا تھا۔اس نے سختی سے دانت پہ دانت جمائے تھے۔وہ اس لڑکی کو جتنا خود سے اور خود سے جڑے لوگوں سے دور رکھنا چاہتا تھا وہ اتنا ہی اس کے گلے کا پھندا بنتا جا رہی تھی۔

"ماما آپ فضول سب کو کیوں ساتھ لے کر چل پڑتی ہے مجھے وہ ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ جتنی اس کے چہرے پہ معصومیت ہے نا اتنی ہی شاطر دماغ ہے وہ۔زہر سے بھی زہریلی ہے وہ ناگن کہی کی۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ٹہلتے ہوئے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے میں مصروف تھا۔کنپٹی کی رگیں ابھر کر پھول چکی تھی۔پریشے نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تمہیں اس بچی میں مسئلہ ہی کیا ہے آخر۔"

وہ اس کا بازو تھامتی اس کا رخ اپنی جانب کرتے کوفت سے بولی تو فہد نے ناگواری سے سر جھٹکا تھا۔

"بچی تو وہ بلکل نہیں ہے پکی عورت ہے جو دوسروں کی زندگیوں میں بس ذہر ہی بھر سکتی ہے۔"

وہ دانت پیستے دھیمے لہجے میں غرایا تھا معاً اس کی نگاہ زینوں سے اترتی ناہید پہ ساکت ہوئی تھی جو سیاہ رنگ کے ٹخنوں کو چھوتے فراک کے ساتھ گہرے رنگ کا میک اپ کیے فہد کا دل لگلے ہی لمحے اچاٹ کرگئی تھی۔

اس میک اپ کی دکان کو چادر اوڑھائیں اور باہر لے آئیں اور ایک بات یہ کہ مجھ سے" "وہاں جاکر بھی کسی نرمی کی توقع مت رکھیے گا۔

وہ انہیں باور کرانے والے انداز میں بولتے ایک تنفر بھری نگاہ تیار کھڑی مسکراتے ہوئے اسی کی جانب دیکھتی ناہید پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔پریشے اس کے رویے پہ غور و فکر کرتی رہ گئیں۔ناہید کے آتے ہی ان دونوں نے بھی باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

"کونسے مراقبے میں چلے گئے ہو فہد میاں۔"

عفان شاہ مسلسل اسے گہری سوچ میں غرق دیکھ اپنے ازلی انداز میں اسے ٹھوکا مارتے ہوئے بولے تو وہ گھبرا کر ان کی جانب متوجہ ہوا اور شرمندہ ہوتے نفی میں سر ہلاگیا۔

"پھر کیا سوچا آپ لوگوں نے منگنی کے بارے میں۔میں تو چاہ رہی ہوں کہ ہم کوئی چھوٹا موٹا فنکشن رکھ لیتے ہیں گھر گھر میں ہی۔انابی بھی پوری طرح فہد کے نام سے منسوب ہوجائے گی۔"

پریشے نے صوفے پہ بازو پھیلائے بیٹھے اذلان شاہ کو مخاطب کیا تو انہوں نے پرسوچ انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔اذلان شاہ اور عفان شاہ ان کی آمد کا سنتے آفس سے گھر لوٹ آئے تھے البتہ ادیان ابھی وہی موجود تھا۔تمام لڑکیاں انابی کے کمرے میں موجود تھیں۔

"اگر بچوں کو آپس میں منسوب کرنے کی بات ہے تو میرا نہیں خیال کہ ہمیں منگنی کرنی چاہیے ہمیں اس سے بہتر نکاح کو ترجیح دینی چاہیے۔سنت کی سنت بھی پوری ہوجائے گی اور دونوں کے درمیان مضبوط رشتہ بھی استوار ہوجائے گا۔"

اذلان شاہ نے اپنا نظریہ پیش کرتے تائیدی انداز میں سب کی جانب دیکھا تو معاذ خان نے زور و شور سے ان کی بات کی تائید کی تھی جیسے وہ اس بات سے سب سے زیادہ متفق دکھائی دے رہے ہو۔

شرما لے بے شرم انسان کیسے دیدے پھاڑ پھاڑ کر سب کو گھور رہا ہے اور اپنی ہی شادی" "کی گفتگو سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔

عفان شاہ اس کے کان کے قریب جھکتے اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے مصنوعی افسوس سے بولے۔انھیں کوئی غرض نہیں تھا کہ وہ اس کا ہونے والا داماد ہے کیونکہ ان کے درمیان پہلے سے ماموں بھانجے کا رشتہ تھا۔

"کیا کر سکتے ہیں شروع سے آپ کو ہی فالو کیا ہے۔"

وہ بھی جواباً میسنے پن سے بولا تو عفان شاہ کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی تھی۔انہوں نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس بے حیا نافرمان اولاد کی جانب دیکھا۔فہد کچھ لمحوں کیلیے جیسے بھلا چکا تھا کہ وہ اپنے ہونے والے سسر سے ایسی گل افشانیاں کر رہا ہے۔

"بھائی تو پھر رخصتی۔"

معاذ خان نے بھنویں اچکاتے سوال کیا تو عفان شاہ بھی اب کی بار میدان میں کود پڑے تھے۔آخر کو ان کی اکلوتی بیٹی کی شادی تھی۔

"وہ ہم فہیم کے آتے ہی اس کی شادی کے ساتھ ہی سرانجام دیں گے۔"

عفان شاہ نے اذلان شاہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جس پر وہ ان کی بات سے متفق ہوتے سر ہلا گئے۔

"میرا اب صبر کا پیمانہ لبریز ہورہا ہے میں ابھی اور اسی وقت باہر جارہی ہوں۔"

انابی حلق کے بل چلائی تھی۔ایک تو باہر اسی کے بابت بات چل رہی تھی اور وہی اس سب سے انجان تھی۔

"حوصلہ کرلو لڑکی تم دلہن ہو اور دلہنیں شرماتی گھبراتی اچھی لگتی ہیں ایسی باتوں پہ۔"

عزہ نے اس کے کندھے پہ چپت لگاتے غصیلے لہجے میں کہا تو انابی نے خشک نگاہوں سے باقی سب کی سمت دیکھا جو کوئی بھی اس کی طرفداری نہیں کررہا تھا بلکہ سب اس کی درگت بنتے دیکھ مسکراہٹ دبا رہے تھے۔

چلو اب یہ کونسی بکواس منطق ہے۔یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ لڑکی جب دلہن بن"

"رہی ہو تو زبان نکال کر الماری میں چھپادے۔

وہ اس کی عجیب باتوں پہ تنک کر بولی۔ عزہ نے بیچارگی سے اس آفت کو دیکھا جس نے انہیں تگنی کا ناچ نچا دیا تھا۔

روشانے آپی قسم سے میں نے آپ کے بھائی کو کسی دن گنجا کردینا ہے۔ پھر مجھے کوئی" "کچھ نہ کہے۔

وہ تپی تپی سی غرائی۔ چہرہ الگ سرخ پڑرہا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی عزہ کمرے سے باہر جاچکی تھی لیکن عزہ دونوں ہاتھ کمر پہ رکھے اسی کی باتوں پہ دانت کچکچارہی تھی۔ انہوں نے آگے بڑھتے ایک بار پھر اس کے شانے پہ دھموکا جڑا تھا۔ وہ کراہ کر رہ گئی لیکن عزہ پہ نظر پڑتے ہی اس کی سیٹی گم ہوئی تھی۔

"کوئی بات نہیں انابی وہ تمہارے ہاتھوں سے گنجا بھی بصدِ شوق ہوگا۔"

وہ مسکاتے لہجے میں بولی تو انابی نے ان کی بات پہ ناک منہ چڑھایا جیسے ان کی بات کو سرے سے ہی فراموش کردیا ہو۔ عزہ کے باہر جانے پہ اس نے تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا۔

"فاریہ میری جان۔"

معاً کچھ سوچتے انابیہ کی آنکھیں چمک اٹھی۔اس نے میسنی سی مسکراہٹ سمیت صوفے پہ پسارے بیٹھی فاریہ کو مخاطب کیا جو لیزے کی کوئی بات سن رہی تھی۔چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ان تینوں نے شاکی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا جس کی حرکات ان سب کو مشکوک لگ رہی تھی۔

"ذرا باہر جاکر سن کر تو آؤ کہ کیا باتیں ہورہی ہیں اور کس نہج پہ ہورہی ہیں۔"

اس نے فاریہ کی کلائی تھامتے اپنے مدِ مقابل کیا تو وہ خوف سے لرزنے لگی۔سب نے گھبرا کر اس کی سمت دیکھا۔

"انابی آپی میں کیسے۔"

وہ روہانسی ہوتی بولی تو انابی نے کوفت سے آنکھیں گھمائی البتہ باقی سب بوکھلا گئے کیونکہ سب جانتے تھے کہ وہ ان سب چیزوں سے کس قدر دور بھاگتی ہے۔

"تمہارے اندر اعتماد ایسے نہیں آئے گا۔مجھے خود ہی سکھانا پڑتا ہے تمہیں سب۔"

وہ اس کے گرد حصار باندھتی باہر کی جانب لے جاتے ہوئے بولی۔فاریہ نے اپنا حلق تر کیا اور اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے باہر کی جانب چل دی۔اعتماد بحال کرنے

کی بات تھی تو اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ضرور کرے گی۔اس کے جاتے ہی وہ بڑی شان سے صوفے پہ گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی۔

کچھ لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا تو فاریہ ہانپتی ہانپتی اندر داخل ہوئی۔ان سب نے بوکھلاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"آپی باہر تو آپ کے نکاح کی بات پکی ہوگئی ہے۔"

اس نے جو جو باہر سنا وہ بنا کسی لفظ کی ہیر پھیر کیے اسے سنادی۔طیش کے مارے انابی نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لی۔وہ ان سب کو ایک زبردست گھوری سے نوازتی تن فن کرتی باہر کی جانب چل دی۔سب دم سادھے اس کے ردِ عمل کے منتظر تھے کیونکہ اس کے خطرناک تیور کسی اچھی جانب اشارہ نہیں کررہے تھے۔

"میرے سے پوچھے بغیر نکاح بھی رکھ دیا۔یا اللہ کس دیوار میں سر ماروں جاکر۔یہاں تو کوئی سننا بھی پسند نہیں کرتا۔"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی جلے دل کے ساتھ بول رہی تھی۔آنکھیں آنسو روکنے کے چکر میں سرخ پڑرہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اپنے ہی دھیان میں لاؤنج کی جانب بڑھتی

سامنے سے آتی آندھی طوفان بنی ناہید سے زوردار قسم کا تصادم ہوا اس سے پہلے کہ ٹکر کی بدولت ناہید اسے تھامتی انابی نے اسے زوردار قسم کا دھکا دیا تھا وہ لڑکھڑا کر منہ کے بل گری تھی۔

"ہاؤ ڈیئر یو ٹو ڈو لائک ڈیٹ نون سینس۔"

وہ حلق کے بل غرائی تھی اس کی جرأت پہ۔انابی نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

ڈونٹ ٹاک اباؤٹ مائین ڈیئر مائی ڈیئر۔"

"میں وہاں سے شروع ہوتی ہوں جہاں سے تمہاری سوچ ختم ہوتی ہے مس ناہید۔

وہ خون آشام نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں غرائی۔

جس کے بل بوتے پہ تم اتنا اڑتی پھررہی ہو نہ تمہاری شادی تو میں اپنی زندگی میں کبھی" "نہیں ہونے دوں گی۔

وہ یہ بولتی بلکل نفسیاتی مریض لگ رہی تھی۔انابی لے لبوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا۔

"تو پھر تم مرجاؤ۔"

وہ خطرناک تیور لیے اس کی جانب بڑھی اور سرسراتے لہجے میں بولی۔ناہید نے ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا۔

تم پھر مرجاؤ کیونکہ میں تو شادی اب یہی کروں گی دیکھتی ہوں کس میں اتنا دم ہے جو"

"مجھ سے پنگا لینے کی کوتاہی سرزد کرے۔

وہ مزے سے قہقہہ لگاتے ہوئے بولی۔آنکھوں میں ایک فاتحانہ پن صاف جھلک رہا تھا۔

"ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔"

وہ نفی میں سر ہلاتے جارحانہ انداز میں اس کی جانب بڑھی۔انابی اس سے پہلے کہ اس کی بات پہ سر جھٹکتے لاؤنج کی جانب بڑھتی کچھ یاد آنے پہ بے ساختہ رکی پلٹی اور پھر جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

اوہ ویٹ ویٹ ون مور تھنگ آئی وانٹ ٹو ٹیل یو۔"

اب سے مجھے عزت دیا کرو تم۔ امم رشتے میں اب سے کیا لگی میں تمہاری ہاں سچ بھابھی کہہ کر مخاطب کیا کرو مجھے۔ صحیح نند بنی پھررہی ہو ویسے تم میری۔ اول درجے کی فسادن۔

فہد تمہارا بھائی ہے تو جب اس کی ذات سے منسوب ہوکر اس کی بیوی کا درجہ پاؤں گی تو ظاہری سی بات ہے تمہاری بھی تو بھابھی جان ہوئی۔ویسے عزت کروانے میں جو لطف ہے وہ زمانے کی کسی اور چیز میں حاصل نہیں ہے۔"

وہ اس کے دونوں گال کھینچتی ڈرامائی انداز میں بولی۔اس کی بات پہ ناہید کے چہرے کا رنگ یکخلکت بدلا تھا۔آنکھوں میں چنگاریاں سی پھوٹنے لگی۔انابی اس کے چہرے کا بدلتا رنگ دیکھ تنفر سے سر جھٹکتی واپس اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئی اور ماتھے سے پھوٹتا پسینہ دوپٹے کی مدد سے صاف کیا وہ ایسا بولنا بلکل نہیں چاہتی تھی وہ تو لڑنے نکلی تھی لیکن ناہید کی بے وقت آمد اور اور اس کی باتوں پہ انابی آج خود پہ ضبط نہیں پائی تھی تبھی اسے مزید جلانے کی خاطر جو دل میں آیا بولتی چلی گئی۔ناہید نے اسے ضد دلائی تھی اور اسی ضد میں انابی نے وہ سب کہ ڈالا تھا جو کہنے کا اس کا کوئی ارارہ نہیں تھا۔وہ پریشانی سے انگلیاں چٹخاتی یہی سب سوچتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی معاً اپنے عین سامنے فہد کی اچانک آمد پہ اس کا دل جل کر راکھ ہوا تھا۔اس نے قہر آلود نگاہوں

سے اس کی سمت دیکھا اور اسے نظرانداز کیے اس سے پہلے اپنے کمرے کی جانب بڑھتی فہد نے جھٹکے سے اس کی نازک کلائی اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اپنے مدمقابل کیا تھا۔

"میرا ہاتھ چھوڑو۔"

وہ سرد مہری سے بولی۔اس وقت نرم انداز میں بات کرنا مطلب اس سے صاف ظاہر تھا کہ اسے شہہ دینا۔

"نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ بھی جواباً اسے مزید اپنے قریب کرتے دوبدو بولا تھا۔اسے نزدیک کرنے سے ان کے درمیان معمولی سا فاصلہ بھی سمٹ گیا۔

ویسے ابھی کوئی میرے نام سے خود کو بھابھی کہلوانے کی تگ و دو میں تھا اور اب جس" "کی بدولت تمہیں یہ نام ملنا ہے اسے سے نظریں چرارہی ہو۔

وہ شوخ لہجے میں بولتے اس کے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹ کو پھونک سے اڑاگیا۔اس کی حرکت پہ انابی کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔لبوں پہ جیسے قفل لگ گیا تھا۔اس کا شدت سے جی چاہاکہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سماجائے مطلب وہ اس کی باتیں سن

چکا تھا جو وہ۔ناہید سے کررہی تھی۔ذرا سا بھی پردہ نہیں رہا مطلب ایک ایک بات وہ تو ناجانے کیا فضول گوئی کرکے آئی تھی اسے فقط اس کی اوقات یاد دلانے کی خاطر۔

"وہ سب میں نے صرف فضول کہا تھا تاکہ وہ میری جان چھوڑ دے۔ خود تو گلے پڑ ہی رہے ہو ساتھ ساتھ اسے بھی مفت کا پھندا بنارہے ہو میرے لیے۔"

وہ نفرت بھرے لہجے میں بولی تو فہد نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"تمہارے گلے تو میں ہی پڑوں گا بس اور کسی نے جرأت بھی کی تو بس فہد اس کے گلے پڑجائے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا اس کے لہجے سے بھی سرشاری سی جھلک رہی تھی اس نے جو سوچا تھا وہ اگلے ہی ہفتے انجام پانے جارہا تھا۔وہ صرف اس کی ہوجائے گی یہ احساس ہی اس کیلیے خوشکن تھا تبھی تو وہ ہواؤں میں اڑتا پھررہا تھا۔

"بس ایک بار میری دسترس میں آجاؤ یقین کرو بس پھر کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔بس میں اور تم ہونگے اور ہماری چھوٹی سی حسین دنیا۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے شرارت آمیز لہجے میں بولا۔

"تم کیوں ہو ایسے میری ہر بات کو مذاق میں لے جاتے ہو ہر بات تمہارے لیے مذاق کی سی حیثیت رکھتی کبھی سنجیدہ بھی ہوجایا کرو۔ نہیں پسند مجھے ایسے مرد جو بات بات پہ بس مذاق کریں۔ یہ مستیاں کرنا بس ہم لڑکیوں تک ہی محدود ہونا چاہیے ان کا لائف پارٹنر تو کم ازکم میچور ہو جو سنجیدہ رہے۔ خیال کرے مجھے خود سے بڑا چاہیے تھا ناکہ چھوٹا جس کے ساتھ بس ساری زندگی ہنستے کھیلتے ہی گزر جائے۔اگر مجھے میری زندگی کے اس فیصلے کا حق حاصل ہوتا تو تم میری ترجیح کبھی نہیں ہوتے۔"

انابی اس کی بات پہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی۔فہد کا چہرے کا رنگ ایک لمحے میں فق ہوا تھا۔ دل جو ہمہ وقت جس کی محبت سے بھرا رہتا تھا اسی نے اس کے دل کو بے دردی کے ساتھ ریزہ ریزہ کردیا تھا۔اسے لگتا تھا کہ وہ اس سے چڑتی ہے لڑتی ہے جھگڑتی ہے لیکن اپنے دل میں اس کیلیے کوئی نہ کوئی جذبہ تو وہ لازمی رکھتی ہوگی لیکن انابی نے تو ایک ہی لمحے میں اس کے وجود کو زمین پہ پٹخ دیا تھا۔اس کی اڑی اڑی رنگت دیکھ انابی کو اپنی کوتاہی کا احساس شدت سے ہوا تھا اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات کی وضاحت میں کچھ بولتی فہد بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتے دو قدم پیچھے ہوا تھا وہ بمشکل

مسکراتے آنکھوں میں نمی لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔جسے ہمہ وقت وہ ہنستا دیکھنا چاہتا تھا آج وہی اس کی آنکھوں میں نمی کا سبب بنی تھی۔کس قدر تکلیف دہ ہوتا ہے وہ لمحہ جب جان سے پیارا شخص ہی آپ کی تکلیف کا باعث بنے۔

"تم ریلیکس انابی کچھ نہیں ہوتا وہ زیادہ دیر ایسا نہیں رہ پائے گا۔وہ ٹھیک ہوجائے گا۔ نے اب اتنا بھی کچھ نہیں کہا اب کم از کم وہ تمہیں آتے جاتے تنگ تو نہیں کرے گا نہ۔ سکون سے رہو گی کچھ دن۔"

وہ دل ہی دل میں خود کو تسلی دینے کی خاطر بولی لیکن اپنی تیز زبان سے وہ خود بھی نالاں تھی جو غلط موقعوں پہ پھسل جاتی تھی۔اس نے چور نگاہوں سے گردن موڑتے اس کو دیکھنا چاہا تھا لیکن وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوچکا تھا۔وہ بوجھل دل سمیت کندھے اچکاتی آگے کی جانب بڑھ گئی۔

دن اسی طرح سبق رفتاری سے گزر رہے تھے۔گزرا پورا ہفتہ مصروفیت کی نذر ہوا تھا۔ہر طرف نکاح کی تیاریاں عروج پہ تھی۔فہیم کو جب اس بابت علم ہوا تو پہلے پہل تو اس

نے ناراضگی کا واضح اظہار کیا تھا کہ اس کی اکلوتی جڑواں بہن کا نکاح ہے اور وہ چاہ کر بھی وہاں نہیں جاسکتا لیکن پھر اپنی بات پہ اسے بھی اداس دیکھ وہ سرعت سے اپنا موڈ بحال کرتے اسے بھی مسکرانے پہ مجبور کرگیا تھا۔ اس نے ویڈیو کال کے ذریعے نکاح میں شرکت کرنے کا سوچا تھا۔ انابی اور فہد کے درمیان اس دن کی تلخ کلامی کے بعد ذرا سی بھی بات نہیں ہوئی تھی ناجانے وہ اس سے خفا تھا یا یوں ہی لیکن انابی فلحال پرسکون تھی کیونکہ اس دن کے بعد اس نے بے باک گفتگو سے اس کا دن نہیں اچاٹ کیا تھا۔ شام کے وقت نکاح تھا تو سب کسی نہ کسی تیاری میں مصروف تھے۔ عزہ تو پھولے نہیں سماتی پھر رہی تھی آخر کو ان کی بیٹی بھی کسی کے نام سے جڑنے والی تھی اس قدر مقدس رشتے میں بندھنے والی تھی صبح سے ہی پورا خاندان شاہ ولا جمع تھا۔ ایان کی فیملی صبح سے ہی شاہ ولا میں موجود تھی البتہ صائم خان دولہے والوں کی طرف سے آنے کا ارادہ رکھتے تھے نکاح چھوٹے پیمانے پہ ہی رکھا گیا تھا کچھ کچھ دوست احباب نے شرکت کرنی تھی۔ تبھی گھر کے لان میں ہی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔پورے لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ سفید اور گلاب کے پھولوں سے گھر کا کونہ کونہ مہک رہا تھا جو

ہر آنے والے کے اعصابوں پہ ایک گہرا اثر چھوڑرہا تھا۔ برقی قمقموں سے پورا لان جگ مگ کررہا تھا آنکھوں کو خیرہ کرنے والی روشنی ہر کوئی مسرور دکھائی دے رہا تھا۔ لان کے شروع ہوتے ہی عین سامنے سٹیج کو خوبصورتی سے پھولوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ درمیان میں ہی سرخ رنگ کا جالی دار پردہ لگایا گیا تھا۔ انابی نے تو بہت کوشش کی تھی کہ نکاح کمرے میں ہی ہو لیکن باقی لڑکیوں کی ضد پہ ایسی سجاوٹ کروائی گئی تھی۔ سرخ ململ کی روش جس کے اردگرد پھولوں کے بڑے بڑے گلدان رکھے گئے تھے۔ عفان شاہ نے تو بہت اصرار کیا تھا کہ سادگی سے نکاح کی تقریب سرانجام دے دیتے ہیں لیکن اذلان شاہ نے سختی سے یہ تمام کام کرنے کی تلقین کی تھی وہ نہیں چاہتے تھے ان کی کسی بھی اولاد کے دل میں بدگمانی آئے ان کیلیے سب ایک برابر تھے۔ لان میں گول میز لگائے گئے تھے جن کے اردگرد کرسیوں پہ سفید ہی ململ کا کور ساتھ سرخ رنگ کا ربن اپنی بہار دکھا رہا تھا تمام لڑکیاں اپنی اپنی تیاری مکمل کرتے انابی کے کمرے میں ہی موجود تھیں اور اس کی تیاری میں مدد کررہی تھی۔

"ماشاءاللہ آپ بہت حسین لگ رہی ہیں۔"

بیوٹیشن کی آواز پہ انابی جو کرسی سے پشت ٹکائے بیٹھی تھی چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی۔ متوجہ تو عقب میں بیڈ پہ بیٹھی فاریہ اور لیزے بھی ہوگئی تھی۔

انابی نے ذرا سا اونچا ہوتے خود کو آئینے میں دیکھا تھا۔پیچ رنگ کا ٹیل فراک زیب تن کیے جس پہ ہلکا ہلکا نگینوں اور کوروں کا کام ہوا تھا بالوں کا جوڑا بنائے جس پہ سفید پھولوں کی لڑی کو خوبصورتی سے اس کے اردگرد لگایا گیا تھا سوٹ کی مناسبت کے لحاظ سے آویزے اور صراحی دار گردن میں ایک خوبصورت سا ہلکا سا نیکلس اپنی بہار دکھارہا تھا بھرے بھرے لبوں پہ گہرے رنگ کی لپسٹک لگائے وہ تو خود کو ہی کسی اور ہی دنیا کی باسی لگی تھی۔اس نے کبھی بھی اس قدر بناؤ سنگھار نہیں کیا تھا تبھی آج دلہاپنے میں اس پہ ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔وہ بنا پلک جھپکائے خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی معاً وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ اپنے مہندی سے بھرے ہاتھوں پہ گئی تھی جس نے بہت ہی تیز رنگ چھوڑا تھا۔

"ارے واہ انابی تمہارے ہاتھوں میں تو بہت گہرا رنگ آیا ہے ویسے فہد بھائی سچ میں تم سے بہت محبت کرتے ہیں اس کی گواہ تو میں اور مازہ ہیں۔"

صبح لیزے سے ہونے والی گفتگو اس کی سماعتوں میں ٹکرائی تو وہ جھرجھری لے اٹھی۔اسے حیرت ہوئی تھی جس سے بچپن سے لے کر اب تک صرف چڑتی ہی آئی ہے آج وہ اسی کے لیے یوں سجی سنوری بیٹھی ہے اور وہ بھی بلکل خاموش۔اس کا دل اس فیصلے پہ اختلاف کیوں نہیں کررہا تھا۔ معاً وہ اپنی بے خبری پہ خود کو لعن طعن کرتی بیوٹیشن کی جانب متوجہ ہوئی جو اسے ہی مسکرا کر دیکھنے میں محو تھی۔

وہاں سے کھڑے ہوتے ہی وہ باری باری لیزے اور فاریہ سے ملی۔ اسی دوران حجاب اور عزہ کمرے میں داخل ہوئی تو انہوں نے اس کو دیکھتے کتنی ہی بلائیں لے ڈالی تھی۔ حجاب عزہ سے ملتے لیزے کی سمت متوجہ ہوئی جو نیوی بلیو کلر کے فراک زیب تن کیے جس کے ساتھ بالوں کو سٹریٹ کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا کانوں میں چھوٹے چھوٹے آویزے پہنے وہ سب کو بہت بھائی۔ فاریہ بھی لیزے کے طرح کے ہی فراک میں ملبوس تھی صرف رنگ کا فرق تھا۔اس نے سر پہ عادت کے مطابق حجاب لپیٹا ہوا تھا۔جس دن سے فہیم نے اس سے یہ بات کی تھی تب سے وہ چاہ کر بھی اپنے سر سے ڈوپٹہ نہیں اتار پائی تھی۔ حجاب نے بے ساختہ اس کا ماتھا چوم لیا جو ان سب کو

مسکراتے ہوئے دیکھتی بے تحاشہ معصوم لگ رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں دولہے والوں کے آنے کا شور اٹھا تو انابی کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے آنکھیں میچتے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔ مازہ اور پریشے نے تو سب سے پہلے اسی کے کمرے میں آنے کو ترجیح دی تھی۔

"انابی فہیم بھائی کال پہ ہیں آجاؤ۔"

لیزے کی آواز پہ وہ سب کچھ چھوڑتی ڈوبتے کے ساتھ بیڈ کی جانب چل دی۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی لیکن ایسے موقعوں میں بھائی کی کمی شدت سے محسوس ہوتی تھی ادیان نے اسے کبھی بھی اس بات کا احساس نہیں ہونے دیا تھا لیکن شاید وہ جڑواں تھے تبھی ان دونوں کے دل ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

ارے رونا نہیں بلکل بھی سارا میک اپ خراب ہوجائے گا پھر فہد ڈر کے بھاگ ہی نہ "جائے۔"

اسے لگاتار سوں سوں کرتے دیکھ فہیم نے بے ساختی میں ٹوکا تھا وہ اس کی بات پہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی جبکہ دور کھڑی فاریہ کا شدت سے جی چاہا کہ وہ ایک نظر

اسے آگے ہوکر دیکھ لے۔اپنے دل کی بے ایمانی پہ حیران رہ گئی تھی۔لیکن یہ سوچتے کہ وہ تو اس سے ناراض ہے اپنے دل کو ڈپٹ گئی تھی۔

"فہیم اپنی بیگم کو نہیں دیکھو گے۔"

ابھی وہ لوگ باتوں میں ہی مصروف تھے معاً روشانے اپنی بلکی وجود چادر سے ڈھانپتے ہوئے شرارت سے بولی تو فہیم ان کی شرارت سمجھتے ہولے سے مسکرادیا تھا۔

"ملوادیں ہم تو دل و جان سے حاضر ہے۔"

اس کی محبت بھری بات پہ فاریہ کی ہتھیلی سے پسینہ پھوٹنے لگا۔اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

"ایکسکیوزمی میں ابھی آتی ہوں۔"

اس سے پہلے کہ مازہ لیپ ٹاپ کا رخ اس کی جانب کرتی وہ سپاٹ انداز میں بولتے کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔اس کے انداز جہاں وہ حیران ہوا تھا وہی وہ سب قہقہہ لگا کر ہنس دی تھی۔

"بھائی آپ کے وہاں رہنے کا اثر ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔"

لیزے شرارت سے بولی تھی تو وہ جھینپ کر قہقہہ لگا گیا۔

بس جیسے ہی فہیم بھائی نے واپس لوٹنا ہے فاریہ نے تو اسے تگنی کا ناچ نچوا کر اس"

"کے سر پہ چڑھ کر خود بھی ناچنا ہے۔

مازہ پرشوق نگاہوں سے لیپ ٹاپ کی سکرین پہ دیکھتی مزے سے بولی تو باقی سب نے اس کی تائید پہ زور شور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"کوئی بات نہیں ہم ویسے بھی اپنی ملکہ کو اپنے سر کا تاج کر رکھیں گے۔"

وہ دل پہ ہاتھ رکھتے ایک ادا سے بولا تھا۔باقی سب نے تو باقاعدہ ہوٹنگ کی تھی۔

"چلو تم سب غائب ہوجاؤ۔اب ہم لڑکوں کی باری ہے۔"

رائم ان کے ہاتھوں سے لیپ ٹاپ لیتے ایک تیز نگاہ ان پہ ڈالتے باہر کی سمت بھاگ گیا۔

"لیزے روشی انابی کو ڈوپٹہ اوڑھاؤ۔"

ادیان نے سنجیدگی سے ان دونوں کو ہدایت کی تو لیزے نے تفصیلی نگاہ اس پہ ڈالی تھی جو نیوی بلیو رنگ کی کرکراتی شلوار قمیض پہنے اس کے ساتھ چوڑے شانوں پہ سیاہ

چادر، مغرور کھڑی ناک سیگریٹ کی بدولت مونچھوں تلے عنابی ہوتے لب وہ ابھی بھی بھینچے ہوئے تھے وہ اپنی سحر انگیز شخصیت سمیت پورے ماحول پہ چھایا ہوا تھا۔روشانے نے بروقت اسے ٹھوکا مارتے جگہ کا احساس دلایا تھا وہ بوکھلاتے اس سے نگاہیں ہٹاتے انابی کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"کیسے ہو میرے شیر۔ تمہاری فریاد بھی سنی گئی ویسے۔"

فہیم سفید کڑکڑاتی شلوار قمیض میں ملبوس جس پہ واسکٹ پہنے فہد سے مخاطب ہوا تو جواباً وہ فقط مسکرادیا۔فہیم نے اس کے لبوں پہ فقط ہنسی کو شدت سے محسوس کیا تھا۔کیا وہ خوش نہیں تھا سب سے پہلا سوال تو اس کے ذہن میں یہی آیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو میرے فہد کی آنکھوں میں تو ہمہ وقت ایک شرارت سی ہوتی تھی۔"

فہیم نے ڈوبتے دل سمیت اس کی خالی خالی آنکھیں دیکھتے سوال کیا تو فہد نے مسکراتے ہوئے اس کی سمت دیکھا۔

"بھائی دیکھیں نہ میں کب سے یہاں بیٹھے اس کا دماغ کھارہا ہوں لیکن مجال ہے جو یہ کوئی جواب دے دے بس ہوں ہاں کری جارہا ہے۔"

ربان نے بھی بروقت آمد کی اور شکایتانہ انداز میں گویا ہوا تو فہیم کو مزید پریشانی ہونے لگی۔

"یار ہنس تو رہا ہوں اب کیا یہاں بھی تماشہ لگادوں۔"

وہ خالی خالی سا قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تو سٹیج کے قریب ہی کھڑے عفان شاہ نے بھی حیرت سے اس کی جانب دیکھا اور ان سے معذرت کرتے قدم اسکی جانب بڑھائے۔

تم بھی جانتے ہو کہ ہم کس فہد کی تلاش میں ہیں اگر پرانے والا فہد ہوتا تو وہ ضرور"

"تماشے ہی لگارہا ہوتا اس عام سے فنکشن میں بھی رونق لگا کر اسے خاص بنادیتا۔

عفان شاہ جو ان کی باتیں سن چکے تھے.فہد کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے سمجھانے والے انداز میں بولے تو وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا۔دل میں درد اٹھ رہا تھا۔

"بھول جائیں اسے سمجھیں کہ وہ آپ سب کیلیے مر گیا۔"

وہ شکست خورد لہجے میں بولتے ان سب کے دل دہلا گیا تھا۔

"بس اسی لیے مجھے تم سے آج تک کوئی اچھی امید رہی ہی نہیں ہے میرے بچے۔"

معاذ خان کی سپاٹ آواز پہ وہ ہولے سے چہرہ جھکا گیا۔عفان شاہ نے بھی اسے لتاڑا تھا۔اب وہ ان سب کو کیا بتاتا کہ پرانے فہد کا قتل کرنے والی بھی ان کی اپنی ہی اولاد

ہے۔ کاش وہ معاذ خان کی باتوں کو سنجیدہ لے کر ان کا ہاتھ بٹاتا تو کچھ سنجیدگی اس میں بھی آجاتی تو شاید اس کا دل کرچی کرچی نہ ہوتا۔ معاً اس کی نگاہ اپنے عین سامنے سے آتی اس دشمنِ جاں پہ پڑی تھی جس کا چہرہ تو وہ دیکھ نہیں پایا تھا کیونکہ وہ گھونگھٹ کی آڑ میں تھا۔ وہ ادیان اور رائم کے گھیرے میں اسی کی سمت آرہی تھی۔ پریشے اور محرم جو ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھی انہیں سٹیج کے قریب آتا دیکھ محبت سے مسکرادی۔ آیت اور عزہ نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے سٹیج پہ چڑھنے میں مدد کی تھی اسے بٹھاتے ہی اذلان شاہ نے محبت سے اس کا ماتھا چوما تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی سی چھلکی تھی۔ صائم معاذ ایان اور عفان نے باری باری اس کے نزدیک آتے سر پہ پیار کیا تھا۔ سب لڑکیاں ان کے اردگرد جھمکٹا بنائے ہنسی مزاق میں محو تھی لیکن اس سب کے دوران بھی فہد کا چہرہ سپاٹ ہی رہا تھا۔ اس کی صورت دیکھتے ادیان کو شدت سے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا لیکن وہ بعد میں بات کرنے کا سوچتے ایان کی جانب متوجہ ہوا۔ چند ساعتوں میں ہی نکاح شروع ہوا تو ہر جانب خاموشی چھاگئی۔ اب سب خاموشی سے ان کی نئی آنے والی اندگی کیلیے دعاگو تھے۔ انابی نے پاس کھڑی عزہ کا ہاتھ سختی سے تھام

لیا تو آیت نے بے ساختہ اس کا سر تھپتھپایا تھا۔ مولوی صاحب نکاح کے کلمات ادا کررہے تھے۔ محرم نے فہد کے قریب ہی جگہ سنبھالی تو وہ انہیں ایک نظر دیکھتے مسکرادیا۔

"انابیہ شاہ ولد عفان شاہ کیا آپکو فہد خان ولد معاذ خان حق مہر دس تولے سونا اپنے نکاح میں قبول ہے۔؟"

مولوی صاحب کی آواز پہ انابی نے پلکوں کی جھالر اٹھاتے فہد کو دیکھا جس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔

"اگر میری زندگی میں کوئی پہلی اور آخری لڑکی بھی ہوئی نہ تو وہ صرف انابیہ شاہ ہوگی۔"

اس کی سرد آواز انابی کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"قبول ہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی تو عفان شاہ نے اس کی پیشانی پہ لب رکھے تھے۔اسی طرح تین بار یہ کلمات ادا کرتے ان کا رخ اب رائم کی جانب تھا۔

"فہد خان ولد معاذ خان کیا آپکو یہ نکاح انابیہ شاہ ولد عفان شاہ کے ساتھ بعوض حق مہر دس تولے سونا قبول ہے۔"

انہوں نے سنجیدگی سے فہد کو مخاطب کیا تو اس نے ایک نظر انابی کی سمت دیکھا جو لیزے سے کوئی بات کرنے میں محو تھی۔

اگر مجھے میری زندگی کے اس فیصلے کا حق حاصل ہوتا تو تم میری ترجیح کبھی نہیں" "ہوتے۔

"قبول ہے۔"

معاً اس کی بھاری آواز خاموش فضا میں گونجی۔

اسی طرح تین بار یہ کلمات ادا کرنے کے بعد اس نے سرعت سے نکاح کے کاغذات پہ دستخط کیے۔اور ہمیشہ کیلیے اسے اپنا بنالیا تھا لیکن دل میں پھر بھی کوئی احساسات نہیں تھے وہ اندر سے بلکل خالی ہوچکا تھا۔اس کی تلخ باتوں کو سوچتے اس کی دماغ کی شریانیں پھٹنے کے قریب تھی۔

ان کا نکاح ہوتے ہی ہر طرف مبارک باد کی آوازیں گونجنے لگی۔سب لڑکیاں اسے فہد کے نام سے چھیڑنے سے مصروف تھی اور وہ بس دھیما سا مسکرادیتی۔

اب سب کزنز ان دونوں کو ساتھ بٹھانے کی تیاریوں میں تھے تاکہ رسم ادا کی جاسکے۔ جالی دار پردہ ہٹاتے ہی فہد نے ناچاہتے ہوئے بھی اس کی سمت اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی تھی۔انابی نے ایک نگاہ اپنے بائیں جانب ڈالی لیکن روشانے اسے چھوڑتے احد سے کسی بات میں مصروف ہوچکی تھی۔مازہ کے کندھا مارنے پہ اس نے اپنا ہاتھ فہد کے ہاتھ میں دیا تھا۔فاریہ یہ سب رسمیں پرشوق نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"ماما ایک بات پوچھوں آپ سے۔"

فاریہ نے محرم کے قریب جاتے معصومیت سے سوال کیا تو محرم نے حیرت سے اذلان شاہ کی جانب دیکھا جو اس کے انداز پہ ٹھٹھک گئے تھے۔انھوں نے بے ساختہ اسے اپنے حصار میں لیا۔صائم خان بھی مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے جو سب کے ساتھ کس قدر گھل مل گئی تھی۔

"یہ جیسے انابی آپی اور فہد بھائی کا ہوا میرا بھی یہی ہوا تھا نہ دوست کے ساتھ۔"
اس نے سنجیدگی سے پوچھا تو سب نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

ہاں بھئی یہی ہوا تھا کیوں یقین نہیں آتا کیا۔ویسے ایک بات بتاؤ مجھے بھی نہیں آتا تھا"
"نکاح کے کچھ عرصے بعد بھی بھائی بھائی والی فیلنگز آتی تھی لیکن پھر انھوں نے۔
اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی صائم نے سختی سے انہیں اپنے حصار میں لیا تو ان کی زبان کو بریک لگی تھی۔وہ بے دھیانی میں کیا بولنے جارہی تھی وہ بھی اس عمر میں ان کیلیے تو شرم سے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔

نہیں میں کہہ رہی ہوں کہ دوست نے مجھے کیوں نہیں ایسے اوپر وہاں صوفے پہ"
"بٹھایا۔

اس نے اپنی ازلی بھولپن سے استسفار کیا تو اس کی بات پہ وہ لوگ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دیے تھے۔

اب جب بھی وہ لوٹے گا نہ تو میں اس کے کان کھینچ کر سختی سے کہوں گی کہ فاریہ کو"
"بھی ایسے ہی اوپر بٹھائیں اوکے۔

وہ اس کی ٹھوڑی کو ہولے سے چھوتے ہوئے ہوئے بولی تو وہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلاگئی اور اپنے قدم سٹیج کی جانب بڑھائے جہاں سب نے رش ڈالا ہوا تھا۔

انابی جو اس کے قریب بیٹھتے ہی اس کی جانب سے کسی محبت بھرے یا شوخ جملے کے انتظار میں تھی اسے سنجیدگی سے باقیوں سے مصروف دیکھ وہ اپنے آنسو پی گئی۔

"میں کونسا اس کی تعریف کی محتاج ہوں۔"

وہ دل ہی دل میں غصے سے بولی تھی۔اس کی بے رخی پہ آنکھوں میں آنسو جمع ہونا شروع ہوچکے تھے۔

لیکن وہ ذرا سی تعریف تو کرہی سکتا تھا ویسے تو بے باکی کا مظاہرہ کرتا نہیں تھکتا تھا اور"

"آج دیکھو جب بولنا چاہیے تو وہ خاموش تھا۔

سامنے سے سٹیج کی جانب ہی آتی ناہید کو دیکھتے انابی کے لبوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔وہ اس پہ بلکل بھی کچھ ظاہر نہیں کرواسکتی تھی۔اس نے سٹیج پہ آتے ہی سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے دانت پیستے ہوئے مبارکباد دی تو وہ ہنستے ہوئے قبول کرگئی۔اس کا رخ اب فہد کی جانب تھا۔

"اوکے میں اب چلتی ہوں فہد۔"

وہ دھیمے سے مسکراتے ہوئے فہد سے مخاطب ہوئی تو انابی کا شدت سے جی چاہا کہ اس کے لبوں کی اس مسکراہٹ کو نوچ ڈالے۔

"ارے ابھی کہاں چلی ابھی تو تمہارا میری زندگی میں بہت اہم کردار باقی ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔یہ اس کی پہلی بات تھی انابی کے ہوتے ہوئے کی ورنہ تو وہ خاموش اور بیزار ہی دکھائی دے رہا تھا۔انابی کا وجود ان دونوں کو ہنستا مسکراتا دیکھ انگاروں کی ضد میں تھا۔اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔وہ فلحال اندر بھی نہیں جا سکتی تھی سب کے مطابق وہ ایک دلہن تھی اور دلہن تو سب سیٹچو بن کر ایک جگہ بیٹھی ہی اچھی لگتی ہے۔اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا اس کی بے رخی پہ لیکن کیوں وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"ابے تو کہاں جارہا ہے۔ملنا نہیں کیا اپنی بیگم سے ہم تو یہاں بیٹھے راہ تک رہے ہیں کہ کب تو جائے گا اور کب ہمیں ٹپ ملے گی۔کیش کے متعلق بات کررہا میں۔"

فہد جو کسی سے فون پہ محو گفتگو تھا اپنے عقب سے آنے والی شریر آواز پہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا معاً اس کی بات پہ ناقابلِ فہم تاثرات چہرے پہ نمودار ہوئے تبھی ربان نے واضح کرنا ضروری سمجھا۔

"میں کہی نہیں جارہا فلحال مجھے ایک بہت ضروری کام آن پڑا ہے وہاں کیلیے نکلنا ہے۔"

وہ مصروف سے انداز میں گویا ہوا۔ربان نے غم و غصے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"فہد وہ کام بعد میں بھی ہوسکتے ہیں ویسے۔"

وہ ہنوز اس کا سنجیدہ انداز دیکھ تنک کر بولا تو فہد سر جھٹکتے ہوئے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کی جانب دیکھا جو شاید اس کی حرکت پہ شدید نالاں دکھائی دے رہا تھا۔

"ربان بھائی آپ کو اندر ماما بلارہی ہیں۔"

زوہان کی آواز پہ وہ ایک مشکوک نگاہ اس پہ ڈالتا اندر کی جانب بڑھ گیا جبکہ فہد اس کی بات کو سوچتے خود پہ ہی ہنستا باہر کی جانب چل دیا۔

ایک تو اس لڑکے کو بھی نجانے کونسے کام آن پڑتے ہیں جو مجال ہے جو کسی بلاوے

"پہ وقت پہ پہنچا ہو۔

حجاب داخلی دروازے کی سمت دیکھتی غصیلے لہجے میں خود سے گویا ہوئی۔

"آنٹی مے آئی ہیلپ یو۔"

اس سے پہلے کہ وہ خود ہی ٹوکری اٹھاتے اندر کی جانب بڑھتی اپنے عقب سے آنے والی مترنم آواز پہ وہ رخ موڑنے پہ مجبور ہوئی تھی لیکن اپنے سامنے کھڑی اس دھان پان سی لڑکی دیکھ وہ ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں بیٹا جس کام کیلیے مجھے مدد درکار ہے وہ آپ سے نہیں ہوسکتا۔"

انہوں نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تو وہ ان کی بات کا مفہوم سمجھتے چھینپ گئی معاً اپنی جھینپ مٹانے کی خاطر وہ ہولے سے ہنس دی۔

"آپ یہاں کس کی طرف سے ہو۔"

انہوں نے اس کا چہرہ دیکھتے پوچھا جو سادگی میں بھی بے تحاشہ حسن سمیٹے ہوئے تھا۔ ملتھا ان کی بات پہ متبسم سی دور کھڑے احد کی جانب اشارہ کرگئی۔

"میں تو احد بھائی کی بہن ہو دراصل یہاں سے گزر رہی تھی تو آپ کو پریشان دیکھ کر پوچھ لیا۔"

اس نے سادگی سے جواب دیا تو حجاب کو حیرت ہوئی تھی کہ وہ کیسے بھول گئی اسے۔شادی پہ تو اسے دیکھا بھی تھا۔

"نہیں میں بس اپنی انتہا کی کوئی نکمی اولاد کا انتظار کررہی ہوں۔قسم سے تنگ کر کے رکھ دیا ہے مجھے۔"

وہ منتہا کے سامنے جلے دل کے ساتھ بولی معاً سامنے سے آتے ربان کو دیکھتے ان کی تیوریاں چڑھی تھی۔انھوں نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو لاپرواہی سے اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں چلاتا انہی کی جانب آرہا تھا۔منتہا ان کے انداز پہ ہنسی تھی معاً اس کی نگاہ اپنے قریب آتے ربان پہ پڑی تو اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگی جسے اس کا پیچھا کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔

"تمہیں شرم نہیں آتی یا گھر میں بہن نہیں ہے کوئی جو یوں میرے پیچھے پڑے ہو۔مجھے ایسا لگتا ہے کہ.تمہارا علاج اب احد بھائی سے ہی کرانا پڑے گا۔ارے نہین احد بھائی

کیوں میں ہوں نا میں ہی تمہارے لیے اکیلی کافی ہو ایسا منہ توڑوں گی ناکہ کسی لڑکی کو ساری زندگی پتا ہی نہیں سکو گے پھر ہاتھ میں کٹورا پکڑ کے بھیگ ہی مانگنا ویسی بوتھی کے ساتھ۔"

منتہا اس کے قریب آتے ہی شرربار نگاہوں سے اسے گھورتے جو بولنے پہ آئی تو بولتی چلی گئی۔ربان اور حجاب نے ہونقوں کی طرح اس کی سمت دیکھا جس کی زبان تیز دھاڑ کی مانند تھی۔

"لیکن میں تو۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنے دفاع میں کچھ بولتا وہ سختی سے اس کی بات کو رد کرگئی۔

"کوئی میں تو وہ نہیں چلو پہلی فرصت میں نکلو یہاں سے۔"

وہ انگلی کی مدد سے باہر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی تو ربان نے مصنوعی ناراضگی سے حجاب کی جانب دیکھا جو اس کے حق میں کچھ بول ہی نہیں رہی تھی۔وہ سٹپٹاتے ہوئے ہوش میں آئی تھی۔

"ارے بچے یہ میرا بیٹا ہے میں اسی کے انتظار میں تھی۔"

حجاب نے بالآخر منہ کھولا تو ربان نے تشکر بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ایک نظر اس تیز گام پہ ڈالی تھی۔

"آپ کے بیٹے کی تو ایسی۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولنے کی والی تھی معاً ان کی بات کا مفہوم سمجھتے اس کے چہرے کا رنگ سرعت سے پھیکا پڑا تھا اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے حجاب کی جانب دیکھا جو مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلارہی تھی وہ ان دونوں کو دیکھتی کھسیانی ہنسی ہنس دی۔

"سوری آنٹی وہ دراصل مجھے اندازہ نہیں تھا۔"

وہ شرمندہ شرمندہ سی بولی تو ربان نے اس کی سوری پہ منہ بنایا جیسے اس کے سوری کہنے سے جو اس کی بے عزتی ہوئی ہے وہ عزت میں تبدیل ہوجائے گی۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

"نہیں بیٹا کوئی مسئلہ نہیں۔یہ اسی لائق ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولتے ربان کی سماعتوں میں بم گراگئی تھی۔اس نے صدمے کی کیفیت میں اپنی ماں کی جانب دیکھا جنہوں نے اسکی عزت کا جنازہ نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"یہاں کیوں مجمع بنا ہوا ہے کیا کچھ خاص ہورہا ہے۔"

ایان کی آمد پہ ربان نے پھولے منہ سمیت ان کی جانب دیکھا۔

"میری عزت کا فالودہ نکل رہا تھا آپ نے مس کردیا ہے۔"

وہ جلے کٹے انداز میں بولا تو منتہا اور حجاب نے ہنسی دبائی جبکہ ایان نے بھنویں اچکائی۔

"کوئی بات نہیں کونسا نئی بات ہے کل پھر نکل جائے گا جب کھالوں گا۔"

وہ مسکراتے ہوئے اپنی جانب سے بھی طنز کے تیر چلانا نہ بھولیں۔ربان بلبلا کر رہ گیا منتہا کے سامنے اتنی بے عزتی پہ۔جبکہ ایان کی بات پہ وہ اور حجاب کھل کر ہنس دی تھی۔اس نے فاتحانہ نگاہوں سے ربان کی جانب دیکھا تھا۔

ویسے ایان یاد ہے تمہاری بھی ایسی ہی ہوا کرتی تھی۔کتنے اچھے دن تھے نا مجھے تو ربان" "میں تم ہی دکھائی دیتے ہو۔

حجاب اب اپنی توپوں کا رخ اپنے ساتھ ہی کھڑے ایان کی جانب کرگئی۔اس کی بات پہ ایان کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی تھی.اس نے خشمگین نگاہوں سے حجاب کی جانب دیکھا جبکہ ربان خوشگوار انداز میں قہقہہ لگا اٹھا۔

"اب بولیں ڈیڈ اب کیا منہ میں سپاری چبالی ہے جو منہ نہیں کھل رہا۔"

وہ ان کی حالت پہ ہنستے ہوئے بولا تو ایان ایک قہر آلود نگاہ اس سب پہ ڈالتے وہاں سے واک آؤٹ کرگیا۔

"کیسی لگی میری فیملی اوہ سوری تمہاری ہونے والی فیملی۔"

ان کے جاتے ہی ربان دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالتے مسکراتے ہوئے اس کے نزدیک ہوا تو منتہا نے بھنویں اچکائی اور سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تم سے لاکھ درجے بہتر۔"

وہ سپاٹ انداز میں مختصر کہتے اس سے پہلے وہاں سے جاتی کچھ یاد آنے پہ دوبارہ مڑی اور اس کی سمت دیکھا۔

"میرا پیچھا چھوڑدو۔"

وہ سنجیدگی سے بولی تو ربان نے ایک تفصلی نگاہ اس چھٹانک بھر کی لڑکی پہ ڈالی تھی جو اسے دھمکیاں دے رہی تھی۔

"میرا نام ربان قریشی ہے میرے سے پیچھا چھڑانا یا بچ پانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔"

وہ اس کی جانب جھکتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں بولا۔منتہا کی تیوریاں چڑھی تھی۔

اور میرا نام منتہا علی ہے میں اتنی آسانی سے کسے کے ہتھے چڑھ جاؤ ایسا کسی صورت "ممکن نہیں۔

وہ بھی جواباً اسی کے انداز میں بولتی اسے سختی سے باور کراتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"ہتھے تو تم میرے ہی چڑھو گی یہ تو ربان بخوبی جانتا ہے۔"

وہ بھی مزے سے بولتے سامان اٹھاتے کچن کی جانب چل دیا۔

"ماشاآللہ بہت حسین لگ رہی ہو لیکن اگر شوہر تعریف کرتا تو مزید حسین لگتی۔"

ناہید جو روشی سے کہتے انابی سے ملنے اس کے کمرے میں آئی تھی اسے آئینے کے سامنے بیٹھے کسی گہری سوچ میں گم دیکھ افسوس کرنے والے انداز میں بولی تو انابی نے جھٹکے سے رخ موڑتے

اس کی جانب دیکھا اور تن فن کرتے اس کے سر پہ آ پہنچی۔

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور ہماری زندگیوں سے۔"

وہ اس کا بازو جکڑتی پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئی تو ناہید نے معصومیت سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی بات پہ قہقہہ لگانے کو جی چاہ رہا ہو۔

"ایسے کیسے دفعہ ہو جاؤ۔ ابھی تو بقول فہد میرا اس کی زندگی میں اہم کردار باقی ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے شوخ لہجے میں بولی لیکن انابی کو وہ مذاق کرتے ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔

"کیا ملتا ہے تمہیں یہ سب کر کے۔"

وہ جیسے اس کی. سازشوں سے تنگ آگئی تھی تبھی تھکے تھکے اعصابوں سمیت بولی تو ناہید نے ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا یکلخت اس کے چہرے پہ شاطرانہ مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی۔

"سکون۔"

اس نے سرد مہری سے یک لفظی جواب دیا انابیہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی۔

دیکھو ناہید میری بات سنو مجھے تم نے جیسا بولا تھا میں نے بلکل ویسا ہی کہا ہے۔ہاں" میں اس سے محبت نہیں کرتی لیکن میں نے کبھی بھی اسکا دل نہیں دکھایا ایسے لیکن ان سب تلخ باتوں کے بعد بھی وہ میرا ہی ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے بس ہم دونوں کی قسمت ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی تھی یہ اللہ کی حکمت سمجھو اور چلی جاؤ "یہاں سے۔

وہ متانت سے سمجھانے والے انداز میں گویا ہوئی ساتھ ہی اس کے ہاتھ تھام لیے لیکن ناہید نے وہ بھی سختی سے جھٹک دیے۔

"تم نے وہ سب باتیں نہیں کی ابھی اسے۔میری کہی ہوئی اذیت سے بھرپور باتیں کرتی تو وہ تمہارے سے نکاح کیلیے انکار کرتا اور آج تمہاری جگہ میں ہوتی۔"

وہ اس کے کندھے جھنجھوڑتے ہوئے چیخی تھی اور یہی انا بی کی بھی حد ٹوٹی تھی۔ایک اس نے اس کی محبت کیلیے وہ سب غلط اور تلخ باتیں کہی اور یہ لڑکی اسے ہی قصوروار ٹھہرا رہی تھی۔

"تو بہت اچھا ہوا تمہارے ساتھ تم اسی چیز کی حقدار ہو کسی کی دل آزاری کا سوچو بھی تو اتنا گناہ ملتا ہے میرے سے تو تم نے پھر اس اچھے انسان کا دل دکھوا کر گناہِ کبیرہ کروادیا ہے۔"

وہ اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتی حلق کے بل چیخی تھی۔

"چچ چچ چچ افسوس صد افسوس۔اس سب پلیننگز کے بعد بھی وہ تمہیں ہی غلط گردان رہا ہے مجھے نہیں۔میں تو اس کی نگاہ میں ایک اچھی لڑکی ہوں جس کے ساتھ کوئی بھی انسان خوشی خوشی زندگی بسر کرسکتا ہے تبھی تو آج اس نے تمہیں محبت سے پکارنے کی

بجائے مجھے پکارا ہے۔اس کی زندگی میں میرا کردار ابھی باقی ہے مطلب بہت جلد وہ مجھے

"پروپوز کرے گا اور میں اس کی بیوی کی حیثیت سے اس گھر میں رہوں گی۔

وہ سرسراتے لہجے میں بولتے اس کے دماغ میں خناس بھرنے کا کام سر انجام دے رہی

تھی۔انابی کے ہاتھ اس کی بات پہ فضا میں ہی معلق رہ گئے مطلب آج اسی بدولت

اس نے اس کی تعریف کرنا تو دور کی بات بلانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔

وہ تھکے تھکے وجود کے ساتھ آنکھیں میچ گئی اور دل ہی دل میں خود کو کوسنے لگی کہ کیا

ضرورت تھی اس کی بات مان کر فہد کے ساتھ ایسی بکواس کرنے کی۔اس دن اس کی

آنکھوں میں والہانہ چمک اس نے خود محسوس کی تھی لیکن جواب میں اس نے کیا دیا تھا

اس کی آنکھوں میں خالی پن۔

میں تمہیں ایسا کچھ نہیں کرنے دوں گی ناہید اب۔"

جو تم نے کرنا تھا وہ تم کرچکی تھی اور مجھ سے بھی کرواچکی ہو۔تم جیسی لڑکیاں ہی

"لڑکیوں کے نام پہ ایک دھبہ ہوتی ہیں۔

وہ پراعتماد انداز میں گویا ہوئی۔لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی۔ناہید نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اب تم کچھ کر بھی نہیں سکتی۔میری باتوں میں آکر تم نے خراب کرلیا سب۔میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا رشتوں میں اگر بدگمانی آجائے تو پھر سب کچھ ایک بھربھری ریت کی مانند ہوجاتا ہے جو .فقط ہاتھوں سے پھسلتا چلا جاتا ہے پھر چاہے وہ اندھا اعتماد ہو یا اندھی محبت۔"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے پتھریلے لہجے میں بولتی انابی کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑا گئی۔اس نے سہمی ہرنی کی مانند نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا جو اس کا گال تھپتھپاتی باہر کی جانب جارہی تھی۔وہ کتنی بڑی گیم پلئیر تھی جس نے سب کچھ اپنی طرف کرنے کیلیے اسے استعمال کیا تھا اور وہ ایک روبوٹ کی طرح اس کی ہدایات پہ عمل کرتے خود کو ہی بربادی کے دہانے پہ لے آئی تھی۔

"کیا ہوا ایسے بت کیوں بنی کھڑی ہو۔"

مازہ لیزے اور فاریہ جو ابھی ابھی کمرے میں آئی تھی اسے ایک ہی جگہ ساکت کھڑے دیکھ حیرت سے بولی تو وہ چونکتے نفی میں سر ہلا گئی۔

"تم رو رہی ہو انابی۔جو سب کو رولا دیتی ہے اپنی حرکتوں سے آج وہ خود رو رہی ہے" لیزے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتے ہونق پن سے بولی تو سب نے اسے زبردست قسم کی گھوری سے نوازا وہ اپنی ہی کہی بات پہ سٹپٹا گئی۔

جو سب کو پاگل بناتے ہیں وہ کبھی کبھی خود بھی لوگوں کے ہاتھوں پاگل بن جایا" "کرتے ہیں۔

وہ شکست زدہ لہجے میں بولتی آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور اپنے بالوں سے پنے نکالنے لگی۔اس کے لہجے پہ ٹھٹھک تو وہ تینوں ہی گئی تھی لیکن یہ سوچ کر کہ شاید فہد اس سے ملنے نہیں آیا تبھی وہ اداس ہے خاموشی اختیار کر گئی۔

"ویسے فہد بھائی ملنے کیوں نہیں آئے انابی آپی سے۔"

فاریہ نے بھنویں اچکاتے لیزے کی جانب دیکھا تو اس نے آنکھیں دکھاتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔وہ اثبات میں سر ہلاتے خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔انابی کے حلق

میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا وہ انہیں اب کیا جواب دیتی کہ کھائی اس کی خودی کی کھودی ہوئی ہے۔

"میں ٹھیک ہوں تم سب پریشان مت ہو کیا پتہ وہ مصروف ہو۔"

انابی نے ہلکے پھلکے انداز میں بولتے ان سب کو ٹالنا چاہا تھا لیکن ان سب کی سوئی تو ایک ہی جگہ پہ اڑی ہوئی تھی کہ وہ آیا کیوں نہیں۔ معاً مازہ اپنے موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوئی جہاں سکرین پہ رائم کا نام جگمگا رہا تھا۔ اس نے سرعت سے فون اٹھاتے کان سے لگایا تھا۔

"میں کچھ دیر میں آتی ہوں رائم کی کال ہے۔"

انابی نے لیزے کو مخاطب کیا تو وہ بھی انابی کو فریش ہونے جاتا دیکھ اس کے ساتھ ہی باہر کی سمت چل دی البتہ فاریہ کمرے سے ملحقہ سٹڈی روم کی جانب چل دی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ کیا ہوا ہوگا۔"

مازہ نے لیزے کو مخاطب کیا تو وہ بھی ناسمجھی سے کندھے اچکا گئی۔

پہلے تو فہد بھائی بڑی شیخیاں بگاڑتے تھے اور اب دیکھو سارا پیار محبت ٹھس۔ہماری"

"انا بی کو رولا دیا۔

وہ بھی جواباً منہ بسورتے ہوئے بولی۔معاً مازہ کو کسی غیر معمولی پن کا احساس شدت سے ہوا تھا اس نے جھٹکے سے گردن ترچھی کرتے ذرا سا پیچھے ہوتے کھڑکی کی جانب دیکھا جہاں اسے کسی کے کھڑے ہونے کا گمان ہوا تھا۔وہ اسی جانب دیکھتے آگے کو بڑھ رہی تھی اچانک ہی سٹیپ آنے کی بدولت اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی لیزے نے سرعت سے اسے سہارہ لیا تھا۔مازہ نے دھڑکتے دل سمیت سہمتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اسے ایسا محسوس ہوا تھا کہ جیسے اس کی جان کسی نے سولی پہ لٹکادی ہو۔

"تم ٹھیک ہو مازہ۔"

لیزے نے پریشانی سے اس کا چہرہ چھوتے استسفار کیا تو وہ دھڑکتے دل سمیت اثبات میں سر ہلاگئی۔لیزے نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔وہ یہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی کہ اگر وہ گر جاتی تو ابھی کیا ہوجاتا۔

"مجھے تو لگا تھا کہ میں گئی بس۔"

وہ دل پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں بولی تو لیزے نے بے ساختہ اسے آنکھیں دکھائی تھی جو بولنے سے پہلے سوچتی نہیں تھی۔

"شٹ اپ پاگل ایسی باتیں بھی مت کرو۔اللہ کرے تم پہ کوئی پریشانی نہ آئے اگر آئے" "بھی تو وہ میں خود پہ لینے کی پوری کوشش کروں گی۔

وہ محبت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تو مازہ نے جھٹکے سے رخ اس کی جانب کرتے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا جس کی محبت پہ اسے کوئی شک نہیں تھا۔اس سے الگ ہوتے وہ اس کا گال چومتے لاؤنج کی جانب بڑھ گئی جہاں رائم اس کا محو انتظار تھا۔

وہ بھی اس کی تلقید میں ہی اس سے پہلے کہ باہر کی جانب جاتی معاً کسی نے اس کا بازو جکڑا تھا اور وہ اسی کے ساتھ کھینچتی چلی گئی تھی۔

"اقف ادیان ڈرا دیا آپ نے ایسے کون کرتا ہے۔"

وہ اپنے سامنے کھڑے ادیان کو دیکھتی گہرے گہرے سانس بھرتے ہوئے بولی۔دل ابھی بھی زور وشور سے دھڑک رہا تھا۔ادیان نے پلر پہ دونوں بازو ٹکاتے اسے مکمل طور پہ

اپنے گھیرے میں لے لیا۔اب منظر ایسا تھا کہ وہ اس کی پناہوں میں مکمل طور پہ چھپ گئی تھی۔

"ایسے میں کرتا ہوں۔"

جواباً وہ سپاٹ انداز میں بولا تو لیزے نے حیرت سے اس کا سڑا ہوا انداز دیکھا تھا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں بات کررہے ہیں۔"

اس نے اچھنبے سے سوال کیا۔نکاح تک تو وہ بلکل ٹھیک تھا یوں اچانک کیا ہوگیا وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھی۔

"شکریہ مازہ کو بچانے کیلیے۔"

وہ اس کے ماتھے کو ہولے سے چھوتا ہوا پیچھے ہوا تو لیزے نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کو شرم نہیں آتی ایسے شکریہ کہتے ہوئے۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔وہ اس کی بہن تھی اسے جان سے عزیز تھی تو وہ کیونکر اسے نہ بچاتی اور وہ اس سے شکریہ کہتا پھررہا تھا۔

"نہیں۔"

جواباً وہ ہٹ دھرمی سے بولا تو لیزے نے خفا ہوتے نگاہوں کا رخ بدل لیا۔

"میں نے اسے آپ کیلیے نہیں بچایا وہ مجھے بہت عزیز ہے میں اس سے آپ سے بھی زیادہ محبت کرتی ہوں۔آپ سے پہلے وہ میرے لیے ہیں اور ہمیشہ رہے گی۔"

وہ آنکھوں میں اس کے لیے محبت لیے بولی۔اس کا ذکر کرتے لہجے میں چاشنی سی گھل گئی تھی۔ادیان نے عقیدت سے اس محبت سے گندھی لڑکی کو دیکھا جو ہر بار ایک نئے انداز سے اسے خود سے محبت کرنے پہ مجبور کرتی تھی۔وہ بے اختیار جھکا تھا اور اس کی آنکھوں پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔لیزے کا دل گویا کانوں میں دھڑکنے لگا۔

"لیکن ایک بات ضرور کہوں گا آئندہ احتیاط کرنا اوکے۔کوئی آس پاس ہو تو اسے پکار لینا۔"

وہ اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے سمجھانے والے انداز میں بولا تو لیزے نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا تھا جس نے ان گزرے ماہ و لمحات میں اسے اس قدر خاص محسوس کرایا تھا کہ اس کے آگے اس کے دیے گئے وہ زخم بھی پھیکے پڑ گئے تھے۔اب تو وہ پہلے والا

ادیان لگتا ہی نہیں تھا لیکن صرف اس کیلیے۔باقیوں کیلیے تو وہ سڑا ہوا اور اکڑو انسان تھا۔

"زن مرید بنتے جارہے ہیں رائم بھائی بھی کہ رہے تھے۔"

وہ اس کی گردن میں بازو حائل کرتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں بولی تو ادیان نے گہری بولتی نگاہوں سے اس کا یہ جان لیوا انداز دیکھا تھا۔

کوئی بات نہیں جب سامنے کھڑی زندگی تمہارے جیسی ہو تو پھر زن مریدی تو دور کی بات"
"انسان کو بیوی کے پلو سے ہی لٹک جانا چاہیے۔

وہ مسکراتے ہوئے اس کی ناک سے ناک سہلاتا ہوا بولا۔لیزے کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

آپ کو پتا ہے جب جب آپ مسکراتے ہیں نہ میری وجہ ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے"
"کہ میرے جینے کا حق ادا ہوگیا۔

وہ اس کے پاؤں پہ پاؤں رکھتی اونچی ہوئی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسحور کن لہجے میں بولتی اس کے سر کے ساتھ سر جوڑ گئی تھی۔ادیان نے سکتے کی کیفیت میں اس دیوانی کی باتیں سنی تھی۔ناجانے اس میں ایسا کیا تھا کہ وہ ہر بار ایسی ہی گہری

باتیں کرتے اسے معتبر کرجایا کرتی تھی اور وہ ہمیشہ یہی سوچتا رہ جاتا تھا کہ کیا وہ کبھی اس کا حق ادا اچھے سے کرپائے گا۔

"مت کیا کرو اتنا میں کیسے تمہیں تمہاری جتنی محبت دے کر تمہارا حق کیسے دے پاؤں گا۔"

وہ گھمبیر بھاری لہجے میں بولا۔لہجے میں بھاری پن خود ہی سمٹ آیا تھا۔لیزے نے اس کی بات پہ آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھا تھا۔

"آپ مل گئے نہ بس اب مزید کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔"

وہ یہ بولتی اس کی نگاہوں کی لپک سے گھبرا کر اسی کے سینے میں چہرہ چھپاگئی تھی۔ادیان نے اسے خود میں بھینچتے اس کے بالوں پہ لب رکھے تھے۔یہ لڑکی دن بدن اسے ناجانے عشق کی کن بلندیوں تک پہنچارہی تھی۔

اس پرفسوں ماحول میں اچانک موبائل پہ آنے والی کال سے ارتعاش سا پیدا ہوا۔لیزے نے سرعت سے اس کے سینے سے سر اٹھایا تھا۔ادیان نے موبائل نکالتے دیکھا تو سکرین پہ محسن کا نام جگمگارہا تھا۔اسے حیرت ہوئی تھی کیونکہ جب سے کائنات اور ریحان کو گرفتار کیا گیا تھا اس کیس کے متعلق تفتیش تو ہوئی تھی لیکن وہ اس کیس میں اس

قدر مصروف ہوگیا تھا کہ اس نے کافی عرصے سے ادیان سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔اس نے پرسوچ نگاہوں سے موبائل کو دیکھتے فون کان سے لگایا تھا۔

"کیسے ہو تم کہاں غائب ہو۔"

ادیان نے اپنے مخصوص انداز میں استسفار کیا تو محسن نے جواب دیتے سیدھا مدعے کی بات پہ آنا بہتر سمجھا تھا۔

"کہاں ہو اس وقت۔"

اس کی گھبرائی آواز پہ ادیان کا ماتھا ٹھنکا تھا۔اس نے لیزے سے معذرت کرتے اس سے دور جانا ہی بہتر سمجھا تاکہ وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے پریشان نہ ہو۔

میں گھر ہوں فلحال کیوں سب خیریت۔آج گھر میں نکاح کی تقریب تھی تو اسی میں "مصروف۔

اس نے آدھ کھلی کھڑکی کے قریب آتے اسے تفصیلی جواب دیا۔ناجانے کیوں اس کا دل کچھ غلط ہونے کی جانب اشارہ کررہا تھا۔

"فاریہ کہاں ہے وہ ٹھیک ہے نہ۔"

اب کی بار ادیان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی کہ ہاتھوں کی نیلی رگیں ابھر کر باہر آگئی تھی۔

"تمہاری یہ باتوں کو طول دینے والی عادت کب جانی ہے مجھے سیدھے لفظوں میں اطلاع دو کہ کیا مسئلہ ہوا ہے مجھے ایسی باتیں سمجھ نہیں آتی۔"

اس نے سرد و سپاٹ انداز میں بولتے اسے سختی سے باور کرایا تھا۔ایک تو اس کا لہجہ پریشان کررہا تھا سونے پہ سہاگہ اس کی باتوں کو طول دینے والی عادت۔ادیان کا تو دماغ ہی گھوم گیا تبھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے بول اٹھا۔

"اچھا میری بات دھیان سے سنو کائنات اور ریحان کو ہم نے سخت سکیوریٹی میں رکھا تھا لیکن ریحان کل رات ناجانے کس طرح ہمارے آفیسر کو چکما دے کر یہاں سے فرار حاصل کرچکا ہے۔"

وہ بول رہا تھا اور ادیان کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹوں کا جال بچھتا جارہ تھا۔کنپٹی کی ابھرتی رگیں اس کے ضبط کی گواہ تھی۔

"تم مجھے یہ اب بتا رہے ہو تم جانتے ہو اس کا کس قدر برا نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے۔اس کی تلاش کی تم آفیسرز نے۔"

وہ دانت پیستے ہوئے دھیمے لہجے میں غرایا تو محسن نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی۔اب وہ اسے کیا بتاتا کہ کس قدر اس لڑکے کی تلاش کی ہے ان لوگوں نے لیکن وہ نا جانے کہاں غائب ہوگیا ہے۔

"تمہیں ایسا لگتا ہے کہ ہم اس کو ڈھونڈیں گے نہیں پولیس کی بھاری نفری اس کے پیچھے لگائی ہوئی ہے شہر کے جگہ جگہ ناکے لگے ہوئے ہیں صرف اس کی بدولت بس ایک بار وہ ہاتھ لگ جائے۔ویسے وہ بچہ اپنی عمر سے بہت چالاک ہے۔"

اس نے سختی سے بولتے آخر میں اپنے تجزیے کے مطابق کہا تھا۔ادیان اس کی بات پہ بات پہ پرسوچ نگاہوں سے کھڑکی کے پار دیکھتے اثبات میں سر ہلا گیا۔دل تو صبح سے ہی کچھ غلط ہونے کا الارم کررہا تھا لیکن اب وہ کام ہوتا دیکھ اسے تشویش نے آن گھیرا تھا۔

"میں نے تمہیں یہ کہنے کیلیے کال کی تھی کہ سب سے اہم بات گھر کی سبھی بچیوں کو سنبھال کر رکھنا چھت باہر کہی بھی وہ نہ جائیں یہ خطرے سے خالی نہیں ہے۔نا جانے

کیوں مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ بچہ چودھری سے ملا ہوا ہے اور فاریہ کو چودھری کے حوالے کرنے کے پیچھے اس کائنات نامی عورت کا ہی ہاتھ ہے۔"

اس کی بات پہ ادیان ایک لمحے کو ساکت ہوا تھا۔مطلب وہ عورت اس قدر گری ہوئی تھی کہ ایک لڑکی کو ہی اس درندے کے حوالے کردیا خود عورت ذات ہوکر بھی۔معاً اس کی بات میں چودھری کا ذکر سنتے وہ سیدھا ہوا۔

"باقی باتیں تو ٹھیک ہے میں سب کو آگاہ کر کے تنبیہ کردوں گا بس تم یہ خیال کرنا کہ وقت وقت پہ اطلاع دے سکو اور سب سے آخر میں کہ چودھری کے کیس کا کیا سین ہے۔"

اس نے سنجیدگی سے استسفار کیا کیونکہ وہ یو ایس چلا گیا تھا تبھی وہ محسن سے اس بابت تفشیش نہیں کرپایا تھا۔ابھی یاد آیا تو پوچھ بیٹھا۔

"اسی کا کیس حل کیا جارہا ہے سر کو ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ کیس سوسائیڈ نہیں بلکہ پری پلین ہے۔باقی اس کیس کے متعلق تفشیش جاری ہے میں باقی باتیں آمنے سامنے کروں گا۔"

اس نے ادیان کے وجود کو دھماکوں کی ضد میں چھوڑتے الوداعی کلمات کہتے کال کاٹ دی تھی۔وہ اس کی بات پہ صدمے سے گنگ رہ گیا۔موت پری پلین لیکن ایسا کون کرسکتا ہے کیونکہ اس دن تو محسن کے ساتھ اس نے بھی اس گھر کو جلتے دیکھا تھا اور آس پاس کسی ذی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ناجانے یہ سب اتنا مشکل کیوں ہوتا جارہا تھا۔

ایک جانب فہد دوسری جانب ریحان اور اب چودھری کا نیا قصہ وہ ان سب کے درمیان اچھا خاصہ الجھ چکا تھا۔ابھی بھی وہ کھڑکی پہ بازو ٹکاتے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا معاً اپنے شانے پہ کسی کا مضبوط ہاتھ محسوس کرتے اس نے اپنے عقب میں دیکھا تو وہاں اذلان شاہ سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ادیان اتنی پریشانی کے باوجود بھی ہولے سے مسکرادیا۔

"باپ ہوں تمہارا یہ ہنسی مجھ پہ یہ ثابت نہیں کرسکتی کہ تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہے۔"

انہوں نے طنزیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے باور کرایا تو وہ گہرا سانس فضا کے سپرد کرگیا۔

"باپ ہیں تو سمجھ جائیں کہ مجھے کیا پریشانی ہوگی۔"
وہ ہنستے ہوئے بولا تو اذلان شاہ نے بھنویں اچکائی۔
اب اتنا بھی نجومی نہیں ہوا کہ شکلیں دیکھ کر پہچان جاؤں کہ اگلے کے ساتھ کیا مسئلہ"
"ہے یا اس کے اندر کیا چل رہا ہے۔
وہ تنک کر بولے تو ادیان ان کی بات پہ قہقہ لگا کر ہنس دیا تھا۔معاً ان کے سنجیدگی سے خود کی جانب دیکھتا پاکر ادیان نے تمام باتیں ان کے سامنے رکھ دی۔اس کی بات کے اختتام پہ اذلان شاہ نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔
سب سے پہلے تو گھر کے باہر سکیورٹی مزید سخت کرو کیونکہ ہم کسی کی جان پہ بھی کوئی"
رسک نہیں لے سکتے اور دوسری بات پریشان مت ہو ہم سب مل کر اس کا بھی کوئی
"نہ کوئی حل نکال لیں گے۔
اذلان شاہ اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے محبت سے بولے۔وہ اس سے اس کے لہجے سے جتنا مرضی نالاں رہتے لیکن وہ تھا تو ان کی پہلی اولاد ہی نہ اور وہ اولاد جس نے خود سے پہلے ہمیشہ سب کا سوچا ہے۔انہوں نے یہ سب سوچتے بے ساختہ اسے گلے لگاتے

اس کی پیٹھ تھپتھپائی تو وہ ان کے گلے لگتے مسکرادیا تھا۔اس کیلیے ان کا یہ کہ دینا ہی اس کی ہمت بڑھاگیا تھا۔

"بھابھی کیسی طبیعت ہے آپ کی۔"

منتہا جو کچھ دیر پہلے ہی کالج سے آئی تھی فریش ہوتے ہی راشانے کے پاس اس کے کمرے میں چلی آئی کچھ اس کی طبیعت کا احساس تھا اور کچھ اسے اب روشی کے ساتھ وقت گزارنے کی عادت ہو چکی تھی تو زیادہ عرصہ وہ لوگ ساتھ ہی پائیں جاتی تھیں۔

"ہمم ٹھیک ہوں بس آج تھوڑی نیند آرہی تھی تو دوبارہ یہاں آگئی۔"

روشانے نے مسکراکر اس کی بات کا جواب دیا تو اثبات میں سر ہلاتی سائیڈ ٹیبل پر سوپ کا باول دکھ کر بیڈ پر براجمان ہوگئی۔

آپ اٹھیں یہ سوپ پی لیں ماما نے بھیجا ہے اور کہا ہے ٹھنڈا ہونے سے پہلے پینا ہے"

"آپ کو۔

منتہا ہے اپنی مام کی کہی بات لفظ بہ لفظ بتائی تو وہ مسکراتی ہوئی اٹھنے لگی اس نازک مرحلے سے گزرتے وقت اس کی ساس نے ماں بن کر ہی خیال رکھا تھا کبھی اسے پریشے کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی۔ ان کے خیال رکھنے کے انداز کو سوچتے وہ اٹھ بیٹھی اور ابھی چند چمچ ہی سوپ پیا تھا کہ اچانک دل خراب ہونے پر واپس باول رکھتے ابکائی کو بمشکل روکتے لمبا سانس خارج کیا ابھی وہ دوبارہ سوپ کی جانب ہاتھ بڑھاتی کہ اچانک درد کی ٹیس بدن میں اٹھنے پر وہیں جامد ہوکر رہ گئی۔

"منتہا ماما کو بلاؤ پلیز۔"

اس کے یوں اٹھ بیٹھنے پر اور خود پر ضبط کرنے کی بدولت سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر منتہا گھبرا کر اثبات میں سر ہلاتی فوراً نیچے کی جانب بھاگی۔

اس کے اطلاع دینے پر کچن میں کام کرتی اس کی ماما جلدی سے اوپر روشانے کے کمرے کی جانب بڑھی اور اسکے کچھ ریلیکس ہونے پر ہاسپٹل جانے کی غرض سے اسے ساتھ لے کر نکلیں ساتھ احد کو فون ملا کر اطلاع دی تاکہ وہ بھی جلد وہاں پہنچے۔

احد کو جیسے ہی فون آیا تھا وہ معاذ خان کو بتاتے نکلنے لگا تھا وہ بھی اپنے مینیجر کو اطلاع دیتے اس کے ساتھ چل دیئے۔

ہاسپٹل پہنچ کر روشانے کو اندر لیجاتے ہی کچھ دیر بعد وہاں باقی تمام لوگ بھی موجود تھے اور ان دونوں کی سلامتی کی دعا کرنے میں محو تھے۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد روم کا دروازہ کھولتے ڈاکٹر باہر آئی تو احد نے جلدی سے اس کا رخ کیا۔

"ڈاکٹر میری وائف کیسی ہیں اب۔"

اس نے بے چینی سے پوچھا تو وہ اس کی جانب دیکھ کر مسکرا دیں۔

فکر والی بات نہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں اور کونگریچولیشنز اللہ نے آپ کو بیٹے جیسی نعمت "سے نوازا ہے۔"

وہ مسکرا کر کہتی آگے بڑھ گئی جبکہ ان کی بات پر احد دلکشی سے مسکرا کر اللہ کا شکر ادا کرنے کی غرض سے پریئر روم کی جانب چل دیا۔

جبکہ باقی تمام نفوس کے دلوں پر بھی یہ بات پھوار بن کے پڑی تھی سب لوگ خوش باش دکھ رہے تھے کچھ ہی دیر میں نرس نے چھوٹے سے لحاف میں لپٹا ایک گداز وجود احد کی مام کے ہاتھ میں تھمایا تو اسے لیتے ہی ماتھا چومتے پریشے کی جانب بڑھایا۔

"یہ تو بالکل احد کی کاپی ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی تو سب نے بچے کو دیکھتے ان کی بات کی تاعید کی۔

احد کے دوبارہ آتے تھی نرس سے پریشے کا پوچھتے وہ اندر کی جانب چل دیا تھا جہاں وہ آرام کر رہی تھی۔

"شکریہ زندگی۔اس خوبصورت تحفے کے لئے۔"

اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر مسکراتے لہجے میں کہا تو وہ آسودگی سے مسکرا دی۔

"احد ہمارا بیٹا۔"

اس کے کہنے پر احد نے اپنے ہاتھ میں تھاما ملائم وجود اسے تھمایا جسے تھامتے ہی ماتھے پر عقیدت سے پیار کرتے اسے سینے سے لگایا تو احد بھی ان دونوں کو دیکھے باری باری دونوں کے ماتھے پر پیار کرتے وہیں براجمان ہوگیا۔

کچھ ہی دیر میں گھر کے تمام فرد بھی ہاسپٹل میں موجود تھے سب لوگ انتہائی خوش تھے گھر میں کافی عرصے بعد کسی بچے کی آمد تھی تو ہر طرف خوشیوں کا گیھوارا تھا۔

"اہم اہم یہ سب آپ لوگ گھر جاکر کیجیئے گا ابھی مجھے میرے بھانجے سے تو ملنے دیں۔"

فہد مسکراتے ہوئے اندر آتے ہوئے کہا تو اس کی امد پر وہ دونوں مسکرا دیئے پیچھے ہی تمام گھر کے افراد بھی اندر کی جانب بڑھے تھے۔

"اچھا بتائیں اس کا نام سوچا ہے آپ لوگوں نے کچھ۔"

اس کے پوچھنے پر احد نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہماس۔"

روشانے کے کہنے پر اس نے داد دینے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اہاں نائس نیم ویسے احد بھائی آپ کے جیسا ہے بس آنکھیں روشی جیسی ہیں۔"

اس کی بات پر ربان نے گھورا جو کب سے بے بی کو لیا ہوا تھا۔

"اب یہاں بھی دے کب سے لگا ہوا ہے۔"

ربان نے اس کے ہاتھ سے بے بی لیتے کہا پر اس کی جلد بازی پر حجاب نے جھڑکا تو وہ سوری کہتا ہماس کے ساتھ کھیلنے میں محو ہوگیا ابھی کچھ ہی دیر انہیں یوں بیٹھی تھی کہ شاہ فیملی کے تمام لوگ بھی آن پہنچے۔

جس میں تمام بڑوں نے روشانے کو پیار دیتے بے بی کو پیار کرا اور آپس میں محوِ گفتگو ہوگئے جبکہ تمام مرد ابھی آفس کا ٹائم تھا تو وہیں مصروف تھے انہوں نے بعد میں ملنے کا ارادہ کیا تھا البتہ ان سب کو یہاں لانے کے لئے رائم ساتھ آیا تھا۔

کیونکہ رائم کو جانے کی جلدی تھی تو ربان کے ہاتھ سے بے بی کو لیتے مازہ کی جانب متوجہ ہوا جو اسے ہی اشتاق سے دیکھ رہی تھی۔

"رائم یہ کتنا چھوٹا ہے ناں۔"

اس کے معصومیت سے کہنے پر اس کی جانب متوجہ تمام لوگ مسکرا دیئے۔

"مازہ سب بچے اتنے ہی ہوتے ہیں۔"

رائم کی بات پر وہ خجل ہوتی مسکرادی۔

"اچھا دیں ناں مجھے آپ تو لے کر ہی بیٹھ گئے۔"

اس کے شکوے پر وہ مسکرایا۔

"بھئی روشی لگتا ہے یہاں باریاں لگانی چاہیئے پانچ پانچ منٹ سب لینگے اسے۔"

رائم نے شرارت سے کہا تو سب کے قہقہے گونجے۔

مازہ نے رائم سے ہماس کو لیتے ہی صوفے پر لیزے کے ساتھ جگہ سمبھالی۔

لیزے دیکھو یہ بالکل احد بجائی جیسا ہے پر تمھارا بے بی میری طرح ہونا چاہئے اکلوتی"

"پھوپھو ہونگی میں اس کی۔

مازہ کے کہنے پر لیزے نے اسے سرخ چہرے سمیت گھورا وہ تو ایسے کہہ رہی تھی جیسے اس کے ہاتھ میں ہو یہ سب۔

"اچھا اب شرماؤ مت تم ابھی کونسا بھائی ہیں جو تم بلش کر رہی ہو۔"

ادیان کے ذکر پر لیزے نے اسے کندھے پر ہاتھ مارتے باز رہنے کا اشارہ کیا۔

اب چپ مر جاؤ مازہ ورنہ رائم بھائی کو کہتی ہوں لے کر جائیں گھر پھر دیکھتی رہنا انہیں"

"تاکہ تمھارا بے بی ان جیسا ہو۔

لیزے کے کہنے پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی جس پر لیزے نے اس کی ابدی خوشیوں کی دعا کی۔

"یار اب بس بھی کردو کب سے بیٹھی کوں میں اب مجھے دو اسے تم لوگ تو چھوڑ ہی نہیں رہی۔"

اب کہ انابی سے برداشت نہ ہوا تو جلدی سے بولی کہ مبادہ اب کوئی اور ہی نہ لے لے۔

"چلیئے بھئ انابی آپی آپ جلدی لیں تاکہ میری بھی کوئی باری آئے یہاں پھوپھو کو کوئی پوچھ ہی نہیں رہا۔"

منتہا نے نہ دکھنے والے آنسو صاف کرتے کہا تب اس کی بات پر تمام نفوس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئی۔

"اچھا چلو ہم پوچھ لیتے ہیں بھئ آپ لوگ بعد میں لیجیئے گا پھوپھو کو دے دیں کہیں صدمہ نہ ہوجائے۔"

رہان کے چھٹکلے پر منتہا نے زبردست گھوری سے نوازتے ہماس کو تھاما اسے تھامتے ہوئے ڈر بھی لگ رہا تھا کہ کہیں گر ہی نہ جائے۔

بڑی مشکل سے اسے سمبھالتے دو منٹ میں ہی انابی کی گود میں دے دیا تھاکہ اسے ڈر لگ رہا تھاکہ جتنا چھوٹا بے بی تھا اگر گر جاتا تو۔

اس کی بات پر روشانے مسکرائی تھی البتہ باقی سب بے بی کے ہی منتظر تھے جسے ایک چھوڑتا تو کوئی دوسرا لے لیتا۔

انابی کے ہاتھ میں جاتے ہی اس نے ذرا سی آنکھیں واکرتے منہ بگاڑتے جیسے رونے کی تیاری کی تھی جسے سمجھتے وہ بوکھلا کر اٹھتے اسے روشانے کو دے گئی۔

"یہ چیٹنگ ہوئی ہے میرے پاس آتے ہی یہ رونے لگا اب میں دوبارہ لونگی۔"

وہ منہ بسورتے بیٹھ گئی۔

بے بی کو خاموش ہوتا دیکھ وہ اٹھ کر اسے لیتی اس سے پہلے ہی اندر داخل ہوتی ناہید بیڈ کی جانب بڑھتے پریشے کو مبارکباد دیتی بے بی کو تھام گئی تھی۔ اور اسے بے بی لیتے دیکھ اس نے غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں کیونکہ سب کی موجودگی میں فلحال کچھ کہنا مناسب بھی نہیں تھا البتہ ناہید ہماس کو تھام کر اس کے بالکل سامنے صوفے پر فہد سے کچھ دور خالی جگہ پر براجمان ہوئی تھی جہاں سے ابھی ربان اٹھ کر گیا تھا۔

اس نے ایک نظر سامنے اس سے بے خبر بیٹھے فہد کی جانب دیکھا جو موبائل میں کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف تھا اپنے قریب آہٹ پر نظر اٹھا کر دیکھا پھر سامنے اس کی جانب دیکھا جو انھی کی جانب متوجہ تھی۔

پھر دوبارہ ناہید کو دیکھتے مسکرا کر اس کی بات سننے لگا جبکہ اس کے انداز پر انابیہ غصے سے واک آوٹ کر گئی۔اسے یہ سوچ ہی غصہ دلا رہی تھی کہ جب تک وہ اس کے نکاح میں نہیں تھی تب تک آگے پیچھے گھومتا رہتا تھا اور اب اس دن کے بعد سے ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا اور الٹا اس ناہید سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔ اس کے انداز پر بمشکل اپنے آپ کو کچھ کہنے سے بعض رکھتی وہ کمرے سے ہی نکلتی چلی گئی کہ اب اس کی برداشت ختم ہو رہی تھی۔

انابی تم یہاں سے نا اٹھی نہ پھر تمہاری خیر نہیں۔اتنے دنوں سے بول رہی ہوں پریشے" "آپی کا پتہ لے آؤ جاکر لیکن تم ٹس سے مس نہیں ہوتی۔

عزہ صوفے پہ سکون سے بیٹھی ناول پڑھنے میں مصروف انابی کے کان کھینچتے ہوئے غصے سے بولی تو وہ دانت کچکچاتے ہوئے ناک منہ چڑھا گئی۔

ماما فون پہ پتہ لے تو لیا تھا اب جانے کی کیا ضرورت ہے آپ کہتی ہیں تو آج بھی" "کرلوں گی۔

وہ منمناتی ہوئی بولی تو عزہ کی پیشانی پہ سلوٹیں پڑی مطلب اس کی بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔اس کے اور فہد کے نکاح کو دو ہفتے گزر چکے تھے لیکن اس دوران نہ وہ یہاں آیا تھا نا ان کے درمیان کوئی بات ہوئی تھی۔اسے یاد تھا جب روشی کا بیٹا ہوا تھا تب بھی اس نے اسے مخاطب نہیں کیا تھا اس دن وہ اس کی ناراضگی کا سوچتے بلکل کمزور پڑگئی تھی۔ابھی بھی تین دن پہلے پریشے کی طبیعت کچھ خراب تھی تو عزہ اسے روزانہ پتہ کرنے جانے کا کہہ رہی تھی کیونکہ اب اس کا پریشے کے ساتھ پھپھو کے علاوہ بھی کوئی رشتہ استوار تھا لیکن وہ وہاں جانا ہی نہیں چاہتی تھی وہ فہد کے سامنے سے ہی خوف

کھارہی تھی۔اسے بس یہی دھڑکا لگا ہوا تھا کہ اگر آج اس سے سامنا ہوگیا اور اس نے نہ بلایا تو وہ تو بلکل ہی ٹوٹ جائے گی۔ تبھی وہ بارہا بار عزہ کو انکار کرچکی تھی۔

"بہت شکریہ بچے کہ آپ نے کال کرنے کا تکلف کرلیا وہ بھی نہیں کرتی۔ماما کتنے دنوں سے کہ رہی ہیں ان کی سن لو۔روشی بھی پاس نہیں ہوتی اس کی طبیعت بھی کچھ ایسی ہے اوپر سے بیٹے کی پیدائش کے بعد وہ مصروف ہوگئی ہے تو آپ ہی جاکر اس کا دل بہلا آؤ۔"

محرم نے بھی پاس ہی جگہ سنبھالتے ٹھیک اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا وہ بھی روز کی ایک ہی تکرار سے شاید تنگ آچکی تھی۔اس کے برعکس فاریہ اور لیزے خاموشی سے بیٹھی ان کی باتیں سن رہی تھی وہ جانتی تھی کہ اس کا حل انکار کی صورت میں ہی نکلنا ہے کیونکہ انابی اپنے موقف پہ ڈٹی ہوئی تھی ناجانے کیوں۔

"بڑی ماما آپ تو سمجھیں۔"

وہ جھنجھلاتے ہوئے بولتی آخر میں جھجھک گئی تھی۔ محرم نے درمیان میں ہی اسے ٹوک دیا تھا۔

"بیٹا جی ہم جانتے ہیں کہ آپ کس کی وجہ سے جانے سے انکار کررہی ہیں وہ موصوف تو جیسے کہیں غائب ہوگئے ہیں انہیں بس اب کام میں مصروف رہنا ہے آفس جانا شروع ہوگیا ہے وہ۔اب یہ فضول کے اعتراضات کو ایک جانب رکھو اور تیار ہو فوراً اٹھ کر۔"

وہ اسے درمیان میں ٹوکتی ہوئی سنجیدگی سے باور کرانے والے انداز میں بولی تو وہ اپنی چوری پکڑی جانے پہ کھسیاتے ہوئے کمرے کی جانب بھاگ گئی۔اس کے انداز پہ فاریہ اور لیزے کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔آج تو وہ محرم کے ہاتھوں سہی پکڑی گئی تھی۔

ادیان نے ان کے کہیں بھی آنے جانے پہ پابندی لگادی تھی وجہ ریحان کا ڈر تھا جس کا علم ابھی تک نہیں ہوسکا تھا۔ابھی بھی وہ ادیان کے ساتھ ہی انابی کو بھیجنے کا ارادہ رکھتے تھے کیونکہ پریشے اور اس کے درمیان جس نوعیت کا رشتہ استوار تھا اس کے بعد انابی کا جانا لازماً تھا لیکن وہ بچپنے میں اس بات کو سرے سے ہی نظرانداز کرتی جارہی تھی۔

"آج کیسے میری بیٹی کو میری یاد آگئی۔"

پریشے اس کا گال چھوتے ہوئے بولی تو وہ کچھ شرمندہ سی ہوگئی۔ناجانے کیوں اس نے اس کام میں دیری کردی۔ پریشے نے اس کا پریشان چہرہ دیکھ اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"آپ نے ڈاکٹر کو چیک اپ کرایا تو انہوں نے کیا کہا۔"

اس نے ان کے انداز میں محبت سے پوچھا تو وہ اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے مسکرادی۔

"مجھے ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اپنی کسی بیٹی کو اپنے پاس بلالو جلدی سے۔روشی تو آ نہیں سکتی وہ تو ہماس میں ہی اس قدر مصروف ہے۔ناہید دیکھ تو جاتی ہے لیکن اس کو شاید میری یہ طبیعت بہت ناگوار گزرتی ہے تبھی زیادہ پاس نہیں آتی۔اب میری بیٹی آگئی ہے نا اب میں بھلی چنگی ہوجاؤں گی۔"

وہ ان کی اتنی محبت پہ شرمندہ سی ہوتے چہرہ جھکا گئی ساتھ ساتھ ناہید کی بات پہ بے تحاشہ غصہ بھی آیا تھا۔

"آپ پریشان مت ہوں میں آپ کے پاس ہی ہوں دل مت چھوٹا کریں معمولی سا بخار ہے اتر جائے گا۔معاذ پھپھا تو یہی ہونگے نہ۔"

اس نے محبت سے انہیں اپنے ساتھ لگاتے معاذ خان کے متعلق استسفار کیا جو کچھ دنوں سے ان کی طبیعت کی بدولت گھر جلدی واپس لوٹ آتے تھے۔

"ہاں بس آج کوئی ضروری میٹنگ تھی تو وہی گئے ہیں۔آنے ہی والے ہونگے۔"

انہوں نے تفصیل سے آگاہ کیا تو وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلاگئی۔

"ماما اب آپ کی طبیعت کیسی۔"

فہد جو معاذ خان کی مصروفیت کی بدولت ان کے کہنے پہ خود گھر آیا تھا ان کے کمرے میں داخل ہوتے بے دھیانی میں بولا معاً ان کے ساتھ بیٹھے وجود کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں واضح حیرانی نمودار ہوئی۔چہرہ خود بخود سپاٹ ہوگیا تھا۔سانپ تو انابی کو بھی سونگھ گیا تھا اس نے یوں توقع نہیں کی تھی کہ وہ اس کی موجودگی میں ہی گھر لوٹے گا۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں اب۔انابی نے آکر مجھے بھلی چنگی کردیا ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی تو انابی نے فقط مسکرانے پہ اکتفا کیا۔

خیال تو آپکا ماما ناہید بھی بہت رکھتی ہے میرے خیال سے آپ کے منہ سے اس کی" "تعریف تو نہیں سنی کبھی ایسی۔

وہ اس سے مکمل نظرانداز ی برتتے براہ راست پریشے سے مخاطب ہوا تو انابی کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑگیا جبکہ پریشے نے اچھنبے سے اس کی سمت دیکھا جس کا جب دل کرتا تھا ناہید کو بے عزت کرتا تھا اور جب دل کرتا تھا اس کی طرفداری شروع کردیتا تھا۔

خیر ہے تم آج کل اس کا ساتھ بہت دے رہے ہو۔میرا ساتھ دینا تو تمہیں بے تحاشہ" "چبھتا تھا۔

وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔اس دوران وہ خاموش تماشائی بنی سر جھکائے بیٹھی تھی۔کیونکہ اب کہنے سننے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔

بس اچھے لوگوں کی پہچان جلدی ہوجایا کرتی ہے شاید۔شکر ہے اس ذات نے پردہ" اٹھادیا کہ ہر شخص کے چہرے پہ ایک نیا چہرہ ہے جہاں ہر موقع پہ کسی نئے چہرے سے "روشناس کرایا جاتا ہے۔ایسے لوگوں سے اللہ بچائے۔

وہ افسوس کرنے والے انداز میں بولا تو انابی کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس کی ذات پہ کیچڑ اچھال رہا ہو۔حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔پریشے افسوس سے اسے دیکھ کر رہ گئی جو ہنستا تھا تو ہنستا ہی چلا جاتا تھا اور اب سنجیدہ ہوا تھا تو سب طنز ہی کری جاتا تھا۔

"میں آپ کیلیے سوپ بنا کر لاتی ہوں مزے کا پھر ہم دونوں پیئے گے۔"

وہ مشکل آنسو پیتی اٹھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اس کی آنکھوں میں رقم اس تحریر کو پڑھ لے۔اس کی بات پہ انھوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ملازمہ صرف صفائی ستھرائی اور دوسرے کاموں کیلیے آتی تھی ورنہ کوکنگ وہ خود ہی کیا کرتی تھی۔

"دھیان سے بنانا یہ نا ہو کہ کوئی کچھ ملا دے۔"

کمرے سے نکلتے نکلتے بھی اس کی کاٹ دار آواز پہ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا وہ جھٹکے سے مڑی اور اس کے نزدیک آئی تھی۔

یقین کرو اگر مجھے کسی کے کھانے میں کچھ ملانے کا موقع ملتا نہ کبھی تو میں سب سے" "پہلے تمہارا پتہ صاف کرتی۔

وہ بھی جواباً پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو فہد نے ایک تیز نگاہ اس کے تپے تپے چہرے پہ ڈالی تھی جبکہ پریشے ان دونوں کی لڑائی پہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام گئی تھی۔

"ارے ناہید تم کب آئی۔مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔"

اپنے قریب سے ہی آنے والی آواز پہ اس کے ہاتھ سے کفگیر چھوٹتے پاؤں میں گرا تھا۔اس قدر نرم مزاجی اور شوخ انداز انابی کا دل جلنے لگا۔اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے کچن کے دروازے پہ دیکھا تھا جہاں وہ کھڑا ناہید سے باتوں میں مصروف تھا۔انابی نے اس کے سراپے پہ ایک غلط نگاہ ڈالی تھی جو جینز شرٹ میں ملبوس اس کا دل جلا کر راکھ کر گئی۔

اس نے آنکھیں میچتے دل ہی دل میں روتے سوپ باؤل میں انڈیلا۔

"آؤچ۔"

ناہید جو فہد کی موجودگی کا سوچتے پریشے کے کمرے میں اس کا پتہ لینے جارہی تھی۔ہیل کی بدولت پاؤں مڑتے ہی اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوتی فہد نے سرعت سے اسے سنبھالا تھا۔اب وہ دونوں یک ٹک ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔انابی نے جلتی نگاہوں سے یہ منظر دیکھتے سینک میں جھکتے اپنے چہرے پہ ٹھنڈے پانی کی چھینٹے ماری تھی اور سوپ کی ٹرے اٹھاتے ان دونوں سے بے نیازی برتتے خاموشی سے پریشے کے کمرے کی جانب چل دی۔

"اوہ تو یہ بھی آئی ہے آج اپنے نمبر جمانے۔"

ناہید اپنے قریب سے گزرتی انابی کو دیکھتے جملہ کسنے سے باز نہ آئی۔ فہد نے جھٹکے سے اس کے گرد سے حصار ڈھیلا کیا تو وہ لڑکھڑا کر کمر کے بل ہی زمین بوس ہوئی تھی۔اس اچانک ہوئی افتاد پہ اس کی چیخ بے ساختہ تھی۔

آئندہ سے اسے عزت اور تمیز سے مخاطب کرنا بیوی ہے وہ میری گوٹ اٹ۔ اگر کبھی" بھی ذرا سی بھی بدتمیزی کا مظاہرہ کیا تو منہ توڑنا اچھے سے آتا ہے مجھے۔پرانا فہد سے "واقف ہوگی ہی پھر۔

وہ اپنی کمر سہلاتی ناہید پہ ایک ناگوار نگاہ ڈالتا اس کے اوپر سے پھلانگتا پریشے کے کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ ناہید دھواں دھواں چہرے سمیت اسے دور جاتا دیکھ رہی تھی۔

آسمان پہ کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھی۔گرمیوں کی آمد آمد تھی تبھی ماحول کچھ گرم ہورہا تھا لیکن آج آسمان پہ کالے بادلوں نے اپنے پر ہر جانب پھیلائے ہوئے تھے جیسے آج جم

کر بارش برسانے کا ارادہ ہو۔آسمان پہ ٹمٹماتے ستارے بادلوں کے سائے میں روپوش ہوچکے تھے۔چاند بھی چھپم چھپائی کرنے میں مصروف تھا۔وقتاً فوقتاً بجلی چمکتی اور جیسے پورا آسمان سرخ ہوتے لہو چھلکانے لگتا۔ہواؤں نے پوری طرح زور پکڑا ہوا تھا۔معاً کسی کے قدموں کی چاپ پہ اس وحشت ناک ماحول میں مزید ہولناکی کا اضافہ ہوا تھا۔وہ جو کوئی بھی تھا سہم سہم کر قدم آگے کی جانب بڑھارہا تھا اس کے ساتھ اس کی زیرک نگاہیں اردگرد گھومنے میں موجود تھی تاکہ وہ کسی بھی طرح پکڑا نہ جاسکے۔وہ پھونک پھونک کر اس خوبصورت محل نما ولا کو دیکھتے فاتحانہ انداز میں مسکرادیا۔باقی کا کام تو وہ پہلے ہی سرانجام دے چکا تھا اب بس موقع پہ نشانہ لگانا تھا۔دور کہی کتوں کے بھونکنے کی آواز پہ اس نے خوفزدہ نگاہیں اردگرد دوڑائی تو اس کے وجود میں حرکت ہونے کی بدولت اس کے عقب میں لگے درخت کے پتوں سے ماحول میں ارتعاش پیدا ہوا تھا۔اس نے متاسف انداز میں نفی میں سر ہلایا اور ایک نگاہ اس لمبے چوڑے پائپ پہ ڈالی تھی جہاں سے چڑھ کر اسے اپنے شکار تک پہنچنا تھا جہاں تک پہنچنے کیلیے اسے کس قدر محنت کرنی پڑی تھی۔کیسے اس نے سب کی نگاہوں میں دھول جھونک کر راہِ فرار تلاش کی تھی۔

وہ بھاری بوٹ میں مقید پاؤں روندتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ رہا تھا جس کی بدولت ہری بھری گھاس پہ شور برپا ہوتا۔

"فاریہ تو نے ہم سب کو بے گھر کیا نہ جیل بھجوا کر تو دیکھ اب میں تیرا وہ حشر کروں گا کہ تو کسی کو اپنی شکل دکھانے کے لائق بھی نہیں رہے گی اور وہ لنگڑا تجھے خود ہی چھوڑ دے گا۔"

وہ شاطرانہ نگاہوں سے ادھ کھلی کھڑکی کی جانب دیکھتے سرد مہری سے بولا۔آنکھوں میں فقط نفرت کا عنصر نمایاں تھا۔وہ اس سے شدید نالاں تو حیدر کی وفات کے بعد سے ہی تھا لیکن کائنات کی من گھڑت کہانی بتانے پہ اس کا دل مزید برا ہوا تھا ورنہ تو اسے شروع سے ہی ان دونوں باپ بیٹی سے کوئی لین دین ہی نہیں تھا۔یہ صرف اس کی ماں ہی تھی جو نجانے کیوں ان کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔

"تم جانتے ہو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اسی شاہ ولا میں منہ کالا کر چکی ہے۔تبھی تو ان کے صدقے واری جاتی ہے۔مجھے تو شروع سے ہی اس کے لچھن اچھے نہیں لگتے تھے جو مردوں کو رجھانا جانتی ہو۔شکل سے تو اس قدر معصوم لگتی ہے کہ کوئی چاہ کر بھی

یقین نہ کرپائے اور اندر سے کرتوتیں دیکھوں ذرا کالی سیاہ۔بلکل اپنی ماں پہ گئی ہے وہ مر کر بھی شاید خواب میں آکر اسے مردوں کو اپنے قریب کرنے کے آزمودہ طریقے بتاتی ہے پہلے اس کی ماں نے میرے ہونے والے شوہر کو پھنسایا اور اب وہ بھی انہی کاموں میں پیش پیش ہے۔مجھے پتا کیا لگتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر ہمیں یہاں بھیجا ہے ""تاکہ وہ کھل کر رنگ رلیاں مناسکیں۔

وہ اس کے قریب ہی جگہ سنبھالتی جھوٹ موٹ کے آنسو بہاتی اس کے دماغ میں خناس بھرتے اسے مزید بدگمانی کی نہج پہ لارہی تھی اور وہ ان کی باتوں کے جواب میں شرربار نگاہوں سے ساکت بیٹھا ان کی باتوں پہ غصہ ضبط کررہا تھا۔ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہوئی تھی۔اس نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کرلیا۔کائنات نے اپنی باتوں کے اختتام پہ اس کے چہرے کی سمت دیکھا جو ضبط کے چکروں میں سرخ ہورہا تھا۔انہیں اپنا پلین کامیاب ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

"لیکن ماما وہ کافی عرصہ ہمارے ساتھ رہی ہے آپ کی اس کی جو بھی نفرت یا لڑائی تھی میں اس کے درمیان کبھی نہیں بولا نہ ٹوکا لیکن یہ بات میرے ساتھ ساتھ آپ بھی جانتی ہیں کہ وہ معصوم تھی۔"

ریحان کو ابھی بھی کچھ بے یقینی سی تھی تبھی وہ اس کے دفاع میں کمزور لہجے میں بولا تو کائنات نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے پتا تھا کہ تو میری بات پہ یقین نہیں کرے گا تجھے یاد ہے میں پچھلے دنوں شاہ ولا گئی تھی تبھی اس نے اکیلے میں مجھے جانتا ہے کیا کہا۔"

کائنات نے سرگوشیانہ انداز میں اس مخاطب کیا تو ریحان نے تجسس کے مارے بھنویں اچکائی۔ کائنات اس کے انداز میں دل ہی دل میں مسکراتے اس کے نزدیک ہوئی۔

"اس نے بتایا کہ وہ کافی عرصے سے اس سے عشق معشوقیاں لڑارہی تھی تبھی تو حیدر کے جاتے ہی اس کا نکاح کروادیا۔ ہمیں یہاں سڑنے کیلیے چھوڑا ہوا ہے اور خود عیش و عشرت کی زندگی گزار رہی ہے۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں گویا ہوئی تو ریحان نے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

جب آپ اسے کچھ کہتی تھی نہ مارتی تھی تو میرا جی چاہتا تھا کہ اس بے قصور کو کچھ بھی" کہنے سے آپ کو ٹوکو کہ مظلوم پہ ظلم نہیں کرنا چاہیے لیکن اب میں مطمئن ہوں کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا کیونکہ وہ اسی لائق تھی۔"

وہ حقارت آمیز لہجے میں گویا ہوا تو کائنات نے تشکر بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔وہ اس کی آنکھوں میں فاریہ کیلیے ہمدردی بہت پہلے بھانپ چکی تھی اسی لیے وقت پہ ہی اس ہمدرری کا خاتمہ چاہتی تھی تبھی آج ان سے جتنا ہوسکا انہوں نے اسے فاریہ کے خلاف بھڑکادیا تھا تاکہ وہ کبھی بھی اس کے ساتھ افسوس کے دو بول بھی نہ بول سکے۔

مجھے آج یہاں سے کسی بھی صورت نکلنا ہے تاکہ میں اسے اس کے انجام تک پہنچا" سکوں۔میرے اندر اب انتقام کی آگ جل رہی ہے جو اسے نقصان پہنچا کر ہی بجھے گی۔"

وہ اپنی دونوں مٹھیوں کو بھینچتے کٹیلے لہجے میں دھاڑا معاً باہر آفیسرز کا خیال آتے ہی وہ خاموشی اختیار کرگیا۔کائنات نے اس کی بات پہ گھبرا کر اس کی جانب دیکھا۔

نہیں چھوڑ اب تو رات گئی بات گئی یہ سزا کچھ دیر کی ہی ہے ہم اپنی سزا کاٹ کر" یہاں سے چلیں جائیں گے اب حیدر کا سارا روپیہ پیسہ جائداد ہمارا ہی تو ہے پرسکون زندگی بسر کریں گے تو نہ سوچ اسے بھول جا۔تو سمجھ کہ وہ ہمارے لیے ایک برا خواب تھا جو جاگنے پہ ختم ہوگیا ہے۔"

کائنات نے اس کے جلتے دل کو ٹھنڈا کرنا چاہا تھا لیکن شاید وہ اپنے بیٹے کی طبیعت سے واقف نہیں تھی تبھی اس کی سماعتوں میں فاریہ کے خلاف ذہر بھرتے ایک بار بھی سوچنا گوارا نہیں کیا۔اس وقت تو ریحان خاموشی اختیار کرگیا تو کائنات نے سکون بھرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا کہ وہ اس کی بات سمجھ چکا ہے ورنہ کام مزید خراب ہوجاتا۔ اس کے بعد وہ خاموشی سے اپنے گھٹنوں پہ ہی سر رکھے آنکھیں موند گئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ انہیں بتائے بغیر کوئی ایسا کام نہیں کرے گا اسی لیے انہیں اطمینان حاصل تھا۔

ریحان یہ سب سوچتے شیطانی مسکراہٹ سمیت اس عالیشان عمارت کو دیکھتا رہ گیا جہاں آج وہ تباہیاں مچانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اس نے ایک بار پھر ماسک اپنے منہ چڑھاتے اس سے پہلے کہ پائپ کے ساتھ سپورٹ کے اوپر پاؤں رکھتا پتوں میں چرچراہٹ کی آواز پہ اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے اس نے سرعت سے درخت کی اوٹ میں پناہ لیتے ہی سہمی نگاہوں سے اردگرد کا جائزہ لیا معاً وہاں اسے کسی بلی کے ہونے کا گمان ہوا تھا۔وہ ایک گہرا سانس بھرتے وہ درخت کی اوٹ سے باہر نکلا اور ایک بار پھر پائپ کی سمت متوجہ ہوا۔اس سے پہلے کہ وہ پائپ پہ پاؤں رکھتا کسی وجود نے سرعت سے عقب سے اس کے منہ اپنا بھاری ہاتھ رکھتے اس کی آواز کو حلق میں ہی دبادیا تھا۔ریحان کی آنکھیں باہر کو ہی ابلنے لگی اس کی مضبوط گرفت میں۔اس نے بے تحاشہ مزاحمت کرتے خود کو چھڑوانا چاہا تھا لیکن اس کی گرفت بہت مضبوط تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے منہ پہ کسی نے لوہے کی راڈ رکھ کر دبادیا ہو۔وہ خود کو بچانے کے چکروں میں اب نڈھال ہوچکا تھا۔اس نقاب پوش نے اس کے چہرے سے نقاب اتارتے ایک کٹیلی نگاہ اس کے چہرے پہ ڈالی جو شاید سانس نا آنے کی بدولت مسلسل کھانس رہا تھا۔اس نے اسے ایک درخت کے تنے سے پشت ٹکا کر اسے بٹھایا اور خود ایک جانب ہوتے موبائل کان سے لگاتے کسی کو فون ملانے لگا نقاب

اس کے چہرے سے ہٹ چکا تھا؟اس دوران اس کی گہری بھوری آنکھیں کسی خیال کے حرف بڑا J تحت چمک رہی تھی۔وہ سیاہ پینٹ شرٹ پہ سیاہ کی جیکٹ پہنے جس کی پیچھے بڑا لکھا ہوا تھا۔بال لاپرواہی سے ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے جو ہوا کی زور سے کبھی کبھی اڑ رہے تھے۔ہلکی ہلکی بئیرڈ اور مونچھوں تلے کٹاؤدار لب وہ درخت سے پشت ٹکائے پوری شان سے کھڑا تھا۔تقریباً تیسری بیل پہ دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا تھا۔

"بیوی بہت جلدی فون اٹھالیا لگتا ہے مجھے یاد کیا جارہا تھا۔"

وہ دوسری جانب سے فون اٹھتے ہی اپنے مخصوص بھاری مگر شریر لہجے میں گویا ہوا تو مقابل انسان کو اسکی ایک ہی تکرار پہ پتنگے ہی لگ گئے۔

"آپ اور آپکی یہ فضول گوئی مسٹر۔ناجانے کب یہ ٹھرک پن ختم ہونا ہے۔"

وہ جو خود اسی کی کال کا انتظار کررہی تھی اس کی بات کو جھٹلاتے دانت پیس کر بولی تو اس کا خوشگوار قہقہہ اس ہولناک ماحول میں گونجا تھا۔ اسے کی آواز کا اثر تھا کہ ریحان نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولتے اندھیرے میں اس کے چہرے کو دیکھنا چاہا تھا لیکن اندھیرے کی بدولت وہ بس اس کے چمکتے دانت ہی دیکھ پایا تھا جو مسلسل ہنسنے کی

بدولت دکھائی دے رہے تھے۔اسی دوران اس وجود نے بھی جھٹکے سے اپنا رخ موڑتے اس کے چہرے کو دیکھا تھا جو پریشانی سے اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔اس نے سر جھٹکتے دوبارہ اپنی توجہ موبائل پہ آنے والی کال کی سمت مبذول کرائی تھی۔معاً اس نے کال کٹ کرتے وٹس ایپ کھولا اب اس کی انگلیاں تیزی سے کسی کو میسج کرنے میں مصروف تھیں۔

"ڈن۔"

یہ میسج کرتے ہی اس نے جوں ہی نگاہیں اوپر اٹھائی سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھتے وہ ہولے سے مسکایا تھا۔اور کھینچ کر اسے گلے سے لگایا تھا۔

"بہت بہت شکریہ۔"

یہ تین الفاظ تھے جو اس کے منہ سے ادا ہوئے تھے۔ایک دوسرے سے ملتے ہی وہ دونوں اب ریحان کی جانب بڑھ رہے

دوسری جانب کچھ گھنٹوں کی توقف کے بعد کائنات کی آنکھ عجیب و غریب آوازوں سے کھلی تھی۔اس نے چونک کر اپنا چہرہ اوپر اٹھاتے مندی مندی نگاہوں سے ارد گرد کا جائزہ

لیا تھا جہاں باہر آفیسرز افراتفری میں ایک دوسرے کو ہدایات کرنے میں محو تھے۔اس نے اکتاہٹ بھرے انداز میں ریحان کی جانب دیکھا لیکن نگاہیں وہاں پھیرتے ہی اس نے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔اس کے دل کسی انہونی کے خیال سے دھڑکا تھا۔وہ حلق تر کرتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب پہنچی۔

"میرا بیٹا ریحان کہاں ہے۔"

اس نے سرسراتے لہجے میں استسفار کیا۔دل غیر معمولی انداز میں سست چل رہا تھا۔جو بے لگام سوچوں اس کے ذہن پہ حاوی تھی وہ سوچیں وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"وہ یہاں سے بھاگ نکلا ہے جیسی ماں ویسی ہی اولاد۔"

ایک لیڈی کونسٹیبل اس کے پاس آکر دھاڑی تو وہ آنے والے لمحات کا سوچتے کپکپا گئی تھی۔

"کہی وہ فاریہ کے ساتھ کچھ۔"

آگے کی سوچ نے ہی ان کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑا دی۔

"سر مسٹر شاہ کی کال تھی ہمیں ایمرجنسی میں وہاں پہنچنا ہے شاید وہ لڑکا پکڑا گیا ہے۔"

محسن نے جلدبازی میں پیغام دیتے گاڑیاں نکالنے کا حکم دیا تھا۔ان کی بات پہ کائنات بے دم سی ہوتی وہی زمین پہ گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی۔اگر اس نے کچھ کردیا ہوا تو وہ اپنی زندگی کا یہ اثاثہ بھی کھودیں گی۔اسے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس بات پہ اتنا سنجیدہ برتاؤ کرے گا لیکن اب اس کی سلامتی کی دعائیں کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

"ویسے اتنا چھوٹا بچہ کیوں ایسی حرکت کرنے کے بابت سوچ سکتا ہے کیونکہ اس عمر میں بچہ اپنا اچھا برا سوچ ہی نہیں سکتا۔"

مقابل نے سنجیدگی سے ادیان شاہ کو مخاطب کیا تو وہ جو پرسوچ نگاہوں سے ریحان کے چہرے پہ نشانات دیکھ رہا تھا چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا لیکن اس کی بات پہ نفرت سے سر جھٹک گیا۔

"جب والدین اپنی اولاد کو اچھے برے کی تمیز یا فرق نہیں بتاتے تو اولاد کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔"

اس نے سپاٹ انداز میں جواب دیا تو وہ بھی سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گیا۔

"اور گھر میں سب کیسے ہیں۔"

ادیان نے مسکراتے لہجے میں سوال کیا تو وہ بھی اپنے گھر کے بابت سوچتے ہنس دیا۔

"میرے تو بلکل فٹ الحمداللہ آپ بتائیں۔"

وہ بھی جواباً سنجیدگی سے بولا تو ادیان نے فقط سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔اس دوران وہ دونوں گھر کی باتیں کرتے ہوئے تھوڑا دور آچکے تھے۔معاً پولیس کے گاڑیوں کی ہارن کی آواز پہ ان دونوں نے ایک دوسرے کو پرعزم انداز میں دیکھا اور مسکرادیے اور قدم دوبارہ ریحان کی جانب بڑھائے تھے جو وہاں سے بھاگنے کو پرتول رہا تھا۔معاً ریحان کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی اس نے قدم تیزی سے اس جانب بڑھائے تھے جہاں ایک جانب پتھر پہ پسٹل رکھی ہوئی تھی۔اس سے پہلے کہ ادیان اس کی سوچ کو پڑھتے اس پسٹل کے نزدیک پہنچتا ریحان نے ایک جھٹکے وہ اپنے ہاتھوں میں مقید کی تھی۔یہ سب کرتے ہوئے اس کے ہاتھ باقاعدہ کانپ رہے تھے۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے پسٹل کر رخ ادیان کے

ساتھ موجود شخص کی جانب کیا تو وہ سرینڈر کرنے والے انداز میں وہ دونوں بازو ہوا میں اٹھا گیا۔

"ایڈیٹ تمہیں کس نے کہا تھا کہ یہ اپنی پسٹل نمائش میں یہاں رکھو۔"

ادیان کڑے لہجے میں بولا اس کی آواز سرگوشی سے کم نہیں تھی۔

"سوری ادیان بھائی میں وہ اپنی بیوی سے بات کررہا تھا تو اس دوران۔"

اس کی بات پہ ادیان اسے دیکھ کر رہ گیا جو ابھی صرف ایک دو گھنٹوں کیلیے اس سے دور ہوا تھا لیکن فون ایسے کررہا تھا جیسے دو مہینوں سے دور ہو وہ تاسف سے سر ہلاتے سر جھٹکتے دوبارہ اسی کی جانب متوجہ ہوا لیکن وہ تو سرے سے ہی وہاں سے غائب تھا۔ان دونوں نے پریشانی سے اس کی تلاش میں نگاہیں گھمائی۔

"ریحان یہ پسٹل ہمارے حوالے کردو یہ آپ کے استعمال کی چیز نہیں ہے۔شاباش گُو اٹ تو می۔"

محسن نے اس کے سر پہ پسٹل جماتے رسانیت سے سے بولتے اس کی جانب ہتھیلی پھیلائی تھی۔ان دونوں نے سکون بھرا سانس لیا کہ وہ کہی بھاگا نہیں ورنہ ان کی آج کی ساری محنت مٹی میں مل جاتی۔

"نہیں میں اس فاریہ کو مار کر ہی دم لوں گا جس نے ہمارے گھر کی عزت کو خاک میں ملایا ہے میں اسے کسی صورت معاف نہیں کروں گا وہ ہمیں جیل میں سڑنے کیلیے چھوڑ کر خود عیاشیاں"۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی زبان سے مزید ذہر اگلتا ادیان نے پتھریلے لہجے میں بولتے اس کی زبان کو بریک لگوائی تھی۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔ کچھ ذیادہ ہی غیرت نہیں سر چڑھ کر بول رہی آج۔اس دن یہ غیرت کہاں تھی جب تمہاری ماں اس کے ظلم کرتی تھی"۔

ریحان نے اس کے سرد لہجے میں قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اس کی بات پہ لرزتے ہاتھوں سے پسٹل کا رخ ادیان کی جانب کیا تھا لیکن ادیان کے چہرے پہ ذرا سا بھی خوف نہیں لہرایا تھا وہ ابھی بھی سخت نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔اس کا

بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک ذور دار تھپڑ اس کے منہ پہ مارتے اسے اس کی حیثیت باور کرادے۔اس سے پہلے وہ اپنی سوچ پہ عمل کرنے کیلیے آگے کی سمت بڑھتا اپنے کندھے پہ مضبوط ہاتھ کا دباؤ محسوس کرتے اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا تھا جہاں وہ نقاب پوش اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلارہا تھا جیسے اسے باز رکھنے کی کوششوں میں ہو۔

"نذیر اسے لے کر گاڑی میں بیٹھو۔"

محسن نے اپنے ساتھی آفیسر کو دیکھتے اسے حکم جاری کیا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے ریحان کی جانب بڑھا جس کے چہرے پہ خوف کے سائے منڈلائے تھے۔

"نہیں کوئی میرے قریب مت آئے میں گولی چلادوں گا۔یہ کسی کو لگ جائے گی۔"

وہ زبان اپنی خشک پڑتے لبوں پہ پھیرتا ہوا خوفزدہ انداز میں چیخا لیکن وہ محسن کے اشارے میں مسلسل اگے کی جانب بڑھ رہا تھا۔اس سے پہلے کہ ریحان اسے قریب آتا دیکھ پسٹل کا ٹریگر دباتے ادیان کے وجود کا نشانہ لیتا ایک گولی تیر کی سی سیدھ میں محسن کی گن سے نکلی تھی اور ایک جھٹکے میں ریحان کی ٹانگ میں پیوست ہوئی تھی۔تکلیف کی

شدت سے اس کی ہاتھوں سے پسٹل چھوٹتے زمین پہ گری اور وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوا تھا۔اس شخص نے بھاگنے والے انداز میں آگے بڑھتے اس پسٹل کو اٹھایا تھا۔

وہ سب دم سادھے اب ریحان کو دیکھ رہے تھے جو دکھنے میں تو چھوٹا تھا لیکن اس کی ماں نے وقت سے پہلے ہی اس دوراہے پہ لاکر کھڑا کردیا تھا۔ صحیح کہتے ہیں کہ ماں باپ اگر اولاد کی اچھی پرورش کر کے انہیں اچھا انسان بنا سکتے ہیں تو ماں باپ کی کوتاہیاں ہی انہیں حیوان بنانے میں ایک لمحہ نہیں لگاتی۔آج ریحان کو بھی اس کی ماں کی غلطیوں نے اس دوراہے پہ لاکر کھڑا کردیا تھا کہ وہ اچھے برے کا فرق نہ سمجھتے ہوئے خود ہی گہری کھائی میں گرگیا تھا۔

"بہت شکریہ مسٹر نیازی۔آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔"

محسن اس سے مصافحہ کرتا ہوا خوشدلی سے بولا تو وہ اپنے چہرے سے نقاب ہٹاتے خوشکن انداز میں مسکرادیا۔وہی خالص مسکراہٹ جو اس کے چہرے کا خاصہ تھی۔

ان کے جاتے ہی ادیان سنجیدگی سے اس کی جانب متوجہ ہوا جو بے چینی سے کسی کو فون ملا رہا تھا۔

"کیا ہوا سب خیریت ہے۔"

ادیان نے اس کے چہرے پہ تفکر کی پرچھائیں دیکھی تو اس سے رہا نہ گیا تبھی پوچھ بیٹھا۔

تفصیل سے ملاقات میں بتاؤں گا لیکن ایک نصیحت کرنا چاہوں گا کہ اگر بیٹا ہو آپکا تو اسے لگامیں ڈال کر رکھئے گا وہ ہمیں ہماری بیویوں سے دور کر کے ان پہ قبضہ جما لیتے ہیں باپ کے دشمنِ اول۔

وہ یہ آخری بات کہتے اس کے گلے لگتے بھاگنے والے انداز میں اپنی گاڑی کی سمت بڑھا تھا۔ادیان اس کی جلدبازی پہ تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا لیکن اس کی بات پہ اس کے چہرے پہ بھولی بھسری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا کیونکہ اس کا اور اذلان شاہ کا رشتہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

"چلو ایک معملہ تو حل ہوا۔"

وہ سیاہ بادلوں سے ڈھکے آسمان کو دیکھتے ہولے سے مسکرا دیا تھا۔

اگلے دن دوپہر کے تقریباً ایک بجے کا وقت تھا اور کمرے کی ٹیرس پہ کھڑی انابی ڈھلتی دوپہر میں آسمان پہ نگاہیں جمائے کل کے پوری رات کا ملاحظہ کرنے میں مصروف تھی۔ کچھ اپنے کمرے میں سونے کی عادت تھی تبھی وہ جاگتی ہی رہی تھی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔اس نے گھر واپس جانا تھا لیکن پریشے کے کہنے پہ اس نے رات وہی قیام کیا تھا۔اس نے بارہا بار بہانے بنا کر انہیں ٹالنا چاہا تھا لیکن رات کو کھانے کی ٹیبل پہ اس کی بات پہ جواب میں جو فہد نے کہا تھا وہ یہ سب سن کر مزید اداس ہوگئی تھی۔دل میں ویرانیوں نے ڈیرا ڈالا ہوا تھا۔ایک بار پھر اس کی وہی بات اس کی سماعتوں میں گردش کرنے لگی۔اس کا دل مزید اچاٹ ہوا تھا۔

"ماں آپ کیوں سب کے پیچھے پڑجاتی ہیں جس نے رہنا ہے شوق سے رہے نہیں تو کوئی ذبردستی بلکل نہیں ہے آپ کا خیال رکھنے کیلیے یہاں ناہید موجود ہے۔"

اس نے شعلے نگلتی نگاہوں سے انابی کو دیکھتے سختی سے باور کرایا تھا۔انابی کے حلق میں آنسوؤں کا پھندا سا اٹکا۔

"پھپھو میں رہ لوں گی آپ پریشان مت ہو۔"

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی پریشے کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے تھپتھپایا تھا۔انھوں نے پریشانی سے ان دونوں کا چہرہ دیکھا جو ضبط کے مارے سرخ پڑ رہا تھا جبکہ دوسری جانب فہد لاپرواہی سے کھانا کھانے میں مصروف تھا۔کھانے سے فراغت حاصل کرتے ہی معاذ خان اس کا سر تھپتھپاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔فہد بھی ایک نظر مسکرا کر ناہید کو دیکھتا اور پریشے کی پیشانی پہ مہر ثبت کرتا اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا اس دوران اس نے ایک غلط نگاہ بھی اس پہ ڈالنا گوارا نہیں کی تھی۔کیا اسے اس کے ساتھ اب کوئی دلی لگاؤ نہیں رہا تھا وہ سب پیار محبت کی باتیں وقتی تھی۔

ان سب کے جاتے ہی انابی پریشے کو آرام سے صوفے پہ بٹھاتی خود برتن سمیٹنے لگی۔پریشے نے اس کے چہرے پہ خالی پن صاف محسوس کیا تھا۔ناجانے ان دونوں کے درمیان کیا رنجشیں تھی وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھیں۔ان سب کاموں کو ملازمہ کے سپرد کرتے ہی انابی خاموشی سے پریشے کی جانب آئی تاکہ ان کے بازو کی مالش کرسکے۔

''پھپھو لائیں میں آپ کو زیتون کی تیل کی مالش کردیتی ہوں۔آرام آجائے گا۔''

انابی کچن کی الماری سے تیل کی شیشی پکڑتے ان کے قریب ہی جگہ سنبھالتی مسکراتے ہوئے بولی تو پریشے نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

''سب کام ایک طرف پہلے مجھے میرے سوالوں کا سچ سچ جواب دو۔''

انہوں نے اس کے ہاتھ سے تیل پکڑتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا۔انابی نے ان کے طرزِ مخاطب پہ گھبراتے اپنا کندھوں پہ پھسلتا کریب کا سیاہ ڈوپٹہ سر پہ جمایا اور آنکھوں پہ چشمہ درست کیا۔پریشے نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا جو چہرہ جھکائے جیسے خود کو ان کے سوالوں کیلیے تیار کررہی تھی۔

میں لفظوں کی کوئی ہیر پھیر بلکل نہیں کروں گی بس صاف لفظوں میں پوچھوں گی کہ''

''آپ کے اوع فہد کے درمیان کیا ہوا ہے۔

ان کی براہراست بات پہ انابی کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا تھا۔اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ اس نے فہد کو کیا کیا اور کس قسم کی باتیں سنائی ہیں تبھی وہ ایسے بے رخی برت رہا ہے۔اس کے بعد تو فہد کے ساتھ پھپھو بھی اس سے اچھا خاصہ ناراض ہوتی یہی سوچ

ہی اس کے دل کو ہولانے کیلیے کافی تھی۔پریشے نے زیرک نگاہوں سے اس کی صوفہ کھرچتی انگلیوں کو دیکھا تھا جس سے بے چینی صاف پنہاں تھی۔

"نہیں پھپھو ایسی تو کوئی بات نہیں ہے آپ جانتی ہیں کہ ہم لڑتے رہتے ہیں۔آپ کو شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"

اس نے ہکلاتے لہجے میں بولتے بات سنبھالنی چاہی تھی لیکن وہ بھی پریشے تھی ان کا تجربہ اور عمر اس سے زیادہ تھی وہ ان دونوں کے درمیان اس سرد مہری کی دیوار کو کافی عرصے سے محسوس کررہی تھی۔

"انابی مجھے بلکل سچ سننا ہے جھوٹ نہیں۔"

انہوں نے تنبیہی لہجے میں بولتے پچکارتے ہوئے اس کے گال پہ ہاتھ رکھا تھا۔انابی نے اپنی بھیگی سیاہ آنکھیں اٹھاتے ان کی جانب دیکھا تو وہ اس کی آنکھوں میں نمی بھانپتے تڑپ اٹھی۔انابی نے اپنے سارے ڈر ایک جانب رکھتے اس دن کی پوری بات تفصیل سے ان کے گوش گزار دی تھی۔اس کی بات پہ اختتام پہ کچھ لمحے تو لاؤنج کی فضا میں خاموشی

کا راج تھا۔ پریشے تو جیسے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی البتہ انابی ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا ملاحظہ کررہی تھی۔

"اب میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔ میں یہ نہیں کہ اپنے بیٹے کی طرفداری کروں گی بلکہ ایک حقیقت آپ کے سامنے رکھوں گی۔آج کل کے دور میں ہر لڑکی میچور مرد چاہتی ہے جو اس کا ساتھی بنے اس سے عمر میں بڑا ہو۔جو بڑی عمر کے مرد ہوتے ہیں ان کے اصول ان کا مزاج بھی پھر الگ ہوتا ہے اور لڑکیاں وہ بھی چاہتی ہیں کہ یہ ہمارے مطابق ڈھل جائے۔ہم سے باتیں کرے بس کاموں پہ دھیان نہ دے ہنسے کھیلے شرارت کریں۔"

وہ اب کسی نادیدہ نقطے پہ نگاہیں ٹکائے اسے سمجھانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔لبوں پہ ازلی نرم مسکراہٹ رقصاں تھی۔انابی دم سادھے ان کی باتوں کا مفہوم سمجھنے کی تگ و دو میں تھی۔

"تو کیا معاذ پھپھا یہ سب نہیں کرتے تھے۔"

اس نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت حیرت کا اظہار کیا۔پریشے کھل کر ہنس دی تھی۔

ارے نہیں وہ تو بہت اچھے تھے انہوں نے ہر طرح سے میرا ساتھ دیا ہے یہ بس زندگی' کے کچھ تجربات ہے جو میں آپ سے اسی لیے شئیر کررہی ہوں تاکہ آپ وقت رہتے سمجھ جاؤ۔"

انہوں نے اب کی بار اس کا ہاتھ تھامتے مسکراتے لہجے میں کہا تو وہ شرمندگی سے چہرہ جھکا گئی تھی۔

"یہ جو فہد ہے نہ یہ گھر بھر کی جان ہے۔اس کے چہرے کی مسکراہٹ ہمیں بہت بھاتی ہے۔اس کے پاپا جتنا مرضی اسے ڈانٹ لے لیکن وہ انہیں پھر بھی عزیز ہے۔میں اسے جتنا بھی ٹوک لو لیکن ہے تو وہ میرے جگر کا ٹکرا ہی۔اس کے اندر آتے اس بدلاؤ کو ہم نے شدت سے محسوس کیا ہے میری جان۔یہ نہیں کہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ وہ ذمہدار ہو ہم چاہتے تھے لیکن ایسے نہیں چاہتے تھے۔وہ ٹوٹ گیا ہے شاید آپ تو اس کی بیوی ہو نہ اب ایک شوہر کو بیوی سے اچھا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ایک بیوی ہی سب سے بہتر دوست غم گسار اور ویل وشر ہوتی ہے شوہر کی۔"

فہد کے نام پہ انابی کا دل ایک لمحے کو ڈوبا تھا۔وہ سب اس کی مسکراہٹ سے ہی جیتے تھے اور اس نے اس کی مسکراہٹ ہی چھین لی تھی جسے وہ اپنا سب کچھ مانتا تھا۔جس کے ساتھ اس کے دلی جذبات وابستہ تھے۔

"لیکن میں اس سے محبت نہیں کرتی ہاں نفرت بھی نہیں ہے لیکن محبت۔"

اسے اپنی آواز دور کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔پریشے نے اس کی بات پہ تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو اس سے محبت بھی نہیں کرتی تھی لیکن اس کی ناراضگی کو بھی دل سے لگا کر بیٹھی تھی۔وہ مدھم سی ہنسی ہنس دی تھی۔انابی نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا اور ناک پہ پھسلتا چشمہ درست کیا۔پریشے نے آگے بڑھتے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔

"وہ تو کرتا ہے نا محبت۔میرا فہد کرتا ہے آپ سے محبت اور اس کی محبت فلحال آپ دونوں کیلیے کافی ہے آپ بس اپنے حصے کی عزت دو محبت شادی کے بعد خود ہی ہوجایا کرتی ہے۔نکاح جیسے پاک بندھن میں بہت طاقت ہوتی ہے۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی تو وہ دھیمے سے شرما گئی تھی لیکن اپنے شرمانے کی وجہ وہ خود سمجھنے سے قاصر تھی۔

کل ذرا اس کی بھی خیر خبر لیتی ہوں اور ناہید کو بھی اس کے گھر واپس بھجواتی ہوں جو" "میرے بچوں کے گھر برباد کرنے میں سب سے اوپر ہے۔

وہ تیل کی شیشی اٹھاتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کا گال تھپتھپاتے اپنے کمرے کی جانب چل دی۔انابی نے ڈوبتے دل کے ساتھ ان کی جانب دیکھا تھا نجانے کل وہ فہد سے کیا بات کرنے والی تھی اور فہد کا جواب دے گا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید سوچوں کے یلغار میں بہتی چلی جاتی دروازے پہ ہونے والی زوردار دستک سے وہ ہڑبڑا کر حال میں لوٹی اور ڈوبٹہ سر پہ جماتے دروازہ کھولا تو سامنے ملازمہ اسے پریشے کا پیغام دے رہی تھی اس نے بھی اثبات میں سر ہلاتے اس کی تلقید میں قدم بڑھائے تھے۔

ناشتہ نہیں کرنے آئی آج۔خیریت تھی میں نے ملازمہ کو بھیجا بھی تھا لیکن دروازہ" "نہیں کھولا۔

انہوں نے دم پہ رکھے چاولوں کو انگلی کی مدد سے مسلتے ہوئے مصروفیت میں استسفار کیا تو وہ کچھ شرمندہ سی ہوگئی۔

"پھپھو وہ میں دراصل رات کو دیر سے آنکھ لگی تھی اسی لیے آپ بیٹھیں میں دیکھ لیتی"

"ہوں۔

وہ ان کے ہاتھ سے کفگیر تھامتے ہوئے بولی لیکن انہوں نے سرعت سے ہاتھ پیچھے کرلیا۔

"میرے کمرے میں جاو ایک شاپنگ بیگ رکھا ہوا ہے اس میں ایک ڈریس ہے وہ اچھے سے پہن کر ہلکا ہلکا تیار ہوجاؤ جلدی سے۔"

انہوں نے سنجیدگی سے اس پہ حکم لاگو کیا تو انابی نے تعجب سے ان کی سمت دیکھا جنہیں راتوں رات نجانے کیا ہوگیا تھا۔ معاً ان کی ناراضگی کا خیال کرتے وہ ان کی آنکھیں دکھانے پہ چپی اختیار کیے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ پریشے نے بھی چولہے کی آنچ دھیمی کرتے قدم فہد کے کمرے کی سمت بڑھائے تھے۔

"تمہیں میں نے شاید کچھ کہا تھا لگتا ہے اثر نہیں ہوا۔"

فہد جو آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے ٹائی کی ناٹ باندھ رہا تھا ان کے کڑے لہجے پہ ان کا چہرہ دیکھنے پہ مجبور ہوا۔

"ماں میں بھی پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں لے جاتا لیکن مجھے ڈیڈ کے ساتھ ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے اسی لیے پھر کبھی سہی۔"

وہ ان کے سر پہ بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتے وہاں سے جانے لگا۔پریشے نے ہاتھ مسلتے اس کی جانب دیکھا جو اپنے ہی موقف پہ قائم تھا۔وہ ناکام نہیں ہونا چاہتی تھی اپنے ہی پلین میں۔

"تمہارے ڈیڈ سے میں بات کر چکی ہوں لہذا کسی قسم کا ایکسکیوز دینے کی ضرورت نہیں ہے چپ کر کے جو کہا ہے وہ کرو۔کیا مجھے دکھائی نہیں دیتا جو تم دونوں کے درمیان جنگ چل رہی ہے۔"

انہوں نے تیکھے چتونوں سے اس کی پشت دیکھتے گھوڑا تو فہد کے دروازے پہ بڑھتے قدم ساکت ہوئے۔اس نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا۔

"ماں اب آپ یہ مت کہیے گا کہ میری غلطی ہے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے تنفر سے بولا۔وہ سمجھ چکا تھا کہ اس پیچھے کٹنی سے تمام شکایتیں لگادی ہونی ہے پریشے سے۔

"میں کسی کو غلط نہیں کہ رہی نہ ہی میں اس بات کو طول دے رہی ہوں جو بھی ہوا وہ سمجھو ایک غلط فہمی تھی اسے ختم کرو اور دونوں کے درمیان جو بھی خلش ہے اسے سلجھاؤ۔"

انہوں نے بغیر کوئی بات کیے سختی سے اسے یہ بات باور کرائی اور ایک نگاہ دروازے کے ہینڈل پہ بجتی اس کی انگلیوں پہ ڈالی تھی جو اس کے اشتعال کی گواہ تھی۔انہیں ایک لمحے کیلیے اپنا فیصلہ غلط لگا تھا لیکن پھر وہ سب کچھ اللہ کے سپرد کرتے پرسکون ہوگئ تھی۔اور اسے باہر آنے کا اشارہ کرتی قدم باہر کی جانب بڑھائے۔فہد بھی تپا تپا سا ان کی تلقید میں چل پڑا جنہیں ناجانے کیوں ان دونوں کو باہر بھیجنے کا بھوت سوار ہوگیا تھا۔

لاؤنج میں پہنچتے ہی اس کی نگاہ صوفے پہ بیٹھے وجود کو دیکھ کر تھمی تھی جو پیلے اور گلابی امتزاج کا فراک زیب تن کیے بالوں کی فرینچ بنائے،میک اپ کے نام پہ ہلکی گلابی رنگ کی لپ سٹک جو اس کے بھرے بھرے لبوں پہ مزید جچ رہی تھی وہ ڈوپٹہ سر پہ اوڑھے

جیسے اسی کی محو انتظار تھی۔فہد جو اس کی تیاری دیکھ ایک لمحے کو ڈگمگایا تھا اسے اچانک اپنی جانب دیکھتا پاکر دوبارہ اپنے ازلی موڈ میں لوٹ آیا۔وہ جھٹکے سے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی فہد کی نگاہ اس کے سراپے سے ہوتے کھسے میں مقید گلابی پاؤں میں جم کر رہ گئی۔وہ دل ہی دل میں دانت پیس کر رہ گیا۔

"چلو باہر یا اب گود میں اٹھا کر لے کر جاؤ ماہ رانی جی۔"

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتا اسے خجل کرگیا۔اس نے شکایتی نگاہوں سے پریشے کی جانب دیکھا جو خود بھی اس کے طنز پہ اسے ہی گھور رہی تھی۔اس کے تن فن کرکے باہر جاتے ہی وہ بھی پریشے سے ملتی ڈھیلے ڈھالے قدموں سے باہر کی سمت چل دی۔وہ جیسے ہی باہر پہنچی تو وہ گاڑی میں بیٹھا سٹئرنگ پہ انگلیاں بجاتا جیسے خود پہ ضبط کیے ہوئے تھا۔انابی کو اس کے طور اطوار دیکھتے خوف محسوس ہونے لگا۔

"کونسے مراقبے میں چلی گئی ہو یا آنکھوں کے ساتھ سب کچھ ہی اللہ کو پیارا ہوچکا ہے۔"

ایک اور طنز وہ نم نگاہوں سمیت مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی اور گاڑی میں بیٹھتے ہی زور سے دروازہ بند کیا۔فہد نے ناگوار نگاہ اس پہ ڈالتے جھٹکے سے گاڑی ریسٹورینٹ کی جانب موڑ لی

تھی۔راستے میں دو سے تین بار انابی نے چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے تاثرات ہنوز سپاٹ تھے۔نیوی بلیو کلر کا پینٹ کوٹ پہنے ہاتھوں میں ڈائل کی گھڑی پہنے لب آپس میں سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔اس نے اپنے دل کی بدلتی کیفیت سے گھبرا کر نگاہیں باہر کھڑکی سے دوڑتے مناظر کی جانب مبذول کرالی۔انابی نے اس کی اکڑ دیکھ غصے میں سر جھٹکا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد اس کی گاڑی ایک پرتعیش سے ریسٹورینٹ کے آگے رکی تھی۔یہ ایک اوپن ریسٹورینٹ تھا تبھی طرح طرح کے کھانوں کی سحر انگیز خوشبوئیں ہر جانب پھیلی ہوئی تھی۔انابی کی تو باقاعدہ بھوک ہی چمک اٹھی۔وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ قدم ملاتے اندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔معاً انابیہ کی نگاہ ایک جانب رکی تھی جہاں اسے ناہید کے ہونے کا گمان ہوا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فہد کو بھی وہ منظر دکھاتی اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے غائب تھی۔

فہد اسے لے کر ایک کونے کی بکڈ ٹیبل پہ جاکر بیٹھ گیا جہاں سے اکا دکا لوگ ہی دکھائی دے رہے تھے۔ریسٹورینٹ میں بجتا ہلکا ہلکا میوزک ماحول کو مزید سحر انگیز بنارہا تھا۔ایک

خوشگوار سی گہما گہمی چھائی ہوئی تھی۔فہد نے بیٹھتے ساتھ ہی ان دونوں کے لیے آرڈر بک کرایا تھا البتہ انابی اردگرد کا جائزہ لینے میں بری طرح محو تھی۔

"ہائے فہد تم دونوں یہاں کیسے۔"

معاً ناہید کی خوشگوار آواز پہ ان دونوں کے چہرے پہ ناگواری پھیلی تھی لیکن فہد اسے سرعت سے چھپاتے ایک خوشگوار تاثر اپنے چہرے پہ دکھا گیا تھا۔انابی نے اس کی آمد پہ بے دلی سے چہرہ جھکالیا۔اب وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے جبکہ وہ بجھے بجھے دل کے ساتھ موبائل میں فاریہ کو میسج کرنے لگی اب کسی کے ساتھ تو دل بہلانا تھا نہ۔اس نے سوچا تھا کہ وہ ریسٹورینٹ پہنچ کر فہد سے اپنے رویے کی معافی مانگے گی تاکہ ان کے درمیان پہلے جیسا رشتہ ایک بار پھر استوار ہوسکے لیکن یہاں تو سب ملیامیٹ ہوگیا تھا۔

"میں آتی ہوں ایک سیکنڈ۔"

وہ ان دونوں کی حددرجہ مصروفیت اور باتوں سے تنگ آکر وہاں سے اٹھی۔اس سے پہلے کہ وہ اپنے قدم آگے کی جانب بڑھاتی اپنے پاؤں کے آگے آنی والی کسی چیز کی بدولت وہ

لڑکھڑا کر بری طرح زمین بوس ہوئی تھی۔اچانک گرنے کی بدولت اس کی آنکھوں سے چشمہ اترتے دور جاگرا تھا جبکہ کہنیوں میں خراشیں سی پڑگئی تھی۔آس پاس کے ٹیبلز پہ موجود لوگ اب مدھم سا ہنس رہے تھے اس کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑگیا۔ناہید نے اسرعت سے اپنا پیر پیچھے کیا تھا اس کی یہ حرکت فہد کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی تبھی اس کی نگاہوں سے چنگاریاں سی پھوٹنے لگی وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں انابی کے نزدیک پہنچا تھا جو منہ کے بل زمین پہ گری ہوئی تھی۔اس کے پاس گرا چشمہ اٹھاتے اس کی آنکھوں پہ پہنایا اور اسے سہارہ دیتے کھڑا کیا تھا۔اس کی نگاہ انابی کے چہرے پہ پڑی جو آتے ہوئے کس قدر پرسکون تھا لیکن اب اس کے چہرے پہ آنسو کی لڑیاں بہہ رہی تھی۔وہ ان سب کو تنبیہی نگاہوں سے دیکھتے انابی کا ہاتھ تھام گیا تھا اور اسے کھینچتے ناہید کے قریب پہنچا جو مصنوعی پریشانی سے انہی کی جانب متوجہ تھی۔

"چٹاخ۔"

زناٹے دار تھپڑ کی گونج تھی جو پورے ریسٹورینٹ میں گونجی تھی۔انابی نے بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھ منہ پہ جمالیے جبکہ ناہید فق چہرے سمیت ایک ہاتھ گال پہ رکھے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی جس نے اس کے منہ پہ ہاتھ اٹھانے کی جرأت کی تھی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے منہ پہ مارنے کی۔"

وہ بپھری شیرنی کی طرح اس پہ جھپٹتی حلق کے بل چلائی تھی۔فہد نے ایک جست میں اسے جھٹکا دے کر خود سے دور کیا تھا۔

"میری ہمت کی تو تم بات ہی مت کرو مس ناہید میں نے تمہیں پہلے بھی یہ بات باور کرائی تھی کہ میری بیوی سے دور رہنا اسے نقصان پہنچانے کی سوچنا بھی مت۔"

وہ بھی جواباً اس سے اونچی آواز میں چلایا تھا۔انابی اردگرد سب کو اپنی جانب متوجہ ہوتا دیکھ گھبرا کر رونے لگی تھی ساتھ اس کے الفاظوں نے بھی اسے حیرت میں غوطہ زن کیا تھا مطلب وہ ابھی بھی اس کا خیال کررہا تھا۔

"تم اسے بیوی مانتے ہی کب ہو۔"

وہ تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو انابی کا رنگ اس کی بات پہ پھیکا پڑا۔

"ابھی بیوی مان بھی نہیں سکتا میں کیونکہ ابھی یہ میری منکوحہ ہے لیکن جب بیوی مانوں گا نہ تو اس کے چہرے پہ کھلتے رنگوں کو دیکھ کر ہی تمہیں اندازہ ہوجائے گا کہ یہ صرف میری بیوی نہیں بلکہ جانِ عزیز اور محبوب بیوی ہے۔"

وہ ایک ذہر آلود نگاہ اس پہ ڈالتے معنی خیزی سے بولا تو انابی کا جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے جبکہ ناہید کے لبوں پہ جیسے اس کی بات پہ قفل لگ چکا تھا۔

"تم گھر پہنچو آج اسی وقت تمہارا پتا صاف کرواتا ہوں۔"

وہ انگلی اٹھاتے اسے باور کراتا انابی کی کلائی اپنی گرفت میں لیتا باہر کی جانب چل دیا جبکہ انابی اپنی درد کی پرواہ کیے بغیر بس اس کے ساتھ کھنچتی چلی جا رہی تھی۔

"ہاتھ چھوڑو میرا مجھے تمہارے ساتھ نہیں جانا۔"

گاڑی کے نزدیک پہنچتے ہی وہ ایک جھٹکے میں اس کی گرفت سے اپنی کلائی آذاد کرتے روتے ہوئے بولی تو فہد نے تنک کر اس کی جانب دیکھا۔

میرا دماغ مت خراب کرو بیا چپ کر کے گاڑی میں بیٹھو اور اس خوش فہمی میں مت

"رہنا کے میں تمہیں مناؤں گا۔

وہ اسے آگے کی جانب قدم بڑھاتا دیکھ اسے سختی سے باور کراتا ہوا بولا تو انابی نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔وہ بس اب کسی بھی صورت اسے منالینا چاہتی تھی چاہے پھر اوٹ پٹانگ حرکتیں ہی کیوں نہ کرنی پڑتی۔

"تم مجھے مناؤ گے اور بار بار مناؤ گے کیونکہ تم نے مجھے بے تحاشہ ہرٹ کیا ہے۔"

وہ دور سے ہی منہ بناتے ہوئے بولی تو فہد نے طنزیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اس کا دل توڑ کر اسے ہی منانے کا کہہ رہی تھی۔

کیوں میں کیوں مناؤں گا تمہیں میں تو چھوٹا ہوں نا وہ مناتے تھوڑی ہے انہیں منایا"

"جاتا ہے مجھ سے ایسی توقع مت رکھو۔

وہ اس کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے تلخی سے بولا تو انابی نے شرمندگی سے نفی میں سر ہلایا تھا اور دل ہی دل میں ناہید کو ہزار صلواتیں سنائی تھی۔

"وہ سب میں نے ناہید کے کہنے پہ کیا تھا یہ تم بھی جانتے ہو۔"

وہ روتے روتے بولی تھی تو فہد نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو شاید جان چکی تھی کہ وہ اس سب سے آگاہ ہے۔

"ہاں وہ کہے گی کہ کنویں میں چھلانگ لگادو اور تم صدا کی بےوقوف لگا بھی دو گی ہے نا۔"

وہ طنز کے تیر چلانے سے پھر بھی باز نہ آیا۔انابی کے آنسو لڑیوں کی صورت میں رخساروں پہ بہتے چلے گئے۔وہ اتنے چھوٹے دل ہی کبھی نہیں تھی لیکن گزرے دنوں میں جس طرح کا برتاؤ وہ اس کے ساتھ رکھ چکا تھا اس چیز نے انابی کے دل پہ کاری ضربیں لگائی تھی۔اس کے آنسو دیکھ وہ فوراً سے پہلے نرم پڑا تھا۔

"چلو گاڑی میں بیٹھو۔"

وہ رسانیت سے گویا ہوا اور اس کی کلائی تھامنی چاہی لیکن وہ درد کی شدت سے اپنی کلائی چھڑواگئی تھی۔فہد نے تفکر سے اس کی جانب دیکھا جو اب اپنا بازو سہلارہی تھی۔

"دکھاؤ کہاں لگی ہے۔"

اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی سنجیدگی سے بولتے اس کی جانب اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی تھی وہ اس کی بات پہ بدک کر گاڑی کے دروازے سے جالگی۔فہد نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔

"شوہر ہوں تمہارا کوئی غیر نہیں اب اتنا حق تو دو۔"

اس نے کہتے ساتھ ہی جھٹکے سے اس کی بازو جکڑتے کہنیوں کے اوپر تک آستین فولڈ کی تو وہ سرخ پڑتی اپنی آنکھیں میچ گئی۔اس کے بازو میں موجود گہرا زخم دیکھ وہ لب سختی سے آپس میں پیوست کرگیا تھا شاید کوئی نوکیلی چیز چبھی تھی جس کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا۔وہ فرسٹ ایڈ بوکس سے کاٹن نکالتے بہتے خون کو صاف کرتے ساتھ ساتھ بڑبڑانے میں مصروف تھا۔

"ویسے منہ چوبیس گھنٹے ذہر اگلتا ہے لیکن اس ناہید کی باری پتہ نہیں کیوں سیٹی گم ہوجاتی ہے تمہاری چار چار آنکھیں بھی ہیں پاس لیکن استعمال تو کرنا ہی نہیں ہے نا ہم نے۔بتاؤ مزید موٹے شیشے لگوادیتا ہوں۔"

وہ غصے سے بولتے ساتھ گھاؤ میں مرہم بھی لگارہا تھا انابی جو بھیگی نگاہوں سے یک ٹک اسے ہی دیکھ رہی تھی اس کی اپنے لیے پرواہ دیکھتے مزید خود پہ ضبط نہ کرپائی تو اس کے گلے میں بازو حائل کرتے اس کے سینے سے لگتے سسک اٹھی تھی۔فہد کے بولتے لب اسکی بے ساختہ حرکت پہ خاموش ہوئے تھے وہ حیرت کی ذیادتی سے اپنے گلے سے لگی انابی کو دیکھ رہا تھا جو اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"مجھے معاف کردو ایم سوری۔"

وہ مسلسل رونے کی بدولت بوجھل لہجے میں بولی تو فہد کو اچانک ہوش آیا تھا۔اس کے مونچھوں تلے بھینچے ہوئے لب خوشگوار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اتنی برداشت اس میں نہیں تھی کہ اس نے خود پہل کی تھی اور وہ اسے جھٹک دیتا تبھی اپنے مضبوط بازوؤں کا حصار اس کے گرد قائم کرگیا تھا۔

اور اسے مزید خود میں بھینچا تھا۔

"کس لیے سوری۔"

اس نے دھیمے سے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی اور ساتھ ہی اس کی کان کی لو کو ہولے سے چھوا تھا۔

"اس سب کیلیے جو اس دن میں نے کہا تھا۔"

وہ ہچکی بھرتے ہوئے بولی تو فہد نے اسے اپنے سامنے کرتے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا وہ شرم سے سرخ پڑتی نگاہیں جھکا گئی تھی۔فہد نے اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھائی تھی۔

"لیکن میں تو ناراض تھا ہی نہیں۔"

وہ اس کی ناک سے ناک سہلاتے دھیمے مگر پرتپش لہجے میں بولا تو انابی نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔فہد نے شریر نگاہوں سے اس کی پھٹی پھٹی نگاہیں دیکھتے اس کے گال کو سہلایا تھا۔

"تو وہ سب۔"

اس نے ہلکاتے لہجے میں سوال کیا۔نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھی۔

"وہ سب بس ایوی ہلکا پھلکا تنگ کررہا تھا۔"

وہ کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے بولا تو انابی نے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آئی ہیٹ یو بدتمیز انسان۔ تمہیں شرم نہیں آتی یہ سب کرتے ہوئے۔"

وہ اس کے کندھے پہ مکے برساتی دانت پیستے ہوئے بولی تو فہد نے اس کی دونوں کلائیوں کو تھامتے ایک جست میں اسے اپنے قریب کیا تھا۔

بٹ آئی لو یو مسز فہد خان۔ کتنا خوبصورت لگتا ہے نہ تمہارے نام کے ساتھ میرا نام" بلکل مکمل۔ یہ چہرہ یہ نین نقش سب پہ صرف میرا حق ہے میں جب جی چاہے انہیں بنا کسی روک ٹوک کے دیکھ سکتا ہوں چھو سکتا ہوں انہیں محسوس کرسکتا ہوں اور رہی "بات میری ناراضگی کی تو میں چاہ کر بھی تم سے ناراض نہیں ہوسکتا۔

وہ اس کی پیشانی کو اپنے لمس سے معطر کرتے شدت بھرے لہجے میں بولا تھا۔انابی نے دھڑکتے دل اور لہو چھلکاتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا جو اب اس کی انگلیوں کے پوروں کو نرمی سے چھورہا تھا۔

"تم نے نکاح والے دن بھی میری تعریف نہیں کی تھی۔"

وہ شکایتی انداز میں گویا ہوئی تو اس کے انداز میں فہد نے والہانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ابھی کروں کیا۔"

وہ گھمبیر پرتپش لہجے میں بولا۔آنکھوں میں جذبات کا سمندر بھرا پڑا تھا۔انابی نے خود کو لعن طعن کرتے اس سے فاصلہ قائم کیا تھا۔

"ڈرپوک۔"

وہ اس کے پیچھے ہٹنے پہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔انابی نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔جو کچھ زیادہ ہی رومینٹک ہونے کی تگ و دو میں تھا۔

"کوئی ڈرپوک نہیں ہوں میں۔"

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتی اس کے بازو میں بازو ڈالتے اس کے شانے پہ سر رکھ گئی۔

"جانِ من آپ کی یہ ادا میرا سکھ چین قرار سب کچھ لوٹ کر لے گئی۔"

وہ گاڑی کا گئیر بدلتے ڈرامائی انداز میں بولا تو انابی اس کی بات پہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔فہد نے اس کی ہنسی کو اپنے رگ و پے میں اترتا محسوس کیا تھا۔انابی اسے ڈرائیو کرتا دیکھ اس کے حصار میں پرسکون ہوتے آنکھیں موند گئی تھی۔

دو ماہ بعد۔

شاہ ولا میں آج خوشگوار شام اتری تھی۔ہر جانب چہکاریں گونج رہی تھی۔فاریہ کی برتھڈے ہونے کی بدولت وہ سب شاہ ولا میں ڈیرہ جمائے ہوئے تھے۔

گھر کے ایک مخصوص حصے کو خوبصورتی سے سالگرہ کے لحاظ سے سجایا گیا تھا۔پلم اور سفید رنگ کے غبارے اور رنگ برنگی لڑیاں اپنی بہار دکھارہی تھیں۔سجاوٹ کا سارا خیال فاریہ کی ڈریس کی مناسبت سے کیا گیا تھا۔یہ تمام سجاوٹ بھی گھر بھر کے لوگوں کی ہی کارستانی تھی کیونکہ وہ آج کے دن حیدر کو یاد کرتے بہت روئی تھی تو وہ سب اسے خوش دیکھنا چاہتے تھے۔گھر میں سب سے چھوٹا درجہ پانے کی بدولت وہ گھر بھر کی لاڈلی بن چکی تھی جیسے سب کو کوئی چھوٹا بچہ مل جاتا ہے وہ بھی سب کو اسی طرح عزیز ہوچکی

تھی۔لاؤنج میں سب بڑے آپس میں خوشگپیوں میں مصروف تھے۔تمام بچے نیچے فلور کشنز پہ بیٹھے ہلہ گلہ کررہے تھے وجہ ان سب کی گود میں موجود ہماس تھا جو فلحال سب کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔زینوں کے پاس ہی ادیان اور رائم کھڑے کسی گفتگو میں مصروف تھے۔فہد نے معاذ خان کے ساتھ آفس سے سیدھا یہی آنا تھا۔تمام لڑکیاں کمرے میں موجود فاریہ کی تیاری میں اس کی مدد کررہی تھی۔

"فاریہ فہیم بھائی کال پہ ہے بات کرنا چاہو گی۔"

مازہ نے آئینے کے سامنے خاموش بیٹھی فاریہ کو مخاطب کیا جو پلم کلر کی پیروں کو چھوتی میکسی پہنے جس کے گلے پہ ہلکا ہلکا سا کورے کا کام تھا سر پہ ہمیشہ کی طرح حجاب کیے میک اپ کے نام پہ لبوں کو گلابی پن دیے وہ بلکل تیار تھی۔ تو وہ منہ بناتے نفی میں سر ہلاگئی تھی۔اس کا حجاب سیٹ کرتی روشی نے مسکراہٹ دبائی جبکہ لیزے ڈریسنگ ٹیبل سے چیزیں اٹھانے میں مصروف تھی۔ان سب نے بھی میکسی پہننے کا انتخاب کیا تھا لیکن لیزے اس میں پرسکون نہیں تھی تبھی اس نے گھٹنوں کو چھوتا فراک پہننے کو ترجیح دی تھی۔

"لیزے تم سکون سے بیٹھ جاؤ میں کرلیتی ہوں۔"

انابی اس کے ہاتھ سے چیزیں تھامتی اسے جھڑکتے ہوئے بولی۔

"نہیں بس میں جا ہی رہی ہوں دیکھو ادیان تیار ہوئے یا نہیں۔"

وہ اس کے ہاتھ میں سب کچھ تھماتی سنجیدگی سے بولی تو انابی اثبات میں سر ہلاگئی۔لیزے ان سب کو ایک نظر دیکھتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"یار فہیم بھائی اپنی بیوی سے بات نہیں کریں گے آپ کوئی رعب دبدبہ ہی نہیں ہے۔"

مازہ سکرین پہ دیکھتے ہوئے بولی جو اب خوشگوار

انداز میں قہقہہ لگارہا تھا۔اس کے قہقہے کی آواز فاریہ کی سماعتوں میں گونجی تو اس کا دل انوکھے پڑلے پہ دھڑکا تھا۔

اسی طرح دو تین مزید باتوں کے بعد اس نے وقت کا خیال کرتے کال کاٹ دی تھی۔اس دن کے بعد فاریہ نے فہیم سے پکی ناراضگی دکھائی تھی اور اسے غلطی سے بھی مخاطب نہیں کیا تھا۔وہ سب وقتاً فوقتاً اس کی تصویریں کھینچ کر اسے بھیج دیا کرتی تھی اور فہیم بے بسی سے ٹھنڈی آہیں بھر کر رہ جاتا تھا۔

"میں جارہی ہوں نیچے آپ آجائیں پھر اوکے۔"

لیزے اس کی ٹائی کی ناٹ درست کرتے اس کے کندھے تھپکتے ہوئے بولی تو ادیان نے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے۔

"اکیلی مت جاؤ میں آتا ہوں ساتھ ہی۔"

ادیان اپنے اوپر پرفیوم سپرے کرتے ہوئے بولا تو لیزے بھی سکون سے وہی کھڑی اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

"ابھی تک میں نے نیچے پہنچ بھی جانا تھا۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی تو ادیان نے اس کے چڑنے پہ مسکراہٹ دبائی جس کیلیے ہر چھوٹی بات پہ چڑنا ایک عام بات تھی۔

کوئی بات نہیں ہے میری جان میں چاہتا ہوں کہ ہر جگہ بس لیزے ادیان کے ساتھ' "ہی جائے ایک ساتھ مکمل ہوکر جیسے ابھی جائیں گے۔

محبت سے کہتے ہی ادیان نے اس کا ہلکا ہلکا ہلکی وجود بازؤوں کے گھیرے میں لیا تھا۔وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"ویسے ادیان میں سوچتی ہوں کہ جن کی کہانیاں نامکمل رہ جاتی ہیں ان کا کیا ہوتا ہے۔"

وہ پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے گہرے لہجے میں بولی تو ادیان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جہاں آثار کو نارمل ہی تھے۔

"ان میں سے ایک تو مردہ ہوجاتا ہے لیکن دوسرا جیتا جاگتا وجود زندہ ہوکر بھی روز ایک نئی موت مرتا ہے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتا ہوا بولا تو لیزے نے بے ساختہ جھرجھری لی تھی۔ادیان اس کی حرکت پہ مدھم سا ہنستے اس کے گال پہ جھکا اور وہاں اپنا لمس چھوڑا تھا۔

اور اسے لیتے ان دونوں نے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

نیچے آتے ہی ان سب نے سب سے پہلے کیک کاٹنے کو ترجیح دی تھی۔سب کی تالیوں کی گونج میں ان سب نے کیک کاٹا۔وہ ہنستی مسکراتی کوئی اور فاریہ ہی لگ رہی تھی۔سب

سے تحائف لیتے وہ مزید خوش باش ہوگئی۔اسی دوران احد سے باتوں میں مصروف ادیان اور رائم کا موبائل بیک وقت بجا تھا۔دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی سمت دیکھا۔ رائم تو ادیان کی مشکوک نگاہیں خود پہ محسوس کرتے کال کاٹ گیا تھا البتہ ادیان سنجیدگی سے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سوچو ادیان کو ابھی اتنی کالز آتی ہیں تو اگر یہ پرائم منسٹر ہوتا تو بس پھر ادیان تو ہمیں دکھائی ہی نہیں دیتا۔"

صائم خان ہماس کو گود میں لیتے شرارت سے بولے تو سب ان کی بات پہ قہقہہ لگاکر ہنس دیے۔

"پریشان مت ہو ماموں بس وہ چودھری کے کیس میں پھنسا ہوا ہوں میں۔ایسا لگتا ہے جیسے یہ لوگ مجھے ہی پکڑ کر لوک اپ میں ڈال دیں گے۔"

وہ چہرے پہ بیزاری لیے بولا تو سب نے ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا۔

"سب خیریت ہے نا۔"

اذلان شاہ نے پریشانی سے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا۔

ڈیڈ اس کا کیس مرڈر ہے۔ہمیں اینڈ تک یہی لگا کہ وہ سوسائیڈ کیس ہے۔اب اس کی" چھان بین چل رہی ہے تو میرے سے بھی انہیں تفتیش کرنی ہے کیونکہ عین اسی وقت "میں محسن کے ساتھ اس جگہ پہنچا تھا۔

اس نے سب کو تفصیل سے آگاہ کیا تو وہ اس کی بات سمجھتے اثبات میں سر ہلا گئے جبکہ رائم کی پیشانی پہ گھبراہٹ کے مارے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔ادیان نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جو یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن اس کے دیکھتے ہی وہ اپنی گود میں موجود ہماس کے ساتھ مصروف ہوگیا۔ادیان کو کچھ تو تھا جو کھٹکا تھا۔

"تم کیوں اتنے پریشان لگ رہے ہو سب ٹھیک ہے۔کس کا فون تھا۔"

ادیان نے اس کے قریب جاتے سنجیدگی سے ایک ہی بار میں اتنے سارے سوال پوچھ ڈالے۔اس کی بات پہ رائم نے بمشکل مسکراتے نفی میں گردن ہلائی تھی۔وہ سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔

فاریہ ان سب کو باتوں میں مصروف دیکھ گفٹس اٹھاتی اپنے کمرے کی جانب چل دی تاکہ چیزیں وہاں رکھ سکے وہ جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی سب کچھ صوفے پہ رکھتے اس

سے پہلے کہ اپنا حجاب کھولتی فون کی آواز پہ اس نے حیرت سے بیڈ کی جانب دیکھا اور اپنے قدم لیپ ٹاپ کی جانب بڑھائے تھے معاً وہاں فہیم کالنگ لکھا دیکھ وہ دھک سے رہ گئی۔

"اٹھاؤں یا نہیں۔"

وہ دانتوں میں انگلی دیتے پریشانی سے سوچنے لگی۔اچانک کچھ سوچتے اس نے فون اٹھایا لیکن خود وہاں سے دور ہی رہی تھی۔کچھ دیر تو دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی۔نا وہ بولی اور نہ ہی فہیم۔

"فاریہ چلو بس بہت ہوئی چھپن چھپائی۔"

فہیم کی بھاری آواز پہ فاریہ کے ہاتھوں سے طوطے اڑ گئے۔اسے کیسے پتہ چلا کہ یہ فاریہ نے کیا ہے۔

"میں نہیں آؤں گی۔"

وہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے بولی تو فہیم اس کا لہجہ بھاری ہوتا دیکھ تڑپ کر رہ گیا

"اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ اپنے دوست کو ایسے ترساؤ گی۔"

اس نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا جو سیدھا نشانے پہ لگا۔اگلے ہی لمحے وہ ضبط سے سرخ چہرہ لیے اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

"آپ کیوں اداس ہو بتاؤ مجھے۔"

اس نے محبت سے اسے مخاطب کیا تو وہ مزید ہچکیوں سے رودی۔فہیم نے بے چینی سے اس کی جانب دیکھا ایک تو یہ میلوں کا فاصلہ وہ اس کے آنسو بھی نہیں پونچھ سکتا تھا۔

"مجھے آپ کی یاد آرہی ہے۔"

اس نے بغیر جھجھکے معصومیت بھرے لہجے میں کہا تو فہیم نے نہارتی نگاہوں سے اس کا پھولا چہرہ دیکھا اس کی اسی معصومیت کا تو وہ قائل ہوا تھا۔

"تو میں آپ کے سامنے تو ہوں۔"

اس نے جیسے اسے دلاسا دینا چاہا تھا۔فاریہ نے جھٹ سے نفی میں سر ہلایا۔

نہیں آپ میرے پاس ہوتے نا یہاں جیسے لیزے آپی کے پاس دیان بھائی،مازہ آپی" کے پاس رائم بھائی اور روشی آپی کے پاس احد بھائی ہیں۔مجھے لیزے آپی نے بتایا ہے "کہ جیسے وہ سب ان کے ہسبینڈ ہے ویسے آپ بھی میرے ہسبینڈ ہیں۔

وہ اتنی معصومیت سے یہ سب بول رہی تھی کہ فہیم کو بے اختیار ہنسی سی آئی لیکن وہ ضبط کرگیا۔وہ ابھی چھوٹی تھی اس بات کا اعتراف تو سب ہی کرتے تھے۔

"اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ آپ مجھ سے کیا چاہتی ہو اب۔"

فہیم نے متانت سے صلح جو انداز میں پوچھا۔

"کچھ نہیں چاہتی میں آپ سے میں تو آپ سے ناراض ہوں۔"

وہ یہ کہتے ساتھ ہی جھٹ سے فون بند کرگئی۔وہ اس پہ ہنس کیوں رہے تھے ہم ہسبیڈ وائف ہی تو ہیں اس میں ہنسنے والی کیا بات۔

وہ دل ہی دل میں چیخ کر بولتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے قدم نیچے کی جانب بڑھائے تھے۔

"یہ دیکھو یہ کتنا کیوٹ ہے مجھے بھی ایسا بے بی چاہیے بلکل گولو مولو سا۔"

لیزے جو قریب سے گزررہی تھی اس کی سماعتوں میں رائم کی آواز پڑی جو مازہ سے مخاطب تھا۔

"مجھے لگتا ہے آپ کو بچے بہت پسند ہے کیوں۔"

مازہ اسے مسلسل ہماس کے ساتھ لاڈیاں کرتا دیکھ محبت سے بولی تو وہ بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔

"بچوں میں تو میری جان بستی ہے تبھی تو میں لیزے کو بھی ابھی تک اپنا بچہ ہی مانتا ہوں۔میرا بے بی ہونے کے بعد بھی وہ میرا سب سے بڑا بچہ ہے۔میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔"

وہ محبت سے بولا تو مازہ اس کی محبت پہ شک کیے بغیر مسکرادی تھی۔اس بات کی تو وہ خود بھی گواہ تھی۔لیزے ایک نم نگاہ اپنے جان سے عزیز بھائی پہ ڈالتی لاؤنج کی جانب بڑھ گئی۔ناجانے وہ اس کا احسان کبھی چکا پائے گی بھی یا نہیں۔

"انابی ایک کام کرو میرے کمرے میں ڈریسنگ پہ کچھ رکھا ہوا ہے لے کر آؤ۔"

عزہ نے سنجیدگی سے اپنے پاؤں دباتی انابی کو مخاطب کیا لیکن اس سے پہلے ہی آیت ٹوک اٹھی۔

"اس کے پاؤں میں چوٹ لگی ہے کوئی اور چلا جاتا ہے جاؤں لیزے آپ جاؤ۔"

آیت نے لیزے کو جانے کا اشارہ کیا۔ویسے بھی اس کا چلنا پھرنا زیادہ مفید تھا تو آیت نے اسے بھیجنے پہ ترجیح دی تھی۔وہ بھی ان کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں بھی آتی ہو لیزے رکو سوچ رہی ہوں کہ کپڑے تبدیل کرلوں۔"

مازہ بھی پھرتی سے اس کی پیچھے بھاگی تو ان سب کا کلیجہ منہ تو آگیا۔

کچھ ہی لمحوں بعد وہ دونوں ہنستی مسکراتی ایک ساتھ آتی دکھائی دی۔لیزے کے ہاتھ میں وہ گلابی کا بوکس تھا جبکہ مازہ اس سے دو قدم آگے چلتے ہوئے کسی بات پہ مسلسل ہنس رہی تھی۔

مازہ جو اپنے ہی دھیان میں آگے کی جانب بڑھ رہی تھی پہلی سیڑھی پہ اس کا پاؤں بری طرح لڑکھڑایا تھا اس سے پہلے کہ وہ پاؤں مرنے کی بدولت اپنا توازن کھوتی لیزے نے پریشانی سے سرعت سے اسے اپنی جانب کھینچا لیکن اس دوران وہ چاہ کر بھی اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی تھی اس کا پاؤں بے اختیار پھسلا تھا اور وہ سیڑھیوں سے لڑھکتی ہوئی

نیچے کی جانب آتی چلی گئی۔اسکی دلخراش چیخ وہاں بیٹھے ہر شخص کے ساتھ ساتھ باہر لان میں موجود ادیان کا بھی سینہ شق کرگئی تھی۔

اس کی دلخراش چیخ پہ اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹا تھا وہ ڈوبتے دل تقریباً بھاگنے والے انداز میں اندر پہنچا۔

"لیزے۔"

اس کی پردرد سرسراتی ہوئی آواز نے ان سب کے حواس جھنجھنا دیے تھے۔ادیان نے سامنے خون میں لتھڑی لیزے کو دیکھتے بے ساختہ اپنا سینہ مسلا تھا۔وہ سب ساکت پتھریلی نگاہوں سے زمین پہ گری خون میں لتھڑی لیزے کو تک رہے تھے جس کے ہاتھ بے جان سے زمین پہ گرے تھے۔مازہ خالی خالی نگاہوں سے اپنے خالی ہاتھ کو تک رہی تھی جسے بچانے کی خاطر وہ اپنی جان کو جوکھے میں ڈال گئی تھی۔وہ اپنا احسان چکا گئی تھی۔سب سے پہلے ہوش میں رائم آیا تھا وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچا اور روتے روتے اسے سیدھا کیا تھا۔

"اٹھیں میرا بچہ۔"

وہ کپکپاتے ہاتھ اس کے چہرے پہ پھیرتا ہوا بولا۔اس دوران اس جانب سے جامد خاموشی تھی جہاں سے طوفان اٹھنا چاہیے تھا۔وہ بس ساکت تھا جیسے لیزے کے ساتھ ساتھ اس کی جان بھی نکال لی گئی ہو۔

''فہد گاڑی نکالو ہری اپ۔''

وہ ساکت کھڑے فہد پہ چلایا تو وہ اپنے آنسو پونچھتے سرعت سے باہر کی جانب بھاگا تھا۔ان سب پہ پل بھر میں قیامت ٹوٹی تھی۔فاریہ روشی کے سینے سے لگی سہمی کھڑی تھی۔محرم نے ادیان کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا تھا لیکن وہ بلکل خاموش تھا۔

جو ولا کچھ دیر پہلے قہقہوں سے گونج رہا تھا ایک ہی لمحے میں وہاں وحشتیں رقم ہوچکی تھی۔ایک دردناک سی وحشت جو آنے والے وقت سے خوفزدہ کھڑی تھی۔ناجانے اب قسمت کیا موڑ لینے والی تھی۔

وہ منجمد نگاہوں سے آپریشن تھیٹر کو دیکھ رہا تھا جہاں اس کی زندگی موت سے جنگ لڑ رہی تھی۔ ہاتھوں سے جیسے سب کچھ پھسلتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اس کی سماعتوں میں لیزے کے گزرے دنوں کی باتیں گونجنے لگی۔

میرے ہوتے ہوئے آپ کبھی اداس نہیں ہوسکتے لیکن اگر کبھی ایسا دن آیا تو آپ" "اس سرزمین پہ اور میں اس آسمان پہ ہونگی۔

وہ یہ سب سوچتے لڑکھڑا کر زمین پہ گھٹنوں کے بل گرا تھا۔ آنکھیں ساکت تھیں بلکل جامد جہاں ہمہ وقت ایک ضد ایک مغرور پن چھلکتا تھا وہاں بس خالی پن کے سوا ان سب کو کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

اذلان شاہ نے اس کے قریب ہوتے اس کے شانے پہ دباؤ ڈالا تھا۔ بے شک دکھ بہت بڑا تھا لیکن اسے اب بھی ہمیشہ کی طرح ہمت سے کام لینا تھا۔ رائم نے اپنی سرخ آنکھوں کو میچتے اس کی جانب دیکھا جسے اس نے بڑے بڑے امتحانوں میں ثابت قدم دیکھا تھا وہ آج اپنی بیوی کے دکھ میں ہار رہا تھا حواس کھو رہا تھا۔ عورتوں میں محرم اور آیت

ہی آئی تھی وہ دونوں بھی منہ ہی منہ ہی ورد کرتے اس کی صحت یابی کیلیے دعاگو تھی جس میں ان سب کی جان بستی تھی۔

رائم اپنے بھاری ہوتے قدم اٹھاتے اس کے نزدیک آیا اور اس کے شانے پہ دباؤ ڈالتے اسے اپنے مدِ مقابل کیا تھا۔درد تو اس کا بھی سب سے بڑا تھا کیونکہ اندر اس کا بچہ تھا لیکم فلحال اسے ادیان کی ہمت بندھانی تھی۔

"ادیان۔"

اس کی پکارنے کی دیر تھی اور اگلا لمحہ سب پہ حیرتوں کے پہاڑ توڑگیا تھا کیونکہ وہ لمبا چوڑا مرد رائم کے کندھے سے لگا شدتوں سے رودیا تھا۔محرم اس کی ٹوٹی بکھری حالت دیکھتے لڑکھڑائی تھی۔اذلان شاہ نے بروقت انہیں سنبھالا۔

رائم اسے کہو ٹھیک ہوجائے میں کیسے جیوں گا اس کے بغیر۔وہ کہتی ہے نہ کہ وہ مجھے" ہمیشہ مسکراتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہے میں سب کروں گا اسے میرے ہنسنے سے سکون "ملتا ہے نہ۔

اس کی آہ و پکار وہاں موجود ہر شخص کی آنکھیں نم کرگئی تھی۔انہیں ہسپتال آئے تقریباً آدھا گھنٹہ ہونے والا تھا اور ڈاکٹرز کی جانب سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا تھا۔

حوصلہ کرو ادیان سب ٹھیک ہوجائے گا میرے بھائی وہ ہماری لیزے ہے وہ ہمیں" دکھ نہیں دے سکتی وہ ہمیں روتا ہوا یا اداس نہیں دیکھ سکتی دیکھنا وہ ٹھیک ہوجائے "گی۔شیر بنو شیر۔تم جیسے ہو ویسے ہی اچھے لگتے ہو۔

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتا ہوا سمجھانے والے انداز میں بولا۔

"ایک شیر بھی اپنوں کی تکلیف دیکھ کر گیدڑ بن جاتا ہے میرا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے۔"

وہ دیوار سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گیا تھا۔معاً اسی دوران ڈاکٹرز افراتفری کے عالم میں آپریشن تھیٹر سے باہر نکلی تو وہ سب بے صبری سے ان کی جانب بڑھے تھے۔ادیان کی سانسیں تھمی تھی۔

دیکھیے پیشنٹ کی حالت بہت زیادہ خراب ہے یہ بات تو ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ ان" دو جانوں میں سے کسی ایک کو بچایا جاسکتا ہے۔ان کی انٹرنل بلیڈنگ بہت ہوچکی ہے۔ابھی تو وقت بھی صحیح والا نہیں آیا تھا ان کا۔جتنا جلدی ہوسکے ان کیلیے

"خون کا بندوبست کریں۔

ڈاکٹرز پیشہ وارانہ انداز میں بولتے وہاں سے جاچکی تھی۔جبکہ ان سب کی سانسیں تو ان دونوں میں سے کسی ایک کی جان بچنی ہے میں ہی تھم چکی تھی۔

وہ سب پریشانی کے عالم میں آپریشن تھیٹر کے باہر ہی بیٹھے تھے معاً اسی دوران عفان شاہ مازہ سمیت راہداری میں داخل ہوئے تو رائم کی نگاہیں اس کی اجڑی حالت دیکھتے ہی خراب ہوگئی۔وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچا تھا جس کی متورم آنکھیں مسلسل رونے کی جانب اشارہ کررہی تھی۔

"پھپھا آپ اسے کیوں لے آئے۔اس کی خود کی حالت۔"

رائم نے ان کی جانب دیکھتے پریشانی سے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن انہوں نے درمیان میں ہی بات سنبھالی۔

"کسی کے قابو میں نہیں آرہی تھی۔ناجانے کیسی کیسی باتیں کررہی ہے یہ۔"

عفان شاہ پیشانی مسلتے ہوئے اسے آگاہ کرتے آگے کی جانب بڑھ گئے تاکہ لیزے کی خیر و عافیت دریافت کرسکے جبکہ رائم نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا تھا جو سرخ بھیگی آنکھیں اٹھائے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"مازہ کیا ہوگیا ہے وہ ٹھیک ہوجائے گی میری جان۔ پریشان مت ہو پلیز۔"

وہ اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بے بسی کے عالم میں بولا تو مازہ نے اس کی بات پہ اسے بری طرح خود سے دور جھٹکا تھا اور نفی میں سر ہلاتے قدم پیچھے لیے تھے۔

"کیسے پریشان مت ہوں میں۔ مجھے ہی تو پریشان ہونا چاہیے۔ وہ میری بدولت تو آج اس حال میں ہے۔ یہ کیا ہوگیا میرے سے۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں اپنے سر کے بالوں کو بھینچتے وحشت زدہ سی چلائی تھی۔ اس کی بات پہ سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو شاید اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔ رائم کو تو اس کے پاگل ہونے کا گمان ہوا تھا جو ایسی اوٹ پٹانگ باتیں کررہی تھی۔

"تم جانتی ہو کہ کیا بول رہی ہو۔"

وہ چاہنے کے باوجود بھی خود کا لہجہ سخت ہونے سے روک نہیں پایا تھا۔مازہ نے ہچکیوں سے روتے اپنے بھائی کی بکھری حالت دیکھی تھی۔

"وہ مر رہی ہے میری وجہ سے۔میری وجہ سے سب ختم ہوگیا میں نے اس کی خوشیوں کا گلہ گھونٹ دیا ہے اپنے انہی ہاتھوں سے۔میری لیزے۔"

وہ سرگوشی کی کیفیت میں اپنے ہاتھوں کو دیکھتے بول رہی تھی۔محرم نے اس کے نزدیک اتے سے سہارہ دیا تھا۔انہیں ایسا لگا جیسے وہ اس حادثے کو اپنی انکھوں کے سامنے دیکھتے پریشان ہوچکی ہے۔

مازہ کو تو یہ احساس ہی کھائے جارہا تھا کہ اس نے اسے بچا کر خود کی جان کو مشکل میں کیوں ڈالا۔یہی سوچتے اس کی سانسیں تھمنے لگتی تھی۔

"مازہ میری جان ادھر دیکھو مم کو بتاؤ کیا ہوا ہے۔"

محرم اس کا چہرہ تھام کر اپنی جانب کرتی محبت سے پچکارتے ہوئے بولی تو اس نے بچوں کی طرح روتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

مم وہ وہاں سے تو میں نے گرنا تھا اس نے مجھے بچانے کیلیے سہارہ دیا تھا لیکن میری" جگہ وہ ہی۔ میرے انہی ہاتھوں سے اس کا ہاتھ چھوٹا ہے مما۔ یہ میری وجہ سے ہوا ہے سب۔

وہ مجھے کہتی تھی کہ تمہارے پہ آئی ہر مصیبت میں اپنے سر پہ لینے کی پوری کوشش کروں گی اور دیکھیں اس نے مجھے بچالیا ماما۔ اس نے آپکی مازہ کو تو بچالیا لیکن اگر آج اسے "کچھ ہوا تو مازہ جیتے جی مرجائے گی۔

وہ ان کا ہاتھ تھامتے بے بسی کی کیفیت میں گویا ہوئی تو اس کی آواز جیسے ادیان کی سماعتوں میں ہتھوڑے کی مانند برسی تھی۔ باقی سب بھی دم سادھے اس کی بات سن رہے تھے۔ رائم نے اپنے قسم بے ساختہ پیچھے لیے تھے۔ ادیان کا چہرہ ایک دم سپاٹ ہوا تھا۔

"میں آپ سب سے زیادہ سب سے پیار کرتی ہوں۔"

اس کی محبت بھری سرگوشی ادیان کا دل چیر گئی تھی۔کیا تھی وہ یہ بات ادیان سمجھنے سے قاصر تھا۔اس نے مازہ کے قریب جاتے اس کی جانب باہیں واں کی تھی وہ بھی بنا کسی تردد کے اس کے سینے میں چہرہ چھپائے پھپھک پھپھک کر رودی تھی۔

بھائی لیزے ہمارے لیزے اس نے ایسا کیوں کیا۔ہم سب کے چہروں سے مسکراہٹ چھین لی ہے اس نے۔

وہ تڑپ تڑپ کر روتی اس کے سینے پہ سر مار رہی تھی ادیان نے اسے مزید اپنے سینے میں بھینچا تھا۔جب لیزے اس کی خوشیوں کیلیے اتنا بڑا رسک مول لے سکتی تھی تو وہ کیونکر اپنی بہن کو اس حالت میں اکیلا چھوڑ دیتا۔

"بس میرا بچہ کچھ نہیں ہوا۔سب ٹھیک ہے۔لیزے بھی ٹھیک ہوجائے گی اسے کچھ نہیں ہوسکتا۔آپ بس دعا کرو اللہ سے رونے سے کیا ہوگا۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے محبت سے بولا۔اس کی دلخراج چیخ ابھی اس کی سماعتوں میں گونجتے اس کے سینے میں خنجر کی مانند ناسور بن کر لپٹ گئی تھی لیکن وہ بلکل بے بس تھا۔وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کرپارہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں فہد اور عزہ ایک ساتھ آتے دکھائی دیے تھے ان دونوں نے خون کی بوتلیں دینی تھی جو لیزے کو لگنی تھی۔وہاں موجود ہر شخص کی جان سینوں میں کہی اٹکی پڑی تھی۔ڈاکٹر نے چوبیس گھنٹوں کا وقت دیا تھا کہ اگر دوران لیزے کو وہوش آجاتا ہے تو ٹھیک ورنہ کچھ بھی کہنا مشکل ہوگا۔مازہ کے لب مسلسل کسی چیز کا ورد کررہے تھے۔صائم خان نڈھال سے بیٹھے تھے۔اس ایک وجود نے آج ان سب کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔

نجانے کا کرب آمیز انتظار تھا جب ڈاکٹر باہر نکلی تھی۔ان سب کے چہروں پہ جیسے رونقیں بحال ہوئی تھی۔ادیان سرعت سے ان کے قریب پہنچا۔ماتھے پہ بکھرے بال،سرخ آگ برساتی نگاہیں سختی سے بھینچے ہوئے لب،خون آلود شرٹ وہ کہی سے بھی ادیان شاہ نہیں لگ رہا تھا۔ڈاکٹر اسے ایک نظر دیکھتے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا کیونکہ جو خبر وہ انہیں اب دینے والے تھے وہ تو ان کے اعصابوں پہ بم بن کر گرنی تھی۔

"کونگریچولیشنز اللہ کے فضول وکرم سے بے بی اب محفوظ ہے۔اسے ابھی انڈر اوبزرویشن رکھا گیا ہے آپ ان سے کچھ دیر میں مل سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر کی بات پہ جہاں سب کے چہرے پہ رونق بحال ہوئی تھی سکون کی لہریں دوڑی تھی

وہی ادیان کا چہرہ جیسے ابھی بھی کسی اور بات کا منتظر تھا جیسے وہ اور کچھ سننا چاہتا ہو

ان سے لیکن وہ بھی یہ سب بولتے خاموشی اختیار کر چکے تھے۔

"اور لیزے وہ کیسی ہے۔"

آیت کی سرسراتی لرزتی ہوئی آواز نکلی تو سب نے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا

تھا۔ان کی بات پہ ڈاکٹر کے چہرے پہ پریشانی کی لہر دوڑ گئی انہوں نے مایوس کن نگاہوں

سے ان سب کی جانب دیکھا جو شاید ان سے کسی قسم کی امیدیں وابستہ کیے ہوئے تھے۔

"ڈاکٹر نورین آپ جائیے میں ڈیل کرتا ہوں۔"

میل ڈاکٹر نے انہیں جانے کا اشارہ کیا اور خود سنجیدگی سے ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

دیکھیے میں آپ سب کو کسی قسم کی جھوٹی امید یا دلاسہ نہیں دوں گا۔آپ کی پیشنٹ"

کسی طور پہ رسپانس نہیں کررہی۔وہ ہمت ہار رہی ہے اپنی زندگی سے۔ہم نے اپنی جانب

"سے پوری کوشش کرلی۔

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا ادیان نے جھٹکے سے ان کا کالر اپنی مٹھیوں میں جکڑا تھا اور اپنی لہو چھلکاتی سرد نگاہیں ان کی نگاہوں میں گاڑھی۔

"مجھے میری بیوی بلکل صحیح سلامت چاہیے ڈاکٹر۔اگر وہ ٹھیک نہیں ہوئی تو میں اس ہسپتال کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا مائنڈ اٹ۔"

وہ پتھریلے لہجے میں بولا تو رائم نے اس کے انداز پہ سرعت سے آگے بڑھتے کالر اس کے ہاتھ سے چھڑوایا تھا اور کڑی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ادیان یہ کیا کرتے پھر رہے ہو وہ اپنی ڈیوٹی بخوبی نبھا رہے ہیں تم انہیں مت سکھاؤ۔"

وہ سرد مہری سے بولا تو ادیان نے بے بسی سے اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچا تھا۔سب کے چہروں سے ایک بار پھر جیسے کسی نے رونق چھین لی تھی۔

کچھ ہی دیر میں ایک نرس میں کمبل میں لپٹا ننھا سا گل گوتھنا محرم کے ہاتھوں میں تھمایا تھا جو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھینچے گہری نیند میں گم تھا۔یہ ان کے جان سے پیارے بیٹے ادیان کی اولاد تھی جس کی قلقاریاں سننے کو وہ بے چین تھی تو وہ کیوں نہ اسے محسوس کرتی۔ محرم نے اس سے ملتے اس وجود کو آیت کے حوالے کیا تھا۔

"پھپھو بہت گندی ہے آپکی آپ کے آنے سے پہلے ہی ماما کو چوٹ لگادی ہے نا۔"

مازہ نم نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھتے بھاری لہجے میں بولی تھی۔ مسلسل چیخنے کی بدولت گلہ بھی بیٹھ چکا تھا۔رائم سے ملتے ہی مازہ نے رخ ادیان کی جانب کیا جو دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنائے انہیں لبوں پہ جماتے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا۔اس کی بائیں ٹانگ مسلسل ہل رہی تھی۔چہرے پہ ہنوز سرد سا تاثر ابھرا ہوا تھا۔

"بھائی یہ دیکھیں۔"

مازہ نے یہ کہتے ساتھ ہی اس ننھے وجود کو ادیان کو تھمانا چاہا تھا لیکن وہ اس سے نگاہیں پھیرتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس کی بے رخی مازہ کی جان پہ بن آئی تھی۔ادیان کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا کہ وہ اپنی ہی اولاد سے منہ موڑرہا تھا اس خبر نے دل میں یک گونہ سکون بھی دیا تھا لیکن فالوقت اسے صرف ایک ہی خبر سے غرض تھا جو اس کے وجود میں زندگی و خوشی کی رمق دوڑا سکے۔رائم نے بے ساختہ اس کی حالت سمجھتے اسے باپ بننے کی مبارک باد دی تھی۔

ایک پورے دن کے توبہ شکن انتظار کے بعد ڈاکٹرز نے لیزے کے ہوش میں آنے کی اطلاع دی تھی۔ ہسپتال میں موجود سب لوگوں کے چہرے باقاعدہ خوشی سے کھل اٹھے تھے۔جان میں جان آنا کسے کہتے ہیں یہ وہاں موجود لوگوں سے کوئی پوچھتا۔اطلاع ملتے ہی سب نے پسپتال کا رخ کیا تھا۔بچہ کمزور ہونے کی بدولت وہ ابھی بھی انڈر ابزرویشن ہی تھا اور لیزے سے ملنے سے بھی سختی سے منع کیا گیا تھا۔ادیان کا فالوقت کوئی اتا پتہ نہیں تھا رائم نے بارہا بار اسے کال کرنے کی کوشش کی تھی .لیکن ناجانے کیوں وہ فون نہیں اٹھارہا تھا۔جتنا زندگی نے انہیں ان گزرے دو دنوں میں موت کے قریب لاکر کھڑا کردیا تھا نہ وہ اب کچھ بھی غلط سوچنا بھی نہیں چاہتے تھے۔

تم اپنا چہرہ سو فٹ کے فاصلے پر رکھو اس سے۔تمہاری شکل دیکھ کر ڈر جائے گا میرا" "شہزادہ۔

انابی جو بچے کو تھامے کھڑی تھی فہد کو قریب آتا دیکھ منہ بنا کر رہ گئی تبھی اس دل جلانے والی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے تنک کر بولی۔اس کا مقصد ماحول میں چھائی پس مژدگی کو ختم کرنا تھا۔

"تمہارا شہزادہ تو میں ہوں نا۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے بھرپور لہجے میں گویا ہوا تو انابی اس کی بات پہ سٹپٹاتے چہرہ جھکا گئی جبکہ باقی سب خوشدلی سے ہنس دیے تھے۔انابی کے ساتھ ناراضگی ختم ہوتے ہی وہ اپنے ازلی انداز میں لوٹ آیا تھا۔پریشے نے ان دونوں کو ٹھیک ہوتا دیکھ شکر ادا کیا تھا۔لیزے کی ہوش میں آنے کی خبر سنتے ہی مٹھائیوں کے ٹوکرے مستحق لوگوں میں بنٹوائے گئے تھے۔اتنی بڑی پریشانی سر سے ٹلی تھی تو اللہ کا شکر ادا کرنا بھی فرض تھا تبھی احد اور رائم کو انھوں نے سب سے پہلے یہی کام سر انجام دینے کو کہا تھا۔ اس دن کے بعد آج ہی سب ہسپتال میں اکٹھے ہوئے تھے تو خاندان بھر کے لاڈلے بیٹے سوچتے بچے کو پیار بھی بے تحاشہ مل رہا تھا۔سب بڑوں کی گود سے ہوتے بچہ اب ینگ پارٹی کے حصے میں آیا تھا۔

"رائم اب بس کریں میری باری ہے۔اس کی پھپھو کو بھی پکڑ لینے دیں۔میں نہیں چاہتی میرا بھتیجا آپ جیسا مینڈک کی طرح ٹرٹر کرے۔"

وہ اس کو لگاتار بچے کو چومتا دیکھ جھنجھنا کر بولی تھی تو رائم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"دیکھنا یہ میرے پہ جائے گا۔"

وہ فرضی کالر اکڑاتے ہوئے بولا تو سب نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔

"بس کرجائیں رائم کچھ اچھا نہیں بول سکتے تو کچھ برا بھی مت بولیں۔"

وہ کھا جانیوالی نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی تو رائم نے آنکھیں سکیڑتے اس کی جانب دیکھا۔

تمہاری شکل دیکھ کر ایسی باتیں ہی منہ ہی اپنے آپ پھسل جاتی ہے میرا کوئی قصور "نہیں ہے۔

اس کی معصومانہ بات پہ جہاں مازہ نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا وہی سب کے لبوں پہ بھولی بھسری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

تقریباً گھنٹے بھر کے انتظار کے بعد ڈاکٹر نے ان سب کو لیزے سے ملنے کی اجازت دے دی تھی۔

"شور مت مچائیے گا۔اتنے زیادہ افراد کو ہم الاؤ نہیں کرتے لیکن ان کا کیس الگ تھا تو ہم چاہ کر بھی انکار نہیں کرپائے۔"

انہوں نے رسانیت سے ہدایت کی تو فہد اور ربان نے ٹھٹھک کر ان کی سمت دیکھا اور ایک دوسرے کو دیکھتے دانت نکوسے۔

"اجی ہم جہاں پائے جاتے ہیں وہاں شور تو لازم ہے۔"

وہ دونوں بیک وقت آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے مزے سے بولے۔اب ادیان شاہ کی اولاد آئی تھی تو وہ ہلہ گلہ بھی نہ کریں۔

"اجی پھر آپ دونوں یہاں سے باہر جاکر شور مچائیے کیونکہ میں اس سے زیادہ رعایت نہیں دے سکتا۔"

ڈاکٹر بھی انھی کے انداز میں ان کے سر پہ بم پھوڑتے وہاں سے جاچکے تھے جبکہ وہ دونوں اب ہونقوں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھتے کھسیاگئے مطلب اب ڈاکٹر سے بے عزتی ہونا رہ گئی تھی۔

وہ زرد چہرہ لیے بمشکل مسکراتے ان سب کو ہنستا مسکراتا دیکھ رہی تھی لیکن بار بار منتظر نگاہیں دروازے پہ جمی تھی کہ وہ ابھی آئے گا لیکن اس کا انتظار انتظار ہی رہا تھا۔

ہاں جی پہلے ہم کہا کرتے تھے کہ ہماری چھوٹی سی بھابھی جی لیکن اب ہم کہیں گے" "بچوں کی چھوٹی سی ماما۔

وہ فہد کی آواز پہ ناچاہتے ہوئے بھی تکلیف سے ہنس دی تھی۔مازہ نے چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ رائم کے سینے سے لگی کوئی بات کررہی تھی۔محرم پاس ہی بیٹھی فروٹس کاٹ رہی تھی۔اس نے دھیمے سے قدم لیزے کی جانب بڑھائے جس کے چہرے سے تکلیف کے اثرات نمایاں تھے۔اس کے قریب آتے ہی رائم اس کے قریب سے اٹھ کھڑا ہواتاکہ وہ سکون سے بات کرسکے۔اس کے قریب جگہ سنبھالتے ہی مازہ نے بھیگی آنکھیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔

"کیوں رو رہی ہو۔"

لیزے اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی تو مازہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

تم جانتی ہو کہ میں کیوں رو رہی ہو تم نے ایسا کیوں کیا لیزو۔اپنی طبیعت سے تم بخوبی" واقف تھی پھر بھی۔جانتی ہو بھائی کی حالت اس دوران کیا تھی ماما پاپا ممانی ماموں رائم "حتیٰ کہ گھر کا ایک ایک فرد ہر سیکنڈ ایک نئی موت مر رہا تھا۔

وہ اسے اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے بولی تو لیزے نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری۔سر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔ادیان کے بارے جان کر اس کا دل مزید بے چین ہوا۔اگر وہ اس دوران اس کے پاس تھے تو اب کہاں ہیں جب وہ آنکھیں کھولتے سب سے پہلے اسے ہی دیکھنا چاہتی تھی۔

بس دوستی کا ایک بہن ہونے کا حق ادا کرنے کا موقع ملا تھا اور ویسے بھی تمہارا تو میری" "ذات پہ ایک احسان بھی تھا تو سوچا وقت پہ ہی چکادوں۔

بولتے ہوئے گلے میں خراشیں پڑ رہی تھی تبھی وہ مشکل گلے ہاتھ رکھتے بولی۔تکلیف سے چہرہ الگ سرخ پڑ رہا تھا۔اس کی بات پہ مازہ نے چہرے پہ نا سمجھی لیے اس کی جانب دیکھا۔

وہی جب میری جگہ تم اس چودھری کے ہاتھ لگ گئی تھی اور میری وجہ سے تمہاری"

"روح پہ وہ زخم آئے ہیں میں چاہ کر بھی۔

.اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتے مازہ صدمے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھتے سختی سے اسے ٹوک گئی تھی۔

لیزے سچ میں تم ابھی تک اسی بات کو لے کر جی رہی ہو۔میں نے تم پہ احسان کیا" ہے تم پہ۔تمہاری سوچ نے مجھے حیران کردیا ہے لیزو۔اپنی جان کو ہی جوکھوں میں ڈال گئی۔یقین کرو لیزے اگر تمہیں کچھ ہوتا نہ میں اپنی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کرتی "میں نے تو اسی گلٹ میں مرجانا تھا کہ تم صرف میری بدولت اس نہج پہ پہنچی تھی۔

وہ شدت غم سے ہکلاتے لہجے میں بولی تو لیزے نے بے ساختہ اسے خود میں بھینچا تھا۔ان کے گلے لگنے کی دیر تھی وہ دونوں زارقطار رودی تھیں۔

"ادیان کہاں ہیں۔"

لیزے نے اس سے الگ ہوتے اپنا چہرہ صاف کرتے مایوسی سے پوچھا تو مازہ نے چونک کر ادیان کی تلاش میں نگاہیں گھمائی تھی۔

"کچھ دیر پہلے تو یہی تھے میرے خیال سے انہیں تمہارے ہوش میں آنے کے بابت خبر نہیں ہے۔"

وہ اس کی بات کے جواب میں اس کا گال چومتی تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوئی تو وہ بے دلی کے ساتھ اثبات میں سر ہلاگئی۔

"یہ لو بھئی اسے ہاتھ میں لو۔"

آیت نے بچے کو ان سب کے چنگل سے ذبردستی آذاد کراتے لیزے کی گود میں تھمایا تھا۔لیزے نے سہمتے ہوئے کانپتے ہاتھوں سے اس ننھے گل گوتھنے کو اپنے حصار میں لیا تھا۔عین اسی وقت اس نے اپنی آنکھیں ہولے سے کھولی تھی۔اس کی گہری سیاہ آنکھیں دیکھ وہ تصور میں ہی ادیان کی آنکھوں کا سوچتے نم آنکھوں سے ہنس دی تھی اور بے اختیار جھک کر اس کی آنکھوں کو چوما تھا۔

"کل تک یہ چھوٹی سی لگتی تھی آج دیکھو اس کے اپنے ہاتھ میں بچہ ہے۔"

آیت نم نگاہوں سے اسے بچے میں مگن دیکھ اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتی پریشے سے بولی تو وہ بھی ہولے سے ہنس دی تھی۔

"بھائی نے تو اسے پکڑنا تو دور کی بات دیکھا بھی نہیں۔"

انابی منہ بنا کر بولی تو لیزے کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی تھی۔اس نے ٹھٹھک کر سب کی جانب دیکھا جو قہرآلود نگاہوں سے انابی کی جانب دیکھ رہے تھے جس نے ہمیشہ کی طرح غلط وقت پہ غلط الفاظ کا چناؤ کیا تھا۔

"نام کیا سوچا بے بی کا۔"

فہد نے ان سب کی نگاہیں انابی پہ محسوس کرتے ان سب کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا۔

"میں نے ایک نام سوچا ہے میں بتاؤں۔"

فاریہ جو کافی دیر سے خاموش بیٹھی ان سب کو دیکھ کر مسکرارہی تھی اس بات پہ چونک کر بولی تو سب نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اس کا نام ہم لیان رکھیں گے لیزے کا لی اور ادیان کا یان۔"

اس نے بتاتے ساتھ تفصیل بھی بتائی تھی۔سب اس کی لوجک پہ خوشی کا اظہار کیے بنا رہ نہیں سکے تھے۔ہماس ابھی چھوٹا تھا تبھی سب نے اسے آنے سے سختی سے منع کیا تھا۔

"چلیں بھئی وی پریزنٹنگ دی موسٹ ڈیمانڈنگ بے بی اوف شاہ ولا،گرینڈ سن آف دی موسٹ پولائیٹ اذلان شاہ اینڈ سن اوف دی موسٹ اکڑو، سڑا ہوا کریلا، غصیل ادیان شاہ۔۔ لیان ادیان شاہ"

ربان نے اسے سب کے سامنے پیش ذرا تفصیل سے کرتے روشنی ڈالی تھی اس کی اداکاری پہ وہ سب ہولے سے ہنس دیے تھے۔لیزے نے ان سب کے مسکراتے چہرے کو دیکھتے آنکھیں موند لی تھی۔بند پلکوں کی بار سے دو آنسو ٹوٹتے اس کی کنپٹی پہ بہہ نکلے تھے۔معاً کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اس نے اپنے سر پہ بیک وقت دو ہاتھ محسوس کرتے آنکھیں واں کی تھی۔

"ڈیڈ ادیان۔"

صائم خان کو دیکھتے وہ ضبط ہارتی سسک اٹھی تھی۔انہوں نے اس کا سر ہولے سے چوما تھا۔وہاں سے ہوتے اس نے اپنے دائیں جانب کھڑے اذلان شاہ کو دیکھا تو وہ بھی مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"کہی نہیں گیا وہ نالائق۔گھر ہی لوٹے گا پریشان ہے نہ جانے انجانے میں انسان بہت کچھ کرجاتا ہے۔آپ یوں رو کر اپنی طبیعت خراب مت کرو۔"

وہ اس کے سر تھپتھپاتے محبت سے بولے تو وہ بھی ایک ہچکی بھرتی اپنی گود میں موجود لیان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"بابا بہت گندے ہیں لیان کے۔انہوں نے دیکھا بھی نہیں نا۔اب ہم ناراض ہیں ان سے ٹھیک ہے۔"

وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولی تو وہ اس کی بات پہ کسمسا کر آنکھیں موند گیا تھا۔لیزے اس کی معصومانہ حرکت پہ نم آنکھوں سمیت مسکرادی تھی۔

"جلدی سے یہ سوپ ختم کرو شاباش میں ابھی آتی ہوں۔"

محرم ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے اسے تاکید کرتی باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی لیزے نے بے ساختہ نگاہیں اپنے ساتھ لیٹے وجود پہ جمائی تھی وہ یک ٹک لیان کے چہرے کو تک رہی تھی۔اسے ہسپتال سے آئے تقریباً دو دن ہو چکے تھے لیکن ادیان کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔اسے یاد تھا کہ اذلان شاہ کے فون کرنے پہ اس نے کہا تھا کہ وہ آفس کے کسی کام کی بدولت فارم ہاؤس میں رہائش پذیر ہے۔لیزے کے دل پہ یہ بات چبھی تو بہت تھی ان کا استقبال بھی اچھے سے کیا گیا تھا لیکن ادیان کے بغیر یہ جشن بھی ماند پڑ گیا تھا اور وہ ایک بار پھر خاموشی اختیار کر گئی تھی۔وہ یک ٹک لیان کے چہرے کو دیکھ رہی تھی وجہ اس کا حد درجہ ادیان سے مماثلت ہونا تھا۔وہ تادیر تک اسے تکتی رہتی معاً کسی احساس کے تحت وہ نگاہیں اٹھانے پہ مجبور ہوئی تھی اور اپنی نگاہیں دروازے پہ مرکوز کرتے ہی اس کی نگاہ یکلخت تھمی پھر ٹھٹھکی اور یکایک اس کی آنکھوں میں ڈھیروں خفگی در آئی تھی۔

اس کا بکھرا حلیہ دیکھتے لیزے کی دھڑکن ایک لمحے کو رکی تھی۔آنکھیں حد درجہ سرخ ہو رہی تھی جیسے چنگاریاں سی پھوٹ رہی ہو۔وہ آہستہ آہستہ اس کی جانب قدم بڑھا رہا تھا اور

اس کا ہر اٹھتا قدم لیزے کے دل پہ حشر برپا کررہا تھا۔اس کے قریب آنے سے پہلے ہی وہ اس سے پہلے ناراضگی کا اظہار کرتے وہاں سے غائب ہوتی ادیان نے ایک جست میں اس کا بازو جکڑتے اسے اپنے مدقابل کیا اور اپنی لہو ہوتی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی۔لیزے کو بے ساختہ اتنے عرصے بعد اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔

علیزے ادیان شاہ تمہیں یہ حق کس نے دیا کہ تم خود کو موت کے دہانے پہ لے "جاؤ۔"

وہ اس کے بازو جھنجھوڑتے قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے حلق کے بل دھاڑا تھا۔اس کے انداز پہ لیزے کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اس نے پلکیں جھپکتے آنسوؤں پہ پل باندھا تھا۔وہ جانتی تھی کہ وہ بکھرا ہوا ہوگا لیکن وہ اس طرح لیزے کو مخاطب کرے گا یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔اس کے جھٹکا دینے کی بدولت وجود میں درد کی ٹیسیں اٹھی تھی لیکن وہ برداشت کرتے اپنا سرخ ہوتا چہرہ جھکا گئی۔

کیا یہ سب کر کے مجھ پہ اپنی اہمیت باور کرانا چاہتی تھی۔ تم نے ادیان کو مردہ کرنے" میں کوئی کسر نہیں چھوڑی وہ ادیان جو بڑے سے بڑے گھرے سے گھرے سمندر سر کرنے کی طاقت رکھتا ہے آج تم نے ایک لمحے میں اس کی ہمت کو چور چور کردیا "ہے۔اسے یہ ثابت کیا ہے کہ اس سے زیادہ کمزور تو کوئی ہے ہی نہیں۔

وہ اس کی حالت کی پرواہ کیے بغیر اسے جھنجھورتے سرد مہری سے جواب طلبی کررہا تھا۔اس کی بات پہ اختتام پہ لیزے نے تڑپ کر اس کی سمت دیکھا اور بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"نہیں ادیان وہ مازہ میری آنکھوں کے سامنے۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنے دفاع میں بولتے بات مکمل کرتی ادیان نے تلخی سے اس کے بازو جھٹک گیا۔

آئندہ اگر تمہارے ان لبوں سے میں نے مرنے کی بات سنی نا لیزے تو میری بات یاد" رکھنا اپنے انھی ہاتھوں سے تمہاری جان لینے میں میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گا۔پہلے تمہیں

ختم کروں گا اور تمہارے ساتھ ساتھ اپنا وجود بھی ختم کرڈالوں گا کیونکہ تمہیں کھونے کی اذیت بہت تکلیف دہ ہے۔"

وہ جھٹکے سے اسے اپنے حصار میں لیتے دھیمے تھکے تھکے لہجے میں بولتے اس کی ناک کے ساتھ ناک ملا گیا۔لیزے نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ رت جگے کی گواہی دے رہا تھا۔وہ اسے ایسا تو نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"میں نے گزرے دنوں میں موت کو بہت قریب سے محسوس کیا ہے لیزے۔"

وہ سرگوشی کی کیفیت میں بولتے اسے کسی قیمتی متاع جان کی مانند اپنے سینے میں بھینچ گیا۔لیزے جو اس سے ناراضگی کا واضح اظہار کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اس کی ابتر حالت دیکھ خود پہ ضبط نہ کرپائی تبھی اس کے گرد حصار قائم کرگئی تھی۔ان فسوں خیز لمحات میں لیان کی رونے کی آواز نے سحر کو بری طرح توڑا تھا۔لیزے اپنی ناراضگی یاد کرتے جھٹ سے اس سے دور ہوئی تھی اور شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے بیڈ کی جانب چل دی۔

اس کے اس ردِ عمل کی وجہ تو وہ بخوبی جانتا تھا لیکن اسے خود سے دور جاتا دیکھ اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی۔اس نے بے چین دل سمیت قدم بیڈ کی جانب بڑھائے تھے۔

آپ قریب بھی مت آئیے گا ادیان۔مجھے سب نے سب کچھ بتادیا ہے کہ جب میں" "ہسپتال میں تھی آپ نے اسے تھاما بھی نہیں تھا۔

وہ بھیگی آنکھیں اٹھاتے اس کی سیاہ آنکھوں میں ڈالتے مضبوط لہجے میں بولی تو ادیان نے پریشانی کے عالم میں اپنے سر کے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔

"اس وقت مجھے تمہاری پریشانی تھی نہ بس۔"

وہ صفائی دینے والے انداز میں بولا لیکن لیزے سرے سے ہی اس کی بات کو جھٹک گئی۔وہ اس کی اولاد کو ہی تھامنے سے انکاری تھا۔

میں اتنی تکلیف سے گزر کر اسے اس دنیا میں لائی ہوں اور آپ نے اسے پکڑا بھی" نہیں۔پکڑنا تو دور کی بات دیکھا بھی نہیں۔اسے کتنا دکھ ہوا ہوگا کہ اس کے بابا نے اسے "دیکھا بھی نہیں۔

وہ بچوں کی طرح منہ بسورتے ہوئے بولی تو ادیان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے اس کے قریب ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"لیزے اب یہ تکلیف میں تمہیں کبھی نہیں اٹھانے دوں گا۔"

وہ اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوتے عقیدت بھرے لہجے میں بولا تو لیزے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"سوچیں اگر مجھے کچھ ہوجا۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی ادیان کی سرد نگاہیں خود پہ محسوس کرتے اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔اس نے اس کے تیور خطرناک ہوتے دیکھ بے ساختہ تھوک نگلا تھا۔

"سوری غلطی سے منہ سے پھسل گیا۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولتے آنکھیں میچتے اپنی نگاہیں لیان کی جانب مبذول کرچکی تھی۔آج اتنے عرصے بعد اسے ادیان میں پرانے والے ادیان کی جھلک دکھی تھی تبھی سہم گئی تھی۔

وہ ایک کٹیلی نگاہ اس کے جھکے سر پہ ڈالتے گہرا سانس بھرتے لیان کی جانب متوجہ ہوا اور بھرپور انداز میں مسکراتے اسے اپنی گود میں لیا تھا۔

"ابھی تو آپ نے ماما کو تکلیف میں ڈال دیا تھا لیکن آج کے بعد آپ کی بدولت ماما کو کوئی تکلیف یا پریشانی نہیں ہونی چاہیے اوکے۔ویلکم میرا بچہ۔"

وہ اس کے ننھی سی پیشانی پہ بوسہ دیتا سمجھانے والے انداز میں بولا۔عین اسی لمحے اس نے اپنی آنکھیں واں کی تھی۔ادیان نے ٹھٹھک کر اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانکا اور خوشگوار حیرت سے لیزے کی جانب دیکھا جو انھی کو دیکھتے مسکرا رہی تھی۔

وہ مسلسل اس کے چہرے کے نقوش کو چھو رہا تھا اور لیزے نم نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔اس نے تشکر سے آسمان کی جانب دیکھا جس ذات نے اسے یہ موقع دیا تھا کہ وہ ان سب لمحات کو محسوس کر سکے۔

باپ بننے کا احساس کس قدر خوشکن اور اچھوتا ہوتا ہے یہ اس وقت کوئی ادیان سے پوچھتا۔اس نے محبت سے اپنے دائیں جانب بیٹھی لیزے کو دیکھا کو گہری نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی۔آج اس کی بدولت ہی تو وہ اپنے عہدے سے ایک قدم

آگے بڑھ گیا تھا۔اپنی رگ و جاں میں بستی عورت سے اولاد پانا بھی مرد کی خوشقسمتی ہوتی ہے اور آج وہ خود کو خوشقسمت ہی تصور کررہا تھا۔اس نے دھیمے سے لیزے کی جانب باہیں واں کی تھی اور وہ بھی مسکراتے ہوئے اسی کی باہوں میں آسمائی تھی۔

"بہت شکریہ میری زندگی کو مکمل کرنے کیلیے۔مجھے یہ انوکھا سا احساس بخشنے کیلیے۔"

وہ اس کی کنپٹی کو لبوں سے چھوتے ہوئے بولا۔

ویسے میں کیا سوچ رہا ہوں کہ میرے چھوٹو سے "بے بی کا بھی اب بے بی آگیا ہے تو "اب اسے چھوٹو سا بے بی کہنا چاہیے یا نہیں۔

وہ اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑتے ہوئے بولا تو لیزے نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کی نگاہوں کی لپک سے گھبراتے وہ جھکی تھی اور لیان کے ننھے منھے ہاتھوں کو چوما تھا۔ادیان نے فرطِ مسرت سے ان دونوں کو اپنے سینے میں بھینچتے آسمان کی جانب اٹھائی تھی۔

"شکر الحمداللہ۔"

اس نے لبوں نے بے آواز جنبش کی تھی اور ان خوبصورت لمحات نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

دو سال بعد۔

جہاز کے پاکستان کی سرزمین پہ لینڈ کرتے ہی ایک اطمینان بھرا احساس اس کی رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا تھا۔ائیر پورٹ پہ اچھا خاصا رش تھا کیونکہ لوگ اپنے عزیز و اقارب سے ملنے کی خاطر وہی جمع ہوئے تھے تو کوئی اپنے عزیز کو چھوڑ کر پردیس جارہا تھا اور وہ چمکتی نگاہوں سے ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔آنکھوں میں گوگلز لگی ہونے کی بدولت کوئی اس کی مسکراتی نگاہوں کا جائزہ نہیں لے سکتا تھا۔وہ ڈرائیور کے حوالے اپنے بیگز وغیرہ کرتا خود اپنی مخصوص چال چلتے سیاہ مرسڈیز کی جانب چل دیا۔اس کی سحر انگیز شخصیت کو دیکھتے لڑکیاں منہ کھولے اس کی جانب دیکھ رہی تھی لیکن وہ ان سب سے بے نیازی برتتا سپاٹ انداز میں اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔ان سب لڑکیوں کی نگاہوں میں اپنے لیے پسندیدگی کا عنصر دیکھ اسے ان سب سے.نفرت سی محسوس ہوئی

تھی ایک تلخ نگاہ ان سب پہ ڈالتے اس نے گاڑی کے شیشے میں دیکھتے اپنے بال سنوارے تھے جو ہمہ وقت ماتھے پہ بکھرے رہتے تھے اور یہی چیز اس کی شخصیت کا خاصاں تھی۔اس کے لبوں پہ مسکراہٹ صرف اپنوں کو دیکھ کر ہی آتی تھی۔ڈرائیور نے اس کے لیے دروازہ کھولا تو وہ مسکراتے ہوئے انہیں سلیوٹ پیش کرتے پچھلی سیٹ سنبھال گیا البتہ آنکھوں میں گوگلز ابھی بھی موجود تھے جس کے پیچھے موجود آنکھوں سے وہ اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ڈرائیور نے اس کا سامان گاڑی کی ڈکی میں رکھا تو گاڑی جہاز کی سی تیزی میں ائیر پورٹ کی حدود سے باہر نکلی تھی۔اس نے آنکھیں موندتے اس ہوا کو اپنے اندر سمویا تھا۔اپنے وطن کی مٹی میں ایک عجیب سی کشش ہوتی ہے جو اس کے باشندے کو اپنی جانب راغب کرتی ہے کچھ یہی حال اس کا بھی تھا۔وہ آج بے تحاشہ خوش تھا کہ وہ آج سب سے ملے گا اور سب سے زیادہ خوش تو وہ ایک وجود کو ملنے کی خاطر تھا۔اسے معلوم پڑا تھا کہ وہ جس کی بدولت اتنا عرصہ باہر رہا ہے وہ تو ابھی بھی ویسی ہی معصوم سی،نازک سی لیکن اب وہ اس سے مزید دوری اختیار کر کے اس کے دل میں بدگمانیاں نہیں ڈال سکتا تھا تبھی اس نے سوچا تھا کہ وہ اس کے

پاس جاکر ہی اپنی موجودگی کا احساس دلا کر وہ اسے مضبوط بنائے گا ویسے تو یہ اسے بہت پہلے کرلینا چاہیے تھا کہ پڑھائی سخت ہونے کی بدولت وہ اس بات کو وہی پہ دبا گیا تھا۔

"فہیم بابا آپ کو ایسے دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔"

ڈرائیور فرنٹ مرر سے اس کے خوبصورت نین نقش پہ نظریں ڈالتا ہوا نم نگاہوں سمیت بولا تھا تو فہیم ان کی آواز پہ چونک کر ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا اور ان کی اتنی محبت کو وہ کسی اعزاز کی مانند مسکرا کر سینے پہ ہاتھ رکھتے جھک کر قبول کرگیا تھا۔ڈرائیور اسے ایک نظر دیکھتے دوبارہ ڈرائیونگ کی جانب مبذول ہوگیا۔

"گھر میں کسی کو علم تو نہیں نا بس ادیان بھائی کے علاوہ۔"

اس نے سنجیدگی سے استسفار کیا اور گاڑی کے شیشے اوپر چڑھائے تھے۔

"نہیں بابا مجھے ادیان بابا نے سیدھا آفس سے آپ کو لینے بھیجا ہے۔"

اس نے بھی اطلاع دیتے گاڑی کا گیئر بدلا تھا وہ اثبات میں سر ہلاتے گاڑی سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گیا تھا۔آنکھیں موندتے ہی اس کی نگاہوں کے سامنے اسی معصوم فاریہ کا چہرہ گھوما تھا جس سے بات کیے ہوئے اسے پورا سال گزر چکا تھا۔وہ اسے دیکھنا تو

دور کی بات اس کی آواز بھی نہیں سن پایا تھا۔یہ اس کی جانب سے ناراضگی کا واضح اظہار تھا جس کے بابت علم اسے گھر والوں کی جانب سے ہوا تھا کیونکہ وہ چاہ کر بھی اس کی سترویں سالگرہ پہ نہیں جا پایا تھا اب تو پھر سے اس کی سالگرہ آنے والی تھی اور اس کی ناراضگی جوں کی توں تھی لیکن اسے یقین تھا کہ وہ اسے بہت جلد منالے گا۔

گاڑی ناک کی سیدھ میں اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی اور وہ آنے والے لمحات کا سوچتے مسکرارہا تھا۔

"نو بے بی ڈونٹ ڈو دس۔"

وہ لڑکی اس دو سالہ بچے کو بازو کھینچتے ہوئے بولی جو خونخوار نگاہوں سے اپنے سے کئی سالہ لڑکی کو گھور رہا تھا۔

یہ منظر ایک خوبصورت مال ہے جہاں دو نسوانی وجود ایک دوکان پہ کھڑے اپنی ہی شاپنگ میں مصروف تھے جس میں ایک وجود کے ساتھ ایک بچہ اور بھی موجود تھا جو اس کی گود میں خاموشی میں بیٹھا اردگرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔وہ لڑکی اس بچے کو دیکھتے

پریشانی سے اس حجاب میں لپٹی لڑکی جانب متوجہ ہوئی جو اس کی منت سماجت کررہی تھی۔

"اپھ اپھ کیم"

(پھپھو پھپھو آئسکریم)

وہ ضدی لہجے میں گویا ہوا تو اس کے ساتھ لڑکی نے حیرت سے ترچھا ہوکر اس کے ڈوپٹے میں نظر ڈالی تھی لیکن اس کے ڈوپٹے پہ لگی آئسکریم کو دیکھتے وہ قہقہہ لگا کر ہنس دی تھی۔اس کے ہنسنے پہ وہ بچہ اپنی ضد بھلائے اب غصے سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا اس کی ہنسی کو فوراً سے پہلے بریک لگی تھی۔

"فاریہ اسے تنگ مت کرو تم جانتی ہو دو گھنٹے اس باپ کی اولاد کا رونا ختم نہیں ہونا۔" لیزے اس کے چہرے پہ غصے کے تاثرات دیکھتے تنک کر بولی تو فاریہ نے اثبات میں سر ہلاتے اسے گود میں اٹھایا تھا۔

"ایم سوری وہ بچہ تھوڑا غصے والا ہے۔"

وہ اپنے ازلی معصومانہ انداز میں اس لڑکی سے معذرت کرتی ان سب کی جانب چل دی۔روشانے لیزے انابی اور فاریہ یہ چاروں ڈرائیور کے ساتھ شاپنگ کرنے کی خاطر قریبی مال آئی تھی۔فاریہ نے یونی کے لیے کچھ شاپنگ کرنی تھی جبکہ باقیوں نے بچوں کیلیے کچھ خریدنا تھا۔

ابھی بھی وہ اپنی شاپنگ مکمل کرتے باہر کی جانب بڑھ گئی اور گاڑی میں جگہ سنبھالتے ڈرائیور نے گاڑی آگے کی جانب بڑھادی۔معاً اسی دوران لیزے کا موبائل رنگ ہوا تو لیزے نے اپنے بیگ میں موبائل تلاش کرنا شروع کردیا۔ادیان کی کال تھی اس نے فون اٹھاتے ہی جوں ہی موبائل کان سے لگایا لیان نے جھٹ سے موبائل اس کے ہاتھ سے جھپٹا تھا۔لیزے نے ایک زبردست گھوری سے اسے نوازتے موبائل اس کے ہاتھ سے چھینا تھا۔باقی سب حیرت سے لیزے کو بچوں کی طرح ضد کرتے دیکھ رہے تھے۔لیان نے اب گلہ پھاڑ پھاڑ کر رونا شروع کردیا تھا۔

"لیزے کیا ہوا لیان کو۔"

فون کان سے لگاتے ہی ادیان کی تشویش ذرہ آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو اس کا دل مزید خراب ہوا۔

کچھ نہیں ہوا اسے۔ کبھی میرے متعلق بھی پوچھ لیا کریں کہ آپ کی اولاد نے مجھے تو" "کچھ نہیں کہا۔

وہ جلے بھنے انداز میں بولی تو ادیان نے ستائشی انداز میں فون کی جانب دیکھا۔

"میں نے بارہا بار منع کیا ہے کہ اسے کچھ مت کہا کرو۔"

ادیان نے متانت سے اسے باور کرایا تو لیزے نے خشمگین نگاہوں سے لیان کو دیکھا جو اب سکون سے بیٹھا اسے پٹر پٹر دیکھ رہا تھا جیسے اسے پتہ چل گیا ہو کہ اس کی ماں کو ڈانٹ پڑرہی ہے۔

پہلے اس بچے کا باپ میرے سر پہ چڑھ کر ناچتا تھا اب باپ نے وہ جگہ چھوڑی ہے" "تو اس کے لاڈلے سپوت نے یہ جگہ سنبھال لی ہے۔

وہ تپ کر بڑبڑانے والے انداز میں بولی تو ادیان نے اس کی سرگوشی پہ مسکراہٹ دبائی تھی جبکہ اس کی بات سے مستفید ہوتی روشانے لیزے اور فاریہ ضبط کے باوجود بھی اپنا قہقہہ نہ روک پائی۔

"ویسے لیزے ادیان تمہارے دل میں نہیں رہتا تھا کیا۔ یہ دل سے سر پہ کب پہنچا۔"

روشانے نے حیرت کا بھرپور اظہار کیا تھا۔ لیزے نے اس کی بات پہ کھسیا کر اس کی جانب دیکھا اور کچھ کہے بنا ہی کال کاٹ دی تھی۔

"ویسے آپی ادیان بھائی اور آپ کی جوڑی ایک دم مست ہے مطلب فل پیکج ہے۔"

فاریہ جو خاموشی سے بیٹھی باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہورہی تھی اچانک کچھ یاد آنے پہ بائیں آنکھ دباتے شرارت سے بولی تو لیزے نے مصنوعی گھوری سے اسے نوازا تھا۔

"ہاں تم اور فہیم بھی ایسی ہی کوئی مثال قائم کرنا نا۔"

انابی نے بھی موقع کی مناسبت کے لحاظ سے موقع پہ چوکا مارا تھا۔ فاریہ کا چہرہ ایک لمحے کو تاریک ہوا تھا۔ اس کا خاموش ہونا ان سب نے شدت سے محسوس کیا تبھی کچھ لمحے کیلیے

وہاں خاموشی چھاگئی تھی اور چپ کرتے اپنی گود میں بیٹھے ہماس کی جانب متوجہ ہوگئی کیونکہ اس بات کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہا ہے میرا بے بی۔"

لیزے لیان کی آنکھوں پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی جو ٹکر ٹکر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"پالی ماما"

(پیاری ماما)

وہ اچک کر لیزے کے گال پہ بوسہ دیتے ہوئے بولا تو لیزے اس کی معصومانہ حرکت پہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔راستے میں ایک اشارے پہ گاڑی رکی تو فاریہ کو آگے بیٹھی ہماس کے ساتھ مصروف تھی اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی تھی۔اس نے ذرا سا آگے ہوتے پورا منظر دیکھنا چاہا تھا معاً وہاں چلتے منظر کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں بے یقینی در آئی۔اس نے سرعت سے ہماس کو روشانے کو تھمایا تھا۔انابی بھی وہ سب دیکھ چکی تھی۔

"چلو فاریہ باہر چلیں۔"

انابی نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے حکم جاری کیا تو فاریہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"مم میں باہر جاکر کیا کروں۔"

اس نے بوکھلاتے لہجے میں استسفار کیا تو انابی نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔لیزے اور روشانے بھی ان لڑکوں کو دیکھتے پریشان ہوچکے تھے جو خاموش کھڑی لڑکی پہ بری طرح چلارہے تھے۔انابی نے خود گاڑی سے باہر نکلتے جھٹکے سے اسے بھی باہر نکالا تھا۔فاریہ اچھا خاصہ بوکھلا کر رہ گئی تھی۔

اب وہ دونوں سنجیدگی سے قدم ان کی جانب بڑھارہی تھی۔

تم جیسی غریب لڑکیاں جان بوجھ کر لڑکوں کے سامنے دعوتِ نظارہ بنتی ہو اور بعد میں"

"معصومیت کا لبارہ اوڑھتے بچوں کی طرح برتاؤ کرتی ہو۔

وہ دو لڑکے تھے جو اپنی گاڑی سے نکلتے اس لڑکی کو اچھی خاصی سنارہے تھے۔ان دونوں کو شکل سے ہی وہ اچھے خاصے گنڈے بگڑے ہوئے لگے تھے۔انابی نے تنفر سے ان کی جانب دیکھا جبکہ فاریہ ابھی بھی گھبرارہی تھی۔لیزے اور روشانے بھی ڈرائیور کو گاڑی ایک

طرف لگانے کا کہتے گاڑی سے نکل آئی تھی کیونکہ اب یہاں پہ جو ہونے والا تھا اس سے وہ دونوں ہی بخوبی واقف تھی۔

"دیکھیے بھائی میں ایک طرف ہوکر چل رہی تھی آپ لوگوں نے جان بوجھ کر گاڑی میرے پیچھے لگائی ہے اور یہ میری چادر بھی گندی کردی ہے۔"

وہ بچی تقریباً سولہ سال کی تھی فاریہ نے اسے بغور دیکھا جو اپنے لباس پہ ان کی بدولت پڑنے والی چھینٹوں کے بعد بھی ان سے خود ہی معافی طلب کررہی تھی۔فاریہ کو اس میں اپنی جھلک دکھی تھی وہ سرعت سے آنکھوں میں آئی نمی کو چھپاگئی تھی۔

"آپ جاؤ یہاں سے۔"

انابی نے براہ راست اس لڑکی کو مخاطب کیا جو شاید کالج سے پڑھ کر آرہی تھی۔اس لڑکی نے تشکرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ آگے کی سمت قدم بڑھاتی اس میں سے ایک لڑکے نے ایک ہی جست میں اس کی کلائی کو اپنی مضبوط گرفت میں جکڑا تھا۔

پہلے ہمیں ہماری بات کا جواب دو اور تمہیں کیا لگتا ہے تم جیسی چھٹانک بھر کی لڑکی" سے ڈر جاؤں گا۔"

وہ تمسخر سے سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑی انابی کی جانب دیکھتے ہوئے بولا اور اس لڑکی کی کلائی کو مڑوڑا تھا۔لوگ اردگرد جمع ہونا شروع ہوچکے تھے اور اس منظر سے لطف اندوز ہورہے تھے لیکن کوئی انہیں بچانے کی خاطر آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔لیزے اور روشانے کو تو باقاعدہ پریشانی ہونے لگی۔انابی نے بے ساختہ اس لڑکی کی دفاع میں قدم اس جانب بڑھائے تھے لیکن اس کے ساتھ موجود دوسرے لڑکے نے سرعت سے اپنی جیب سے پسٹل برآمد کرتے انابی کے تانی تھی۔ان سب کی چیخیں نکل گئی اس اچانک ہوئی افتاد پہ۔اب وہ مستقل مکروہ قہقہے لگاتے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"واہ ایک کے ساتھ ایک مفت والا حساب ہے یہ تو۔"

وہ لڑکا قہقہہ لگاتے ہوئے بولا معاً عقب سے ہی اپنے سر پہ ہونے والے وار سے وہ بے ساختہ لڑکھڑایا تھا۔اس نے حیرت سے گردن موڑتے اپنے عقب میں دیکھا تھا جہاں فاریہ کھڑی خون آشام نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"ارے ایک اور چڑیا۔"

اس کی آواز منہ پہ پڑنے والے زوردار تھپڑ سے بند ہوئی تھی۔اس نے سکتے کی کیفیت میں اپنے سامنے کھڑی چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جس کا ہاتھ پتھر سے بھی بھاری تھا۔

"ہاتھ چھوڑو اس لڑکی کا۔"

وہ غم و غصے سے چلائی تھی۔چہرہ ضبط سے سرخ پڑ رہی تھی کسی کو ڈھونڈنے سے بھی اس میں ڈری سہمی فاریہ کا عکس نہیں ملا تھا وہ تو کوئی بدلی ہوئی مخلوق ہی لگ رہی تھی۔

"کیوں تیرے باپ کا راج ہے کیا۔"

اس لڑکے نے آنکھوں میں حقارت لیے قدم اس کی جانب بڑھائے تھے لیکن اس سے پہلے ہی فاریہ نے موقع ملتے ہی ایک ہی جست میں دوسرے لڑکے کے ہاتھ پہ وار کیا تھا۔پسٹل اس سے دور جاگری تھی۔فاریہ نے سرعت سے وہ پسٹل اٹھاتے اس لڑکے پہ تانی تھی۔یہ سب کچھ پلک جھپکتے ہوا تھا۔سب لوگ حیرت سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جس نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلا تھا۔

"میرے باپ کا تو نہیں البتہ میرا راج ضرور ہے۔"
یہ کہتے ہی اس نے پسٹل اس لڑکے کی جانب تانی تھی۔انابی نے فخریہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔
وہ دونوں لڑکے اس کے ہاتھ میں اپنی پسٹل دیکھتے اچھا خاصہ بوکھلا گئے تھے معاً فاریہ کی نگاہ ان دونوں سے ہوتے ہوئے اطراف میں ٹھٹکی تھی۔ان تینوں نے بھی اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔

"کتنا وقت مزید درکار ہے۔"
فہیم جسے گھر جانے کی کچھ ذیادہ ہی جلدی تھی وہ اتنا ہی اتنا ہی اس مسلسل ہوتی تاخیر سے اکتا گیا تھا ابھی بھی اپنی کلائی میں موجود گھڑی میں وقت دیکھتے اکتاہٹ بھرے لہجے میں گویا ہوا تو ڈرائیور نے گاڑی سے باہر نکلتے صورتحال کا جائزہ لیا تھا۔
"فہیم بابا آگے میرے خیال سے کسی کی لڑائی ہوگئی ہے اچھی بھلی۔"

وہ شیشے میں جھکتے پریشانی سے بولا تو فہیم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔وہ تو کب سے سمجھ جارہا تھا کہ آگے اشارہ بند ہے لیکن یہاں پہ قصہ ہی الگ تھا۔وہ تھک ہار کر خود ہی گاڑی سے باہر نکل آیا تاکہ تازہ ہوا میں سانس لے سکے۔گاڑی میں بیٹھے بیٹھے تو دم گھٹنے لگا تھا۔وہاں سے آتی آوازوں سے اس نے تجسس کے مارے مجبور ہوکر قدم اس جانب بڑھائے۔

"فوراً سے پہلے یہ اپنے موبائلز نیچے کرلیں سب کے سب ورنہ یہ دیکھ رہے ہیں نا۔"

لڑکی کی کڑک آواز پہ فہیم کا تجسس مزید بڑھا تھا۔اسے حیرت ہوئی تھی کہ کوئی لڑکی اتنی بہادر ہے۔

اس کی آواز کا ہی اثر تھا کہ سب نے اگلے ہی لمحے موبائل نیچے کیے تھے۔فہیم کا منہ حیرت کا مارے کھلا کا کھلا رہ گیا معاً وہ ہجوم کو چیرتا ہوا آگے آنے میں کامیاب ہوا تھا۔اس لڑکی کی پشت اس کے سامنے تھی۔اندازہ تو وہ یہی لگا سکا کہ وہ ٹین ایج لڑکی ہے لیکن اتنی بہادر۔

"لگتا ہے کوئی خاص ٹریننگ دی گئی ہے۔"

وہ دل ہی دل میں سراہے بغیر نہ رہ سکا۔

فہیم کی نگاہ ایک لڑکے کی جانب اٹھی جو ہجوم میں ہی چھپتے ہوئے مستقل ویڈیو بنارہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اس کی جانب بڑھتا لوگوں نے اس کے آگے آنا شروع کردیا۔وہ گھبرا کر رہ گیا۔

اس نے کچھ سوچتے قدم اس لڑکی کی جانب بڑھائے تاکہ وہ اس کی شکل دیکھ سکے۔اس کی پشت پہ پہنچتے ہی اس سے پہلے کہ وہ اسے مخاطب کرتا اس کی بہادری کی داد دیتا فاریہ نے ایک ہی جست میں پلٹتے اس کے سر پہ پسٹل تانی تھی۔اپنے عقب میں قدموں کی چاپ پہ اس کی سماعتوں نے الارم کردیا تھا تبھی اس نے ایک ہی جھٹکے میں رخ پھیرا تھا لیکن اپنے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھتے اسے اپنے اردگرد دھماکے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔اس نے سکتے کی کیفیت میں فہیم کی جانب دیکھا تھا مقابل کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا وہ بھونچکا ہوتے سرتاپا اس کا جائزہ لے رہا تھا۔نیوی بلیو کلر کا گھٹنوں کو چھوتا فراک پہنے ساتھ بلیو کلر کی ہی جینز سر کے ہمیشہ کی طرح گلابی حجاب کیا ہوا تھا۔اور

سب سے زیادہ حیرت تو اسے اس کے ہاتھ میں موجود گن دیکھ کر ہوئی تھی جو اس نے تانی بھی اسی کے اوپر ہوئی تھی۔

"دوست۔"

اس کے لبوں نے بےآواز جنبش کی تھی۔وہ تو جیسے ابھی بھی اس کی موجودگی کو ماننے سے انکاری تھی۔فہیم نے تو ابھی تک اسی معصوم فاریہ کا خاکہ اپنے ذہن میں بنایا ہوا تھا لیکن سامنے کھڑی لڑکی اسے کہی سے بھی معصوم نہیں لگی تھی۔

انابی لیزے اور روشانے نے خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا دفعتاً انابی بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچتی اس کے گلے لگی تھی۔ان دونوں کو گویا ہوش آیا تھا۔فہیم نے بھی ہوش میں آتے انابی کو سینے سے لگایا تھا۔اب وہی کھڑے کھڑے سب حیرت سے یہ میل ملاپ دیکھ رہے تھے۔

"آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا یہ ٹریفک بلاک کرنا کہاں کی عقلمندی ہے محترمہ۔"

ایک ٹریفک وارڈن اس کے نزدیک آتے غصے سے بولا تو فہیم کے پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی اس کے مخاطب کرنے کے انداز پہ۔اس سے پہلے کو وہ تن فن کرتا اس کے

نزدیک پہنچتے کچھ بولتا فاریہ نے اسے دیکھے بغیر ہی ہاتھ کے اشارے سے اسے ٹوک دیا تھا۔

"میں اپنا دفاع خود کرنا بخوبی جانتی ہو مسٹر فہیم شاہ۔"

وہ سنجیدگی سے بولتی دونوں ہاتھ سینے پہ باندھی خود ہی ٹریفک وارڈن کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"یہ ٹریفک بلاک کرنا کہی کی بھی عقلمندی نہیں ہے میں جانتی ہوں لیکن یہاں لوگوں کی حفاظت کیلیے کھڑا کیا جاتا ہے نہ آپکو تو آپ سب کا دھیان کہاں ہوتا ہے۔بیچ سڑک پہ ایک لڑکی کو لڑکے کھلے عام چھیڑ رہے ہیں اسے ٹارچر کر رہے ہیں لیکن ہمارے ملک کا گندہ نظام نہ پہلے کبھی کچھ ہوا ہے اور نہ ہی آگے کبھی کچھ ہوگا اور آپ لوگ کہتے ہیں کہ اپنے دفاع کیلیے بھی ہم نہ بولیں تو تف ہے آپ جیسے لوگوں پہ۔ایسا کرتے ہیں آپ لوگ معصوم اور بے بس لوگوں کا تماشہ دیکھیں اور ہم ان بگڑے ہوئے لوگوں کے چنگل میں پھنستے برباد ہوتے ہیں وہ تو ٹھیک ہوگا نہ۔"

وہ تنک کر دھاڑی تھی۔سب لوگ اس سے فاصلہ قائم کرگئے تھے۔انابی نے بھنویں اچکاتے فہیم کی جانب دیکھا جو لب واں کیے حیرت سے فاریہ کی جانب دیکھ رہا تھا جو کسی شیرنی کی طرح اس وارڈن کو دیکھتے دھاڑ رہی تھی۔

"جواب دیں اب مجھے۔اب کیوں بولتی بند ہوگئی۔کمزور لوگوں پہ حق جتانا آپ لوگ اپنا فرض سمجھتے ہیں لیکن جو ذرا سے مضبوط ہوئے انہوں نے کچھ رشوت دی آپ لوگ ان کے پیروں کے تلوے چاٹنا شروع کردیتے ہیں۔"

انابی بھی اس کے ساتھ ہی آتی طیش میں آتے بولی۔پہلے تو بہت بول رہا تھا اب دیکھو کیسے بولتی ہی بند ہوگئی تھی۔ان دونوں نے ایک ساتھ سر جھٹکا تھا۔

"اسی فاریہ کی تلاش تھی نہ تمہیں اب آئے روز ہاتھ بازو ٹانگیں تروانا۔"

انابی فہیم کے قریب جاتی قہقہہ لگاتے ہوئے بولی تو فہیم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو واضح اس کا مزاق اڑا رہی تھی۔وہ ٹریفک وارڈن بھی حیران پریشان کھڑا سب گاڑیوں کو اب جانے کا اشارہ کررہا تھا۔وہ اچھا خاصہ بوکھلا چکا تھا۔اس کے معافی مانگ کر جاتے ہی فاریہ نے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔ایک دم سے فہیم کی آمد اور اس

کی آنکھوں کے سامنے آتے ہی وہ کمزور پڑگئی تھی لیکن اسے پڑنا نہیں تھا۔ تبھی ان سب کو نظرانداز کرتے فہیم کے قریب سے ہی ہوتے گاڑی کی جانب جاتے دروازہ کھول کر بیٹھ گئی واضح مطلب تھا کہ سب بیٹھیں اور وہ گھر چلیں۔اس کی بے رخی کا مطلب فہیم بخوبی جانتا تھا لیکن فلحال وہ خاموش تھا۔

"فہیم بھائی گھر جاکر دیکھ لیجیے گا۔"

لیزے کی شریر آواز پہ فہیم جو صدمے کی کیفیت میں فاریہ کے طور اطوار دیکھ رہا تھا چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا معاً اس کی نگاہ اپنے پیروں میں کھڑے ہماس اور لیان کی جانب پڑی تھی۔ایک بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

"ہے چیمپ کیسے ہو۔"

وہ دونوں کو باہوں میں بھرتے اس دونوں کے گالوں پہ بوسہ دیتے ہوئے بولا تو جواباً وہ دونوں مسکاتے اس کی گردن میں چہرہ چھپاگئے تھے۔فہیم نے ان دونوں کو اپنی گاڑی میں بٹھایا تھا اور اپنے قدم وہی پاس کھڑے لڑکے پہ ڈالی جو اپنے موبائل میں ویڈیو بنارہا

تھا۔فہیم نے ایک سرد نگاہ اس پہ ڈالتے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے موبائل کھینچتے اس میں سے وہ ویڈیو ڈلیٹ کی تھی۔وہ لڑکا نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

بیوی ہے وہ میری آئندہ خیال کرنا۔شکل سے معصوم لگ رہے ہو اسی لیے بخش رہا"

"ہوں ورنہ منہ توڑنے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گا۔

وہ موبائل اس کے ہاتھ میں تھماتے اس کا کندھا تھپتھپاتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ان سب نے محبت سے اس کی جانب دیکھا تھا جو اب بلکل نہیں لڑکھڑا رہا تھا اس کی چال بلکل درست تھی۔فاریہ نے ایک مسکراتی نگاہ اس کی ٹانگ پہ ڈالتے ناراضگی سے نگاہوں کا رخ بدل لیا تھا۔

فہیم ایک گہرا سانس خارج کرتے اپنے گاڑی کی جانب چل دیا۔کچھ ہی دیر میں دونوں گاڑیاں آگے پیچھے شاہ ولا کی جانب نکلی تھی۔

"حورین ادھر آجاؤ میری جان نہ تنگ کرو۔"

مازہ جو ناجانے کب سے اسے کچھ کھلانے کی تگ و دو میں تھی اسے مسلسل بھاگتا دیکھ بے بسی سے بولی تو پاس سویٹر بنتی آیت نے مسکراتے ہوئے اپنے اس آشیانے کو دیکھا تھا۔

"لائیں بھابھی میں کھلاتا ہوں۔"

ضرار نے اس کے ہاتھ سے وہ باؤل لیتے حورین کو اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا تھا لیکن اب وہ اس کی عینک اٹھاتے الٹی اپنی آنکھوں پہ لگارہی تھی۔ ضرار اسے دیکھتے مسکرادیا تھا تبھی اپنی جگہ سے اٹھتے ایک جست میں اس تک پہنچا اور اسے اپنی باہوں میں جکڑ لیا تھا۔

"چاچو کی جان میرے سے چالاکیاں۔ ابھی میرے سے زیادہ چالاک کوئی اس گھر میں نہیں آیا۔"

وہ اس کی ناک دباتا ہوا مزے سے بولا اور اپنی جیب سے چاکلیٹ نکالتے اس کے حوالے کی تھی جسے وہ سرعت سے تھام گئی تھی۔

"بری بات حوری آپ کے دانت خراب ہوجائیں گے۔"

مازہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی لیکن اس کی جیسے اس کی بات کو کسی کھاتے میں نہیں لیا تھا۔

"اتھی بلی۔"

(اچھی بات بلی)

اس نے آنکھیں میچتے اسے مسکا لگایا تھا جواباً مازہ اس کے خود کو بلی کہنے پہ چٹاچٹ اس کے گالوں کو چوم گئی تھی۔رائم کے دیکھا دیکھی وہ بھی کبھی کبھار مکھن لگاتے ہوئے اسے بلی کہہ دیا کرتی تھی اور اس کے منہ سے مازہ کو وہ کچھ ذیادہ ہی پیارا لگتا تھا۔

آیت نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو اب ان کے قریب آتے اس کے گال چوم رہی تھی۔مازہ بھی گہرا سانس بھرتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔آیت نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو ایک بار پھر امید سے تھی لیکن اس بار وہ حورین کے ٹائم سے ذیادہ تھکی تھکی لگتی تھی۔

"آپ سب کیلیے میرے پاس ایک بہت ہی اچھی خبر ہے۔"

عین اسی لمحے رائم کی بے وقت آمد پہ وہ سب حیران رہ گئے جو آج کچھ زیادہ ہی خوشدکھائی دے رہا تھا۔ان سب نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب اپنا کوٹ اتارتے اپنے بازو کے کف فولڈ کررہا تھا۔

"جلدی سے سب تیاری پکڑیں ہم سب شاہ ولا جارہے ہیں فہیم واپس لوٹ آیا ہے مجھے ابھی ادیان کی کال آئی تھی"۔

رائم نے مسکراتے ہوئے ان سب کو اطلاع کیا تو وہ.سب خوشگوار حیرت سمیت اسے دیکھنے لگے۔مازہ تو خوشی خوشی اٹھتے کمرے کی جانب چل دی تھی۔آیت نے اسے بھی جانے کا اشارہ کیا تاکہ وہ فریش ہوسکے۔

"ڈوٹر۔"

(ڈاکٹر)

حورین کی طوطلی آواز پہ وہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا اور اسے ضرار کی گود سے لیتا ہوا میں اچھال گیا جواباً وہ اس کا گال چومتی کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔رائم نے اسے لیتے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

"ماما بس کریں کتنا کھلائیں گی میری بس ہوگئی ہے۔"

فہیم جب سے گھر لوٹا تھا پہلے تو عزہ کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آیا تھا لیکن اس کے ہونے کا یقین کرتے وہ اس کے سینے سے لگے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔فہیم نے مشکل سے انہیں سنبھالا تھا۔ان سے ملتے ہی وہ محرم اذلان شاہ اور عفان شاہ سے ملتے باقی سب کی جانب متوجہ ہوا تھا۔فاریہ تو گھر آتے ساتھ ہی اپنے کمرے کی جانب چل دی تھی۔

"یہ فاریہ کو کیا ہوا۔"

عزہ نے اس کا پھولا منہ دیکھتے پریشانی سے استسفار کیا تو انابی نے شرارت آمیز نگاہوں سے فہیم کی جانب دیکھا تھا۔

"ہیر اپنے رانجھے سے ناراض ہوگئی ہے۔"

انابی آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولی تو سب اس کی بات کا مفہوم سمجھتے قہقہ لگا کر ہنس دیے تھے جبکہ وہ سب کی خاطرداریاں دیکھ بے بسی سے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

اب جیسے ہی رات تک سب آئیں گے تو ہم نے سب سے پہلے ان کی شادی کے دن"
فکس کرنے ہیں۔خیر سے فاریہ بھی اگلے مہینے اٹھارہ کی ہونے والی ہے اور مجھے بھی بس
"اب جلد ہی انابی کو لے کر جانا ہے یہاں سے بہت دیر کردی پہلے ہی میں نے۔
پریشے محبت سے انابی کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی جھجھک اٹھی
تھی۔

جبکہ باقی سب نے زور و شور سے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔
فہیم نے پرسوچ نگاہوں سے دور کھڑی فاریہ کو دیکھا تھا جو اب پانی پینے میں مصروف تھی
اس نے اپنے قدم بے ساختہ اس کی جانب بڑھائے تھے جو اب کسی سے کال پہ بات
کرتے ہنس رہی تھی۔
میرا نام فاریہ فہیم شاہ ہے کسی کو بھی تگنی کا ناچ نچا دوں گی اور کسی کو پتہ بھی نہیں"
"چلے گا۔
وہ ہنستے ہوئے کسی کو کہ رہی تھی جبکہ فہیم کے بڑھتے قدم تو اس کی بات پہ ہی تھم
گئے تھے۔اس کے نام کے ساتھ اپنا نام جڑا دیکھ فہیم لب دلکشی سے مسکرائے تھے۔وہ

وہی سے قدم واپس موڑ گیا تھا۔اس کیلیے یہی بہت تھا کہ اس نے اپنے نام کے ساتھ اس کا نام الگ نہیں کیا تھا اور وہ یہ بھی بخوبی سمجھ گیا تھا کہ اس کے اچانک یوں آنے سامنے دیکھ وہ ایک لمحے کو کمزور بھی پڑی تھی لیکن وہ جلد ہی سط حساب چکتا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

فہیم فاریہ اور فہد انابیہ کی شادی کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھی۔انھی تیاریوں میں مصروف ان سب کا ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا لگا رہتا تھا۔اس دن سب کے اکٹھے ہوتے ہی آخر میں انھوں نے شادی کے دن رکھ لیے تھے کیونکہ پہلے ہی پریشے فاریہ فہیم کی بدولت بہت تاخیر کرچکی تھی۔انھوں نے بارہا بار ازلان شاہ سے اس بابت بات کی تھی کہ فہیم کی غیر موجودگی میں ہی چاہے انابی کی رخصتی دے دیں لیکن انھوں نے سنجیدگی سے انکار کردیا تھا کیونکہ ابھی فہد کو پورے طریقے سے سٹینڈ ہونے میں بھی وقت درکار تھا اور وہ چاہتے تھے کہ دونوں بہن بھائی کی شادی اکھٹی کی ہوجائے۔وہ بھی ان کی بات کا

مفہوم سمجھتے تائیدی انداز میں سر ہلا گئی تھی۔ فہیم نے اس دن کے بعد بھی شادی کی تاریخ رکھتے ہی فاریہ سے بات کرتے معاملہ سلجھانا چاہا تھا لیکن وہ تو جیسے اس کے ہاتھ ہی نہیں آرہی تھی ناجانے ان دو ساکوں میں اسے کونسے پر لگ چکے تھے۔ فہیم کو شدت سے اس پرانی فاریہ کی یاد ستائی تھی۔ انابی سے اسے خبر ملی تھی کہ اس نے شادی کی بات پہ خوب رولا مچایا ہوا ہے وہ تو شادی سے انکار کررہی ہے جسے سن کر شدید اشتعال اس میں سمٹ آیا تھا وہ تن فن کرتا اس کے کمرے میں پہنچا تھا لیکن اس دن اس نے دروازے کو اندر سے بند کرتے اس کے طیش کو مزید ہوا دی تھی لیکن آج پھر اس کی وہی حرکت کا ملاحظہ کرتے فہیم سے رہا نہ گیا تبھی لاؤنج میں بیٹھے باتوں میں مصروف افراد سے معذرت کرتا اس کے کمرے کی جانب چل دیا تھا کیونکہ اب براہ راست بات کرنا بے تحاشہ ضروری ہوچکا تھا۔ اس نے باہر پہنچتے ہی ہولے سے دروازہ بجایا اور خود پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا وقتاً فوقتاً اس کی نگاہیں پورے گھر میں گھومنے میں مصروف تھی۔ اسے یہ ماننا پڑا تھا کہ گزرے دو سالوں میں گھر کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

"کم ان۔"

اندر سے آنے وکی فاریہ کی مترنم مصروف آواز پہ وہ مشکل ہی دل سنبھالتے دروازہ واں کرتے اندر داخل ہوا تو وہ زمین پہ نیم دراز پیپر پہ کسی سکیچنگ میں مصروف تھی۔ گلابی رنگ کا ٹراؤذر شرٹ پہنے جس پہ مکی ماؤس بنے ہوئے تھے۔اس کا بچوں والا لباس دیکھتے اسے بے تحاشہ ہنسی آئی تھی۔اس نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے بے خبر اپنے کام میں مصروف اس کی جانب قدم بڑھائے جس نے اپنے لمبے گھنے بالوں کو اونچی پونی میں قید کیا ہوا تھا۔لامبی پلکیں سایہ فگن تھی جبکہ لب دھیمے دھیمے کچھ گنگنارہے تھے۔اس نے ہولے سے گلہ کھنکھارتے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تو فاریہ کے حرکت کرتے ہاتھ بے ساختہ تھمے اس نے پنسل ایک جانب رکھتے ٹھٹھک کر نگاہیں اوپر اٹھائی تھی لیکن اپنے سامنے کھڑے فہیم کو دیکھتے اس کی سیٹی اگلے ہی لمحے گم ہوئی تھی اس نے ہڑبڑاہٹ میں جلدی سے بک بند کرتے اپنے ڈوپٹے کی تلاش میں نگاہیں گھمائی تھی۔شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔اس کے سامنے بغیر ڈوپٹے کا تصور ہی اس قدر شرمندگی سے بھرپور تھا۔

"اتنا ہڑبڑا کیوں رہی ہو شوہر ہوں میں آپکا۔آپ کو ہر طرح سے دیکھنے کا حق ہے مجھے۔"
فہیم نے سنجیدگی سے بولتے بھنویں اچکائی تھی لیکن لہجہ لو دیتا تھا۔ اس نے گہری بولتی نگاہوں سے سرتاپا اس کا جائزہ لیا اس کی بات پہ فاریہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ نرمی بھرے تاثرات رقم تھے اور وہ سمجھ چکی تھی کہ ایسا کیوں ہے۔
"آپ رات کے اس پہر ایک لڑکی کے کمرے میں بنا کسی اجازت کے کیا کر رہے ہیں۔"
وہ اس کی بات کو سرے سے ہی نظرانداز کرتے ڈوپٹے کی فکر چھوڑتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی جرح کرنے کے موڈ میں بولی۔چہرے پہ سرد پن خود بخود عود آیا تھا۔فہیم نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکاتے اس کے سینے پہ بندھے ہاتھوں کو ایک جھٹکے سے کھولا تھا اس کے ہاتھوں کا لمس اپنے ہاتھوں میں محسوس کرتے وہ جی جان سے کانپی تھی۔
"وہ لڑکی میری بیوی ہوتی ہے،فہیم شاہ کی زندگی ہوتی ہے اور اس کے کمرے میں آنے کیلیے مجھے کسی کی بھی اجازت درکار نہیں ہے خاص طور پہ آپکی کیونکہ میری ہاں میں ہی آپکی ہاں ہوتی ہے اور اگر میرا یہاں آنے کو دل چاہے گا تو آپکو بھی میری ہاں میں ہاں ملانی ہوگی مائنڈ اٹ مائین ملکی۔"

وہ اس کی کلائیوں کی نبض کو ہولے سے سہلاتے گھمبیر پرتپش لہجے میں گویا ہوا تو فاریہ کی جان پر بن آئی۔اس نے حلق تر کرتے فہیم کی جانب دیکھا جو محبت بھری نگاہوں سے اس کا سہما سہما چہرہ تک رہا تھا۔

"مجھے اس وقت آپ سے کوئی بات نہیں کرنی آپ جائیں یہاں سے۔"

وہ اس کے ہاتھ ذور سے جھٹکتی تلخی سے بولی۔اس کے سامنے ہونے سے وہ کمزور پڑنے لگتی تھی جو وہ قطعی نہیں چاہتی تھی۔وہ بھی بار بار اس کی نگاہوں کے سامنے آتے ناجانے کیا جتانا چاہتا تھا۔

"شادی سے انکار کیوں کررہی ہو۔"

وہ بھی اب تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے مدعے کی بات پہ آیا تھا۔چہرے پہ کرختگی چھاچکی تھی۔فاریہ نے نگاہوں کا ذاویہ بدلا۔

"میری مرضی۔"

وہ اپنی سکیچنگ کی چیزیں اٹھا کر شیشے کی میز پہ رکھتی ہٹ دھرمی سے گویا ہوئی تو فہیم نے بے ساختہ اس کے انداز پہ دانت پیسے تھے جس کی کوئی کل اسے سیدھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

فاریہ مجھے غصہ مت دلاؤ چپ کر کے بتاؤ کہ کیا مسئلہ ہے لڑائی جب میرے ساتھ ہے"

"تو اس سب میں گھر والوں کو پریشان کیوں کر رہی ہو آپ۔

اب کی بار وہ سخت لہجے میں بولا تو اس کے لہجے پہ فاریہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا جو وہ کسی پہ ظاہر کرنے سے پہلے حلق میں اتار گئی تھی۔

اس فاریہ کو بھی تشکیل دینے والے آپ ہی ہیں میں شوق سے ایسی نہیں ہوئی مجھ"

"پہ دباؤ ڈالا گیا ہے آپ کی طرف سے۔

وہ پھاڑ والے انداز میں گویا ہوئی تو فہیم نے ہونقوں کی طرح اس کی سمت دیکھا۔فاریہ نے ناگواری سے سر جھٹکا تھا۔

اور رہی بات آپ سے ناراضگی کی تو میں سب جانتے بوجھتے کیسے شادی کیلیے حامی"

"بھرلوں وہ بھی آپ کے ساتھ۔

وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ فہیم نے بے بسی سے اپنا سر مسلا تھا اس دوران وہ اپنا ڈوپٹہ صوفے سے اٹھاتے اپنے اطراف میں اوڑھ چکی تھی۔ فہیم نے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

"چپ کر کے شادی کیلیے حامی بھر لو ورنہ پھر میں رخصتی کے بغیر ہی ہسبینڈ وائف کی طرح رہنا شروع کردوں گا۔ اب یہ آپ پہ منحصر ہے کہ آپ کیا چاہتی ہو۔ مجھے تو کوئی مسئلہ درکار نہیں۔"

وہ کندھے اچکاتے ہوئے معنی خیزی سے بولا تو فاریہ نے اس کی بات کا مفہوم سمجھنے کی کوششوں میں پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں ابھی انابی آپی کو بتاتی ہوں کہ آپ ایسے کہ رہے ہیں۔"

اسے خود تو سمجھ نہیں لگی البتہ اس کی بات پہ وہ تنک کر بولی۔ اس کے لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ابھی بھی اس بابت کچھ نہیں جانتی۔ فہیم اپنا سر پیٹ کر رہ گیا تھا۔ سونے پہ سہاگہ اس کی انابی آپی کی رٹ کس پھپھے کٹنی کے پاس وہ اپنی معصوم بیوی کو چھوڑ گیا تھا جس نے نا جانے اسے کیا بنا دیا تھا۔

فہیم نے کچھ سوچتے چمکتی آنکھوں سمیت اسے اپنی سمت کھینچا تھا اور اس کی مومی انگلیوں میں اپنی مضبوط انگلیاں پھنسائی تھی۔

"ہسبیڈ وائف کی باتیں پرائیوٹ ہوتی ہیں وہ سب سے نہیں کرتے اوکے۔باقی جو بھی ناراضگی ہے میری جان کی مجھ سے وہ ایک کاپی پہ لکھ لے۔میں تفصیل سے سن کر اپنے انداز میں جواب دوں گا۔"

وہ اس کی صبیح پیشانی کو اپنے لمس سے مہکاتا ہوا فاریہ کا دل دھڑکا گیا تھا۔ فاریہ نے آنکھیں موندتے جیسے اس کی موجودگی کو محسوس کرنا چاہا تھا اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی مضبوط حصار میں آگئی ہو۔وہ اس کی قید میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔باقی باتیں تو ویسے بھی اس کے سر سے گزر گئی تھیں۔فہیم نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کے قندھاری گالوں کو سہلایا تھا۔فاریہ کی پلکیں سرخ عارض پہ سایہ فگن ہوئی۔اس نے بھی اب یہ مزاحمت بلکل ترک کردی تھی۔فہیم اس کی ادا میں مسرور ہوتے بے اختیاری کے عالم میں جھکا اور اس کے گالوں کو ہولے سے اپنے لمس سے مزین کرتے پیچھے ہوا۔فاریہ اس کی حرکت پہ لرز کر رہ گئی تھی۔اس نے اپنا خشک ہوتا

حلق تر کرتے ذرا سی پلکیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جو پرشوق نگاہوں سے اسے ہی تک رہا تھا۔

میرے پاس ذرا بڑی ہوکر آنا بہت حساب چکتا کرنے ہیں اور اب آپکو اتنے قریب سے" "دیکھ کر صبر تو ایک ناممکن سی چیز ہے۔

وہ ہولے سے اس کی ناک دباتا پیچھے ہوا تو فاریہ نے سرخ چہرے سمیت شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا تھا۔فہیم نے ذرا سی نگاہیں پھیرتے میز پہ رکھی سکیچنگ بک کی جانب دیکھا جس پہ ابھی وہ کوئی کام کررہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ بڑھاتے اسے چھوتا فاریہ نے اسے سرعت سے ٹوک دیا تھا۔

"اوئے۔"

اس کے ٹوکنے کا انداز ہی ایسا تھا کہ فہیم کے ماتھے پہ شکنیں نمودار ہوئی۔اس نے آنکھوں میں سرد پن لیے اس کی جانب دیکھا تو وہ اپنی ہی خودساختہ حرکت پہ سٹپٹا کر رہ گئی۔

میرا مطلب آپ جائیں یہاں سے۔ کسی کی چیزوں کو ہاتھ پوچھے بغیر نہیں لگانا چاہیے اور"
اب مہربانی فرما کر وہی سستا سا ڈائیلاگ مت جھاڑیئے گا کہ میری بیوی کی چیزیں ہیں میں
"کچھ بھی کرسکتا ہوں بہت بوریت محسوس ہوتی ہے۔ سستے عاشقوں والا ڈائیلاگ۔
وہ اس کی صاف ستھری کرتے باہر کا راستہ دکھاتے ہوئے بولی تو فہیم نے ضبط سے
مٹھیاں بھینچی تھی۔ کنپٹی کی رگیں باہر کو ابھر آئی تھی لیکن وہ ابھی فلحال اسے کچھ کہنا
نہیں چاہتا تھا۔

"یہ تو کچھ دنوں تک آپ پہ واضح ہوجائے گا کہ یہ عاشق آپ کو سستا پڑتا ہے یا مہنگا۔"
وہ بھاری لہجے میں بولا لیکن جواب میں اس نے باہر کی جانب اشارہ کیا۔

آپ ایک بار میرے ہاتھ لگو ذرا پرانی فاریہ بنا ڈالوں گا۔ کم از کم بات تو سنتی تھی اپنے"
دوست کی اب تو نا جانے کونسی دنیا کی ڈان بنی پھر رہی ہے۔ سارے پر کاٹ ڈالوں گا جن
"کی مدد سے ہواؤں میں اڑ کر مجھے تگنی کا ناچ نچانے کی کوششوں میں ہیں۔
وہ اپنے منہ پہ بند ہوتے دروازے کو شربار نگاہوں سے گھورتے دل ہی دل میں فاریہ
سے مخاطب تھا۔

اسی طرح بالاخر شادی کا دن بھی آپہنچا تھا۔ صبح سے ہی سب افراتفری میں کام کرنے میں مصروف تھے۔ فنکشن کا انتظام گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔ فاریہ نے اس دن کے بعد خاموشی سے رضامندی دے دی تھی۔ سب کو اس کے اچانک خاموش ہوجانے پہ تجسس نے تو آن گھیرا تھا لیکن کسی نے پوچھنا گوارا نہیں کیا۔ ابھی بھی لان کو سرخ پھولوں سے خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ فاریہ کو تو ویسے بھی وہ پھول کچھ زیادہ ہی پسند تھے تبھی وہ تو اڑتی ہی پھر رہی تھی۔ اسے فلحال شادی کے بابت کوئی دلچسپی نہیں تھی کیونکہ اس کے لحاظ سے تو وہ فہیم سے ناراض تھی۔ سجاوٹ کا خاص خیال رکھا گیا تھا سب نے اس شادی پہ ہی سب شوق پورے کیے تھے کیونکہ شاہ ولا کی آخری شادی تھی تبھی سب لوگ زیادہ ہی پرجوش تھے۔ لان کو شروع سے ہی برقی قمقموں اور لڑیوں سے سجایا گیا تھا۔

اسی روشنی کی بدولت رات میں بھی کا منظر واضح معلوم ہورہا تھا۔ محرم عزہ وغیرہ اپنی تیاری مکمل کرتے اذلان شاہ اور عفان شاہ کے ساتھ مہمانوں کو رسیو کرنے میں محو تھے۔ مازہ پہلے ہی شاہ ولا آچکی تھی۔

"جلدی کرو لڑکیوں وہ لوگ آنے ہی والے ہونگے۔ کونسا میلوں دور گھر ہے۔ جاؤ لیزے اور مازہ تیاری مکمل کرو اپنی۔"

محرم نے ان دونوں کو کچن میں مصروف دیکھ ڈپٹنے والے انداز میں کہا تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلاتے کمرے کی جانب چل دی۔ مازہ نے اپنے کمرے کا رخ کیا جبکہ لیزے نے اپنے۔ حورین تو سو رہی تھی البتہ لیان کمرے میں ادیان کے پاس تھا تبھی وہ پرسکون تھی۔ وہ کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتی جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ اس نے صدمے کی کیفیت میں بیڈ کے پاس زمین پہ دیکھا جہاں لیان پوری شان سے بیٹھا لوشن زمین پہ گرائے اسے چکھنے میں مصروف تھا۔ وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس کے قریب پہنچی اور اس کے ہاتھ سے لوشن لیتے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھا تھا۔

"لیان یہ کیا حرکت ہے۔ بابا کہاں ہیں آپکے۔"

اس نے اس کے منہ پہ ہولے سے تھپڑ لگاتے غصے سے استسفار کیا تو پہلے تو وہ دو منٹ رونے والے انداز میں لب پھیلائے اسے دیکھتا رہا معاً ایکدم سے وہ چیخیں مار کر رودیا۔ لیزے جو ادیان کی تلاش میں طائرانہ نگاہ دوڑا رہی تھی اس کے گلہ پھاڑ کے رونے پہ ہڑبڑاتے ہوئے ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور جھٹ سے اسے اپنی گود میں لیتے جھلانے لگی۔

اس کی آواز پہ گلاس ڈور میں فون میں مصروف ادیان بھی سرعت سے اندر داخل ہوا تو اسے لیزے کی گود میں روتا دیکھ بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچا تھا۔

"کیا ہوا اسے۔"

اس نے پریشانی سے لیزے سے استسفار کرتے اس کی جانب ہاتھ پھیلائے لیکن اس کے جانے سے قبل ہی لیزے نے اسے دور کردیا تھا۔

"آپ جائیں یہاں سے آفس جائے آفس کے کام کریں گھر کرنے ہی کیا آتے ہیں میں تو کہتی ہوں آفس گھر میں ہی کھول لیں۔

وہ اس کی لاپرواہی پہ دانت پیستے ہوئے بولی تو ادیان نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اس کا منہ اور ہاتھ کیوں اتنے گندے ہیں۔"

اس نے لیان کے بال سنوارتے سنجیدگی سے استسفار کیا جس نے منہ پہ اور ہاتھوں پہ اچھا خاصہ لوشن ملا ہوا تھا۔لیزے نے اس کی بات پہ تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کمرے میں کون تھا۔"

اس نے کڑے تیوروں سمیت سوال کیا تو ادیان نے بے ساختہ خود کی جانب اشارہ کیا۔

"میں تھا اور کون تھا۔"

اس نے ماتھے پہ بل ڈالتے جواب کیا۔

"نہیں نا آپ اکیلے نہیں تھے یہ سپوت بھی تھے آپ کے جنہیں آپ فراموش کر چکے تھے اور یہ اپنے منہ پہ لوشن ملنے کا فریضہ بھی سرانجام دے چکے ہیں۔

وہ جلے کٹے دل کے ساتھ بولی تھی جس نے اپنے کپڑوں کا بھی اچھا خاصہ ستیاناس مارا ہوا تھا۔

''میں سمجھا نا جانے کیا ہوگیا ہے جو میرا چھوٹو سا بے بی اس قدر ناراض ہورہا ہے۔''

وہ لیان کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر اس کے ماتھے پہ محبت بھرا بوسہ دیتے ہوئے بولا تو لیزے اس کی حرکت پہ سٹپٹاتے سرخ چہرے سمیت اسے گھورنے لگی۔گھورا تو لیان نے بھی تھا لیکن اس کے گھورنے کی وجہ ان دونوں کی ہی سمجھ سے بالاتر تھی۔

''ماما بے بی نو لیان بے بی۔''

(ماما بے بی نہیں لیان بے بی ہے)

وہ ادیان کی طرح ہی ماتھے پہ بل ڈالتے ہوئے بولا تو ادیان نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھتے اسے باہوں میں بھرا تھا۔

''ادیان دیں مجھے آپ کے کپڑے گندے ہوجائیں گے۔''

لیزے جو اس کے صفائی پسند طبیعت سے واقف تھی اس کے غصہ ہونے سے خوف سے لیان کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی جو ابھی بھی غصے میں لگ رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوتا۔"

وہ لیزے کو بھی اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتا اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوا تو وہ نہارتی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

"ارے میرا بے بی کیوں ایسے غصہ کررہا ہے۔"

لیزے اس کا گال کھینچتی محبت سے بولی تو لیان نے غصے سے اس کی جانب دیکھا۔ادیان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اشارہ کیا تھا۔

لیان تو بابا ماما دونوں کا بے بی ہے لیکن ماما الویز کمز فرسٹ فار یور بابا میری جان۔آپ" "ہمارے بے بی اور ماما بابا کا چھوٹو سا بے بی۔

وہ اس کی ناک سے ناک رگڑتے سمجھانے والے انداز میں بولا۔لیان کو کچھ سمجھ تو نہ آئی البتہ وہ مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ گیا تھا۔مسکراتے ہوئے اس کے لب جس انداز میں پھیلے ادیان نے جگر جگر کرتی نگاہوں سے لیزے کی جانب دیکھا اور اس کے قندھاری گال پہ شدت بھرا لمس چھوڑا تھا۔اس کی بے شرمی پہ وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"یہ کیا تھا اور کس لیے تھا۔"

اس نے بظاہر مسکراتے ہوئے پوچھا ورنہ دل میں تو ابال اٹھ رہا تھا۔

"یہ اس ننھے سے وجود کو مجھے دینے کیلیے اور مجھے یہ احساس دلانے کیلیے کہ لیزے نے ادیان کو مکمل کیا ہے۔اس کی جو مسکراہٹ ہے وہ اس نے میرے چھوٹو سے بے بی سے چرائی ہے تبھی اس کا کریڈٹ سارے کا سارا تمہیں جاتا ہے۔"

وہ ایک بار پھر یہ بولتے اس مسمرائز کرگیا۔لیزے نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جس نے گزرے سالوں میں اسے یہ بخوبی بتادیا تھا کہ وہ ادیان شاہ کیلیے کیا اہمیت رکھتی ہے۔

"چلیں اب یہ سب باتیں چھوڑیں اسے مجھے دیں اور آپ چینج کرلیں میں اتنی دیر میں اسے تیار کردیتی ہوں۔"

وہ اس کی ہاتھ سے لیان کو تھامتے ہوئے بولی تو ادیان اثبات میں سر ہلاتے واشروم کی جانب بڑھ گیا لیزے بھی لیان کے ساتھ مصروف ہوگئی تھی۔

"ماشاءاللہ کس قدر حسین لگ رہی ہو تم دونوں۔"

مازہ ان دونوں کی تھوڑی محبت سے چھوتی ہوئی بولی تو انابی تو اس کی بات پہ دلکشی سے مسکرادی تھی جبکہ فاریہ نے سپاٹ نگاہوں سے سب کی جانب دیکھا تھا۔

انابی ڈیپ سرخ رنگ پہ ٹیل گاؤن پہنے سر پہ سیٹ کیے گئے ہلکے کام والے ڈوپٹے میں میک اپ ڈریس کی مناسبت کے لحاظ سے کیا گیا تھا وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی جبکہ فاریہ نے بھی اسے کے جیسے گہرے رنگ کی لہنگے کے ساتھ گھٹنوں کو چھوتی فراک پہنی تھی۔ڈوپٹہ سلیقے سے سر پہ سیٹ کیے وہ واقعی دمک رہی تھی۔فاریہ جس نے آج تک میک اپ کی کوئی چیز استعمال میں نہیں لائی تھی ہلکے پھلکے میک اپ میں ہی اس کا حسن نکھر کر سامنے آیا تھا۔مازہ کی بات کی تائید اندر آتی لیزے نے بھی بھرپور انداز میں کی تھی جو سیاہ رنگ کے گھٹنوں کو چھوتے فراک ساتھ شرارہ زیب تن کیے بالوں کو کرلز ڈالے گھر کی بڑی بہو ہونے کا حق ادا کررہی تھی۔ان سب نے ساتھ ہی اس کی تعریف بھی کرڈالی تھی۔مازہ نے بھی لیزے جیسا ہی لباس زیب تن کیا تھا ان دونوں نے انابی کی شادی کیلیے تقریباً ایک جیسی ہی شاپنگ کی تھی۔حورین جو انابی کے

پاس ہی کھڑی اس کے ساتھ سیلفی لے رہی تھی بے ساختہ اس کا اور فاریہ کا گال چوم گئی۔

"فاریہ تو سچ میں پہچانی نہیں جارہی آج تو فہیم بھائی گئے۔"

لیزے اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے معنی خیزی سے بولی تو ناچاہتے ہوئے بھی اپنا لہو ہوتا چہرہ جھکا گئی تھی۔

چلو بھئی ہم تو انابی اور فاریہ کے سیاں جی کو خوش آمدید کہ کر آتے ہیں تم دونوں"

"پرسکون رہو اور فاریہ جلدی سے وہ چوڑیاں پہن لو۔

مازہ نے حورین کو گود میں اٹھانا چاہا ہی تھا معاً لیزے نے اس کی طبیعت کا خیال کرتے اسے گود میں اٹھالیا تھا۔مازہ تشکر سے اسے دیکھتی باہر کی جانب چل دی۔فاریہ بھی افراتفری میں اپنا کام کرنے میں محو ہوچکی تھی۔

ان سب نے چیدہ چیدہ رشتہ داروں کو ہی بلایا تھا سب اس وقت شاہ ولا کے لان میں موجود خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

کچھ ہی دیر میں لڑکے والوں کا استقبال شاندار طریقے سے کیا گیا تھا شادی چونکہ خاندان میں ہی تھی تو ان کی جانب سے بھی رشتہ دار کم کم ہی تھے۔عفان شاہ نے روشانے کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہماس کو گود میں اٹھا لیا تھا البتہ لیان ازلان شاہ کی گود میں تھا۔ادیان بھی بلیک رنگ کا کرکراتا کرتا شلوار زیب تن کیے اس پہ بھورے رنگ کی شال اوڑھے اپنی سحر انگیز شخصیت کی بدولت پورے ماحول پہ چھایا ہوا تھا۔رائم نے اس کے گلے ملتے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"مازہ تم سکون سے بیٹھ جاؤ۔ہم دیکھ لیتے ہیں۔"

روشانے نے اسے تھامتے پاس رکھی چیئر پہ بٹھایا تھا تو پاس بیٹھی منتہا نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔مازہ بھی اسے دیکھتے ہولے سے مسکراتے حجاب سے حال احوال پوچھنے میں مصروف ہوگئی۔لیزے اور روشانے نے سب کچھ سنبھال لیا تھا۔فہد اور فہیم دونوں اپنی پرکشش شخصیت سمیت پوری شان سے صوفوں پہ براجمان اپنی اپنی قیمتی متاع جان کے محو انتظار تھے۔وہ دونوں کریم کلر کی شیروانی میں ملبوس تھے جس پہ ڈل گولڈ کلر کا کام ہوا تھا۔فہد تو پھولے نہیں سما رہا تھا کس قدر مشکل تھا یہ

سفر لیکن اس سفر میں جتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اختتام اتنا ہی خوبصورت ہوتے ساری تلخیوں کو دھو گیا تھا۔اس نے مسکراتے ہوئے فہیم کی جانب دیکھا تو وہ انگوٹھے کی مدد سے اسے بیسٹ آف لک کہ گیا تھا۔

"بڑی تمنا تھی دل میں کہ آپ دونوں کے درمیان میں ہوتا لیکن میری تمنا تمنا ہی رہی ہے منتہا کا روپ نہیں دھاڑ سکی۔"

عین اسی لمحے ربان جو ان دونوں کو اشاروں میں باتیں کرتے دیکھ رہا تھا ان کے قریب آتے ٹھنڈی آہ بھر کر بولا تو وہ دونوں مسکراہٹ دباتے سر جھٹک گئے تھے۔

"اس قدر ظلم مجھ معصوم پہ خود تو دونوں شادستان کے سفر پہ نکل چکے ہو اور مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں سنگلستان میں ہی رہ جاؤں گا کتنی خواہش تھی منگلستان میں تم لوگوں کے ساتھ ہی داخل ہوجاؤں لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ تیری ہی بددعاؤں کا نتیجہ ہے۔"

وہ مصنوعی آہیں بھرتے آخر میں ضرار کی جانب اشارہ کرتے دانت پیستے ہوئے بولا تو اس نے بھی جواباً فخریہ انداز میں کالر اچکائے تھے۔

"اب میرے ساتھ بھی تو کوئی ہونا چاہیے نہ۔"

ضرار نے فوراً ہی صائم خان کا خیال کرتے معصومیت کا لبادہ اوڑھا تھا۔جبکہ ربان ان سب کی آمد سے انجان تھا۔

"بچو تو دیکھی بچے تو میرے ہی ہونگے پہلے۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا تھا۔ایان جو ان سب کے ساتھ موجود تھا اس کی بات پہ تلملا کر رہ گیا جس میں نا تو کوئی شرم تھی نہ حیا۔فہد اور فہیم ایان کے بدلتے تیور دیکھتے بڑی مشکل سے قہقہہ ضبط کیے ہوئے تھے۔

"اپنی اس بیہودہ گفتگو کو کمرے تک محدود رکھیں۔"

ادیان شاہ کی سرد آواز پہ ربان ہڑبڑاتے ہوئے جھٹکے سے رخ موڑتے ان سب کی جانب متوجہ ہوا تھا جبکہ باقی سب اس کا سپید پڑتا چہرہ دیکھ چہری جھکائے مسکراہٹ دبا گئے تھے۔

ہمارے گھر کے بچے ساری ہے ایسے منہ پھٹ ہے ان میں ویسے کچھ بڑے بھی" شامل ہیں۔"

اذلان شاہ نے ربان کی بات پہ لطیف سا طنز کیا تھا تو وہ مزید خجل ہوگیا۔احد نے حیرت سے ان کا انداز دیکھا تھا معاً سب کو ہنستا دیکھ وہ اس کا بھی فہمائشی قہقہہ ابل پڑا۔

جی جی پھپھا میں اچھے سے جانتا ہو ان بزرگ لوگوں کو جن میں فہرست عفان پھپھا اور "

"ایان پھپھا ہیں۔

رائم نے دانت نکوستے برجستہ جواب دیا تو وہ دونوں ان کی بات پہ خجل سے ہوگئے۔معاذ خان نے شاباشی کے طور پہ اس کا شانہ تھپتھپایا تھا اور صائم خان نے اس کی بات پہ اسے ایک ذبردست گھوری سے نوازا۔

"چلو جلدی کرو لڑکیوں کو لے کر آؤ باہر تاخیر مت کرو۔"

محرم اور پریشے نے بیک وقت عزہ حجاب کو مخاطب کیا تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلاتے ان کے کمرے کی جانب چل دی۔آیت لیزے اور روشا نے پہلے ہی ان کے کمرے میں موجود تھیں۔

چند ہی پل بعد آیت اور عزہ کے ہمراہ وہ نیچے لان کے شمالی جانب بنی مصنوعی آبشار کے قریب بنائے چھوٹے سے اسٹیج کی جانب بڑھے تھے۔سب مہمانوں نے گردن موڑتے

ستائشی انداز میں ان کی جانب دیکھا تھا چہرہ تو البتہ جالی دار کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا لیکن باقی چیزیں دیکھنے سے بخوبی اندازہ ہورہا تھا کہ وہ کس قدر حسین لگ رہی ہونگی۔

سٹیج پہ بیٹھے فہیم اور فہد جو انھی کے محو انتظار تھے اپنی اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔عزہ اور روشا نے انابی کو فہد کے قریب لاتے کھڑا کیا اور شرارتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"چاہیے یا لے جائیں واپس۔"

روشا نے بھنویں اچکاتے شریر انداز میں استسفار کیا تو احد نے بے ساختہ اسے وقت کا احساس دلایا تھا۔

ایسے ہی لے جائیں ہم اٹھا کر لے جانے کی بھی ہمت رکھتے ہیں۔پھر نہ کہیے گا کہ" "بے شرم تھا ساری حدود پھلانگ گیا۔

وہ بھی جواباً اپنے ازلی انداز میں مسخرے پن سے گویا ہوا۔انابی اس کے جواب میں دھڑکتے دل سمیے چہرہ جھکا گئی تھی۔ معاذ خان نے اس بے ساختہ اس کا کان پکڑ کر مروڑا تھا۔

"یار ڈیڈ کوئی تو عزت رہنے دیں دولہا تو آج تو۔"

منہ بناتے ہوئے بولا تو روشانے نے خود ہی آگے بڑھتے اسکا نرم و نازک ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھمایا تو فہد نے سکون سے اسے اوپر چڑھاتے اپنے مقابل کیا تھا۔ان کے بیٹھتے ہی لیزے محرم اور آیت فہیم کی جانب متوجہ ہوئے۔

"لے بھئی فہیم بھائی آپ کی امانت۔"

لیزے نے بھی شرارت آمیز لہجے میں کہا تو فہیم نے جگر جگر کرتی نگاہوں سے اپنی زندگی کی جانب دیکھا جو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ساتھ اس کی دھڑکنوں میں بستی جارہی تھی۔

"بہت نوازش لیزے اس عنایت کیلیے۔"

وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے جھکنے والے انداز میں بولتے اسے ایک اعزاز کی مانند قبول کرگیا تھا اور اسی لمحے وہ فاریہ کو اپنی اس ادا سے اپنا مزید اسیر کرگیا تھا۔

"اچھو۔"

لیان کی آواز پہ سب نے چونک کر نیچے دیکھا جہاں وہ اس کے لہنگے کو تھامتے کھینچ رہا تھا تاکہ اسے اٹھایا جائے۔فہیم نے دانت پیستے ہوئے اس آفت کی پریا کو دیکھا جسے وہ لوٹ

کر بارہا بار سمجھا چکا تھا کہ وہ اس کی چاچی ہے لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی سے بعض نہ آتے پکا پکا یہ ثابت کرگیا تھا کہ وہ ادیان شاہ کی اولاد ہے۔

"لان اپھو نو چاچی۔"

(لیان پھپھو نہیں چاچی)

ہماس کو فہیم کی پٹی اچھی طرح سے رٹی ہوئی تھی تبھی وہ سمجھداری سے بولا۔اس کی بات پہ منتہا نے چٹاچٹ اس کے گال چوم ڈالے تھے۔

"رائم اسے پکڑیں ذرا پلیز۔"

مازہ نے تھکے تھکے انداز میں بولتے اپنی گود میں چڑھی حورین کو رائم کے حوالے کیا تو رائم نے تفکر سے اس کی جانب دیکھا۔

"طبیعت ٹھیک ہے بلی۔"

وہ اس کے گال پہ ہاتھ رکھتا ہوا محبت سے بولا تو وہ تسلی آمیز انداز میں اثبات میں سرہلاگئی تھی۔

فہیم نے مسکراتی نگاہوں سے اس کا نوخیز سراپا آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے اس کی جانب اپنی مضبوط ہتھیلی پھیلائی تھی اس کی پھیلی ہتھیلی دیکھتے معاً کسی خیال کے تحت فاریہ کی نگاہیں چمک اٹھی تھی۔اس نے چور نگاہ اپنے اطراف میں ڈالتے سرعت سے لیان کو گود میں بھرلیا تھا۔سب ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھ رہے تھے جسے اپنے دلہاپنے کا بھی خیال نہیں تھا۔

"فاریہ گو می یور ہینڈ آئی ایم ویٹنگ فار یو۔"

فہیم نے دھیمے گھرے لہجے میں اسے باور کرایا تھا۔

"سوری آئی ایم لٹل بٹ بزی رائٹ ناؤ۔"

جواباً اس نے بھی بے نیازی سے دوبدو جواب دیا۔چہرہ اس کی پھیلی ہتھیلی کو دیکھتے سرخ ہڑریا تھا۔فہیم اس کی ہٹ دھرمی پہ ضبط سے گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔

فاریہ ہاتھ دو اسے وہ انتظار کررہے ہیں دلہن ہو کچھ تو خیال کرو۔سب تمہیں ہی دیکھ رہے ہیں۔"

لیزے نے دانت پیستے ہوئے اس کی کان میں سرگوشی کی تو فاریہ نے جھجکتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

میں کیوں شرم کروں شرم انہیں کرنی چاہیے نا سب کی موجودگی میں ہاتھ دیکھے کیسے "پھیلایا ہوا ہے۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی تو سب کی سرسراتی آواز لہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئے تھے معاً ادیان نے سنجیدگی سے لیان کو اس کی گود سے لیتے ہاتھ تھامنے کا اشارہ کیا تو وہ اپنا لرزتا چھوٹا سا نازک ہاتھ اس کی ہتھیلی پہ رکھ گئی تھی۔ فہیم نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے صوفے پہ بیٹھنے میں مدد دی تھی۔ فہیم نے اس کے قریب ہی جگہ سنبھالی تھی اس کا بازو فاریہ کے بازو سے مس ہوا تو وہ اچھل کر اس سے دور ہوئی تھی۔ فہیم نے پرتپش نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے اس کا ہاتھ تھامتے سہلایا تھا۔ وہ فلحال کچھ بول نہیں رہا تھا مگر اس کا ایک ایک انداز اس کی شدتوں سے آشکار کررہا تھا۔ فہیم ہولے ہولے اسے ریلیکس رہنے کی سرگوشی کرتے اس کا ہاتھ بھی سہلارہا تھا۔

انابی کے جگہ سنبھالتے ہی فہد جان بوجھ کر بار بار اس کی بازو سے بازو مس کرتا جس کی بدولت وہ جالی دار گھونگھٹ کے پیچھے سے ہی اسے ایک زبردست قسم کی گھوری سے نوازتی تھی۔ابھی بھی فہد نے جانتے بوجھتے اس کے کندھے سے کندھا ٹکرایا تھا اور یہی انابی کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

"اگر اب تم میرے ساتھ چپکے نا تو قسم سے اس درخت سے چپکا آؤں گی جتنی مرضی کھجلی کرنا اوپر نیچے ہوتے۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو فہد نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جسے کوئی لینا دینا نہیں تھا کہ وہ دلہن بنی بیٹھی ہے۔فہد من ہی من میں منہ بسور کر رہ گیا۔کچھ رسومات کے بعد رخصتی کا شور بلند ہوا۔

"چلیں بھئی اب ہمیں اجازت دیں پھر ولیمے کی تیاریاں بھی کرنی ہے۔"

معاذ خان نے سب سے اجازت چاہی۔انابی کے سر پ ڈوپٹہ ایک بار پھر سیٹ کیا گیا۔

عفان شاہ اور عزہ سے ملتے وہ محرم اور اذلان سے ملی اور باقی سب سے ملتے وہ فہیم کی جانب بڑھی اور دھندلی نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"میری بیوی کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے تم نے۔ فہد اسے کسی صورت نہ بخشنا۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تو انابی بھی نم نگاہوں سمیت ہنس دی تھی۔ فہیم نے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

"فہد خبردار جو میری بہن کو رلانے کی کوشش کی تو۔"

ادیان نے اس کے کچھ کرنے سے پہلے ہی فہد کے کان کھینچے تو وہ سر کھجا کر رہ گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ان سب کے محبت کے سائے میں اس گھر سے رخصت ہوگئی تھی جہاں وہ پلی بھری تھی۔ لیزے نے دھندلی نگاہوں سے ادیان کی جانب دیکھا تو وہ اس نے اسے اپنے شانے سے لگایا تھا۔

"ماما نو۔"

لیان اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے بے ساختہ بولا۔ ان دونوں کو بخوبی اندازہ ہوا تھا کہ شاید اسے بھی ادیان کی طرح اس کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ لیزے نے محبت سے اس کا گال چوما تھا۔

ویسے تمہیں روتا دیکھ میں بھی تو ٹوکتا تھا میرے ساتھ تو کبھی ایسا محبت بھرا مظاہرہ" نہیں کیا۔"

ادیان نے سرد مہری سے استسفار کیا تو لیزے نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جس کے تیور پل پل بدلتے رہتے تھے۔

"اہم اہم یہ پبلک پلیس ہے ایسی باتوں سے اجتناب برتیں۔"

رائم اور روشانے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالتے ان کے نزدیک آئے تو شرارت آمیز لہجے میں بولے تو ادیان نے قہر آلود نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا جبکہ لیزے سرخ چہرے سمیت وہاں سے فرار ہوئی تھی۔

پریشے کچھ دیر پہلے ہی اسے فہد کے کمرے میں بٹھا کر گئی تھی۔اس کے کشادہ کمرے کو دیکھتے انابی نے بے ساختہ وہاں سے اٹھتے پورے کمرے کا جائزہ لینے کا سوچا تھا۔وہ کمرے کی ایک ایک چیز کا تفصیلی معائنہ کررہی تھی۔جہاں ہر چیز اعلیٰ سے اعلیٰ تھی۔اس نے بے ساختہ اس کی چوائز کو سراہا تھا۔معاً بھوک کا خیال کرتے ہی اس نے

اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھا تھا۔سب نے کس قدر کہا تھا کہ کچھ کھالو لیکن اس وقت تو پریشانی میں کچھ کھایا ہی نہیں جارہا تھا لیکن اب بھوک کا احساس ایسا تھا کہ گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتا جارہا تھا لیکن فلحال وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی۔

"کاش کچھ کھا ہی لیتی۔پیٹ میں تو چوہے دور رہے ہیں۔شادی کا کھانا تھا مس کردیا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے ریلنگ سے نیچے جھانکتی جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔معاً کسی خیال کے تحت وہ اپنا لہنگا اٹھاتے کمرے میں داخل ہوئی تو روم ریفریجریٹر کو دیکھتی اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔وہ تقریبا بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی تو کمرے کے خاموش ماحول میں چوڑیوں کی کھنک نے ارتعاش پیدا کیا تھا۔ریفریجریٹر کھولتے ہی اس کی آنکھیں صدمے سے پھیل گئی تھی۔اسے اس میں مصروف فہد کے کمرے میں آنے کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔

فہد جو خوشگوار انداز میں کمرے میں داخل ہوا تھا اسے ریفریجریٹر پہ جھکا دیکھ اس کے چہرے پہ ناسمجھی در آئی وہ بھاری مضبوط قدم اٹھاتے اس کے نزدیک پہنچا اور اس کی پشت پہ جا کھڑا ہوا۔

"یہاں کیا کر رہی ہو تم۔"

اس کی بھاری آواز پہ انابی کے حرکت کرتے ہاتھ بے ساختہ تھمے تھے۔اس نے جھٹکے سے گردن موڑتے اس کی جانب شرربار نگاہوں سے دیکھا۔فہد نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی۔

"یہ کمرے میں کس لیے رکھی ہے۔"

اس نے دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے تنک کر پوچھا تو فہد نے ذرا سا ترچھا ہو کر فریج کی جانب دیکھا جس میں پانی کے سوا کچھ بھی موجود نہیں تھا۔فہد کو سارا معاملہ ایک لمحے میں سمجھ آ گیا تھا۔

"تاکہ آدھی رات کو بھوک لگے تو کچھ کھا سکیں۔"

اس نے کندھے اچکاتے بے نیازی سے جواب دیا تو انابی نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا۔

ہاں تو کیا ہے اس میں۔ کچھ بھی نہیں ہے اندر بندے کو بھوک لگی ہوتی ہے کیا"
کرے اب وہ۔ یہ تو وہ والا حساب ہوگیا کہ شوخوں کی طرح فریج تو کمرے میں رکھ لی لیکن
"اس میں کچھ رکھا نہیں۔

وہ پے در پے اسے باتیں سنا رہی تھی اور فہد دم سادھے اس کی باتیں سن رہا تھا جو
ناجانے کیا کیا سوچ کر آیا تھا اور وہ سب ملیا میٹ کرنے میں مصروف تھی۔اس کا دلکش
سراپا دیکھتے فہد کی آنکھوں میں خمار اترنے لگا۔اس سے پہلے کہ وہ اس کی کلائی کو جکڑنے
کی کوشش کرتا انابی نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ پہ تھپڑ مارا تھا۔

"ہاتھ مت لگانا مجھے چلو پہلے کچھ کھلاؤ مجھے۔"

وہ بے نیازی سے کہتی سکون سے صوفے پہ براجمان ہوگئی اور بڑی شان سے اپنے لہنگے
کو پھیلا لیا۔ فہد نے ضبط سے گہرا سانس خارج کیا تھا۔

"جی بتائیے ماہ رانی صاحبہ کیا پیش کروں آپ کی خدمت میں۔"

وہ بظاہر دانت پیستے ہوئے بولا لیکن لہجے میں آگ کی سی تپش تھی۔انابی نے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا تھا اس کے لہجے پہ۔دل ہی دل میں اپنی اداکاری کو اس نے خوب سراہا تھا۔

"مزے کا آرڈر کرنا کچھ ایک لارج پزا منگوا لینا اور ایک برگر ایک شوارما اور بوتل تو لازمی منگوانا اوکے۔بہت زوروں کی بھوک لگی ہے۔"

وہ اپنی ناک سے نتھ اتارتے سکون سے بولی لیکن فہد کے دل کی دنیا تہہ و بالا کرگئی۔اس نے سرعت سے نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا کیونکہ وہ ظالم اس کا امتحان لینے پہ تلی تھی۔

"اور میٹھے میں بیگم صاحبہ۔"

اس نے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی لیکن انابی بدک کر وہاں سے اٹھی تھی۔فہد کا دل خون کے آنسو رویا تھا کہ کس پاگل کے ساتھ محبت کر بیٹھا وہ۔

"امم میٹھے میں آئسکریم کرلینا اور وہ جو گاجر کا حلوہ بنا تھا نہ وہ بھی لے آنا تھوڑا سا۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت بھرے لہجے میں گویا ہوئی تو فہد نے اپنے ہاتھ مسلے تھے ورنہ انہی ہاتھوں سے اپنے بال نوچنے کو جی چاہ رہا تھا۔

"اور یہ سب کھائے گا کون۔"

وہ تنک کر بولا تو انابی نے چونک کر اس کی سمت دیکھا۔اس کی بات پہ ماتھے پہ شکنیں نمودار ہوئی تھی۔

"آرڈر کون دے رہا ہے۔"

اس نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی اور دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے۔فہد نے لو دیتی نگاہوں سے اس ہوش ربا کا انداز دیکھا تھا۔

"ظاہر سی بات ہے تم۔"

وہ نا سمجھی سے بولا تو انابی نے محفوظ کن مسکراہٹ سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو میں ہی کھاؤں گی نہ اب تمہیں تو دینے سے رہی۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولی تو فہد ایک اچٹتی نگاہ اس پہ ڈالتے موبائل کان سے لگاتے کمرے سے باہر نکل گیا۔اس کے جاتے ہی انابی نے صوفے پہ گرنے والے انداز میں بیٹھتے گہرے گہرے سانس بھرے تھے۔

"شکر ہے کوئی کارکردگی نہیں دکھائی اس نے۔"

وہ دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے تشکرانہ انداز میں بولی۔وہ جو اس کے سامنے اتنی ہمت سے بول رہی تھی اس کے جاتے ہی ہوا ٹائیٹ ہوچکی تھی۔

معاً اس کا موبائل رنگ ہوا تو اس نے چونک کر موبائل کی سمت دیکھا اور ایک نگاہ گھڑی پہ ڈالی تھی جو رات کے ساڑھے گیارہ بجارہی تھی۔اس نے فون اٹھایا تو روشانے کا نام جگمگارہا تھا اس نے سرعت سے فون کان سے لگایا۔

ارے میں بند کرنے ہی لگی تھی میرے دماغ سے ہی نکل گیا تھا لیزے کو کال"

"کرنے لگی تھی اور یہ ایک منٹ یہ تم نے کیسے فون اٹھالیا۔

اس کی جانب سے آتے تابڑ توڑ سوالات سے وہ ایکدم گھبرا گئی۔اب وہ اسے کیا جواب دیتی کہ وہ ان کے بھائی کو ہی تگنی کا ناچ نچا رہی ہے۔اس نے کھسیاتے بند دروازے پہ ایک نگاہ ڈالی کہ کہی وہ آ تو نہیں رہا۔

نہیں آپی بس وہ فہد کوئی ضروری کال سننے باہر گیا ہے تو مجھے پتا نہیں لگا کہ کیسے "

"اٹھالیا فون۔

اس نے بوکھلاتے ہوئے ٹیڑھی میڑھی وضاحت دی تو روشانے سے تاسف سے اس کی بات پہ سر ہلایا۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا ذہنی توازن خراب ہوگیا ہو۔

"خیر فون رکھو اور اپنے شوہر پہ دھیان دو فون بند کردو تاکہ کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔"

وہ اس کو ڈپٹنے والے انداز میں معنی خیزی سے بولی تو وہ سرخ پڑتی اثبات میں سر ہلا گئی۔

"اوکے میں رکھ رہی ہوں فون ہماس نے اچھا خاصہ تنگ کیا ہوا ہے۔"

اس نے عجلت میں بولتے فون کاٹ دیا جبکہ انابی اب فون ہاتھ میں پکڑے بے چینی سے اپنے ہونٹ چبارہی تھی۔کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد فہد ان سب چیزوں سمیت

کمرے میں داخل ہوا تو انابی کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی ان سب چیزوں کا انتظام کرلے گا۔اسے اپنی ہی حرکت پہ افسوس ہوا تھا کہ کیوں اس نے اس کی شادی کے دن یہ کام کرایا۔

"یہ لو یہ سب رکھا ہے جو کھانا ہے جلدی کھاؤ اور انرجی پیدا کرو خود میں۔"

وہ معنی خیزی سے بولتے آئینے کی سمت متوجہ ہوا تو انابی نے چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے شاپنگ بیگ کھولا تھا۔کھانے کی اشتہا آمیز خوشبو نے اس کی تھکے تھکے اعصابوں پہ بہترین اثر ڈالا تھا اس کی بھوک چمک کر دوبالا ہوگئی تھی۔وہ ساری تمیز بھاڑ میں جھونکتے لہنگے تھام کر بیڈ پہ چڑھ کر سکون سے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی تو فہد نے اس کی حرکت پہ مسکراہٹ دبائی تھی جو ہر چیز کو اشتیاق سے دیکھتی اسے بلکل بچی لگی تھی۔وہ پرشوق نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا جو اب بڑے سکون سے برگر کا بائیٹ لیتے ساتھ ہی بوتل پی رہی تھی۔وہ ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے وارڈروب کی سمت متوجہ ہوا اور اپنے لیے آرام دہ سوٹ نکالتے واشروم کی سمت چل دیا تاکہ وہ سکون سے بغیر کسی

جھجھک کے کھالے۔واشروم کا دروازہ بند ہونے کی آواز پہ انابی کو ہوش آیا تھا لیکن وہ ایک بار پھر سب کچھ جھٹکتے کھانے کی جانب متوجہ ہوچکی تھی۔

"ویسے میرا خیال ہے تم اچھا خاصہ وقت برباد کرچکی ہو اپنا بھی اور میرا بھی۔"

فہد نے ایک طنزیہ نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔انابی نے سست پڑتی دھڑکن سمیت اس کی جانب دیکھا۔معاً کمرے کے خاموش فضا میں موبائل کی آواز گونجی تو اس نے خوشگوار حیرت سے اس سکرین کی جانب دیکھا۔

"کیسی ہو ناہید۔"

اس کی کھلکھلاتی آواز پہ انابی کا ماتھا ٹھنکا تھا وہ سرعت سے سب کچھ بیڈ پہ ہی چھوڑتی تن فن کرتی اس تک پہنچی اور بے چین نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا تھا۔جب سے فہد نے ناہید کے ساتھ مل کر اسے بے وقوف بنایا تھا اس وقت سے انابی کو ایک دھڑکا ہی لگا رہتا تھا اس کی جانب سے۔ابھی بھی فہد اس کی بے چینی بھانپ گیا تھا لیکن وہ چاہتا کہ وہ بولے۔انابی سے مزید برداشت نہ ہوا تو جھپٹنے والے انداز میں اس سے موبائل لیتے آف کیا اور صوفے پہ پھینکا تھا۔

"تمہیں ذرا بھی خیال ہے کہ نئی نویلی دلہن یہاں تمہارے کمرے میں موجود ہے۔"

وہ اس کا کالر جھنجھوڑتے ہوئے آنکھوں میں نمی لیے شکایتی انداز میں گویا ہوئی تو فہد نے مسکراہٹ دبائی تھی کہ اب آیا نہ اونٹ پہاڑ کے نیچے۔

تو اس نئی نویلی دلہن کو اپنے نئے نویلے دلہے کا خیال ہی نہیں ہے تو کیا کیا جائے۔وہ" "خود ہی میرے پاس نہیں آرہی۔

وہ اسے ایک ہی جست میں اپنے حصار میں قید کرتے اس کے گال پہ جھولتی آوارہ لٹ کو پھونک مارتے بھاری گھمبیر لہجے میں بولا تو انابی کی لرزیدہ پلکیں سرخ عارض پہ جھکی تھی۔

"اب آتو گئی ہوں۔"

وہ بنا کسی کے تردد کے بولی لیکن اپنی ہی بات کا مفہوم سمجھتے وہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑگئی تھی۔اس نے بے ساختہ خود کو اس کے حصار سے آذاد کرانا چاہا تھا لیکن اب تو جیسے رہائی ناممکن سی چیز تھی۔

"تم اتنی ساری چیزیں اتنی جلدی کیسے لے آئے۔"

وہ سوال جو کافی دیر سے اس کے ذہن میں گھوم رہا تھا اس نے بالاخر تجسس کے مارے پوچھ ہی لیا۔

"بس ایک گارڈ رکھا ہوا تھا سب کچھ اس سے منگوالیا اور یہ تو بس چیزیں تھی آج کے دن تم کچھ بھی مانگتی تو یہ ناچیز وہ سب کچھ تمہارے قدموں میں ڈھیر کردیتا۔"

وہ والہانہ انداز میں بولتے اس کے چہرے پہ جھکا تھا اور اس کے دونوں گالوں پہ شدت بھرے انداز میں لب رکھے۔انابی نے جھجھک کر اس کے سینے پہ سر رکھا تھا۔

"اور ایسا کیوں۔"

انابی کو اس کے منہ سے اپنے کیلیے محبت کا اظہار سننا اچھا لگتا تھا تبھی اس کے شرٹ پہ انگلی پھیرتے دھیمے لہجے میں بولی تو فہد نے اس کی اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائی تھی اور ایک ہی جھٹکے میں اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔

"کیونکہ جس سے محبت ہو اسے پالینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کی تمام خواہشات کو سر آنکھوں پہ رکھنا اس کا احترام کرنا بھی اسی کے ذمرے میں آتا ہے اور میں ویسے بھی چاہتا

تھا کہ تم خود پہل کرو تا کہ مجھے کسی قسم کا گلٹ نہ رہے کہ میں نے تمہارے ساتھ کسی قسم کی زور زبردستی کی ہے۔"

وہ اس کی پیشانی پہ لب رکھتا اس کی ناک سے ناک جوڑتے مسحور کن لہجے میں اسے اس کی اہمیت باور کرارہا تھا اور جب ایک انسان آپ سے محبت سے زیادہ عزت سے پیش آئے تو ایک لڑکی کو کیا چاہیے۔انابی نے بھی ایک محبت بھری نگاہ اس پہ ڈالتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اس کی گردن کے گرد حائل کیے تھے۔فہد نے ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالتے اس کے ہاتھ کی پشت کو لبوں سے چھوا تھا۔

"یہ تمہارا منہ دکھائی کا تحفہ جانِ عزیز۔"

وہ اس کی کلائی میں انتہائی قیمتی بریسلیٹ پہناتے ہوئے محبت سے بولا۔تو انابی نے عقیدت سے اس کے جھکے سر کو دیکھا تھا کس قدر توجہ دے رہا تھا وہ اسے۔

"تھینک یو یہ بہت پیارا ہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی تو فہد نے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

"تم سے کم دلبر۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسے اس نام سے چڑ ہے۔لیکن انابی نے آج چڑنے کی بجائے کھلکھلاہٹ میں اس کا ساتھ دیا تھا اور اسی کھلکھلاہٹ نے اس دونوں کو اپنے گھیرے میں لیتے ایک نئی زندگی سے آشکار کرایا تھا۔

"ریلیکس رہنا اور جو بھی گلے شکوے ہو میری بیٹی کے آج ہی ختم کرلینا۔"

محرم نے فاریہ کی تھوڑی چھوتے محبت سے کہا تو وہ فقط اثبات میں سر ہلاگئی تھی۔آنکھیں حد درجہ سرخ ہورہی تھی۔لیزے اور عزہ نے بھی ان کی بات پہ زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ابھی ہی محرم اور آیت نے اسے اس رشتے کی بہت سی نزاکتوں سے آگاہ کیا تھا جس سے وہ بے خبر تھی۔ وہ جانتی تھیں کہ گھر کا کوئی فرد اسکے اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اس قسم کی کوئی بات نہیں کرتا تھا نا ہی کوئی ایسا تھا جو اسے ان ساری باتوں کے بارے میں بتائے لہذا انہوں نے ہی سب سے پہلے یہی کہا کہ اس لمحے وہ انکی بیٹی اور دوست ہے۔ جس کو وہ اس نئی زندگی کی رمزوں سے واقف کروانا چاہتی ہیں۔ابھی بھی وہ جانتی

تھی کہ وہ گھبرا رہی ہے لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ فہیم سمجھدار ہے اور خود ہی سب کچھ ہینڈل کرلے گا۔ابھی بھی وہ رو کر فارغ ہوئی تھی پوچھنے پہ اس نے یہی بتایا تھاکہ ماما بابا کی یاد آرہی ہے لیکن وہ سمجھتی تھی کہ ایسے موقعوں پہ اچھی بھلی لڑکی گھبرا جاتی ہے اور وہ تو پھر اس سب کے لحاظ سے چھوٹی تھی۔

ان سب کے جاتے ہی وہ اس کے کمرے میں طائرانہ نگاہ گھماتے اس کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔گزرے سالوں میں کمرے کی ہر چیز کو تبدیل کردیا گیا تھا اور اس کے جانے کے بعد وہ ایک بار بھی اس کمرے میں نہیں آئی تھی آج اتنے عرصے بعد وہ اس کمرے میں آئی تھی اور یہاں کی خوبصورتی کو دیکھتے وہ دل ہی دل میں سراہے بغیر نہ رہ سکی۔

اس نے وہاں سے نگاہ ہٹاتے اپنی ہاتھوں کی لکیروں میں دیکھتے اپنی زندگی کے گزرے لمحات کے بابت سوچنے لگی تھی۔کیسے ایک اندھیری زندگی سے نکلتے وہ ان مہربان لوگوں تک پہنچی تھی۔ان تلض یادوں کو ایک بار پھر سوچتے سمہتے اس کے وجود میں کپکپی سی طاری ہوئی تھی۔وہ یک ٹک جالی دار کپڑے سے نظر آتے اپنے بازوؤں پہ جلے ہوئے

نشانات کو دیکھ رہی تھی۔وہ بظاہر جتنی مرضی مضبوط بنتی اندر سے تھی تو وہ نازک اندام لڑکی ہی نا۔دروازے پہ ہونے والی آہٹ بھی اس کی سوچوں میں خلل نہ ڈال سکی۔ فہیم کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے جوں ہی اندر داخل ہوا اسے اپنی ہی سوچوں میں گم دیکھ وہ حیرت ذدہ سا اس کے قریب پہنچا لیکن اس کی نگاہیں اور انگلیاں اپنی کلائی میں موجود نشان پہ رقص کرتے دیکھ وہ لب بھینچ گیا تھا۔مطلب وہ ابھی بھی ان تلخیوں میں جی رہی تھی۔اس نے ہولے سے اس کے قریب ہی جگہ سنبھالتے گلہ کھنکھارا تو وہ چونک کر ہوش میں آئی اور اپنے سامنے بیٹھے فہیم کو دیکھتے اس کے چہرے کا رنگ سرعت سے فق ہوا تھا وہ حلق تر کرتی سیدھی ہوکر بیٹھی۔جب سے محرم نے وہ تمام باتیں اس سے کی تھی اس کے بعد تو اس کی ناراضگی کہی دور جاسوئی تھی۔اسے تو ناراضگی دکھانے کا کوئی حق نہیں تھا۔اسے تو اس کا شکریہ ادا کرتے نہیں تھکنا چاہیے تھا کیونکہ وہ اس جیسی داغدار لڑکی کو اپنی عزت بنارہا تھا اور وہ اسے ہی اکڑ کر دکھارہی تھی۔فہیم نے ہولے اس کا نرم و نازک ہاتھ تھاما تو اس نے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی بلکہ چہرہ جھکا گئی تھی تاکہ وہ اس کی آنکھوں میں لکھی تحریر نہ پڑھ لے جبکہ فہیم تو اس

کے یوں خاموشی سے بیٹھنے پہ حیرت ذدہ رہ گیا۔اسے تو لگا تھا کہ وہ چیخیں ناراضگی کا اظہار کرے گی لیکن اس کی جانب سے تو جامد خاموشی تھی۔

"ناراضگی ختم اب۔"

فہیم نے بے ساختہ تصدیق چاہی تو فاریہ نے دھندلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں بلکل بھی ناراض نہیں ہوں آپ سے۔"

وہ اپنے گال پہ بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تو فہیم نے حیرت سے اس کے آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے۔

"فاریہ کیا ہوا کیوں رو رہی ہو۔"

فہیم نے بے ساختہ تمام فاصلے مٹاتے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔

"مجھے آپ سے ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے نا میں تو گندی لڑکی ہوں۔"

وہ ہچکی بھرتے ہوئے بولی تو فہیم کو پریشانی نے آن گھیرا تھا کہ وہ ابھی تو ٹھیک تھی تو اچانک کیا ہوگیا۔لیکن اس کی بات پہ پیشانی پہ شکینیں بھی نمودار ہوئی تھی۔

"ایسا کیوں بول رہی ہو آپ۔کسی نے کچھ کہا کیا۔"

وہ سختی سے بولا تو فاریہ نے ایک سسکی بھری تھی۔

"نہیں مجھے خود پتہ چل گیا ہے۔"

وہ بچوں کی طرح منہ بناتے ہوئے بولی تو فہیم کے چہرے سے سختی سے عنصر اگلے ہی لمحے غائب ہوا تھا۔

بہت غلط پتا چلا ہے میں تو سمجھا تھا کہ میری فاریہ مجھے ناک و چنے چبوائے گی لیکن"

"یہاں تو بار بار وہ میرے دل پہ وار کررہی ہے۔

وہ اس کے آنسو صاف کرتے شکوہ کرنے والے انداز میں بولا تو فاریہ نے پھیلی آنکھوں سمیت اس کی جانب دیکھا تھا۔

"مطلب میں گندی نہیں ہوں۔"

اس کے چہرے پہ انوکھی سی چمک نے احاطہ کیا تو وہ چمکتی آنکھوں سمیت محبت سے گویا ہوئی تو فہیم نے بنا کسی تردد کے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"آپ کس کی فاریہ ہو۔"

اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے پیار سے پوچھا۔

"آپکی۔"

فہیم نے گویا اسے اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا تبھی وہ صرف اس کی آنکھوں میں دیکھتی جواب دے رہی تھی۔

"فہیم اچھا ہے یا برا۔"

اس نے اب کی بار تنقیدی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس کے اس جواب کا منتظر ہو۔

"میرے دوست سے اچھا تو کوئی بھی نہیں۔"

یہ بولتی وہ اسے وہی چھوٹی سی فاریہ لگی تھی اس نے متبسم نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا۔دل بے ایمانی پہ اکسا رہا تھا اس کا دو آتشہ روپ سونے پہ سہاگہ ملکیت کا احساس۔

تو پھر میری زندگی سے بھی اچھا کوئی نہیں۔اب آپ میرے ساتھ میرے نام سے" منسوب تو کوئی تلخ باتیں نہیں ہونگی اوکے۔نہ آپ کوئی پرانی بات کا ذکر کرو گی نا کوئی

"اور۔

اس نے کہتے ساتھ ہی اس کے بازو سے کپڑا ہٹایا تھا جہاں جلے کا نشان تھا۔اس کی انگلیوں کے لمس پہ کپکپاتے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی تھی۔ فہیم نے ہولے سے اس کی کلائی پہ موجود نشان پہ لب رکھے تھے۔فاریہ نے اس کی دہکتی سانسیں اپنے بازو پہ محسوس کرتے آنکھیں میچی تھی۔آنکھوں میں نمی سی چھلکی تھی۔ فہیم اس کی حالت کے پیشِ نظر پیچھے ہٹا تھا اور ایک شرمندہ نگاہ اس کے چھپے چہرے پہ ڈالی تھی۔

"ایک منٹ سچ میں تو آپ سے ناراض تھی۔"

معاً وہ کچھ یاد آنے پہ دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تو فہیم نے بیڈ پہ نیم دراز ہوتے اس تیز گام کا انداز دیکھا تھا اور شکر ادا کیا کہ وہ اس سب سے باہر تو نکلی۔

"جی بلکل میں جانتا ہو اور اب اس ناچیز کو کیا کرنا پڑے گا کہ آپ مان جائے۔"

وہ بھی اس کے مقابل آتا ہوا بولا تو تو فاریہ نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور سائیڈ ٹیبل سے ایک پیج اٹھاتی اس کے نزدیک آئی تھی۔

"یہ ساری شکایات میں نے لکھ لی ہیں آپ نے مجھے کہا تھا نہ۔"

وہ بھولپن سے بولتی وہ کاغذ کا ٹکڑا اس کے سامنے کرگئی۔ فہیم نے بے چارگی سے اس کی سمت دیکھا تھا۔

"پہلی شکایت کہ آپ نے پہلے فاریہ کو اپنا دوست بنایا لیکن اسے بیچ راہ میں چھوڑ کر چلے گئے۔"

وہ ناراضگی سے بولی تو فہیم بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا لیکن فاریہ تنبیہی انداز میں اس کی جانب دیکھتے بدک کر پیچھے ہوئی تھی۔

فہیم تاسف سے اسے دیکھتے دوبارہ صوفے پہ بیٹھ گیا کیونکہ اب خاموشی سے سننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔اب وہ خاموشی سے اس کے سر پہ کھڑے ہوکر شکایات گنوارہی تھی اور فہیم یک ٹک اس کے ہلتے لبوں کو دیکھ رہا تھا۔

اس کی باتوں کا جواب اس نے دینا تو تھا لیکن کسی اور انداز میں تبھی خاموشی سے سائیڈ ٹیبل سے سیگریٹ نکالتے سلگانے لگا۔فاریہ نے حیرت سے لب واں کیے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ کب سے پینا شروع کی آپ نے۔"

وہ تیکھے چتونوں سمیت بولی تو فہیم نے جھٹکے سے اس کی کلائی جکڑتے اپنی گود میں بٹھایا تھا۔اس کی حرکت پہ فاریہ کا حلق خشک ہوا تھا۔

"جب سے اپنی زندگی سے دور ہوا تھا تب سے۔"

وہ بیچارگی سے بولتے اس کی ہاتھ کی پشت کو لبوں سے چھوگیا تو فاریہ کو بھی اندازہ ہوا کہ اپنی فیملی سے دور رہنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔

"تو اسے پینے سے کیا ہوتا ہے۔"

اسنے حیرت سے استسفار کیا تو فہیم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"سکون ملتا ہے۔"

اس نے تین لفظی جواب دیا تو فاریہ نے ہونٹوں کو او کی شکل میں بنایا تھا۔

"چلیں پھر مجھے بھی دیں۔"

اس نے اپنی سرخ و سفید ہتھیلی اس کی جانب پھیلائی۔فہیم کو اس کی دماغی حالت پہ شبہ سا ہوا۔

"کیا۔"

فہیم نے ہونق ذدہ سا سوال کیا تو فاریہ نے اشتیاق سے سیگریٹ کی جانب اشارہ کیا۔

"آپکا دماغ ٹھکانے پہ ہے۔"

اس نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی کنپٹی بجائی تھی۔فاریہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما تو اس کی حرکت پہ فہیم کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

"کیوں جس کا دماغ خراب ہوتا ہے وہ پیتے ہیں کیا۔"

اس نے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے پوچھا تو فہیم کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔وہ ابھی بھی اس کی ٹانگوں پہ سکون سے بیٹھی تھی شاید یہ اس کا دیا گیا بھروسہ ہی تھا۔

"آپ مجھے بےوقوف کہ رہی ہو۔"

اس نے تیکھے چتونوں سمیت پوچھا تو فاریہ نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا تھا۔فہیم نے اس کے بھولپن پہ دل کی آواز پہ لبیک کہتے جھٹکے سے اس کے گرد حصار قائم کرتے اس کے گال پہ لب رکھے تھے۔

میں تو بس یہ کہ رہی ہوں کہ ہم دونوں مل کر پیئیے گے نا میں نے ایک پک دیکھی تھی"

"کہی پہ ایک لڑکا اور لڑکی اکھٹے بیٹھ کر پی رہے تھے۔کپل گولز۔

اس نے اس کی شرٹ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اشتیاق سے بتایا تو فہیم کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے غائب ہوئی تھی۔اس نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اس کے رومانس میں اپنی بونگی باتوں کا تڑکہ لگا رہی تھی۔

"میں ابھی اس فیس بک کو جہنم میں جھونکتا ہوں جس نے آپکو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔"

اس کے چیخ کر کہنے پہ وہ ہڑبڑا گئی تھی معاً فہیم کی نگاہ سرسری سی دیوار پہ لگی گھڑی کی جانب اٹھی تو وہ چونک اٹھا اس نے فاریہ کو صوفے ہ منتقل کرتے فہیم نے ایکدم اس کی جانب ہتھیلی پھیلائی۔اس نے فہیم کے مسکراتے چہرے اور اس کی پھیلی چوڑی ہتھیلی کو نا سمجھی سے دیکھا۔

فہیم نے اسے کچھ کہے بنا ہی ہاتھ تھامنے کا اشارہ کیا تھا فاریہ نے اپنے کپکپاتے ہاتھ کو اس کی پھیلی ہتھیلی پہ رکھا فہیم نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے مدِ مقابل کیا تھا اور اسے اپنے حصار میں لیتے ٹیرس کی سمت چل دیا جس کا دروازہ بند تھا اور پردے بھی برابر تھے۔

فہیم نے اسے ایک جانب کھڑا کرتے ٹیرس کا دروازہ کھولا تو سامنے ہوئی سجاوٹ کو دیکھتے فاریہ کی آنکھیں بے یقینی سے کھلی تھی۔فہیم نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اسے اندر چلنے کا اشارہ کیا تو وہ دم سادھے ہولے ہولے قدم اٹھاتے اندر کی جانب بڑھی جہاں بڑا بڑا ہیپی برتھ ڈے لکھا ہوا تھا۔رنگ برنگے غباروں اور لائٹس سے سجے ٹیرس نے ماحول کو مزید فسوں خیز بنادیا تھا۔وہ یک ٹک نم نگاہوں سے ان ساری تیاریوں کو دیکھ رہی تھی جہاں جگہ جگہ اس کی تصوریریں لگائی گئی تھی ان میں وہ وہ تصویریں بھی تھیں جو اس نے کبھی فہیم کو بھیجی ہی نہیں تھی مطلب اس کے پیچھے سے یہ کام ہوتا رہا تھا اور وہ اس سب سے انجان تھی۔

ہیپی برتھڈے ٹو یو"

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو

ہیپی برتھ ڈے ٹو دا شائنگ سٹار آف مائی لائف

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو

عین اسی لمحے فہیم نے اسے عقب سے اپنے حصار میں لیتے دھیمے سے گنگنایا تھا وہ جو پوری محویت سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی چونک کر اس کی آواز کی جانب متوجہ ہوئی۔اس کی آواز نے جیسے اس کی سماعتوں میں امرت گھولنے کا کام کیا تھا۔

"آپ کو یاد تھا میرا برتھ ڈے۔"

فاریہ کی لرزتی ہوئی آواز نکلی تو فہیم نے اسے مزید خود میں بھینچتے اس کے گال کو چھوا تھا۔اس کا دل الگ پڑلے پہ دھڑکا تھا۔

"میں کبھی بھولا ہی نہیں اپنی زندگی کا برتھ ڈے۔"

وہ اسے اپنے بازؤں کے گھیرے میں ہی لیتے میز کی جانب بڑھا جسے گلاب کے پھولوں سے مہکایا گیا تھا۔فاریہ کے لبوں پہ بہت ہی دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

"لیکن دو سال تو آپ بھول گئے تھے دوست۔"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ شکوہ کرگئی تھی۔اور میز سے پھولوں کا گلدستہ اٹھاتے اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا۔

"بھولا نہیں تھا بس مجبور تھا دوست کی جان۔"

وہ اس کے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے اپنی تمام تر توجہ اس کے سرخی لیے نین نقش پہ مبذول کرگیا تھا۔

"آپ کو یہ پھول بہت پسند ہیں نا۔"

فہیم نے اسے مسلسل پھولوں کے ساتھ مگن دیکھ محبت سے پوچھا ساتھ ہی اس کی انگلیوں میں انگلیاں الجھائی تھی۔

"ہاں نا بہت زیادہ۔آپ کو نہیں پسند کیا۔"

اس نے کہتے ساتھ سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی۔

مجھے تو صرف ایک ہی پھول پسند ہے جس کا لمس مجھے مہکاتا ہے جس کی خوشبو میری"

"روح کو معطر کرتی ہے اور جس کا ساتھ میرے لیے آبِ حیات کی مانند ہے۔

وہ گھرے پرتپش لہجے میں بولا تو فاریہ نے نا سمجھی سے اس کی سمت دیکھا جیسے اس کی بات کا معنی اخذ کرنے کی کوششوں میں ہو۔

"اور وہ خوش قسمت پھول کونسا ہے۔مجھے لگا تھا کہ ہماری پسند سیم ٹو سیم ہوگی۔"

وہ منہ بناتے ہوئے چڑ کر بولی دراصل وہ پھول کو بھی اتنی اہمیت مل جانے پہ چڑ گئی تھی۔

"یہ میرے سامنے جو کھڑا ہے میرا اکلوتا پھول۔"

وہ اس کی جیلسی دیکھتا قہقہہ لگاتے ہوئے اسے خود میں سموگیا۔اسے شاید فاریہ کو پہچاننے میں ہی غلطی ہوگئی تھی وہ تو بلکل ویسی ہی تھی جو دو سال پہلے تھی اور اس کی ایسی بچوں والی حرکتیں اسے اپنا مزید اسیر کرتی تھی۔

اس کے بعد فہیم نے اس کا ہاتھ تھامتے کیک کٹ کروایا تھا۔فاریہ تو اتنی توجہ پہ خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کررہی تھی۔

"میرا گفٹ۔"

اس کے بعد فاریہ نے اپنی ہتھیلی اس کی جانب بڑھائی تھی تو فہیم نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اندر کمرے میں رکھے بیگز کی سمت اشارہ کیا تو وہ نا سمجھی سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔بیگ کھولتے ہی اندر سے نکلتی بے تحاشہ چیزوں پہ وہ صدمے کی سی

کیفیت میں فہیم کو دیکھے گئی جو سنجیدگی سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھیں پل بھر میں آنسوؤں سے لبریز ہوئی۔

"مجھے ان سب چیزوں کی بلکل ضرورت نہیں ہے دوست۔میرے لیے تو آپ بھی اللہ پاک کی طرف سے ایک تحفہ ہے نا۔"

وہ اس کے پاؤں پہ پاؤں رکھتی اونچا ہوتے اس کی گردن میں بازو حائل کرگئی۔فہیم نے اس کے گرد حصار تنگ کرتے اس کی دونوں نم آنکھوں کو چوما تھا۔فاریہ نے اس کے لمس کو اندر تک اترتے محسوس کیا تھا۔

"تھینکیو سو مچ دوست۔"

فہیم جو اس کے لبوں سے اپنا نام سننے کا خواہش مند تھا اپنے اندر ہی کہی دبا گیا۔

"آئی لو یو سو مچ مائی پمپکن۔"

وہ اس کے بالوں کو سہلاتے شدت بھرے انداز میں ٹھوڑی پہ لب رکھ گیا۔فاریہ کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اس کے چہرے پہ گلال سا بکھرا تھا۔اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ فہیم نے اسے اپنی باہوں میں بھرا اور بیڈ پہ نیم دراز ہوتے اس کو اپنے سینے پہ

سر رکھا تھا اور ہولے ہولے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔اس کی انگلیوں کی حرکت پہ وی پرسکون تو ہوئی لیکن اس کو ایکدم شرمندگی نے آن گھیرا وہ اس کیلیے کیا کچھ نہیں کررہا تھا اور وہ جواب میں اسے کچھ بھی نہیں دے پارہی تھی۔اس نے آنکھیں میچتے اپنے آنسوؤں کو حلق میں اتارا تھا۔لیکن وہ بھی حالات کی ماری تھی سب کے سامنے جتنی مرضی مضبوط سہی لیکن اپنے محرم کے سامنے وہ اپنا ڈر آشکار کرگئی تھی۔

"دوست آپ ناراض ہوگئے کیا۔"

اس کے سینے سے ہی لگے اس نے سرسراتے لہجے میں پوچھا تو فہیم نے چونک کر اسکی سمت دیکھا اور اس کے سر پہ لب رکھے تھے۔

"میں کیوں ناراض ہونے لگا فاریہ سے۔رونا بلکل بھی نہیں ہے آپ جتنا وقت اس رشتے کو دینا چاہتی ہو میں آپ کے ساتھ ہوں پریشان ہونے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ریلیکس رہو آپ میرے پاس ہو میرے ساتھ ہو میری پناہوں میں ہو میرے لیے یہی بہت ہے۔"

وہ اس کے گالوں پہ نمایاں ہوتے گھڑوں پہ اپنا لمس چھوڑتا ہوا بولا تو فاریہ نے عقیدت سے اس کی جانب دیکھا اور سرعت سے اوپر ہوتے اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی تھی۔ڈر بھی بے تحاشہ لگ رہا تھا لیکن وہ اپنے خوف کے آگے اس کی حق تلفی نہیں کرسکتی تھی تبھی یہ قدم اٹھایا تھا۔

"اجازت ہے۔"

اس کی ناک سے ناک سہلاتے فہیم نے دھڑکتے دل سمیت سوال کیا تو وہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔فہیم نے اس کے اقرار پہ اس کے گال کو سہلاتے اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوا اور کسی نازک آبگینے کی مانند اسے خود میں سمیٹ لیا تھا۔

رخصتی کے اگلے دن ہی ولیمے کی تقریب منعقد کی گئی تھی۔گھر کے تمام افراد اسی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔کچھ دیر پہلے ہی وہ لوگ پارلر کے لئے گئیں تھیں ان کے

جاتے ہی تمام بڑے بھی اپنی جانب سے تیاریوں اور بقیا کاموں کو دیکھنے کے بعد تیار ہونے چل دیئے تھے۔

تیار ہوتے ہی سب نے بینکویٹ پہنچنا تھا جبکہ سب لڑکیوں کو رائم نے پارلر سے پک کر کے ڈائریکٹ وہیں پہنچنا تھا۔

یہاں بھی سب کی تیاری مکمل ہوتے ہی وہ لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں بینکویٹ کی جانب چل دیئے تھے۔

وہاں پہنچتے ہی عفان شاہ نے ازلان شاہ سے باقی سب کا پوچھتے ادیان کو کال کی تھی جو دوسری بیل پر اٹھالی گئی۔انہیں ادیان نے بے تحاشہ غصہ تھا جسے انہوں نے بارہا بار کہا تھاکہ اگر ہر کام میں دیری کرنی ہوتی ہے تو لیان کو انہیں دے دیا کرے لیکن اس نے پہلے کبھی کسی کی سنی ہے جو وہ اب سنتا۔

"بھتیجے تم نے پہنچنا ہے کہ نہیں یہاں سب کی آمد ہوگئی مگر مجال ہے تم آئے ہو دو بہنوں کی شادی ہے اور موصوف کا کوئی پتہ ہی نہیں۔"

عفان نے فون اٹھتے ہی اسے لتاڑا جس پر وہ آنکھیں گھماتے ڈرائیونگ کی جانب متوجہ ہوگیا اور گاڑی کی رفتار بڑھائی تھی۔

"ڈیئر چاچو کونسا میری شادی ہے جو سب سے پہلے پہنچوں جن کی ہے وہ تو وہی موجود ہیں نا۔مجھے میری بیوی بچہ چاہیے دونوں میرے ساتھ ہیں قصہ ختم۔"

ادیان نے بھی انہی کے انداز میں جواب دیا تو عفان شاہ نے دانت نکوسے۔

"ادیان تم شرافت سے جلدی پہنچو خود نے تو دیر کر ہی دی میرے بچے کو بھی ساتھ رکھ لیا دیر کرنی تھی تو لیان کو مجھے دے دینا تھا۔ہم نہیں تمہارے بچے کو کھا جاتے البتہ وہ اپنی حرکتوں سے ہمیں ضرور کھا جاتا ہے۔"

عفان شاہ نے اسے کہتے آخر میں فون کو گھورا۔

"چاچو تھوڑا تحمل کا مظاہرہ کر لیں بس پہنچنے لگا ہوں پھر دیکھ لیجیئے گا اسے۔ باقی سب پہنچ گئے۔"

ادیان نے ایک سرسری مگر گہری نظر ساتھ بیٹھی لیزے کی گود میں بیٹھے لیان کو دیکھتے کہا جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔لیان نے اس کی جانب ایک مسکراہٹ پاس کی تھی جوابا وہ آنکھیں

میچتے لیزے کے گال پہ لب رکھ گیا تھا۔ادیان کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی جو اس کی بیوی کے ساتھ چپکا رہتا تھا۔

"نہیں آجاؤ تم اگر تب تک نہیں آئے تو کال کرنا پھر میں اب مہمانوں کو دیکھ لوں۔"

عفان شاہ کی بات پر اس نے ہنکارہ بھرتے فون رکھا اور گاڑی کی اسپیڈ تھوڑی تیز کی جبکہ دوسری جانب وہ بھی مہمانوں کی جانب متوجہ ہوگئے۔

کچھ دیر بعد وہ سب بھی آگے پیچھے بینکویٹ میں داخل ہوئے جبکہ ادیان اور رائم لوگوں کے بعد فہیم اور فاریہ کی انٹری کے ساتھ ہی فہد اور انابیہ کی انٹری ہوئی جس پر سب دم سادھے ان دونوں جوڑیوں کو دیکھ رہے تھے جو ایک ساتھ بے تحاشہ جچ رہے تھے۔ فاریہ نے ڈل گولڈ کلر کی میکسی زیبِ تن کرنے کے ساتھ جیولری اور فنکشن کے حساب سے میک اپ کیا ہوا تھا جبکہ اس کے برعکس انابیہ نے پلم کلر کی میکسی کے ساتھ نازک جیولری اور ولیمے کی مناسبت سے میک اپ کیا تھا۔

جبکہ دونوں دولہوں نے کورٹ پینٹ پہننے کو ترجیح دی تھی۔

،اسٹیج پر پہنچ کر ان کا فوٹو سیشن کے بعد سب لوگوں نے مل کر مبارکباد دی جبکہ شاہ خان اور قریشی فیملی کے میمبرز اپنے گھر کے بچوں کی خوشی میں بے انتہا خوش تھے۔
اسٹیج پر بیٹھی ان دونوں جوڑیوں کو دیکھتے کچھ لوگ ملنے اسٹیج پر آتے ان کی خوشی میں شریک تھے جبکہ کچھ بظاہر تو ان کی خوشیوں میں شریک تھے مگر ان کی نظروں میں حسد کی رمق موجود تھی۔

"تمہاری اپنی ہی ہے بھائی بس بھی کر دے نظر لگائیں گا کیا۔"
فہیم جو فاریہ کو دیکھنے میں بری طرح محو تھا کل رات ایک نئی فاریہ کا روپ اس پہ آشکار ہوا تھا معاً قریب سے آتی شوخ آواز پر مڑا جہاں فہد مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔فہیم نے کوفت سے اس کی سمت دیکھا جسے اپنی شادی پہ بھی چین نہیں تھا
اس کی آواز پر فہیم نے مصنوعی گھوری سے اسے نوازا جبکہ انابی اور فاریہ نے مسکراہٹ دبائی۔
"جی جی مجھے پتہ ہے آپ ذرا اس جانب دھیان دو۔"

فہیم نے اسی کے انداز میں بولتے انابی کی جانب اشارہ کر کے کہا تو وہ اس جانب متوجہ ہوا جو مسکرا کر مازہ سے باتوں میں محو تھی۔

''جانِ من یہاں ایک عدد شوہر بھی موجود ہے آپکا ذرا یہاں بھی توجہ دے دیں محترمہ۔''

فہد کے گلہ کھنکھار کر کہنے پر وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئیں۔انابی نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

کہا ہے شوہر مجھے تو دکھائی نہیں دے رہا محترم۔ ''انابیہ نے بھی اسی کے انداز میں'' جواب دیتے دوبارہ مازہ کا رخ کیا جس پر فہد نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے دیکھا پھر مسکراتے ہوئے سامنے کی جانب متوجہ ہوا۔

''ارے ناہید تم یہاں کیسے۔''

اس کے کہنے پر انابی نے بے ساختہ مڑتے سامنے دیکھا جہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا اس نے قہقہہ لگاتے فہد کو خون خوار نگاہوں سے گھورا جس نے کل کا اس کا مذاق ہی بنالیا تھا۔

جانِ من اتنا مت گھورو یہ جو آنکھوں میں لینز لگائے ہیں یہ گر گئے تو مسئلہ تمھیں ہوگا"

"پھر۔

اس کے کہنے پر انابی نے ضبط کرتے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔ جبکہ آیت کے بلانے پر مازہ نیچے کی جانب چل دی تھی اسے جاتے دیکھ فہد نے موقع پاتے ہی اس کے قریب کھسک کر صوفے کی پشت سے ہاتھ گزارتے حصار میں لیا۔

"فہد میں کہہ رہی ہوں شرافت سے ادھر ہوجاؤ ورنہ۔"

اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ورنہ کیا کروگی۔"

اس کے متبسم لہجے پر وہ اسے دیکھ کر رہ گئی جس کی ہمت کل کے بعد مزید بڑھ گئی تھی۔

اس سے پہلے جواب دیتی ربان کی آواز پر ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔

"انابی آپی بس کر جائیں بعد میں دیکھ لیجیے گا۔"

جبکہ ربان کی آواز پر باقی سب کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر وہ سرعت سے چہرے جھکا گئی اور فہد نے ربان کو گھورا۔

"وہ دیکھ وہ بیٹھی ہے تیری والی۔ منگنی کرا اور ایسے کپلز کے درمیان اپنی چونچ لڑانا بند کر۔"

فہد نے اسے جھڑکا تھا لیکن جواب میں وہ شرمندہ ہونے کی بجائے سر کھجا گیا۔

"نہ میری فریاد وہ سنتی ہے نا گھر والے مختصر میری کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔یہاں تک آنے کا سفر کیسے طے ہوگا۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولا تو ادیان نے عقب سے آتے اس کے کان کھینچے تھے۔

"کچھ ذیادہ ہی جلدی نہیں ہے منگنی کی۔"

ادیان نے کرخت لہجے میں استسفار کیا تو وہ ربان نے مزاحمت کرتے اپنا کان چھڑوایا۔

"بھائی شکر کریں منگنی کی ہی ہے شادی کی نہیں۔"

وہ شانِ بے نیازی سے بولا تو اس کی حاضر جوابی پہ لیزے نے داد دیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

جس قدر محبت سے آپ ان کی جانب دیکھ رہی ہیں نہ جاناں ہم پہ بھی ایسی نظرِ کرم"
"کریں۔

فہیم نے فاریہ کو دیکھتے کہا جو سامنے کھیلتے لیان، ہماس اور حورین کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے پکارنے پر ایک نظر اسے دیکھ کر دوبارہ اس جانب متوجہ ہوگئی۔

"دیکھ لیا آپ کو بھی خوش اب۔"

وہ مسکاتے لہجے میں بولی چہرے پہ ایک الوہی سی چمک نے احاطہ کیا ہوا تھا سب نے تو بے ساختہ شکر ادا کیا تھا اس کے چہرے پہ پھیلے رنگوں کو دیکھتے جبکہ فہیم نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ہم بہت خوش۔ شکریہ آپکی اس کرم نوازی کا۔"

اس کے جل بھن کر کہنے پر وہ انابیہ کو دیکھتی قہقہہ لگا اٹھی سب نے اس کے ہنسنے پہ حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا جبکہ فہیم نے اس کا ہاتھ دباتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"برو اچھا ہے ناں یہ بدلاؤ۔"

انابی کے کہنے پر فہیم نے اسے قہرآلود نگاہوں سے اسے گھورا جس کی بدولت آج یہ سب ہورہا تھا۔

اس کے دیکھنے کے انداز پر وہ بھی بائیں آنکھ دباتی مسکرا دی۔

"رائم اسے پکڑیں پلیز۔آدھے بال تو میرے اس نے ہی کھینچ کھینچ کر اتار دیے ہیں۔"

وہ حورین کو رائم کی گود میں دیتی منہ بسورتے ہوئے بولی تو رائم نے تفکر سے اس کی جانب دیکھتے اس کے بال سنوارے تھے۔

حوری بری بات میری جان آپ ماما کو تنگ کرتی ہیں نا۔چلیں اب جلدی سے ماما کو مٹھی "دو تاکہ وہ مسکرائے۔

رائم کے کہنے پہ حورین نے اس کی گردن میں بازو حائل کرتے ماذہ کے گال پہ بوسہ دیا تھا تو وہ بھی جواب میں محبت سے اس کا گال چوم گئی۔

"حوئی میں مِٹھی۔"

(حوری میں مٹھی)

ہماس کی طوطلی آواز پہ وہ چونک کر اسکی سمت متوجہ ہوئے جو احد کی گود میں تھا اور انھی کی حرکت کا ملاحظہ کرتے اب حوری کی جانب اشارہ کررہا تھا۔اس کی حرکت پہ وہ چاروں مسکراہٹ دباگئے۔

"بوئی بات بائے نو مِٹھی"

(بری بات بوائے نو مٹھی)

وہ چھوٹی سی انگلی نا میں ہلاتے ہوئے بولی تو رائم نے اس کی پیشانی چومی تھی۔

"ایڈوانس بچے۔"

احد کی بات پہ ان سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"چلو گفٹنگ وغیرہ کرلو مزید تاخیر مت کرو۔"

محرم لیان کو گود میں اٹھاتے ان سب کے نزدیک آئی اور ان سب کو جلدی کرنے کا اشارہ کرتے آیت کو لیزے اور ادیان کو بلانے کا کہا جو ادیان کے کسی کولیگ اور ان کی وائف سے باتوں میں محو تھے۔آیت اثبات میں سر ہلاتے ان کی جانب چل دی۔جبکہ پریشے حجاب اور عزہ احد کی والدہ کے ساتھ باتوں میں محو تھی یونہی ہنستے مسکراتے وقت

گزرا تھا کچھ ہی دیر میں سارے فیملی میمبرز اسٹیج پر موجود ہنستے مسکراتے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔سب کاموں سے فراغت حاصل کرتے ہی ان سب کا ٹائم اوور ہوا تو آگے پیچھے گاڑیاں اپنے اپنے گھروں کی جانب نکلی تھی۔

"یار ماما اب تو ان لوگوں کی شادی بھی ہوگئی ہے اب تو میرا بھی کچھ کریں ناں۔"

ربان نے حجاب کے کمرے میں آکر اچانک ہی بولا تو وہ جو الماری میں کپڑے رکھ رہی تھی ہڑبڑا کر مڑی۔

"حد ہوتی ہے ربان پہلے بڑے تو ہو جاؤ ہر وقت ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے۔"

حجاب نے اسے غصے سے لتاڑنا ضروری سمجھا۔

ماما اب تو پورے پورے اٹھارہ سے تھوڑا بڑھ گیا ہوں اور کتنا بڑا کرنا ہے مجھے لگتا ہے"

"آپ لوگ مجھے بوڑھا ہی کر دیں گے۔

اس نے منہ بسور کر کہا جبکہ ایان نے کمرے میں قدم رکھتے اس کی بات پر حیرت سے اسے دیکھا۔

"حجاب تم نے بتایا نہیں اسے کہ اسے اتنی ہی جلدی ہے تو پہلے اچھے گریڈز لے اور کچھ بن کر دکھا دے۔"

ایان کی سنجیدہ آواز پر وہ گڑبڑا کر مڑا۔

"پر مام آپ کہیں ناں ڈیڈ سے میں کونسا شادی کا کہہ رہا ہوں ایٹلیسٹ بات کر کے رشتہ تو پکا ہو جائے۔"

ربان نے ایک اور کوشش کی جس پر ایان نے اسے حیران ہوتے دیکھا۔

"بیٹا جی دنیا میں ہیں تو ہوش میں بھی آجائیں آپ یہ کیا باتیں کر رہے ہو آپ کے علم میں ہے کہ آپ کا رشتہ ہم پکا کر چکے ہیں۔"

ایان کی بات پر پہلے تو وہ سنجیدہ ہوا مگر پھر ایکدم ہی ہڑبڑا اٹھا۔

"واٹ ڈیڈ مام آپ لوگ یہ نہیں کر سکتے مطلب میری مرضی کے بغیر کیسے وہ جو بھی ہیں آپ منع کریں معذرت کر دیں میں ایسے کسی سے شادی نہیں کرسکتا۔"

اس کے سنجیدہ انداز پر حجاب نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا پھر ایان کو جو غصے سے اسے گھورنے میں محو تھے۔

ربان خاموش ہو کر بیٹھو اور چپ کر جاؤ اب جو ہو چکا ہے اس کے لئے ہم بلکل انکار"
"نہیں کریں گے سمجھے رشتہ پکا ہے بس اب باقاعدہ رسم کرنی ہے اس لئے خاموش رہو۔
ان کی بات پر ربان کو تو پتنگے ہی لگ گئے اس نے کب ایسا سوچا تھا وہ تو ہمیشہ سے ہی منتہا کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔

مام میں آپ کو صاف الفاظ میں بتا دیتا ہوں کہ میں ایسے کسی سے بھی شادی نہیں"
"کرسکتا۔

ابھی وہ آگے بھی کچھ کہتا کہ ایان نے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

تم نے پاگل سمجھ رکھا ہے ہمیں کبھی کیا کہتے ہو کبھی کیا۔ ابھی کچھ دن پہلے حجاب"
نے کہا منتہا کو پسند کرتے ہو اس سے رشتے کی بات کرنی چاہیئے اور اب جب رشتہ طے
"ہوگیا تو موصوف کے نخرے بڑھ رہے ہیں کہ انکار کردو۔

ایان غصے سے مزید بھی کچھ کہہ رہا تھا مگر ربان کا دھیان تو منتہا والی بات پر ہی تھا۔

"کیا ڈیڈ منتہا مطلب احد بھائی کی بہن۔"

اس نے حیرت کی زیادتی سے پوچھا جس پر حجاب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"جی بلکل وہی اور اب کوئی انکار نہیں ہوگا۔"

حجاب کے کہنے پر وہ دلکشی سے مسکرایا۔

ہائے کون کمبخت انکار کر رہا ہے لو یو مام ڈیڈ۔ اور ایم سوری وہ مس انڈرسٹینڈنگ ہوگئی" "تھی ناں۔

وہ ان دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیتے مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکلنے لگا پر کچھ یاد آتے مڑا۔

"ایک اور فیور کردیں اب جلدی سے رسم کا انتظام بھی کردیں ناں۔"

اس نے میسنے پن سے کہا تو ان دونوں کے قہقہے بے ساختہ تھے جبکہ انہیں مسکراتے دیکھ وہ باہر کی جانب چل دیا۔

اگلے دن کا سورج نئی امیدیں لے کر نکلا تھا کیونکہ آج گھر کے تمام بڑوں نے احد کی طرف جانا تھا ملتہا اور ربان کی بابت ایک مکمل رسم کرنے کی غرض سے تو سب ہی اس کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ کیونکہ سب کچھ اچانک طے ہوا تھا تو فلحال ایک چھوٹی سی

رسمی کاروائی کی غرض سے بس گھر کے لوگ ہی جارہے تھے جس میں تمام لوگ ورکنگ ڈیز ہونے کی بدولت اپنے اپنے گھر سے آنے کا فیصلہ لیا تھا جبکہ عزہ اور فاریہ حجاب کی مدد کی غرض سے قریشی ہاؤس آگئی تھی۔

"حجاب یہ ساری مٹھائی وغیرہ پیک ہوگئی ہے اسے رکھوا کر باقی سامان دیکھ لو۔"

عزہ کے آواز دینے پر حجاب نے مڑتے اس جانب رخ کرتے ساتھ سارا سامان گاڑی میں رکھنے کی تلقین وہیں بیٹھے ربان کو دی۔

ان کے کہنے پر ربان جلدی سے اٹھتے کام میں محو ہوگیا تھا کہ آج تو اس کی دلی مراد بر آئی تھی۔

"یہ سب ہوگیا ہے اب بس یہ بچے تیار ہوجائیں پھر نکلتے ہیں ہم۔"

حجاب نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر فاریہ کی جانب متوجہ ہوئیں جو زوہان سے کچھ کہہ رہی تھی۔

"فاریہ بیٹا اب آپ بھی ریڈی ہو جاؤ پھر ہم نے جانا بھی ہے۔"

جی ماما بس جارہی ہوں یہ زوہان کو چیزوں کا بتا رہی کی کہ ضرار کے ساتھ مل کر گاڑیوں "میں رکھوا دیں۔"

فاریہ نے مسکراتے ہوئے انہیں جواب دیا جس پر وہ مسکرا دیں۔

کچھ ہی دیر میں تمام کاموں سے فارغ ہوتے ان سب نے گاڑیوں میں بیٹھتے اپنی منزل کا رخ کیا۔

وہاں پہنچ کر سب نے لان کا رخ کیا جہاں رسم کے انتظام کے لئے لنچ پلین تھا۔

لنچ سے فارغ ہوتے ہی ایان کے کہنے پر ازلان شاہ نے انگھوٹھی پہنانے کی رسم کے لئے احد کی فیملی سے کہتے ربان اور منتہا کو ایک جانب صوفے پر بیٹھنے کو کہا جس پر ان دونوں کے بیٹھتے ہی پہلے حجاب نے ایان کو انگھوٹی کا باکس دیا جس میں سے اس نے خوبصورت انگھوٹی نکالتے منتہا کے ہاتھ کی زینت کی جس پر تمام لوگوں نے تالیاں بجائیں جبکہ لیان ہماس اور حورین کی سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا تھا البتہ تالیاں بجانے میں سب سے ،یادہ خوش وہی تھے۔

پھر اسی طرح منتہا کی جانب سے رسم ہوتے ہی سب نے منگنی کی مبارکباد دی۔

"بہت بہت مبارک ہو مسز ٹو بی۔"

سب کو اپنی جانب متوجہ نے دیکھ کر ربان نے شوخ لہجے میں منتہا کے قریب ہوتے سرگوشی کی جس پر وہ اسے گھور کر رہ گئی۔

ابھی وہ جوابی کاروائی کرتی کہ اس سے پہلے ہی فہد بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا۔

"اور ربان اب خوش ہے تو دیکھا میں نے کہا تھا نہ سنگل نہیں مرنے دونگا تجھے۔"

فہد نے موقع ملتے ہی اس کی ٹانگ کھینچنا ضروری سمجھا۔

"ہاں فائنلی میں سنگلستان سے منگلستان میں آگیا ہائے مزے۔"

ربان نے بھی ڈرامائی انداز میں کہا جس پر سب فہمائشی انداز میں قہقہہ لگا دیئے۔

خبر دار ربان جو زیادہ شوخ ہو کر میری نند کو تنگ کیا اگر کوئی شکایت آئی ناں تو اچھی "سے کان کھینچونگی تمھارے۔

روشانے نے مصنوعی گھوری سے نوازتے کہا تو منتہا اس کی اس قدر بے عزتی پر چہرہ جھکا کر ہنس دی۔

"یار آپی بس کریں ناں ابھی سے بلیک میلنگ شروع کردی آپ نے۔"

اس کے منہ بسورنے پر ضرار نے کینہ توڑ نظروں سے دیکھا جبکہ زوہان اچانک سے سامنے آتے گھورنے لگا۔

"رہنے دیں بھائی جیسے اپ نے بلیک میلنگ میں آجانا ہے بھابھی میں بتا رہا ہوں بھائی تو میرے ہیں پر میری طرح معصوم بلکل نہیں ہیں اس لئے تھوڑی سی احتیاط تھوڑا سا اجتناب۔"

زوہان کے کسی ٹیگ لائن کی طرح کہنے پر سب کے قہقے بے ساختہ تھے۔

"زوہان بچ کر رہنا جیسے یہ گھور رہا ہے ناں آدم خور کہیں سالم ہی نہ نگل جائے۔"

ضرار نے اسے آگاہ کیا تو وہ سر جھٹک گیا۔

نہیں بھئی اب نہیں اب تو بھابھی اور میری ٹیم ہیں ناں تو یہ گنڈا گردی نہیں چلے گی۔"

اس کے کہنے پر رائم بھی انہی جانب متوجہ ہوا۔

"کیسی گنڈا گردی بھئی مجھے بھی بتاؤ۔"

"رائم آپ تو بس رہنے ہی دیں آپ سے بڑی گنڈا گردی کون کر سکتا ہے یہاں۔"

مازہ کے کہنے پر وہ جو حورین کو تھامے ان کی جانب متوجہ ہوا تھا بے ساختہ مڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہاہاہاہا بھائی میں کہتی ہوں نہ آپ کا ہی اثر ہے۔"

لیان کو لئے کھڑی انابی نے چشمہ درست کرتے کہا تو وہ دانت نکوس گیا۔

"تو بھائی کا ہی ہونا ہے ناں جیسے تم پر فہد بھائی کا ہورہا ہے۔"

لیزے کی بات پر وہ بے ساختہ سرخ چہرے سمیت فہد کی جانب دیکھے گئی جس نے واقعی محبت کرنے کا حق ادا کیا تھا۔

وہ بے اختیاری میں اسے دیکھے جارہی تھی کہ فاریہ نے ٹھوکا مار کر ہوش دلا تو وہ ہڑبڑا گئی۔

"بس کریں انابی آپی اپ کے ہی ہیں۔"

اس کے شرارت سے کہنے پر وہ جھینپ مٹانے کی خاطر فاریہ مو مصنوعی گھوری سے نواز گئی۔

"اہم اہم کسی نے ہمیں یاد کیا۔"

فہد کی شوخ آواز پر فاریہ کے جواب دینے سے پہلے ہی فہیم کی آواز پر وہ بھونچکا چہرہ لئے اسے دیکھے گیا۔

"ہاں وہاں بہت کام پھیلا ہوا ہے تو تمھیں یاد کیا جارہا ہے جاؤ۔"

فہیم کی بات پر تمام نفوس چہرہ نیچے کیے مسکرا دیئے۔

"بھائی آپ اپنی والی پر دھیان دیں ناں کاموں کو چھوڑیں ہوجائیں گے۔"

"ہاں بس کہنے سے ہی ہوجائنگے ناں۔"

لیزے کی آواز پر اس نے گہرا سانس بھرا کہ آج سب اس سے کام کروانے کی تگودو میں تھے۔

لیزے وہاں وہ لوگ کر رہے ہیں ناں تو میں نے سوچا سب سے چھوٹی بھابھی اور اپنی"

"بور ہورہی بیوی کو کمپنی دے دوں تم بتاؤ تمھارے جلاد میاں کہاں ہیں۔

فہد نے مسکراتے لہجے میں ادیان کی بابت پوچھا جو کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا پر پیچھے سے گردن پر وزن پڑنے پر احساس ہوا کہ ایک بار مڑ کر دیکھ لیتا تو کتنا اچھا ہوتا۔

"کون جلاد ہے کس کی بات ہورہی تھیں۔"

ادیان نے اپنے مخصوص لہجے میں استفسار کیا تو وہ زبردستی مسکرایا۔

"وہ تو ربان کے بارے میں بات ہورہی تھی۔"

اس کے کہنے پر منتہا کا قہقہہ بے ساختہ تھا جس پر ربان اسے گھور کر رہ گیا۔

"صحیح کہہ رہے ہیں فہد بھائی۔"

منتہا کے کہنے پر وہ صدمے سے منہ کھولے اپنی کچھ دیر پہلے کی منگیتر کو دیکھے گیا جو اس کا مزاق بناتے خود ہی خوش ہورہی تھی۔

اسی طرح کافی دیر ہنستے مسکراتے وقت گزرا پھر وہ سب وقت کا خیال کرتے گھر کی جانب رواں ہوئے۔

"دوست چھوڑیں مجھے باہر سب بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں آپ شروع ہوئے ہیں۔"

فاریہ اس کی داڑھی کی چبھن اپنے گال پہ محسوس کرتے کھلکھلاتے ہوئے مزاحمت کرتے ہوئے بولی تو فہیم نے اس کی کھلکھلاہٹ کو اپنی آنکھوں کے راستے دل میں اتارا تھا۔

میرا تو اب کہی جانے کو بھی دل نہیں کرتا ایسا کرو آپ کالج چھوڑو میں ہسپتال چھوڑتا"
ہوں اس دنیا کے جھنجھٹوں کو چھوڑتے ہیں اور وہاں چلتے ہیں جہاں ہمارے علاوہ کوئی نہ
ہو۔کپل گولز۔"

وہ گھمبیر لہجے میں بولتے اس کی ناک سے ناک سہلاگیا۔فاریہ نے اس کے کپلز گولز کہنے
والی بات پہ مسکراہٹ دبائی تھی وہ اسی کی بات کو اسی کو لٹارہا تھا۔

ہم اکیلے کیوں جائیں گے سب ساتھ چلیں گے نا۔جب سب ساتھ ہوتے ہیں تو ذیادہ"
مزا آئے گا۔"

فاریہ نے ہمیشہ کی طرح بری طرح اس کے چہرے سے مسکراہٹ نوچی تھی اور اس کے
رومانس میں اپنی ہی ہانکی تھی۔فہیم نے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو
معصومیت سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ان کی شادی کو دو ماہ بیت چکے تھے لیکن
وہ ابھی بھی جھلی ہی تھی جیسے پہلے دن تھی۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں مام ڈیڈ لیزے ادیان بھائی بڑے پاپا اور ماما کو بھی لے چلتے ہیں۔ہمارا ہنی مون بھی سپیشل ہوجائے گا جب لیان ہم دونوں کے درمیان میں آکر سویا کرے گا۔کیوں۔"

فہیم نے تنک کر سوال کیا تو فاریہ کی آنکھیں بھی اس کی بات پہ چمک اٹھی تھی۔

"واؤ لیان بھی تو ہے دوست اب ہم پکا لے کر جائیں گے سب کو۔ویسے دوست یہ ہنی مون کیا ہوتا ہے۔"

وہ سب باتیں بھلائے اشتیاق سے بولی تو فہیم کو تو مانو سکتہ ہی ہوگیا۔

"یا خدایا میں نے کس بچی سے شاری کرلی ہے۔"

وہ آسمان کی جانب دیکھتے بے چارگی سے بولا تو فاریہ ایک ناراض نگاہ اس پہ ڈالتے اس سے پہلے لہ جانے کیلیے مڑتی فہیم نے ایک بار پھر اسے قریب کیا تھا۔

"ہنی مون پہ صرف کپلز جاتے ہیں ہسبینڈ وائف تاکہ وہ ایک ساتھ وقت گزار سکے۔"

اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو فاریہ نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا۔

"تو وہ سب بھی تو کپلز ہیں یہ کیا بات ہوئی بھلا۔"

وہ اچھنبے سے بولی تو فہیم نے بے ساختہ اس کے آگے ہاتھ جوڑے۔

"کچھ نہیں ملکہ عالیہ ہم باہر ہی چلتے ہیں۔"

وہ تھک ہار کر اس کی کلائی تھامتے جلے بھنے انداز میں باہر کی جانب چل دیا۔

"کیا ہورہا ہے یہاں پر اتنی خاموشی کیوں چھائی ہوئی ہے۔"

فہیم نے حیرت سے ان سب کو دیکھتے سوال کیا اور خود نیچے رکھے کشن پہ ہی جگہ سنبھال لی تھی۔

"ہم یہاں بہت ہی اہم بات کا ملاحظہ کررہے ہیں۔"

روشانے نے اس کے کندھے پہ چپت لگاتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو اس نے حیرت سے طائرانہ نگاہ لاؤنج میں گھمائی جہاں صرف ینگ پارٹی ہی تھی۔صوفے پہ روشانے احد اور رائم سکون سے بیٹھے تھے جبکہ دوسرے صوفے پہ مازہ اور ادیان براجمان تھے۔فلور کشن پہ لیزے انابی اور فہد ربان اور منتہا براجمان تھے۔باقی ضرار اور ذوہان بچوں کو سنبھالنے کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔فاریہ نے بھی فہیم کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"اچھا ایسا بھی کیا ڈسکس کیا جارہا ہے۔"

اس نے ہونق ذدہ سا پوچھا تو فاریہ نے بھی سوالیہ نگاہیں ادیان کی جانب اٹھائی تھی۔

"محبت۔"

ادیان نے یک لفظی جواب دیا اور اطمینان سے صوفے سے پشت ٹکاتے لیپ ٹاپ میں مصروف ہوگیا۔وہ ان کی ضد کی بدولت ٹھہرا تھا ورنہ اس کا رکنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

میرے لیے تو محبت کا نام یہی ہے کہ مجھے محبت میں شراکت داری بلکل برداشت" نہیں ہے چاہے وہ پھر لیپ ٹاپ سے ہو سیگریٹ سے ہو یا موبائل سے لیکن کوئی یہ میرے میاں کو بتائے۔مگر وہ سنتے کب ہیں ایک کان سے سب کر دوسرے سے نکال ""کر اگلے انسان کو اچھی طرح نظرانداز کرنے والے کو ہی تو ادیان شاہ کہتے ہیں۔

لیزے کی جلی کٹی بات پہ ادیان کو لیپ ٹاپ میں مصروف کسی کو میل بھیج رہا تھا ہاتھ کی حرکت روکتے ذرا سی نظریں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جو لیان کو گود میں لیے تپی تپی سے بیٹھی تھی۔

وہ ابھی بھی اس سے نظراندازی برتتے ایک بار کام میں مصروف ہوچکا تھا۔اس کی حرکت پہ سب کا فہمائشی قہقہہ لاؤنج میں گونجا تھا۔لیزے مزید جل بھن گئی تھی۔

چلو مازہ اب تم بتاؤ۔اپنی محبت کے بارے میں میں کیا بتاؤ وہ تو سرتاپا میرے ساتھ ہی "موجود ہے۔"

روشانے احد کے سر پہ سر رکھتے ہوئے بولی تو سب نے داد دیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ماما بیری۔"

حورین مازہ کے قریب آتی اس کے ہاتھ سے سٹرابیری چھینتے وہاں سے بھاگ گئی جبکہ سب اس کی حرکت پہ ہنس دیے تھے۔

"اپھو اپھو۔"

لیان فاریہ کے قریب آتے اس کی گود میں بیٹھتے مسکراتے لہجے میں بولا تو اس نے چٹاچٹ اس کے گال چوم ڈالے تھے۔

اوئے چیمپ پھپھو نہیں چاچی بول۔"

فہیم اس کے کان کھینچتے ہوئے بولا تو اس نے ماتھے پہ شکنیں لاتے اس کی جانب دیکھا۔

"نو اچھو۔"

وہ ہٹ دھرمی سے بولا تو فہیم نے دانت پیسے تھے جبکہ فاریہ نے اس کا چھوٹا سا سرخ و سفید ہاتھ چوما تھا۔

چلو فاریہ تم بھی کچھ بتاؤ۔۔"

انابی نے اسے ٹھوکا مارتے مخاطب کیا وہ جو لیان میں مصروف تھی اس کی جانب متوجہ ہوئی جو ہماس کو سیریلیک کھلانے میں مصروف تھی۔ شادی کے اگلے مہینے ہی وہ امید سے ہوگئی تھی اور فہد نے اس چیز کو اچھی طرح سیلیبریٹ بھی کیا تھا۔

میرے نزدیک محبت ایک بہت ہی دلفریب جذبہ ہے جس کا اندازہ آپ کے چہرے پہ" پھیلے رنگوں سے ہوتا ہے۔ ہمیں اس الوہی جذبے کی توہین کرنے کی اجازت قطعی نہیں ہونی چاہیے۔ محبت سر سے چادر اتارنے کا نہیں بلکہ چادر اوڑھا کر یہ احساس دلانے کا نام ہے کہ ہم اس کے ساتھ بھی حسین لگتی ہیں۔ لیکن آج کل تو ہوس کو بھی محبت کا نام

دے کر اس کی تذلیل کردی جاتی ہے۔مگر میں اس معاملے میں بہت خوش قسمت ثابت ہوئی ہوں۔"

وہ متبسم نگاہوں سے فہیم کی جانب دیکھتے گہرے لہجے میں بولی۔یہ سب بولتے وہ اس وقت کسی کو بھی وہ چھوٹی سی فاریہ نہیں لگی تھی۔ان سب نے یہ بات شدت سے محسوس کی تھی کہ وہ اکثر باتوں باتوں میں ہی بہت گہری باتیں کرجایا کرتی تھی۔فہیم نے بغیر کسی کی موجودگی کا احساس کیے اسے اپنے حصار میں لیا تھا جو ابھی بھی نم نگاہوں سے یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔

"چلو بچوں کھانا لگ گیا ہے اٹھو شاباش کھالو۔"

محرم کی آواز پہ وہ سب محفل برخاست کرتے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اب ان سب کا رخ ڈائنگ کی جانب تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد کھانے سے فارغ ہوتے وہ سب نماز وغیرہ پڑھتے ایک دوسرے کے سر کے ساتھ سر جوڑے رازو نیاز میں مصروف تھے۔مرد حضرات الگ بیٹھے اپنی باتوں میں مصروف تھے۔

"مامی جان میں کیا سوچ رہی ہو کہ ہم سب شمالی علاقہ جات میں سیر کرنے چلیں۔ عرصہ ہوگیا کھل کر برف باری دیکھے بھی۔"

روشانے نے حسرت آمیز لہجے میں کہا تو سب لڑکیوں نے بے ساختہ اس کی تائید کی جبکہ محرم نے تو بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"آپ لوگ سب چلے جاؤ میں تو بلکل نہیں جاؤں گی اتنا سفر نہیں ہوگا مجھ سے۔عزہ تم کیا کہتی ہو۔"

محرم نے کہتے ساتھ ہی عزہ کو مخاطب کیا تو انھوں نے بھی محرم کی ہی تائید کی تھی۔

وہ دونوں اذلان اور عفان شاہ کا سوچتے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ وہ ایک بار پھر اپنی ہی باتوں میں مصروف ہوگئی۔

"شاہ آپ سوئیں نہیں اب تک۔"

محرم نے کمرے کا دروازہ بند کرتے حیرت سے استسفار کیا تو اذلان شاہ نے شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"آپ اپنے شاہ کو بلکل ہی فراموش کرچکی ہیں جانم۔"

وہ متاسف انداز میں بولے تو محرم نے ان کی شکایت پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔

"میں آپ کو کبھی بھول سکتی ہوں بھلا۔"

وہ بیڈ کی دائیں جانب بیٹھتے ہوئے بولی تو اذلان شاہ نے ان کی جانب اپنی ہتھیلی پھیلائی تھی۔ محرم نے بنا کسی تردد کے اپنا ہاتھ ان کی ہتھیلی پہ رکھا۔

"شاہ ہمارے بچے کس قدر خوش ہیں نا۔"

وہ ان کے شانے سے لگی بولیں تو اذلان شاہ نے ان کے گرد حصار قائم کیا تھا۔

"بلکل اللہ انہیں خوش ہی رکھیں۔"

اذلان شاہ نے محبت سے ان کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ انھوں نے چپل پیروں میں اڑستے سرعت سے دروازہ کھولا تھا۔

"مم پلیز یہ آپ کے پاس آنے کی ضد کررہا تھا۔"

ادیان نے ایک نظر اذلان شاہ کو دیکھتے بے ساختہ تفصیل دی تو محرم نے اس کے کندھے پہ چپت لگاتے لیان کو گود میں لیا تھا جو انہیں اب تک اذلان شاہ کی کاپی لگتا تھا۔

"آجائے دادوں کا شیر۔"

اذلان شاہ کی آواز پہ لیان جو منہ میں فیڈر ڈالے محرم کی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئے تھا سرعت سے اترتے اذلان شاہ کی جانب بھاگا تو ادیان محرم کا ماتھا چومتے وہاں سے نکلتا چلاگیا جبکہ اذلان شاہ نے بھی اپنے جگر کے گوشے کو اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

"منالینا ادیان بھائی کو وہ مانیں تو مطلب سب مانے۔"

مازہ منت کرتے والے انداز میں بولی تو لیزے نے خشمگین نگاہوں سے ان سب کی سمت دیکھا تھا جو اسے شیر کے چنگل میں ہاتھ مارنے کا کہ رہی تھی۔ادیان کے آتے ہی وہ سب مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ ادیان نے بھنویں اچکاتے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ادیان آپ سے ایک بات کہوں مانیں گے۔"

وہ جیسے ہی فریش ہوکر واشروم سے باہر آیا لیزے کی آواز پہ سنجیدگی سے اثبات میں سرہلایا تھا۔

"ادیان ہم کیا سوچ رہے تھے کہ کہی سیر کرنے چلیں مل کر۔"
اس نے آنکھیں میچتے جلدی سے بات مکمل کی تو ادیان نے ذرا سی توقف کے بعد اس کی سمت دیکھا۔
"کوئی ضرورت نہیں ہے کہی بھی جانے کی اور ویسے بھی آفس کے کام میں بہت مصروف ہو تو مشکل ہوگا۔"
اس نے اگلے ہی لمحے اس کا پلین ملیامیٹ کرتے بال سنوارتے ہوئے بات ہی ختم کرڈالی تھی۔لیزے کا چہرہ اس کی بات پہ سرعت سے اترا تھا۔وہ منہ بناتے بیڈ پہ کمفرٹر اوڑھتے لیٹ گئی تھی۔ادیان تاسف میں سرہلاتے سائیڈ ٹیبل سے سیگریٹ اٹھاتے ٹیرس کی سمت چل دیا کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ اپنی طلب مٹاتے ہی وہ بیڈ کی جانب آیا اور لیٹتے ہی اسے اپنی سمت کھینچتے اس کا سر اپنے سینے پہ رکھا تھا۔
"بس چھوٹی چھوٹی باتوں میں ناراض ہوتے مجھے بے چین کردیا کرے میرا چھوٹو سا بے بی۔"

ایک بچے کی پیدائش کے بعد بھی وہ اسے کامنی سی لگتی تھی وہ اس کے ماتھے پہ لب رکھتے اسی طرح سر رکھتے آنکھیں موند گیا۔

صبح اٹھتے ساتھ ہی سب نے اسے گلے لگاتے شکریہ ادا کیا تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ اس کی بات مانتے جانے کیلیے رضامندی دے چکا ہے۔اسے بے ساختہ ادیان پہ بے تحاشہ پیار آیا تھا۔وہ سب بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔

"تھینکیو سو مچ۔"

اس نے میسج ٹائپ کرتے ادیان کے نمبر پہ سینڈ کیا تھا جو اگلے ہی لمحے بلیو ٹک ہوا تھا۔

"اینی تھنک فار یو مائین بے بی۔"

اس کا میسج پڑھتے اس کے چہرے پہ گلال سا بکھرا تھا۔اس نے سر جھٹکتے موبائل ایک جانب رکھا اور باقی کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔

رات کو جب وہ گھر لوٹا تو اپنے ساتھ اسلام آباد کی ٹکٹس لیتا آیا تھا۔سب جانے کے لیے بے تحاشہ پرجوش تھے۔

"ویسے میری بیگم کو پھنسا کر خود اس سب سے بری الذمہ ہوگئے سب۔"

ادیان نے سب کو ایک ساتھ بیٹھا دیکھ تیکھے چتونوں سے گھورا تھا تو سب ہیسنی سی ہنسی ہنس دیے تھے۔ادیان نے سب سے بات کرلی تھی۔احد اور فہد آفس سے اور رائم اور فہیم سے کچھ دنوں کی لیو لے چکے تھے ربان تو فلحال تھا ہی صدا کا ویلا تبھی وہ جی جان سے حاضر تھا۔

"تم نے اپنی بیگم کے علاوہ کسی کی سننی بھی نہیں تھی۔"

رائم نے حساب برابر کیا تو ادیان نفی میں سر ہلاکر رہ گیا۔اس سب کے ساتھ سب اٹھتے پیکنگ کرنے کی غرض سے چل دیے جو بقیا رہ گئی تھی کیونکہ صبح پہلے ٹائم اس کی فلائٹ تھی۔

اگلے دن سب گھر والوں کی دعاؤں کے ذیر سایہ وہ سب یہاں سے نکلتے اسلام آباد ائیرپورٹ پہنچے تھے۔وہاں پہنچتے ہی ادیان نے سرعت سے ہائس کا انتظام کرایا تھا جو وہ اپنے پرسنل اسسٹنٹ سے کہ کر بک کرواچکا تھا۔اس میں بیٹھتے وہ لوگ سیدھا پٹریاٹا کی جانب بڑھے تھے۔اطراف میں نظر آتے اونچے اونچے درختوں کو دیکھتے ان سب کی آنکھیں

ستائش کے مارے کھلی تھی۔جو برف سے ڈھکے ہوئے تھے موسم ذرا سا سرد تھا تو ان سب نے خود کو اچھی طرح ڈھکنے میں ہی ترجیح دی تھی۔

لیان خاموش ہوجاؤ اور یہ پہنو میرا بیٹا شاباش۔

لیزے نے اس کی ضد سے چڑتے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا اور سختی سے ٹوکا تھا تو وہ ناراض ہوتے اس کے منہ پہ اپنا سر مار گیا۔لیزے کے لبوں سے ایک سسکی سی نکلی تھی۔ادیان سرعت سے ان دونوں کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"لیزے کیا ہوا۔"

مازہ نے پریشانی سے استسفار کیا تو وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

"کیا کیا آپ نے ماما کے ساتھ۔"

ادیان نے سختی سے اسے مخاطب کیا اس کے لہجے کا ہی اثر تھا کہ وہ اگلے ہی لمحے گلہ پھاڑ کر رونا شروع ہوچکا تھا۔

"ادیان کیا ہوگیا ہے چھوٹا سا بچہ ہے وہ۔"

احد نے اسے لتاڑا تو وہ سر جھٹک کر رہ گیا کیونکہ وہ لیزے کے چہرے پہ نشان دیکھ چکا تھا جو آنکھ کے بلکل قریب تھا۔

"قسم سے بچوں سے بھی اچھی دشمنی نکالتے ہیں بھائی۔"

فہد نے منہ بناتے ہوئے کہا تو انابی نے اسے ٹھوکا مارتے گھوری سے نوازا تھا۔فاریہ نے اس کے ہاتھ سے لیان کو لیتے اپنے سینے میں بھینچا تھا جو ابھی بھی زور و شور سے رو رہا تھا۔اسی کے شور کے نتیجے میں باقی دونوں سوئے ہوئے بچے کی جاگ چکے تھے۔

ادیان نے ان سب کو لیان کی طرفداری کرتے دیکھ اسے اپنی گود میں لیا اور ہولے ہولے اس کا سر سہلانے لگا۔جان سے پیاری اولاد اور وہ بھی جو کس قدر مشکلوں کے بعد ملی ہو۔ادیان نے اسے مزید اپنے سینے میں بھینچا تھا۔لیزے نے اس کے سر پہ ہولے سے لب رکھے اور ایک نظر ادیان کو دیکھا جو جینز کے ساتھ شرٹ پہ بھورے رنگ کی جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔

"تم ٹھیک ہو زیادہ تو نہیں لگی۔"

ادیان نے تکلف سے اسے مخاطب کیا تو وہ نفی میں سر ہلاتے اس کے کندھے پہ سر ٹکا گئی تھی۔

روشا نے احد ہماس میں مصروف تھے جبکہ مازہ رائم کے کندھے سے لگی سو رہی تھی۔فہد انابی باہر سے دکھائی دیتے مناظر کو کیمرے میں قید کرنے میں بری طرح محو تھے۔

فاریہ نے ایک نظر باہر کے مناظر میں گم فہیم کو دیکھتے اس کا ہاتھ تھامتے اپنے ہاتھ میں سختی سے مقید کرتے آنکھیں موند لی تھی۔

"طبیعت ٹھیک ہے۔"

اس کا ڈھیلا ڈھالا انداز دیکھتے فہیم نے متانت سے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔فہیم نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پہ لب رکھے تھے جو میرون کوٹ ساتھ بلیک جینز پہ سر پہ حجاب کیے اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد ان کی گاڑی ہوٹل کے باہر رکی تو اطراف میں ہر جگہ روئی کے گالوں کی مانند برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔سب نے اترتے ہی جوش اور خوشی سے چیخ و پکار مچائی تھی۔

اترتے ساتھ ہی لان کی جانب بڑھے جہاں برف نے ہر جانب احاطہ کیا ہوا تھا۔فہد اور رائم سامان اٹھاتے اندر کمروں کی جانب بڑھ گئے۔

"افف رائم کتنی خوبصورت جگہ ہے نا۔"

مازہ نے رائم کا ہاتھ تھامتے قدرت کی اس خوبصورتی کو دل و جان سے سراہا تھا۔

"فہد۔"

انابی نے پیار سے اسے مخاطب کیا تو وہ جی جان سے اس کی سمت متوجہ ہوا تھا۔اس کے دیکھتے ہی انابی اس کے منہ پہ برف کا گولہ مارتے اس سے پہلے وہاں سے بھاگتی فہد نے اسے عقب سے اپنے حصار میں جکڑا تھا۔

"بھاگنا نہیں ہے بیا۔"

اس کے یاد دلانے پر وہ بری طرح کھسیائی تھی۔

روشانے نے برف کا گولہ بناتے احد کی جانب پھینکا تھا لیکن وہ احد کے ہٹتے ہی فاریہ کے منہ پہ جالگا تھا۔فاریہ جو پہلے ہی اس سردی کی شدت کو برداشت نہیں کرپارہی تھی اس اچانک حملے میں چھینک مارتے پیچھے ہوئی۔فہیم نے بے ساختہ اسے تھاما تھا۔

کچھ دیر یہ سلسلہ چلتا رہا اس کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کی غرض سے چل دیے۔

"میں چائے دیتی ہو تمہیں احد۔"

احد جو کھانس کر بے حال ہورہا تھا اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے کچن کی جانب ہی چلا آیا اور اس کے ڈوپٹے سے اپنی ناک رگڑنے لگا۔

"احد گندے پچوڑے۔"

روشانے کے حلق سے ایک چیخ برآمد ہوئی تو شیلف پہ بیٹھا ہماس بھی ڈر کے مارے چیخ اٹھا۔روشی نے گلے سے سکارف اتارتے خود سے دور پھینکا تھا۔

"کیا ہوگیا ہے ایک ڈوپٹہ ہی تو ہے۔"

واہ کیا شانِ بے نیازی تھی۔روشی دانت پیس کررہ گئی۔اس نے منہ بناتے اپنے نئے سٹولر کو دیکھا جو وہ آتے آتے نیا خرید کر لائی تھی۔

"بہت قیمتی ڈوپٹہ تھا یہ۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی ساتھ ہی آنچ دھیمی کی تھی۔

"میرے سے زیادہ تو نہیں ہوگا نہ۔"

وہ خمارآلود لہجے میں بولتے اس کے قریب جھکا تھا لیکن اس سے پہلے ہی روشانے نے اسے خود سے پیچھ دھکیلا تھا۔

"جی تم سے زیادہ اور بہت زیادہ۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو احد نے ہونقوں کی طرح اس کی سمت دیکھا۔

"یہ لو پھر اور زیادہ لو۔"

یہ کہتے ہی احد نے چڑ کے مارے مزید رگڑ کر اپنی ناک صاف کی تھی۔روشی نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"احد جانتے ہو اس کی قمیت کیا تھی۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی اور ساتھ ہی ہماس کو فیڈر تھمایا جو ٹکر ٹکر ان دونوں کو بحث کرتے دیکھ رہا تھا۔

"جتنے کا بھی تھا تھا تو میرے پیسوں کا ہی نا۔"

وہ بھی تنک کر بولا۔ایک ناک ہی تو صاف کی تھی اور وہ کیسے اس پہ چڑھ دوڑی تھی۔

"تم مجھے اب پیسوں کے بھی طعنے دو گے۔ نہیں کہنا کیا چاہتے ہو تم۔"

وہ دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتی تند نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے بولی۔

"نہیں میں تو کہہ رہا تھا کہ ایسے پانچ چھ مزید لے لینا۔کس بات کی پریشانی ہے۔"

وہ مزید بات سے بچاؤ کی خاطر میسنے پن سے بولا تو روشی نے ہاتھ جھلایا تھا جیسے اس کی بات کو کسی کھاتے میں نہ لیا ہو۔

"ہاں تو تم سے پوچھ کون رہا ہے وہ تو میں پہلے بھی خریدنے کا ارادہ رکھتی تھی۔"

اس نے کندھے اچکاتے بے نیازی سے جواب دیا اور چائے کپ میں انڈیلتے اس کی جانب بڑھائی۔

"بہت شکریہ چائے کے ساتھ سردرد مفت کا دینے کیلیے۔"

وہ جلے کٹے انداز میں بولتا ہماس کو گود میں لیتا تن فن کرتا اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔

"لاؤ میں سر دبادوں۔"

روشی نے اس کی ناراضگی کے خوف سے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تو اس نے دانت نکوستے سرعت سے اس کی گود میں سر رکھا۔اس نے ڈوپٹہ کوئی اور اوڑھ لیا تھا۔احد نے

ہماس کو بھی اپنے سینے پہ بٹھالیا اور اس کے سر پہ اونی ٹوپی درست کی تھی کیونکہ جس قدر سردی باہر تھی بچوں کے تو فورا بیمار ہونے کا خدشہ تھا۔

روشی تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتی اس کا سر دبانے لگی۔ہماس بھی وہی لیٹا لیٹا سوچکا تھا۔اسے بھی آنکھیں موندے دیکھ روشی اس کا سر تکیے پہ رکھتے گلاس ڈور کے پاس آگی تھی تاکہ باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہوسکے۔معاً اپنے گرد کسی کا حصار محسوس کرتے اس نے چونک کر اپنے بائیں جانب دیکھا جہاں احد اپنے پورے قد سمیت کھڑا اسے ہی دیکھ کر مسکرارہا تھا۔

"ارے تم سوئے نہیں۔"

اس نے شال اپنے گرد لپیٹتے حیرت کا اظہار کیا تو احد نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے پہ آتے بالوں کو کان پہ پیچھے اڑسا اور اس کی پیشانی کو چوما تھا۔روشی کا روم روم معطر ہوا اس کے مہکتے لمس پہ۔

یہاں میں اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزاری کرنے آیا ہوں ناکہ سونے۔چلو پھر کچھ" "ماحول بناؤ ہمیں اس بات کا احساس دلاؤ کہ ہم آپ کے دل میں کس قدر بستے ہیں۔

وہ شرارت آمیز لہجے میں بولتے اس کے چہرے پہ جھکتے لطیف سی شرارت کرگیا۔روشی نے لہو چھلکاتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"آپ تو ہمارے دل میں اس قدر بستے ہیں کہ آپ کے بغیر ایک لمحہ کاٹنا بھی ہمارے لیے صدیوں کی مسافت کے برابر ہے۔"

وہ اس کے دل پہ ہاتھ رکھتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے بولی تو احد نے متبسم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"I love you so much wifey..my life feel so complete when i around you..Promise me that you won't leave me alone.."

احد نے کہتے اس کی آنکھوں کو ہولے سے چھوا تھا۔روشی نے جواباً اس کی ہاتھ کو پشت کو لبوں سے چھوا۔

"I promise that i'll be yours to the rest of my life.."

اس نے کہتے ہی ایک نظر ہماس کو دیکھتے باہر برستی بارش پہ نگاہیں جمادی تھیں۔رات قطرہ قطرہ بھیگ رہی تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے میں گم سکون محسوس کررہے تھے۔

اگلے دن وہ سب چیئر لفٹ کا مزا لینے چل دیے۔بارش کی شدت میں کمی واقع ہوئی تو ہلکی ہلکی دھوپ نے ان سب پہ گرمائش کا گہرا اثر ڈالا تھا۔ابھی بھی وہ سب لیزے کی ضد کی بدولت اس طرف آئے تھے۔مازہ اور انابی نے اپنی حالت کے پیش نظر پہلے ہی لینی تھی۔

"میں نہیں بیٹھوں گی بلکل بھی۔"

فاریہ نے سختی سے انکار کیا۔اس کی گہرائی دیکھتے وہ گھبراگئی تھی۔فہیم نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تھا۔

"جاؤ فہد اس کی بھی لے کر آنا۔بیٹھے گی نا فاریہ۔"

فہیم نے اس کا ہاتھ تھامتے اس کا اعتماد بحال کرنا چاہا تو وہ نفی میں سر ہلاگئی تھی۔

"اپنے دوست کے ساتھ بھی نہیں بیٹھے گی۔"

اس نے ناراضگی کا اظہار کیا تو فاریہ نے سرعت سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"چلیں ادیان۔"

لیزے نے جوش سے اسے مخاطب کیا تو ادیان نے اس کی جانب دیکھا جہاں ڈر بھی صاف واضح تھا لیکن جانے کا شوق بھی سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

"لیزے بے بی بہادر ہوگیا ہے کافی۔"

ادیان نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ میسنی سی ہنسی ہنس دی تھی۔

ڈر تو بہت لگ رہا ہے اگر یہ گرگئی تو لیکن پھر دوسری جانب کا سوچوں تو کیسے گرے گی"

"اتنی موٹی وائر ہے۔

لیزے نے کہتے ساتھ ہی خود کو تسلی دی تو ادیان مسکراہٹ دبا گیا تھا۔احد روشا نے رائم فہد فاریہ اور فہیم بیٹھ چکے تھے۔ مازہ اور انابی نے بچوں کو سنبھالا ہوا تھا۔ان کے بعد لیزے اور ادیان کی باری تھی۔ لبوں پہ آیت الکرسی کا ورد کرتے وہ جھٹکے سے اندر بیٹھی تھی۔ادیان کے بیٹھتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھی تھی۔ لیزے نے چیختے اس کی سینے میں چہرہ چھپالیا۔اس کی حرکت پہ ادیان کا دلکش قہقہہ پہاڑوں میں گونجا تھا۔

دوسری جانب فاریہ کا بھی کچھ یہی حساب تھا۔جبکہ باقی چاروں پورے دل سے اس سیر کو انجوائے کررہے تھے۔

"واپسی پہ بھی تاخیر نہیں کرنی جھٹکے سے اترنا ہے۔"

ادیان نے نصیحت کی تو وہ اثبات میں سر ہلاگئی۔ان سب کے اترتے ہی وہ سب لوگ تھوڑا بہت مزید گھوم کر واپسی کی جانب چل دیے۔فاریہ کو ذرا ذرا سا زکام لگ چکا تھا اور فہیم کو یہی خدشہ لاحق تھا کہ کہی اس کی طبیعت نہ خراب ہوجائے لیکن رائم نے اسے تسلی دی تھی کہ وہ خود ڈاکٹر ہوتے گھبرا رہا ہے تو وہ خجل ہوتے کچھ پرسکون ہوا تھا۔

کھانا وغیرہ کھاتے ہی باقی سب تو وقت اور بڑھتی سردی کا خیال کرتے اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے البتہ فہد نے کمرے میں جانے کی بجائے انابی کا ہاتھ تھاما اور باہر کی سمت بڑھ گیا۔

"کہاں جارہے ہیں ہم۔"

انابی نے حیرت سے اسے باہر لے جاتا دیکھ استسفار کیا تو اس نے اسے پرسکون رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

اسے باہر لان میں لاتے ہی ٹھنڈی ٹھٹھرا دینے والی ہواؤں نے ان کا استقبال کیا تھا۔وہ لرز کر رہ گئی تھی۔

"اُفف کس قدر سردی ہے۔"

وہ اس کے جیکٹ کے اندر دونوں ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتی گرمائش حاصل کرنے کی تگ و دو میں بولی۔

"کہو تو میں گرمائش دوں۔"

اس کی معنی خیز بات پہ انابی کان کی لوؤں تک سرخ پڑی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اپنے ہاتھ وہاں سے باہر نکالتی فہد نے اسے مصنوعی گھورتے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھیں تھے۔

"شرم کرلیا کرو کچھ وہ تو جیسے تم نے بیچ کھائی ہے۔بے حیائی میں تو نہیں ماسٹرز کیا۔"

انابیہ نے اس کے کندھے پہ مکہ جڑتے تنک کر پوچھا تو فہد نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی ٹھنڈی پڑتی ناک سے ناک سہلائی تھی۔انابی کو عجب سی تقویت ملی تھی۔

"ہاں نا تمہیں بیچی تھی۔"

وہ اس کا چشمہ اتارتا ہوا بولا تو اس نے حیرت سے آنکھیں چھوٹی کرتے اس کی جانب دیکھا جو اب اس کا چشمہ اپنی جیب میں ڈال رہا تھا۔

"یہ کیوں اتارا اب میں کیسے دیکھوں گی۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی ساتھ ہی ہتھیلی اس کی جانب بڑھائی تھی تاکہ وہ چشمہ واپس دے سکے۔

"میں دکھائی دے رہا ہوں۔"

فہد نے اس کی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے رگڑتے اس کے وجود میں گرمائش پہچانی چاہی تھی۔انابی نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

بس پھر کوئی پریشانی ہی نہیں ہے تمہارے لیے یہ زیادہ ضروری ہے کہ میرا عکس" "تمہاری آنکھوں میں دھندلا نہ ہو باقی دنیا گئی بھاڑ میں۔

وہ والہانہ نگاہوں سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو چھوتے ہوئے بھاری گھمبیر لہجے میں بولا تو انابی نے حیرت سے لب واں کیے اس کی جانب دیکھا۔

سستے شاہ رخ خان ڈائیلاگ تو چیک کرو۔شکل گلی میں جو صفائی کرنے آتا ہے اس"
"کے جیسی ہے۔
وہ اس کا مذاق اڑانے والے انداز میں بولی تو فہد نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔
تم بھی کونسا ایشوریہ رائے ہو لیکن میں بھی تو تصور کررہا ہوں نا اس کے روپ میں"
"حالانکہ شکل تمہارے گھر میں کام کرنے والی ماسیوں جیسی ہے۔
فہد نے بھی تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے حساب چکتا کیا تھا۔اس کی بات پہ انابی نے ناراضگی سے رخ پھیرا تھا۔
"اچھا اپنی باری پوری پوری ناراضگی۔"
وہ شکوہ کرنے والے انداز میں بولا ساتھ ہی اس کے گرد بازو پھیلایا تھا جو انابیہ نے ایک جھٹکے میں جھٹکا تھا۔
ہاں تو تمہیں یاد ہے شروع شروع میں تم نے کہا تھا کہ دن میں سو بار بھی ناراض ہوگی"
"تو مناؤں گا لیکن اب تو ایسے کوئی آثار ہی نہیں ہے۔

وہ آنکھوں میں نمی لیے بولی۔فہد نے بیچارگی سے اس کی سمت دیکھا جب سے اس کی حالت میں تبدیلی آئی تھی وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ رو پڑتی تھی اور فہد بغیر کوئی ناراضگی جتائے اس منالیتا تھا۔

"ایک منٹ رکو۔میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ محبت سے کہتے سرعت سے اندر کی جانب بڑھا تھا۔انابی اسے ایک نظر دیکھتی پاس ہی رکھی کرسی پہ جگہ سنبھال گئی اور قدرت سے اس حسین شاہکار کو دیکھنے لگی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد جب وہ واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں دو آئسکرم کے کپ تھے۔انابی نے خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا معاً ذہن کے پردے پہ روشانے کی بات لہرائی تو اس کا منہ بن گیا ابھی صبح کی ہی بات تھی جب وہ باہر گھومنے گئے تھے۔

"فہد چلو ہم وہاں چلتے ہیں۔"

انابی بے چینی سے سامنے مارکیٹ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی تو فہد نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیوں وہاں کیا ہے۔"

اس نے حیرت سے استفسار کیا۔

"وہاں آئسکریم ہے چلیں میرا بہت دل کررہا ہے۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں گویا ہوئی۔

"کوئی ضرورت نہں ہے اتنی ٹھنڈ میں آئسکریم کھانے کی۔ طبیعت خراب ہوجائے گی۔"

اس سے پہلے کہ وہ دونوں اس جانب جانے کیلیے قدم بڑھاتے روشانے کی سنجیدہ آواز پہ انہیں ٹھٹھک کر رکنا پڑا تھا۔اس وقت تو فہد خاموشی اختیار کرگیا تھا لیکن اب وہ اس کی پسند کی آئسکریم لے آیا تھا۔

"واؤ یہ تم کب لائے۔"

وہ اس کے ہاتھ سے آئسکریم لیتے ہوئے بولی تو فہد نے اس کی سر کے بالوں کو ہولے سے چھوا تھا۔

"بس میری بیوی نے مجھ سے فرمائش کی تھی اور ایسا کب ممکن ہے کہ وہ مجھ سے کچھ مانگیں اور میں انکار کردوں۔"

وہ محبت سے اس کی چہرے کو دیکھتا ہوا بولا تو اب پوری طرح آئسکریم کھانے میں محو تھی۔

"اگر روشی آپی نے دیکھ لیا۔"

اس نے ایکدم سے کھانے سے ہاتھ روکتے پریشانی سے پوچھا۔

کچھ نہیں ہوتا پریشان مت ہو میں نے سب جانچ پڑتال کرلی ہے کوئی کچھ نہیں کہے "

"گا۔

وہ تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوا تو وہ ایک بار پھر کھانے کی سمت متوجہ ہوگئی۔

"آج ناہید کا فون آیا تھا۔"

فہد کی آواز اس کی سماعتوں پہ بم بن رکر گری تھی۔اس نے حیرت سے فہد کی جانب رخ موڑا۔آئسکریم کھانا تو وہ بھول گئی تھی۔یاد تھا تو وہ فقط ناہید کا نام جو اس کی سماعتوں میں گردش کررہا تھا۔

"کیوں آیا تھا اس کا فون۔"

اس نے آئسکریم کا خالی کپ سائیڈ پہ رکھتے سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔

"شادی ہوگئی ہے اس کی پچھلے مہینے معافی مانگ رہی تھی اپنی حرکتوں پہ شرمندہ تھی۔"

فہد نے اس کا ٹھنڈا یخ ہاتھ تھامتے سہلاتے ہوئے بتایا تو انابی نے اس کے شانے پہ سر ٹکایا تھا۔

تو ہم کونسا اس سے ناراض تھے۔بس ہمارے بچپنے کی غلطیاں تھیں جو ہم سے ہوئی" "تھی۔

وہ مسکاتے ہوئے بولی تو فہد نے اس کے گرد حصار تنگ کیا تھا۔اس کے جواب میں فہد نے صرف ہنکارہ بھرنے پہ اکتفا کیا تھا۔

"اب تو دے دو میرا چشمہ۔"

معاً وہ یاد آنے پہ ایک بار پھر اس کی جانب ہاتھ پھیلاتے ہوئے بولی تو فہد نے اس کی ہتھیلی پہ لب رکھے تھے۔

"نہیں نا ایسے ہی بیٹھو مجھے ایسے ہی حسین لگ رہی ہو اس خوبصورت رات کا حصہ۔"

وہ اس کی آنکھوں کو چومتا ہوا والہانہ انداز میں بولا تو انابی کے ماتھے پہ بلوں کا اضافہ ہوا۔

"تمہیں اب میں چشمے میں حسین نہیں لگتی کیا۔"

وہ منہ پھلاتے ہوئے بولی۔

مجھے تم چشمے میں تو کیا ہر چیز میں حسین لگتی ہوں مختصر کہوں تو تم مجھے کبھی بری لگ ہی نہیں سکتی۔اور اس بات کا ثبوت میں تمہیں اس صورت میں بھی دے سکتا ہوں کہ میں چاہتا ہوں کہ ہماری بیٹی بھی بلکل تمہاری طرح ہو۔"

وہ اس کی ناک دباتا ہنستے ہوئے بولا۔تو انابی نے اس کی بات پہ شرم سے سرخ پڑتے اس کے شانے میں چہرہ چھپایا تھا۔اور بے ساختہ اپنے بازوؤں کو سہلایا تھا جو سردی کی شدت بڑھنے کی بدولت زیادہ ہی بڑھ رہی تھی۔

"جانتی ہوں میں یہ بات بہت اچھے سے۔"

وہ بھی اس کے سینے سے لگے ہی دھیمے سے بولی تو فہد نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"جب جانتی ہو تو ایسی باتیں بار بار کیوں کرتی ہو چشمش۔"

وہ مصنوعی ناراضگی سے بولا تو انابی نے نچلا لب دانتوں میں دباتے شرارت سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں تو مجھے اچھا لگتا ہے جب تم مجھ سے بار بار اظہار محبت کرتے ہو۔"

وہ اتراتے ہوئے بولی تو فہد نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔

اچھا تو تمہیں اچھا لگتا ہے میرے منہ سے سننا تو میرا کیا قصور۔مجھے بھی تمہارے ان" لبوں سے اپنے لیے اپنی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے۔مجھے یہ جاننا ہے کہ میں تمہارے لیے کتنا ضروری ہوں مختصر کہوں تو ان لبوں سے اپنے لیے اظہار محبت سننا چاہتا ہوں۔اتنا عرصہ تو ہمارے ساتھ کو ہوگیا ہے کہ تمہیں اندازہ ہوجائے میں تمہارے لیے کس قدر اہم ہوں۔"

وہ اس کے دونوں گالوں پہ اپنا لمس چھوڑتے خمارآلود لہجے میں بولا تو انابی نے بکھرے تنفس سمیت آنکھیں میچی تھی۔لرزیدہ پلکیں سرخ عارض پہ جھکی ایک حسین منظر پیش کررہی تھی۔فہد بہکتے ہوئے اس کے ایک ایک نقوش کو چھو کر محسوس کررہا تھا۔انابی کے وجود میں کپکپی سی طاری ہوگئی اس کے انداز پہ۔معاً کچھ سوچتے اس نے چمکتی نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔اب وہ دونوں یک ٹک ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔ایک خوبصورت لمحہ ان دونوں کے درمیان آکر ٹھہر گیا تھا۔

کتنا پیار ہے تم سے ہمیں کہنا نہیں آتا۔"

"بس اتنا جانتے ہیں کہ تمہارے بن رہنا نہیں آتا۔

اس کی مدھم سرگوشی اپنے کان کے قریب محسوس کرتے فہد نے بے یقینی کی کیفیت نے اس کی جانب دیکھا تھا لیکن اس نے سرعت سے اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا تھا۔

اب اس قدر خوبصورت اظہار محبت کے بعد بھی اگر تم یہ چاہ رہی ہو کہ میں تمہیں بخش" "دوں تو ایسے کسی کسی صورت ممکن نہیں۔

وہ خوشگوار انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تو انابی بھی اس کی بات پہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

"تم دونوں کیا اس وقت بھوتوں کی طرح یہاں بیٹھ کر قہقہے لگا رہے ہو۔"

مازہ کی آواز پہ وہ دونوں سٹپٹا کر ایک دوسرے سے دور ہوئے تھے۔جو حورین کو گود میں جھلاتے انھی کی سمت آرہی تھی۔

ہم ویسے ہی ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزاری کر رہے تھے لیکن تم ظالم سماج بن" "کر درمیان پہ اٹک پڑی ہو۔

فہد دانت کچکچا کر اس کی درگت بناتے ہوئے بولا لیکن مازہ ہی کیا جو محسوس کر جائے۔

چلو اب میں آگئی ہوں نا تم یہاں سے رفو چکر ہوجاؤ کچھ دیر اپنی بیوی کو میرے پاس" چھوڑ کر۔"

وہ اسے ہری جھنڈی دکھاتے حورین کو اس کے حوالے کرتے ہوئے مزے سے بولی۔ جبکہ اس کی بات پہ فہد تڑپ کر رہ گیا۔ ابھی تو اس نے اظہار محبت کیا تھا ابھی تو وہ اسے یہ احساس دلانے والا تھا کہ وہ اس کیلیے کس قدر ضروری ہے۔ اسے عشق کی معراجوں پہ لے جانے والا تھا لیکن ماذہ نے اس کے سارے پلین کو گٹر میں جھونک دیا تھا۔

"ارے میرا بھالو۔"

انابی حورین کو گود میں بھرتے ہوئے محبت سے اس کے گال چومتی ہوئی بولی تو جواباً وہ بھی کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

ماذہ یہ تم ٹھیک نہیں کررہی اچھا بھلا میرا ہنی مون چل رہا تھا تم اسے کیوں تباہ و برباد" کررہی ہو۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولا۔وہ کسی بھی صورت میں انابی کو اپنے ساتھ لے جانے والا تھا یہ تو وہ سوچ چکا تھا۔

"ڈئیر فہد یہ ہنی مون نہیں ہے آپ کا یہ ایک فیملی ٹرپ ہے چلیں اب اپنا منہ بند رکھیں اور یہاں سے غائب ہوجائیں۔"

وہ اسے اس کے کمرے کی جانب دھکا دیتے ہوئے بولی تو انابی نے بے ساختہ اس کے الوداع کہنے کی خاطر ہاتھ جھلایا تھا۔فہد اس کی حرکت پہ دانت پیس کر رہ گیا۔

"مازہ تم یہاں کیا کررہی ہو۔میں تو پریشان ہی ہوگیا تھا کہ ناجانے کہاں چلی گئی۔"

رائم اس کے نزدیک آتے پریشانی سے بولا۔وہ ابھی ابھی نیند سے اٹھتے اس کے پاس پہنچا تھا تبھی سر بھاری بھاری تھا۔

"مجھے لگا آپ سو گئے ہیں تو میں حوری کو لے کر باہر آگئی تھی تاکہ آپ کی نیند میں خلل نہ پڑے۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی تو رائم نے تاسف سے اس کی جانب دیکھتے ایک نگاہ منہ بسورے کھڑے فہد پہ ڈالی تھی۔معاملے کی تہہ تک وہ اگلے ہی لمحے پہنچ چکا تھا۔

"لاؤ انابی بچے اسے مجھے دو آپ لوگ جاؤ۔"

رائم حورین کو اس کی گود سے لیتا اس کا سر محبت سے تھپکتے ہوئے بولا تو فہد نے اطمینان بھرا سانس خارج کیا تھا۔چہرے کی رونق بحال ہوئی تھی۔وہ مازہ کو دوسرے بازو کے گھیرے میں لیتا اندر کمرے کی جانب بڑھ گیا تو انابی نے اپنا حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا تھا جو خشمگین نگاہوں سے اسی کی جانب قدم بڑھارہا تھا۔انابی نے بوکھلاتے ہوئے پیچھے کی جانب قدم بڑھائے۔

"نہیں فہد پلیز۔"

وہ روہانسی ہوتے بولی تو فہد نے ایک ہی جست میں اس کی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا۔

"جی فہد کی جان جی۔"

وہ بھی جواباً اسی کے انداز میں بولا ساتھ ہی اس کی بالوں میں گہرا سانس بھرا تھا۔انابی کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔وہ جھینپتے اس کے گردن کے گرد بازو حائل کرتے

گردن میں ہی چہرہ چھپا گئی۔فہد نے اسے خود میں سمیٹ لیا تھا۔ایک خوبصورت خوابناک رات ان کی منتظر تھی۔

صبح اٹھتے ساتھ ہی سب لڑکیاں کچن میں مصروف پوریاں بنانے میں محو تھی۔روشی کو بنانے آتی تھی لیکن وہ سب اس کے ساتھ ہی بنانا سیکھ رہی تھی۔

"مازہ فاریہ یہ اب میں ڈال رہی ہوں تم دونوں گرم گرم ہی لے جانا ادیان کے کمرے میں سب وہی موجود ہیں۔"

لیزے کی آواز پہ وہ دونوں اثبات میں سر ہلا گئی۔فاریہ نے سرعت سے سینک سے ہاتھ دھوئے تھے۔

"یہ جلدی سے ایپل فنش کرو میرا بیٹا اوکے ماما ابھی آرہی ہیں اوکے۔"

مازہ ان تینوں کے آگے پلیٹ میں تراشے ہوئے سیب رکھتی تاکید کرتے ہوئے بولی تو وہ تینوں اسی میں مصروف ہو چکے تھے۔لیزے نے تاسف سے ان کی سمت دیکھا جو کھا کم ساری لگی ایل ای ڈی میں پوئمز دیکھتے میں زیادہ مصروف تھے۔وہ شکر کرتی دوبارہ کچن کی

جانب چل دی کیونکہ یہاں سے فارغ ہوتے ادیان لیزے کے علاوہ سب کا نتھیا گلی جانے کا پروگرام تھا۔ادیان کی ایک ضروری میٹنگ تھی جس کی بدولت لیزے نے زیادہ بحث کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔وہ اس کے ایک بار کہنے پہ ہی مان گیا تھا تو وہ کیوں بے جا ضدیں کرتے اسے غصہ دلاتی تبھی خاموشی اختیار کرگئی کہ اگر وہ لوگ جلدی فارغ ہوگئے تو ان کے پیچھے ہی نتھیا گلی چلے جائیں گے۔لیزے نے کھانے کی ٹرے مازہ کے ہاتھ میں تھمائی تو فاریہ نے جلدی سے باؤل پکڑتے برتن دوسری ٹرے میں رکھے۔ان دونوں کا رخ اب ادیان کے کمرے کی جانب تھا۔

"اب آپ کی طبیعت ٹھیک ہے مازہ آپی۔"

فاریہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی تو مازہ نے مسکرا کر اس کی سمت دیکھا تھا جس کے چہرے سے اب مسکراہٹ کبھی جدا نہیں ہوتی تھی۔فہیم کی طرح ہی ہمہ وقت اس کے چہرے پہ نرم سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا ہوتا تھا۔

"ہاں بس ٹھیک ہوں میرا تو ویسے بھی ایسی حالت میں ایسا حال ہوجاتا ہے۔"

مازہ نے ہنستے ہوئے ہلکے پھلکے لہجے میں بتایا تو وہ اثبات میں سرہلاگئی تھی۔راہداری عبور کرتے ہی وہ لوگ جوں ہی ادیان کے کمرے کے باہر پہنچے۔کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا تھا اور وہ لوگ گردن کے ساتھ گردن جوڑے ایک دوسرے کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف تھے البتہ ادیان وہاں سے غائب تھا۔

لیکن ان کی باتوں کا محور سن کر ان دونوں کے چہرے سے مسکراہٹ اگلے ہی لمحے غائب ہوئی تھی۔چہرے کا رنگ یکلخت بدلا تھا۔ان دونوں نے بے یقینی سے اس کی سمت دیکھتے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا تھا جیسے اس بات کی توقع وہ بھی ان سب سے بلکل نہ ہو۔

ادیان جو اپنے کمرے میں بیٹھا اپنی میٹنگ کی تیاریوں میں مصروف تھا اپنے موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوا۔فون کی سکرین پہ دیکھتے ہی اس نے بنا کسی تردد کے فون اٹھاتے کان سے لگایا تھا۔سلام دعا کے بعد محسن سیدھا مدعے کی بات پہ آیا تھا۔اب

تو اس کی ادیان سے بات چیت مزید کم ہوگئی تھی کیونکہ وہ بھی اب شادی شدہ ہوتے اپنی زندگی میں مصروف ہوچکا تھا۔

میں نے تمہیں یہ بتانے کیلیے کال کی تھی کہ چودھری کا کیس حل ہوچکا ہے شکر ہے "اللہ کا۔"

اس نے مسکراتے ہوئے ادیان کو اطلاع دی تو ادیان اس کی بات پہ چونک اٹھا تھا۔چہرے کے تاثرات اگلے ہی لمحے بدلے تھے۔

"اوہ کیسے۔"

اس نے سرسری سا پوچھا اور لیپ ٹاپ اٹھاتے چارج پہ لگایا تھا۔سیاہ ٹراؤذر شرٹ پہنے وہ رف سے حلیے میں بھی دلکش لگ رہا تھا۔

بس اس کے ساتھیوں کی ہی کارگردگی تھی وہ سب پکڑے گئے ہیں۔آئی سوئر یہ کیس "میری زندگی کا سب سے چیلنجبگ کیس تھا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا تو ادیان بھی اس کی بات پہ مدھم سا مسکرادیا تھا۔اسی طرح دو تین مزید باتوں کے بعد اس نے سب کو اطلاع دینے کا سوچا عین اسی لمحے سب لڑکوں نے اس

کے کمرے میں دھاوا بول دیا تھا۔وہ سب بیڈ پہ آڑھے ترچھے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے معاً ادیان کی آواز پہ کمرے کی فضا میں خاموشی چھاگئی۔

"چودھری کا کیس حل ہوچکا ہے۔"

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے سرسری سا بتایا اور اپنا موبائل لیتے باہر ٹیرس کی جانب چل دیا تاکہ نیٹ وغیرہ چیک کرسکے جس نے یہاں آنے کے بعد اچھا خاصہ تنگ کیا ہوا تھا۔اس کے جاتے ہی سب نے بے یقین نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا معاً اس کی بات کا یقین ہوتے ہی سب سے پہلے ہوش رائم کو آیا تھا وہ سرعت سے احد کے سینے سے لگا مبارک باد دینے لگا۔اب وہ سب مسلسل ہنستے ہوئے ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے۔

"قسم سے اس کیس نے تگنی کا ناچ نچایا ہے مجھے۔"

رائم قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تو باقی سب بھی ہنس دیے تھے۔

"تو اور نہیں تو کیا بھائی میں تو جب وہاں پہنچا تھا اور پٹرول چھڑکا تھا میرے ہاتھ باقاعدہ کپکپارہے تھے۔"

فہیم نے اپنا تجربہ بیان کیا تو باقی سب نے اس کی بات کی تائید کی تھی۔

"ایسے لوگوں کے ساتھ یہی انجام ہونا چاہیے۔"

احد نے بھی ان کی بات پہ حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

"اس دن میں نے کہا بھی تھا کہ اگر ہم پکڑے گئے تو بہت برا ہوگا اور دیکھا کوتاہی ہم سے ہوگئی تھی کیمرے اتارنا تو ہم بھول ہی گئے تھے۔ہم دراصل یہ بھول گئے کہ وہ چودھری کا اڈا ہے وہاں اس نے ایسے انتظامات کیے ہونگے لیکن شکر عین وقت پہ رائم بھائی اور میں نے ان کیمروں کا بھی رام رام ستئے کردیا۔"

فہد ان سب کی بات کے جواب میں فخریہ انداز میں کالر جھاڑتا ہوا بولا تو وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہنس دیے تھے۔

"مجھے گائیڈ لائن نہ ملتی تو میں نے ایسا بھی نہیں کرپانا تھا۔"

رائم نے بے ساختہ اعتراف کیا۔

"ویسے اسے مار کر تجربہ بڑا اچھا رہا۔"

فہیم نے سکون سے بولتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائی تھی۔

ان کی باتوں میں دروازے کے پار کھڑی فاریہ اور مازہ ساکت رہ گئی تھی۔انہیں تو ایسا محسوس ہوا جیسے ان دونوں کی سماعتوں میں کسی نے زہر انڈیل دیا ہو۔

"ارے تم دونوں ابھی اندر نہیں گئے۔"

لیزے جو انہیں ہی دیکھنے آرہی تھی کہ وہ ابھی تک واپس نہیں لوٹی انہیں ایک ہی جگہ پہ ساکت و جامد دیکھ کر ان کا شانہ ہلاتے استسفار کیا تو ان دونوں نے چونک کر اس کی سمت دیکھا تھا لیکن ان کی آنکھوں میں نمی دیکھتے لیزے کے ساتھ ساتھ پیچھے سے آتی روشی اور انابی بھی ٹھٹکی تھی۔

اندر موجود سب بھی ان کی آوازوں پہ متوجہ ہوچکے تھے۔انہیں تو یہی سوچ کر ہی ہول اٹھ رہے تھے کہ کہی ان سب نے کچھ سن نہ لیا ہو کیونکہ ان سب کا ان لوگوں کو کچھ بھی بتانے کا ارادہ نہیں تھا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں کھڑے ہو سب۔"

ادیان نے ٹیرس سے اندر آتے ہی ان سب کی شکلیں دیکھتے مخاطب کیا تو لیزے کو سب سے پہلے ہوش آیا۔

"یہ تو آپ بتائیں یہاں کیا ہوا ہے کیونکہ یہ دونوں دروازے کے باہر کھڑی رو رہی تھی۔"

لیزے نے کڑے تیوروں سمیت استسفار کیا تو ادیان نے ایک سپاٹ نگاہ ان سب پہ ڈالی تھی کیونکہ وہ تو کمرے میں ہی نہیں تھا۔اس کے دیکھنے کے انداز پہ وہ سب گڑبڑا گئے لیکن کچھ بولے نہیں۔

"کیا ہوا مازہ فاریہ۔"

ادیان نے ان دونوں کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے رسانیت سے پوچھا تو ان کے رکے ہوئے آنسو کب کے بہہ نکلے۔

"بھائی ان سب نے مل کر چودھری کو مارا ہے۔"

مازہ کے انکشاف پہ جہاں لڑکوں کو سانپ سونگھا وہی باقی سب جہاں کے تہاں رہ گئے۔ادیان نے ناسمجھی سے ان سب کی سمت دیکھا جن کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔

"یہ کیا بول رہی ہے رائم۔"

اس کی سرد آواز پہ رائم نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تو باقی سب ایک دوسرے کے اندر سر دھنسنے لگے۔

مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو جس کا ہاتھ سب سے بڑا والا ہے اس سب کے پیچھے اس"
"سے پوچھو۔
رائم نے بوکھلاہٹ میں جو منہ میں آیا بول دیا۔فہیم نے زبردستی اس کے لبوں پہ ہاتھ رکھتے اس کی آواز کو حلق میں دبایا تھا۔
"اچھا کون ہے وہ ذرا ہمیں بھی تو پتہ چلے۔"
روشی نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے دانت کچکچاتے ہوئے پوچھا جن کے چہروں پہ کہی بھی یہ کام کرکے شرمندگی کے آثار موجود نہیں تھے۔ادیان نے بھی سوالیہ نگاہیں ان کی سمت اٹھائی جبکہ مازہ اور فاریہ ابھی بھی آنکھوں میں نمی لیے ادیان کے سینے سے لگی تھی۔
تم سب بہت اچھے سے اسے جانتے ہو۔ایسے کام کرکے وہ خود تو خاموش ہوجاتا ہے"
"لیکن باقی سب پھنس جاتے ہیں جی تو اس کا نام ہے دی ماسٹر مائنڈ ادیان شاہ۔
رائم نے سکون سے پوری بات مکمل کرتے ان سب کو بے سکون کیا تھا۔اب ان کی نگاہوں کا رخ رائم سے ہوتے ادیان کی جانب آیا تھا۔ادیان نے ٹھنڈی ٹھار نگاہوں سے

رائم کی جانب دیکھا تھا اس کے دیکھنے کے انداز پہ باقی سب کی ریڑھ کی ہڈیوں میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ مازہ اور فاریہ جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی اور بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا جو یہ سب کر کے کس قدر سکون سے انجان بن رہا تھا۔

"ادیان بھائی۔"

سب کی صدمے سے بھرپور آواز نکلی تو اس نے بے نیازی سے جیبوں میں ہاتھ اڑسے تھے جیسے ان سب کی حیرانی سے بلکل فرق نہ پڑا ہو۔

"جب سب کچھ تم نے پلین کیا تھا تو اپنا نام کیوں نہیں آنے دیا درمیان میں۔"

روشانے نے کینہ توڑ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

تاکہ کسی کو شک نہ ہو کہ یہ کام ہم سب کا ہو سکتا ہے اگر اس وقت چودھری کو جلانے" کے وقت میں بھی ان سب کے ساتھ ہوتا تو شک سیدھا ہم پہ جاتا میں اسی لیے محسن کے ساتھ تھا تاکہ اسے پتہ ہو کہ میں ہی اس کے ساتھ ہوں تو میرے علاوہ ہمارے گھر "میں سے یہ حرکت کوئی نہیں کر سکتا۔

وہ سپاٹ انداز میں بولا تھا تو باقی نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

باقی سب کو صدمے کی کیفیت میں البتہ لیزے اشتیاق سے اس سب باتوں کو سن رہی تھی۔

دیان کتنا مزا آیا ہوگا نہ مجھے بھی لے جاتے میں تو اس کا حشر ہی بگاڑ دیتی۔ چلو اچھا" ہے سیاپہ ہی مکا۔اب سکون سے زندگی گزاریں گے۔ویسے بھی ایسے وحشی اور درندوں کو موقع ہی قتل کردینا چاہیے۔ بہت اچھا کام کیا ہے آپ سب ویری ویل ڈن۔"

لیزے نے تالیاں بجاتے باقاعدہ ان سب کے کام کو سراہا تھا۔ادیان نے داد دیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔مازہ اور فاریہ جھٹکے سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"جائیں بھئی اپنی بیویوں کو منائیے۔"

انابی نے رائم اور فہیم کو شرارت سے بولتے رستہ دکھایا تو وہ ڈھیلے ڈھالے قدموں سے چلتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"چلو اب سب باہر ہی آجاؤ یہ ناشتہ تو ٹھنڈا ہوگیا ہے۔میں دوسرا بناتی ہوں۔"

روشانے ان سب کو تاکید کرتی کمرے سے باہر نکل گئی تو احد فہد اور انابی بھی اس کی تلقید میں چل دیے۔اس سے پہلے کہ ادیان لیزے کی جانب بڑھتا رائم دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔

"ادیان دوسرے والا بھی مارکہ تم بتاؤ گے یا میں بتاؤں۔"

رائم نے بھنویں اچکاتے مسخرے پن سے پوچھا تو ادیان نے بے ساختہ قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی کمر میں ایک مکہ جڑا تھا۔

"افسوس ہورہا ہے مجھے کہ چودھری کے ساتھ تمہیں کیوں نہیں ماردیا میں نے۔"

وہ سرد مہری سے بولا تو لیزے نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا۔

"ادیان آپ ایسے کیسے کہ سکتے ہیں یہ رائم بھائی ہیں۔"

وہ منہ بناتے ہوئے اس کے دفاع میں بولی دراصل بھائی چارہ یاد آیا تھا۔

تمہارے رائم بھائی میرے گلی میں اٹکی ہوئی وہ ہڈی ہے جو اگلتی ہے اور نہ نگلتی ہے۔"

کٹیلے لہجے میں بولا تو رائم اسے ایک فلائنگ کس سے نوازتا دانت نکوستے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہ رائم بھائی کس کی بات کر رہے تھے۔"

لیزے نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے بے چینی سے پوچھا تو ادیان نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔لیزے نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھتے چہرہ پھیر لیا۔

"تمہیں بارہا بار کہہ چکا ہوں کہ ہمارے درمیان کوئی تیسرا قطعی نہیں آنا چاہیے۔"

وہ خمارآلود لہجے میں بولتے بولتے اس کے گال پہ جھکا تھا معاً لیان کے کمرے میں اچانک آمد سے لیزے گھبرا کر اس سے پہلے کہ اس کے حصار میں نکلتی ادیان نے حصار مزید تنگ کرلیا تھا۔

"بابا نو مئی ماما۔"

(بابا نو میری ماما)

وہ اس کی ٹانگ کھینچتا ہوا بولا لیکن ادیان نے اس کی بات پہ چڑانے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ادیان چھوڑیں نا کیا بچوں سے ضدیں لڑا رہے ہیں۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی تو ادیان کے لب جواب میں اپنے ماتھے پہ محسوس کرتے اس کی زبان کو بریک لگی تھی جبکہ لیان اب اس کی حرکت پہ گلہ پھاڑ پھاڑ کر رونا شروع ہوچکا تھا۔ادیان نے مزے سے اس کی جانب دیکھا۔

"لیان میرا بے بی ادھر آئے ماما پاس۔"

لیزے مزاحمت کرتی اس کا بازوؤں کو کھولتے ہوئے بولی لیکن ادیان نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تھا۔

دیکھ لیا آپ کی ماما پہلے میرا بے بی ہے اس کے بعد آپ اپنی ماما کے بے بی ہو۔یور ماما"

"از الویز کمز فرسٹ فار یور بابا۔

وہ اس کی ہچکی بندھتے دیکھ لیزے کے گرد حصار ڈھیلا کرتے اسے گود میں بڑھتے ہوئے بولا۔

چلو ایک کام کرتے ہیں ماما کے ساتھ وقت بانٹ لیتے ہیں جب جب میں آفس جاؤں گا پیچھے سے ماما آپکی لیکن جیسے ہی میں ماما کے پاس ہونگا آپ نے خاموشی سے کروٹ بدلتے آنکھیں موند لینی ہے۔اوکے۔"

اب وہ اسے اپنے سینے سے لگاتے تھپکتے ہوئے اسے سمجھارہا تھا لیکن لیزے صدمے کی کیفیت میں اسے بچے سے جلتا دیکھ رہی تھی معاً وہ ان دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھ خود بھی تاسف سے سر ہلاتے اسے باہر آنے کی تاکید کرتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"ماذہ یارر کیا ہوگیا ہے اتنی سی تو بات تھی تم پریشان ہوتی اسی لیے نہیں بتایا تمہیں۔"
رائم اس وقت کے بعد سے اسے منانے کی خاطر اس کے آگے پیچھے منڈلارہا تھا لیکن مجال ہے جو وہ سن لے۔ابھی ابھی وہ حورین کو کپڑے تبدیل کرتے اس سے مکمل طور پہ نظراندازی برت رہی تھی۔

آپ کیلیے یہ چھوٹی بات ہوگی رائم لیکن میرے لیے بلکل نہیں ہے۔اس کا مثبت پہلو"
دیکھوں تو مجھے خوشی ہے کہ ایک ایسے انسان کا اختتام ہوا ہے جو انسان کے نام پہ بھی
دھبہ تھا حیوان تھا وہ اس کی موت ایسے ہی لکھی تھی لیکن منفی پہلو بھی تو سوچنا چاہیے
ابھی آپ جیسے بتارہے تھے کہ کیمرے لگے رہ گئے غلطی ہوگئی تھی نہ آپ سے سوچیں
"وہ کیمرے میں فوٹیج مل جاتی تو کیا ہوتا پولیس کیس بن جاتا یہ اور پھر میرا کیا ہوتا۔

وہ اس کی بات پہ جھنجھلا کر تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے بولتی چلی گئی جبکہ رائم اس کی
بات پہ صدمے کی سی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا جو کتنی آگے کا سوچ رہی تھی۔

مازہ میری جان حوصلہ رکھو اتنی سپیڈ میں جاؤ گی تو لازمی جیل ہوجائے گی واپس آجاؤ"
"کیونکہ ایسا کچھ نہیں ہوا اور میں تمہارے سامنے ہوں۔

رائم نے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے متانت سے بات سنبھالی چاہی لیکن وہ ابھی
بھی ناراض تھی۔

اوئے چھوٹی بلی ماما ناراض ہوگئی ہے بابا سے۔ماما سے کہو کہ بابا کا دل نہیں لگتا نہ ان"
"کے بغیر۔بات کرلیں ورنہ بابا کو کچھ ہوجائے گا۔

وہ حورین کے گال پہ بوسہ دیتے بیچارگی سے بولا تو اس نے مسکراتے ہوئے مازہ کی جانب دیکھا جبکہ مازہ اس کی آخری بات پہ تڑپ کر اس کے شانے پہ مکہ جڑ گئی۔

"جانتی ہوں کہ آپ کی شکل اچھی نہیں ہے لیکن بندہ بات ہی اچھی کر لے۔"

مازہ قہر آلود نگاہوں سے اس کی سمت دیکھتے ہوئے بولی تو رائم نے شاکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جیسے تم تو بڑی حسین ہو نا کچرا رانی کہی کی۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولا اس کی بات پہ.رائم کو جیسے پتنگے ہی لگ چکے تھے۔

رائم آپ مجھ سے بات کرنے کا بہانہ نہ ڈھونڈیں میں آپ سے ناراض ہوں۔ہٹے" "پڑے۔

وہ ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے حورین کو سینڈل پہنا رہی تھی اور وہ بھی تالیاں بجاتے خوشی کا اظہار کررہی تھی۔

"مازہ پھر سے یار اب کیا مسئلہ ہے۔"

وہ جیسے اکتا گیا تھا اس سب سے تبھی چڑ کر بولا تو اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہونا شروع ہوگیا۔

"رائم آپ میری طرح نہیں سوچ سکتے نہ تبھی پرسکون ہے۔مجھے ابھی بھی چین نہیں آرہا وہی باتیں سوچ سوچ کر آپ سب اتنا بڑا رسک کیسے اٹھا سکتے ہیں میں بہت کمزور ہوں اس سب کے معاملے میں۔"

وہ روتے روتے ہچکیوں کے درمیان بولی تو رائم نے اسے اپنے سینے میں بھینچتے اس کے سر پہ ہولے سے لب رکھے تھے۔حورین نے بھی رائم کی حرکت کی نقل کرتے ویسے ہی لب مازہ کے سر پہ رکھے تو وہ نم نگاہوں سمیت ہنس دی تھی۔

"اچھا ساری باتیں چھوڑو یہ بتاؤ کہ اگر خدانخواستہ ایسا کوئی مسئلہ ہوتا بھی تو ادیان کچھ ہونے دیتا ہمیں۔"

اس نے اس کا بھیگا بھیگا سرخ چہرہ ٹھوڑی کی مدد سے اپنے مدِ مقابل کرتے سوالیہ نگاہوں سمیت اسے مخاطب کیا تو وہ سرعت سے نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

"تو پھر ڈر کس بات کا۔"

اس نے کہتے ساتھ ہی اس کے گال کو لبوں سے چھوا تھا۔مازہ نے جھجھک کر اس سے فاصلہ قائم کیا تھا۔

"ہر وقت ہنستی رہا کریں میری بلی مجھے وہی کیوٹ سی کیٹو واپس چاہیے کیوں ایسے تھکی تھکی رہتی ہے میری جان۔"

وہ اس کی آنکھیں صاف کرتے ہوئے انہیں دباتا ہوا بولا جیسے انہیں سکون پہنچا رہا ہو۔

"پتہ نہیں طبیعت ہی ایسی رہتی ہے۔اور پریشانی بھی ہوتی ہے کہ دونوں کو میں کیسے سنبھالوں گی۔ مجھ سے تو ایک ہی نہیں سنبھالی جاتی۔"

وہ بوجھل لہجے میں بولی تو رائم نے پشیمانی سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس صورتحال کے پیچھے اس کا ہاتھ ہو۔

"تو میں کونسا اپنی بلی کو اکیلے چھوڑ دوں گا۔میں تا ہمیشہ اس کے ساتھ ہوں جب بھی کچھ ایسا ہو کہ کوئی تنگ کرے تو ایک کال کرنا ہسپتال سے فوراً اپنی بلی کے پاس۔کوئی تنگ تو کریں میری زندگی کو اس کی بینڈ نا بجادوں گا میں۔"

وہ اس کی دونوں آنکھوں پہ اپنا لمس چھوڑتے ہوئے بولا تو مازہ دھیما سا ہنس دی تھی۔

"ڈوٹر ماما اپی۔"

(ڈاکٹر ماما ہیپی)

حورین مازہ کو ہنستے دیکھ تالیاں مارتے ہوئے بولی تو وہ دونوں اس کی بات پہ اپنا قہقہہ ضبط نہ کرپائے۔

"اوئے پدی ڈوٹر کی کچھ لگتی میں کیا آپکا دوست ہوں۔"

رائم مشکلوں سے مسکراہٹ ضبط کرتا ہوا بولا تو اس نے ناراضگی سے منہ پھلایا تھا۔

"یہ تو میرا بھالو میرا آلو ٹماٹر گوبھی شلجم۔"

اس سے پہلے کہ رائم مزید سبزیوں کے نام لیتا مازہ نے ہنستے ہوئے اسے ٹوکا تھا۔

"بس بس رائم ساری سبزیاں اس کیلیے ہی ہیں کیا۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی اور بیگ سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔

"ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا ابھی گیارہ مزید بچے آنے ہیں تو مجھے بچا لینے چاہیے۔"

وہ معنی خیزی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو مازہ نے اس کے سر کے بال کھینچے تھے۔

"بس پھر میں مرجاؤں گی اس دوران آپ اکیلے بچے سنبھالیے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی تھی۔

"مریں تمہارے دشمن۔ خیر چلو جلدی سے تیار ہوجاؤ میں حورین کو باہر پکڑا کر آتا ہوں۔"

وہ اس کے گال پہ بوسہ دیتے ایک متبسم نگاہ اس کے ہلکے ہلکے بلکی سراپے پہ ڈالتے کمرے سے باہر نکل گیا۔ مازہ بھی واشروم کی جانب چل دی تھی۔

کچھ دیر میں وہ سب تو نتھیا گلی کی سیر کو نکل گئے جبکہ واپسی پہ ان لوگوں نے مال روڈ بھی جانا تھا جبکہ لیزے ادیان اور لیان گھر ہی تھے۔

ان سب کے جانے کے بعد کچھ دیر تو وہ بوریت کے احساس سے بیٹھی رہی تھی۔ ادیان اپنے ہی کاموں میں مصروف تھا۔ کچھ لمحوں بعد لیان کے رونے پہ اس نے اسے فیڈر پلایا تو اسی میں پندرہ منٹ مزید بیت گئے۔ اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی لیزے نے لیان کو کھلونے دے کر بیڈ پہ بٹھایا اور خود اٹھتے ٹیرس پہ اس کے پاس چل دی تاکہ دیکھ سکے کہ ایسا بھی کیا کررہا ہے وہ۔

"ادیان بس کریں نہ کب سے آپ خود میں ہی مصروف۔"

اسے ریلنگ کے ساتھ کہنیوں لگاتے سیگریٹ پیتے دیکھ اس کی زبان کو بریک لگی تھی۔اس نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کی میٹنگ ہوگئی۔"

اس نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے استسفار کیا تو ادیان نے فقط بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا اور سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے اس کی سمت متوجہ ہوا۔

"کونسی میٹنگ۔"

اس نے حیرت سے سوال کیا تو لیزے کو اس کی دماغی حالت پہ شعبہ ہوا تھا۔

"جس کیلیے آپ باہر نہیں گئے۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی تو ادیان نے متبسم نگاہوں سے اس کا کامنی کا سراپا دیکھا تھا جو لیان کے ہونے کے بعد بھی ویسا ہی تھا۔

"اوہ وہ میٹنگ وہ تو میں اب شروع کرنے والا ہوں۔"

اس نے معنی خیزی کے ساتھ سرتاپا اسکا جائزہ لیا تو لیزے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"چلیں پھر آپ اپنا کام وائنڈ اپ کرلیں میں لیان کے پاس ہی ہوں۔"

وہ رسانیت سے بولتے اس سے پہلے کہ ٹیرس سے باہر نکلتی ادیان نے ایک جھٹکے میں اسے اپنی سمت کھینچا تھا کہ وہ کسی لچکیلی ڈال کی مانند اس کے وجود کا حصہ بنی تھی۔اس نے حیرت سے پلکیں واں کیے اس کی جانب دیکھا جو محبت سے اس کے ایک ایک نقوش پہ انگلیوں کا لمس چھوڑرہا تھا۔

"تمہارے بغیر میٹنگ کیسے ہوگی میری چھوٹی سی جان۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے خمارآلود لہجے میں بولا تو لیزے کے وجود میں برقی سی دوڑ گئی۔

"ایک منٹ ایک منٹ مطلب آپ نے جھوٹ بولا۔"

وہ اپنی کپکپاہٹ پہ قابو پاتے صدمے کی کیفیت میں چیخی تو ادیان نے معصومیت سے اثبات میں سرہلاتے اس کی گردن میں جھولتے لاکٹ کو چھوا تھا وہ بے ساختہ لرزی تھی۔

"تمہارا باڈی گارڈ سوگیا۔"

اس نے لیان کے متعلق پوچھا تو لیزے نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا جانتی تھی کہ ابھی وہ چڑجائے گا اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی اگلے ہی لمحے وہ چڑ کر کینہ توز نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔

لیزے اس کے تاثرات دیکھتے کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔دیان نے سرعت سے اسے باہوں میں بھرتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

"دیان چھوڑیں پلیز۔"

اس اچانک ہوئی افتاد پہ وہ بوکھلا کر رہ گئی۔اس نے وارڈروب کے قریب لاتے اسے نیچے اتارا تو ایکدم ٹھنڈے سے گرم میں آنے کے بعد ایک کپکی سی طاری ہوئی تھی۔

"یہ چینج کر کے آؤ۔"

اس کی آواز پہ لیزے نے سہمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے حلق تر کیا۔اس کے ہاتھ میں وہی گلابی ٹراؤزر شرٹ تھا۔

"ادیان میں بلکل نہیں پہنوں گی یہ۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولتے لیان کی سمت بڑھی تھی لیکن ادیان نے ایک ہی جست میں اسے جکڑتے اس کے گال کو شدت بھرے انداز میں چھوتے وہ اس کے ہاتھ میں تھمایا تھا۔

"اگر نہیں پہن سکتی تو یہ زحمت میں بھی اٹھا سکتا ہوں ویسے۔"

وہ خمار آلود نگاہوں سمیت بولا تو لیزے بھاگنے والے انداز میں واشروم کی سمت بڑھی تھی۔اس کے جاتے ہی ادیان قہقہ لگاتے لیان کی سمت متوجہ ہوا تھا۔

"ادیان۔"

اس کے سینے سے لگی وہ اس کے شرٹ کے بٹنوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے اشتیاق سے بولی۔وہ ڈریس پہن کر جب وہ باہر آئی تھی پہلے پہل تو وہ جھجھکی تھی لیکن ادیان کا نارمل انداز دیکھتے وہ پرسکون ہوگئی تھی تبھی ریلیکس انداز میں گویا ہوئی۔

ادیان جو لیپ ٹاپ میں مصروف ساتھ ساتھ سیگریٹ کے گھرے کش لے رہا تھا اس کی آواز پہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"ہمم بولو۔"

اس نے مسکراتے ہوئے اس کے سیاہ گھنے گیسوؤں کو سنوارا تھا۔لیزے کی ہمت مزید بڑھی۔

''ایک فرمائش کروں آپ سے۔''

وہ ناک منہ چڑھاتے ہوئے بولی تو ادیان نے فقط ہنکارہ بھرا۔

''ضرور اگر پوری کرنے والی ہوئی تو ضرور کروں گا۔''

وہ محبت سے بولا تو لیزے نے چمکتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

''میں جانتی ہوں کہ آپ میری فرمائش ضرور پوری کریں گے۔''

وہ پریقین لہجے میں بولی تو ادیان نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی۔

''نو بٹرنگ بے بی۔''

وہ تنبیہی لہجے میں بولا تو لیزے نے سر کھجایا۔

''اچھا تو پھر سنیں مجھے نہ آپ آج کچھ اپنے ہاتھوں سے کچھ بنا کر کھلائیں۔''

وہ پرشوق نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی ساتھ ہی اس کے گالوں کو چھوا تھا۔

"کیا کہا ابھی تم نے۔"

ادیان کو جیسے اپنی سماعتوں پہ یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اس کو کیسے سکون سے کہہ رہی ہے۔وہ ادیان شاہ جس کے سامنے کسی کے بولنے کی.جرأت نہیں ہوتی اس کی بیوی نے سہی اسے اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے۔

"چلیں نا ادیان یہ ڈرامے مت کریں۔"

وہ اس کا بازو کھینچتے ہوئے زبردستی کرتے ہوئے بولی تو ادیان نے سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"تم مجھ پہ حکم چلا رہی ہو علیزے ادیان شاہ۔"

وہ سرد مہری سے بولا تو لیزے کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے ڈھلے تھے جبکہ ادیان کے بازوؤں.پہ اس کی گرفت ڈھیلی پڑی۔

"نہیں بس ایک فرمائش کررہی تھی اگر نہیں بنانا تو کوئی بات نہیں۔"

وہ اس کے چہرے پہ سخت تیور دیکھتے دھیمے لہجے میں بولتی پیچھے ہوئی معاً عقب سے ہی اپنے گرد حصار محسوس کرتے وہ چونکی تھی۔

"علیزے ادیان شاہ کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ اس پہ حکم بھی چلا سکے۔"

وہ اس کے گال کے ساتھ گال مس کرتے چاہت آمیز لہجے میں گویا ہوا تو لیزے نے نم نگاہوں سمیت اسے دیکھتے اس کے سینے پہ مکہ جڑا تھا۔ادیان نے محبت سے اسے خود میں سمیٹا تھا۔

وہ اسے اور لیان کو لیے کچن کی جانب بڑھا۔یہ ایک شاندار طرز کا اوپن کچن تھا جہاں ضرورت کی ہر چیز مہیا تھی۔اس نے آتے ساتھ ہی لیزے کو اپنے سامنے رکھی کرسی پہ بٹھایا اور لیان کو شیلف پہ بٹھایا تھا۔

"جی میم کیا پیش کیا جائے آپ کی خدمت میں۔"

وہ مودب لہجے میں بولا تو لیزے نے منہ پہ ہاتھ رکھتے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"آپ کے ہاتھوں سے سب کچھ قبول ہے مسٹر۔"

جواباً وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"میرا بیٹا کیا کھائے گا۔"

وہ اب لیان کے بال سنوارتے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ڈوڈلز"

(نوڈلز)

وہ بھی چہکتے ہوئے بولا تو ادیان نے اس کا ماتھا چومتے سرعت سے یوٹیوب سے پاستے کی ریسیپی نکالی تھی اور لیزے سے مطلوبہ چیزوں کا پوچھتے اپنے کام میں مصروف ہوچکا تھا۔ لیزے نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

اس نے تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ اپنے دل پہ بسے اس انسان کے ساتھ وہ اتنا لمبا سفر طے کرے گی وہ بھی اس قدر محبت بھرا۔ زندگی میں کس قدر تلخیاں آئی تھی کہ ہر موڑ پہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کا ساتھ بس اتنا ہی ہے لیکن اللہ نے ہر بار ایک نئی امید کے تحت واپس اسے ادیان کے پاس لوٹایا تھا اور آج وہ دنیا کی نظر میں اکھڑ مزاج سرد مزاج اور اکڑو شہزادہ اس کیلیے کچن میں کھڑے ہوکر کچھ بنارہا تھا۔ اس سے بڑی خوش قسمتی اس کیلیے بھلا کیا تھی۔ اگر کوئی اسے خود آکر بھی ادیان کے خلاف کچھ کہتا تو وہ منہ پہ کہنے کا حوصلہ رکھتی تھی کہ اس کا شہزادہ ایسا نہیں ہے۔ وہ یہ سب سوچتے نم نگاہوں سمیت ہنس دی تھی۔

وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ لیان کے معصوم چہرے پہ ٹکی تھی۔کس قدر مشکلوں کے بعد اس ذات نے اولاد کی نعمت سے نوازا تھا نہ اسے۔اور وہ بھی اس شخص سے جس سے وہ بے پناہ عشق کرتی تھی۔

"ماما بے بی۔"

لیان کی آواز پہ وہ جو سوچوں کے گرداب میں پھنسی ہوئی تھی چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی جو پوئم میں موجود بے بی کو اسے دکھا رہا تھا۔لیزے نے اسے دیکھتے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"بابا لیان بے بی۔"

اب کی بار اس نے ادیان کو متوجہ کرنا چاہا جو پوری دلجمعی سے پاستہ بنانے میں محو تھا ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا۔اس کی بات کا مفہوم وہ کہی نہ کہی سمجھ چکا تھا۔

"نو لیان از اونلی ون۔"

اس نے سنجیدگی سے اسے ٹوکا تو وہ غصے سے اسے دیکھے گیا۔اس کی بات کا مفہوم اب لیزے کو بھی سمجھ آچکا تھا لیکن وہ لب سختی سے بھینچ گئی کیونکہ اس بابت وہ بھی بارہا بار ضد لگا چکی تھی لیکن اس نے ہر بار اپنے موقف پہ ڈٹتے اسے ٹالا ہی تھا۔

"دیان وہ بچہ ہے اسے ایسے ہی بہلادیں۔"

وہ اسے لتاڑتے ہوئے بولی تو ادیان نے سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں وہ باتیں کرتا ہی نہیں جس کا کوئی وجود نہ ہو۔"

وہ سختی سے بولا تھا تو لیزے نے فلحال خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی کیونکہ بات کو طول دینے کا مطلب لڑائی تھا اور وہ اس قدر خوشگوار ماحول کو سوگواری میں نہیں بدل سکتی تھی۔

پاستہ تیار ہوتے ہی ادیان نے ایک ماہر شیف کی طرح اس کے سامنے پیش کیا تو وہ نفی میں سر ہلاگئی۔

"یہ کھلائے گے بھی آپ ہی مجھے۔"

وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی تو ادیان نے مسکراتے ہوئے چمچ اس کے چہرے کے قریب کیا تھا۔اس کام سے فارغ ہوتے ہی لیزے جیسے ہی برتن کچن میں رکھ کر واپس لوٹی تو وہ اسے اپنے سینے پہ لٹائے اس سے باتوں میں مصروف تھا۔

"تھینکیو سو مچ بہت ہی تھا پاستہ۔"

وہ اس کے گال پہ لب مس کرتے ہوئے بولی تو ادیان نے اسے بھی اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا تھا۔

"ادیان ہم بھی باہر چلیں۔"

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اس کی آواز ادیان کی سماعتوں میں گونجی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے ان لوگوں کو بھی بول دیا ہے وہ واپس لوٹنے والے "ہونگے ویسے بھی ہلکی ہلکی برفباری شروع ہوچکی ہے۔"

ادیان نے اس کی بات کو کسی کھاتے میں ہی نہیں لیا تھا اود اسے برفباری کے متعلق آگاہ کیا تھا۔

"چلیں دیں اسے مجھے یہ سو گیا ہے میں اپنے ساتھ لٹا لوں۔"

وہ لیان کو تھامتے ہوئے بولی لیکن ادیان نے ماتھے پہ تیوریاں سجائے نفی میں سر ہلایا تھا۔لیزے نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جو اب اسے بیڈ کراؤن کے ساتھ لٹاتے اس کے اطراف کو کور کر رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز نکلی تو ادیان نے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے نیم دراز ہوتے اسے اپنے حصاد میں لیا تھا۔

"مجھے ہمادے درمیان کچھ بھی برداشت نہیں ہے خواہ وہ ہمارا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔"

وہ شدت بھرے انداز میں بولتے اس کو سختی سے باور کرا گیا۔لیزے نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ادیان وہ چھوٹا سا بچہ ہے۔"

لیزے نے اسے باور کرایا لیکن وہ ادیان ہی کیا جو بات کو سمجھ جائے۔

"تو مجھے بھی اس معاملے میں بچہ ہی سمجھ لو مجھے کچھ خاص فرق نہیں پڑتا۔"

وہ تنک کر بولتے اس کے گرد گھیرا مزید تنگ کرگیا تھا۔لیزے ایک نظر سوئے ہوئے لیان پہ ڈالتے گہرا سانس بھرتے ادیان کی گردن میں چہرہ چھپاگئی تھی۔ادیان نے اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو محسوس کیا تھا۔

اگلے دن ان سب کا مری مال روڈ جانے کا پلان تھاتاکہ سب کی خریداری کرسکیں ویسے بھی اگلے دن واپسی تھی ان سب کی تو ان سب نے شاپنگ وغیرہ کر کے کھانا وغیرہ باہر ریسٹورینٹ میں ہی کھانے کا سوچا تھا۔سب اپنی اپنی بیویوں کو لیے الگ الگ کونے میں گھوم رہے تھے۔یہ فیملی ٹرپ ان سب کیلیے ایک یادگار ٹرپ رہا تھا۔گھر میں سب کیلیے کچھ نہ کچھ خرید کر ان سب نے شاپنگ بیگز اٹھائے مال روڈ کے مشہور لنٹوٹس ریسٹوریںٹ کا رخ کیا تھا۔وہ لوگ جیسے ہی وہاں داخل ہوئے تو وہاں کے مینیجر نے اچھے طریقے سے ان کا استقبال کیا اور ایک فیملی کیبن کی جانب چلنے کا اشارہ کیا۔ادیان کے علاوہ باقی سب حیران پریشان اس پروٹوکول کو محسوس کررہے تھے۔ادیان اس کی کارگردگی کا سوچتے ہولے سے مسکرادیا تھا۔

"ادیان ویسے میرا نہیں خیال کہ اب تم نے ریسٹورینٹ میں کیبن بھی بک کرایا ہوگا۔"
رائم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو ادیان نے مشکل سے مسکراہٹ ضبط کرتے کندھے اچکائے تھے۔

"لیان یہ کیا حرکت ہے گندے بچے۔"
اسی دوران لیزے کی کرخت آواز کے ساتھ لیان کی کھلکھلاتی ہنسی پہ وہ سب ان کی جانب دیکھنے پہ مجبور ہوئے تھے جہاں دہی لیزے کے کپڑوں کو اچھا خاصہ گندا کرچکی تھی۔وہ جھلاتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"لیزے آرام سے یہ پبلک پلیز ہے۔"
رائم کی سنجیدہ آواز پہ وہ کچھ خجل سی ہوگئی تبھی انابی کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔
"لیزے آپی میں چلتی ہوں آپ کے ساتھ آپ بیٹھیں انابی آپی۔"
فاریہ انابی سے کہتی خود لیزے کے ساتھ واشروم کی سمت چل دی۔وہ دونوں وہاں سے فراغت حاصل کرتے واپس اپنے کیبن کی جانب بڑھ رہی تھی معاً کسی غیر معمولی حرکت پہ ان کو رکنا پڑا تھا

"ہیلو بیوٹیفل لیڈیز۔"

اپنے عقب سے آنے والی بچگانہ آواز پہ ان دونوں نے حیرت سے گردن موڑتے اپنی پشت پہ دیکھا جہاں تقریباً سات آٹھ سال کا بچہ کھڑا شرارت سے انہیں ہی دیکھتے مسکرارہا تھا۔سیاہ پینٹ شرٹ ساتھ جوگرز پہنے وہ بچہ انہیں بہت پیارا لگا۔ لیزے اور فاریہ نے حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔اتنا چھوٹا بچہ اور انداز چیک کرو ذرا اس کے۔

"بیٹے بری بات ایسے کسی لڑکی کو نہیں چھیڑتے۔"

لیزے نے اس کا گال تھپتھپاتے سمجھانے والے انداز میں کہا تو اس بچے نے سرتاپا ان دونوں کا جائزہ لیا تھا۔لیزے فاریہ دونوں اس کی حرکت پہ سٹپٹا گئی۔

لیکن آپ دونوں تو لڑکیاں نہیں بلکہ آنٹی ہے۔لڑکیوں کو چھیڑنا بری بات ہے آنٹیوں کو"

"نہیں۔

اس نے معصومیت سے بولتے ان دونوں کے چھکے چھڑائے تھے۔وہ دونوں پورا منہ کھولے صدمے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھیں۔

"اوئے ٹھرکی انسان آنٹی کون۔"

فاریہ نے اس کا گال کھینچتے مصنوعی غصے سے پوچھا ورنہ ہنسی تو بہت آرہی تھی اس کی باتوں پہ۔

یہاں آپ میں اور یہ ہیں تو میں تو لڑکا ہوں باقی بچی آپ دونوں تو ظاہری سی بات ہے" "آپ کو بولا ہے۔

اس کی اس قدر عقلمندانہ بات پہ ان دونوں کو تو غشی طاری ہوگئی۔اس نے تو جیسے ان دونوں کو لاجواب کردیا تھا۔

حائم بری بات چلو میرے ساتھ۔ایم سوری اس نے پریشان کیا دراصل یہ ایسا ہی" "ہے۔

اس لڑکی کی مترنم آواز نے لیزے اور فاریہ نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا تھا جس نے عبایاں اور نقاب کیا ہوا تھا صرف اس کی آنکھیں ہی دکھ رہی تھی۔انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ اس کی آنکھیں بے تحاشہ خوبصورت ہے۔

"نہیں کوئی بات نہیں بہت پیارا بیٹا ہے آپ کا۔"

لیزے اس کا گال تھپتھپاتے مسکراتے ہوئے اپنے ٹیبل کی سمت بڑھ گئی تھی۔

"یار جو بھی ہے اتنا اچھا پروٹوکول مل گیا یہی بہت ہے ہمارے لیے۔"

فہد نے اطمینان سے بولتے صوفے سے پشت ٹکائی تھی۔سب تاسف سے اسے دیکھتے رہ گئے۔اتنی دیر میں لیزے اور فاریہ بھی آگئی تھی۔ادیان نے ویٹر کو آرڈر لکھوایا تو وہ سب ایک بار پھر باتوں میں مصروف ہوگئے معاً ادیان کی نگاہ دور سے آتے شخص پہ ٹھہر سی گئی۔لبوں پہ خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔وہ ان سب کو اشارہ کرتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس شخص کی جانب چل دیا۔

"ویلکم مسٹر جے۔"

ادیان قہقہہ لگاتے ہوئے اس کے گلے سے لگا تو وہ بھی جواباً قہقہہ لگا اٹھا۔اس کی فیملی سے سلام دعا کرتے ادیان نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا لیکن سب لڑکے اندر آنے والی شخصیت کو دیکھتے حیران رہ گئے۔

"یہ لو بھئی ملو اس سے مسٹر جے۔"

ادیان نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ مصنوعی ناراضگی سے منہ بنا گیا۔

"ادیان بھائی بس کریں نہ ویسے میرے خیال میں مرد حضرات تو مجھے پہچان چکے ہونگے لیکن ان سب لیڈیز کیلیے تعارف کرواؤ تو مائی سیلف جازم نیازی اینڈ میٹ مائی وائف مسز جازم نیازی۔ یہ میرے بیٹا حائم نیازی باقی اسی کا ٹوئنز اپنے دادو کے پاس ہے کیونکہ وہ ٹھہر جاتا ہے لیکن یہ تو کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔"

اس کے تعارف کرانے کے انداز پہ باقی سب تو ہنس دیے البتہ لیزے اور فاریہ نے اس بچے کی جانب دیکھا جو ان دونوں کو دیکھتے ہاتھ ہلا گیا تھا۔ وہ دونوں گڑبڑاتے چہرہ جھکا گئی۔

"تم سب پوچھ رہے تھے دوسرے معرکے کی بات تو اس میں ان محترم نے میرا بہت ساتھ دیا ہے۔"

ادیان نے ان کے جگہ سنبھالتے ہی سنجیدگی سے اس دن کی ساری بات ان سب کے گوش گزار دی تھی۔

"تم نے کسی سے اس بابت ذکر کرنا بھی ضروری نہں سمجھا ادیان کوئی مسئلہ ہوجاتا تو۔"

رائم نے سختی سے اسے ٹوکا۔

"تو تمہارا کیا تھا تم آج کی طرح وہ بات بھی مجھ پہ پھینک دیتے۔"

ادیان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو وہ کھسیا سا گیا۔

ایکسکیوزمی لیڈیز معذرت کے ساتھ آپ سب کی بات پہ دخل اندازی کررہا ہوں لیکن"

"میں نے آپ سب کیلیے ایک الگ کیبن بک کرایا ہے اگر آپ کو کوئی ایشو نہ ہو تو۔

اس کی بات پہ مفرہ نے اسے ایک ذبردست گھوری سے نوازا تھا کیونکہ وہ پہلے بھی اسے ٹوک چکی تھی کہ ایسا کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ بعد میں کھالے گی لیکن اس نے پہلے کبھی سنی ہے جو سب سنتا۔

وہ سب خوشدلی سے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھ چکی تھی۔

"یہ کس پہ چلا گیا ہے کتنا کیوٹ ہے ماشاءاللہ۔"

روشی اس کا گال چھوتی محبت سے بولی تو حائم نے ان کی ہاتھ کی پشت پہ بوسہ دیا تھا۔مفرہ نے کھسیانی ہنسی ہنستے ان سب کی جانب دیکھا جبکہ باقی سب اس کی حرکت پہ مسکراہٹ دبا گئی تھی۔

دراصل کہنا تو یہ چاہیے کہ یہ اپنے بابا پہ گیا ہے لیکن میں غلط بیانی سے کام بلکل "نہیں لوں گی یہ تو ان سے بھی پہنچی ہوئی چیز ہے۔

وہ ہنستے ہوئے بولی تو باقی سب بھی مسکراتے ہوئے کھانے کی سمت متوجہ ہوئے تھے اس دوران حائم نے تینوں بچوں کو اچھی طرح باتوں میں مصروف کرلیا تھا۔

دراصل جازم کسی ضروری میٹنگ کی بدولت اسلام آباد آیا تھا اور وہاں سے کام مکمل ہوتے ہی ان کا اچانک مری کی سیر کا پروگرام طے ہوا تھا لیکن یہاں آکر ادیان سے بات کرکے اسے علم ہوا تھا کہ وہ لوگ بھی یہی ہے تبھی وہ ایک بار پھر ان سب سے ملنے چلا آیا۔ ویسے بھی بزنس ٹرمز کی بدولت ان کی ملاقات وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی۔

اسی طرح ایک اچھا وقت ایک ساتھ گزار کر جازم مفرہ ان سب سے الوداع کرتے اپنے سفر پہ روانہ ہوگئے تھے جبکہ باقی سب کا رخ بھی اپنے فلیٹ کی جانب تھا۔

"بھائی میں اور فاریہ کچھ دیر میں آئیں گے۔"

فاریہ جو پہلے ہی بڑھتی سردی اور اس ٹھٹھرتی رات میں سردی سے بے حال ہورہی تھی اس کی بات پہ اسے دیکھ کر رہ گئی جبکہ ادیان نے سنجیدگی سے اثبات میں سرہلایا تھا۔ وہ

سب واپسی کی جانب چل دیے جبکہ فہیم فاریہ کے گرد حصار باندھتے دوسری جانب چل دیا۔

"میری طبیعت پہلے ہی خراب ہے۔"

وہ سوں سوں کرتی ہوئی بولی۔چہرہ سردی کی شدت سے سرخ پڑرہا تھا۔فہیم نے تفکر سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کی طبیعت سیٹ کرنے کی خاطر ہی تو یہاں رکا ہوں میں۔"

وہ اس کے ہاتھ تھامتے سہلاتا ہوا بولا تو فاریہ لرزتی ہوئی مزید اس کے اندر گھسی تھی۔

"یہ دیکھیں کتنا ناک بہہ رہا ہے۔"

وہ اپنی ناک کی جانب اشارہ کرتے روہانسی ہوتے ہوئے بولی اور اپنی آستین سے ناک رگڑی تھی۔ فہیم نے جھنجھلاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جس کی یہ عادت ابھی بھی برقرار تھی۔ جینز پہ لانگ کوٹ پہنے گلاب چہرہ حجاب کے ہالے میں مقید تھا ناک بے تحاشہ سرخ ہوتے سٹرابیری کا منظر پیش کرری تھی۔ فہیم کو تو وہ اس سرد رات کا حصہ معلوم ہوئی تھی۔

"فاریہ بری بات ناک ایسے نہیں رگڑتے ناک کو۔ دیکھو کتنی سرخ پڑ گئی ہے۔"

وہ اسے سرزنش کرتے ہوئے بولا ساتھ ہی اپنی جیکٹ کی پوکٹ سے رومال برآمد کراتے اس کی جانب بڑھایا تھا۔ فاریہ نے خشمگین نگاہوں سے فہیم کی جانب دیکھتے رومال کی جانب دیکھا تھا۔

"میں نہیں کرتی اس سے صاف۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی تو فہیم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"مطلب۔"

اس نے پریشانی سے پوچھا۔

"مجھے ایسے مزا آتا ہے۔"

یہ کہتے ساتھ ہی اس نے فہیم کی شرٹ سے ناک رگڑا تھا۔ فہیم جو اس کی بات سمجھنے کی تگ و دو میں تھا اس کی حرکت پہ ساکت رہ گیا۔

"فاریہ۔"

اس نے تنبیہی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر اپنی قمیض کو دیکھا تھا جو درمیان سے ہی گندی ہورہی تھی۔وہ تاسف سے سر ہلاکر رہ گیا۔

"دوست آئسکریم کھائیں۔"

اس نے سڑک کی دوسری جانب موجود آئسکریم بار کی جانب اشارہ کیا اور پرشوق نگاہوں سے فہیم کی جانب دیکھا لیکن وہ اس کی مزید کوئی بات سنے بغیر سرعت سے نفی میں سر ہلاگیا تھا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے حالت دیکھو اپنی۔سردی انتہا کی ہے اور محترمہ کو آئسکریم کھانی ہے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولا تو فاریہ نے منہ پھلاتے چہرہ دوسری جانب موڑلیا معاً اپنے شانوں کے گرد اس کی خوشبو محسوس کرتے اس نے حیرت سے اپنے شانوں پہ لپٹی اس کی شال کو دیکھا تھا جسے دیکھ کر اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ اس کے حصار میں آگئی

ہو۔اس نے متبسم نگاہوں سے فہیم کی جانب دیکھا تھا جو محبت سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو بھی ٹھنڈ لگ جائے گی۔"

اس نے اپنے اوپر سے اس کی شال اتارتے پریشانی سے کہا لیکن وہ اس کے شانوں پہ دباؤ ڈالتے نفی میں سر ہلا گیا تھا۔

کوئی بات نہیں اپنی بیماری مجھے برداشت ہے لیکن میری زندگی بیمار ہوئی تو اس کے"

"ساتھ میری صحت پہ بھی برا اثر پڑے گا۔

وہ اس کی دونوں آنکھوں میں بھرپور انداز میں اپنا لمس جگاتا ہوا بولا تو وہ مبہوت سی اسے دیکھے گئی جو اپنی ان چھوٹی چھوٹی عادتوں کی وجہ سے ہی اس کے دل پہ راج کرنے لگا تھا معاً اپنی اپنے نین کٹوروں پہ اس کا لمس محسوس کرتے وہ بوکھلا گئی۔

"دوست یہ ہمارا گھر نہیں ہے باہر ہیں سب دیکھ رہے ہیں۔"

وہ بازپرس کرتے ہوئے بولی تو فہیم نے قہقہہ لگایا تھا۔

"کوئی بات نہیں یہ گھر میرا نہیں لیکن بیوی تو میری ہی ہے نا۔"

وہ اس کی ناک ہولے سے دباتے اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکا گیا۔ کچھ دیر تو وہ اس فسوں خیز ماحول کا حصہ رہے معاً اپنے اوپر پڑنے والی بوندوں سے انہیں احساس ہوا کہ اچھی خاصی دیری ہو چکی ہے۔

پتہ نہیں ہے کیا میرا دل کر رہا ہے کہ آپ کی یہ چھوٹی سی نوز کھا جاؤں۔ ریڈ ریڈ سی"

"سٹرابیری لگ رہی ہے۔

وہ مسکراتے ہوئے بولا تو فاریہ نے گندا سا منہ بنایا تھا۔

"ییخ دوست۔"

وہ مصنوعی ابکائی کرتے ہوئے بولی تو فہیم اس کی معصومانہ حرکت پہ اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔

"میرا معصوم سا پمپکن۔"

وہ اسے لیتے آگے کی جانب بڑھ گیا تھا معاً ایک مارکیٹ میں دکھائی دیتی گولڈ کی شاپ پہ وہ بے ساختہ رکا تھا اور اسے اپنے ساتھ لیے مارکیٹ کے اندرونی حصے کی جانب چل دیا۔

"اب کہاں جا رہے ہیں ہم۔"

وہ حیرانی سے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے بولی ساتھ ہی اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"آپکو کڈنیپ کر کے بلکل نہیں لے جارہا کیونکہ اگر کرنا ہی ہوتا تو بیوی کے علاوہ کسی اور مخلوق کو کرتا۔"

اس کی بات پہ وہ بوکھلائی تھی معاً دوسری مخلوق کا سنتے ہی تاثرات سرعت سے بدلتے سخت ہوئے تھے۔

"ہاہا ویری فنی۔آپ کو میرے علاوہ کوئی سوٹ نہیں کرتی۔"

وہ پراعتماد لہجے میں بولتے فہیم کے دل کو ایک انوکھے سے جذبے سے روشناس کرا گئی تھی۔اس نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"واہ کیا خوش فہمی ہے۔کہتے ہیں کتا پال لو بلی پال لو لیکن خوش فہمی ہرگز نہ پالو۔"

وہ اسے چڑانے کی غرض سے بولا۔

"یہ خوش فہمی بلکل نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت ہے کہ دوست پہلے بھی فاریہ کے تھے اب بھی فاریہ کے ہے

وہ مسحور کن لہجے میں بولتے فہیم کو مسمرائز کرگئی تھی اور یہی آکر وہ بے بس ہوجایا کرتا تھا جب وہ پورے حق سے کوئی بات کیا کرتی تھی تو کیسے ممکن تھا کہ وہ رد کردیتا۔
اور مرتے دم تک فہیم شاہ پہ صرف فاریہ کا ہی حق ہے۔جب ایسے حق چلاتی ہو نا مجھ پہ تو بس یہاں میں پوری طرح بے بس ہوجاتا ہوں زندگی۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ انسان ''پوری طرح ناکارہ ہوگیا ہے۔
وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے اس کے پھولے پھولے سیب جیسے گالوں پہ لب رکھ گیا تھا۔فاریہ نے گھبرا کر اردگرد دیکھا اور اکا دکا لوگ ہی تھے۔
''چلو اب یہاں میری مرضی سے سب کچھ ہوگا۔''
فہیم نے اس کا چھوٹا سا ہاتھ تھامتے جیولیری شاپ کا رخ کیا تھا اور ایک نظر ایک ہی بے داغ سرخ ہوتی ناک کو دیکھا تھا جہاں وہ ابھی ظلم ڈھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔
''یس سر ہاؤ کن آئی ہیلپ یو۔''
ایک سیلز گرل ان کے قریب آتے بولی۔
''بلکل لائٹ سی نوز پن دکھادیں۔''

اس نے سنجیدگی سے کہتے فاریہ کی جانب دیکھا تھا جو بدک کر اس سے فاصلہ قائم کرگئی تھی۔

"یہ والی آپ ان کی ناک کی زینت بنادیں۔ بس خیال کیجیے گا درد نہ ہو۔"

وہ ایک ناز پن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا تو فاریہ نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیھا تھا۔

"تو میں نہیں پہنوں گی پلیز درد بھی ہوگی اور میں ابھی چھوٹی سی ہوں آنٹی لگوں گی۔"

وہ اس کا بازو تھامتے باہر کی جانب لے جاتے ہوئے بولی لیکن فہیم نے اس کی ایک بھی سنے بغیر سیلز گرل کو قریب آنے کا اشارہ کیا تھا جو اس خوبصورت کپل کو دیکھ رہی تھی۔

بلکل بھی درد نہیں ہوگا جان میری۔ میرے لیے تو پہنو گی نہ آپ کے دوست کو پسند ہے۔"

وہ اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے بولا تو فاریہ نے پانیوں بھری آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔"

وہ ناراضگی سے کہتی رخ پھیر گئی تھی البتہ اس کا ہاتھ تھامنا نہیں بھولی تھی۔وہ سیلز گرل اب سنجیدگی سے مارک کرتے نوز پن اٹھارہی تھی۔اگلے ہی لمحے اپنے ہاتھ پہ دباؤ محسوس کرتے اس نے اپنی بے تاب نگاہیں اس کی ناک کی سمت اٹھائی تھی جہاں گولڈ کی نازک سی نوز پن اس کا ناک ہلکا سا زخمی کرچکی تھی۔وہ وہاں سے پے کرتا اسے اپنے حصار میں لیتا خوشی خوشی باہر نکلا تھا۔

اپنی چکنی چپڑی باتوں میں اس لیے پھنسایا تھا نہ تاکہ میں یہ کرالوں۔اتنا درد ہورہا ہے" مجھے۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔اسے تو یہی سوچ سوچ کر کچھ ہورہا تھا کہ اب گھر میں بھی سب اسے آنٹی کہ کر پکاریں گے۔

فہیم نے اس کی بات پہ اس کی ناک پہ ہولے سے لب رکھے تھے جیسے مرہم رکھنا چاہ رہا ہوں۔فاریہ نے آنکھیں موندتے اس کے لمس کو محسوس کیا تھا۔ایک حسین لمحہ ان دونوں کے درمیان آکر ٹھہر گیا تھا۔انہی باتوں کے درمیان وہ دونوں فلیٹ کے لان میں پہنچ چکے تھے۔

"ابھی بھی ناراضگی ہنوز قائم ہے کیا۔"

وہ اسے اپنے پیروں پہ کھڑا کرتے ہولے ہولے جھومتے ہوئے بولا تو فاریہ نے نروٹھے انداز میں ہاں میں سر ہلایا تھا۔ فہیم نے شرارت آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے سرعت سے اسے گدگدانا شروع کیا تھا وہ ناراضگی بھلائے کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

"دوست نہیں چھوڑیں۔"

وہ مسلسل ہنستے ہوئے بول رہی تھی لیکن فہیم تو جیسے اس کی ہنسی میں ہی کھوگیا تھا۔ جس کے ساتھ اس کے گالوں کے بھنور بھی مسکرا رہے تھے۔ وہ بے ساختہ جھکا تھا اور اس کے گالوں پہ لب رکھ گیا۔

آپ جانتی ہو کہ میں آپ سے کس قدر محبت کرتا ہوں۔ میری سانسوں میں روانی کا"

"باعث ہے یہ میری بھولی سی جاناں۔

"آئی لو یو سو مچ میرے لڈو۔"

وہ اس کے پھولے پھولے گال کھینچتا ہوا بولا۔

فاریہ نے متبسم نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا اور بے ساختہ جھکتے اس کے گال پہ اپنا محبت بھرا پہلا لمس چھوڑا تھا۔ یہ کرتے ہی وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی تھی۔

"آئی لو یو ٹو فہیم۔"

"میں بھی آپ سے بہت بہت زیادہ والا پیار کرتی ہوں۔ اتنا کہ میرے لیے سب سے پہلے بھی آپ ہیں اور سب سے آخر میں بھی آپ مختصر کہوں تو میری دنیا بس آپ تک محدود ہے۔"

وہ پہلی بار اس کا نام اپنے لبوں سے ادا کرتی اسے معتبر کر گئی تھی۔ فہیم نے اس کا حجاب کھولتے اس کے سیاہ گیسوؤں میں چہرہ چھپایا تھا۔

"فہیم کی جان فہیم کا دل فہیم کی دھڑکن۔"

وہ خمار آلود لہجے میں بولتے اسے اپنے قریب تر کر گیا تھا۔ بارش کی بوندیں انہیں بری طرح بھگا رہی تھی لیکن وہ اس سب سے بے نیاز ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے۔ ایک آپ کا من پسند ساتھی سونے پہ سہاگا ایسا دلفریب اور رومانوی موسم ان دونوں کے

درمیان ایک انتہائی خوبصورت لمحہ آکر ٹھہر گیا تھا۔ فہیم اپنی گردن پہ اس کی مدھم پڑتی سانسیں محسوس کرتے کمرے کی جانب چل دیا۔

اس کے اگلے دن ہی وہ سب خیر و عافیت سے گھر واپس لوٹ آئے تھے۔ زندگی ایک بار پھر اپنی ڈگر پہ چلنے لگی تھی۔ فاریہ نے ایک بار پھر کالج جانا شروع کردیا تھا۔ سب اپنی اپنی زندگیوں میں مگن تھے۔

کچھ دنوں سے اسے اپنی طبیعت بلکل ٹھیک نہیں لگ رہی تھی جو کھاتی وہی اگل دیتی تھی۔ سب کو یہی لگا تھا کہ موسم کی تبدیلی کی بدولت یہ سب ہوا ہے لیکن اس کی زیادہ ہی طبیعت خراب ہوتی دیکھ فیملی ڈاکٹر کو گھر ہی بلالیا گیا تھا۔ انہوں نے جو خوشخبری سنائی وہ سب کے اعصابوں پہ ٹھنڈک بن کر اتری تھی۔ وہ سب اسے گلے لگاتے مبارک باد دے رہے تھے اور ایک وہ تھی کہ اس کا رونا ہی بند نہیں ہورہا تھا۔ کچھ کم عمری اور نا سمجھی کی بدولت عجیب سے احساسات ہورہے تھے جو وہ خود سمجھنے سے قاصر تھی۔ ابھی تک اس کا سامنا فہیم سے بھی نہیں ہوا تھا وجہ اس کا ہسپتال ہونا تھا۔

فاریہ میری جان کیوں خود کو ہلکان کررہی ہو۔یہ دیکھو لیان بھی صبح سے کتنی ضد کررہا
ہے تمہارے پاس آنے کیلیے۔"

لیزے نے اسے مسلسل ایک ہی زاویے پہ بیٹھا دیکھ جھڑکنا ضروری سمجھا تو وہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئی تھی۔اتنی دیر میں ادیان بھی وہی آگیا اور اسے سینے سے لگاتے بڑے بھائیوں کی طرح سمجھاتے اس کا مان بڑھایا تھا تبھی وہ کچھ سنبھلی تھی۔

"ادیان آپ اسے لے جائیں نیچے لاؤنج میں ہی میں آتی ہو۔"

وہ لیان کو اسے تھماتے ہوئے بولی تو ادیان نے محبت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"مجھے میری بیوی بھی میرے پاس چاہیے۔"

فاریہ کے سامنے ایسی بات پہ وہ تو شرم سے سرخ پڑی البتہ فاریہ مدھم سا مسکرادی تھی۔

اسے عزہ نے جیسے نم نگاہوں سمیت مسکراتے جیسے ہی یہ اطلاع دی تھی وہ بے یقینی کی کیفیت میں اس کے بابت سوچتے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر وہاں سے نکلا تھا۔

وہ جیسے ہی بھاگنے والے انداز میں کمرے تک پہنچا تو وہ تکیے میں منہ دیئے لرز رہی تھی صاف ظاہر تھا کہ رو رہی تھی۔وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچا۔

"فاریہ میری جان کیا ہوا۔"

وہ اس کا بازو تھامتے اس کا رخ اپنی جانب کرتا ہوا بولا تو وہ کسی لچکیلی ڈال کی مانند اس کے سینے سے لگی رودی تھی۔

"فہیم یہ کیا ہوگیا اتنی جلدی میں کیسے سنبھالوں گی اتنی جلدی یہ سب۔"

وہ روتے روتے بولی تو فہیم نے بے ساختہ اس کی بھیگی آنکھوں کو چوما تھا۔

کچھ بھی نہیں ہوا جان میری۔سب ٹھیک ہے۔اس میں کونسا اتنی بڑی بات ہے میں"
"آپکے پاس ہو۔

وہ مسلسل اس کی پشت سہلاتا اسے رام کرنے کی تگ و دو میں تھا۔

"ابھی میں کالج بھی جاؤں گی تو کیسے۔"

اس کی بات پہ فہیم ناچاہتے ہوئے بھی قہقہہ لگا گیا تھا۔

وہ جس قدر معصوم تھی یہ تو فہیم کو بخوبی اندازہ تھا۔ عموماً ان سب چیزوں کے بابت مائیں سمجھاتی ہیں لیکن اس کی دنیا بس اپنے پاپا تک ہی محدود رہی تھی تبھی فہیم بڑی توجہ اور محبت سے اسے سنبھال رہا تھا۔

"چلیں اب نیچے چلیں۔"

وہ اس کا رونا بند ہوتا دیکھ اس کا چہرہ صاف کرتے محبت سے بولا تو وہ اثبات میں سر ہلادی تھی۔ان سب کو لان میں بیٹھا دیکھ وہ بھی فاریہ کو لیے وہی چل پڑا۔جہاں سب قہقہے لگاتے آیت اور صائم مازہ سے باتوں میں مصروف تھے۔

"ہمارے بچے کس قدر خوش ہیں نا شاہ۔"

وہ لان کی جانب کھلتی کھڑکی سے سب کے کھلکھلاتے چہروں کو نظروں میں بھر کر محبت سے بولی تو اذلان شاہ نے ان کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنایا تھا۔

"یہ سب آپ کی محنت کی بدولت ہے جس کا صلہ آپ کو مل رہا ہے جانم۔"

وہ ان کی جانب عقیدت سے دیکھتے ہوئے بولے تو محرم نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"نہیں شاہ ایسا قطعی نہیں ہے اس کہانی کا ایک اہم حصہ اگر آپ ہی نا ہوتے تو شاید میں آج اس مقام پہ نہ ہوتی۔مجھے جو تقویت جو خوشی جو حوصلہ ملا ہے وہ آپ سے ہی تو ملا ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے مدھم سی بول رہی تھی۔

"آج بھی وہ بیتا وقت یاد کرتا ہوں تو ہنسی آتی ہے میں نے غلطی سے بھی کسی لڑکی کو نظر بڑھ کر دیکھا نہیں تھا اور آپ کو پہلی نظر میں دیکھتے ہی یہ عہد کیا تھا کہ یہ ہی میری ہمسفر ہوگی اور محبت سچی ہو تو وہ ضرور پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے آپ ملی ہیں تو یہ آشیانہ کھلا ہے۔میرے بچے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور آپ میرے وجود کا وہ ادھورا حصہ ہیں جس نے مجھے مکمل کیا ہے۔آپ کے بغیر تو اذلان شاہ کچھ بھی نہیں جانم۔"

وہ ہلکا سا چہرہ ان کی جانب موڑتے مسکرادی تھی۔

اس نے مجھے بہت پریشان کیا ہے اب جب میرا شیر ادیان شاہ سے سارے بدلے"
"لے گا نہ تو اسے اندازہ ہوگا کہ باپ سے لڑائیاں لینے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

وہ ادیان کے ساتھ مستیوں میں مصروف لیان کے معصوم چہرے پہ نظریں جماتے بھاری گھمبیر لہجے میں بولے۔

"وقت کتنا بدل چکا ہے نا شاہ۔"

وہ کھڑکی کے پردے برابر کرتے ہوئے بولیں۔

لیکن یہ بدلتا وقت بھی ہمارے درمیان محبت کو کمزور نہیں کرپایا جبکہ بڑھتے بڑھتے مزید"
"گہرا ہوچلا ہے۔

وہ ان کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ان کی پیشانی کو لبوں سے چھوگئے تھے۔

"دادوں دادو۔"

ہ ابھی بھی ان سحر ذدہ لمحوں کی ضد میں تھے معاً باہر سے آنے والی لیان کی آواز پہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے بے ساختہ ہنس دیے تھے۔اسی ہنسی نے شاہ ولا کے کونے کونے کو یوں مہکایا تھا کہ ہر جانب بس ان کی چھکاریں ہی گونجتی تھی۔اس گھر کے

ہر فرد نے خود پہ آئی ہر آزمائش کو اعتبار اور محبت سے واپسی کی منزل پہ دھکیل دیا تھا اور آگے بھی ایک دوسرے کا ہاتھ تھامتے ایک یقین کے ساتھ عبور کرنا تھا۔اب ان کے درمیان عشق کو بڑھتے ہی چلے جانا تھا اور عشق کی معراجوں کو چھوتے انہیں معتبر کرنا تھا۔

کہا نا پیار ہے تم سے
تو پھر کیوں ضد تمھاری ہے
کہ جب بھی ملوں تم سے
یہی اظہار ہو لب پہ
مجھے تم سے محبت ہے
،تمہیں معلوم ہے جاناں
،محبت تو محبت ہے
،یہ تو آنکھوں میں دکھتی ہے
حسین سے خواب کی صورت

اسے کہنا نہیں پڑتا

بہت چپ چاپ جذبہ ہے

دبے پاؤں ہی چلتا ہے،

مگر جو نقش اس کے ہیں،

بہت ہی گہرے ہوتے ہیں

انہیں کہنا نہیں پڑتا،

مگر اظہار ہوتا ہے

کبھی باتوں کی خوشبو سے

کبھی آنکھوں کی شوخی سے،

تو پھر کیوں ضد تمہاری ہے

کہ جب بھی ملوں تم سے

یہی اظہار ہو لب پہ

مجھے تم سے محبت ہے

****

ختم شد